ماہوار مصور رسالہ

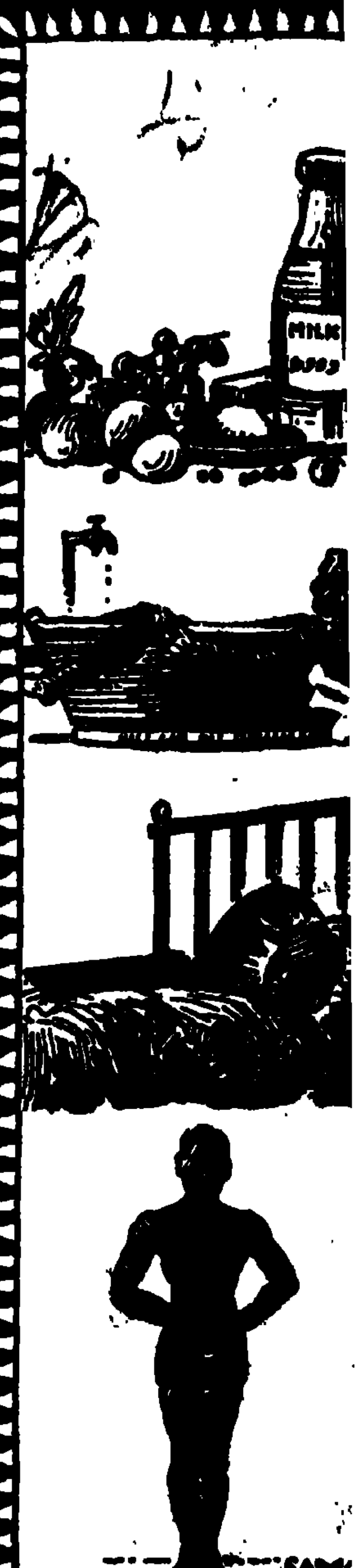
ـظانِ صحت کا

ہمدردِ صحت

نگران

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی





مرتبہ

حکیم حافظ محمد سعید دہلوی



قیمت فی پرچہ چھ پیسے

مقام اشاعت ہمدرد منزل لال کنواں دہلی

ـلانہ ـت معہ اشاعت خاص ایک روپیہ

قرص اجامیہ کی تیاری کے بعض مناظر



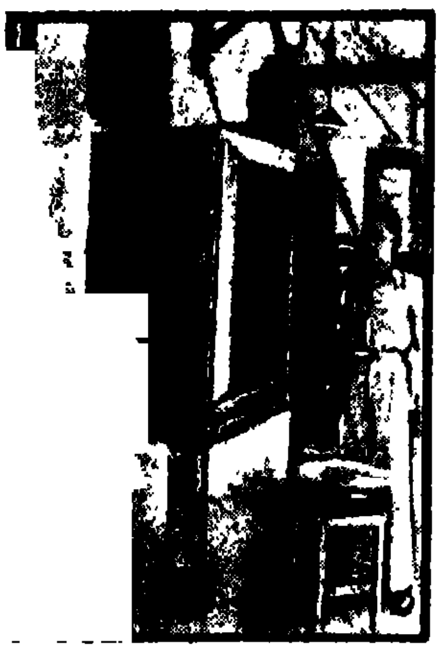
قرص اجامیہ کی دوائیں بجلی کی مشین میں پیسی جارہی ہیں۔



پسی ہوئی دوائیں "بال مل" کے ذریعے باریک کی جا



قرص اجامیہ کے بعض اہم اجزا کو بجلی کی کھرل میں حل کیا جارہا ہے۔ اِس کھرل کا وزن صرف سترہ من ہے۔



قرص اجامیہ کے "گوندھے" کو "ہیٹر" میں خشک کیا جارہا ہے۔ موسم کی تبدیلیاں قرص اجامیہ کی تیاری کو نہیں روک سکتیں۔

(باقی تصویریں ٹائٹل کے تیسرے صفحہ پر دیکھئے)

جلد (۱۰) — اگست سنہ ۱۹۴۱ء — نمبر (۲)

فہرست مضامین

دستی تصاویر:- ملیریائی جراثیم کے خوردبینی مناظر - اینوفلیس (ملیریا کا مچھر) - مچھر کے انڈے - بچے - پیوپا - مچھر نر - مادہ - کیولکس - سنکونا کا پودا -

قیمت سالانہ ایک روپیہ — ممالک غیر سے ۳ شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

نوٹ:- خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں، ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیں۔ "منیجر"

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا



موت کے آغوش میں پہنچ چکی تھی

لیکن ماءُ الحیات اور قرصِ سحر نے اُس کو دوبارہ زندگی عطا کردی

یہ مریضہ سل و دق کے تیسرے درجہ سے بھی گزر چکی تھی۔ تمام ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر اس کی موت کا حکم سنا دیا تھا جب ہر طرف سے مایوس ہو گئی تو اس نے ہمدرد دواخانہ کو اپنی تکلیف لکھ کر بھیجی۔ اس کا خط بید درد ناک تھا چنانچہ اس کے خط کے جواب میں ہمدرد دواخانہ نے دق اور سل کی دو مجرب دوائیں ماءالحیات اور قرص سحر بھیجدیں چنانچہ ان دونوں دواؤں کے چالیس روز استعمال کے بعد خاتون مذکور کی صورت بدل گئی اور انھوں نے ایک خط کے ذریعہ سے اس دوا کے بہترین ہونے کی تصدیق کی ہے۔



یہ خاتون لکھتی ہیں

منیجر صاحب ہمدرد دواخانہ

میں زندگی سے مایوس ہو چکی تھی آپ کی دوا نے مجھے بچا لیا معلوم نہیں کہ اس میں کیا اثر تھا کہ سنبھلتی چلی آئی۔ بخار جاتا رہا کمزوری میں کمی ہو گئی۔ ہڈیوں کی سوزش کم ہو گئی۔ دوا کے استعمال کے بعد میں نے خون کا معائنہ کرایا تو دق اور سل کے جراثیم نابود تھے

مسز۔ الیف جی۔ ایس

ماءالحیات ہمدرد دواخانے کا وہ نایاب عرق ہے جو ایک ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو صرف ہمدرد دواخانہ ہی کو حاصل ہے اس عرق کے بدن میں پہنچتے ہی دق و سل کے جراثیم مرنے شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ عرق دق اور سل کے جراثیم کو قطعی طور پر فنا کر دیتا ہے اور مریض خود بخود سنبھلتا جاتا ہے۔

قرص سحر: اس عرق کے ساتھ قرص سحر کو اس لیے لگایا گیا ہے کہ ان قرصوں سے مریض کی گئی ہوئی طاقت واپس آتی ہے۔ چنانچہ ماءالحیات تو مرض کو دور کرتا ہے اور قرص مریض کو تن درست کرتے ہیں۔

دق اور سل کا نیا علاج - ہمارے اس طریق علاج کو دق اور سل کا بالکل نیا علاج تسلیم کیا جا چکا ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت تک بے شمار مریض تن درست ہو چکے ہیں۔ چالیس روز میں یقینی طور پر شفا ہو جاتی ہے۔

ماءالحیات چونکہ عرق ہے اس لیے فرمایش بھیجتے وقت بذریعہ ریل طلب کیجیے ورنہ محصول بہت زیادہ لگے گا۔ رفاہ عام کی غرض سے ان تیر بہدف دواؤں کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی قرص سحر فی ڈبیہ دو آنے اور ماءالحیات فی بوتل جو بارہ روز کے لیے کافی ہے دو روپے (نوٹ: روزانہ ایک ٹکیہ اور پانچ تولے عرق دیا جاتا ہے)

ملنے کا پتہ :- ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

قدرتی علاج نمبر کی آپ کو کیوں ضرورت ہے؟



اس سوال کا جواب ہم ہی دے دیتے۔ لیکن بہتر ہے کہ آپ مشہور اصحاب کی زبانی یہ جواب سنیں۔ دیکھیے، ہمدرد صحت نے قدرتی علاج نمبر نکال کر آپ کی کیا خدمت انجام دی ہے۔

حضرت مولانا سیماب اکبر آبادی

"ہمدرد صحت" کا "قدرتی علاج نمبر" نظر نواز ہوا۔ آپ نے مجھے اس پر اظہارِ خیال کی دعوت دی ہے۔ میں کیا ہندوستان کی رائے عامہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ طبی معلومات کی نشر و اشاعت میں "ہمدرد صحت" تمام طبی مجلات سے ممتاز ہے۔ اس رسالے کے اگر تمام فائل یک جگہ جمع کر دیے جائیں تو ایک بے ترتیب طبی "انسائیکلوپیڈیا" سامنے آسکتی ہے۔

"قدرتی علاج" کے متعلق بیش از بیش صحیح اور معتبر معلومات کا ذخیرہ آپ نے اس نمبر میں شیرازہ بند کر دیا ہے۔ ادارہ نے جتنے مضامین لکھے ہیں وہ سب غائر مطالعہ اور تحقیق کا نتیجہ ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا ... صاحب نے "روزہ" پر اور مولوی سید سردار علی صاحب صابری نے "یوگ" پر اس قدر جامع مفصل اور پر جہتی مضامین لکھے ہیں کہ ان کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ بحیثیت مجموعی "قدرتی علاج نمبر" بلا مبالغہ بے حد کامیاب ہے۔ میں اس کی کامیابی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ "بیمار ہندوستان" کی ایک ایسی خدمت ہے، جو یقیناً "خادمانِ فطرت" سے بھی داد لے گی۔ خدا آپ کی مساعی کو مشکور فرمائے۔"

جناب شفاء الملک حکیم دلبر حسن خاں صاحب ٹونکی

"رسالہ ہمدرد صحت دہلی طب قدیم اور اطبا کے ساتھ ساتھ طبقات عوام و خواص اور مریضوں کی جو بیش بہا خدمات انجام دے رہا ہے وہ کسی تعریف و تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ ہمدرد صحت کی حالیہ اشاعت الموسوم "قدرتی علاج" بہ صحت کو قائم رکھنے اور زائل شدہ تندرستی کو بحال کرنے کے لیے جن قدرتی طریقوں سے بحث کی گئی ہے ان کا پڑھنا سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہر ہوش مند انسان کے لیے ضروری ہے۔

حقیقتاً علاج بالدوا سے پہلے علاج بالغذا اور علاج بالغذا سے پیشتر قدرتی علاج کا درجہ ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ "ہمدرد صحت" نے ملک کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے اور اس کے لیے میں رسالہ ہذا کے نگراں و سرپرست جناب حکیم حاجی عبدالحمید صاحب دہلوی کو صمیم قلب سے مبارکباد دیتا ہوں۔"

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "الامان"، دہلی

"دہلی کا شہرۂ آفاق ہمدرد دواخانہ آج صرف یہی نہیں کہ اپنی بہترین ادویات، خوش سلیقگی اور کاروبار کی قابلِ قدر ترقی و وسعت کے لحاظ سے برعظیم ایشیا کا سب سے بڑا یونانی دواخانہ ہے، بلکہ اس نے علمی اور ادبی اعتبار سے بھی دنیائے طب کی جو شاندار خدمت انجام دی ہے اس کی نظیر موجودہ دور میں نہیں مل سکتی۔

"دواخانہ کی جانب سے جو مشہور ماہوار رسالہ "ہمدرد صحت" دہلی کے نامور طبیب اور ہمدرد دواخانہ کے اخلاق مجسم پروپرائٹر حکیم حاجی عبدالحمید صاحب کی نگرانی اور ان کے چھوٹے بھائی حکیم حافظ محمد سعید صاحب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے اس کی نوعیت عام طبی

رسائل سے مختلف ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دوسرے طبی پرچوں کو وہی حیثیت حاصل ہے جو ہمدرد دواخانہ کے مقابلہ میں عطاری کی چھوٹی چھوٹی دوکانوں کو۔ "ہمدرد صحت" کے قلمی معاونین و ارکان ادارہ میں مشہور اطبائے یونانی کے علاوہ ہندوستان کے بعض مشہور انشا پرداز و مترجمین شامل ہیں، جنہیں پیش نظر رکھ کر طب یونانی و طب مغربی کے بہترین مضامین حاصل کیے جاتے ہیں۔ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں علیہ الرحمۃ نے طبیہ کالج قائم کرکے طب یونانی و طب مغربی کی آمیزش کی تو حکیم حاجی عبدالحمید صاحب نے "ہمدرد صحت" جاری فرما کر ہندوستانی طبیبوں تک یوروپین اور امریکن ڈاکٹروں کی وہ تازہ ترین طبی تحقیقات پہنچائیں جو ان کی عام دسترس سے باہر تھیں۔ "ہمدرد صحت" میں مضامین متعلقہ طب یونانی کے علاوہ مغربی ممالک کی تازہ ترین طبی کتابوں اور رسالوں کی ادبی تلخیص کرکے ناظرین کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ ہر سال اس رسالہ کا خاص نمبر بہت اہتمام کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ اس کے ہر نمبر کو دیکھ کر زبان سے یہی نکلتا ہے کہ "ہمدرد صحت" شاید اب اس سے بہتر نمبر شائع نہ کر سکے گا۔ لیکن دوسرا نمبر ہمیشہ پہلے نمبر سے بڑھ چڑھ کر ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے معاصر نے سال گزشتہ روحانی علاج نمبر شائع کیا تھا جس نے ملک میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کی۔ اس سال اس کا خاص نمبر

قدرتی علاج

کے نام سے شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کس طرح دواؤں کی مدد سے بے نیاز ہو کر صرف قدرتی ذرائع سے اپنی صحت کو برقرار رکھ سکتا اور تمام امراض کا علاج کر سکتا ہے۔

"قدرتی علاج نمبر" میں پانی، غذا، ورزش، مالش، سورج کی روشنی، رنگ، روزہ اور فاقہ، یوگ کے آسن اور موسیقی وغیرہ کے ذریعہ سے علاج کے طریقے نہایت سلیس انداز میں مکمل وضاحت کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ یہ مضمون مشرق و مغرب کی بہترین تحقیقات کا نچوڑ ہے اور انہیں پڑھ کر "ہمدرد صحت" کے نامور نگراں، فاضل ایڈیٹر اور ان کے معاونین کی محنت و ہمہ دانی پر حیرت ہوتی ہے۔ ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ زبان اردو میں قدرتی علاج کے موضوع پر اس قدر جامع تصنیف آج تک شائع نہیں ہوئی۔ ناظرین کو اس کے مطالعہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

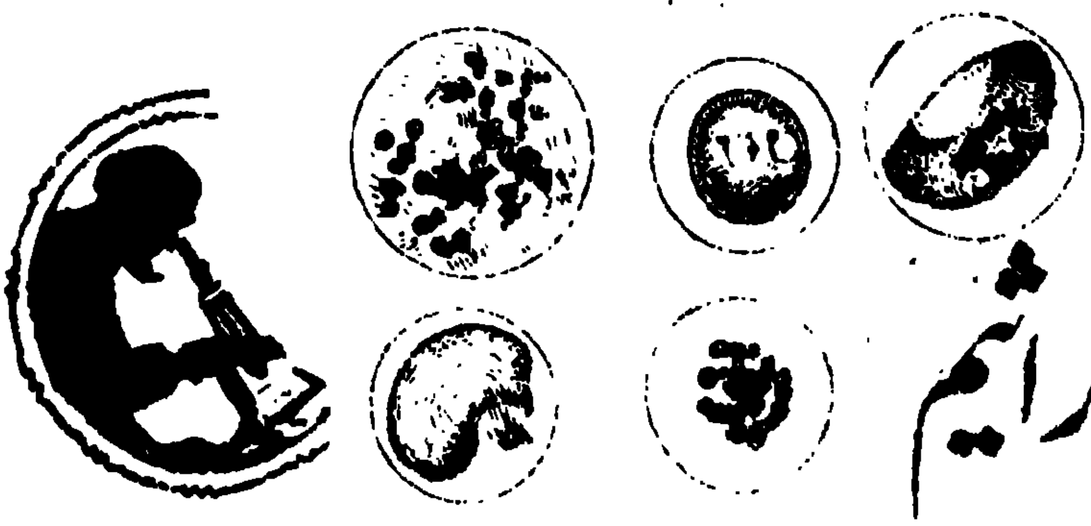
ہم "ہمدرد صحت" کے ارکان ادارہ کو اس کامیاب خاص نمبر کی اشاعت پر تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ کاغذ سفید چکنا۔ لکھائی چھپائی عمدہ، حجم ۲۲۴ صفحے۔ قیمت درجہ اول ۱۲؍ درجہ دوم ۸؍۔ لیکن رسالہ کے مستقل خریداروں کو یہ خاص اشاعتیں ہمیشہ مفت دی جاتی ہیں اور ناظرین کو شاید یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ہمدرد صحت کا سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ (عہ) ہے۔"

جناب پروفیسر مظفر حسین صاحب اظہر لاہور

"کچھ شک نہیں کہ خدا ہمدرد صحت ماشاء اللہ ہر لحاظ سے قابل رشک روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور اس کی معنوی خوبیاں صوری محاسن سے چشمک زنی کرتی ہیں۔ پھر اس کی خاص اشاعتوں نے تو عوام کو نہیں بلکہ خواص کو گویا نقش حیرت بنا دیا ہے۔

ابھی روحانی علاج نمبر کی یاد دماغ میں باقی تھی کہ قدرتی علاج نمبر نے نازل ہو کر طبی و علمی دنیا میں غلغلہ ڈال دیا۔ یہ پڑھ کر ذہن میں اس قدر گلہائے رنگا رنگ رکھتا ہے کہ گل چین تنگ دامانی کا شاکی نظر آتا ہے۔ اس کے ایک مقالے کو دوسرے پر ترجیح دینا محال ہے۔ ہر ایک ہی اہمیت اور مخصوص دلکشی اپنے اندر رکھتا ہے۔ تاہم مشترکہ خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک مفید ترین، اور منزل زندگی کا خضر راہ ہے۔

ہمدرد دواخانہ ایک طبی تجارتگاہ ہے جس کا ایک مقصد دوا فروشی ہے۔ اور قدرتی علاج نمبر سخت مخالف ادویہ ہے۔ اس بوالعجبی نے اچھے اچھوں کو انگشت بدنداں کر دیا۔ یہی مسئلہ موضوع بحث بن گیا۔ آخر کار سب اسی نتیجے پر پہنچے کہ اس ادارہ نے گویا دور اندیشی بالائے طاق رکھ کر اور نتائج سے بے نیاز ہو کر اعلیٰ ایثار کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمت میں مزید برکت دے۔"



حیواناتِ طفیلیہ
ملیریا کے جراثیم

جو جراثیم دوسرے حیوانات کے جسموں میں طفیلی کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے ہیں، ان میں ملیریا کے جراثیم بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ متعدّی امراض میں ملیریا کی تباہ کاریاں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ دنیا کا شاید ہی کوئی گوشہ ایسا ہوگا جو اس کے اثرات سے محفوظ ہو۔ مستند اعداد و شمار کے مطابق ہندستان میں ہر سال تقریباً دس کروڑ انسان ملیریا میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان میں سے گیارہ لاکھ تیس ہزار موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ویسے تو ملیریا بہت پرانا مرض ہے جس کا ذکر اطبائے قدیم نے بھی کیا ہے اور تاریخوں میں بھی "رومن فیور" یا "رومی بخار" کے نام سے اس کا تذکرہ موجود ہے لیکن ۱۸۸۰ء تک اس کی پیدائش کا اصل سبب کسی کو معلوم نہ تھا۔ سب سے پہلے فرانس کے ایک فوجی ڈاکٹر ایم۔ لاویران (M Laveran) نے جو الجزائر (افریقہ) میں متعین تھے ملیریا کا جرثومہ دریافت کر کے اس کا نام "ہوسیمیٹاریم ملاریا" رکھا۔ اس کے بعد ۱۸۸۵ء میں ڈاکٹر گولجی (Dr. Golgi) نے ان طفیلیوں کی زندگی کے مختلف مدارج دریافت کیے لیکن ان کی افزائشِ نسل کے طریقے پھر بھی معرضِ بحث میں رہے۔ ۱۸۹۷ء میں پروفیسر میک کالم (MacCallum) نے چڑیوں کے خون پر تجربات کر کے دریافت کیا کہ یہ طفیلی محض تبدّد یا عملِ انشقاق (ایک جرثومہ کے ٹوٹ کر دو بن جانے) سے ہی نہیں بلکہ نر و مادہ کے تناسلی اختلاط سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح ملیریا کے جراثیم کی دو مستقل قسمیں قرار پائیں۔ ایک وہ جو عمل تبذر یا انشقاق سے پیدا ہوتے ہیں (Sporozoites) دوسرے وہ جن کی پیدائش جنسی اتصال سے ہوتی ہے (Gametocytes)۔

ملیریا کا مچھر اب محققین کے سامنے سوال یہ درپیش تھا کہ ملیریا کے جراثیم ایک انسان کے جسم سے دوسرے جسم میں منتقل کس طرح ہوتے ہیں۔ ۱۸۹۴ء میں علم الجراثیم کے نامور ماہر پیٹرک مینسن (Patric Manson) نے طویل تجربات کے بعد ثابت کر چکے کہ امراضِ فلاریہ (Filariasis — عرق مدنی یا اسی قسم کے امراض) کے جراثیم ایک مچھر کیولکس (Culex) کے ذریعہ سے ایک انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہوتے ہیں، اعلان کیا کہ ملیریا کے جراثیم کا سبب نشر بھی کوئی مچھر یا اسی قبیل کا کوئی خون چوسنے والا کیڑا ہو سکتا ہے۔

اسی سال انڈین میڈیکل سروس کے ایک ممتاز رکن ڈاکٹر راس (Dr. Ross) نے ایک ایسے مچھر کا پتہ لگا کر اس کا نام "چتّی پر والا مچھر" (Dapple-winged) رکھا۔ اب یہ مچھر "اینوفیلیز" کے نام سے مشہور ہے، جیسے عربی "ما کمثلہ" (انوفلس یا سبیت مشتق سکوت۔ خاموشی سے اڑنے والا) کہتے ہیں۔ ڈاکٹر راس کی دریافت کے بعد پیٹرک مینسن اٹلی کے پایہ تخت روم سے ایسے چند مچھر پکڑ کر لندن لائے جن میں ملیریا کے جراثیم موجود تھے۔ اور ان سے بطور آزمائش اپنے بیٹے پی۔ ٹی مینسن کو کٹوایا جسے اپنی عمر میں کبھی ملیریا نہیں ہوا تھا۔ مچھروں کے کاٹنے کے پندرہ روز بعد ان کا بیٹا ملیریا میں مبتلا ہو گیا اور ڈاکٹر راس کے انکشاف کی تصدیق ہوئی۔

ملیریا کے جراثیم کی قسمیں ملیریا کے طفیلی اسکیلا ملاریائی کی حسب ذیل قسمیں ہیں:-

(۱) تجاری بخار (حمی ثلاثی) کا جرثومہ (Plasmodium Vivax)

(۲) چوتھے روز باری سے آنے والا بخار (حمی ربع) کا جرثومہ (Plasmodium Malariae)

(۳) برسات کے موسم میں پھیلنے والے بخار کا جرثومہ (Plasmodium Falciparum)

ان تینوں کی زندگی کے ارتقائی مدارج ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔

طریقۂ تبذر سے پیدا ہونے والا جرثومہ تبذر یا طریقۂ انشقاق سے پیدا ہونے والے جراثیم کا طرز پیدائش یہ ہے کہ ایک جرثومہ بیچ سے ٹوٹ کر دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور ہر ٹکڑا اپنی زندگی برقرار رکھتے ہوئے دو چند ہونے کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ مچھر جب کسی شخص کو کاٹ کر اس کا خون چوستا ہے تو طریقۂ تبذر سے پیدا ہونے والے جراثیم مچھر کی سونڈ کے ذریعہ سے انسان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ خوردبینی مشاہدہ سے یہ خون کے اندر تیزی سے تڑپتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اسی طرح رینگتے ہوئے خون کے سرخ دانوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر ایک دانہ میں ایک ہی طفیلی داخل ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی دو دو تین تین بھی داخل ہو جاتے ہیں اور خاص کر برسات کے موسم میں ان کی قوتِ افزائش غیر معمولی طور پر زیادہ ہوتی ہے۔ انسان کے جسم میں داخل ہوتے وقت یہ جراثیم لمبی شکل کے دس سے بارہ μ یعنی $\frac{1}{1000}$ ملی میٹر تک طویل اور اتنے ہی یا اس سے دوگنے موٹے ہوتے ہیں۔ ان کا ایک مرکزی نوات (Nucleus) ہوتا ہے لیکن خون کے سرخ دانوں میں داخل ہو کر یہ انگوٹھی کی شکل اختیار کر کے جسامت میں بڑھنا شروع کرتے ہیں اور انھیں "مخروطی اجسام" (غذا خور حیوانات : Trophozoites) کہا جاتا ہے۔ اس وقت خوردبینی مشاہدہ سے خون میں بے ترتیبی کے ساتھ ہر طرف چھوٹے بڑے چھلے سے منتشر نظر آتے ہیں۔

خون کے سرخ دانہ میں داخل ہو جانے کے بعد جرثومہ کو سیال دموی (Blood Plasma) سے غذائیت حاصل ہوتی ہے چند گھنٹوں کے اندر بتدریج بڑھ کر جرثومہ خون کے پورے سرخ دانہ پر چھا جاتا ہے اور خون کی سرخی سیاہی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کچھ جراثیم تو قوتِ مدافعت کے زیر اثر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو باقی رہتے ہیں اور جنھیں اب شگافیہ انشقاقی (Schizont) کہا جاتا ہے وہ پورا نشوونما حاصل کرنے کے بعد تبذر یا باہم شق ہو کر نئے جراثیم پیدا کرنے کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا مرکزی نوات چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور ان کی تعداد بڑھنی شروع ہو جاتی ہے اور ہر نئے جرثومہ کو مستقل زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ان کے دباؤ سے خون کے سرخ دانے کا غلاف پھٹ جاتا ہے۔ اور نئے جراثیم جنھیں جزوحیات (Merozoites) کہا جاتا ہے، اپنی کمین گاہ بنانے کے لیے خون کے دوسرے سرخ دانے تلاش کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ خون کا ایک سرخ دانہ بھی ان کی کارفرمائی سے محفوظ نہیں رہتا۔

نر و مادہ کے اتصال سے پیدا ہونے والا جرثومہ ملیریا کے جراثیم کی پیدائش کا بنیادی طریقہ تو یہی ہے کہ ایک جرثومہ ٹوٹ کر دو ٹکڑوں میں منقسم ہوتا اور ہر ٹکڑا مستقل جرثومہ بن جاتا ہے۔ لیکن جب اس طریقۂ پیدائش سے جراثیم کی کئی نسلیں گزر جاتی ہیں تو خون کے سرخ دانوں کے اندر نشوونما پانے والے چند غذا خور حیوانات (ٹروفوزائٹس) میں نر و مادہ کا جنسی فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ان کے اتصال سے جو نئے جراثیم عالمِ وجود میں آئیں ان کو زواجی خلیات (Gametocytes) یا فعل تناسل کے ذریعہ سے پیدا ہونے والے جراثیم کہتے ہیں۔

اس قسم کے جراثیم اپنی کمین گاہوں میں چھلوں کی شکل اختیار نہیں کرتے اور ان کی رفتار نشوونما مقابلتاً سست ہوتی ہے۔

جراثیم جب اینو فلیز مچھر کے ذریعہ سے جسم انسانی میں داخل ہوتے ہیں تو نر و مادہ کے باہم چسپاں ہونے سے مادہ ایک خاص قسم کا نواتی مادہ جسم سے خارج کرتی ہے، جس کی نوعیت وہی ہے جو اعلیٰ جانوروں میں انڈوں کی۔ نر کی نواتی تقسیم شروع ہو جاتی ہے اور پروٹوپلازم کے اندرونی فعل کے زیر اثر نر و مادہ کے چپکے ہوئے جسم سے کوڑے کی طرح کرومیٹن (خلیوں کے رنگ کا جوہر) کے چھ سے آٹھ تک بہت باریک دھاگے سے نکلتے ہیں جن پر مادہ اولی (Cytoplasm) کی ہلکی تہ چڑھی ہوتی ہے۔ والدین کے جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد یہ باریک دھاگوں کی شکل کے جراثیم خون میں تیرتے پھرتے ہیں اور نشو و نما حاصل ہو جانے کے بعد مادہ کے جسم سے مل کر افزائش نسل کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔

مچھر کے پیٹ میں جراثیم کی پیدائش جراثیم کی پیدائش کے سلسلہ میں یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ نر و مادہ کے جسمانی اتصال سے خارج ہونے والا جفتہ یا بذرہ (Zygote) متحرک بالذات ہوتا ہے۔ یعنی اگر جنین کی شکل اختیار کرنے سے پیشتر مچھر کے پیٹ میں پہنچ جائے تو تلف نہیں ہوتا بلکہ اس کے مستقل جرثومہ بن جانے اور نئے جرثومہ پیدا کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جفتہ مچھر کے پیٹ میں گول تھیلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس کے اندر تیزی سے نئے جراثیم کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے۔ ایک تھیلی میں چند سو سے دس ہزار تک جراثیم ہوتے ہیں۔ ان کی کثرت سے جب تھیلی پھٹتی ہے تو نئے جراثیم مچھر کے سارے جسم میں منتشر ہو جاتے ہیں اور اس کے حلق، پیر، گردن، سر، چربی اور لعاب دہن کے غدودوں میں عموماً پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کی سب سے زیادہ تعداد غدودوں میں ہوتی ہے اور مچھر کے کاٹنے پر اس مقام سے نکل کر انسان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔

مچھر کے پیٹ میں نشو و نما مچھر کے پیٹ میں ملیریا کے جراثیم کی مدت نشو و نما کا انحصار جراثیم کی نوعیت اور درجہ حرارت پر ہے۔ مثلاً تجاری بخار (تپ غب) کا جرثومہ پچیس ڈگری سے تیس ڈگری سنٹی گریڈ تک کے درجہ حرارت میں آٹھ نو دن کے اندر مکمل نشو و نما حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن اگر درجہ حرارت اٹھارہ سے بائیس ڈگری تک ہو تو اٹھارہ یا انیس دن کی ضرورت ہوتی ہے۔ سولہ ڈگری سے کم درجہ حرارت میں جراثیم نشو و نما سے محروم رہتے ہیں۔ اور اسی طرح ۳۵ ڈگری سنٹی گریڈ سے زیادہ کا درجہ حرارت بھی ان کے لیے مضر خیال کیا جاتا ہے۔

چوتھے دن آنے والے بخار (تپ ربع) کے جرثومہ کو تقریباً بائیس ڈگری سنٹی گریڈ کے درجہ حرارت میں اٹھارہ یا اکیس دن کے اندر پورا نشو و نما حاصل ہو جاتا ہے اور برساتی بخار کے جرثومہ کو تیس ڈگری سنٹی گریڈ میں دس یا گیارہ دن کے اندر۔ بظاہر ملیریا کے جراثیم موسم بہار میں بے اثر ہو جاتے ہیں۔

تجاری بخار کا جرثومہ تجاری بخار کا جرثومہ انسان کے جسم میں اڑتالیس گھنٹوں کے اندر سن شباب کو پہنچ کر نئے جراثیم پیدا کرنے لگتا ہے۔ خون کے جن سرخ خلیوں پر ان جراثیم کا حملہ ہو وہ پھیل جاتے ہیں اور خوردبینی معائنہ سے اس پر ہلکے ارغوانی رنگ کی چتیاں بے ترتیبی سے پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جب تک جرثومہ چھلے کی شکل میں رہے چتیاں کم ہوتی ہیں لیکن جرثومہ کے بڑھنے سے ان کی تعداد بھی بڑھتی جاتی ہے۔ خون کا ایک سرخ خلیہ پھٹنے پر عموماً اٹھارہ یا بیس نئے جراثیم (کبھی کبھی یہ تعداد گھٹ کر پندرہ اور بڑھ کر چوبیس تک پہنچ جاتی ہے) باہر نکل کر دوسرے خلیوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اس قسم کے تناسلی جراثیم بذری جراثیم کے مقابلہ میں سست رفتار ہوتے ہیں اور عام طور پر ساٹھ گھنٹے سے پہلے پورا نشو و نما حاصل نہیں کر سکتے۔ مادہ جرثومہ کی لمبائی تیرہ سے سولہ ملا تک ہوتی ہے اور اس کا نیلا رنگ نر سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ نر جرثومہ کی لمبائی ۹ سے گیارہ ملا تک ہوتی ہے اور اس کے جوہر ملونین کے ذرے زیادہ باریک ہوتے ہیں۔

حمیٰ ربع کا جرثومہ یہ جرثومہ جسم انسانی میں بہتر گھنٹوں میں پورا نشوونما حاصل کرتا ہے۔ اس کے حملہ سے خون کے سرخ خلیے پھیلنے کے بجائے کسی قدر سکڑ جاتے اور خوردبینی معائنہ میں دوسرے خلیوں کے مقابلہ میں چھوٹے نظر آتے ہیں۔ ان میں ہلکے ارغوانی رنگ کی چتیاں پیدا نہیں ہوتیں۔

چوتھے دن کے بخار کا جرثومہ تجارتی بخار کے جرثومے سے چھوٹا اور اس کے مقابلہ میں سست رفتار ہوتا ہے۔ خون کے سرخ خلیہ میں داخل ہوکر وہ چھلے کی شکل اختیار نہیں کرتا بلکہ گول یا کسی قدر گول اور بیضوی ہوتا ہے۔ دانۂ خون کا غلاف پھٹنے پر چھ سے بارہ تک نئے جراثیم ایک حلقہ یا گچھے کی شکل میں باہر نکلتے ہیں۔

برسات کے بخار کا جرثومہ موسمی بخار روزانہ بھی ہو سکتا ہے اور خبیث تجارتی کی شکل میں بھی۔ اس کا جرثومہ چوبیس گھنٹوں سے اڑتالیس گھنٹوں تک انسان کے جسم میں پورا نشوونما حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن اس کے متعلق کچھ زیادہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا۔ کیوں کہ اس کی جنسی نشوونما زیادہ تر اندرونی اعضا میں ہوتی ہے اور خون کے چشمہ میں اس کا پتہ آسانی سے نہیں لگتا۔ تجارتی یا چوتھے دن والے بخار کے نئے جراثیم معینہ وقفہ کے اندر ایک خاص نظم کے ماتحت خون کے ایک سرخ دانہ سے باہر نکلتے اور دوسرے دانوں پر حملہ کرتے ہیں لیکن موسمی بخار کے جراثیم اپنی افزائش یا باہر نکلنے یا خون کے دوسرے خلیوں پر حملہ کرنے میں کسی نظام کی پابندی نہیں کرتے۔ خون کے جن سرخ خلیوں پر ان کا حملہ ہو وہ زیادہ نہیں پھیلتے۔ اور خوردبین سے دیکھنے پر دوسرے خلیوں کے مقابلہ میں زیادہ زرد نظر آتے ہیں۔ ان پر بھی چتیاں نمودار ہوتی ہیں مگر وہ چوتھے دن آنے والے بخار کی چتیوں کی طرح باترتیب نہیں ہوتیں۔ بذری جراثیم خون کے سرخ خلیہ میں داخل ہوکر بہت باریک چھلے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایک خلیہ میں کئی کئی چھلے نظر آتے ہیں۔ ان کا کوئی خاص رنگ نہیں ہوتا اور خوردبین سے دیکھنے پر سیاہ دھبے کی طرح نظر آتے ہیں۔ خلیۂ خون کا غلاف پھٹنے پر کبھی تو آٹھ دس نئے جراثیم باہر نکلتے ہیں اور کبھی ان کی تعداد چھتیس تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر ان کی تعداد کم ہو تو گچھے کی شکل میں باہر نکلتے ہیں ورنہ بالکل منتشر حالت میں۔

موسمی بخار کے تناسلی جراثیم موسمی بخار کے تناسلی جراثیم اپنی نوعیت کے بذری جراثیم سے اس قدر مختلف ہوتے ہیں کہ بعض محققین نے تجارتی تپ کا طفیلیہ (Laverania Malariae) کے نام سے ان کی مستقل پوری قسم قرار دے دی ہے۔ نر و مادہ دونوں ہلالی شکل کے ہوتے، چودہ μ تک لمبے اور دو سے تین μ تک چوڑے ہوتے ہیں۔ مادہ نر سے پتلی اور گہرے نیلے رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کے نوائی مادہ کے چاروں طرف رنگ کے حلقے ہوتے ہیں۔ نر کا رنگ زردی مائل نیلا ہوتا ہے اور ہلال کے درمیانی حصہ میں رنگ پیدا کرنے والے دانے منتشر ہوتے ہیں۔

ملیریا کے جراثیم کا خوردبینی معائنہ ملیریا کی جو مختلف قسمیں ہیں ان کی صحیح تشخیص خوردبین کے ذریعہ سے خون میں جراثیم کے معائنہ سے کی جا سکتی ہے۔ خون کا فلم رنگنے کے لیے عام طور پر لائٹ یا گیمسا کے لوشن سے کام لیا جاتا ہے اور اس کا معائنہ لنس کو تیل میں تر کرکے کور سلپ کے بغیر کیا جاتا ہے۔ معائنہ کے بعد تیل کو کلوروفارم اور لنس پیپر کی مدد سے صاف کر دینا چاہیے۔

جو ناظرین خوردبین سے ملیریا کے جراثیم کا معائنہ کرنا چاہیں ان کی سہولت کے لیے تینوں اقسام کی کیفیت ماہیت کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

(۱) تجارتی کا بخار غیر خبیث طفیلیہ:۔ (ا) سرخ خون میں داخل ہونے والا غیر تجزیاتی جسم (ٹروفوزائٹ)

(ل) قدرتی ناپ کے خلیۂ خون میں انگوٹھی سے ملتی جلتی شکل۔ یہ انگوٹھی چوتھے دن آنے والے بخار اور موسمی بخار کے چھلوں اور حلقوں سے بڑی ہوتی ہے۔ مادہ اولی (سائیٹو پلازم) کے چھلے پر سرخ دانے نمایاں ہوتے ہیں اور بیچ کا شگاف صاف

ہوتا ہے۔

(ب) خلیۂ خون میں نشو و نما پاکر افزائش نسل کرنے والا شگافیہ (شیزونٹ) ابتدا میں خلیۂ خون کے ایک تہائی حصہ پر محیط ہوتا ہے۔ ان کی شکلوں میں کوئی خاص ترتیب نہیں ہوتی۔ رنگ کے دانے کم ہوتے ہیں۔ سرخ خلیۂ خون پھیل جاتا ہے اور وہ چتیاں نمودار ہوتی ہیں جنہیں اصطلاح میں شوفنر کے نقطے (Schuffner's Dots) کہا جاتا ہے۔

(ج) بوڑھے شگافیے کی شکل مسخ ہو جاتی ہے اور یہ پھیلے ہوئے خلیۂ خون کے دو تہائی حصہ پر محیط ہوتا ہے۔ رنگ کے دانے زیادہ نمایاں ہوتے ہیں اور کرد مائین کا ایک ڈھیر سامنے نظر آتا ہے۔

۲۔ عمل تبذر یا انشقاق سے پیدائش:۔ (ا) بالغ شگافیوں کی شکلوں میں ایک خاص قسم کی ترتیب پیدا ہو جاتی ہے۔ خلیۂ خون بہت پھیل جاتا ہے اور دو چار سے بیس تک کرد مائین کی ڈھیریاں سی نظر آتی ہیں۔

(ب) مرکزی نوات چوبیس حصوں تک میں منقسم ہو جاتا ہے اور ہر ضمنی نوات ایک ننھے سے خلیہ یا نئے جرثومہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ انشقاق کے ذریعہ سے نئے پیدا ہونے والے جراثیم مقابلتاً بڑے ہوتے ہیں اور خلیۂ خون سے باہر نکلتے وقت ان کی خاص ترتیب نہیں ہوتی۔ رنگ پیدا کرنے والا جوہر خلیہ کے وسط میں زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔

۳۔ جراثیم تناسلی:۔ (ا) مدوّر یا بیضاوی شکل کی مادہ خلیۂ خون کے تقریباً ۲/۳ حصہ پر قابض ہوتی ہے۔ مادہ اول گہرے نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ کنارے کے قریب مثلث شکل کا نوات ہوتا ہے۔ رنگ پیدا کرنے والے دانے موٹے ہوتے ہیں۔

(ب) نر قد میں مادہ سے چھوٹا اور زردی مائل نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ رنگ پیدا کرنے والے جوہر کے دانے باریک ہوتے ہیں۔

(۲) چوتھے دن والے بخار کے جراثیم (ا) (ا) غذا خور جوین (ٹروفوزائٹ) قدرتی ناپ کے سرخ خلیۂ خون میں انگوٹھی کی شکل کا حلقہ تجاری بخار والے جرثومہ کے حلقہ سے باریک ہوتا ہے۔

(ب) نو عمر غذا خور جوین کی شکل چوپہل یا کسی قدر گول اور چپٹی ہوتی ہے۔ سرخ خلیۂ خون پھیلتا نہیں اور نہ اس میں چتیاں نمودار ہوتی ہیں۔

(ج) بوڑھا غذا خور جوین نصف خلیۂ خون کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی شکل عموماً مستطیل ہوتی ہے۔ رنگ پیدا کرنے والے جوہر کے دانے موٹے ہوتے ہیں اور شوفنر کے نقطے نظر نہیں آتے۔

۲۔ عمل انشقاق سے پیدائش:۔ (ا) بالغ غذا خور جوین خلیۂ خون کے دو تہائی حصہ پر قابض ہوتا ہے۔ اس کی شکل مدوّر یا بیضاوی ہوتی ہے۔ شوفنر کے نقطوں کے بجائے کرد مائین کا ایک ڈھیر سا نظر آتا ہے۔ جوہر تلوین کے دانے موٹے ہوتے ہیں۔

(ب) جرثومہ کے ٹوٹنے سے مرکزی نوات چھ یا دس ضمنی نواتوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور ہر ٹکڑے کو مستقل زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح نئے پیدا ہونے والے جراثیم ترتیب کے ساتھ ایک حلقہ یا گچھے کی شکل میں باہر نکلتے ہیں۔ جوہر تلوین خلیہ کے وسط میں زیادہ ہوتا ہے۔

۳۔ جراثیم تناسلی:۔ اس بخار کے تناسلی جراثیم تجاری کے بخار کے تناسلی جراثیم کی طرح ہوتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اول الذکر مقابلتاً چھوٹے ہوتے ہیں اور ان کے اثر سے خلیۂ خون پھیلتا نہیں۔

(۳) موسمی یا تجاری کا خبیث بخار (۱) غذا خورجین (ٹروفوزائٹ)

(ا) سرخ خلیۂ خون میں بہت ننھا سا باریک چھلا، جو تجاری کے بخار غیر خبیث اور چوتھے دن کے بخار کے جرثومی چھلے سے چھوٹا ہوتا ہے، ملتا ہے۔ ایک خلیۂ خون میں دو یا اس سے زیادہ چھلے بھی نظر آتے ہیں۔ بعض اوقات ایک چھلے میں کروماٹین کے دو ذرّے ہوتے ہیں۔

(ب) اس کا ننھا غذا خورجین تجاری بخار کے جوین کی طرح ہوتا ہے مگر جسامت میں اس سے چھوٹا۔ سرخ خلیۂ خون پھیلتا نہیں ہے اور سرخ رنگ کی دو بڑی بڑی چتیاں نظر آتی ہیں جنھیں اصطلاح میں ماؤرر کے نقطے (Maurer's Dots) کہا جاتا ہے۔

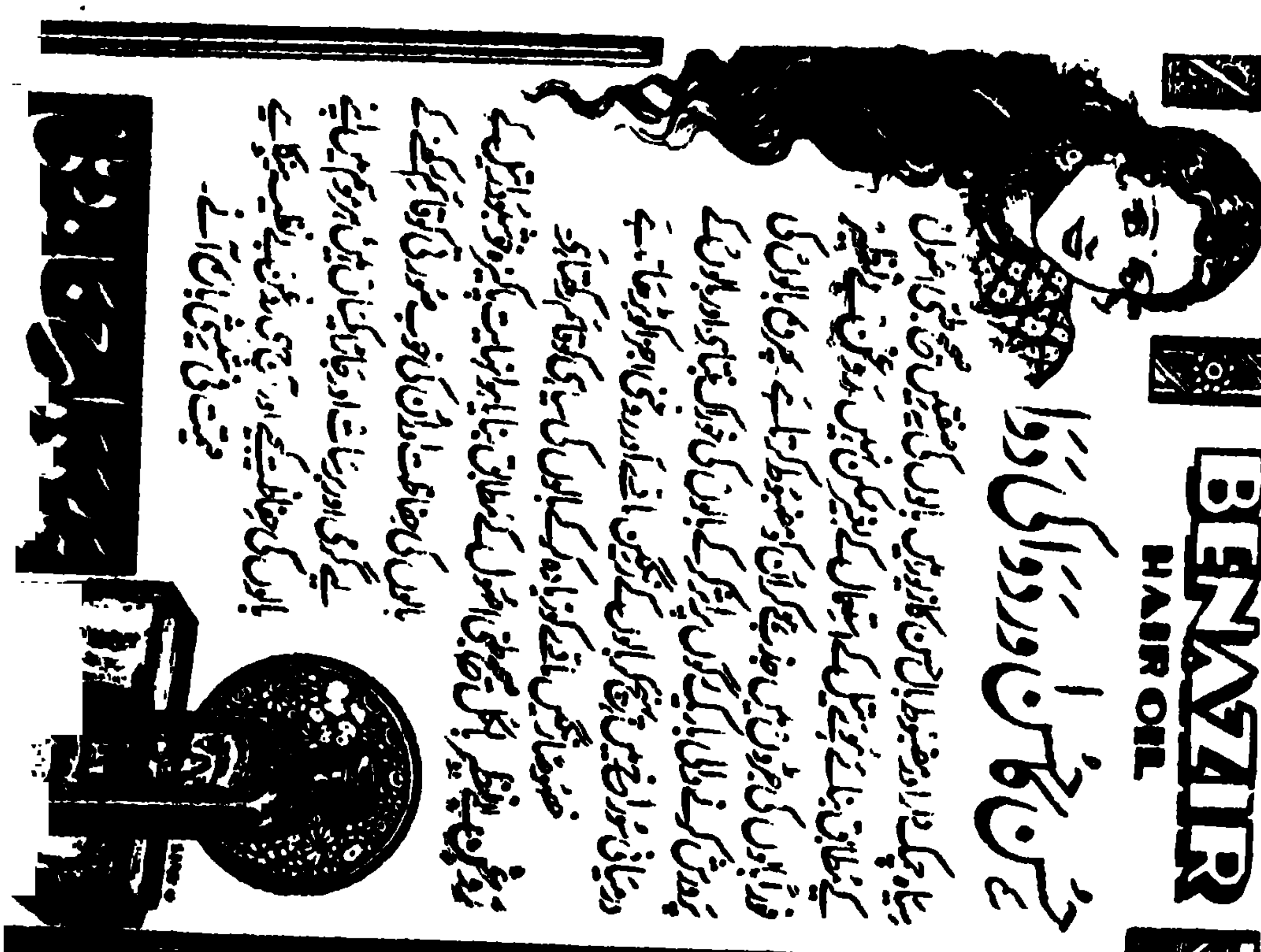
(ج) بڑھا جوین محیطی خون میں نظر نہیں آتا۔

۲۔ عملِ انشقاق سے پیدائش:۔ تبذر یا انشقاق کا عمل اندرونی اعضاء مثل طحال وغیرہ میں صورت پذیر ہوتا ہے۔ ایک جرثومہ سے دس سے تیئیس تک جرثومے بنتے ہیں۔

۳۔ جراثیم تناسلی: فعل تناسل سے پیدا ہونے والے بیضاوی شکل کے ننھے جراثیم ہلالی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

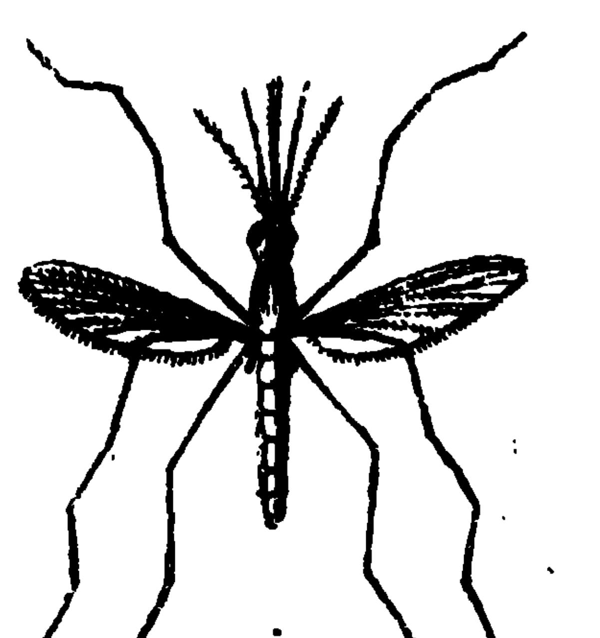
(ا) مادہ ہلالی شکل کی لمبی، پتلی اور گہرے نیلے رنگ کی ہوتی ہے۔ درمیانی حصۂ جسم میں کروماٹین ہوتا ہے اور اس کے گرد جوہر تلوین کے ذرّے ہوتے ہیں۔

(ب) نر کی شکل گردے سے ملتی جلتی ہے۔ اور اس کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے۔ کروماٹین اور رنگ کے اجزا تقریباً نصف حصۂ جسم پر پھیلے ہوتے ہیں۔



الامراض والعلاج

ملیریا
جدید تحقیقات کی روشنی میں



اینوفلیس
(ملیریا کا مچھر)

ملیریا وہ عالم گیر متعدی مرض ہے جس سے شاید ہی کوئی مشہور ملک محفوظ ہوگا۔ عام اندازہ کے مطابق دنیا کے تقریباً ایک ارب باشندے ملیریا کے "رقبۂ اثر" میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ چوں کہ اس کی شرحِ اموات کسی خوف ناک متعدی مرض سے کم نہیں ہے اس لیے لگ بھگ نصف صدی سے مختلف ممالک کی حکومتیں اس کے انسداد میں کوشاں ہیں۔ لیکن اب تک متاثر ملکوں سے اس کا استیصال کامل نہ ہو سکا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قومی حکومتوں کی زرپاشیوں اور احتیاطی تدبیروں سے بعض ممالک میں اس کی شدت اور شرحِ اموات کم ہو گئی ہے۔

اس وقت یورپ، جنوبی روس، اٹلی، یونان، بلغاریہ اور یوروپین ٹرکی کے علاقے ملیریا کے خوف ناک مراکز ہیں۔ جرمنی، فرانس اور انگلستان میں یہ مرض کم ہوتا ہے اور اگر کبھی وبائی صورت اختیار بھی کر لے تو اس کی شدت بڑھتی نہیں۔ افریقہ کے پورے براعظم کو اگر ملیریا کا گہوارہ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ خاص کر سمندروں اور دریاؤں کے ساحلی مقامات پر اس کا اس قدر زور شور ہے کہ یوروپین باشندوں کے لیے چند روز رہنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔

ایشیا میں اس کے "ہیڈ کوارٹر" ہونے کا شرف بدنصیب ہندستان کو حاصل ہے، جہاں ہر سال گیارہ لاکھ سے زیادہ باشندے ملیریا کے ہاتھوں موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں جب اس نے خوف ناک وبائی صورت اختیار کی تو صرف صوبہ پنجاب میں تیس لاکھ باشندوں کو ملیریا کے بخار نے موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔ آسام اور برما میں ملیریا کا حملہ خاص طور پر شدید ہوتا ہے اور وہاں کے لوگ اس بخار سے اتنا ہی ڈرتے ہیں جتنا طاعون یا ہیضہ سے۔

ہندستان میں ملیریا جو اس قدر خوف ناک صورت اختیار کیے ہوئے ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انگلستان جیسے پیکرِ علم اُستاد کے سامنے تقریباً دو سو برس تک زانوئے شاگردی تہ کرنے کے باوجود بدنصیب ہندستانیوں میں خواندہ لوگوں کی تعداد چھ سات فی صدی سے زیادہ نہ بڑھ سکی، اور جو ملک کسی زمانہ میں دولت کی کان تھا آج اس کی نصف سے زیادہ آبادی کو ایک وقت بھی پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہیں ہوتی۔ اوّل تو جاہل ہندستانیوں کو ملیریا سے بچنے کی تدابیر کا علم ہی نہیں۔ اگر کوئی تدبیر معلوم بھی ہو جائے تو اپنے ہولناک افلاس کے صدقے میں اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ رہی حکومت، سو اس کی نگاہیں بھی سیاہ فامانِ ہند سے ان کی قسمت کی طرح کچھ بدلی ہی رہتی ہیں اور اس نے ملیریا کے استیصال کے لیے اب تک ملک میں کوئی مؤثر قدم نہیں اُٹھایا۔ حال آنکہ

ہمارے سامنے متحدہ ریاست ہائے امریکا کی مثال موجود ہے کہ نصف صدی پہلے تک اس کے زیادہ علاقے ملیریا کی بدترین کمین گاہیں بنے ہوئے تھے لیکن حکومت کی سرگرم انسدادی کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ اب وہاں اس کی شدت بہت کم ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ نیویارک وغیرہ کی بعض ریاستوں میں تو کسی شخص پر اس کا خفیف حملہ بھی شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

ملیریا کی پیدائش ملیریا اطالوی زبان کے ایک لفظ "ملاریا" کی بھدّی شکل ہے جس کے معنی "خراب ہوا" کے ہیں۔ پہلے اس مرض کو خرابیٔ ہوا کا نتیجہ خیال کیا جاتا تھا لیکن ۱۸۸۰ء میں الجزائر (افریقہ) کے ایک فرانسیسی ڈاکٹر لاویران نے اس کے جرثومہ کا پتہ لگایا جو بعد کی تحقیقات کے مطابق یا تو:

(۱) انسانی خون کے سُرخ دانوں میں نشوونما پا کر انھیں برباد کر دیتا اور ایک خاص قسم کے مچھر اینوفلیس کے کاٹنے سے ایک انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہوتا ہے۔

(۲) یا اس کا تخم تو انسانی خون کے سُرخ دانہ ہی میں پیدا ہوتا ہے، لیکن پرورش پاتا ہے اینوفلیس کے پیٹ میں اور پورا نشوونما حاصل کر لینے کے بعد پھر انسان کے جسم میں داخل ہو کر اس کے خون کو خراب کر دیتا ہے۔ ملیریا کے جراثیم کا ذکر چوں کہ کافی وضاحت کے ساتھ اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ موجود ہے، اس لیے اعادہ مناسب نہیں۔

ملیریا کا مچھر ملیریا کا مچھر اینوفلیس عرق مدنی اور فیل پا کی قسم کے امراض (Filariasis) پھیلانے والے مچھر کیولکس سے ملتا جلتا ہے۔ دونوں میں ایک خاص فرق یہ ہے کہ اوّل الذکر خاموشی سے پرواز کرتا ہے اور بھنبھناتا نہیں اس لیے اسے عربی میں سکیّت کہتے ہیں۔ اب تک اس کی پچاس سے زیادہ قسمیں دریافت ہو چکی ہیں۔ لیکن جہاں تک ملیریا کو پھیلانے کا تعلق ہے صرف حسب ذیل سولہ قسموں کو اہمیت دی جاتی ہے:

(۱) چار نقطوں والا (Anopheles Quadrimaculatus) جو زیادہ تر متحدہ ریاست ہائے امریکا میں پایا جاتا ہے اور اس کے پروں پر چار چار چتّیاں ہوتی ہیں۔

(۲) ابرص (Albimanus) یہ مچھر زیادہ تر امریکا کے گرم ممالک میں ہوتا ہے۔ اس کے پروں پر برص کی طرح میلا پن لیے ہوئے سفید سفید دھبّے ہوتے ہیں۔

(۳) مضلّع یا پسلیوں والا (Coastalis) یہ مچھر بہت خطرناک ہے اور ان ممالک میں پایا جاتا ہے جو افریقہ میں خط استوا کے قریب ہیں۔

(۴) ارقط الجناح یا چت کبرا (Maculipennis) یہ شمالی افریقہ کا مچھر ہے جس کے پروں پر سفید اور سیاہ رنگ کی چار چار چتّیاں ہوتی ہیں۔ یہ خاص کر ساحلی مقامات میں زیادہ پایا جاتا ہے۔

(۵) ہسپانوی (Hispaniola) یہ مراکش، اسپین، پرتگال اور جنوبی اٹلی کا مچھر ہے۔ اس کے پروں پر سفید رنگ کی تین تین چتّیا ہوتی ہیں۔

(۶) فرعونی (Pharoensis) یہ مصر کا بہت خطرناک مچھر ہے۔ زیادہ تر دریائے نیل کے ساحلی مقامات پر پایا جاتا ہے اور اس کے پھیلائے ہوئے شدید ملیریا بخار پر بالعموم ٹائی فائیڈ کا شبہ ہوتا ہے۔

(۷) قشری (Squamosus) یہ زیادہ تر حبشہ، یوگنڈا اور نیٹال میں ہوتا ہے، اور اس کی ایک قسم یمن، شام اور جنوبی یونان میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہ جسامت میں دوسرے مچھروں سے بڑا ہوتا ہے اور اس کے کاٹنے سے سخت سوزش ہوتی ہے

(۸) کلوسی فیسیز (Culicifacies) یہ بیشتر ایشیائی ممالک میں بشمول ہندستان پایا جاتا ہے۔

(۹) امبروسس (Umbrosus) یہ جزیرہ نمائے ملایا کا خطرناک مچھر ہے جس کی سونڈ سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اور پروں پر سیاہ و سفید چتیاں ہوتی ہیں۔ سیام اور برما کے جنوبی علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کا ملیریا عموماً مہلک شکل اختیار کرلیتا ہے۔

(۱۰) پریٹوریئنسس (Pretoriensis) نٹال اور ٹرانسوال کے علاقوں میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے پروں پر سفید چتیاں ہوتی ہیں اور جب کسی کو کاٹتا ہے تو سخت سوزش ہوتی ہے۔

(۱۱) الجیریئنسس (Algeriensis) یعنی الجزائر کا اینوفلیس۔ گندمی رنگ کا یہ مچھر الجزائر، ٹیونس اور طرابلس الغرب میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے پروں پر سیاہی مائل زرد رنگ کی بہت ہی باریک چتیاں ہوتی ہیں۔

(۱۲) یعقوبی (Jacobi) یہ شکل میں فرعونی اینوفلیس سے ملتا جلتا ہے اور بحر مردار کے ساحلی مقامات پر ہر سال ہزاروں انسان اس کی وجہ سے ملیریا کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ اینوفلیس کردستان کی بعض پہاڑیوں پر بھی پایا جاتا ہے۔

(۱۳) زرد پروں والا (Flavicosta) یہ جنوبی روس اور ممالک بلقان کا اینوفلیس ہے جس کا رنگ گہرا زرد ہوتا ہے اور پروں پر زردی مائل سیاہ رنگ کی چتیاں پائی جاتی ہیں۔

(۱۴) ذو شعبین (Bifurcatus) یہ خاکستری رنگ کا بڑا اینوفلیس ہے جس کے پروں پر چتیاں نظر نہیں آتیں۔ اس کا بخار عموماً تجاری خبیث کی شکل اختیار کرتا ہے۔

(۱۵) سرخ پروں والا (Rufipes) یہ جنوبی امریکا میں زیادہ ہوتا ہے اور جنوب مغربی افریقہ کے بعض حصوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کے پیر سرخ رنگ کے ہوتے ہیں اور پروں پر سرخی یا زردی مائل سیاہ چتیاں پائی جاتی ہیں۔

(۱۶) لمبی سونڈ والا (Longipalpis) یہ غامق رنگ کا اینوفلیس ہے جس کی سونڈ زیادہ لمبی ہوتی ہے اور جو شمالی روس، جاپان اور شمالی امریکا کے نواح میں بہ کثرت ہوتا ہے۔

ملیریا کے مچھر کی عام شکل



ملیریا کے مریض کی تشریح اعضاء حملۂ مرض کے بعد مریض کے اندرونی اعضائے جسم میں تبدیلیاں زیادہ تر ان وجوہ کر پیدا ہوتی ہیں:-

(۱) خون کے سرخ دانوں کا پھٹ جانا۔

(۲) رنگ پیدا کرنے والے ذرّوں کا عروق شعریہ یا بال کی سی باریک رگوں میں جم جانا۔

(۳) غالباً جراثیم کی پیدا کی ہوئی سمیت۔

ملیریا کا معمولی حملہ عام طور پر مہلک نہیں ہوتا، اس لیے مریض کے جسم میں تبدیلیاں بھی کم ہوتی ہیں۔ لیکن اس کا بخار جب خبیث شکل اختیار کرلے یا ملیریا کے بار بار حملے سے فسادِ مزاج (Cachexia) کی کیفیت پیدا ہو جائے تو مریض کا بچنا مشکل ہوتا ہے اور اس کے جسم میں تبدیلیاں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔

ملیریا خبیث میں خون کی بڑی مقدار پانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ خون کے بیشتر سرخ دانے تلف ہو جاتے ہیں اور جو ابھی بالکل تلف نہ ہوئے ہوں [illegible] ان میں ملیریا کے جراثیم نظر آتے ہیں۔ دماغ کی باریک رگوں (عروق شعریہ) میں جراثیم اور سرخ خلیات [illegible] تلی بڑھ جاتی ہے۔ حال میں جب ملیریا خبیث کے ایک مریض کی لاش چیری گئی تو اس کی تلی کی پیمائش ۸، ۴۷ سنٹی میٹر تھی۔ خاص کر موسمی ملیریا کے بخار لازمہ میں، جس کے تناسلی جراثیم کو زیادہ تر تلی ہی میں نشوونما حاصل ہوتا ہے۔ تلی کے پھٹنے سے مہلک جریان خون شروع ہو جاتا ہے۔ جگر متورم اور خاکی رنگ کا ہو جاتا ہے۔ ملیریا خبیث کی حاد کیفیت میں آنتوں کی عروق شعریہ بھی جراثیم سے پُر ہوتی ہیں۔

فسادِ مزاج یا ملیریا مزمن کے حملہ میں موت عموماً خون کی کمی یا جریانِ خون سے ہوتی ہے۔ تلی کا وزن پانچ پونڈ سے دس پونڈ تک ہو جاتا ہے۔ جگر متورم اور رنگین مادّہ کی زیادتی سے سلیٹ کے رنگ کا ہو جاتا ہے۔ باب الکبد کی نالیوں میں اور غلاف کے نیچے نسیج موصل ایک قسم کے سیاہ مادّہ "ملانین" (Melanin) سے متاثر ہو جاتی ہے اور اس رنگین فاسد مادہ کا اثر دماغ پر خیط نخاع پر بھی نمودار ہوتا ہے۔ باریطون گہرے سلیٹ کا رنگ اختیار کرلیتا ہے۔ بعض اوقات گردے بھی بڑھ جاتے ہیں اور ان کا رنگ خاکستری مائل سرخ ہو جاتا ہے۔ معدہ اور آنتوں کی غشاءِ مخاطی کا بھی یہی رنگ ہو جاتا ہے۔

ملیریا کے ۴۰-۶۰ فی صدی مریضوں کو بول زلالی کی کسی قدر شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ خاص کر فصلی ملیریا میں گردہ کے ورم حار کا زیادہ امکان رہتا ہے۔ اور اگر مریض پر ملیریا کے متواتر حملے ہوتے رہیں تو ورم گردہ کا مزمن شکل اختیار کرلینا بہت ممکن ہے۔

ملیریا کے بخار کی قسمیں عام طور پر ملیریا کے بخار کی تین قسمیں قرار دی جاتی ہیں۔

(۱) حمّٰی ثلاثہ (تجاری بخار) جو زیادہ تر منطقۂ معتدلہ کے ممالک میں ہوتا ہے۔

(۲) حمّٰی ربع (چوتھیا بخار) جس کی دنیا میں عملی طور ہندستان ہی تک محدود ہے اور جو دوسرے ممالک میں شاذ و نادر ہی پایا جاتا ہے۔

(۳) حمّٰی لازمہ (شروع برسات کا موسمی بخار) جو زیادہ تر منطقۂ حارہ کے ممالک میں ہوتا ہے۔

تجاری اور چوتھیا دونوں باری کے بخار ہیں جو تیسرے چوتھے دن متواتر آتے ہیں۔ ان میں پہلے مریض کو سردی معلوم ہوتی ہے۔ پھر بخار ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پسینہ آکر بخار اتر جاتا ہے۔ ان بخاروں کے چڑھنے میں عموماً ایک ترتیب سی ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات خون کی ایک سے زائد دو تین جراثیم کی موجودگی کی وجہ سے روزانہ بھی آنے لگتے ہیں۔

تجاری بخار کا زمانہ حضانت (علامات ظاہر ہونے سے پہلے جسم میں مرض پیدا ہونے کی مدت) تقریباً دو ہفتے اور چوتھیا بخار کی تقریباً تین ہفتے ہے۔ جو لوگ پہلے سے خفیف فالج میں مبتلا ہوں اگر ان پر ملیریا کے تجاری جراثیم کا حملہ ہو جائے تو علامات مرض پانچ دن سے تیس دن تک ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی مثالیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں کہ کسی شخص کو جس پر بظاہر مرض کا حملہ نہیں ہوا تھا، ملیریا زدہ مقام سے ہٹا کر دوسری جگہ بھیج دیا گیا اور وہاں کئی مہینے بعد اس پر ملیریا کے حملہ کی علامات ظاہر ہوئیں۔

حملۂ بخار کے تین درجے ملیریا کے بخار کا حملہ تین درجوں میں منقسم ہے۔ (۱) سرد (۲) گرم (۳) پسینہ آور۔

سرد درجہ میں مریض کو سستی محسوس ہوتی ہے۔ انگڑائیاں آتی ہیں۔ ہاتھ پیر ٹوٹتے ہیں۔ سر میں درد ہوتا ہوتا ہے۔ فم معدہ کے آس پاس بے چینی سی محسوس ہوتی ہے۔ کبھی کبھی طبیعت متلاتی اور قے ہو جاتی ہے۔ لرزہ طاری ہونے سے پہلے بھی تھرمامیٹر کے ذریعہ سے حرارت غریزی میں اضافہ معلوم ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ مریض کو سخت سردی محسوس ہوتی ہے۔ ہونٹ کانپنے لگتے ہیں جسم پر لرزہ طاری ہوتا ہے اور اگر لرزہ شدید ہو تو مریض کا پلنگ تک ہلتا ہے۔ چہرے کا رنگ نیلا ہو جاتا ہے جسم چھونے سے ٹھنڈا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر منہ یا مبرز میں تھرمامیٹر لگا کر دیکھا جائے تو درجہ حرارت زیادہ ہوتا ہے۔ نبض کی حرکت تیز اور سخت ہو جاتی ہے اور پیشاب کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

سرد درجہ کی مدت عموماً دس منٹ سے ایک گھنٹے تک ہے لیکن بعض اوقات اس میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔

گرم درجہ۔ جلد، جو اب تک ٹھنڈی تھی بتدریج گرم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ، جو نیلگوں تھا اس پر سرخی نمودار ہوتی ہے۔ قلب کی حرکت بڑھ جاتی ہے نبض اچھلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ مریض کے سر میں سخت درد ہوتا ہے۔ بخار ایک سو پانچ یا ایک سو چھ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے کبھی کبھی ہذیانی کیفیت بھی طاری ہو جاتی ہے۔ ایسی مثالیں بھی ماہرین طب کے تجربہ میں آئی ہیں کہ کسی مریض نے شدید سرسام کی حالت میں اوپر کی منزل سے نیچے گر کر جان دے دی۔ اس درجہ میں مبرز کا درجۂ حرارت زیادہ نہیں ہوتا۔ اس درجہ کی مدت آدھ گھنٹے سے تین چار گھنٹے تک ہے۔

پسینہ کا درجہ۔ گرم درجہ کی مدت جب ختم ہو جائے تو پہلے مریض کی پیشانی یا گردن پر پسینے کے چند قطرے نمودار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد پسینہ کی مقدار بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ پورا جسم تر ہو جاتا ہے اور ایک یا دو گھنٹے کے بعد بخار اتر جاتا ہے۔ مریض کی بے چینی رفع ہو جاتی ہے۔ اسے سکون محسوس ہوتا ہے اور وہ عموماً سو جاتا ہے۔ اس درجہ میں کسی مریض کو پسینہ بہت زیادہ آتا ہے اور کسی کو کم۔

ملیریا بخار کے پورے دورہ کی مدت آٹھ گھنٹے سے بارہ گھنٹے تک ہے۔ حملہ کے دوران میں تلی بڑھ جاتی ہے اور چھوٹی پسلیوں کے حاشیہ کے نیچے اس کا کنارا عموماً محسوس ہوتا ہے۔ اگر حملہ غیر معمولی طور پر سخت نہ ہو تو بخار اتر جانے پر مریض کوئی خاص کمزوری محسوس نہیں کرتا اور اپنے کام کاج میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جس دن بخار کی باری نہ ہو اس کی طبیعت بالکل ٹھیک رہتی ہے۔ ملیریا کے بخاروں میں سخت کھانسی کی شکایت بھی بسا اوقات پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی ہونٹوں پر صفراوی دانے بھی نکل آتے ہیں۔

تجاری بخار تجاری ملیریا کے جراثیم کو عموماً اڑتالیس گھنٹوں کے اندر نشوونما حاصل ہوتا ہے اور وہ تیسرے دن تشق ہو کر نئے جرثومے بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لیے یہ بخار بھی عام طور پر تیسرے دن یعنی ایک دن چھوڑ کر آتا ہے لیکن جیسا

کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں اگر خون کے ایک سرخ دانہ میں دو جرثومے موجود ہوں تو تجاری کا بخار روزانہ بھی آسکتا ہے۔ اور اسے تجاری مضاعف یا (Double Tertian) کہتے ہیں۔ خاص کر چھوٹے بچوں میں اس بخار کی آمد اکثر بے قاعدہ ہوتی ہے۔

چوتھیا بخار ملیریا کے اس بخار کی علامتیں بھی تجاری سے ملتی جلتی ہیں۔ مگر اس قدر شدید نہیں ہوتیں۔ اس کے جراثیم چونکہ بہتر گھنٹوں کے اندر نشو و نما حاصل کرتے ہیں اس لیے یہ بخار عموماً چوتھے دن آتا ہے۔ لیکن اگر خون کے ایک سرخ دانہ میں دو جراثیم ہوں تو یہ بخار تیسرے دن بھی آسکتا ہے اور اگر تین جراثیم ہوں تو روزانہ بھی۔ مگر اس کی شدت عموماً چوتھے دن ہی ہوتی ہے۔ آخری قسم بخار کو حمّی ربع لازمہ (Triple Quartan fever) کہتے ہیں۔ چوتھیا بخار کی علامتیں بظاہر تجاری کی طرح شدید نہیں ہوتیں لیکن وہ مریض کا پیچھا دیر میں چھوڑتا ہے اور تمام احتیاطی تدبیروں کے باوجود بار بار آتا رہتا ہے۔

ملیریا کے تجاری اور چوتھیا بخار درحقیقت باری کے بخار ہیں لیکن جب وہ لازمہ صورت اختیار کریں یعنی روزانہ آنے لگیں تو ان کے مابین حدِ امتیاز قائم کرنے میں دشواری ہوتی ہے اور صحیح تشخیص خوردبین کے ذریعہ سے جراثیم خون کو دیکھ کر ہی کی جاسکتی ہے (خوردبینی معائنہ کا طریقہ اور جراثیم کی پہچان کا ذکر اسی اشاعت میں اپنی جگہ موجود ہے۔)

باری کے بخاروں کی مزمن شکل عام طور پر باری کے یہ دونوں بخار چند حملوں کے بعد رخصت ہو جاتے ہیں لیکن کبھی کبھی ان کی چھوت کا اثر کئی کئی سال تک رہتا ہے اور جراثیم مریض پر بار بار حملہ کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح خون کے سرخ دانوں کی تباہی سے قلت الدم (کمی خون) کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے اور ملیریا مزمن صورت اختیار کر لیتا ہے۔

لازمی یا روزانہ آنے والے بخار ملیریا کا روز آنے والا بخار زیادہ تر منطقہ حارہ کے ممالک میں عموماً موسم بہار اور موسم خزاں کے آخری حصہ میں پھیلتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) غیر خبیث (۲) خبیث۔

غیر خبیث بخار کے جراثیم جسم انسانی کے اندر بہت بے قاعدگی کے ساتھ نشو و نما حاصل کرتے ہیں اور عموماً ایک ایک سرخ دانۂ خون میں کئی جرثومے پائے جاتے ہیں۔ اس لیے اس کی علامتوں میں بھی بسا اوقات بے قاعدگی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ باقاعدہ نوبتی بخار کی ظاہری شکل میں چوبیس گھنٹوں سے اڑتالیس گھنٹوں یا اس بھی زیادہ تک کے غیر معینہ وقفوں سے آتا ہے اور اس پر ملیریا کے تجاری یا چوتھیا بخار کا شبہ ہوتا ہے۔ لیکن بے قاعدہ حمّی لازمہ کے حملہ کا دورہ باری کے بخاروں سے طویل ہوتا ہے بعض باری کے بخاروں میں سرد، گرم اور پسینہ کے تینوں درجے آٹھ گھنٹے سے بارہ گھنٹے تک طے ہو جاتے ہیں۔ لیکن حمّی لازمہ کا پورا دورہ چوبیس گھنٹے سے پہلے ختم نہیں ہوتا۔ یہ لرزہ کے ساتھ بھی آتا ہے اور بغیر لرزہ کے بھی۔ درجۂ حرارت آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور اس کا خاتمہ بحران جیّد (Crisis) کے بجائے بحران ناقص (Lysis) سے ہوتا ہے۔ حملہ کے ایک درجہ اور دوسرے درجہ کا درمیانی وقفہ مقابلتاً کم ہوتا ہے۔

ملیریا کے لازمی بخار میں مریض کا چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے اور وہ صورت سے بیمار معلوم ہوتا ہے۔ زبان میلی ہو جاتی ہے۔ نبض پُر (ممتلی) اور اُبھری ہوئی (مشرف) ہوتی ہے۔ لیکن بیشتر حالات میں مفید الوزن نہیں ہوتی۔ درجۂ حرارت عموماً ایک سو دو سے ایک سو تین ڈگری تک رہتا ہے لیکن کبھی کبھی ایک سو پانچ اور ایک سو چھ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ اس بخار کی بعض علامتیں حمّی معویہ (ٹائی فائیڈ) سے ملتی جلتی ہیں۔ تلی بڑھ جاتی ہے۔ نزلہ شعبیہ کی شکایت پائی جاتی ہے اور بعض اوقات یرقان کی ہلکی علامتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ شدید حملہ کی صورت میں پہلے دن لرزہ کے ساتھ یا لرزہ کے بغیر بخار آتا ہے جو بالعموم پسینہ آکر دوسرے دن صبح اُتر جاتا ہے اور شام کو بخار کا دوسرا حملہ شروع ہوتا ہے۔ ملیریا کا یہ بخار عام طور پر سات دن سے پندرہ دن تک کے عرصہ میں دُور

ہو جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی چار ہفتوں تک طول کھینچتا ہے اور ملیریا کی خبیث شکل اختیار کر لیتا ہے۔

ملیریا کا خبیث بخار ملیریا کی خبیث قسم ایک تو منطقہ معتدلہ کے ممالک میں یوں ہی کم پائی جاتی ہے۔ اور پھر آزاد ممالک کی قومی حکومتوں نے اپنی انسدادی سرگرمیوں سے اس کی شرح اموات میں بہت کمی کر دی ہے۔ لیکن بدنصیب ہندوستان میں غریبوں کا پرسان حال کون ہے! یہاں ہر سال لاکھوں آدمی خبیث ملیریا کے ہاتھوں آغوش اجل میں پہنچ جاتے ہیں۔ خبیث قسم کا خاصہ ہمیشہ فصلی یا روزانہ بخار کے جراثیم سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی حسب ذیل تین قسمیں قابل ذکر ہیں:-

(۱) مسبوت یا بے ہوشی کا بخار (Comatose)

(۲) زمہریری یا سخت سردی کا بخار (Algid)

(۳) نزفی یا جریان خون کا بخار (Hæmorrhagic)

پہلی قسم میں مریض پر یا تو سرسام حار یا زیادہ تر تیزی سے بڑھنے والے سبات یا گہری نیند کی شکل میں شدید دماغی تکالیف کی علامتوں کا حملہ ہوتا ہے۔ بخار لرزہ کے ساتھ بھی آتا ہے اور بغیر لرزہ کے بھی۔ درجہ حرارت بہت بڑھ جاتا ہے۔ اور جلد گرم و خشک ہوتی ہے بے ہوشی کبھی تو بارہ گھنٹے سے چوبیس گھنٹے تک طاری رہ کر رفع ہو جاتی ہے اور کبھی موت کی گہری نیند بن جاتی ہے۔ مریض کے ایک مرتبہ ہوش میں آجانے کے بعد بے ہوشی کا دوبارہ حملہ عموماً مہلک ثابت ہوتا ہے اور موت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دماغ کی عروق شعریہ میں جراثیم کے رک جانے سے سدہ پڑ جاتا ہے۔

دوسری قسم میں امراض معدہ کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ پیٹ میں سخت درد اٹھتا ہے۔ بار بار قے ہوتی ہے اور مریض غیر معمولی طور پر کمزوری محسوس کرتا ہے۔ گرمی کے موسم میں بھی مریض کو سخت سردی معلوم ہوتی ہے۔ درجہ حرارت کبھی تو طبعی درجہ پر رہتا ہے اور کبھی اس سے کم ہو جاتا ہے۔ پسینہ زیادہ مقدار میں خارج ہوتا ہے۔ نبض کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات شدید اسہال کی شکایت پیدا ہوتی ہے۔ پیشاب یا تو بالکل بند ہو جاتا ہے یا اس کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ ہوش و حواس کبھی زائل ہو جاتے ہیں اور کبھی نہیں۔ بخار میں کسی قدر اضافہ کے ساتھ یہ حالت کئی کئی دن تک قائم رہتی ہے اور مریض بالکل ضعیف و ناتوان ہو کر دم توڑ دیتا ہے۔

تیسری قسم یعنی نزفی بخار میں سرخ دانوں کی تباہی اور خون کی رقت بڑھ جانے سے جریان خون کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ابتدائی حملہ میں عموماً جسم پر پتی کی طرح لال لال دھبے نمودار ہوتے ہیں۔ پھر نکسیر پھوٹتی ہے۔ مسوڑھوں سے خون آتا ہے۔ خونی دست آتے ہیں۔ خون کا پیشاب آتا ہے اور حیض جاری ہو کر اس کی کثرت ہو جاتی ہے اور اس طرح جسم کا خون زائل ہو جانے سے مریض لب گور تک پہنچ جاتا ہے۔ کبھی کبھی جراثیم کی سمیت سے خون میں ایک خاص قسم کا مادہ، مادہ خون پاش (Hæmolysin) پیدا ہو کر خون کے تمام خلیوں کو گھلا کر سیاہ پانی کی شکل میں تبدیل کر دیتا ہے اور وہ تیز بخار کے ساتھ پیشاب کے راستہ سے خارج ہوتا ہے۔ خون نکل جانے سے چہرہ کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے اور یرقان کی علامتیں نمودار ہوتی ہیں۔ نزفی مہلک بخار عموماً لرزہ کے ساتھ آتا ہے۔ مریض کو بے چینی زیادہ ہوتی ہے۔ معدہ میں خاص طور پر تکلیف محسوس ہوتی ہے اور خون کی قے بھی ہوتی ہے۔ جانبری کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ اور زیادہ تر لوگ شدید قلت الدم، غشی، احتباس بول اور تپ محرقہ کے ذریعہ سے موت کو لبیک کہتے ہیں۔

ملیریا مزمن ملیریا حاد کے متواتر حملوں سے ملیریا مزمن کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی علامتیں قلت الدم ثانوی سے ملتی جلتی ہیں۔ مریض کے چہرے پر زردی چھا جاتی ہے اور وہ صورت سے بیمار معلوم ہوتا ہے۔ زبان کا رنگ میلا ہو جاتا

ہو، تخموں میں اندیپا کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ تھوڑی محنت سے بھی مریض کا سانس پھول جاتا ہے۔ نزف خون کی شکایت خاص کر آنکھ کے اندرونی غلاف میں بڑھتی ہے۔ تلی اور بعض اوقات جگر بھی بڑھ جاتا ہے۔ عضلات اور جوڑ گٹھیا کی طرح سخت ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی نصف زیریں حصۂ جسم مفلوج ہو جاتا ہے۔ شدید جریان خون ہوتا ہے اور خونی قے کی کثرت مریض کے لیے مہلک ثابت ہوتی ہے۔

ملیریا مزمن میں بخار گھٹتا بڑھتا رہتا ہے کبھی بخار بالکل نہیں ہوتا۔ کبھی ۹۹ء۵ درجے رہتا ہے، اور کبھی ۱۰۲ یا ۱۰۳ درجے تک پہنچ جاتا ہے۔

ملیریا سے پیدا ہونے والے دوسرے امراض بعض اوقات ملیریا کی وجہ سے دوسرے امراض بھی لاحق ہو جاتے ہیں جن میں آنتوں کا ورم، گردوں کا ورم، گنٹھیا، التہاب ریوی فصی (لوبر نمونیا)، یرقان اور پچش عام ہیں۔ کبھی کبھی آدھے دھڑ کے فالج، اعصاب کے ورم محیطی اور رعشہ حاد، منتشر ہونے والے تصلب اور غانغرانہ (گنگرین) کی شکایات بھی ذہن گیر ہو جاتی ہیں۔

تشخیص جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ملیریا کے بخاروں میں بسا اوقات مختلف امراض مثلاً حمّیٰ معوی (ٹائی فائیڈ فیور)، یرقان اور زرد بخار وغیرہ کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں اس لیے اس کی تشخیص میں غلطی کا احتمال رہتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے نوبتی بخار کا لازم شکل اختیار کر لینا یا جو بخار لازمہ کے جراثیم سے پیدا ہو اس کا تیسرے یا چوتھے دن باری سے آنا تشخیص کی راہ میں مزید دشواریاں پیدا کرتا ہے۔ عمومی یا انفرادی حیثیت سے ملیریا کے بخاروں کی بالکل صحیح تشخیص خورد بین کے ذریعہ سے معائنہ خون ہی سے کی جا سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک بخار تیسرے یا چوتھے دن باقاعدہ باری کی شکل میں آتا ہو لیکن اگر خورد بینی معائنہ سے مریض کے جسم میں روزانہ بخار کے جراثیم نظر آتے ہیں تو اس بخار کا علاج حمّیٰ لازمہ کی حیثیت سے کیا جائے گا۔

تشخیص کا دوسرا بہترین طریقہ کونین کا استعمال ہے۔ جو بخار کونین کی کافی مقدار کھلانے سے مغلوب نہ ہو وہ ملیریا کا بخار نہیں ہے۔

ملیریا کے بخاروں میں خاص کر ہونٹوں پر نملہ (Herpes) کی شکایت بھی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

ملیریا پر دوسرے امراض کا شبہ اور ان کی امتیازی تشخیص علامتوں کی مشارکت سے اکثر اوقات ملیریا کے بخار پر دوسرے امراض کا شبہ ہو جاتا ہے ان میں سے بعض کی تشخیص امتیازی درج ذیل ہے۔

(۱) ملیریا کا نوبتی بخار

(۱) تپ دق۔ پھیپھڑوں کی سل کے ابتدائی حملہ میں لرزہ اور بخار کی علامتیں ملیریا کے نوبتی بخار سے ملتی جلتی ہیں لیکن اس کی امتیازی تشخیص معائنہ خون کے ذریعہ سے کی جا سکتی ہے۔ دق کے جراثیم ملیریا کے جراثیم سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دق کا بخار کونین سے نہیں رکتا ہے۔

(۲) حمّیٰ صدیدی۔ اس میں اور ملیریا کے نوبتی بخار میں امتیازی فرق یہ ہے کہ حمّیٰ صدیدی میں لرزہ، بخار اور پسینہ آنے کے درمیانی وقفوں میں باقاعدگی نہیں ہوتی کبھی لرزہ دیر تک طاری رہتا ہے اور بخار کی مدت بہت کم ہوتی ہے اور کبھی مریض کو معلوم ہوتے ہی دفعتاً بخار بڑھ جاتا ہے۔ ملیریا کے حملہ میں بخار کے تینوں مدارج (سرد، گرم اور پسینہ آور) کے درمیانی وقفوں میں یک گونہ باقاعدگی ہوتی ہے۔ حمّیٰ صدیدی بھی کونین سے مغلوب نہیں ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی مقامی دکھ سے بھی

اس کی نوعیت کا پتہ چل جاتا ہے۔

(۳) التہاب حوض کلیہ (جوف گردہ کا ورم): اس کی بہت سی علامتیں ملیریا کے حمی دائرہ سے ملتی ہیں اور اکثر نو آموز معالجوں کو مغالطہ ہو جاتا ہے۔ ملیریا کے بخار سے اس کی علامات فارقہ یہ ہیں:۔

(۱) پیشاب کے ساتھ پیپ خارج ہونا (بول صدیدی) (۲) خون کے سفید دانوں کی زیادتی (ابیاض الدم)۔ (۳) بیشتر حالات میں دردِ کمر۔ (۴) دبانے سے گردوں کے ورم کا محسوس ہونا۔ (۵) کونین سے التہاب حوض کلیہ کے بخار کا مغلوب نہ ہونا۔ خوردبینی معائنہ سے مریض کے خون میں ملیریا کے جراثیم کی جگہ سفید دانوں کی کثرت نظر آتی ہے۔

(۴) التہاب غشاءِ باطن قلب مقرح (قلب کی باطنی جھلی کا ورم زخم کے ساتھ):۔ اس بخار اور ملیریا کے بخار والی امتیازی تشخیص کلینکی علامتوں سے کی جا سکتی ہے۔ ساتھ ہی خوردبین کے ذریعہ سے خون کا معائنہ بھی ضروری ہے۔ ورم غشا باطن قلب کے بخار میں مریض کے خون میں جراثیم نہیں ہوتے بلکہ سفید دانوں کی کثرت نظر آتی ہے اور یہ بخار بھی کونین سے نہیں رُکتا ہے۔

(۵) پتھری:۔ اس کے لرزہ اور بخار کی علامتیں بھی ملیریا کے نوبتی بخاروں سے ملتی جلتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ پتھری کے بخار میں جگر کا تو بنج: بیپے ٹک کو ایک نمایاں ہوتا ہے۔ حوصلہ مراریہ (پتہ) چھونے سے ملائم اور لچیلا معلوم ہوتا ہے اور مریض پر یرقان کی علامتیں غالب ہوتی ہیں۔ خوردبینی معائنہ سے خون میں ملیریا کے جراثیم نظر نہیں آتے۔

(۶) جگر کا پھوڑا:۔ اس مرض کی ابتدائی علامتوں اور ملیریا کے نوبتی بخار کی علامتوں میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہوتا۔ تشخیص کا ایک ذریعہ کونین ہے۔ اگر بخار اس سے نہ رُکے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی نوعیت ملیریا کی نہیں ہے۔

(۲) ملیریا کا حمی لازمہ

(۱) حمی معوی (ٹائیفائیڈ فیور) اس کی اور ملیریا کے حمی لازمہ کی علامتیں اس قدر ملتی جلتی ہیں کہ اوسلر، ڈوک اور دائم جیسے محققین کے خیال میں، خاص کر مرض کے پہلے ہفتہ میں تجربہ کار طبیبوں کو بھی مغالطہ ہوتا ہے اور بیشتر حالات میں وہ بخار جسے ملیریا کے حمی لازمہ کی حیثیت سے تشخیص کیا جاتا ہے درحقیقت حمی معوی ہوتا ہے۔ خوردبینی معائنہ کے علاوہ تشخیص کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر بخار چھ سات روز تک برابر آتا ہے اور کونین سے نہ رکے تو اسے حمی معوی سمجھنا چاہیے۔

(۲) زرد بخار:۔ اس بخار اور ملیریا کے حمی لازمہ میں علاماتِ فارقہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ملیریا کے بخار میں یرقان کی علامات چار پانچ دن سے پہلے ظاہر نہیں ہوتیں۔ مگر زرد بخار میں فوراً ظاہر ہو جاتی ہیں۔

(۲) البیومن تیسرے دن سے پہلے شاذ و نادر ہی پایا جاتا ہے۔

(۳) سیاہ رنگ کی قے بہت کم ہوتی ہے۔

(۴) خون کا پیشاب زیادہ ہوتا ہے۔

(۵) زرد بخار کے مقابلہ میں مریض کی تلی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

(۶) خوردبینی معائنہ سے مریض کے خون میں بصورت ملیریا خبیث ہلالی شکل کے یا چھلوں کی شکل کے جراثیم نظر آتے ہیں۔

(۳) ملیریا خبیث

(۱) زرد بخار:- بے ہوشی اور جریان خون کے خبیث ملیریا بخار کی بعض علامتیں زرد بخار کی انتہائی علامتوں سے ملتی جلتی ہیں۔

(۲) ایشیائی ہیضہ:- اس کی علامتیں ملیریا خبیث زہر یہ سے بہت ملتی ہیں۔ اور خاص کر ایسی حالت میں جب ہیضہ نے وبائی صورت اختیار کرلی ہو تشخیص میں کسی قدر دشواری ہوتی ہے۔ معائنہ خون کے علاوہ مریض کا پاخانہ دیکھنے سے بھی دونوں مرضوں کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ جو شخص ملیریا خبیث میں مبتلا ہو اس کے پاخانہ میں عصائے ہیضہ ایشیائی (Comma Bacillus) نہیں پائے جاتے۔

رجوع المرض بیشتر حالات میں ملیریا کا بخار دوبارہ رجوع کرتا ہے لیکن اس کی رجعت کا زمانہ معین نہیں۔ ایسی مثالیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں کہ صحت یابی کے بعد ایک مریض کے خون میں ملیریا کے جراثیم کافی تعداد میں موجود ہیں لیکن اس پر کئی کئی سال تک بخار کا دوبارہ حملہ نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق محققین کی دو رائیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جراثیم کا ایک غیر معینہ زمانہ استراحت ہوتا ہے جب وہ اپنے نشو و نما اور افزائش نسل سے باز رہ کر تلیوں کے اندر تلی میں آرام کرتے ہیں۔ اس زمانہ استراحت کی مدت چند ماہ بھی ہو سکتی ہے اور چند سال بھی۔ اس کے ختم ہونے پر جراثیم کی سرگرمیاں ازسرِ نو شروع ہو جاتی ہیں اور مرض دوبارہ عود کرتا ہے۔

دوسری رائے مشہور جرمن محقق شوڈین (Schaudinn) کی ہے کہ ملیریا کے جراثیم کی ایک مستقل قسم ایسی ہے جس کی سرگرمیوں کے نتائج کئی کئی سال تک ظاہر نہیں ہوتے۔ لہٰذا اگر ملیریا کے کسی مریض کی صحت یابی کے بعد اس پر سال چھ مہینہ تک مرض کا دوبارہ حملہ نہ ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ اعادہ مرض سے محفوظ اور اس کا خون جراثیم سے پاک ہو گیا۔

ملیریا کا علاج اور طبِ جدید مریض بستر پر آرام کرے۔ زیادہ نقل و حرکت ممنوع ہے۔ اسے سیال یا نرم غذائیں دی جائیں۔ ایک آدھ وقت کے فاقہ میں کوئی قباحت نہیں۔ قبض کی شکایت پیدا نہ ہونے دی جائے۔ اس کے لیے کیلومل یا ملین نمکیات کا استعمال مفید ہے۔ کونین ملیریا کے بخار کی مؤثر ترین دوا ہے۔ اس کے استعمال سے جراثیم عین اس وقت جب وہ شق ہو کر نئے جرثومے بنا رہے ہوں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ تجاری اور چوتھیا بخار کے جراثیم خاص طور پر جلد ہلاک ہوتے ہیں۔ لیکن تپ لازمہ میں کونین کے مفید اثرات جلد ظاہر نہیں ہوتے۔ یہ ممکن ہے کہ کونین سے بخار کا دورہ نہ رکے لیکن جراثیم کی ہلاکت سے عوارض کی شدت میں تخفیف شروع ہو جاتی ہے۔ دورانِ بخار میں اور بخار دور ہو جانے کے بعد بھی کافی عرصہ تک کونین کا استعمال جاری رکھنا چاہیے۔ محفوظ طریقہ یہ ہے کہ دو یا تین مہینوں تک مریض کو روزانہ تیس گرین کونین کھلائی جائے۔ اس کے بعد ایک ماہ تک روزانہ بیس گرین اور پھر دو ماہ تک روزانہ دس گرین۔ (ہندوستان کی گرم آب و ہوا میں کونین کی اس قدر مقدار محل نظر ہے)۔

ملیریا کے حمی لازمہ کی صورت میں کونین کی مقدار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر عام طور پر روزانہ تیس گرین سے زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ تقاضائے احتیاط یہ ہے کہ حمی لازمہ کے شدید حملوں کے بعد تین سال تک سال میں دو مرتبہ تین تین ہفتوں تک روزانہ دس گرین کونین کھاتے رہیں۔

جس وقت مریض پر لرزہ طاری ہو رہا ہو اسے اونی کمبلوں میں لپیٹ دیں اور گرم دودھ یا چائے وغیرہ پینے کو دیں۔ کونین اگر ہائیڈرو برومک ایسڈ میں حل کر کے مریض کو دی جائے تو اس سے کان گنگ نہیں ہوتے۔ کونین جن لوگوں کے موافق مزاج نہ ہو انھیں اس کے بجائے یوکونین یا کونین ٹانیٹ اسی مقدار میں استعمال کرانی چاہیے۔

تناسلی جراثیم کو ہلاک کرنے کے لیے کونین کا ایک مرکب پلاسموچین بہت مفید ہے۔ اس کی خوراک پانچ دن سے سات دن تک ½ گرین روزانہ ہے۔

ملیریا کے لازمہ اور خبیث بخاروں میں کونین دینے میں بہت عجلت کرنی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ دو دو گھنٹے بعد ڈائی ہائیڈروکلورائیڈ کی شکل میں اس کے انجکشن عضلات کے اندر دیے جائیں۔ دس گرین کی مقدار میں میوریٹ آف کونین اور یوریا کے عضلاتی انجکشن بھی مفید ہیں۔ شدید ترین حالات میں وریدوں کے اندر بھی انجکشن دیے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ صورت چوں کہ خطرات سے خالی نہیں ہے، اس لیے زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ دس اونس (تین سو سی سی) تازہ آب مقطر میں چالیس گرین سوڈیم کلورائیڈ کے ساتھ پندرہ گرین بائی موریٹ کے انجکشن تیز حملہ کی حالت میں مفید ثابت ہوتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ پانچ سو سی سی سیالِ نمکین میں پندرہ گرین ڈائی ہائیڈروکلورائیڈ کے انجکشن دیے جائیں۔

مریض کو اگر کرب و اضطراب بہت زیادہ ہو تو افیون سے کام لینا چاہیے اور محرک قلب ادویہ کا استعمال بھی ضروری ہے۔ ملیریا خبیث کی شکل سباتی میں اگر مریض کا اندرونی درجۂ حرارت بڑھ جائے تو پانی میں اسفنج تر کر کے اس کے جسم پر پھیریں یا ٹب میں بٹھا کر غسل دیں۔ اس حالت میں بعض ڈاکٹروں نے تین سی سی "یوروٹروپائن" چالیس فی صدی کا انجکشن تجویز کیا ہے۔ اس سے تین گھنٹے کے اندر دماغ کا سدّہ کھل جاتا ہے۔ ملیریا کی وجہ سے قلت الدم کی شکایت میں فولاد اور سنکھیا کا استعمال مفید ہے۔

خبیث نزفی بخار میں کونین تھوڑی مقدار میں احتیاط کے ساتھ دی جائے۔ ملیریا مزمن میں مریض کے لیے آب و ہوا کی تبدیلی ضروری ہے اور حملۂ مرض رفع ہو جانے کے بعد بھی اسے کونین کی تھوڑی مقدار فولاد اور سنکھیا کے ساتھ کافی عرصہ تک کھلاتے رہیں۔

انجامِ مرض ملیریا کے نوبتی بخار عموماً چند حملوں کے بعد دور ہو جاتے ہیں لیکن حمّی لازمہ کا مکمل علاج کسی قدر دشوار ہے۔ جب یہ قابو میں نہ آئے یا خبیث شکل اختیار کرے تو عام طور پر شدید قلت الدم، خونی پیشاب، پیشاب بند ہو جانے یا پیشاب میں سمیت پیدا ہو جانے سے مریض کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

ملیریا بعض امراض میں مفید

ملیریا کی ہلاکت آفرینی کا نقشہ کھینچنے کے بعد یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے روشن پہلو پر بھی سرسری نظر ڈال لی جائے۔ لفظ "روشن پہلو" پر شاید ہمارے بہت سے غیر طبابت پیشہ ناظرین کو حیرت ہو گی لیکن یہ واقعہ ہے کہ بعض امراض میں ملیریا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ خاص کر کئی تناسلی امراض ایسے ہیں جن میں ملیریا کی علامتوں کا خود بخود پیدا ہو جانا یا پیدا کر دیا جانا ان امراض کی شدت کو کم کر کے علاج مقابلتاً آسان کر دیتا ہے۔ اس قسم کے امراض میں (۱) سوزاک (۲) آتشک اور (۳) عصبی آتشک خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

سوزاک طبی تحقیقات کے مطابق سوزاک کے مریض میں ملیریا کی علامتیں پیدا ہو جانے سے اس کے نسیجوں میں دوا کے صحت بخش اثرات قبول کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۳۳ء میں مشہور مغربی ماہرینِ طب ڈاکٹر J. Werther اور ایچ کوسٹر (H. Koster) نے "امریکن انسٹی ٹیوٹ آف میڈی سنز" کے زیرِ اہتمام سوزاک کے ساڑھے پانچ سو مریضوں

پر (جن میں ۲۰۰ عورتیں تھیں اور ۲۶۰ مرد) ملیریائی طریقۂ علاج کے تجربات کیے اور ان کے خون میں ملیریا کے جراثیم کی چھوت داخل کی گئی۔ مرد ۸، ۲۷ دن اور عورتیں ۹ ر ۳۰ دن زیرِ علاج رکھی گئیں۔ اس کے بعد انھیں اسپتال سے رخصت کر دیا گیا۔ اس تجربہ میں صرف چوبیس سال کی ایک عورت ملیریا کے چوتھے حملہ میں مر گئی اور باقی تمام مریضوں میں سوزاک پچاسی فی صدی سے اسی فی صدی تک دور ہو گیا۔ اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ آزمائش کے لیے جو مریض منتخب کیے گئے تھے ان میں بہت سے ایسے تھے جن میں سوزاک کے ساتھ دوسری مرضی پیچیدگیاں بھی پیدا ہو چکی تھیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دو سو ساٹھ مرد مریضوں میں بہتر خصیہ فوقانی کی سوزش، تیس غدۂ قدامیہ کے ورم، نو خصیہ فوقانی کی سوزش اور غدہ قدامیہ کے ورم اور سات ورمِ مفاصل میں مبتلا تھے۔

دو سو پچاس زیرِ امتحان عورتوں میں تیئیس کو بوقان رحم کے ورم، ایک کو ورمِ مفاصل اٹھارہ کو ورم مقعد اور ایک کو وتری زلالی التہاب (Teno-synovitis) کی بھی شکایت تھی۔

"کینیڈا میڈیکل ایسوسی ایشن جرنل" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۵ء میں ڈاکٹر ڈبلیو۔ جی۔ ٹروِلیجن (W. G. Terwilligin) نے پرانے سوزاک کے چالیس مریضوں کو، جن میں سترہ عورتیں تھیں، ملیریائی طریقہ علاج سے اچھا کیا۔

(۲) آتشک "امریکن جرنل آف سفلس" میں امریکا کے مشہور ماہرِ طب ڈاکٹر سی۔ سی۔ ڈینی (C. C. Dennie) نے اپنے ذاتی اور بعض دوستوں کے تجربات کی بنا پر تحریر کیا ہے کہ آتشک کی کئی شدید قسموں کے ابتدائی حاد حملوں میں ملیریا کی علامتوں کا پیدا کر دیا جانا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ بخار آ جانے کے بعد مریض کو جو دافع آتشک دوائیں استعمال کرائی جائیں وہ عام طور پر بہت جلد فائدہ کرتی ہیں۔

(۳) عصبی آتشک "ٹرائی پرسامائیڈ" (Tryparsamide) کے ذریعہ سے عصبی آتشک کے علاج کا طریقہ مغربی ماہرینِ طب میں روز بروز مقبول ہوتا جا رہا ہے اور بیشتر حالات میں مؤثر بھی ثابت ہوتا ہے لیکن اس میں ایک خاص نقص یہ ہے کہ دوا کا جو آنکھ کے نازک عصبی ریشوں پر فوری اثر ہوتا ہے اس کی وجہ سے تین سے دس فی صدی تک مریض عصب بصری کے ضمور (ادپٹک ایٹرونی) میں مبتلا ہو کر عارضی طور پر چند روز کے لیے بینائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور ایسی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں کہ جب کچھ لوگ عرصے تک یہ دوا استعمال کرتے رہنے سے مستقل کمنہ جزئیہ (دھند) (Amblyopia) میں مبتلا ہو گئے۔ تازہ طبی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر عصبی آتشک کے مریضوں میں "ٹرائی پرسامائیڈ" کا طریقۂ علاج شروع ہونے سے پہلے ملیریا کی علامتیں پیدا ہو جائیں تو مریض کو فائدہ بھی جلد ہوتا ہے اور عصب بصری پر بھی اس دوا کا کوئی ناخوش گوار اثر نہیں ہوتا۔ طریقہ یہ ہے کہ مریض کے جسم میں ملیریا کی علامتیں پیدا کرتے ہیں۔ انھیں کونین کی مدد سے دور کرتے اور ٹرائی پرسامائیڈ دینا شروع کرتے ہیں۔ چند روز کے بعد اسے روک کر پھر ملیریا کی علامتیں پیدا کی جاتی اور کونین کی مدد سے دور کی جاتی ہیں۔

عصبی آتشک کے زیرِ اثر ہلکے فالج کی جو کیفیت پیدا ہو اس میں ملیریا کی علامتوں کا نمودار ہو جانا بہت ہی مفید سمجھا جاتا ہے، اور "برٹش میڈیکل جرنل" کی رپورٹوں کے مطابق اس قسم کے فالج کا بہترین علاج ہی ملیریا ہے۔

سل و ہزال کے مریضوں کو ملیریا سے اتنا فائدہ تو نہیں پہنچتا جتنا مفلوج لوگوں کو، لیکن پھر بھی اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور علاج میں تھوڑی بہت سہولت ضرور ہو جاتی ہے۔ خاص کر ہزال کی وہ کیفیت جس میں عصب بصری کے ساتھ شدید درد ہو، ملیریا کی علامتیں پیدا ہو جانے سے جلد مغلوب ہو جاتی ہے۔




کونین

علم الادویہ

ملیریا کی مشہور دوا کونین ایک امریکی درخت سنکونا لیجریانا (Cinchona Ledgeriana) کی خشک چھال "سنکونا" سے تیار کی جاتی ہے اور اس کا شمار قلویات میں ہے۔ سنکونا سے کونین کے علاوہ جو دوسرے قلویات مثل کونینا اور کونیڈائن وغیرہ دست یاب ہوتے ہیں انھیں خالص قلویات کی حیثیت سے نہیں بلکہ تیزاب گندک اور تیزاب نمک وغیرہ تیزابات کی آمیزش سے بطور نمکیات استعمال کیا جاتا ہے۔

طبعی افعال اگر کونین زیادہ مقدار میں کھائی جائے تو کانوں میں سنسنی پیدا ہوتی ہے۔ سر گھومتا ہے۔ منہ کا مزا خراب ہو جاتا ہے۔ قوت شامہ کمزور ہو جاتی ہے۔ کان گنگ ہو جاتے ہیں۔ دماغ بھاری معلوم ہوتا ہے۔ درد سر کی شکایت پیدا ہوتی ہے کبھی کبھی آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا جاتا ہے۔

نظام عصبی اور دورانِ خون پر کونین کا اثر کونین اپنی تاثیر کے لحاظ سے محرک دماغ ہے۔ لیکن اگر زیادہ مقدار میں کھا لی جائے تو امتلاء خون کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ مقدار خوراک کے درجہ سمیت تک پہنچ جانے سے دماغ میں خون جمع ہو جاتا ہے اور انسان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ تجربات سے کونین نخاع کے لیے بھی پہلے محرک ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اگر اسے زیادہ عرصہ تک استعمال کیا جائے یا اس کی مقدار بڑھا دی جائے تو ردِ عمل کے طور پر نخاع و اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔ کونین اگر مناسب مقدار میں کسی شخص کو کھلا دی جائے تو وہ سارے جسم میں تحریک پیدا کر کے دورانِ خون کو تقویت پہنچاتی ہے اور نبض کی رفتار اور خون کے دباؤ میں کسی قدر اضافہ کر دیتی ہے۔ لیکن اس کی زیادہ مقدار نبض کو سست کرتی ہے۔ ہلکی مقدار میں کونین کے استعمال سے خون کے سرخ دانوں میں بتدریج اضافہ ہوتا ہے اور جسم کی قوتِ مدافعت بڑھتی ہے۔

کونین اور درجہ حرارت صحت کی حالت میں کونین سے اگر جسم کا درجۂ حرارت کبھی کم ہوتا بھی ہے تو بالکل برائے نام۔ بخار کی حالت میں اس کا اثر سبب بخار کے تابع رہتا ہے اور چوں کہ یہ بلحاظ خاصیت حرارت کو بلا واسطہ دور نہیں کر سکتی اس لیے ایسے بخاروں میں جو حرارت کی پیدائش اور اس کے انتشار کا نتیجہ ہوں، کونین عموماً بے اثر ثابت ہوتی ہے لیکن اس میں جرثومی چھوت کو روکنے کی جو زبردست قوت ہے اس کی بنا پر ملیریا کے بخاروں میں یہ بالواسطہ موثر ترین دافع بخار ثابت ہوتی ہے۔

جسم میں انجذاب و اخراج کونین معدہ اور اثنا عشری میں صفرا کے ذریعہ سے جذب ہو جاتی ہے۔ لیکن امعاء زیرین میں کھاری رطوبات کی آمیزش اسے جذب کرنے کے بجائے تہ نشین کر دیتی ہے۔ اس لیے کونین اگر منجمد ٹکیوں کے بجائے سفوف، کیپ شول اور تازہ گولیوں کی شکل میں دی جائے تو جلد اثر دکھاتی ہے۔ کونین جسم سے خاص کر گردوں کے ذریعہ سے خارج ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کا کچھ حصہ جگر اور نسیجوں میں عمل تکسید کی وجہ سے تلف ہو جاتا ہے۔ پیشاب میں یہ اپنی اصلی شکل میں پائی جاتی ہے اور "ڈی ہائیڈروکسل کونین" (Dihydroxyl Quinine) کی شکل میں بھی۔ تازہ تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کونین جسم میں وریدوں کے ذریعہ سے داخل کی جائے تو پیشاب میں فوراً نمودار ہوتی ہے اور تقریباً ستائیس گھنٹوں تک برابر اس کی تھوڑی بہت مقدار پیشاب میں موجود رہتی ہے۔ عضلاتی انجکشن کی صورت میں پیشاب میں پندرہ

منٹ کے اندر ظاہر ہوتی اور تقریباً پچاس گھنٹوں تک موجود رہتی ہے۔ لیکن اسے انجکشن کے بجائے منھ کے ذریعہ سے جسم میں داخل کیا جائے تو پیشاب میں اس کی موجودگی کی مدت کم ہو جاتی ہے یعنی تقریباً نصف گھنٹے کے بعد نمودار ہوتی اور تیس گھنٹوں کے اندر بالکل خارج ہو جاتی ہے۔

کونین کے زیر اثر نسیجوں میں نائٹروجن کے اجزا کو خارج کرنے کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ یہ ذائقہ کے لحاظ سے بہت تلخ ہے اگر دس ہزار حصہ پانی میں ایک حصہ کونین ملا کر بھی دی جائے تو اس کی کڑواہٹ محسوس ہوتی ہے۔ معدہ کے لیے یہ کافی حد تک مقوی اور محرک ضرور ہے۔ لیکن اگر زیادہ عرصہ تک یا زیادہ مقدار میں استعمال کی جائے تو احشا میں سوزش پیدا کرتی ہے اور اس کی معتدل مقدار کسی قدر قابض ہے۔

کونین کی سمیت خاص کر ملیریا کے بخاروں میں اس کے مؤثر ترین ہونے سے انکار نہیں۔ لیکن ہمیں یہ حقیقت بھی فراموش نہ کرنی چاہیے کہ کونین عمومی حیثیت سے ایک پروٹوپلازمی زہر ہے، اور اس کی زیادہ مقدار ہمیشہ ناخوش گوار نتیجوں کی حامل ہوتی ہے مثلاً اس کی کثرتِ استعمال سے درد قولنج یا ضعف بصر کی شکایت پیدا ہو جانا عام ہے۔ اگرچہ اس کی سمیت کے مہلک ہونے کی مثالیں کم پائی جاتی ہیں۔ لیکن کبھی کبھی مہلک ثابت ہو جاتی ہیں۔ کونین کی مقدار سمیت کا تعین دشوار ہے۔ ایسی بھی مثالیں موجود ہیں کہ ہندوستان جیسے گرم ملک میں لوگ تیس تیس گرین کونین روزانہ کھا جاتے ہیں اور انھیں کوئی خاص نقصان نہیں پہنچتا۔ ایسی بھی مثالیں ہیں کہ دس گرین کھانے کے بعد ہی مریض پر مہلک علامتیں طاری ہو گئیں۔ تقاضائے احتیاط یہی ہے کہ اگر کونین مزاج کے موافق ثابت نہ ہو، اور اس کے استعمال سے ثقلِ سماعت، ضعف بصر یا دوران سر وغیرہ کی ناخوش گوار علامتیں پیدا ہونے لگیں تو اسکو ترک کر دیا جائے۔ ناخوش گوار علامتوں کے ظاہر ہو جانے کے بعد بھی اس کا استعمال جاری رکھنا ان علامتوں کو ترقی دینا ہے۔

اکثر اطبا، کونین کی چار یا ساڑھے چار ڈرام تعداد کو مہلک سمجھتے ہیں۔ لیکن برطانیہ کے مشہور ماہر طب ڈاکٹر بابرٹس نے اپنے تجربات کی بنا پر ایک عورت کا واقعہ قلم بند کیا ہے کہ وہ پانچ ڈرام کونین کھا جانے کے بعد بھی زندہ بچ گئی۔ اس عورت کی عمر پچیس سال تھی کونین کی یہ مقدار کھا جانے کے بعد اس کا چہرہ نیلگوں ہو گیا۔ گہری بے ہوشی طاری ہو گئی۔ سانس رک رک کر آنے لگا اور نبض کی رفتار بہت سست ہو گئی۔ بائیس گھنٹے کے بعد جب وہ ہوش میں آئی تو مکمل طور پر اندھی اور بہری تھی۔ بہت کچھ علاج کے بعد تیسرے ہفتہ اس کی بینائی تو بحال ہو گئی لیکن ضعف بصر کی شکایت آٹھ مہینے تک قائم رہی اور بہرے پن کا دفعیہ نہ ہو سکا۔ فرانسیسی ڈاکٹر سولیر (Soullier) نے تیس تیس سال کے ایک نوجوان کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ پینتالیس گرین کونین کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر مر گیا۔

کونین کی مہلک سمیت کے سلسلہ میں شاید سب سے دلچسپ تجربہ ڈاکٹر ولی موٹ (Willimott) کا ہے، جو انھوں نے برطانیہ کے قدیم ترین طبی رسالہ "لانسٹ" (Lancet) میں سپردِ قلم کیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف کو چار پانچ سال کے ایک بچے کے علاج کا اتفاق ہوا جس نے ساٹھ گرین کونین کھائی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ کونین کھانے کے تھوڑی دیر بعد بچے پر بے ہوشی طاری ہوئی، پھر قے اور دست شروع ہو گئے۔ ایک گھنٹے کے اندر بچے پر تشنج کے شدید دورے پڑنے لگے۔ چہرہ نیلگوں ہو گیا۔ حرارت غریزی تیزی سے کم ہونے لگی۔ پتلیاں بھی پھیل گئیں جسم اکڑ کر لکڑی کی طرح سخت ہو گیا اور بچے نے دم توڑ دیا۔ لاش کا پوسٹ مارٹم ہوا تو احشا، خاص کر گردوں اور پھیپھڑوں میں شدید اجتماع خون تھا اور خون کا رنگ تقریباً سیاہ ہو چکا تھا۔ عضلاتِ قلب اور گردن کے بالائی حصہ میں جریانِ خون کے نشانات بھی ظاہر تھے۔

ڈاکٹر شوینٹز (Schweinitz) کا بیان ہے کہ پچیس سال کی ایک جوان عورت تھوڑی تھوڑی مقدار میں چوبیس گھنٹے کے اندر صرف پندرہ گرین کونین کھا لینے سے دفعتاً بالکل اندھی ہو گئی اور تین ہفتوں تک اس کی بینائی بحال نہ ہو سکی۔

ڈاکٹر ہولڈن کے خیال میں کونین آنکھ کے نازک عصبی ریشوں کے لیے سخت مضر ہے۔ اور اگر ضعفِ بصر کی شکایت پیدا ہو جانے کے بعد بھی اس کا استعمال برابر جاری رکھا جائے تو انجام مرض اچھا نہیں ہوتا۔

جرمن ماہر طب شولز (Schulz) نے لکھا ہے کہ صرف چار گرین کونین سے بھی بعض نازک مزاج مریضوں کو نکسیر پھوٹنے کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے اور اسے زیادہ عرصہ تک استعمال کرتے رہنے سے مسوڑھوں کے پھول جانے اور ان سے خون جاری ہو جانے کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

خاص کر بچوں کو زیادہ کونین کھلانے سے عنقِ مثانہ میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ ملیریا کے بخاروں میں کونین کو متفقہ طور پر مؤثر ترین دوا سمجھا جاتا ہے لیکن ڈاکٹر کرامیٹاس (Karamitsas) نے اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر لکھا ہے کہ کونین کی زیادہ مقدار کھلانے سے ملیریا کے مریضوں کے پیشاب میں ہیموگلوبین خارج ہونے لگا اور وہ صفراوی حمّی لازمہ میں مبتلا ہو گئے۔

کونین کھانے سے کانوں میں جو سنسنی پیدا ہوتی ہے۔ اسے اطبّا کے خیال میں دس گرین برومائیڈ آف سوڈیم کھلا کر دور کیا جا سکتا ہے۔

کونین کی معالجاتی حیثیت کونین کی سب سے بڑی معالجاتی حیثیت ملیریا کے جراثیم کو تباہ کرنا ہے، اگرچہ اسے کبھی کبھی مخصوص حالات میں دافع بخار اور مقوی کی حیثیت سے استعمال کرایا جاتا ہے۔

کونین کی قوتِ جراثیم کشی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اگر بیس ہزار حصّہ پانی میں ایک حصّہ کونین بھی مریض کو پلا دی جائے تو وہ ملیریا کے جراثیم کو ہلاک کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کا استعمال ملیریا کے بخار کی تینوں اقسام (۱) نوبتی (۲) لازمہ اور (۳) صیفی خریفی میں مفید ہے۔ اگر مریض کو لرزہ طاری ہونے سے پہلے کونین کی ایک خوراک دے دی جائے تو جراثیم کی فوری ہلاکت شروع ہو جانے سے لرزہ کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد تین تین یا چار چار گھنٹوں کے وقفہ سے کونین دی جاتی ہے۔ اطبّا کے خیال میں اگر کونین کھلانے سے پہلے ملیّن دواؤں کے ذریعہ سے مریض کے جگر کی اصلاح کر دی جائے تو کونین کا اثر اور بھی جلد ظاہر ہوتا ہے۔ ملیریا کا بخار دور ہو جانے کے بعد بھی اس کا استعمال عرصہ تک جاری رکھنا چاہیے۔

ملیریا کا نزفی بخار ملیریا کے نزفی بخاروں میں کونین کی مضرت اس کی افادیت سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس کے استعمال سے بخار ضرور رُک سکتا ہے لیکن گردوں میں (جو اس قسم کے بخاروں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں) سوزش پیدا ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے اور امریکا، یونان، اٹلی اور جرمنی کے بیشتر ماہرین طب کے خیال میں جس مریض کو خون کا پیشاب (Hematuria) آ رہا ہو اُسے کونین استعمال کرانا اس کے مرض میں اضافہ کرتا ہے۔ بہت سے ڈاکٹروں کے خیال میں ملیریا کے مریضوں کے پیشاب میں جو ہیموگلوبین خارج ہونے لگتا ہے وہ کونین ہی کی کثرتِ استعمال کا نتیجہ ہے۔

تپ تیفوسیہ اور تپ محرقہ ان دونوں میں کونین عملی طور پر بے اثر ثابت ہوتی ہے اور اسے استعمال بھی کم کرانا چاہیے۔ انفلوئنزا کی شکایت میں بعض اطبّا اسیٹائل سالسائیلک (Acetyl-salicylic) کے ساتھ کونین سلفیٹ استعمال کراتے ہیں۔ لیکن اسے اگر گرم اور مرطوب جگہ رکھا جائے تو یہ اس زہریلے مادہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے جس کو کونین ٹوکسن کہتے ہیں۔

کالی کھانسی ایک سے ڈیڑھ گرین تک روزانہ کونین کا استعمال کبھی کبھی کالی کھانسی میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس سے بچے کی جسمانی طاقت کم زائل ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے کونین چاکلیٹ بھی دستیاب ہوتے ہیں، جن میں کونین کی مقدار ایک گرین ہوتی ہے اور بچے انھیں شوق سے کھا لیتے ہیں۔ بعض ڈاکٹروں کے خیال میں اگر کونین کا ہلکا سیال کبھی کبھی بچوں کے حلق کے اندر خاص آلہ سے چھڑک دیا جائے تو وہ کالی کھانسی کی چھوت سے محفوظ رہتے ہیں۔

انقباض رحم بعض ڈاکٹروں نے وضع حمل کے بعد کمزور عورتوں کو انقباض رحم کی شکایت سے نجات دلانے کے لیے کونین استعمال کی ہے۔ لیکن علم الولادت کے ترقی پسند ماہرین اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے خیال میں اس کو خونِ نفاس کا اخراج بڑھ جاتا ہے۔

دورانِ حمل میں ایسی عورتوں کو کونین استعمال کرانا جو عصبی مزاج، کمزور یا ہسٹیریا میں مبتلا ہوں، مناسب نہیں۔ خاص کر ایسی حالت میں جب مریضہ کا کوئی حمل پہلے ساقط ہو چکا ہو، اسقاط کا اندیشہ رہتا ہے۔

کنٹھ مالا جوظی امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن نیویارک میں ڈاکٹر اسرائیل برام (Israel Bram) کے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مرض میں کونین کا استعمال آیوڈین سے زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے اور اس کے اثرات خواہ بدیر ظاہر ہوں دیرپا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ آیوڈین سے علاج کے دوران میں اگر کبھی کبھی مریض کو کونین دی جائے تو آیوڈین کے زیادہ عرصہ تک استعمال کرنے سے جو مضر نتائج پیدا ہوتے ہیں ان کا اندیشہ کم ہو جاتا ہے۔

بطلانِ حس کونین اور یوریا ہائیڈروکلورائیڈ سے کسی عضو کو سُن کرنے کا بھی کام لیا جاتا ہے اور اس کا اثر پانچ سے پچیس منٹ تک قائم رہتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ۰٫۲۵ سے ایک فی صدی قوت تک کے محلول کا انجکشن دیا جاتا ہے۔ اس طرح آپریشن کے موقعوں پر یہ کوکین کا نعم البدل ثابت ہو سکتی ہے اور اس میں کوکین کے برابر سمیت بھی نہیں ہوتی۔

کونین کی مختلف شکلیں جب کوئی ڈاکٹر کونین مکسچر تجویز کرے تو بالعموم ہائیڈروکلورائیڈ (جس کا طبی نام کونینو ہائیڈروکلورائڈم ہے) استعمال کرائی جاتی ہے۔ اس میں کھار کا جزو بہت زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ مقدار پانی میں آسانی کے گھل جاتا ہے۔ ایسڈ ہائیڈروکلورائیڈ بھی امریکن اور برطانوی فارماکوپیا میں مستند ہے اور اپنے سے کم مقدار پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ بائی سلفیٹ آف کونین میں کھار کا جزو مقابلتاً کم ہوتا ہے۔ ہائیڈروبرمائیڈ آف کونین بھی مفید نمک ہے لیکن پانچ سے چالیس گنے پانی کی کم مقدار میں بآسانی حل نہیں ہوتا۔ سلفیٹ آف کونین میں بہت مشکل سے حل کی جا سکتی ہے۔ اس لیے منجمد ٹکیوں وغیرہ کی شکل میں زیادہ تر اسی کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ٹانس کونین ذائقہ میں مقابلتاً کم کڑوی ہوتی اور اس میں کھار کا جزو بھی برائے نام ہوتا ہے۔

کونین کا استعمال کونین بالعموم چار شکلوں میں استعمال کرائی جاتی ہے:۔

(۱) ٹکیہ اور گولیاں (Pilulla Quininœ Sulphatis)

(۲) ٹنکچر (Tinctura Quininœ)

(۳) شراب (Vinum Quininœ)

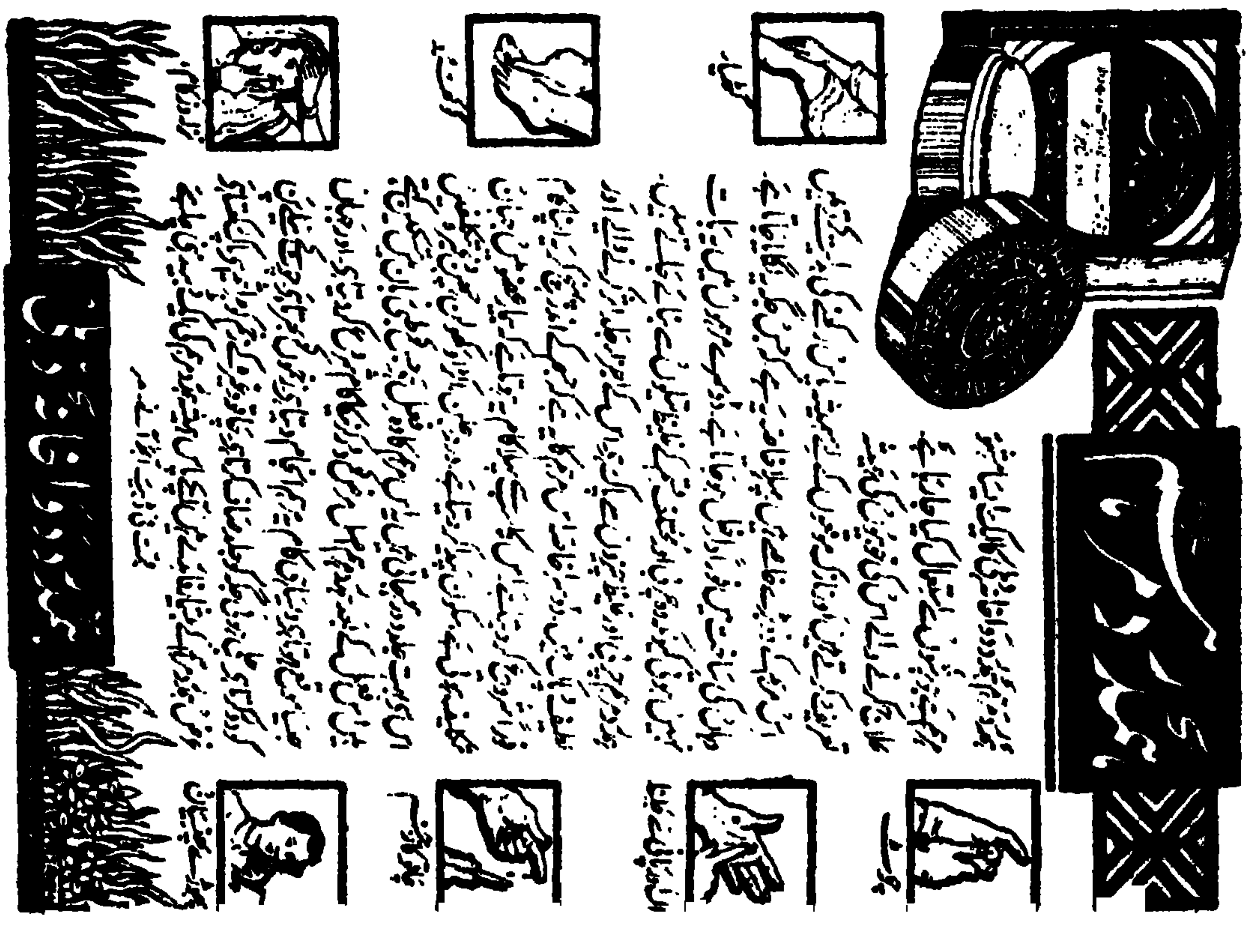
(۴) امیونیٹڈ ٹنکچر (Tinctura Quininœ ammoniata)

کونین کی ٹکیوں اور گولیوں کا رواج زیادہ ہے، کیوں کہ ان پر شکر یا جلاٹین کی تہ چڑھا دینے سے ذائقہ کی تلخی کم محسوس ہوتی ہے

لیکن اگر شکر کی تہ زیادہ پرانی ہو جائے یا کیپ سول کی شکل میں جلاٹین کی تہ پتلی نہ ہو تو کونین آسانی سے معدہ میں جذب نہیں ہوتی۔

سیال شکل میں کونین کی سخت تلخی مریض کو ناگوار تو ضرور ہوتی ہے لیکن گولیوں اور ٹکیوں کے مقابلہ میں آسانی جذب ہو جاتی ہے۔ کونین کا وریدی انجکشن صرف اسی حالت میں دینا چاہیے جب معدہ شدید سوزش کی وجہ سے کونین کو قبول نہ کر سکتا ہو یا حملۂ مرض کی شدت سے مریض کی جان خطرے میں پڑ جائے۔ عام حالات میں وریدی انجکشن بجائے فائدہ کے سخت نقصان کرتا ہے، اسی لیے عضلاتی انجکشن کا درجہ زیادہ ہے۔ عضلاتی انجکشن کے لیے جو عام طور پر پیٹھ کے بڑے عضلات میں کیا جاتا ہے، ایسڈ ہائیڈروکلورائیڈ کو بہترین سمجھا جاتا ہے۔ کیوں کہ وہ پانی کی قلیل مقدار میں آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔ ایسڈ ہائیڈروکلورائیڈ دستیاب نہ ہونے کی صورت میں ہائیڈروکلورائیڈ آف کونین سے کام لیتے ہیں۔ کبھی کبھی اس مقصد کے لیے بائی سلفیٹ بھی استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن چوں کہ اس میں کھار کا جزو مقابلتاً بہت کم ہوتا ہے اس لیے اس میں ½ حصہ ٹارٹرک یا سلفیورک ایسڈ کی آمیزش کر دی جاتی ہے تاکہ وہ جذب ہونے سے پہلے آنتوں میں تہ نشین ہو جائے۔ لیکن کونین کے تمام انجکشن، خواہ کسی شکل میں بھی دیے جائیں، مریض کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں اور ہندستان میں عضلاتی انجکشن سے بہت سے لوگ مرض کزاز (طاطانس) میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ انجکشنوں کے معاملہ میں سخت احتیاط سے کام لیا جائے۔

کونین کن امراض میں مضر ہے کونین کا استعمال التہاب معدہ، التہاب شفرین، سرسام حار، مرگی، خونی پیشاب اور درمیانی کان کے امراض میں سخت مضر ہے۔ اس سے متاثر اعضا میں سوزش اور تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کے علاوہ ایسے امراض میں بھی کونین استعمال نہیں کرانی چاہیے جن کا فعل کونین کی تاثیر کے مخالف ہو۔



بابُ الصحت

اس مصیبت سے کیسے بچیں؟

ازجناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

لوگ کہتے ہیں کہ ہندستانیوں کے دل میں تحقیق اور تجسس کا ذوق ہی نہیں۔ جو چیز انھیں جس حالت میں کبھی مل جائے یہ صرف اتنا معلوم ہو جانے پر قناعت کر لیتے ہیں کہ خدا کی پیدا کی ہوئی اس دنیا میں وہ بھی ایک چیز ہے اور بس۔ انھیں اس کی بال کی کھال نکالنے سے کچھ مطلب نہیں کہ یہ کہاں سے آئی، کیسے پیدا ہوئی، اس سے کیا فائدے ہیں، یا اس سے کس قسم کے نقصانات پہنچ سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ الزام صحیح ہو اور ہم ابھی تک کسی "طوطنخ اھون" کی حنوط شدہ لاش، یا "ڈیلوکوکائی اور گونوکوکائی" کی قسم کے جراثیم کی تحقیق نہ کر سکے ہوں، لیکن یہ الزام یقیناً غلط ہے کہ ہمارے دماغوں میں تجسس کا ذوق اور ہمارے دلوں میں تحقیق کا ذوق پیدا ہی نہیں کیا گیا۔ آپ بالکل بے پڑھے لکھے اور بظاہر "بے وقوف" آدمیوں کے کسی جلسے میں جا کر بیٹھیے تو آپ دیکھیں گے کہ ان کے ذوقِ تجسس نے ان پر یہ رازِ نہفتہ منکشف کر دیا ہے کہ جرمنوں نے صابون کی ٹکیاں اور مٹھائی کی ڈلیاں ایسی بنائی ہیں جن کے اندر بہت ہی مہلک قسم کے بم پوشیدہ ہوتے ہیں اور روس نے ایک ایسی مقناطیسی مشین ایجاد کی ہے کہ دشمن کے جتنے ہوائی جہاز بھی اڑتے ہوں وہ سب زمین پر کھنچ آتے ہیں۔

آلاتِ حرب کے متعلق ان کی یہ تحقیق غلط ہو یا صحیح، لیکن اس سے ان کے "علمی ذوق" کا پتہ ضرور چلتا ہے اور بعض اوقات ان کا یہ ذوقِ تحقیق بہت ہی دلچسپ ادبی نکتوں کا انکشاف کر دیتا ہے۔ چناں چہ ملیریا بخار کے متعلق ایک بزرگ فرمانے لگے، "میاں یہ انگریز ہماری زبان کا ستیاناس کیے ڈالتے ہیں۔ ہماری زبان میں جاڑے کے بخار کا نام 'مار لیا' بخار تھا جب لوگوں کو سردی دے کر خوب زور کا بخار چڑھتا تھا تو وہ بے اختیار چلاتے تھے کہ 'ارے مار لیا، مار لیا' اسی لیے اس بخار کا نام 'مار لیا' بخار ہو گیا تھا۔ لیکن اب صاحب لوگوں نے اسے بگاڑ کر ملیریا کر دیا۔" ایک دوسرے صاحب نے فی البدیہہ فرمایا، "حضرت یہ تو آپ کا فرمانا بالکل درست ہے کہ انگریزوں نے اس لفظ کی مٹی پلید کر دی ہے، لیکن معاف فرمائیے، آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ یہ لفظ دراصل 'مار لیا' تھا۔ جب آپ خود ہی اپنی زبان کے الفاظ کی اصلیت سے اس قدر ناآشنا ہیں تو انگریزوں سے کیا شکایت۔ میں عرض کروں، یہ لفظ درحقیقت 'مری لیا' تھا۔ آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ عورتیں جب کسی سے خفا ہوتی ہیں تو اسے 'مری لیا' کہہ کر کوستی ہیں۔ مری کے معنی وبا کے ہیں اور اس لفظ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تجھے مری لے جائے۔ جب انھیں سردی لگتی تھی اور بخار چڑھنے کے آثار معلوم ہوتے تھے تو عورتیں کہا کرتی تھیں کہ 'مری لیا' پھر آگیا۔ روز روز سب کی زبان سے مری لیا بخار، مری لیا بخار سنتے سنتے لوگوں نے اس بخار کا نام ہی 'مری لیا' بخار رکھ دیا اور اب انگریزوں نے اسے ملیریا بنا دیا ہے۔" بعض "ناواقف" لوگوں کے اس اعتراض پر کہ ملیریا تو ایک انگریزی لفظ ہے، اسے مار لیا یا مری لیا سے کیا تعلق، انھوں نے یہ فرمایا، "ملیریا ہرگز انگریزی لفظ نہیں ہے۔ یہ تو ہندستان کی بیماری ہے اس کا انگریزی نام کیسا؟"

ملیریا کی وجہ تسمیہ جو ہمارے ان محقق بزرگ نے بیان فرمائی تھی صحیح ہو یا غیر صحیح لیکن اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک بہت ہی خراب قسم کا بخار ہے جس سے لوگ ڈرتے اور گھبراتے ہیں اور اگر انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ

سے لاکھوں موتیں واقع ہوتی ہیں تو خدا جانے ان کے خوف کا کیا عالم ہو۔

یہ واقعہ ہے کہ ملیریا سے زیادہ موذی مرض شاید ہی کوئی اور ہو۔ سردی اور بخار سے مریض پر جس قدر تکلیف گزر جاتی ہے اور جس طرح وہ کانپتا اور ہانپتا ہے وہ تو ہے ہی، لیکن اس کے علاوہ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس کے جراثیم خون کے سُرخ ذرّوں کو تباہ کر دیتے ہیں اور مریض کا خون پتلا اور بدرنگ ہو جاتا ہے۔ اس بخار کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ تلی تو بالعموم، اور کبھی کبھی جگر بڑھ جاتا ہے، اور مریض روز بروز کمزور اور ناتواں ہوتا چلا جاتا ہے۔ دیہات کی آبادی میں خاص کر ایسے مقامات پر جہاں ملیریا زیادہ ہوتا ہے، سینکڑوں ایسے بچّے، بوڑھے اور جوان ملتے ہیں جن کا رنگ بالکل پیلا پڑ گیا ہے۔ بدن تمام سوکھ گیا ہے اور پیٹ بے انتہا بڑھا ہوا ہے جس کی وجہ سے چلنا پھرنا دوبھر ہے۔ انسانیت کے یہ مصیبت زدہ نمونے زندہ تو ضرور ہوتے لیکن مُردوں سے بدتر۔ اور ہر قدم جو وہ اٹھاتے ہیں انھیں قبر سے نزدیک کرتا جاتا ہے۔ سوجی ہوئی اور متورّم تلیوں میں کسی قدر خستگی بھی پیدا ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ گاہے ماہے جب کوئی فوجی گورا اپنے بوٹ کو زور کے ساتھ ان کے پیٹ کی سمت میں حرکت دیتا ہے، جسے عرفِ عام میں ٹھوکر مارنا کہا جاتا ہے تو یہ تلیاں اتنی کمزور ثابت ہوتی ہیں کہ فوراً بیک ضربِ پاپوش پھٹ جاتی ہیں اور بے چارے گوروں پر "ناکردہ گناہ" الزامِ قتل عائد ہوتا ہے۔

جدید تحقیقات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اس بخار کا باعث ایک خاص قسم کے جراثیم ہوتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے تو یہ خیال کیا جاتا تھا کہ دلدلی اور مرطوب مقامات کی آب و ہوا اس بخار کا باعث ہے، اور یہ بھی خیال تھا کہ اگر مکان کے آس پاس یوکلپٹس کے درخت ہوں تو وہ ملیریا کی سمیّت کو دفع کرتے ہیں اور ان درختوں کی مدد سے ہوا صاف ہو جاتی ہے۔ یوکلپٹس کے متعلق یہ خیال اب تک موجود ہے اور اکثر لوگ اپنے مکان کے قریب اس کے درخت اسی سبب سے لگواتے ہیں۔ یوکلپٹس کے درخت ہوا کو یقیناً کسی حد تک صاف اور پاک رکھتے ہیں لیکن چوں کہ ملیریا کے پھیلنے کا ذریعہ ہوا نہیں ہے اس لیے بخار کے دفعیہ پر ان درختوں کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ ملیریا کے جراثیم کا جب پتہ چلا تو اسی کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی آشکارا ہو گئی کہ ایک آدمی سے دوسرے آدمی تک اس بخار کے پہنچنے کا ذریعہ مچھّر ہیں۔ ایک بہ ظاہر بالکل بے حقیقت اور ذلیل و حقیر سی مخلوق مچھّر ہر سال لاکھوں انسانی جانیں تباہ کیا کرتی ہے اور شاید حساب لگایا جائے تو ابتدائے آفرینش سے اب تک جتنے انسانوں کا خون مچھّروں کی گردن پر ہے اتنا کسی اور جانور کی گردن پر نہیں ہے۔ شیر اور سانپ کا نام سُن کر ہم ڈر ضرور جاتے ہیں اور ان کی صورت دیکھ کر تو بہت کمزور دل والوں کو غشی کے دورے تک پڑ جاتے ہیں، لیکن یہ واقعہ ہے کہ مچھّروں اور مکھیوں کے مقابلے میں ان دونوں جانوروں کو بالکل بے ضرر اور غیر مردم آزار کہا جا سکتا ہے۔ جرمنی کی تمام ہلاکت بار مشینوں نے اس جنگ میں اپنی انتہائی بے دردی اور بے رحمی کے باوجود اتنے آدمیوں کا خون نہیں بہایا ہے جتنے آدمیوں کو ہر سال یہ ذرا سا کیڑا ہلاک کر دیا کرتا ہے۔

انسانی دنیا میں لڑنا بھڑنا اور قتل و غارت تمام تر مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور صنفِ نازک کے ہاتھ مہندی کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں لیکن خون سے رنگین نہیں ہوتے لیکن مچھروں کی دنیا میں اُلٹا دستور ہے اور تمام تر خونریزی مادہ کے ہاتھوں عمل میں آتی ہے۔ اس کا طریقِ کار یہ ہے کہ یہ جب بخار کے کسی مریض کو کاٹتی اور اس کا خون چوستی ہے تو ملیریا کے ناممکل یا نابالغ جراثیم بھی جو تکمیل بلوغ کے لیے انسانی جسم میں اس بات کے منتظر ہوتے ہیں کہ باہر نکلنے کا کوئی راستہ ملے، خون کے ساتھ مچھّر یا مچھرنی کے پیٹ میں چلے جاتے ہیں، اور مچھر کے جسم میں رہ کر اپنی عمر کا وہ زمانہ گزارتے ہیں جو تکمیلِ بلوغ کے لیے انھیں لازمی طور پر انسانی جسم سے باہر گزارنا چاہیے تھا۔

عاقل و بالغ ہوتے ہی یہ جراثیم مچھر کے تھوک کی گلٹیوں میں آکر بیٹھ جاتے ہیں اور اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ کب وہ کسی آدمی کو کاٹے اور کب وہ اس سوراخ کے راستے سے انسانی جسم میں داخل ہو جائیں جو مچھر نے خون چوسنے کے لیے بنایا ہے۔ ایک نئے انسان کے بدن میں پہنچتے ہی وہ یہاں بھی وہی ہنگامہ برپا کر دیتے ہیں جو ان کا خاصہ ہے اور غریب انسان چند ہی گھنٹے گزرنے کے بعد سردی سے کانپنے اور بخار میں ہلہلانے لگتا ہے۔

انسانی جانوں کا اس قدر نقصان ٹھنڈے دل سے کیسے دیکھا جا سکتا تھا۔ اس لیے ماہرینِ طب اس طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے اس قسم کی دوائیں تحقیق کرنا شروع کیں جو ملیریا کے زہر کو بے اثر یا اس کے جراثیم کو ہلاک کر سکیں۔ کسی نے کوئی دوا تلاش کی اور کسی نے کسی جڑی بوٹی کو آزمایا، تا آنکہ جاوا کے جزیرے میں ایک درخت ایسا مل ہی گیا جس کا جوہر اس بخار کے جراثیم کے لیے سمِّ قاتل ہے۔ یہ سنکونا کا درخت تھا اور اس سے جو جوہر نکالا گیا اس کا نام کونین رکھا گیا۔

ملیریا سے محفوظ رہنے کا اب یہ طریقہ ایجاد ہوا کہ یا تو بہت خفیف سی مقدار میں روزانہ کونین استعمال کی جائے، یا ہفتہ میں دو مرتبہ زیادہ مقدار میں کھالی جائے۔ خفیف مقدار سے مراد ایک رتی اور زیادہ مقدار سے مراد پانچ رتی تھی۔ یہ طریقہ ایک بڑی حد تک کامیاب ثابت ہوا۔ لیکن اس میں بھی کچھ نقص ضرور موجود ہیں۔ اوّل تو یہ کہ کونین کے مسلسل اور متواتر استعمال سے بعض آدمیوں میں چند ناخوش گوار علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ صحت اور تن درستی کی حالت میں دوا پینے کو نہ کسی کا دل چاہتا ہے اور وہ نہ یاد ہی رہتی ہے۔ تیسرے یہ کہ کونین کے استعمال کے باوجود بعض آدمی ملیریا سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

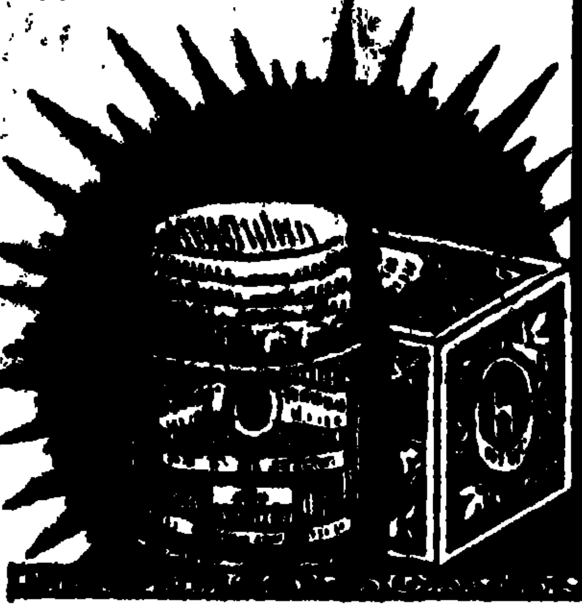
ان دقتوں کے پیشِ نظر ایسی تدابیر اختراع کی گئیں کہ مچھروں سے اپنے جسم کی حفاظت کی جائے۔ کیوں کہ یہ امر پایۂ تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ ملیریا کے جراثیم سوائے اس ایک ذریعہ کے ہمارے جسم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کے دو ہی طریقے ہو سکتے تھے۔ اور وہ دونوں اختیار کر لیے گئے۔ ایک تو یہ کہ مچھروں کی تعداد تاحدِ امکان کم کی جائے۔ چوں کہ مچھر ہمیشہ پانی میں یا نم زمینوں میں پرورش پاتے ہیں اس لیے ان کو مارنے کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ آبادی کے قریب جتنی نشیبی زمینیں ہوں ان کو اونچا کر دیا جائے تاکہ وہاں پانی جمع نہ ہو سکے۔ دوسرے یہ کہ چھوٹے چھوٹے گڑھوں اور تالابوں کو پاٹ دیا جائے تاکہ مچھروں کو اپنے انڈے بچے دینے کے لیے کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ بڑے گڑھوں یا تالابوں کے مچھر مارنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ پانی کی سطح پر مٹی کا تیل چھڑک دیا جائے تاکہ انڈوں سے جو بچے پیدا ہوں وہ تیل کے نیچے دبے رہیں اور انھیں سانس لینے کے لیے ہوا نہ ملے اور اس طرح وہ سب مر جائیں۔ گھروں کے اندر جو مچھر پیدا ہو جاتے ہیں ان کے مارنے کی آسان تدبیر یہ نکال لی گئی کہ کمروں کو اچھی طرح چاروں طرف سے بند کر کے ان میں گندک جلا دی جائے تاکہ دم گھٹ کر سب مچھر مر جائیں۔

مچھروں کو مارنے اور ان کے انڈے بچے ضائع کرنے کے علاوہ ایسی تدابیر بھی اختراع کی گئیں جن سے مچھر انسانی جسم تک نہ پہنچ پائیں۔ ان تدابیر میں سب سے زیادہ کامیاب تدبیر مچھر دانی لگا کر سونے کی ہے۔ بھوکے مچھر رات بھر سوتے ہوئے آدمیوں کے چاروں طرف اڑتے رہتے ہیں لیکن جالی کی وجہ سے ان تک پہنچ نہیں پاتے تا آں کہ صبح ہو جاتی ہے اور وہ اسی طرح بھوکے پیاسے ناکام و نامراد اپنی اپنی چھپنے کی جگہوں پر واپس چلے جاتے ہیں۔ مچھر دانی کے متعلق ایک تو یہ احتیاط ضروری ہے کہ وہ کسی جگہ سے پھٹی ہوئی نہ ہو اور دوسرے یہ کہ رات کو سوتے وقت اس کے اندر گھس کر اسے سب طرف سے بستر کے

نیچے دبالیا جائے تاکہ اس کا امکان نہ رہے کہ ہوا سے کسی وقت مچھر دانی اڑ جائے اور مچھر اندر گھس آئیں۔ مچھر دانی کے علاوہ مچھروں کو اپنے جسم سے دور رکھنے کی ایک تدبیر اور بھی ہے اور وہ یہ کہ سوتے وقت آپ اپنے ان اعضا پر جو کھلے رہتے ہیں اس قسم کی کچھ دوائیں مل لیں جن کی بو مچھروں کے لیے تکلیف دہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ کے بدن پر بیٹھیں اور خوب پیٹ بھر کر آپ کا خون چوسیں لیکن آپ کے ہاتھ پاؤں کے قریب آتے ہی ان کی ناک میں اس خوشبو یا بدبو کا بھپکا پہنچتا ہے جو آپ کے بدن پر لگی ہوئی ہے۔ اور وہ مجبور ہو کر الٹے لوٹ جاتے ہیں۔ اس قسم کی دواؤں میں سنگترے کا تیل، دیودار کا تیل، مٹی کا تیل اور ویسلین وغیرہ بہت کار آمد چیزیں ہیں۔ ایک بہت اچھا نسخہ جو "ہمبر آئل" کے نام سے مشہور ہے یہ ہے:-

سنگترے کا تیل ایک پونڈ، ناریل کا تیل دو پونڈ، اور مٹی کا تیل تین پونڈ۔ ان سب کو باہم ملالیں اور سوتے وقت ہاتھ پاؤں اور چہرے پر مل کر سو رہیں۔ اس میں ایک ذرا سی خرابی یہ ہے کہ بستر، تکیہ اور کپڑوں پر تیل کے داغ پڑ جاتے ہیں۔ اس خرابی کو رفع کرنے کے لیے اگر اس میں تھوڑا سا کاسٹک سوڈا ملا کر اس کا صابون سا بنا لیا جائے تو پھر داغ بھی نہ پڑیں گے۔ ویسلین بھی ایک سستی اور بہت زیادہ کار آمد چیز ہے۔ اگر صرف اسی کو مل لیا جائے تو مچھر قریب نہ آئیں گے۔

ملیریا کی مصیبت سے بچنے کے لیے پانی اور نمی سے دور رہنا، مچھر دانی لگا کر یا دوائیں مل کر سونا اور گاہے ماہے کونین کا استعمال غالباً بالکل کافی ہے۔



پیچش خطرناک بیماری ہی

پیچش کے علاج میں سب سے زیادہ مشکل یہ ہوتی ہی کہ اصل سبب سمجھ میں نہیں آتا۔ عصائی اور امیبائی (بیلری اینڈ امیبک ڈسنٹری) کی مختلف علامات اگرچہ معاون ہوسکتی ہیں لیکن غلطی ہمیشہ ہوتی ہی اور اس غلطی کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ مرض بڑھ جاتا ہی اور بڑی خطرناک بیماریوں کا سبب بن جاتا ہی۔ ہمدرد دواخانے کی مجلس تجربات نے دونوں قسم کی پیچش کو سامنے رکھ کر

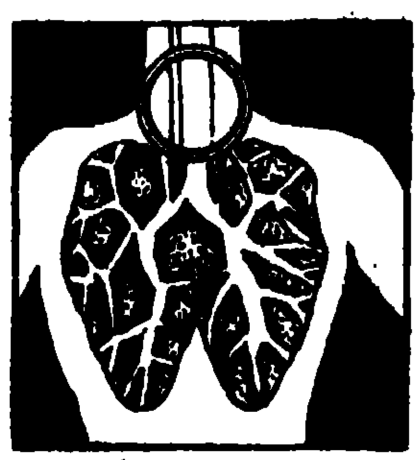
پیچ

کو ایجاد کیا ہی۔ تاکہ دونوں حالتوں میں اس کے فائدے یکساں ہوں۔ تین، چار خوراکوں میں مرض دور ہو جاتا ہی۔ بطور حفظ ماتقدم ایک شیشی ہمیشہ گھر میں رکھیے اور پیچش شروع ہوتے ہی دو ایک ٹکیاں کھا لیجیے اگر کسی وجہ سے دست آرہے ہوں تو اسے بلا تکلف استعمال کیا جاسکتا ہی۔

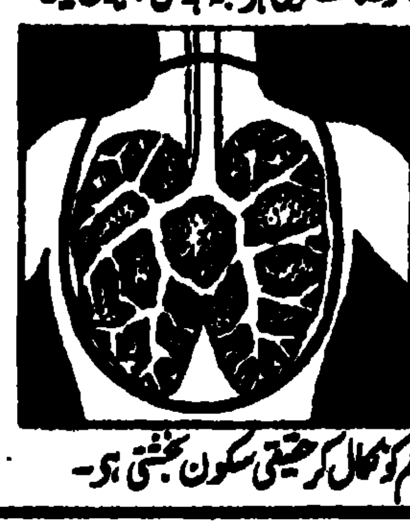
قیمت ایک شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔

ہمدرد دواخانہ، دہلی

کھانسی اور دمہ



معمولی دواؤں کا اثر صرف گلے تک ہی رہتا ہی اور پھیپھڑوں کی صفائی بالکل نہیں ہوتی بلکہ عارضی سکون ہوجاتا ہی۔ سُعالین نہ صرف گلے کو صاف کرتی ہی بلکہ ہوائی نالیوں میں سے



بلغم کو نکال کر حقیقی سکون بخشتی ہی۔

کوئی گھر ایسا نہیں ہی جس میں کوئی نہ کوئی کبھی کھانسی میں مبتلا نہ ہوا ہو پھر یہ مرض ہرگز ایسا نہیں ہی جس کی طرف معقول توجہ نہ کی جائے کیونکہ معمولی کھانسی مناسب تدارک اور علاج نہ کرنے سے بڑھ جاتی ہی۔ حتیٰ کہ پھیپھڑوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہی کہ **سُعالین** کی ایک شیشی بطور حفظ ماتقدم گھر میں رکھی جائے تاکہ ضرورت کے وقت فوراً استعمال کرلی جائے۔ معمولی کھانسی کو اس کے چند قرص ہی کافی ہیں۔ اس دوا کا اثر خصوصیت کے ساتھ ہوائی نالیوں پر ہوتا ہی۔ اس کے استعمال سے ان کا تشنج دور ہو جاتا ہی۔ اس طرح نہ صرف پرانی سے پرانی کھانسی دور جاتی ہی بلکہ دمہ تک دور ہو جاتا ہی۔ سینہ بلغم سے بالکل صاف ہو جاتا ہی۔ قیمت: ایک شیشی صرف آٹھ آنے (۸/)

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

معلومات



ملیریا کا نیا علاج!

(از ڈاکٹر سدھیر چندر سور، ایم۔ بی، ڈی۔ پی۔ ایچ، ڈی۔ ٹی۔ ایم۔)

ملیریا ایک عالمگیر مرض ہے، جو مختلف ممالک میں ان کی آب وہوا اور جغرافیائی حالات کے مطابق مختلف موسموں میں پھیلتا ہے۔ اس مرض کی کمی وبیشی کا انحصار ایک حد تک لوگوں کی مالی حالت اور اس غذا پر بھی ہے جو انھیں اپنی شکم پری کے لیے نصیب ہوتی ہو۔ ملیریا کے جو پہلو مسلسل تجربات سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جو لوگ ملیریا زدہ علاقوں میں کافی مدت تک زندگی بسر کرتے رہے ہوں، ان کے اجسام میں اس مرض کے مقابلہ کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ مختلف قوموں میں اس کی قوت مدافعت کے اعلیٰ درجہ تک پہنچنے کی مدت مختلف ہے، اور ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ کچھ خوش نصیب لوگوں کو یہ قوت مدافعت اپنے والدین سے بطور ورثہ ملتی ہے اور وہ اپنی زندگی کی ابتدائی ساعتوں سے حملۂ مرض سے کم وبیش محفوظ ہوتے ہیں۔

ملیریا کے خلاف جن لوگوں کی قوتِ مدافعت بڑھی ہوئی ہو انھیں اِن دو طبقوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے:۔ (۱) وہ جن کے اجسام میں ملیریا کے طفیلی داخل ہی نہیں ہوتے اور (۲) وہ جن کے جسموں میں ملیریا کے طفیلی داخل تو ہوتے ہیں مگر نشو ونما حاصل نہیں کرسکتے۔ ملیریا کے مریضوں کو جو دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں وہ جراثیم کو بہ تدریج ہلاک کرکے حملۂ مرض کی شدت تو کم کردیتی ہیں لیکن ان سے انسان کی قوتِ مدافعت میں اضافہ نہیں ہوتا اور دنیا کے کسی مرض کو روکنے کے لیے سب سے پہلی چیز قوتِ مدافعت ہے۔

میں بہت غور وفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قدرت کی مدد سے ملیریا کے مقابلہ کی قوت مدافعت کو بڑھانا ممکن ہے گو کسی قدر دشوار ہو مگر غیر ممکن ہرگز نہیں ہے اور بعض قدرتی نظریوں کو سمجھ لینے بعد انسان اس مقصد میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔

تمام نسیجوں میں ملیریا کے طفیلیوں کی کمین گاہ خون ہے اور اس خون میں صرف سرخ دانے ان کے لیے بہترین امن اور پرورش گاہ ثابت ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہیے کہ خون کے سرخ دانے ملیریا کے مقابلہ کی قوت مدافعت سے قطعاً محروم ہوتے ہیں۔ دوسری نسیجوں میں ملیریا کے طفیلی نشو ونما حاصل کرنا تو درکنار اپنا گھر بھی نہیں بنا سکتے یعنی ان کی قوت مدافعت بہت تیز اور موثر ہوتی ہے۔ اس طرح مجھے یقین ہے کہ جو لوگ ملیریا کے حملے سے محفوظ ومصئون ہوں ان کی قوتِ مدافعت تمام تر اُن ہی دوسری نسیجوں کی کارفرمائیوں کا نتیجہ ہوتی ہے اور یہی نسیجیں چشمۂ خون میں ایسی کوئی چیز داخل کردیتی ہیں جس کی وجہ سے خون کے سرخ دانوں کی کمزوری رفع ہوجاتی ہے۔

اب تک ایک بھی مثال ایسی دستیاب نہیں ہوسکی ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ ملیریا کا طفیلی کسی عضلہ کے باریک ریشوں کو اپنا مامن بنانے میں کامیاب ہوا ہو۔ میں نسیجوں کو نظر انداز کرکے عضلات پر اس لیے زور دینا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں ملیریا کے مقابلہ پر جسم کی قوت مدافعت بڑھانے میں عضلات سے بہت زیادہ مدد لی جاسکتی ہے۔ میں اس پر کسی قدر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالوں گا۔

اپنے تجربات کے سلسلہ میں میں نے ایک مرتبہ ملیریا کے ایک مریض کا تھوڑا سا خون لے کر جس میں ملیریا کے جراثیم بہت زیادہ مقدار میں موجود تھے، اسی مریض کے ایک عضلہ میں پچکاری کے ذریعہ سے داخل کردیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جراثیم

عضلہ کے باریک ریشوں میں داخل ہونے کے بعد صرف یہی نہیں کہ مرگئے بلکہ عضلہ میں ایک خاص قسم کی تحریک پیدا ہوئی جو حملۂ مرض کو مغلوب کرنے کے لیے مفید تھی، اور اس کا ردِّ عمل دوسری نسیجوں پر بھی ظاہر ہوا۔ [illegible] افزائی ہوئی اور مزید تجربات کے بعد میں نے اپنا طریقۂ علاج یہ مقرر کیا ہے کہ میں ملیریا مرض کے مریض کا تین چار [illegible] نکال کر فوراً ہی اس کی سرین کے عضلہ میں تیز سوئی سے اس طرح احتیاط کے ساتھ داخل کر دیتا ہوں کہ مریض کو زیادہ [illegible] یا درد نہ ہو۔ ملیریا کے جراثیم اپنی قدرتی حالت میں عضلہ کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی نقل و حرکت ایک خاص [illegible] جسم کے اندر محدود ہو جاتی ہے اور چشمۂ خون میں آزادی کے ساتھ تیر نہیں سکتے۔ اس کا ردِّ عمل یہ ہوتا ہے کہ جراثیم کی قوت بتدریج زائل ہو جاتی ہے۔ وہ افزائش نسل نہیں کر سکتے اور ساتھ ہی فعل جراثیم کی نوعیت بدل جانے سے عضلہ کے اندر ایک خاص قسم کا ایسا جوہر پیدا ہو جاتا ہے جو ملیریا کے طفیلیوں کے لیے مہلک ثابت ہوتا ہے۔ اس طریقۂ علاج میں سب سے زیادہ اِس بات کی احتیاط کرنی چاہیے کہ انجکشن کے وقت عضلہ کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچے، ورنہ ملیریا کے جراثیم ایک خاص حصہ میں مقید نہ کیے جا سکیں گے۔ اور علاج کی افادیت زائل ہو جائے گی۔ ساتھ ہی مریض کو ہدایت کر دینی چاہیے کہ دورانِ علاج میں وہ نہ تو غم و غصہ وغیرہ کرے اور نہ ایسی کوئی حرکت کرے جس سے تھکن بڑھے اور بخار آ جانے کا اندیشہ ہو کیونکہ جذبات کے ہیجان یا تھکن وغیرہ سے عضلہ کے ردِّ عمل میں فرق پڑ جاتا ہے۔

جس دن بخار کی باری ہو صبح ہی صبح اس قسم کا انجکشن خاص طور پر مفید ثابت ہوتا ہے۔ مزید پانچ چھ دن تک انجکشن کرتے رہیں۔ اس کے بعد علاماتِ مرض کے قابو میں آ جانے پر مریض کو ورزش وغیرہ کی اجازت دے دیں اور دیکھیں کہ اس کا ردِّ عمل کیا ہوتا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو دو تین انجکشن اور کر دیں۔

میرے خیال میں انجکشنوں کا دائرہ کسی ایک ہی عضلہ تک محدود رکھنا چاہیے کیوں کہ اس طرح اس عضلہ کی حسیّت بڑھ جاتی ہے اور وہ انجکشن کے اثرات مقابلتاً زیادہ آسانی سے قبول کرنے لگتا ہے۔ میں دورانِ علاج میں اپنے مریضوں کو تازہ اور حتی الامکان کچی ترکاریاں اور پھل کھانے کا مشورہ دیتا ہوں۔ پکائی ہوئی چیزوں کی مخالفت میں صرف اسی وجہ سے نہیں کرتا کہ وہ ضروری وٹامنوں سے محروم ہو جاتی ہیں بلکہ میرے خیال میں غذا کو پکانے سے اس کا جوہرِ زندگی تلف ہو جاتا ہے اور زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے زندگی کا جوہر ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں پائپ کے پانی پر کنویں یا ٹیوب ویل کو ترجیح دیتا ہوں۔ کیوں کہ میرے خیال میں جو پانی فلٹر کرنے کے بعد شہروں میں بہتا کیا جاتا ہے وہ ایلومے اور کلورائن وغیرہ کا تختۂ مشق بننے، غیر قدرتی نلکیوں میں بند رہنے اور پمپنگ کے غیر معمولی دباؤ سے "مردہ" ہو جاتا ہے۔

یہ طریقۂ علاج بالکل بے ضرر ہے اور اس میں کسی قسم کا خطرہ نہیں اور اس پر وہ اطبّا جنھیں انجکشن کرنے کا معمولی تجربہ بھی ہو، آسانی سے عمل کر سکتے ہیں۔



(امریکا کے نامور ترین انشا پرداز ایڈگرایلن پو کا شاہکار)

ایڈگرایلن پو کے افسانے "دہشت انگیزی" کے لیے مشہور ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ وہ انسان کے دماغی و عصبی ہیجان کی تصویر اس قدر مؤثر انداز میں کھینچتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس صفت خاص میں دنیا کا کوئی بھی فسانہ نگار ایڈگرایلن پو کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس حیرت انگیز مگر اچھوتے طرز نگارش میں ایڈگرایلن پو کی غیر معمولی کامیابی کا راز یہ ہے کہ افلاس اور زندگی کی مسلسل ناکامیوں نے اسے شدید عصبی و ذہنی تکالیف میں مبتلا کر دیا تھا۔ اسے ہیجان اعصاب کی صحیح تصویر کشی کے لیے کسی مطالعہ یا مشاہدہ کی ضرورت نہ تھی اور اس کے لیے اپنی ہی ذات اپنے افسانوں کا بہترین کیرکٹر بن گئی تھی۔ ناظرین کے سامنے ایڈگرایلن پو کے طرز تحریر کا نمونہ پیش کرنے کے لیے ترجمہ حتی الامکان لفظی کیا گیا ہے۔ (ہمدرد صحت)

بے شک، میں شدید عصبی تکالیف میں ہمیشہ مبتلا رہا اور اب بھی مبتلا ہوں۔ لیکن آپ مجھے دیوانہ کیوں کہتے ہیں؟ اس مرض میں میرے حواسِ خمسہ نہ زائل ہوئے نہ شکست، بلکہ اور بھی تیز ہو گئے۔ خاص کر میری قوتِ سامعہ میں تو بلا کی تیزی پیدا ہو گئی ہے۔ میں زمین و آسمان کی تمام باتیں سنتا ہوں جہنم کی بہت سی آوازیں بھی میرے کانوں تک پہنچتی ہیں۔ آپ مجھے دیوانہ کہتے ہیں؟ چہ خوش! ذرا دیکھیے تو میں کس قدر خوبی، سکون اور پوری تفصیل کے ساتھ اپنی داستان آپ کو سنا سکتا ہوں۔

یہ نہ پوچھیے کہ میرے دل میں یہ خیال پیدا کس طرح ہوا۔ لیکن جب پیدا ہو گیا تو اس نے مجھے دن رات ستانا شروع کیا۔ اس کا مقصد کچھ نہ تھا۔ کوئی جذبہ اس کی تہ میں کام نہ کر رہا تھا۔ بس ایک خیال ہی تو ہوا۔ مجھے اُس بڈھے سے بہت محبت ہے۔ اس نے کبھی میرے ساتھ برائی نہ کی۔ اُس نے کبھی میری دل آزاری گوارا نہ کی۔ مجھے اس کے رُپے کی بھی خواہش نہ تھی۔ لیکن آہ ـــــ میں اس کی آنکھوں کو کیا کروں ـــــ وہ گدھ کی طرح خوفناک زردی مائل نیلی آنکھیں ـــــ! جب وہ بڈھا مجھے محبت بھری نگاہوں سے بھی دیکھتا تھا تو میری رگوں میں خون جم جاتا تھا۔ بس ایک خیال پیدا ہو گیا کہ ان خوفناک آنکھوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے بڈھے کو قتل کر دینا چاہیے ـــ!

آپ مجھے دیوانہ کہتے ہیں ـــــ؟ ماشاءاللہ کیا آپ کی سمجھ ہے۔ ارے دیوانے تو کچھ سمجھتے بوجھتے نہیں۔ وہ جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں۔ لیکن اگر آپ قتل کے وقت موجود ہوتے اور دیکھتے کہ میں نے اپنا "فرض" کس قدر خوبی، کس قدر احتیاط اور کس قدر دور اندیشی ـــــ سے ادا کیا ہے تو آپ میری فہم و فراست پر ایمان لے آتے۔

میں اس کے قتل کا ارادہ سات دن سے کر رہا تھا۔ آدھی رات کے بعد میں دبے پاؤں اُٹھتا۔ بہت آہستگی سے بڈھے کے کمرے کا دروازہ ذرا سا کھولتا۔ اور سانس روک کر چپکے سے اندر جھانکتا۔ میرے ہاتھ میں بہت مدھم روشنی کی [illegible] اس کے

چاروں طرف میں نے اس طرح موٹا کالا کاغذ لگا رکھا تھا کہ اس کی روشنی کی بہت ہی باریک شعاع صرف بڈھے کی آنکھوں پر پڑے۔ وہ مجھے اس کی ہلکی روشنی میں سوتا نظر آتا۔ اس کی آنکھیں بند ہوتیں ـــــ میں اسے قتل کس طرح کرتا؟ مجھے بڈھے سے نہیں بلکہ اس کی آنکھوں سے نفرت تھی۔

آٹھویں رات میں نے نہایت احتیاط سے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ گھڑی کی بڑی سوئی بھی تو میرے ہاتھ سے زیادہ تیزی کے ساتھ حرکت کر رہی ہوگی۔ میں نے ذرا سا پٹ کھول کر جھانکا اور لالٹین کی بہت باریک شعاع اس کے چہرے پر ڈالنی چاہی۔ دفعتاً میرا ہاتھ کانپا اور لالٹین دروازہ سے ٹکرا گئی۔ اس کی آواز سے بڈھا بیدار ہو کر پلنگ پر بیٹھ گیا اور چلایا،

"کون ہے؟"

میں دروازہ چپکے سے بند کر کے برابر کے کمرے میں چھپ گیا۔ بڈھے کے کراہنے کی ہلکی سی آواز میرے کانوں میں آئی لیکن یہ آواز درد یا تکلیف کی نہیں بلکہ جان لیوا خوف کی تھی۔ یہ وہ ہلکی گھٹی ہوئی دبی ہوئی آواز ہے جو روح کے خوف زدہ ہو جانے کے بعد اس کی گہرائیوں سے نکلتی ہے۔ آپ بہت عقل مند بنتے ہیں مگر اس آواز کو آپ ہرگز نہیں پہچان سکتے۔ میں آپ کے خیال میں دیوانہ ہوں لیکن اسے خوب پہچانتا ہوں اور کیوں نہ پہچانوں؟ مسلسل سات راتیں ـــــ آدھی رات کے بعد ـــــ میں یہی آواز خود اپنی روح کی گہرائیوں سے نکلتے ہوئے سنتا رہا ہوں۔ ہر طرف مکمل خاموشی تھی۔ ایسی کوئی آہٹ بھی نہ ہوئی جس سے معلوم ہوتا کہ بڈھا بستر پر دوبارہ لیٹ گیا ہے۔ وہ غالباً یہ سوچ رہا ہوگا "ـــــ ڈر کی کوئی بات نہیں چمنی سے ہوا کا تیز جھونکا اندر آیا ہوگا۔ کوئی چوہا نکل کر بھاگا ہوگا۔ یا یہ کسی جھینگر کے بولنے کی آواز ہوگی ـــــ" لیکن آہ! اسے کیا خبر کہ جس کھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی وہ موت کی آمد کا کھٹکا تھا۔

میں برابر کے کمرے میں ایک گھنٹے تک بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ میرے ایک عضو کو بھی تو جنبش نہ ہوئی۔ آپ مجھے دیوانہ کہتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی دیوانہ اس قدر سکوت و سکون کے ساتھ اتنی دیر تک کھڑا رہ سکتا ہے؟ انتظار کرتے کرتے جب میں تھک گیا تو پھر دبے پاؤں بڈھے کے کمرے کی طرف بڑھا۔ ذرا سا دروازہ کھول کر اس کی دراز سے لالٹین کی بہت باریک اور دھندلی شعاع اندر ڈالی۔ یہ شعاع بڈھے کے چہرے یا کسی دوسرے عضو پر نہیں بلکہ ٹھیک اُنھی خوف ناک آنکھوں پر پڑی جنھیں دیکھ کر میری ہڈیوں کا گودا بھی جم جاتا تھا۔

آپ مجھے غلطی سے دیوانہ کہتے ہیں ـــــ کہیے، لیکن میں ہرگز دیوانہ نہیں۔ میری قوتِ حواس آپ جیسے لوگوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ دفعتاً میں نے ایک ہلکی آواز سنی، ایسی آواز جیسے آپ کسی گھڑی کو بہت سی روئی میں لپیٹ کر تھوڑے فاصلہ پر رکھ دیں اور پھر رات کی خاموشی میں اس کی ٹک ٹک سنیں۔ آپ تو یہ آواز نہ سُن سکتے اور نہ پہچان سکتے لیکن میں نے تو آواز سن لی اور فوراً پہچان لی۔ یہ بڈھے کی حرکتِ قلب کی آواز تھی۔ اس آواز سے میرا غصّہ اس طرح بڑھ گیا جس طرح ڈھول کی آواز سے سپاہی کی دلیری بڑھ جاتی ہے۔

لیکن میں اسی طرح بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ میں سانس بھی بہت آہستہ آہستہ لے رہا تھا۔ میرے ہاتھوں کو خفیف ترین جنبش بھی نہیں ہوتی تھی اور لالٹین کی باریک دھندلی شعاع بدستور بڈھے کی خوف ناک آنکھوں پر پڑ رہی تھی۔

اتنے میں حرکتِ قلب کی جھنجھی آواز بڑھنی شروع ہوئی۔ تیز ہوئی، اور تیز ہوئی اور تیز ہوئی ـــــ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں حسّی مزاج ہوں۔ رات کے اس سکوت میں جو موت کی خاموشی کا جواب تھا، ایک پُرانے مکان کے اندر اس قسم کی عجیب

دھڑکنے کی آواز، میں غیر معمولی طور پر مشتعل ہو گیا۔ لیکن چوں کہ میں دیوانہ نہیں ہوں۔ اس لیے پھر ضبط سے کام لیا ـــــ گر یہ کیا ـــــ؟ حرکتِ قلب کی آواز تو برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے شور سے سارا محلہ بیدار ہو جائے۔

میں نے لالٹین پھینک دی۔ دروازہ ایک دم کھول دیا اور بجلی کی طرح تڑپ کر کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ بڈھے کے منہ سے چیخ نکلی مگر یہ پہلی اور آخری چیخ تھی۔ میں نے بڈھے کو گھسیٹ کر فرش پر گرا دیا اور جلدی سے سارا بھاری بستر اس پر ڈال کر سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ میں دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا کہ یہ کام کس خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ چند منٹ تک حرکتِ قلب کی گھٹی ہوئی آواز میرے کانوں میں آتی رہی۔ لیکن اب مجھے اس سے کوئی تشویش نہ تھی۔ بھاری بستر میں لپٹے ہوئے بڈھے کے دل کی آواز کمرے کے باہر کون سن سکتا ہے؟ آخرکار یہ منحوس آواز بند ہو گئی اور بڈھا مر گیا۔

میں نے اوپر سے بستر ہٹا کر لاش کا معائنہ شروع کیا۔ بڈھا مر چکا تھا۔ بالکل مر چکا تھا۔ پتھر کی طرح سرد تھا۔ میں نے اُس کے دل پر ہاتھ رکھا۔ نبض دیکھی۔ لیکن حرکت کا پتہ نہ تھا۔ میں نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ مجھے اس کی خوفناک آنکھوں کے عذاب سے نجات مل گئی۔ اگر آپ اب بھی مجھے دیوانہ سمجھتے ہیں تو یہ سننے کے بعد کہ میں نے لاش کو کس قدر احتیاط کے ساتھ چھپایا آپ کا خیال زائل ہو جائے گا۔ میں نے نہایت تیزی مگر خاموشی کے ساتھ لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ سر کاٹا، ہاتھ کاٹے، پیر کاٹے۔ پھر کمرے میں جو لکڑی کا فرش تھا میں نے اس کے تختے نکالے اور لاش کے ٹکڑوں کو اندر رکھ کر تختوں کو اس خوبی کے ساتھ دوبارہ جوڑ دیا کہ کوئی انسانی آنکھ بھی، خود بڈھے کی خوفناک آنکھ بھی محسوس نہیں کر سکتی تھی کہ تختوں کو ان کی جگہ سے ہٹایا اور دوبارہ جوڑا گیا ہے۔

کوئی چیز دھونے کی ضرورت تھی۔ نہ کوئی دھبہ تھا نہ کہیں خون کا نشان۔ میں نے لاش کے ٹکڑے ایک بڑے ٹب کے اندر کیے تھے ـــــ اس لیے کہ میں آپ کے خیال میں دیوانہ ہوں ـــــ جب میں یہ سب کچھ کر چکا تو رات کے چار بجے تھے۔ ہر طرف اب بھی گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ میں اپنے کمرے میں اطمینان سے لیٹ رہا۔ تھوڑی دیر بعد دستک کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ میں نے بستر سے اٹھ کر مکمل سکون و اطمینان کے ساتھ دروازہ کھولا۔ اب مجھے ڈر کس بات کا تھا؟ سامنے پولیس کے تین آدمی کھڑے تھے۔ رات کو کسی پڑوسی کے کانوں تک چیخ کی آواز پہنچ گئی تھی اس نے ذرا دیر کے بعد احتیاطاً پولیس اطلاع کر دی اور اب پولیس کے آدمی تحقیقات کے لیے آئے تھے۔

میں نے مسکرا کر نہایت خندہ پیشانی سے پولیس والوں کا خیر مقدم کیا۔ اس لیے کہ اب مجھے ڈر کس بات کا تھا؟ میں نے ان سے کہا کہ رات کو ایک پُر دہشت خواب دیکھ کر سوتے میں چیخ میرے ہی منہ سے نکل گئی تھی۔ اور بڑے میاں کئی دن سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ میں نے پولیس والوں کو سارے گھر کا معائنہ کرایا اور ان سے کہا، "ہر چیز اور ہر مقام کی تلاشی لیجیے اور اچھی طرح تلاشی لیجیے۔"

میں انھیں بڈھے کے کمرے میں بھی لے گیا۔ اس کا زر و مال دکھایا۔ وہ اسی طرح محفوظ تھا اور کسی نے اس میں ہاتھ بھی نہ لگایا تھا۔ مزید اطمینان کے لیے میں نے اس کمرے میں کرسیاں بچھائیں اور پولیس والوں سے کہا کہ وہ کچھ دیر آرام کر لیں۔ میری کرسی ٹھیک اسی مقام پر تھی جہاں بڈھے کی لاش کے ٹکڑے دفن کیے گئے تھے۔

پولیس والوں کو کچھ شبہ باقی نہ رہا۔ وہ بالکل مطمئن ہو گئے اور مجھ سے تکلیف دہی کی معذرت کرتے ہوئے دوستانہ بے تکلفی کے ساتھ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔ میں بھی ان سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا اور میری ہر حرکت سے مکمل سکون ظاہر ہوتا تھا۔ اُنھوں نے رخصت ہونا چاہا۔ لیکن ان کے دلوں پر اپنی بے گناہی کا گہرا نقش جمانے کے لیے میں نے کہا کہ چند

[illegible] گئے۔ دفعتاً مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے چہرے کا رنگ زرد ہو رہا ہے اور دل میں زبردست خواہش پیدا ہوئی کہ پولس کے آدمی رخصت ہو جائیں۔ میرے سر میں میٹھا میٹھا درد شروع ہوا۔ کان سنسنانے لگے۔ دل کی حرکت تیز ہوئی لیکن پولس والے اب بھی مجھ سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔

میرے کانوں کی سنسنی بڑھنے لگی۔ ایسا معلوم ہوا کہ اندر ایک عجیب قسم کی آواز گونج رہی ہے جو ہے تو بہت ہلکی مگر صاف۔ اس کیفیت سے نجات پانے کے لیے میں اور بھی زیادہ جوش وخروش کے ساتھ گفتگو کرنے لگا۔ مگر کانوں میں سنسنانے والی آواز برابر صاف ہوتی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہونے لگا کہ یہ آواز میرے کانوں کے اندر پیدا نہیں ہو رہی ہے، بلکہ باہر سے اندر داخل ہو رہی ہے ——— یہ ایک ہلکی سی گھٹی ہوئی آواز تھی۔ ایسی ہی آواز جیسے آپ گھڑی کو بہت سی روئی میں لپیٹ کر تھوڑے فاصلہ پر رکھ دیں اور اس کی ٹِک ٹِک سنیں۔

میرا سانس رُکنے لگا۔ اس خوف سے کہ یہ جہنمی آواز کہیں پولس کے کانوں تک نہ پہنچ جائے، میں زیادہ بلند آواز سے باتیں کرنے لگا۔ لیکن میں جس قدر زور سے بولتا تھا اُسی قدر اس آواز کا شور بڑھتا جاتا تھا۔ مجھے سردی معلوم ہوئی ایسا محسوس ہوتا تھا کہ خون میری رگوں میں جم رہا ہے۔ میں کرسی سے اُٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ پولس کے آدمی جاتے نہیں۔ جو آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی اسے پولس کے کانوں تک پہنچنے سے روکنے کے لیے میں اب پورے جوش وخروش کے ساتھ پیر پٹک پٹک کر، ہاتھ ہلا ہلا کر اور خوب چیخ چیخ کر گفتگو کر رہا تھا۔ یہ خبر نہ تھی کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کس موضوع پر گفتگو کر رہا ہوں ——— مگر اس آواز کی شدت تو بڑھتی ہی جاتی تھی ——— آہ، اب میں سمجھ گیا۔ یہ اس بڈھے کی حرکتِ قلب کی آواز تھی۔

غصہ کے عالم میں میرا جسم کانپنے لگا۔ منہ سے کف جاری ہو گیا۔ بے ساختہ زبان سے چند سخت کلمات نکل گئے اور میں نے اپنی کرسی اُٹھا کر فرش کے اُن تختوں پر زور سے دے پٹکی جن کے نیچے بڈھے کی لاش کے ٹکڑے دفن تھے۔ ——— مگر میری اس حرکت سے تو پُراسرار آواز اور بھی بلند وصاف ہو گئی۔

پولس کے آدمیوں نے مجھے حیرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ وہ مسکرائے۔ ان کے مسکراتے ہی مجھے اور بھی غصہ آیا۔ ان لوگوں نے یقیناً یہ جہنمی آواز سن لی۔ لیکن مجھے بے وقوف بنانے کے لیے اب تک خاموش ہیں اور گرفتار نہیں کرتے۔ پولس والوں یہ خوش اخلاقی، یہ ہنس ہنس کر باتیں کرنا، سب کچھ بناوٹی ہے بمصنوعی ہے۔

میں نے چیخ کر کہا "بدمعاشوں، میرا زیادہ مذاق نہ اڑاؤ۔ میں اپنے جرم کا اقبال کرتا ہوں۔ لکڑی کے اِن تختوں کو ہٹا کر دیکھو۔ ان ہی کے نیچے سے بڈھے کے دل کی آواز آ رہی ہے!　　　(س۔ ع۔ ص)



جریان و سرعت

حالات مریض نمبر ۲۲۲۷۴/۳۳۱۹

"عمر تقریباً پچیس سال ہے۔ مجھے جریان کی شکایت ہے۔ ۲½ سال ہوئے مرض آتشک بھی ہو چکا ہے۔ درد سر ہمیشہ رہتا ہے۔ حافظہ بالکل خراب ہے۔ بھوک قطعی نہیں لگتی۔ عضو میں کچھ لاغری اور کوتاہی موجود ہے۔ باہ میں بہت کمی ہے۔ سرعت انزال کی شکایت بھی ہے۔ واضح رہے کہ میں جماع غیر فطری کا عادی رہ چکا ہوں"

تشخیص ظاہر ہے۔ علاج مندرجہ ذیل کیا گیا:۔

علاج (صبح) سفوف مغلظ و ممسک ۶ ماشے دودھ کے ساتھ پھانکیں۔

(رات) معجون عجیب ایک تولہ دودھ کے ساتھ کھائیں۔

(بعد غذا) معجون مقوی معدہ ۶۔۶ ماشے دونوں وقت کھائیں۔

(مقامی) دوائے مالش۔ طلائے مسرت۔

حالات مابعد: "جناب والا کی بھیجی ہوئی دواؤں نے بہت فائدہ پہنچایا میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں"

کثرت احتلام

حالات مریض نمبر ۲۵۸۸۱/۵۶۰۳

"مریض پانچ سال تک جلق کی عادت میں مبتلا رہا۔ اب کثرت احتلام کی شکایت ہے۔ روزانہ اور کبھی دوسرے تیسرے احتلام ہو جاتا ہے اور یہ احتلام کی شکایت ایک سال سے ہے۔ ولایت کی مشہور دوائیں اور دلی کے سب دواخانوں کی دوائیں ازالہ مرض نہ کر سکیں۔ اب آپ کی باری ہے۔ مریض کو قبض نہیں رہتا اور نہ ہی ہاضمہ پر کوئی اثر ہے"

تشخیص: ضعف قوت ماسکہ اور رقت منی کی وجہ سے یہ شکایت ہے۔

علاج (صبح) قرص جریان ۴ عدد دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔

(شب) مثالی ایک عدد پانی کے ساتھ کھائیں۔

(مقامی) طلائے مسکن پھریری سے لگائیں۔

حالات مابعد: "میں بہت خوشی کے ساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کی دواؤں نے مریض کو از حد فائدہ پہنچایا۔ آپ کی تینوں دوائیں واقعی اکسیر ثابت ہوئیں۔ ۲۰ دن ہو گئے صرف ایک مرتبہ احتلام ہوا"

ہسٹیریا

حالات مریض نمبر ۶۰۹۶/۲۶۹۰ "عمر ۱۸ سال ہے تین سال شادی کو ہوئے۔ ایک سال سے بیہوشی

کا دورہ تیسرے چوتھے روز پڑتا ہے۔ پیٹ میں درد ہوتا ہے جو ہر چند روز بیس دن بعد ہوتا ہے۔ اور غش ہو کر گلے دبتا ہے ... دورہ کا دورہ ہونے سے پہلے منہ سے ایک آواز نکلتی ہے۔ دورہ کے بعد دل بہت دیر تک قابو میں نہیں آتا ... ماہواری کا پہلا حال ہے۔ سیلان کی شکایت بھی ہے۔

تشخیص مریضہ ہسٹیریا (صبی ہیجان) میں مبتلا ہے۔

علاج:۔ (صبح) اکسیر شفا ۱ عدد کو مستورین ۱ تولہ (دودھ میں گھول کر) کے ساتھ کھائیں۔ (رات) مربہ ہلیلہ ایک عدد کھالیا کریں۔ (بعد غذا) حب کبد نوشادری ۲-۲ عدد دونوں وقت کھائیں۔

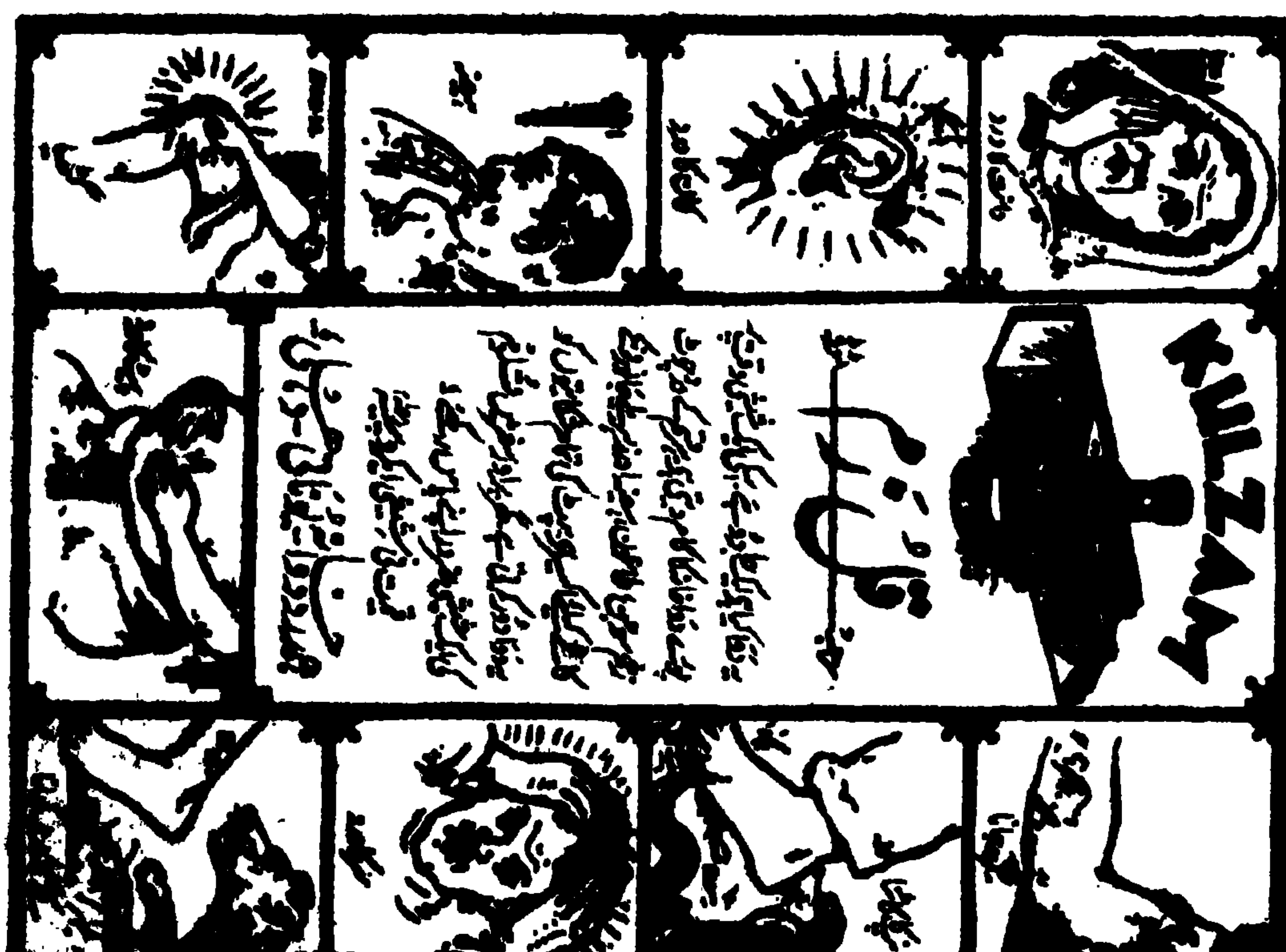
حالات مابعد: "آپ کی دوائیں استعمال کرائی گئیں۔ دوا کی ۳-۴ خوراکوں سے سیلان تو بند ہو گیا۔ اختناق الرحم کا دورہ ڈیڑھ مہینہ ہوا کہ نہیں پڑا۔ اُمید ہے اب نہیں پڑے گا۔ غرض ہر طرح فائدہ ہے"

دائمی نزلہ

حالات مریض نمبر ۲۰۶۵۵/۳۹۹۲ "مجھ کو ہر موسم میں زکام کی شکایت رہا کرتی ہے۔ میں گھڑی سازی کا کام کرتا ہوں اگر دو تین دن آرام کر لیتا ہوں تو تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ لیکن کام شروع کرتے ہی زیادتی ہو جاتی ہے"

تشخیص ظاہر ہے۔ **علاج**:۔ (صبح) خمیرہ نزلی جواہر والا ۶ ماشے کھالیا کریں۔ (بعد غذا) جوارش کمونی کبیر ۹-۹ ماشے دونوں وقت کھالیا کریں۔ (مقامی) روغن الف کے قطرے ناک میں ٹپکائیں۔

حالات مابعد: "آپ کی دوائیں میں نے کھائیں۔ ان دواؤں نے بہت فائدہ پہنچایا"



مجربات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

عرق بخار چونے کا پانی ایک تولہ، عرق لیموں کاغذی ایک عدد، نوشادر سائیدہ دو رتی۔ تینوں کو ملا کر ملیریا بخار کے مریض کو پلائیں۔ پہلی یا دوسری خوراک میں بخار جاتا رہے گا۔

(نوٹ) چونے کا پانی تیار کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک چھٹانک چونا سوا سیر پانی میں بھگو دیں۔ دن میں تین چار بار اس کو لکڑی سے ہلا دیا کریں۔ تیسرے دن پانی کو مقطر کر لیں۔

حب بخار دھتورہ سبز کا رس دس تولے، کالی مرچیں پسی ہوئی ڈھائی تولے۔ ان دونوں کو اس قدر کھرل کریں کہ گولیاں بنانے کے قابل ہو جائیں۔ ماش کے دانہ برابر گولیاں بنا کر سایہ میں خشک کریں۔ صبح، دوپہر اور شام کو ایک ایک گولی سونف کے عرق کے ساتھ یا صرف پانی کے ساتھ دیں۔ دو تین دن کے استعمال سے بخار آنا بند ہو جائے گا۔

اکسیر ملیریا برگ بھنگ ایک تولہ، کافور ۶ ماشے، گیرو تین ماشے۔ ان دواؤں کو خوب باریک کریں۔ بخار چڑھنے سے پہلے ڈیڑھ ڈیڑھ رتی یہ دوا ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ سے تازہ پانی کے ساتھ دیں۔ اس سے بخار نہیں آئے گا۔

حب چرائتہ چرائتہ دس تولے لے کر نیم کوب کریں۔ اس کے بعد ایک سیر پانی میں ہلکی آنچ پر پکائیں۔ یہاں تک کہ پانی آدھ سیر رہ جائے۔ اس کو مل چھان لیں اور پھر آگ پر پکائیں۔ یہاں تک کہ پانی اُڑ جائے اور غلیظ رُب رہ جائے۔ اس میں مغز کرنجوہ دو تولے باریک پیس کر ملائیں اور دو دو رتی کی گولیاں بنا کر رکھ لیں۔ ایک ایک گولی صبح، دوپہر، اور شام پانی کے ساتھ دیں۔

فوائد:۔ ہر قسم کے باری کے بخار کو روک دیتی ہے۔

دوائے چرائتہ ہیرا کسیس دو رتی کو عرق اجوائن آٹھ تولے میں حل کریں۔ اس کے بعد جوشاندہ چرائتہ آٹھ تولے ملا کر آدھی آدھی چھٹانک کی مقدار میں تین خوراکیں صبح دوپہر اور شام کو دیں۔

فوائد: موسمی بخاروں کے بعد کی کمزوری کو دور کرتا ہے اور خون کو صاف کرتا ہے۔ معدہ اور جگر کو طاقت بخشتا ہے۔

اس دوا میں شامل کرنے کے لیے جوشاندہ چرائتہ اس طرح تیار کیا جائے کہ چرائتہ آدھی چھٹانک کو نیم کوب کر کے آدھ سیر جوش کھاتے ہوئے پانی میں ڈالیں اور سرپوش سے ڈھانک کر رکھ چھوڑیں، دو گھنٹے کے بعد چھان لیں۔

دوائے مقوی چرائتہ ڈھائی تولے، لونگ تین ماشے لے کر دونوں کو کوٹیں اور تقریباً آدھ سیر گرم پانی میں بھگو رکھیں۔ چھ گھنٹے کے بعد چھان لیں۔ اور پانچ پانچ تولے کی مقدار میں صبح و شام پلائیں۔

فوائد:۔ موسمی بخاروں کے بعد کی عام جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہے، بھوک لگاتی اور خون کو صاف کرتی ہے۔

(ادارہ)

تجدید طب

از جناب حکیم و حافظ محمد قسیم الدین صاحب، صدیقی فاضل الطب والجراحت" کما نقل

موسمی بخار

(ملیریا)

(۱) کالا دانہ ۱۰ رتی
فل فل سیاہ ۳ ماشے
انیس ۱ ماشہ

سفوف بنا کر دن میں دو مرتبہ دیں۔ یہ نسخہ مانع بخار ہے اور ملین بھی ہے۔

(۲) دار ہلد نیم کوفتہ ۳ ماشے
گلو سبز نیم کوفتہ ۳ ماشے

خیساندہ تیار کر کے دیں۔

نوٹ: ست گلو بازاری ہو یا خانہ ساز بے فائدہ چیز ہے۔ کیوں کہ اس کا تلخ جوہر یا جوہر فعال ضائع ہو جاتا ہے اور نشاستہ باقی رہ جاتا ہے جس کا استعمال بے کار ہے۔

(۳) مغز کرنجوہ ۱ تولہ
دار فل فل ۱ تولہ
زیرہ سفید ۶ ماشے

آبِ برگِ ببول میں چنے برابر گولیاں بنائیں اور دن میں تین بار دیں۔

(۴) کونین ہائیڈرو کلور ۲. رتی

یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی تین خوراکیں تازہ لیموں کے رس میں حل کر کے دن میں تین بار دیں بعض حضرات کونین کے ساتھ آب لیموں، طباشیر یا دانہ الائچی وغیرہ شامل کر کے سمجھتے ہیں کہ کونین کی اصلاح ہو گئی یہ ایک خوش فہمی ہے۔ کونین کی حدت کو سکنات کم کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا قسم کی ادویہ کا سمیت کونین پر کوئی مصلح اثر نہیں ہوتا۔ کونین کی سمیت کا اندیشہ زیادہ مقدار میں یا زیادہ عرصہ تک کھانے سے ہو جایا کرتا ہے چناں چہ ایسی بے احتیاطی اور غلطی اگر غذا میں بھی روا رکھی جائے تو مہلک نتیجہ بر آمد ہو سکتا ہے۔ موسمی بخاروں میں کونین کا درجہ سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ مجرب کا لفظ اس کے لیے قطعی موزوں ہے اور چوں کہ سنکونا کے درختوں کی پیداوار ہندستان میں بھی ہوتی ہے اور اس کی افادی حیثیت کے پیشِ نظر سنکونا کی کاشت ملک کی ضرورت کے مطابق وسیع پیمانہ پر کی جا رہی ہے اور کونین بھی ہندوستان میں تیار کی جا رہی ہے اس لیے ہندستانی طریقۂ علاج میں اس کی تجویز بالکل دیسی ہے۔

(۵) شورہ قلمی ۵ تولے
سکنجبین سرکہ ۱ تولہ
پانی ۳ تولے

موسمی بخاروں میں بخار کی حالت میں یہ عرق مفید ہے۔ پسینہ لا کر بخار دور کر دیتا ہے۔

(٦) شورہ قلمی ۱ ماشہ
آش جو ۲۰ اوقیہ (اونس)

خوراک ۲ تولے۔ تین بار۔

نوٹ:۔ بخار کی حالت میں غذا ہمیشہ سیال ہونی چاہیے۔ تازہ پھلوں کے رس بہترین ہیں۔ پیاس بجھانے کے لیے سادہ پانی یا سوڈا لیمونیڈ ضرور دیں۔ شدید قسم کی پسینہ لانے والی دوائیں دے کر بخار اُتارنا اور اعجاز مسیحائی دکھانا خطرناک ہے۔ اس قسم کی دوائیں یہ ہیں:۔ ایسپرین، فناسٹین، اینٹی پائرین، اینٹی فیبرین وغیرہ۔

تلخ مقویات

مندرجۂ ذیل نوعیت کے نسخے بخار کے بعد کی کمزوری یا بھوک کی کمی، قلت الدم، ضعف ہضم وغیرہ میں مفید ہیں۔ اور بخار کو دوبارہ عود کرنے سے روک سکتے ہیں۔

(۱) ہیرا کسیس ۲ رتی
عرق اجوائن ۳ اوقیہ
خیساندہ چرائتہ ۳ اوقیہ

خوراک ۲ تولے۔ دو بار بعد غذا۔

نوٹ:۔ ست گلو کی طرح عرق چرائتہ کا استعمال بھی جوہر فعال سے خالی اور فضول ہے خیساندہ کی شکل میں اس کے منافع اور اثرات یقیناً مہیا ہوتے ہیں۔

(۲) چرائتہ نیم کوفتہ ۳ تولے
قرنفل ۳ ماشے
آب گرم ۵ ماہر

خیساندہ تیار کر لیں خوراک ۲ تولے، دو بار یہ

(۳) گلو سبز ۳ تولے
آب سرد ۵ ماہر

ایک گھنٹے بھگو کر چھان لیں۔ خوراک ۲ تولے

(۴) ہیرا کسیس ۱ رتی
شربت نارنج ۱ تولہ
خیساندۂ چرائتہ ۳ تولے

یہ ایک خوراک کا وزن ہے۔

(۵) پوست نیب اندرونی ۲ اوقیہ
قرنفل ۲ ماشے
پانی ½ پائنٹ

½ گھنٹے جوش دے کر چھان لیں۔ خوراک ۲ تولے تین بار۔

(٦) ہیرا کسیس ۱ رتی
خیساندۂ چرائتہ ۳ تولے

کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت دیں۔

(۷) نوشادر ۲ رتی
سکر [illegible]
[illegible] ٹانی کا ب ۴ "
ایسی ایک خوراک دن میں ایک یا دو بار دیں۔ یہ
بھی [illegible] کے لیے ہے۔

(۸) ہیرا کسیس ۱۲ رتی
ایلوا ۱۲ "
دار چینی سائیدہ ۳ ماشے
شہد خالص بقدر ضرورت
اس کی ۲۴ گولیاں بنائیں۔ خوراک دو گولیاں
دو بار بعد غذا۔

(۹) کشتہ فولاد ۲ چاول
معجون افاراقی ۲ ماشے
بعد غذا کھلائیں۔ یہ نسخہ خون بھی پیدا کرتا ہے اور
بھوک لگانے کے لیے بہترین ہے۔

(۱۰) کچلہ مدبر ۱ تولہ
کشتہ فولاد ۳ ماشے
کونین سلفٹ ۳ "
مونگ برابر گولیاں بنائیں اور ایک یا دو گولیاں
بعد غذا دیں۔ نہایت عمدہ مقوی نسخہ ہے اور
"ایسٹنز سیرپ" کا نہایت نفیس بدل ہے۔

(۱۱) کشتہ فولاد ۲ چاول
جوارش جالینوس ۴ ماشے
دونوں وقت بعد غذا دیں۔

(۱۲) کشتہ تا میسر ۲ چاول
معجون خبث الحدید ۳ ماشے
دونوں وقت بعد غذا کھلائیں۔
یہ نسخہ تلخ نہیں ہے لیکن حمرت دمویہ کی افزائش
کے لیے بہترین ہے۔

(۱۳) فولادی سیال ۴ بوندیں
عرق اجوائن ۴ تولے
شربت زنجبیل ۱ تولہ
اسی مقدار میں دونوں وقت غذا کے بعد
دیں۔ ہاضم اور مولد خون ہے۔

ورم جگر

(۱) نوشادر ۱ ماشہ
خیساندہ چرائتہ ۳ تولے
نوٹ:- جگر کے نسخوں میں تخم کشوث وغیرہ بستہ
دل معلوم ہوتا ہے اور گو رو بہ رواں لیکن
نوشادر کے مقابلہ میں دونوں چیزیں بالکل ہیں۔

(۲) نوشادر ۵ رتی
شربت سنا ۲ تولے
عرق بادیان ۳ "
اس نسخہ کے استعمال سے تلیین بھی ہو جاتی
ہے اور جگر کا احتقان دموی کم ہو جاتا ہے۔

عظم طحال!

(۱) زنجبیل ۵ رتی
ریوند چینی ۲ "
ہیرا کسیس ۱ "
کونین ۱ "
سفوف بنا کر دو بار بعد غذا دیں۔

(۲) سہاگہ ۱ تولہ
نوشادر ۶ ماشے
ہیرا کسیس ۳ "
ایلوا ۶ "
گلاب میں چنے برابر گولیاں بنائیں اور دو بار
بعد غذا دیں۔

(۳) ہیرا کسیس ½ رتی
بربرین ½ رتی
ریوند چینی ۱ رتی
ایک گولی بنائیں اور بعد غذا کھلائیں۔ بربرین
تلی کی ساخت کو سکیڑنے میں نہایت قوی العمل ہے۔

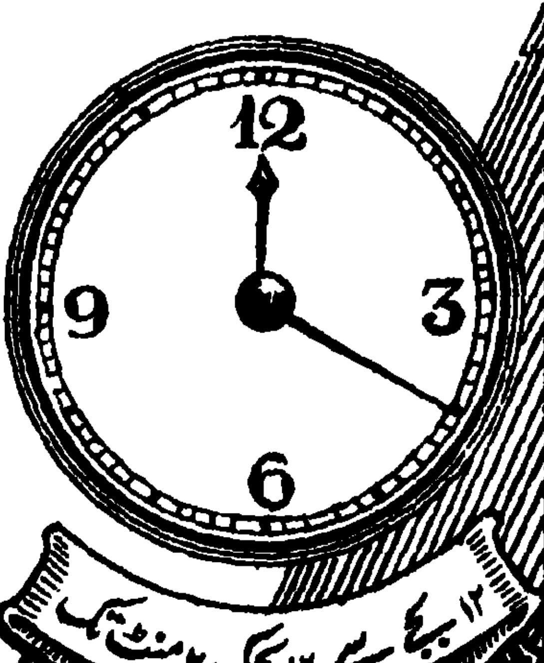
(۴) ہیرا کسیس ۱ رتی
خیساندہ دار بلد ۴ تولے
نوٹ:- دار بلد میں بربرین ایک قابل قدر
جوہر ہے۔ یہ بڑھی ہوئی تلی کو سکیڑنے کے لیے
نہایت ہی مؤثر چیز ہے۔ اس جوہر کی خوراک
جوان آدمی کے لیے نصف رتی روزانہ ہے۔

(۵) تیس سائیدہ ۲ ماشے
بربرین ½ رتی
ریوند چینی سائیدہ ۲ ماشے
اس کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دن میں دو بار دیں

موسمی بخار مزمن دکرانک ملیریا

کچلہ مدبر ایک تولہ
کشتہ فولاد ۳ ماشے
سم الفار ۴ رتی
دانہ مونگ برابر گولیاں بنائیں۔ ایک گولی بعد غذا
کھلائیں۔ نوٹ: موسمی بخار (ملیریا) اس
ملک کی عام شکایت ہے اس کی تشخیص نہایت
آسان اور علاج کامیاب موجود ہے۔ اگر کوئی
معالج اس مرض کا علاج کامیابی کے ساتھ
نہیں کر سکتا ہے یا اسکا اوسط کامیابی نہایت محدود
ہو تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا کہ اس میں مطب کی
اہلیت نہیں ہے اور اسکو کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا چاہیے





12
3
6
9
۱۲ بجے سے ۱۲ بجکر ۲۰ منٹ تک



جوابات

(۲۳۵) نسخہ اسرار الحاذقین:- (ا) اس کے متعلق مجھے کچھ معلوم نہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اسرار الحاذقین کے حوالے سے جو نسخہ آپ نے طلب کیا ہے وہ کتاب مذکور سے بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ "بھلاوے جس قدر چاہیے کہ ایک نیم کے درخت نوخیز چار سالہ کے تنہ میں سے ایک گہرا مربع ٹکڑا کاٹ کر نکال لیں اور اس کے نیچے بقدر ایک پاؤ بھلاوے کوٹ کر داخل کریں اور اوپر سے وہ ٹکڑا ٹھونک دیں چند روز میں وہ جگہ باہم مل جائے گی۔ اس سال جب اس درخت نیم کو بہار میں پھول لگیں تو ان پھولوں کو روزانہ تازہ بتازہ اتار لیا کریں۔ اور کوٹ کر حب بقدر نخود بناتے جائیں۔ اس سال کے تمام پھولوں کو قبل اس کے کہ پھل بنے توڑتے جائیں، اس بہار کا کوئی پھول ضائع نہ جانے دیں اور نہ پھولوں سے پھل بننے کی نوبت آنے دیں۔ خوراک ایک گولی سے تین گولی تک ہر روز علی الصباح چالیس دن تک۔ یہ نسخہ شیب غیر طبعی کے لیے عجیب التاثیر ہے اس حد تک کہ بال سفید شدہ بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر اس کے استعمال سے بعض مزاجوں میں تو بالکل سیاہ نہیں ہوتے اور بعض میں بدیر سیاہ ہوتے ہیں اور بواسیر کے زائل کرنے میں تو اس کے برابر دنیا بھر میں کوئی دوا نہ ہوگی۔" (حکیم عبدالواحد)

(۲۳۶) سنبل بائی:- (ا) لکھنؤ کے ماہرین امراض چشم نے غالباً صحیح ہی تشخیص کیا ہے آپ کی آنکھ میں گلا کوما ہے اور بدقسمتی سے اس کا کوئی مخصوص علاج بھی نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) بیان کردہ علامات سے ماہر چشم کی تشخیص صحیح معلوم ہوتی ہے۔ بحالت موجودہ اس مرض کے ازالہ کی مناسب تدبیر یہ ہے کہ ہضم کو اچھا رکھا جائے۔ قبض نہ ہونے دیا جائے۔ دماغ کو قوت دی جائے اور ایسی تدبیریں اختیار کی جائیں کہ نزلہ کی شکایت قطعی رفع ہو جائے۔ ان اغراض کے لیے اطریفل زمانی ۶ ماشے رات کو پانی کے ساتھ کھائیں۔ صبح کو قرص مرجان جواہر والا ۱ عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے کھا لیا کریں۔ قابض، بادی اور دیر ہضم غذاؤں کے کھانے سے پرہیز کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) میں ڈاکٹروں کی رائے سے متفق ہوں۔ آپ اپنا پتہ لکھ کر دوا طلب کر لیں۔ جس کے ہفتہ عشرہ کے استعمال سے سنبل بائی کا درد جاتا رہے گا۔ دوا بلا قیمت روانہ کی جائے گی۔ ہاں شرط یہ ہے کہ بعد صحت پچیس ۲۵ طلبا کے نام ہمدرد صحت جاری کرانا ہوگا۔ (حکیم اکبر حسین)

(د) پوست ہڑ زرد، پوست بہیڑہ، پوست آملہ، بیخ بادیان، بیخ کشنیز، دانہ الائچی خورد، چوب صندل سفید ہر ایک پانچ تولہ سفوف بنائیں اور روغن بادام ۵ تولے میں چرب کر کے مصری دوچند ملا کر رکھیں اور تین تولے سے ۵ تولے تک صبح کو دودھ کے ساتھ کھا لیا کریں۔ درد سر رفع ہو جائے گا۔ آنکھ کے واسطے مامیران چینی، کافور بھیمسینی، کاجل ہر ایک ماشہ کو آب پیاز سفید میں کھرل کر کے شہد ایک تولہ ملا کر قطرہ قطرہ آنکھ میں ٹپکائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۲۳۷) بواسیر خونی وغیرہ کا:- (ا) آپ اپنے والد صاحب کو یہ پڑیاں استعمال کرائیے:-
کریم آف ٹارٹار ۲۰ گرین، سلفر سبلی میٹ ۲۰ گرین۔ یہ ایک پڑیا ہے۔ ایسی ایسی تین پڑیاں روزانہ استعمال کرائیں۔ پڑیوں کے ہمراہ اگر کچی شکر، جسے کھانڈ کہتے ہیں، پڑیا کے ہم وزن ملا لیا کریں تو اور بھی مفید ہے۔ مسوں پر لگانے کے لیے "ریکٹو سیرول" ایک اچھی دوا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس عمر میں آپ کے والد کی اس شکایت کا ازالہ بہت دشوار ہے۔ اول تو اس عمر میں اعصاب و عضلات قدرتاً کمزور ہو جاتے ہیں اور تقریباً تمام اعضا ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ دوسرے بواسیر نے اس مرض کو اور بڑھا دیا ہے۔ بہرحال آپ اپنے والد کو عام جسمانی تقویت کے لیے "شربت اکسیر خاص" ایک ایک تولہ بعد غذا دیجیے۔ ہلیلہ مربیٰ ایک عدد رات کو کھلا دیا کیجیے۔ بہت ممکن ہے کہ عام جسمانی قوت میں اضافہ ہونے اور قبض دور ہو جانے سے مرض میں افاقہ محسوس ہونے لگے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) بواسیر خونی کا علاج کیجیے اور ساتھ ہی ساتھ کانچ نکلنے کا بھی۔ گوگل مصفیٰ، رسوت مصفیٰ ہم وزن لے کر تین دن مولی کے رس میں اور تین دن ککروندہ سبز کے رس میں اور تین دن آب برگ گیندا سبز میں کھرل کر کے جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں اور سائے

میں خشک کر کے رکھیں۔ ایک گولی صبح ایک شام تازہ پانی کے ساتھ استعمال کرائیں۔ ان گولیوں کو چالیس دن مسلسل کھانے سے بواسیر کی شکایت جاتی رہے گی اور مستے بھی خشک ہو جائیں گے۔ کانچ کا علاج یہ ہے: پہلے مبز میں داخل کرائیں۔ پھر سپستاں سوختہ پیس کر چھڑکیں اور کانچ کو اندر کر دیں۔ دو تین بار کے استعمال سے کانچ نکلنی بند ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ مریض اپنا پیشاب برتن میں جمع کرے۔ جب اجابت سے فارغ ہو جائے تو اس پیشاب سے پہلے مقام کو دھوئے۔ پھر پانچ منٹ کے بعد مقام کو پانی سے پاک کرے۔ انشاء اللہ دو تین دن میں فائدہ ہو جائے گا۔ (حکیم اکبر حسین)

(د) مردار سنگ، صدف صادق، خرمہرہ زرد سوختہ، موم یائی کانی، ہلیلہ سیاہ، مرچ سیاہ، کف دریا ہر ایک ۲ ماشے کو آب لیموں چار سیر پختہ میں کھرل کر کے چنے برابر گولیاں بنالیں۔ ایک ایک گولی صبح و شام تازہ پانی کے ساتھ کھایا کریں۔ (حکیم صدر الدین)

(ہ) زردی بیضہ مرغ ایک عدد خام مصری ملا کر صبح کے وقت روزانہ چاٹیں اور انڈے کی زردی اور سفیدی ملا کر کانچ پر لگائی جائے۔ (حکیم علاء الدین)

(۲۳۸) عظم غدۂ قدامیہ:- (۱) پیشاب کی نالی میں مثانے کے منہ پر ایک چھوٹا سا غدود ہوتا ہے جسے غدود قدامیہ (پراسٹیٹ گلینڈ) کہتے ہیں۔ بالعموم یہ غدود چالیس پینتالیس سال کی عمر کے بعد بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور پچاس ساٹھ سال کی عمر میں اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ پیشاب کے راستے میں رکاوٹ پیدا کر دے۔ آپ کے غدود میں بھی یہی کیفیت لاحق ہو گئی ہے۔ آپ کسی ہوشیار معالج کے مشورے سے غدودوں کے مرکبات استعمال کیجیے۔ غالباً نفع ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مثانہ کی گردن کی گلٹی (پراسٹیٹ گلینڈ) بڑھ گئی ہے۔ آپ اس کے ازالہ کے لیے روزانہ صبح کو صافی ایک تولہ، دودھ دس تولے میں ملا کر اس کی مدد سے جوہری ایک عدد نگل لیا کیجیے، اور روزانہ تقریباً آدھ گھنٹہ نیم گرم پانی میں بیٹھا کیجیے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) فولاد محلول کا نسخہ اگست ۱۹۵۶ء صفحہ ۴۰ پر لکھا ہے، استعمال کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوسا جھ)

(د) کندر ایک ماشہ، مصطگی ایک ماشہ، گل قند ۲ تولہ میں ملا کر کھائیں۔ (حکیم علاء الدین)

(۲۳۹) مطلوبہ کتاب:- (۱) آپ میسرز تھیکر اسپنک اینڈ کمپنی، کلکتہ سے خط و کتابت کیجیے۔ وہ آپ کو اپنی مفصل فہرست بھیج دیں گے۔ اس میں سے کوئی کتاب انتخاب کر لیجیے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اردو میں رسالہ "مساع الصدر" کے نام سے دفتر المسیح قرول باغ دہلی سے شائع ہوئی ہے اور مفید ہے۔ (حکیم عبد الواحد)

(۲۴۰) گھٹنوں کا ورم:- (۱) آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ موچ صرف اُلٹے پیر میں آئی تھی۔ لیکن گھٹنے دونوں متورم ہیں اس لیے غالب گمان یہی ہے کہ موجودہ ورم کو چوٹ یا موچ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مریض کو آتشک ہو چکی ہے اور آتشک کے نتیجے میں جوڑوں میں سوزش اور ورم ہو جانا تقریباً لازمی ہے۔ اس لیے آپ سب سے پہلے آتشک کا علاج کرائیں۔ اس مقصد کے لیے "نیو سیلوارسن" یا "سلف آرسینول" کے انجکشن لگوا دیجیے۔ آتشک کا مادہ دور ہو جانے پر تمام تکلیفیں رفع ہو جائیں گی۔ (سعید)

(ب) ہلدی، انبہ ہلدی، پھٹکری، تجی، لودھ پٹھانی۔ یہ پانچوں دوائیں ایک ایک تولہ لے کر باریک پیسیں۔ اس کے بعد دو تولے گڑ میں ایک تولہ یہ دوا اور تھوڑا تلوں کا تیل ملا کر آگ پر گرم کریں۔ جب ایک جان ہو جائے گھٹنوں پر لگا کر اوپر سے ارنڈ کا پتا اور پھر روئی رکھ کر باندھ دیں۔ روزانہ دو ہفتے تک اسی طرح باندھیں۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) روغن تخم ستیاناسی صبح ہی صبح چار قطرے ایک بتاشہ میں ڈال کر نگل جائیں اور اوپر سے ایک پاؤ دودھ پی لیں۔ نیز روغن ستیاناسی کو نیم گرم کر کے دو تین بار گلٹیوں پر مالش کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۲۴۱) پیٹ کا درد:- (۱) غالباً آپ کے دوست کی معاء اثنا عشری (چھوٹی آنت) میں زخم ہے۔ معدہ سے تقریباً ۴ گھنٹے میں غذا جب معدہ کے تیزاب سے مل ہو کر چھوٹی آنتوں میں داخل ہوتی ہے تو چونکہ اس کی کیفیت تیزابی ہوتی ہے اس کے زخم پر لگنے سے تکلیف ہوتی ہے اور درد محسوس ہوتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ عکس کے ذریعہ سے اس زخم یا زخموں کی تشخیص کرائی جائے اور پھر آنتوں کے زخم کا علاج کیا جائے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنتوں کے اندر کی تصویر لینے کے لیے مریض کو جو دوا (بسمتھ میٹ) کھلائی جاتی ہے اسی سے زخم اچھا ہو جاتا ہے اور پھر علاج

کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) قبض دور کرنے کے لیے جوارش سفرجلی مسہل چار چار ماشے ایک ایک دن کے وقفہ سے کھلائیں اور کھانا کھانے کے بعد "معجون مقوی معدہ" ۴-۵ ماشے دیں۔ غذا میں بنا چھنے موٹے آٹے کی روٹی اور ساگ پات اور سبز ترکاریاں کھلائیں۔ آم، سیب ناشپاتی امرود وغیرہ تازہ میوے کھلائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) زیرہ سفید ڈیڑھ تولے، سیاہ مرچ ایک تولہ، گل مدار ایک تولہ، سانبھر نمک ایک ایک تولہ۔ سب کو باریک کرکے ایک چینی کے پیالہ میں رکھیں اور سفوف پر کاغذی لیموں کا رس اتنا ڈالیں کہ اس دوا سے تین انگل اوپر آجائے۔ اس کے بعد سائے میں رکھ کر خشک کرلیں اور غذا کے پندرہ منٹ بعد ایک ماشہ یا اس سے کم و بیش دونوں وقت استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۲۴۲) **سفید داغ**:- (ا) باوجود صدہا دوائیں آزمانے کے مجھے ان داغوں کے دور کرنے میں ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ اگر کسی چیز سے کچھ فائدہ پہنچتے دیکھا ہے تو وہ مچھلی کے تیل کا اندرونی استعمال ہے۔ آپ بھی اگر چاہیں تو اس کا تجربہ کرسکتے ہیں۔ (سعید)

(ب) یہ مرض بہت پرانا ہو چکا ہے۔ اب اس کا ازالہ تقریباً محال ہے۔ تاہم سفوف برص اور ضماد برص استعمال کرکے قسمت آزمائی کر دیکھیے۔ سفوف برص ۶ ماشے کو رات کو آدھ پاؤ پانی میں بھگو رکھیے اور صبح کو صاف پانی نتھار کر پی لیا جائے اور ضماد برص کو داغوں پر لگائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۴۳) **زیادتی پیشاب**:- (ا) مریضہ کو چند روز یہ دوا پلائیے:- ٹنکچر بیلاڈونا ۵ بوندیں، ایکسٹریکٹ کیسکرا سیگراڈا لیکوئڈ ۱۰ بوندیں، سیرپ آرنشیائی ایک ڈرام، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے۔ یہ ایک خوراک ہے۔ روزانہ ایسی ایسی تین خوراکیں استعمال کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس مریضہ کو قرص فولاد ایک عدد، قرص بیضہ ایک عدد جوارش زرعونی عنبری ۶ ماشے میں ملاکر صبح کو اور جوارش جالینوس ۶-۷ ماشے کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت کھلائیے اور برابر تین چار ہفتے تک ان کا استعمال جاری رکھیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ناگرموتھا سات تولے کو سرکہ تیز و تند میں تر کریں اور خشک کرکے باریک کریں اور دوا سے سہ گنا نصف شکر و نصف شہد لے کر معجون بنائیں اور صبح دو ماشے سے چار ماشے تک کھلائیں۔ غذا کے بعد دونوں وقت ۶-۷ ماشے جوارش کمونی کھلائیں۔ (حکیم اکبر حسین)

(د) تل اور گڑ ہم وزن کوٹ کر کھلائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجہ)

(۲۴۴) **ہاتھ پیروں کی جلن**: (ا) آپ کے صاحبزادے کو اگر قبض رہتا ہے تو اس کا تدارک کیجیے۔ اگر خدانخواستہ ان کو امراض خبیثہ میں سے آتشک ہو چکی ہے تو اس کا ازالہ مقدم ہے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے لڑکے کو صرف شربت عناب ۴ تولے بکری کے تازہ دودھ پاؤ سیر میں ملاکر کم سے کم چالیس دن تک برابر پلائیے۔ گوشت اور دوسری گرم چیزوں سے پرہیز کرائیے۔ سبز ترکاریاں، تازہ پھل اور میوے، دودھ، گھی، مکھن ضرورت اور مقدرت کے مطابق استعمال کرائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) منڈی ایک تولہ، چرائتہ ۶ ماشے، شاہترہ ۶ ماشے، سرپھوکہ چار ماشے، بادیان نو ماشے۔ سب کو سوا پاؤ پانی میں رات کو بھگو دیں اور صبح جوش دے کر چھان کر دو تولے شربت عناب شامل کرکے پلائیں۔ اسی طرح ایک مہینہ مسلسل استعمال کرائیں۔ (اکبر حسین)

(د) نمکین گرم پانی سے ہاتھ پاؤں دھو کر مکھن، تیل سرسوں اور موم ہم وزن ملاکر لگائیں۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۴۵) **نزلہ وغیرہ**:- (ا) آپ کٹارل ویکسین کے انجکشن لگوائیے اور وائربری کمپاؤنڈ کی دو تین بوتلیں لگاتار پی ڈالیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ ہمدرد دواخانہ کا پیٹنٹ "خمیرہ نزلی جواہر والا" ۶ ماشے روزانہ صبح کے وقت کھائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مغز بادام شیریں ۳ عدد، سیاہ مرچ سات دانہ، مویز منقے ۱۱ دانہ رات کو سوتے وقت پیس کر دو تولہ مسکہ گاؤ میں ملاکر کھایا کریں۔ دو تین ہفتہ کے استعمال سے جملہ شکایتیں جاتی رہیں گی۔ حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۲۴۶) **خون کی کمی**:- (ا) آپ کچھ عرصہ تک یہ دوا پیجیے:- فیری ایٹ امونیا سائیٹراس ۵ گرین، ٹنکچر نکس وامی کا ۵ بوندیں، لائیکر آرسینی کیلس ۲ بوندیں، ٹنکچر جنشین کمپاؤنڈ ۲۰ بوندیں، سیرپ آرنشیائی ایک ڈرام، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے۔

یہ ایک خوراک ہے ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا استعمال کیجیے۔ اس دوا کو پندرہ روز تک مسلسل استعمال کرکے ایک ہفتہ کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ اس طرح چھوڑ چھوڑ کے آپ اسے ایک عرصہ تک استعمال کر سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اطریفل زمانی ۱۱ ماشے رات کو کھائیے۔ صبح کو قرص مرجان جواہر والا ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۷ ماشے میں ملا کر کھائیے اور بعد غذا دونوں وقت شربت اکسیر خاص ایک ایک تولہ چاٹ لیا کیجیے۔ تیل ترشی اور قابض بادی چیزوں سے پرہیز کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا ۵ ماشے صبح و شام کھایا کریں اور کھانا کھانے کے بعد ۲-۲ چاول کشتہ فولاد دودھ سے کھائیں۔ (حکیم ہمایوں مائل بھیونڈی)

(۲۴۷) سیلان الرحم:- (ا) مریضہ کو "آودی ٹون" استعمال کرائیے۔ اس کے علاوہ نزلہ وغیرہ کی شکایتوں کے لیے "فاسفر بیری کمپاؤنڈ" کی چند بوتلیں استعمال کرا دیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس مریضہ کو روزانہ صبح کے وقت "مصفی ین" ایک تولہ دودھ دس تولے ملا کر پینے کی ہدایت کیجیے۔ اس کے علاوہ حب مروارید ۱ عدد، معجون سپاری پاک نو ماشے میں ملا کر پاؤ سیر دودھ کے ساتھ رات کو کھائیں اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے کھایا کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ثعلب مصری پنجہ ڈیڑھ تولے، سپاری چکنی ڈیڑھ تولے، دانہ الائچی خورد، طباشیر، موچرس، گوند ڈھاک ہر ایک ۶ ماشے مصطگی رومی، ست گلو ہر ایک ۶ ماشے، کشتہ مرگانک دو ماشے، اکسیر نقرہ ایک تولہ۔ (ترکیب اکسیر نقرہ :- ورق نقرہ ۶ ماشے، کہربا شمعی، کہرچن صدف مروارید چمک دار، شاخ مرجان، بسد احمر ہر ایک ۴ ماشے۔ عرق کیوڑہ و گلاب میں ایک دن کھرل کرکے رکھیں یہی اکسیر نقرہ ہے۔) دواؤں کو باریک کرکے ہم وزن شکر سفید ملا کر رکھیں اور ۲۰-۲۵ دن تک صبح کے وقت سات ماشے پھانک کر اوپر سے دودھ ایک پاؤ پلائیں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) کشتہ مرجان ۴-۴ رتی صبح و شام دودھ سے کھلائیں۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۴۸) جوڑوں کا درد:- (ا) آپ کے جوڑوں کے درد کے لیے کوئی خاص سبب ہونا چاہیے۔ وہ سبب خاص آپ نے تحریر نہیں کیا۔ اگر آپ کو سوزاک یا آتشک ہو چکا ہے تو یقینی طور پر یہ گٹھیا اسی کے باعث سے ہے۔ اگر یہی سبب ہو تو آپ سب سے پہلے اپنے سوزاک یا آتشک کا علاج کرائیے۔ جوڑوں کا درد سبب رفع ہوتے ہی از خود جاتا رہے گا۔ اگر یہ سبب نہیں ہے تو "اٹوفین" کا استعمال کیجیے۔ یہ ایک پیٹنٹ دوا ہے جو جرمنی سے آتی تھی اور اب کم یاب ہو گئی ہے۔ لاغری اور کمزوری رفع کرنے کے لیے ایٹنس سیرپ چالیس چالیس بوندوں کی مقدار میں ذرا سا پانی ملا کر روزانہ تین مرتبہ استعمال میں لائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) آپ کا مرض بہت بڑھ چکا ہے لیکن مایوسی کفر ہے۔ ہمدرد دواخانے کی پیٹنٹ دوا "اوجاعی" استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) یوگ راج گوگل استعمال کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۲۴۹) ضعف گردہ و مثانہ:- (ا) آپ اگر مرض کو خود تشخیص فرما کر اس کے لیے علاج پوچھنے کے بجائے اپنی کیفیت اور اپنے مرض کی علامات تحریر فرما دیتے تو نسخہ تجویز کرنے میں بہت آسانی ہو جاتی۔ بحالات موجودہ میں کچھ نہ سمجھ سکا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے اور کس چیز کے لیے نسخہ طلب فرما رہے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) معجون کا یہ نسخہ مقوی گردہ و مثانہ بھی ہے اور آپ کی خواہش کے مطابق زہریلے اجزا اور کشتوں سے پاک بھی ہے۔ جفت بلوط، کندر ہر ایک سوا دو ماشے، ثعلب مصری ساڑھے چار ماشے، کہربا ساڑھے چار ماشے، ہلیلہ سیاہ بریاں، پوست ہلیلہ کلاں بریاں ہر ایک ۹ ماشے، حب الآس ڈیڑھ تولے، مویز منقیٰ بیس تولے۔

مویز منقیٰ کو عرق گلاب میں جوش دیں اس کے بعد پیسیں اور اس میں باقی دوائیں کوٹ چھان کر ملائیں۔ اور سات ماشے یہ معجون صبح و شام کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جوارش زرعونی عنبری صبح و شام چار چار ماشے عرق بادیان کے ساتھ استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) آب پیاز اور شہد ہم وزن ملا کر حسب برداشت کھاتے رہیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۲۵۰) **بے حسی وغیرہ**:- (۱) اندازے سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دوست کا مرض لا علاج ہے۔ پیدائشی خرابیاں اکثر رفع نہیں ہوا کرتیں۔ پھر بھی آپ بجلی کے ذریعہ سے علاج کرا کے دیکھیں۔ شاید خدا فائدہ کر دے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) آپ اپنے دوست کو روزانہ صبح کے وقت "دوائے خرمہرہ" ایک عدد، معجون چوب چینی ۶ ماشے میں ملا کر عرصے تک استعمال کرائیے۔ بہت ممکن ہے کہ اس کے استعمال سے ان کے اعصاب بھی قوی ہو جائیں اور خون کی وہ خرابی بھی دور ہو جائے جس کی وجہ سے ان کے جسم کے زخم آسانی سے اچھے نہیں ہوتے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۵۱) **سفید داغ**:- (۱) اس قسم کے سفید داغ بالعموم دور نہیں ہوا کرتے۔ بہت سے اصحاب نے اسی قسم کے اشتہارات لکھے ہیں جن میں یہ دعوے کیے گئے ہیں کہ شرطیہ طور پر ان داغوں کو دور کر دیں گے۔ لیکن تجربہ نے ان کے تمام دعووں کو بے بنیاد ثابت کر دیا۔ مجھے خود کسی ایسی دوا کی تلاش ہے جو ان داغوں کو کھو سکے۔ اور کسی سوال کے جواب میں لکھ چکا ہوں کہ میرے تجربے میں اگر کوئی چیز کچھ مفید ثابت ہوئی ہے تو وہ مچھلی کے تیل کا اندرونی استعمال ہے۔ آپ بھی اسے آزما دیکھیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) اب اس بچی کے داغ کا دور ہونا ناممکن ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جرمنی خضاب پانی میں گھول کر گاڑھا گاڑھا مقام داغ پہ لگائیں اس مقام پر دانے آجائیں گے۔ دانوں کے اچھا ہونے کے بعد دوبارہ لگائیں۔ اس طرح تین چار بار کے عمل سے سفید داغ جاتے رہیں گے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۲۵۲) **بالوں کی زیادتی**:- (۱) اپنے ان عزیز کو ہدایت کر دیجیے کہ جسم کے بال صاف کرا دیں اور روزانہ بلا ناغہ "جرمی سائیڈل سوپ" مل کر نہایا کریں۔ یہ صابون پارک ڈیوس اینڈ کمپنی کا بنایا ہوا خریدیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے عزیز کو اندرونی طور پر ہمدرد کی "صافی" ۱۔ اتولہ صبح و شام پلائیے اور بیرونی طور پر گندک کو باریک پیس کر گھی میں ملا کر بدن پر مالش کرائیے۔ مالش کرنے کے بعد نیم گرم پانی سے صابون مل کر غسل کرائیں۔ غذا میں دودھ، دہی اور میٹھی چیزوں سے پرہیز کرائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) روغن دیودار کی جسم پر مالش کریں۔ دو چار بار کے عمل سے شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۲۵۳) **جماع کی خواہش نہ ہونا**:- (۱) اپنی اہلیہ کو "ہارمونن ٹی" کی گولیاں استعمال کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ چند روز اہلیہ صاحبہ کو یہ معجون بنا کر کھلائیے:- سونٹھ، شقاقل، خولنجان، تخم لیموں، تخم ترہ تیزک، تخم اشگن، تخم گاجر ہر ایک ایک تولہ لیں اور کوٹ چھان کر شہد خالص پاؤ سیر میں ملا کر معجون بنائیں۔ آخر میں زعفران ۳ ماشے عرق کیوڑہ میں پیس کر اضافہ کریں۔ ۹ ماشے یہ معجون رات کو دودھ کے ساتھ کھلائیں۔ اس کے علاوہ آپ بوقتِ مباشرت "ملذذ عجیب" استعمال کیجیے یہ ہمدرد دواخانہ کی پیٹنٹ دوا ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مسیح روغن بیر بہوٹی خالص ایک قطرہ سے ۳ قطرے تک حسب قوت بتاشہ میں رکھ کر نگل کر اوپر سے دودھ پلا دیا کریں۔ اسی طرح ایک ہفتہ عمل کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۲۵۴) **آپریشن**:- (۱) بہتر ہو کسی اچھے آنکھ بنانے والے ڈاکٹر کی شاگردی کیجیے۔ موگہ کے ڈاکٹر متھرا داس صاحب اس آپریشن کے بڑے ماہر ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر آپ طبابت پیشہ ہیں اور علم تشریح سے اچھی طرح واقف ہیں تو کسی ماہر امراض چشم کی کچھ دنوں تک خدمت کیجیے اس طرح تو آپ کو کوئی سکھانے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر آپ فن طب سے واقف نہیں ہیں تو مہربانی فرما کر اس ارادہ کو ترک کر دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) یونانی میڈیکل کالج الہ آباد میں اگر آپ سیکھ سکتے ہیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۲۵۵) **جریان رطوبت**:- (۱) آپ جریان میں نہیں بلکہ فتور ہضم میں مبتلا ہیں۔ قبض رفع کرنے کے لیے شب کو سوتے وقت "پلوریائی کمپاؤنڈ" کی دس گرین کی ایک پڑیا پانی یا گرم دودھ کے ہمراہ کھا کر سو رہا کریں۔ فتور ہضم کے دور کرنے کے لیے "لیکاڈائین ٹیس" استعمال کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے ہضم کی خرابی اور قبض کو دور کرنے کی تدبیر کیجیے۔ اس مرض کو دور کرنے کے لیے یہ نہایت ضروری ہے۔

روزانہ صبح کو قرص خبث الحدید ۱ عدد قرص قلبی ایک عدد جوارش جالینوس ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔ اور معجون مقوی معدہ ۶ ماشہ بعد غذا استعمال کریں۔ اس کے علاوہ کھانے پینے میں حفظان صحت کے اصول پر پابندی کے ساتھ عمل کرتے رہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جواب نمبر ۲۳۶ کا نسخہ استعمال کریں۔ ۲۵۶، ۲۵۷ اور ۲۶۰ والے بھی یہی نسخہ استعمال کریں۔ (حکیم الاسری دہلم)

(۲۵۶) ابتدائے نزول الماء:- (۱) یہ تو بالکل یقینی ہے کہ آپ معدہ اور جگر کی خرابی میں مبتلا ہیں۔ لیکن فتور ہضم کے مریضوں میں نسخہ تجویز کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ آیا فتور ہضم معدہ کی رطوبت کی کمی کی وجہ سے ہے یا زیادتی کی وجہ سے۔ آپ کے بیان سے یہ کچھ نہیں معلوم ہو سکتا۔ تاہم اتنا عرض کیے دیتا ہوں کہ آپ کو "نیکا ڈایس ٹیس" کے استعمال سے فائدہ پہنچے گا۔ سفید رطوبت جو اخراج پا رہی ہے وہ فاسفیٹس ہیں جو فتور ہضم کے باعث پیشاب کے ساتھ خارج ہوا کرتے ہیں۔ ہاضمہ کی اصلاح ہونے پر اس کا آنا بند ہو جائے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آنکھوں کے سامنے مکھیوں مچھروں وغیرہ کا اڑتے ہوئے نظر آنا نزول الماء (موتیا بند) کا پیش خیمہ ہے۔ بحالت موجودہ اس کا علاج یہ ہے کہ آپ اپنی عام صحت کی اصلاح کیجیے۔ معدہ کو درست رکھیے۔ رات کو قرص فولاد اور قرص زمرد ایک ایک عدد جوارش زرعونی عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھائیے اور صبح کو قرص مرجان جواہر والا ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر استعمال کیجیے۔ کحل چکنی دوا دانہ سرسوں کے برابر دو قطرے پانی میں حل کر کے سلائی سے آنکھوں میں لگایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۵۷) دردِ سر وغیرہ:- (۱) آپ سب سے پہلے کچھ مسکن ادویہ استعمال کیجیے تاکہ اعصاب میں جو ہیجان برپا ہے رفع ہو جائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ایسی دوائیں کھاتے رہیے جو قوتِ ہضم کو بڑھائیں اور معدہ کی اصلاح کریں۔ ہاضمہ کی اصلاح اور اعصاب کی تسکین کے بعد کثرتِ احتلام کی شکایت بالکل رفع ہو جائے گی۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو اس وقت تقویتِ اعصاب کے لیے کچھ دوائیں استعمال کر لیجیے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جریان و احتلام کا خیال چھوڑیے۔ سب سے پہلے اپنے ہضم کی خرابی کو دور کیجیے۔ اگر آپ کے ہضم کی اصلاح ہو گئی تو دوسری شکایتیں خود بخود دور ہو جائیں گی یا آسانی کے ساتھ ان کا علاج ہو سکے گا۔ رات کو سوتے وقت اطریفل زمانی ۶ ماشے کھائیے اور بعد غذا صبح کو قرص خبث الحدید ایک عدد، قرص مرجان ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھائیے اور بعد غذا دونوں وقت جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے کھا لیا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۵۸) جریان وغیرہ:- (۱) آپ دس روز تک مسلسل پٹاسیم برومائڈ دس گرین کی مقدار میں تین مرتبہ روزانہ استعمال کریں۔ اس کے بعد ایسٹنس سیرپ چالیس بوند کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ بعد خوراک پی لیا کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ سفوف عجیب ۶ ماشے روزانہ صبح کو اور معجون مقوی معدہ ۶-۶ ماشے بعد غذا دونوں وقت کھائیے۔ رات کو سوتے وقت اطریفل زمانی ۶ ماشے کھا لیا کیجیے اور کحل چکنی دوا دانہ سرسوں کے برابر دو قطرے پانی میں حل کر کے سلائی سے آنکھوں میں لگائیے۔ (عبدالواحد)

(۲۵۹) دردِ کمر وغیرہ:- (۱) آپ "ٹیسٹو ویرن" کے انجکشن لگوالیں۔ اور آئندہ کے لیے کثرتِ جماع سے گریز رہیں۔ یہ کل دس انجکشن آتے ہیں۔ چار انجکشن پانچ پانچ ملی گرام کے، چار دس دس ملی گرام کے اور دو پچیس پچیس ملی گرام کے۔ (سعید بریلوی)

(ب) آپ لبوب کبیر ۶ ماشے روزانہ صبح کو دودھ کے ساتھ کھائیے۔ غذا میں دودھ، گھی، ملائی اور مکھن کھائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مومیائی چنے برابر ۳ ماشے گھی میں ملا کر صبح و شام کھایا کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۶۰) سُرعت وغیرہ:- (۱) آپ بھی جواب نمبر ۲۵۸ کی تدابیر پر عمل کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) سفوف گوندکتیرا ۶ ماشے دودھ کے ساتھ صبح کو پھانکیے اور قرص سرب ایک عدد معجون کلاں ۶ ماشے میں ملا کر رات کو دودھ کے ساتھ استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۶۱) ضعفِ باہ:- غالباً جو چیز پیشاب میں خارج ہوئی وہ پتھری تھی۔ ممکن ہو تو عکس ریز کے ذریعہ سے معلوم کر لیجیے کہ اب تو کوئی پتھری گردہ یا مثانہ میں نہیں ہے اگر ایسا ہی تو اس کا علاج مقدم ہے۔ باہ کی کمزوریوں کے لیے "ٹیسٹی نورٹن" کی گولیاں اور انجکشن استعمال کر لیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ جوارش زرعونی عنبری ۶ ماشے روزانہ رات کو یا صبح کے وقت کھائیے اور کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے استعمال کیجیے۔ جریان کے لیے کسی قابض اور مغلظ دوا کے کھانے سے پرہیز کیجیے، ورنہ مرض میں ترقی ہو گی۔ (حکیم عبدالواحد)

سوالات؟

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا
(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔
(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے اجرت بھیجنی چاہیے۔
(۴) اگر آپ رسالے کے خریدار نہیں ہیں تو دو آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطروں کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب سے ارسال کیجیے۔
(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکے گا۔
(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے۔ دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہر حال ہوگا۔
(۷) رسالے کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔
(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دواخانے یا رسالے کے پرمٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہوں۔

---

(۱) بتیس سالہ شادی شدہ مریض رقت اور کثرتِ احتلام کا شاکی ہے۔ پیشاب میں رسوب بکثرت آتے ہیں۔ جھاگ بہت ہوتے ہیں اور پیشاب کے اوپر چکنائی کی پپڑی سی بن جاتی ہے۔ جو زنگ برنگ کی ہوتی ہے۔ پانی ڈالنے سے یہ چکنائی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہتی ہے۔ پیاس بہت لگتی ہے لیکن پیشاب ۵-۴ بار آتا ہے اس مرض کے باعث مریض گھلتا جاتا ہے۔ البیومن نہیں آتا۔ (خریدار نمبر ۱۱۹۳۶)

(۲) میرا تیس سالہ مدرس لڑکا زکام میں مبتلا رہتا ہے۔ پہلے سر بوجھل ہو جاتا ہے اور پھر ناک سے زرد لیس دار پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ دو تین دن بہت زور رہ کر افاقہ ہو جاتا ہے۔ مدت سے یہی حالت ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۵۸۰)

(۳) صوفی مریض کثرتِ کتب بینی کی وجہ سے آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ چراغ کی لو بڑی، چوڑی اور مڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ لو کا باہر کا حصہ سبز اور اندرونی حصہ سرخ نظر آتا ہے۔ ایک لفظ دیکھنے پر تین نظر آتے ہیں۔ اقدم کے آدمی کا چہرہ نہیں پہچانا جاتا۔ نزلہ قبض، بواسیر بادی وخونی کی بھی تکلیف رہتی ہے۔ (خریدار نمبر ۵۷۶۷)

(۴) ۸-۷ سالہ ایک لڑکی رات کے وقت بستر میں پیشاب کر دیتی ہے اور کمزور بھی ہو گئی ہے۔ (۱۰۸۶۱)

(۵) میری عمر بیس برس ہے۔ دو سال سے عارضہ طحال اور یرقان لاحق ہو گیا ہے۔ مختلف علاج کرانے کے باوجود مکمل فائدہ نہیں ہوتا۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۰۹)

(۶) چالیس سالہ مریض کو ۱۹۳۲ء میں زکام ہوا تھا جس نے آخر میں دمہ کی صورت اختیار کر لی۔ باوجود علاج کے ہر سال مرض میں ترقی ہو جاتی ہے۔ بہت علاج کرائے لیکن ہنوز روز افزوں ہے۔ (خریدار نمبر ۷۵۲۶)

(۷) عمر چھیالیس سال ہے۔ چھبیس سال ہوئے آتشک ہوا تھا اور سوزاک ہوئے گیارہ سال گزر گئے۔ اب ایک سال سے گنٹھیا کی شکایت ہے۔ درد تمام جسم میں ہوتا ہے۔ رگیں پھڑکتی ہیں۔ دونوں ہاتھ کندھوں سے اوپر نہیں جاتے قبض رہتا ہے۔ ہاضمہ خراب ہے (۹۹۹۹)

(۸) عمر چھبیس سال ہے۔ شادی ہو چکی ہے۔ دس سال جلق کی عادت رہی لیکن باہ میں کوئی کمی نہیں ہے۔ البتہ جسم میں معمولی رعشہ پیدا ہو گیا ہے۔ معمولی محنت سے تھک جاتا ہوں، ہاتھ پیر کانپتے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ رعشہ دور ہو جائے اور جسم فربہ ہو جائے۔ (۱۰۹۹۴)

(۹) پچاس سالہ ایک مریضہ کے چار سال ہوئے داہنی رخسار پر ایک پھوڑا نکلا جو باہر سے کچھ دن کے بعد ٹھیک ہو گیا۔ لیکن اندر سے اب تک پیپ آتی ہے۔ دو ڈاڑھیں بھی نکال دی گئیں۔ مگر قطعی آرام نہ ہوا۔ (۱۰۳۵۳)

(۱۰) میعادی بخار کا اصول علاج کیا ہے۔ اور اس کے لیے ڈاکٹر سعید احمد صاحب، حکیم اکبر حسین صاحب الٰہ آبادی مجرب نسخے بھی تحریر فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۷۰۹۲)

(۱۱) مریض کی عمر ۴۰ سال ہے. کہنی سے انگلی تک اور گھٹنے سے پنجہ تک کے حصے بالکل ٹھنڈے رہتے ہیں. مجامعت کے بعد دماغ میں درد ہو جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۵۷۰)

(۱۲) میری عمر پچاس سال ہے. دانتوں سے بہت خون آتا ہے. دانتوں میں درد یا ٹیس کبھی نہیں ہوئی اور دانت مضبوط ہیں پان کی عادت نہیں۔ (خریدار نمبر ۵۰۰۳)

(۱۳) میرے ایک رشتہ دار کو ایک سال ہوا ہلکا سا فالج ہو گیا تھا. علاج سے مرض میں کمی ضرور ہے لیکن کلی شفا نہیں. سیدھے ہاتھ کی تین انگلیوں میں دوران خون کم ہے۔ زبان میں بھی لکنت باقی ہے. سر میں اہتزازی کیفیت ہے. البیومن بھی خارج ہوتا ہے. مگر پہلے سے اب کم ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۵۶)

(۱۴) میرے پینتالیس سالہ والد صاحب کو ایک سال سے ایڑھیوں میں درد کی شکایت ہے. (۱۱۰۵۱)

(۱۵) اس قول میں کہاں تک صداقت ہے کہ دھوپ کی گرمی سے گرم شدہ پانی جو نلوں میں سے نکلتا ہے، برص کا باعث ہو جاتا ہے. ایسے پانی کے مزید کیا نقصان ہیں اور کیا فائدے؟۔ (خریدار نمبر ۹۲۴۳)

(۱۶) آج کل آلۂ تناسل مردانہ کو دراز کرنے کی تمنا اکثر لوگوں کو ہے. اور اس مقصد کے لیے طلاؤں کی کمی بھی نہیں. لیکن کیا ایسی دوا ہے جن کے استعمال سے زمانۂ نمو گزر جانے کے بعد نشو و نما ہو سکے. بحالتِ انتشار عضو کی لمبائی اور چوڑائی کیا ہونی چاہیے؟ (خریدار نمبر ۹۹۲۰)

(۱۷) میری عمر بائیس سال ہے. جلق کی عادت رہنے کی وجہ سے عضو تناسل میں کجی اور کمزوری پیدا ہو گئی ہے. جز بنشا پتلی پڑ گئی. سرعتِ انزال کی بے حد شکایت ہے. ویسے صحت اچھی ہے. لیکن دماغ کند ہوتا جا رہا ہے۔ (ایک خریدار)

(۱۸) ۲۴-۲۵ سالہ مریض بچپن کی غلط کاریوں کے باعث نامرد ہو گیا ہے. آبلہ انگیز دوا سے عارضی فائدہ ہوا تھا. علاج؟ (خریدار نمبر ۹۰۳۴)

(۱۹) ایک ایسے تیل کا نسخہ درکار ہے جس کے لگانے سے سر کے بال سفید ہونے سے بچ جائیں. نیز یہ تیل بالوں کو چمکدار اور ملائم کر دے. خوشبودار اور مقوی دماغ ہو۔ (۱۰۸۶۹)





موسمِ برسات میں صحت اور تندرستی کی حفاظت

برکھا رُت

برسات یعنی بارش کا موسم ۱۵ جولائی سے ۱۵ اکتوبر تک رہتا ہے لیکن ہندوستان کے جنوبی، مغربی اور وسطی علاقوں میں جون کا مہینہ شروع ہوتے ہی آسمان پر کالی کالی گھٹائیں جھومنے لگتی ہیں۔ مور اور پپیہے اپنی عاشقانہ صداؤں سے فضا میں گونج پیدا کر دیتے ہیں۔ مورنی اپنی مستانہ خرامی سے اور مور اپنے رقصِ حسین سے فرشِ زمردیں کو روند ڈالتا ہے۔ پانی کا چھینٹا پڑتے ہی سوکھے ہوئے درخت ہری ہری چادریں اوڑھ لیتے ہیں۔ نباتات میں ایک دم زندگی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں اسی لیے اس موسم کو ہندوستان کی بہار کہتے ہیں۔ کوئل اور پپیہا برسات کی بہار میں بلبل کی نمائندگی کے لیے مخصوص ہے۔ اس میں شک نہیں کہ برسات اور خاص طور پر ساون ایک عجیب طرح کی بہار بھی ہے اور بہار آفرینی کا ایک دلچسپ جادو بھی۔ اس مہینے میں سینوں میں ہوکیں اٹھنے لگتی ہیں اور زخم کھائے ہوئے پپیہے کی "پی کہاں" بہت سی ہجر نصیب ہستیوں کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہے،

ساون آیا تم نہیں آئے!

مگر برسات کی ان ساری بہاروں کا مزا برسات کی اُن ستم ظریفیوں سے کرکرا ہو جاتا ہے جو پانی کی بوندوں اور جنگل کی سرسبزیوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔

برسات کی ستم ظریفیاں

برسات کو، اس کی محبت آفریں بہاروں کے باوجود، طبی اصول سے سال کا بدترین اور خطرناک موسم کہا جاتا ہے۔ برسات کی کالی گھٹائیں اور ان کی آڑ میں بجلی کا شوخی و شرارت کی نیت سے سنہری لباس میں جلوہ دکھانا حقیقت میں ایک کھلی ہوئی ستم ظریفی ہے۔ بارش میں گرمی اور نمی کی زیادتی کے باعث گھاس پھوس اور دوسری نباتات کا گلنا اور سڑنا ضروری ہے۔ یہ سڑاند بخارات میں مل کر ہوا کو خراب کر دیتی ہے گرمی اور سردی کے لحاظ سے موسم میں اعتدال نہیں ہوتا۔ ذرا سی دیر میں سردی ہو جاتی ہے اور پھر ذرا سی دیر میں گرمی کی شدت سے پسینہ بہنے لگتا ہے۔ ان جلدی جلدی تبدیلیوں سے صحت کی کشتی بالکل اس طرح ہچکولے کھانے لگتی ہے جیسے دریا میں ایکا ایکی طوفان آجانے سے ناؤ ڈانواں ڈول ہو جاتی ہے۔ ہوا کو سڑے ہوئے بخارات کی آمیزش خراب کر دیتی ہے اور پانی کو زمین کی گندگی، جو پانی میں شامل ہو کر کنوؤں میں چلی جاتی ہے، خراب کر دیتی ہے۔ اس طرح ہوا اور پانی جو زندگی کے لیے نہایت ضروری اور مقدم ہیں خراب ہو جاتے ہیں۔ ان کی خرابی سے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں مثلاً ہیضہ، دست، پیچش اور موسمی بخار (ملیریا) پیدا ہو جاتی ہیں۔

برسات کی احتیاطیں

برسات میں تبدیلیاں بہت جلد جلد ہوا کرتی ہیں اس لیے جسم کا خون پتلا اور معدہ کمزور ہو جاتا ہے سردی لگنے یا رات کو کھلی ہوا میں سونے سے پھیپھڑوں، جگر اور تلی میں خون جمع ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس اندیشہ سے بچنے کی غرض سے موٹے کپڑوں کا پہننا ضروری ہے۔ برسات میں سبز ترکاریوں کے زیادہ کھانے سے ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہری ترکاریوں کے کھانے میں کافی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ زیادہ پانی بھی نہ پینا چاہیے۔ کچے اور گلے ہوئے پھل ہرگز نہ کھائیں۔ کھانا بھوک سے ذرا کم ہی کھائیں، جماع سے پرہیز کریں۔ گیلی اور سیلی جگہ میں قیام نہ کریں۔ پیٹ بھرا ہونے کی حالت میں سونے سے پرہیز کریں۔ کھانے کے ساتھ سرکہ، پیاز، پودینہ، اچار اور چٹنی ضرور کھائیں۔

برسات کا لباس

بارش کے دنوں میں خشک اور موٹے کپڑے پہنیں تاکہ ٹھنڈی ہوا سے جسم محفوظ رہے۔ گیلے کپڑے ہرگز نہ پہنے جائیں۔ پسینے کی حالت میں کپڑے اتارنے میں جلدی نہ کریں۔

برسات میں غسل

روزانہ نہانا ہر موسم میں مفید ہے۔ برسات میں بھی روزانہ غسل کرنا چاہیے لیکن جہاں تک ممکن ہو غسل کے لیے گرم پانی استعمال کریں اور پسینہ کی حالت میں غسل نہ کریں۔ غسل کے بعد تولیے سے بدن کو خوب پونچھ ڈالیں پھر سوکھے کپڑے پہن لیں۔

برسات میں غذا

نہایت لطیف اور جلد ہضم ہونے والی کھانی چاہیے۔ باسی کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس موسم میں عام طور پر

پکوان کا دستور ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ دستور مفید ہے مگر تیل کا پکوان کھانے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ برسات میں سبز ترکاریوں کی کثرت بھی مضر ہے۔ جو پھل برسات میں پیدا ہوتے ہیں ان کے کھانے میں بھی احتیاط ضروری ہے۔

برسات میں پانی کی احتیاط

برسات میں زمین کی ساری گندگیاں اور کثافتیں مینھ کے پانی میں مل کر مسامات کے ذریعہ سے کنووں میں پہنچ جاتی ہیں اور کنووں کا پانی خراب ہو جاتا ہے۔ برسات کی وجہ سے کنووں کا پانی اوپر تک آجاتا ہے۔ اس پانی کے پینے سے بہت سی مہلک بیماریاں ہو سکتی ہیں۔ ہیضہ پانی کی اسی قسم کی خرابی سے ہوا کرتا ہے۔ پھر خراب پانی پینے سے ہضم پر ضرور ہی اثر پڑتا ہے اس لیے پانی کو پکا کر یا باقاعدہ طبی اصول سے فلٹر کر کے پینا چاہیے۔ خالی معدہ پر پانی پینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ضرورت سے زیادہ پانی بھی نہ پینا چاہیے۔

برسات میں صحت کی حفاظت

اس موسم میں پانی کی خرابی سے قوتِ ہاضمہ نیز معدہ اور جگر پر کافی اثر پڑا کرتا ہے اور اس وجہ سے اکثر بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ ہیضہ، دست، پیچش وغیرہ بیماریاں ہضم کی خرابی سے ہی پیدا ہوا کرتی ہیں۔ ان بیماریوں سے محفوظ رہنے اور ان کے خلاف جسم کی قوتِ مدافعت کو بیدار رکھنے کی غرض سے روزانہ صبح و شام شربت اکسیرِ خاص ایک ایک تولہ دودھ میں ڈال کر پی لینا گویا برسات کے سارے خطروں سے بچ جانا ہے۔ شربت اکسیرِ خاص جگر، معدہ، آنتوں اور تلی کے افعال کو درست حالت میں رکھتا ہے اور خون کے سرخ ذرات (ریڈ بلڈ کارپسلز) کو قوی اور زیادہ کر کے جسم کی طاقت کو برقرار رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برسات میں شربت اکسیرِ خاص استعمال کرنے والے دُور اندیش حضرات سخت بیماریوں کی تکلیف اور مالی نقصان سے بالکل محفوظ رہتے ہیں۔ شربت اکسیرِ خاص ہر قسم کی بیماری کے بعد کی کمزوری کو دفع کرتا ہے اور مسلسل تجربات نے برسات کی بیماریوں سے بچانے کے سلسلے میں شربت اکسیرِ خاص کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ شربت اکسیرِ خاص موسمی بخاروں کے حملے سے بھی بچا لیتا ہے اور اس کا راز صرف یہ ہے کہ شربت اکسیرِ خاص خون پیدا کرنے والے تمام اعضاء پر پورا اقتدار قائم کر لیتا ہے اور بہتر سے بہتر خون پیدا کرتا ہے، جس کے باعث قوتِ مدافعت بہت بڑھ جاتی ہے جو بیماریوں کے جراثیم اور زہروں کو بدن میں داخل ہونے سے روکتی ہے۔

برسات کی بیماریاں

برسات میں اکثر بیماریاں ہضم کی خرابی سے ہوتی ہیں۔ بعض مہلک امراض دوسرے اسباب سے بھی ہوتے ہیں۔ یہاں سب کا الگ الگ ذکر کیا جائے گا۔

ہیضہ

یہ برسات کی خاص بیماری ہے۔ اس میں قے اور دست بہت ہوتے ہیں جو مریض کو نڈھال کر دیتے ہیں۔ کبھی نبضیں بھی غائب ہو جاتی ہیں۔ آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں۔

علاج:۔ قلزم ۵ قطرے عرق پودینہ ۵ تولے میں ڈال کر بار بار پلاتے رہیں۔ اگر عرق پودینہ دستیاب نہ ہو تو صرف قلزم کی چند بوندیں پانی میں ڈال کر پلائیں اور اس وقت تک پلاتے رہیں جب تک قے اور دست بالکل بند نہ ہو جائیں۔

پیچش

پیچش میں اگر مروڑ اور اینٹھن بھی ہو تو احتیاطاً روغن ارنڈی (کیسٹر آئل) ۴ تولے دودھ میں ملا کر مریض کو پلا دینا چاہیے۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو "پیچیچ" کی ایک ایک خوراک دن میں دو بار دینی چاہییں۔ پیچش بعض اوقات موسمی بخاروں کے زہر کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں پیٹ کے مروڑ اور اینٹھن دُور ہو جانے کے بعد قرص آجامیہ دن میں تین بار ہدایتوں کے مطابق استعمال کرائیں تاکہ موسمی بخاروں کا زہر جسم سے خارج ہو جائے۔

دست

برسات میں ہضم اور معدے کی خرابی سے اکثر دست آنے لگتے ہیں۔ ذرا کھانے میں زیادتی ہوئی اور پیٹ میں گڑبڑ ہو کر دو چار دست آگئے۔

علاج:۔ پیٹ میں خرابی کا احساس ہوتے ہی قلزم کی ۵ بوندیں عرق پودینہ ۵ تولے یا پانی میں ڈال کر پلائیں۔ پھر بھی دست آنے لگیں تو فوراً پیچیچ کی ایک ایک خوراک دن میں تین مرتبہ دیں۔ دستوں کے دَوران میں غذا ہلکی اور زود ہضم کھائیں، ورنہ پیچش ہو جانے کا ڈر رہتا ہے۔

برسات کی خاص اور مہلک بیماری

موسمی بخار یعنی ملیریا ہے، جو ایک خاص قسم کے مچھر کے کاٹنے سے آتا ہے۔ پہلے خیال کے مطابق اس بخار کا سبب مواد کا سڑنا ہے۔ اگرچہ جدید و قدیم تحقیقات میں زیادہ فرق نہیں، کیونکہ کسی چیز کے سڑنے سے جراثیم کا پیدا ہونا لازمی ہے اور جدید نظریات کے پیشِ نظر تعفن بغیر جراثیم کے ممکن نہیں۔ تاہم موسمی بخاروں کے سلسلے میں اطبائے فرنگ کی تحقیقی کاوشیں قابلِ داد ہیں اور ان سے کسی طرح چشم پوشی ممکن نہیں۔

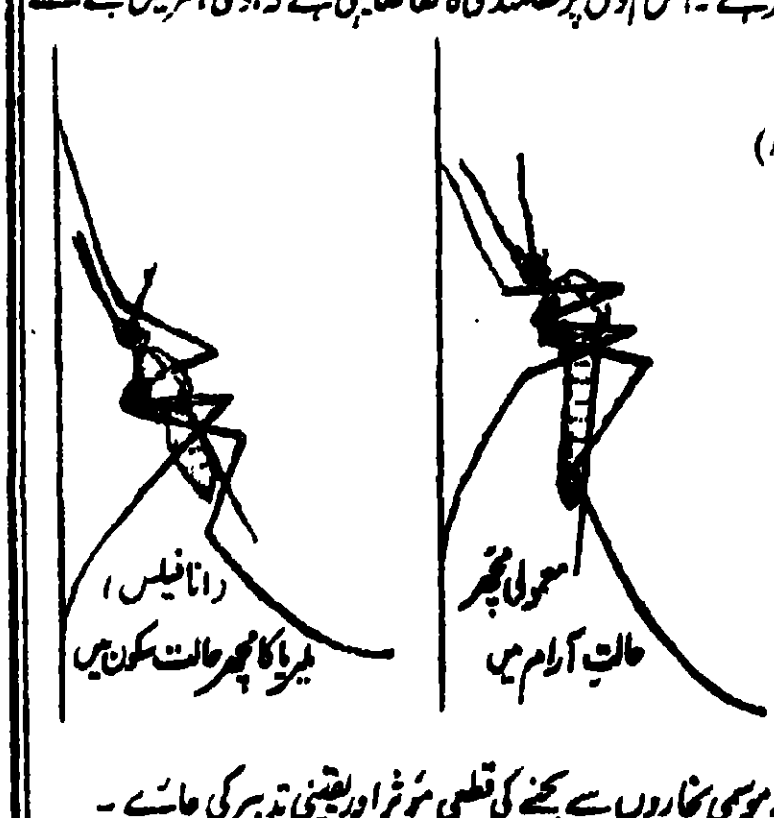
موسمی بخار برسات یا برسات کے آخر میں سارے ہندوستان میں پھیل جاتا ہے۔ کوئی گاؤں اور کوئی شہر اس کے پنجۂ تسلط سے نہیں بچ سکتا۔ اتنی بات ضرور ہے کہ گرم ملکوں میں زیادہ اور ٹھنڈے ملکوں میں کم ہوتا ہے۔ نشیبی مقامات ترائی اور پہاڑوں کے دامن میں موسمی بخاروں کا بہت زور شور رہتا ہے۔ برسات میں رطوبت اور نباتات کی زیادتی سے مچھر بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کے انڈوں اور بچوں کی حفاظت کا بھی اس موسم میں معقول بندوبست ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں ابھی موسمی بخاروں کی اہمیت اور ہلاکت آفرینی ہی کو اچھی طرح نہیں سمجھا گیا، مچھروں کے خطرے کو کیوں کر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اگر محسوس بھی کیا جائے تو ایسے غریب اور مفلس ملک میں وہ انتظامات کس طرح کیے جا سکتے ہیں جو مچھروں سے بچنے کے لیے ضروری ہیں۔ جن لوگوں کو تن پوشی کے لیے کپڑا اور شکم پری کے لیے روٹی میسر نہیں وہ مچھر دانی اور مچھر مار دواؤں کا کیوں کر تصور کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں قدرتی طور پر ہندوستان میں موسمی بخاروں کی کثرت ہونی چاہیے، چناں چہ یہ واقعہ ہے کہ موسمی بخاروں کی وبا اس وقت سب وباؤں اور بیماریوں سے زیادہ پھیلنے والی ہے اور جتنی موتیں سال بھر میں موسمی بخاروں سے ہوتی ہیں اور کسی بیماری میں نہیں ہوتیں۔ اگرچہ چیچک، دست، ہیضہ اور بدہضمی کی شکایتیں بھی برسات میں ہوا کرتی ہیں، لیکن موسمی بخار کی لرزہ خیز وباکو ان سب سے بڑھ کر اہمیت حاصل ہے۔ ہندوستان میں کوئی مرض موسمی بخاروں کی طرح عام اور کثرت سے پھیلنے والا نہیں ہے۔ ہندوستان کے شہروں اور دیہات میں ہر سال ہر خاندان کے ہر شخص پر موسمی بخار کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے اور بہت سے ہی ظالم بخار کے ہاتھوں اپنی زندگیاں کھو بیٹھتے ہیں۔

مصیبت پر مصیبت یہ ہے کہ موسمی بخاروں کا سلسلہ اور ان کے مہلک نتیجے صرف برسات تک ہی محدود نہیں رہتے، بلکہ جب ایک دفعہ کسی پر موسمی بخار کا حملہ ہو جاتا ہے تو جگر، تلی اور آنتوں وغیرہ پر کچھ ایسا اثر پڑتا ہے کہ لوٹ لوٹ کر سال بھر تک بلکہ اکثر اوقات کئی کئی سال تک بخار آتا رہتا ہے۔ خون کے سرخ ذرّے ناقص اور کم ہو جاتے ہیں۔ خون پتلا پڑ جاتا ہے۔ پیٹ بڑا ہو جاتا ہے۔ چہرہ اور ہاتھ پاؤں درما جاتے ہیں۔ بدنصیب ہندستان میں ہزار دو ہزار نہیں بلکہ لاکھوں بیمار دیکھے جا سکتے ہیں۔ سرکاری رپورٹوں کی رو سے پورے ہندوستان میں

ہر سال دس لاکھ موتیں صرف موسمی بخاروں سے ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں عام طور پر موسمی بخاروں کو بہت معمولی خیال کیا جاتا ہے، اگر حقیقت یہ ہے کہ موسمی بخار نہایت مہلک اور نتیجوں کے اعتبار سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ موسمی بخاروں کے نتیجہ میں بہت سی ایسی بیماریاں ہو جاتی ہیں جو جان لے کر ہی ٹلتی ہیں۔ نمونیا، سل، استسقا (جلندر) کے علاوہ مردوں کو ضعف باہ اور عورتوں کو بانجھ پن کی بیماری بھی موسمی بخاروں کی وجہ سے ہو جاتی ہے۔

موسمی بخاروں سے بچاؤ

انگریزی کی ایک ضرب المثل ہے (Prevention is better than cure) یعنی احتیاط علاج سے بہتر ہے۔ اسی طرح عربی کا ایک مقولہ ہے الاجتناب افضل من الدوا، یعنی پرہیز دوا سے بہتر ہے۔ اس اصول پر عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی، مریض بننے سے پہلے ہی مرض سے بچنے کی کوشش کرے۔ موسمی بخاروں کا سبب یقینی طور پر ایک خاص قسم کا مچھر ہے جسے انافیلس (Anopheles) کہتے ہیں۔ اس مچھر کے کاٹنے سے اس بخار کے جراثیم بدن میں پہنچ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ بڑھنے اور پھیلتے جاتے ہیں۔ اس لیے مچھروں سے بچنے کی پوری کوشش اور تدبیر کرنی چاہیے۔ گھروں کو صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ کوڑا کرکٹ اور کسی قسم کی گندگی گھر میں نہ رہنے دیں۔ خالی مٹکے، گھڑے، گملے اور دوسری بے کار چیزیں جو مچھروں کے رہنے اور ان کے نشوونما میں امداد دیتی ہیں گھر میں نہ رہنے دیں۔ گھر میں کبھی کبھی گندک، لوبان، گوگل یا نیب کے پتے جلائیں۔ مچھر دانی کا استعمال کرنا چاہیے۔ کسی مرطوب جگہ پر ہرگز قیام نہ کریں۔



مگر یہ تدابیر موسمی بخاروں سے بچنے کے لیے یقینی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ موسمی بخاروں سے بچنے کی قطعی مؤثر اور یقینی تدبیر کی جائے۔

امرت کی ٹکیاں

ہیں جو ہندستانی آب و ہوا اور ہندستانیوں کے مزاجوں نیز یہاں کے آب و ہوا، مختلف مقامات اور ملکی تغیرات کو پیش نظر رکھ کر بجلی کی مشینوں سے بغیر ہاتھ لگائے بنائی جاتی ہیں۔ موسمی بخاروں سے بچنے کے لیے

جولائی سے اکتوبر تک

بلکہ نومبر تک ہر تن درست آدمی کو ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ قرص اجامیہ ضرور استعمال کرنے چاہییں۔ جس دن قرص اجامیہ کھانے کا ارادہ ہو اس روز صبح سویرے ہی منہ ہاتھ دھوکر ایک عدد قرص اجامیہ تازہ لیموں کے شربت کے ساتھ یا صرف پانی کے ساتھ کھائیں۔ پھر دوپہر اور شام کو ایک ایک ٹکیہ کھائیں۔ اگر قبض ہو تو رات کو دو عدد قرص مسہل، جو قرص اجامیہ کے ساتھ ہی دیے جاتے ہیں نیم گرم پانی کے ساتھ کھا کر سو رہیں۔ صبح کو دو تین اجابتیں آکر آنتیں صاف ہو جائیں گی اور طبیعت ہلکی ہو جائے گی۔ آنتیں صاف ہو جائیں تو قرص اجامیہ ایک عدد اوپر کی ترکیب کے مطابق کھائیں اور ہفتہ میں ایک یا دو دن اسی طرح کھائیں۔ مگر ہر مرتبہ دست لینے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح بالیقین آپ ایک قابل قدر دیسی دوا کی طاقت سے، جو نئی اور پرانی تحقیقات کی روشنی میں بنائی گئی ہے، موسمی بخاروں کے حملہ سے بچ جائیں گے اور

موت کا صُور

جو ہر سال جولائی سے اکتوبر تک برسات انافلیس مچھروں کے ذریعہ سے تمام ہندستانیوں کے کانوں میں پوری قوت سے پھونکتی ہے، آپ کے کانوں میں اس کی آواز نہ پہنچے گی۔

ملوں اور فیکٹریوں کے غریب مزدُور

جن کی صحت اور تن درستی سے براہِ راست کارخانہ داروں کو فائدہ پہنچتا ہے، اگر موسمی بخاروں سے بچنے کی غرض سے ہفتہ میں ایک یا دو دن قرص اجامیہ کھا لیا کریں تو ملوں اور فیکٹریوں کے کاموں میں مزدوروں کی بیماری سے ہرگز خلل نہیں پڑ سکتا۔ مالکانِ کارخانہ جتنا روپیہ مزدوروں کو موسمی بخاروں سے بچانے پر صرف کریں گے، اس سے بہت زیادہ اپنے کارخانوں کو موسمی بخاروں کی پھیلائی ہوئی ہڑتال سے بچا کر مزدوروں کی تن درستی کی بدولت حاصل کر لیں گے۔

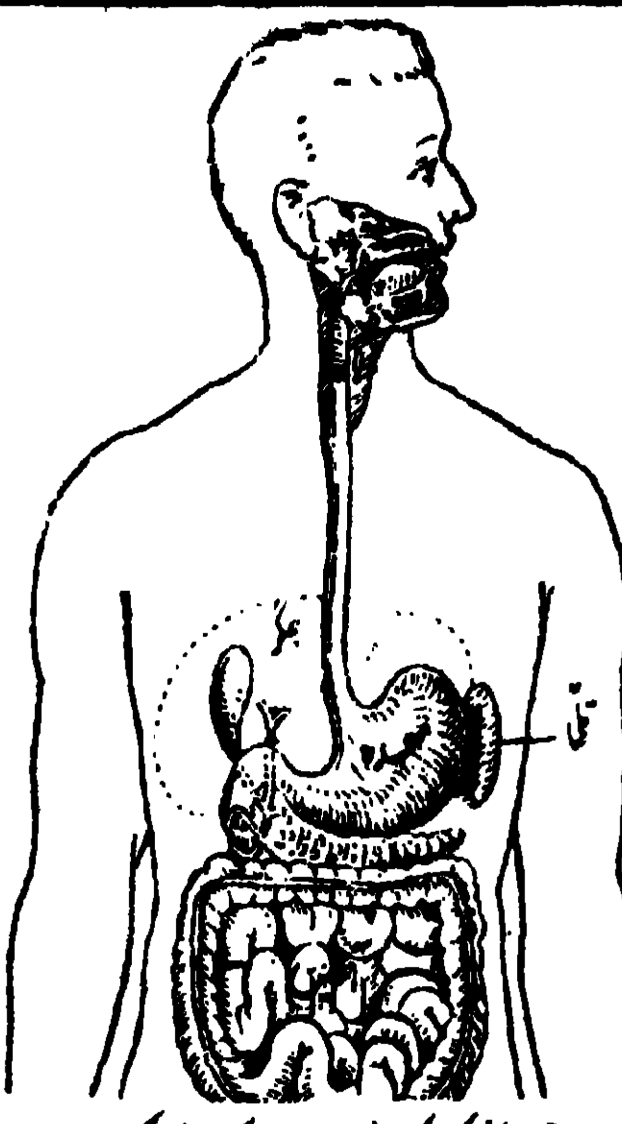
ریلوں، عمارتوں اور سڑکوں کے ٹھیکہ دار

برسات میں یا برسات کے بعد ایک دم سینکڑوں مزدوروں کے بیمار پڑ جانے سے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہتے ہیں اور کام ختم کرنے کی میعاد گزر جانے کا خطرہ انھیں لرزہ براندام کر دیتا ہے، اگر اپنے محنتی اور مستعد مزدوروں کو قرص اجامیہ کھلاتے رہیں تو بڑے اطمینان سے وقت پر بلکہ وقت سے پہلے اپنا کام ختم کر کے بے شمار دولت اور نیک نامی کی عزت حاصل کر سکتے ہیں۔

بخاروں کی فوج پر حملہ

موسمی بخاروں کے پیچھے پیچھے ایک زبردست اور ٹڈی دل فوج ہوتی ہے، جسے ہر وقت کمک پہنچتی رہتی ہے۔ یہ عظیم الشان لشکر مچھر کے ڈنک سے بدن میں داخل ہو کر خون کے سرخ ذرّوں (ریڈ کارپسلز) پر ایسا شدید حملہ کرتا ہے کہ انسان کی قوتِ مدافعت (Immunity) ہتھیار ڈال کر ہار مان لیتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی بیمار پڑ جاتا ہے۔ یہ خطرناک فوج حقیقت میں موسمی بخاروں کے وہ جراثیم ہیں، جو انافلیس مچھر کے ذریعہ سے آدمی کے خون میں پہنچ کر بخار کا باعث ہوتے ہیں۔ ان جراثیم کو مارنے اور ان کے اندر ہی اندر بڑھنے کی طاقت کو روکنے کے لیے اب تک قرص اجامیہ سے بہتر کوئی دوا بازار میں نہیں آئی۔ قرص اجامیہ موسمی بخاروں اور اس کے امدادی لشکر پر ایسی کاری ضرب لگاتے ہیں کہ پھر اس کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملتا۔

قرصِ اجامیہ کا طریقۂ عمل



قرص اجامیہ معدہ میں پہنچ کر بغیر کسی غیر ضروری دیر کے وہاں کی رطوبت میں گھل مل کر ایک سیال کی صورت اختیار کر لیتا ہے پھر دوران خون میں شامل ہو کر خون کے سُرخ ذرّوں (ریڈ کارپسلز) کی حفاظت کرتا ہے۔

قرص اجامیہ معدہ میں پہنچ کر بغیر کسی غیر ضروری دیر کے وہاں کی رطوبت میں گھل مل کر ایک سیال کی صورت اختیار کر لیتا ہے پھر دوران خون میں شامل ہو کر خون کے سُرخ ذرّوں (ریڈ کارپسلز) کی حفاظت کرتا ہے اور قوّتِ مدافعت کو ابھارتا ہے۔ اگر موسمی بخاروں کے جراثیم بدن میں موجود ہوتے ہیں اور خون کے سُرخ ذرّات پر ان کا قبضہ ہو جاتا ہے تو قرص اجامیہ کی تاثیر ایک ماہرِ جنگ سپہ سالار کی طرح خون کے ایسے سرخ ذرّوں کو جو ابھی بخار کی فوج کے حملہ سے بچے ہوئے ہیں فوراً اپنی پناہ میں لے لیتی ہے۔ پھر ان کا رُخ خون کے ایسے ذرّوں کی طرف ہوتا ہے جن کی سرخی سیاہی میں تبدیل ہو چکی ہے۔ قرص اجامیہ کی حیرت انگیز مگر سائنٹفک تاثیریں اسی سیاہی کو جسے ڈاکٹری اصطلاح میں میلے نین (Melanin.) کہتے ہیں، دُور کر کے جراثیم کے اندر ہی اندر بڑھنے کو روک دیتی ہیں۔ جو جراثیم پختہ ہو چکتے ہیں ان پر قرص اجامیہ تیسری مرتبہ نہایت خونخواری کے ساتھ حملہ کرتا ہے اور آخر کار انھیں بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ خون کے مُردہ دانوں کو قرص اجامیہ مناسب راستوں سے خارج کرنے میں طبیعت کی امداد کرتا ہے، اس طرح زیادہ سے زیادہ تین چار دن کے اندر قرص اجامیہ نہایت خاموشی اور بغیر کسی بحران کے اندر ہی اندر موسمی بخار کے جراثیم کو پھیلنے اور بڑھنے سے بھی روک دیتا ہے اور جو جراثیم پختہ ہو چکتے ہیں انھیں بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ قرص اجامیہ موسمی بخاروں کے جراثیم کی تینوں قسموں یعنی (۱) طفیلی جراثیم ملیریائی (Plasmodium Malariae) (۲) گول جرم ملیریا (Plasmodium Vivax) (۳) ہلالی جرم ملیریا (Laverine Malerial) کو ہلاک کرنے کی زبردست کامیابی کے سلسلے میں اب تک ہزاروں مریضوں پر آزمایا جا چکا ہے۔ اور بار بار مریضوں کے خون کا کیمیاوی امتحان کرنے کے بعد تصدیق کی جا چکی ہے کہ قرص اجامیہ کی یہ تاثیریں بالکل مسلّم اور سائنٹفک ہیں۔

موسمی بخاروں میں قرص اجامیہ کا استعمال!

یہاں قرص اجامیہ کے استعمال کا نہایت سادہ اور آسان طریقہ لکھا جاتا ہے آگے چل کر موسمی بخاروں کے ذیل میں الگ الگ ان کے استعمال کے طریقے لکھے جائیں گے۔ قرص اجامیہ کے استعمال کی پہلی شرط یہ ہے کہ آنتوں کی اچھی طرح صفائی کر لی جائے مگر یاد رہے کہ ہر وہ دوا جو دست لے آئے، آنتوں کی صفائی کے لیے کافی نہیں ہے۔ اسی لیے ہمدرد دواخانہ دہلی نے قرص اجامیہ کی اہمیت اور اس کی تاثیروں کی علمی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے آنتوں کی صفائی کے لیے بھی ایک بہترین دوا قرص مسہل کے نام سے تیار کی ہے (قرص اجامیہ کی شیشی میں یہ قرص موجود ہوتے ہیں) اس میں خاص طور پر ایسی دوائیں شامل ہیں جو آنتوں کی صفائی بھی کرتی ہیں اور قرص اجامیہ کے لیے میدان بھی صاف کرتی ہیں۔ قرص اجامیہ استعمال کرنے سے پہلے رات کو سوتے وقت دُودھ یا معمولی گرم پانی کے ساتھ ۲ عدد قرص مسہل کھا لیے جاتے ہیں، صبح کو نہایت آرام سے دو تین اجابتیں ہو جاتی ہیں۔ جس دن قرص مسہل کھائے جائیں اگر اس دن سوائے دُودھ یا ساگو دانے کے کچھ اور نہ کھایا جائے تو بہت اچھا ہے۔ اگلے دن جب دست ہو چکیں تو قرص اجامیہ ایک عدد کھا کر اوپر سے عرق گلاب ۵ تولے یا عرق بید مشک ۵ تولے پی لیا جائے۔ نیبو کے شربت اور سنترے یا میٹھے (موسمی) کے رس سے بھی قرص اجامیہ کھائے جا سکتے ہیں۔ صرف دُودھ بھی کافی ہے۔ قرص اجامیہ ایک عدد صبح کو پھر ایک عدد دوپہر کو پھر ایک شام کو کھانا چاہیے۔ پھر اگلے دن اسی طرح تین قرص کھلائے جائیں اور چار دن تک مسلسل کھلاتے رہیں۔

گویا چار دن میں بارہ قرص کھالیں۔ اگر دوسرے تیسرے دن بخار رک جائے پھر بھی قرص اجامیہ کا استعمال بند نہ کریں، بلکہ پورے بارہ قرص کھائیں۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ اگر بخار زیادہ ہو یعنی ۱۰۳ ڈگری سے اوپر ہو تو قرص اجامیہ نہ کھائیں۔ جب بخار ۱۰۳ سے نیچے ہو جائے فوراً ایک ٹکیہ کھائیں۔ اس صورت میں یہ بھی خیال رکھیں کہ ہر چار گھنٹے کے بعد ایک قرص کھلاتے رہیں، کیونکہ ایسی صورت میں صبح دوپہر اور شام کی قید باقی نہ رہے گی۔ قرص اجامیہ عورت، مرد، بوڑھے اور بچے بلاتکلف استعمال کر سکتے ہیں۔ بچوں کو آدھا قرص دینا چاہیے۔

موسمی بخار کے متواتر حملے

موسمی بخار خواہ کسی قسم کا ہو اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب ایک مرتبہ کسی پر اس کا حملہ ہو چکتا ہے تو پھر بار بار متواتر حملے ہوتے رہتے ہیں اور جب تک اس کے جراثیم کا بالکل قلع قمع نہیں ہو جاتا یہی صورت رہتی ہے۔ موسمی بخاروں کے جراثیم کی حفاظت کا مضبوط قلعہ انسان کے بدن میں تلی ہے۔ یہیں یہ جراثیم پناہ لیتے ہیں۔ اس لیے قرص اجامیہ کے استعمال سے بخار رفع ہو جائے تو اس کے بعد جگر اور تلی نیز جراثیم کی دوسری پناہ گاہوں کو صاف اور ان کی طاقت بحال کرنے کی غرض سے دو تین شیشیاں

شربت اکسیر خاص (رجسٹرڈ)

کی ضرور پی لینی چاہییں۔ یہ شربت جگر، تلی، معدہ اور تمام ایسے اعضا کے افعال کو درست کر کے ان کی طاقت بحال کرتا ہے، جو خون بنانے یا خون بنانے میں مدد کرتے ہیں اور جسم کی قوت مدافعت کو بڑھاتا ہے اور جب قوتِ مدافعت اصل حالت پر آجاتی ہے تو موسمی بخاروں کے جراثیم فتح حاصل نہیں کر سکتے۔ شربت اکسیر خاص بڑے آدمیوں کو ایک تولہ کی مقدار میں دودھ میں ڈال کر صبح و شام پینا چاہیے۔ بچوں کو چھوٹا چمچہ یعنی چائے کا ایک چمچہ دینا چاہیے۔

مختلف قسم کے بخار اور قرص اجامیہ

اب مختلف موسمی بخاروں میں قرص اجامیہ کے استعمال کے طریقے لکھے جاتے ہیں:۔

روزانہ بخار

یہ بخار روزانہ چڑھتا ہے۔ اس میں ایک باری سے دوسری باری تک چوبیس گھنٹے کا فصل ہوتا ہے۔ بخار چڑھنے سے پہلے جمائیوں اور انگڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹوٹتے ہیں۔ پھر جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور شدت کا جاڑا لگتا ہے۔ دانت بجنے لگتے ہیں، جی متلاتا ہے۔ پیاس لگتی ہے۔ جسم کی حرارت ۱۰۴ یا ۱۰۵ تک ہو جاتی ہے۔ سردی لگ چکنے کے بعد مریض کو سخت گرمی معلوم ہوتی ہے۔ دردسر ہوتا ہے آخر پسینہ آکر بارہ گھنٹے میں بخار اتر جاتا ہے۔

علاج :۔ بخار کی حالت میں تھوڑا تھوڑا عرق گاؤزبان پلاتے رہیں۔ قے کی تکلیف زیادہ ہو تو آلو بخارا منہ میں ڈالیں۔ دردسر شدید ہو جائے تو قرص خلت ۲ عدد پانی میں گھس کر پیشانی پر لگائیں۔ رات کو سوتے وقت ۲ عدد قرص مسہل کھلائیں۔ صبح کو ایک عدد قرص اجامیہ عرق گلاب یا بیدمشک ۵ تولے کے ہمراہ کھلائیں۔ دوپہر اور شام کو پھر ایک ایک قرص اسی ترکیب سے دیں۔ اگلے دن پھر صبح، دوپہر اور شام کو ۳ قرص اجامیہ کھلائیں اور چار دن تک برابر کھلاتے رہیں۔ چار دن کے بعد کمزوری رفع کرنے اور بخار لوٹنے کے خطرے کو دور کرنے اور جگر اور تلی کو درست کرنے کی غرض سے شربت اکسیر خاص ایک تولہ صبح کے وقت دودھ میں ڈال کر پلائیں۔ شام کو پھر شربت اکسیر خاص کی ایک خوراک پلائیں اور مسلسل کم سے کم دو شیشیاں پی لیں۔

تجاری کا بخار

اس بخار کو ٹرشین فیور (Tertian Fever) کہتے ہیں۔ اس کی علامتیں روزانہ بخار سے ملتی جلتی ہوتی ہیں اور اس کی مدت چھ گھنٹے سے آٹھ گھنٹے تک ہوتی ہے۔

علاج :۔ پیاس، متلی اور دردسر رفع کرنے کی غرض سے وہی تدبیریں کریں جو روزانہ بخار میں لکھی گئیں اور رات کو سوتے وقت

۲ عدد قرص مسہل کھلائیں۔ صبح کو ایک عدد قرص اجامیہ عرق گلاب تازہ [illegible] شربت یا [illegible]
دوپہر اور شام کو ایک ایک قرص کھلائیں۔ چار دن میں پورے بارہ قرص کھلادیں۔

چوتھیا بخار

یعنی کوارٹن فیور (Quartan-Fever)۔ یہ بخار تین دن بیچ دے کر آیا کرتا ہے۔ اسی لیے اسے چوتھیا بخار کہتے ہیں۔ اس کی علامتیں وہی ہیں جو روزانہ بخار میں لکھی گئیں۔

علاج :- رات کو سوتے وقت ۲ عدد قرص مسہل کھلائیں۔ صبح کو جب دست ہو چکیں تو قرص اجامیہ ایک عدد نیم گرم دودھ یا عرق گلاب سے کھلائیں۔ پھر دوپہر اور شام کو ایک ایک ٹکیہ کھلائیں اور چار دن تک برابر کھلاتے رہیں۔

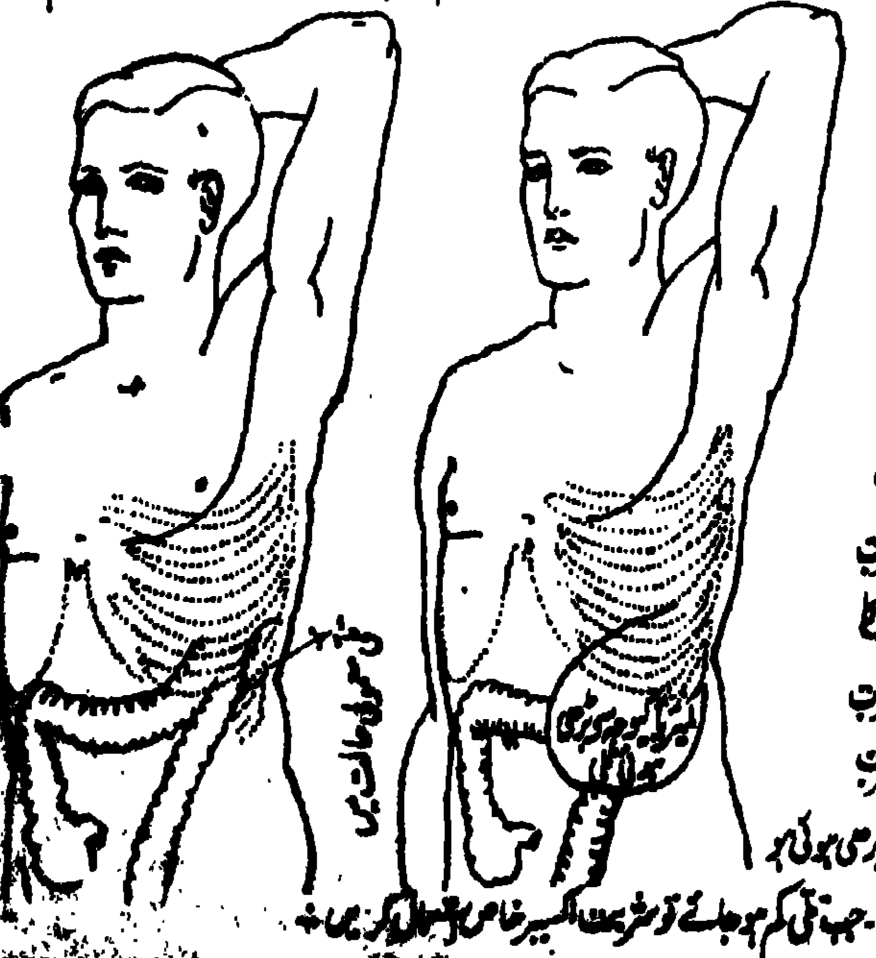
ہر وقت چڑھے رہنے والے بخار

بعض موسمی بخار ہر وقت چڑھے رہتے ہیں۔ کبھی صبح یا دوپہر کو بخار ہلکا ہو جاتا ہے اور پھر تیز ہونے لگتا ہے۔ جو بخار ہر وقت چڑھا رہتا ہے پہلے اس کو اُتارنے کی کوشش کریں۔ اس مقصد کے لیے عرق تیغوں دو تولے بار بار پلاتے رہیں جب بخار سو سے نیچے ہو جائے فوراً ایک عدد قرص اجامیہ کھلا دیں اور رات کو قرص مسہل ۲ عدد کھلائیں۔ آنتیں صاف ہو جانے پر اول تو بخار اتر جائے گا ورنہ سو سے نیچے آجائے گا اور یہی وقت قرص اجامیہ کے استعمال کا ہوگا۔ جب تک بخار سو سے نیچے رہے قرص اجامیہ کی ایک ایک ٹکیہ تازہ میوے کے شربت یا سنترے کے رس کے ساتھ کھلاتے رہیں۔

ایک خاص بات

موسمی بخاروں کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھیں کہ جس وقت بخار بہت تیز ہو جائے اور مریض بہکنے لگے تو پیشانی پر سرد پانی میں کپڑا بھگو کر رکھ دیں یا سر پر سرکہ ایک تولہ اور روغن گل ایک تولہ میں ملا کر ملیں یا اس میں بھگو کر رکھیں۔ اور غذا میں دودھ یا آشِ جو دیں۔ سوڈا اور آش جو ملا کر بھی دے سکتے ہیں۔ چپاتی اور بکری کا شوربہ یا مونگ کی دال دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ مونگ کی کھچڑی، پالک اور خرفہ کی ترکاری بھی دے سکتے ہیں۔ برف چبانا، سوڈا اور لیمن پلانا بھی اچھا ہے۔ میووں میں انار، سنترہ اور انگور کھلائیں۔ قے اور متلی کی تکلیف میں نیبو کاٹ کر اس پر نمک اور سیاہ مرچ چھڑک کر چوسیں۔ دیر ہضم اور گرم غذا بھی نہ کھائیں۔

موسمی بخاروں کے بعد کی کمزوری :- موسمی بخاروں کے بعد ایک خاص قسم کی کمزوری ہو جاتی ہے جس میں خون کم زور ہو جاتا ہے رنگ مٹیالا یا زردی مائل ہو جاتا ہے آنکھیں کچھ زرد ہو جاتی ہیں طبیعت پر سستی اور کاہلی غالب رہتی ہے کبھی ہلکا بخار ہو جاتا ہے قبض رہتا ہے کبھی دست آنے لگتے ہیں تلی بڑھ جاتی ہے اور مریض بوڑھا معلوم ہونے لگتا ہے۔



علاج :- موسمی بخاروں کے بعد کی نقاہت سے بچنے کا بہترین اور کامیاب علاج شربت اکسیر خاص کا استعمال ہے اگر موسمی بخاروں کے بعد شربت اکسیر خاص کی دو تین شیشیاں پلادی جائیں تو یہ کیفیت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ اگر بدقسمتی سے موسمی بخاروں کے بعد شربت اکسیر خاص استعمال نہ کیا جا سکے اور مریض اس قسم کی نقاہت کا شکار ہو جائے تو جگر اور تلی کی اصلاح کریں اس کے لیے بھی شربت اکسیر خاص کا استعمال مناسب ہے۔ روزانہ صبح اور شام کو شربت اکسیر خاص [illegible] تولہ کی مقدار میں دودھ میں ملا کر پلائیں۔ تلی جب زیادہ بڑھی ہوئی ہو [illegible] کی ایک خوراک پانی میں گھول کر دن میں تین بار دیں۔ جب تلی کم ہو جائے تو شربت اکسیر خاص استعمال کریں۔

قیمت :- قرص اجامیہ ایک شیشی بارہ آنے   شربت اکسیر خاص [illegible] شیشی ۲۰ خوراک [illegible]

ہر انگریزی مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو [illegible] شائع ہوتا ہے

جلد (۱۰) | ستمبر ۱۹۴۱ | نمبر (۳)

فہرست مضامین

[illegible] ممالک غیر برما وغیرہ سے) تین شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

[illegible] میں چھپوا کر شائع کیا

قدرت آپ کو بیمار دیکھنا نہیں چاہتی!

کیا آپ کو "قدرتی علاج نمبر" کی ضرورت نہیں ہے؟

ہمدرد صحت کے قدرتی علاج نمبر کا علمی اور ادبی حلقوں میں جس طرح خیر مقدم کیا گیا ہے، اس کا اندازہ نیچے کی سطروں سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ حقیقی صحت اور اس صحت سے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ سمجھنا مشکل ہے کہ آپ ہمدرد صحت کے قدرتی علاج نمبر کا مطالعہ کیے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں!

اُردو لٹریچر میں ایک نایاب و بیش قیمت اضافہ"

ہمدرد دواخانہ ہندوستان کا پہلا دواخانہ ہے جس نے مغرب کے سائنٹی فک دواسازاداروں کی طرح ایک مستقل علمی شعبہ بھی قائم کر رکھا ہے۔ اس علمی شعبہ میں ہندوستان کے بہترین دماغ کام کر رہے ہیں جن کا کام ہی یہ ہے کہ علم الاجسام سے متعلق مشرق اور مغرب کے علوم کا نچوڑ اُردو زبان میں منتقل کرتے رہیں تاکہ اس نایاب لٹریچر کے ذریعہ سے ایک طرف اُردو لٹریچر میں نایاب طبی معلومات کا اضافہ ہو سکے دوسری جانب اس ریسرچ ورک کے ذریعہ سے عوام کو حفظانِ صحت کے وہ سائنٹی فک اصول بتائے جا سکیں جو مہذب دنیا کے معمولاتِ زندگی میں شامل ہو چکے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمدرد دواخانہ کا یہ علمی شعبہ اتنا بڑا کام کر رہا ہے جس کی مثال ہندوستان کی گزشتہ تاریخ میں نا پید ہے + ہمدرد دواخانہ کے اس علمی شعبہ سے ایک نہایت ہی شان دار ماہوار جریدہ" ہمدرد صحت "کے نام سے شائع ہوتا ہے جس کا کام ہی یہ ہے کہ مہینہ بھر کی جدید علمی تحقیقات کو سارے ہندوستان میں پھیلا دیا جائے اور علمی جواہرات کو ان ہندوستانیوں کے سامنے بکھیر دیا جائے جن کو افلاس و غلامی کی جھولیاں نے بہترین لٹریچر اور جدید سائنٹی فک ترقیوں سے بالکل ناواقف بنا رکھا ہے۔

ہمدرد دواخانہ صرف ماہوار جریدہ "ہمدرد صحت" ہی نہیں شائع کرتا ہے بلکہ ہر سال ہمدرد صحت کا ایک خاص نمبر بھی شائع کیا جاتا ہے جو کسی نہایت اہم موضوع پر ہوتا ہے چنانچہ اس سے قبل اس علمی ادارے سے عورت نمبر، ضبطِ تولید و اصلاحِ نسل نمبر، دق و سل نمبر وغیرہ کے نام سے ایسی خاص اشاعتیں پبلک کے سامنے آچکی ہیں جن کو زبردست علمی اور سائنٹی فک درجہ حاصل ہے۔

اس علمی ادارہ کا تازہ کارنامہ یہ ہے کہ اس ادارہ سے حال ہی میں "قدرتی علاج نمبر" کے نام سے ہمدرد صحت کا ایک خاص نمبر شائع کیا گیا ہے۔ اس نمبر میں بغیر کسی دوا کے محض قدرتی ذرائع سے علاج کے وہ نایاب طریقے بتائے گئے ہیں جن سے ہندوستانی اس وقت تک تقریباً ناواقف تھے۔



قدرتی علاج نمبر اُردو زبان میں ایک ایسا نایاب اضافہ ہے جس نے اُردو زبان میں ایک ایسے نایاب لٹریچر کا اضافہ کر دیا ہے جو ہمدرد دواخانہ کے علمی ادارہ کی کوششوں کے بغیر شاید سالہا سال تک بھی فراہم نہ ہو سکتا۔

ہمدرد صحت کے اس "قدرتی علاج نمبر" میں ہوا کے ذریعہ سے علاج بتایا گیا ہے۔ پانی کے ذریعے سے تندرستی کو برقرار رکھنے اور امراض دور کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ غذا کے ذریعہ سے علاج کے جدید ترین اصول سمجھائے گئے ہیں آرام و سکون کے ذریعہ سے بیماریوں کو دور کرنے کی تدابیر پر روشنی ڈالی گئی ہے ورزش، مالش، صفائی، روشنی کے ذریعہ سے بیماریوں کا علاج بتایا گیا ہے اس کے علاوہ روزہ کے ذریعے علاج۔ یوگ کے ذریعہ سے علاج۔ موسیقی کے ذریعہ سے اور متفرق طریقوں سے علاج کے عجیب و غریب طریقے سمجھائے گئے ہیں

قدرتی علاج نمبر فی الحقیقت ایک ایسا نایاب علمی ذخیرہ ہے کہ اگر سو روپیہ میں بھی یہ حاصل ہو سکے تو ارزاں ہے کیونکہ اس میں بے شمار ایسی علمی کتابوں کا نچوڑ موجود ہے جو یا تو نایاب ہیں اور یا جن کی فراہمی کے لیے ہزاروں روپیہ درکار ہے۔ ہمدرد دواخانہ کا علمی ادارہ مستحق مبارکباد ہے کہ اس نے ہندوستان کے سامنے ایک ایسا علمی کارنامہ پیش کیا ہے جسے ہندوستان کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی ◊

کتابت و طباعت نہایت اعلیٰ۔ کاغذ بھی بہت عمدہ ہے تقطیع بڑی ضخامت سوا دو سو صفحات۔ قیمت مفت کے برابر یعنی صرف آٹھ آنے۔ جو حضرات ایک روپیہ ادا کر کے ہمدرد صحت کے سالانہ خریدار بن جائیں گے ان کو اسی چندہ میں یہ "قدرتی علاج نمبر" بھی دیا جائے گا۔

کاغذ کی گرانی کے زمانہ میں ہمدرد دواخانہ کا اس طرح لاگت سے کم پر بھی نایاب لٹریچر تقسیم کرنا ملک اور قوم کی بہت بڑی خدمت ہے جس کے لیے تمام ملک جناب حکیم حاجی عبد الحمید صاحب کا شکر گزار ہے۔

اخبار "دین دنیا" دہلی ۲۷ جولائی ۱۹۴۱ء

جلد ۱۰ | جولائی سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱

فہرست مضامین قدرتی علاج نمبر

دستی تصاویر: ورزش کے متعلق چودہ تصاویر



بابُ الصحت　آنکھوں کی ورزشیں

از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب دہلی

یہ امر ہر شخص پر خواہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو یا جاہل مطلق، اچھی طرح واضح ہے کہ ورزش جسمانی نشوونما اور بقائے تن درستی کے لیے بہترین چیز ہے۔ ایک شخص جو ورزش کر رہا ہے اور ایک شخص جو ورزش نہیں کرتا اگر دونوں کی صحت جسمانی کا مقابلہ کیا جائے تو زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ ورزش سے پٹھوں میں جو مضبوطی اور خون میں جو صحیح دوران پیدا ہوتا ہے وہ جسم کی طاقت، چستی اور دل و دماغ کی تازگی اور شگفتگی کا باعث ہوتا ہے اور اس طرح قوی اضمحلال اور فرسودگی سے بڑی حد تک محفوظ رہتے ہیں۔

ورزش کی سینکڑوں صورتیں ہیں اور ورزش کا اصلی مدعا یہ ہے کہ اعضا کو حرکت میں لایا جائے۔ سکون اور جمود کو روکا جائے۔ پٹھوں کو جگایا جائے۔ خون کی رفتار میں اعتدال پیدا کیا جائے۔ ان باتوں کا لازمی نتیجہ ہے کہ بدن میں مستعدی، ہمہ گرمی اور آمادگیٔ عمل پیدا ہوگی۔ بعض ورزشیں تمام جسمانی قویٰ پر تھوڑا تھوڑا اثر ڈالتی ہیں لیکن بعض ورزشیں اعضا کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مثلاً ایک طرح کی ورزش سے بازو سڈول اور توانا ہو جاتے ہیں۔ ایک طرح کی ورزش پنڈلیوں کو مضبوط اور فربہ بناتی ہے۔ ایک طرح کی ورزش سینہ کو چوڑا کرتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی ورزشوں کا امکان ہے جو کسی خاص قوت کو بڑھائیں اور کسی مخصوص رکنِ بدن کو طاقت ور بنائیں۔ ورزش کی نیت کے بغیر بعض مشاغل بعض اعضائے بدن کو طاقت پہنچاتے ہیں۔ مثلاً ہتھوڑے سے کام لینے والے کے بازو۔ دھان کوٹنے والے کی پنڈلیاں۔ پتنگ اور کبوتروں کے شوقین کی دور کی نگاہ اچھی ہوتی ہے۔

عادت اور ورزش میں فرق ہے۔ ورزش اصول اور خیال کے ماتحت ہوتی ہے۔ اس لیے عادت سے بہت زیادہ اثر ڈالتی ہے۔ ہم مشق سے اپنے حواس ظاہری و باطنی کو بہت کچھ ترقی دے سکتے ہیں۔ اگر قدرت بھی مساعدت کرے اور ہمارے اندر فطری مناسبت بھی موجود ہو تو ہماری کوششیں دنیا کے سامنے شعبدے اور طلسمات پیش کر سکتی ہیں۔ ہمارا ملک ورزش کی دیرپا برکتوں سے بڑی حد تک محروم ہے، خاص کر وہ طبقہ جس پر ملک کی ترقی اور عزت کا انحصار ہے اپنے ایسے مشاغل اور ایسی مصروفیتوں کی بنا پر جو اعصاب کی کمزوری، خوابیدگی بلکہ موت کا باعث ہوتی ہیں، ورزش اور جسمانی غور و پرداخت کی بالکل غافل ہے۔ اس غفلت کا نتیجہ یہ ہے کہ حواسِ ظاہری اور حواس باطنی وقت سے پہلے ہماری رفاقت چھوڑ دیتے ہیں۔ خاص کر ہماری سماعت ہماری نظر، ہمارا حافظہ اور سمجھ بوجھ کی قوت ہماری زندگی کو بے لطف بنا دیتی ہے۔

اگرچہ عنفوانِ جوانی کا زمانہ ورزش کا بہترین زمانہ ہے، لیکن چالیس پچاس کی عمر میں اور اس کے بعد بھی ورزش سے کم و بیش فائدہ پہنچتا ہے اور ہم اس وقت بھی ایک قوت کو منا کر ٹھیرا سکتے ہیں جب وہ روٹھ کر ہمیں خیرباد کہنے کے لیے تیار ہو گئی ہو۔ مجھے ان سطور میں عام ورزشوں پر بحث کرنی مقصود نہیں بلکہ میں صرف آنکھوں کی ورزش کے متعلق جدید تحقیقات کے بعض ضروری پہلو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امریکا کے مشہور ماہر معالجاتِ چشم ڈاکٹر برناڈ رچرڈسن کے مضامین پڑھ کر اور ان کی بعض ہدایتوں

پر عمل کرکے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر مناسب وقت میں آنکھوں کی ورزش شروع کی جائے تو ہم ضرور اپنی بینائی میں کچھ اضافہ کرسکتے ہیں اور کم ازکم اتنا فائدہ ضرور اٹھا سکتے ہیں کہ نظر میں مزید کمزوری پیدا نہ ہو بعض لوگ ایسے خوش نصیب بھی ثابت ہو سکتے ہیں کہ وہ چشمہ لگانے کے مستقل عذاب سے نجات پا جائیں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے آنکھوں کے متعلق کچھ ورزشیں تجویز کی ہیں اور بتایا ہے کہ ان ورزشوں سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا ہے اور ان کی بینائی میں اتنا اضافہ ہوگیا ہے کہ چشمہ کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ممکن ہے کہ بعض اصحاب کو اتنا فائدہ نہ پہنچے۔ لیکن سب صلاحیت کسی نہ کسی حد تک فائدہ پہنچنا یقینی ہے۔ اس لیے ذیل میں ان ورزشوں کو درج کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے ایک سہل ورزش کی طرف تم کو توجہ دلائی جاتی ہے جس میں بہت کم وقت صرف ہوتا ہے اور جس کے لیے کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں۔ بعض ورزشوں میں جن کا آگے ذکر آئے گا، دائیں بائیں آنکھوں کو گردش دی جاتی ہے عضلات کو پھیلایا اور سمیٹا جاتا ہے۔ لیکن ابھی تم ان ورزشوں کو ملتوی رکھو۔ سب سے پہلے ذیل کی ورزش شروع کرو اور کم ازکم تین چار دن اس کا سلسلہ قائم رکھو۔

ورزش یہ ہے کہ پچیس بار آنکھوں کو کھولو اور بند کرو۔ ہر دو گھنٹے کے بعد اس عمل کو دہراؤ۔ چند بار ایسا کرلینے کے بعد تمھیں اپنے ڈھیلوں کی آسان اور بے تکلف حرکت سے تعجب ہوگا۔ جب تم آنکھیں بند کروگے تو پپوٹے ڈھیلوں پر آکر انھیں اندر کی طرف دھکیل دیں گے۔ پھر جب تم آنکھیں کھولوگے تو پپوٹے ڈھیلوں سے ہٹ کر اُنھیں باہر کے رُخ کسی قدر اُبھرنے کا موقع دیں گے۔ آنکھوں کو کھولنے اور بند کرنے سے ڈھیلوں میں جو آگے اُبھرنے اور پیچھے ہٹنے کی حرکت پیدا ہوگی اس سے آنکھوں کی نسیجوں پر وہی اثر پڑے گا جو بازو کے عضلات پر اُنھیں پھیلانے اور سمیٹنے سے پڑتا ہے۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ بازو کے عضلات کو پھیلانے اور سمیٹنے سے بازو توانا ہو جاتا ہے۔ اس کی قدرتی ساخت طاقت اور چستی میں اضافہ محسوس ہوتا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اگر اس اصول کو آنکھوں پر برتا جائے تو انھیں طاقت اور توانائی حاصل نہ ہو۔

آنکھوں کی تشریحی حالت کا معائنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بچے بچپن ہی سے عینک لگاتے ہیں اُن کی آنکھیں چھوٹی ہوکر رہ جاتی ہیں۔ حال آں کہ پیدائشی طور پر ان کی آنکھیں بڑی ہوتی ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے ڈھیلوں کو نشوونما کا موقع نہیں ملتا۔ آنکھوں کو کھولنا اور بند کرنا ایک ایسی ورزش ہے جس سے آنکھوں میں خراش کی یا کسی اور قسم کی شکایت نہیں ہوسکتی اگر کبھی تم کو کتے، بلی، گائے یا گھوڑے کو دھوپ میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو تم نے دیکھا ہوگا کہ یہ جانور اپنی آنکھوں کو تیزی کے ساتھ کھولتے بند کرتے ہیں۔ البتہ اگر انھیں تمھاری موجودگی کا احساس ہو جائے تو پھر ایسا نہیں کریں گے۔ آنکھوں کا کھولنا اور بند کرنا ایک قدرتی عمل ہے جس کے ذریعہ سے خون کا اجتماع دور ہو جاتا ہے اور خون کی روانی کے ساتھ زہریلے مادّے اور سُدّے اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ جب رُکے ہوئے خون کی جگہ تازہ خون آزادی کے ساتھ گردش کرتا رہے تو آنکھوں کے لیے نئے خلیات کی تعمیر ہو جاتی ہے۔ اگر کسی کو اس نظریہ میں شک ہو تو اُسے چاہیے کہ اپنے ایک ہاتھ کو مہینہ بھر کے لیے بیکار چھوڑ دے اور پھر کام کرنے والے کے ہاتھ سے اس بے کار ہاتھ کا موازنہ کرے۔ اسے دونوں کا فرق معلوم ہو جائے گا۔

اِس ورزش میں ایک مفید پہلو یہ بھی ہے کہ اسے ہر وقت اور ہر جگہ اختیار کیا جا سکتا ہے اور دیگر مصروفیتوں میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ آنکھوں کو پچیس بار کھولنے اور بند کرنے میں مشکل سے سات سکنڈ صرف ہوتے ہیں۔

پچیس بار آنکھوں کو کھولنے اور بند کرنے کے بعد ان کو زور سے بند کرو۔ اسی طرح تین بار عمل کرو۔ پھر [illegible] ان

کو ڈھیلا چھوڑ دو۔ اس کے بعد اپنا کام کرنے لگو۔

کام کرتے وقت کبھی کبھی نظر اُٹھا کر اپنے گرد و پیش کی چیزوں کو دیکھو۔ مثلاً کواڑ کی کنڈی یا دیوار کی کسی کھونٹی پر نظر ڈالو۔ پہلے سامنے کا رُخ دیکھو پھر اس کے آخری حصے کو دیکھو، پھر دائیں بائیں نظر دوڑاؤ۔ یہ عمل بڑی تیزی کے ساتھ ہونا چاہیے۔

جب تم کسی شخص سے گفتگو کر رہے ہو تو ایک دفعہ اس کی دائیں آنکھ پر پھر بائیں آنکھ پر نظر ڈالو۔ اُس کے ڈھیلے کے دائیں رُخ کو پھر بائیں رُخ کو دیکھو لیکن یہ عمل ایسی تیزی سے ہونا چاہیے کہ اگر کوئی تمہاری نگہبانی بھی کرے تو اسے محسوس نہ ہو کہ تم کیا دیکھ رہے ہو۔ اسی طرح نظر اُٹھانے اور ایک دم منظر کو جذب کر لینے سے گھورنے اور بغور دیکھنے کی عادت رفتہ رفتہ جاتی رہتی ہے۔ یہ گھورنے اور بغور دیکھنے کی عادت ہی وہ بڑی بلا ہے جو آنکھوں کو مختلف عوارض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ کسی چیز پر نظر جمائے رکھنے اور گھورتے رہنے سے ہم عضلات کو ایسا سخت کر دیتے ہیں کہ خون کی روانی رُک جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ آشوب چشم کی صورت میں نکلتا ہے۔ خون ایک جگہ مجتمع ہو جاتا ہے۔ خون کا مجتمع ہو جانا ہی تمام تکالیف اور دردوں کی بنیاد ہے۔ اب تم اندازہ کر لو کہ اس سے آنکھ کی نازک نسیجوں پر کیا اثر پڑتا ہوگا۔

تمام اطبا کو اس سے اتفاق ہے کہ گرم پانی کی بوتل یا کسی اور ذریعہ سے مقام درد کو گرمی پہنچائی جائے تو درد دور ہو جاتا ہے، کیونکہ گرمی پہنچنے سے ایک جگہ ٹھیرا ہوا خون پھیل جاتا ہے۔ مذکورہ بالا ورزش بھی اسی اصول پر مبنی ہے۔ آنکھوں کو پچیس بار کھولنے اور بند کرنے سے آنکھ کے عضلات اور نسیجیں گرم ہو جاتی ہیں اور اس معتدل گرمی سے خون کی روانی میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر نظر ڈالتے رہنا نظر جمانے اور گھورنے کی عادت کو ترک کرا دیتا ہے۔ آنکھوں کو تین بار بھینچ کر بند کرنا اُن عضلات میں چستی اور طاقت پیدا کرتا ہے جو ڈھیلوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ بعض اوقات اس ورزش سے نظر کو ایسا نمایاں فائدہ پہنچتا ہے کہ ایک ہفتہ کی مشق میں چشمہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ہزاروں ایسے مریض موجود ہیں جنھوں نے مذکورہ بالا ورزش چند روز جاری رکھی اور ہمیشہ کے لیے چشمہ سے بے نیاز ہو گئے۔ اور اپنا کام چشمہ کے بغیر نہایت آسانی کے ساتھ انجام دینے لگے۔

مسٹر رچرڈسن، جو اس علاج بے دوا کے ماہر ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے جو موٹر کے ذریعہ سے دور دراز سفر کرتا تھا ان سے شکایت کی کہ یوں تو میری نظر ٹھیک ہے لیکن موٹر چلاتے وقت چشمہ کے بغیر کام نہیں چلتا۔ سڑک کو نظر جما کر دیکھتے رہنے سے خون مجتمع ہو جاتا ہے اور اس سے بعض اوقات شدید درد سر لاحق ہوتا ہے۔ مسٹر رچرڈسن نے اس شخص کو مذکورہ بالا ورزش کی تعلیم دی اور چند روز کی مشق میں وہ چشمہ سے بے نیاز ہو گیا۔ اسی طرح ایک کمپوزیٹر کا واقعہ پیش آیا۔ وہ چشمہ کے بغیر کمپوزنگ کا کام نہیں کر سکتا تھا، لیکن اس ورزش کی بدولت اسے بھی چشمہ سے نجات حاصل ہو گئی۔ ایک شخص کی نظر ایسی کمزور ہو گئی تھی کہ وہ چشمہ کے بغیر ٹیلیفون کے نمبر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن مذکورہ بالا ورزش نے اسے بھی ضعفِ بینائی سے شفا بخشی۔

بہرحال تم پچیس بار آنکھیں بند کرنا اور کھولنا اور پھر ان کو زور سے بند کر لینا اختیار کر لو۔ آنکھوں کو عوارض سے بچانے اور بینائی بڑھانے کے لیے یہ ایک عجیب و غریب چیز ہے۔ اگر تم مذکورہ بالا ہدایات پر پوری طرح عمل کرو گے تو تم کو اس ورزش کے نتائج حیرت میں ڈال دیں گے۔

اس ابتدائی اور آسان ورزش کے بعد اب ہم تم کو آنکھوں کی دوسری ورزشوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اگر یہ ابتدائی ورزش تم کو خاطر خواہ کامیاب نہ کر سکے تو پھر ان ورزشوں کو اختیار کرو جن سے ہزارہا اشخاص فائدہ اُٹھا چکے ہیں اور جو ہر طرح آسان اور قابلِ عمل ہیں۔

مشق نمبر ۱: سر کو اور گردن کو جنبش دیے بغیر صرف آنکھوں کو اس طرح گردش دو کہ گویا تم اپنے دائیں کان کی پشت کو دیکھنا چاہتے ہو۔ ایسا کرنے سے تمھاری دائیں آنکھ کی تپلی آنکھ کے دائیں گوشہ میں یعنی دائیں کان کی طرف اور بائیں آنکھ کی تپلی آنکھ کے بائیں گوشہ میں یعنی ناک کی طرف آجائے گی۔ اس حالت کو پورے پانچ منٹ قائم رکھو۔

مشق نمبر ۲: مشق نمبر ۱ کے بعد آنکھوں کو اس طرح گردش دو کہ گویا تم اپنے بائیں کان کی پشت کو دیکھنا چاہتے ہو۔ ایسا کرنے سے تمھاری دائیں آنکھ کی تپلی بائیں گوشہ میں ناک کی طرف اور بائیں آنکھ کی تپلی بائیں گوشہ میں کان کی طرف آجائے گی۔ اس حالت کو پورے پانچ منٹ قائم رکھو۔

مشق نمبر ۳: مذکورۂ بالا دونوں مشقوں کے بعد اپنی دونوں آنکھوں کو سامنے کے رخ قائم کرکے اس طرح جھکاؤ کہ گویا تم اپنی ٹھوڑی کو دیکھنا چاہتے ہو۔ اس حالت کو پورے پانچ منٹ قائم رکھو۔

نوٹ: یہ تینوں مشقیں روزانہ پانچ بار عمل میں آنی چاہییں۔

مشق نمبر ۴: اپنی دونوں آنکھیں قائم کرکے تپلیوں کو اس طرح گردش دو کہ گویا تم اپنے چہرہ کے گرد ایک دائرہ بنا رہے ہو۔ یہ دائرہ دائیں جانب سے شروع ہو کر دائیں جانب ہی ختم ہو جایا کرے۔ یہ مشق پورے پانچ منٹ جاری رکھو۔

مشق نمبر ۵: اپنی دونوں آنکھیں قائم کرکے تپلیوں کو اس طرح گردش دو کہ گویا تم اپنے چہرہ کے گرد ایک دائرہ بنا رہے ہو۔ یہ دائرہ بائیں جانب سے شروع ہو کر بائیں جانب ہی ختم ہو جایا کرے۔ یہ مشق پورے پانچ منٹ جاری رکھو۔

مشق نمبر ۶: بالکل سیدھے بیٹھ جاؤ۔ آنکھیں سامنے کے رخ پر قائم کرکے اچھی طرح بھینچ لو۔ یہ عمل پورے پانچ منٹ قائم رکھو۔

نوٹ: یہ تینوں مشقیں روزانہ پانچ بار عمل میں آنی چاہییں۔

ہر عمل مشق کے بعد کوئی عبارت یا کوئی نقش و نگار کی چیز تھوڑی دیر دیکھو اور اندازہ کرو کہ اس کے دیکھنے میں تمھیں کچھ آسانی محسوس ہوئی اور نظر نے کیا ترقی کی۔

مشق نمبر ۷: ایک میز کے پاس ایک کرسی رکھو۔ کرسی پر اس طرح بیٹھو کہ تمھاری دونوں کہنیاں میز پر ٹکی رہیں۔ آنکھیں بھینچ کر بند کرلو۔ اور دونوں ہتھیلیاں آنکھوں پر رکھ لو۔ اس مشق کو پورے پانچ منٹ قائم رکھو۔ خیال کرو کہ تمھاری بینائی ترقی کر رہی ہے اور تمھاری نظر تیز ہو رہی ہے۔

نوٹ: مذکورۂ بالا پانچ مشقوں میں آنکھیں اچھی طرح کھول لینی چاہییں۔ یہاں تک کہ تناؤ محسوس ہونے لگے۔ اور پٹھوں پر پورا دباؤ پڑے۔ آنکھوں کو پھرانے اور گردش دینے میں بھی اسی بات کا خیال رکھنا چاہیے۔

مشق کی ایک اور صورت

جب بستر سے اٹھو تو صبح کے وقت آنکھیں کھول کر ٹھنڈے پانی کا چھپکا دو۔ کم از کم ایک منٹ تک چھپکے دیتے رہو۔ پھر بار بار آنکھوں کو پوری وسعت کے ساتھ کھولو اور اچھی طرح بھینچ کر بند کرو۔ اسی طرح رات کو سونے سے پہلے عمل کرو۔ روزانہ دو تین بار آنکھوں کو ٹھنڈے پانی سے دھونا اور صاف کرنا چاہیے۔ اس عمل کو چند روز جاری رکھنے کے بعد آزمائش کرو تمھیں اپنی بینائی میں نمایاں ترقی محسوس ہوگی۔ اس عمل کو ہمیشہ جاری رکھنے سے اس حد تک بینائی قائم ہو جائے گی کہ چشمہ سے بے نیاز کردے

بینائی کے ساتھ آنکھوں کی خوش نمائی بھی بڑھ جائے گی۔

مذکورہ بالا آنکھوں کی ورزشیں صرف اُن لوگوں کے لیے ہیں جن کی آنکھیں تن درست ہوں۔ آشوبِ چشم اور آنکھوں کی دوسری بیماریوں میں اِن ورزشوں کو اختیار نہ کیا جائے ورنہ فائدہ کی جگہ نقصان ہوگا۔ البتہ ابتدائی ورزش صرف اس حال میں مفید ہوسکتی ہے کہ اجتماعِ خون کی شکایت ہو۔ ان ورزشوں کے لیے صرف آنکھوں کی تن درستی کافی نہیں بلکہ تمام بدن کو تن درست اور امراض سے پاک ہونا چاہیے، مثلاً بخار، ہیضہ، سل، دق اور ایسی عام کمزوری میں جو حواس پر پورا اثر ڈال چکی ہو، آنکھوں کی کوئی ورزش مفید نہیں ہوسکتی۔ یہ تمام ورزشیں ضعفِ بینائی کو دور کرنے اور نظر کو تیز کرنے کے لیے سودمند ہیں اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ بعض اوقات جادو کا اثر دکھاتی ہیں اور عینک کی مستقل تکلیف سے نجات دیتی ہیں۔

اِن ورزشوں کو زیادہ مفید بنانے کے لیے امورِ ذیل کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے:-

جہاں تک ممکن ہو آنکھوں کو گرد و غبار اور دھوئیں سے بچائیں۔ یہ چیزیں نہ صرف بینائی کو نقصان پہنچاتی ہیں بلکہ بعض اوقات آشوبِ چشم کا باعث ہوجاتی ہیں۔ آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈی اور زیادہ گرم ہوا سے بھی محفوظ رکھنا چاہیے۔ دھوپ میں چلنے پھرنے سے بھی آنکھوں کو مضرت پہنچتی ہے۔ آگ پر نظر جمانے اور چمکدار چیزوں کو مسلسل دیکھنے سے بھی آنکھوں میں تکلیف پیدا ہوجاتی ہے اور بینائی کو نقصان پہنچتا ہے۔ کافی روشنی کے بغیر باریک چیزوں یا حرفوں کو غور سے دیکھنا بینائی کے لیے مضر ہے۔

جذبات اور احساسات سے بھی بینائی پر اثر پڑتا ہے۔ غصے سے مشتعل ہونا، زیادہ رنج کرنا، بہ کثرت آنسو نکلنا یہ سب باتیں بینائی کے لیے مضر ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد فوراً کوئی دیدہ ریزی کا کام کرنے لگنا بھی نظر کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ہضم کی مسلسل خرابی سے بھی آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

جو لوگ اپنی بینائی کو اچھی حالت میں دیکھنا اور اپنی آنکھوں کو تکلیفوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں انھیں غذا کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ سڑی ہوئی اور باسی غذا، نفاخ اور تبخیر پیدا کرنے والی چیزیں، مثلاً بیف، مسور کی دال، بیگن، تیل، لہسن وغیرہ کا زیادہ استعمال آنکھوں کے لیے مضر ہے۔ لال مرچ بھی آنکھوں کے لیے مضرت رساں ہے۔ افیون، بھنگ، چرس، شراب، تمباکو یہ سب چیزیں بینائی کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ آنکھوں اور بینائی کے لیے ان سب سے زیادہ جو چیز مضر ہے وہ صنفی بے احتیاطی ہے۔ اس بے احتیاطی سے نہ صرف نظر کمزور ہوجاتی ہے بلکہ بعض اوقات آدمی بینائی کھو بیٹھتا ہے۔

تلوؤں کا صاف رکھنا، ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے منہ ہاتھ دھونا، کھلی ہوا میں چلنا پھرنا، باغ و بہار اور سبزہ زار کو دیکھنا، چاندنی راتوں میں آسمان اور نورانی فضا کا لطف اُٹھانا بینائی کے لیے بہت مفید ہے۔ بہرحال خورونوش اور ماند و بود میں ان ہدایتوں کے مطابق احتیاط برتنے کے ساتھ مذکورہ بالا ورزشیں اختیار کی جائیں گی تو بہت زیادہ مفید ثابت ہوں گی اور ان کے خوش گوار نتائج جلد سے جلد رونما ہوسکیں گے۔



سل اور دق کی مریضہ



موت کی آغوش میں پہنچ چکی تھی

لیکن ماء الحیات اور قرص سحر نے اس کو دوبارہ زندگی عطا کردی

یہ مریضہ سل ودق کے تیسرے درجہ سے بھی گزر چکی تھی۔ تمام ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر اس کی موت کا حکم سنا دیا تھا۔ جب ہر طرف سے مایوس ہوگئی تو اس نے ہمدرد دواخانے کو اپنی تکلیف لکھ کر بھیجی۔ اس کا خط بے حد دردناک تھا۔ چنانچہ اس کے خط کے جواب میں ہمدرد دواخانے نے دق اور سل کی دو مجرب دوائیں ماء الحیات اور قرص سحر بھیجدیں۔ چنانچہ ان دونوں دواؤں کے چالیس روز استعمال کے بعد خاتون مذکور کی صورت بدل گئی۔ اب انھوں نے ایک خط کے ذریعہ سے اس دوا کے بہترین ہونے کی تصدیق کی ہے۔



یہ خاتون لکھتی ہیں

منیجر صاحب ہمدرد دواخانہ

میں زندگی سے مایوس ہو چکی تھی، آپ کی دوا نے مجھے بچا لیا معلوم نہیں کہ اس میں کیا اثر تھا کہ میں سنبھلتی چلی آئی۔ بخار جاتا رہا، کمزوری میں کمی ہوگئی ہڈیوں کی سوزش کم ہوگئی۔ دوا کے استعمال کے بعد میں نے خون کا معائنہ کرایا تو دق [illegible] کے جراثیم [illegible]

[illegible]

ماء الحیات ہمدرد دواخانے کا وہ نایاب عرق ہے جو ایک ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو صرف ہمدرد دواخانے ہی کو حاصل ہے۔ اس عرق کے بدن میں پہنچتے ہی دق اور سل کے جراثیم مرنے شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ عرق دق اور سل کے جراثیم کو قطعی طور پر فنا کر دیتا ہے اور مریض خود بخود سنبھلتا چلا آتا ہے۔

قرص سحر:۔ اس عرق کے ساتھ قرص سحر کو اس لیے لگایا گیا ہے کہ ان قرصوں سے مریض کی گئی ہوئی طاقت واپس آجائے۔ چنانچہ ماء الحیات تو مرض کو دور کرتا ہے اور قرص سحر مریض کو تن درست کرتے ہیں۔

دق اور سل کا نیا علاج۔ ہمارے اس طریق علاج کو دق اور سل کا بالکل نیا علاج تسلیم کیا جا چکا ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت تک بے شمار مریض تن درست ہو چکے ہیں۔ چالیس روز میں یقینی طور پر شفا ہو جاتی ہے۔

رفاہ عام کی غرض سے ان نیر بہدف دواؤں کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی قرص سحر فی ٹکیہ ۲ر اور ماء الحیات فی بوتل جو بارہ روز کے لیے کافی ہے دو روپے (عہ) روزانہ ایک ٹکیہ اور پانچ تولے عرق دیا جاتا ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

الامراض والعلاج — فلاریا

ازڈاکٹرڈی۔بی۔ڈیسائی ایم۔بی۔بی۔ایس۔سورت

سورت کی آبادی کا بڑا حصہ مرض فلاریا (Filariasis) جس کی ایک قسم رشتہ یا نارو ہے) کی کسی نہ کسی شکل میں مبتلا ہے اور زیادہ تر لوگ ایسے ہیں جو مرض کی شدت سے یا تو مستقل طور پر بے کار ہو گئے یا ان کی جسمانی ساخت میں مستقل بدنمائی پیدا ہو گئی۔ اس مضمون کے آخری حصہ میں جو بعض ذاتی تجربات قلم بند کیے گئے ہیں ان سے معلوم ہو گا کہ یہ مرض کتنی مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر اوقات اس کی صحیح تشخیص دشوار ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ بہت بڑھ جائے تو صحت یابی کے امکانات کم رہتے ہیں۔

مرض فلاریا ایک خاص قسم کے جرثومہ فلاریڈے (Filaridae) سے پیدا ہوتا ہے۔ میلر (Maylor) نے انسانی طفیلیوں کی حیثیت سے اس کی جو چھ قسمیں دریافت کی ہیں ان میں صرف ایک قسم فلاریا بانکرافٹی (Filaria Bancrofti) ایسی ہے جو انسان میں مرضی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ یہ جسم انسانی ہاتھوں اور پیروں کے اوعیۂ لمفاویہ اور کبھی کبھی لمفاوی غدودوں میں رہتے ہیں جہاں کیلیس سے ان کا نشوونما ہوتا رہتا ہے۔ ان طفیلیوں کے جنین (Embryos) جنھیں خوردبینی فلاریا کہا جاتا ہے، رطوبت لمفادیہ کی نالیوں سے گزرتے ہوئے شرائین میں داخل ہوتے اور وہاں عموماً چھ بجے شام سے دو بجے رات تک پائے جاتے ہیں۔ اسی لیے انھیں فلاریا شبینہ (Filaria Nocturna) بھی کہتے ہیں (ان کی ایک قسم فلاریا روزینہ (Filaria Diurna) صرف دن کے وقت خون میں پائی جاتی ہے) فلاریا شبینہ کے خوردبینی جنین دن کے وقت پھیپھڑوں اور بڑی قناتوں میں چھپ جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ دو امور قابلِ ذکر ہیں:۔

(۱) بعض اوقات انسان کے خون میں رات کے خوردبینی فلاریا کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان سے مرضی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔

(۲) جو لوگ داء الفیل یا بول کیلوسی (Chyluria) میں مبتلا ہوں ان کے خون میں فلاریا کے جنین بالکل نظر نہیں آتے۔

بالغ ہو جانے پر نر کیڑے کی لمبائی ایک انچ اور مادہ کی تین انچ ہوتی ہے۔ دونوں غدودوں کے لمفاوی جوف میں ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کے جنین ایک قسم کے غلاف کے اندر مادہ کے پیٹ سے نکلتے ہیں۔ اگر کسی چوٹ کی وجہ سے نر و مادہ کیڑے مر جائیں تو ان کے جنین لمفاوی نالیوں میں پھنس کر جسم میں مختلف امراض پیدا کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

فلاریا کا دورۂ عمر جس خون میں فلاریا بانکرافٹی کے جنین شامل ہوں وہ ایک خاص قسم کے مچھر کیولکس کے پیٹ میں جاتا ہے اور دو گھنٹے کے اندر اپنے غلاف کو چاک کر کے مچھر کے سینہ کی فضا میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں وہ دو ہفتوں تک رہتا ہے۔ اس کے بعد وہ کیولکس مچھر کے کاٹنے سے دوبارہ جسم انسانی میں داخلہ کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہ مچھر جب کسی شخص کو

کاٹتا ہے تو فلاریا کا نارواس کے منہ سے نکل کر مقام زخم کی جلد پر چپک جاتا ہے پھر وہ خود اپنی حرکت سے جلد کی اندرونی سطح اوعیہ لمفاویہ میں داخل ہوتا ہے ۔ دوسرے الفاظ میں جسم انسانی کے اندر اس کے داخل ہونے کا طریقہ ملیریا کے طفیلیوں سے مختلف ہوتا ہے ۔ انھیں لمفاوی غدودوں یا عروق میں جنسی بلوغ حاصل ہوتا ہے اور مادہ باریک جھلیوں میں لپٹے ہوئے جنین دینا شروع کرتی ہے ۔

خون میں خوردبینی فلاریا کا معائنہ

خوردبین کے ذریعہ سے فلاریا کو دیکھنے کے دو طریقے ہیں :۔

(۱) سلائیڈ پر گاڑھا گاڑھا خون لگا کر خشک ہوجانے دیں ۔ اس کے بعد پانی سے دھوئیں یہاں تک کہ ہیموگلوبن خون کی سرخی) حل ہوجائے ۔ پھر سلائیڈ کو خوردبین کے نیچے رکھیں اور دیافرغم بند کرکے خوردبینی فلاریا کا معائنہ کریں ۔

(۲) سلائیڈ پر خون کی پانچ چھ بوندیں ڈال کر سوئی سے ملالیں اور پائی برابر دائرہ بنالیں ۔ اسے چراغ بے دود کی لو کے سامنے رکھ کر خشک کریں اور ہیموگلوبن دھوڈالیں ۔ سلائیڈ خشک ہوجانے پر اسے الکحل میں دو منٹ تک ڈبوئیں یا اس پر لیشمان (Leishmann) کا سولیوشن لگادیں ۔ پھر خشک کریں اور میر کا ہیمولم (Meyer's Haemolum) لگا کر کسی قدر گرم کریں ۔ سرد ہوجانے پر پانی سے دھوئیں اور سلائیڈ جب خشک ہوجائے تو خوردبینی فلاریا کا معائنہ کریں ۔

اس سلسلہ میں ڈاکٹر جی ۔ بی گاندھی نے بعض دل چسپ تجربات قلم بند کیے ہیں ۔ وہ فرماتے ہیں :۔

"جو لوگ فلاریا بانکروفٹی کی چھوت سے متأثر ہوں ان کی اکثریت میں علامات بالکل ظاہر نہیں ہوتیں ۔ ان محروم علامات حالاتِ مرض کا انکشاف عموماً اس وقت اتفاقیہ طور پر ہوتا ہے جب کسی دوسرے مرض کے سلسلہ میں ان لوگوں کے خون کا معائنہ کیا جائے ۔ صرف اسی حالت میں ، جب فلاریا کے اثرات سے غدود اوعیۂ لمفاویہ کو نقصان پہنچا ہو ، انسدادی علامات ظاہر ہوتی ہیں فلاریا حاد کے مریض کا خواہ کوئی حصۂ جسم بھی متأثر ہوا سے بہت تکلیف ہوتی ہے ۔ لمفاوی ابدان (Trunks) سرخ و متورم ہوکر جلد کے نیچے موٹی ڈوری کی طرح اُبھرے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ غدد لمفاویہ میں سخت درد ہوتا ہے ۔ چند روز بعد مریض کو بخار آتا ہے ۔ سر اور کمر میں شدید درد ہوتا ہے ۔ بار بار قے ہوتی ہے اور بعض اوقات ہذیانی کیفیت طاری ہوجاتی ہے ۔

فلاریا کی قسمیں

ماہرین طب نے مرض فلاریا کی مختلف قسمیں قرار دی ہیں لیکن میرے خیال میں اس کی یہ تقسیم زیادہ قرین عقل ہے :۔

(۱) اوعیۂ لمفاویہ کا فلاریائی ورم (Filarial Lymphangitis)

(۲) عروق لمفاویہ کی رسولیاں (Lymphatic Tumors)

(ا) دوالی غدد لمفاویہ (پنڈلی کی رگوں کا متورم ہوجانا)

(ب) خصیہ اور حبل المنی کی فلاریائی رسولیاں ، اس کی دو قسمیں ہیں :۔

(۱) فلاریائی ورم خصیہ ۔ (۲) لمفاوی اُدرۃ الدوالی (فوطوں کی رگوں کا موٹا اور پیچ دار ہوجانا) [لمفیٹک ویریکوسیل (Lymphatic Varicocele)]

(ج) فلاریائی کیسے (Filarial Cysts)

(۳) انسکاب لمفاویہ (Lymphorrhagia) (رطوبت جاذبہ کا رگوں سے تراوش پانا)

(ا) بیرونی (ب) اندرونی ۔

(۴) داء الفیل (Elephantiasis)

اوعیہ لمفاویہ کا فلاریائی التہاب اسپتالوں میں زیادہ اسی کے مریض آتے ہیں جسم میں عروق جاذبہ کے ورم کی جو مزمن کیفیت پہلے سے موجود ہوتی ہے اس پر یہ مرض کا پہلا شدید حملہ ہو سکتا ہے۔ مریض کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور سرخ و متورم عروق جاذبہ موٹی موٹی ڈوریوں کی طرح ابھری نظر آتی ہیں۔ کبھی کبھی حملہ مرض پھوڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور راقم حروف نے کئی مریضوں کو اس قسم کے پھوڑے کی سمیت سے مرتے دیکھا ہے۔

(۲) سلعات لمفاویہ (۱) اس سے زیادہ تر اربی اور فخذی غدد لمفاویہ متاثر ہوتے ہیں۔ دوسرے غددوں پر یا تو اثر بالکل نہیں ہوتا یا برائے نام ہوتا ہے۔

(ب) خصیہ اور حبل المنی کے فلاریائی سلعات ہیں:۔

(۱) فلاریائی ورم خصیہ کے مریض کو فوطوں میں سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ کمر میں شدید درد ہوتا ہے اور تیز بخار آتا ہے۔ بعض اوقات ورم خصیہ حاد اور شدید استسقاء خصیہ کی ہلکی علامتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ مرض اگر قابو میں نہ آسکے تو اس کے انجام میں حاد ورم خصیہ مزمن کی شکل اختیار کر لیتا ہے یا پھوڑے کی یا فلاریائی استسقاء خصیہ کی۔

(۲) لمفاویہ اوردۃ الدوالی میں حبل المنی پھیل جاتی ہے۔ مریض کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور کبھی کبھی فوطوں میں پانی بھر جانے کی شدید شکایت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

(ج) فلاریائی کیسوں کے سلسلہ میں راقم حروف کو دو کیسی رسولیوں کے معائنہ کا اتفاق ہوا۔ خوردبینی مشاہدہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کے خون میں فلاریا کے جنین کی کثرت ہے۔ افسوس ہے کہ علم طب کی بیشتر درسی کتابیں اس حالت کی تشریح سے قاصر ہیں۔

(۳) انسکاب لمفاویہ اس سے ہماری مراد نظام لمفاویہ سے لمف یا کسی دوسرے سیال مادہ کی تراوش ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اندرونی (۲) بیرونی۔

اندرونی سے ہماری مراد وہ تراوش ہے جو مثانہ، غشاء طبقہ، بہل پھیپھڑے کے غلاف اور شاذ و نادر بطون کے اجواف جسم میں ہو۔ اس سے بول کیلوسی، بول لمفاوی وغیرہ اور شاذ و نادر کیلوسی استسقاء زقی اور کیلوسی اسہال کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔

بیرونی تراوش زیادہ تر خصیتین اور اندام نہانی کے بڑے لبوں میں پائی جاتی ہے اور بعض دوسرے مقامات پر بھی ہو سکتی ہے۔ جب کسی شخص پر مرض فلاریا کا شدید حملہ ہو تو فوطے بہت پھول جاتے ہیں اور ان پر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نمودار ہوتی ہیں۔ مریض کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور چند روز بعد پھنسیوں کے پھوٹنے سے چیپ دار رطوبت خارج ہوتی ہے۔ جس کے خشک ہونے سے سخت کھرنڈ جم جاتا ہے۔ عورتوں میں اندام نہانی کے بڑے لبوں کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

(۴) داء الفیل جن اعضاء پر فلاریا کے طفیلیات کو زیادہ نشو و نما حاصل ہوتا ہے وہاں اس مرض کی کیفیت عام ہے لیکن مرض فلاریا کے ضمن میں اس کا علاج بہت کم کرایا جاتا ہے۔ اور بعض اطباء داء الفیل کا مرض فلاریا سے کوئی تعلق نہیں سمجھتے۔ داء الفیل زیادہ تر پیروں میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہاتھوں اندام نہانی کے بڑے لبوں، فوطوں، بظر، ذکر اور سینہ پر بھی اس کا حملہ ہو سکتا ہے۔ سر اور چہرے پر داء الفیل کا اثر شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

مرض فلاریا کے سلسلہ میں ڈاکٹر گاندھی نے بعض عجیب اور دلچسپ تجربات قلم بند کیے ہیں۔ ان میں سے بعض

کاٹتا ہے تو فلاریا کا نارو اس کے منہ سے نکل کر مقام زخم کی جلد پر چپک جاتا ہے پھر وہ خود اپنی حرکت سے جلد کی اندرونی سطح اور اوعیہ لمفاویہ میں داخل ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں جسم انسانی کے اندر اس کے داخل ہونے کا طریقہ ملیریا کے طفیلیوں سے مختلف ہوتا ہے۔ انھیں لمفاوی غدودوں یا عروق میں جنسی بلوغ حاصل ہوتا ہے اور مادہ باریک باریک جھلیوں میں لپٹے ہوئے بیضے دینا شروع کرتی ہے۔

خون میں خوردبینی فلاریا کا معائنہ خوردبین کے ذریعہ سے فلاریا کو دیکھنے کے دو طریقے ہیں:۔

(۱) سلائیڈ پر گاڑھا گاڑھا خون لگا کر خشک ہو جانے دیں۔ اس کے بعد پانی سے دھوئیں یہاں تک کہ ہیموگلوبین (خون کی سرخی) حل ہو جائے۔ پھر سلائیڈ کو خوردبین کے نیچے رکھیں اور دیافرغم بند کر کے خوردبینی فلاریا کا معائنہ کریں۔

(۲) سلائیڈ پر خون کی پانچ چھ بوندیں ڈال کر سوئی سے ملالیں اور پائی برابر دائرہ بنالیں۔ اسے چراغ بے دود کی لو کے سامنے رکھ کر خشک کریں اور ہیموگلوبین دھوڈالیں۔ سلائیڈ خشک ہو جانے پر اسے الکحل میں دو منٹ تک ڈبوئیں یا اس پر لیشمان (Leishmann) کا سولیوشن لگادیں۔ پھر خشک کریں اور میر کا ہیمولم (Meyer s Haemolum) لگا کر کسی قدر گرم کریں۔ سرد ہو جانے پر پانی سے دھوئیں اور سلائیڈ جب خشک ہو جائے تو خوردبینی فلاریا کا معائنہ کریں۔

اس سلسلہ میں ڈاکٹر پی۔ بی گاندھی نے بعض دلچسپ تجربات قلم بند کیے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ فلاریا بانکروفٹی کی چھوت سے متأثر ہوں ان کی اکثریت میں علامات بالکل ظاہر نہیں ہوتیں۔ ان محروم علامات حالات مرض کا انکشاف عموماً اس وقت اتفاقیہ طور پر ہوتا ہے جب کسی دوسرے مرض کے سلسلہ میں ان لوگوں کے خون کا معائنہ کیا جائے۔ صرف اسی حالت میں، جب فلاریا کے اثرات سے غدود اوعیۂ لمفاویہ کو نقصان پہنچا ہو، ابتدائی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ فلاریا حاد کے مریض کا خواہ کوئی حصۂ جسم بھی متأثر ہوا سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ لمفاوی ابدان (Trunks) سرخ و متورم ہو کر جلد کے نیچے موٹی ڈوری کی طرح ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ غدد لمفاویہ میں سخت درد ہوتا ہے۔ چند روز بعد مریض کو بخار آتا ہے۔ سر اور کمر میں شدید درد ہوتا ہے۔ بار بار قے ہوتی ہے اور بعض اوقات ہذیانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

فلاریا کی قسمیں ماہرین طب نے مرض فلاریا کی مختلف قسمیں قرار دی ہیں لیکن میرے خیال میں اس کی یہ تقسیم زیادہ قرین عقل ہے:۔

(۱) اوعیۂ لمفاویہ کا فلاریائی ورم (Filarial Lymphangitis)

(۲) عروق لمفاویہ کی رسولیاں (Lymphatic Tumors)

(ا) دوالی غدد لمفاویہ (پنڈلی کی رگوں کا متورم ہو جانا)

(ب) خصیہ اور حبل المنی کی فلاریائی رسولیاں، اس کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) فلاریائی ورم خصیہ۔ (۲) لمفاوی اُدرۃ الدوالی (فوطوں کی رگوں کا موٹا اور پیچ دار ہو جانا) [لمفیٹک ویریکوسیل (Lymphatic Varicocele)]

(ج) فلاریائی کیسے (Filarial Cysts)

(۳) انسکاب لمفاویہ (Lymphorrhagia) (رطوبت جاذبہ کا رگوں سے تراوش پانا)

(ا) بیرونی (ب) اندرونی۔

(۴) داءالفیل (Elephantiasis)

اوعیۂ لمفاویہ کا فلاریائی التہاب اسپتالوں میں زیادہ اسی کے مریض آتے ہیں جسم میں عروق جاذبہ کے ورم کی جو مزمن کیفیت پہلے سے موجود ہوتی ہے اس پر یہ مرض کا پہلا شدید حملہ ہو سکتا ہے۔ مریض کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور سرخ و متورّم عروق جاذبہ موٹی موٹی ڈوریوں کی طرح ابھری نظر آتی ہیں۔ کبھی کبھی حملۂ مرض پھوڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور راقم حروف نے کئی مریضوں کو اس قسم کے پھوڑے کی سمّیت سے مرتے دیکھا ہے۔

(۲) سلعاتِ لمفاویہ (۱) اس سے زیادہ تر اربی اور فخذی غدد لمفاویہ متاثر ہوتے ہیں۔ دوسرے غدودوں پر یا تو اثر بالکل نہیں ہوتا یا برائے نام ہوتا ہے۔

(ب) خصیہ اور حبل المنی کے فلاریائی سلعات ہیں:-

(۱) فلاریائی ورمِ خصیہ کے مریض کو فوطوں میں سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ کمر میں شدید درد ہوتا ہے اور تیز بخار آتا ہے۔ بعض اوقات ورمِ خصیہ حاد اور شدید استسقاءِ خصیہ کی ہلکی علامتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ مرض اگر قابو میں نہ آئے تو اس کے انجام میں حاد ورمِ خصیہ مزمن کی شکل اختیار کر لیتا ہے یا پھوڑے کی یا فلاریائی استسقاءِ خصیہ کی۔

(۲) لمفاویہ اُدرۃ الدوالی میں حبل المنی پھیل جاتی ہے۔ مریض کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور کبھی کبھی فوطوں میں پانی بھر جانے کی شدید شکایت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

(ج) فلاریائی کیسوں کے سلسلہ میں راقم حروف کو دو کیسی رسولیوں کے معائنہ کا اتفاق ہوا۔ خوردبینی مشاہدہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کے خون میں فلاریا کے جنین کی کثرت ہے۔ افسوس ہے کہ علم طب کی بیشتر درسی کتابیں اس حالت کی تشریح سے قاصر ہیں۔

(۳) انسکابِ لمفاویہ اس سے ہماری مراد نظامِ لمفاویہ سے لمف یا کسی دوسرے سیّال مادّہ کی تراوش ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اندرونی (۲) بیرونی۔

اندرونی سے ہماری مراد وہ تراوش ہے جو مثانہ، غشاءِ طبقۂ مہبل، پھیپھڑے کے غلاف اور شاذ و نادر باریطون کے اجوافِ جسم میں ہو۔ اس سے بول کیلوسی، بول لمفاوی وغیرہ اور شاذ و نادر کیلوسی استسقاءِ زقی اور کیلوسی اسہال کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔

بیرونی تراوش زیادہ تر خصیتین اور اندامِ نہانی کے بڑے لبوں میں پائی جاتی ہے اور بعض دوسرے مقامات پر بھی ہو سکتی ہے۔ جب کسی شخص پر مرض فلاریا کا شدید حملہ ہو تو فوطے بہت پھول جاتے ہیں اور ان پر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نمودار ہوتی ہیں۔ مریض کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور چند روز بعد پھنسیوں کے پھوٹنے سے چیپ دار رطوبت خارج ہوتی ہے۔ جس کے خشک ہونے سے سخت کھرنڈ جم جاتا ہے۔ عورتوں میں اندامِ نہانی کے بڑے لبوں کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

(۴) داءالفیل جن اعضاء پر فلاریا کے طفیلیات کو زیادہ نشو و نما حاصل ہوتا ہے وہاں اس مرض کی کیفیت عام ہے لیکن مرض فلاریا کے ضمن میں اس کا علاج بہت کم کرایا جاتا ہے۔ اور بعض اطباء داءالفیل کا مرض فلاریا سے کوئی تعلق نہیں سمجھتے۔ داءالفیل زیادہ تر پیروں میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہاتھوں اندامِ نہانی کے بڑے لبوں، فوطوں، بظر، ذکر اور سینے پر بھی اس کا حملہ ہو سکتا ہے۔ سر اور چہرے پر داءالفیل کا اثر شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

مرض فلاریا کے سلسلہ میں ڈاکٹر گاندھی نے بعض عجیب اور دلچسپ تجربات قلم بند کیے ہیں۔ ان میں سے بعض

کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) فلاریا کے کیسے :- ڈاکٹر موصوف نے بمبئی کے ایک بڑے اسپتال میں دو مریضوں کا آپریشن کرتے وقت ایک کی بغل میں فلاریا کا کیسہ دیکھا اور دوسرے کے گردوں کے قریب جس شخص کی بغل میں فلاریا کا کیسہ تھا اسے رسولی کے ایک مریض کی حیثیت سے اسپتال لایا گیا تھا۔ بغل میں سخت درد نہ تھا۔ آپریشن کے وقت پوری تھیلی کو کاٹ کر نکالا گیا۔ اس تھیلی کی دیواریں بہت پتلی تھیں اور ان میں سیال مادہ جھلکتا ہوا صاف نظر آتا تھا۔ جب اس مادہ کا خوردبین سے معائنہ کیا گیا تو اس میں فلاریا کے بے شمار جراثیم نظر آئے۔

جس مریض کے مقام گردہ کے پاس رسولی تھی اس کے آپریشن کے بعد بھی فلاریا کے جراثیم کثیر تعداد میں ظاہر ہوئے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ یہ دونوں مریض معمولی رسولیوں میں نہیں بلکہ مرض فلاریا میں مبتلا تھے۔

(۲) ڈاکٹر گاندھی نے تین بجے سہ پہر کے وقت پینتالیس سال کی عمر کے ایک مریض کا معائنہ کیا۔ اس کے بالائی فم معدہ میں شدید درد تھا اور وہ تکلیف سے بستر پر تڑپ رہا تھا۔ درجۂ حرارت ۱۰۲ تھا اور نبض کی رفتار ۱۳۰ تھی۔ معائنہ سے معلوم ہوا کہ اس پر خصیوں کے فلاریا کا شدید حملہ ہوا ہے۔ پیٹ سخت تھا اور بالائی حصۂ بطن کے وسط میں کوئی چیز گیند کی طرح ابھری ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ معائنہ کے نصف گھنٹے بعد مریض کو خون کی قے شروع ہوئی اور اس نے چھ گھنٹوں کے اندر تین مرتبہ قے کی۔ خونی قے کو ۱/۴ گرین مارفیا اور کیلسیم گلوکونیٹ (دس فی صدی) کے انجکشنوں سے روکا گیا اور معدہ پر برف کی تھیلیاں رکھی گئیں۔ ڈیڑھ دو ماہ بعد مریض پر خصیوں کے فلاریا کا پھر شدید حملہ ہوا اور اس کے ساتھ خون کی قے بھی شروع ہوگئی۔ اس تجربہ سے ثابت ہوا کہ خصیوں کے شدید فلاریا میں جریان خون کا حملہ بھی ہو سکتا ہے اگرچہ ایسا دیکھنے میں کم آتا ہے۔

(۳) تیسرا تجربہ بمبئی کے مشہور سرجن ڈاکٹر کے۔ ڈی ہورا، آئی۔ ایم ایس کا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض ہندستانی جڑی بوٹیاں فلاریا کے مرض میں کس قدر مفید ثابت ہوتی ہیں۔

تقریباً تیس سال پہلے جب ڈاکٹر ہورا سر جے۔ جے اسپتال بمبئی کے انچارج تھے، ایک ایسا مریض اسپتال میں آیا جس کے دائیں پیر میں داءالفیل تھا۔ مرض بہت بڑھ چکا تھا اور اسے دواؤں سے اچھا کرنے کا کوئی امکان باقی نہ رہا تھا۔ ڈاکٹر ہورا اور ان کے تمام ساتھیوں کی متفقہ طور پر یہی رائے ہوئی کہ مریض کا پیر کاٹ دیا جائے۔ مریض آپریشن کا نام سن کر گھبرایا اور ڈاکٹروں کی نظر بچا کر اسپتال سے بھاگ گیا۔

تقریباً ایک سال بعد وہی شخص اسپتال میں دوبارہ آیا۔ ڈاکٹر ہورا نے اسے شناخت کر لیا۔ اور انھیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ مریض کا داءالفیل آدھے سے زیادہ اچھا ہو چکا ہے۔

انھوں نے اس شخص سے پوچھا کہ اُسے کس کے علاج سے فائدہ ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا، "مجھے ایک سادھو نے تھوڑی سی سبز پتیاں دی تھیں اور کہا تھا کہ ان کا رس نچوڑ کر پیر پر مل لو۔ پتیوں کا رس ملنے کے تھوڑی دیر بعد میرے پیر سے ایک قسم کا پانی نکلنا شروع ہوا، جو کئی دن تک نکلتا رہا۔ اس سے مرض میں کمی محسوس ہوئی۔ دو مرتبہ سادھو نے میرے پیر پر پتیوں کا رس اور ملا جس سے اتنا فائدہ ہوا۔ افسوس ہے اس کے بعد سادھو کہیں چلا گیا اور مجھے پوری صحت حاصل نہ ہو سکی۔"

(۴) ایک اور دلچسپ واقعہ ایک بڑھئی کی اٹھارہ سال کی دوشیزہ لڑکی کا تھا جسے ہندی مشن اسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔ اس کے تمام زیریں اعضا پر سخت ورم تھا اور گھٹنے کے جوڑ ۲ دن سے سخت متورم تھے۔ لڑکی کا ابتدا میں لرزہ کے ساتھ بخار آیا اور گھٹنو

میں ورم پیدا ہوا جو بتدریج بڑھ کر ساری ران تک پھیل گیا۔ مریضہ نقل و حرکت سے معذور تھی۔ ڈاکٹروں نے اسے جوڑوں کا ورم صدیدی (Pyo-arthrosis) تشخیص کر کے گھٹنوں میں شگاف دیا جس سے تھوڑا سا فی سدخون (Synovial Fluid) تو ضرور نکلا مگر پیپ بالکل نہ نکلی۔ گھٹنوں کے زخم کافی مدت میں مندمل ہوئے اور آپریشن کے بعد اگر علامات میں کوئی کمی ہوئی تو صرف اس قدر کہ ماہ ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں رانوں اور پنڈلیوں کا ورم کسی قدر کم ہو گیا لیکن گھٹنوں کا ورم بدستور قائم رہا۔ اب ڈاکٹروں کو گھٹنوں کی دق کا شبہ ہوا اور وہ کافی عرصہ تک اس کا علاج کرتے رہے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور چوں کہ مریضہ کی حالت روز بروز خراب ہوتی چلی جا رہی تھی، اس لیے اس کے اعزا ڈھائی تین ماہ کے بعد اسے اسپتال سے لے گئے۔ ڈاکٹر کا ذمی کو چوں کہ اس کے علاج سے کافی دل چسپی ہو گئی تھی اس لیے انھوں نے اس لڑکی کے گھر پر محض جلوہ تجربہ دودھ کے انجکشن اور پرونٹوسل کے ذریعہ سے اس کے علاج کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور تھوڑے عرصہ میں مریضہ کو افاقہ محسوس ہونے لگا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ یہ لڑکی دراصل فلاریا کے التہاب اوعیۂ لمفاویہ میں مبتلا تھی جسے جوڑوں کا ورم صدیدی اور گھٹنوں کی دق سمجھ لیا گیا۔ اگر مرض کی تشخیص پہلے ہی صحیح ہو جاتی تو مریضہ کو اس قدر تکلیف نہ برداشت کرنی پڑتی۔

فلاریا کا علاج جہاں تک مرض فلاریا کا تعلق ہے اسپتالوں میں زیادہ تر دو قسم کے مریض آتے ہیں۔ ایک تو وہ جو عروق لمفاویہ کے ورم حاد میں مبتلا ہوں اور دوسرے وہ جن کا ورم عروق لمفاویہ مزمن ہو کر داء الفیل کی شکل اختیار کر رہا ہو۔

اس مرض کا علاج حفظ ماتقدم یہ ہے :-

(۱) کیولکس مچھر کو ہلاک اور اس کی کمین گاہوں کو جراثیم کش دواؤں سے پاک کرنا۔

(۲) جن مقامات پر مرض فلاریا کا حملہ زیادہ ہوتا ہو وہاں بود و باش اختیار نہ کرنا۔

(۳) رات کے وقت مچھر سے بچنے کے لیے مسہریوں کا استعمال کرنا اور جسم پر الائچی یا بادرنگ (Citronella) کا تیل ملنا۔

فلاریا کے علاج میں دشواری یہ ہے کہ اب تک کوئی ایسی مؤثر دوا دریافت نہیں ہو سکی ہے جو فلاریا کے بالغ جراثیم کو جسم انسانی کے اندر ہلاک کر سکے۔ اور خاص کر جن لوگوں کی لمفاوی نالیوں میں جنین جراثیم کے مرنے اور پھنسنے سے سدّے پڑ جائیں ان کے علاج میں اور بھی زیادہ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مریض کی فوری تسکین کے لیے سم الفار ، انٹی مونی (اثمد) اور آیوڈائیڈس کا استعمال بھی غیر مؤثر ثابت ہو چکا ہے۔

جہاں تک میرے تجربات کا تعلق ہے فلاریا کے سلسلۂ علاج میں تین باتیں ضروری ہیں۔

(۱) منجمد اوذیما (Solid Oedema) کی کیفیت پیدا ہونے سے پہلے فلاریا کے خوردبینی جنین کو ہلاک کرنا جو خون انسانی کے اندر گشت کرتے رہتے ہیں۔

(۲) منجمد اوذیما کا علاج، جس کے لیے بعض جڑی بوٹیاں بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔

(۳) کیولکس مچھر کے کاٹنے سے بچنا۔

عروق لمفاویہ کے حاد حملۂ التہاب میں حسب ذیل نسخہ تجربات سے مفید ثابت ہوا ہے۔

سوڈا سیلی سلاس ۳۰ گرین، سوڈا بائیکارب ۳۰ گرین، پوٹاسیم برومائیڈ ۳۰ گرین، ٹنکچر کارڈیم کمپاؤنڈ ایک ڈرام، اسپرٹ امونیا ایرومیٹک ایک ڈرام، ایکوا کلوروفارم ایک اونس۔

مریض کو ایک ایک خوراک دن میں تین مرتبہ پلائی جائے۔ اس کے استعمال سے مریض کے درجۂ حرارت اور چھیلے کے درد میں کمی ہو جاتی ہے اور یہ دونوں فلاریا کے حاد حملہ کی خاص علامتیں ہیں۔

بعض تجربہ کار اطبا مندرجہ بالا نسخہ کے ساتھ سلفانیلا مائیڈ بھی ½ گرین استعمال کراتے ہیں۔ یہ مرکب گلیکسو لیبورٹیری کی تیار کردہ دوا سپٹے نلم کی صورت میں اچھا دستیاب ہو سکتا ہے اور اسی مقصد کے لیے سٹرپٹو سٹیفیلو ویکسین سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ حملۂ مرض کی شدت کو روکنے کے لیے پانچ سی سی کی مقدار میں یوریا سلفاز ائیڈ کا انجکشن بیشتر حالات میں مفید ثابت ہوا ہے۔ خود راقم حروف نے خاص کر خصیتین کے فلاریا میں جب مریض کو تیز بخار بھی ہو اس کے انجکشن کا ڈیڑھ سال تک کامیابی سے تجربہ کیا ہے۔ ایک مریض کو فوڈین کے بارہ انجکشن دیے گئے اور اسے کوئی فائدہ نہ ہوا لیکن یوریا سلفاز ائیڈ کے ایک ہی انجکشن سے حملۂ مرض کا وقفہ بڑھ گیا۔

مزمن صورت میں علاج فلاریا جب مزمن صورت اختیار کرلے تو اس کا علاج بہت صبر آزما اور مایوس کن ہو جاتا ہے۔ صبر آزما تو اس لیے کہ خواہ کتنی ہی محنت سے علاج کیوں نہ کیا جائے مریض کو جلد فائدہ نہیں ہوتا اور مریض و معالج دونوں کو علاج کا اثر دیکھنے کے لیے کافی عرصہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور مایوس کن اس لیے کہ معالج بہت محنت سے عرصہ تک مریض کا علاج کرتا رہتا ہے لیکن قبل اس کے کہ وہ علاج کا اثر دیکھ سکے مریض مایوس ہو کر اس کا علاج ترک کر دیتا ہے اور اکثر حالات میں طبیب کو تجربات کا پورا موقع نہیں ملتا۔

مزمن حالات میں متعدد دوائیں استعمال کی جاتی ہیں، مثلاً:-

(۱) دودھ آیوڈین کے ساتھ (۲) سنکمیا آیوڈائیڈس کے ساتھ (۳) آرسینو ٹائی فائیڈ ویکسین جس کی مقدار بتدریج بڑھائی جاتی ہے اور (۴) اینٹی مونی (اثمد)۔ ان چاروں دواؤں میں سب سے زیادہ فائدہ آرسینک آیوڈائیڈ سے ہوتا ہے اور میں عموماً ان کے یہ مرکبات استعمال کرتا ہوں:-

(۱) انٹوڈن (۲) سلفرسنول انٹراوینس (۳) واکرس آرسنک ہائیڈرارگ آیوڈائیڈ کے ساتھ۔

دوران علاج میں ایسے مریض ملنے مشکل ہیں جو شروع سے صحت یابی تک اپنا علاج مستقل طور پر کسی ایک معالج سے کراتے رہیں۔ ورنہ عموماً ہوتا یہی ہے کہ مریض چند دن ایک ڈاکٹر کا علاج کرتا ہے اور اس کے بعد جب اسے فوری طور پر فائدہ نہیں ہوتا تو شدتِ مرض سے گھبرا کر دوسرے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس طرح فلاریا کے علاج میں مکمل تجربہ کے امکانات کم رہتے ہیں۔ تاہم مجھے ایک ایسے مستقل مزاج مریض کا تجربہ ہوا تھا جو خصیوں کے فلاریا میں مبتلا ہوا تھا۔ میں عرصہ تک سلفرسنول انٹراوینس کے ذریعہ سے اس کا علاج کرتا رہا اور جب اس کی حالت سنبھل گئی تو میں نے اسے خصیوں کے اپریشن کا مشورہ دیا۔ اس نے میری بات مان لی اور اسے مکمل صحت ہو گئی۔

جڑی بوٹیوں کے ذریعہ سے علاج اوپر ایک واقعہ درج کیا گیا ہے کہ کس طرح داء الفیل کے ایک مریض کو، جس کا مرض خوفناک شدت اختیار کر چکا تھا اور جس کے متعلق بمبئی کے مشہور ترین ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ سوائے پاؤں کاٹ دینے کے کوئی علاج نہیں ہے، ایک سادھو نے محض چند پتیوں کا عرق مل کر چند دن کے اندر نصف سے زیادہ اچھا کر دیا اور اگر وہ سادھو باہر چلا نہ جاتا اور اس کے علاج کا سلسلہ برابر جاری رہتا تو مریض کو یقیناً مکمل صحت ہو جاتی۔

خود میرے تجربہ میں اس قسم کی ایک آدھ جڑی بوٹی آئی ہے۔ ہندوستان میں ایسی جڑی بوٹیوں کی کثرت ہے اور بہت سے

[illegible] کی نگاہ میں ناقابل علاج ہوں، جڑی بوٹیوں سے اچھا کر لیتے ہیں لیکن [illegible] کی تفتیش بھی نہیں کی اور اُلٹے وہ اس قسم کے علاجوں کا مذاق اڑاتے ہیں [illegible] جب ان معمولی دواؤں سے مل کر مفید دواؤں کا پتہ لگائیں اور [illegible] ان کی تجربہ سے ایسی تیار ہو سکتی ہیں۔ بہت سی ایسی دوائیں جو آج دنیا [illegible]۔ معالج کی حیثیت سے ان کی قدر کا درجہ بہت بلند ہے۔ لیکن کیا میرے [illegible] قریب قابل بھلا کے دریافت ہوئی تھی جسے وہ استسقا کے مریضوں کو کھلایا کرتا۔

[illegible] کے ایک [illegible] نے لوگوں کو ایک بوٹی تقسیم کرنی شروع کی جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ دیوانگی میں [illegible] سے ڈاکٹروں نے اس کا مذاق اڑایا۔ لیکن ہم نے اور ڈاکٹر گاندھی نے اس بوٹی کا تجربہ اور کیمیاوی [illegible] معلوم ہوگا کہ جس پودے کی یہ جڑ ہے اس میں مختلف الکلائڈ (Alkaloids) موجود ہیں۔

فلاریا کا طبّی علاج

از جناب حکیم مولوی محمد عبدالواحد صاحب، دہلی

[illegible] ان تمام ہدایات پر عمل کریں جو گزشتہ صفحوں میں ڈاکٹری طریقِ علاج کے زیر عنوان لکھی جا چکی ہیں۔

[illegible] مریض کو آرام و سکون سے رکھیں۔ بستر پر لیٹے رہنے کی ہدایت کر دیں۔ چلنے پھرنے سے روک دیں [illegible] اگر مریض کے حالات اجازت دیں تو فصد کریں ورنہ ملیّنات استعمال کرائیں۔ قبض شدید ہو تو فوراً حقنہ کریں۔

[illegible] استعمال کریں، مثلاً یہ نسخہ صبح و شام پلائیں۔

[illegible] ماشے، شیرہ مکو خشک پانچ ماشے، شیرہ تخم کاہو پانچ ماشے، شیرہ عناب پانچ دانے، عرق مکو، عرق گاؤزبان [illegible] نکال کر شربت نیلوفر دو تولے ملا کر پلائیں۔

[illegible] علاج فلاریائی ورم کی تقریباً ہر حاد صورت میں اختیار کیا جا سکتا ہے۔

[illegible] کے خصیوں میں شدید فلاریائی التہاب ہو تو مذکورۂ بالا تدابیر کے علاوہ مقامی طور پر سبز دھنیے، سبز مکو [illegible] بہدانہ کا لعاب، عرق گلاب اور سرکہ ہر ایک پانچ تولے ملا کر اس میں کپڑے کی گدی [illegible] لگاتے رہیں۔ یا پوست خشخاش اور گل ٹیسو ہر ایک ایک تولہ کو پانی میں جوش دے کر اس میں [illegible] خصیوں پر رکھیں اور نیم گرم ہاتھوں سے پھیلا کر خصیوں پر باندھ دیں۔

[illegible] کے لیے یہ ضماد لگائیں۔

[illegible] پوست خشخاش ہر ایک ایک تولہ، آرد جو پانچ تولے کو گائے کے دودھ [illegible] باندھ دیں۔

[illegible] تو اس صورت میں معجون [illegible] ماشے یا معجون چوب چینی نو ماشے کھلائیں

گوگل، اشق، ہلیلہ سالمہ، مرکی، گل بابونہ، زیرہ سیاہ، [illegible] ہر ایک تین ماشے [illegible] اذرد باقلا ہر ایک چار ماشے، موم سفید دو تولے، بکری کے گردوں کی [illegible] روغن گل [illegible] میں ڈال کر آگ پر رکھیں۔ جب پگھل جائیں تو گوگل اشق وغیرہ حل ہو [illegible] [illegible] دوائیں کوٹ چھان کر ملائیں، اور روزانہ بقدر ضرورت لے کر خصیوں پر نیم گرم لگائیں اور [illegible]

ادرة الدوالی کی مزمن صورت میں عموماً اس طریق علاج سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

داء الفیل کی صورت میں بار بار مسہلات و ملینات کا استعمال مفید ہے، اس کے علاوہ [illegible] پنڈلیوں کی حجامت اور ان پر جونکوں کا لگانا بھی مفید ہے۔ اس کے بعد مقامی علاج کیا جائے [illegible] مثلاً مرکی، ایلوا، اقاقیا، پوست انار ہر ایک تولہ، سرکہ میں پیس کر ضماد کریں۔ اور اندرونی طور پر حب ایارج، حب [illegible] وغیرہ [illegible] گھسنے والی گولیاں اس جوشاندہ کے ساتھ کھلائیں۔

ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ زرد، افسنتین، افتیمون، اسطوخودوس، غافث، اسقولوقندریون [illegible] ہر ایک [illegible] پوست بیخ کبر ہر ایک ۵ ماشے کو پانی میں جوش دے کر چھان لیں اور شہد خالص دو تولے ملا کر پلائیں۔

اس کے علاوہ تنقیہ کے بعد اس معجون کا استعمال بھی مفید ہے۔

ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی ہر ایک چار تولے چار ماشے، سونٹھ، مرچ سیاہ، کندر ہر ایک [illegible] چھان کر سہ چند شہد میں گوندھ کر معجون بنائیں اور نو نو ماشے صبح و شام کھلائیں۔

بعض اطبا کا قول ہے کہ اس مرض میں فصد کھولنے اور بار بار قے کرانے کے بعد یہ ضماد لگانا نہایت مفید ہے۔

ایلوا، مرکی، لوبان، تخم سویا ہر ایک ایک تولہ سرکہ میں پیس کر نیم گرم ضماد کریں۔

اس کے علاوہ اگر میتھی کی کھچڑی کھلا کر اوپر سے قے لانے والی دوائیں شہد ملا کر پلائیں اور خوب قے کرائیں اور [illegible] سیاہ، اجود، تخم سویا، چوب چینی، بادرنگ، بانس کی جڑ ہر ایک ایک تولہ کو باریک کوٹ چھان کر شہد ملا کر [illegible] کریں تو اس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ بعض اطبا کہتے ہیں کہ پنڈلیوں پر جونکیں یا پچھنے لگانے کے بعد اوپر سے ارنڈ کے پتے [illegible] سے چرب کر کے باندھیں اور ہر دوسرے روز جونکیں یا پچھنے لگانے کے بعد بدستور ارنڈ کے پتے باندھتے رہیں۔ اور چالیس دن تک یہی سلسلہ جاری رکھیں، اس کے بعد زخم کو بھرنے والے مرہم لگائیں۔ فلاریائی ورم کو تحلیل کرنے کے لیے برگ اسگند کا [illegible] ہے۔ ورم خصیوں میں ہو یا پنڈلیوں پر، برگ اسگند کو تلوں کے تیل سے چپڑ کر نیم گرم باندھیں۔ اور تین ہفتے تک [illegible] اگر تھوڑا سا بھی فائدہ محسوس ہو تو مزید مدت تک اس سلسلہ کو جاری رکھیں۔ اسگند کو "آکسین بوٹی" بھی کہتے ہیں۔ [illegible] بلند ہوتا ہے، پھل پوٹن کے مانند پردے کے اندر ہوتا ہے۔ پتے پان کے مشابہ لیکن اس سے چھوٹے [illegible] موسم [illegible] یہ بوٹی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ مزمن فلاریائی ورم خواہ سلعاتی ہو اور خواہ ادرة الدوالی [illegible] ہر حالت میں معجون عشبہ، معجون چوب چینی، عرق مرکب مصفی خون، [illegible] [illegible] کو معجون عشبہ یا معجون چوب چینی نو ماشے، عرق مرکب مصفی خون [illegible] تولے [illegible] کے ساتھ کھلا [illegible] دہی کو [illegible] کے دو دو تولے یا پانی میں حل کر لیا گیا ہو کے ساتھ [illegible]



علم الادویہ چرائتہ

از جناب حکیم مولوی محمد عبد الواحد صاحب [illegible]

نام چرائتہ کو عربی میں قصب الزیرہ اور قصب یا، فارسی میں سے [illegible]، سنسکرت میں کرات تکت، [illegible] مرہٹی میں کرائت، بنگالی میں چرتیا، لاطینی میں چراٹا (Chirata) اور انگریزی میں چریٹا (Chiretta) کہتے ہیں [illegible] اصطلاح میں اس کے پودے کا نام سُوَرشیا چراٹا (Swertia Chirata) ہے۔

تاریخ چرائتہ ایک قدیم ہندی دوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ میں شمالی ہندستان میں ایک پہاڑی قوم کرات [illegible] کے نام سے مشہور تھی، جو اس دوا کو خاص طور پر استعمال کرتی تھی۔ چناں چہ اس کو اسی قوم سے منسوب کرکے اس کا سنسکرت نام "کرات تکت" (کرات کی تلخ بوٹی) رکھا گیا ہے۔ اس کے لاطینی اور انگریزی نام اسی سنسکرت کے نام سے معمولی [illegible] بنائے گئے ہیں۔

اسلامی اطبا بھی اس دوا سے واقف تھے۔ چناں چہ پرانی طبی کتابوں قانون شیخ وغیرہ میں قصب الزیرہ کے [illegible] اس کا بیان موجود ہے۔

علم الادویہ کی طبی کتابوں میں دیسقوریدوس یونانی کے حوالہ سے اس کا یونانی نام "قالاس" لکھا گیا ہے۔ لیکن شمس [illegible] مرحوم کے بیان کے مطابق دیسقوریدوس نے اس کا یونانی نام "قلامس اردماطیقس" رکھا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ کاتب کی [illegible] "قلامس" کے بجائے "قالاس" لکھا گیا ہو۔

ماہیت چرائتہ ایک بوٹی ہے جس کا پودا تین چار فیٹ بلند ہوتا ہے، اور جڑ دو تین انچ لمبی ہوتی ہے۔ تنا [illegible] لیکن اوپر کسی قدر گولائی لیے ہوئے کھوکھلا ہوتا ہے، اور تنے پر مختلف مقامات پر گرہیں ہوتی ہیں اور ہر گرہ سے دو [illegible] شاخیں نکلتی ہیں۔ پتے بعضوی لغناع کے پتوں سے مشابہ ہوتے ہیں، جن پر پانچ سات رگیں نمایاں ہوتی ہیں۔ پھول [illegible] گچھوں میں لگتے ہیں۔ بو کسی قسم کی نہیں ہوتی البتہ مزا نہایت تلخ ہوتا ہے۔

پھول اور پھل آتے وقت اس بوٹی کو کاٹ کر اس کے چھوٹے چھوٹے گٹھے [illegible] میں باندھتے ہیں۔ [illegible] بندھے بندھائے بکتے ہیں، جن پر پتے وغیرہ بہت کم ہوتے ہیں۔ زیادہ تر تنے اور شاخوں کی لکڑیاں [illegible] کی حالت میں ان کی رنگت بھوری اُودی سی ہوتی ہے لیکن خشک ہونے پر سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔

مقام پیدائش چرائتہ شمالی ہندستان میں کشمیر سے لے کر نیپال اور بھوٹان تک پیدا [illegible] میں بھی پایا جاتا ہے۔

اقسام چھوٹا اور بڑا ہونے کے لحاظ سے چرائتہ کی دو قسمیں بیان کی جاتی [illegible] اور کسی قدر زردی اور چرپراہٹ معلوم ہوتی ہے [illegible]

...شاخیں چرائتہ کلاں کی شاخوں سے بہت پتلی سوت کے ڈورے کے مانند ہوتی ہیں۔ ان کا رنگ خاکی ہوتا ہے ... ہوتا ہے۔ اس کو چرائتہ کلاں سے بہتر خیال کیا جاتا ہے۔ اور یہ ایران اور بنگال میں بہت ہوتا ہے۔

لیکن آج کل چرائتہ تلخ اور شیریں دو قسم کا مشہور ہے۔ شیریں سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ مصری کے مانند شیریں ہوتا ہے ... ہے کہ اس میں چرائتہ تلخ کے مقابلے میں تلخی کم ہوتی ہے۔

مزاج چرائتہ دوسرے درجے میں گرم و خشک ہے۔ چرائتہ تلخ میں شیریں کے مقابلہ میں گرمی و خشکی کم ہے۔

افعال و خواص چرائتہ محلل و ملطف ہے۔ جگر اور معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ استسقا، سینے کے درد، جگر کے درد اور رحم کے درد میں مفید ہے۔ ورموں کو تحلیل کرتا ہے۔ عرق النسا میں نافع ہے۔ پیشاب کے مشکل سے آنے کی شکایت کو دور کرتا ہے۔ چناں چہ معدہ اور جگر کے دردوں کو دور کرنے کے لیے اس کا جوشاندہ پلاتے ہیں۔ استسقا، عضلات شکم کے درد، رحم کے ورم اور امراض گردہ کو دور کرنے اور پیشاب لانے کے لیے اس کا جوشاندہ تخم کرفس اور شہد کے ساتھ تیار کر کے استعمال کراتے ہیں۔ اس کے علاوہ استسقا، درد رحم اور عرق النسا کے مریض کو اس کے جوشاندے میں آب زن بھی کراتے ہیں۔

علم الادویہ کی پرانی کتابوں میں اس کے اور بھی فائدے لکھے ہیں، لیکن آج کل اس کو فساد خون کی بیماریوں کو دور کرنے کے لیے کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے، چناں چہ "نقوع شاہترہ چرائتہ" اطبا کا معمولہ مطب مشہور نسخہ ہے۔ جو ہر قسم کے فساد خون پھوڑے، پھنسیوں، داد، خارش وغیرہ کے ازالہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر چرائتہ کو تنہا بھی فساد خون کی بیماریوں میں استعمال کیا جائے تو بہت فائدہ دیتا ہے۔

صاحب مخزن لکھتے ہیں کہ اگر چرائتہ کا نقوع برگ حنا، ہلیلہ سیاہ، شاہترہ ہر ایک ایک درم (۳۰ ماشے) سے ایک مثقال تک (۴۰ ماشے تک)، مرچ سیاہ نیم کوفتہ ۱۱ عدد کے ساتھ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح کو مل چھان کر شکر سفید دو درم (۷ ماشے) ملا کر دس، بیس یا چالیس روز تک برابر پئیں تو ہر قسم کی خارش، داد، ابتدائی جذام وغیرہ کے لیے نہایت مفید ہے اور اس کے ساتھ بسفائج، افتیمون اور عناب بھی (مناسب مقدار میں) اضافہ کر دیے جائیں تو اس کا فعل زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔

تقویت معدہ و جگر کے لیے بھی اس کو مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں۔ جوارش جالینوس، جو معدہ و جگر اور آنتوں کو قوت دینے والا اور اعضا میں تحریک پیدا کرنے والا مشہور مرکب ہے، اس کا ایک جزو چرائتہ بھی ہے۔

بعض جدید مجربین مرض سکروی (سکربوط) میں بھی اس کا استعمال نہایت مفید بتلاتے ہیں، چرائتہ کا جوشاندہ یا خیساندہ آدھی چھٹانک ... اس میں ایک تولہ لیموں کا رس ملا کر پلائیں اور دن میں تین بار اسی مقدار سے پلاتے رہیں تو بہت سودمند ثابت ہوتا ہے۔

چرائتہ کا سب سے بڑا فائدہ چرائتہ حمیات اجامیہ (موسمی بخاروں) کو دور کرتا ہے۔ اگر موسمی بخار پرانا ہو جائے اور کسی طرح جانے میں نہ آئے تو کچھ عرصہ تک چرائتہ کے برابر پیتے رہنے سے قطعی جاتا رہتا ہے۔ جگر، معدہ اور تلی پر اس بخار کا جو مضر اثر پڑتا ہے وہ بھی دور ہو جاتا ہے اور اس کا زہر جسم سے نکل جاتا ہے۔ ان بخاروں کے بعد جو عام جسمانی کمزوری لاحق ہوتی ہے وہ بھی اس کے استعمال سے جاتی رہتی ہے۔ اس غرض کے لیے ڈاکٹر صاحبان بھی اس کو فولاد کے مرکبات کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

مقدار خوراک چرائتہ کی مقدار خوراک جوشاندوں اور خیساندوں میں چھ سات ماشے ہے۔

طریق استعمال موسمی بخاروں میں چرائتہ کو مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں۔ اس کا جوشاندہ اور خیساندہ بھی پلاتے ہیں ... کے مقابلے میں اس کا خیساندہ تیار کر کے استعمال کرانا زیادہ مفید ہے۔ خصوصاً اگر چرائتہ کو کوٹ کر ایک برتن میں

ڈال دیا جائے اور پھر اس پر گرم گرم کھولتا ہوا پانی ڈال کر سرپوش سے ڈھک کر رکھ دیا جائے ... پیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جوشاندہ چرائتہ چرائتہ، گلو ہر ایک ۶ ماشے لے کر نیم کوب کریں۔ اور پانی میں جوش دے کر ... شام پلائیں۔ یہ جوشاندہ ہر قسم کے موسمی بخار کو دور کرتا ہے۔ باری کو روکتا ہے۔ اگر موسمی بخاروں کے ... اسکو جسم سے نکال دیتا ہے۔ بھوک لگاتا ہے اور جسم کو طاقت بخشتا ہے۔

حب چرائتہ چرائتہ دس تولے لے کر نیم کوب کریں۔ اس کے بعد ایک سیر پانی میں ہلکی آنچ پر پکائیں یہاں تک کہ ... ہو جائے۔ اس کو مل چھان لیں اور پھر آگ پر پکائیں، یہاں تک کہ پانی اڑ جائے اور غلیظ رُب رہ جائے۔ اس میں ... باریک پیس کر ملائیں اور دو دو رتی کی گولیاں بنا کر رکھ لیں۔ ایک ایک گولی صبح، دوپہر، شام پانی کے ساتھ دیں۔

فوائد: ہر قسم کے باری کے بخار کو روک دیتی ہے۔

دوائے چرائتہ ہیراکسیس دو رتی کو عرق اجوائن ۸ تولے میں حل کریں۔ اس کے بعد جوشاندہ چرائتہ آٹھ تولے ملا کر آدھی چھٹانک کی مقدار میں دن میں تین بار صبح دوپہر اور شام کو دیں۔

فوائد: موسمی بخاروں کے بعد کی کمزوری کو دور کرتا ہے اور خون کو صاف کرتا ہے۔ معدہ اور جگر کو طاقت بخشتا ہے۔

اس دوا میں شامل کرنے کے لیے جوشاندہ چرائتہ اس طرح تیار کیا جائے کہ چرائتہ آدھی چھٹانک کو نیم کوب کر کے آدھ سیر جوش کھاتے ہوئے پانی ڈالیں اور سرپوش سے ڈھک کر رکھ چھوڑیں، دو گھنٹے کے بعد چھان لیں۔

دوائے مقوی: چرائتہ ڈھائی تولے ونگ تین ماشے لے کر دونوں کو کوٹیں اور تقریباً آدھ سیر گرم پانی میں بھگو رکھیں۔ ... کے بعد چھان لیں، اور پانچ پانچ تولے کی مقدار میں صبح و شام پلائیں۔

فوائد: موسمی بخاروں کے بعد کی عام جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہے، بھوک لگاتی اور خون کو صاف کرتی ہے۔

سیال خاص: چرائتہ ایک تولہ، بچھ ۳ ماشے، تخم سداب ۳ ماشے تینوں کو کوٹ کر تقریباً پاؤ سیر جوش کھاتے ہوئے پانی میں بھگو رکھیں۔ ایک دو گھنٹے بعد چھان لیں اور اس کے تین حصے کر کے دن میں تین بار پلائیں۔

فوائد: نقاہت ملیریائی یعنی موسمی بخاروں کے بعد کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔

قدرتی علاج

(از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب، دہلی)

(۱)

بیوی حسین تھی، حور پیکر اور گل اندام تھی، شاعر کا تخیل تھی اور فطرت کا شاہکار تھی۔ اُس کے تبسم سے بجلیاں گرتیں، اُس کے تکلم سے پھول جھڑتے، وہ بہار تھی گھر کی، وہ شگفتگی تھی دل کی، وہ تازگی تھی دماغ کی۔ شادی پر ایک سال گزر چکا تھا مگر آج بھی وہ پہلی رات کی دلہن تھی۔ لیکن ——— یہ آئینہ کا رُخِ پیشیں تھا۔ رُخِ پسیں بھی ملاحظہ کیجیے۔ وہ جاہل تھی، عاقبت نااندیش تھی۔ کانوں کی کچی اور دل کی بدگمان تھی۔ آرام طلب اور کاہل تھی۔ فضول خرچ تھی۔ قدامت پرست تھی، رسوم کی دلدادہ تھی۔ عادات کی کنیز اور لکیر کی فقیر تھی۔ جامِ نو میں شراب کہن، سرور و خمار کا مجموعہ۔ پھول تھا مگر کانٹوں میں گھرا ہوا۔ ماہتاب تھا مگر زیرِ سحاب۔ اُس پر طرہ یہ کہ شہد کے ساتھ شہد کی مکھی بھی تھی۔ سونے سے سنار اور نیش سے نوش ہم آغوش تھا۔ یعنی ماں کا بیشتر وقت بھی بیٹی کے ساتھ گزرتا تھا۔ یہ سہاگہ سونے کو اور نکھارتا اور یہ نیم کریلے کو تلخیوں پر اور اُبھارتا تھا۔

کاظم ساس کی باتوں پر پیچ و تاب کھاتا لیکن "صبر تلخ است ولیکن برِ شیریں دارد" دل میں دہرا کر خاموش ہو جاتا۔ بیوی کی کج دماغیوں سے پریشان ہوتا لیکن "نازت بکشم کہ نازنینی" کے سوا زبان پر کچھ نہ آتا۔ کاظم بھی اپنی جگہ ایک عجیب انسان تھا۔ اس میں شاعرانہ لچک کے ساتھ کچھ فلسفیانہ سنک بھی تھی۔ وہ پنجاب یونی ورسٹی کا گریجویٹ تھا لیکن چار پانچ برو کتابے چند سے بہت بالاتر تھا۔ کیوں کہ اُسے مطالعہ کی عادت تھی۔ فزیکل کلچر سے اُسے بہت دلچسپی تھی۔ طبی کتابیں اور طبی رسالے اکثر اُس کے مطالعہ میں رہتے تھے۔ مالی حیثیت سے وہ خوش حال تو نہ تھا لیکن اوسط درجے کی آسودگی اُسے ضرور حاصل تھی۔ دماغ کی مخصوص نوعیت کی بنا پر وہ ملازمت اور تجارت کے قابل نہ تھا۔ ورنہ اُس کی آمدنی میں کچھ اور اضافہ ہو جاتا۔ بہرحال وہ اپنے وقت کا مالک تھا اور جس طرح چاہتا تھا اُسے کام میں لاتا تھا۔ طبی مطالعہ نے اس کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کے طریقوں پر نمایاں اثر ڈالا تھا۔ وہ دواؤں سے سخت نفرت کرتا تھا۔ ڈاکٹروں اور طبیبوں کے متعلق اُس کی رائے اچھی نہ تھی۔ اُس کا خیال تھا کہ وکیل اور ڈاکٹر دوسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور بعض اوقات یہ فائدہ ناجائز حدود تک پہنچ جاتا ہے۔ ہوش سنبھالنے کے بعد اُس نے کبھی کوئی دوا استعمال نہیں کی تھی۔ اور ایک پھوڑے کے اپریشن کے سوا اُس نے کبھی کسی ڈاکٹر کی طرف رُخ نہیں کیا تھا۔ وہ ہر بات میں احتیاط سے کام لیتا تھا۔ اُس کا مقولہ تھا کہ بے احتیاطی سے بیمار پڑنا اور پھر علاج کرنا ایسا ہے کہ ایک شخص آگ لگا کر پانی کے لیے دوڑے۔ اس پر بھی اگر کبھی اُسے سوءِ مزاج لاحق ہوتا تو وہ آب و غذا، ورزش، ہوا خوری یا کسی اور مناسب تدبیر سے اپنے مرض کا علاج کرتا۔ اُن چیزوں کو کبھی ہاتھ نہ لگاتا جن پر دوا کا اطلاق ہوتا ہے۔ دواؤں کو وہ ایک غیر قدرتی اور [illegible] تندرستی سمجھتا تھا۔ ان خیالات اور ان احتیاطوں کا نتیجہ تھا کہ وہ بہت کم بیمار ہوتا تھا۔ جس طرح وہ خود دواؤں کے استعمال سے متنفر تھا اسی طرح چاہتا تھا کہ دوسرے بھی دواؤں سے نفرت کریں۔ اُس کے لکھے پڑھے دوست جب بحث [illegible] کی پناہ لے کر کہتے تھے کہ علاج کرنا مسنون ہے۔ وہ جواب دیتا، "مجھے کب اس سے انکار ہے۔ لیکن [illegible] میں محدود نہیں ہے۔ کم کھانے اور ورزش کرنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔"

کاظم دواؤں سے تو بدگمان تھا ہی لیکن دواؤں سے زیادہ طبیبوں اور ڈاکٹروں کے متعلق بد [illegible] صحت کے لیے خطرہ سمجھتا تھا۔ وہ ان لوگوں کو ایسا مجرم سمجھتا تھا جو قانون کی زد میں نہیں آتا۔ اُس کا خیال تھا کہ [illegible] بھی غیر مستند ہے۔ وہ طب کو ایک ظنی اور قیاسی چیز سمجھتا تھا اور محض ظن و قیاس پر اپنی صحت اور اپنی زندگی سپرد کر دینے [illegible] ہوتا تھا۔ اُس نے اپنے نفسیاتی مطالعہ سے طبیبوں اور ڈاکٹروں کی حقیقت پکا لی جو رہ حاصل کر لیا تھا۔ وہ ان میں [illegible] کا اہل سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ان میں سے بعض باپ دادا کی عباؤں کے خول میں دھوکا دے رہے ہیں، بعض [illegible] بازی سے اپنے آپ کو کچھ کا کچھ ظاہر کر رہے ہیں اور بعض اپنی لسانی اور چرب زبانی سے مریضوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ وہ [illegible] تھا کہ ان کا دماغ مرض کی صحیح تشخیص تک پہنچ سکتا ہے اور نہ یہ تسلیم کرتا تھا کہ یہ مریض کی صحیح حالت سے بہ یک نظر واقف ہو کر مناسب [illegible] کر سکتے ہیں۔ وہ ان طبی کٹھ پتلیوں میں گھر جانے کی جگہ قدرتی تدابیر پر عمل کرنا زیادہ مفید سمجھتا تھا اور اپنے طبی مطالعہ کی روشنی میں اپنی عادات پر نظر ڈال کر خورد و نوش اور نقل و حرکت میں مناسب اصلاح و ترمیم کر کے صحت کی بحالی کا زیادہ امکان سمجھتا تھا۔

(۴)

کاظم کا تو یہ حال تھا لیکن اُس کی بیوی صورت، سیرت اور عادت ہر بات میں اُس کے اس قدر برعکس تھی کہ اگر دنیا میں [illegible] تو ماننا پڑتا کہ ایک آدم کی اولاد میں کاظم ہے اور دوسرے کی اولاد میں اُس کی بیوی نسیمہ۔ کاظم کو تو دوا سے ایسی نفرت تھی لیکن [illegible] دلی رغبت تھی۔ اور یہ رغبت ماں کی تعلیم سے پیدا ہوئی تھی۔ اگر اُس کا بس چلتا تو ایک طبیب کو لازم رکھتی جو دن میں دو بار اُس کی نبض دیکھتا اور خوب سفوف اور خمیرہ و شربت کا ایک مجموعہ اُس کے لیے تجویز کرتا۔ وہ ہر چھینک پر جوشاندہ اور ہر ڈکار پر کوئی چورن استعمال کرتی تھی۔ گرمیوں میں گرمی، سنترہ اور لوکاٹ کا شربت، دوسرے تیسرے کوئی ٹھنڈائی، برسات میں آب شورہ، عرق نعناع اور [illegible] میں بیضۂ مرغ اور لوزیات کے حلوے اُس کی زندگی کا جزو بن گئے تھے۔ ان کے علاوہ اکثر وہ دوسری دوائیں بھی استعمال کرتی رہتی تھی جن کی اداؤں میں درد سر، خفیف حرارت اور اختلاجِ قلب کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ اس پر ستم کبھی کبھی نسوانی شکایتیں [illegible] کی دنیا کو تہ و بالا کرتی رہتی ہیں۔ نسیمہ ان تمام اداؤں کی ملکہ تھی۔

کاظم کو نسیمہ کی یہ دوا پرستی پسند نہ تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اس معاملہ میں وہ اُسے ہم خیال بنا لے لیکن اس کے فصیح و بلیغ [illegible] لکچر اس سے پہلے کہ نسیمہ پر اثر انداز ہوں ساس کے ایک زہر خند اور ایک پر معنی تبسم سے صدا بہ صحرا بن کر رہ جاتے تھے۔

لیل و نہار اس طرح گزر رہے تھے اور آمدنی کا ایک حصہ نسیمہ کے جبری علاج میں خرچ ہو رہا تھا کہ ایک دن نسیمہ کی والدہ نے نسیمہ کی نبض دیکھ کر بخار تشخیص کیا۔ نسیمہ نے تصدیق کرتے ہوئے کہا "ہاں، چند روز سے میری طبیعت مضمحل رہتی ہے [illegible] لگتی، ہر وقت آنکھوں میں جلن معلوم ہوتی ہے۔" بیٹی کے اس بیان پر ماں نے آہ سرد بھر کر کہا، "یہ تو میں پہلے ہی جانتی تھی جس [illegible] کا ڈر تھا وہی سامنے آئی۔ جوانی میں بخار کا ٹھہر جانا ٹھیک نہیں۔ میاں کاظم کو تو ذرا پروا نہیں۔ اگر میں آتی [illegible] اب تک دشمنوں کا کیا حال ہو جاتا۔"

جس وقت یہ خوف ناک مرض تشخیص ہو رہا تھا اُس وقت اتفاق سے کاظم بھی گھر میں آ گیا۔ نسیمہ [illegible] کے انداز سے پلنگ پر دراز ہو گئی تھی۔ کاظم کو ایک نظر دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کاظم نے قریب آ کر [illegible] رہیں لیکن کاظم کے کچھ سوال پر انھوں نے الزامی تقریر شروع کر دی [illegible] اور [illegible] بیماری میں مبتلا ہو گئی ہے [illegible]

گریہ بے اختیار پر ختم ہوئی جس نے تھوڑی دیر کے لیے کاظم کے فلسفیانہ خیالات اور طبی معلومات میں تلاطم برپا کر دیا۔ اُس نے نسیمہ کی نبض دیکھی جس قیمت میں گرم تھا۔ اُس نے تھرمامیٹر لگا کر دیکھا تو درجۂ حرارت ۹۹ تھا۔ تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ قبض کی بھی شکایت ہے۔ دوپہر کی غذا کے متعلق معلوم ہوا کہ کھانے میں بازار کے کباب اور بیگن کا بھرتا بھی تھا۔ کاظم نے سمجھ لیا کہ یہ سب بیگن کا کرشمہ ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے سچے خیالات ظاہر کر دیتا اور نسیمہ کے بخار کی تصدیق زوردار الفاظ میں نہ کرتا تو یقیناً دو ڈویاں ڈیوڑھی میں رکھی نظر آتیں اور کم از کم ایک سہ ماہی کے لیے اُسے خانہ ویرانی اور تجرّد کی پریشانی کے لیے آمادہ ہو جانا پڑتا۔ اِن باتوں کو پیش نظر رکھ کر اُس نے اپنی ساس کی ہاں میں ہاں ملائی اور کہا، "میں علاج کا مخالف نہیں ہوں لیکن ان طبیبوں اور ڈاکٹروں پر مجھے اعتماد نہیں ہے۔ آج کل یہاں نیشاپور سے بہت بڑے حکیم آئے ہوئے ہیں۔ وہ عامل بھی ہیں۔ اُن کے پاس جاتا ہوں اور جس طرح ممکن ہوا انھیں لا کر دکھاتا ہوں"۔

(۳)

نیشاپوری حبیب کے کئی معرکہ آرا علاجوں کے حالات سُنا کر اور بہت کچھ تعریف کر کے کاظم گھر سے چلا گیا اور دو گھنٹے کے بعد واپس آ کر اُس نے اپنی بیوی اور ساس کو اطلاع دی کہ ملّا صاحب کسی کے گھر نہیں جاتے۔ میری منت خوشامد سے بمشکل رضامند ہوئے ہیں۔ لیکن انھوں نے فرمایا ہے کہ "میں دن کو باہر نہیں نکلتا۔ تم بل مغرب کے بعد آ کر مجھے لے جانا"۔ اس کے بعد کاظم نے نیشاپوری طبیب کی جن کو اب وہ مُلّا صاحب کہتا تھا، مزید تعریف کی اور کہا کہ وہ بہت بڑے عامل ہیں۔ مجھے ایسی باتیں بتائیں کہ میں حیران رہ گیا۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ اُنھوں نے میرا نام لے کر مجھے پکارا۔ کاظم کی ساس مُلّا صاحب کے ان کمالات سے بہت خوش ہوئیں اور اس خیال سے کہ ملّا جی عامل بھی ہیں اُن کو بہت تقویت ہوئی۔

دوسرے دن صبح اٹھ کر کاظم نے نیسمہ کا ٹمپریچر دیکھا تو دو پوائنٹ اوپر ۹۹ نکلا۔ اس سے کاظم کو اپنے خیال کی صداقت نظر آئی لیکن اس نے ساس کے پوچھنے پر کہا کہ بخار اِس وقت بھی موجود ہے۔ خدا خدا کر کے دن ختم ہوا اور مغرب سے پہلے ہی کاظم کی ساس نے کاظم کو مجبور کر دیا کہ وہ ملّا صاحب کے لینے کے لیے روانہ ہو جائے۔ کاظم نے اس حکم کی تعمیل کی اور رات کے ۹ بجے ملّا صاحب کو لے کر گھر واپس ہوا۔ ملّا صاحب دوہرے بدن کے دراز قامت بزرگ تھے۔ اُن کی ڈاڑھی بالکل سفید تھی۔ ایک لمبی عبا میں ملفوف تھے۔ سر پر عمامہ تھا۔ ہاتھ میں جریب تھی۔ اُردو سمجھتے تھے اگرچہ ٹھیک طور پر نہیں بول سکتے تھے۔ کاظم کی ساس نے پردہ کے اندر سے خاص دان پیش کیا لیکن ملّا صاحب نیشاپور کے رہنے والے پان کھانا کیا جانیں۔ البتہ اُنھوں نے ایک الائچی اٹھالی اور جھک کر یہ ایرانی جملہ زبان پر لائے "بل راحل" (الائچی نہیں چھوڑنی چاہیے)۔ اِس کے بعد ملّا صاحب نے فرمایا کہ نبض دکھاؤ۔ نبض دیکھتے ہی انھوں نے کہنا شروع کیا، "نامش نسیمہ۔ عمرش بست سال۔ سپید صبح ست۔ زیر ذقن خالے دارد۔ خیلے ناتواں ست۔ در تپ کہنہ مبتلا کہ تپ دق ہم تواں گفت۔ علاجش دشوار ست اگرچہ محال نیست"۔ کاظم نے ان جملوں کا ترجمہ بیوی کو سنایا لیکن دق کا لفظ چھوڑ دیا حالاں کہ کاظم کی ساس فارسی نہ جاننے کے باوجود ان تمام جملوں میں صرف دق کا لفظ ہی سمجھ سکی تھیں۔ کاظم نے ملّا صاحب سے دست بستہ عرض کیا کہ "حضور مریضہ کے لیے مناسب دوا تجویز کریں اور دعا بھی فرمائیں"۔ ملّا صاحب نے فرمایا کہ "معالجہ خواہم کرد الّا بہ شرطیکہ ایں احکام من سرزد تابد۔ آنچہ گفتہ شود کردہ شود۔ در خورد و خواب در نشست و برخاست و در ہمہ کار اتباع لابد ست [illegible] اگرچہ خلافِ مصلحت نماید۔ اگر ہم چنیں کنند وعدہ می کنم کہ در یک نیم ماہ شفا یابد و تن درستی بیش از پیش شود و اگر [illegible] ملاقات کند"۔

[illegible]

کاظم نے اپنی ساس اور بیوی کو مُلّا صاحب کا مطلب سمجھایا کہ اگر [illegible]
عمل کیا جائے گا تو بہت جلد شفا یابی ہوگی ورنہ زندگی کا خطرہ ہے۔ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ مُلّا صاحب کے [illegible]
بہت کا نسبہ۔ اگر یہ بات منظور ہو تو مُلّا صاحب کا علاج کیا جائے ورنہ انھیں تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ [illegible]
سے جتا دیا کہ مُلّا صاحب کی نورانی شکل کا ایک دھندلا سا عکس دیکھ چکی تھیں۔ مُلّا صاحب کی بے پناہ [illegible]
"اگر وہ زہر بھی دیں گے تو ہم آنکھیں بند کر کے پی لیں گے۔" بیچاری نسیمہ خاموش تھی لیکن زبانِ حال سے کہتی تھی کہ "آنچہ استاد ازل گفت
ہماں می گویم۔"

تھوڑی دیر کے بعد مُلّا صاحب رخصت ہوئے اور کاظم کو دوا دینے کے لیے اپنے ساتھ لے گئے۔ بہت رات گئے کاظم
آیا۔ اُس کی بیوی سو گئی تھی اور ساس بھی بیداری سے کچھ آگے بڑھ کر ساہی ملک خواب ہو رہی تھی۔ اس نے دوا کی بوتل الماری میں رکھ
دی اور خود بھی سو رہا۔ صبح اُٹھ کر ساس کے مشتاقانہ سوالات کے جواب میں اُس نے کہا، "یہ مُلّا صاحب کا علاج بری بھی نہیں آتا
باری بھی کافی ہو گی اور پریشانی بھی۔ اب خدا جانے کہ اس سے کچھ فائدہ ہوگا یا نہیں۔" ساس نے کہا، "تم کو ہمیشہ زیادہ [illegible]
اگر تم خرچ نہیں کرنا چاہتے تو لڑکی کا زیور فروخت کر دو۔ مُلّا صاحب کا علاج ضرور ہوگا خواہ اس میں کیسی ہی پریشانی ہو۔ میرا دل
گواہی دیتا ہے کہ ان کے علاج سے نسیمہ بالکل تن درست ہو جائے گی۔" کاظم نے کہا، "اچھا تو سنیے، انھوں نے سات دن کی دوا دی ہے۔
دوا کیا کوئی عرق معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے تم بیوی کو ساتھ لے کر آبادی سے دور نکل جاؤ اور وہاں آدھے گھنٹے تک
چہل قدمی کرو۔ پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد ایک خوراک دوا پی کر گھر واپس ہو جاؤ۔ ۱۱ بجے کھانا کھائیں۔ کھانے میں پھلکا اور
کم مرچ کا شوربا ہو۔ کھانے کے بعد دو سنترے کھائیں۔ اس کے سوا کوئی چیز استعمال نہ کریں۔ شام کو بعد مغرب شوربا اور پھلکا کھا کر
۹ بجے رات تک سو جائیں۔ سات دن اسی طرح عمل کر کے مجھے اطلاع دو کہ اب کیا حال ہے۔ اگر کوئی نئی شکایت پیدا نہ ہو یا مرض میں
زیادتی پیدا نہ ہو تو سات دن سے پہلے میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔"

(۴)

کاظم کی ساس نے کہا، "ابھی تو سویرا ہے تم میاں بیوی جلدی سے سوار ہو جاؤ۔ کم سے کم سات دن تو ان کی ہدایت پر عمل
کر کے دیکھو۔ تم دونوں کے آتے آتے میں کھانے کا انتظام کر رکھوں گی۔" کاظم نے تانگہ منگوایا۔ نسیمہ کپڑے پہن اور برقع اوڑھ کر تیار ہو گئی۔
ملازم نے تانگے میں دوا کی بوتل، گلاس، پانی کی صراحی اور پان دان رکھا۔ دونوں میاں بیوی سوار ہوئے اور نکل گھر سے بس [illegible]
کی لی۔ آبادی سے باہر نکل کر کاظم نے تانگے کا پردہ ہٹا دیا۔ کھلی فضا اور تازہ ہوا کے اثر سے نسیمہ کا دل باغ باغ ہو گیا۔ [illegible]
کے فاصلے پر پہنچ کر کاظم اور نسیمہ تانگہ رکوا کر اترے۔ آسمان پر سورج نے چہل قدمی شروع کی اور زمین پر نسیمہ نے۔ [illegible]
آدھے گھنٹے تک جاری رہا۔ نسیمہ سورج سے بازی لے گئی کیوں کہ سورج ابھی چاشت کی حدوں میں تھا کہ نسیمہ نے اپنی چہل قدمی ختم
کر لی۔ دونوں میاں بیوی چہل قدمی سے فارغ ہو کر تانگے میں آ بیٹھے۔ کاظم نے بوتل سے گلاس میں عرق نکالا۔ نسیمہ نے [illegible]
اور پان دان کھول کر ایک پان خود کھایا۔ ایک پان میاں کاظم کو دیا۔ نسیمہ کو یہاں کی ہوا بہت خوش گوار معلوم ہوئی [illegible]
خیال سے کہ دھوپ تیز نہ ہو جائے وہ گھر کو واپس ہو گئی۔

گھر پہنچتے پہنچتے بہت زور کی بھوک معلوم ہوئی اور جب [illegible]
تو اُس نے بے چین ہو کر ماما کو دیکھا اور کہا کہ دسترخوان بچھاؤ [illegible]

[illegible] ایک [illegible] نسیمہ کو بھوک نہیں لگتی تھی۔ اُس نے خود اُٹھ کر جلدی سے دسترخوان بچھایا اور کھانا منگوایا۔ آج [illegible] نسیمہ [illegible] بہت [illegible] ہوا تھا۔ الغرض سات دن اسی طرح بسر ہوئے کہ میاں کاظم صبح سویرے بیوی کو ساتھ لے [illegible] جاتے اور مُلّا صاحب کی ہدایت کے مطابق کھانے اور سونے کا انتظام کیا جاتا۔ سات دن میں نسیمہ کی صحت نے بہت ترقی کی [illegible] حالت پر آگیا۔ بھوک اور ہضم کی حالت درست ہو گئی۔ طبیعت شگفتہ رہنے لگی۔ ایک نسوانی شکایت بغرض علاج [illegible] باقی تھی۔ اور اس کے متعلق ابھی مُلّا صاحب سے کچھ کہا بھی نہیں گیا تھا۔ نسیمہ نے اشاروں میں یہ مطلب کاظم پر [illegible] کیا اور کہا کہ مُلّا صاحب اِس کے لیے بھی کوئی دوا بتائیں۔ کاظم کی ساس نے خواہش ظاہر کی کہ مُلّا صاحب کی دعوت کی جائے اور کچھ نذرانہ پیش کیا جائے۔ کیوں کہ اُن کے علاج سے نسیمہ کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ نسیمہ نے بھی تائید کی۔ کاظم نے کہا کہ "میں آج مُلّا صاحب کے پاس جا کر یہ سب کچھ عرض کروں گا"

شام کو کاظم مُلّا صاحب کی ملاقات کے لیے روانہ ہوا اور رات کو ۹ بجے جب اُس کی واپسی ہوئی تو مُلّا صاحب اس کے ساتھ تھے۔ پردہ کا انتظام کیا گیا۔ مُلّا صاحب نے نبض دیکھ کر کہا کہ اب میں سات دن کی دوا اور دوں گا یہ دوا ابھی دستور سابق کی طرح استعمال کی جائے۔ کاظم نے کہا مریضہ اور اُس کی والدہ کی خواہش ہے کہ کل آپ ماحضر یہیں تناول کریں۔ یہ سُن کر مُلّا صاحب مُسکرائے اور فرمایا "ایں دعوت خلافِ سنّت ست الّا برائے دعوت فقیر ناگزیر ست کہ سلسلۂ دعوت تا یکماہ روزانہ باقی ماند۔ و شرائط دیگر ہم دارد" کاظم نے ان جملوں کا ترجمہ سُنایا۔ کاظم کی ساس نے جواب میں کہا "اِس سے بڑھ کر ہماری خوش نصیبی کیا ہو گی آپ ایک ماہ کیا تین ماہ تک روزانہ یہیں کھانا کھائیں اور جو شرطیں ہوں وہ بتائیں جہاں تک ممکن ہو سکے گا ہم اُن کی تعمیل کریں گے" مُلّا صاحب نے کہا "شرط این ست کہ نان و شوربا مریضہ بدستِ خود بلا شرکت غیرے بپزد۔ و آرد ہم نبات خود در آسیا بساید۔ در یں پخت و پز از ابتدا تا انتہا دخل دیگرے نباشد۔ فقیر در شب و روز یک بار بعد عشاء می خورد۔ اگر ایں شرائط بجا آرید مرا مہمان دارید الّا مگزارید" کاظم سے ترجمہ سن کر نسیمہ کی ماں حیرت زدہ رہ گئی۔ کہاں نازک و نازپروردہ نسیمہ اور کہاں چکی کی مشقت، برتنوں کی کثافت، چولھے کی حرارت، محنت اور ایسی شدید محنت۔ ماں نے بیٹی کی طرف دیکھا، نسیمہ جو ایک ہفتہ میں بہت کچھ بدل گئی تھی مسکرائی اور ماں سے کہا "عرض کر دیجیے کہ کنیز کو یہ سب شرطیں منظور ہیں۔ آپ کل سے کھانا یہیں نوش فرمایئے" چنانچہ مُلّا صاحب کی خدمت میں نسیمہ کا جواب عرض کیا گیا۔ مُلّا صاحب نے فرمایا کہ "رضائے فقیر جزا سے دارد۔ و ہر کہ خدمت گو یند عطائے بیند الّا برائے خوردن بیرون نمی آیم۔ طعام بغر دگاہ من رسانید و کاظم را بریں کار معین فرمائید"

(۵)

دوسرے دن کاظم کے ہاں مُلّا صاحب کی دعوت نے بڑی دل چسپیاں پیدا کر دی تھیں۔ ایک چکی منگوائی گئی۔ بی نسیمہ آٹا پیسنے بیٹھیں۔ ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے مگر بے چاری نے ہمت نہیں ہاری۔ برتن مانجھے۔ چولھا پھونکا۔ شوربا پکایا۔ روٹی پکائی۔ شام تک اسی میں مصروف رہی۔ ایک ٹفن کیریر میں سب چیزیں قرینہ سے رکھ کر کاظم کے حوالے کیں۔ کاظم نے تانگہ منگوایا اور ٹفن کیریر لے کر [illegible] روانہ ہوا۔ آج نسیمہ بہت خستہ ہو گئی تھی۔ اُس نے تمام عمر ایسی محنت نہیں کی تھی۔ پلنگ پر تھک کر پڑ گئی اور [illegible] رہی۔ اب نسیمہ کا پروگرام یہ تھا کہ صبح اُٹھ کر کاظم کے ساتھ ہوا خوری کو جاتی۔ کھلے میدانوں میں چلتی پھرتی [illegible] واپس آتی۔ کھانا کھا کر آرام کرتی۔ ۲ بجے اُٹھ کر چکی پیستی۔ آٹا گوندھتی۔ برتن مانجھتی۔ آگ جلاتی اور شام تک [illegible] ایک ہفتہ تک تو اسے بڑی تکلیف محسوس ہوئی لیکن رفتہ رفتہ اس کے نافرمان اعصاب اور باغی

قوی سرتسلیم جھکانے لگے۔ آسے اپنی نسوانی شکایت [illegible]
وہ بالکل سر جھاڑ کر پانی نہیں دیتی تھی اب بھی ما ما کر آواز نہیں [illegible]
اپنے اندر سستی اور کاہلی محسوس کرتی تھی۔ اس کا دل ہولے ہولے شاش رہتا تھا۔ اب اس [illegible]
کرلیا تھا کہ گھر کا سینا پرونا اسے بہشتی تھی۔ نسیم کی ماں اس کی یہ شکت [illegible]
رکھتی تھی لیکن نسیم کے اندر نمایاں تبدیلی پیدا ہوچکی تھی۔ اسے محنت اور ورزش کے فوائد کا تجربہ ہوچکا تھا۔ [illegible]
وہ ماں کے مشوروں کو غلط محبت اور ناعاقبت اندیشی سے تعبیر کرتی تھی۔ اب اس کی خوراک [illegible]
تھی کیوں کہ محنت اور ورزش نے تکمیل ہوسکی، زود ہضم اور دیر ہضم کا بحث اور رہا دی، [illegible]
کردیا تھا۔ اب وہ جوانی کا مرقع تھی، تندرستی کا نمونہ تھی، اس کے بازو اور اس کی کلائیاں لمحہ بہ لمحہ سڈول ہو رہی تھیں [illegible]
روز بروز بڑھ رہا تھا۔ اس کی صباحت میں خون کے سرخ ذروں نے مل کر گلاب کا رنگ پیدا کردیا۔ اس کے رخساروں کی [illegible]
تاباں آنکھوں میں خیرگی پیدا کرتی تھی۔ اب نسیم وہ نہ تھی کہ "نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا"، بلکہ اب اس کی شوخی [illegible]
کہ "گوری دیہ سے جاؤ گری چھلک نہ جائے"

اب کاظم کے لکچر اس کی سمجھ میں آتے تھے۔ اب فزیکل کلچر کے معنی وہ جاننے لگی تھی۔ اب [illegible]
اور قوت عمل میں حرکت پیدا ہوتی تھی —— اس طرح ملا صاحب کی دعوت کا ایک مہینہ خیر و خوبی کے ساتھ گزر گیا۔ ملا صاحب نے نسیم کو [illegible]
تندرستی پر مبارک باد کا پیام بھیجا۔ نسیم نے کاظم سے کہا کہ اب آپ ملا صاحب کو مجبور کیجیے کہ وہ یہاں تشریف لاکر ایک دن کھانا [illegible]
ہوں کہ اس موقع پر کچھ نذرانہ بھی پیش کیا جائے۔ کاظم نے اس تجویز کو پسند کیا اور طے ہوا کہ چاندی کی ایک خوب صورت کشتی [illegible]
رکھ کر ملا صاحب کی نذر کیا جائے۔ دوسرے دن کاظم نے ملا صاحب کے جواب سے نسیم کو اطلاع دی اور کہا کہ ملا صاحب اس شرط پر دعوت [illegible]
ہیں کہ تم ان کو اپنا دینی بھائی سمجھ کر ان کے سامنے ہو۔ نسیم جو ملا صاحب کی بہت معتقد تھی اس بات پر کچھ معترض نہیں ہوئی۔ اس نے [illegible]
کہا کہ یہ بات آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگر آپ میرے سامنے ہوجانے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تو میں بھی کچھ حرج نہیں سمجھتی۔ نسیم کی ماں کو [illegible]
سے اختلاف تھا لیکن بیٹی داماد کو ہم خیال دیکھ کر وہ خاموش ہو رہیں۔ مختصر یہ کہ دوسرے دن دعوت کا سامان کیا گیا [illegible]
ملا صاحب تشریف لائے۔ آج نسیم نے ملا صاحب کے لیے بہت سے کھانے اپنے ہاتھ سے تیار کیے تھے۔ جب ملا صاحب کھانے سے فارغ ہوئے
کاظم کے ساتھ نسیم شرماتی، بدن چراتی، سر جھکائے، نظر فرش پر جمائے ملا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جھک کر آداب کیا [illegible]
سے سمٹ کر سامنے بیٹھ گئی۔ کاظم نے چاندی کی کشتی جس میں کنگ امپرر کے چپے جگمگا رہے تھے نسیم کی طرف سے پیش کی۔ [illegible]
ہی ملا صاحب زور سے ہنسے۔ نسیم کو ہنسی کچھ مانوس معلوم ہوئی۔ اس نے کن انکھیوں سے ملا صاحب کی طرف دیکھا۔ کیا دیکھتی ہے کہ [illegible]
عمامہ اتار کر پھینک دیا۔ ایک ہاتھ میں ڈاڑھی نیشا پوری کو رخصت ہوئی۔ دوسرے ہاتھ میں جامہ جباب لبے چوں بن گیا۔ اب ملا صاحب ایک [illegible]
فیشن ایبل نوجوان کی صورت میں متحمل ہوگئے —— یہ نوجوان کون تھا؟ نسیم کا دیور، کاظم کا چھوٹا بھائی عابد۔ عابد نے نسیم کی [illegible]
"بھابی جان، آداب عرض ہے، معاف کیجیے، یہ سب بھائی جان کے حکم کی تعمیل تھی۔" کاظم نے مسکرا کر کہا "نسیم [illegible]
بغیر تم قدرتی علاج کی قائل نہیں ہوسکتی تھیں۔ اس فریب کا جواب [illegible]
نسیم خاموشی کے ساتھ [illegible]
کا اثر تھا کہ نسیم کی والدہ بھی آگئیں کیوں کہ عابد کی خالہ [illegible]

معلومات

پھل بہترین غذا ہیں

قدرت نے انسان کے لیے جتنی بھی غذائیں پیدا کی ہیں ان میں پھل سب سے زیادہ لذیذ اور سب سے زیادہ فرحت بخش ہوتے ہیں۔ یہی نہیں کہ وہ ہماری آنکھوں کو اچھے معلوم ہوتے ہیں [illegible] بھی انھیں پسند کرتا ہے اور جلدی سے ہضم کرلیتا ہے۔ یہ خصوصیت پھلوں ہی کو حاصل ہے کہ [illegible] اور بچوں سب کے لیے ان کا استعمال یکساں مفید ہے۔

پھلوں میں پانی ہوتا ہے، شکر ہوتی ہے، تیزاب ہوتے ہیں، کچھ تھوڑے سے اجزائے لحمیہ ہوتے ہیں، اور نباتاتی نمک ہوتا ہیں۔ پھلوں کے اندر پانی بہ کثرت ہوتا ہے اور انتہا سے زیادہ مصفا اور پاک ہوتا ہے۔ شکر بہت آسانی سے ہضم ہو جاتی ہے اور اس کی مقدار مختلف پھلوں میں مختلف ہوتی ہے۔ اکثر پھلوں کے رنگ سے ان کے کم یا زیادہ میٹھے ہونے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ پھلوں کی شکر سے ہمارے بدن کو حرارت اور قوت عمل ملتی ہے، اس لیے جب کبھی ہم تکان محسوس کریں تو ہمیں پھل کھانا چاہییں تاکہ تکان فوراً رفع ہو جائے۔

پھلوں کا تیزاب یعنی ترشی پھلوں کو بہت ہی خوش گوار ذائقہ دے دیتی ہے۔ یہ تیزاب نباتاتی ہوتے ہیں [illegible] انسانی جسم انھیں خوشی سے قبول کرلیتا ہے۔ ان کا اثر یہ ہے کہ یہ بھوک لگاتے ہیں اور ہاضم رطوبات کی ترلوش میں مدد دیتے ہیں۔ پھلوں کے تیزاب کے اندر کسی بیماری کے جراثیم زندہ نہیں رہ سکتے۔ پھلوں کے اندر لحمی اجزا اس قدر کم ہوتے ہیں کہ جسم کے اندر ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

پھلوں کے نمک ہمارے بدن کی بافتیں بنانے کے کام آتے ہیں۔ جو بچے کساح (ہڈیوں کا نرم ہو جانا) میں مبتلا ہوں ان کا علاج یہی ہے کہ غذا کے طور پر انھیں پھل کھلائے جائیں۔ انگور، سنترے، لیموں وغیرہ میں کیلسیم یعنی چونے کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور ان کے استعمال سے چونا بدن کو بہ افراط مل جاتا ہے۔ جس سے ہڈیاں بنتی ہیں۔

قلت دم یعنی خون کی کمی یا خون کی بد رنگی جو اس بات کا ثبوت ہوتی ہے کہ خون کے اندر لوہے کا جز کم ہے، اس کا علاج بھی پھلوں کے ذریعے سے کامیابی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ پھلوں کے اندر جو لوہا ہوتا ہے وہ ایسی صورت میں ہوتا ہے کہ جسم [illegible] سے قبول کرے۔ ایسے پھل، جن میں لوہا بہ افراط ہوتا ہے، بیر، چیری، اسٹرابیری وغیرہ ہیں۔ پھلوں کی غذا استسقا کے علاج کے لیے بھی بہت مفید ہے۔ پھلوں کی ترشی غیر معمولی طور پر بڑھی ہوئی پیاس کو بھی کم کر دیتی ہے۔

سوڈا واٹر پینا مضر ہے

معدہ اور تن درستی کے حالات سے اس کے تعلق کا تجربہ اور تحقیقات کر [illegible] بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ سوڈا واٹر کے استعمال سے بہت کچھ مضر اثرات مرتب ہونے ممکن ہیں۔ [illegible] لیے اس سے معدہ کی رطوبت کی تیزابی کیفیت زائل ہو جاتی ہے اور معدہ کے افعال [illegible] بار سوڈے کی بوتلیں پیٹ میں انڈیلی جائیں اور یہ توقع کی جائے کہ [illegible]

[illegible] کا اثر کم کیا جائے اعصاب کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔

[illegible] درازیٔ عمر آج کل جن ملکوں کے اعداد و شمار مہیا ہو سکتے ہیں ان سب میں درازیٔ عمر کے لحاظ سے [illegible] سب سے اونچا ہے۔ مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ امریکا کے لوگوں کی بوقت پیدائش عمر کے متعلق توقعات بلجیم کے بہ نسبت [illegible] سال کے زیادہ ہیں۔ زیکوسلاویکیا کی بہ نسبت آٹھ سال کے بقدر، انگلستان اور ویلز کی بہ نسبت ڈیڑھ سال کے بقدر، آزاد آئرستانی ریاستوں سے پونے چار سال کے بقدر، فن لینڈ سے چھ سال کے بقدر، فرانس سے چار سال کے بقدر، جرمنی سے ایک سال سے کچھ زیادہ کے بقدر، اطالیہ سے ساڑھے چھ سال کے بقدر، پولینڈ سے سوا بارہ سال کے بقدر، اور اسکاٹ لینڈ سے چار سال کے بقدر۔

اگرچہ بوقت پیدائش عمر کی توقعات امریکا میں اب بھی رو بہ ترقی ہیں لیکن ادھر کچھ دنوں سے یہ رفتار سست پڑ گئی ہے۔ یہ صورت حالات بالکل طبعی اور قدرتی ہے کیوں کہ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۳۰ء تک ترقی کی جو رفتار دیکھی گئی تھی اس کے متعلق یہ کیسے امید کی جا سکتی تھی کہ مستقبل میں ہمیشہ کے لیے وہی تیزی جاری رہ سکتی ہے!

تنگ یا تکلیف دہ جوتے پیروں کی بیشتر تکالیف کا باعث غلط ناپ کے جوتے ہوتے ہیں۔ اونچی ایڑیاں اور باریک [illegible] بالآخر امراض کے رونما ہونے کا باعث ہوتی ہیں۔ ایسے جوتے جسم کے ہر قدرتی انداز کی مخالفت کرتے ہیں۔ جوتے ہمیشہ اتنے لمبے اور چوڑے ہونے چاہییں کہ انگلیاں ان کے اندر آرام سے پھیل سکیں اور ایک دوسرے سے کسی قدر علیحدہ علیحدہ رہ سکیں، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ایڑی بھی بالکل نہ دبے اور نہ مڑے۔

بچوں کے پیر بالعموم بالکل صحیح اور درست ہوتے ہیں۔ ان کی بڑھوار کے زمانے میں ہر ممکن احتیاط برتنی چاہیے۔ چھوٹی سی عمر میں بچوں کو پیروں چلانا نہ چاہیے اور انھیں زیادہ سے زیادہ وقت کے لیے کھلا رکھنا چاہیے تاکہ انھیں زیادہ سے زیادہ ہوا اور آزادی میسر آ سکے۔ یہ بہت ہی اہم ہے کہ شروع ہی سے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ موزے اور جوتے پیر میں بالکل ٹھیک ہوں۔

[illegible] جسم کی صحیح اور متناسب پیمائش "ڈیمنزیگ آف ہیلتھ اینڈ بیوٹی" کے مقرر کردہ معیار کے مطابق ایک عورت کے مختلف اعضائے جسمانی کا پیمائشی تناسب حسب ذیل ہونا چاہیے تاکہ وہ حسن و تناسب کے لحاظ سے معیاری سمجھا جا سکے۔

کولھوں کے گرداگرد ناپ	۳۶ انچ	کمر کا ناپ	۲۶ انچ
سینہ کا ناپ	۳۴ انچ	قد کی لمبائی	۵ فیٹ ۶ انچ

سگرٹ میں ۱۹ زہر داناؤں نے تمباکو میں نکوٹین زہر کی موجودگی ثابت کر دی ہے اور اس کے خطرناک نتائج سے بھی [illegible] کر دیا ہے، لیکن اس کے باوجود تمباکو نوشی اور تمباکو خوری میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوئی۔ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ تمباکو نوشی [illegible] نکوٹین سے نظام جسمانی کو مضرت پہنچتی ہے بلکہ دوسرے زہر بھی مضر صورت میں اثر انداز ہوتے ہیں۔

[illegible] برٹش میڈیکل جرنل اور امریکی محققوں کی ایک جماعت نے تمباکو میں انیس قسم کے زہر دریافت کیے ہیں۔ ان زہروں میں [illegible] ان کو خواہ کتنی ہی کم مقدار میں استعمال کیا جائے تمباکو نوش پر مہلک اثر ڈالے بغیر نہیں رہتے۔ قلب، پھیپھڑے، [illegible] ان زہروں کے اثرات کو قبول کرتے ہیں۔

[illegible] میں سے ایک زہر فرفورال ہے۔ جب خون میں اس کی تھوڑی مقدار جمع ہو جاتی ہے تو رعشہ اور تشنج پیدا [illegible] میں [illegible] کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ فرفورال حلق کی جھلی پر بھی محرک اثر ڈالتا ہے۔

ہمدرد صحت دہلی

تمباکو میں کاربن مونو آکسائڈ [illegible] زہر بھی پایا جاتا ہے [illegible]
سرخ دانوں پر اس قسم کا اثر ڈالتا ہے کہ وہ آکسیجن جذب کرنے کی [illegible]
ہے۔ جسم کے ہر ہر حصہ کو آکسیجن کی ضرورت ہے۔ لیکن جب خون کے سرخ ذرّات آکسیجن کی [illegible]
عضو کو بھی اس کی معقول مقدار نہ ملے گی اور اس کا نتیجہ مضرت سے خالی نہیں ہو سکتا۔

زندگی کا ایک دن

اگر آپ ایک بالغ مرد یا عورت ہیں اور آپ کا وزن [illegible]
چوبیس گھنٹے میں آپ کی زندگی کا رکارڈ یہ ہوگا۔

حرکاتِ قلب	۱۰۳۰۶۸۰ بار	نیند	[illegible]
دورۂ خون	۱۶۸٫۰۰۰٫۰۰۰ بار	سوتے میں کروٹیں بدلنا	[illegible]
حرکاتِ تنفس	۲۳۰۴۰ بار	الفاظ گفتگو	[illegible]
پھیپھڑوں میں ادخالِ ہوا	۴۰۳ مکعب فیٹ	پٹھے عضلات کی حرکات	[illegible]
غذا اوسطاً	۳½ پونڈ	ناخونوں کی بڑھوتری	[illegible]
پانی وغیرہ اوسطاً	۲٫۹ پائنٹ	بالوں کی بڑھوتری	[illegible]
پیدائشِ حرارت	۸۵٫۶ فارن ہائیٹ	کام کرتے ہیں	[illegible] ۷۰٫۰۰۰٫۰۰۰
اضافۂ قوت	۴۵۰ فٹ۔ ٹن	کمی وزن بذریعہ اخراج فضلات	[illegible]



انتقاد

کلیات احسانی

تقطیع [illegible]، ضخامت ۲۱۶ صفحے، قیمت دو روپے

پتہ:- حکیم ابوالحسن محمد احسان الحق خاں صاحب، بازار شیخ صاحب، امرتسر

نبدۃ الحکما حکیم ابوالحسن محمد احسان الحق صاحب نے علامہ قرشی کی مشہور کتاب موجز القانون کا ترجمہ [illegible] سے شائع کیا ہے۔ اپنی زبان میں علوم کو منتقل کرنے اور خدمت فن کا جذبہ بہرحال قابل قدر اور مستحق ستائش ہے [illegible] طور پر مسرت ہونی چاہیے کہ ہماری زبان میں تالیف و تصنیف کا شوق بڑھ رہا ہے۔ اور ہمارے اطبا بھی اس [illegible] نہیں ہیں۔ لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ اطبا میں جامع نظر اور اخلاقی ذمہ داری کی عدم موجودگی کی وجہ سے [illegible] انفرادی کام کوئی خاص اہمیت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ موجز کے کئی ترجمے قدیم و جدید رنگ کے [illegible] بعض موجودہ ضروریات کو خاص حد تک پورا بھی کر رہے ہیں پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کلیات احسانی [illegible] موجز ہو یا قانون، نفیسی ہو یا شرح اسباب، ان سب متداول کتابوں کے ایسے ترجموں کی [illegible] ہیں جن میں فنی مسائل کی تنقیح کی گئی ہو اور جن کو ایسے انداز پر مرتب کیا گیا ہو کہ وہ اپنی قدیم حیثیت کو بھی قائم رکھیں اور [illegible] ضروریات کو بھی پورا کریں۔ لیکن اس قسم کا یا کوئی اور خاص نقطۂ نگاہ ہمارے موجودہ مترجم موجز کے سامنے [illegible] موجودہ ترجمہ ہمارے خیال میں موجودہ طبی لٹریچر میں کسی اضافہ کا موجب نہیں ہے۔

ہمارا دل فاضل مترجم کی ان محنتوں کو دیکھ کر کڑھتا ہے جو انھوں نے کلیات احسانی کی [illegible] وغیرہ میں کی ہیں۔ ترجمہ تو بہرحال خاصا ہے مترجم کے سامنے چوں کہ موجز کے کئی ترجمے رہے ہیں، اس لیے انھوں نے ہر [illegible] جمع کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ دستی تصاویر گو خوبصورت نہیں لیکن اپنے مقصد کو بہرحال پورا کر رہی ہیں۔ [illegible] عمدہ ہے۔

طبی میگزین

تقطیع [illegible]، ضخامت ۴۰ صفحے، قیمت سالانہ ایک روپیہ آٹھ آنے۔

پتہ:- مینیجر صاحب "طبی میگزین" اچھرہ، لاہور۔

طبی میگزین کے نام سے جو ماہانہ رسالہ جناب حکیم محمد یحییٰ خان صاحب شفا خان پوری کی [illegible] عبدالمجید صاحب خادم کی ادارت میں لاہور سے حال ہی میں شائع ہونا شروع ہوا ہے [illegible] ہے۔ جناب حکیم خان پوری ایک ممتاز طبیب اور ایک اچھے طبی مقالہ نگار ہیں، اس لیے ان کی [illegible] مطالعہ اور مفید ہوگی۔ طبی میگزین کے چند نمبر ہماری نظر سے گزر چکے ہیں۔ [illegible] مسرت ہے کہ [illegible] بہ قدم بڑھ رہا ہے۔ شذرات کے علاوہ اس [illegible] وجوہات وغیرہ عنوانات پر مفید مضامین شائع [illegible]

[illegible] میگزین ، مفید اور کارآمد علمی رسالہ ہے ۔ ہمیں اُمید ہے کہ جناب حکیم خان پوری کی [illegible]

[illegible] آہنگ

تقطیع [illegible]، ضخامت ۲۰۲ صفحے ، قیمت تین رُپے ۔

پتہ : مکتبہ قصر الادب ، دفتر شاعر ، آگرہ ۔

حضرت سیاب اکبرآبادی کی ذات گرامی دنیائے شعر و ادب میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے ۔ آپ ہندستان کے ان چند [illegible] شعراء اور [illegible] میں سے ہیں جن پر ملک بجا طور پر فخر کر سکتا ہے اور زبان اردو کی ترقی کے سلسلہ میں جن کی خدمات جلیلہ کبھی فراموش [illegible] نہیں کی جا سکتیں ۔ حضرت سیاب کے کلام بلاغت نظام کا تازہ ترین مجموعہ " سازو آہنگ " کے نام سے شائع ہوا ہے ۔ اس سے پہلے [illegible] مجموعے " کار امروز " اور " کلیم عجم " کے نام سے شائع ہو چکے ہیں ، جن کو قدردانانِ علم و ادب نے سر آنکھوں پر جگہ دی [illegible] زیرِ نظر مجموعہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیاب نے اقوام کی بیداری ، وطنی اتحاد ، اخلاقی تعلیم اور معاشی اصلاح [illegible] وقتی موضوعات کو زیادہ ترجیحی نظر رکھا ہے ۔ سازو آہنگ پانچ ابواب پر مشتمل ہے ۔ اور ان ابواب کے عنوان ہی بتائے دیتے ہیں کہ دعوتِ فکر و عمل اور پُرجوش پیغامات کا کیسا بیش بہا ذخیرہ اس مجموعہ میں موجود ہے ۔ پہلا باب " نوائے عصر " ہے جس میں سیاست ، سیاحت اور وطنیت کے متعلق نظمیں ہیں ۔ دوسرا باب " صلائے تہذیب " ہے ، جس کی نظمیں مذہب ، اخلاق اور معاشرت سے تعلق رکھتی ہیں ؛ تیسرا باب " حدیثِ ادب " ہے ، جس میں شعر و ادب اور حکمت و فلسفہ کے جواہرات ہیں ۔ چوتھا باب " [illegible] و روح " معتقدات سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس میں ایک طرف عرفانِ الٰہی اور حضرت ابراہیمؑ و حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کے پیغامات اور حضرت سید المرسلینؐ کی آخری صدائے حق پر ولولہ انگیز نظمیں ہیں ، اور دوسری طرف سری کرشن کی بانسری اور کرشن سداما کی دوستی پر بھی فکر آرائیاں موجود ہیں اور گرو نانک کی شخصیت بھی نظرانداز نہیں کی گئی ہے ۔ پانچواں باب " نغمۂ معصوم " کے نام سے بچوں کے لیے دل کش اور سبق آموز نظموں پر مشتمل ہے ۔ الغرض مجموعی حیثیت سے " سازو آہنگ " ایک قابلِ قدر علمی و ادبی تحفہ ہے ۔ اس مجموعہ کی نظموں میں جس ایک بنیادی خیال کی جھلک دکھائی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت سیاب ہندستان کے اور تمام مسلمانوں کے ، بلکہ بنی نوعِ انسان کے شاندار ماضی کو مستقبل سے ہم آہنگ دیکھنا چاہتے ہیں ۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ اہلِ ذوق اس مجموعے سے استفادہ کریں گے ۔ (ا ۔ ف)

اتحادی افسانے

تقطیع [illegible]، ضخامت ۲۰۰ صفحے ، قیمت ایک رُپیہ ۔

پتہ : جناب مظفر حسین صاحب ، پرنسپل شاعری کالج ، پیسہ اخبار اسٹریٹ ، لاہور ۔

جناب حکیم مظفر حسین صاحب اظہر دہلوی نے تاریخ ہند کے بعض اخلاقی واقعات کو افسانوی لباس میں " اتحادی افسانے " کے نام سے پیش کیا ہے ۔ " اتحادی افسانے " حقیقت میں اتحاد اور ہمدردی کا ایسا مرقع ہیں جن سے نہ صرف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سیاسی کشمکشوں کے [illegible] انفرادی طور پر آپس میں کس طرح برادرانہ سلوک روا رکھتے تھے ، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی طور پر اکثر اوقات [illegible] عمل کیا گیا اور اس سے کیسے کیسے بہتر نتائج برآمد ہوئے ۔ اس مجموعہ میں بعض مشہور تاریخی واقعات بھی شامل ہیں لیکن [illegible] کی وہ مؤثر ہو گئے ہیں ۔ اظہر صاحب کا طریقِ عمل بھی بہت پسندیدہ ہے کہ اُنھوں نے افسانوی رنگ [illegible] کو قائم رکھا ہے اور خود واقعات کے انتخاب میں وسیع المشربی کا ثبوت دیا ہے ۔ طرزِ تحریر دلکش

اور اندازِ بیان سادہ ہے۔ کتابت کی غلطیاں البتہ بعض بعض جگہ کھٹکتی ہیں۔ [illegible]
خاص دھیان دیا جائے گا۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ، ۳ افسانوں کا [illegible]

مورّخ کے افسانے

تقطیع [illegible]، ضخامت ۱۳۰ [illegible]، قیمت ایک روپیہ۔

پتہ :- گل فروش پبلشنگ ہاؤس ، لال کنواں ، دہلی۔

جناب سید محمود مورّخ ایم۔ اے۔ ہماری زبان کے اچھے مترجم اور افسانہ نگار ہیں۔ ان کے [illegible] کو ساتھ پڑھے گئے ہیں۔ "مورّخ کے افسانے" ان کا افسانوں کا ایک تازہ مجموعہ ہے، جس میں تیرہ افسانے ہیں [illegible] سے دو تین افسانوں کو ہمیں دیکھنے کا موقع ملا۔ ہمارے خیال میں بہتر ہوتا کہ ان کو واقعہ کہا جاتا۔ افسانہ "کیمیا" کی بنیاد [illegible] بات پر رکھی گئی ہے جس کی وجہ سے "کیمیا" نہ افسانہ ہوا اور نہ واقعہ رہا۔ مورّخ کے افسانوں میں جن ذاتی تجربات زندگی کی [illegible] جاتی ہے۔ ان سے وہی لوگ پوری طرح لطف اندوز ہو سکتے ہیں جن کو ان کے حالات زندگی کا بھی علم ہو۔ لیکن اس میں کوئی شک [illegible] یہ تجربات افسانہ کا لباس پہن کر عام ناظرین کے لیے بھی دلچسپ اور شاید سبق آموز بھی ہو گئے ہیں۔ بہرحال مورّخ کے افسانے فائدہ اور دلچسپی سے کسی طرح خالی نہیں ہیں۔ شائقینِ ادب ان کا مطالعہ کر کے ضرور محظوظ ہوں گے۔ کتابت [illegible] اوپر کے پتے سے طلب فرمائیے۔

جامع الصنعت

تقطیع $\frac{20\times30}{16}$، ضخامت ۱۹۲ صفحے ، قیمت ایک روپیہ۔

پتہ :- مکتبہ زکریا ، کوچہ کاشغری ، دہلی۔

ہمارا ملک ایک زراعتی ملک ہے۔ صنعت و حرفت کا جو چرچا غیر زراعتی ملکوں کے ساتھ اکثر مخصوص ہوتا ہے وہ [illegible] میں کبھی نہیں ہوا اور نہ اب بہت سے اقتصادی تقاضوں کے باوجود ہمارے ملک میں کوئی خاص صنعتی یا حرفتی چہل پہل ہے [illegible] جن لوگوں کی نظریں مستقبل کے اقتصادی مسائل پر پہنچی ہوئی ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آنے والے زمانہ میں صنعت و حرفت میں ترقی کیے بغیر کسی ملک کا سربلند ہونا ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صنعت و حرفت کا مذاق عام کرنے کی جو کوشش [illegible] میں آجائے ہم اس کو سراہنے کے لیے تیار ہیں۔

اردو زبان میں صنعت و حرفت پر بہت سی کتابیں اور رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کتابوں میں بعض قابلِ [illegible] بھی ہیں۔ لیکن ان میں چند گنے چنے رسائل ہی ایسے ہوں گے جن میں عوام و خواص کی روزمرہ کی ضروریات کا بھی خیال رکھا گیا اور جن کی ترتیب بھی معقول ہو اور جو طباعت کے لحاظ سے بھی قابلِ قبول ہو۔ ان ہی چند رسالوں میں ایک "جامع الصنعت" بھی ہے۔

جامع الصنعت گیارہ ابواب پر منقسم ہے۔ ہر باب میں ذیلی عنوان بھی ہیں جن سے مطالعہ میں سہولت ہو [illegible] کے لحاظ سے جامع الصنعت واقعی قابلِ ستائش ہے۔ طباعت کا بھی اچھا اہتمام کیا گیا ہے۔ مطالب پر [illegible] ڈالنے سے معلوم ہوا کہ جناب مؤلف نے محض "بھرتی" سے کام نہیں لیا گیا ہے۔ بلکہ صنعتی [illegible] لیا ہے۔ اکثر صنعتی کتابوں میں یہ نقص ہوتا ہے کہ ان کی بتائی ہوئی ترکیبیں [illegible] اس عیب سے بھی پاک ہے۔ مؤلف نے ترکیبوں کے لیے صاف اور [illegible] مفید ہے۔ ہمیں امید ہے کہ [illegible]

[illegible] القرآن

[illegible] رسالہ [illegible]

تقطیع [illegible]، ضخامت ۱۴۴ صفحے، قیمت بارہ آنے۔

پتہ:- دفتر امت مسلمہ امرتسر (پنجاب)

مصنف نے اس رسالہ میں علم الفرائض کے مختلف اصولوں پر نکتہ چینی کی ہے اور ان چند اصولوں کو جو آج تک اس فن میں مسلمات [illegible] زیر بحث لا کر ناقابل قبول ٹھیرایا ہے۔ یہ رسالہ مصنف نے ۱۹۱۲ء میں شائع کیا تھا اور اس وقت اس کی اشاعت کا [illegible] ذیل الفاظ میں ظاہر کیا تھا:-

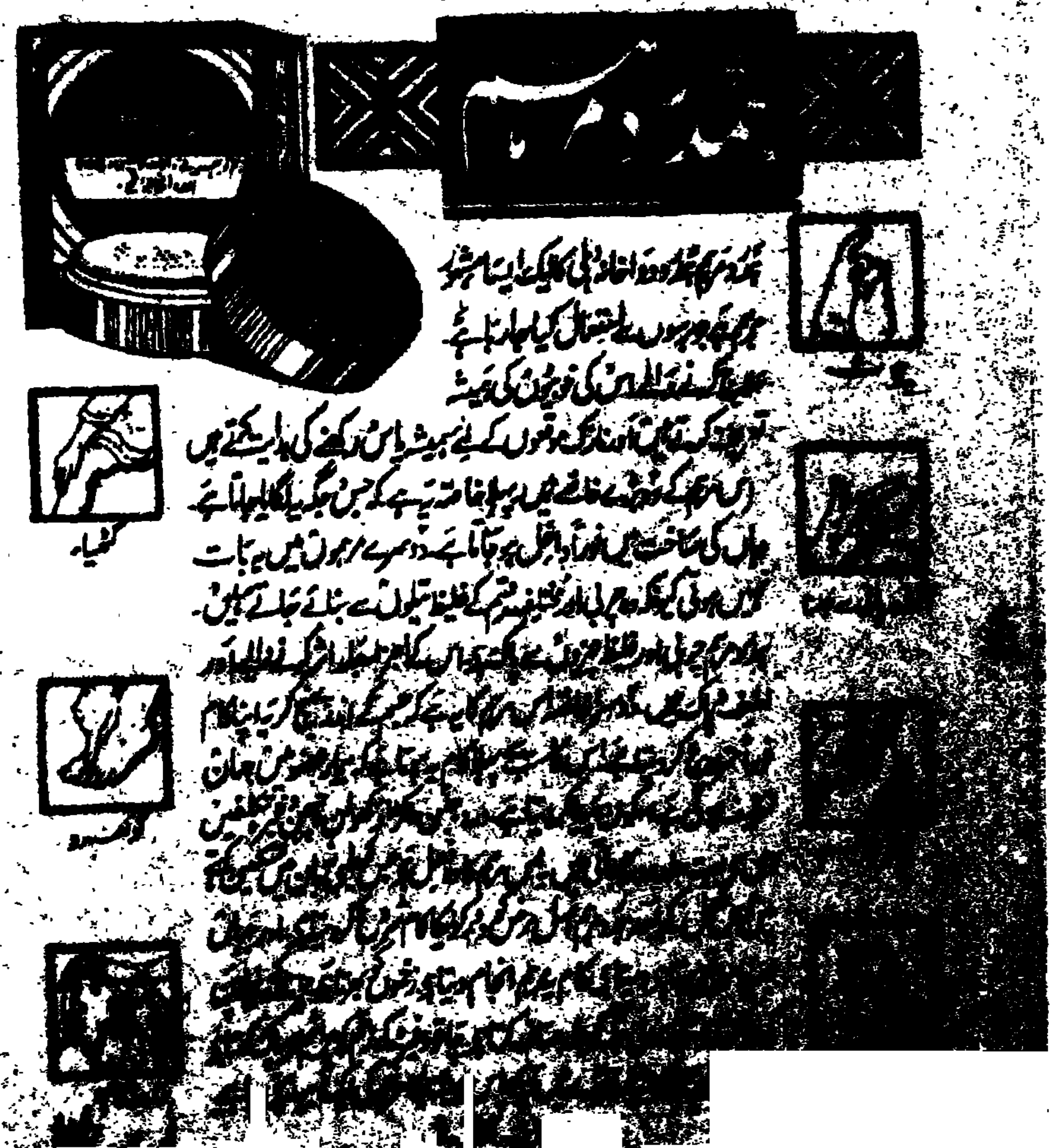
"برادران اسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر آپ مروجہ طریقہ تقسیم میراث کو معقول و با اصول ثابت کر سکتے ہیں تو ان [اعتراض]ات کے معقول جواب تحریر فرمائیں جو اس رسالہ میں پیش کیے گئے ہیں اور اگر آپ مروجہ تقسیم کو واقعی قابل اعتراض سمجھتے ہیں تو [ضر]وری ہے کہ کوئی اور معقول طریقہ پیش کریں، یا کمترین کے پیش کردہ طریق میں مناسب اصلاح فرمائیں اور اس میں جو نقص رہ گئے ہوں ان کو دور کر دیں۔ کمترین کو ہرگز ہرگز کوئی ضد اور تعصب مقصود نہیں ہے۔"

اس رسالہ کی اشاعت پر علماء نے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کر دیا تھا جو مصنف کو قدیم طرز تقسیم پر پیش آئے تھے۔ اس وقت تو رسالہ کی اشاعت کا کوئی صحیح محل نکل بھی سکتا تھا۔ لیکن اب مدت دراز کے بعد دوبارہ اس کی اشاعت غالباً غیر ضروری تھی۔

مصنف نے جن فوائد کو نمبر وار ذکر کیا ہے ان پر تفصیلی تبصرہ نہ ہمارا منصب ہے اور نہ وقت ہمیں اس کی اجازت دیتا ہے۔ البتہ چند باتیں مختصراً عرض ہیں۔

ورثہ کی تقسیم کے سلسلہ میں یہ امر غور طلب ہے کہ آیا محض رشتہ داری کو مد نظر رکھ کر سب رشتہ داروں پر برابر حصہ تقسیم کر دیا جائے یا کسی خاص ترتیب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ محض رشتہ داری کی بنا پر ترکہ کا استحقاق کسی ذی فہم کے نزدیک قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اب اگر رشتہ داروں میں کوئی خاص ترتیب ملحوظ ہے تو سوال یہ ہے کہ شریعت نے اس ترتیب کو اور ورثاء کی تقدیم و تاخیر کو محض عقل انسانی پر محول کیا ہے یا اس کے متعلق کچھ نصوص بیان فرمائی ہیں۔ قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اس سے صاف ظاہر ہے کہ رشتہ داروں میں قرب و بعد کا فیصلہ محض عوام الناس کی عقول پر محول نہیں ہے بلکہ علیم حکیم نے اس ترتیب کو خود قرآن پاک میں مختلف مواقع پر بیان فرما دیا ہے جس کی تشریح احادیث صحیحہ نے کی اور وہی ترتیب آج تک امت کا معمول رہی۔ اب اس کے بعد محض قیاس آرائی رہ جاتی ہے جو کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ بہرحال یہ رسالہ تحقیق سے خالی نہیں ہے۔ مسئلہ وراثت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے اس کا مطالعہ یقیناً مفید ہوگا۔ کتابت اور طباعت عمدہ ہے۔ (س۔ ح)


KULZAM
قلزم



جناب حکیم اکبر حسین صاحب الٰہ آبادی

[illegible] بے نظیر فرش اجزا :- زعفران، بہمن سفید، بسباسہ، درونج عقربی، ریوند خطائی ہر ایک ایک تولہ [illegible] دانہ الائچی خورد، دارچینی، قرنفل ہر ایک ایک تولہ۔ لسان کوڑیالہ، اندرجو شیریں، جوز الطیب ہر ایک تین تولے [illegible] تولے، بہمن سرخ ایک تولہ، کباب ایک تولہ، شقاقل مصری دو تولے، گل سرخ دو تولے، مغز فرنجمشک ۲ تولے [illegible] تولے، تخم ریحان ۲ تولے، تودری سرخ، تودری زرد دو دو تولے، گل ارمنی ایک تولہ، طباشیر ۲ تولے، ابریشم مقرض ۲ تولے [illegible] ایک تولہ، ایہ شتر اعرابی ۲ ماشے، کشتہ عقیق ایک تولہ، کشتہ نقرہ ایک تولہ، کشتہ طلا ۳ ماشے، کہلہ مدبر ۲ تولے افیون [illegible] تولے، یاقوت مدبر ایک تولہ، روغن قسب ۸ تولے، روغن زرد ایک پاؤ، عرق بید مشک ایک بوتل، عرق گلاب ایک بوتل۔

ترکیب تیاری :- تمام دواؤں کو علیحدہ علیحدہ باریک کرکے روغن زرد سے چرب کرلیں اور شہد مصفیٰ تین پاؤ، قند سفید [illegible] عرقیات میں قوام بنا کر اس میں شامل کر دیں۔

مقدار خوراک : اس معجون کی مقدار خوراک چونی سے ایک ماشہ تک ہے۔ بعض طبیعتوں میں اس سے اتنی گرمی و خشکی پیدا ہوتی ہے کہ تین سیر دودھ اور سوا پاؤ گھی روزانہ ہضم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ شراب وغیرہ منشیات کے عادی ہوں اُن کو ایک ماشہ سے ڈیڑھ [illegible] دے سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ ہرگز ہرگز نہ دی جائے۔

فوائد :- جن لوگوں کے اعضاء رئیسہ کمزور ہوں، رقت، سرعت کا عارضہ ہو یا باہ میں کمی ہو وہ پہلے جریان منی کو دور کرنے کے بعد اگر اس دوا کو استعمال کریں تو نفع عظیم ہوگا۔ میں سردیوں میں اس معجون کی ایک خوراک ایک چاول کشتہ سم الفار اور دو چاول کشتہ فولاد شامل کرکے دیا کرتا ہوں اس کے فوائد بہت جلد ظاہر ہوتے ہیں۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب آنریری مجسٹریٹ، جودھ پور

سفوف بے نظیر اجزا :- تال مکھانہ، بہلانہ، تخم بالنگو، موچرس، بیخ کوبخ ہر ایک دو تولے، ثعلب مصری، بہمن [illegible] تودری سرخ و سفید، عود صلیب ہر ایک چار تولے، سپاری چکنی، صمغ ببلاہ تین تین تولے، اکرکرہ ۲ تولے، تخم قرسندی پلو [illegible] دودھ ۱۰ تولے میں تر کریں اور سایہ میں خشک کرلیں۔ بعد میں کشتہ قلعی، کشتہ فولاد اور کشتہ عقیق ۶-۶ ماشے ملا [illegible] گائے کے دودھ کے ساتھ پھانک لیا کریں۔

فوائد :- جریان، احتلام، سرعت انزال، رقت منی، ضعف باہ اور ضعف اعضائے رئیسہ میں بے نظیر ہے۔ اور عورتوں [illegible]

[illegible] اجزا :- بہمن سفید، بہمن سرخ، انجبیل، بہیل، مغز پستہ، مغز فندق، تودری سرخ، تودری سفید [illegible] ہر ایک، سفید، مغز اخروٹ، مغز چلغوزہ، تخم سفید، دانہ انار شیریں، دانہ الائچی خورد، مغز بادام [illegible] شقاقل، ستاور، موصلی سنبل ہر ایک دو تولے۔

ترکیب تیاری :- تمام دواؤں کو کوٹ چھان لیں [illegible]
یک جان کر دیں۔ اوپر سے سبوس چھول [illegible] کشتہ قلعی [illegible]
ورق نقرہ اس پر لگا دیں۔

مقدار خوراک [illegible]
کر دیں۔ دوم [illegible]

[illegible]

فوائد [illegible]

اکسیر [illegible]

[illegible]

فوائد [illegible]

اکسیر [illegible]

فوائد :- [illegible]

سری رام انجن اجزاء [illegible]
زلشید [illegible] سات پال [illegible]

فوائد :- [illegible]
بے حد [illegible] کی حالت [illegible]

سفوف جریان اجزاء [illegible]
کشتہ قلعی برگ بھنگ [illegible]

فوائد :- [illegible]

سفوف جریان اجزاء [illegible]
کشتہ قلعی کشتہ مرجان [illegible]

فوائد :- [illegible]

تصدیق [illegible]
منیب باہ کے مریضوں پر آزمایا [illegible]

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لیے زود اثر اور اصولی نسخے

(مسلسل)

ازجناب حکیم وحافظ محمد قسیم الدین صاحب صدیقی "فاضل الطب والجراحت" کھاتولی

جلنا (حرق)

(۱) ست مازو ۵ رتی۔
پانی ۳ تولے

ماؤف مقام کو چاء کے جوشاندہ سے دھونا چاہیے اور مذکورہ سیال کو ہر گھنٹے یا آدھ گھنٹے کے بعد پچریری سے لگائیں۔ یہاں تک کہ ست مازو ایک موٹے پرت کی شکل میں نظر آنے لگے۔ ماؤف مقام کو بالکل کھلا رکھنا چاہیے۔ لیکن صدمہ کی حالت میں کھلا نہ رکھنا چاہیے۔ ہفتہ عشرہ بعد ست مازو کا انجماد چاء کے جوشاندے یا سیال کیمیں کے ذریعہ سے علیحدہ کردیں اور روغن جگر ماہی کی پٹی (ڈریسنگ) کریں۔ اگر زخم متعفن ہے تو ست مازو کا سیال آب کافور یا جوشاندہ برگ نیب میں تیار کریں۔

(۲) نشاستہ ایک تولہ
سہاگہ ایک تولہ

مقام ماؤف پر چھڑکیں۔

نوٹ:۔ یہ نسخہ امتلاء دموی میں مفید ہے۔

(۳) سفیدہ کاشغری ۳ ماشے
روغن یوکلپٹس ۶ ماشے
مرہم سادہ ۳ تولے

یہ مرہم درجہ دوم اور سوم کے لیے نہایت عمدہ ہے۔

نوٹ:۔ جلے ہوئے مقامات پر جلن بہت زیادہ ہوا کرتی ہے۔ یہ اذیت جلدی اعصاب کے متاثر ہونے سے ہوتی ہے۔ مرہم پٹی کردینے سے اس تکلیف میں سکون ہوجاتا ہے۔ مندرجہ ذیل نسخہ سوزش دور کرنے کے لیے عجیب الاثر ہے۔

کلورسے ٹون ۵ رتی
روغن نارجیل ۳ تولے

خارش

(۱) گندک ماشے
جوکھار ۳ ماشے
مرہم سادہ ۳ تولے

(۲) گندک ۶ ماشے
کمیلہ ۱ تولہ

مقام ماؤف پر چھڑکیں۔

(۳) گندک ۳ ماشے
روغن کنجد ۳ تولے

ایکزیما حاد

(۱) سفوف املاح ۴ رتی
عرق مصفی ۳ تولے

دن میں دو بار پلائیں۔

نوٹ:۔ کہاردوائیں ایکزیما حاد میں مفید ثابت ہوتی ہیں۔

(۲) نشاستہ ۳ ماشے
سفیدہ کاشغری ۳ ماشے
مرہم سادہ ۳ تولے

ایکزیما مزمن

(۱) جوہر سین ½ چاول
معجون عشبہ ۳ ماشے

دن میں دو بار بعد غذا کھلائیں۔

(۲) گیرک ۶ ماشے
سہاگہ ۶ ماشے

لیموں کے رس میں پیس کر ضماد کریں۔

(۳) نوشادر ۳ ماشے
آب پیاز بقدر حاجت

ضماد کریں۔

(۴) سفیدہ کاشغری ۳ ماشے
مرہم سیاب ۳ تولے

یہ مرکب بہت مفید ہے۔

اوُرُنگ سرنبی

رسوت ۱ ماشہ
سفیدہ کاشغری ۱ ماشہ
مرہم سادہ ۱ تولہ

نوٹ:۔ اس مرہم کے استعمال سے پہلے مرہم توتیا لگائیں تاکہ زخم صاف ہوجائے۔

عنان

نشاستہ ۶ ماشے
کافور ۳ ماشے
سفیدہ کاشغری ۳ ماشے

آبلوں پر چھڑکیں۔

نوٹ:۔ بعض اوقات جسم کے مختلف مقامات پر آبلے خوشوں اور گچھوں کی شکل میں نمایاں ہوجاتے ہیں۔ ان میں سوزش اور جلن بھی ہوتی ہے۔ لوگ اس شکایت کو مکڑی لے جانے کے نام سے خوب جانتے ہیں۔ لیکن ایک معالج کو اگر مکڑی کی "ہسٹری" نہیں ملتی ہے تو نمنہ کو ضرور یاد کرلینا چاہیے۔ ابرو، پسلیاں، ہونٹ اور عضو تناسل اس کے مخصوص مقامات وقوع ہیں۔

زخم

(۱) سفیدہ کاشغری ۳ ماشے
مرہم سادہ ۳ تولے

(۲) (کہنہ) کات سفید ۳ ماشے
موم ۶ ماشے
شہد ۱ تولے

(۳) (کہنہ رطوبی) بیضہ سابیدہ ۳ ماشے
کات سفید ۳ ماشے
مرہم سادہ ۳ تولے

(۴) (متعفن) سہاگہ ۱۰ رتی
آب کافور ۳ تولے

ڈریسنگ کریں۔

قرحہ غیر ملتئمہ

فل فل سرخ سائیدہ	۲ ماشے
مرہم سادہ	۳ تولے

نوٹ:- یہ مرہم خلیات بشریہ کی افزائش اور تحریک کے لیے نہایت مفید ہے جو قرح (زخم) الفراش (زخم بستری) اور ان تمام زخموں میں فائدہ مند ہے جن کا التیام بہت سست ہو رہا ہو۔ اس مرہم کو صرف زخم کی بڑھتی ہوئی بشری ساختوں کے کنارے پر لگانا چاہیے۔ یہ مرہم سکارلیٹ ریڈ آئنٹ منٹ کا بہترین بدل ہے۔

مرہم مہیج

مرچ سرخ	۲ ماشے
کافور	۶ ماشے
روغن تارپین	۶ ماشے
روغن جال گوٹہ	۲ بوندیں
مرہم سادہ	۳ تولے

یہ مرہم عمل امالہ کے لیے بہترین ہے اور ضماد خردل کی جگہ کامیابی اور نفاست کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے اثرات سے مقامی احتقان الدم پیدا ہو جاتا ہے۔ نیز عصبی اور عضلی دردوں میں مفید ہے۔ ضعف باہ کے مریضوں میں نہایت مؤثر اور محرک طلا کا فائدہ بخشتا ہے۔

امراض جلدی

روح نیب	۳۰ ماشے
شربت سنا	۲ تولے
پانی	۳ تولے

نوٹ:- نیب کی کیمیاوی ترکیب میں گندک موجود ہے جو بلا شبہ دافع عفونت اور معدل خواص رکھتی ہے۔

امراض جلد والتہابات

شیرہ تخم کاہو	۳ ماشے
شیرہ عناب	۴ دانے
شربت مصفی	۳ تولے

سفوف مصفی

(۱) عشبہ	۲ تولے
صندل سرخ	۶ ماشے
برگ سنا	۶ ماشے
گل سرخ	۶ ماشے
ہلیلہ زرد	۶ ماشے

خوراک ۶ ماشے صبح و شام

(۲) گندک مصفی	۱ حصہ
الائچی خورد	۲ حصے

خوراک ۲ ماشے

معجون مصفی

گل سرخ	۵ تولے
عشبہ مغربی	۵ تولے
صندل سفید	۵ تولے
صندل سرخ	۵ تولے
برگ سنا	۵ تولے
شہد خالص	۱۵ تولے

خوراک چائے کا ایک چمچہ۔

فساد خون

(۱) برگ نیب	ایک عدد
فل فل سیاہ	۵ دانے

پانی میں پیس کر پلائیں۔ بگمند ایری طرح سے بہتر ہے۔
خارش اور ایگزیما میں نہایت نافع ہے۔

(۲) صندل سفید	۳ تولے
صندل سرخ	۳ تولے
برادہ شیشم	۳ تولے
عناب	۳ تولے
گل سرخ	۳ تولے
قند سفید	ایک سیر

شربت بنائیں۔ خوراک ۲ تولے۔

(۳) پوست نیب	۲ تولے
چرائتہ	۲ تولے
کشنیز خشک	۲ تولے
برگ شاہترہ	۲ تولے
صندل سفید	۲ تولے
صندل سرخ	۲ تولے

سفوف بنائیں۔
خوراک ۶ ماشے۔

(باقی)

رُوداد مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ دہلی

دق و سل

حالات مریضہ نمبر ۲۵۳۴۴/۹۰۶۲

"میری بڑی لڑکی کو پانچ برس ہوئے دق کی بیماری شروع ہو گئی ہے۔ اب یہ حالت ہے کہ کبھی دست آتے ہیں کبھی بجش ہو جاتی ہے۔ مقامی ڈاکٹر صاحبان اور حکیم صاحبان نے فرما دیا ہے تیسرے درجہ کی دق ہے۔ اب چند روز کی مہمان ہے۔ ایک طرف کا پھیپھڑا بالکل ختم ہو گیا ہے۔ پیٹ میں نفخ رہتا ہے۔ کمزور بہت ہے۔ غرض عجیب کش مکش میں جان ہے۔ اس کی ماں کا انتقال بھی اسی مرض میں ہوا تھا۔ ہاں، اس کو ایام نہیں ہوتے۔ سفید رطوبت جاری رہتی ہے۔"

تشخیص ظاہر ہے۔ مندرجۂ ذیل علاج کیا گیا۔

علاج (صبح) قرص سحر ایک عدد کو ۱ رالجیات مقوی کے ساتھ کھائیں۔
(سہ پہر) مالتی بسنت ایک قرص کو معجون سنگ دانہ مرغ ۹ ماشہ میں رکھ کر کھائیں۔
(بعد غذا) انوشدارو لولوی ۶ ماشے دونوں وقت کھائیں۔

حالات مابعد "بحمد اللہ آپ کی دوا اور دعا سے میری لڑکی رو بہ صحت ہے۔ ہمارے مہربان ڈاکٹر صاحب نے، جو اس مرض کے علاج کے ماہر ہیں، ہمدردی سے علاج کیا۔ لیکن جب دست بار بار آنے لگے تو انھوں نے حکم لگا دیا تھا کہ مریضہ زیادہ سے زیادہ ایک دو ہفتہ کی مہمان ہے۔ اور یہ الفاظ صاف صاف فرمائے گئے۔ آخر ش جناب کے ہاں فقیر نے اپیل کیا۔ آپ کی دوائیں آئیں، استعمال کرائی گئیں۔ آج ہر شخص بچی کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ بیماری نصف سے زیادہ دور ہو چکی ہے میں احسان مند ہوں اور یہاں کا بچہ بچہ دست بدعا ہے۔

ڈاکٹر صاحبان اور حکیم صاحبان کو جو جواب دے چکے تھے ہم نے مریضہ کو پھر دکھایا۔ حیرت سے کہنے لگے کس کا علاج کیا کہ تین حصہ بیماری جاتی رہی۔ فقیر نے جناب کے ہاں کی فہرست اور نسخہ وغیرہ پیش کیا۔ سبھوں نے بہت ہی تعجب کیا اور نسخہ کی نقل اور فہرست لے گئے۔"

احتلام

حالات مریض نمبر ۳۲۹۶۶/۴۰۹۶

"مجھے سب سے بڑی شکایت کثرت احتلام کی ہے۔ پیشاب کے راستے سے بھی قطرے آتے ہیں۔ بال میں پہلے حد کی آ گئی ہے عضو لاغر اور ٹیڑھا ہے۔ اور یہ سب کچھ اسی لیے ہے کہ میں غیر فطری فعل کرتا رہا۔ بھوک بالکل نہیں لگتی۔"

تشخیص ظاہر ہے۔ علاج یہ کیا گیا۔

علاج (صبح) سفوف عجیب ۶ ماشے دودھ کے ساتھ پھانکیں۔
(رات) قرص قلعی ایک عدد کو ۶ ماشے لبوب کبیر میں رکھ کر کھائیں۔
(مقامی) : دوائے نکور۔ طلائے کیمیا تاثیر

حالات مابعد "آپ کی دواؤں سے بہت فائدہ ہوا۔ احتلام جو رات میں ایک یا دو بار ضرور ہو جاتا تھا اب بالکل بند ہے۔ اور پیشاب کے بعد جو رطوبت آتی تھی وہ بھی بند ہو گئی۔ عضو تناسل میں جو کچھ لاغری اور کوتاہی تھی وہ بھی زائل ہو گئی اور طاقت بھی آ گئی ہے۔ چاہتا ہوں کہ عضو میں اور سختی آئے۔"

(مجلس نے صبح حب جالینوس ۲ عدد اور رات کو حب عنبر مومیائی ایک عدد کو لبوب کبیر ۶ ماشے میں رکھ کر کھانے کی ہدایت کی۔)

سیلان الرحم

حالات مریضہ نمبر ۲۰۳۱۰۱/۳۸۵۸

"میری اہلیہ کو دو سال سے سیلان الرحم کی شکایت ہے۔ علی الصباح جب بستر سے اٹھتی ہیں تو کمر میں ناقابل برداشت درد ہوتا ہے۔ پیشاب سوزش کے ساتھ کم مقدار میں آتا ہے۔ ان کو انگڑائیاں بھی بہت آتی ہیں۔"

تشخیص مجلس نے رحم کی غشائے مخاطی کا مزمن ورم تشخیص کیا اور سیلان کا سبب گردانا۔

علاج (رات) حب مروارید ایک عدد کو معجون سپاری پاک ۹ ماشہ میں رکھ کر کھائیں۔ اوپر سے دودھ پی لیں۔
(بعد غذا) شربت اکسیر خاص ۱۔ تولہ دونوں وقت چاٹ لیا کریں۔

حالات مابعد "آپ کی دوائیں مریضہ کو استعمال کرائی گئیں۔ ان سے سفید رطوبت جو دو سال سے آتی تھی بند ہو گئی ہے۔ مریضہ تندرست ہیں۔"

صنعت

گلیسرین کی تیاری

موجودہ صدی کے آغاز سے گلیسرین کی قدر و اہمیت غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے۔ دنیا کے ہر حصہ میں اس کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ اور متمدن ممالک میں صرف ڈائنامیٹ کی تیاری، پہاڑوں میں سرنگ لگانے یا کانوں کو اڑانے ہی کے لیے اس کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ دواؤں وغیرہ مفید چیزوں کی تیاری میں بھی اس کی مانگ زیادہ ہے۔ چوں کہ فنون آتش گیر مادوں کی تیاری میں گلیسرین کی ضرورت بہت اہم ہے اس لیے متمدن ممالک کے لیے اس کی تیاری ایک قومی مسئلہ کی اہمیت رکھتی ہے۔

گلیسرین کو سب سے پہلے ۱۷۷۹ء میں سویڈن کے ایک کیمسٹ شیلی نے روغن زیتون کے متعلق چند تجربات کے سلسلہ میں دریافت کیا تھا۔ اس دریافت کے پچاس سال بعد تک گلیسرین بہت کم مقدار میں صرف طبی اور سائنسی ضروریات کے لیے شیلی کے دریافت کردہ طریقوں کے مطابق تیار ہوتی رہی لیکن جب دنیا میں اس کی ضرورت عام ہوئی تو اس کی تیاری کا طریقہ بھی بدل گیا۔ شیرول نے جب یہ دریافت کیا کہ چربی مونو کاربوکسیلک ایسڈ اور ٹرائی ہائیڈرک الکحل گلیسرول سے مرکب ہے تو سب سے پہلے مومی بتی بنانے والوں نے اپنی بتیوں کے لیے چربی صاف کر کے ایسڈ اور گلیسرین کو علیحدہ کرنے کی کوشش کی۔

اب گلیسرین کو حاصل کرنے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ عام طریقہ یہی ہے کہ چربی کو صاف کیا جائے۔ اور اس صفائی کے لیے صابن، کاسٹک سوڈا یا ملک آف لائم زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ تجارتی مقاصد کے لیے گلیسرین زیادہ تر اسی طریقہ سے تیار کی جاتی ہے۔

صابن، جو اس صنعت کا خاص ماحصل ہے، مارکیٹ میں اس کی قیمت ہائیڈروجنیٹڈ چربی سے زیادہ رواج پا گئی ہے۔ گلیسرین کی تیاری میں جو نئے طریقے استعمال کیے جاتے ہیں ان کی وجہ سے دوسری ضمنی مصنوعات کی قیمت بھی گر گئی ہے۔ اسی وجہ سے گلیسرین واٹر کو عام طور پر صابن کے چھوٹے دوکان دار اپنی بے کارلائی سے حاصل نہیں کرتے۔

صابن یا مومی بتیوں کی تیاری کے لیے جو چربی ملک آف لائم سے صاف کی جاتی ہے اس میں گلیسرین اور چربی کے تیزابات تقریباً برابر مقدار میں ہوتے ہیں۔ یہی صورت کاسٹک سوڈا اور پوٹاش کے ذریعہ سے صاف کرنے کی بھی ہوتی ہے۔ یہ طریقہ چھوٹے چھوٹے کارخانہ داروں کے لیے بہت مفید ہے اور آسان ہے۔ انگلستان میں مومی بتیوں کے جو چھوٹے کارخانے ہیں وہ گلیسرین حاصل کرنے کا کام نہیں کرتے، بلکہ اس کے لیے کسی بڑے کارخانہ کی مدد لیتے ہیں۔

جب صرف چربی کو صاف تیزاب تیار کرنا ہو تو چربی کو بھاپ کے ذریعہ سے میگنیشیم اوکسائڈ یا زنک اوکسائڈ کی مدد سے "ہائیڈرولائزڈ" کر لیتے ہیں۔ اس طریقہ میں دو سو ڈگری سنٹی گریڈ تک درجۂ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ۱۵۰ ڈگری سے کم درجۂ حرارت پر چربی صاف نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس درجۂ حرارت پر بھی چربی کے تیزابوں کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح چربی کو گلیسرین اور تیزاب میں پانی اور ہائیڈرولیٹک انزائمی یا لپیسے سے بھی منتقل کیا جا سکتا ہے۔ انزائمی یا لپیسے کو قدرت نے نباتات میں زیادہ تقسیم کیا ہے اور بعض ان بیجوں میں جن میں روغنیت زیادہ ہوتی ہے اس کی مقدار زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس سے زیادہ قوت کا گلیسرین واٹر دست یاب ہوتا ہے، یعنی ۹۰ فی صدی سے ۹۵ فی صدی تک کا۔ اگر چربی معمولی قسم کی استعمال کی جائے تو گلیسرین بھی ادنیٰ قسم کی دست یاب ہوتی ہے۔ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں تیل نکالنے کے لیے بیج زیادہ اور ارزاں مل جاتے ہیں، انزائمی کا ذخیرہ غیر محدود ہے اور گرم آب و ہوا ہونے کی وجہ سے معمولی درجۂ حرارت میں نہیں مل سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہندوستان میں گلیسرین کی تیاری وسیع پیمانہ پر شروع کی جائے کیوں کہ اس تجارت کے لیے میدان بہت وسیع ہے۔

پہلی جنگ یورپ سے پہلے تک گلیسرین زیادہ تر چربی کے ذرائع سے تیار کی جاتی تھی اور اگرچہ اس کی قیمت برابر بڑھتی جاتی تھی لیکن مصنوعات کے لحاظ سے اس کی حیثیت بالکل ضمنی تھی۔ گزشتہ جنگ کے بعد سے لوگوں کے دلوں میں اس خیال کو زیادہ نشو و نما حاصل ہوا کہ گلیسرین کی تیاری کے لیے کاربوہائیڈریٹ کو چربی پر ترجیح دی جائے۔ چناں چہ اس کے بعد ہی پروفیسر نیوبرگ نے یہ نظریہ پیش کیا کہ گلیوکوس کو گرم کرنے کے معمولی طریقوں میں اگر کچھ تبدیلیاں کر دی جائیں تو گلیسرین دست یاب ہو سکتی ہے۔

جوابات

(۱) **رسوب وغیرہ** :- (ا) آپ اپنے پیشاب کا باقاعدہ خوردبینی اور کیمیاوی امتحان کرائیے۔ ممکن ہے پیشاب میں شکر آتی یا گردوں سے کوئی مخصوص مادہ خارج ہوتا ہو۔ کثرت احتلام کے لیے آپ چند روز تک روزانہ تین مرتبہ پٹاسیم برومائیڈ دس دس گر کی مقدار میں استعمال کیجیے۔ جب یہ کثرت جاتی رہے تو پھر اعصاب کو قوت دینے والی دواؤں کا استعمال مناسب ہوگا۔ (ڈاکٹر)

(ب) آپ نے پیشاب میں شکر آنے کے متعلق کچھ نہیں لکھا، لیکن پیاس کا زیادہ لگنا اور مریض کا روز بروز گھلتے جانا اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ پیشاب میں شکر آتی ہے۔ بہتر تھا کہ آپ پیشاب کا کیمیاوی امتحان کرا کے اس کے متعلق بھی لکھ دیتے۔ آپ مریض کو روزانہ صبح کو (ہبرڈی) ایک عدد چپاتی کے ساتھ کھلائیے اور بعد غذا معجون مقوی معدہ ۶-۶ ماشے دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) افیون ایک حصہ، کافور ایک حصہ، گیلک ایسڈ (جوہر مازو) دو حصے، ست بہروزہ چار حصے۔ سب کو پیس کر چنے برابر گولیاں بنائیں۔ صبح ہی صبح دو گولیاں کھا کر اوپر سے دو گھونٹ پانی پییں۔ شام کو سبوس اسپغول ایک تولہ کی شیر گاؤ میں کھیر بنا کر کھایا کریں۔ چند دن کے استعمال سے انشاء اللہ شکایات جاتی رہیں گی۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۲) **زکام** (ا) بہتر ہو کہ آپ اپنے صاحب زادے کے "اینٹی کٹارل ویکسین" کے انجکشن لگوادیں اور کیلسیم اور کاڈ لیور آئل کا ایک عرصہ تک استعمال کرائیں۔ اگر قبض رہتا ہو تو اسے ضرور دور کردیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے لڑکے کو رات کے وقت اطریفل زمانی ۶ ماشے اور صبح کو قرص مرجان جواہر والا ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھلائیے اور بعد غذا جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے دونوں وقت دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) صدف کے اندرونی حصہ کی کھرچن جو سفید چمک دار ہوتی ہو، ایک ماشہ، طباشیر دو ماشے، دانہ الائچی خورد ۳ ماشے، ورق نقرہ ۳ عدد چھ گھنٹے کھرل کر کے شیشی میں محفوظ رکھیں۔ تخم خشخاش دو ماشے، مغز بادام شیریں پانچ عدد، دانہ الائچی خورد نصف ماشے، مصری ڈیڑھ تولہ پانی میں پیس کر مکھن دو تولے سے داغیں اور اس میں شیشی والا سفوف چار رتی ملا کر استعمال کریں۔ یہ ایک خوراک ہے۔ اسی طرح روزانہ تیار کر کے دو تین ہفتے استعمال کرنا چاہیے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) جوشاندہ اولیہ استعمال کیجیے۔ یا یہ دوا بنائیں :- گل بنفشہ پانچ تولے کو پانی میں جوش دیں اور چھان لیں۔ اس کے بعد بیس تولہ مصری کا قوام بنا کر اس میں یہ پانی شامل کردیں۔ ساتھ ہی مغز بادام شیریں مقشر ۵ تولے کو گھی میں بریاں کر کے ملادیں۔ ٹھنڈا ہو جانے پر دانہ الائچی خورد، طباشیر، ملیٹھی مقشر، فل فل دراز، شکر تیغال، کاکڑا سنگی، ست گلو، مومیائی کانی، گل بنفشہ، نمک سیاہ، سہاگہ بریاں ۱۱ ۶ ماشے کوٹ چھان کر ملالیں۔ اس چٹنی کو ۳-۳ ماشے صبح و شام چٹائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(ہ) کشتہ مرجان دو رتی خمیرہ گاؤزبان ایک تولہ میں ملا کر صبح و شام کھلائیں۔ رات کو سوتے وقت مربی ہلیلہ کلاں دھو کر کھلائیں۔

(حکیم فتح محمد خاں)

(۳) **موتیا بند وغیرہ** :- (ا) آپ کسی ماہر امراض چشم سے مشورہ کیجیے، اندیشہ ہو کہ سبز موتیا بند نہ ہو۔ کتب بینی یک لخت ترک کردیجیے اور اگر ماہر امراض چشم کی رائے ہو تو چشمہ استعمال کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) رات کو اطریفل مقل نو ماشے کھائیں اور صبح کو قرص مرجان جواہر والا ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر استعمال کریں۔ بعد غذا جوارش جالینوس دونوں وقت کھا لیا کریں اور کحل چکنی دوا سرسوں کے دانہ برابر دو قطرے پانی میں حل کر کے آنکھوں میں لگائیے۔

(حکیم عبدالواحد)

(ج) نار مشک دو ماشے، کنجد مقشر دو ماشے، گھی چار ماشے، نبات آٹھ ماشے۔ دواؤں کو باریک کر کے گھی میں ملا کر صبح ہی صبح کھائیں۔ اسی طرح روزانہ استعمال کریں۔ تمباکو خوردنی تیز و تند ایک حصہ، شہد خالص درخت نرگس والا چار حصے خوب کھرل کر کے سلائی سے لگایا کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۴) **بول فی الفراش** :- (ا) لڑکی کو زجر و توبیخ نہ کیجیے۔ کوشش کیجیے کہ دواؤں اور عمدہ غذاؤں کی مدد سے اس کی عام

تن درستی بہتر ہو جائے۔ اعصاب میں قوت آجانے پر یہ عادت جاتی رہے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس لڑکی کو معجون ماسک البول ۳ ماشے صبح کو اور معجون کندر ۳ ماشے رات کو، اور جوارش جالینوس ۳-۳ ماشے بعد غذا کھلا دیا کریں۔ اور کم از کم ایک مہینے تک برابر کھلاتے رہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) دارچینی سائیدہ ایک ماشہ صبح ہی صبح پانی سے پھنکائیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۵) **یرقان وغیرہ**:- (ا) آپ اپنے خون کا امتحان کرائیے اور معلوم کیجیے کہ طحال بڑھ جانے کا سبب ملیریا ہے یا کالا آزار۔ اگر ملیریا اس کا سبب ہو تو کونین اور "ایبے ٹین" کے انجکشن لگوائیے۔ اگر کالا آزار ہے تو اس کے مخصوص انجکشن استعمال کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) گندک آملہ سار مصفیٰ، جوکھار، شورہ قلمی، نوشادر، ریوند چینی، کھار نونی ہر ایک چھ ماشے لے کر سفوف بنائیں۔ روزانہ صبح کو ایک ماشہ گلائے کی چھاچھ کے ساتھ پھانکیں۔ اور شام کو ایک ماشہ سفوف چاٹ کر عرق بادیان عرق کاسنی ہر ایک ۶ تولے سکنجبین دو تولے ملا کر پئیں۔ یرقان کے لیے نہایت مفید دوا ہے۔ طحال کو بھی تحلیل کرتی ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آپ ارنڈ خربوزہ (پپیتہ) کھانا کھانے کے بعد کھایا کریں اور مغز گھی کوار مقشر دو تولے میں نوشادر سائیدہ دو ماشے ملا کر صبح ہی صبح کھائیں۔ پیٹ کے اوپر مرہم داخلیون کا ضماد کریں۔ (حکیم نفیر احمد)

(۶) **دمہ**:- (ا) دمہ کے متعلق ہماری زبان میں یہ مقولہ مشہور ہے کہ دمہ دم کے ساتھ۔ یہ مقولہ اگر بالکل صحیح نہیں تو قریب قریب صحیح ضرور ہے۔ دمہ کے اگر صحیح اسباب معلوم ہو جائیں تو بسا اوقات بالکل آرام ہو جاتا ہے۔ آپ کے بیان میں صرف اتنی سی تفصیل ہے کہ آپ کو جب زکام ہوا تھا اور وہ دمہ میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اس سے کسی طرح بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ دمہ کے اسباب کیا ہیں۔ میرے خیال میں آپ کسی ہوشیار اور تجربہ کار معالج سے رجوع کیجیے۔ جو آپ کو اچھی طرح دیکھ کر مناسب نسخہ تجویز کرے گا۔ آپ کو دیکھے بغیر تو بس اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ دو ایک پیٹنٹ دواؤں کے نام لکھ دیے جائیں جو دورے کو روکنے میں مفید ثابت ہوئی ہیں۔ "ایفیلون" اور "ایفیڈرین" اس مقصد کے لیے بہت قابلِ اعتبار دوائیں ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) "اکسیر سعال" ایک قرص شہد خالص ایک تولہ میں ملا کر رات کو چاٹ لیا کریں۔ اور صبح کو قرص برگ ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کشتہ شاخ گوزن شیر آک والا ۲ رتی صبح اور شام کو مکھن ڈھائی تولے میں رکھ کر نگل جائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۷) **گٹھیا**:- (ا) آپ نے یہ تحریر نہ فرمایا کہ آتشک اور سوزاک جو آپ کو ہوئے تھے ان کا آپ نے کیا علاج کرایا تھا اور یہ امراض دور ہو گئے تھے یا نہیں۔ اب آپ کو گٹھیا ہو گیا ہے اور چونکہ گٹھیا آتشک کے نتیجے سے بھی ہو سکتا ہے اور سوزاک کے نتیجہ سے بھی۔ اس لیے دقت یہ محسوس ہو رہی ہے کہ آپ کو سوزاک کے لیے علاج بتایا جائے یا آتشک کے لیے۔ اگر آپ اپنے پیشاب اور اپنے خون کا امتحان کرا لیں تو صحیح طور معلوم ہو جائے گا کہ کون سا ایک مرض یا دونوں امراض موجود ہیں۔ سوزاک کے لیے "یولیرون" ایک بہت ہی عمدہ دوا ہے اور اس کی گولیاں کھانے سے شکایت بالکل جاتی رہتی ہے۔ آتشک کے لیے "نیو سیلورسن" یا "سلف آرسینول" کے انجکشن بہت فائدہ کریں گے۔ مقامی طور پر کسی تجربہ کار معالج سے مشورہ کر لیجیے اور حسبِ ضرورت یہ دوائیں استعمال کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) رات کو معجون عشبہ نو ماشے اور صبح کو معجون چوب چینی نو ماشے پانی کے ساتھ کھائیں۔ بعد غذا جوارش جالینوس چھ چھ ماشے دونوں وقت کھا لیا کریں۔ ان دواؤں کو تین چار ہفتے تک برابر کھاتے رہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) اسگند ناگوری سائیدہ ۳ ماشے، سورنجان شیریں سائیدہ ایک ماشہ، مشک خالص ایک چاول۔ ان کو سوا تولے گھی اور شکر حسبِ ضرورت میں ملا کر صبح کھائیں۔ اگر گرمی و خشکی نہ معلوم ہو تو شام کو بھی کھائیں۔ دوا کا استعمال کم سے کم ایک مہینہ جاری رکھیں۔ (حکیم اکبر حسین)

(د) مطبوخ ہفت روزہ حسبِ دستور استعمال کریں۔ اس سے فارغ ہو کر روزانہ کشتہ سم دعاتہ نشین ایک چاول مکھن میں ملا کر کھائیں۔

(حکیم لالہ سری رام دو ساجھ)

(۸) **رعشہ**:- (ا) رعشہ اعصاب کی کمزوری کی علامت ہے چند روز یہ علاج کیجیے:۔
ایسٹن سیرپ ۱۰ بوندیں، لائکر آرسینی کیلس ۲ بوندیں، میگنیشیا سلفاس ایک ڈرام، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے۔ یہ ایک خوراک ہے ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا استعمال کیا کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) "مفرح مشکیں" ایک ماشہ صبح کو دودھ میں ملا کر پییں۔ اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت معجون لؤلؤی ڈیڑھ ماشے جوارش جالینوس ۶ ماشے میں ملا کر کھالیا کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۹) **زخمِ رخسار**:- (ا) بغیر دیکھے کوئی مفید مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس کا علاج عملِ جراحی سے ہی ہوسکتا ہے، کسی ماہر سرجن کی طرف رجوع کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۰) **میعادی بخار کا اصولِ علاج**:- (ا) میعادی بخار بالعموم موتی جھرا بخار کو کہتے ہیں جس کا نام انگریزی طب میں ٹائی فائڈ فیور ہے۔ آپ کا سوال کچھ عجیب سا ہے۔ آپ اس کے متعلق اصولِ علاج دریافت فرمانا چاہتے ہیں۔ لیکن جہاں تک اصولِ علاج کا تعلق ہے وہ تو ہر بخار کے متعلق تقریباً ایک ہی ہے۔ یعنی مریض کو آرام سے بستر پر دراز رکھنا۔ دواؤں کی مدد سے اس کے بخار کو کم کرنا۔ غذا میں سادہ اور زود ہضم دینا، اگر کوئی دوسرا مرض مثلاً نمونیا شامل ہو جائے تو اس کا علاج کرنا۔ مریض کے قلب کی طاقت کو تاحدِ امکان بحال رکھنا تاکہ وہ آسانی سے اتنے لمبے عرصہ تک بحالتِ بخار کام کرنے کی وجہ سے تکان زدہ اور مفلوج نہ ہوجائے اور مریض کو اس قسم کی غذائیں دینا کہ اس کے معدہ اور آنتوں پر کبھی بار نہ پڑے اور جسم کو تقویت بھی پہنچتی رہے۔ یہ تو علاج کے عام اصول ہیں۔ لیکن موتی جھرا بخار میں چونکہ آنتیں ماؤف ہوتی ہیں اور سخت یا ثقیل غذا سے ان میں زخم یا سوراخ ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے اس لیے غذا کے متعلق بدرجۂ غایت احتیاط ملحوظ رکھنی پڑتی ہے اور تاحدِ امکان مریض کو سوائے دودھ کو پھاڑ کر علیحدہ کیے ہوئے پانی کے کچھ نہیں دیا جاتا۔ اس بخار کے علاج میں دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس بات کی انتہائی کوشش کی جاتی ہے کہ ۱۰۳ درجہ سے بخار بڑھنے نہ پائے اور بڑھتے ہوئے بخار کو اس طرح کم کیا جاتا ہے کہ مریض کے سر پر برف یا سرد پانی میں تر کیا ہوا کپڑا ہر وقت رکھا جائے اور جس وقت بھی بخار ۱۰۳ یا اس سے زیادہ درجے پر پہنچے تو برف آلود پانی سے مریض کے ہاتھ کہنیوں تک اور پاؤں گھٹنوں تک کپڑا تر کرکے اس سے سونت دیے جائیں۔ یہ پاشویہ کا عمل بیک وقت دس منٹ سے زیادہ نہ کرنا چاہیے۔ اس بخار کی کوئی مخصوص دوا نہیں ہے۔ جسم میں قوتِ مدافعت کو تیز کرنے کے لیے "اومناڈین" کے انجکشن لگائے جاتے ہیں اور ان سے بخار کا درجہ نیچے رکھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) میعادی بخار کا مفصل اصولِ علاج بیان کرنے کی اس مختصر جگہ میں گنجائش نہیں ہے۔ تاہم اس قدر بیان کردینا ضروری ہے کہ میعادی بخار وقت مقررہ پر دور ہوتا ہے۔ اس میں بخار کو اتارنے کی کوشش کرنا فضول ہے۔ اس سے فائدہ کے بجائے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ صرف عوارض کا مناسب علاج کیا جاتا ہے۔ اور مریض کی قوت کو محفوظ رکھنے کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ اس بخار کے لیے کسی مجرب نسخے کی تلاش بے سود ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جوابات کے تحت میں اس کی تفصیل بے محل ہے۔ بشرطِ حیات اس سلسلے میں ایک مضمون لکھوں گا۔ تاہم میں میعادی بخار میں عموماً شربت بنفشہ ۱۰ تولے، شربت نیلوفر ۱۰ تولے، عرق بادیان ۵ تولے عرق گاؤزبان ۵ تولے میں ملا کر دیا کرتا ہوں۔ اس کے دونوں وقت کے استعمال سے زیادہ سے زیادہ دو ہفتے میں بخار جاتا رہتا ہے۔ دوسری دوائیں بھی حسبِ حالاتِ مریض دیتا ہوں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۱۱) **بردِ اطراف**:- (ا) عصبی کمزوری بہت بڑھی ہوئی ہے۔ دورانِ خون صحیح نہیں ہے۔ "نیوروفاسفیٹس" کی چند شیشیاں استعمال کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) صبح کے وقت دواء المسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے دیں اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت معجون اذاراقی ڈیڑھ ماشے جوارش جالینوس ۶ ماشے میں ملا کر کھلائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مشک خالص، عنبر خالص، مروارید محلول، کشتہ فولاد سب ایک ایک چاول، شہد خالص کف گرفتہ ایک ماشہ میں ملا کر صبح اور شام کو چاٹیے۔ چند دن کے استعمال سے شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) مریض کا دورانِ خون صحیح نہیں ہے۔ شربت فولاد ۶-۶ ماشے کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت چٹائیں۔ اور ادھ پکا انڈا کھلائیں۔
(حکیم فقیر احمد)

(۱۲) **دانتوں سے خون آنا**:- بہتر ہوتا اگر آپ کو پان کی عادت ہوتی۔ گوشت بالکل چھوڑ دیجیے۔ روزانہ کم از کم دو لیموں چوسا کیجیے۔ ایسٹنس سیرپ اور لال شربت ملا کر استعمال کیجیے۔ غذا میں پھل اور سبز ترکاریاں بکثرت کھائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ قرص فولاد ایک عدد جوارش آملہ نو ماشے میں ملا کر روزانہ صبح کو کھایا کیجیے اور سنگ جراحت، مازو ہر ایک ایک تولہ پھٹکری ۲ ماشے

کو باریک پیس کر چھان کر دانتوں پر ملا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)
(ج) برگ آم سبز پانچ عدد دانتوں سے چبا کر انگلی سے ملیں۔ اور آدھ گھنٹے تک منہ میں کچھ نہ ڈالیں۔ اسی طرح تین بار استعمال کریں۔ چند یوم کے استعمال سے شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۳) **فالج وغیرہ**:- (ا) جس علاج سے فائدہ محسوس ہوا ہے اس کا بدلنا مناسب نہ ہوگا۔ فالج ایسا ہی مرض ہے جو بدیر میں اچھا ہوتا ہے میں تو آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ یہی علاج جاری رکھیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) رات کو معجون سیر علوی خاں ۹ ماشے اور صبح قرص گوزدنتی ایک عدد معجون جوگ راج گوگل ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔ کھانا کھانے کے بعد معجون اذاراقی ڈیڑھ ماشے جوارش جالینوس ۹ ماشے میں ملا کر کھایا کریں۔ (حکیم عبدالواحد)
(ج) کنوار گندل کا شوربہ بنا کر پئیں اور شہد سے روٹی کھائیں۔ جب تک صحت نہ ہو استعمال جاری رکھیں۔ روغن موم کی مالش کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۴) **ایڑیوں کا درد**:- (ا) ایڑیوں میں درد اکثر و بیشتر صرف جوتے کی خرابی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جوتے کی کوئی خفیف سی خرابی آدمی کو غیر محسوس طریقے پر مجبور کر دیتی ہے کہ پاؤں ذرا ترچھا کر کے زمین پر ڈالے اور پھر اسی طرح چلنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ نتیجہ تلوے یا ایڑی کے درد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر آپ کے والد صاحب کا درد بھی اسی نوعیت کا ہے تو مناسب جوتا استعمال کرائیے۔ اگر گٹھیا کی قسم کا ہے تو دس دس گرین کی مقدار میں سوڈا سیلی سلاس ۳ روزانہ تین مرتبہ ذرا سے پانی کے ساتھ استعمال کرنے سے فائدہ ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد)
(ب) جامن کے نرم پتے چھاچھ میں پکائیں، جب وہ گل جائیں تو ہاتھوں سے کچل کر ایڑی پر باندھ دیا کریں۔ (حکیم عبدالواحد)
(ج) روغن موم کی مالش کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۵) **پانی**:- (ا) اگر چشموں، جھیلوں، تالابوں اور دریاؤں میں سورج کی گرمی کسی قسم کے مضر اثرات نہیں پیدا کرتی اور ان مقامات کا پانی پینے سے برص پیدا نہیں ہوتی تو وہی پانی نل کے اندر رہ کر اسی سورج کی گرمی سے کس طرح مضر صحت ہو جائے گا؟ یہ تمام لغویات ہیں جن کا صحیح علم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) دھوپ میں گرم شدہ پانی کا پینا مناسب نہیں ہے۔ حکیم محمد اکبر ارزانی نے لکھا ہے کہ ایسا پانی بالخاصہ برص پیدا کرتا ہے۔ ہمارے نزدیک ایسے پانی کے پینے سے برص نہ بھی پیدا ہو تو ہضم پر مضر اثر ضرور پڑتا ہے۔ (حکیم عبدالواحد)
(ج) اس قول میں صداقت ہے کہ اس قسم کے پانی سے برص پیدا ہو جاتا ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)
(د) بالکل چھوٹے برتن میں جو پانی دھوپ میں رکھا جاتا ہے وہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ آب جاری کو دھوپ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ (حکیم فقیر احمد)

(۱۶) **عضو خاص کا نشوونما**:- (ا) کیا آپ کو درازی اور فربہی کے متعلق ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اشتہار روزمرہ دیکھنے پر بھی یقین نہیں آتا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ کا ایمان بہت کمزور معلوم ہوتا ہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ باقاعدہ مالش کے ذریعہ سے فربہی پیدا کرنا تو بآسانی ممکن ہے لیکن درازی میں اضافہ کے متعلق میرے ایمان میں بھی بہت کچھ کمزوری ہے۔ بحالتِ انتشار عضو کی کم سے کم لمبائی جو کارآمد ہو سکے وہ تو بتائی جا سکتی ہے اور وہ پانچ انچ کے قریب ہے لیکن یہ کسی طرح نہیں بتایا جا سکتا کہ ہر عضو کتنا دراز ہونا چاہیے کیونکہ یہ مختلف لوگوں کے قد و قامت اور جسمانی نشوونما پر منحصر ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) بحالتِ انتشار عضو مخصوص کی لمبائی موٹائی مختلف آدمیوں میں مختلف ہوا کرتی ہے۔ زمانہ نمو گزرنے کے بعد عضو کی درازی کی کوشش کرنا فضول ہے۔ البتہ اگر مستقل مزاجی سے علاج کیا جائے تو موٹائی ممکن ہے۔ (حکیم عبدالواحد)
(ج) روغن کافورا اور روغن موم ہم وزن ملا کر عضو پر مالش کریں۔ اس سے نہ آبلہ پڑتا ہے اور نہ سوزش ہوتی ہے اور نقائص دور ہو کر طبعی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۷) **سرعت وغیرہ**:- (ا) غالباً آپ اپنی وہ عادتِ بد تو چھوڑ چکے ہوں گے۔ اگر نہیں چھوڑی ہے تو اب چھوڑ دیجیے۔ پہلے چند روز تک پٹاسیم برومائڈ دس دس گرین تین مرتبہ روزانہ استعمال کیجیے تاکہ ذکاوتِ حس رفع ہو جائے۔ اس کے بعد کوئی اچھی سی مقوی دوا کھائیے گا۔ شکل و صورت میں جو ظاہری خرابیاں یعنی کجی وغیرہ پیدا ہو گئی ہیں ان کی وجہ سے وظائفِ زوجیت میں کوئی نقصان

واقع نہیں ہوتا، اس لیے ان کی کچھ پروا نہ کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ رات کو معجون مقوی ۱۰ ماشے اور صبح کو قرص قلبی ایک عدد، لبوب کبیر ۶ ماشے میں ملا کر دودھ کے ساتھ کھائیے۔ کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے دونوں وقت کھالیا کیجیے۔ مقامی طور پر دوائے ٹکور اور طلائے اعظم" استعمال کیجیے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) عاقرقرحا، کبابہ، افیون، قرنفل، جوز ہر ایک مساوی، شہد دو حصے معجون بنائیں اور ایک ماشہ کی مقدار میں دودھ کے ساتھ کھائیں۔ روغن سانڈہ، چربی شیر، چربی خرس، روغن بیضۂ مرغ، روغن بیر بہوٹی، روغن دارچینی، روغن لونگ، روغن زیتون، روغن جگر ماہی ہر ایک ایک تولہ، روغن جان گوشہ ۳ ماشے، خراطین مصفیٰ، زلو مصفیٰ، گوند صنوبر ہر ایک ۶ ماشے، زفت رومی ساڑھے چار ماشے۔ شہد بلاذر روغن کنجد میں جوش دیا ہوا ۱۱ تولہ گنجاتی نر ۶ عدد، مگس سبز پر بریدہ ۶ عدد۔ سب کو ملا کر دو تین دن کھرل کریں۔ رات کو سوتے وقت چار پانچ قطرے حشفہ اور سیون بچا کر لگائیں اور اوپر سے بنگلہ پان رکھ کر کپڑے کی پٹی لپیٹ لیں۔ اس لیپ کے مہینہ سوا مہینے کے استعمال سے عضو کی جملہ خرابیاں جاتی رہیں گی۔ سر پر روغن بادام و روغن تخم کدو شیریں ملا کر ملیں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) ثعلب مصری ۶ ماشے اور تخم ریحان ۶ ماشے کوٹ کر رات کو دودھ میں بھگو دیں۔ صبح کو دو تولے مصری ملا کر پی لیں۔ روغن کافور اور روغن موم کی مالش کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۸) **نامردی**:- (ا) اگر "ٹیسٹی فورٹن" نامی دوا کہیں دستیاب ہو جائے تو اسی کی گولیاں کھائیے اور اسی کے انجکشن لگوائیے۔ یہ دوا جرمنی سے آتی تھی اب لڑائی کی وجہ سے بہت ہی کمیاب ہو گئی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جواب نمبر ۱۷ کی دوائیں استعمال کیجیے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) جو نسخہ طلا جواب نمبر ۱۷ میں لکھا گیا ہے بنا کر استعمال کریں۔ عضو کی جملہ خرابیاں جاتی رہیں گی۔ اور صبح و شام دواء المسک معتدل، خمیرہ گاؤزبان عنبری ۳-۳ ماشے ملا کر کھائیں۔ اوپر سے عرق گاؤزبان ۳ تولے، عرق بادیان ۳ تولے، عرق بید سادہ دو تولے، عرق بید مشک ایک تولہ ملا کر پئیں۔ اسی طرح روزانہ دونوں وقت استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۱۹) **روغن مقوی دماغ وغیرہ**:- (ا) تیل سے یہ تو ممکن ہے کہ خضاب کا کام دے اور سفید بالوں کو رنگ دے۔ لیکن اس سے یہ نہ ہو سکے گا کہ سفید بال سیاہ ہی نکلنے لگیں۔ بازار میں ہزاروں تیل ایسے موجود ہیں جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو دیتے ہیں اور مفرح دماغ ہیں۔ خود پسند کر کے کوئی سا ایک تیل خرید لیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) یہ روغن تیار کیجیے۔ خوشبودار اور مقوی دماغ ہے اور بالوں کو مضبوط اور نرم بھی کرتا ہے:-

بالچھڑ، گل سرخ، دھنیا، پانڑی، برادہ صندل ہر ایک دو تولے، برہمی بوٹی ۵ تولے کو ڈیڑھ سیر پانی میں رات کے وقت بھگو رکھیں، صبح کو جوش دیں۔ یہاں تک پانی تقریباً نصف رہ جائے، اب اس کو مل کر چھان لیں اور اس میں سبز آملوں کا رس آدھ سیر اور تلوں کا تیل ایک سیر ملا کر ہلکی آنچ پر رکھیں۔ یہاں تک کہ پانی جل کر صرف تیل رہ جائے۔ اب اس تیل میں عطر حنا ۶ ماشے ملا کر بوتل میں بھریں اور خوب مضبوطی سے ڈاٹ لگا کر رکھ چھوڑیں۔ تین چار روز کے بعد استعمال کریں۔ (حکیم عبد الواحد)

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵۲ سے)

تھا جمعہ کی نشست خاص طور پر قابل دید ہوتی تھی۔

اب موصوف کے چھوٹے صاحب زادے میاں حکیم غلام رضا خاں صاحب اپنے والد ماجد کی جگہ مطب فرما رہے ہیں۔ اور یقین ہے کہ وہ اپنے مرحوم باپ کے سپوت فرزند ثابت ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ حکیم صاحب کے بچوں کی عمر دراز کرے اور ہم سب کو اس عظیم حادثہ پر صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

نیازمند

حکیم ابو الکمال، ماہر دہلوی

۱۹ اگست ۱۹۴۲ء

سوالات؟

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔
(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔
(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی تین آنے فی سطر کے حساب سے اجرت بھیجنی چاہیے۔
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو تو آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب سے ارسال کیجیے۔
(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکے گا۔
(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہرحال ہوگا۔
(۷) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے۔ ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔
(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دواخانے یا رسالے کے پرمٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہوں۔

---

(۲۰) پچپن سالہ مریض بواسیر بادی، ضعف مثانہ اور دائمی قبض میں مبتلا ہے (والد کو بھی بواسیر تھی) دو بار آپریشن ہو چکا ہے۔ اب مسے نہیں ہیں لیکن مبرز پر اکثر ورم ہو جاتا ہے۔ دو تین گھنٹے بعد آہستہ آہستہ پیشاب آتا ہے۔ رنگت اور بو میں فرق نہیں ہے۔ جب تک دوا استعمال نہ کی جائے اجابت نہیں ہوتی۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۰۰)

(۲۱) غلط کاری کی وجہ سے بغیر خواب کے احتلام ہو جانے، قبض، دردِ سر، عام جسمانی کمزوری اور کمی شہوت میں مبتلا ہوں۔ (ناظر)

(۲۲) ایک ایسے دیسی شربت کا نسخہ درج فرمائیں جس کو چھوٹے بچے پی کر ملیریا سے نجات حاصل کر سکیں۔ (۶۰۵۷)

(۲۳) میری عمر اٹھائیس سال کی ہے۔ اگرچہ پہلے تین چار بار ٹائی فائڈ فیور کے سخت حملے ہوئے ہیں لیکن چار سال سے کوئی بیماری نہیں ہوئی ہے۔ سیر وغیرہ سے دلچسپی ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں موٹا نہیں ہوتا۔ مجھے گرمیوں میں نیز جاڑوں میں بہت پسینہ آتا ہے۔ خاص کر ہتھیلی اور تلووں میں۔ (خریدار نمبر ۸۶۹۸)

(۲۴) میرے ایک دوست کے بائیں کان میں چار سال سے ہر وقت مختلف قسم کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔ لیکن جب آوازیں تیز ہوتی ہیں تو دورہ پڑ جاتا ہے، دورے میں کھٹی قے آتی ہے اور چکر آتے ہیں۔ پہلے یہ دورہ ایک سال بعد پڑتا تھا۔ اب پندرہ بیس روز کے وقفہ سے پڑ جاتا ہے۔ پاخانہ صحیح آتا ہے، اطباء کرام و ڈاکٹر صاحبان خاص توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۸۱۹)

(۲۵) اکیس سالہ شخص دو سال جلق کا عادی رہنے کی وجہ سے عضو مخصوص کے نقائص کا شاکی ہے۔ انتشار ضعیف ہو کر کمزور ہے۔ رشتہ دار رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دینا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور حکیم مولوی عبدالواحد صاحب خصوصی توجہ فرمائیں۔ (۱۶۱۷۷)

(۲۶) دانتوں یا ڈاڑھوں کو بلا تکلیف اکھاڑنے کے لیے دندان ساز کس قسم کا محلول استعمال کرتے ہیں۔ اس کا نام اور اس کے بنانے کی ترکیب معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ (۱۰۸۱۸)

(۲۷) مجھے تقریباً دو مہینے ہوئے زکام اور دردِ سر میں اسپرین کھانے سے خارش ہو کر کہیں سرخ دھبے نکلنے کی شکایت ہو گئی ہے جس کو شری (ارٹی کیریا) کہہ سکتے ہیں۔ مصنف مٹیریا میڈیکا، ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب کے نزدیک چھپاکی کا ایک سبب اسپرین بھی ہے۔ مجھے اسپرین کا مصلح درکار ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب خصوصی توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۲۹۳)

(۲۸) مجھ کو تیجاور چوتھیا بخار کے لیے شرطیہ دوا کی ضرورت ہے۔ ایسی دوا کہاں مل سکتی ہے اور کس قیمت پر۔ (خریدار نمبر ۵۵۰۹)

(۲۹) میری عمر تیس سال ہے۔ بارہ سال سے دردِ کمر کی شدید تکلیف میں مبتلا ہوں۔ ۲۰ منٹ بھی بیٹھا نہیں جاتا۔ بعض مرتبہ یہ دردِ کمر اور ریڑھ کی ہڈی سے گزرتا ہوا گردن کے آخر میں پہنچ کر آنکھوں کے لیے باعث تکلیف بن جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۷۴۳)

(۳۰) سترہ سالہ ناکتخدا مریضہ پانچ سال (ابتداء بلوغ) سے دردِ کمر اور کمر کے بھاری پن میں مبتلا ہے۔ گھٹنوں کے کٹوروں کے نیچے

بھی سخت درد رہتا ہے جس سے چلنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ہاضمہ خراب ہے۔ خون کی پیدائش کم ہے۔ مزاج سوداوی ہے۔
(خریدار نمبر ۴۳۵۸)

(۳۱) حرکت قلب بند ہو جانے سے موت واقع ہو جانا اب عام ہوتا جا رہا ہے۔ مجھے دو ایسے نسخوں کی ضرورت ہے جن میں سے ایک دورہ کے وقت استعمال کرایا جا سکے اور دوسرے کے استعمال سے حرکت قلب بند ہو جانے کا خطرہ جاتا رہے۔ (خریدار نمبر ۱، ۳۰)

(۳۲) میری عمر بیس سال کی ہے۔ جسم ورزشی ہے۔ لیکن چہرہ دُبلا اور زرد رہتا ہے۔ خاص شکایت بیٹھ کر اُٹھنے سے چکر آجانے کی ہے۔ کبھی دل کا مقام گرم ہو جاتا ہے۔ اور کوئی شکایت نہیں ہے۔ صرف سبب بتائیں۔ (ناظر)

(۳۳) ایک سال ہوا میری چالیس سالہ ہمشیرہ کے مکان کی چھت سے نیچے گر پڑنے سے سر میں چوٹ آگئی تھی۔ علاج سے زخم تو اچھا ہو گیا لیکن عرصہ سے کانوں میں درد ہے اور پیپ بہہ رہی ہے۔ مقامی ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ کانوں کے پردے پھٹ گئے ہیں۔ حکما و اطبائے کرام مشفقانہ توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۸۸۹۶)

(۳۴) میرے ۴۰ سالہ عزیز ضعف باہ کے شاکی ہیں۔ انزال منی جلد ہو جاتا ہے اور منی بھی بہت کم ہے۔ دوائیں ایسی تحریر فرمائی جائیں کہ آسانی سے مل سکیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۴۳۱)

(۳۵) عمر ۲۱ سال کی ہے۔ شادی ہوئے ایک سال ہوا۔ تقریباً ۶ سال سے ہفتہ میں دو بار احتلام ہو جانے کی شکایت ہے۔ شادی کے بعد سے سرعت انزال، ضعف باہ اور دل کی دھڑکن کی بھی شکایت رہتی ہے۔ مجرب اور آسان نسخہ درکار ہے۔ (خریدار نمبر ۴، ۱۱۵)

(۳۶) گھر میں کیڑے، کوڑے اور چیونٹیاں وغیرہ بہت پریشان کرتی ہیں۔ ان کو دور کرنے کا سہل طریقہ درکار ہے۔ (۱۰۶۰۱)

(۳۷) بیس سالہ عادات بد سے پاک شادی شدہ مریض جماع ترک کر دینے کی وجہ سے نامردی کا شاکی ہے۔ عضو تناسل بچپن ہی سے چھوٹا اور لاغر ہے۔ عضو کی بالائی رگ میں ایک نمایاں گرہ ہے۔ ختنہ کے وقت صرف ایک قطرۂ خون گرا تھا۔ حائضہ سے جماع کرنے کی وجہ سے حشفہ کے کنارے پر خشخاش کے دانہ برابر دانے ہیں جن میں بوقت جماع درد رہتا ہے۔ سرعت انزال کی بھی شکایت ہے۔ احتلام بغیر صورت دیکھے ہوتا ہے۔ موئے زیر ناف کی پیدائش کم ہے۔ پیشاب ۸-۹ بار آتا ہے۔ پوٹیس موجود ہیں۔ سات سال سے ریح البواسیر میں مبتلا ہے۔ عام جسمانی صحت بہتر ہے۔ منی رقیق ہے۔ طہارت کے وقت پیشاب کے قطرے گرتے ہیں۔
(ایک ناظر)

مراسلہ

طبی دنیا کا عظیم حادثہ

یوں تو روز چاند سورج کے طلوع و غروب میں ہزاروں انقلاب، ہزاروں غم و اندوہ کے مرقعے اور ہزاروں کفن پوش ہستیوں کے جنازے موجود ہوتے ہیں لیکن بعض حالات اپنی نوعیت اور خصوصیت کے لحاظ سے یادگار حادثات ہوتے ہیں۔ ۱۶ اگست ۱۹۶۱ء کی شام دلی کے علمی اور ادبی حلقوں کے لیے ایک مصیبت خیز شام تھی۔

اسی دن شام کے ۵ بجے دلی کے مشہور و معروف طبیب اور میرے محب محترم شفاء الہند حکیم حافظ علی رضا خاں صاحب رح راہی ملک بقا ہوئے۔ موصوف ایک ماہ سے قلبی عارضہ میں مبتلا تھے۔ لیکن اب چند روز سے بالکل صحت تھی اور مرحوم کے متعلقین و احباب بلکہ معالج کے بھی خواب و خیال میں نہ تھا کہ یکایک یہ حادثہ پیش آجائے گا۔ مشیت ایزدی کا چاہا پورا ہوا۔ اور حکیم صاحب مرحوم دوستوں اور عزیزوں کو داغ مفارقت دے کر باغ عالم سے مثل بوئے گل سدھار گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جنازے میں کثیر اجتماع تھا۔ نامور اور سربرآوردہ حضرات نے شرکت فرمائی تھی۔ حکیم صاحب مرحوم کی حذاقت کا جو عالم تھا اُسے وہ شخص بھی جانتا ہے جو صرف ایک مرتبہ موصوف کے مشوروں سے مستفید ہوا ہے۔ موصوف حاذق الملک حکیم واصل خاں صاحب مرحوم و مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم و مغفور اور حکیم مولوی عبدالرشید خاں صاحب مرحوم رام پوری کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور مدرسہ طبیہ کا بیش بہا سرمایہ تھے۔

مرحوم کے دولت کدہ پر ایک مختصر مگر بہترین علمی اور ادبی بزم منعقد ہوتی تھی۔ موصوف کو علم و ادب سے خاص تعلق (بقیہ صفحہ ۴)

زندگی پیشاب کے قطروں میں!

پیشاب میں شکر آنے لگتی ہو تو زندگی کی روح پیشاب کے قطروں میں نکل جاتی ہو جس طرح گیہوں نشاستہ نکل جانے پر بے کار ہو جاتا ہو اسی طرح آدمی شکر خارج ہو جانے پر آدمی نہیں رہتا۔ یہ شکر زندہ رہنے کے لیے بڑی کارآمد ہو۔ ہمدرد دواخانے میں اس مرض کی حیرت انگیز دوا "دولابی" ایجاد ہوئی ہو، جو شکر آنے میں اکسیر کا کام دیتی ہو۔ انجکشن کے بغیر ہی یہ شکایت رفع ہو جاتی ہو۔ ذیابیطس سادہ ہو یا شکری، دولابی اس کی جڑیں اکھاڑ دیتی ہو۔ پیاس کی شدت کم کر دیتی ہو۔ چہرے کا روکھا پن دور ہو جاتا ہو۔ ذیابیطس کی وجہ سے گردہ، جگر اور مثانہ وغیرہ میں جو مہلک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں "دولابی" اس کا لاجواب علاج ہو۔

قیمت فی شیشی تین روپے (سے) پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوا ہو۔

ہمدرد دواخانہ - دہلی

سوکھا ہوا چشمہ

پیاس نہیں بجھا سکتا۔ انسان کا مادہ منویہ پانی ہو کر بہ جاتا ہو تو وہ بھی جذبات کی تشنگی نہیں بجھا سکتا۔ سوتے یا جاگتے ہی اس قیمتی چیز کا بہنا جوانی کے چشمے کو خشک کر دیتا ہو۔ اعصاب کی حس بڑھ جانے پر احتلام کی کثرت ہو جاتی ہو اور دن میں بھی مادہ منویہ بہتا رہتا ہو۔ پیشاب کرتے وقت سفید رنگ کی جو چیز نکل جاتی ہو یہی شباب اور جوانی کی روح ہو۔ اسے روکنے کے لیے

قرص جریان



سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ احتلام تو اس کی دو چار خوراکوں ہی میں کافور ہو جاتا ہو۔ بڑھی ہوئی حس اعتدال پر آجاتی ہو۔

قیمت فی شیشی عا پرچہ ترکیب ہمراہ ہو۔



ہمدرد دواخانہ دہلی

جھوٹ بولنا حرام ہے

خدا کے کلام کی برکت سے فائدہ اٹھائیے

یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے۔ خدا کے کلام کی عظمت اور اس کے محیر العقول معجزے کون بشر ہے جو نہیں جانتا اور کون ایسا دیندار ہے جو کلام الہی کی [illegible] سے انکار کرے میں ایسے ہی پکے عقیدتمندوں سے مخاطب ہوں۔ جن کو خدا کے کلام کے ایک ایک حروف [illegible] میں جمال دین دنیا نظر آتا ہے۔ آج میں ایسے ہی نادرات آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں جن کے لئے میں نے محنت خوشامد اور روپیہ سے دریغ نہیں کیا۔ اور ان کو حاصل کرنے کے لئے گدائی مول لی۔ مگر آج ان گوہر بے بہا یعنی سینہ کے رازوں کو آشکارا کر رہا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہر ضرورت مند بہن اور بھائی ان سے فائدہ حاصل کرکے مجھ کو دعائے خیر سے یاد کرے۔ میرے پاس حسب ذیل نقش و تعویذ ہیں جن کو قلیل ہدیہ میں پیش کر رہا ہوں۔ جن کو میری قسم کا اعتبار ہوگا وہ منگاکر اپنی دلی مرادوں کو پالیں۔ انشاء اللہ ہر کام میں کامیابی ہوگی تمام نقش و تعویذ وی۔ پی کے ذریعہ لفافہ میں بھیجے جاتے ہیں۔

نقش بشارت اس نقش کو رات کو سوتے وقت سرہانے رکھ دینے سے ہر اچھے برے کام کی بشارت دیتا ہے اور خواب میں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کام کو کرنے میں فائدہ ہوگا یا نقصان صحیح بشارت سوتے میں ہوتی ہے۔ بڑا عجیب نقش ہے۔ ہدیہ ایک روپیہ دس آنے۔

تعویذ دولت مفلسی ایسی بری بلا ہے کہ جس پر گھیرا ڈال دیتی ہے۔ بس ساری تدبیریں ناکام ہوتی چلی جاتی ہیں بزرگوں کی محنت کا ثمر اس تعویذ متبرک میں بند ہے۔ جو شخص بھی اس کو اپنے روپیہ پیسے میں رکھ لیتا ہے۔ اس کی دولت میں ترقی اور مفلس اپنے پاس رکھے تو تونگری مل جاتی ہے۔ غیب سے روزی کے سامان ہوتے ہیں۔ تجارت میں کامیابی بے معلوم طریقے سے ہوتی ہے۔ ہدیہ ایک روپیہ چار آنے۔

محبّت کا تعویذ کتنے دل ہیں جو محبت کرنے کے لئے بے تاب ہیں۔ اور کتنے گھر ہیں جو محبت کے لئے ترستے ہیں محبت خواہ کسی سے ہو۔ مرد۔ عورت، میاں بیوی۔ بہن بھائی، دوست رشتہ دار یا جس کسی سے محبت ہو اس کو اپنا بنالو۔ اس تعویذ معظم کو اپنے بازو پر چند روز باندھ لو اور شان کریمی دیکھ لو۔ بس ایسا معلوم ہوگا کہ "کچے دھاگے میں چلے آئیں گے سرکار بندھے"۔ ہدیہ ڈھائی روپے (عہ/)

ملنے کا پتہ۔ **نواب میاں شاہ صاحب عامل چھتہ حکیم آغا جان ایچ ایس ٹی دہلی**

جوانی اور شادی کی مسرتیں اگر حاصل کرنی ہوں تو مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیئے

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذتِ شباب یا ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قایم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کیونکر لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح دقف خزاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح ملتی ہے عورت سے عورت اور مرد سے مرد اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذتِ شباب سرمستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے صدہا مجربات بھی ہیں قیمت ایک روپیہ۔

نئی شادی شدہ جوان لڑکیوں کی ۷ راتیں

۷ راتوں کی ایسی دلچسپ اور پھڑکا دینے والی سچی کہانیاں ہیں جن کو پڑھکر زاہدان خشک بھی انگڑائیاں لینے لگے ہیں اور کمزوری باہ کے مریض مردین جاتے ہیں، شب عروسی کی وہ تمام باتیں جو نئی دلہن بتاتے ہوئے شرماتی ہے صرف اپنی رازدار سہیلی کو کھلے طور پر کانوں میں بتا دیتی ہے۔ مردوں کے ظلم اور عورتوں کے حجاب کی پرکیف شرمیلی باتوں کو آپ کتاب ۷ راتیں میں پڑھیے موجودہ زمانے کے تمام کوک شاستروں کو آپ آگ کی نذر کردیں تو ہمارا ذمہ ایک ایک کہانی شباب انگیز اور ہر پیرایہ جذبات میں ڈوبا ہوا۔ قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ

برتھ کنٹرول

مجبوراً شائع کرنی پڑی ہندوستان کی بے تحاشا بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر اس کتاب سے غیر معمولی فائدہ ہوگیا۔ لیکن پھر بھی یہ کتاب اتنی مفید نہیں کہ حمل اختیاری ہو، ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ مدت حمل یقینی بڑھ جاتی ہے اور سب سے بہتر بات یہ ہے کہ اس کے بتائے ہوئے طریقے سے ذرہ بھر بھی نقصان عورت کو نہیں ہوتا اور ایام ماہواری بسہولت ہونے کے نسخہ بھی ہیں۔

قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ خرچ ڈاک۔

دلہن کی ڈائری

ایک شوخ وطرار دلہن کی آپ بیتی شب زفاف کے پرکیف سماں کچھ خوف کچھ شرم کچھ ہراس کچھ گدگداہٹ دولہا میاں کی ہیبت یا غبان عشرت کی گل چینی بے صبری کے جذبات بے تابی کے مظاہرے پوشیدہ حالات کا انکشاف غرضیکہ دلچسپیوں کا لاجواب مرقعہ ہے اور قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے علاوہ محصول ڈاک

دلہنوں کی کانفرنس

سات دلہنوں کی شب ہائے خلوت کی دلچسپ داستان ساتوں ایک جگہ جمع ہو کر اپنے واقعات شب عروسی کو صحیح صحیح الفاظ میں سنایا ہے ہر ایک دلہن کی انوکھی سرگزشت ہے قیمت ایک روپیہ چار آنے محصول ڈاک علاوہ

ان کتابوں کے ملنے کا پتہ

محشر خیال بکڈپو اردو بازار دہلی

اسم اعظم تبارک و تعالےٰ

اسم اعظم میں خداوند کریم نے وہ برکت وطاقت عطا فرمائی ہے کہ اس سے پہاڑ تک ہل سکتے ہیں اور چلتے دریا بند ہو جاتے ہیں اور ہر مشکل اس کی برکت سے آسان ہو جاتی ہے۔ اس کلام خدا کی عظمت اور اس کے محیر العقول معجزات سے ہر دیندار بخوبی واقف ہے۔ اس کے عاملین اور اسکے معتقدین نے قدرت ایزدی کا خوب اچھی طرح مشاہدہ کیا ہے اسکے حاصل کرنے کے لئے ہزاروں روپیہ نثار کرنے کے علاوہ اپنی جانوں کو خطرات میں ڈالکر بڑے بڑے خوفناک جنگلوں پہاڑوں اور ریگستانوں کی خاک چھانی ہے۔ یہ چیز نوادرات میں سے ہے۔ جو کہ بڑے بڑے کاملین درویشوں سے حاصل ہوتی ہے۔ کمالی صاحب نے یہ بے بہا دولت اپنی ہستی کو فنا کرکے اسکی باقاعدہ سوا لاکھ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اپنے اعجاز قلم سے ایک ننھے سے چاول کے صرف ایک رُخ پر تحریر فرمایا ہے اور دوسری طرف سورۂ قل ہو اللہ شریف تحریر فرمائی ہے اسکے فوائد لا تعداد ہیں بہت مختصر درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔ اگر اس مبارک چاول کو اپنے بازو پر باندھ لے تو انشاءاللہ اسکی تمام مشکلیں آسان ہو جائیں۔ بگڑے کام سنور جائیں امتحان ومقدمات میں کامیابی ہو۔ دشمن زیر ہوں حاکم مہربان ہو۔ سنگدل محبوب تابع وفرمانبردار ہو جائے۔ مال میں رکھے برکت ہو بے روزگار کو روزگار مل جائے۔ بیمار کو شفا ہو نظر بد وآسیب سے محفوظ رہے سرہانے رکھکر سوئے تو اسرار خفیہ کا حال معلوم ہو جائے۔ ہدیہ برائے رفاہ عام صرف ایک روپیہ چار آنہ محصول ڈاک ۸ تین چاول ایک ساتھ منگانے سے محصول ڈاک معاف۔

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اسم اعظم ۳ متصل مسجد تہور خاں دہلی۔

برسات کے موسم میں صحت اور تن درستی کی حفاظت

برکھا رت برسات یعنی بارش کا موسم ۱۵ جولائی سے ۱۵ اکتوبر تک رہتا ہے لیکن ہندوستان کے جنوبی، مغربی اور وسطی علاقوں میں جون کا مہینہ شروع ہوتے ہی آسمان پر کالی کالی گھٹائیں جھومنے لگتی ہیں۔ مور اور پپیہے اپنی عاشقانہ صداؤں سے فضا میں گونج پیدا کر دیتے ہیں۔ مورنی اپنی مستانہ خرامی سے اور مور اپنے رقصِ حسین سے فرشِ زمردیں کو روند ڈالتا ہے۔ پانی کا چھینٹا پڑتے ہی سوکھے ہوئے درخت ہری ہری چادریں اوڑھ لیتے ہیں۔ نباتات میں ایک دم زندگی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں اسی لیے اس موسم کو ہندوستان کی بہار کہتے ہیں۔ کوئل اور پپیہا برسات کی بہار میں بلبل کی نمائندگی کے لیے مخصوص ہے۔ اس میں شک نہیں کہ برسات اور خاص طور پر ساون ایک عجیب طرح کی بہار بھی ہے اور بہار آفرینی کا ایک دل چسپ جادو بھی۔ اس مہینے پر سینوں میں ہوکیں اٹھنے لگتی ہیں اور زخم کھائے ہوئے پپیہے کی "پی کہاں" بہت سی ہجر نصیب ہستیوں کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہے،

ساون آیا تم نہیں آئے!

مگر برسات کی ان ساری بہاروں کا مزا برسات کی ان ستم ظریفیوں سے کرکرا ہو جاتا ہے جو پانی کی بوندوں اور جنگل کی سرسبزیوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔

برسات کی ستم ظریفیاں برسات کو اس کی محبت آفریں بہاروں کے باوجود طبی اصول سے سال کا بدترین اور خطرناک موسم کہا جاتا ہے۔ برسات کی کالی گھٹائیں اور ان کی آڑ میں بجلی کا شوخی و شرارت کی نیت سے سنہری لباس میں جلوہ دکھانا حقیقت میں ایک کھلی ہوئی ستم ظریفی ہے۔ بارش میں گرمی اور نمی کی زیادتی کے باعث گھاس پھوس اور دوسری نباتات کا گلنا اور سڑنا ضروری ہے۔ یہ سڑاند بخارات میں مل کر ہوا کو خراب کر دیتی ہے گرمی اور سردی کے لحاظ سے موسم میں اعتدال نہیں ہوتا۔ ذرا سی دیر میں سردی ہو جاتی ہے اور پھر ذرا سی دیر میں گرمی کی شدت سے پسینہ بہنے لگتا ہے۔ ان جلدی جلدی تبدیلیوں سے صحت کی کشتی بالکل اس طرح ہچکولے کھانے لگتی ہے جیسے دریا میں ایکا ایکی طوفان آ جانے سے ناؤ ڈانواں ڈول ہو جاتی ہے۔ ہوا کو سڑے ہوئے بخارات کی آمیزش خراب کر دیتی ہے اور پانی کو زمین کی گندگی، جو پانی میں شامل ہو کر کنوؤں میں چلی جاتی ہے، خراب کر دیتی ہے۔ اس طرح ہوا اور پانی جو زندگی کے لیے نہایت ضروری اور مقدم ہیں خراب ہو جاتے ہیں۔ ان کی خرابی سے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں مثلاً ہیضہ، دست، پیچش اور موسمی بخار (ملیریا) پیدا ہو جاتی ہیں۔

برسات کی احتیاطیں برسات میں تبدیلیاں بہت جلد جلد ہوا کرتی ہیں اس لیے جسم کا خون پتلا اور معدہ کم زور ہو جاتا ہے۔ سردی لگنے یا رات کو کھلی ہوا میں سونے سے پھیپھڑوں، جگر اور تلی میں خون جمع ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس اندیشہ سے بچنے کی غرض سے موٹے کپڑوں کا پہننا ضروری ہے۔ برسات میں سبز ترکاریوں کے زیادہ کھانے سے ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہری ترکاریوں کے کھانے میں کافی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ زیادہ پانی بھی نہ پینا چاہیے۔ کچے اور گلے ہوئے پھل ہرگز نہ کھائیں۔ کھانا بھوک سے ذرا کم ہی کھائیں۔ جماع سے پرہیز کریں۔ گیلی اور سیلی جگہ میں قیام نہ کریں۔ پیٹ بھرا ہونے کی حالت میں سونے سے پرہیز کریں۔ کھانے کے ساتھ سرکہ، پیاز، پودینہ، اچار اور چٹنی ضرور کھائیں۔

برسات کا لباس بارش کے دنوں میں خشک اور موٹے کپڑے پہنیں تاکہ ٹھنڈی ہوا سے جسم محفوظ رہے۔ گیلے کپڑے ہرگز نہ پہنے جائیں۔ پسینے کی حالت میں کپڑے اتارنے میں جلدی نہ کریں۔

برسات میں غسل روزانہ نہانا ہر موسم میں مفید ہے۔ برسات میں بھی روزانہ غسل کرنا چاہیے لیکن جہاں تک ممکن ہو غسل کے لیے گرم پانی استعمال کریں اور پسینہ کی حالت میں غسل نہ کریں۔ غسل کے بعد تولیے سے بدن کو خوب پونچھ ڈالیں پھر سوکھے کپڑے پہن لیں۔

برسات میں غذا نہایت لطیف اور جلد ہضم ہونے والی کھانی چاہیے۔ باسی کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس موسم میں عام طور پر

پکوان کا دستور ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ دستور مفید ہے مگر تیل کا پکوان کھانے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ برسات میں سبز ترکاریوں کی کثرت بھی مضر ہے۔ جو پھل برسات میں پیدا ہوتے ہیں ان کے کھانے میں بھی احتیاط ضروری ہے۔

برسات میں پانی کی احتیاط

برسات میں زمین کی ساری گندگیاں اور کثافتیں مینھ کے پانی میں مل کر مسامات کے ذریعہ سے کنووں میں پہنچ جاتی ہیں اور کنووں کا پانی خراب ہو جاتا ہے۔ برسات کی وجہ سے کنووں کا پانی اوپر تک آجاتا ہے۔ اس پانی کے پینے سے بہت سی مہلک بیماریاں ہو سکتی ہیں۔ ہیضہ پانی کی اسی قسم کی خرابی سے ہوا کرتا ہے۔ پھر خراب پانی پینے سے ہضم پر ضرور ہی اثر پڑتا ہے اس لیے پانی کو پکا کر یا باقاعدہ طبی اصول سے فلٹر کر کے پینا چاہیے۔ خالی معدہ پر پانی پینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ضرورت سے زیادہ پانی بھی نہ پینا چاہیے۔

برسات میں صحت کی حفاظت

اس موسم میں پانی کی خرابی سے قوتِ ہاضمہ نیز معدہ اور جگر پر کافی اثر پڑا کرتا ہے اور اس وجہ سے اکثر بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ ہیضہ، دست، پیچش وغیرہ بیماریاں ہضم کی خرابی سے ہی پیدا ہوا کرتی ہیں۔ ان بیماریوں سے محفوظ رہنے اور ان کے خلاف جسم کی قوتِ مدافعت کو بیدار رکھنے کی غرض سے روزانہ صبح و شام شربت اکسیر خاص ایک ایک تولہ دودھ میں ڈال کر پی لینا گویا برسات کے سارے خطروں سے بچ جانا ہے۔ شربت اکسیر خاص جگر، معدہ، آنتوں اور تلی کے افعال کو درست حالت میں رکھتا ہے اور خون کے سرخ ذرات (ریڈ بلڈ کارپسلز) کو قوی اور زیادہ کر کے جسم کی طاقت کو برقرار رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برسات میں شربت اکسیر خاص استعمال کرنے والے دوراندیش حضرات سخت بیماریوں کی تکلیف اور مالی نقصان سے بالکل محفوظ رہتے ہیں۔ شربت اکسیر خاص ہر قسم کی بیماری کے بعد کی کمزوری کو رفع کرتا ہے اور مسلسل تجربات نے برسات کی بیماریوں سے بچانے کے سلسلے میں شربت اکسیر خاص کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ شربت اکسیر خاص موسمی بخاروں کے حملے سے بھی بچا لیتا ہے اور اس کا راز صرف یہ ہے کہ شربت اکسیر خاص خون پیدا کرنے والے تمام اعضاء پر پورا اقتدار قائم کر لیتا ہے اور بہتر سے بہتر خون پیدا کرتا ہے، جس کے باعث قوتِ مدافعت بہت بڑھ جاتی ہے جو بیماریوں کے جراثیم اور زہروں کو بدن میں داخل ہونے سے روکتی ہے۔

برسات کی بیماریاں

برسات میں اکثر بیماریاں ہضم کی خرابی سے ہوتی ہیں۔ بعض مہلک امراض دوسرے اسباب سے بھی ہوتے ہیں۔ یہاں سب کا الگ الگ ذکر کیا جائے گا۔

ہیضہ یہ برسات کی خاص بیماری ہے۔ اس میں قے اور دست بہت ہوتے ہیں جو مریض کو نڈھال کر دیتے ہیں۔ کبھی نبضیں بھی غائب ہو جاتی ہیں۔ آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں۔

علاج:- قلزم ۵ قطرے عرق پودینہ ۵ تولے میں ڈال کر بار بار پلاتے رہیں۔ اگر عرق پودینہ دستیاب نہ ہو تو صرف قلزم کی چند بوندیں پانی میں ڈال کر پلائیں اور اس وقت تک پلاتے رہیں جب تک قے اور دست بالکل بند نہ ہو جائیں۔

پیچش پیچش میں اگر مروڑ اور اینٹھن بھی ہو تو احتیاطاً روغن ارنڈی (کیسٹر آئل) ۲ تولے دودھ میں ملا کر مریض کو پلا دینا چاہیے۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو "پیچیچ" کی ایک ایک خوراک دن میں دو بار دینی چاہییں۔ پیچش بعض اوقات موسمی بخاروں کے زہر کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں پیٹ کے مروڑ اور اینٹھن دور ہو جانے کے بعد قرص آجامیہ دن میں تین بار ہدایتوں کے مطابق استعمال کرائیں تاکہ موسمی بخاروں کا زہر جسم سے خارج ہو جائے۔

دست برسات میں ہضم اور معدے کی خرابی سے اکثر دست آنے لگتے ہیں۔ ذرا کھانے میں زیادتی ہوئی اور پیٹ میں گڑبڑ ہو کر دو چار دست آ گئے۔

علاج:- پیٹ میں خرابی کا احساس ہوتے ہی قلزم کی ۵ بوندیں عرق پودینہ ۵ تولے یا پانی میں ڈال کر پلائیں۔ پھر بھی دست آنے لگیں تو فوراً پیچیچ کی ایک ایک خوراک دن میں تین مرتبہ دیں۔ دستوں کے دوران میں غذا ہلکی اور زود ہضم کھائیں، ورنہ پیچش ہو جانے کا ڈر رہتا ہے۔

برسات کی خاص اور مہلک بیماری

موسمی بخار یعنی ملیریا ہے، جو ایک خاص قسم کے مچھر کے کاٹنے سے آتا ہے۔ پہلے خیال کے مطابق اس بخار کا سبب مواد کا سڑنا ہے۔ اگرچہ جدید و قدیم تحقیقات میں زیادہ فرق نہیں، کیونکہ کسی چیز کے سڑنے سے جراثیم کا پیدا ہونا لازمی ہے اور جدید نظریات کے پیش نظر تعفن بغیر جراثیم کے ممکن نہیں۔ تاہم موسمی بخاروں کے سلسلے میں اطبائے فرنگ کی تحقیقی کاوشیں قابلِ داد ہیں اور ان سے کسی طرح چشم پوشی ممکن نہیں۔

موسمی بخار برسات یا برسات کے آخر میں سارے ہندوستان میں پھیل جاتا ہے۔ کوئی گاؤں اور کوئی شہر اس کے پنجۂ ظلم سے نہیں بچ سکتا۔ اتنی بات ضرور ہے کہ گرم ملکوں میں زیادہ اور ٹھنڈے ملکوں میں کم ہوتا ہے۔ نشیبی مقامات، ترائی اور پہاڑوں کے دامن میں موسمی بخاروں کا بہت زور شور رہتا ہے۔ برسات میں رطوبت اور نباتات کی زیادتی سے مچھر بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں، اور ان کے انڈوں اور بچوں کی حفاظت کا بھی اس موسم میں معقول بندوبست ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں ابھی موسمی بخاروں کی اہمیت اور ہلاکت آفرینی کو اچھی طرح نہیں سمجھا گیا، مچھروں کے خطرے کو کیوں کر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اگر محسوس بھی کیا جائے تو ایسے غریب اور مفلس ملک میں وہ انتظامات کس طرح کیے جا سکتے ہیں جو مچھروں سے بچنے کے لیے ضروری ہیں۔ جن لوگوں کو تن پوشی کے لیے کپڑا اور شکم پُری کے لیے روٹی میسر نہیں وہ مچھر دانی اور مچھر مار دواؤں کا کیوں کر تصور کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں قدرتی طور پر ہندوستان میں موسمی بخاروں کی کثرت ہونی چاہیے۔ چناں چہ یہ واقعہ ہے کہ موسمی بخاروں کی وبا اس وقت سب وباؤں اور بیماریوں سے زیادہ پھیلنے والی ہے اور جتنی موتیں سال بھر میں موسمی بخاروں سے ہوتی ہیں اور کسی بیماری میں نہیں ہوتیں۔ اگرچہ چیچک، دست، ہیضہ اور بدہضمی کی شکایتیں بھی برسات میں ہوا کرتی ہیں، لیکن موسمی بخار کی ریزہ خیزی کو ان سب سے بڑھ کر اہمیت حاصل ہے۔ ہندوستان میں کوئی مرض موسمی بخاروں کی طرح عام اور کثرت سے پھیلنے والا نہیں ہے۔ ہندوستان کے شہروں اور دیہات میں ہر سال ہر خاندان کے ہر شخص پر موسمی بخار کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے اور بہت سے اسی ظالم بخار کے ہاتھوں اپنی زندگیاں کھو بیٹھتے ہیں۔

مصیبت پر مصیبت

یہ ہے کہ موسمی بخاروں کا سلسلہ اور ان کے مہلک نتیجے صرف برسات تک ہی محدود نہیں رہتے، بلکہ جب ایک دفعہ کسی پر موسمی بخار کا حملہ ہو جاتا ہے تو جگر، تلی اور آنتوں وغیرہ پر کچھ ایسا اثر پڑتا ہے کہ لوٹ لوٹ کر سال بھر تک بلکہ اکثر اوقات کئی کئی سال تک بخار آتا رہتا ہے۔ خون کے سرخ ذرّے ناقص اور کم ہو جاتے ہیں۔ خون پتلا پڑ جاتا ہے۔ پیٹ بڑا ہو جاتا ہے۔ چہرہ اور ہاتھ پاؤں درما جاتے ہیں۔ بدنصیب ہندستان میں ہزار دو ہزار نہیں بلکہ لاکھوں بیمار دیکھے جا سکتے ہیں۔ سرکاری رپورٹوں کی رُو سے پورے ہندوستان میں

ہر سال دس لاکھ موتیں

صرف موسمی بخاروں سے ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں عام طور پر موسمی بخاروں کو بہت معمولی خیال کیا جاتا ہے اگر حقیقت یہ ہے کہ موسمی بخار نہایت مہلک اور نتیجوں کے اعتبار سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ موسمی بخاروں کے نتیجہ میں بہت سی ایسی بیماریاں ہو جاتی ہیں جو جان لے کر ہی ٹلتی ہیں۔ نمونیا، سل، استسقا (جلندر) کے علاوہ مردوں کو ضعف اور عورتوں کو بانجھ پن کی بیماری بھی موسمی بخاروں کی وجہ سے ہو جاتی ہے۔

موسمی بخاروں سے بچاؤ

انگریزی کی ایک ضرب المثل ہے (Prevention is better than cure) یعنی احتیاط علاج سے بہتر ہے۔ اسی طرح عربی کا ایک مقولہ ہے، الاجتناب افضل من الدوا۔ یعنی پرہیز دوا سے بہتر ہے۔ اس اصول پر عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی، مریض بننے سے پہلے ہی مرض سے بچنے کی کوشش کرے۔ موسمی بخاروں کا سبب یقینی طور پر ایک خاص قسم کا مچھر ہے جسے انافیلس (Anopheles) کہتے ہیں۔ اس مچھر کے کاٹنے سے اس بخار کے جراثیم بدن میں پہنچ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ بڑھتے اور پھیلتے جاتے ہیں۔ اس لیے مچھروں سے بچنے کی پوری کوشش اور تدبیر کرنی چاہیے۔ گھروں کو صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ کوڑا کرکٹ اور کسی قسم کی گندگی گھر میں نہ رہنے دیں۔ خالی مٹکے، گھڑے، گملے اور دوسری بے کار چیزیں جو مچھروں کے رہنے اور ان کے نشوونما میں امداد دیتی ہیں گھر میں نہ رہنے دیں۔ گھر میں کبھی کبھی گندک، لوبان، اگر گل یا نیب کے پتے جلائیں۔ مچھر دانی کا استعمال کرنا چاہیے۔ کسی مرطوب جگہ پر ہرگز قیام نہ کریں۔





یہ تدابیر موسمی بخاروں سے بچنے کے لیے یقینی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ موسمی بخاروں سے بچنے کی قطعی مؤثر اور یقینی تدبیر کی جائے۔

موسمی بخاروں سے بچاؤ کی یقینی ترکیب

صرف یہ ہے کہ ہمدرد دواخانہ دہلی کے تیار کیے ہوئے قرص اجامیہ باقاعدہ روزانہ استعمال کیے جائیں۔ قرص اجامیہ موسمی بخاروں سے بچانے اور ان کی باری روکنے کا نہایت سائنٹی فک اور زود اثر علاج ہے۔ قرص اجامیہ موسمی بخار (ملیریا) کی جدید اور قدیم تحقیقات کے نتائج کو سامنے رکھ کر تیار کیے گئے ہیں اور فلسفۂ جراثیم پر نہایت گہری نگاہ ڈالنے کے بعد ان کے اجزا اور اوزان کی ترتیب عمل میں آئی ہے۔ اگرچہ قرص اجامیہ بالکل دیسی اجزا سے تیار کیے گئے ہیں، لیکن یورپ و امریکا کی تازہ علمی تحقیقات سے پورا فائدہ اٹھایا گیا ہے اور قرص اجامیہ میں اس قسم کے اجزا شامل کیے گئے ہیں جو مچھروں کے ذریعہ سے جسم انسان میں داخل ہونے والے جراثیم کو جلد سے جلد ہلاک کر ڈالتے ہیں اور جسم انسانی میں ایسی مناعت (Immunity) پیدا کر دیتے ہیں جو اس قسم کے بخاروں کے کیڑوں کا پوری سختی اور شدت سے مقابلہ کرتی ہے۔ قرص اجامیہ موسمی بخاروں کے کیڑوں کی پناہ گاہوں، جگر، تلی اور خون کے سرخ ذرات (ریڈ کارپسلز) مراکز دماغیہ کو موسمی بخاروں کے زہر سے بالکل محفوظ رکھتے ہیں۔ اور ان کی یہ مسلمہ طاقتیں ایک بار نہیں ہزاروں مرتبہ آزمائی جا چکی ہیں۔ اگر موسمی بخاروں کے جراثیم جسم میں داخل ہو چکے ہیں تو قرص اجامیہ کی یقینی تاثیر دل کی مضبوط اور تجربہ کار فوج انھیں ہلاک کر ڈالتی ہے۔ اور جسم کی کوئی پناہ گاہ قرص اجامیہ کی بے پناہ طاقت سے موسمی بخاروں کے جراثیم کو محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ یہ جہاں جا کر چھپتے ہیں، قرص اجامیہ کی قوت ایک آزمودہ کار جاسوس کی طرح وہیں چھاپہ مار کر ہلاک کر دیتی ہے۔ جسم میں قریب یا دور کا کوئی ایسا حصہ نہیں جہاں قرص اجامیہ کی تاثیر جلد سے جلد نہ پہنچ جاتی ہو۔ اور خون کے سرخ ذروں کو فوری امداد نہ پہنچاتی ہو۔

قرص اجامیہ اور موسمی بخار

قرص اجامیہ موسمی بخاروں (ملیریا) سے بچانے کے لیے ایک ایسے مضبوط "ٹینک" کا کام دیتے ہیں جس پر مچھروں کی فوج اور ان کے پانچویں کالم (جراثیم) کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ قرص اجامیہ کھانے کے بعد انسان موسمی بخاروں کے خطروں سے بالکل مطمئن ہو جاتا ہے۔ مچھر کاٹتے ہیں لیکن خون اور اس کے سرخ ذرے (کارپسلز) پر قرص اجامیہ مچھروں کی پھیلائی ہوئی زہریلی گیس سے بچنے کا ایسا نقاب (گیس ماسک) ڈال دیتے ہیں جو مچھروں کے چھوڑے ہوئے اس گیس کو قطعاً بے کار کر دیتا ہے۔

قرص اجامیہ اور بدیسی دوائیں

باہر سے جو دوائیں موسمی بخاروں کے لیے ہندوستان میں آتی ہیں وہ بہت زیادہ گرم و خشک ہوتی ہیں۔ اور ہندوستان خود ایک گرم ملک ہے، پھر یہاں کے باشندوں کی طبیعتیں حد سے زیادہ مختلف ہیں، اس لیے عموماً باہر سے آئی ہوئی دوائیں ہندوستانی مزاجوں کے موافق نہیں آتیں۔ کسی سے کان بجنے لگتے ہیں، کوئی بدن کو پیلا کر دیتی ہے اور اس کے استعمال کے بعد مریض پر یرقان کے حملہ کا شبہ ہونے لگتا ہے بعض جراثیم کی پناہ گاہوں پر کوئی اثر نہیں کرتیں، مثلاً کونین کا جگر پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا اور جب موسمی بخاروں کے جراثیم رگوں سے بھاگ کر جگر میں چھپ جاتے ہیں تو کونین ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ ایبٹرین میں یہ بات نہیں مگر وہ خون پر ایسا برا اثر کرتی ہے کہ جسم زرد ہو جاتا ہے اور یرقان کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ ہندوستانی اس قسم کی دواؤں کو مسلسل استعمال کرتے ہیں تو ان کو سخت نقصان ہوتا ہے۔ اکثر نازک مزاجوں کو سرے سے گرم دوائیں راس ہی نہیں آتیں اور باہر سے آئی ہوئی دواؤں کی تیاری کے وقت ان باتوں کا بالکل خیال ہی نہیں رکھا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی طریق علاج میں سخت ہدایت کی جاتی ہے کہ مریضوں کا علاج مقامی جڑی بوٹیوں کے ذریعے سے کرنا چاہیے۔ ان حالات میں موسمی بخاروں کو روکنے اور ان کے کیڑے ہلاک کرنے کے لیے قرص اجامیہ بہترین اور نہایت قابلِ اعتماد دوا ہے۔ اس میں کوئی ایسی گرم و خشک دوا، جو انسانی مزاج میں دفعتاً تغیر پیدا کر دے، شامل نہیں ہے۔ اس کی تاثیریں ایک تدریجی سرعت کے ساتھ عمل کرتی ہیں جو طبعی حالات سے کبھی نہیں ٹکراتیں۔

قرص اجامیہ

میں کوئی زہریلی یا گرم و خشک یا ناجائز دوا شامل نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ

امرت کی ٹکیاں

ہیں جو ہندوستانی آب و ہوا اور ہندوستانیوں کے مزاجوں نیز یہاں کے آب و ہوا مختلف مقامات اور ملکی تغیرات کو پیش نظر رکھ کر بجلی کی مشینوں سے بغیر ہاتھ لگائے بنائی جاتی ہیں۔ موسمی بخاروں سے بچنے کے لیے

جولائی سے اکتوبر تک

بلکہ نومبر تک ہر تن درست آدمی کو ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ قرص اجامیہ ضرور استعمال کرنے چاہییں۔ جس دن قرص اجامیہ کھانے کا ارادہ ہو اس روز صبح سویرے ہی منہ ہاتھ دھو کر ایک عدد قرص اجامیہ تازہ لیموں کے شربت کے ساتھ یا صرف پانی کے ساتھ کھائیں۔ پھر دوپہر اور شام کو ایک ایک ٹکیہ کھائیں۔ اگر قبض ہو تو رات کو دو عدد قرص سہل، جو قرص اجامیہ کے ساتھ ہی دیے جاتے ہیں، نیم گرم پانی کے ساتھ کھا کر سو رہیے۔ صبح کو دو تین اجابتیں آ کر آنتیں صاف ہو جائیں گی اور طبیعت چاق و چوبند ہو جائے گی۔ آنتیں صاف ہو جائیں تو قرص اجامیہ ایک عدد اوپر کی ترکیب کے مطابق کھائیں اور ہفتہ میں ایک یا دو دن اسی طرح کھائیں۔ مگر ہر مرتبہ دست لینے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح بالیقین آپ ایک قابل قدر دیسی دوا کی طاقت سے، جو نئی اور پرانی تحقیقات کی روشنی میں بنائی گئی ہے موسمی بخاروں کے حملے سے بچ جائیں گے اور

موت کا صور

جو ہر سال جولائی سے اکتوبر تک برسات انافیلیس مچھروں کے ذریعہ سے تمام ہندوستانیوں کے کانوں میں پوری قوت سے پھونکتی ہے آپ کے کانوں میں اس کی آواز نہ پہنچے گی۔

ملوں اور فیکٹریوں کے غریب مزدور

جن کی صحت اور تن درستی سے براہِ راست کارخانہ داروں کو فائدہ پہنچتا ہے، اگر موسمی بخاروں سے بچنے کی غرض سے ہفتہ میں ایک یا دو دن قرص اجامیہ کھا لیا کریں تو ملوں اور فیکٹریوں کے کاموں میں مزدوروں کی بیماری سے ہرگز خلل نہیں پڑ سکتا۔ مالکانِ کارخانہ جتنا روپیہ مزدوروں کو موسمی بخاروں سے بچانے پر صرف کریں گے، اس سے بہت زیادہ اپنے کارخانوں کو موسمی بخاروں کی پھیلائی ہوئی ہڑتال سے بچا کر مزدوروں کی تن درستی کی بدولت حاصل کر لیں گے۔

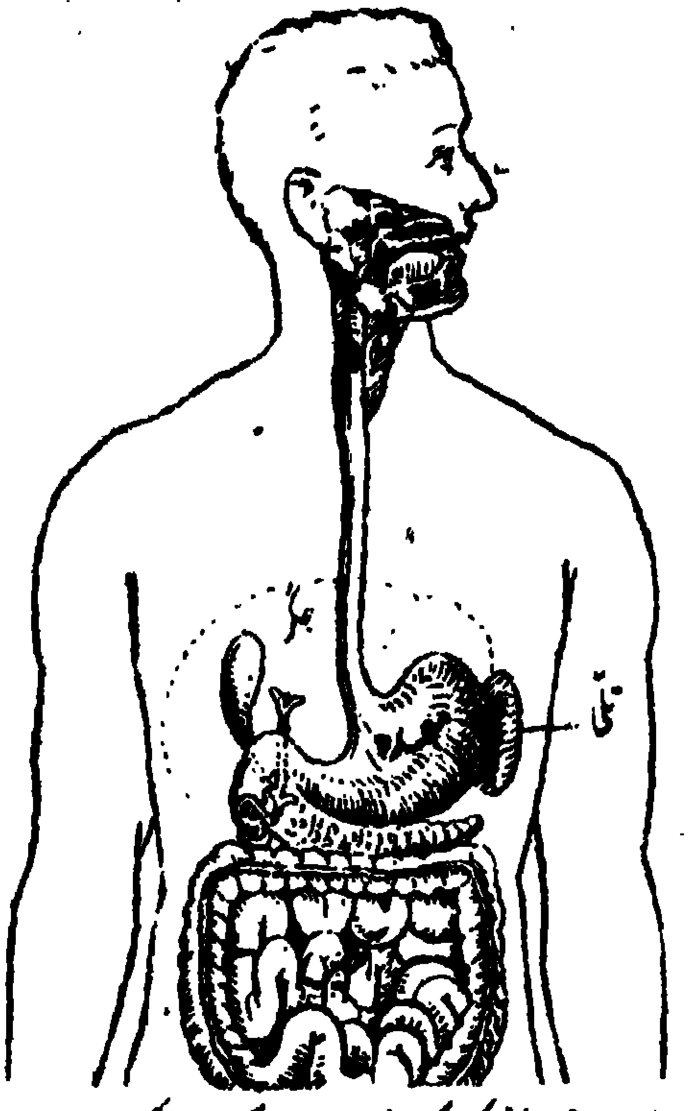
ریلوں، عمارتوں اور سڑکوں کے ٹھیکہ دار

جو برسات میں یا برسات کے بعد ایک دم سینکڑوں مزدوروں کے بیمار پڑ جانے سے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہتے ہیں اور کام ختم کرنے کی میعاد گزر جانے کا خطرہ انھیں لرزہ براندام کر دیتا ہے، اگر اپنے محنتی اور مستعد مزدوروں کو قرص اجامیہ کھلاتے رہیں تو بڑے اطمینان سے وقت پر بلکہ وقت سے پہلے اپنا کام ختم کر کے بے شمار دولت اور نیک نامی کی عزت حاصل کر سکتے ہیں۔

بخاروں کی فوج پر حملہ

موسمی بخاروں کے پیچھے پیچھے ایک زبردست اور ٹڈی دل فوج ہوتی ہے، جسے ہر وقت کمک پہنچتی رہتی ہے۔ یہ عظیم الشان لشکر مچھر کی معرفت سے بدن میں داخل ہو کر خون کے سُرخ ذرّوں (ریڈ کارپسلز) پر ایسا شدید حملہ کرتا ہے کہ انسان کی قوتِ مدافعت (Immunity) فوراً سپر ڈال کر ہار مان لیتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی بیمار پڑ جاتا ہے۔ یہ خطرناک فوج حقیقت میں موسمی بخاروں کے وہ جراثیم ہیں، جو انافیلس مچھر کے ذریعہ سے آدمی کے خون میں پہنچ کر بخار کا باعث ہوتے ہیں۔ ان جراثیم کو مارنے اور ان کے اندر ہی اندر بڑھنے کی طاقت کو روکنے کے لیے اب تک قرص اجامیہ سے بہتر کوئی دوا بازار میں نہیں آئی۔ قرص اجامیہ موسمی بخاروں اور اس کے امدادی لشکر پر ایسی کاری ضرب لگاتے ہیں کہ پھر اس کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملتا۔

قرصِ اجامیہ کا طریقۂ عمل



قرص اجامیہ معدہ میں پہنچ کر بغیر کسی غیر ضروری دیر کے وہاں کی رطوبت میں گھل مل کر ایک سیال کی صورت اختیار کر لیتا ہے پھر دوران خون میں شامل ہو کر خون کے سُرخ ذرّوں (ریڈ کارپسلز) کی حفاظت کرتا ہے۔

قرص اجامیہ معدہ میں پہنچ کر بغیر کسی غیر ضروری دیر کے وہاں کی رطوبت میں گھل مل کر ایک سیال کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ پھر دورانِ خون میں شامل ہو کر خون کے سُرخ ذرّوں (ریڈ کارپسلز) کی حفاظت کرتا ہے اور قوتِ مدافعت کو ابھارتا ہے۔ اگر موسمی بخاروں کے جراثیم بدن میں موجود ہوتے ہیں اور خون کے سُرخ ذرّات پر ان کا قبضہ ہو جاتا ہے تو قرص اجامیہ کی تاثیر ایک ماہرِ جنگ سپہ سالار کی طرح خون کے ایسے سرخ ذرّوں کو جو ابھی بخار کی فوج کے حملہ سے بچے ہوئے ہیں فوراً اپنی پناہ میں لے لیتی ہے۔ پھر ان کا رُخ خون کے ایسے ذرّوں کی طرف ہوتا ہے جن کی سرخی سیاہی میں تبدیل ہو چکی ہے۔ قرص اجامیہ کی حیرت انگیز مگر سائنٹی فک تاثیریں اسی سیاہی کو، جسے ڈاکٹری اصطلاح میں میلے نین (Melanin.) کہتے ہیں، دُور کر کے جراثیم کے اندر ہی اندر بڑھنے کو روک دیتی ہیں۔ جو جراثیم پختہ ہو چکے ہیں ان پر قرص اجامیہ تیسری مرتبہ نہایت خونخواری کے ساتھ حملہ کرتا ہے اور آخرکار انھیں بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ خون کے مُردہ دانوں کو قرص اجامیہ مناسب راستوں سے خارج کرنے میں طبیعت کی امداد کرتا ہے۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ تین چار دن کے اندر قرصِ اجامیہ نہایت خاموشی اور بغیر کسی بحران کے اندر ہی اندر موسمی بخار کے جراثیم کو پھیلنے اور بڑھنے سے بھی روک دیتا ہے اور جو جراثیم پختہ ہو چکے ہیں انھیں بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ قرص اجامیہ موسمی بخاروں کے جراثیم کی تینوں قسموں یعنی (۱) طفیلی جراثیم ملیریائی (Laverine Malerial) (۲) گول جرم ملیریا (Plasmodium Vivax) (۳) ہلالی جرم ملیریا (Plasmodium Malariae) کو ہلاک کرنے کی زبردست کامیابی کے سلسلے میں اب تک ہزاروں مریضوں پر آزمایا جا چکا ہے۔ اور بار بار مریضوں کے خون کا کیمیاوی امتحان کرنے کے بعد تصدیق کی جا چکی ہے کہ قرص اجامیہ کی یہ تاثیریں بالکل مسلّم اور سائنٹی فک ہیں۔

موسمی بخاروں میں قرص اجامیہ کا استعمال!

یہاں قرص اجامیہ کے استعمال کا نہایت سادہ اور آسان طریقہ لکھا جاتا ہے۔ آگے چل کر موسمی بخاروں کے ذیل میں الگ الگ اس کے استعمال کے طریقے لکھے جائیں گے۔ قرص اجامیہ کے استعمال کی پہلی شرط یہ ہے کہ آنتوں کی اچھی طرح صفائی کر لی جائے۔ مگر یاد رہے کہ ہر وہ دوا جو دست لے آئے، آنتوں کی صفائی کے لیے کافی نہیں ہے۔ اسی لیے ہمدرد دواخانہ دہلی نے قرص اجامیہ کی اہمیت اور اس کی تاثیروں کی علمی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے آنتوں کی صفائی کے لیے بھی ایک بہترین دوا قرص مسہل کے نام سے تیار کی ہے۔ (قرص اجامیہ کی شیشی میں یہ قرص موجود ہوتے ہیں)، اس میں خاص طور پر ایسی دوائیں شامل ہیں جو آنتوں کی صفائی بھی کرتی ہیں اور قرص اجامیہ کے لیے میدان بھی صاف کرتی ہیں۔ قرص اجامیہ استعمال کرنے سے پہلے رات کو سوتے وقت دُودھ یا معمولی گرم پانی کے ساتھ ۲ عدد قرص مسہل کھا لیے جاتے ہیں۔ صبح کو نہایت آرام سے دو تین اجابتیں ہو جاتی ہیں۔ جس دن قرص مسہل کھائے جائیں اگر اس دن سوائے دُودھ یا ساگودانے کے کچھ اور نہ کھایا جائے تو بہت اچھا ہے۔ اگلے دن جب دست ہو چکیں تو قرص اجامیہ ایک عدد کھا کر اوپر سے عرق گلاب ۵ تولے یا عرق بیدمشک ۵ تولے پی لیا جائے۔ نیبو کے شربت اور سنترے یا میٹھے (موسمی) کے رس سے بھی قرص اجامیہ کھائے جا سکتے ہیں۔ صرف دُودھ بھی کافی ہے۔ قرص اجامیہ ایک عدد صبح کو پھر ایک عدد دوپہر کو پھر ایک شام کو کھانا چاہیے۔ پھر اگلے دن اسی طرح تین قرص کھائے جائیں اور چار دن تک مسلسل کھاتے رہیے۔

گویا چار دن میں بارہ قرص کھالیں اگر دوسرے تیسرے دن بخار رُک جائے پھر بھی قرص اجامیہ کا استعمال بند نہ کریں، بلکہ پورے بارہ قرص کھائیں۔ اِس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ اگر بخار زیادہ ہو یعنی ۱۰۳ ڈگری سے اوپر ہو تو قرص اجامیہ نہ کھائیں۔ جب بخار ۱۰۳ سے نیچے ہو جائے فوراً ایک ٹکیہ کھائیں۔ اِس صورت میں یہ بھی خیال رکھیں کہ ہر چار گھنٹے کے بعد ایک قرص کھلاتے رہیں، کیونکہ ایسی صورت میں صبح دوپہر اور شام کی قید باقی نہ رہے گی۔ قرص اجامیہ عورت، مرد، بوڑھے اور بچے بلا تکلف استعمال کر سکتے ہیں۔ بچوں کو آدھا قرص دینا چاہیے۔

موسمی بخار کے متواتر حملے

موسمی بخار خواہ کسی قسم کا ہو اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب ایک مرتبہ کسی پر اس کا حملہ ہو چکتا ہے تو پھر بار بار اور متواتر حملے ہوتے رہتے ہیں اور جب تک اس کے جراثیم کا بالکل قلع قمع نہیں ہو جاتا یہی صورت رہتی ہے۔ موسمی بخاروں کے جراثیم کی حفاظت کا مضبوط قلعہ انسان کے بدن میں تلی ہے۔ یہیں یہ جراثیم پناہ لیتے ہیں۔ اس لیے قرص اجامیہ کے استعمال سے بخار رفع ہو جانے کے بعد جگر اور تلی نیز جراثیم کی دوسری پناہ گاہوں کو صاف اور ان کی طاقت بحال کرنے کی غرض سے دو تین شیشیاں

شربت اکسیر خاص (رجسٹرڈ)

کی ضرور پی لینی چاہییں۔ یہ شربت جگر، تلی، معدہ اور تمام ایسے اعضا کے افعال کو درست کرکے ان کی طاقت بحال کرتا ہے، جو خون بناتے یا خون بنانے میں مدد کرتے ہیں اور جسم کی قوتِ مدافعت کو بڑھاتا ہے اور جب قوتِ مدافعت اصل حالت پر آجاتی ہے تو موسمی بخاروں کے جراثیم فتح حاصل نہیں کر سکتے۔ شربت اکسیر خاص بڑے آدمیوں کو ایک تولہ کی مقدار میں دودھ میں ڈال کر صبح و شام پینا چاہیے۔ بچوں کو چھ ماشے یعنی چائے کا ایک چمچہ دینا چاہیے۔

مختلف قسم کے بخار اور قرص اجامیہ

اب مختلف موسمی بخاروں میں قرص اجامیہ کے استعمال کے طریقے لکھے جاتے ہیں:۔

روزانہ بخار

یہ بخار روزانہ چڑھتا ہے۔ اس میں ایک باری سے دوسری باری تک چوبیس گھنٹے کا فصل ہوتا ہے۔ بخار چڑھنے سے پہلے جمائیوں اور انگڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹوٹتے ہیں۔ پھر جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور شدت کا جاڑا لگتا ہے۔ دانت بجنے لگتے ہیں، جی متلاتا ہے۔ پیاس لگتی ہے۔ جسم کی حرارت ۱۰۴ یا ۱۰۵ تک ہو جاتی ہے۔ سردی لگ چکنے کے بعد مریض کو سخت گرمی معلوم ہوتی ہے۔ دردِ سر ہوتا ہے آخر پسینہ آکر بارہ گھنٹے میں بخار اتر جاتا ہے۔

علاج:۔ بخار کی حالت میں تھوڑا تھوڑا عرق گاؤزبان پلاتے رہیں۔ قے کی تکلیف زیادہ ہو تو آلو بخارا منہ میں ڈالیں۔ دردِ سر شدید ہو جائے تو قرص مثلث ۲ عدد پانی میں گھس کر پیشانی پر لگائیں۔ رات کو سوتے وقت ۲ عدد قرص مسہل کھلائیں۔ صبح کو ایک عدد قرص اجامیہ عرق گلاب یا بیدمشک ۵ تولے کے ہمراہ کھلائیں۔ دوپہر اور شام کو پھر ایک ایک قرص اسی ترکیب سے دیں۔ اگلے دن پھر صبح، دوپہر اور شام کو ۳ قرص اجامیہ کھلائیں اور چار دن تک برابر کھلاتے رہیں۔ چار دن کے بعد کمزوری رفع کرنے اور بخار لوٹنے کے خطرے کو دور کرنے اور جگر اور تلی کو درست کرنے کی غرض سے شربت اکسیر خاص ایک تولہ صبح کے وقت دودھ میں ڈال کر پلائیں۔ شام کو پھر شربت اکسیر خاص کی ایک خوراک پلائیں اور مسلسل کم سے کم دو شیشیاں پی لیں۔

تجاری کا بخار

اِس بخار کو ٹرشین فیور (Tertian Fever) کہتے ہیں۔ اس کی علامتیں روزانہ بخار سے ملتی جلتی ہوتی ہیں اور اس کی مدت چھ گھنٹے سے آٹھ گھنٹے تک ہوتی ہے۔

علاج:۔ پیاس، متلی اور دردِ سر رفع کرنے کی غرض سے وہی تدبیریں کریں جو روزانہ بخار میں لکھی گئیں اور رات کو سوتے وقت

قیمت:۔ قرص اجامیہ ایک شیشی، بارہ آنے — شربت اکسیر خاص، ایک شیشی، ۲۰ خوراک ایک روپیہ آٹھ آنے۔

۲ عدد قرص مسہل کھلائیں۔ صبح کو ایک عدد قرص اجامیہ عرق گلاب تازہ نیبو کے شربت یا سنترے اور میٹھے کے رس کے ساتھ کھلائیں۔ پھر دوپہر اور شام کو ایک ایک قرص کھلائیں۔ چار دن میں پورے بارہ قرص کھلا دیں ۔

چوتھیا بخار

یعنی کوارٹن فیور (Quartan Fever) ۔ یہ بخار تین دن بیچ دے کر آیا کرتا ہے۔ اسی لیے اسے چوتھیا بخار کہتے ہیں۔ اس کی علامتیں وہی ہیں جو روزانہ بخار میں لکھی گئیں ۔

علاج :۔ رات کو سوتے وقت ۲ عدد قرص مسہل کھلائیں۔ صبح کو جب دست ہو چکیں تو قرص اجامیہ ایک عدد نیم گرم دودھ یا عرق گلاب سے کھلائیں۔ پھر دوپہر و شام کو ایک ایک ٹکیہ کھلائیں اور چار دن تک برابر کھلاتے رہیں ۔

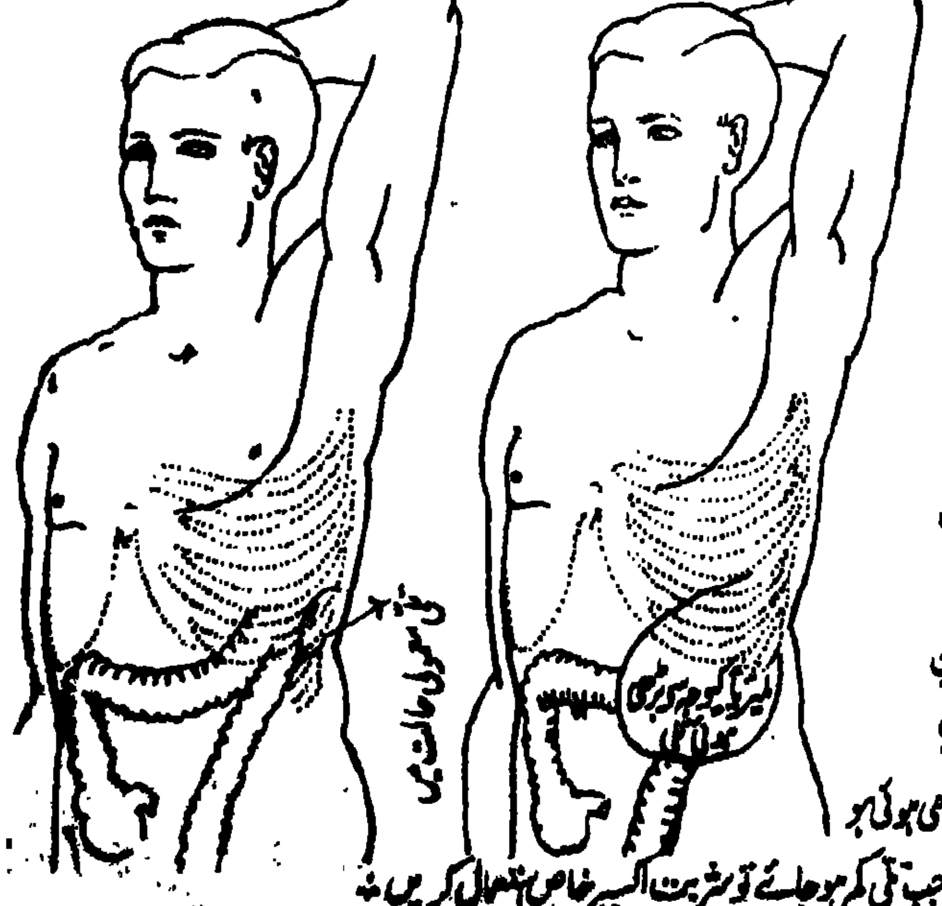
ہر وقت چڑھے رہنے والے بخار

بعض موسمی بخار ہر وقت چڑھے رہتے ہیں کبھی صبح یا دوپہر کو بخار ہلکا ہو جاتا ہے اور پھر تیز ہونے لگتا ہے۔ جو بخار ہر وقت چڑھا رہتا ہے پہلے اس کو اتارنے کی کوشش کریں۔ اس مقصد کے لیے عرق تبخود یہ ۵ تولے بار بار پلاتے رہیں جب بخار سو سے نیچے ہو جائے فوراً ایک عدد قرص اجامیہ کھلا دیں اور رات کو قرص مسہل ۲ عدد کھلائیں۔ آنتیں صاف ہو جانے پر اول تو بخار اتر جائے گا ورنہ سو سے نیچے آجائے گا اور یہی وقت قرص اجامیہ کے استعمال کا ہوگا جب تک بخار سو سے نیچے رہے قرص اجامیہ کی ایک ایک ٹکیہ تازہ نیبو کے شربت یا سنترے کے رس کے ساتھ کھلاتے رہیں۔

ایک خاص بات

موسمی بخاروں کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھیں کہ جس وقت بخار بہت تیز ہو جائے اور مریض بہکنے لگے تو پیشانی پر سرد پانی میں کپڑا بھگو کر رکھ دیں یا سر پر سرکہ ایک تولہ اور روغن گل ایک تولہ میں ملا کر ملیں یا اس میں بھگو کر رکھیں، اور غذا میں دودھ یا آش جو دیں۔ سوڈا اور آش جو ملا کر بھی دے سکتے ہیں۔ چپاتی اور بکری کا شوربہ یا مونگ کی دال دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ مونگ کی کھچڑی، پالک اور خرفہ کی ترکاری بھی دے سکتے ہیں۔ برف چبانا، سوڈا اور لیمن پلانا بھی اچھا ہے۔ میووں میں انار سنترہ اور انگور کھلائیں۔ قے اور متلی کی تکلیف میں نیبو کاٹ کر اس پر نمک اور سیاہ مرچ چھڑک کر چوسیں۔ دیر ہضم اور گرم غذا بھی نہ کھائیں ۔

موسمی بخاروں کے بعد کی کمزوری :۔ موسمی بخاروں کے بعد ایک خاص قسم کی کمزوری ہو جاتی ہے جس میں خون کم زور ہو جاتا ہے رنگ مٹیالا یا زردی مائل ہو جاتا ہے آنکھیں کچھ زرد ہو جاتی ہیں طبیعت پر سستی اور کاہلی غالب رہتی ہے کبھی ہلکا بخار ہو جاتا ہے قبض رہتا ہے کبھی دست آنے لگتے ہیں تلی بڑھ جاتی ہے اور مریض بوڑھا معلوم ہونے لگتا ہے ۔



علاج :۔ موسمی بخاروں کے بعد کی نقاہت سے بچنے کا بہترین اور کامیاب علاج شربت اکسیر خاص کا استعمال ہے اگر موسمی بخاروں کے بعد شربت اکسیر خاص کی دو شیشیاں پلا دی جائیں تو یہ کیفیت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ اگر بدقسمتی سے موسمی بخاروں کے بعد شربت اکسیر خاص استعمال نہ کیا جا سکے اور مریض اس قسم کی نقاہت کا شکار ہو جائے تو جگر اور تلی کی اصلاح کریں اس کے لیے بھی شربت اکسیر خاص کا استعمال مناسب ہے۔ روزانہ صبح اور شام کو شربت اکسیر خاص ۱ تولہ کی مقدار میں دودھ میں ملا کر پلائیں۔ تلی جب زیادہ بڑھی ہوئی ہو تو دوائی کی ایک خوراک پانی میں ڈال کر دن میں تین بار دیں۔ جب تلی کم ہو جائے تو شربت اکسیر خاص استعمال کریں ۔

مختصر فہرست مضامین

پڑھ لینے کے بعد آپ ضرور اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہونگے کہ ایک مسلمان کیلئے جو ایک سچے اور خدا پرست مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہو فلاح دین و دنیا کی کس قدر ضرورتیں ہیں۔ ایسے گھر میں جہاں کوئی مسلمان رہتا ہو اس کتاب کی ایک جلد ضرور موجود ہو۔ نیز اسلامی لڑکے اور لڑکیاں سبقاً اس کو پڑھ کر اپنی مذہبی معلومات اور مذہبی تعلیم کی برکات سے مالا مال ہوں۔ قیمت دو روپیہ

ملنے کا پتہ: مینیجر صاحب کتب خانہ زکریا۔ کوچہ کاشغری دہلی

ضمیمہ رسالہ ہذا

پورے اسلامی کتب خانہ کی برابر

یک زر دست اسلامی انسائیکلوپیڈیا

اسلامی ضخیم کتابوں کی روح ہے اور جس میں دس ہزار سے زیادہ دینی اور دنیاوی مسائل ہیں

جس میں ایک دنیادار اور ایک دیندار کی دنیاوی اور دینی ضروریات کی ایسی کوئی معلومات نہیں ہیں جو موجود نہ ہو کتاب پورے اسلامی کتبخانہ کی برابر ہے ہر شخص کے لئے جو دیندار ہے اور ہر اس مسلمان کے لئے جو دنیادار ہے اور ہر اس شخص کے لئے جو دینی اور دنیاوی ترقی چاہتا ہے

فلاح دین و دنیا

کا مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ایک انسان کے لئے ہوا اور غذا کی ضرورت ہے اس کو ہزاروں رسالے کی کتابوں سے لیکر اس وقت تک کی تمام قدیم و جدید کتابوں کی روح ہے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان جیسے غریب ملک میں یہ کتاب ۳۰ ہزار روپے کی فروخت ہو چکی ہے اس میں تبلیغ مکمل دینی اور دنیاوی معلومات ہیں اس میں اخلاق کی تعلیم ہے اس میں معاشرت کا درس ہے اس میں سعادت زندگی کی بنیاد ہے اس میں کمانے کے سو ذریعے و دولت کے اصول ہیں۔ اس میں حفظان صحت کے طریقے ہیں۔ اس میں تمام انسانی بیماریوں کا کامل علاج ہے۔ غرضکہ اس میں سب کچھ ہے جس کی ایک متمدن انسان کو ضرورت ہے جس گھر میں یہ کتاب ہوگی اس گھر میں ایک بہت عالم اور دنیادار ہر ایک دانشمند فلاسفر ایک بیرسٹر ایک طبیب حاذق ہے اور ایک جہاندیدہ شخص ہے جس کو ہزار سال کے تجربات حاصل ہیں یہ کتاب درحقیقت ایک پوری اسلامی لائبریری ہے اس کتاب کی فہرست مضامین کیونکہ بہت طویل ہے اس لئے چند عنوانات مختصراً نیچے درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہو سکے۔ قیمت ہے

ساتواں ایڈیشن	مختصر فہرست مضامین "فلاح دین و دنیا"	ضخامت تقریباً چھ سو صفحے

باب اول	شہداء سے سوال	علامات کبریٰ	معجزہ کرامت	میلاد مبارک	بیان
عقائد	نکیرین	صور اور میدان حشر	وہ پیغمبر جو زندہ ہیں	باب دوم	عورت مرد کی ایک
ذات وصفات الٰہی	قیامت	شفاعت	آنحضرت ؐ کی فضیلت	عبادت	ساتھ نماز
عرش وکرسی	حضرت امام مہدیؑ	حساب کتاب جانوروں کا	آنحضرت صلعم کی زندگی	وضو کا مکمل بیان	مکروہات نماز
لوح وقلم	دجال	جنت میں جانیوالے	کے حالات	مسواک کا طریقہ	مرد وعورت کی نماز کا
آسمان وزمین	حضرت عیسیٰؑ کا نزول	جانور	زمانۂ خلافت	غسل کے طریقے	فرق
فرشتے	یاجوج ماجوج	امت محمدی کا حساب	صحابۂ کرام	پانی کے مسائل	قضا نماز
احکام قرآن	حشر ودخان	وکتاب	اولیاء اللہ کے حالات	تیمم ومسح موزہ	مسافر کی نماز
قبر کے حالات	مغرب سے طلوع	پل صراط حوض کوثر	بیعت اور پیر طریقت	پانی سے استنجا کرنیکا	چلتی ریل گاڑی میں
علیین وسجین	آفتاب	دوزخ اور اس کے	ایصال ثواب	مسائل	نماز
نکیرین	دابۃ الارض	ساتوں طبقے	انبیاء وصالحین سے	آداب مسجد	عید کی نماز
بچوں سے سوال نکیرین کا	علامات صغریٰ	جنتوں کے حالات	استعانت	اذان ونماز کا مکمل	خطبہ جمعہ

[illegible]

جلد (۱۰) | اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر (۴)

فہرست مضامین

قیمت سالانہ ایک روپیہ — ممالک غیر برما وغیرہ سے تین شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا



دِق اور سِل کے خوفناک بھوت اُسے موت کے آغوش میں پہنچا چکے تھے

لیکن

قُرص سحر اور مَاءُ الحیات نے اُسے دوبارہ زندگی عطا کردی!

یہ مریض دق وسل کے تیسرے درجے تک پہنچ چکا تھا۔ تمام ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر اس کی موت کا حکم سنا دیا تھا۔ جب ہر طرف سے مایوس ہوگیا تو اس نے ہمدرد دواخانہ کو اپنی تکلیف لکھ کر بھیجی۔ اس کا خط بے حد درد ناک تھا۔ چنانچہ اس کے خط کے جواب میں ہمدرد دواخانہ نے دق وسل کی دو مجرب دوائیں ماء الحیات اور قرص سحر بھیج دیں۔ ان دونوں دواؤں کے چالیس روز استعمال کے بعد مریض مذکور کی صورت بدل گئی۔ اور دیکھتے دیکھتے اُسے صحت حاصل ہوگئی

ماءُ الحیات ہمدرد دواخانہ کا وُہ نایاب عرق ہے جو ایک ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو صرف ہمدرد دواخانہ ہی کو حاصل ہے۔ اس عرق کے بدن میں پہنچتے ہی دق وسل کے جراثیم مرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک ماہر شکاری اپنے شکار پر جس طرح صحیح نشانہ لگا سکتا ہے اسی طرح دق وسل کے خوفناک بھوتوں (جراثیم) کو ماء الحیات فنا کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ عرق دق وسل کے جراثیم کو قطعی طور پر فنا کر دیتا ہے اور مریض خود بخود سنبھلتا چلا آتا ہے۔

قرص سحر۔ اس عرق کے ساتھ قرص سحر کو اس لیے لگایا گیا ہے کہ ان قرصوں سے مریض کی گئی ہوئی قوت واپس آجائے۔ چناں چہ ماء الحیات تو مرض کو دُور کرتا ہے اور قرص سحر مریض کو تن درست کرتے ہیں۔

دِق وسل کا نیا علاج۔ ہمارے اس طریق علاج کو دق وسل کا بالکل نیا علاج تسلیم کیا جا چکا ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت تک بے شمار مریض تن درست ہو چکے ہیں۔ چالیس روز میں یقینی شفا ہو جاتی ہے۔

ماء الحیات چونکہ عرق ہے اس لیے فرمائش بھیجتے وقت بذریعہ ریل طلب کیجیے۔ ورنہ محصول بہت لگے گا۔

رفاہ عام کی غرض سے ان بے نظیر دواؤں کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی ماء الحیات ایک بوتل جو بارہ روز کے لیے کافی ہے، دو روپے۔ اور قرص سحر ایک عدد دو آنے (۲ر)

(روزانہ ایک ٹکیہ اور پانچ تولے عرق استعمال کیا جاتا ہے)

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

ہمدرد صحت کا قدرتی علاج نمبر

"قدرتی علاجوں کی انسائیکلوپیڈیا"

از جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر "حریت" دہلی

یورپ و امریکہ میں تو ہزاروں علمی ادارے ایسے ہیں جو مشرق کے جواہر ریزوں کو مغربی زبان میں منتقل کرنے میں منہمک ہیں، لیکن ہندستان میں صرف ادارہ ہمدرد ہی ایک ایسا واحد طبی ادارہ ہے جو مغربی طب پر کامیاب ریسرچ ورک کر رہا ہے اور اس طرح نہ صرف اُردو زبان کو مالامال کر رہا ہے، بلکہ اُردو جاننے والوں کو یورپ کی جدید سائنٹی فک تحقیقات اور حفظانِ صحت کے جدید اصول "ہمدرد صحت" کے خاص نمبر نکال کر بتائے جاتے ہیں۔

ہمدرد دواخانہ کا یہ علمی ادارہ اس وقت تک "ضبطِ تولید نمبر" "عورت نمبر" "دق و سل نمبر" "روحانی علاج نمبر" شائع کر چکا ہے جو اپنے مقاصد کے لحاظ سے بیحد مفید ہی نہیں تھے۔ بلکہ "اسلامی طب" میں کامیاب اضافہ تھے ہمدرد صحت کے ان خاص نمبروں سے ہندستان کے ہر حصہ میں فائدہ اٹھایا گیا، اور حکیم حاجی عبدالحمید صاحب سرپرست ہمدرد دواخانہ کے ایثار اور خدمتِ خلق کے جذبہ کی دھوم مچ گئی۔

اسی سلسلہ کی تازہ کڑی "ہمدرد صحت کا قدرتی علاج نمبر" ہے، جو قدرتی علاج پر ایک مستقل تصنیف ہے۔ "قدرتی علاج" کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ طریقہ ایسا نہیں ہے، جو دنیا میں مروج ہو، اور اس پر مدلل بحث اور اس کا موثر طریقِ عمل نہ بتایا گیا ہو۔ ہمدرد صحت کا یہ خاص نمبر "قدرتی علاجوں کی انسائیکلوپیڈیا" ہے جو مایوس العلاج مریضوں کے لیے پیامِ امید ہی نہیں، بلکہ پیامِ زندگی ہے۔

"قدرتی علاج" کے چودہ باب ہیں، جن کی بہت ہی مختصر فہرست عنوانات حسب ذیل ہیں:۔

پہلا باب: ہوا
صحت اور مرض کے متعلق ہوا کی اہمیت

دوسرا باب: پانی
قیام صحت اور دفع مرض میں پانی کی اہمیت
علاج آبی (ہائیڈروپیتھی)

تیسرا باب: غذا
صحت اور مرض میں غذا کی اہمیت
حیاتین (وٹامن)
علاج بالغذا

چوتھا باب: آرام و سکون
تندرستی آرام و سکون سے حاصل ہوتی ہے

پانچواں باب: ورزش
ورزش اور صحت جسمانی
بعض اعضاء جسم کی خاص خاص ورزشیں
عام صحت جسمانی کے لیے ورزشیں

چھٹا باب: مالش
قیام صحت و دفع مرض میں مالش کی اہمیت
مالش اور علاج امراض

ساتواں باب: صفائی
تندرستی پر صفائی کا اثر

آٹھواں باب: سورج
صحت کا خزانہ شعاعوں کی شکل میں

نواں باب: علاج بالکون
رنگ اور صحت و مرض
مختلف امراض میں رنگوں کا استعمال

دسواں باب: روزہ
صحت کو قائم رکھنے اور مرض کو دفع کرنے میں اس کی اہمیت
جسمانی قوتوں پر روزہ کا اثر
مختلف امراض اور روزہ

گیارھواں باب: یوگ
صحت و مرض کے متعلق یوگ کے نظریات
مختلف امراض اور یوگ

بارھواں باب: متفرقات
روزی کا مسئلہ اور قدرتی علاج
قدرتی علاج پر زیادہ سے زیادہ [illegible] شروع ہوتا ہے

تیرھواں باب: موسیقی
موسیقی اور علاج امراض۔

چودھواں باب:
ادبیات قدرتی علاج۔

ہر باب میں عنوان کی نسبت سے مفصل اور مدلل بحث ہے جس پر عمل کر کے ہر قسم کے مایوس مریض اپنی تندرستی بغیر طبیب کے مشورہ اور فیس کی ادائیگی کے خود کر سکتے ہیں۔ قدرتی علاج نمبر کی ضخامت تقریباً دو سو صفحے ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی ہے سفید چکنا کاغذ ہے قیمت سفید چکنا کاغذ ۱۲ ہے اور اخباری کاغذ ۸ ہے جو اس گرانی کاغذ کے زمانہ میں بہت ہی کم ہے۔

ہم اس کامیاب تصنیف کی ترتیب پر حکیم حافظ محمد سعید صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(حریت ۸ اگست [illegible])

ہماری غذا اور سمیاتِ بطنیہ

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی۔ لاہور

سمیاتِ بطنیہ کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ہمارا جسم ایک ایسا معمل کیمیائی ہے جس میں کئی قسم کے زہر پیدا ہوتے رہتے ہیں اور یہ سمیات معدہ سے لے کر تمام جسم کے اندر برابر پیدا ہوتے اور خارج ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ہم جو غذا کھاتے اور پانی پیتے ہیں بلکہ جو ہوا سانس کے ذریعہ سے اندر لے جاتے ہیں یہ سب چیزیں ان زہروں کو پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہیں۔

اب جسم کے احشا اور اعضا کو لیجیے۔ ان میں سے قناۃ انہضام جو منہ سے شروع ہو کر مبرز تک پھیلی ہوئی ہے، اس کی تمام پیچ در پیچ راہوں میں ایسے سمی مواد بھرے رہتے ہیں جو انسان کی زندگی کو ختم کرنے کے لیے کافی ہیں لیکن قدرتِ مطلق نے ان سمیات کو رفع و دفع کے لیے ایسا لطیف انتظام فرمادیا ہے کہ ہمارے جسم کے اعضا تو ایسے افرازات پیدا کرتے رہتے ہیں جو ان سمیات کا دفعیہ کرتے ہیں اور بعض ان کو بدن سے خارج کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اب اگر یہ تمام ساختیں اپنے مفوضہ فرائض کو سرانجام دیتی رہیں، جیسے کہ حالتِ صحت میں ہوتا ہے، تو ہمارا جسم ان زہروں کے مضر اثرات سے مامون و مصئون رہتا ہے اور ہم بیماری یا موت سے بچے رہتے ہیں لیکن جب یہ اعضا اپنے مفوضہ کام میں کوتاہی کرنے لگتے ہیں تو نتیجہ بیماری یا مرض ہوتا ہے۔

جراثیم جنھیں باعثِ مرض خیال کیا جاتا ہے، وہ ہر آن ہمارے گرد و پیش موجود رہتے ہیں اور ہر وقت ان کا حملہ بدن کے باہر اور جسم کے اندر ہوتا ہی رہتا ہے اور قدرت نے ان جراثیم کی انواع کو کثرت سے پیدا کر رکھا ہے تاہم متعدی امراض کا ہونا ایک اتفاقی بات ہوا کرتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر یہ جراثیم ہر وقت ہم پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ خاص حالات ہی ہیں جو حدوثِ مرض کا باعث ہوتے ہوں گے جو بدن کے اندر ایسا ماحول پیدا کر دیں جو ان موذی جراثیم کے نشو و نما میں معاون ہو۔ چنانچہ ایک تن درست اور صحیح و سالم انسان کا بدن ان جراثیم کے نشو و نما کے لیے کوئی مناسب جگہ نہیں بلکہ جب یہ جراثیم ایک تن درست ساخت سے ملاقی ہوتے ہیں تو خود فنا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اور بدن کی قوتِ مدافعت ان کا پوری طاقت کے ساتھ مقابلہ کرتی ہے اور ان پر غالب آ کر ان کو نیست و نابود کر دیتی ہے چنانچہ بسا اوقات انسان کو ایسے جراثیم کے حملہ کا علم تک بھی نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف جب بدن کی قوتِ مدافعت کمزور اور طاقت کم ہو تو ان جراثیم کے مقابلہ کی قوت بھی کم ہو جاتی ہے، اور یہ جراثیم بدن میں تکثیر حاصل کر کے بڑھنے اور پھولنے لگتے ہیں جس کے نتیجہ میں آدمی بیمار ہو جاتا ہے۔ غرض یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حالاتِ زندگی میں مرض سے پہلے ایک گونہ تبدیلی آ جاتی ہے۔ خوراک کی کیفیت میں تغیر رونما ہوتا ہے، فعلِ انہضام اور افعالِ بدن میں نقص پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد آدمی بیمار ہوتا ہے۔ چنانچہ کیفیتِ مرض دو مختلف اعمالِ بدن کا نتیجہ ہوتی ہے۔

اول، صحت کو بگاڑنے والے حالات۔ دوم، جراثیمی حملہ۔ اور ان میں سے صرف ایک کیفیتِ مرض کو پیدا نہیں کر سکتی۔

صحت کو بگاڑنے والے حالات میں اوّل وہ سمیات ہیں جو ہمارے جسم کے جوف میں پیدا ہو کر اندر ہی محتبس ہو جاتے ہیں۔ ایسے سمیات ہماری ساختوں کے لیے بھی مضر ثابت ہوتے ہیں۔ دوم، وہ سمی مواد ہیں جو بدن کی گہری ساختوں میں پیدا ہو کر محتبس ہو جائیں۔ مثلاً تسممِ بولی، یرقان وغیرہ۔

اس کے علاوہ نظامِ عصبی میں جب کسی سبب سے فتور آ جاتا ہے تو اس سے بھی تغذیۂ بدن میں عارضی طور پر نقص واقع ہو جاتا ہے۔

جو جراثیم نشوونما کے لیے نہایت موزوں ماحول پیدا کر دیتا ہے۔ چناں چہ جراثیم ہمیشہ یا تو مردہ مواد کی نمایندگی کرتے ہیں یا زندہ ساختو
مُردہ بننے کی استعداد پیدا کر دیتے ہیں۔ چناں چہ اعصابی نقص یا کمزوری عارضی طور پر جب تغذیۂ بدن پر اثر انداز ہوتی ہے تو جراثیم کے
ایک موزوں اور خوش گوار ماحول پیدا کر دیتی ہے۔ اس طرح کبھی اعصابی نقص تغذیۂ بدن پر مستقل طور پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس سے ا
قسم کی استعدادِ مرض کسبی طور پر پیدا ہو جاتی ہے، جو ایک دفعہ راسخ ہونے کے بعد ایسی صورت اختیار کر لیتی ہے کہ اس کے اثرات ہ
آنے والی نسلوں میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ غرض یہ ایک مسلّمہ مسئلہ ہے کہ سابقہ اسباب اور نقصِ تغذیہ کے بغیر انسان عموماً امراض کے
سے محفوظ رہتا ہے اور جب تغذیۂ بدن ضرورت سے کم ہو رہا ہو تو کئی اعصابی علامات کا ظہور ہونے لگتا ہے، مثلاً آدمی سست اور
ہو جاتا ہے، طبیعت میں افسردگی اور کام سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے وغیرہ۔ اس کے علاوہ اگر ہم ایسے شخص کے پیشاب کا امتحان کر
اس میں بھی غیر منہضم غذا کے اجزا ملتے ہیں۔

یہ تمام مواد کبھی جسم پر سمّی اثر رکھتے ہیں اور ان کو وہ ابتدائی علاماتِ تسمم خیال کرنا چاہیے جو نقص تغذیہ کی وجہ سے پیدا ہو
انسانی جسم جیسا کہ اوپر بیان ہوا ایسا معمل کیمیائی ہے جو باہر سے بھی زہریلے مواد کو داخلِ بدن کرتا رہتا ہے اور اندرونِ جسم بھی زہریں پیدا کرتا رہتا ہے
ہم زندہ بھی رہتے ہیں۔ چناں چہ ہم قیام زندگی کے لیے جگر، گردہ، جلد، پھیپھڑوں اور انتڑیوں کے افعال کے مرہون منت ہیں جو ہر
کمال ہوشیاری اور مستعدی کے ساتھ ان زہریلے مواد کو بدن سے خارج کرنے اور ان میں تصرف کرنے میں مصروف ہیں اور جو
یہ زہریلے مواد بدن میں پیدا ہوتے ہیں انھیں فی الفور بدن سے خارج کر دیتے ہیں۔

بدن میں خون کی رَو خود ہر وقت کئی سمیاتِ بدن کی حامل رہتی ہے جو کہ انسجۂ بدن میں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ان زہروں کو بھ
کی رَو جمع کر کے ابرازی راستوں پر لا پھینکتی ہے۔

سمیات بطنیہ کی یہ کیفیت ایک تن درست اور صحیح القویٰ شخص میں ایک خاص حد سے تجاوز نہیں کرتی کیوں کہ بدن کے سمیات کا اخرا
ہوتا رہتا ہے۔ ہمارا جگر ان تمام سمیات کو جو انتڑیوں کی راہ سے دورانِ خون میں بذریعہ وریدِ باب الکبد شامل ہوتے ہیں، فی الفور روک لیتا اور بے
کر دیتا ہے اور پھر جگر ہی ان سمیات کو لوٹا کر انتڑیوں کے جوف میں ڈال دیتا ہے جہاں سے یہ براہ براز خارج ہو جاتے ہیں۔

بدن کے بہت سے افرازات خود سخت زہریلے ہیں اور اگر وہ بدن کے اندر محتبس ہو جائیں تو شدید طور پر مہلک ثابت ہو سکتے ہیں۔ مثلاً پیشا
راہ سے سات قسم کے مہلک زہر خارج ہوتے ہیں ان میں سے ایک آنکھ کی پتلی کو سکیڑتا اور ایک مدرِ بول ہے۔ پھر ایک جزو حرارتِ بدن کو کم کرتا اور دو
کرتے ہیں۔ اس کا ایک جزو عضوی (یوریا) ہے اور دوسرا غیر عضوی (پوٹاش)۔ ہم زندہ اس لیے رہتے ہیں کہ یہ سمیات پیشاب کے راستے سے با
ہوتے رہتے ہیں اور ہم ان کے سمّی اثر سے محفوظ و مامون رہتے ہیں۔ ان سمّی مواد کو خون کی رَو بھی مختلف انسجۂ بدن سے جمع کرتی رہتی ہے اور پھر ان مواد کو
رو مختلف اعضائے کے سپرد کر دیتی ہے اور جو کچھ اس طرح سے بچ جاتا ہے اُسے خون کے سفید کریات ہڑپ کر جاتے ہیں۔

صفرا اگرچہ خود دافع عفونت اور مانع تخمیر ہے۔ لیکن خود ایک شدید زہر ہے جو اپنی کیفیت میں پیشاب سے چھ گنا زیادہ
زہر ہے۔ مواد صفرا میں زہریلا حصّہ مواد ملونہ ہے۔ لیکن ہم کو ان زہریلے اثرات سے انتڑیوں کے افرازات محفوظ رکھتے ہیں
زہروں کو تہ نشین کر کے براز کے ساتھ خارج کر دیتے ہیں۔

قناۃِ انہضام اپنی طوالت اور وسعت کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس میں مواد تخمیر و فساد اپنی مختلف صورتوں اور کیفیتوں میں م
ہیں۔ ان سمیات کی پیدائش اور اخراج کا ایک بڑا آلہ ہے اور یہی وہ قناۃ ہے جس میں کثیر سمیات اور مضر جراثیم پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

اب اگر انتڑیوں کے فعل کے نقص کی وجہ سے ان کی دیواروں سے مفید اور مطلوبہ افرازات پیدا نہ ہوں تو ا
کے اندر جو غذائی مواد موجود ہوں گے۔ ان میں عمل تخمیر پیدا ہو جائے گا اور وہ جراثیم جو اس سے قبل کسی مرض کو پیدا نہ کر سکے
بہت جلد ترقی کر کے حدوثِ مرض کا باعث ہو جائیں گے۔

جب احشاءِ شکم میں ردی مواد محتبس ہو جاتے ہیں، جیسا کہ اتساعِ معدہ، قوت محرکۂ امعاء کی کمی یا احشاءِ شکم کے استرخاء اور انت

کے سدہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے، تو ایسی حالت میں انتڑیوں کی راہ سے خون میں زہریلے مواد بکثرت جذب ہونے لگتے ہیں۔ اسی طرح غذا کی خرابیاں، پرخوری، نامرغوب اغذیہ کا استعمال، سڑا اور باسی چیزوں کا کھانا، غذا کا منہ میں اچھی طرح نہ چبانا اور اسی قسم کے ادنیٰ سے امور سمیاتِ بطنیہ میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اعصابی کمزوری اور قبض بھی سمیاتِ بطنیہ کا باعث ہوتے ہیں۔ اور سمیات بطنیہ سے اعصابی کمزوری میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ گویا بدن کے اندر ایک مفرد دور قائم ہو جاتا ہے جس سے اعصابی کمزوری اور سمیات بطنیہ میں برابر زیادتی ہوتی رہتی ہے۔

اسی طرح بدن میں اگر کسی مقام پر کوئی مرکز تعدیہ یا پیپ رہا ہو موجود ہو، مثلاً سوڑھوں کی پیپ، گلا پڑا ہوا دانت، پائیریا، لوزتین کی خرابی، غدۂ لمفاویہ کا ورم یا دبیلہ، زائدہ اعور کا مزمن ورم یا بدن کے کسی جوف میں متعدی مواد کا احتباس ہو جس سے جسمانی قوت مختل پذیر ہو رہی ہو، یا افعال انہضام او انعال ابرازمیں کوئی خرابی پائی جائے تو ان سب اسباب سے بھی سمیاتِ بطنیہ زیادہ ہو جاتی ہیں۔

ازالۂ اسباب کے لیے یہ ضروری ہے کہ اصل سبب کو معلوم کر کے اس کے ازالہ کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ علاج کی غرض سے ہم ان تدابیر کو پانچ انواع میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) تقدم بالحفظ (Prophylactic)

(۲) علاج دوائی (Medicinal)

(۳) تدبیرِ غذائی (Dietetic)

(۴) علاجِ آبی (Hydriatic)

(۵) علاج بالجراحت (Surgical)

تقدم بالحفظ کے طور پر ہمیں کسی ماہر امراض دنداں اور ماہر تشخیص کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ تدبیر غذائی کے طور پر ہمیں اپنی غذا کے اوقات کو معین کرنا چاہیے۔ اور غذا مرغوب الطبع اور تازہ کھانی چاہیے۔ اور اس قدر مقدار میں کھانی چاہیے جس سے نہ تو پیٹ خالی رہے اور نہ پرشکم ہو جائیں۔

ہر شخص کو اپنے حالات اور ضروریات کے مطابق غذا کا انتخاب کرنا چاہیے اور کھانے میں ہر لقمہ کو خوب چبا کر نگلنا چاہیے۔ اس کے علاوہ ہر شخص کو روزانہ کچھ وقت ورزش میں گزارنا چاہیے۔ پانی زیادہ مقدار میں پینا چاہیے اور ہر روز غسل سے بدن کے مسامات کو صاف رکھنا چاہیے۔

جب پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو تو رفع حاجت کے لیے فی الفور اٹھ بیٹھنا چاہیے۔ اگر قبض رہتا ہو تو مگنیشیا سلفیٹ ہر صبح ایک چمچہ نصف گلاس پانی میں حل کر کے استعمال کرنا چاہیے اور علی الصباح رفع حاجت سے فارغ ہونے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ پھلوں کا استعمال، سالم غلوں کا کھانا، گیہوں کے دلیے اور چوکر دار آٹے کا استعمال بھی رفع قبض کے لیے مفید ہے۔ بعض لوگ ناشتہ سے پہلے تھوڑا گرم پانی جس میں لیموں کا رس شامل کر دیا گیا ہو، پی لیتے ہیں۔ یہ تدبیر بھی ازالۂ قبض کے لیے کافی ہے۔ غرض ہمیں چاہیے کہ ان تمام منافذ کو اچھی حالت میں رکھیں جن سے سمی مواد کا اخراج ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ اگر ہم معالجین کے مجوزہ نسخوں پر ایک غائر نظر ڈالیں تو ہمیں ان میں ایک بات نہایت واضح طور پر نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ معالج کسی نہ کسی رنگ میں استفراغ مادّہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور ان موذی مواد کو جو بدن کے اندر جمع ہو کر مرض کا باعث

ہوتے ہیں، خارج کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چناں چہ وہ ان مواد کو مسہل، مدر اور معرق ادویہ سے خارج کرنے کی کوشش اور اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ ان موذی مواد کو بدن کے مختلف حصوں سے جمع کر کے اخراجی راستوں پر لا ڈالے تاکہ وہ بدا ہو کر مریض کی راحت و آرام کا باعث ہوں۔ گویا اگر معالج اپنے نسخہ سے استفراغ کی ادویہ نکال دے تو نوے فی صدی کامیابی ہو جائے۔

مزمن امراض کے مریضوں کو علم ہونا چاہیے کہ علاماتِ مرض یا وہ عوارض جن سے ان کو زیادہ تکلیف مرض کی اصل حقیقت کو واضح نہیں کرتے۔ کیوں کہ حقیقت میں مرض کے عوارض اور دوسرے مظاہر کا اصل سبب سمیاتِ بطنیہ مثلاً ایک شخص کو اگزیما (چاذرسیہ) کا مزمن مرض عارض ہے۔ اس کی تمام علامات کا ظہور اگرچہ اس کی جلد پر ہو رہا ہے لیکن اس کا اصل سمیاتِ بطنیہ ہیں جو قولون سے پیدا ہو کر خون میں جذب ہوتی رہتی ہیں۔ چناں چہ ایسے مریضوں کو اگر لحمی غذا ترک کرا دیں اور سبزیاں اور پھل وغیرہ زیادہ کھلائیں تو مرض کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ضعفِ اعصاب (نیورستھینیا) کا مرض ہے جو نقصِ تغذیہ سے پیدا ہوتا ہے اور انتڑیوں کے سمی مواد کے خون ہونے سے ترقی کرتا رہتا ہے۔ غرض اوجاعِ عصبی، بے خوابی، گھبراہٹ، تصلبِ شرائین، ہائپر یا، قبل از وقت بڑھاپا، سکتہ، مرگی اور وغیرہ سینکڑوں امراض صرف نقصِ تغذیہ، مضر عادات اور سمیاتِ بطنیہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر ان امراض کی اصل حقیقت کو تلاش تو یہی معلوم ہوگا کہ ہمارے اعضا کسی نہ کسی وجہ سے سمیاتِ بدن کو رفع دفع کرنے یا انھیں بے اثر کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ غرض حقیقت یہ ہے کہ ہمارا بدن ایک ایسا کارخانہ ہے جو ہر ثانیہ کئی قسم کی سمیات اور زہریلے مواد تیار کرتا رہتا ہے اور اس کی مثال بعینہٖ سی ہے۔ چولھے میں جو ایندھن ہم ڈالتے ہیں وہ بذاتِ خود ایک غیر مضر اور غیر سمی شے ہوتی ہے اور اس کے بدن کے ساتھ لگنے یا چھونے قسم کا نقصان نہیں پہنچتا لیکن جب یہی ایندھن چولھے میں جلتا ہے تو کئی قسم کے زہریلے مواد پیدا کرتا ہے۔ مثلاً کاربانک ایسڈ، کار گیس اور کئی فراری اور غیر ثابت زہر مثلاً کریازوٹ، پائیرولگنی آس ایسڈ۔ حامض خل الخشب وغیرہ۔ اور جب یہ ایندھن جل تو اس کے زہر چمنی سے باہر برابر خارج ہوتے رہتے ہیں اور اس کے کچھ زہریلے مواد ایندھن کی خاکستر میں بصورت نمکیات رہ جا۔ چناں چہ اگر ہم اس خاکستر کو پانی میں حل کریں تو اس سے ایک نہایت کاوی اور قلوی محلول تیار ہو جاتا ہے۔ جو اکال ہوگا اور تمام زندہ ب برباد کر سکے گا۔ بعینہٖ جو غیر مضر اور عمدہ غذا ہم کھاتے ہیں وہ بھی ہمارے تنورِ شکم کے لیے ایندھن کا کام دیتی ہے اور یہ غذا عمل جو بدن کے اندر جاری و ساری ہے کئی قسم کے زہروں اور سمی مواد میں بدل جاتی ہے۔ ان میں سے بعض زہر تو اسی قسم کے ہو میں ایندھن کے جلنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ چناں چہ جیسے چولھے کے ایندھن کے دخانی زہر چمنی کی راہ سے خارج ہوتے رہتے ہیں غذا سے پیدا شدہ دخانی زہر پھیپھڑوں اور مسامات جلد سے خارج ہوتے رہتے ہیں اور غذا کے باقی ماندہ زہر جو ایندھن کی خ کے مشابہ ہیں انھیں بدن کے سیال و آبی اجزا حل کر کے براستہ جلد، بول و براز بدن سے خارج کر دیتے ہیں۔ ہمارا جگر نہ صرف ان کو بدن سے خارج ہی کرتا ہے بلکہ انھیں بے اثر بھی کرتا رہتا ہے۔ گردے ان زہروں کو پیشاب کے راستے سے خارج کرتے ہیں اور نرم و نازک ساخت ان زہروں کو فنا کر دیتی ہے جو گردوں کی راہ سے بچ کر خون میں مل جاتے ہیں۔ غرض جگر اور گردوں کو دارو غۂ صفائی سمجھنا چاہیے۔

کم سنی کی عمر سے لے کر جوانی تک تو گردوں اور جگر کے افعال میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا اور یہ ہر دو اعضا نہایت مس ساتھ اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور بدن بھی ہر قسم کے زہریلے مواد سے پاک و صاف رہتا ہے لیکن جوانی کے بعد جوں جوں عمر بڑھ

افعالِ حیات میں نقص آ جاتا ہے اور بدن میں سمیات جمع ہو کر کئی مزمن امراض کا باعث ہوتی ہیں۔ مثلاً خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور شرائین کی لچک کم ہو کر ان میں تصلب پیدا ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ درد سر کے دورے اور امراض جلد کے حملے ہونے لگتے ہیں۔ زبان میلی رہتی ہے پیٹ میں درد، بے خوابی اور اعضا شکنی عارض رہتی ہے۔ صفرا بڑھ جاتا ہے اور مریض کو تکان اور کوفت سی معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ہمارے جسم کی ساخت ہی ایسی بنائی ہے کہ وہ ہر قسم کے امراض اور زہروں کا مقابلہ نہایت ہوشمندی اور مستعدی کرتی رہتی ہے تاکہ صحت کا توازن قائم رہے اور بدن حتی المقدور زہریلے مواد کو جمع ہونے سے باز رکھتی ہے۔ لیکن جب ہماری صحت بگڑ جاتی ہو تو یہ ایک علامت ہوتی ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے جگر اور گردوں کے فعل میں نقص آ گیا ہے۔ چناں چہ ایسے اشخاص جنھیں دردِ سر شقیقہ اور سدر و دوار کی تکلیف ایک مدت سے ہو یا جن کی زبان ایک مدت سے میلی رہتی ہو یا جن کو کوئی جلدی مرض عارض ہو گیا ہو یا جو یرقان اور حصاۃ مرارہ کے مریض ہوں انھیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے جگر اور گردوں کے افعال میں مستقل نقص موجود ہے۔ اگر وہ دو صحت ہو رہے ہوں تو بھی انھیں چاہیے کہ قوانین قدرت کے ماتحت سادہ زندگی بسر کریں اور سمیات کو بدن میں جمع نہ ہونے دیں۔ گو یا ایسے مزمن مریضوں کی صحت کی مثال اس غریق کی سی ہے جس کا سر پانی سے باہر نکلا ہوا ہو، کیوں کہ ممکن ہے کہ وہ پھر تھوڑی غفلت سے غرق ہو جائے۔ چناں چہ اگر ایسے لوگوں نے بحالیٔ صحت کے لیے پوری احتیاط سے کام لیا تو ایک مدت تک خیریت سے جی سکتے ہیں۔ ورنہ لقمہ اجل ہو جاتے ہیں۔

اِستعدادِ مرض:۔ نقص تغذیہ، خراب باسی اور نامرغوب اشیا کا ایک مدت تک استعمال، نیز افعال بدن کا نقص ایسے اسباب ہیں جو انسان کو مرض قبول کرنے کے لیے بہت زیادہ مستعد بناتے ہیں اور اس حالت کو اصطلاح میں ڈیاتھےسیس (Diathesis) کہتے ہیں۔ مثلاً استعداد حامض بولی (Uric acid Diathesis) کی حالت میں قوت مدبرۂ بدن حامض بولی میں پوری طرح تصرف نہیں کر سکتی اور یہ زہر بدن میں جمع ہونے لگتا ہے۔ اور کئی قسم کے امراض جلد، درد سر، ضعفِ عصبی، ذیابیطس، نقرس اور امراض گردہ کا باعث ہوتا ہے۔ قبولیتِ مرض کی ایسی استعداد عموماً پُرخوری، زیادہ گوشت اور لحمی و مرغن غذائیں کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ ایسے مریضوں کو چاہیے کہ وہ لحمی غذائیں چھوڑ کر پھلوں اور ترکاریوں کا زیادہ استعمال کریں۔ اس سے سمیتِ بدن کا اخراج بہتر طور پر ہو کر طبیعت جلد درست ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر راس بیان کرتا ہے کہ گوشت کا زیادہ استعمال صحت کے لیے بہت مضر ہے۔ کیوں کہ گوشت کھانے سے معدہ اور انتڑیوں میں کئی کیمیائی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور گوشت کی تحلیل سے بدن میں ایک خاص قسم کا زہر پیدا ہوتا ہے جسے کولن (Cholin) کہتے ہیں۔ اس زہر کی سمیت سے مرض سرطان، درد و دیوانگی پیدا ہوتے ہیں۔

اسی طرح دودھ اور مکھن کے زیادہ استعمال سے بھی انتڑیوں میں ایک خاص قسم کے مضر جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جنھیں Hay Bacilli (عصائے حشیش) کہتے ہیں۔

سبزی اور ترکاریوں کا زیادہ استعمال بدن کی سمیات کو دور کرتا اور قبض کو رفع رکھتا ہے۔ قیامِ صحت کے لیے بہت تازہ ہوا، روشنی، صفائی، مرغوب طبع اور تازہ غذا اور ہر قسم کی دواؤں سے کامل پرہیز کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ذہنی طور پر انسان کو ہر قسم کے تفکرات اور شاقہ محنت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کم از کم ۸ گھنٹے روزانہ سونا چاہیے اور معتدل ورزش اور روزانہ غسل کی عادت ڈالنی چاہیے، نیز اپنی عادت کو بہتر بنانا چاہیے۔

اگر گوشت، شراب، کباب اور عصرِ حاضرہ کی دوسری مضر عادتیں مثلاً سگرٹ نوشی، چائے، کافی اور شراب نوشی و دیگر مسکرات کا استعمال بند کر دیا جائے تو انسانی عمر میں بہت کچھ اضافہ ہو سکتا ہے۔

ہم اپنی عادات کو ذہنی مشق سے بہت حد تک درست کر سکتے ہیں اور جیسے ہم مشق سے اپنے ہاتھوں، پاؤں، آنکھ کانوں کو زیادہ مشّاق و حسّاس بنا سکتے ہیں اسی طرح ہم دماغی اور ذہنی قوتوں اور ارادوں کو بھی مشق سے بہتر بنا سکتے ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا ارادہ ہماری عقل کے ماتحت ہو سکتا ہے اور کسی مضر اور غیر مفید حرکت سے باز رہنا ایک آسان کام بن جاتا ہے۔ کوئی شخص یہ چاہے گا کہ وہ صبح سویرے اُٹھے، مسکرات و منشیات سے باز رہے، شراب، تمباکو اور گوشت کا استعمال ترک کر دے سے آزاد رہے وغیرہ، تو ذہنی مشق اور مصمم ارادہ سے یہ امور اس کے لیے زیادہ آسان معلوم ہوں گے۔

دنیا میں متمدّن انسان ہی ایک ایسی ہستی ہے جو وحشی اور جنگلی انسانوں، بندروں اور جانوروں کے مقابلہ میں امراض بنتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ متمدن انسان صحت افزا عادات کو چھوڑ کر ایسی مضر عادات کو اختیار کر چکا ہے جس کا نتیجہ بیماری اسی بنا پر ڈاکٹر بی سن (Beeson) نے کہا ہے،

"The civilized man is the wisest and the unhealthiest animal in the world."

ترجمہ:۔ آج کل متمدّن انسان سب لیکن جسمانی اعتبار سے دنیا کا کمزور حیوان ہے

غرض یہ ایک مسلّم مسئلہ ہے کہ موجودہ علوم کی ترقی امراض کی داروگیر اور آلام و اسقام کی روز افزوں ترقیوں کے رفع کامیاب نہیں ہو سکی اور اس وقت متمدّن ممالک میں پچھتر سے پچانوے فی صدی امراض نمو موجود ہیں۔

پسینہ:۔ ہماری جلد معمولی حالت میں ایک گھنٹے میں تقریباً ایک اونس پسینہ خارج کرتی ہے اور موسم گرما کا کام کرنے سے پسینے کا یہ اخراج تیس سے چالیس اونس فی گھنٹہ ہو جاتا ہے۔ پسینے کے ساتھ کئی زہریلے مواد بدن سے ہوتے ہیں۔ اس لیے روزانہ غسل سے ہمیں اپنی جلد کو پاک و صاف رکھنا چاہیے۔

گوشت خوری:۔ گوشت خوری بدن میں صفرا کو زیادہ کرتی اور معدہ اور انتڑیوں میں توازل کا باعث اس سے انتڑیوں میں التہاب اور قولون میں ورم عارض ہو جاتا ہے۔ مرارہ میں پتھریاں اور مثانہ و گردہ کے امراض رونما ہو سمیاتِ بطنیہ کی مقدار بڑھ جاتی ہے جس سے تصلّبِ شرائین پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے کئی امراض جلد اور امراض عصبی پیدا ہوتے ہیں۔ غرض گوشت خوری سے جگر، گردوں، قلب اور دوسرے اعضاء بدن کے فعل میں نقص آ جاتا ہے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ گوشت کا استعمال بہت کم کر دیں بلکہ بالکل ترک کر دیں۔ وجہ یہ ہے کہ گوشت خور جانوروں میں نہایت مہلک قسم کے جراثیم پائے جاتے ہیں اور گوشت خوری سے عموماً لوگ نقرس اور وجع المفاصل میں گرفتار ہو جاتے سرطان کا بھی ایک سبب گوشت خوری ہے۔

گوشت خور آدمیوں کا قلب بہت جلد شحمی تبدیلیوں کو قبول کر لیتا ہے۔ گوشت خوری کے سبب پہلوان اور ورزشی لوگ طبعی عمر کو نہیں پہنچتے۔ غرض اس سے آدمی مزمن سمّیت کا شکار رہتا ہے اور اس کے خون میں سینکڑوں قسم جمع ہو جاتے ہیں۔ خون کے ان زہروں سے باریک رگوں میں سکیڑ پیدا ہو جاتا ہے جس سے فشار الدم قوی کا مرض عا جاتا ہے۔

سبزی خور جانوروں کے جسم میں یائی یورک ایسڈ کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سبزی اور روئیدگی کے اور فراری اجزا ہیں جو سبزی خور جانور کھاتے رہتے ہیں۔ لیکن گوشت خوروں کا جسم اس جزو سے بالکل خالی ہوتا ہے۔

تمباکو نوشی:۔ تمباکو نوشی بھی ایک نہایت مضرِ صحت عادت ہے۔ گویا ہم سگرٹ کے ایک کش سے

اور ضعفِ قلب کو اندر ہی اندر بڑھاتے جاتے اور جوانی، فرحت اور عمر کے ایک حصہ کو برباد کر کے خارج کر دیتے ہیں۔ تمباکو نوشی سے ضعفِ دماغ، ضعفِ بصر، دیوانہ پن اور حماقت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے کثرت استعمال سے بھوک زائل اور معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ تمباکو نوشی کی عادت قبض اور سوءِ ہضم کا باعث ہوتی ہے۔ غرض تمباکو نوشی سے نوجوان عموماً علیل، احمق اور جرم کار بن جاتے ہیں۔ یا یوں سمجھیں کہ وہ تندرست اور جوان نہیں رہ سکتے۔

پُرخوری :۔ ڈاکٹر ہربرٹ نے کیا خوب کہا ہے کہ بعض لوگ اپنی قبر اپنے دانتوں سے کھودتے ہیں۔ گویا جو شخص مسلسل غذا میں شکم سیر ہو کر اور بلا اشتہائے صادق کھانے کی عادت رکھتا ہے وہ حقیقت میں اپنی قبر اپنے دانتوں سے کھود رہا ہے اور اپنی صحت کو بے دردی سے برباد کر رہا ہے اور اپنے معدہ میں غذا کے بجائے زہر ٹھونس رہا ہے۔ جوانی میں تو ہمارے اعضا مضبوط ہوتے ہیں اور سمیاتِ بطنیہ کو مستعدی سے خارج بھی کرتے رہتے ہیں لیکن جب پچاس سال کا سن آتا ہے تو یہ اعضا کثرتِ کار سے تھک کر چور ہو جاتے ہیں اور زیادہ کام کرنے کی تاب نہیں لا سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صحت بگڑ جاتی ہے۔ چھوٹے اور بڑے جوڑوں میں درد رہنے لگتا ہے۔ صفرا بڑھ جاتا ہے۔ جسم پر پھوڑے پھنسیاں پیدا ہو جاتے ہیں۔ گردوں کے فعل میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص جوانی میں پُرخوری، شراب اور گوشت سے پرہیز رکھتا ہے وہ بڑھاپے میں بھی آرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔

ہمیں بتلایا جاتا ہے کہ فلاں غذا حرارت کی اتنی اکائیاں پیدا کرتی ہے اور فلاں اتنی اور دن میں ہمیں اتنی حرارت کی اکائیاں درکار ہیں اور یہ کہ تولیدِ حرارت ہمارے افعالِ بدن کی ضرورت کے مطابق ہونی چاہیے۔ یہ سب کچھ سچ ہے لیکن حرارت کی ضرورت کو صحیح طور پر پورا کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی معیار موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ضرورت سے یا تو بہت زیادہ کھاتے ہیں یا بہت کم۔

غذا کی زیادتی نہ تو ہمارے نشو و نما میں کام آتی ہے اور نہ اس سے تخریب بدن کی تعمیر ہوتی ہے۔ بلکہ یہی پُرخوری کئی قسم کے زہریلے مواد کو بدن میں پیدا کر کے کئی امراض کا باعث ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قیامِ صحت کے لیے ہمیں غذا کی قوتِ حرارت ہی درکار نہیں بلکہ نباتی نمکیات بھی درکار ہیں۔ چنانچہ غذا کے یہی نمکیات ہمارے نشو و نما کے لیے ضروری ہیں اور انہی نمکیات کی موجودگی میں ہمارا جسم نشو و نما پاتا اور زہریلے مواد کو خارج کرتا ہے اور جب ان نمکیات کی کمی ہو جاتی ہے تو بدن کا استحالہ رک جاتا ہے اور انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ غرض بحالتِ صحت ہمارے خون میں ان نمکیات کی مقدار ایک خاص حد تک قائم رہتی ہے۔

الغرض قیامِ صحت کے لیے تازہ ہوا، سادہ پانی اور سادہ غذا کی ضرورت ہے لیکن انسان نے غذا میں اس قدر تصرفات کیے ہیں اور اسے تیار کرنے میں اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ غذا کے بجائے وہ زہر اور قاتل زہر بن گئی ہے۔

ڈاکٹر گیل جس نے افریقہ کے جنگلوں کی مدت تک سیر و سیاحت کی، اس نے وہاں کے کسی باشندے سے دریافت کیا تھا کہ جنگل کی گوناگوں روئیدگی سے وہ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ شے کھانے کے لائق اور غیر مضر ہے اور یہ مضرِ صحت اور زہر۔ تو اس نے جواب دیا کہ وہ پھلوں اور غیر معروف نباتات کو بندر کے سامنے رکھتے ہیں۔ اگر بندر اُسے کھا لے تو وہ بھی کھا لیتے ہیں اور اگر بندر اُسے پھینک دے تو وہ بھی اُسے پھینک دیتے ہیں۔ اور اس طرح سے وہ اپنی غذا کا انتخاب سہولت سے کر لیتے ہیں۔ ان قدرتی اور تازہ نباتی اغذیہ کے استعمال کرنے سے ان لوگوں کی صحت اس قدر قابلِ رشک تھی کہ ڈاکٹر موصوف خود حیران تھا کہ تمدن نے کیوں اس سادگی سے انحراف کیا ہے اور کیوں اپنی صحت و عمر کو برباد کرنے کی تدابیر کو خود اختراع کیا ہے۔

الامراض والعلاج

انتخابی طریقۂ علاج!

انتخابی (Electic) طریقۂ علاج جسے مغربی ممالک میں کافی فروغ حاصل ہو چکا ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مختلف طریقہ ہائے علاج کے بہترین اصولوں اور دواؤں کو منتخب کر لیا جاتا ہے۔ اسے مکمل طور پر قدرتی طریقۂ علاج تو قرار نہیں دیا جا سکتا، اس حد تک قدرتی ضرور ہے کہ اس میں:-

(۱) قدرت کو بہترین حقیقی معالج اور دواؤں کو محض اس کی امداد کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

(۲) کوئی دوا مریض کو اس وقت تک نہیں دی جاتی جب تک اس بات کا پورا یقین نہ ہو جائے کہ دوائے استعمال سے قدرت کو مرض دفع کرنے میں مدد ملے گی۔

(۳) دواؤں کی تعداد و مقدار بہت کم کر دی گئی ہے اور ضد التہابی (اینٹی فلوجسٹک) ادویہ اور معدنی سمیات وغیرہ کا استعمال قطعاً ممنوع ہے۔

انتخابی طریقۂ علاج کا نظریہ انتخابی طریقۂ علاج کا نظریہ یہ ہے کہ مرض خواہ کسی صورت میں بھی نمودار ہو، قوت حیات کی کمی پر دلالت کرتا ہے۔ سبب مرض باعث انخفاض (Depression) ہوتا ہے اور جب تک وہ موجود رہے قوت حیات میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ کسی مرض کا علاج کرتے وقت کوئی ایسا طریقہ منتخب کرنا چاہیے جس سے یا تو انخفاض پیدا کرنے والا سبب دور ہو جائے یا مریض کی قوت حیات اپنی طبعی حالت پر بحال ہو کر مرض کو خود رفع کر دے۔

معیارِ صحت انتخابی طریقۂ علاج میں صرف اسی شخص کو صحت مند سمجھا جاتا ہے جس کے:-

(۱) چہرہ سے عام جسمانی صحت کا اظہار ہو۔

(۲) جسم میں کوئی تکلیف یا درد نہ ہو۔

(۳) نبض کی رفتار فی منٹ ۷۲ ہو۔

(۴) حرارتِ غریزی ۹۸.۴ ڈگری (فارن ہائٹ) ہو۔

(۵) بھوک کھل کر لگتی ہو۔ ہاضمہ اچھا ہو اور اجابت روزانہ ہوتی ہو۔

(۶) جلد اور گردوں کا فعل صحیح ہو۔

(۷) عصبی نظام متوازن اور آنکھیں صاف ہوں۔

ان حالات میں اگر معمولی سا فرق بھی ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ انسان کی قوت حیات اصلاح طلب ہے۔

بیماری کی علامتیں بیماری کی علامتیں یہ ہیں:-

(۱) کسی شخص کی صورت، طرزِ گفت گو اور حرکات سے تکلیف کا اظہار۔

(۲) درجۂ حرارت کا طبعی درجے سے ۹۵ ڈگری تک گر جانا یا ۱۰۰ ڈگری تک بڑھ جانا۔

(۳) نبض کی متعین طبعی رفتار میں فرق۔

(۴) اعضائے ہضم کے فعل میں بدنظمی جس کا اظہار زبان کی حالت سے ہوتا ہے۔

(۵) پیشاب اور پاخانہ کے رنگ و بو میں تبدیلی۔ جلد کا سخت اور خشک ہونا

(۶) عصبی نظام میں مختلف علامتوں کا ظہور اور آنکھوں کا بالعموم بھاری اور بے رونق ہونا۔

علاماتِ ظاہری سے مرض کا پتہ لگا کر علاج شروع کیا جاتا ہے اور یہ قاعدہ کلیہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ کسی مریض کو کوئی دوا اس وقت تک ہرگز نہیں دی جاتی جب تک علاج کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ نہ صرف مقدار دوا کے استعمال سے مریض کی بے چینی یا قیام مرض کی مدت کم ہو جائے گی۔

حمیات

بخاروں کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) وہ بخار جن کا کسی ایک یا زیادہ اعضا جسم میں کوئی مقامی سبب ہوتا ہے۔

(۲) وہ بخار جن کا کوئی مقامی سبب تو نہیں ہوتا لیکن مانعاتِ جسم متبلائے مرض ہو جاتے ہیں۔

بخار کے چار درجے قرار دیے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) دورِ حضانت یعنی بخار کی بتدریج آمد کا زمانہ جسے انتخابی طریقۂ علاج کی اصطلاح میں Incubation period کہتے ہیں۔ اس میں مریض کی طبیعت گرنے لگتی ہے۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ جلد پر خشکی دوڑ جاتی ہے بھوک نہیں معلوم ہوتی۔ سر میں درد ہوتا ہے اور نیند اچھی طرح نہیں آتی۔

(۲) دورِ بارد (Cold stage) مریض کو سردی معلوم ہوتی اور سر دکھ میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ دور عموماً چند منٹوں میں ختم ہو جاتا ہے لیکن بعض اوقات کئی کئی گھنٹے تک طول کھینچتا ہے۔

(۳) دورِ ساخن (Hot stage) اس دور میں نبض کی رفتار تیز تر ہو جاتی ہے۔ چہرہ تمتما اٹھتا ہے جسم بہت گرم ہو جاتا ہے۔ مختلف بخاروں میں اس دور کی مدت مختلف ہوتی ہے۔

(۴) دورِ انحطاط (Decline stage) اس میں مرض کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ جلد میں آثارِ رطوبت دوبارہ نمایاں ہوتے ہیں اور جملہ اعضا کا فعل بتدریج درست ہونے لگتا ہے۔

حمّیٰ دوریہ

اس قسم کے بخار جو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد آتے ہیں ملیریا کی بہت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ بخار کے پہلے دور میں مریض کا اندرونی جسم مسہل، قے یا پسینہ کے ذریعہ سے صاف کرنا چاہیے۔ دوسرے دور یعنی دورِ بارد میں مریض کے پیر پانی کے گرم پانی سے دھو کر اسے بستر پر لٹا دیں اور کمبل وغیرہ اڑھا دیں۔ مریض کے پاس اگر گرم پانی کی بوتلیں یا اینٹیں گرم کر کے کپڑے میں لپیٹ کر رکھ دی جائیں تو اسے بہت سکون ملتا ہے۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد مریض کو یا تو برف کا پانی یا بہت گرم پانی یا گرم چائے وغیرہ پلانی چاہیے۔

دورِ ساخن میں مریض کو سرد پانی بار بار پینے کے لیے دیا جائے اور اسفنج کو سرد پانی میں بھگو کر جسم پر آہستہ آہستہ مالش کریں لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مریض کے جسم کو ہوا نہ لگے۔

بشرطِ ضرورت کونین کو اس طرح استعمال کرائیں کہ کونین دو ڈرام اور پانی ایک اونس کا محلول تیار کریں اور چائے کا آدھا چمچہ یہ محلول ایک گلاس پانی میں گھول کر ہر تین گھنٹے بعد پلائیں۔

اگر معدہ کونین کو قبول نہ کرے تو اس کا ضماد تیار کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ کونین دو ڈرام اور چربی دو اونس

دونوں طلائیں اور مریض کی جلد پر خاص کر بغلوں کے نیچے اور رانوں میں اندر کی جانب مالش کریں۔ بالغ مریض کے لیے یہ ضماد ایک دن لیکن پانچ سال کی عمر تک کے بچے کے لیے چار پانچ دن کافی ہوتا ہے۔

اگر کونین کے استعمال سے نمایاں فائدہ نہ ہو تو حسب ذیل دوا استعمال کریں:۔

اسٹرکنائن (Strychnine) دو گرین۔ نیوریاٹک ایسڈ مقطر (Diluted Nuriatic acid) دو اونس میں اس قدر پانی ملائیں کہ نصف پائنٹ محلول تیار ہو جائے۔ بالغ شخص کو چائے کا ایک چمچہ تین تین گھنٹے کے بعد پلائیں۔

بخار اتر جانے پر حسب ذیل "مکسچر" کا ایک چھوٹا چمچہ دو دو گھنٹے کے بعد پلائیں:۔

معمولی نمک تین اونس۔ سفوف ایلوا تین ڈرام، اُبلتا ہوا پانی ½ پائنٹ۔

حمّیٰ مستمرہ اس کا طریقہ علاج یہ ہے کہ معدہ کو بشرط ضرورت صاف کیا جائے اور آنتوں کو بذریعہ حقنہ صاف کریں۔ مریض گرم پانی سے نہلائیں اور دوران غسل میں کافی قوت کے ساتھ اس کے جسم کی مالش کریں۔ اس کے بعد رانی کے گرم پانی سے مریض کے دھو کر اسے بستر پر لٹا دیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد سرد پانی پلائیں۔ یہاں تک کہ خوب پسینہ آنے لگے۔ نصف گھنٹے تک پسینہ آنے کے مریض کا جسم تولیا سے پونچھ کر خشک کر دیں اور گرم کمبل یا لحاف وغیرہ ہٹا کر ایک ہلکا کمبل اُڑھا دیں۔ مریض کو اگر نیند آئے تو سو جانے د

حمّیٰ معویہ (ٹائی فائیڈ فیور) انتخابی طریقہ علاج میں حمّیٰ معویہ کی تین قسمیں قرار دی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) وہ بخار جس کی علامتیں تو حمّیٰ معویہ سے ملتی جلتی ہیں لیکن حملہ اس قدر ہلکا ہو کہ اسے حمّیٰ معویہ کے بجائے حمّیٰ مس (Synochal fever) سمجھا جائے۔

(۲) حملہ تو نمزور یا سخت ہوتا ہے لیکن مدت حقیقی حمّیٰ معویہ کے مقابلہ میں کم ہوتی ہے ایسے بخار کو بعض اطبا nochloid کہتے ہیں۔

(۳) خالص حمّیٰ معویہ جس کا دور مضاعفات تقریباً ایک ہفتہ رہتا ہے۔ بخار روزانہ بڑھتا رہتا ہے۔ آٹھویں دن معدہ پر گل رنگ کی ننھی ننھی چتّیاں نمودار ہوتی ہیں۔ علاج یہ ہے کہ دوران علالت میں مریض کو کسی قسم کی ٹھوس غذا ہرگز نہ دی جائے۔ ضرورت مطابق رقیق غذائیں دو دو تین تین گھنٹے بعد دینی چاہییں۔ دودھ اور انڈے کی سفیدی کا استعمال زیادہ مفید ہے۔ یخنی بھی دی جاسکت بشرط ضرورت رات کے وقت مریض کو سوتے سے جگا کر بھی کچھ کھلا دیں تاکہ طاقت زائل نہ ہو۔ مریض کو پینے کے لیے پانی خوب دیا جائے درجہ حرارت ۱۰۴ سے متجاوز ہو جائے پر اسفنج کو برف کے پانی میں تر کر کے مریض کے جسم پر پھیریں اور خوب رگڑ کر مالش کریں۔ اگر درجہ اس طریقہ سے کم نہ ہو تو ٹب میں ایسا پانی بھر کر جس کا درجہ حرارت ۸۵ ہو مریض کو بٹھا دیں اور اس میں بتدریج سرد پانی ملاتے جائیں یہ تک کہ پانی کا درجہ حرارت ۶۵ رہ جائے۔ غسل کا سلسلہ پندرہ سے بیس منٹ تک جاری رکھنا چاہیے۔ یہاں تک کہ مریض کے دانت سر بجنے لگیں۔ اس کے بعد مریض کو ٹب سے اُٹھا لیں اور اس کا جسم فوراً تولیا سے خشک کر کے بستر پر لٹا دیں اور بھاری کمبل یا لحاف او اگر مریض کو نیند آتی معلوم ہو تو سو جانے دیں۔ کافی پسینہ آجانے کے بعد لحاف اور بھاری کمبل ہٹا کر معمولی چادر پر اکتفا کریں۔

مریض کے پاخانہ اور پیشاب کے برتنوں میں جراثیم کش دوائیں ڈالتے رہنا ضروری ہے۔

خسرہ اس مرض کے دوران میں مریض کی آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں اور ناک سے پانی بہتا رہتا ہے۔ گلے میں خراش محسوس ہو اور ہلکی کھانسی بھی شروع ہو جاتی ہے۔

ان علامتوں کے نمودار ہوتے ہی مریض کے پیروں کو آدھ گھنٹے تک گرم پانی میں ڈبوئے رکھیں۔ پھر اسے بستر پر لٹا کر دفاد

(Lobelia) اور اسکلیپاس (Asclepias) کی مساوی الوزن پتیوں کا جوشاندہ پلائیں۔ اگر مریض کو متلی شروع ہوجائے تو اُسے پلانا بند کردیں۔ قے ہوجانے کے بعد تھوڑی دیر مریض کو پھر یہی جوشاندہ نسبتاً کم مقدار میں پلائیں۔ اس طریقہ سے کھانسی میں کمی ہوتی ہے، اور پھیپھڑے صاف ہوتے ہیں۔ مریض کو سیال غذائیں کھانے کے لیے دیں اور پانی خوب پلائیں۔

اگر بخار زیادہ بڑھ جائے تو اسفنج کو نیم گرم پانی میں تر کرکے مریض کے جسم پر پھیریں۔ اس طریقہ سے مریض کی بے چینی میں کمی ہوتی ہے اور اسے نیند آجاتی ہے۔ اگر علامات صدری اچھی نہ ہوں تو مریض کے بستر پر ایک بڑی اور موٹی چادر خیمہ کی طرح تان کر چارپائی کے نیچے کھولتے ہوئے پانی کی کیتلی رکھ دیں۔ اس طرح بھپارہ سے کھانسی بھی کم ہوجاتی ہے۔

اگر مرض کا حملہ ابتدا ہی سے بہت سخت ہو تو اس کے لیے حسب ذیل دوا کا استعمال مفید ثابت ہوگا۔

ٹنکچر آف بلاڈونا ۲۰ بوندیں، ٹنکچر آف ایکونائٹ پندرہ بوندیں، پانی ۴ اونس

یہ مکسچر مریض کو ایک ایک گھنٹے بعد چائے کے چمچہ بھر پلائیں۔ یہاں تک کہ جلد نرم پڑجائے اور نبض کو قوت حاصل ہو۔ دانوں کے ابھرنے میں اگر دیر ہو تو چادر پانی میں تر کرکے نچوڑیں اور اسے مریض کے برہنہ جسم پر لپیٹ کر اوپر سے کمبل وغیرہ اُڑھادیں۔ بصورت ممکن نہ ہو تو مریض کو نمک یا رائی کا پانی ملا کر قے کرائیں۔

بخار اتر جانے کے بعد بھی کم از کم دو ہفتوں تک اس بات کی بہت احتیاط رکھنی چاہیے کہ مریض کو دوبارہ سردی نہ لگ جائے۔

سُرخ بخار اس مرض میں طفیح جلدی جس قدر جلد ہو مرض کی مدت اسی قدر کم ہوجاتی ہے۔ لہٰذا علاج میں سب سے زیادہ اسی بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے خسرہ والا مکسچر استعمال کرایا جاسکتا ہے۔ پانی میں کسی قدر سوڈا ملا کر مریض کو بار بار نہلائیں اس طرح دانے جلد ابھر آئیں گے۔ بخار کے کم ہوجانے پر غسلوں کی تعداد بتدریج کم کرتے جائیں۔

ایک حصہ سرکہ میں تین حصے پانی ملا کر اس کے بخارات حلق تک پہنچائیں۔ اس کے علاوہ اس میں فلالین کی پٹی تر کرکے حلق پر باندھیں اور گھنٹے آدھ گھنٹے کے بعد تبدیل کرتے رہیں۔ اس طرح گلے کی تکلیف میں کمی ہوجائے گی۔

اگر مرض کا حملہ ابتدائی دور میں بہت سخت ہو تو جس مکسچر کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اس میں ایکونائٹ کے بجائے ویراٹرم (Veratrum) استعمال کرائیں اور عصبی نظام کے زیادہ متاثر ہونے کی صورت میں بلاڈونا کے بجائے جلسیمیم (Gelsemium) دیں۔ گلے میں گیہوں کے آٹے کی بھوسی اور ہندی تمباکو کی پتیوں کی پلٹس باندھنے سے مریض کو سکون حاصل ہوتا ہے چائے کا نصف چمچہ پرمینگنیٹ آف پوٹاسیم (لال دوا) کو ایک پائنٹ پانی میں حل کرکے غرارے کرنا فوائد سے خالی نہیں۔

چیچک مریض کا درجہ حرارت زیادہ بڑھ جانے پر اسفنج کو پانی میں تر کرکے جسم پر پھیریں اور تولیے سے رگڑ کر خشک کریں۔ اس کے بعد مریض کے پیروں کو کچھ دیر تک گرم پانی میں ڈبوئے رکھیں۔ قبض کو رفع کرنے کے لیے کیسٹر آئل یا ملکیاتی مسہل دیا جاسکتا ہے۔ اگر مریض کے جسم پر بھیگا ہوا اسفنج پھیرنے سے بھی بخار کم نہ ہو تو یہ دوا ایک گھنٹے بعد چائے کا ایک چمچہ بھر کر پلائیں۔

ٹنکچر ویراٹرم ۱۰ بوندیں، ٹنکچر اسکلیپاس ½ اونس، پانی تین اونس۔

عام طور پر قبض کی شکایت رفع ہونے سے خارش کم ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر خارش کی تکلیف زیادہ ہو تو جلد پر اس دوا کی مالش کریں:- گلیسرین ۵ اونس، عرق گلاب ۵ اونس، سب نائٹریٹ آف بسمتھ ۳۰ گرین۔

نناق اگر مرض کا حملہ شدید ہو تو مریض کو قے کرائیں۔ اسفنج پانی میں تر کرکے مریض کے جسم پر پھیریں اور اس کے پیروں کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد گرم پانی میں ڈبوئیں۔ اگر بخار زیادہ تیز ہو تو پانی میں رائی، نمک یا کالی مرچیں پیس کر ملادیں۔

گلے کی خرابی کے لیے یہ دوا چائے کا ایک چمچہ بھر مقدار میں ایک ایک گھنٹے بعد استعمال کر سکتے ہیں۔

پوٹاسیم کلوریٹ ۲ ڈرام، پانی چار اونس۔

اگر حلق اور منہ میں خشکی زیادہ ہو تو ½ اونس نیورایٹک ایسڈ دو اونس شربت عناب میں حل کر کے دو دو گھنٹے بعد مریض کو پلائیں۔ قے کرانے سے جب مریض کو کسی قدر تسکین ہو جائے اور جلد میں آثار رطوبت محسوس ہونے لگیں تو ایک ایک گھنٹے کے بعد ایک گرین کونین کھلائیں۔ ایک اونس پانی میں۔ اگر ین کلوریٹ آف پوٹاش کا غرارہ بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ یا پانی اور سرکہ میں باریک کپڑے کی پٹی تر کر کے مریضوں کی گردن پر بار بار لپیٹتے رہیں۔

زہریلے کیڑوں کا کاٹنا یا ڈنک مارنا مریض کو دو ڈرام ایرومیٹک اسپرٹ آف امونیا پانی میں ملا کر ایک ایک گھنٹے کے بعد پلائیں، یہاں تک کہ اس کا اثر ظاہر ہونے لگے جس مقام پر زہریلے کیڑے نے کاٹا یا ڈنک مارا ہو وہاں کچی پیاز کو کاٹ کر باندھیں۔ یا پیاز کا رس نکال کر اس میں قلب الجھر گھس کر کاٹے کی جگہ پر بار بار لگائیں۔ بعض حالات میں تیز تمباکو بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ دو ڈرام پرمینگنیٹ آف پٹاسیم کو ایک پائنٹ پانی میں حل کر کے زخم کو بار بار دھوئیں۔

زکام زکام کی شکایت میں مریض کو ½ ڈرام ٹنکچر آف جلسیمیم پلا کر دو گھنٹے کے لیے سلا دیں۔ یا عرق بادیان ۶ تولے عرق گاؤزبان ۶ تولے کو گنگنا کر کے اس میں چار رتی کشتہ مرجان سادہ گھول کر پلائیں اور مریض کو آرام کرنے کی ہدایت کریں۔ یہ صورت ممکن نہ ہو تو رائی کے گرم پانی میں مریض کے پیروں کو کچھ دیر تک ڈبو رکھ کر اسے بستر پر لٹا دیں اور کمبل یا لحاف اڑھا کر گرم گرم دودھ، پانی یا چائے پینے کو دیں۔ یہاں تک کہ خوب پسینہ آنے لگے۔ قے بھی مریض کے لیے مفید ہے۔ قبض کی شکایت دور کرنے کے لیے مسہل دینا چاہیے اس مقصد کے لیے اطریفل زمانی ۹ ماشے کا استعمال رات کے وقت مفید ہے۔

انفلوئنزا زکام کا طریقہ علاج انفلوئنزا کے لیے بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ بخار کی صورت میں مریض کو دو دو گھنٹے بعد چائے کا ایک چمچہ کپاؤنڈ ٹنکچر آف ورجینیا سنیک روٹ (Virginia Snake Root) پلائیں۔ یہاں تک کہ اسے صحت ہو جائے۔

التہاب لوزتین چار چار گھنٹے کے بعد مریض کے حلق کے اندر پچکاری سے ٹنکچر ایکونائٹ ایک ڈرام، پانی ½ پائنٹ ملا کر چھڑکیں۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ دوا مریض نگل نہ سکے۔ اگر ٹنکچر ایکونائٹ دستیاب نہ ہو سکے تو یہی مقصد سرکہ اور پانی کی آمیزش سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ عنب الثعلب خشک، کشنیز خشک ۳-۳ ماشے، پھٹکری بریاں ایک ماشہ کو پانی میں جوش دے کر چھان کر اس سے غرارہ کرایا جا سکتا ہے۔

مریض کی گردن پر فلالین کو سٹلنگ لنی منٹ سے نم کر کے پٹی باندھ دیں یا ایک تولہ مرہم جدوار میں ایک ڈرام ٹنکچر آیوڈین ملا کر باہر ہلکے ہاتھ سے ملیں۔

التہاب حنجرہ اگر یہ شکایت خفیف ہو تو بالعموم التہاب لوزتین کے طریقہ علاج ہی سے رفع ہو جاتی ہے۔ بصورت دیگر رائی کے گرم پانی میں مریض کے پیروں کو تھوڑی دیر بعد سنکوئیں اور حلق کے اندر بھپارہ دیں۔ سادہ شربت میں ٹنکچر آف لوبلیا کی بہت خفیف مقدار شامل کر کے مریض کو پلانا مفید ہے۔ اس سے پسینہ جلد آتا ہے۔ دوران علاج میں اس بات کا ابتدا ہی سے خیال رکھنا چاہیے کہ مریض کو قبض کی شکایت نہ پیدا ہونے پائے۔ اگر ضرورت ہو تو مسہل بھی دیا جا سکتا ہے۔

نزلہ شعبیہ حاد لوبلیا کی تینوں یا رائی کے پانی سے پہلے مریض کو قے کرائیں۔ مرض کی زیادہ شدت میں مسہل بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد مریض کے پیروں کو تھوڑی دیر تک گرم پانی میں ڈبا کر اسے بستر پر لٹا دیں اور کمبل یا لحاف اُڑھا کر خوب گرم گرم دودھ یا چائے پلائیں۔

یہاں تک کہ پسینہ آنے لگے۔ ذرا دیر بعد پسینہ کو تولیے سے رگڑ کر خشک کردیں۔ اگر اس طریقہ سے نزلہ شعبیہ دور نہ ہو تو حسب ذیل دوا (چائے کا ایک چمچہ بھر) دو دو گھنٹے کے بعد پلائیں۔

ٹنکچر آف جلسیمیم ایک اونس، ایسی ٹیٹ آف پوٹاش ½ اونس، پانی چار اونس تک۔

اگر کھانسی سخت ہو اور بلغم کے اخراج میں دشواری محسوس ہوتی ہو تو حسب ذیل دوا کا استعمال مفید ہوگا۔

شربت لوبلیا دو اونس، شربت سینگا (حب زر شغال) دو اونس، شربت التھیا (خطمی) دو اونس، ٹنکچر ہایوسائمس (بھنگ) ½ اونس۔ دو دو گھنٹے بعد چائے کا ایک چمچہ بھر دینا چاہیے۔ دورۂ مرض ختم ہو جانے کے بعد نقاہت دور کرنے کے لیے کونین اور لوہے کا استعمال فوائد سے خالی نہیں۔

نزلہ شعبیہ مزمن نزلہ شعبیہ حاد میں علاج سے غفلت برتنے کا نتیجہ بسا اوقات نزلہ شعبیہ مزمن کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اس میں کھانسی کی شدت زیادہ ہوتی ہے۔ نزلہ شعبیہ حادہ کا جو طریقۂ علاج اوپر درج کیا گیا ہے، اس پر عمل کرنے کے علاوہ مریض کو حسب ذیل مکسچر تین تین یا چار چار گھنٹے کے بعد پلانا چاہیے۔ خوراک چائے کے ایک چمچہ سے دو چمچے تک ہے۔ اور دوا استعمال کرنے سے پہلے شیشی کو خوب ہلا لیں۔

بلسام آف فر ایک اونس، بلسام آف ٹولو ایک اونس، بلسام آف پیرو ایک اونس۔ روغن انیسون ½ ڈرام، ٹنکچر کنابس انڈیکا (قنب ہندی) ایک ڈرام، شہد دو اونس، پانی اتنی مقدار میں کہ ایک پائنٹ مکسچر تیار ہو جائے۔

اگر مندرجہ بالا دوا سے بھی زیادہ فائدہ نہ ہو تو حسب ذیل مکسچر چار چار گھنٹے بعد چائے کا ایک چمچہ پلائیں۔

بلسام آف کوپیبا ایک اونس، بلسام آف فر ½ اونس، سویٹ اسپرٹ آف نائٹرے ½ اونس، شہد ½ اونس، لعاب صمغ عربی ½ ۲ اونس ایک پائنٹ کھولتے ہوئے پانی میں ایک ڈرام کریوسوٹ ڈال کر حلق کے اندر اس کے ابخرات لینے سے مریض کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کھانسی کی شدت کم ہو جاتی ہے اور بلغم آسانی سے خارج ہونے لگتا ہے۔

دمہ دمہ کے بہت سے پرانے مریض اس دوا سے اچھے ہوئے ہیں۔

گندک ½ اونس، سفوف تخم انیسون ایک ڈرام، معجون سنا رکی ۶ ڈرام، شہد ۲ ڈرام۔ دن میں تین مرتبہ ایک چھوٹا چمچہ۔ دو چمچے یا بشرط ضرورت تین چمچے تک کھلائیں۔ دوا کی مقدار اتنی ہونی چاہیے کہ امعاء کے فعل میں کوئی دشواری نہ ہو۔

دمہ کی شکایت رفع کرنے کے لیے ایک دوسرا مجرب نسخہ درج ذیل ہے۔

گندک ½ اونس، تخم انیسون ½ اونس، سنا رکی ایک اونس، کریم آف ٹارٹار ایک اونس۔ یہ دوا مریض کو رات یعنی سوتے وقت سرہانے بھنکائیں۔ مرض کی شدت زیادہ ہونے پر اسے دن میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ دورانِ علاج میں مریض کے غسل اور حفظانِ صحت کے دوسرے اصولوں کا پورا لحاظ رکھنا چاہیے۔

کالی کھانسی تشخیص مرض کے بعد ہی حسب ذیل دوا کا استعمال شروع کرا دیں:۔

عرق بلاڈونا ۱۰ بوندیں، ایلوا ایک ڈرام، معمولی شربت چار اونس۔ دو سال تک کی عمر کے بچوں کو تین تین گھنٹے بعد چائے کا ایک چمچہ بھر دوا پلائیں۔ زیادہ عمر کے بچوں کے لیے فی سال بلاڈونا کی پانچ بوندوں کا اضافہ کر دیں۔

کالی کھانسی کا دوسرا آزمودہ نسخہ یہ ہے کہ تقریباً ½ پائنٹ پانی کو تیز آنچ پر جوش دیں۔ جب پانی ابلنے لگے اور نصف پائنٹ رہ جائے تو اس میں دو اونس تپتیا گھاس (Clover Hay) ڈال کر چند منٹ بعد برتن کو آگ پر سے اتار لیں اور آدھے گھنٹے بعد عرق کو ایک

کپڑے میں چھان کر ایک اونس شکر ملا دیں۔ خوراک تین تین گھنٹے بعد چائے کے دو چمچے ہیں۔

دیدانِ امعاء پیٹ کے کیڑے خارج کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو ۲ راتیں برابر ½ گرین سینٹونیٹ آف سوڈا استعمال کرائیں اور تیسرے دن مسہل دیں۔ بشرط ضرورت مقوی دواؤں کا استعمال بعد میں کرایا جا سکتا ہے۔ علاج کے بعد بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مریض کو قبض کی شکایت پیدا نہ ہو، ورنہ اعادۂ مرض کا اندیشہ رہے گا۔

دیدانِ محدّد الذنب (Pin Worms) :- معدہ کا فعل صحیح رکھیں۔ مریض کی جسمانی صفائی کا بھی زیادہ خیال رکھا جائے۔ چائے کا ایک چمچہ بھر نمک ایک پائنٹ سرد پانی میں ڈال کر روزانہ حقنہ لیں۔

دیدانِ شریطیہ (Tape Worms) ان کیڑوں کو دور کرنے کے لیے حسب ذیل نسخہ مجرب ہے۔

روغن تارپین ۲ ڈرام، کیسٹر آئل ایک اونس، شہد ایک اونس، زردی بیضۂ مرغ تین عدد۔ چاروں چیزیں اچھی طرح پھینٹ کر ملا لیں اور مناسب مقدار کی خوراکیں تیار کرکے مریض کو ایک خوراک رات کے وقت سونے سے ایک گھنٹہ پہلے پلائیں۔

سرخس مذکر (Male Fern) کا ایتھری تیل بھی دیدانِ شریطیہ کو خارج کرنے کے لیے بہت مؤثر ہے۔ اس کی خوراک کم سن بچوں کے لیے نصف ڈرام، اور بڑی عمر والوں کے لیے ایک ڈرام سے ڈیڑھ ڈرام دودھ کے ساتھ رات کے وقت ہے۔ صبح کے وقت مسہل بھی دیا جا سکتا ہے۔

پیچش شدید پیچش کی حالت میں مریض کو چائے کے ایک چمچہ پانی میں کسی قدر سلفیٹ آف میگنیشیا گھول کر ایک ایک گھنٹہ بعد پلائیں یہاں تک کہ خون کا آنا بند ہو جائے۔ اس کے بعد اگر درد محسوس ہو تو مریض کو کوئی قبض پیدا کرنے والی دوا یا ذرا سی افیون کھلا دیں۔

بابُ الصحت

کیا آپ کی صحت خراب ہے؟

ورزش کو ہمارے ملک میں محض "پہلوانی" کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ کی زیادہ توجہ اس کی جانب نہیں ہے لیکن مغربی ممالک میں ورزش نے حفظ صحت کے لیے علم طب کے ایک مستقل ماتحت فن شعبہ کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ ذیل میں علم ورزش کے مشہور یورپین ماہر ڈاکٹر فلائیڈ مس ۔ ذیز کا ایک مفید مضمون پیش کش ناظرین کیا جاتا ہے جس میں انھوں نے کھوئی ہوئی صحت کو بحال کرنے کے لیے بعض بہترین ورزشیں درج ہیں۔ اصل مضمون کی افادیت قائم رکھنے کے لیے ہدایات کا ترجمہ حتی الامکان لفظی کیا گیا ہے۔ لیکن ماحول کو ہندوستانی بنا لیا گیا ہے۔ (ہمدرد صحت)

ڈیڑھ دو سو روپے ماہوار کی آمدنی میں کسی عیال دار شخص کا بمبئی جیسے معقول شہر میں آرام کی زندگی بسر کرنا مذاق تو نہیں ہے۔ انور نے بھی بہت سے دوسرے اخبار نویسوں، کلرکوں اور معمولی دکانداروں کی طرح بمبئی سے بارہ چودہ میل کے فاصلہ پر دادر کی آخری حدود میں مکان لے رکھا تھا اور روزانہ لوکل ٹرین کے ذریعہ سے اپنے دفتر جاتا تھا۔

ریل کے سفر میں اب انور کے لیے کوئی کشش باقی نہ رہی تھی۔ صبح و شام وہی ٹرین، وہی ماحول اور وہی مسافر۔ وہ اپنے کمپارٹمنٹ میں بیٹھ کر روزمرہ کے متعارف مسافروں کی مزاج پرسی کے بعد وقت گزاری کے لیے کسی کتاب یا اخبار کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتا۔ لیکن اس کی نگاہیں کبھی کبھی اخبار یا کتاب کے صفحہ سے اٹھ کر ڈھونڈھتی تھیں اپنے ایک دبلے پتلے خاموشی پسند نوجوان دوست جمیل کو جو اس کے دفتر میں ملازم تو نہ تھا لیکن روزمرہ دونوں وقت ایک ساتھ سفر کرنے سے ان کے تعلقات دوسرے مسافروں کے مقابلہ میں زیادہ خوش گوار ہو گئے تھے۔

ایک دن انور ٹرین میں ادھر ادھر نظر دوڑا کر سوچ ہی رہا تھا کہ جمیل آج بھی اپنے دفتر جاتا ہے یا نہیں کہ اسے دفعتاً جمیل کی صورت نظر آئی۔ لاغر اندام تو وہ پہلے ہی سے تھا لیکن اب اس کے چہرے پر زردی زیادہ چھا رہی تھی۔ انور نے گرمجوشی سے مصافحہ کر کے پوچھا "مسٹر جمیل آپ اتنے دنوں سے کہاں غائب تھے۔ خیر تو ہے۔ آپ کا حال کیا ہے؟"

جمیل نے نحیف آواز سے جواب دیا، "بھائی انور کیا بتاؤں۔ میری طبیعت کئی دن سے خراب ہے۔ برابر بخار آتا رہتا ہے۔ میں نے دفتر سے ایک ہفتہ کی رخصت لے رکھی تھی۔ ابھی صحت تو نہیں ہوئی ہے۔ لیکن کیا کروں، پیٹ سے مجبور ہوں۔ ملازمت کا معاملہ ہے آج کام پر جا رہا ہوں۔"

انور نے کمپارٹمنٹ میں اس کے لیے جگہ کرتے ہوئے پوچھا، "آخر یہ بات کیا ہے۔ آپ آئے دن بیمار کیوں رہتے ہیں؟"

جمیل نے انور کو سگریٹ پیش کرتے ہوئے جواب دیا، "کیا عرض کیا جائے۔ میں خود حیران ہوں۔ پرہیزی غذائیں کھاتے کھاتے اور ڈاکٹری دوائیں پیتے پیتے دو سال گزر گئے۔ لیکن فائدہ ہونا تو درکنار صحت روز بروز گرتی ہی جا رہی ہے ــــ اور بھائی انور صاف بات تو یہ ہے کہ دوا فائدہ کیا کرے۔ ہم لوگ ملازمت پیشہ ہیں۔ صبح سے شام تک دفتروں کے قید خانوں میں بند رہتے ہیں۔ سیر نہیں۔ تفریح نہیں۔

صحت کیا خاک برقرار رہے؟"

انور نے مسکرا کر کہا: "بھائی ملازمت پیشہ تو میں بھی ہوں۔ میری بھی کوئی سیر و تفریح نہیں۔ دفتر کے قید خانہ سے نجات ملی کی چار دیواری میں بند ہو گیا لیکن دیکھو میری صحت کتنی اچھی ہے ——"

انور نے کوٹ اتار کر آستین اوپر چڑھائی۔ اس کے بازو پر مچھلیاں پڑی ہوئی تھیں۔

انور نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا، "آپ تو شکل سے تیس سال کے ہوں گے لیکن میری عمر چالیس سے زیادہ ہے۔ لطف یہ ہے کہ آدمی آپ سے کم۔ لیکن آپ دیکھتے نہیں کہ میرے چہرے پر کس قدر سرخی ہے۔ جسم کتنا سڈول ہے۔ آپ شکل و صورت پچاس سال کے بوڑھے معلوم ہوتے ہیں لیکن میں ظاہری طور پر تیس سال کا ایک تن درست نوجوان ہوں۔"

جمیل نے سر جھکا کر جواب دیا، "بھائی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ راز کیا ہے؟"

انور بولا، "راز تو کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن آپ نے اب تک صحت کے اس نکتہ کو سمجھنے ہی کی کوشش نہیں کی۔ آپ کو شاید یہ کر تعجب ہوگا کہ چند سال پہلے میری حالت آپ سے بھی زیادہ خراب تھی۔ زرد چہرہ، پچکے ہوئے گال، اندر دھنسا ہوا سینہ، نکلا ہوا پیٹ، پتلے پتلے بازو اور سینہ پر تو گوشت کا نام نہیں۔ نہ جانے کتنے ڈاکٹروں کا علاج کیا لیکن ذرا بھی فائدہ نہ ہوا۔ لوگ مجھے تپ دق کا مریض سمجھتے تھے۔ آخر صحت حاصل کرنے کا راز میری سمجھ میں آگیا اور بھائی میں نے ڈاکٹروں کی ناز برداری سے بے نیاز ہو کر اپنا علاج خود ہی کر لیا۔"

جمیل متحیر نگاہوں سے انور کی صورت دیکھ کر بولا، "اچھے دوست انور، خدا کے لیے مجھے بھی گئی ہوئی صحت لوٹانے کا راز بتا دو۔ میں زندہ درگور ہوں۔ میرے تین ننھے ننھے بچے ہیں۔ سوچتا ہوں کہ اگر مر گیا تو ان کا حشر کیا ہوگا!"

انور نے اسے دلاسا دیتے ہوئے کہا، "مسٹر جمیل آپ گھبرایئے نہیں۔ سب سے پہلے اس نکتہ کو سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ ہمارا مجموعی وزن کا ایک تہائی حصہ عضلات پر مشتمل ہے۔ عضلات کی مدد کے بغیر ہمارا جسم کسی خفیف ترین حرکت پر بھی قادر نہیں ہو سکتا۔ حفظانِ صحت کا سب بڑا راز یہ ہے کہ عضلات کو ان کی بہترین قدرتی حالت پر رکھا جائے اور اس کے لیے باقاعدہ ورزش کی ضرورت ہے۔

"ڈاکٹر اپنی دواؤں کی مدد سے ہمارے مرض کی شدت کو کم ضرور کر سکتا ہے لیکن صحت کو برقرار رکھنا ڈاکٹر کی کوششوں سے زیادہ خود مریض کی کوششوں پر منحصر ہے۔ ہر شخص کو روزانہ ایک گھنٹہ اور ہفتہ میں دو مرتبہ ورزش کی صورت میں تین گھنٹے سخت ورزش کے لیے وقف کر دینے چاہییں۔ اگر اس قاعدہ پر عمل نہ کیا جائے تو عضلات سکڑ جاتے ہیں۔ اور پیٹ میں چربی کی غیر ضروری مقدار جمع ہو جاتی ہے۔ میرے دوست جمیل! یہ بات یاد رکھو ورزش سے جتنی زیادہ بے پروائی برتی جائے اتنی زیادہ پیٹ کی چربی بڑھتی اور عضلات کی قوتِ مزاحمت کم ہو جاتی ہے۔"

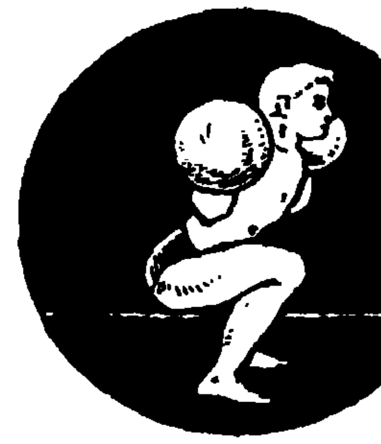
جمیل بہت غور سے انور کی یہ گفتگو سن رہا تھا۔ اب اس سے ضبط نہ ہو سکا۔ بولا، "بھائی انور میں آپ کے زریں مشوروں پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ براہِ کرم میرے لیے آسان ورزشوں کا ایک پروگرام مرتب کر دیجیے۔ میں انشاء اللہ پوری پابندی کروں گا۔"

انور مسکرا کر بولا، "اگر میرے پروگرام کی پابندی فرمائیں گے تو آپ چند ماہ کے اندر میری ہی طرح صحت و شباب کا مجسمہ بن جائیں گے۔ آپ کی تمام بیماریاں بغیر کسی علاج کے کافور ہو جائیں گی —— اچھا سنیے۔ اگر آپ کو صبح کے وقت چہل قدمی کا موقع نہیں مل سکتا تو بستر سے اٹھتے ہی کمرے کی کھڑکی کھول کر یا صحن میں بالکل سیدھے کھڑے ہو کر اپنی ایڑیاں آہستہ آہستہ زمین سے اٹھایئے پنجوں کے بل اس طرح کھڑے ہو جایئے کہ جسم کا سارا بوجھ پنجوں پر رہے۔ زمین سے ایڑیاں اٹھاتے وقت دونوں ہاتھوں کو سر کی جانب بلند کر کے گہرا سانس لیجیے اور پھر سانس کو خارج کرتے ہوئے ایڑیاں آہستہ آہستہ دوبارہ زمین پر ٹکا دیجیے۔ یہ عمل دس بار کیجیے اس طرح آپ خود محسوس کریں گے

جسم میں خون کی روانی بڑھ گئی ہے اور آپ دوسری ورزشوں کے لیے تیار ہو جائیں گے"

جمیل نے مارے خوشی کے اسی وقت ریلوے کمپارٹمنٹ کے اندر ہی پنجوں کے بل کھڑے ہونے کی مشق کی اور بولا "بھائی انور اس سے تو پنڈلیوں کے نازک عضلات پر کافی زور پڑتا ہے۔ میرے خیال سے تو اس ورزش سے چند روز کے اندر ہی میری سوکھی سوکھی پنڈلیوں پر گوشت چڑھ جائے گا۔"

انور ہنس کر بولا، "دیکھی آپ نے میری کرامت! ایک چٹکلے ہی سے ورزش کے فائدوں کا راز آپ کی سمجھ میں آنے لگا۔ اب چونکہ پیروں کے عضلات کا سوال چھڑ گیا ہے۔ اس لیے ہمیں رانوں کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ سیدھے کھڑے ہو کر گہرے سانس لیجیے اور ہاتھوں کو کمر پر رکھ کر سانس آہستہ آہستہ خارج کرتے ہوئے پنجوں کے بل زمین پر بیٹھنے کی کوشش کیجیے۔ کمر پیچھے کی جانب مائل رہے۔ یہ عمل پانچ مرتبہ کرنا چاہیے۔ ورزش کے دوران میں اگر کوئی وزنی چیز شانوں پر رکھ لی جائے تو اس کی افادیت اور بھی بڑھ جائے گی۔" (پہلی تصویر)


تصویر ۱

انور نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا، "اب میں آپ کے سامنے ایک اور ورزش کا ذکر کرتا ہوں اور آپ خود ہی اندازہ کیجیے کہ اس سے آپ کے جسم کے کن عضلات کو تقویت پہنچے گی۔ فرش پر چت لیٹ کر دونوں ٹانگوں کو ملا کر آہستہ آہستہ اوپر اٹھائیے اور پھر آہستہ آہستہ نیچے۔ ٹانگیں اٹھاتے وقت گہرا سانس لیجیے اور جھکاتے وقت سانس خارج کیجیے۔ شروع میں یہ ورزش دس مرتبہ کرنی چاہیے۔ بعد میں حسب ضرورت اضافہ کیا جا سکتا ہے۔" (دوسری تصویر)


تصویر ۲

جمیل خوش ہو کر بولا "سمجھ گیا۔ بھائی انور سمجھ گیا۔ میں سب سے زیادہ یہی ورزش کروں گا اس سے میرے پیٹ کے عضلات کو تقویت پہنچے گی۔ مجھے سب سے زیادہ شکایت پیٹ ہی کی ہے اور چہل قدمی کا موقع نہ مل سکنے کی وجہ سے میرا پیٹ روز بروز بھدا ہوتا جا رہا ہے۔"

انور نے کہا، "اب میں ایسی ورزش بتاتا ہوں جس سے آپ کو بہ یک وقت دو فوائد حاصل ہوں گے۔ فرش پر پیٹ کے بل لیٹ کر ہاتھوں کے پنجوں کو فرش پر شانوں کے متوازی ٹکا لیجیے۔ کہنیاں موڑے رہیں۔ اب بازوؤں کو سیدھا کرتے ہوئے جسم کو آہستہ آہستہ اوپر کی جانب اٹھائیے کمر بالکل سخت اور پیچھے کی جانب جھکی رہے۔ پھر آہستہ آہستہ کہنیوں کو جھکا کر پیٹ کو فرش کے قریب لا کر دوبارہ اسی طرح اٹھنے کی کوشش کیجیے۔ (تیسری تصویر)


تصویر ۳

جب آپ آسانی سے یہ ورزش بیس مرتبہ کرنے لگیں تو صرف ایک ہاتھ پر زور دے کر جھکنے اور اٹھنے کی کوشش کیجیے۔ اس طرح آپ کے سینہ اور بازوؤں کے عضلات سخت ہو جائیں گے۔ آپ جو میرے سینے اور بازوؤں کو اس قدر بھرا بھرا دیکھتے ہیں اس کا راز صرف یہی ورزش ہے۔

"بازو گردن اور سینے کے عضلات کو قوت پہنچانے کے لیے مزاحمت کی معمولی ورزشیں کافی ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک تپلی بنچ پر جو زیادہ اونچی نہ ہو، پیٹ کے بل اس طرح لیٹیے کہ سر بنچ سے آگے نکلا رہے اور ہاتھ دونوں جانب فرش پر ٹک جائیں۔ سر اوپر کی جانب اٹھا کر


تصویر ۴

سخت ہو لیجیے اور گھر کے کسی آدمی سے کہیے کہ وہ آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے آہستگی کے ساتھ نیچے جھکانے کی کوشش کرے۔ آپ مزاحمت کیجیے کہ سر جھکنے نہ پائے۔" (چوتھی تصویر)

ٹرین منزل مقصود کے قریب آرہی تھی۔ جمیل نے اپنے دوست انور کی ہدایات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا، "معاف فرمائیے۔ میں آپ سے ایک سوال اور کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی آپ نے کہا ہے کہ ہر شخص کو روزانہ ایک گھنٹہ ورزش ضرور کرنی چاہیے۔ دبلے پتلے آدمیوں کے لیے تو ورزش یقیناً مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اس سے ان کے عضلات سخت و قوی ہو جائیں گے۔ لیکن موٹے آدمیوں کے لیے تو ورزش مضر ہوگی کیوں کہ اس سے ان کی فربہی میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔"

انور نے ہنس کر کہا "آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ دُبلے اور موٹے آدمیوں پر ورزش کے اثرات بالکل مختلف ہوتے ہیں اور یہ فربہ اندام لوگوں کے لیے بھی اسی قدر مفید اور ضروری ہے جس قدر نحیف الجثہ لوگوں کے لیے۔ اس سے اگر دبلے پتلے آدمیوں کے عضلات سخت اور بھرے ہو جاتے ہیں تو فربہ اندام لوگوں کی چربی چھٹتی ہے اور ان کی غیر ضروری فربہی کم ہو جاتی ہے۔"

ٹرین اسٹیشن پر پہنچ گئی۔ دونوں دوستوں کے راستے مختلف تھے۔ انھوں نے رخصت کے لیے مصافحہ کیا۔ انور نے کہا "اس سلسلہ میں چند باتیں اور بھی ضروری ہیں۔ انھیں بھولنا نہیں۔ روزانہ ورزش کے ساتھ ہی ایسی سادہ غذا کھائیے جس میں تمام قوت بخش اجزا صحیح تناسب کے ساتھ شامل ہوں۔ صاف اور تازہ ہوا کا خیال رکھیے۔ سوتے وقت کمرے کی کھڑکیاں کھلی رہیں۔ تفکرات کو پاس نہ آنے دیجیے اور خوب نیند بھر کر سویئے۔"

انور کی ہدایات پر عمل کرنے سے ایک مہینہ کے اندر ہی جمیل کی صحت میں حیرت انگیز ترقی ہونے لگی۔ وہ اب آئے دن بیمار نہیں رہتا تھا۔ چہرے کی زردی سرخی سے بدل رہی تھی۔ سوکھی سوکھی پنڈلیوں اور بازوؤں کے عضلات روز بروز سخت ہوتے جا رہے تھے۔ سینہ پر گوشت آرہا تھا۔ تین مہینے بعد گٹھا جسم اور آئے دن کا بیمار جمیل اپنے دوست انور کی طرح صحت و شباب کی زندہ تصویر بنا ہوا تھا۔

سردی کا موسم قریب آرہا ہے۔ اگر آپ بھی جمیل کی طرح لاغر اندام، کمزور اور مریض ہیں اور آپ کی صحت برباد ہو چکی ہے تو مسٹر انور کی ہدایات پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جائیے۔ کیوں کہ ورزش کے مفید اثرات سب سے زیادہ جاڑے کے موسم میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اپنی صحت رفتہ بحال کرنے کے لیے یہ آسان ورزشیں کیجیے اور سردی پڑتے ہی ہمدرد دواخانہ کے مشہور ماء اللحم کا استعمال شروع کر دیجیے جو مردہ قالب میں زندگی کی روح پھونکنے کے لیے بے نظیر ایجاد ہے۔ (منیجر)

جنسیات

کیا چچا اور ماموں کی اولاد سے شادی کرنی چاہیئے؟

از ابن آدم

چچا کی اولاد، پھوپھی کی اولاد، ماموں کی اولاد یعنی قریب ترین خون کے رشتہ میں لڑکے لڑکی کی باہمی شادی کا معاملہ ایک عرصۂ دراز تک لوگوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ اسلام نے بنت عم سے شادی کی اجازت دی ہے۔ اس کا آمد۔ مضمون میں طبّی نقطۂ نظر سے اس پر بحث ہے کہ آیا رشتہ داروں میں شادیاں نسل کے لیے مفید ہیں یا مضر؟

(ہمدرد صحت)

قدیم زمانہ میں بھی یہی حال تھا اور اب بھی یہی ہے کہ شادیاں بجائے موزونیت کے محض حسن و اتفاق پر منحصر کی جاتی رہی ہیں آپ جتنے بھی جوڑوں پر تحقیق کی نظر ڈالیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یا تو شادیاں ماں باپ کی مرضی سے ہوتی ہیں اور ان میں موزونیت کو زیادہ دیگر اسباب کو دخل ہوگا اور یا باہمی ملت جلت سے یہ شادیاں ہوتی ہیں اور ان میں موزونیت سے زیادہ باہمی عشق یا دوسرے اسباب کو زیادہ دخل ہے۔ فطری طور پر لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کے لیے موزوں ہیں یا نہیں، یہ حقیقت شاذونادر ہی خیال میں رکھی جاتی ہیں اور شادیاں یوں ہی ہو جاتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ناموزونیت کی وجہ سے ہماری نسل میں امراض کا چکر سا بندھ جاتا ہے۔ پاگل پن کم عقلی، جنسی امراض و نقائص جسمانی اور دیگر ناموزوں باتیں اولاد در اولاد منتقل ہوتی چلی جاتی ہیں، حالاں کہ اس کو روکنا آسان ہے۔ ہم اگر چاہیں تو ان آفات سے کافی آسان طریقہ پر نجات پا سکتے ہیں، بشرطیکہ ہم اپنا زاویۂ نگاہ اور اسلوب زندگی ذرا بدل لیں۔

بہت سے نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ اور طباع و ذہین مردوں اور عورتوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ فریق ثانی کی نوعیت و کیفیت کو دیکھے بغیر وہ محض دولت یا حسن کو دیکھ کر شادیاں کر لیتے ہیں اور دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں سمجھتا کہ پیدا ہونے والے بچوں کے لیے ہماری دماغی افتاد مماثل ہے یا نہیں اور طباع ذہین انسان اکثر حسن کی خاطر اپنے سے کمتر ذہانت کی عورتوں سے شادیاں کر لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ باپ کا سا دماغ، اس کی عالی ظرفی، ذہانت و جولانی اسی پر ختم ہو جاتی ہیں۔ لڑکا اکثر کم عقل نکلتا ہے بلکہ معمولی بچوں کی سی ذہانت سے بھی وہ محروم ہوتا ہے۔ یہ ناموزوں اور بے تک شادیوں کا نتیجہ ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ بڑے آدمیوں کی اولاد اکثر نکمّی ہوتی ہے۔ حالاں کہ طباع مردوں اور ذہین عورتوں کی اولاد بحالت طبعی کہیں زیادہ افضل و برتر پیدا ہونی چاہیے۔ اگر باقاعدگی کے ساتھ جوڑے لگائے جائیں تو انسانوں میں شعور و ذہانت بڑھتے چلے جائیں۔ لیکن انسان اس معمولی سے اصولِ قدرت سے ناواقف ہے یا اس سے تساہل برتتا ہے۔ تن درست و توانا اور خوب صورت و ذہین اولاد آج ہر شخص چاہنے لگا ہے اور آج کل مرد و عورت اب صرف اولاد ہو جانے کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ ان کی تمنا ہوتی ہے کہ ان کے ہاں بہتر اولاد ہو۔

اس مضمون میں موضوعِ گفتگو یہ ہے کہ جو مرد و عورت ایک ہی کنبہ اور خاندان کے ہیں، یعنی خون کا رشتہ ملا ہوا ہے اور ماموں چچا یا پھوپھا کی اولاد ہیں اور جنھیں "کزن" کہا جاتا ہے، انھیں آپس میں شادی کرنی چاہیے یا نہیں۔ بہت لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اخلاقی و معاشرتی مسئلوں کو چھوڑ بھی دیا جائے اور محض طبّی و جنسی پہلو سے اگر گفتگو کی جائے تو کیا خون کے رشتہ میں باہمی شادیاں مفید ہیں یا مضر؟ حال ہی میں مجھے ایک ذاتی خط اس مضمون کا ملا تھا جسے دیکھ کر یہ تحریر لکھی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں ہمارے ملک

ابھی تک کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا ہے اور غلط سلط رائیں جنسی موضوعات پر لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک مشہور بات یہ بھی ہے کہ خون کے رشتہ میں شادی کرنا طبی اصول سے غور طلب ہے۔ خیر، خط کا مضمون یہ ہے۔ ایک نوجوان دوست نے مجھے لکھا ہے۔

"۔۔۔۔۔۔ میں ایک لڑکی پر فریفتہ ہوں اور وہ بھی مجھے دل و جان سے چاہتی ہے۔ اور ہم دونوں شادی کرنے کے لیے تیار بھی ہیں۔ ہم چچازاد بھائی بہن ہیں۔ ہمارے ماں باپ یہ کہتے ہیں کہ یہ شادی ناموزوں ہوگی کیونکہ ہم میں خون کا رشتہ موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر تمہارے ہاں اولاد ہوئی تو وہ عقل و ذہانت میں ناقص اور جسمانی طور پر کمزور ہوگی، وغیرہ وغیرہ۔ یہ محض اس وجہ سے ہوگا کہ ہم چچا کی اولاد ہیں۔۔۔۔۔۔"

غلط عقائد اس خط کا جو اقتباس اوپر دیا گیا ہے وہی اس مضمون کی بنیاد ہو۔ اس میں اسی مسئلہ پر غور و فکر کیا گیا ہے کہ آیا خون کے رشتوں میں شادی کرنی چاہیے یا نہیں۔ سب سے پہلے مجھے اعتراضوں کو ایک جگہ جمع کرنا چاہیے۔ بہت سے لوگ اس غلط عقیدہ پر جمے ہوئے ہیں کہ خون کے قریبی رشتوں میں ہرگز شادیاں نہیں کرنی چاہییں کیونکہ ایسا کرنے سے حسب ذیل خراب نتیجے برآمد ہوتے ہیں:-

۱۔ کمی اولاد یعنی ایسی شادیوں سے بچے کم پیدا ہوتے ہیں اور نسل گھٹ جاتی ہے۔

۲۔ بچوں کی موتیں بڑھ جاتی ہیں۔

۳۔ جسمانی نقائص اور بدنی عیب۔ پیدائشی اندھاپن، حماقت و کم عقلی، جسمانی کمزوری وغیرہ۔

ان دلیلوں کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ خون کے رشتوں میں شادی بیاہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہندوؤں اور اکثر مذاہب میں اس کی ممانعت بھی ہے۔ بعض ممالک میں بھی ایسی شادیاں ممنوع ہیں، مثلاً امریکہ کی اکثر ریاستوں میں چچا ماموں وغیرہ کی اولاد سے شادی قانوناً جائز نہیں ہے۔ اس رائے کی تائید کرنے والے جو ثبوت پیش کرتے ہیں وہ اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ فلاں خاندان کو دیکھ لیجیے وہاں نسلوں اور پشتوں سے باہمی شادیوں کا رواج ہے اور اس قدر تعداد لوگوں کی جسمانی و ذہنی طور پر ناقص دکھائی دیتی ہے۔ لیکن محض چند خاندانوں یا اکا دکا گھرانوں کی مثال حتمی و فیصلہ کن رائے اس باب میں نہیں سمجھی جا سکتی۔ اور اگر اس مسئلہ کو غور سے دیکھا جائے تو یہ بات بھی غور طلب دکھائی دے گی کہ آیا یہ نقائص محض رشتہ داروں کی باہمی شادی کا نتیجہ ہیں یا اور اسباب بھی اس کے ذمہ دار ہیں جس طرح اکا دکا گھرانوں کی مثال دی جا سکتی ہے کہ رشتوں سے ان کے ہاں باہمی شادیاں ہوتی چلی آ رہی ہیں اور یہ نقائص پیدا ہوئے، بالکل اسی طرح دوسری طرف میں بہت سے ایسے گھرانے اور لوگوں کے ایسے گروہ دکھائی دیں گے جن میں نسلاً بعد نسل خون کے رشتوں میں شادیاں ہوتی چلی آ رہی ہیں اور نتائج بے حد عمدہ اور قابل تعریف نکلے ہیں، مثلاً ہندستان کے نہرو خاندان، پارسیوں کے ٹاٹا خاندان، بنگالیوں کے ٹیگور خاندان، دلی کے حکیموں اور مفتی والوں کے خاندان اور اسی طرح بے شمار گھرانوں کی مثالیں دی جا سکتی ہیں جہاں ذہانت اور خاندانی خصوصیات محض اس وجہ سے برقرار ہیں کہ ایک کنبہ میں شادیاں ہوتی ہیں۔ اور طبعاً یا نسلی خصوصیات "ضرب" کھاتی چلی جاتی ہے "تقسیم" یا "نفی" نہیں ہوتی۔

میں اس مضمون کو صرف مثالوں سے لبریز کر دینا نہیں چاہتا۔ مثالیں پڑھنے والوں کے اردگرد بہت سی ہوں گی۔ وہ خود اس مسئلہ پر غور کر سکتے ہیں۔ میں یہاں صرف ایک یوروپین مثال اور دوں گا۔ اسے بھی سن لیجیے۔

فرانس کے ساحل پر ایک آبادی ہے جسے "باز" خاندان کہا جاتا ہے۔ یہ کم از کم تین ہزار کی تعداد میں ہیں۔ ان میں باہمی شادیاں ہوتی ہیں۔ لڑکا یا لڑکی خاندان کے باہر جا ہی نہیں سکتی۔ اور یہ آبادی اس قدر بڑھی بھی ہے محض آپس کے قریب قریب کے

رشتوں میں شادیاں کر کر کے۔ اس سارے وسیع گھرانے میں ایک بھی مثال نقص اولاد کی دیکھنے میں نہیں آئی۔

قدیم زمانہ میں تاریخ سے اس بات کے شواہد ملتے ہیں کہ قدیم مصریوں اور عبرانیوں میں خون کے رشتوں میں باہمی شادیوں کا عام رواج تھا اور ان شادیوں کے نتائج نہایت عمدہ نکلے تھے۔ حضرت موسیٰ جو عہد قدیم کے غالباً سب سے بڑے انسان تھے اسی قسم کی قریبی شادی سے پیدا ہوئے تھے۔ خیر، میں یہ ماننے کے لیے بالکل تیار نہیں ہوں کہ خون کے رشتوں میں شادیاں کرنے سے اولاد لازمی طور پر عقلی اور جسمانی لحاظ سے ناقص ہوگی۔ اس خوف کو دلوں سے نکال دینا چاہیے۔ اسلام نے جن رشتہ داروں سے شادیاں ممنوع قرار دی ہیں وہ بالکل صحیح اور اصولِ فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اس کے بعد آپ جہاں چاہیں اپنی موزونیت کو دیکھ کر شادی کر سکتے ہیں، خواہ آپ کا فریقِ ثانی قریبی رشتہ دار ہو یا نہ ہو۔ جدید تحقیقات نے درحقیقت اس بات کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ انکشافات یہ بتاتے ہیں کہ برائی جو پیدا ہوتی ہے وہ محض رشتہ داری کی وجہ سے نہیں ہوتی، بلکہ ناموزونیت سے۔ [illegible] کوئی نمایاں حالت و کیفیت دماغ کی یا جسم کی جو مرد و عورت دونوں میں پائی جاتی ہو۔ تو نسل آئندہ میں وہ کیفیت نمایاں ہوگی۔ اور شاید ہی کوئی گھرانہ ایسا نکلے جس میں کوئی نہ کوئی خاص بات قابلِ اعتراض نوعیت کی موجود نہ ہو۔ اس لیے ایسے رشتہ داروں میں جن میں ہر فریق کو ایک ہی طرح کی کیفیت شکار بنائے ہوئے ہو، شادیاں قطعی طور پر اس کیفیت کو دوگنا کر دیں گی اور ان کی اولاد میں قابلِ اعتراض عنصر دوچند ہو کر ظہور میں آئے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات پڑھ کر بہت سے ناظرین فوراً یہ کہہ اٹھیں گے کہ بس یہی تو دلیل ہے کہ خون کے رشتوں میں شادیاں نہ کی جائیں لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔ غیر معمولی قابلِ اعتراض نقص اولاد در اولاد منتقل ہونے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ آپس میں رشتہ دار ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ ان میں دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، خون کا رشتہ تو بڑی چیز ہے، ان کی باہمی شادیاں کر دی جاتی ہیں اگرچہ ایک دوسرے سے غیر مربوط اور ایک دوسرے کی ضد یا ناموزوں ہیں تو ان کی اولاد بھی بالکل ویسے ہی قابلِ اعتراض نقائص دکھائی دیں گے، جیسے رشتہ داروں میں ناموزونیت کے باعث پیدا ہوتے۔ جیسا کہ میں نے لکھا ہے ہر ایک صورت میں کچھ نہ کچھ نسبت اچھائی اور برائی کا ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانوں میں کچھ اچھی باتیں پائی جاتی ہیں کہ وہ تواتر کے ساتھ بڑھائے جا سکتے ہیں اور انھیں دوامی بنایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ نسل بڑی احتیاط کے ساتھ کی جائے۔ حیوانات کی نسلیں پیدا کرنے والے اس اصول سے خوب آگاہ ہیں کہ نطفہ کا اثر اور جسمانی، ذہنیت اور مزاج کا اثر جنین پر کیا پڑتا ہے۔ جس طرح برائیاں روکی جا سکتی ہیں اور بڑھائی جا سکتی ہیں اسی طرح انسان کے گن بھی گھٹائے بڑھائے جا سکتے ہیں۔ حیوانات کی نسلیں پیدا کرنے والے ہمیشہ قریب سے قریب رشتہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ عربوں میں تو گھوڑوں تک کے شجرے لوگوں کو یاد رہتے تھے اور صرف عالی نسب گھوڑوں کو عالی نسب گھوڑیوں سے جفتی کرایا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمدہ نسل و مزاج بڑھتی چلی جاتی تھی۔ ان حیوانات کے نسل زیر یہ بھی جانتے ہیں کہ ان جانوروں کو ہرگز جفتی نہیں کرایا جاتا جن میں سے کسی ایک فریق میں کوئی نقص پایا گیا ہو۔ کیوں کہ ایسا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اولاد میں وہ نقص پایا اور زیادہ نمایاں طور پر منتقل ہو جائے گا۔ اگر کوئی نقص نمایاں ہو تو اسے **دوغلا یا کراس** کیا جاتا ہے یعنی بالکل دور کے کا کوئی اجنبی، کسی جنس سے لیا اور جفتی کرائی [illegible] بریڈ" یا دوغلا کرنے کا قانون بھی طبی اصول سے درست ہے اور عربوں کی ایجاد ہے۔ جب تک یہ نقص پایا دور نہ ہو دوغلا پن یعنی کراسنگ برابر جاری رکھی جاتی ہے۔ جب یہ نقص دور ہو جاتا ہے تو پھر قریب ترین رشتوں سے ان حیوانات کو جفتی کرایا جاتا ہے۔ اسی لیے میرا یہ دعویٰ ہے کہ عضویات کی رو سے دو چچا زاد یا ماموں زادوں میں شادی ہونا ہرگز مضر نہیں ہے بشرطیکہ ان میں

موزونیت بھی پائی جائے۔ بلکہ ایسی حالت میں تو یہ شادی اور بھی زیادہ مفید اور مناسب ثابت ہوگی۔ میرا نقطۂ نظر جس پر میں زور دینا چاہتا ہوں یہ ہے کہ حسن و قبح دو الگ الگ کیفیتیں ہیں۔ یہ مرد اور عورت دونوں میں پائی جاتی ہیں، خواہ وہ دماغی ہوں یا جسمانی۔ ان اوصاف و محاسن یا نقائص و معائب کو آپس میں شادی کر کے تیز و شدید بنایا جا سکتا ہے۔ پس میں زور دے رہا ہوں کہ خون کے رشتوں میں شادیاں کرنے کے مسئلہ پر خوب سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

جیسا کہ ابھی میں نے کہا کہ ہر خاندان میں کوئی نہ کوئی بات ہوتی ضرور ہے۔ اگر وہ ناموزونیت کی طرف رجحان ہے تو ایسیوں میں شادیاں نہیں ہونی چاہییں۔ لیکن ایسا بھی اکثر ہوتا ہے کہ رشتہ داروں میں کوئی بھی چیز مشترک نقص کی طرف مائل نہیں ہے اور کوئی بے ڈھنگی بات ان دونوں میں مشترک طور پر نہیں پائی جاتی۔ یہ تو اکثر ہوتا ہے کہ قریب ترین عزیز جیسے چچا کا لڑکا پہلوٹھی کا اور نانا کی پہلوٹھی کی لڑکی ایک دوسرے کے لیے بہترین جوڑا ہوتے ہیں۔ ان میں اگر کوئی چیز ناموزوں نہ ہو تو بہترین نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ایک بالکل غیر و اجنبی انسان کے مقابلہ میں پہلوٹھی کے ان عم زادوں میں شادیاں بہترین نتائج کا موجب ہوں گی۔ یہ بات دھیان میں رکھنی چاہیے کہ نسلی وراثت کا قانون جو اولاد پر منتقل و منتج ہوتا ہے، دو طرفہ ہے یک طرفہ نہیں ہے۔ صحت، خوب صورتی، ذہانت، دماغی استعداد اور عمدہ خصائل و اخلاقی اوصاف یقیناً اولاد میں دوچند پیدا ہوں گے، بشرطیکہ یہ صفات ان کی ماں اور باپ دونوں میں پائے جائیں۔ بالکل اسی طرح بیماریاں، جسمانی عیب، پاگل پن، بے عقلی اور بے شرمی و بداخلاقیاں بھی دوگنی نوعیت کے ساتھ بچوں کو ودیعت ہو سکتی ہیں خواہ ماں باپ ایک دوسرے کے قریبی عزیز ہوں یا بالکل اجنبی۔ قدرت کا قانون یکساں اور ہموار ہے۔ پس جو چیز شادی سے پہلے ذہن میں آنی چاہیے وہ یہ بات نہیں ہے کہ وہ آپس میں قریبی عزیز ہیں بلکہ یہ کہ وہ طبیعت، مزاج، جسم اور دماغی و اخلاقی اعتبار سے موزوں جوڑا ہیں یا نہیں۔ لوگ اسی کو "سنجوگ" اور "سہاگ" کہتے ہیں، ورنہ معمولی زناشوئی کے تعلقات تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اگر وہ اجنبی بھی ہیں مگر ان میں کچھ شائبہ مائل بہ عیب پایا جاتا ہے تو ان کی اولاد میں یہ شائبہ دوچند ہو کر ظاہر ہوگا۔ اگر وہ قریبی رشتہ دار ہیں تب بھی یہی ہوگا۔ اگر دونوں اخلاقی و جسمانی طور پر بالکل درست ہیں تو خواہ وہ قریب ترین خون کے رشتہ دار ہی ہوں ان کی اولاد حسین اور ذہین پیدا ہوگی اور تن درستی قابل دید ہوگی۔

عادات اور مشغلوں کی اثراندازی

اگر باپ دن کو کسی دفتر میں کام کرتا ہے اور ماں بھی کوئی شغل حیات رکھتی ہے مثلاً نرس ہے یا سکول ٹیچر وغیرہ ہے، یا باپ رات کو فیکٹریوں میں کام کرتا ہے اور دن کو آکر سوتا ہے اور ماں دن بھر کسی دفتر میں یا مشغلہ میں رہتی ہے اور دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، تو یہ چیزیں بھی اولاد پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ اگرچہ ماں باپ ایک دوسرے سے کتنی ہی مماثل کیوں نہ نظر آتے ہوں مگر یہ بات قریبی رشتہ داری میں اچھے برے اثرات چھوڑتی ہے۔ قریبی رشتہ داروں کی شادیوں اور بالکل اجنبیوں کی شادیوں کے اعداد و شمار فراہم کیے گئے اور مغرب کے ڈاکٹروں نے ہر ایک نوعیت پر غور کیا۔ دونوں کے نتائج بالکل ایک جیسے تھے۔ اثرانداز چیز جو نکلی وہ موزونیت یا غیر موزونیت تھی نہ کہ خون کا رشتہ اور اجنبیت کا ہونا نہ ہونا۔ چارلس رابرٹ ڈارون نے جس نے انسان کی نسل بندر سے جا کر ملائی ہے اور مسئلہ ارتقا کا مشہور مغربی عالم گزرا ہے، اس مسئلہ پر خوب تحقیق کی ہے اور علمی و فلسفی حلقوں میں اس کی رائے صائب مانی جاتی ہے۔ وہ تحقیقات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یہ باتیں روایات قدیم نے عقیدوں اور محض ظن و گمان پر ہیں۔ اس کے بارے میں فی الحقیقت حتمی طور پر لوگوں کو بہت کم علم ہے۔ اس زمانہ کے انگلستان کی مثالیں اس کے سامنے بحث بطریق استدلال نہیں بعض ضمناً مثال کے طور پر اس کی تحقیقات کا نتیجہ یہاں دکھایا جاتا ہے۔

اس نے سب سے پہلے مردوں اور عورتوں کی ایک خاص تعداد سامنے رکھ کر یہ دیکھا کہ ان میں سے کتنے ایسے ہیں جو پہلے

کے چچازاد اور ماموں زاد یا پھوپھی زاد بھائی بہن ہوتے ہیں شادی کرتے ہیں۔ اس نے معلوم کیا کہ متوسط اور اونچے طبقہ کے ۵.۲ فی صدی لوگ (جن میں زمیندار بھی ہیں) ایسی شادیاں کرتے ہیں۔ اور ۵.۴ فی صدی لوگ طبقہ خواص و امرا میں ہیں جو ایسی شادیاں کرتے ہیں۔ پھر اس نے پاگل خانوں اور احمق لوگوں کی پرورش و تربیت کے اداروں میں جا کر حالات معلوم کیے، اور یہ پتہ چلایا کہ انگلستان اور ویلز کے علاقوں میں احمق، کم عقل، بے وقوف اور پاگلوں میں سے کتنے ایسے ہیں جو قریب ترین خون کے رشتوں کی اولاد ہیں۔

اس نے یہ اعداد حاصل کیے کہ ایسے لوگوں کی تعداد صرف ۴ فی صدی تھی یعنی ان لوگوں سے نصف فی صدی اور کم جن کی شادیاں قریبی رشتہ داروں میں نہیں ہوتی تھیں۔ یہ معلومات خاص طور پر بہرے پن، اندھے پن، دیوانے پن، نامردی، کمزوری دل و دماغ اور کمزوری جسم سے متعلق تھیں۔ نتیجہ سے اس بات کا ٹھیک پتہ چلتا ہے کہ قریبی رشتہ داروں کی اولاد دوسرے لوگوں کا خطرہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ قطعی غیر لوگوں کی اولاد کو۔ مثلاً چارلس ڈارون نے یہ معلوم کیا کہ ۳۶۶ خاندانوں میں سے جو بہرے اور گونگے لوگوں کے تھے ان میں سے صرف ۸ ایسے نکلے جن کے والدین کی شادیاں قریبی خون کے رشتہ میں ہوئی تھیں یعنی صرف دو فی صدی سے ذرا اوپر۔

لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر چچا ماموں کی اولاد میں باہمی شادیاں ہوں تو اولاد نہیں ہوتی یا کم ہوتی ہے۔ آئیے اب ذرا اس موضوع پر بھی نظر ڈالیں۔ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ انگلستان میں کل شادیوں میں سے ۱۲ فی صدی اولاد سے محروم رہتی ہیں۔ ڈاکٹر [illegible] نے پتہ چلایا ہے کہ ۸۳۳ قریبی عزیزوں کی شادیاں جو اس نے تحقیق کے لیے چنیں، ان میں سے صرف [illegible] فی صدی بے اولاد و بانجھ نکلیں، باقی سب صاحب اولاد ہوئیں۔

جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے دنیا کے اکثر حصوں میں ایسے فرقے اور خاندان موجود ہیں جہاں نسلوں سے باہمی شادیاں ہوتی چلی آتی ہیں، اور ان میں کوئی خاص خرابی ان قریبی شادیوں کے باعث نمایاں نظر نہیں آتی۔ مثال کے طور پر فرانس کا خاندان "بار" ہے جیسا کہ میں نے اوپر بتایا ہے۔ ان کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ ہے اور نسل در نسل باہمی شادیاں کرتا چلا آ رہا ہے۔ اس خاندان میں اب تک کوئی گونگا، بہرا، اندھا اور بے عقل نہیں ہے حالانکہ سب ایک دوسرے کے قریبی عزیز ہیں۔ ان میں بچوں کی تعداد اوسط سے زیادہ پائی گئی اور علی العموم سب تندرست ہیں۔ بانجھ عورتوں کی تعداد صرف چار فی صدی تھی جو کوئی بڑی بھی نہیں سمجھنی چاہیے۔

یہودیوں میں، جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا، قریبی رشتہ داروں سے شادیاں کرنے کا عام رواج ہے لیکن وہ دنیا کے سب سے زیادہ تندرست انسان مانے جاتے ہیں اور جسمانی و دماغی اعتبار سے سب سے زیادہ مامون اور محفوظ اگر کوئی قوم ہے تو وہ یہودیوں کی ہے۔

میری رائے میں تو پہلوٹھی کے عم زادوں کا باہم شادی کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ لوگوں میں جو ایک غلط خیال قائم ہو گیا ہے اسے کیوں شادیوں کی راہ میں حائل ہونے دیا جائے۔ پس جو لڑکا یا لڑکی آپس میں شادیاں کرنے والے ہوں ان کو نیز ان کے والدین کو جو چیز سوچنی ہے اور جس پر تامل کرنا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ وہ قریبی خون کے رشتہ میں پیوستہ ہیں بلکہ یہ ہے کہ ذہنی اور جسمانی طور پر وہ ایک دوسرے کے لیے موزوں ترین ہیں یا نہیں۔ پس اگر وہ ایسے ہی ہیں تو پھر ایک لمحہ کے لیے بھی اس کے سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ آپس میں رشتہ دار ہیں یا نہیں۔ ان کا باہمی نکاح کر کے پرانے خیالات کی تکذیب کر دینی چاہیے۔

علم الادویہ

کال میگھ

ازجناب حکیم محمد علی صاحب چھپروی

مترادفات: اسے لاطینی میں (Acanthaceae) اور انگریزی میں (Creat) کہتے ہیں۔ کال میگھ اس کا مشہور نام ہے۔

ماہیت: یہ ایک بوٹی ہے۔ اس کا تنا چوپہل ہوتا ہے۔ یہ پودا تقریباً دو سے تین فیٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ اس کی پتیاں برچھی کے پھل کی شکل کی تقریباً تین انچ لمبی اور ایک انچ چوڑی ہوتی ہیں۔

اس کے پھول میں دو پنکھڑیاں ہوتی ہیں اور وہ اس طرح ایک دوسرے سے ملی رہتی ہیں جیسے انسان کے دونوں لب ملے رہتے ہیں۔

ان کی رنگت سفید یا گلابی ہوتی ہے جس پر ارغوانی دھاریاں ہوتی ہیں۔ پھل مستطیل اور عمودی ہوتے ہیں۔

اس کی جڑ سادہ ہوتی ہے جس میں بہت زیادہ چھوٹی چھوٹی جڑیں نکلی رہتی ہیں۔ بڑی جڑ اوپر موٹی اور نیچے پتلی ہو کر نوک دار ہو جاتی ہے۔

موسم پیدائش: اس کا پودا موسم سرما میں اُگتا ہے اور تقریباً سال بھر تک لگا رہتا ہے۔ اکتوبر سے دسمبر تک اس میں پھول لگتے ہیں۔

مقام پیدائش: یہ پودا ممالک متحدہ بنگال اور آسام کے صوبوں میں زیادہ تر پیدا ہوتا ہے اور کم و بیش ہندستان کے دوسرے حصوں میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ دیہاتی اسے اکٹھا کر کے سکھاتے اور مختلف اوزان کے گٹھے تیار کر کے بازار میں لا کر فروخت کرتے ہیں۔

تاریخی حالات: یہ دوا گھریلو طور پر بہت زمانے سے استعمال ہوتی رہی ہے اور معالجین کی توجہ تھوڑے ہی دنوں سے اس پر ہوئی ہے۔ لیکن اب بھی اس کا استعمال ویدوں اور طبیبوں میں عام نہیں ہے، حالانکہ یہ ایسی دوا ہے کہ اس کی طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ کرنی چاہیے۔ ہمارے ہی ملک کی بوٹی ہے اور بہت کارآمد ہے۔ ماہرین نے اس پر ریسرچ کر کے اس کے افعال و خواص متعین کیے ہیں۔

مزاج: دوسرے درجہ میں گرم اور خشک۔

افعال: جدید تحقیقات سے اس کے یہ افعال و خواص معلوم ہوئے ہیں:۔ دافع حمیٰ، مقوی معدہ، قاتل دیدانِ امعا، مصلح و محرک فعل تغذیہ، مقوی بارہ، مقوی جگر اور محلل ورم جگر۔

استعمال: بنگال اور آسام میں گھریلو علاج اس کو دوسرے مناسب اجزا کے ساتھ بچوں کی بخار کی تکلیفوں میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے اور خصوصاً ایسی حالت میں جب جگر بڑھ گیا ہو، یہ بہت زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے۔ چونکہ دافع حمیٰ ہے اس لیے بخار کو دور کرنے کے لیے تنہا یا دوسری دواؤں کے ساتھ بطور جوشاندہ یا خیساندہ استعمال کرتے ہیں۔ مقوی معدہ، مصلح محرک فعل تغذیہ ہونے کی وجہ سے ایسی حالت میں کہ جب انسان اچھی غذائیں بھی کھاتا ہو اور وہ طاقت ور نہ ہو تو اس کا استعمال [illegible] ہے۔ بچوں کے پیٹ کے کیڑوں کو نکالنے کے لیے بھی بصورت سفوف یا جوشاندہ استعمال کرتے ہیں۔ [illegible] اور دوسرے [illegible] بخاروں میں اس کا اثر بہت نمایاں ہوتا ہے۔ چونکہ مقوی ہے اس لیے اکثر ضعف بدن، ضعف عامہ میں تنہا یا دوسری دواؤں کے ساتھ اسے استعمال کیا جاتا ہے۔

مقدار خوراک: ۲ تا ۶ ماشے۔

انگریزی دواسازی کے بڑے بڑے کارخانوں نے اس کا ایک خلاصہ بھی تیار کیا ہے جو انگریزی دوا فروشوں کی [illegible] آف کال میگھ کے نام سے بکتا ہے۔

مَعلُومات

حرارت کا اثر دودھ پر حرارت کی وجہ سے دودھ کی غذائی قیمت میں بہت زیادہ فرق نہیں پڑتا جہاں تک ہمیں معلوم ہے حرارت کا بہت ہی تھوڑا اثر دودھ پر یہ ہوتا ہے کہ حیاتین "ج" کی مقدار کسی قدر کم ہوجاتی اور شاید کسی قدر آیوڈین کی مقدار میں بھی کمی آجائے لیکن بچوں کے لیے اس کمی کو اس طرح پورا کیا جاسکتا ہے کہ اگر انھیں صرف گائے کے دودھ پر پرورش کیا جائے تو پھلوں اور ترکاریوں یا مچھلی کا تیل ان کی خوراک میں زیادہ کردیا جائے۔ دودھ میں امراض کے جراثیم دو طریقوں پر داخل ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ گائے بیمار ہو اور اس کے دودھ کے ہمراہ اس کی بیماری کے جراثیم بھی دودھ پینے والے کے جسم میں پہنچ جائیں اور دوسرے یہ کہ گوالے کے ہاتھوں یا برتنوں کے ذریعہ سے دودھ میں جراثیم شامل ہوجائیں۔

جراثیم خواہ کسی ذریعہ سے بھی دودھ میں ملیں ہم ان کو ہلاک کرسکتے ہیں اور ان کو ہلاک کرنے کا اور دودھ کو انسانوں کے لیے غیر مضرت رساں بنانے کا بہترین طریقہ اسے مناسب طریق پر حرارت پہنچانا یعنی ابالنا ہے۔

"بسیار خوار امت بسیار خوار" ماہرین غذا اس زمانے میں حیاتین اور معدنی نمکیات کے استعمال پر بہت زور دے رہے ہیں۔ لیکن کارنیل یونیورسٹی کے پروفیسر میکے ہمیں متنبہ کرتے ہیں کہ حرارت پیدا کرنے والی غذاؤں کی اہمیت کو فراموش نہ کریں۔ امریکا کی انجمن تغذیہ کے سامنے لیکچر دیتے ہوئے آپ نے بیان کیا کہ انھوں نے چوہوں کی خوراک میں کمی کرکے ان کی عمروں کو طویل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ان جانوروں کی کئی جماعتیں نو سو دنوں تک زندہ رہیں جو انسانی دنیا میں نوے سال کی عمر کے برابر ہے۔ ایک چوہے نے چودہ سو دنوں کی عمر پائی جو انسانوں میں تقریباً اس عمر کے برابر ہے جو مشہور طویل العمر ٹامس پار نے پائی تھی یعنی ایک سو باون سال اور نو مہینے۔

تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ عام طور پر دبلے پتلے چوہوں نے زیادہ عمر پائی لیکن آخر جو چربی کے جسم کا گوشت گھل گیا تھا وہ اسی قدر کم عمری میں مرگئے جس عمر میں وہ چوہے مرے جن کو خوب مقدار میں خوراک ملتی تھی اور جو پھول کر کپا ہوگئے تھے ایسی خوراک جس سے حرارت کی کیلوریز کم پیدا ہوتی ہیں نشوونما کی رفتار کو سست کردیتی ہے لیکن عمر کو طویل کردیتی ہے۔ زیر مشاہدہ چوہوں میں کو جنھیں کم مقدار میں خوراک دی جاری تھی صرف ایک یا پانچ سو دن کا جو کچھ بیشتر درمیانی حصہ گزر کر بیماری میں مبتلا ہوا درحالیکہ ان چوہوں میں سے جنھیں پوری خوراک مل رہی تھی آدھے ان ہی بیماریوں میں گرفتار ہوگئے لیکن پروفیسر میکے کا خیال ہے کہ اس طرح کی طویل العمری بالکل بے سود ہے کہ جب عمر کے آخری سال ایک پاؤں قبر کے اندر لٹکا کر گزارنے پڑیں۔ ان کی رائے ہے کہ ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہیے کہ درمیانی حصۂ عمر کی اس مدت کو طویل کریں جو کام کرنے اور زندگی کا لطف اٹھانے کی عمر ہے اور بڑھاپے کے زمانے کی مصیبتوں کو تا حد امکان کم کردیں۔

ہماری دماغی عادات اور خصوصیات ہم اگر اپنے متعلق دوسروں کی رائے یا تنقید کو برداشت نہیں کرسکتے، یا جلد اس سے مشتعل ہوجاتے ہیں تو ہماری یہ عادت ہماری دماغی صحت کے لیے ایک خطرہ ہے۔ بکثرت ہم میں سے ایسے ہی لوگ ہیں جنھیں اس چیز کا کچھ اندازہ ہی نہیں ہے کہ دل میں کینہ اور بغض پالنے یا کسی موہوم رنجش پر افسوس کرتے رہنے سے ان کے دماغ کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے۔ اگر ہماری عادات یا اخلاق پر کسی نے نکتہ چینی کی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ غلط ہے تو ہمیں چاہیے کہ اسے اس شخص کی حماقت تصور کرکے اس پر ہنس دیں اور اسے بھول جائیں بجائے اس کے کہ اس کی تردید کی کوششوں میں اپنا وقت اور اپنی دماغی قوت

ضائع کریں۔ اور اگر اس کی حرف گیری حقیقت پر مبنی ہے اور اس نے جھوٹا الزام نہیں لگایا ہے تو پھر برا ماننے کی کوئی بات ہی نہیں ہمیں چاہیے کہ تھوڑی دیر کے لیے اپنے غرور کو بالائے طاق رکھ کر اپنی اصلاح کی کوشش کریں تاکہ وہ عیب ہم سے دور ہو جائے

فکر اور پریشانی بھی ہم لوگوں میں حد سے زیادہ عام ہے اور یہ بھی ہمارے دماغ کے لیے ایک غیر طبعی فعل ہے۔ ہر وقت پریشان اور فکر میں مبتلا رہنا درحقیقت زمانۂ موجودہ کی تہذیب کی پیداوار ہے جس نے ہمارے دماغوں کو گوناگوں افکار، خطرات اور دور نتائج برآمد کرنے کی عادت میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس مصیبت سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے دماغ کو سدھائیں اور اس میں اسی قسم کی قابلیت اور استعداد پیدا کریں کہ جو اس قسم کی پریشانیوں کے اثر کو زائل کر دے، اور دماغی توازن کو گبڑنے نہ دے۔ ادنیٰ قسم کے جانوروں میں دماغ قبل از مرگ واویلا کرنے کا عادی نہیں ہوتا اور وہ صرف اسی وقت اور اتنی ہی دیر کے لیے متاثر ہوتے ہیں جب خطرہ بالکل سامنے ہو۔ بیل گھوڑے اور کتے وغیرہ کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کرتے کہ کل کھانے کو کہاں سے آئے گا۔ اور کتنی محنت کرنی پڑے گی لیکن تہذیب نے انسان کو انھی فکروں میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہماری روشنی کس طرح ہمارے لیے بلا ثابت ہو رہی ہے اور ہمارا ترقی یافتہ نظام اعصابی و دماغی خطرات اور مصیبتوں کو کوسوں دور سے دیکھ لیتا ہے اور اس کی اس عادت پر غالب آنا بہت مشکل ہے۔

مندرجۂ بالا حالات میں ہمارا فرض ہے کہ لوگوں کے سامنے زندگی کا ایک فلسفہ ایک مخصوص زاویۂ نگاہ اور ایک خاص ردِ عمل پیش کریں جس کی مدد سے وہ ہر اس دشواری کا مقابلہ کر سکیں جو انھیں پیش آئے۔ خواہ وہ دشواری کتنی ہی پیچیدہ ہو۔ یہ خیال رہے کہ ابتدا ہی سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے کہ یکایک دماغی کیفیت بالکل صحیح ہو جائے۔ اس قسم کی دماغی صحت عطیۂ قدرت کے طور پر نہیں ملتی بلکہ ہمیشہ کوشش اور مشق سے پیدا کی جاتی ہے۔ تجربہ اس پر شاہد ہے کہ اگر بالکل ایک ہی سی دشواریاں مختلف لوگوں کو پیش آئیں تو ہر شخص پر اس کے اثرات جداگانہ ہوتے ہیں۔ کوئی تو گھبرا جاتا ہے، کسی کو پروا بھی نہیں ہوتی اور کسی کے ہوش و حواس سب غائب ہو جاتے ہیں اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ تنہا دشواری یا مصیبت کی نوعیت ہی ان علامات کی پیدا ہونے کے لیے ذمہ دار نہیں ہے۔ اس لیے اگر ہم اپنے دماغ کو اتنا مضبوط نہ بنا دیں کہ وہ مشکلات سے نہ گھبرایا کرے تو اسی قسم کی پریشانیاں در پیش ہونا لازمی ہیں۔

قہوہ اور چائے قہوہ کا تجزیہ کرنے پر معلوم ہوا کہ اس میں تین فی صدی کیفین ہوتی ہے۔ مشروبات کی طرح پینے کے لیے اس کا جوشاندہ اس نسبت سے تیار کرنا چاہیے کہ ایک پائنٹ یعنی دس چھٹانک پانی میں ڈال کر اسے جوش دینا غلط طریقہ ہے کیوں کہ اس طرح اس کی خوشبو ضائع ہو جاتی ہے۔ قہوہ میں بعض اوقات ایک دوسری چیز کا میل کر دیتے ہیں جسے "شکوری" کہا جاتا ہے۔ قہوہ بھی چائے کی طرح ایک محرک مشروب ہے لیکن یہ فرق ہے کہ اس کا اثر جلد پر اور آنتوں پر اس سے مختلف ہوتا ہے۔ قہوہ قبض کو رفع کرتا ہے قہوہ سے بھی ہاضمہ کے فعل میں کسی قدر فتور لاحق ہوتا ہے لیکن نہ اس قدر کہ جتنا چائے سے۔ قہوہ کا بکثرت استعمال بدہضمی پیدا کرتا ہے اور چائے کی طرح اس سے بھی بے خوابی اور اختلاجِ قلب پیدا ہو جاتا ہے۔

ناخنوں کی خرابیاں ناخنوں کی خرابیوں کا سب سے بڑا سبب غذا کا عدم تناسب ہے، جب کہ اس میں معدنی نمکیات کا جزو کم ہو۔ ناخنوں کا خوشنما ہلکا گلابی رنگ ناخن کے نیچے کی ساخت کی صحت درستی اور رنگ پر منحصر ہے۔ کیوں کہ درحقیقت نیچے کے گوشت ہی کا رنگ ہے جو اوپر ناخنوں میں جھلکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے رخساروں پر اندر کے گوشت کی جھلک مارتی ہے۔ لازمی طور پر ہم قلت دم کے مریضوں میں دیکھتے ہیں کہ ان کے ناخن زرد سفیدی مائل ہو جاتے ہیں۔ دل کے امراض میں جب وہ شدت پکڑ جائیں تو ناخنوں کا رنگ نیلا ہو جاتا ہے۔ آسانی سے ٹوٹ جانے والے سخت اور بدشکل ناخن جسم میں کیلسیم کی کمی پر دلالت کرتے ہیں یا حیاتین

"ب" اور "د" کی قلت اس کا باعث ہوتی ہے۔ یہ دونو حیاتین ناخنوں کی صحیح افزائش کے لیے ضروری ہیں۔ اس قسم کے ناخن جن کا اوپر ذکر ہوا ہے بالعموم حاملہ عورتوں میں دیکھے جاتے ہیں یا مرضعہ (دودھ پلانے والی) عورتوں میں۔ کیوں کہ ان کے بدن کا کیلسیم بچے کے جسم کے نشوونما کے کام آجاتا ہے اور خود حاملہ یا مرضعہ کے بدن میں اس کی کمی رونما ہوجاتی ہے۔ خوب صورت گلابی اور تن درست ناخن بنانے کے لیے جسم میں حیاتین "ب" اور "د" اور کیلسیم اور نمی کو ان کافی مقدار میں پہنچانا ضروری ہے۔

خون کا دباؤ کیسے بڑھتا ہے جو چیزیں خون کے دباؤ کو زیادہ کرتی ہیں یا اس کے بڑھنے میں مدد دیتی ہیں، یہ ہیں:-

(۱) عورتوں میں اس زمانہ کا شروع ہوجانا کہ جب حیض آنا بند ہوجاتا ہے۔ (۲) زیادہ کھانا (۳) موروثی طور پر جسم میں اس مرض کی استعداد ہونا۔ (۴) دماغی مصروفیت اور تکان۔ (۵) پریشان خیالی اور افکار (۶) عیش پرستی کی زندگی (۷) غذا میں اجزائے لحمیہ کا زیادہ استعمال (۸) تمباکو اور شراب کی عادت (۹) بے خوابی اور بے آرامی (۱۰) تیز مسالے اور مرچیں (۱۱) چائے اور قہوہ۔

جو لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں انھیں یہ ہدایتیں یاد رکھنی چاہییں:-

(۱) ہمیشہ کسی طبیب کی نگرانی میں رہو۔ (۲) بیماریوں کا تعدیہ پہنچنے کے تمام ذرائع دور کردینے چاہییں مثلاً گلے ہوئے دانت یا حلق کے غدود (۳) بسیار خوری سے اجتناب رکھو اور ایسی غذا استعمال کرو جس میں پھل اور سبز ترکاریوں کا جزو زیادہ ہو۔ گوشت پنیر اور انڈوں کا استعمال جن میں اجزائے لحمیہ زیادہ ہیں بہت کم کردو۔ تمباکو، شراب، چائے اور قہوہ سب چھوڑ دو۔ (۴) آنتوں اور گردے کے راستے سے فضلات کے اخراج کو باقاعدہ رکھو۔ (۵) ہلکی اور تھوڑی ورزش کیا کرو (۶) زندگی کی کشاکش سے دور رہو (۷) سنِ ایاس میں اگر مرض لاحق ہوا ہے تو باقاعدہ علاج کراؤ۔ (۸) خوب سوؤ اور خوب آرام کرو۔ رات میں دس سے چودہ گھنٹے تک بستر میں رہو اور اس کے علاوہ ایک گھنٹہ دوپہر سے قبل اور ایک گھنٹہ سہ پہر میں آرام کا مقرر کرلو۔

چین کے بچے بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ چین کی چالیس کروڑ سے بھی زیادہ آبادی اپنے بچوں کو بجائے گائے کے دودھ کے سویابین کے دودھ پر پالتی ہے اور ہزارہا سال سے وہاں یہ دستور چلا آتا ہے۔ بہت سی باتوں میں یہ بچے مغربی اقوام کے ان بچوں سے زیادہ تن درست ہوتے ہیں جو گائے کے دودھ پر پرورش پاتے ہیں اور یہ بات اس واقعہ سے ثابت ہوتی ہے کہ چین میں کساح کا مرض بچوں میں مطلقاً نہیں دیکھا جاتا۔ حال آں کہ امریکا میں جن بچوں کو گائے کے دودھ پر پالا جاتا ہے ان میں یہ مرض بکثرت ہوتا ہے۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ سویابین میں جو کیلسیم ہوتا ہے اس میں خون کے شامل ہوجانے کی استعداد اس سے زیادہ ہوتی ہے جتنی گائے کے دودھ کے کیلسیم میں اور اس کے چند اسباب ہیں:-

(۱) سویابین کے دودھ میں حیاتین "د" شامل ہے۔ مگر گائے کے دودھ میں اس حیاتین کا کوئی حصہ نہیں ہوتا بالخصوص موسم سرما میں۔ (۲) گائے کے دودھ کو لامحالہ مطہر اور جراثیم کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لیے جوش دینا پڑتا ہے اور اس طرح جوش دینے سے اس کے کیلسیم کا بہت سا حصہ خون کے ساتھ شامل ہونے کی استعداد کھودیتا ہے۔ لیکن سویابین میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہر قسم کے جراثیم کی آلودگی سے پاک ہوتا ہے اور جب اس کے سفوف کو پانی میں ملاکر دودھ بنایا جاتا ہے تو اس کا تمام کا تمام کیلسیم خون میں شامل ہونے کے قابل ہوتا ہے۔ (۳) سویابین کا دودھ گائے کے دودھ کی بہ نسبت اپنی خاصیت میں بہت زیادہ شور ہوتا ہے اس لیے بچے کے جسم کے خلیے اسے بآسانی قبول کرکے اپنے کام میں لاسکتے ہیں۔

تاریخِ طب

مغل بادشاہوں کے دربار میں فرنگی طبیب

ہندستان کی تاریخ بدلنے میں معالجوں کا حصّہ

غدر ۱۸۵۷ء سے دو سو سال پہلے کی تاریخ اگر آپ اٹھا کر دیکھیں تو یورپ کے سوداگروں کی کمپنیاں آپس میں لڑنے اور ہندستان میں اپنا تجارتی و سیاسی اقتدار بڑھانے میں مصروف پیکار دکھائی دیں گی۔ کچھ فرنگی تاجر تو ایسے تھے جنھوں نے سوائے تجارت کے اور کچھ جانا ہی نہیں۔ کچھ یوروپین ایسے نکلے جنھوں نے تلوار کے زور سے نام پیدا کیا اور ملک گیری میں حصّہ لینے لگے۔ کچھ ایسے بھی تھے جو نہ تجارت کرتے تھے اور نہ اسلحہ سے انھیں کوئی لگاؤ تھا۔ یہ لوگ دو گروہوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک گروہ مشنریوں یعنی مذہب عیسوی کی تبلیغ کرنے والوں کا تھا اور دوسرا یورپ کے معالجوں یا ڈاکٹروں کا۔ مشرق میں اولوالعزمی کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے یورپینوں نے ان دونوں حیثیتوں سے بڑے بڑے جوہر دکھائے اور ہندستان کی تاریخ میں ان دونوں گروہوں کے کارناموں کا بڑا درجہ ہے۔

پرتگالیوں نے نصرانی مذہب و تہذیب پھیلانے کا کام اپنے ذمہ لیا اور بہت سے "جیوایٹ" علمائے نصرانی مغل دربار میں آنے شروع ہوگئے۔ اکبر و جہانگیر و شاہجہاں کے زمانے میں جب یہ عیسائی مشنری ہندستان آرہے تھے، یورپ میں اصلاحِ مذہب عیسوی کی تحریک کے خلاف ایک دوسری تحریک شروع ہو چکی تھی اور اسی قسم کے دیگر مذہبی انقلاب یورپ میں ہو رہے تھے اور عوام میں بے چینی تھی۔ ہندستان میں جو فرانسیسی آئے انھوں نے یہاں کے دیسی باشندوں کو مغربی طرز کے آلاتِ حرب اور مغربی اندازِ عسکری سکھا کر فوجیں بنانے کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے نہ صرف زورِ تلوار سے بلکہ حکمت عملی اور سیاسی ریشہ دوانیوں سے ہندستان پر اپنا قبضہ جما لیا۔ تاریخِ ہند کے اس حصّہ میں ہمیں بہت سے یوروپین طبیبوں کا حال بھی ملتا ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ اس سے اس وقت کے فرنگیوں کی کارگزاریوں اور ہندستان کے حکمرانوں کی حالت کا پتہ بھی چلتا ہے۔

شاہجہاں کی بیٹی کی علالت: اورم (Orme) کی تاریخ ہند میں ایک انگریز طبیب و جرّاح کا حال درج ہے جو دربارِ شاہجہاں سے منسلک تھا۔ مارچ ۱۶۴۴ء میں قلعۂ آگرہ میں ایک منحوس واقعہ رونما ہوا۔ ایک امر اتفاقی تھا کہ شاہجہاں کی چاہیتی بیٹی جہاں آرا کے لباس میں آگ لگ گئی اور وہ تین ماہ تک صاحبِ فراش رہیں۔ اس دوران میں وہ موت اور زندگی کے کھیل میں مصروف تھیں۔ اورم کا بیان ہے کہ جہاں آرا کے معالج ڈاکٹر جیبریل بوٹن (Dr. Gabriel Boughton) تھے جو ہوپ فیلڈ (انگلستان) کے رہنے والے اور نہایت عمدہ جرّاح تھے۔ صرف ان ہی کی کوششوں سے جہاں آرا کو دوسری زندگی ملی۔ ایک انگریز جرّاح و طبیب بادشاہ بلکہ شہنشاہِ ہند کی بیٹی کا معالج بن گیا، ایک ایسا قصہ ہے جس کو اب ناقابلِ اعتنا سمجھا جاتا ہے اور صحیح تاریخوں کی رو سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ لیکن اورم نے جو واقعہ لکھا ہے وہ دلچسپ ضرور ہے، مثلاً اس کے حوالہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دارالخلافہ اکبرآباد (آگرہ) میں کسی صوبہ دار (گورنر) کا مصاحب تھا۔ بلکہ ملازم تھا اور اسی کے واسطہ سے وہ دربارِ شاہجہانی تک باریاب ہو سکا۔ جب جہاں آرا اچھی ہوگئیں تو شاہجہاں نے پوچھا کہ مانگ کیا مانگتا ہے تو فرنگی ڈاکٹر نے کہا، "حضور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ صرف ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیے کچھ سوداگری حقوق چاہتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ اس کمپنی کو ہگلی دریا کے دہانہ اور بالاسور (جنوبی ہند) کے مقام پر

فیکٹریاں بنانے کی اجازت دیدی جائے ۔"

اورنگ زیب کے عہد میں جان فرائیر (Jhon Fryer) [متوفی ۱۷۳۳ء] ایک سیاح ہندستان آیا تھا. یہ اورنگ زیب کا عہد تھا (۱۶۷۳ء) یہ بھی ایک فرنگی طبیب تھا اس نے کیمبرج یونی ورسٹی میں تعلیم حاصل کی تھی اور ڈاکٹر آف میڈیسن تھا. اسے ۱۶۹۷ء میں رائیل سوسائٹی انگلستان کا فیلو بھی بنایا گیا تھا مشرق کے اکثر مقامات پر وہ رہا تھا ۔" ہال وت سوسائٹی" نے اس کے سفرنامے شائع کردیے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے ان مقامات کا پتہ چلتا ہے جہاں جہاں وہ دوران قیام ہندستان پہنچا تھا ۔ فرائیر کو دکن سے خاص لگاؤ تھا۔ اس کا پہلا سفرنامہ ۱۶۹۸ء میں طبع ہوا تھا اس سفرنامہ سے عہد انگریزی کے بعض اہم واقعات پر روشنی پڑتی ہے بالخصوص اس اعتبار سے کہ ایک غیر ملکی نصرانی نے انھیں کن نظروں سے دیکھا، مثلاً وہ کہتا ہے کہ بیجاپور کی عملداری شیوا جی کی علاوہ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خوش حال تھی ۔ اور سلطنت بیجاپور میں ٹیکس نہایت ہی قلیل تھے ۔

ایک فرانسیسی دربار اورنگ زیب میں یہاں کچھ ذکر "فرانسس برنیر" (Francis Bernier) مشہور فرانسیسی طبیب کا بھی کردینا چاہیے جو اورنگ زیب کے دربار میں تھا ۔ وہ مشہور ڈرامہ نگار مولیر کا ہم عصر و ہم درس اور گسینڈی (Ghassendi) مشہور طبیب یورپ کا شاگرد تھا ۔ برنیر ایک لاجواب جرّاح تھا اور ہندستان میں قسمت آزمانے کی غرض سے ہی آیا تھا ۔ ہندستان میں وہ ۱۶۵۵ء میں آیا ۔ یہ شاہجہاں کا زمانہ تھا ۔ اس نے دانش مند خاں ایک امیر سلطنت مغلیہ کے ہاں ملازمت اختیار کرلی ۔ داراشکوہ اور اورنگ زیب کی آویزش، داراشکوہ کی شہادت (۱۶۵۹ء) وغیرہ واقعات خود اس نے اپنی آنکھ سے دیکھے ۔ وہ شہنشاہ اورنگ زیب کے ساتھ ۱۶۶۵ء میں کشمیر کی مہم میں گیا تھا ۔ راستہ کی حالت اور دیگر احوال سفر پر اس نے ایک کتاب لکھی تھی جس کو اب ہم برنیر کا سفرنامہ سلطنت مغلیہ ۱۶۳۶-۱۶۹۸ء کے نام سے دیکھ سکتے ہیں ۔ یہ کئی زبانوں میں چھپ چکا ہے، اردو میں بھی ہے ۔ سترھویں صدی عیسوی کے ہندستان کا بہت اچھا نقشہ اس سفرنامہ سے ہمارے سامنے آجاتا ہے ۔

فرخ سیر اور ڈاکٹر ہملٹن "جان کمپنی بہادر" (ایسٹ انڈیا کمپنی کا دیسی نام) کے عہد ملک گیری میں سکاٹ لینڈ کے ایک باشندہ کا ذکر ہمارے سامنے آتا ہے ۔ یہ بھی ایک طبیب و جرّاح تھا جس کا نام ڈاکٹر ولیم ہملٹن تھا اس کو شہنشاہ فرخ سیر یعنی شاہ عالم اوّل کے پوتے کی سرپرستی کا فخر حاصل تھا ۔ ۱۷۱۶ء میں جب بادشاہ کی شادی ہونے لگی تو عین شب عروسی کو انھیں ایک مرض اچانک لاحق ہو گیا ۔ اس فرنگی طبیب نے اس کے ازالہ کا شافی انتظام کیا اور بادشاہ وقت بالکل تن درست ہو گئے ۔ اس خدمت کے صلہ میں بادشاہ نے پھر پوچھا کہ کیا مانگتا ہے ۔ مانگنے والے نے پھر وہی مانگا جو اس کی قوم کو درکار تھا یعنی ہگلی کے کنارے پر فیکٹریاں بنانے کی اجازت اور ۲۰ شہروں کا انتظام یعنی پٹہ داری ۔ آخر یہ سب کچھ منظور ہوا ۔ یہ تھی ابتدا" فورٹ ولیم کی پریسی ڈینسی کی اور فورٹ ولیم نے ہندستان کو کہاں دیا اور وہاں سے کہاں کہاں نکلا ۔ اس سے تاریخ داں خوب واقف ہیں ۔ واقعات دہرانا اس مضمون کی بحث سے خارج ہے ۔ دکھانا صرف یہ ہے کہ ان طبیبوں نے ہندستان میں انگریزوں کا قدم جمانے میں مغل بادشاہوں کی خوشنودی حاصل کرکے کیا کیا کام نکالے ۔ اگر یہ طبیب نہ ہوتے یا اور کسی پیشہ کے آدمی ہوتے تو انھیں دربار شاہی تک رسائی کیا ایسی آسانی سے حاصل ہو جاتی! خیر واقعہ یہ ہے کہ اس کے بعد بنگال میں انگریزوں کے قدم ذرا مضبوطی کے ساتھ جمے ۔ اس وقت تک بنگال کے مغل ان انگریز سوداگروں سے بہت کچھ وصول کرلیا کرتے تھے ۔ لیکن ڈاکٹر ہملٹن نے فرخ سیر بادشاہ سے جو مراعات حاصل کرلیں وہ بڑی اہمیت رکھتی تھیں ۔ نہ صرف کاروبار میں انھیں سہولتیں میسر آگئیں بلکہ خود سلطنت مغلیہ کا وہ ایک جزو ہو گئے کیوں کہ علاداری انھیں سونپ دی گئی تھی ۔ چناں چہ اسی زمانہ میں پارلیمنٹ میں مشہور مقرر برک نے کہا کہ اب ہم ہندستان کی حکومت کا ایک پرزہ بن گئے ہیں ۔ فرخ سیر

کی مختصر سی بادشاہی (۱۸۳۱ء سے ۱۸۵۱ء) تھا جو واقعہ ہوا اس نے ہندستان پر انگریزوں کے تسلط کو قائم کرنے بڑی مدد دی اور یہی اس واقعہ کی اہمیت ہے۔

ڈاکٹر آئی ویز مرتجن ایڈورڈ آئی ویز (Edward Ives) ایک سمندری ڈاکٹر تھا۔ اس کی تحریرات سے بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کی ابتدائی کارگزاریوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔ امیر البحر واٹسن کے جہاز پر نوکر تھا۔ وہ ہندستان آیا تھا، اور پھر خشکی کے راستہ سے انگلستان واپس آگیا تھا۔ اس کی واپسی ۱۷۵۷ء میں ہوئی اور وہاں جاکر اس نے اپنے سفر کے حالات شائع کیے اور خصوصیت سے ان مہمات کا حال لکھا جو انگریزوں کے امیر البحر واٹسن اور کرنل کلائیو نے انجام دیں۔ یہ جنگ پلاسی سے تھوڑی مدت پہلے کا ذکر ہے اس میں وجے درگ کے دل چسپ واقعات بھی لکھے ہیں۔ بمبئی سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ایک مقام تھا وجے درگ یہاں بحری قزاقی بہت ہوتی تھی اور جہاز لوٹ لیے جاتے تھے۔ ان کے تدارک میں انگریزی بحری فوج کے افسران نے بڑی مدد دی۔ وجے درگ ایک بہت عمدہ بندرگاہ تھی۔ مگر انگریزوں نے "بن کوٹ" لینے کے لیے یہ بندرگاہ مرہٹوں کو دے دی۔ مغربی ساحل ہند پر یہ انگریزوں کا پہلا مقبوضہ تھا۔ اس کا نام بدل کر فورٹ وکٹوریہ کر دیا گیا۔ بدرہ کی فیصلہ کن لڑائی کا ذکر بھی آئی ویز کی تحریروں میں ملتا ہے۔ اس لڑائی میں ڈچ لوگ ہمیشہ کے لیے ہندستان کی حکمرانی کے خواب سے محروم کر دیے گئے اور ان کی جگہ انگریزوں کو اقتدار حاصل ہو گیا۔ مدراس اور فالٹا کی بندرگاہوں کے درمیان بحری معرکوں کے حالات کا مطالعہ بھی دل چسپی سے خالی نہیں ہے۔

محکمۂ تار کا پہلا ڈائرکٹر جنرل ایک ڈاکٹر تھا لارڈ ڈلہوزی کا عہد کئی اعتبارات سے ہندستان کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ سب سے پہلے انھوں نے ہندستان میں ڈاک کا دو پیسے کا ٹکٹ جاری کیا۔ دوسری اہم چیز وہ تعلیمی نظام ہے جو ہندستان میں ۱۸۵۴ء میں آیا اور جو غالباً اب تک عمومی طور پر ہندستان میں انگریزوں کی تعلیمی حکمت عملی کا آئینہ دار ہے۔ سب سے پہلے تار گھر کے کھمبے ان ہی کے زمانہ میں لگے۔ بجلی کے ان تاروں نے انگریزوں کی حکومت ہندستان میں قائم کر دی۔ کیوں کہ جہاں جہاں غدر ہوا محکمۂ تار نے اطلاعات اور کمک پہنچانے میں مدد دی۔ اگر اس قدر جلد اطلاع اور کمک نہ پہنچے تو غدر کرنے والے اپنا کام کر جاتے۔ چناں چہ غدر کرنے والے ان بجلی کے تاروں کو اپنے لیے "پھانسی کی منحوس ڈوری" بھی کہتے تھے۔ گورنر جنرل ہندستان کو اس سلسلہ میں ایک فرنگی طبیب سے بڑی مدد ملی۔ اس طبیب کا نام ڈاکٹر او شاغ نیسی (O'Shaughnessy) تھا اور یہ ڈلہوزی کے بڑے گہرے دوست تھے۔ ان کا زمانہ ۱۸۵۰ء سے ۱۸۶۰ء تک کا ہے۔ انھیں ہندستان کا پہلا ڈائرکٹر جنرل ٹیلی گراف مقرر کیا گیا تھا۔ ان کے کام میں قدم قدم پر رکاوٹیں تھیں۔ وہ ایڈنبرا کے ڈاکٹر تھے اور ایم۔ ڈی تھے۔ رائل سوسائٹی کے فیلو بھی تھے۔ وہ صوبہ بنگال کی فوج میں کئی سال تک ڈاکٹر بھی رہے تھے۔ کلکتہ میں علم کیمیا کے استاد بھی رہے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی نے انھیں ۱۸۵۶ء میں سر کا خطاب دلوایا۔ اس سلسلہ میں انھیں سخت کوشش کرنی پڑی تھی، کیوں کہ نہ تو وہ کوئی سپاہی تھے، نہ کمپنی کے کسی منصب پر مامور عہدیدار تھے وہ ایک پرائیوٹ طبیب تھے اور بس۔

غدر اور تار گھر (ایک عجیب واقعہ) غدر کے زمانہ میں تار کی ایجاد نے کیا کیا کام کیا اور سلطنت انگلشیہ کے لیے کس طرح میدان ہموار کر دیا، اس کی مثال حال ہی میں ہمارے سامنے آئی ہے۔ سب سے پہلی بغاوت "ڈم ڈم" (کلکتہ) میں جنوری ۱۸۵۷ء میں ہوئی سپاہیوں نے چربی والے کارتوسوں کے استعمال پر اعتراض کیا۔ اس کے بعد شمال مغربی صوبہ آگرہ و اودھ میں عام طور پر غدر ہو گیا۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ کی فوج باغی ہوئی اور وہ دلی پر چڑھ آئی۔ یہاں جس قدر انگریز ملے انھیں باغیوں نے قتل کر دیا۔ جنرل ہیوٹ جو اس وقت میرٹھ کی فوج کے افسر کمان تھے اگر چاہتے تو باغیوں کے پیچھے پیچھے جاکر حملہ روک سکتے تھے، کیوں کہ ان کے پاس اس وقت دو ہزار فوج تھی۔ لیکن انگریزوں کی خوش قسمتی سے ایک دلیر تار بابو نے فوراً لاہور تار کھڑکا دیا کہ فوج میں بغاوت ہو گئی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۳۹ پر)

مجرّبات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

حبِ خاص کشتہ قلعی بھنگ میں تیار کیا ہوا ایک تولہ، کافور دیسی ایک تولہ، بچھناگ بلادر ۱ ماشے۔ تینوں کو حل کرکے کالی مرچ برابر گولیاں بنائیں۔ ایک گولی صبح اور ایک رات کو سوتے وقت پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد:- ذکاوتِ حس کو یہ گولیاں دور کرتی ہیں۔ احتلام اور جریانِ منی و مذی کو روکتی ہیں۔

معجون ممسک جائفل، لونگ، مرچ سیاہ، زنجبیل، افیون، خرفہ ہر ایک ایک تولہ۔ مشک خالص ۶ ماشے۔ زعفران ۹ ماشے۔ شہد کف گرفتہ دواؤں سے سہ چند۔ معجون بنائیں اور ضرورت سے ذیرہ دو گھنٹے پہلے سوا ماشے دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد:- یہ معجون قوت ماسکہ کے ضعف کو دور کرتی ہے۔

دوائے جریان کہنہ ایک تولہ شاخ مرجان کو سو عدد لیموں کاغذی کے رس میں ڈال دیں جب اس قابل ہو جائے کہ انگلی سے ٹوٹنے لگے مگر خیال رہے کہ چونا نہ ہو جائے، نکال کر عرق گلاب قسم اعلیٰ نصف بوتل میں کھرل کرکے رکھیں۔ اس کی خوراک ایک رتی ہے۔

فوائد:- کہنہ سے کہنہ جریان کی یقینی دوا ہے۔ معدہ و جگر کی اصلاح بھی کرتی ہے۔

جناب حکیم وکیل احمد صاحب

اکسیر ملیریا کونین سلف ۵ گرین، ایسڈ سائٹرک دست لیموں ۱۰ گرین۔ شربت لیموں ایک ڈرام، پانی ۳ ڈرام۔ سب کو حل کرکے اس پر نمبر ۱ کا لیبل لگا دیں۔

امونیم کارب (نوشادر) ۵ گرین، پٹاسیم بائی کارب (جواکھار) ۵ گرین، پانی ۳ ڈرام اس پر نمبر ۲ کا لیبل لگا دیں۔ ہر ایک شیشی پر تین نشان لگا دیں گویا یہ تین خوراک دوا ہے۔ ہر تین گھنٹے کے بعد پلائیں۔ بخار کی حالت میں بھی دے سکتے ہیں۔ اگر اعضا شکنی کی بھی شکایت ہو تو شیشی نمبر ۲ میں سنے سین ۵ گرین کا اضافہ کریں۔ ایسی صورت میں مریض کو پیاس اور خشکی زیادہ معلوم ہوتی ہے اس کے ازالہ کے لیے دودھ اور برف یا صرف دودھ خوب ٹھنڈا کیا ہوا دینا بے حد مفید ہے۔

فوائد:- ملیریائی بخار کے لیے بے حد مفید ہے۔

جناب حکیم سردار محمد خاں فردوسی

حبِ بواسیر دامی و عمیا بلیلہ سیاہ ۱۲ عدد، خبث الحدید مدبر ۲ ماشے، کاغذی لیموں ۶ عدد کے رس میں کھرل کرکے جنگلی بیر برابر گولیاں بنا لیں اور دو دو گولیاں صبح و شام اس نسخہ کے ساتھ کھائیں:-

تخم گندنا ۶ ماشے کو ایک چھٹانک پانی میں پیس چھان لیں۔ اور اس میں تین تولے شربت انجبار ملا لیں۔

بقیہ مضمون صفحہ ۳۷ سے آگے پنجاب کے افسروں کو بروقت اطلاع ملی تھی کہ کمک روانہ ہو گئی۔ اس اثنا میں باغیوں نے بوڑھے شہنشاہ ہند بہادر شاہ کو جو انگریزوں کے وظیفہ پر بسر کر رہے تھے۔ ہندستان کے تخت پر بٹھا دیا اور ان کی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ لیکن غدر فرو ہونے کے بعد انگریزوں نے بہادر شاہ کو رنگون بھیج دیا۔ جہاں انھوں نے ۱۸۶۲ء میں انتقال فرمایا۔

یہ تھا انجام آلِ تیمور کے آخری نامور کا۔ اس کے بعد ہندستان میں سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو گیا۔

سفوف عجیب دافع بواسیر خاکستر اخروٹ مسلم ۲ دو تولے، کنجد مقشر دو تولے باریک سفوف بنائیں اور ۳ ماشے صبح و شام پھانک کر اوپر سے شربت انجبار دو تولے ایک چھٹانک پانی میں گھول کر پئیں۔

استنجا دافع بواسیر تخم مولی ۳ تولے، بیخ تنباکو خشک ۳ تولے، بیخ مدار خشک ۲ تولے، شورہ قلمی ۴ ماشے، ورق المثال دو تولے۔ سب کو کوٹ لیں اور ہم وزن بارہ پڑیاں بنائیں۔ ایک پڑیا کی دوا کو ۲ سیر پانی میں جوش دیں۔ جب نصف پانی رہ جائے صاف کر کے پانی کو تین حصے کریں۔ ایک حصہ پانی سے صبح کو دوسرے سے دوپہر کو اور تیسرے سے شام کو آب دست لیں۔ بارہ یوم متواتر عمل کریں۔

مرہم دافع بواسیر پھول جست ایک تولہ، کچلہ باریک شدہ ۶ ماشے، کافور ۳ ماشے، رسوت زرد ۱۰ ماشے۔ چاروں اجزا کو برگ کریلہ دو تولے اور برگ بکائن سبز دو تولے کے پانی میں اتنا کھرل کریں کہ تمام پانی جذب ہو کر صرف دوائیں خشک حالت میں رہ جائیں۔ اس وقت روغن زرد ۳ تولے کھرل میں ڈال کر تین گھنٹے خوب کھرل کر کے مرہم تیار کریں۔ مریض بواسیر بعد فراغت استنجا مرہم کو مسوں پر ملا کرے۔

جناب حکیم سید اصغر علی شاہ صاحب

اکسیر سیلان الرحم کشتہ سہ دھاتہ ۶ ماشے، کشتہ پوست بیضہ مرغ ۶ ماشے، کشتہ مرجان ۶ ماشے، کندر ایک تولہ، گلنار ۲ تولے، ریش برگد ۳ تولے، پھٹکری بریاں ۹ ماشے، ٹینک ایسڈ ۶ ماشے، پٹاسیم برومائیڈ ایک تولہ، سفوف تیار کریں۔ اور صبح کے وقت تازہ پانی کے ساتھ ۳ ماشے پھنکائیں۔ **فوائد:** جریان الرحم و سیلان الرحم کے لیے اکسیر الاثر ہے۔

اکسیر ملیریا سفوف گلو ۱۰ تولے، طباشیر نقرہ ۲ تولے، دانہ الائچی خورد ایک تولہ، کشتہ ابرک سفید دو تولے، کشتہ صدف مروارید دو تولے، کشتہ ملزون دو تولے، انیس تلخ ۵ تولے، قلمی شورہ ۵ تولے، مصری کوزہ ۲۰ تولے سفوف تیار کریں اور ایک ماشہ سے دو ماشے تک اس جوشاندہ کے ساتھ دیں۔

جوشاندہ کا: نیم دس تولے، چرائتہ دس تولے، گلو دس تولے، پانی چار سیر ڈال کر جوش دیں۔ جب پانی ۳ سیر رہ جائے تو جوشاندہ چھان کر ۳ تولے نوشادر اضافہ کریں اور بوتل میں رکھیں۔ مقدار خوراک دو تولے۔

جناب حکیم خواجہ فرید احمد صاحب، جامعی

معجون مقوی بادام شیریں ۳ تولے، پستہ ۲ تولے، کتیرا ۶ ماشے، بہمن سرخ ۶ ماشے، بہمن سفید دو تولے، سنبل الطیب ۶ ماشے، عود غرقی ۶ ماشے، سورنجان شیریں ۶ ماشے، خشخاش سفید ۳ تولے، بسباسہ، کہربا شمعی، بزرالبنج سفید، طباشیر کبود، بسد ہر ایک ۶ ماشے، نارجیل تازہ ۲ تولے، ثعلب مصری دو تولے، شقاقل مصری ۱ تولہ، مغز چلغوزہ ۲ تولے، مغز حب الزلم ۲ تولے، مغز گردگان ۲ تولے، مغز فندق ۲ تولے، موصلی سنبھل دو تولے، تخم ملیون ایک تولہ، خرجیتہ الخفر ایک تولہ، آملہ منقے ۱ تولہ، موصلی سیاہ ۲ تولے، موصلی سفید ۲ تولے، ستاور ایک تولہ، ہمند سوکھا ایک تولہ، گوندببول ایک تولہ، گل اپتہ ایک تولہ، تال مکھانہ ۲ تولے، اسارون ۵ تولے، تخم خشخاش سیاہ دو تولے، مربی سیب، عدد، مربی آملہ ۴ عدد، مربی ہلیلہ دو عدد، آب انار شیریں آدھ سیر، قند سفید ۳ گنی۔ بدستور معجون تیار کریں۔ اور ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

فوائد: یہ معجون بے حد مقوی باہ ہے اور امساک کی قوت کو بڑھاتی ہے۔

دوائے سعال بہدانہ، تخم خطمی، تخم کتان، تخم بارتنگ، رب السوس، صمغ عربی، شکر تیغال، گل بنفشہ ہر ایک ایک تولہ، مغز کدو شیریں دو تولے، مغز پیٹھہ دو تولے، مغز تخم خربوزہ ۱ تولے۔ دوائیں باریک کر کے پانی کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنائیں اور دو دو گولیاں صبح و شام عرق گاؤزبان ۱۰ تولے کے ساتھ کھائیں۔

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لیے زود اثر اور اصولی نسخے

مسلسل

از جناب حکیم و حافظ محمد قسیم الدین صاحب صدیقی، فاضل الطب و الجراحت، کمپ دہلی

ذات الریہ : نمونیا

(درجۂ احتقان الدم)

بہدانہ	۳ ماشے
عناب	۵ دانے
سپستاں	۹ دانے
شربت بنفشہ	۲ تولے

حسب دستور خیساندہ جوش دے کر پلائیں۔

مذکورہ درجہ ایک سے تین دن تک رہتا ہے۔

نوٹ :- اگر مریض کے معائنہ کا موقع ابتدائے مرض میں حاصل ہوگیا ہے تو نبض بغور دیکھیں اور یہ معلوم کریں کیا نبض تیز ہوتی جارہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو خون کے دباؤ (بلڈ پریشر) کی کمی سمجھنا چاہیے۔ ایسی حالت میں مفرحات کی طرف توجہ نہ کریں، بلکہ محرکات دیں اور اگر نبض میں قوت و صلابت موجود ہے تو محرکات نہ دیں بلکہ مسکنات استعمال کریں۔

توانا اور قوی مریضوں میں اس درجہ میں فصد بھی سودمند ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ بغیر علاج کے اس مرض کے سو مریضوں میں تقریباً بیس اموات واقع ہوتی ہیں اور اسی فی صدی جانیں بچ جاتی ہیں۔ لیکن غلط علاج سے پچاس ساٹھ فی صدی اموات کا اوسط ہوتا ہے۔

غلط اور غیر معقول علاج سے یقیناً یہ بہتر ہے کہ مریض کی خواہش اور اقتضائے طبیعت پر عمل کیا جائے، لغو اور مہمل پابندیوں سے اس کو آزاد کر دیا جائے۔ نمونیا کے مریض کے لیے سب سے زیادہ مفید اور اہم ترین چیز تازہ ہوا ہے۔

درجۂ تکبد احمر:-

(۱) مشک	۲ ماشے
جائفل	۳ "
جاوتری	۳ ماشے
دارچینی قلمی	۳ "
فلفل سیاہ	۳ "

چنے برابر گولیاں بنائیں، اور دن میں تین بار دیں۔ ان گولیوں کے ساتھ مخرج بلغم ادویہ کا مختصر جوشاندہ بھی اضافہ کر سکتے ہیں۔ یہ درجہ تین سے سات دن تک رہتا ہے۔

نوٹ :- مرض کے چوتھے درجے کے نسخہ میں تبدیلی کر دیں۔ محرکات کی طرف توجہ مبذول کریں۔ برانڈی جیسا کہ سب جانتے ہیں بہترین محرک اور نمونیا میں ناقابل فراموش چیز ہے۔ عضلات قلب کو تقویت بخشتی ہے اور قوی تحریک پیدا کرتی ہے۔ ارتخائے عظیم (کولیپس) کو رفع کرتا ہے۔ الغرض مرض اور طبیعت کے مابین جنگ و جدال میں ایک ہوشیار معالج کے ہاتھ میں شمشیر آبدار ہے۔ ایام بحران میں اکثر مریض ہذیانی گفتگو اور پریشان حرکات کا اظہار کرتے ہیں۔ ان حالات سے متاثر ہو کر مبردات اور مسکنات کی طرف توجہ نہ کریں، بلکہ برانڈی، مقویات قلب اور محرکات ہر چار گھنٹے پر دیں۔ ایسا کرنے سے مریض بحال ہوتا چلا جاتا ہے۔ ذیل میں چند اور محرک نسخے ملاحظہ فرمائیے:-

(۱) کافور	۱۰ رتی
مشک	۱۰ "
شہد	بقدر ضرورت

یہ ایک خوراک ہے۔ سرکہ چٹنی بنا کر دیں۔ ارتخائے عظیم کی حالت میں نہایت مفید ہے۔ کافور کی ٹھنڈک کا خیال نہ کریں۔ یہ خاص اور ضروری جز ہے۔ یہ شرائین اکلیلی کو کشادہ کرتا ہے جس سے قلب کو کافی خون مہیا ہوتا ہے۔

(۲) برانڈی	۷ ماشے
روح امونیا	۲ تولے
شربت زنجبیل	۱ تولہ

نوٹ :- برانڈی کا استعمال نمونیا کے مریض میں سب سے قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ اس کو ہر ۴ گھنٹے میں دو اوقیہ (اونس) تک دے سکتے ہیں۔

(۳) کاربونیٹ امونیا	ایک ماشہ
برانڈی	۱۰ ماشے
عرق بادیان	۳ تولے

بہترین اور زود محرک نسخہ ہے۔

درجۂ تکبد اشہب۔ درجۂ نقاہت

(۱) کشتہ فولاد	دو چاول
معجون ذہب	۳ ماشے

بعد غذا دیں۔

یہ درجہ ایک سے تین ہفتے تک رہتا ہے۔

(۲) کشتہ مرجان	دو چاول
خمیرہ ابریشم	۵ ماشے

اس درجہ میں مخرج بلغم ادویہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ یہ نسخہ اسی مقصد کے لیے ہے۔

(۳) نوشادر	۲۰ ماشے
شربت عنصل اسوس	۲ اوقیہ (اونس)
پانی	۴ اوقیہ

خوراک، ایک اوقیہ۔ تین بار۔

ایک خاص نسخہ:-

نمک طعام	۲ ½ درہم
سوڈا بائیکارب	۲ ½ "
نوشادر سیال	۲ ماشے
پانی	۴ اوقیہ

ان سب اجزا کو مخلوط کر لیں اور اس میں سے ساڑھے تین ماشے تقریباً تین چپاتک ——

پانی سا ملا کر کے وقتاً فوقتاً پلائیں۔

نوٹ:۔ اس مرض میں قارورہ کے اندر نمکیات کی مقدار بہت کم ہو جاتی ہے بلکہ بعض مریضوں میں تو بالکل غائب ہو جاتی ہے اس نے عقل رہنمائی کرتی ہے کہ یہ نمکیات کسی خاص مقصد کے لیے صرف ہوتے ہیں اور ان کی طلب اور حاجت کسی خاص ضرورت کے ماتحت ہے لہٰذا نمکیات غذا کے ساتھ ضرور دینے چاہییں یا نمکیات کو کیپسولوں میں بند کرکے یا بذریعہ حقنۃ الحم استعمال کرنا چاہیے۔ مندرجہ بالا نسخہ اسی مقصد کی تکمیل کر رہا ہے۔

حمّیٰ مخی نخاعی
(گردن توڑ بخار)

یوروٹروپین	۵ رتی
پانی	۱۲ تولے

اس دوا کی مقدار خوراک بتدریج بڑھا کر ۱۰ ماشہ روزانہ کر دیں اور کافی مقدار پانی میں حل کرکے دیں۔ یہ دوا استعمال ہونے کے بعد تیس سے ساٹھ منٹ تک رطوبت مخی نخاعی (سیریبرو سپائنل فلوئڈ) میں پائی جاتی ہے۔

علاج بالمصل
(سیرم ٹریٹمنٹ)

ثقب قطنی (لمبر پنکچر) کے ذریعہ سے رطوبت مخی نخاعی کو آہستگی کے ساتھ جس قدر زیادہ مقدار میں ممکن ہو خارج کر دیا جاتا ہے (۳۰ سے ۵۰ سی سی) ایسا کرنے سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں:۔

(۱) حرام مغز پر دباؤ کم ہو کر مرض کی شدت اور عوارض میں بہت کچھ تخفیف ہو جاتی ہے۔

(۲) جراثیم کی ایک کثیر تعداد دفع ہو جاتی ہے۔

اگر صرف رطوبت خارج کرنا مد نظر ہے تو یہ عمل مریض کو بٹھا کر اور اس کے سر کو سیدھا کرکے کرنا چاہیے تاکہ رطوبت مذکور آسانی کے ساتھ خارج ہو سکے۔

اگر مصل (سیرم) بھی استعمال کرنی ہو تو مریض کو لٹا کر اور سر کو سامنے کی طرف کرکے احتقان (انجکشن) کرنا چاہیے تاکہ سیال بسہولت داخل ہو جائے۔

اس مرض کا تریاق "اینٹی مننجوکوکس سیرم" ہے جس کا احتقان نخاعی کیا جاتا ہے۔ مقدار استعمال ۳۰ سے ۴۰ سی سی تک ہے۔ اگر حالات رو بہ صحت نہیں ہیں تو دوبارہ اس کی خوراک ۱۲ سے ۲۴ گھنٹوں میں دے دی جاتی ہے۔

ثقب قطنی کرنے کے بعد رطوبت مخی نخاعی کا خوردبینی امتحان ہونا چاہیے۔ جن مقامات پر یہ امتحان ناممکن یا دشوار ہو وہاں علاج بالمصل اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ حالات رو بہ اصلاح نظر نہ آنے لگیں۔ عموماً دو تین ہی احتقانات میں افاقہ معلوم ہونے لگتا ہے۔ کبھی ایک ہی خوراک کافی ہو جاتی ہے۔ اگر باوجود احتقان کے رطوبت مخی نخاعی ابھی تک مکدر ہے تو مصل مذکور کے مزید احتقان کریں۔ اگر رطوبت مخی نخاعی میں مذکورہ جراثیم موجود نہیں ہیں، بلکہ تکاثر کریات بیضا رہے تو علاج بالمصل روک دینا چاہیے۔ علاج بالمصل کے رد عمل سے کبھی غافل نہ رہنا چاہیے۔

ثقب قطنی (لمبر پنکچر)

اس عمل کے لیے منتخب مقام کمر کے چوتھے اور پانچویں مہرے کی درمیانی جگہ ہے۔ مریض کو روشن جگہ میں بائیں کروٹ پر بستر یا میز کے کنارے پر لٹائیں۔ اس کی ٹانگیں موڑ کر پیٹ کی طرف کر دیں۔ سر اور شانے کو اچھی طرح سامنے کی جانب رکھیں۔ ایسا کرنے سے ریڑھ کا ستون کمان کی طرح تن کر کھل جاتا ہے۔ اور مہروں کی درمیانی جگہ کشادہ ہو جاتی ہے۔ سناسن جدا ہو جاتے ہیں اور سوئی داخل کرنے میں بڑی آسانی ہو جاتی ہے۔ اب دونوں جانب کے عرف الخاصرہ کی بلندی معلوم کیجیے۔ ایک خط جو ان دونوں بلندیوں کو ملائے گا وہ کمر کے چوتھے اور پانچویں مہرے کے درمیان سے گزرے گا۔ اپنے ہاتھ، مریض کی جلد اور اوزاروں کی باقاعدہ طبی صفائی اور پاکیزگی کرکے سوئی کو مع اس کے اندرونی تار (سٹلیٹ) کے جلد کے زاویہ قائمہ پر درمیانی خط میں ٹھیک کرکے چوتھے مہرے کے سننہ کے نیچے داخل کریں اور اندر کی طرف مسلسل ذرا اوپر کی جانب مہروں کی درمیانی جگہ میں داخل کرتے ہوئے مجری النخاع تک پہنچ جائیں جو سطح جلد سے قریباً دو یا تین انچ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اگر سوئی کی نوک ہڈی سے ٹکراتی ہے تو ذرا پیچھے ہٹا کر قدرے رخ بدل کر داخل کریں۔ جب سوئی مجری النخاع میں داخل ہو جاتی ہے تو ہاتھ کو ہلکا پن محسوس ہوتا ہے۔ اب سوئی کے اندر کا تار نکال لیں۔ رطوبت مخی نخاعی سوئی کے راستہ سے خارج ہونی شروع ہوگی۔ اگر بجائے رطوبت مذکورہ کے خون برآمد ہوتا ہے تو سوئی کی نوک ورید کے اندر ہے اس صورت میں دوبارہ عملیہ کرنا پڑے گا۔ اگر بالکل کوئی رطوبت خارج نہیں ہوتی ہے تو سوئی مجری النخاع تک نہیں پہنچی ہے۔ پھر کوشش کرنی ہوگی۔

رطوبت مخی نخاعی کی مقدار اس سیال سے کسی قدر زائد خارج ہونی چاہیے جس کو داخل کرنا ہے۔

جس سیال کو احتقان کرنا ہے اس کی شیشی گرم پانی میں رکھ کر درجۂ حرارت جسمانی حرارت کے برابر کر لینا چاہیے۔ احتقان کے بعد مریض کا سر نیچا اور سرین ذرا اونچے کر دیں اور اس وضع کو تقریباً دو گھنٹے قائم رکھیں تاکہ سیال پھیل جائے (یہ وضع دوائے مخدر کے احتقان میں ہرگز اختیار نہ کریں۔)

ناسمجھ بچوں اور عصبی مزاج کے بڑوں میں مناسب ہو کہ ثقب قطنی سے پہلے دوائے بے ہوشی استعمال کی جائے۔ کیوں کہ اس قسم کے مریض سوئی استعمال کرتے وقت جب تیزی اور بے چراسی کے ساتھ حرکتیں کرتے ہیں تو سوئی ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ ثقب قطنی کے لیے خاص قسم کی لمبی اور مضبوط سوئی بازار میں دستیاب

ہو سکتی ہے جس کو "ہیر پنکچر نیڈل" کہتے ہیں۔

آج کل اس مرض میں "سلفونا مائڈ" کے مجموعی مرکبات بھی نہایت مفید ثابت ہو رہے ہیں کھانے پینے کی گیاں اور انجکشن کے واسطے ٹکیوں میں بند سیالات تیار رکھتے ہیں ان میں سے پرونٹوسل اور ایم اینڈ بی ۶۹۳ بہترین اور قابل قدر چیزیں ہیں۔

یہ مرض اگر کثیر الوقوع نہیں تو نایاب بھی نہیں ہے بچے عموماً اس میں مبتلا ہوا کرتے ہیں۔ اگر ایک مرتبہ بغور مریض کو دیکھ لیا جائے تو پھر تشخیص میں دشواری نہیں ہوتی لیکن تشخیص مرض کی پہلی شرط یہ ہے کہ کم از کم تمام امراض کے خواہ مدونہ ہوں یا غیر مدونہ نام ضرور معلوم ہوں اور اگر تھوڑی یا بہت واقفیت ماہیت اور علامات سے بھی ہے تو تشخیص میں مشکلات اور پیچیدگیوں کا سوال نہیں رہتا ہے تشخیص نہایت آسان ہے۔ لیکن علاج مشکل ہے۔ تشخیص مشکل اور علاج کو آسان کہنا اگرچہ زبان زد عوام ہے مگر غلط ہے آج کل تشخیص کو مشکل بتانا اپنی نادانی اور افسوسناک کمزوری کا اعتراف ہے۔ ایک دو نہیں اکثر و بیشتر امراض ہیں جن کی تشخیص آئینہ ہوتی ہے۔ مگر معالج حیران ہوتا ہے کیوں کہ ان کا کوئی کامیاب علاج کسی کے پاس اور کسی جگہ موجود نہیں ہے۔ علاج کیلیے صدری نسخوں کی سعی ناحاصل ترک کر دینی چاہیے معقول اور متوازن نسخے سینوں میں نہیں دماغوں میں ہوا کرتے ہیں۔ (نا تمام)

جوابات

(۲۰) **بواسیر** :- (ا) آپ نے بطور خود بیماریاں تشخیص کر کے لکھدی ہیں یعنی بادی بواسیر، ضعف مثانہ، ضعف مثانہ سے آپ کی کیا مراد تھا میں قطعی نہ سمجھ سکا شاید ایسا ہوکہ مریض پیشاب کے روکنے پر قادر نہ ہو اور ہر وقت قطرات ٹپکتے رہتے ہوں یا عضلہ کی کمزوری بابت یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ مثانے کے منہ پر جو غدہ المذی ہوتا ہے وہ بڑھ گیا ہوگا۔ اس عمر میں یہ غدہ بالعموم بڑھ جاتے ہیں۔ مریض کے ورم اور دائمی قبض کی شکایت کے لیے یہ پڑیاں کھلاتے رہیے:۔ سلفر سبلی میٹ ۰ اگرین۔ میگنیشیا ۰ گرین۔ روزانہ ایسی ایسی تین پڑیاں کھلائی جائیں۔ غدۃ المذی کے متعلق بہتر ہو کہ کسی ہوشیار معالج سے امتحان کرائیے، اور اگر ضرورت ہو تو غدہ دور کرنے کے لیے عمل جراحی کرائیے۔ قبض کا علاج کیجیے۔ قبض ابھی پڑیوں سے رفع ہو جائے گا جو اوپر لکھی گئی ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مریض کی تمام تکلیفوں کا سبب دائمی قبض ہے اس کے ازالہ کے لیے صرف دواؤں کا استعمال کافی نہیں ہے بلکہ دوسری تدابیر پر بھی عمل کرنے کی ضرورت ہے مثلاً غذا میں زیادہ تر سبز ترکاریاں اور میوے استعمال کریں۔ دوپہر کی غذا میں صبح و شام بیر۔ موافق ہوں تو کریں اور بیجے سے پہلے کھانے تین دفعہ شام ایک ایک گولی کھائیں۔ کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۶ ماشے کھالیا کریں۔

گولیوں کا نسخہ :- رسوت مصفی دو تولے، انجبار، گوگل، مغز تخم بکائن، تخم گندنا، ملوا مصطگی رومی ہر ایک چار ماشے، مغز منقی، مغز بادام ہر ایک ایک تولہ۔ سب کو گندنا کے رس میں کھرل کر کے جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ہلیلہ خورد سائیدہ ۳ ماشے، رسوت مصفی ایک ماشہ کی پانی کی مدد سے گولی بنائیں اور تازہ پانی سے صبح کھائیں۔ یہ ایک خوراک ہے۔ اسی طرح روزانہ چالیس یوم استعمال کرنے سے شکایت جاتی رہے گی۔ شام میرز پر مردار سنگ شہد خالص میں گھس کر لگایا کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) رسوت مصفی، گوگل، شورہ قلمی، ست سلاجیت، مغز تخم بکائن، مغز تخم نیم، تخم ہرمرہ ہر ایک ایک تولہ کوٹ چھان کر دودھ کے گندنا میں کھرل کر کے جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں اور ایک ایک گولی صبح و شام پانی سے کھلائیں۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۱) **کثرتِ احتلام** :- (ا) کسی ہوشیار حکیم یا ڈاکٹر سے ایک مدت تک باقاعدہ علاج کرائیے اس طرح چٹکیوں اور نسخوں سے ایسے مستقل امراض کا علاج نہیں ہو سکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ سب سے پہلے قبض اور احتلام کا علاج کیجیے ان کے دور ہو جانے سے دوسری شکایتیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے دونوں وقت کھایا کیجیے۔ کھانا سونے سے دو تین گھنٹے قبل کھائیے اور پیٹ بھر کر نہ کھائیے اور چت نہ سوئیے۔ صبح و شام یہ سفوف ۶-۶ ماشے دودھ یا پانی کے ساتھ کھائیے:۔

نسخۂ سفوف :- بہمن سفید، بہمن سرخ، تعلب مصری ہر ایک ایک تولہ، اسبغول، گوندببول ہر ایک ۶ ماشے، مغز تخم املی بریاں دو تولے، مصری سب دواؤں کے برابر۔ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) اصولی علاج کے لیے کسی ماہر معالج سے مشورہ کیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) پوٹاسیم برومائیڈ، سوڈیم برومائیڈ ہر ایک سوا تولے، ایمونیم سوڈیم ۱۰ ماشے، شربت نارنج ۱۰ تولے عرق بادیان ۵ تولے۔ سب کو حل کر کے بوتل میں بھر لیں اور ایک ایک ڈرام صبح دوپہر اور شام کے وقت کھانا کھانے کے بعد ایک گھونٹ ٹھنڈے پانی میں ملا کر پیا کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۲) **شربت ملیریا** :- (ا) ہمدرد دواخانہ سے دریافت کیجیے ممکن ہے کہ ان کے قرص اجابیہ ہی یہ کام دے سکیں۔ (سعید بریلوی)

(ب) چھوٹے بچوں کے ہضم کو درست رکھیے اور قبض نہ ہونے دیجیے۔ یہی ان کو ملیریا سے بچانے کے لیے اچھی تدبیر ہے۔ اس کے علاوہ یہ شربت بھی بنا لیجیے۔ اگر بچے کو قبض کی شکایت ہو تو ایک سالہ بچے کو ۶ ماشے سے ایک تولہ تک اور دو تین سالہ بچے کو دو تولے گرم پانی میں ملا کر پلا دیا کیجیے قبض رفع ہو جائے گا اور بچہ ملیریا سے محفوظ رہے گا:۔

نسخہ :- بادیان، سنا مکی ہر ایک ۵ تولے، گل سرخ ایک پاؤ، سہاگہ ۱۰ ماشے۔ سب کو ایک سیر پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کو نرم آگ پر جوش دیں۔ جب تہائی پانی رہ جائے مل کر چھان لیں اور تین پاؤ قند شامل کر کے شربت کا قوام بنا کر رکھیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) شربت اکسیر خاص، ہمدرد دواخانہ سے منگوا کر استعمال کرائیں۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۳) **لاغری**:- (ا) اگر کوئی مرض نہیں ہے تو باقاعدہ ورزش اور مناسب غذا کے استعمال سے آپ کسی نہ کسی حد تک فربہ ضرور ہو جائیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ مچھلی کا تیل بھی استعمال کرتے رہیے۔ لیکن یہ تدابیر دو چار دس روز میں اثر نہیں دکھاتیں مسلسل مہینوں ان پر عامل رہیے تو نفع پہنچے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ کم از کم تین چار ہفتے تک "شربت اکسیر خاص" ۱-۱ تولہ کھانا کھانے کے بعد چاٹ لیا کیجیے۔ اس کے استعمال سے معدہ اور جگر کو تقویت ہوگی، خون کی پیدائش میں ترقی ہوگی۔ اور پسینہ آنے کی شکایت بھی دور ہو جائے گی۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) بکرے کا بیضہ بریاں کرکے کھایا کیجیے۔ آپ کی خواہش پوری ہوگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۲۴) **کان کی تکلیف**:- (ا) آپ اپنے دوست کا کان کسی اچھے ماہر امراض گوش کو دکھائیے اور اس کے مشورے پر عمل کیجیے۔ (سعید)

(ب) اگرچہ آپ نے نزلہ و زکام کا کوئی ذکر نہیں کیا لیکن ہمارے خیال میں شکایت کا سبب نزلہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ اطریفل کشنیزی ایک تولہ رات کو سوتے وقت کھائیے اور روزانہ صبح کو قرص مرجان جواہر والا ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر تناول کیجیے۔ (عبد الواحد)

(ج) معجون اسطوخودوس ۶ ماشے صبح اور ۶ ماشے شام عرق بادیان ۱۲ تولے کے ساتھ چند دن استعمال کیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) دماغ میں خون کے دباؤ کی زیادتی ہے۔ ہیومی نل سوڈیم ایک چاول روزانہ صبح و شام کھانا کھانے کے بعد کھایا کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۵) **نقائص عضو**:- (ا) آپ نے مجھے خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ میں نے آپ کے سوال کو خوب غور اور کامل توجہ کے ساتھ پڑھا اور بار بار پڑھا لیکن آپ کو بغیر دیکھے بھالے بس اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ چند مفید دوائیں آپ کو بتا دوں۔ آپ "نیوروفاسفیٹس" کی چند شیشیاں پی ڈالیے اور اگر برداشت کر سکیں تو "ٹیسٹوویرن" کے انجکشن لگوا لیجیے۔ یہ بتا دینے کے بعد میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گو آپ کا مرض صحیح معنوں میں "بچوں کا کھیل" ہو لیکن اس کا علاج ہرگز ہرگز بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ آپ اگر اچھا ہونا چاہتے ہیں تو کسی ایک قابل معالج کو پکڑ لیجیے اور مستقل طور سے ایک عرصہ تک علاج کرائیے۔ بیماری لاعلاج نہیں ہے۔ مگر مریضوں کی تلون مزاجی اور بے صبری اکثر ان کی تکلیف کی مدت میں اضافہ کر دیا کرتی ہے۔ یہ انجکشن جو میں نے لکھے ہیں بہت مفید ثابت ہو چکے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ آج کل ان کا ملنا مشکل ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جب تک ان صاحب کی شکایتیں دور نہ ہو جائیں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے سے گریز کریں اور ہمدرد دواخانہ سے دوائے ٹکور اور طلائے شباب آور منگا کر استعمال کریں۔ اندرونی شکایتوں کے لیے یہ سفوف بنا کر کھائیں:-

نسخہ سفوف:- خولنجان، ستاور، موصلی سفید، موصلی سیاہ، ست گلو، اسگندناگوری، گوند ڈھاک، سمندر سوکھ، گوند ببول، موچرس، مصطگی رومی، بہمن سفید، شقاقل، ثعلب مصری، الائچی خورد ہر ایک ایک تولہ کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور ہم وزن شکر سفید ملا کر رکھیں۔ ۶-۶ ماشے یہ سفوف صبح و شام دودھ کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) آپ یہ دوائیں استعمال کیجیے:- گل سرخ، برادہ صندل سفید، کشنیز خشک، عناب، بہمن سفید، برگ گاؤزبان، ابریشم مقرض ہر ایک ۶ ماشے، تخم خرفہ ایک تولہ، تخم کاہو، بہدانہ ہر ایک تین تولے، مغز تخم کدو شیریں ۲۸ ماشے، مغز تخم خیارین ۵ تولے، مروارید محلول ۴ ماشے، زعفران ۵ ماشے، شربت انار شیریں سوا پاؤ، شکر سفید ایک پاؤ، عرق گلاب نصف بوتل معجون بنائیں اور ۳-۳ ماشے صبح و شام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ خارجی طور پر یہ طلا بنا کر استعمال کریں:- کرم شب تاب (جگنو) ۱۶ عدد، مشک خالص ڈیڑھ ماشہ، عنبر خالص دو ماشے، اسگندناگوری ۴ رتی، عطر عنبر نو ماشے۔ سب کو چھ گھنٹے کھرل کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) معجون جالینوس لولوی صبح و شام ۵ ماشے پاؤ بھر دودھ کے ساتھ جس میں چھوارے ۲ عدد جوش دیے گئے ہوں، نوش فرمائیں۔ اور طور پر طلائے سرخ کا استعمال کریں۔ (حکیم ارشاد علی)

(۲۶) **سیال دخلر**:- (ا) چند روز بیشتر تک تو عام طور پر کوکین یا پینوکین وغیرہ کا محلول استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن [illegible] چیزیں بہت ہی کمیاب اور حد سے زیادہ گراں ہوگئی ہیں۔ اب دندان ساز یا زیادہ صحیح لفظوں میں دندان شکن صاحبان [illegible] استعمال کرتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) دانتوں اور ڈاڑھوں کو بلا تکلیف اکھاڑنے کے لیے دندان ساز کوکین لوشن استعمال کرتے ہیں یا [illegible] مسوڑھوں میں انجکشن کرتے ہیں۔ اس قسم کی دوائیں بنی بنائی ڈاکٹری دواخانوں سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ (حکیم عبد [illegible])

(ج) خراطین تازہ نصف ایک چینی کے پیالہ میں ڈال کر دھوپ میں رکھیں۔ چار پانچ گھنٹوں کے بعد خراطین پانی کی طرح ہو جائیں گے۔ اس پانی کو موٹے کپڑے میں چھان کر شیشی میں رکھیں۔ جس دانت کو نکالنا چاہیں اس کے دائرہ میں پتیاں کو لگائیں۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد دانت کو ہلا کر نکال لیں۔ اگر دانت آسانی سے نہ نکلے تو دوبارہ یہ سیال لگا کر بیس منٹ کے بعد نکالیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) کنگر بیل کے تازہ پھل کا رس لے کر اس دانت یا داڑھ کے ارد گرد لگائیں جس کا نکالنا مطلوب ہو۔ پانچ منٹ کے بعد بغیر کسی تکلیف کے دانت نکالا جا سکتا ہے۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۷) **مصلح اسپرین**:- (۱) اسپرین کے متواتر زیادہ استعمال سے اس قسم کی علامات پیدا ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جہاں اسپرین کا استعمال ترک کیا اور وہ علامات دور ہو گئیں۔ اسپرین کا مصلح "کیفین سائٹریٹ" ہے۔ اس کو اسپرین کے ساتھ شامل کر کے کھانے سے کوئی مضرت نہیں ہوتی۔ اب بھی آپ دو دو گرین کی مقدار میں کیفین سائٹریٹ دن میں تین مرتبہ کھا کر دیکھیے۔ اگر دھبے مٹ جائیں فبہا ورنہ بصورت دیگر آپ سوڈا بائی کارب پندرہ پندرہ گرین روزانہ تین مرتبہ پانی کے ساتھ استعمال کیجیے۔ ایک جلاب بھی سالٹ کا اگر لے لیں تو مفید ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) پرانی پتی اسپرین کے کثرت استعمال کے باعث ہو یا کسی دوسرے سبب سے، اس دو تولے کو باریک پیس کر اس کے برابر شکر سفید ملائیں اور روزانہ صبح ۶ ماشے یہ سفوف گائے کے تازہ پھیکے دودھ کے ساتھ چند روز تک کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) چھوٹی چندن اسپرین کا مصلح ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۲۸) **دوائے تیجا وچوتھیا**:- (۱) ملیریا کے لیے انگریزی دواؤں میں کونین اور ایٹےبرین نمبر ایکسیر ہیں۔ ایٹے برین آج کل بہت کمیاب ہو گئی ہے۔ کونین ملتی ہے لیکن بہت گراں۔ ان دونوں چیزوں کے بعد "سنکونا" کی گولیاں بہت مفید ہیں۔ یہ بھی فی الحقیقت کونین ہی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) تیجا اور چوتھیا بخار کے لیے "کونین" کو بہت بڑی حد تک تریاقیہ کہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمدرد دواخانہ کے پیٹنٹ قرص حاسم بھی اس قسم کے ملیریا بخاروں کے واسطے نہایت مفید اور مجرب ثابت ہو چکے ہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) سیاہ مرچ سائیدہ ۲ تولے، آب برگ دھتورہ سبز دس تولے۔ دونوں کو اتنا کھرل کریں کہ گولیاں بنانے کے قابل ہو جائیں۔ گولیاں دانہ ماش برابر بنا لیں۔ ایک گولی صبح ایک دوپہر اور ایک شام کو عرق بادیان سے استعمال کرائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۲۹) **دردِ کمر**:- (۱) کیا آپ کو عام طور پر قبض کی شکایت رہتی ہے؟ اگر ہے تو وہی آپ کی تمام تکلیف کا سبب ہے۔ لیکوئڈ پیرافین یا "پیٹرولاگر" کو استعمال کر کے قبض رفع کیجیے۔ درد از خود رفع ہو جائے گا۔ اگر صرف عصبی یا عضلاتی درد ہے تو کسی مسکن تیل کی مالش کرا لیا کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اگرچہ اس درد کمر کے ازالہ کے لیے بہت سی دوائیں استعمال کر چکے ہوں گے لیکن اس مختصر دوا کو بھی استعمال کر کے دیکھیے بہت ممکن ہے کہ اس کے استعمال سے آپ کا یہ درد دور ہو جائے:-
اسگندھ ۲ تولے، بوکھلی بوٹی تین تولے۔ دونوں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ ۶ ماشے سفوف روزانہ صبح کو بکری کے دودھ کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) اسگندھ ناگوری سائیدہ دو ماشے اور سورنجان شیریں ۶ رتی کو ۲ تولے مکھن اور حسب ضرورت شکر میں ملا کر صبح سویرے اور شام کو استعمال کریں۔ چند دن استعمال کرنے سے شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۳۰) **دردِ کمر وغیرہ**:- (۱) سب سے پہلے یہ دیکھیے کہ مریضہ کے مسوڑھے کس حالت میں ہیں۔ اگر پیپ یا خون آتا ہو تو اس کا علاج کیجیے۔ غذا میں گوشت بالکل بند کر دیجیے۔ سبز ترکاریاں اور پھل بکثرت استعمال کرائیے۔ لیموں روزانہ اگر ایک یا دو چوس لیا کریں تو مفید ہے۔ دوا کے طور پر اگر "اینوفین" کی گولیاں مل جائیں تو روزانہ تین گولیاں کھلائیے۔ ہاضمہ کی درستی کے لیے "ٹیکا ڈایس ٹیس" کسی ڈاکٹر کے مشورے سے استعمال کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مریضہ ہڈیوں کی سل میں مبتلا نظر آتی ہے۔ اس کو صبح کے وقت "دوائے خرمہرہ" ایک عدد (ہمدرد کی مخصوص دوا) خمیرہ مرواریدہ ۶ ماشے میں ملا کر کھلایا جائے اور سہ پہر کو مفرح بارد جواہر والی ۶ ماشے دی جائے۔ غذا میں تازہ بکری کا دودھ، ادھ پکے

غذے اور تازہ پھل استعمال کرائے جائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۳۱) لسرحیِ حیات:۔ (ا) حرکتِ قلب بند ہو جائے کو آپ نے اس قدر معمولی سی چیز خیال فرمایا ہے کہ جیسے بائیسکل کے پہیے میں پنکچر ہو جاتا ہے۔ سولیوشن کی شیشی اور ربڑ کا ذرا سا ٹکڑا جیب میں سے نکالا اور پنکچر جوڑ دیا۔ آپ کی بھی یہی خواہش ہے کہ جیب میں دو شیشیاں ڈالیں پھریں۔ جہاں کسی کے قلب کی حرکت بند ہونے لگی اور آپ نے اپنی اکسیر کی چار بوندیں پلا کر بائیسکل کو پھر چلتا کر دیا۔ کاش یہ کام اسی قدر آسان ہوتا!

بند ہو جانے والے یا ڈوبتے ہوئے دل کو جو کام کرتے کرتے بالکل بے جان ہو چکا ہے، از سرِ نو کام پر آمادہ کرنا اسی قدر دشوار ہے جیسے پہاڑ کو کاٹ کر دودھ کی نہر بہانا۔ قلب میں ایک دو امراض نہیں ہوتے کہ ان کی دوا لکھ دی جائے۔ آپ نے دورے کا لفظ لکھا کر شاید آپ کی مراد وجع القلب کے دورے سے ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس حالت میں "امیل نائٹریٹ" کی پانچ بوندیں سنگھانے سے اکثر شدید دورہ رفع ہو جاتا ہے۔ رہا دوروں کے روکنے کے لیے علاج تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ مریض کے قلب کا اچھی طرح امتحان کر کے مرض تشخیص کیا جائے۔ قلب کی بیماریوں میں "تیر تکوں" سے کام نہیں چلتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) غالباً آپ طبیب ہیں اور اسی لیے ایسے اہم امراض کے لیے نسخوں کی تلاش میں ہیں لیکن یہ واضح رہے کہ اس قسم کے امراض کے لیے مجرب نسخوں کی تلاش فضول ہے۔ حالات کے مطابق مرض کا علاج کیا جائے۔

جن لوگوں کی موت حرکتِ قلب بند ہونے سے ہوتی ہیں وہ عموماً دائمی قبض، فتورِ ہضم، بواسیر، ریح البواسیر کے مریض ہوتے ہیں۔ یا رنج و غم اور غور و فکر میں ہمہ وقت مبتلا رہتے ہیں یا شراب خانہ خراب کے عادی ہوتے ہیں اور عموماً اختلاج قلب یا وجع القلب کے دورے میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ بس آپ ان کا علاج سبب کے مطابق کیجیے۔ سبب کو دور کر دینے سے ہی آپ ان کو اس مرض الموت سے بچا سکتے ہیں۔ دورے کی حالت میں عطر گلاب سنگھائیں۔ اگر مقامِ قلب پر درد ہو تو اسی کی مالش کیجیے یا تھوڑی تھوڑی دوا المسک معتدل جواہر والی دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) دورہ کے وقت عرق بید مشک سہ آتشہ کم سے کم آدھ پاؤ پلا دیجیے اگر اس سے زیادہ بار بار دیا جائے تو اور بہتر ہے۔ دن میں تین چار مرتبہ امریکا کی بنی ہوئی ہومیو پیتھک "ڈاکر ٹیگس آکس" ۲-۶ قطرے پانی میں ملا کر دینا چاہیے۔ مجھ کو تو اب تک ایک مریض میں بھی ناکامی نہیں ہوئی۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۳۲) چکر آنا وغیرہ:۔ (ا) چکر بالعموم عصبی کمزوری سے، فتورِ ہضم اور قبض سے، خون کے دباؤ کی زیادتی سے یا دماغی کمزوری سے آیا کرتے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیجیے کہ آپ کے چکروں کا سبب کیا ہے اگر خود کردہ یا خود آوردہ ضعفِ اعصاب ہو تو "دستِ مالی" کے بجائے اب کفِ افسوس ملیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ کا دماغ اور قلب کمزور ہیں اور اسی وجہ سے یہ شکایتیں ہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آپ کو مرض دوار ہے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۳۳) کانوں کا درد:۔ (ا) کانوں کے پردے اگر پھٹ گئے ہیں تو وہ آنکھ سے نظر آ سکتے ہیں ان کے متعلق قیاس آرائیوں کی کیا ضرورت ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنی ہمشیرہ کو روزانہ صبح کو دوائے خرفہرہ ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھلائیے اور یہ روغن تیار کر کے کانوں میں ڈالا کیجیے۔ سفیدہ ایک تولہ اور لہسن ۶ ماشے کو پیس کر تلوں کے تیل پانچ تولے میں ڈال کر آگ پر پکائیں، جب یہ چیزیں جل جائیں تو تیل سے اتار لیں اور تیل کو صاف کر کے شیشی میں رکھیں۔ صبح و شام دو دو قطرے نیم گرم کان میں ٹپکائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) اگر ضرورت سمجھیں تو شہد خالص کف گرفتہ ۲ تولے میں حل کر لیں۔ کانوں کو برگ نیب کے جوشاندہ سے صاف کر کے چار پانچ قطرے ڈال کر کان میں روئی لگا دیں۔ ہفتہ عشرہ میں آرام ہو جائے گا۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۳۴) ضعفِ باہ:۔ (ا) آپ کے سینتالیس سالہ عزیز اگر ستائیس سالہ ہوتے تو اپنی شکایتوں کے علاج کے متعلق ان کی تشویش بجا خیال کی جا سکتی تھی۔ ماشاء اللہ صرف تین سال کے بعد وہ پچاس برس کے بزرگ ہو جائیں گے اور پچاس سال کی عمر ہندوستان میں کہ اس کے بعد قدرت آدمی کو اپنے ایک خاص فرضِ منصبی سے سبکدوش کر دیا کرتی ہے۔ وہ تین برس پہلے ہی اگر "ریٹائر" ہو جا

کیا مضائقہ ہوگا۔ اگر وہ اب بھی جوان رہنے یا جوان بننے پر مصر ہی ہیں تو انھیں چند شیشیاں "نیورو فاسفیٹس" کی استعمال کرا دیجیے، اور ساتھ ہی ساتھ "ٹیبشی کیپولرا کیمیشٹر کمپنی" کی گولیاں بھی استعمال کراتے رہیں تو اور بھی اچھا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے عزیز کو یہ دوا استعمال کرائیے۔ قوی امید ہے کہ اس کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو جائیں گے۔

موصلی سفید، ثعلب مصری ہر ایک دو تولے، سبوس اسپغول ۳ تولے۔ تینوں کو کوٹ چھان کر رکھیں اور روزانہ صبح کو تقریباً ۶ ماشے دوا ڈیڑھ پاؤ گائے کے دودھ میں پکائیں۔ جب کھیری بن جائے مصری ملا چینی ملائیں اور آگ سے نیچے اتار کر ٹھنڈا کر کے کشتہ قلعی ایک رتی ملا کر کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) رسالہ ہمدرد صحت جنوری ۱۹۴۱ء میں لبوب کبیر جدید کے نام سے میرا نسخہ شائع ہو چکا ہے، بنا کر استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) آپ پورا برہمچریہ کا پالن کریں اور دھاکو یاد کریں۔ (ویراج سیوارام)

(۳۵) کثرت احتلام:- (ا) مہربان آپ کو چاہیے تھا کہ شادی سے پہلے ہی اس بات کا اطمینان کر لیتے کہ آیا آپ سب طرح سے تن درست اور شادی کرنے کے قابل ہیں بھی یا نہیں۔ بہرحال اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب آپ یہ کیجیے کہ دو یا تین مہینہ کے لیے مجامعت سے بالکل پرہیز کیجیے۔ اور شروع میں پندرہ روز تک پٹاسیم برومائڈ دس دس گرین کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ استعمال کیجیے۔ اسکے بعد کوئی مقوی باہ دوا انگریزی یا یونانی استعمال کر کے اعصاب کی قوت بحال کیجیے۔ مقوی دواؤں میں ایسٹنس سیرپ بہت معتبر ہوا ہے۔ روزانہ تین مرتبہ اس کی چالیس چالیس بوندیں ذرا ذرا سا پانی ملا کر بعد خوراک پی لیا کیجیے۔ نیورو فاسفیٹس بھی ایک اچھی مقوی دوا ہے۔ (سعید بریلوی)

(ب) یہ سفوف بنا کر استعمال کریں۔ انشاءاللہ تمام شکایتیں جاتی رہیں گی۔ ببنیا گوند، تالمکھانہ، گوند ببول، کمرکس، تخم انگن، بہمن سفید، موصلی سیاہ، موصلی سفید، الائچی سفید، تخم بالنگو، سبوس اسپغول ہر ایک ایک تولہ، تخم لاجونتی، پھلی ببول، ثعلب مصری ہر ایک دو تولے، مروارید ناسفتہ ایک ماشہ، مصری پانچ تولے۔ تمام دواؤں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ آخر میں مروارید الگ کھرل کر کے اور مصری پیس کر ملائیں۔ چھ چھ ماشے سفوف صبح و شام دودھ کے ساتھ کھائیں۔ تیل، ترشی، زیادہ گرم چیزوں اور قابض بادی غذاؤں سے پرہیز رکھیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جواب نمبر ۲ پر عمل کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۳۶) کیڑے مکوڑے:- (ا) فلٹ خوب کافی مقدار میں سارے گھر میں روزانہ چھڑک دیجیے اور کوشش کیجیے کہ مکان میں نمی اور سیل نہ رہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کیڑے کوڑوں وغیرہ کو دور کرنے کی سب سے آسان تدبیر یہ ہے کہ مکان میں فینائل چھڑک دیا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آپ گھر میں ایک مرغی پال لیں۔ (ویراج سیوارام)

(۳۷) ضعف باہ وغیرہ:- (ا) آپ کے بیانات عوام کے لیے قابل اعتبار ہوں تو ہوں لیکن اہل فن تو کسی طرح بھی اس بات کو نہ مانیں گے کہ مجامعت ترک کر دینے کی وجہ سے آپ ضعف باہ حتیٰ کہ نامردی میں مبتلا ہو گئے۔ یہ ممکن ہے کہ عضو پیدائشی طور پر کسی قدر لاغر اور مختصر ہو لیکن اگر آپ نفسانی خواہشات سے محروم نہ تھے اور جماع پر قادر تھے تو ترک جماع سے کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ کے مخصوص قوی معطل اور بے کار ہو جائیں۔ دوسری ایک اور عجیب بات آپ کے بیان میں یہ ہے کہ حائضہ سے جماع کرنے کی وجہ سے حشفہ پر دانے نمودار ہو گئے۔ یہ چیز بھی حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ حائضہ عورت کے ساتھ مجامعت کا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ ختنہ کے وقت صرف ایک قطرہ خون گرنا مجھے قطعاً علم نہیں کہ کیا خرابی پیدا کیا کرتا ہے اور آپ نے بھی کچھ تفصیل نہیں لکھی ہے۔ اسی طرح موئے زیر ناف کی پیدائش کم ہونا بھی جہاں تک مجھے علم ہے کوئی بیماری یا کسی بیماری کی علامت نہیں ہے۔ خدا کے لیے خواہ مخواہ توہمات میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی اور اپنی صحت برباد نہ کیجیے۔ اگر باہ کی کمزوری لاحق ہے تو اس کا علاج کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) رات کو قرص فولاد، قرص زمرد ہر ایک ایک عدد، جوارش زرعونی عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔ صبح کو قرص نقرئی ۲ عدد لبوب کبیر ۶ ماشہ میں ملا کر دودھ کے ساتھ تناول کریں۔ کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس ۶ ماشے کھایا کریں۔ اور مقامی نقائص کی اصلاح کے لیے دوائے "نکوری" اور "طلائے شباب آور" استعمال کریں۔ دانوں پر ہمدرد مرہم لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

سوالات؟

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی تین آنے فی سطر کے حساب سے اجرت بھیجنی چاہیے۔

(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو نو آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں زیادہ سطروں کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب سے ادا کیجیے۔

(۵) چار سطروں سے زیادہ ایسا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکے گا۔

(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے۔ دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہرحال ہوگا۔

(۷) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نشان خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے، ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔

(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دواخانے یا رسالے کے پرمٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہوں۔

---

(۳۸) جموا: انفنٹائل نٹے لس) کا بہترین علاج کیا ہے۔ اس میں آٹھ دس دن کے بچے کا جبڑا بیٹھ جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۹۱۱۶)

(۳۹) میرے ایک بیس سالہ عزیز کے سر کے بال سفید ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ گرمیوں میں نکسیر کافی پھوٹتی ہے خصوصاً گرم چیزوں کے استعمال سے۔ قوی الاثر علاج مطلوب ہے۔ (خریدار نمبر ۹۴۲)

(۴۰) میرے ایک قریبی رشتہ دار کے جس کی عمر ابھی ۱۵-۱۶ سال کی ہے۔ گالوں، ناک اور زبان پر خصوصاً اور تمام بدن پر عموماً بہت بال ہیں۔ عزیزی کے لیے ایک ایسا نسخہ درکار ہے جس سے کان، ورناک کے بال ہمیشہ کے لیے غائب ہو جائیں (خریدار نمبر ۹۴۳۲)

(۴۱) ۲۲ سالہ مریض غلط کاریوں کی وجہ سے ناطاقتی، کجی اور کوتاہئ عضو خاص کا شاکی ہے۔ قابل اعتماد نسخہ درکار ہے۔ (خریدار نمبر ۱۹۴۸)

(۴۲) درد گردہ کا مجرب نسخہ درکار ہے۔ ساتھ میں ریاحی تکلیف بھی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۶۶۲)

(۴۳) غدودوں مثلاً غدۂ درقیہ، غدہ نخامیہ وغیرہ کے جوہر نکالنے کی جدید ترکیب درکار ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۶۹۳)

(۴۴) ۲۸ سالہ غیر شادی شدہ مریض نوعمری سے جلق کا عادی رہنے کی وجہ سے عام جسمانی کمزوری، دائمی قبض، نزلہ، رقت منی وغیرہ کا شاکی ہے۔ عضو بھی لاغر، جڑ پر پتلا ہے۔ رگیں ابھری ہوئی ہیں (خریدار نمبر ۱۱۹۲۸)

(۴۵) چائے میں نمک ڈال کر پینے سے یا ... اور ... کی میٹھی اور نمکین لسی پینے سے کیا نقصان ہو سکتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۲۵۰)

(۴۶) میری عمر ۴۱ سال کی ہے۔ دماغی کام کی زیادتی سے دماغ کمزور ہو گیا ہے۔ سر کے بال گر گئے ہیں۔ آنکھیں کمزور اور باہ میں ضعف ہے۔ کھانا کھاتے وقت سر سے پسینہ جاری ہو جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۷۳۳)

(۴۷) مجھے عرصے سے قبض رہتا ہے۔ دماغ کمزور ہو گیا ہے۔ تمام جسم میں ہمیشہ درد رہتا ہے۔ باہ میں کمزوری ہے۔ (خریدار نمبر ۴۱۳)

(۴۸) مجھے بال صفا تیل کے مجرب نسخہ کی ضرورت ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۹۵۵)

(۴۹) میری عمر ۶۳ سال کی ہے، ڈیڑھ سال سے پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد کم و بیش چھ گھنٹے تک سفید لیس دار اور گاڑھی رطوبت جاری رہتی ہے۔ کپڑا کبھی سخت بھی ہو جاتا ہے۔ دانت ٹوٹے پھوٹے ہیں، غذا چبا نہیں سکتا۔ (خریدار نمبر ۸۴۲۲)

(۵۰) سترہ سالہ طالب علم کے بال بہت زیادہ سفید ہو رہے ہیں۔ کھانے یا لگانے کی ایسی مجرب ترکیب بتائیے کہ اس مصیبت سے ہمیشہ کے لیے نجات ہو جائے۔ (خریدار نمبر ۵۳۷۷)

(۵۱) ایک صاحب کے فوطے لٹک گئے ہیں۔ استنجا کرتے وقت زمین پر رہتے ہیں۔ عمر ۵۰ سال ہے۔ مجرب نسخہ عنایت فرمائیں۔ ایک ناظر

(۵۲) میری عمر ۱۲ سال کی ہے۔ مشت زنی کی وجہ سے انتشار ضعیف ہوتا ہے۔ مہینہ میں تین چار بار احتلام ہو جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۵۵۳)

(۵۳) تیس سالہ مریض ۱۲-۱۳ سال ہوتے ہیں شادی کے بعد سے سرعت انزال کا شاکی ہے۔ کوئی قبیح عادت نہیں رہی۔ صحت اچھی ہے۔ ہمدرد

دواخانہ کی دوائیں ہوں تو اچھا ہے (۱۱۵۰۸)

(۵۴) میری عمر ۲۸ سال کی ہے۔ غلط کاریوں کی وجہ سے کمزوری اعضائے رئیسہ اور کثرت احتلام کا شاکی ہوں۔ قبض اور نزلہ دائمی ہیں (خریدار نمبر ۱۱۶۶۱)

(۵۵) ۴۲ سالہ مریضہ کے دو ماہ سے ایام ہیں گڑبڑ ہے۔ خون دس دن تک برابر جاری رہتا ہے۔ دفعۃً تھوڑا درد شکم ہوتا ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ حکماء کی رائے میں ورم رحم، ورم جگر، درد رمعدہ ہیں۔ چہرہ پیٹ اور پیروں پر ورم ہے۔ حرارت بھی رہتی ہے (خریدار نمبر ۱۰۴۹)

(۵۶) میری عمر بیس سال کی ہے۔ بچپن کی غلط کاریوں کی وجہ سے دو سال ہونے کثرت احتلام اور جریان میں مبتلا ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۶۰۵)

(۵۷) میرے ایک ۲۳ سالہ نوجوان دوست کو چار سال سے سر کے بال گرنے کی شکایت ہے اور اس عمر میں ان کی چندیا صاف دکھائی دینے لگی ہے۔ کوئی آسان طریقہ ایسا بتایا جائے کہ بال گرنے بند ہو جائیں اور نئے بال بھی گھنے نکلیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۵۰۰)

(۵۸) ۲۴ سالہ مریض آٹھ سال سے مرگی میں مبتلا ہے۔ دورے سے پہلے عموماً گراب شدید ہوتے ہیں۔ دورہ دن کا وقت مقرر نہیں۔ دن میں کئی کئی ہو جاتے ہیں۔ اگر دوسرے چوتھے آٹھویں دن دورہ ہوتا ہے تو بہت سخت ہوتا ہے۔ مرد و دواؤں کے ستعمال سے اب ... سے افاقہ ہو مگر دورہ بدستور ہے۔ علاج کافی ہو چکا ہے۔ جریان کی شکایت پرانی ہے۔ احتلام رات میں دو دو مرتبہ دن میں بھی ہو جاتا ہے۔ پیشاب سے قبل و بعد سفیدی خارج ہوتی ہے۔ مرض مرتق کا عادی نہیں رہا۔ حکمائے کرام علاج تجویز فرمائیں۔ (اعزازی نمبر ۵)

فینسی رسٹ واچ مفت انعام

ہمارا مشہور عطر سینٹ فلاور نہایت عمدہ تازہ پھولوں سے تیار کیا جاتا ہے جو کہ پوشاک اور تمام گھر کو معطر کر دیتا ہے۔ سینکڑوں معزز آدمیوں نے اسے استعمال کر کے زبردست الفاظ میں اس عطر کی تعریف کی ہے۔ اس عطر کو مشہور کرنے کے لئے ہماری فرم نے ہر ایک شیشی کے خریدار کو ایک عدد فینسی رسٹ واچ مفت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ گھڑی کیا ہے ایک چھوٹا سا خوبصورت تحفہ ہے جس کی خوبصورتی اور چمک دمک غضب ڈھاتی ہے جس کی گارنٹی دس سال ہے۔ جو اگر اس عرصہ میں خراب ہو جائے تو ہم دوسری گھڑی مفت دیں گے۔ انعامی گھڑی کی تقسیم کا سلسلہ محض اس بیش قیمت ہندوستانی ایجاد کو قدردانوں کے ہاتھوں تک پہنچانے کی غرض سے شروع کیا گیا ہے اس لئے جن اصحاب کو عمدہ عطر کی ضرورت نہ ہو۔ وہ محض گھڑی کے لالچ سے منگانے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں۔ ایسے آرڈروں کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چودہ آنہ (۱ روپیہ ۱۴ آنہ) ایک یا دو شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک و پیکنگ خرچ گیارہ آنے اور دینے پڑیں گے مگر تین شیشی کے خریدار کو صرف پانچ روپیہ دینے پڑیں گے۔ اور محصول ڈاک معاف اور تین عدد فینسی رسٹ واچ بطور انعام مفت ملیں گی۔

پتہ:- **امریکن کمرشل سٹور۔ ناہن۔ انبالہ**

تین صد روپے مفت انعام

عمل محبت کے شائقین ہمارا اصلی جادو تعویذ منگالیں اسکو اپنے پاس رکھ کر اپنے دل میں جس کسی کا نام لیں گے خواہ وہ کیسا ہی پتھر دل مغرور اور سخت کلام کیوں نہ ہو، جہاں کہیں بھی ہوگا آپ کے ملنے کیلئے تڑپنے لگ جائے گا۔ اور جب بھی آپ اس کے سامنے جائیں گے وہ آپ سے اظہار محبت کرے گا۔ ہر وقت آپ کے ساتھ رہنے کی خواہش کرے گا۔ نیز گم شدہ کی تلاش کرنا کسی کے دل کا بھید معلوم کرنا مردہ روحوں سے بات چیت کرنا معشوق کو بس میں کرنا حسب مرضی روزگار حاصل کرنا غرضیکہ آپ کے ہر ایک سوال کا جواب آپ کو مل جائے گا۔ اور آپ کے دل میں کوئی ایسی خواہش ہے جو کہ باوجود کئی ہزار کوششوں کے بعد بھی پوری نہیں ہوتی تو وہ بھی ہمارے اصلی جادو تعویذ کے پاس رکھنے سے گنتی کے دنوں میں پوری ہو جائے گی۔ ہدیہ فی تعویذ پانچ روپے محصول ڈاک معاف۔ مگر ایک ماہ کے لئے خاص رعایتی قیمت پر دیا جا رہا ہے۔ تاکہ ضرورت مند منگوا کر فائدہ اٹھا سکے اس رعایتی اعلان سے فائدہ اٹھانے کے خواہش مند رجسٹری ڈاک خرچ کے لئے پانچ آنہ کے ٹکٹ فوراً بھیجدیں اس تعویذ کے اصلی سرٹیفکٹ موجود ہیں۔ غلط ثابت کرنے والے کو تین صد روپیہ مفت انعام دیا جائے گا۔

پتہ:- **موہنی بھنڈار۔ ناہن۔ انبالہ**

دولت آپ کو تلاش کر رہی ہے

فرنچ گولڈ اور اس کے زیورات

ڈھائی سو روپے ماہوار کما لو!

فرنچ گولڈ کی ایجنسی لیکر آپ ڈھائی سو روپے ماہوار کما سکتے ہیں یہ نقلی سونا کسوٹی پر اصلی سونے کا رنگ دیتا ہے اور بالکل اصلی سونے کی مانند کوٹا اور پگھلایا جا سکتا ہے اور آجکل کے فیشن کے مطابق ہر قسم کے زیور تیار ہیں آپ اپنے شہر میں ایجنسی کے لئے فوراً درخواست کریں تیار شدہ زیورات کی مکمل سٹ نمونہ فرنچ گولڈ ایک چوڑی ایک جوڑی کانٹے۔ نیو ڈیزائن ایک انگوٹھی بھی فیشن نمونہ کے طور پر بھیجے جاتے ہیں ہوشیار اور تجربہ کار ایجنٹوں کو ہر قسم کی سہولت دی جائے گی شرائط قواعد ایجنسی فوراً طلب کریں

پتہ:- **فرنچ گولڈ سپلائی کمپنی رجسٹرڈ۔ ناہن۔ انبالہ**

مفت

۶۷۵ روپیہ ماہوار کمائیں



آپ اصلی امریکن نیوگولڈ (سونا) کی ایجنسی لے کر ۵۷۵ روپے ماہوار گھر بیٹھے کما سکتے ہیں۔ یہ سونا کسوٹی پر بالکل اصلی سونے کا رنگ دیتا ہے۔ اور اصلی سونے کی طرح کوٹا اور پگھلایا جا سکتا ہے۔ اس کا رنگ کبھی خراب نہیں ہوتا۔ آجکل کے فیشن کے مطابق ہر قسم کے زیورات ہمارے سٹاک میں موجود ہیں۔ آپ اپنے شہر کی ایجنسی کے لئے فوراً لکھیں، تیار شدہ زیورات کی مکمل فہرست اور ۱½ تولہ امریکن نیوگولڈ (سونا) ایک جوڑی فینسی چوڑی دو انگوٹھی بمبئی فیشن۔ ایک جوڑی کانٹے دہندے، نیو ڈیزائن۔ ایک جوڑی اسٹنڈ ہاتھوں کے بطور نمونہ بھیجے جاتے ہیں۔ ہوشیار اور تجربہ کار اور محنتی ایجنٹوں کو سہولت دی جاتی ہے۔ آج ہی فوراً قواعد ایجنسی مفت طلب کریں۔

ملنے کا پتہ:- **امریکن نیوگولڈ کمپنی - ایچ۔ ایس۔ ڈی۔ پوسٹ بکس 61/61 لاہور شہر**

AMERICAN NEW GOLD Co, H.S.D. P.B. LAHORE

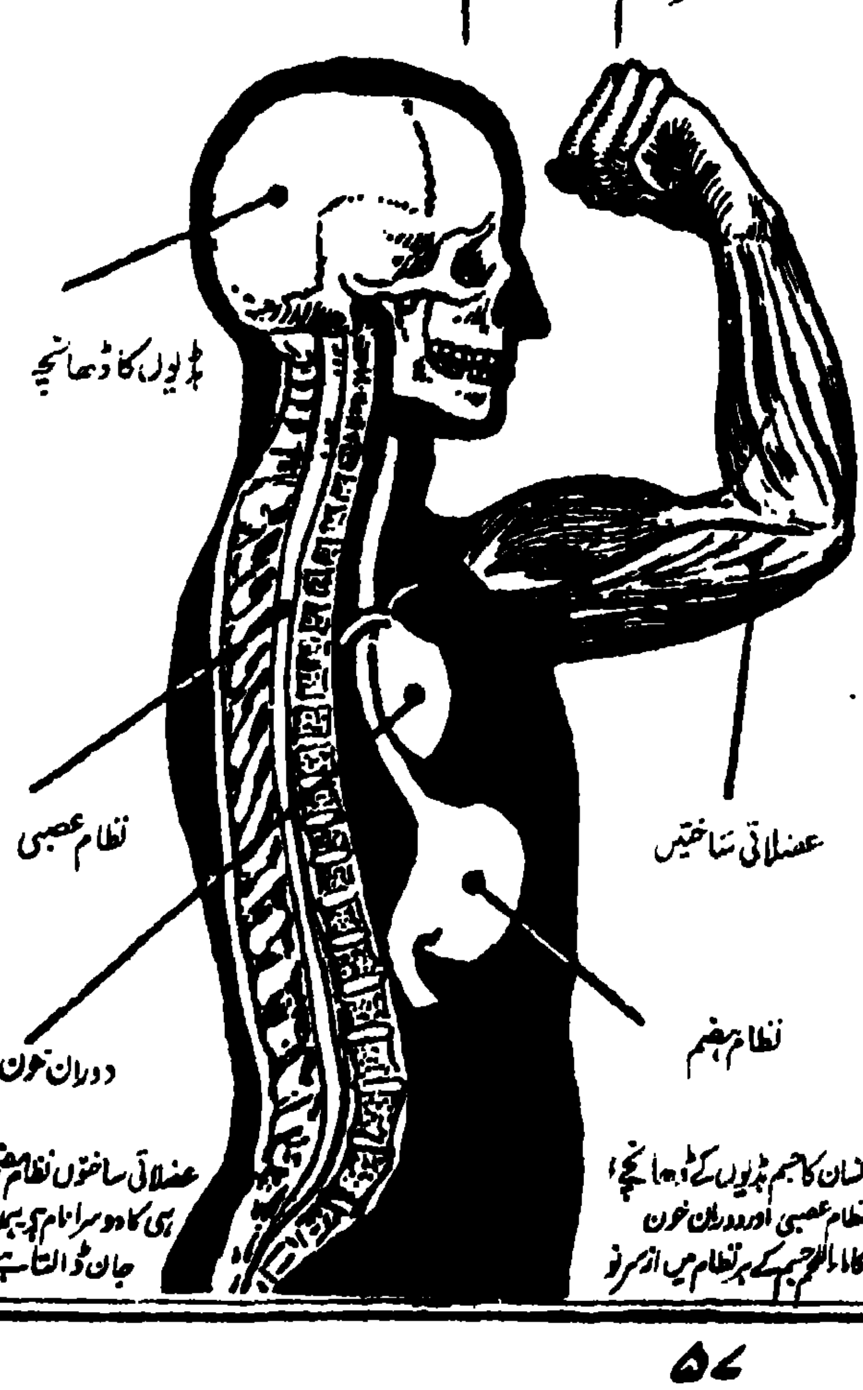
موسم سرما کی دعوت

صحت اور جوانی جتنی چاہیے لے لیجیے!

موسم سرما کی اہمیت ۔ یہ بات عام طور پر سب لوگوں کو معلوم ہے کہ جاڑے کا موسم ہندوستان کا بہترین زمانہ ہے۔ اس میں جسم کی مشین پوری سرگرمی سے اپنے کام انجام دیتی ہے۔ معدہ، جگر اور آنتوں میں غذا کو ہضم کرنے اور اس سے بہترین خون بنانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس موسم میں جگر اچھے خون کا کافی ذخیرہ تیار کرکے رگوں میں بھیج دیتا ہے جو دوسرے موسموں میں بھی کام آتا ہے۔ گرمیوں میں تحلیل زیادہ ہوتی ہے اور جو چیزیں زندگی برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں وہ بھی تھوڑی بہت تحلیل ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھنڈے ملکوں میں گرم ملکوں کی نسبت اوسط عمر زیادہ ہوتا ہے کیوں کہ سردی زور حرارت غریزی اور خون کو محفوظ رکھتی ہے جن پر مدار حیات ہے۔ گرمی میں غذا کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور پانی کی طلب بڑھ جاتی ہے اس سبب سے ہضم درست نہیں رہتا۔ معدہ اور آنتوں کی اکثر شکایات محض اسی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ برسات گرمی سے بھی خراب ہے۔ برسات میں معدہ اور دوسرے آلات ہضم کی حالت اچھی نہیں رہتی ذرا سی بے احتیاطی سے مہلک بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خنکی اور ٹھنڈی ہواؤں کی تلاش میں اکثر صاحبان دل پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ مصوری اور کشمیر کی گلپوش وادیوں میں اُن دلچسپیوں کو ڈھونڈتے ہیں جو سردی کے موسم میں ہر جگہ مل جاتی ہیں۔

شباب اور سرما کا تعلق جوانی اور سردی میں نہایت گہرا اور شاعرانہ تعلق ہے۔ یہ موسم جذبات پر وہی اثر کرتا ہے جو شباب کی رعنائیاں اور طوفان انگیزیاں خیالات و محسوسات پر کیا کرتی ہیں۔ جس طرح کھانے پینے کی خواہش ہضم کی طاقت اور خون پیدا کرنے کی صلاحیت اس موسم میں بڑھ جاتی ہے اسی طرح جذبات میں بھی زندگی کی روح دوڑ جاتی ہے۔ خون پیدا کرنے والی غذائیں اور رگوں، پٹھوں اور دل و دماغ میں قوت و طاقت کی بجلیاں بھر دینے والی دوائیں اس موسم سے گہری مناسبت اور خصوصیت رکھتی ہیں مخصوص طور پر قوتِ باہ کے متعلق دواؤں کے استعمال کا یہی موسم ہے اور شباب حقیقت میں اسی چیز کا نام ہے۔ ورنہ سیاہ بالوں اور سرخ و سفید گالوں پر جوانی کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ جوانی دل کی زندگی کا نام ہے اور دل کی زندگی کا ثبوت صنفی خواہشات و جذبات کے اس پیام بر ہی سے مل سکتا ہے جسے قوتِ باہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو دوائیں باہ میں ہیجان اور جوش پیدا کرتی ہیں، مثلاً مشک عنبر، زعفران، مایہ شتر اعرابی وغیرہ، وہ بالعموم گرم ہوتی ہیں۔ گرمی یا برسات میں ان کے استعمال سے بہتر اور دیرپا نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جاڑوں میں مقوی دواؤں کے کھانے اور ہضم کرنے کا عقیدہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ گاجر اور انڈے وغیرہ کے حلوے جاڑوں کے ساتھ ہی مخصوص

جسم کے عام نظامات



انسان کا جسم ہڈیوں کے ڈھانچے، نظام عصبی اور دوران خون کا مالک جسم کے ہر نظام میں ازسرنو

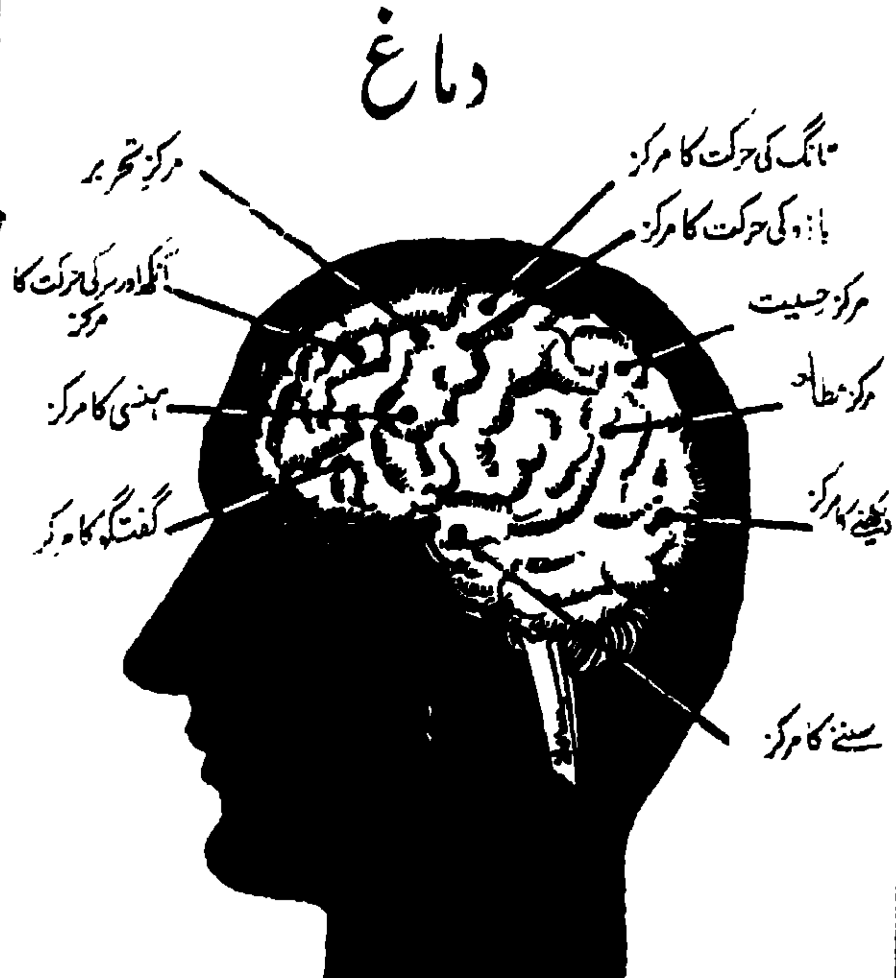
عضلاتی ساختوں نظام ہضم، ہی کا دوسرا نام ہے۔ ہمدرد جان ڈالتا ہے۔

رکھتے ہیں جو آم، امرود اور دوسرے میووں کی بہار کو اپنے موسم سے ہو سکتی ہے۔

جاڑوں کا بہترین تحفہ، جو صحت جوانی، حوصلہ مندی اور تن درستی کی تمام خصوصیات کو برقرار رکھنے کا زبردست ضامن ہو آپ کو معلوم ہو کیا ہے؟ اگر یہ سوال ہندوستان کے کسی عقلمند اور تجربہ کار شخص سے کیا جائے تو وہ صرف یہی کہے گا:

"ماءُ اللحم"

واقعہ یہ ہے کہ ماءاللحم دنیا کی عجیب ترین ایجاد ہے۔ اس کے موجد نے اپنی عقل و ذہانت کے زبردست کمالات کا اس میں ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقیوں کے دور میں بھی داد دیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ اس میں جسم انسانی کے تمام نقائص کو دور کرنے کی قابلیت موجود ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدہ، بینائی، حافظہ اور باہ کو قوت دینے میں اس کے مقابلہ کی کوئی دوا آج تک منظر عام پر نہیں آئی۔ اس میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کو جدید اصول اور سائنس کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بدن کے جملہ ضروری اجزا کی حامل نظر آئیں گی۔ اس میں فولاد، چونا، کلورین، میگنیشیم، سوڈیم، پوٹاشیم، آیوڈین اور جسم کو پرورش کرنے اور طاقت و صلاحیت بخشنے والے سارے عناصر موجود ہیں۔



دماغ انسان کے جسم کا کنٹرول اسٹیشن ہے۔ ہمدرد کے ماءاللحم کے باقاعدہ استعمال سے دماغ کا ہر مرکز قوت حاصل کرتا ہے۔

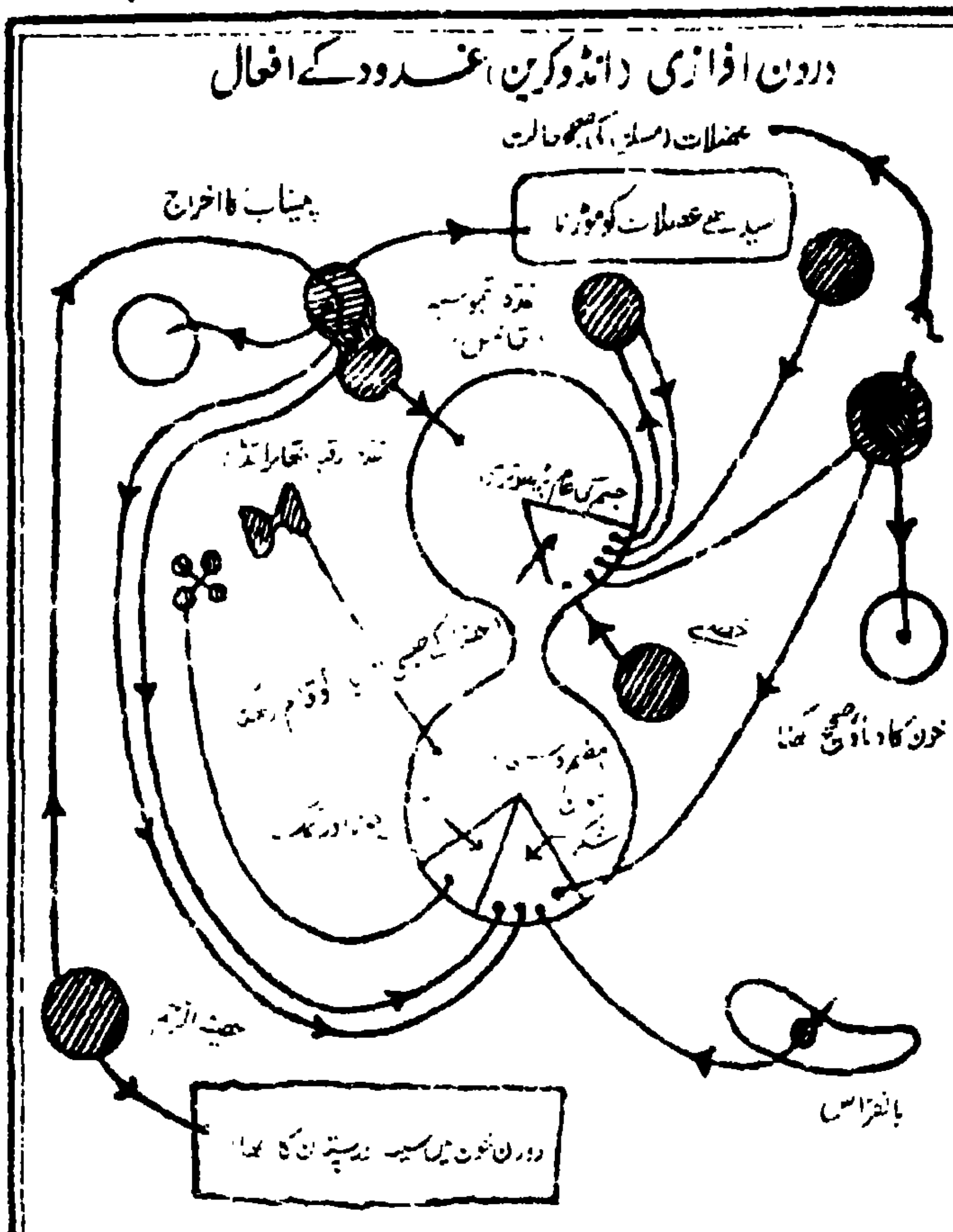
ماءُ اللحم کیا ہے؟ فوائد اور منافع کی اس طویل فہرست کو دیکھ کر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ ماءاللحم ہے کیا چیز؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ماءاللحم ایک قسم کا خوشبودار، خوش رنگ اور نہایت دل فریب عرق ہے جو سیب، انگور، انار، ناشپاتی، بہی، امرود، انناس اور دوسرے تازہ مفید اور خوش ذائقہ میووں، مشک، عنبر، زعفران، اور دوسری قیمتی اور نایاب دواؤں نیز جسم کو بہت جلد پرورش کرنے والی غذاؤں کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے میں قوت، روح، خون اور غذائیت، سرور اور نشاط، امنگ و حوصلے کا طوفان پوشیدہ ہے۔

ماءاللحم اور دوسری مقوی غذائیں

ماءاللحم اور دوسری مقوی غذاؤں میں کافی فرق ہے جو ماءاللحم کے امتیاز اور برتری کی مضبوط ضمانت ہے۔ ماءاللحم تمام قوتوں پر فوراً اثر کرتا ہے۔ یہ حلق سے اترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ معدے میں بہت کم ٹھیرتا ہے اور بہت جلد جگر میں پہنچ کر خون اور روح میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسم اور روح کی پرورش اور تربیت کرنے والے تمام اجزا اس میں موجود ہیں۔ اس کی مقدار خوراک بہت کم ہے۔ دوسری مقوی غذائیں ہفتوں اور مہینوں میں جو کام کرتی ہیں وہ ماءاللحم چند گھنٹوں اور چند دنوں میں کر دیتا ہے۔ ماءاللحم اپنی لطافت اور پاکیزگی کے باعث معدہ اور دوسرے اعضاءِ ہضم پر کوئی بار ڈالے بغیر خون بن جاتا ہے۔ معدہ اور آنتوں پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔

شراب اور ماءاللحم۔ ماءاللحم کے دوسرے فائدوں کو دیکھ کر ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ فائدے شراب سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شبہ بالکل بے حقیقت ہے۔ شراب سے ایک عارضی کیف تو ضرور پیدا ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ آگ کی یہ سیال چنگاریاں دل، دماغ، معدہ، جگر اور پھیپھڑوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں۔ روح اور خون کو پھونک ڈالتی ہیں۔ ماءاللحم میں نہ صرف یہ نقصانات ہی نہیں بلکہ یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ماءاللحم اور شراب میں وہی فرق ہے جو شیطان اور فرشتے میں ہو سکتا ہے۔ جو برگشتہ نصیب ہزاروں روپے کے ساتھ ہی اپنی صحت و جوانی کو بھی شراب پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں کاش وہ کچھ دن ماءاللحم پی کر بھی دیکھیں۔

جوہر اور ملمع۔ کہتے ہیں کہ ہر چمکدار چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہم نے ماءاللحم کے جو خواص اور فائدے لکھے



اس نقشہ میں جسم کے مختلف غدود کے افعال دکھائے گئے ہیں ہمدرد کا ماءاللحم ان تمام غدود کے افعال کو درست اور باقاعدہ رکھتا ہے۔

وہ بازاری ماءاللحم سے حاصل نہیں ہوسکتے۔ بازاری ماءاللحم میں مصنوعی رنگ اور مصنوعی خوشبو کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ماءاللحم کی تیاری پر کافی روپیہ صرف ہوتا ہے۔ محنت، ہوشیاری اور تجربہ کاری بھی اس کے تیار کرنے کے ضروری عنصر ہیں۔ طبی اصول سے اجزا کی بہم رسانی اور پورے وزن سے قیمتی دواؤں، تازہ پھلوں کے رس اور بیش قیمت دواؤں کے لطیف و پاکیزہ سیال کی شمولیت پھر دیانت اور ایمانداری سے اتنا ہی عرق حاصل کرنا جتنا طبی اصول سے حاصل کرنا چاہیے، کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ایک بار عرق کھینچ کر دوبارہ اتنے ہی اجزا پھر شامل کرکے عرق کشید کرنا اور اس میں بھی ان ہی قیود کا پابند رہنا نہایت دشوار اور اخلاقی جرأت کا کام ہے۔ یہ کام وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کے سینے میں

فن اور مخلوق کا درد

بھی موجود ہو۔ جن لوگوں کے سینے اس درد سے خالی ہیں وہ صرف اپنے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ناموس فن اور عوام کی فلاح و بہبودی سے انہیں سروکار نہیں ہوتا۔ اصول اور صداقت کے ساتھ فن اور مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ کافی ایثار اور ضبط نفس کا طالب ہے۔

ہمدرد دواخانے کا ماءاللحم

ہمدرد دواخانہ محض تجارتی ادارہ نہیں ہے بلکہ طب قدیم کو میدان مسابقت و ترقی میں طب جدید کے دوش بدوش چلانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت اور ضرورت ہے۔ دیسی دواؤں کو عمدہ شکل و شباہت سے پیش کرنا اور ان کی طاقت و اثر کا طبی ضابطوں سے جائزہ لے کر بازار میں لانا ہمدرد دواخانے کا سب سے بڑا اور مشکل فرض ہے۔ اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے وہ قائم ہوا اور اسی فرض کو بجا لانے کے لیے اب تک سرگرم کار ہے۔ ماءاللحم ہی پر موقوف نہیں، ہر دیسی دوا کو پوری ذمہ داری، صحت اور صفائی سے تیار کرنا اس کا اور اس کے نگران و سرپرست کا مقصد حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم میں نہ کوئی ضروری دوا کم کی جاتی ہے اور نہ مقدار بڑھانے کے لیے غیر ضروری چیزوں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔



غدہ درقیہ

(تھائرائڈ)

ہمدرد کا ماءاللحم غدہ درقیہ (تھائرائڈ) کے عمل کے نقص کو بہت جلد دور کردیتا ہے

دو سو سال کا مجرب نسخہ ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی میں ماءاللحم بہ نسخہ خاص ذوآتشہ کو ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو دو سو سال سے ہندوستان کے مشہور و معروف اور نامور اطبا کا معمول رہا ہے۔ ارض ہند کے اکثر شاہی خاندانوں میں یہ ماءاللحم استعمال ہوا ہے۔ ہمدرد دواخانے کی مجلس تشخیص و تجویز کے تجربہ کار اراکین مسلسل نہایت غور سے اس ماءاللحم کے متعلق گہرے اور وسیع تجربات کررہے ہیں۔

ہمدرد کے ماءاللحم کی لازوال شہرت ۔ یہ ماءاللحم تینتیس سال سے ہندوستان



غدہ درقیہ کے فعل کا نقص دور ہو جانے کے بعد



غدہ درقیہ کے فعل کے نقص کا نتیجہ

کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہو۔ اکتوبر شروع ہوتے ہی اس کی مانگ کا لا انتہا سلسلہ شروع ہو جاتا ہو جو مارچ کے وسط تک جاری رہتا ہو۔ اس عرصے میں قوت و زندگی اور لطف و سرور سے بھری ہوئی ہزاروں بوتلیں ہمدرد دواخانے سے روانہ ہوتی ہیں۔ ہمدرد کے مارالّلحم دو آتشہ نے ایک لازوال شہرت و عزت حاصل کر لی ہو۔ اس مارالّلحم کی بوتل خریدتے وقت خریدار کے دل میں یہی خیال ہوتا ہو کہ وہ قوت و زندگی اور صحت و تن درستی کا سودا کر چکا ہو۔ اس شہرت و امتیاز کے باوجود ہمدرد دواخانہ دہلی ترقی و اصلاح کی طرف بڑھتا رہا اور مارالّلحم کے متعلق علمی و عملی تجربات ہوتے رہے۔ سائنٹفک اصول سے غور کیا جاتا رہا۔ اب ان تجربات کے بہترین نتائج سامنے آگئے ہیں اور کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے ایسے آلات تیار کرا لیے ہیں جن کی امداد سے مارالّلحم کو محفوظ طریقے پر تیار کرنے کے ساتھ ہی اس کی طاقت و قوت کو بڑھا دیا گیا ہو اور اسے دیرپا بنانے میں پوری کامیابی حاصل کر لی گئی ہو۔

ہمدرد دواخانے کے مارالّلحم کی چند خصوصیات، ۱۔ مجلس تشخیص و تجویز کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی خاص نگرانی میں نہایت اہتمام صفائی اور پاکیزگی سے تیار کیا جاتا ہو اور تیاری کا سب کام نئے سائنٹفک طریقے سے انجام دیا جاتا ہو۔ ۲۔ تمام قیمتی دوائیں اور پھلوں کے رس پورے وزن سے شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سبز میووں کا رس حاصل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہو۔ کوئی کچا یا داغ دار پھل نہیں ڈالا جاتا۔ بالکل وقت پر اور عمدہ پکے ہوئے پھلوں سے تازہ اور عمدہ رس حاصل کر کے ڈالا جاتا ہو۔

۴۔ ہمدرد دواخانے کے مارالّلحم کی ترکیب میں جسم کی تمام قوتوں کی پرورش اور تربیت کا لحاظ رکھ کر قوت باہ پر پورا اثر ڈالا جاتا ہو۔ یہ نہیں کیا جاتا کہ محض باہ کو قوت دینے والی دوائیں ملا دی جائیں اور دل و دماغ، معدہ و جگر وغیرہ کا خیال نہ رکھا جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ اس کے استعمال سے رگوں اور پٹھوں میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو کر قوت باہ میں وقتی ہیجان پیدا ہو جائے اور جب ردّ عمل ہو تو پہلی قوت بھی باقی نہ رہے۔ ہمدرد دواخانے کے مارالّلحم میں ایسے اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو دل و دماغ اور جگر و معدہ کو طاقت دے کر پہلے عمدہ خون پیدا کرتے ہیں۔ پھر قدرتی اصول کے ماتحت باہ کو قوت دیتے ہیں۔

۵۔ زیادہ گرم اور مضر چیزیں شامل کر کے مارالّلحم کی خوبی کو فنا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ جسم کی مشین کے کل پرزوں کی حفاظت بہترین [illegible] غذائیت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں جن سے خون اور روح پر نہایت معتدل اور قدرتی اثر پڑنے کے بعد نتیجے کے طور پر باہ میں بیداری پیدا ہوتی [illegible]

۶۔ ظاہری شکل و صورت، رنگ اور خوشبو نہایت دل فریب ہو۔ صرف پیکنگ پر اتنا روپیہ صرف کیا جاتا ہو [illegible] کی تیاری پر بھی خرچ نہیں ہوتا۔

۷۔ ہمدرد دواخانے کا مارالّلحم مدت تک خراب نہیں ہوتا۔ نہ اس کا رنگ بدلتا ہو، نہ اس میں جالا پڑتا ہو۔

۸۔ نفاست اور پاکیزگی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہو۔

ہمدرد کے مارالّلحم دو آتشہ کے مختصر فوائد۔ مارالّلحم کے جو فائدے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں [illegible] خاص اور امتیازی فوائد یہاں لکھے جاتے ہیں۔ یہ مارالّلحم نہایت مقوی باہ ہو۔ دل، دماغ، جگر، معدہ اور گردے [illegible] خصیوں اور جسم کی دوسری گلٹیوں کو اپنے قدرتی وظائف ادا کرنے [illegible] آمادہ کرتا [illegible]
[illegible]

خون پیدا کرکے چہرے کو خوبصورت اور سرخ و سفید کر دیتا ہے۔ خون کو صاف کرکے رنگ نکھارتا ہے۔ دماغی کام کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ ذہانت جوش اور عزم پیدا کرتا ہے۔ پستی، مایوسی اور غم و اندوہ کو دُور کرتا ہے۔ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کی اُمنگ اور آرزو پیدا کرتا ہے۔

ترکیب استعمال ۔ تنہا ماءاللحم استعمال کرنے کی ترکیب نہایت آسان اور سادہ ہے۔ البتہ ماءاللحم کی قوت کو بڑھانے اور اس سے مخصوص اعضا اور تمام قوتوں کو تربیت دینے کے طریقے مختلف ہیں جو بعد میں لکھے جائیں گے۔

خوراک ۔ پانچ تولے یعنی چھٹانک بھر ماءاللحم پینا چاہیے۔ ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے۔

بدرقہ ۔ پاؤ بھر دودھ، دودھ گائے کا ہو تو بہتر ہے۔ دودھ کی مقدار کا گھٹانا اور بڑھانا پینے والے کی طبیعت اور قوتِ ہضم پر موقوف ہے۔

اوقاتِ استعمال ۔ اس کے استعمال کا بہترین وقت صبح کا ہے ورنہ ضرورت پر ہر وقت بطور مقوی اور فرحت بخش کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پرہیز ۔ دورانِ استعمال میں کھٹی اور دیر ہضم چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہلکی اور زود ہضم غذا کھائیں۔ سبز میووں میں سیب، انار، انگور، ناشپاتی کیلا اور سردہ وغیرہ کھا سکتے ہیں۔ خشک میووں میں بادام اور اخروٹ، انجیر کھا سکتے ہیں۔

ماءاللحم کی مدتِ استعمال ۔ ماءاللحم ایسی مفید مقوی اور زود اثر دوا ہے کہ حلق سے اترتے ہی اس کے حیرت انگیز فائدوں کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ پیتے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل کو کسی نے سہارا دے دیا۔ طبیعت پر خاص قسم کی امنگ اور فرحت نمایاں ہو جاتی ہے لیکن مستقل اور پائدار منافع حاصل کرنے کی غرض سے چالیس روز تک اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تھوڑے دن ماءاللحم پینے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو چالیس دن کے استعمال سے میسر آتی ہے پھر بھی ماءاللحم کی خواہ ایک ہی خوراک پی جائے وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ چالیس دن تک ماءاللحم پی لینا گویا سال بھر تک

صحت اور تن درستی کا بیمہ کرا لینا ہے جن لوگوں کو خدا نے استطاعت دی ہو وہ اگر نر اکتوبر سے وسط مارچ تک اس کو مناسب بدرقوں کے ساتھ پیتے رہیں تو ان کی عام جسمانی حالت قابلِ رشک ہو جائے گی اور ڈاکٹر وارونوف کے غددی علاج کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ بغیر عملِ تقلیم ہی کے

اعادۂ شباب ہو جائے گا۔ دل و دماغ اور بدن کا ہر عضو جوان ہو جائے گا۔ تمام جسمانی طاقتیں جوش و خروش کے ساتھ اپنا اپنا کام کرنے لگیں گی اور بدن کے روئیں روئیں سے طاقت و توانائی، صحت و تن درستی اور شباب و جوانی کے چشمے اُبلنے لگیں گے۔

ماءاللحم اور مختلف بیماریاں

یوں تو ماءاللحم خود نہایت صحت بخش، مفرح اور مقوی دوا ہے لیکن مختلف بیماریوں میں اس کو مناسب اور مخصوص دواؤں کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ماءاللحم دواؤں کے اثرات کو بہت جلد مقامِ مرض تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ جو دوائیں کھائی جاتی ہیں ان کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں مختصر طور پر مختلف بیماریوں میں ماءاللحم کے استعمال کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

باہ کی کم زوری اور بے رغبتی تمام اعضائے رئیسہ، دل، دماغ اور جگر وغیرہ کو قوت پہنچا کر (نہ کہ ان کو تباہ کرکے) باہ کی کم زوری کا قلع قمع کرنا ہمدرد کے ماءاللحم کی اعلیٰ خصوصیت ہے۔ وہ لوگ جو اس مرض میں مبتلا ہوں پانچ تولے (دو اونس) ماءاللحم صبح دودھ میں ملا کر پئیں۔ صبح کو چائے پینے والے اس کو چائے میں ملا کر پئیں یا پہلے ماءاللحم کی ایک خوراک مصری یا شکر سے میٹھا کرکے پئیں۔ اس کے بعد چائے پی لیں۔ ماءاللحم کا پورا اثر دیکھنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ صبح کو ناشتے میں ثقیل اور بوجھل چیزیں نہ ہوں۔ البتہ انڈے، کسی قسم کا حلوہ یا کیک وغیرہ لے لیے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ جن لوگوں کو ماءاللحم کی پوری خوراک موافق نہ آئے ان کو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر کو استعمال کرنی چاہیے۔ تیسرے پہر ماءاللحم چائے یا کسی پھل کے رس کے ساتھ پئیں۔ تیسرے پہر کی خوراک رات کو سوتے وقت بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ جن لوگوں کو زیادہ تقویت مطلوب ہو وہ ماءاللحم کی پوری دو خوراکیں صبح اور سہ پہر کو بھی استعمال کرسکتے ہیں لیکن دن بھر میں دو خوراکوں سے زیادہ ہرگز نہ کریں۔ جو اصحاب باہ اور باہ کے متعلقہ اعضا کی بالکل ہی تجدید چاہتے ہوں انھیں ماءاللحم کے ساتھ مشہورِ عالم معجون شباب آور استعمال کرنی چاہیے۔ وہ خواتین جو مردوں کی طرف سے بے رغبتی کے مرض میں مبتلا ہوں انھیں ماءاللحم اوپر بتائی ہوئی ترکیبوں کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔ ہمدرد کا ماءاللحم ان خواتین کے لیے آبِ حیات سے کم نہیں ہے جو اپنے اندرونی اعضا کی کم زوری کی وجہ سے آئے دن سیلان الرحم، ورمِ رحم اور حیض کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا رہتی ہیں۔

دماغ اور حافظہ کی کمزوری اور نزلہ :- ان امراض میں مبتلا مردوں اور عورتوں کو ماءاللحم کی آدھی آدھی (ڈھائی تولے) خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔ تیسرے پہر کسی پھل کے رس میں ماءاللحم پینا چاہیے۔

پٹھوں کی کمزوری ضعف اعصاب کے مریضوں کو ماءاللحم کی پوری خوراک دودھ یا چاء میں ملا کر صرف ایک وقت صبح کو استعمال کرنی چاہیے۔ ایسے لوگوں کو ہمارے ماءاللحم کے استعمال سے بھوک بہت زیادہ لگنے لگے تو انھیں آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو پینی چاہیے۔ غذا میں جلدی ہضم ہونے والی چیزیں ذرا پیٹ خالی چھوڑ کر کھائیں۔

دل کی کمزوری اور غشی۔ ان مرضوں کے لیے ہمدرد کا ماءاللحم کی آدھی آدھی خوراک سنگترہ یا سیب یا انار کے رسوں کے ساتھ یا شربت روح افزا ملا کر استعمال کریں۔ جی چاہے تو ایک وقت دودھ کے ساتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ناگہانی غشی کی صورت میں ماءاللحم کی آدھی خوراک ذرا سے پانی یا عرق گلاب میں ملا کر تھوڑا تھوڑا مریض کو دیں۔ مریض فوراً آنکھیں کھول دے گا۔

جگر کی کمزوری اور خون کی کمی۔ خون کی کمی (انیمیا) میں ہمدرد کا ماءاللحم اکسیر سے کم نہیں ہے۔ ایسے مریضوں کو ماءاللحم کی ایک خوراک یا تو صبح کو دودھ یا کسی پھل (انار ربادہ انچھا ہے) کے رس کے ساتھ پی لینی چاہیے یا اس کی آدھی آدھی خوراکیں کھانا کھانے کے بعد استعمال کرنی چاہییں۔

بھوک کی کمی :- ہمدرد کا ماءاللحم کی چند خوراکوں سے ہی بھوک کھل جاتی ہے لیکن اگر بھوک بڑھانی ہو تو کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے ماءاللحم کی آدھی آدھی خوراک پی لینی چاہیے۔

ہائی بلڈ پریشر رفتار دموی (بلڈ پریشر) کے مریضوں کی شریانوں کی سختی کو ہمدرد کا ماءاللحم بہت کم کر دیتا ہے۔ ان مریضوں کو آدھی آدھی خوراک صبح دودھ میں ملا کر اور تیسرے پہر سنگترہ یا انار کے رس میں ملا کر پینی چاہیے۔ بہتر ہو اگر صبح کی خوراک پینے سے پہلے بلڈ پریشر کی مشہور دوا تریاق فشار (دیکھو ماشے کھائی جائے۔

عام جسمانی کمزوری اور بیماریوں کے بعد کی کمزوری :- کے لیے ہمدرد کے ماءاللحم کا استعمال صبح کے وقت ہی مناسب ہے۔ پوری خوراک ایک وقت میں نہ برداشت ہو تو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔

بڑھاپے کی کمزوری کو روکنے کے لیے ہمدرد کا ماءاللحم سے بہتر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ معدہ پر اس کا کوئی بوجھ نہیں پڑتا اور قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔

ولادت کے بعد کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے زچہ کو ایک مقوی چیز کی حیثیت سے ہمدرد کا ماءاللحم دینا مفید ہے۔ آدھی آدھی خوراک دن میں دو بار دودھ کے ساتھ دینی چاہیے۔

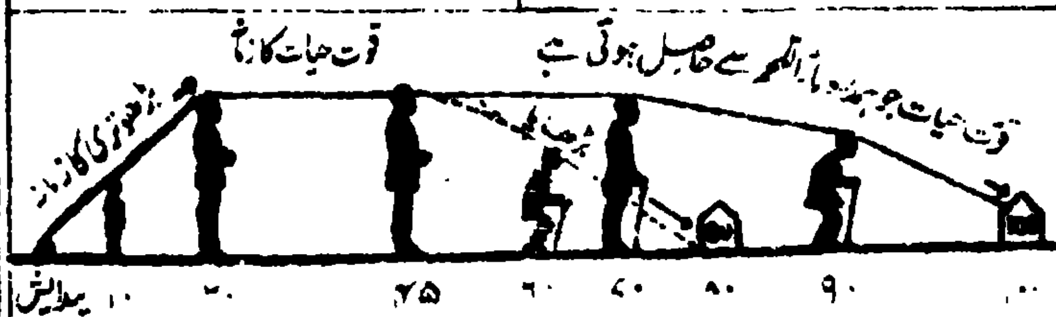
پرہیز :- ہمدرد کا ماءاللحم کے دوران استعمال میں زیادہ کھٹی اور زیادہ مرچوں والی چیزوں سے پرہیز کافی ہے۔

ماءاللحم میں عورتوں کا حق

موسم سرما کے عیش و مسرت کو عام طور پر مرد اپنا ہی حق سمجھتے ہیں اور اعادۂ شباب کی کوششوں میں عورتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ عورتوں کا حسن و شباب اور ان کی جوانی و رعنائی بھی قائم رکھی جائے جس طرح مرد اپنے شباب سے محبت کرتا ہے اسی طرح عورت کو اپنی جوانی عزیز ہے۔ عورتیں ایک مقوی مفرح اور شباب آور



دوا کے طور پر بے تکلف ماءاللحم استعمال کر سکتی ہیں۔ بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو ماءاللحم ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے بچے کی تن درستی پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور عورت کی صحت پر بھی۔ صحت اور تن درستی برقرار رکھنے کی غرض سے عورتیں صبح کو گاجر یا انڈے کے حلوے کا ناشتہ کر کے ہمدرد کا ماءاللحم دواتولہ ۵ تولے دودھ میں ڈال پی سکتی ہیں۔



دیے گئے نقشے سے آپ ... کی ... ہو سکتی ہے ... کی عمر میں ہمدرد کا ماءاللحم ... انسان ... قوت ... کی حفاظت کرتا ہے ... جب قوت ضائع ہونے لگی ہوتی ہے ... بڑھاپے ... ہمدرد کا ماءاللحم ... قائم رکھتا ہے۔

ماءاللحم کی قیمت کا مقابلہ

ماءاللحم کی قیمت پانچ روپے فی بوتل مقرر ہے۔ ایک بوتل میں بارہ خوراک دوا ہوتی ہے۔ گویا ایک خوراک دوا کی قیمت تقریباً ... ہوئی ... یہ قیمت ... معلوم ہوتی ہے۔ ماءاللحم کے بیش قیمت اجزا اور اس کے لاثانی فائدوں کو دیکھتے ہوئے یہ قیمت زیادہ نہیں ... کی ایک ایک خوراک پر اس سے چوگنے دام بے تکلف خرچ کر ڈالتے ہیں۔ انھیں اس قیمت کو محسوس بھی نہ کرنا چاہیے۔ ماءاللحم ... دوائیں اور میوے ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی ساخت میں ہندوستانیوں ... حضرات کے مزاج ... ہندوستانی آب و ہوا ... کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

ہماری ذمہ داری۔ طبیب کو دوا تجویز کرتے وقت اپنی رائے اور تشخیص پر پورا وثوق ہونا چاہیے۔ ایک تجربہ کار طبیب کا یہی حق ہے لیکن عمدہ دوا کا ملنا ایسی مصیبت ہے جس کا معالجین کے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے اس مضمون میں جو دوا بھی کسی مرض کے لیے لکھی ہے وہ یقیناً اس کے لیے مفید ہے، مگر ہم پر پوری ذمہ داری اسی وقت عائد ہوتی ہے جب دوائیں بھی عمدہ اور قابل اطمینان ہوں اور انھیں بتائی ہوئی ترکیب اور پرہیز کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی سے دوائیں منگانے کی سفارش صرف اس بنا پر کی جا رہی ہے کہ یہاں تمام مرکب دوائیں بہترین نظام بہترین نگرانی اور بہترین اجزا سے تیار کی جاتی ہیں۔ ذرا سے شبہ پر قیمتی سے قیمتی دوا فوراً پھینک دی جاتی ہے۔ مجلس تشخیص کے صدر عالی جناب حکیم مولوی محمد عبدالحمید صاحب دواؤں کے معاملے میں نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ پرانے تجربے، دیانت داری اور ماہر دوا سازوں کی موجودگی میں بھی صاحب موصوف اپنی سخت نگرانی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور مشک، عنبر، زعفران، موتی، زمرد، یاقوت، نیلم، زبرجد اور اسی قسم کی قیمتی دوائیں اپنے سامنے وزن کرا کے شامل کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ **ہمدرد دواخانہ دہلی** سے دوائیں خریدنے کی سفارش کسی تجارتی مقصد یا تجارتی حرص کی بنا پر ہے یا محض طب قدیم کی عظمت اور اپنے طبیبانہ وقار و اعتماد کی حفاظت اور خود آپ کے فائدے اور روپے کی حفاظت کے لیے ....

ہمدرد دواخانے کی مقبولیت کا راز سب کو معلوم ہے کہ صداقت و دیانت اور خوش معاملگی کے سوا اور کچھ نہیں!

ناظرین کی سہولت کے لیے ان دواؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے:

تریاق فشار ایک شیشی (...) شربت روح افزا ایک بوتل (...) عرق گلاب ایک بوتل (...) ماءاللحم نسخہ خاص دو آتشہ ایک بوتل ... معجون ... ایک تولہ ...

لکھنؤ اور کانپور کے خریداروں کے لیے سہولت اور کفایت

لکھنؤ اور کانپور کے خریدار ہماری ایجنسیوں سے ماءاللحم اور دوسری پیٹنٹ دوائیں دہلی کے نرخوں پر خرید سکتے ہیں۔ مقامی ایجنٹوں کے پتے یہ ہیں:-

لکھنؤ:- ایجنسی ہمدرد دواخانہ امین الدولہ پارک دوکان نمبر ۲۷/۲۸ لکھنؤ

کانپور:- ایجنسی ہمدرد دواخانہ۔ چوراہا مول گنج۔ نئی سڑک۔ کانپور

نوجوان عورتوں کو رحم کی خرابی وقت سے پہلے بوڑھا کردیتی ہے

بہت سی لڑکیاں ایسی ہیں جو شادی سے قبل ہی مرجھا جاتی ہیں اور بہت سی لڑکیاں شادی کے فوراً بعد ہی بوڑھی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اس کی وجہ ان کے رحم کی خرابی ہے۔ اگر رحم میں کوئی خرابی نہ ہو تو عورت ۴۵ سال کی عمر تک جوان دکھائی دے سکتی ہے۔ ایسی عورتیں جو رحم کی خرابی کی وجہ سے اپنی صحت اور جوانی برباد کرچکی ہوں



معجون مقوی رحم

کے ذریعہ پھر سے جوان بن جائیں۔ ہمدرد دواخانہ کی یہ اکسیری دوا عورتوں کی بگڑی ہوئی صحت کو درست کردیتی ہے۔ چہرہ پر سرخی اور شادابی پیدا ہوجاتی ہے۔ نسوانی شکایتوں کے لیے اکسیر ہے۔ سیلان الرحم (لیکوریا) سیلان غدددی کے لیے مفید ہے۔ اندرونی حصے کے ورم کو حیرت انگیز طریقے سے دور کرتی ہے۔ رحم اور اس کے متعلقہ اعضاء مثلاً خصیۃ الرحم اور نلوں کو قوت پہنچاتی ہے۔ ایام ماہواری کی خرابیاں اس کے استعمال سے کافور ہوجاتی ہیں۔ اگر خون کم یا زیادہ آتا ہو تو اسے ٹھیک کردیتی ہے۔ اختناق الرحم (ہسٹیریا) کی مریض عورتوں کو بھی اس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ عورتوں کے لیے لاجواب چیز ہے۔

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

ضعف باہ کے ہزاروں پرانے مریضوں کی

جوانی واپس آگئی

جدید سائنٹی فک دریافت ہے کہ اگر ان اعضا اور ان غدود میں نئی زندگی پیدا کی جاسکے جن پر جوانی کی قوتوں کا دارومدار ہے۔ تو جوانی از سر نو عود کر آتی ہے۔ اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمدرد دواخانہ نہایت فخر کے ساتھ اپنی ایجاد

حب مبہی خاص پیش کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس دوا نے وہ اثر دکھایا ہے کہ استعمال کرنے والے حیران ہوگئے۔ اس دوا کے چند روزہ استعمال سے نہ صرف ناقابل برداشت قوت پیدا کردی ہے بلکہ استعمال کرنے والوں کو تن درستی کا مجسمہ بنا دیا ہے۔ ضعف باہ خواہ عمر کی زیادتی کی وجہ سے ہو یا کسی بے اعتدالی کی بنا پر ہو سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھاتی ہے۔

سست اور بیکار اعصاب میں برقی رو دوڑا دیتی ہے۔

جماع کی قوت میں حیرت انگیز اضافہ کردیتی ہے۔

نہایت قیمتی اجزا سے مرکب ہے۔

قیمت ایک شیشی ۲۰ خوراک ۱/-



ہمدرد دواخانہ۔ دہلی

نمبر (۵)	نومبر ۱۹۴۱ء	جلد (۱۲)

فہرست مضامین

قیمت سالانہ ایک روپیہ　　ممالک غیر (برما وغیرہ) سے تین شلنگ　　فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

... نے ... پریس ... میں چھپوا کر شائع کیا

اپنی عمر کے کئی سال واپس لے لیجیے

"قدرتی علاج نمبر"

کھلانے کو بہت ہے یہ بات کافی نہیں ہے ۔ بے شک آپ اپنی غذا پر بہت کافی رقم خرچ کرتے ہیں۔ مگر ممکن ہے کہ آپ کی غذا میں کافی حیاتین اور معدنیات نہ ہوتی ہوں اور سائنٹی فک زبان میں اگر کہا جائے تو آپ "فاقہ کشی" کر رہے ہوں ۔ ممکن ہے پوری طرح تن درست نہ رہنے کا یہی ایک سبب ہو۔

آپ کا دل پسند ایشیا کے سب سے مشہور رسالہ ہمدرد صحت کا قدرتی علاج نمبر آپ کے سامنے صحیح غذا کے متعلق عجیب سائنٹی فک معلومات پیش کرے گا۔

لاکھوں اصحاب قدرت کی مفت عطا کی ہوئی ہوا سے بھی پوری طرح کام نہیں لیتے ۔ ہلکا سانس لیتے ہیں جس سے پھیپھڑے کا صرف ایک حصہ پھولتا ہے جس طرح بچے پھکنا پھلاتے ہیں اور اس کا ایک حصہ چپک کر رہ جاتا ہے اسی طرح پھیپھڑے کا بھی ایک حصہ چپک جاتا ہے یہاں سے تپ دق پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ قدرتی علاج نمبر گہرے سانس کی آسان ورزشیں، تازہ صاف ہوا کی اہمیت ایسے دلچسپ طریقے سے درج کرے گا کہ حیرت ہوگی۔

پانی کا صحیح استعمال سیکھنا بھی بڑی ضروری چیز ہے ۔ یہ سب سے زیادہ بدن کے کام آتا ہے ۔ اسی میں زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد جراثیم پرورش پاتے ہیں۔ خراب پانی یا اس کے غلط استعمال سے سیکڑوں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو بالکل غیر ضروری ہیں ۔ قدرتی علاج نمبر میں پانی کے متعلق عجیب اور نہایت مفید معلومات درج ہیں۔ بے شمار اصحاب روزانہ غسل کرتے ہیں اور اوپر سے بہت صاف ستھرے رہتے ہیں مگر اندر سے ؟ بالکل گندے !

قبض کی شکایت ننانوے فی صدی بیماریاں پیدا کرتی ہے ۔ قدرتی طور پر کیوں کر پیٹ صاف رکھیں ۔ قدرتی علاج نمبر میں ملاحظہ فرمائیے ۔

ہوا، پانی، غذا، آرام و سکون، ورزش، مالش، صفائی، سورج، علاج بالون، روزہ اور فاقہ، موسیقی، یوگ، متفرقات وغیرہ قدرتی علاج نمبر کے عجیب ابواب ہیں۔ تقریباً دو سو صفحات میں قدرتی علاج اور قدرتی طور پر صحت حاصل کرنے کے متعلق موتی پرو دئے گئے ہیں۔

ہمدرد صحت کی اس اشاعت سے آپ کو معلوم ہوگا کہ عالی جناب حکیم حاجی عبد الحمید صاحب اور عالی جناب حکیم حافظ محمد سعید صاحب کس قدر شاندار محنت اور ریسرچ کرنے کے بعد رسالہ مرتب فرماتے ہیں ۔

تمام ہندوستان میں یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ جیسے نک مضامین میں خاص الخاص معلومات جن سے لاکھوں خواتین بچے اور اصحاب فائدہ نہ اٹھا رہے ہوں موجود نہ ہوں، ہرگز ہمدرد صحت میں شائع نہیں ہو سکتے، بلند پایہ علم دوست اصحاب اور مشاہیر اطبا کی رائے ہے کہ سوائے ہمدرد صحت کے اور کوئی رسالہ کلکتہ سے کراچی اور کشمیر سے راس کماری تک اتنی مفید معلومات سے پُر شائع نہیں ہوتا۔

جو خواتین اور اصحاب ہر وقت تھکے ماندے رہتے ہیں قبض کی شکایت رہتی ہے یا ان میں انرجی مفقود ہو یا ان کا وزن اوسط سے کم یا زیادہ ہے یا سر میں اور اعصاب میں درد رہتا ہے، بھوک کم لگتی ہے، آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہے یا ان کو نزلہ اور زکام گھیرے رہتا ہے اور یا اور قسم کی معمولی یا خطرناک بیماریاں ہیں یا اس وقت پوری طرح تن درست ہیں اور آئندہ بھی تن درست رہنا چاہتے ہیں اور حکیموں، ڈاکٹروں کی فیس اور دواؤں کے خرچ سے نجات حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں یا طویل عمری ان کا نصب العین ہو تو ان کے اور ان کے بچوں کے لیے قدرتی علاج نمبر صحت کا قفل کھولنے کی چابی ہے۔

آج ہی قدرتی علاج نمبر طلب فرمائیے ۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ دیر کرنے میں آپ اس اشاعت سے محروم رہ جائیں ۔ قدرتی علاج نمبر سے آپ میں یقیناً حیرت انگیز تبدیلیاں ہونگی ۔ (ضخامت تقریباً دو سو صفحے)

قیمت

معمولی ایڈیشن آٹھ آنے ۔ اعلیٰ ایڈیشن بارہ آنے (محصول ڈاک دو پیسے)

رسالہ ہمدرد صحت کے خریداروں کو قدرتی علاج نمبر سالانہ قیمت ہی میں دیا جاتا ہے ۔ ہمدرد صحت کی قیمت صرف ایک روپیہ سالانہ ہے اگر آپ کو صرف قدرتی علاج نمبر درکار ہے تو آٹھ آنے کے ٹکٹ لفافے میں رکھ کر بھیج دیجیے ۔ چند ہی دن میں آپ کے پاس یہ عظیم الشان نمبر پہنچ جائے گا۔

مینیجر ہمدرد صحت ہمدرد منزل دہلی

علم طب کا مستقبل

(از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی۔ لاہور)

آئندہ طب کا خاص کام یہ ہوگا کہ وہ امراض سے محفوظ رہنے کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرے اور انسان اور پالتو جانوروں کو امراض کے حملے سے مامون و مصئون کرنے کے زیادہ موثر طریقے اختیار کرے۔

امراض سے تحفظ کا مسئلہ عمر، جنس اور نسل کے اختلاف نیز مختلف ماحول میں بدلتا رہتا ہے۔ یہ بھی ہر شخص جانتا ہے کہ جب لوگ ایک متعین عمر سے گزر جاتے ہیں تو انھیں بچوں کی بیماریاں نہیں ہوتیں۔ اسی طرح بچے بھی عموماً ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتے جو سن کہولت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ دوران زندگی میں نظام جسمانی بعض عناصر حاصل کرتا اور بعض کھوتا رہتا ہے۔ ان کی نوعیت ہنوز نامعلوم ہے۔ لیکن ان کی کمی یا زیادتی سے مختلف امراض کے قبول کرنے کی استعداد کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ مردوں اور عورتوں میں امراض سے متاثر ہونے کی یکساں صلاحیت نہیں ہوتی۔ اسی طرح مختلف نسلوں میں بھی اس اعتبار سے بہت زیادہ فرق ہے۔ چوں کہ امریکا کے قدیم باشندوں میں چیچک اور بعض دوسری بیماریوں سے جو سفید اور حبشی نسل کے لوگ وہاں لائے تھے، کوئی طبعی تحفظ نہ تھا، اس لیے ان بیماریوں سے وہاں کی قدیم آبادی کا ایک بڑا حصہ تلف ہو گیا۔ بخلاف اس کے وہ لوگ سفید نسل والوں کے خناق وبائی، میعادی بخار اور بعض جلدی اور جرثومی امراض سے زیادہ محفوظ تھے۔ حبشی نسل کے بعض حصے ملیریا سے محفوظ ہیں۔ قطب شمالی کے قریب بسنے والے اسکیمو اب سے تیس سال پہلے تک دانت کی بیماریوں سے محفوظ تھے۔ اسی طرح دوسری نسلوں کی بھی بعض خصوصیات ہیں۔

غذا، ماحول اور عام اصول صحت کی تبدیلی سے بھی امراض کو رفع کرنے کی قوت کم و بیش ہو جاتی ہے۔ اور بعض حالات میں فنا بھی ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی تبدیلی کی ایک اہم مثال الاسکا (امریکا) کی اسکیمو قوم میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ان لوگوں میں ماحول کی تبدیلی اور خصوصاً غذا کی تبدیلی سے نمایاں طور پر دانت کی بیماریاں زیادہ ہو گئی ہیں، جو پہلے ناپید تھیں۔ برخلاف اس کے گذشتہ پچیس سال سے دیکھا جا رہا ہے کہ انڈین اسکیمو اور چند دوسری قوموں میں دق سے محفوظ رہنے کی استعداد بہ تدریج زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

امراض سے محفوظ رہنے کی صلاحیت زیادہ تر طبعی ہوتی ہے۔ تاہم بعض امراض ایسے ہیں، مثلاً چیچک، خناق وبائی، میعادی بخار وغیرہ، جن سے تدبیروں کے ذریعہ سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس وقت تک لاتعداد اشخاص پر ان تدبیروں کا تجربہ کامیابی کے ساتھ ہو چکا ہے۔

کسی بیماری سے تحفظ جزوی بھی ہو سکتا ہے اور کلی بھی، یہ تھوڑے عرصہ کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ مدت کے لیے بھی۔ مثلاً چیچک کے ٹیکے کا بلکہ بعض صورتوں میں یہ تحفظ تمام عمر باقی رہتا ہے اور کبھی کبھی اس کا اثر اولاد کی طرف بھی منتقل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض خاندان چند امراض سے کم و بیش طبعی طور پر محفوظ ہوتے ہیں۔

مختلف امراض سے محفوظ رہنے کا ایک مفید طریقہ یہ ہے کہ جسم کو بہترین صحت کی حالت میں رکھا جائے لیکن یہ حقیقتاً کوئی طبعی تحفظ نہیں، یہ صرف اسی وقت تک قائم رہ سکتا ہے جب تک صحت ایک بلند معیار پر قائم ہے۔

آئس لینڈ کی آبادی ایک طویل مدت تک کالی کھانسی سے محفوظ تھی لیکن شمالی یورپ اور خصوصاً سکنڈے نیویا میں یہ مرض کثرت سے پایا جاتا ہے۔ یہود میں عام طور پر ذیابیطس، سرطان، فربہی اور اعصابی بیماریوں کی صلاحیت موجود ہے لیکن وہ بہ نسبت دوسری سفید قوموں کے دق سے زیادہ محفوظ ہیں۔ حبشیوں کی حالت مختلف مقامات پر مختلف ہے۔ امریکا میں انھوں نے سفید نسل کے باشندوں سے زیادہ ملیریا، زرد بخار، خسرہ، سرخ بخار اور خناق وبائی سے محفوظ رہنے کی استعداد ظاہر کی ہے۔ انھیں عموماً بواسیر نہیں ہوتی۔ لیکن دل، پھیپھڑے اور گردہ کی بیماریوں اور انفلوائنزا کا اثر وہ زیادہ قبول کرتے ہیں۔

سرخ ہندوستانی کسارح سے بالکل محفوظ تھے۔ سرطان سے زیادہ تر اور بہ نسبت سفید نسل والوں کے خناق وبائی، میعادی بخار، دماغی اور اعصابی امراض اور متعدد جلدی بیماریوں سے بہت زیادہ، لیکن وہ سفید قوموں کے مقابلہ میں چیچک، خسرہ، دق اور انفلوائنزا سے کم محفوظ تھے۔ اسکیمو حال تک دانت کی بیماریوں، متعدی جلدی امراض، میعادی بخار اور مختلف دوسری بیماریوں سے محفوظ تھے، لیکن ان میں بعض امراض سے متاثر ہو جانے کی وہی صلاحیتیں موجود تھیں اور اب بھی ہیں جو سرخ ہندوستانیوں میں پائی جاتی تھیں۔

بابُ الصحت

غذا اور اُس کی اہمیّت

(از جناب محمد خلیل الرحمٰن خاں صاحب، عثمانیہ میڈیکل کالج، حیدرآباد دکن)

غذا کا مسئلہ بڑی حد تک پیچیدہ ہے۔ ہر ملک میں خاص قسم کے کھانوں کا رواج ہے۔ اس کا انحصار اس کے اجنا کے وہاں بآسانی مہیا ہونے، پیدا ہوتے، زبان کو غیر معمولی طور پر لگ جانے، ملک اور باشندوں کی طبعی خصوصیات اور بالآخر موسمی حالات واختلافات پر ہے۔ یہ انفرادی خیالات پر بھی مبنی ہے۔ لہٰذا ہر شخص کے لیے ایک ہی قسم کی غذا کا معیار قائم کرنا بہت دشوار ہے۔

غذا اور ہاضمہ پر ایک دو نہیں سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ خلیات دانوں (علم منافع الاعضا یا عضویات کے ماہرین) اور علم تغذیہ کے ماہروں نے بہت عرصہ تک گہرے تجربات کیے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے تجربوں اور آزمائشوں کی حقیقت کو دنیا پر اچھی طرح ظاہر کر دیا ہے۔ یہ مضمون بھی ان معلومات کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے جو اُن کی کاوشوں سے ہمیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس علم کے ماہروں نے تجزیہ کر کے غذاؤں کو علیحدہ علیحدہ نام دیے ہیں۔ مثلاً غذا کا وہ حصہ جو لعاب دہن سے ہضم ہوتا ہے اُسے نشاستہ کا نام دیا ہے معدی ترشوں اور آنتوں کے افرازات سے غذا کا جو حصہ ہضم ہوتا ہے اسے پروٹین (بیضین دار اور شوربئی مادّے) کہا ہے۔ غذا کے جن حصوں پر پت اور لبلبہ کے افرازات کا اثر ہوتا ہے انھیں شحمیات (چربیاں) اور کاربو ہائیڈریٹس (آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ساتھ کاربن کے مرکبات) کے ناموں سے موسوم کیا ہے۔ سائنس دانوں نے حرارت اور توانائی کی ان مقداروں کی بھی پیمائش کی ہے جو ہر غذا کے ہضم ہونے پر پیدا ہوتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے پیمائش کا جو معیار مقرر کیا ہے اُسے حرارہ، انگریزی میں کیلوری کہتے ہیں۔ حرارت اور توانائی کے اس پیمانہ سے زندگی کے مختلف مدارج پر اور مختلف قسم کی محنت کرتے وقت حسب ضرورت انسان کے جسم کے واسطے غذا کی حاجت کی پیمائش کی جاتی ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ کیا کھانا چاہیے اور کس طرح کھانا چاہیے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کیوں کھانا چاہیے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری بنیادی فطرتوں میں کھانا بھی حفظِ نفس اور ذاتی سلامتی کی ایک اساس ہے۔ کھانا جسم میں گھل مِل جانے کے لیے اور دماغ وعضلات کے نشوونما کے لیے کھایا جاتا ہے، تاکہ دماغی، جسمانی اور روحانی قوتوں کا معیار متوازن رہ سکے۔ مختصراً یہ کہ غذا تغذیہ فراہم کرتی ہے۔ تغذیہ کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لیے ہم جسم کو سرسری طور پر ایک دخانی انجن سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس قسم کے انجن کو اپنے کام انجام دینے کی خاطر جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ ایندھن اور پھر اس کی بوقت ضرورت درستی ہے۔ ایندھن کا احتراق حرارت پیدا کرتا ہے اور کام انجام دیتا ہے۔ حیوانی جسم کے لیے غذا کا استعمال بھی بجنسہ ویسا ہے جیسا کہ انجن میں ایندھن۔ کیوں کہ غذا کا جسم میں احتراق ہوتا ہے جس سے جسمانی حرارت قائم رہتی ہے، اور کام بھی ہوتا ہے۔ جب محنت وعمل یا جسمانی ورزش سے جسم کا ڈھانچہ گھس جاتا ہے تو اس کی درستی کے لیے غذا استعمال

دستیری) کبھی فراہم کرتی ہے۔ مشین کی درستی علیٰحدہ اجزا کی مدد سے یا اسی قسم کی چیزوں سے ہو سکتی ہے جس سے مشین بنی ہوئی ہے۔ حیوانی یا انسانی جسم اپنی درستی اور مزید تعمیر کے لیے غذا کے خاص خاص اجزا کو استعمال کرتا ہے جو اگرچہ اس کے ہم شکل نہیں ہوتے لیکن ہاضمہ اور استحالہ کے بعد ہم شکل بن جاتے ہیں۔

جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ دو بڑے گروہوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے :-

(۱) حرارت پیدا کرنے والی یعنی توانائی بخشنے والی (کاربوہائیڈریٹس) (Carbohydrates) — اس میں نشاستہ، شکر اور چربی وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) گوشت پیدا کرنے والی یعنی بافتوں کی تعمیر کرنے والی غذائیں (پروٹینیں) (Proteins) اس میں پیچیدہ نائٹروجنی (نوٹروجنی) یا بیضین دار اشیا وغیرہ شامل ہیں۔

پروٹین بافتوں کی تعمیر کرنے کے علاوہ جسم میں احتراق بھی پیدا کرتی ہے۔ اس طرح توانائی کا ذریعہ بھی ہے۔ کیوں کہ وہی غذا قوت بخش تصور کی جاتی ہے جو بافتوں کو درست رکھتی ہے اور جسم میں توانائی پیدا کرتی ہے۔

جب لکڑی، کوئلہ، پٹرول یا کراسن تیل کی شکل میں انجن کو ایندھن فراہم کیا جاتا ہے تو عموماً تین قسم کی طاقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ نور، حرارت اور میکانی فعل ہے جو پہیوں میں گردش پیدا کرتا ہے۔ اس توانائی کی پیمائش کے لیے انجنیروں نے کام کی اکائی بشکل گھوڑا قوت (ہورس پاور) اور فٹ پونڈ وغیرہ مقرر کی ہے۔ لیکن فعلیات دانوں (Physiologists) نے جو معیار منتخب کیا ہے وہ حرارت کی اکائی ایک بڑا حرارہ (Big Calorie) ہے۔

ایک بڑا حرارہ یا ایک بڑی کیلوری حرارت کی وہ اکائی ہے جو ایک کیلوگرام پانی کی تپش کو صفر درجہ سے ایک درجہ سنٹی گریڈ تک بڑھا دے۔ ہر چیز میں حرارت یا توانائی ایک مستقل قیمت رکھتی ہے۔ مثلاً ایک گرام نشاستہ یا شکر جب جلتی ہے تو اس سے چار بڑے حرارے حاصل ہوتے ہیں، اور ایک گرام چربی کے جلنے سے ۹ بڑے حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ زندگی در اصل سست احتراق (Combustion) کا ایک عمل ہے اور اس کی حرکات توانائی کی ایک دوسری شکل ہیں۔ چربی کی اہمیت اس طرح زیادہ ہے کہ یہ دوسری برابر وزن کی غذائی چیزوں سے تقریباً دوگنی توانائی پیدا کرتی ہے۔

ایک شخص کے لیے روزانہ حرارت کی ضرورت اس کے قد و قامت اور اس کی حرکات و اعمال پر منحصر ہے۔ ۱۴۰ پونڈ کے ایک معمولی وزن رکھنے والے آدمی کے لیے جب کہ وہ کسی طرح کا جسمانی کام نہ کر رہا ہو، روزانہ تقریباً ۱۸۰۰ سے ۲۲۰۰ کیلوری تک حرارت کی ضرورت ہے۔ شدید ورزش کرنے والوں کے لیے جن کا وزن بھی ۱۴۰ پونڈ ہو، تقریباً ۳۲۰۰ سے ۳۸۰۰ کیلوری تک حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ شدید جسمانی کام کرنے والوں کو زیادہ توانائی پیدا کرنے والی غذائیں مثلاً کاربوہائیڈریٹس، نشاستہ، شکر، چربی، پروٹین اور بیضین دار غذائیں کافی مقدار میں استعمال کرنی چاہییں۔

غذا کی درجہ بندی

غذا میں خاص کیمیائی مرکبات شریک رہتے ہیں جن کا مختصراً ذکر کرنا ضروری ہے :-

(ا) نامیاتی کیمیائی مرکبات —— (۱) پروٹینیں (۲) کاربوہائیڈریٹس (۳) چربیاں۔

(ب) غیر نامیاتی کیمیائی مرکبات —— (۱) پانی (۲) ترشے (۳) نمکیات۔

نامیاتی کیمیائی مرکبات :-

(۱) پروٹینیں (اجزائے لحمیہ) —— یوں تو مندرجہ بالا کل غذائی اجزا انسانی جسم کے نما، تغذیہ، تحللات اور حرکات کے لیے

ازبس ضروری ہیں لیکن اجزائے لحمیہ کی ضرورت خاص طور پر ہے ۔ یہ اجزا حیوانات اور نباتات میں موجود ہیں [illegible] زندگی کی ایک خاص شکل ہیں۔ پروٹین کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائٹروجن، گندھک اور فاسفورس [illegible] (Metabolism) مرکب ہے جو انسانی جسم کا ایک خاص جزو ہے، اور جسم کے تمام حصوں میں ٹھوس، لیس دار یا محلول شکل میں موجود ہے ۔ [illegible] کی پروٹین کا ایک ذریعہ ہے ۔ اگرچہ اپنی ترکیب کے لحاظ سے یہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن غذائی پروٹین [illegible] سادہ شکلوں میں ٹوٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے جسمانی بافتیں اپنی مخصوص پروٹین حاصل کرتی ہیں۔ جسمانی ورزشوں کے دوران [illegible] یعنی بافتی خلیوں کے ٹوٹنے سے جسم میں پروٹین کا پھر تجزیہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے کاربن ڈائی آکسائڈ پانی اور یوریا پیشاب کا جزو [illegible] جسم کے مختلف روزنوں کے ذریعہ سے خارج ہوتے ہیں ۔

پروٹینیں زیادہ تر گوشت، انڈے، دودھ، دہی، پنیر اور مچھلی میں پائی جاتی ہیں لیکن گیہوں، مٹر، بادام، اخروٹ، لوبیا، سیم، ماش اور مونگ وغیرہ میں بھی موجود ہوتی ہیں ۔

پروٹینوں میں نائٹروجنی مادہ بہ نسبت دوسری چیزوں کے زیادہ پایا جاتا ہے ۔ ان سے زیادہ تر جسم کے گوشت پوست اور رگ پٹھے کی ساختیں بنتی ہیں ۔ اسی لیے ان کو اجزائے لحمیہ یعنی گوشت پیدا کرنے والے اجزا کہتے ہیں ۔ ان سے جسم کی پرورش اور نشوونما کے علاوہ طاقت اور حرارت پیدا ہوتی ہے۔ ان کی مقدار نباتی اشیاء کی بہ نسبت حیوانی اشیا میں زیادہ ہوتی ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ نباتات میں ان کی موجودگی [illegible] ساختوں کی پرورش کے لیے اتنی بہتر نہیں ہے ۔

(۲) کاربوہائیڈریٹس (اجزائے مولّد حرارت یا موادِ نشاستہ) یہ نباتی بافتوں میں خاص طور پر پائے جاتے ہیں ۔ یہ کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن کے مرکبات ہیں جن میں سے موخرالذکر دو عناصر اسی تناسب میں موجود ہیں جس طرح پانی میں ۔ بعض کاربوہائیڈریٹس حیوانات میں موجود ہیں۔ یہ نشاستہ، شکر، اناج، آلو، شلغم، مولی، گاجر اور تقریباً تمام شکری اور نشاستہ دار اشیا مثلاً روٹی، کیک، پڈنگ، چاول اور گیہوں وغیرہ میں موجود ہیں۔ اسی لیے ان کو موادِ نشاستہ کہتے ہیں ۔ یہ جسم میں قوت اور حرارت بھی پیدا کرتے ہیں اس لیے ان کو اجزائے مولّد حرارت بھی کہا جاتا ہے ۔ کاربوہائیڈریٹس میں چند اہم قسمیں گلائیکوجن (حیوانی نشاستہ) گلوکوز یا ڈیکسٹروز اور لیکٹوز وغیرہ شامل ہیں جن کا مختصراً ذکر کرنا بہتر ہے ۔

(ا) گلائیکوجن ۔ یہ حیوانی نشاستہ ہے جو عموماً جگر، عضلات اور سفید جسیماتِ دمویہ میں پایا جاتا ہے ۔ یہ جنینی بافتوں میں بھی کثرت سے موجود ہوتا ہے ۔ یہ سفید، بے مزا اور غیر شفاف سفوف کی شکل میں پایا جاتا ہے ۔ پانی میں یہ حل ہو جاتا ہے ۔ لیکن نشاستہ کی طرح یہ دودھیا رنگ کا محلول بناتا ہے الکحل اور ایتھر میں یہ حل نہیں ہوتا ہے ۔

(ب) گلوکوز یا ڈیکسٹروز یا انگوری شکر ۔ یہ کاربوہائیڈریٹس کی وہ شکل ہے جو مختلف پھلوں، شہد اور بہ مقدار قلیل خون میں پائی جاتی ہے ۔ یہ مختلف بافتوں، اعضا اور جسم کے سیالات میں بھی موجود ہوتی ہیں ۔ یہ وہ شکر ہے جو ذیابطیس میں خون اور پیشاب میں کافی مقدار میں پائی جاتی ہے ۔ یہ شکر گرم اور سرد پانی نیز الکحل میں حل ہو جاتی ہے ۔ اگرچہ یہ شفاف ہوتی ہے لیکن گنے کی شکر کی طرح میٹھی نہیں ہوتی ۔ اس شکر سے تخمیر کے ذریعہ سے الکحل بھی تیار کیا جاتا ہے ۔

(ت) لیکٹوز ۔ یہ بھی ایک قسم کی شکر ہے جو دودھ میں پائی جاتی ہے ۔ بعض وقت یہ رضاعت کے زمانہ میں عورتوں کے پیشاب میں پائی جاتی ہے ۔ یہ شفاف ہوتی ہے اور دوسری شکروں کی بہ نسبت پانی میں بہت کم حل ہوتی ہے اس کا مزا زیادہ میٹھا نہیں ہوتا ہے ۔

(ث) سکروز ۔ یہ معمولی عام شکر ہے جو عموماً نباتات میں پائی جاتی ہے ۔ یہ خاص طور پر گنے، شکر قند اور میپل (Maple) میں موجود ہوتی ہے ۔ اسکو گنے کی شکر بھی کہتے ہیں ۔ یہ شفاف شکر غذائی حیثیت سے بہت ضروری ہے ۔ یہ گنے میں [illegible]

اور چقندر وغیرہ میں کافی مقدار کے قریب پائی جاتی ہے۔ یہ راب، گڑ، اور شیرہ میں بھی موجود ہوتی ہے۔

(ج) مالٹوز۔ یہ بھی ایک شکر ہے جس کو مالٹ شکر بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک خاص شکر ہے جو لعبی، سیال اور لعاب دہن کی مدد سے نشاستہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ہلکائے ہوئے معدنی ترشوں کے عمل سے یہ گلوکوز میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(ح) فرکٹوز۔ اس کو ثمری شکر بھی کہتے ہیں۔ یہ گلوکوز کے ساتھ پھلوں میں پائی جاتی ہے۔ گنے کی شکر، انگوری شکر کے بجائے ذیابیطس کی بیماری میں یہ استعمال کی جاتی رہی کیوں کہ یہ ہضم ہو سکتی ہے۔

(خ) سیلولوز۔ دوسرے کاربوہائیڈریٹس کے ساتھ یہ نباتی خلیوں کی دیوار اور ختمی ریشوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ مرتکز معدنی ترشوں کے عمل سے نشاستہ کی طرح گلوکوز میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ مختلف ہاضم ترشے سیلولوز پر بالکل کوئی اثر نہیں کرتے۔ اسی سے نشاستہ کو کھانے سے پہلے اُبالنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اُبالنے سے نشاستہ پر سے سیلولوز کے غلاف نکل جاتے ہیں اور پھر نشاستہ پر ہضمی سیالات عمل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح چاول کو کھانے سے پہلے اُبالنے کی وجہ صاف ظاہر ہے۔

(۳) چربیاں یا مواد شحمیہ یا روغنی اجزا۔ یہ متعدد نباتی تیلوں اور بہ مقدار قلیل متعدد حیوانی بافتوں میں پائی جاتی ہیں۔ عموماً تین مقامات پر یہ زیادہ مقداروں میں پائی جاتی ہیں، یعنی ہڈیوں کے گودوں، شحمی بافت اور رضاعت کے زمانے میں پستانی غدہ میں۔ شحمی بافت کے شحمی خلیوں کی حیات کے دوران میں چربی سیال ہوتی ہے۔ کیوں کہ جسمانی حرارت وہاں کی موجود چربی کے پگھلنے کے درجوں سے کافی زیادہ ہوتی ہے۔

کیمیائی نقطۂ نظر سے تیل اور چربی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان میں زیادہ تر کاربن ہوتا ہے۔ یہ جسم میں حرارت اور طاقت پیدا کرتے ہیں۔ تیل اور چربیوں میں خاص قسم کے ایسٹرز (Esters) پائے جاتے ہیں جو شحمی ترشوں اور گلیسرین کے عمل سے حاصل ہوتے ہیں۔

تمام چربیاں اور روغنیات کیمیائی ترکیب اور طبعی خصوصیات مثلاً پگھلنے کے درجے اور تحلیل میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ سب الکحل، ایتھر اور کلوروفارم میں حل ہو جاتے ہیں لیکن پانی میں ناقابل حل ہیں۔

خوراک میں چربی کا شامل رہنا بہت ضروری ہے۔ روزانہ تقریباً نصف اونس سے دو اونس تک ہر انسان کی غذا میں اس کا شامل رہنا بہت ضروری ہے۔ جو لوگ دماغی محنت زیادہ کرتے ہیں ان کے لیے غذا میں نشاستہ دار اجزا کے ساتھ چربی یا روغنی اجزا بھی نسبتاً زیادہ ہونے چاہییں۔

غیر نامیاتی کیمیائی مرکبات :-

(۱) پانی۔ قدیم زمانہ میں پانی کو ایک عنصر سمجھا جاتا تھا۔ سب سے پہلے پریسٹلے (Priestly) نے بتایا کہ ہائیڈروجن اور آکسیجن گیسوں کے آمیزے کو مشتعل کر دینے سے دھماکے کے ساتھ اتحاد واقع ہو کر رطوبت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد (Cavendish) نے پانی کی ترکیب معلوم کی اور ثابت کیا کہ پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن کا ایک مرکب ہے۔

پانی ان چند مرکبات میں سے ہے جو قدرت نے افراط سے پیدا کیے ہیں۔ سطح زمین کا تقریباً تین چوتھائی حصہ تالابوں، دریاؤں اور سمندروں سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ تمام حیوانات اور نباتات کے جسم میں پانی موجود رہتا ہے۔ پانی ایک نہایت اچھا محلل ہے اور اس میں اکثر ٹھوس، سیال اور گیسی چیزیں کم و بیش حل ہو جاتی ہیں۔ چوں کہ پانی میں تقریباً ہر شے کی کچھ نہ کچھ مقدار حل ہوتی ہے لہٰذا بالکل خالص پانی حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ قدرتی پانی میں دو قسم کی ملاوٹیں پائی جاتی ہیں۔ ایک قابلِ حل اور نامیاتی اشیا اور گیسیں اور دوسری ناقابلِ حل معدنی اور نامیاتی ٹھوس چیزیں۔

پانی انسان، حیوان، چرند پرند اور نباتات کی زندگی کے لیے بہت اہم اور ضروری چیز ہے۔ نباتات میں پانی کی کثیر مقدار ہوتی ہے۔ زیادہ رس دار پودوں میں پانی ان کے مجموعی جرم کا ۹۰ فی صدی ہوتا ہے۔ نامیاتی مادے پانی سے بھرے ہوتے ہیں۔ ان کو جو اور آکسیجن جن شکلوں میں نباتات کے اندر داخل ہوتی ہیں ان میں پانی بہت اہم شکل ہے۔ پانی غذائی مادوں کے حل جذب تبادلہ کا بہترین واسطہ ہے۔ اس واسطہ کے ذریعہ سے نباتات زندہ جرم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ پودے کے وظیفوں میں نمایاں توافق پانی کے جذب، تقسیم اور اخراج کی تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں۔

پانی انسان کی جسمانی ساختوں اور خون کا ضروری جزء ہے۔ ہمارے جسم میں دو تہائی سے زیادہ پانی موجود ہے۔ ۱۵۰ پونڈ وزن کے آدمی میں قریب قریب ۱۰۰ پونڈ پانی ہوتا ہے۔ اس کی مقدار جسم میں داخل کرتے اور خارج کرتے ہوئے کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ پھیپھڑوں، جلد اور گردوں کے ذریعہ سے جس قدر پانی روزانہ ہمارے جسم سے خارج ہوتا ہے وہ ایک نظریہ کے مطابق ۱۰۰ اونس کے قریب اور ایک دوسرے نظریہ کے مطابق پانچ پونڈ کے قریب ہے۔ اس قدر پانی روزانہ جسم سے خارج ہونا چاہیے۔ ورنہ مرض کے پیدا ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ پانی صرف سیال شکل میں نہیں رہتا ہے بلکہ ایک یا دو مستثنیات کے علاوہ تمام غذائی مادوں میں موجود ہے اور بعض میں تو ۹۰ فی صدی تک ہے۔

پانی کے استعمال کے جو مقاصد اور فوائد ہیں اس کو علامہ نفیس شارح موجز القانون نے جس طرح بیان کیا ہے وہ ترجمہ کلیات نفیسی حصہ اول (مترجمہ حکیم کبیر الدین صاحب) سے یہاں نقل کرتا ہوں:۔

"(۱) غذا کو رقیق بنانے کے لیے ——— غذا کو رقیق کرنے کی ضرورت اس لیے ہو کہ غذا میں جوہر ارضی اسی طرح غالب ہوتے ہیں جس طرح اعضا میں۔ تاکہ غذا اور متغذی ایک دوسرے کے مشابہ اور مماثل ہوں۔ ان اجزاء ارضیہ کا تمام اعضا تک پہنچنا اسی وقت ممکن ہے جب یہ رقیق بنا دیے جائیں۔ اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) ایک تو یہ کہ اجزاء ارضیہ گھل کر پانی کی صورت میں تبدیل ہو جائیں جیسا کہ شکاری پرندوں میں ہوتا ہے۔ لیکن اس کے لیے بہت ہی قوی حرارت کی ضرورت ہوتی ہے جو انسانی مزاج کو مناسب اعتدال سے ہٹا دینے والی چیز ہے۔ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ ان اجزاء ارضیہ کے ساتھ پانی مخلوط ہو جائے۔ پھر یہ اجزا پانی کے ساتھ مل کر قوت ہاضمہ سے جوش اور اُبال کھائیں اور آخر میں رقیق ہو جائیں (چناں چہ انسان میں یہی آخری صورت پائی جاتی ہے۔)

(۲) غذا کو پکانے کے لیے ——— اور اس قابل بنانے کے لیے کہ اس میں قوت ہاضمہ عمل کر سکے۔ چنانچہ یہ فائدہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب غذا پانی سے رقیق ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ رقت کے وقت غذا میں قوت ہاضمہ کا اثر آسانی کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۳) تاکہ غذا معدہ میں جل نہ جائے ——— کیوں کہ حرارت جب معدہ (اور آنتوں) کی طرف ہضم کرنے کی غرض سے متوجہ ہو گی اور اس میں پانی نہ ہوگا تو غذا اس طرح جل جائے گی جس طرح کوئی سوکھی چیز ہانڈی میں جل جایا کرتی ہے۔

(۴) غذا کی رہنمائی کے لیے ——— یعنی غذا کے لیے پانی بدرقہ اور رہنما بنتا ہے۔ کیوں کہ پانی غذا کو رقیق بنا دیتا ہے جس سے وہ تنگ رگوں میں نفوذ کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ جہاں جب غذا ہماری غذا سے نفوذ کر کے اعضا تک پہنچ جاتی ہے تو یہ پانی جو غذا کے ساتھ پہنچا ہے کچھ تو پسینہ اور بخارات کی صورت میں تحلیل ہو

ہے اور کم [illegible] کی طرف رشک پیشاب کے ساتھ خارج ہو جاتا ہے۔

(۵) پانی بدن کے فضلات کے ساتھ مل کر انھیں رقیق بنا دیتا ہے اور پیشاب، پسینہ وغیرہ کے ذریعہ سے انھیں بہ آسانی خارج کر دیتا ہے۔

(۶) پانی اپنی برودت سے بدنی حرارت کی حدت و سوزش کو تسکین بخشتا ہے۔

(۷) اعضا میں رطوبت پیدا کرتا ہے۔"

اگر پانی خالص حالت میں نہ استعمال کیا جائے تو صحت قائم رکھنے اور امراض سے نجات دینے کی بجائے ہیضہ، ٹائیفائیڈ بخار وغیرہ جیسے امراض پیدا کرتا ہے۔ سب سے بہتر اور آسان ترکیب یہ ہے کہ جب پانی کے صاف ہونے کے متعلق شبہ ہو تو جوش دے کر ٹھنڈا ہونے کے بعد پینا چاہئے۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ پینے کا پانی صاف ہو، میل کچیل اور بدبو سے پاک ہو۔ کھانا کھانے کے دوران میں کم مقدار میں پانی پینا چاہیے۔ کیوں کہ کھانے کے تھوڑی دیر کے بعد پانی پینا بہتر ہے۔ ورزش اور تھکن کے بعد بھی پانی پینا بُرا ہے ایسی حالت میں کہ جب خون پانی کے لیے پیاسا ہوتا ہے، جسمانی ساختیں فوراً ہی پانی کو جذب کر کے خون کا دباؤ بڑھا دیتی ہیں، جس سے یقیناً خراب اثر ہوتا ہے۔ اطبا کا خیال ہے کہ بستر سے اٹھ کر صبح ہی صبح اور رات کو سونے سے پہلے پانی پینے کے بہترین اوقات ہیں۔

درحقیقت پانی ہی کی وجہ سے خون کا دوران قائم ہے اور ہمارے حسیات اور خیالات بجلی کی طرح سفر کرتے رہتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ ہم پانی کی وجہ سے زندہ ہیں لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ صرف اسی کی وجہ سے ہماری زندگی قائم ہے۔

(۲) نمکیات ——— انسانی جسم سولہ خاص کیمیائی عناصر پر مشتمل ہے: (۱) آکسیجن (۲) نائٹروجن (۳) ہائیڈروجن (۴) کاربن (۵) کلورین (۶) فلورین (۷) لوہا (۸) فاسفورس (۹) کیلسیم (۱۰) پوٹاشیم (۱۱) میگنیشیم (۱۲) سوڈیم (۱۳) سلفر (۱۴) سلیکان (۱۵) آیوڈین (۱۶) جست۔ ان میں سے ہر عنصر کے ذمہ خاص کام لگے ہوئے ہیں اور اگر خون اور بافت بنانے والے نمکیات جن میں مندرجہ بالا کوئی نہ کوئی عنصر ضرور شامل ہوتا ہے کافی مقدار میں نہ فراہم کیے جائیں تو صحت خراب ہونے لگتی ہے۔

بافت بنانے والے نمکیات کی روزانہ تخمینی مقدارِ استعمال تقریباً نصف اونس ہے، جو صحت کے برقرار رکھنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ سفید روٹی، گوشت، آلو، کیک اور بسکٹ وغیرہ میں معدنی نمکیات نہیں ہوتے ہیں اور جس قدر ہوتے ہیں وہ پکاتے وقت نکل جاتے ہیں۔ پھل، نباتات اور اخروٹ میں نباتی نمکیات کافی ہوتے ہیں جو صحت کے لیے مفید ہیں۔ کیوں کہ یہ آسانی سے تخمیر یا کسی دوسرے ذریعہ سے ضائع نہیں ہوتے۔

انسان کی غذاؤں میں نمکیات کے جزو کے بارے میں غفلت برتنی اچھی نہیں ہے۔ بہت سے امراض ان کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً آیوڈین کی کمی سے وجع المفاصل ہوتا ہے۔ چونا بھی صحت کے لیے بہت ضروری ہے بخصوصاً حاملہ عورتوں اور بچوں والی ماؤں کو کیلسیم کی بہت ضرورت ہے۔ دودھ پینے والے بچے چونے کی مقداریں ماں کے دودھ سے حاصل کرتے ہیں جس میں چونا بکثرت ہوتا ہے۔ بچوں کے لیے روزانہ ایک گرام اور بڑوں کے لیے روزانہ ۶۸ر گرام چونا ضروری ہے۔

غذا میں روزانہ فاس فورس کم از کم ایک گرام ضروری ہونا چاہیے۔ اکثر غلوں میں فاسفورس بہت پایا جاتا ہے لیکن صاف کرنے اور پکانے میں اس کی مقدار عموماً ضائع ہو جاتی ہے۔

فولاد خون کا ایک اہم جزو ہے۔ نشوونما پانے والے بچوں نیز بڑوں کے لیے روزانہ تقریباً ۲۰ ملی گرام فولاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ غلوں، دالوں اور گوشت وغیرہ میں فولاد کی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔ خون کی کمی کی بیماریوں میں فولاد دواؤں کے ساتھ بہت مفید چیز ہے۔ خون کی کمی کی شکایت عموماً عورتوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے انکو فولاد فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ کیجیے)

الامراض والعلاج

جاپانی طریقۂ علاج

جاپان ایک قدیم ملک ہونے کے باوجود کبھی ایک مستقل مرکزِ تہذیب کی حیثیت اختیار نہ کر سکا۔ اس نے جو کچھ بھی حاصل کیا چین، ہندستان یا یورپ کے خرمن کی خوشہ چینی سے۔ لیکن ذہین جاپانی قوم کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مختلف اقوام و ممالک سے اچھی باتیں اخذ کر کے انھیں اپنے سانچے میں کچھ اس طرح ڈھال لیتی ہے کہ وہ غیر ملکی نظر آنے کے بجائے خالص "میڈ اِن جاپان" معلوم ہوتی ہیں اور جاپان کی تقلید پر شانِ اجتہاد کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ محض صنعت و حرفت ہی میں نہیں بلکہ علمی میدان میں بھی اس کا یہی حال ہے۔ موجودہ طب اس نے یورپ سے سیکھی ہے۔ لیکن اس نے اپنی قومی خصوصیت کے مطابق اس میں بھی کچھ ایسی تبدیلیاں اور اضافے کر دیے ہیں کہ آج دنیائے طب میں جاپان کا ایک مستقل اسکول تسلیم کیا جاتا ہے جس کا طریقۂ علاج اپنی نوعیت، آسانی اور ارزانی کے اعتبار سے شاید جرمن طریقۂ علاج کے بعد بہترین ہے۔

جاپانی طریقۂ علاج کی چند خصوصیات

جاپانی قوم کی دوسری قابلِ ذکر خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی ظاہری تجدد پسندی کے باوجود سخت قسم کی قدامت پرست واقع ہوئی ہے اور دنیا کی کسی قیمت پر بھی اپنی سینکڑوں برس پہلے کے رسوم اور شعائر ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔ ہمارے ہندستان میں ایک شخص مغربی تہذیب کے گہرے رنگ میں رنگ جانے کے بعد مشرقی تہذیب کو تقویمِ پارینہ سمجھتا ہے۔ لیکن جاپان میں صورتِ حال بالکل برعکس ہے۔ ایک معزز جاپانی جو دن کے وقت دفتر میں بالکل مغرب زدہ نظر آتا ہے، شام کو اپنے گھر میں خالص جاپانی حیثیت سے داخل ہوگا۔ گھر کی چار دیواری کے اندر اس کی معاشرت جاپانی ہوگی۔ سوٹ اتار کر فخر کے ساتھ قدیم جاپانی پوشاک زیبِ تن کرے گا اور اسی قومی پوشاک میں باہر سیر و تفریح کے لیے جائے گا۔ جاپانیوں نے یورپ کے خرمن سے خوشہ چینی کے بعد اپنا مستقل طریقۂ علاج قائم کیا ہے۔ اس میں ان کی یہ دوسری قومی خصوصیت پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ مثلاً تہذیبِ مغرب کے سورج کی ضیا پاشیوں سے پہلے سورج دیوتا کے ان فرزندوں میں دیسی بوٹیوں کے علاوہ پانی، مٹی اور مالش کے ذریعہ سے علاج کا طریقہ عام تھا۔ چناں چہ آج تقریباً ہر مرض میں مفرد و مرکب دواؤں کے علاوہ آبی علاج (ہائیڈروتھیراپی) اور مالش سے مدد لی جاتی ہے البتہ اب مٹی کے ذریعہ سے علاج کا چلن ضرور کم ہو گیا ہے۔ جاپان میں شاید ہی کوئی ایسا مشہور ڈاکٹر ہوگا جو آبی علاج اور مالش کے طریقوں سے واقف نہ ہو۔ سینکڑوں برس پیشتر کے معالجاتی طریقوں اور ٹوٹکوں اور گھریلو چٹکلوں سے آج بھی

(بقیہ مضمون صفحہ ۹ پر ہے)

(۳) ترشے ـــــــ تمام ترشوں میں ہائیڈروجن کا ہونا ضروری ہے۔ غذائی اہمیت کے مدنظر ترشے بھی جسم کے لیے ضروری ہیں۔ ایک بہت معروف اور کثیر الاستعمال ترشہ اسیٹک ترشہ یعنی سرکہ ہے اور یہی وہ ترشہ ہے جس کا علم سب سے پہلے ہوا تھا۔ اکثر کیمیات ترشوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ چناں چہ نمکوں میں جو اجزا پائے جاتے ہیں وہ ترشوں میں بھی موجود ہیں۔ یہ ہاضمے کے لیے مفید ہیں اور ہاضمے کے عمل میں ان کی مختلف شکلیں پائی جاتی ہیں

(باقی آئندہ)

صرف یہی نہیں کہ کام لیا جاتا ہے بلکہ انھیں جدید طریقوں اور بہترین مغربی دواؤں پر ترجیح دی جاتی ہے ۔ مثلاً کسی شخص کو اگر زہریلا سانپ ڈس لے تو وہاں آج بھی زخم کو کاسٹک سے نہیں داغا جاتا، بلکہ مریض کو تھوڑا سا شورہ پانی میں گھول کر پلا دینا اور اسی کو زخم پر مل دینا کافی سمجھا جاتا ہے ۔ جو اطبا زیادہ مغرب زدہ ہوں وہ خام شورہ کے بجائے اسپرٹ آف امونیا سے کام لیتے ہیں ۔ جل جانے کی صورت میں زخم و آبلوں پر مٹی کا تیل مل دینا بیسویں صدی کے جاپان میں بھی بہترین طریقۂ علاج ہے ۔ تشنج کے دورے روکنے کے لیے مریض کو دوا پلانے کے بجائے صرف بائیں کروٹ پر لٹا کر پیٹھ پر آہستہ آہستہ تھپکیاں دینا اس وقت بھی جاپان میں سائنٹفک طریقۂ علاج ہے ۔ انگلی سے نبض دیکھنے کا طریقہ بھی وہاں عام ہے ۔ جاپانی اسکول آف میڈیسن کی دوسری قابلِ ذکر خصوصیت یہ ہے کہ کچھ تو دواؤں کے ساتھ آبی علاج اور مالش کی آمیزش سے اور کچھ قدیم زمانے کے گھریلو چٹکلوں پر عمل کرنے کی وجہ سے جاپانی فارما کوپیا میں دواؤں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے اور محدود چند دواؤں کے الٹ پھیر سے بیشتر امراض کا علاج کیا جاتا ہے ۔ اس طرح جاپان میں طالب علموں کے لیے طب سیکھنا آسان ہے ، اور انھیں زیادہ پیچیدگیوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔

تیسری خصوصیت اس قوم کی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں محرک دوائیں اور غذائیں کم امراض میں استعمال کرائی جاتی ہیں لیکن جاپان میں شاید آب و ہوا اور جاپانی قوم کے مزاج کی بنا پر چند ایک امراض ہی ایسے ہوں گے جن میں مریض کو محرک دوائیں اور غذائیں نہ دی جاتی ہوں ۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ علاج امراض میں مخدرات کا استعمال زیادہ ہے ۔ ناظرین کی دلچسپی کے لیے بعض امراض کا جاپانی طریقۂ علاج یہاں درج کیا جاتا ہے :-

کالی کھانسی (جاپانی نام : ہیاکُنی چی گائی) :- مریض کو دوسرے بچوں سے علیحدہ رکھا جائے ۔ آب و ہوا کی تبدیلی ضروری ہے ۔ ٹھنڈے پانی میں کپڑا تر کرکے نچوڑنے کے بعد سینہ پر رکھا جائے ۔ ہر دورہ کے بعد انڈا دودھ میں پھینٹ کر بچے کو پلایا جائے ۔ تین بوندوں سے ۱۰ بوندوں تک بروموفارم کا استعمال فوائد سے خالی نہیں ۔ اندرونی طور پر بروما ئیڈ اور بیلا ڈونا وغیرہ مخدرات کا استعمال مفید ثابت ہوتا ہے ۔ بسا اوقات صحت مند بچے مذاق ہی مذاق میں کسی مریض بچہ کی نقل کرنے سے بھی کالی کھانسی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ اس معاملہ میں والدین کو احتیاط کرنی چاہیے ۔

پیچش (سکیری) :- جاپان میں یہ مرض بہت خطرناک سمجھا جاتا ہے اور چند سال پہلے تک اس کی شرح اموات تمام امراض سے بڑھی ہوئی تھی ۔ لیکن جب سے حکومت نے ڈاکٹر شیگا کی نگرانی میں سیرم کا طریقۂ علاج رائج کیا ہے ، پیچش سے مرنے والوں کی تعداد میں کسی قدر کمی ہو گئی ہے ۔ اگر کوئی شخص پیچش میں مبتلا ہو تو اس کے گھر والوں کے لیے محکمۂ حفظانِ صحت کو اطلاع دینا ضروری ہے ۔ مریض کو علیحدہ رکھا جاتا ہے اور محکمۂ مذکور کے عمال اس کے گھر کو جراثیم کُش دواؤں سے پاک کرتے ہیں ۔

پیچش کا طریقۂ علاج یہ ہے کہ گرم پانی میں کپڑا تر کرکے مریض کے سینہ پر رکھا جائے ۔ محرکات استعمال کرائے جائیں ۔ ارنڈی کا تیل اور کیلومل کا استعمال ضروری ہے ۔ لعاب دار چیزوں سے حقنہ کرایا جائے ۔ گرم پانی میں نمک ملا کر پلانا مفید ہے ۔ مریض کو رقیق غذا دی جائے ۔

ملیریا (کوانکش نتنر) :- متوقع حملہ سے ——— بالعموم ۶ گھنٹے ——— پہلے مختلف خوراکوں میں کونین سلفیٹ کا استعمال بخار کے طول کھینچنے پر سنکھیا اور لوہے کے مرکبات اور سرد پانی سے غسل ۔

خسرہ (ماشین یا ہشیکا) :- مریض کو دوسرے بچوں سے علیحدہ رکھا جائے ۔ اس کے پاخانہ اور پیشاب پر پانچ فیصدی کا

کاربولک ایسڈ ڈال دینا چاہیے۔ دانوں پر کاربول مرہم کا ضماد بہت مفید ہے۔ مریض کو بخار روکنے اور قیتم خارج کرنے والی دوائیں استعمال کرائی جائیں۔ غذا کے طور پر انڈا دودھ میں پھینٹ کر دینا چاہیے۔

سرخ بخار (شیو کاؤ نتز):۔ جاپان میں یہ مرض کبھی وبائی صورت اختیار نہیں کرتا اور ایسے بھی لاکھوں میں دو چار شخص اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی جاپانی پر سرخ بخار کا حملہ ہو جائے تو اس کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ مریض کو محرکات استعمال کرائے جاتے ہیں، نیز علامات مرض کا خیال کرتے ہوئے مختلف تدبیریں کی جاتی ہیں۔

ہیضۂ فرنگی (کاکوران):۔ اس خطرناک مرض میں بچے زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں بالغ افراد بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ مریض کو کیلومل اور بسمتھ استعمال کرایا جائے۔ پیٹ پر پلٹس باندھی جائے۔ گوشت کا صرف شوربا دیا جائے اور محرکات استعمال کرائے جائیں۔

چیچک (فوتا ؤ):۔ بچوں کا عام مرض ہے۔ اس میں بالعموم تین دن تک بچہ کو کسی قسم کی دوا نہیں دی جاتی۔ غذا کے طور پر صرف پانی یا دودھ پر رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد مختلف گھریلو دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں۔ لیکن محکمۂ حفظان صحت کو اطلاع دینا ضروری ہے۔

طاعون (کوکوخی بیو):۔ اس موذی مرض سے جاپان بعض دوسرے ممالک کے مقابلہ میں زیادہ محفوظ ہے۔ دس بارہ سال پہلے ملک پر اس کا حملہ ہوا تھا جس سے لوگوں میں بہت دہشت پھیل گئی تھی اور حکومت نے اس کے مقابلہ کی زبردست کوشش کی تھی۔ ادھر کئی سال سے طاعون کا کوئی کیس نہیں ہوا لیکن احتیاطی تدابیر اب بھی بہت سخت ہیں۔ محکمۂ حفظان صحت کے عمّال کو حق حاصل ہے کہ وہ خفیف شبہ کی بنا پر بھی مریض کو بستی سے باہر نکال کر اس کے مکان میں آگ لگا دیں۔ ریلوے ٹرینوں اور جہازوں کے لیے قرنطینہ کا دستور ہے۔ اگر کوئی شخص طاعون میں مبتلا ہو جائے یا اس کے متعلق مبتلا ہو جانے کا شبہ ہو اور اس کے ورثاء محکمۂ حفظان صحت کو اطلاع نہ دیں تو وہ قانون کی نگاہ میں مجرم ہیں اور انھیں قید یا جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ اس کا علاج یرسین (Yersin) کے ٹیکہ یا کتا ساتو (Kitasato) کے سیرم تھراپی کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔

گردن توڑ بخار (ریو کاؤسی ناؤسکی زوئی ماکوئن):۔ یہ جاپان میں شاذ و نادر ہی کسی کو ہوتا ہے۔ علاج یہ ہے کہ مریض کو مکمل آرام کا موقع دیا جائے۔ پستان کی جگہ سے فصد یا جونکوں کے ذریعہ سے خون نکالا جائے۔ گدّی پر تیلنی مکھی کا پلاسٹر لگائیں۔ پارے کے مرکبات کا استعمال بھی فائدہ سے خالی نہیں۔ مخدرات اور بخار کو روکنے والی دوائیں دی جائیں۔ مریض کو سرد پانی سے نہلانا یا اس کے پاس تھیلی میں برف بھر کر رکھ دینا مفید ہے۔

سرخ باد (تندوکو):۔ اس کے علاج میں چند سال سے مصلی علاج (سیرم تھراپی) کو زیادہ دخل ہے۔ عام علاج یہ ہے کہ التہاب پر تین فی صدی کاربولک ایسڈ کے انجکشن کریں۔ پلٹس سے مدد لیں۔ محرکات استعمال کرائیں۔ مریض کے لیے سرد پانی سے غسل بہت مفید ہے۔

سل ریوی (ہئی کِک کاکو):۔ اس کے لیے چند سال سے پینے ڈریم کا علاج بڑھتا جا رہا ہے اور حکومت کو صحت گاہوں کے قیام اور نگرانی کا زیادہ خیال رہتا ہے۔ عام طریقۂ علاج یہ ہے کہ مریض کو شہر سے باہر کھلی ہوا میں رکھا جائے۔ جسم کی ہلکی مالش مفید ہے۔ سنکھیا، کریاسوٹ وغیرہ کے مرکبات استعمال کرائے جائیں۔ بلغم خارج کرنے کے لیے نافع صدر جوشاندہ کا استعمال مفید ہے۔ کھانسی کی شدت کم کرنے کے لیے کوڈین، افیون اور مارفیا استعمال کرائیں۔ رات کو اگر پسینہ زیادہ آئے تو ایٹروپین اور جوہر غاریقون سفید (Agaricine) دینا چاہیے۔ خون کا گرنا روکنے کے لیے ارگوٹین (Ergotine)، مارفیا اور برف کی تھیلی کا استعمال بہت مفید ہے۔ مریض کو بخار روکنے والی دوائیں استعمال کراتے رہیں۔ غذا میں روغن جگر ماہی، چوزوں کی یخنی، انڈے، دودھ اور نرم اُبلے ہوئے چاول دیں۔

سل غددی (روئی ریکی):۔ جاپانی اطبا کے خیال میں غدودوں کی دق پھیپھڑوں کی دق کا پیش خیمہ ہے۔ یہ مرض ...

کو زیادہ تر آپریشن کا مشورہ دیتے ہیں اور جب تک آپریشن نہ ہو مریض کو روغن جگرماہی میں چونے کا پانی ملاکر پلایا جاتا ہے۔ فولاد کے مرکبات کا رواج بھی زیادہ ہے۔ جسم کی لیپ یا مالش مفید خیال کی جاتی ہے۔

آنتوں کی دق (چولِگ کاکو)؛۔ اس کے علاج میں زیادہ تر افیون، بستمہ، ملینسوں قبض کشادواؤں اور لعاب دار شربات سے کام لیا جاتا ہے۔ سحلب (Salep) مطبوخ کا رواج بھی زیادہ ہے۔ مریض کے پیٹ کی خاص طریقہ پر مالش بھی کی جاتی ہے۔

التہاب باریطون دقی (فوکوماکوکیک کاکو)؛۔ جاپانی اطبا کی رائے میں اس مرض کا مؤثر علاج صرف فتح البطن (Laparotomy) ہے۔

حمّی تیفودیہ (ٹچو تائفس)؛۔ اس کے لیے چند سال سے مصلی علاج کا رواج بڑھ رہا ہے۔ عام طریقۂ علاج یہ ہے کہ مرض کا حملہ ظاہر ہوتے ہی مریض کو کیلومل دینا شروع کر دیں۔ ساتھ ہی فیبرائل درجہ میں ایسے سرد پانی سے غسل دیں جس کا ٹمپریچر ۲۰ ڈگری سینٹی گریڈ ہو اور بخار کو دور کرنے والی دوائیں دیں۔ مرض بڑھنے پر ڈیجی ٹیلس اور محرکات استعمال کرائیں۔ غذا میں صرف دودھ، شوربا، انڈے، گائے اور چوزوں کی یخنی دیں۔ زخم بستری روکنے کے لیے مریض کے جسم کے ان حصوں پر جو بستر سے لگے رہتے ہیں الکحل لگائیں یا ربر کے بستر میں ہوا بھر کر سلائیں۔

خناق اور ورم حلق (ڈِفتھیریا کروپ)؛۔ ان امراض کا علاج اب تمام و کمال مصلی علاج (سیرم تھراپی) اور آپریشن کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور کوئی بھی کامیاب ڈاکٹر مریض کو دوائیں استعمال نہیں کراتا۔ قدیم طریقۂ علاج یہ تھا کہ مریض کے سینہ، پشت اور گردن کی مالش کی جاتی تھی اور اسے کاربولک ایسڈ کے غرارے کرائے جاتے تھے۔ غذا میں صرف دودھ برف ڈال کر دیا جاتا تھا۔ اور محرکات استعمال کرائے جاتے تھے۔ مریض کا دم گھٹنے کی حالت میں پہلے قے لانے والی دوائیں استعمال کرائی جاتی تھیں یا نلکی کے ذریعہ سے حجرہ کے اندر دوا پہنچائی جاتی ہے۔ لیکن اب اپریشن سے قصبۃ الریہ کو شق کر دیا جاتا ہے۔

ایشیائی ہیضہ (کولرا)؛۔ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے مریضوں کے لیے مصلی علاج کا معقول انتظام ہے اور حکومت اس طریقۂ علاج کو رائج بھی کرنا چاہتی ہے لیکن اسے پبلک میں زیادہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ جاپانی اطبا زیادہ تر کیلومل اور افیون کے ذریعہ سے علاج کرتے ہیں۔ مریض کے پیٹ پر گرم پانی کی پٹیاں باندھی جاتی ہیں اور محرکات بھی استعمال کرائے جاتے ہیں۔

جذام (رائی بیو)؛۔ جاپان میں اس مرض کی تدابیر حفظ ماتقدم پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہاں اس کا کوئی مستقل علاج نہیں۔ مشہور پہاڑ فوجی (Fuji) کے دامن میں حکومت کی جانب سے ایک گاؤں بسا دیا گیا ہے، جہاں جذام کے مریضوں کو بھیج دیا جاتا ہے اور ان کے تمام مصارف حکومت برداشت کرتی ہے۔ مرض کی شدت کم کرنے کے لیے زیادہ تر ارسٹول (زبراوند)، اکتھیول (بیض سمک)، اور بائیڈروکسی لامن کے مرہم استعمال کرائے جاتے ہیں۔

سوزاک (رن بیو)؛۔ حکومت کی جانب سے سخت احتیاطی تدابیر پر عمل کیا جاتا ہے۔ کوئی عورت لائسنس حاصل کیے بغیر عصمت فروشی کا پیشہ اختیار نہیں کر سکتی۔ محکمۂ حفظان صحت کے عمّال مہینہ میں تین مرتبہ طوائفوں کا معائنہ کرتے ہیں۔ ہر مرتبہ مجامعت کے بعد مرد اور طوائف کے لیے دو فی صدی والے کاربولک ایسڈ کے سولیوشن سے پوشیدہ اعضا کو دھونا ضروری ہے۔ فرنچ لیٹر کا رواج بہت ہے اور حکومت اس کے استعمال کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ طوائفوں کے گھروں میں ضرورت مندوں کے لیے فرنچ لیٹر موجود رہتے ہیں اور محکمۂ حفظان صحت کے عمال ان کا بھی معائنہ کرتے ہیں۔

مریضوں کا علاج اب تک زیادہ تر سلفیٹ آف زنک اور آئیڈوفارم سے کیا جاتا تھا لیکن اب کچھ عرصہ سے بیروزہ کے ایک مرکب جسے کاربچلی کے تیل سے تیار کیا جاتا ہے، کا رواج بڑھ رہا ہے۔ اندرونی طور پر جلاٹین کے کیپسول میں کباب چینی، بلساں اور رال وغیرہ کے تیل استعمال

کرائے جاتے ہیں۔ مریض کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ زیادہ تر بستر پر پڑے رہیں۔ تیز چائے، قہوہ، گوشت اور مسالہ دار چیزیں کھانے کی ممانعت کی جاتی ہے۔ دودھ کو بہترین غذا خیال کیا جاتا ہے اور مریض کو سونے سے کئی گھنٹے پہلے غذا کھلادی جاتی ہے۔ جنسی خواہشات اور انتشار کو کم کرنے کے لیے برومائیڈ، لیوپولن (Lupulin) اور کافور کا سفوف استعمال کرایا جاتا ہے۔ پیشاب کرتے وقت اگر سوزش زیادہ ہو تو افیون اور مورفین کے شیاف سے کام لیتے ہیں۔ لیکن بیلاڈونا استعمال نہیں کیا جاتا۔

کزاز (شوفو):- چند سال سے اس کا علاج مسلی علاج تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ جاپانی اطبا کے خیال میں صرف مخدرات کے استعمال سے مریض کی تکلیف میں کچھ کمی ہو سکتی ہے۔ ازالۂ مرض نہیں ہو سکتا۔

قرحۂ صلبیہ (زانسی گیکان):- قروح کے نمودار ہونے پر انھیں نائٹریٹ سلور، سلفیٹ آف زنک اور کاربولک پوٹاش وغیرہ دواؤں سے دھویا جاتا ہے۔ اس کے بعد آئیڈوفارم، ارسٹول، کیلومل، بسمتھ اور یورفائن کا ہلکا ضماد کرکے سوتی پٹی باندھ دیتے ہیں۔ پٹی باندھنے سے پہلے کپڑے پر ذرا سی کاربول ویسلین چپڑ دی جاتی ہے۔ مجامعت اور مسکرات کے استعمال کی سخت ممانعت کردی جاتی ہے۔ آبزن (Sitz Bath) کا بھی کافی رواج ہے۔ اگر مرض میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں تو فوری اپریشن کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔

آتشک (بائیدوکو):- اس کی روک تھام کے لیے بھی حکومت وہی تدابیر اختیار کرتی ہے جن کی تفصیل ہم سوزاک کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔ جاپانی حکما نے اس مرض کے تین درجے مقرر کیے ہیں۔ پہلی علامت قرحۂ صلبیہ کا نمودار ہونا ہے۔ اس سے پہلے درجے سے دوسرے درجے تک پارہ کے مرکبات سے علاج کیا جاتا ہے اور مریض کو مجامعت اور منشیات کے استعمال کی سخت ممانعت کردی جاتی ہے۔ غذا کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ گوشت ممنوع ہے۔ ترکاریوں اور پھلوں کو مفید سمجھا جاتا ہے۔ انڈے بھی کھلائے جا سکتے ہیں۔ مریض کے لیے ٹھنڈے پانی سے غسل مضر سمجھا جاتا ہے۔ آبی علاج میں خوب گرم پانی سے دن میں ایک یا دو مرتبہ غسل کرایا جاتا ہے۔ بیشتر اطبا خاص کر ابتدائی درجۂ مرض میں مالش کو بہت مفید سمجھتے ہیں۔ جلد کا ورم کم کرنے کے لیے نمک کے محلول اور کیلومل کے سفوف سے کام لیا جاتا ہے۔ منہ میں اگر زخموں کی تکلیف زیادہ ہو تو پوٹاش کے مرکبات کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ مرض کے تیسرے درجہ میں آیوڈائیڈ آف پوٹاش کو بہترین دوا سمجھا جاتا ہے۔ حملۂ مرض رفع ہونے کے بعد سوء المزاج (Cachexia) اور فساد نشوی (Amyloid Degeneration) کی اصلاح کے لیے آیوڈوفارم اور فولاد کے مرکبات استعمال کرائے جاتے ہیں۔

جاپانی اطبا کے خیال میں آتشک کا مریض صحت یابی کے تین سال بعد شادی کر سکتا ہے۔ لیکن شادی کے بعد چھ مہینے تک ہر دوسرے تیسرے ہفتہ ڈاکٹر کو معائنہ کراتے رہنا چاہیے۔ تاکہ اعادۂ مرض کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ اگر عصبی نظام آتشک سے متاثر ہو تو اس کے لیے مالش اور برقی علاج کو مفید ترین سمجھا جاتا ہے۔

ناک کی آتشک:- اگر آتشک کا حملہ ناک پر ہو تو متاثر حصہ پر پارہ کا پلاسٹر چڑھایا جاتا ہے اور ناک کے اندرونی حصہ کو پچکاری کے ذریعہ سے دو فی صدی والے کاربولک ایسڈ کے محلول سے دھوتے ہیں۔ کیلومل اور بسمتھ کو ناس کے طور پر سنگھایا جاتا ہے۔ تخریبی عمل رک جانے کے بعد ناک جو بدنما ہو جاتی ہے تو اصلاحی اور ترمیمی عملیہ (پلاسٹک اپریشن) کرتے ہیں۔

موروثی آتشک (سنتن بائیدوکو):- اس کی روک تھام کے لیے حکومت کی جانب سے سخت احتیاطی تدابیر عمل میں لائی جاتی ہیں۔ مریض محکمۂ حفظانِ صحت کو اطلاع دینے کے لیے مجبور ہے۔ جب تک کوئی مستند سرکاری ڈاکٹر اس بات کی تصدیق نہ کر دے کہ موروثی آتشک کے اعادہ کا اب کوئی امکان باقی نہیں رہا ہے کوئی مریض صحت یابی کے بعد بھی شادی نہیں کر سکتا اور اس کے لیے کم سے کم تین سال کی مدت معین ہے۔ اگر کوئی عورت دورانِ حمل میں مبتلائے آتشک ہو جائے تو محکمۂ حفظانِ صحت اس کے علاج کی سخت نگرانی کرتا ہے۔ جاپانی اطبا کے خیال میں

اگر عورت پر مرض کا حملہ حمل کی آخری مدت میں ہو تو بچہ بیماری کے اثر سے محفوظ رہتا ہے لیکن ایسے بچے کو ماں کا دودھ پلانے کے بجائے گائے کا دودھ یا دایہ کا دودھ دینا چاہیے۔

نزلۂ شعبی (کواننی):- عام حالت میں مریض کو گرم پانی سے غسل کرایا جاتا ہے یا گرم پانی میں چادر تر کرکے نچوڑنے کے بعد اس کے نیچے جسم پر لپیٹی جاتی ہے۔ غذا بند کر دی جاتی ہے صرف دودھ پلاتے ہیں جس میں بشرط ضرورت چائے شامل کی جا سکتی ہے۔ بلغم خارج کرنے والی دواؤں میں کوڈین کا رواج زیادہ ہے۔ مزمن حالات میں مریض کو بحری سفر یا مقابلتاً گرم مقامات میں رہنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ بلغم خارج کرنے کے لیے سینہ کی مالش مفید سمجھی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے سینہ پر گرم پانی کی پٹیاں بھی باندھی جاتی ہیں۔ جاپان میں کئی معدنی چشمے ہیں۔ ان کے پانی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ جاپانی اطبا کے خیال میں نزلۂ شعبی میں محرک دوائیں جلد اثر کرتی ہیں۔

دمہ (زنسوکو):- اس بیمار مریض کے لیے آبی علاج بہت مفید سمجھا جاتا ہے پانی میں نمک ملا کر دن رات میں کئی مرتبہ غرارے کراتے ہیں۔ مریض سے کہا جاتا ہے کہ وہ نمک کی چھوٹی سی ڈلی منہ میں رکھ کر چوسے۔ اشتداد مرض میں آیوڈائیڈ پوٹاش اور مورفین سے زیادہ کام لیتے ہیں اور مریض کو پائریڈین (Pyridin) کے انجکشن لگاتے ہیں۔ دمہ کے مریض کے لیے بحری سفر بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔

انتفاخ الریہ (ہے کیشی):- اس کا طریقۂ علاج دمہ اور نزلۂ شعبی کے علاج سے ملتا جلتا ہے۔ مریض سے پھیپھڑوں کی ورزشیں خاص طور پر کرائی جاتی ہیں اور گرم پانی میں تر کرکے جوف صدر پر پٹیاں باندھی جاتی ہیں۔ مرض کی شدت ہو تو آیوڈائیڈ پوٹاش کے ساتھ ڈیجی ٹیلس دیتے ہیں۔

حنجرہ کی غشائے مخاطی کا التہاب (کاؤناؤ): عام حالت میں کوڈین زیادہ دیتے ہیں۔ مریض کو خوب گرم دودھ دن رات میں کئی کئی مرتبہ پلایا جاتا ہے۔ نمکین پانی کے غرارے کرائے جاتے ہیں اور حلق پر نائٹریٹ سلور تین فی صدی کا لگایا جاتا ہے۔ مریض کے لیے دن میں گرم پانی سے دو تین مرتبہ غسل مفید سمجھا جاتا ہے اور آبی علاج کے مشہور جرمن ماہر پریسنیز (Priesneitz) کے طریقہ کے مطابق گردن پر پانی میں تر کی ہوئی پٹیاں باندھی جاتی ہیں (قدرتی علاج نمبر میں ہم اس کی تفصیل لکھ چکے ہیں) مزمن حالات میں مریض کو غسل کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اور محرک دوائیں زیادہ مقدار میں استعمال کرائی جاتی ہیں۔

ذات الجنب (کیوماکوایہ):- اگر مترشحہ رطوبت کی مقدار زیادہ ہو جائے تو اسے سوراخ کرکے نکالا جاتا ہے۔ یہ عمل بہت آہستہ آہستہ کیا جاتا ہے اور رطوبت مناسب مقدار میں نکالی جاتی ہے۔ سوزش کم کرنے کے لیے مریض کو گرم پانی کی تر کی ہوئی چادر میں لپیٹا جاتا ہے۔ مورفین اور ایسی دوائیں جو مدر بول ہوں زیادہ مقدار میں استعمال کرائی جاتی ہیں۔ بعض اطبا برف کی تھیلیوں سے بھی کام لیتے ہیں۔

التہاب بطانۃ القلب (شنزونائی ماکوٹن):- مریض کے لیے برف کی تھیلی کا استعمال بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کرتے ہیں۔ دواؤں میں پہلے سیلی سلک کے مرکبات زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اگر ان سے فائدہ نہ ہو تو ڈیجی ٹیلس اور اسٹروفینتھس کے مرکبات سے کام لیتے ہیں۔ مریض کے لیے آرام بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔

شکایات قلب:- ضعف قلب میں ڈیجی ٹیلس کا استعمال سب سے زیادہ مفید سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد مورفین کا زیادہ رواج ہے۔ قلب کی شکایات میں جاپانی اطبا محرکات اور مدر بول دوائیں بہت استعمال کراتے ہیں۔

اگر دل کے نقص کی وجہ سے استسقا کی شکایت پیدا ہو جائے تو ڈیجی ٹیلس کے ساتھ کیلومل استعمال کراتے ہیں اور مریض کو ایسی ٹیٹ پوٹاش وغیرہ مدر بول دوائیں دی جاتی ہیں۔ جاپان میں شدید استسقا کے لیے شاذ و نادر ہی سوئی سے رطوبت نکالی جاتی ہے۔

مالش پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ سرد پانی سے غسل بھی مفید سمجھا جاتا ہے۔

عصبی اختلاج (شنکی کوشین):۔ مریض کو اگر قلت الدم کی شکایت ہو تو کونین اور لوہے کے مرکبات استعمال کرائے جاتے ہیں۔ جسم کی مالش کرتے ہیں اور مقوی غذائیں کھلائی جاتی ہیں۔ اگر جسم میں خون کی کمی نہ ہو تو زیادہ تر آبی علاج سے کام لیا جاتا ہے۔ اور مریض کو تلخ پانی زیادہ مقدار میں پلاتے ہیں۔ اندرونی طور پر مخدرات کا استعمال عام ہے۔ قلب پر برف کی تھیلی رکھنے کو بھی مفید سمجھا جاتا ہے۔

ضغطۃ القلب (کیوشین شو):۔ رائی کے پلاسٹر کے ذریعے جلد میں سوزش پیدا کرتے ہیں۔ سینہ پر حسب ضرورت سرد یا گرم پانی کی پٹیاں باندھی جاتی ہیں۔ مورفین کے انجکشن دیتے ہیں۔ کلورالائڈ، نائٹرو گلیسرین اور دوسرے مخدرات کا استعمال بھی ہے۔

التہاب غلاف القلب (شنوئین):۔ مریض کو مکمل آرام دیا جاتا ہے۔ ڈیجی ٹیلس استعمال کرانے کے علاوہ رائی کا پلاسٹر چڑھایا جاتا ہے اور برف کی تھیلی سے کام لیتے ہیں۔ اگر ترشح انگیز دردشن زیادہ ہو تو رطوبت نکال دیتے ہیں۔ پیپ پڑ جانے کی صورت میں اپریشن ضروری ہوتا ہے۔

اورطی کا اینورسما (ڈائیڈ و میاکورین):۔ جاپان میں اس مرض کو بالعموم ناقابل علاج سمجھا جاتا ہے۔ مریض کو آیوڈائیڈ آف پٹاشیم اور ارگوٹین زیادہ استعمال کراتے ہیں۔ بجلی سے بھی مدد لیتے ہیں اور پانی کی پٹیاں بھی باندھی جاتی ہیں۔ لیکن جاپانی اطبا کے پاس اس مرض کا کوئی علاج نہیں ہے۔

منہ کا ورم:۔ مریض کے منہ کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ ایلوے اور نوشادر کے غرارے کرائے جاتے ہیں۔ ہائپر منگنیٹ آف پٹاشیم (۱۴ء۰ فی صدی) اور کلورو پٹاش (۲ فی صدی) سے بھی کام لیتے ہیں۔ اگر مرض کی شدت ہو تو ٹنکچر مر اور ٹنکچر رتانی استعمال کرنے کے علاوہ کبھی کبھی پتھر کا ٹکڑا گرم کر کے داغ بھی دیتے ہیں۔

نزلہ معدی (منسی):۔ مزمن صورت میں مریض کو ایسی کوئی غذا نہیں کھلائی جاتی جس میں چربی کے اجزا شامل ہوں۔ پیٹ کی مالش کی جاتی ہے اور معدہ پر سرد پانی کی پٹیاں باندھی جاتی ہیں۔ سمندر کے پانی میں غسل بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ قبض کی شکایت میں گلیسرین کا حقنہ کرایا جاتا ہے۔

معدہ کا پھوڑا (آئی کوائی یو): مریض کو نقل و حرکت کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ورم پر گرم پلٹس مسلسل باندھی جاتی ہے اور اندرونی طور پر بسمتھ کے ساتھ سوڈیم بائی کاربونیٹ استعمال کراتے ہیں۔ بعض حالات میں صرف بسمتھ زیادہ مقدار میں دیا جاتا ہے۔ غذا میں دودھ، انڈا اور شوربا دیا جاتا ہے۔

معدہ کا سرطان (آئی کاکوچو):۔ شام کے وقت پیٹ کو پانی سے بلاناغہ دھارتے اور مالش کرتے ہیں۔ سرد پانی کی پٹیاں بھی باندھی جاتی ہیں۔ مورفین اور کلورل ہائیڈریٹ استعمال کراتے ہیں۔ غذا صرف سیال چیزوں تک محدود کر دی جاتی ہے۔ قبض کی شکایت میں حقنہ سے مدد لیتے ہیں اور قولون کی مالش خاص طریقہ پر کرتے ہیں۔

تخمۂ عصبی:۔ اس مرض میں مالش کو بہت مؤثر سمجھا جاتا ہے۔ مریض کو مقوی غذائیں کھلاتے ہیں۔ بجلی سے بھی مدد لی جاتی ہے اور کچھ عرصہ سے قوت ارادی کے ذریعہ سے علاج کا طریقہ بھی مقبول ہو رہا ہے۔

دیدان شکم:۔ حب القرع کی موجودگی میں سرخس کا جوہر کیپ شول میں بھر کر مریض کو دیتے ہیں اور دو تین گھنٹے بعد کیسٹر آئل پلا دیتے ہیں۔ بعض اطبا جوہر سرخس کے بجائے پلگرین تمانی مول دیتے ہیں۔

(۲) دیہاتی ختلیہ میں ایک ایک گرین سنٹونین دن میں کئی کئی مرتبہ دیتے ہیں۔

(۳) حیات کی موجودگی میں نقصانات کیسٹر آئل اور کیلومل کا درج زیادہ ہے۔

یرقان (اوواں):- چربی دار غذائیں بالکل بند کردی جاتی ہیں اور مریض کو معدنی نمکیات زیادہ استعمال کرائے ہیں۔

حصاۃ صفراویہ (تیکی):- شدتِ مرض میں پلٹس باندھتے ہیں اور مخدرات و محرکات اندرونی طور پر یا انجکشن کے ذریعے استعمال کراتے ہیں۔ بعد میں معدنی نمکیات اور بائی کاربونیٹ سوڈیم وغیرہ دیتے ہیں۔

انفلوئنزا (ریوکاذسی کا بو):- ہندستان میں انفلوئنزا کو اب کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن جاپان میں یہ مرض اب بھی خطرناک سمجھا جاتا ہے اور لوگ اس سے بہت گھبراتے ہیں۔ مریض کو دوسرے لوگوں سے بالکل علیحدہ رکھا جاتا ہے اور اس کے مکان اور کپڑوں وغیرہ کو جراثیم کش دواؤں سے پاک کرتے ہیں۔ مریض کو بستر سے اٹھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ صاف ہوا اور زود ہضم غذا کا بہت خیال رکھا جاتا ہے دواؤں میں کونین کو سب سے زیادہ موثر سمجھا جاتا ہے اور سیلی سیلک ایسڈ کا بھی رواج ہے۔ محرک دوائیں زیادہ مقدار میں استعمال کرائی جاتی ہیں۔ بلغم خارج کرنے کے لیے نمکین پانی کے غرارے مفید سمجھے جاتے ہیں۔

زرد بخار (اونشر):- جاپان کی فہرست امراض میں زرد بخار کا نام تو موجود ہے لیکن وہاں کسی نے اب تک اس مرض کی صورت نہیں دیکھی ہے۔ لہٰذا علاج کا کوئی خاص طریقہ بھی معین نہیں۔

حمیٰ راجعہ (کیکی نشر):- موجودہ صدی کے آغاز تک جاپان میں اس مرض کے نام سے بھی کوئی واقف نہ تھا۔ لیکن گزشتہ جنگِ چین و جاپان کے موقع پر جب جاپانی سپاہی کوریا اور منچوریا میں مظلوم چینیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے گئے تو وہاں سے شاید اپنے مظالم کی پاداش میں یہ مرض لے کر جاپان واپس آئے۔ اور حمیٰ راجعہ کئی سال تک ملک میں خطرناک صورت اختیار کیے رہا۔ اس کا علاج کونین کے علاوہ محرکات اور مقویات کے ذریعہ سے کیا جاتا تھا۔ لیکن اب وہاں کسی کو یہ مرض شاذ و نادر ہوتا ہے۔

بچوں کا ہیضہ:- جاپانی اطبا کے خیال میں اس مرض کا موثر ترین علاج یہ ہے کہ اُبلتے ہوئے پانی میں تولیا ڈبو کر نچوڑیں اور تہ کرکے جلدی سے مریض کے پیٹ پر رکھ دیں۔ اوپر سے خشک فلالین کی پٹی باندھ دیں۔

زمانۂ حمل کی قے اور متلی:- میٹھے تیل میں بیس فی صدی منتھول کا محلول تیار کریں اور جب حاملہ کو متلی شروع ہو اس کی دس بوندوں میں تھوڑی سی شکر ملا کر حاملہ کو چٹا دیں۔

مورفیا کا زہر:- جاپانی اطبا کی رائے میں مورفیا کا بہترین تریاق پرمنگنیٹ آف پوٹاش ہے۔ مریض کے معدہ میں جتنے گرین مورفیا گئی ہو اسے اتنے ہی گرین پرمنگنیٹ آف پوٹاش دی جائے سمیت بالکل زائل ہو جائے گی۔

سانپ کا زہر:- اگر کسی شخص کو سانپ ڈس لے تو اس کا زہر دور کرنے کے لیے ایک گلاس سرد پانی میں پانچ کو ایک بڑا چمچہ، بچے کو چائے کا چمچہ بھر شورہ پلاتے ہیں اور یہی زخم پر لگاتے ہیں۔ امونیا کی تیز اسپرٹ کو بھی مارگزیدہ کے لیے مفید سمجھا جاتا ہے۔

کاربولک ایسڈ کا زہر:- اس کی سمیت دور کرنے کے لیے سرکہ کو ہم مقدار پانی میں گھول کر پانچ پانچ دس دس منٹ کے وقفوں میں متعدد مرتبہ پلاتے ہیں۔

وجع مفاصل (ریوماٹیسم):- مریض کو سیلی سیلک ایسڈ اور اس کے نمکیات استعمال کرائے جاتے ہیں۔ کیمپر کا غسل بہت مفید خیال کیا جاتا ہے۔ مالش سے زیادہ مدد لیتے ہیں۔ نیز جاپانی اطبا کے نزدیک جوڑوں کی تکلیف دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ برف کے پانی میں کپڑا تر کرکے متاثر جوڑوں پر باندھ دیا جائے۔ درد کافور ہو جائے گا۔

(بقیہ مضمون ص۱ پر)

علم الادویہ

اروسہ

از جناب مولوی حکیم عبدالواحد صاحب رکن مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ دہلی

نام اروسہ کو عربی میں خشیشۃ السعال، فارسی میں خواجا، سنسکرت میں واسک اور اٹرش، بنگالی میں واسک اور بکس، مرہٹی میں اڈلسا، گجراتی میں اڈرسو یا اڈنسو، تامل میں ادہ تودے، انگریزی میں اسے ڈھاٹوڈا (Adhatoda) اور لاطینی میں اسے ڈھاٹوڈا ویسیکا (Adhatoda Vasica) کہتے ہیں۔ اُردو اور ہندی میں اروسہ، بانسہ اور بسونٹہ کے نام سے مشہور ہے اور اس کی زرد پھول والی قسم کو پیا بانسہ بھی کہتے ہیں۔

تاریخ اروسہ یا بانسہ ہندستان کی مشہور و معروف بوٹی ہے۔ آیورویدک میں زمانۂ قدیم سے مستعمل ہے۔ طب یونانی کی قدیم علم الادویہ کی کتابیں اس کے بیان سے خالی ہیں۔ اگرچہ اس کا عربی نام خشیشۃ السعال اس کی قدامت کی شہادت دیتا ہوا نظر آتا ہے، لیکن درحقیقت جدید مجوزہ نام ہے۔ چوں کہ یہ بوٹی کھانسی میں خصوصیت کے ساتھ مفید ہے لہٰذا اس کا نام خشیشۃ السعال (کھانسی کی بوٹی) رکھ لیا ہے۔ یونانی طب میں یہ بوٹی تقریباً چار صدی سے علم الادویہ کی کتابوں میں داخل کی گئی ہے۔ چناں چہ سب سے پہلے "معدن الشفا اسکندر شاہی" میں اس کا ذکر کیا گیا۔ یہ کتاب ۱۵۱۲ء میں سلطان سکندر شاہ لودی کے زمانۂ سلطنت میں ان کے حکم سے تالیف کی گئی تھی۔

اس کے بعد حکیم محمد حسین نے اپنی مشہور و معروف کتاب مخزن الادویہ فارسی میں اروسہ کے نام سے اس بوٹی کو بیان کیا اور حکیم محمد اکبر ارزانی نے اپنی مؤلفہ کتب خصوصاً قرابادین قادری وغیرہ میں ایسے مرکبات لکھے ہیں جن میں اروسہ کا کوئی نہ کوئی جزو شامل ہے۔

طب جدید (ڈاکٹری) کی مٹیریا میڈیکا میں بھی اس کو داخل کر لیا گیا ہے۔ چناں چہ برٹش فارماکوپیا کے ضمیمہ ادویہ ہندیہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔

اقسام اروسہ خاردار اور بے خار دو قسم کا ہوتا ہے۔ خاردار کو کالا بانسہ اور کٹ سریا بھی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ پھولوں کی رنگت کے لحاظ سے بھی کئی قسم کا بیان کیا جاتا ہے، اور زرد پھول کے اروسہ کا نام پیا بانسہ مشہور ہے۔ لیکن اس جگہ ہمارا مقصود سفید پھول والا بانسہ ہے، جو بے خار ہوتا ہے اور دواؤں میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔

ماہیت اروسہ کا پودا دو گز سے دو گز تک اونچا ہوتا ہے، ایک ہی جڑ سے بہت سی شاخیں نکل کر پھیلتی ہیں۔ شاخوں کی لکڑیاں نہایت مضبوط

بقیہ مضمون صفحہ ۱۵ **افیون خوری کی عادت**:- افیون کی عادت چھڑانے کا موثر طریقہ یہ ہے کہ دو دن تک دو دو گھنٹے کے بعد ایک ڈرام برومائیڈ آف سوڈا دیں اور تیسرے دن اس کی مقدار نصف کر دیں۔ جاپانی اطبا کے بیان کے مطابق مندرجۂ بالا طریقہ اگر چینیا بیگم کے کسی پرانے شیدائی کو بھی دو اونس برومائیڈ آف سوڈا کھلایا جائے تو اس کا سودائے عشق زائل ہو جائے گا!

اور بے ریشہ ہوتی ہیں۔ دیہات میں غریب لوگ ان شاخوں کے چھوٹے چھوٹے گٹھے باندھ کر اپنے مکانوں میں کڑیوں کے اوپر تختوں وغیرہ کی چھت کے بجائے ڈالتے ہیں۔ یہ لکڑیاں سالہاسال گزرنے پر بھی کمزور نہیں ہوتیں اور نہ ان میں کیڑا لگتا ہے۔

اروسہ کے پتے دو تین انچ سے لے کر چار پانچ انچ تک لمبے اور ایک انچ سے لے کر دو ڈھائی انچ تک چوڑے ہوتے ہیں۔ یہ پتے آم کی پتوں کے مانند گاؤدم نوک دار ہوتے ہیں۔ پہلوؤں میں سے کٹے ہوئے نہیں ہوتے۔ چکنے اور ملائم ہوتے ہیں۔ ان کی رنگت عموماً گہری سبز ہوتی ہے۔ پتوں کا مزا نہایت تلخ اور بُو چائے کی بُو سے مشابہ ہوا کرتی ہے۔ پھول سفید رنگ کے گچھوں میں لگتے ہیں۔ پھولوں کے زیریں (نچلے) حصے میں نہایت ہلکی اور لطیف مٹھاس ہوتی ہے۔ اس لیے بچے ان پھولوں کو توڑ کر چوسا کرتے ہیں۔ شہد کی مکھیاں عموماً ان پھولوں سے اس مٹھاس کو چوس کر اپنے چھتوں میں جمع کرتی اور شہد بناتی ہیں۔

اس کا پھل کسی قدر تل کے پھل سے مشابہ ہوتا ہے اور بہت سے پھل مل کر ایک سنبلہ (بال) سا بنا لیتے ہیں، جو کسی قدر گیہوں کے سنبلہ (بال) سے ملتا جلتا ہے۔ ان پھلوں کو "کاکڑے" کہتے ہیں۔ ہر ایک پھل دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے اور ہر ایک حصے میں دال ارہر کے برابر لیکن اس سے باریک دو تخم نکلتے ہیں۔

مقام پیدائش اروسہ ہندستان کے تقریباً تمام حصوں میں پایا جاتا ہے خصوصاً شمالی ہندستان میں نہایت کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ سخت اور کنکریلی زمین اس کو بہت بھاتی ہے۔ اسی لیے عموماً قبرستان، بنجر زمینوں اور سنگ زاروں میں دیکھا جاتا ہے۔

مزاج اس کا مزاج گرم خشک ہے۔

افعال و خواص اروسہ منفث بلغم، مخرج بلغم، اور دافع تشنج ہے۔ اسی لیے کھانسی اور دمہ میں بکثرت مستعمل ہے۔ کھانسی خشک ہو یا تر دونوں میں مفید ہے۔ اس کے علاوہ قاتل جراثیم اور حابس الدم بھی ہے۔ اس لیے سل و دق کی کھانسی میں اس کو بہت مفید دوا خیال کیا جاتا ہے۔ حابس الدم ہونے کے سبب ہر قسم کے جریان خون خصوصاً نفث الدم میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹری میٹیریا میڈیکا میں بھی اس کو قاتلِ جراثیم تسلیم کیا گیا ہے۔ فصلوں کو کیڑا لگنے سے بچانے کے لیے اس کے پتوں کا سفوف استعمال کیا جاتا ہے یعنی اس کے پتوں کا سفوف کر کے مٹی میں ملا دیا جاتا ہے تو وہ کیڑے مر جاتے ہیں جو فصلوں کو خراب کر دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بخاروں کو بھی دور کرتا ہے۔ اس لیے وید صاحبان اس کے پتوں یا جڑ کی چھال کو مختلف جوشاندوں میں شامل کر کے کھانسی بخار کے مریضوں کو پلاتے ہیں۔

ایک صاحب نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ اروسہ کے پھولوں کا گلقند روزانہ صبح و شام تین تین ماشے کھائیں اور آہستہ آہستہ ۶-۶ ماشے یا اس سے زیادہ تک پہنچائیں تو اس سے دمہ، سل، کھانسی اور نفث الدم (خون تھوکنا) کی شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔

کیمیائی تحقیقات سے اس بوٹی میں "ایمونیا" پایا جاتا ہے۔ اس لیے دمہ کے دورے کی شدت میں اس کے پتوں کی سگرٹ بنا کر پلانے سے دورے کی شدت میں سکون ہو جاتا ہے۔ اگر سگرٹ نہ بنا سکیں تو چلم میں تمباکو کے بجائے رکھ کر اس کا دھواں کھینچنے سے بھی آرام ہوتا ہے، اور سانس کی تنگی میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

وید صاحبان کہتے ہیں کہ اروسہ کے پھولوں اور پھلوں کو تلوں کے تیل میں اونٹا کر اس کی مالش کرنے سے ہاتھ پیروں کی اینٹھن جاتی رہتی ہے۔ اس کے پتوں کے جوشاندہ کا بھپارہ لینے سے گٹھیا کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی جڑ کا سفوف کھانے سے موسمی بخار دور ہو جاتا ہے۔ اس کے پتوں کے رس میں شورہ قلمی ملا کر پلانے سے یرقان کو فائدہ ہوتا ہے۔ اروسہ کے پتوں کو مصری کے ساتھ جوش دے کر چھان کر پلانے سے بخار کی گرمی سے بڑھی ہوئی پیاس اور گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے۔

اگر اروسہ کے پتوں کے جوشاندے میں روغن صندل ۳۰-۴۰ قطرے ڈال کر پلایا جائے تو خون کے دست بند ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر صرف پتوں کا رس نکال کر پلایا جائے تو اس سے بھی خونی دست بند ہو جاتے ہیں۔ پتوں کے رس تین تولے میں تباشیر کا سفوف تین ماشے اور شہد ایک تولہ ملا کر پلانے سے بیٹھی ہوئی آواز کھل جاتی ہے۔ اس کے پتوں کے جوشاندے سے کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد اور مسوڑھوں کی سوجن جاتی رہتی ہے۔

برگ اروسہ پاؤ بھر، اجوائن ایک چھٹانک، نمک سیندھا ۶ ماشے۔ تینوں کو دو سیر پانی میں جوش دیں۔ یہاں تک کہ آدھ سیر رہ جائے۔ اس کو مل چھان کر رکھیں، اور اس میں سے ایک ایک دو دو تولے دن میں تین چار بار پلائیں۔ بلغمی کھانسی میں نہایت مفید ہے۔

مقدارِ خوراک اروسہ کے پتوں اور جڑ کو سفوف کی شکل میں دو تین ماشے اور جوشاندہ یا خیساندہ کی صورت میں ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک استعمال کیا جاتا ہے۔

اروسہ کے مرکبات

گلقند اروسہ

کھانسی، دمہ، سل اور نفث الدم میں نہایت مفید ہے۔

ترکیب:- اروسہ کے پھول ایک سیر لے کر ان کو اچھی طرح صاف کریں۔ اس کے بعد ایک سیر کھانڈ ملا کر دست مال کریں۔ جب کھانڈ پھولوں کے ساتھ اچھی طرح مل جائے تو اس کو ایک مرتبان میں بھر کر منہ بند کر کے دو ہفتہ تک رکھ چھوڑیں۔ اس کے بعد استعمال کریں۔

مقدار خوراک:- تین ماشے سے نو ماشے تک صبح و شام۔

شربت گل اروسہ

ہر قسم کی کھانسی، دمہ، سل، پرانے کھانسی بخار، ذات الجنب اور ذات الریہ میں مفید ہے۔

نسخہ و ترکیب:- گل اروسہ تر و تازہ چھ تولے، بہدانہ تین تولے، ملیٹھی نیم کوفتہ ۲ تولے۔ تینوں دواؤں کو تین پاؤ پانی میں ہلکی آنچ پر جوش دیں، یہاں تک کہ پانی نصف رہ جائے۔ اس پانی کو چھان لیں اور اس میں آدھ سیر چینی ملا کر شربت کا قوام بنائیں۔ جب قوام تیار ہو جائے آگ سے اتار لیں اور اس میں گوند ببول، کتیرا تین تین ماشے باریک پیس کر ملائیں۔ مقدار خوراک، دو تولے سے چار تولے تک۔

شربت اعجاز

طب قدیم کا مشہور مرکب ہے، اور اطبا کا معمولہ مطب۔ کھانسی اور سل و دق میں نہایت مفید ہے۔

نسخہ و ترکیب:- عناب بیس دانے، سپستاں ساٹھ دانے، کتیرا گوند ببول ہر ایک ساڑھے دس ماشے، بہدانہ ڈیڑھ تولے، ملیٹھی مقشر نیم کوفتہ، تخم خطمی، تخم خبازی، گل نیلوفر، گل بنفشہ ہر ایک دو تولے، برگ اروسہ آدھ سیر۔ کتیرا اور گوند ببول کے علاوہ تمام دواؤں کو رات کے وقت پانچ سیر پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کے وقت جوش دیں۔ جب تقریباً ڈیڑھ سیر پانی رہ جائے مل کر چھان لیں اور اس میں ایک سیر چینی ملا کر شربت کا قوام بنائیں۔ قوام بن جانے پر گوند اور کتیرا باریک پیس کر ملائیں۔

مقدار خوراک:- دو تولے سے چار تولے تک عرق گاؤزباں میں ملا کر صبح و شام پییں، یا دو تولے کی مقدار میں دن میں تین بار چاٹیں۔

جوشاندہ اروسہ

پرانے کھانسی بخار میں فائدہ دیتا ہے۔

نسخہ:- برگ بانسہ، سونٹھ، چرائتہ، گلو سبز، بیخ کٹائی خورد ہر ایک چھ ماشے کو ڈیڑھ پاؤ پانی

میں جوش دیں۔ جب پانی نصف رہ جائے شہد خالص دو تولے ملا کر پلائیں۔

دوائے سرفہ کھانسی میں مفید ہے۔ نسخہ:۔ برگ بانسہ گیارہ عدد، مرچ سیاہ، پیپل، اجوائن، نمک لاہوری نمک سیاہ، سہاگہ ہر ایک تین ماشے۔ سب کو ایک مٹی کے کوزے میں ڈال کر منہ بند کرکے دو سیر اُپلوں کی آگ میں جلائیں۔ اس کے بعد نکال کر باریک پیس کر رکھیں۔ دن میں تین بار چار چار رتی یہ دوا پان میں رکھ کر کھائیں۔

سفوف اروسہ خون بواسیر کو روکتا ہے۔ نسخہ:۔ اروسہ کے پتے، صندل سفید اور دم الاخوین برابر وزن کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔

مقدار خوراک، تین تین ماشے صبح وشام تازہ پانی کے ساتھ پھانکیں۔

مذکورۂ بالا مرکبات کے علاوہ اس کا عصارہ اور رب بھی بنایا جاتا ہے اور کھار بھی حاصل کیا جاتا ہے، اور انکی ترکیبیں یہ ہیں۔

عصارۂ اروسہ ایک دیگچے میں نصف تک پانی بھر کر اس کے منہ پر کپڑا باندھیں، اور کپڑے پر اروسہ کے پتے رکھ کر سر پوش سے ڈھک دیں۔ دیگچے کو چولہے پر چڑھا کر نیچے آگ جلائیں یہاں تک کہ پتے پانی کی بھاپ سے گل جائیں۔ اب ان پتوں کو ایک کپڑے میں لیں اور ان کا پانی نچوڑ لیں۔ یہ عصارہ بقدر ایک تولہ شہد سے شیریں کرکے صبح وشام پییں، یا اس کا شربت بنا کر استعمال کریں۔

رُبّ اروسہ اروسہ کی جڑ کا پوست اور پتے لے کر تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر لکڑی کی اوکھلی میں خوب کوٹیں۔ اس کے بعد پانی چھان لیں، اور اس کو کڑاہی میں ڈال کر نرم آنچ پر پکائیں، یہاں تک کہ پانی اڑ جائے اور غلیظ رُب رہ جائے۔

اس رب میں مناسب دوائیں وغیرہ ملا کر گولیاں بنا کر استعمال کرتے ہیں۔

کھار اروسہ اروسہ کے پودوں کو کاٹ کر سکھائیں اور پھر جلا کر راکھ بنائیں۔ اس راکھ کو پانی میں گھول کر چھان لیں اور تمام رات رکھ چھوڑیں۔ صبح کو صاف پانی نتھار کر آگ پر پکائیں یہاں تک کہ تمام پانی اُڑ جائے آخر میں جو چیز رہ جائیگی وہی کھار ہے۔ یہ کھار کھانسی اور دمہ کے لیے نہایت مفید ہے۔ ایک رتی سے چار رتی تک پان میں رکھ کر کھلائیں۔

جنسیات نمبر ۲

کیا جسمانی اور دماغی صحت کے لیے بدچلنی ضروری ہے؟

(از ابن آدم)

اس مضمون کی شانِ نزول یہ ہے کہ مجھے مندرجہ ذیل خط ایک دوست کی معرفت نہایت رازدارانہ طور پر ملا۔ خط کا موضوع ہمارے ملک کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی زندگی کے اس مرحلہ سے تعلق رکھتا ہے جسے جوانی کہا جاتا ہے۔ چونکہ نفس جوانی بہت بدنام ہو چکا ہے اور اس کے کچھ معاشی و اخلاقی اسباب بھی ہیں، اس لیے اس موضوع کو یہاں چھیڑنا چنداں بے جا نہ ہوگا۔ بہرحال سب سے پہلے تو میں خط یہاں درج کرتا ہوں:۔

"مکرم بندہ جناب ....

ہر چند کہ مجھے جناب سے ذاتی طور پر کوئی تعارف نہیں ہے لیکن ...... صاحب کی زبانی آپ کے مطالعۂ جنسیات کا مجھے علم ہوا ہے۔ اس لیے یہ خط ان ہی کی معرفت آپ کو بھیج رہا ہوں۔ امید ہے آپ اپنے قیمتی دوستانہ مشورہ سے مجھے ایک ذہنی کش مکش سے نجات پانے میں مدد دیں گے۔

"میری عمر اس وقت ۲۲ سال ہے۔ بالکل تن درست ہوں۔ حالانکہ میرے کام کی نوعیت ایسی ہے کہ بہت قلیل کیا معنی بالکل وقت نہیں ملتا کہ ورزش یا سیر و تفریح اور کھیل کود میں حصہ لے سکوں۔

"میں نے آج تک کسی عورت سے مباشرت نہیں کی۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں (اور میرے گرد اس قسم کے لوگوں کی کچھ کمی بھی نہیں ہے) جو گناہ کو گناہ نہیں سمجھتے۔ مجھے اخلاقی اور معاشرتی وجوہ کی بنا پر کبھی ایسا کرنے کی مجبوری محسوس ہی نہیں ہوئی، گو ایسے مواقع ضرور پیش آتے ہیں اور ایسا گرد و پیش بھی رہا کہ میں، بغیر کسی کے علم کے، اپنی راہ سے ڈگمگا سکتا تھا۔

"میرا سوال صرف اس قدر ہے کہ آیا ایک نوجوان کی صحت جسمانی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کبھی کبھی مباشرت کر لیا کرے؟ کیا اس کے بغیر انسان کی صحت خراب ہو جائے گی۔ وقفہ وقفہ سے مباشرت کرنا تن درستی کے لیے لابدی ہے یا یہ ایک حیلہ ہے جو گناہ کا جواز ڈھونڈنے کے لیے تلاش کیا گیا ہے؟ بعض دفعہ نہایت سخت ہیجان میری طبیعت میں پیدا ہوتا ہے، مگر میں صبر و ضبط سے کام لے رہا ہوں۔ کیا مجھے اپنی مردانگی کی تسکین کے لیے اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک کہ میری شادی نہ ہو جائے یا کبھی کبھی بدچلنی کر لوں تو کوئی مضائقہ ہے؟

"ایک نام نہاد تعلیم یافتہ لڑکی نے ایک دفعہ مجھ سے یہاں تک کہہ دیا کہ میں ہرگز ایسا شوہر پسند نہ کروں گی جو اس معاملہ میں ناتجربہ کار ہو، اس فقرہ نے مجھے اور بھی الجھن میں ڈال دیا ہے [illegible]

نہیں کرتا کہ آخر زندگی کا کیا ڈھب اختیار کروں۔ مجھے انتہائی مسرت ہوگی اگر جناب زحمت فرما کر اس باب میں اپنی آزادانہ اور بے لاگ رائے مجھے دیں۔

"آپ سے رائے دریافت کر کے میں ایسا سمجھوں گا جیسے سر پر سے منوں کا بوجھ ہٹ گیا :

ایک بات اور سمجھ لیجیے۔ یہ خط جعلی ہرگز نہیں ہے۔ مجھے اس قسم کی خفیف الحرکتی سے کچھ فطری نفرت ہے۔ یہ خط میرے پاس موجود ہے۔ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔ بہرحال یہ سمجھ لیجیے کہ یہ خط اس مضمون کے لیے نہیں گھڑا گیا بلکہ فی الحقیقت وہ اس مضمون کا محرک ہوا ہے۔

اصل میں بات یہ ہے کہ یہ سوال بار بار نوجوان دوستوں سے میں سنتا ہوں، بلکہ نوجوان خواتین نے بھی، جو مجھ سے اس قدر آگاہ ہیں کہ مجھے اپنا رفیق و دم ساز سمجھتی ہیں، اس قسم کے سوالات مجھ سے کیے ہیں۔ پرسوں ہی میرے پاس ایک خط آیا ہے۔ ایک خاتون ہیں، جو میرے ایک عزیز کی ہمشیرہ ہیں اور کالج زدہ ہیں۔ گو ابھی وہ شریف طبیعت ہیں مگر زمانے کی ہوا لگ رہی ہے۔ انھوں نے مجھے لکھا ہے "میں ایک لڑکے سے محبت کرتی ہوں مگر یہ لڑکا مجھے بدکاری پر مجبور تو نہیں کر رہا مگر اس کا اصرار بڑھ رہا ہے۔ میں بار بار اسے ٹال دیتی ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ اس کی صحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ شادی سے پہلے میں اس کو اپنا جسم سپرد کردوں۔ ورنہ وہ بیمار پڑ جائے گا۔ کیوں کہ وہ زیادہ عرصے تک برداشت کی تاب نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے اسے خوف ہے کہ اگر میں نے اسے اجازت نہ دی تو وہ صحت کا خیال کر کے کبھی کبھی کسی طوائف کے ہاں جایا کرے گا۔" قدرتی طور پر یہ چیز اس شریف لڑکی کو سخت بری معلوم ہوئی کہ اس کا منگیتر کسی رنڈی کے ہاں جائے۔ مگر وہ خود بھی اس کے لیے ہرگز تیار نہ تھی کہ شادی سے پہلے کسی وجہ سے بھی وہ اپنا جسم اس کے سپرد کردے۔ اچھا، اب میں اس خاتون کی تحریر کا ایک اور ٹکڑا یہاں نقل کرتا ہوں :-

"مجھے اس سے عشق ہے۔ اور اگر واقعی مجھے یہ یقین ہو جائے کہ یہ فعل اس کی صحت کے لیے ازبس ضروری ہے تو میں اس کی خاطر اور اس کی تن درستی و مسرت کی خاطر خود کو سپرد کردوں گی، گو اس کے لیے میں اپنے آپ کو ہمیشہ نفریں کرتی رہوں گی۔ مگر بھئی، سوال یہ ہے کہ میں آخر کروں بھی تو کیا؟"

اکثر نوجوان اپنی منگیتروں یا رشتہ دار و واقف عورتوں کو اسی طرح پھانس لیتے ہیں۔ شادی کے وعدے کرتے ہیں اور اس سے قبل ہی مزے اڑانے کے لیے یہ بہانہ تلاش کرتے ہیں کہ کبھی کبھی یہ فعل کرنا طرفین کی جسمانی تسکین اور سکون و راحت کے لیے ضروری ہے۔ اکثر نوجوان اس فعل کو "جسمانی ضرورت" (فزیکل نیسیسٹی) کہہ کر خواہ مخواہ مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے جن نوجوان لڑکیوں کی نظر سے یہ سطریں گزریں وہ مردوں کی اس چالاکی سے آگاہ ہو جائیں۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا ہے کہ لڑکیاں منہ میں گھونگنیاں ڈالے بیٹھی رہیں۔ انھیں اپنی ہستی پہچاننی چاہیے۔

اکثر نوجوانوں میں میں نے یہ خیال بھی پایا کہ اگر انھوں نے گاہے گاہے مباشرت کی عادت نہ ڈالی تو ان کی قوت مردمی کم ہو جائے گی اور رفتہ رفتہ ختم ہو جائے گی اور وہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو جائیں گے۔ اس لیے اس جسمانی طاقت سے فائدہ اٹھانے کے لیے اسے زنگ آلود ہونے سے بچایا جائے۔ ان کی منشا اس کہنے سے یہ ہوتی ہے کہ تسکین جنسی انسان کے دماغی، جسمانی اور ذہنی نشو و نما اور تکمیل مردانگی کے لیے عین ضروری ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اپنی اس جسمانی ضرورت کو تسکین نہیں دیتے وہ دماغ کے کم زور، ارادے کے ہیٹے اور لغو ہوتے ہیں۔

غلط استدلال یہ خیال ان نوجوانوں کے دماغ میں آیا کہاں سے؟ اگر آپ ان سے بحث کریں تو وہ کہیں گے کہ ڈاکٹر اور

اطبا ہی کہتے ہیں۔ اور یہ کہ اگر انسان کسی عضو کا استعمال ترک کر دے تو اس کا وہ عضو بے کار ہو جاتا ہے۔ وہ یہ مثال بھی دیتے ہیں کہ اگر آپ کے ہاتھ کو رومال سے باندھ کر گلے میں ایک سال تک باندھے رکھیں تو کئی ہفتوں تک وہ ہاتھ اچھی طرح کام نہیں کرے گا۔ اور اگر دس سال تک یہ ہاتھ یوں ہی لٹکا رہے تو بس سمجھ لیجیے کہ عمر بھر کے لیے اس کو ہاتھ سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ پس انسان اگر ایک عرصہ دراز تک باعصمت زندگی بسر کرے تو اس کی یہ حس ہی ختم ہو جائے گی۔ اس قسم کے غلط سلط خیالات نوجوانوں میں عام ہیں۔ گو معقول اور روشن خیال ڈاکٹر اور حکیم یا وید ہرگز اس دلیل کو قابل اعتنا نہیں سمجھے گا۔ کوئی لائق طبیب اسے نہیں مانے گا کہ بدچلنی صحت اور مردانگی کے لیے ضروری ہے۔ ہاں نیم حکیموں اور اشتہاری دوا سازوں کی بات چھوڑ دیجیے۔ ان کی تو دنیا ہی امساک کی گولیوں اور ہیجان پیدا کرنے والی دواؤں سے چلتی ہیں۔ جب کوئی نوجوان اس قسم کے کسی طبیب یا دوا ساز کے پلے پڑ جاتا ہے تو وہ مستقل شکار ہو جاتا ہے۔ وہ دس بیس اور نوجوانوں سے یہ بات کہے گا، وہ اس پر عمل کریں گے اور یہ بیس اور لڑکوں سے کہیں گے۔ اس طرح یہ چیز عام ہو گئی ہے اور جہاں نہیں ہے وہاں عام ہو جاتی ہے۔ ان نیم حکیموں کے مقابلہ میں میرے پاس مغرب کے بہترین طبی دماغوں کا اعلان عمومی عصمت و نیک چلنی کے بارے میں موجود ہے۔ میں اہل مغرب کی رائے اس لیے اور بھی پیش کر رہا ہوں کہ مغرب زدہ ہندستانی نوجوان دیسی طبیبوں کی بات مانتے ہی نہیں۔ لیجیے، ان ہی کے ہتھیار کو اب میں ان ہی پر استعمال کرتا ہوں۔

اس مسئلہ پر فلاڈیلفیا (امریکا) کے ۶۰ نہایت وقیع اور ذمہ دار ڈاکٹروں کی رائے ہمارے سامنے ہے۔ یہ ڈاکٹر اپنے پیشہ کے نمائندہ ہیں۔ ان میں بعض تو اپنے اپنے شعبوں میں بلند ترین درجہ رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کی رائے تو ایسی ہے کہ مغرب میں بلا حیل و حجت قبول کر لی جاتی ہے۔ میں یہاں چند کی رائیں نمونہ کے طور پر پیش کروں گا :-

ولیم ڈبلیو۔ کین، ایم۔ ڈی، ایل۔ ایل۔ ڈی، پروفیسر اصول جراحی، جفرسن کالج آف میڈیسن۔

"میں یہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ آخر عورتوں کے لیے جو معیار عفت و عصمت کا مردوں نے مقرر کیا ہے، اس کا خود مردوں پر کیوں اطلاق نہ ہو۔ پاک بازی نہ صرف اخلاقی صفت ہے بلکہ جسمانی پاکی اور تن درستی کے لیے بھی لازمی شے ہے۔"

ڈبلیو، ایسٹرلی آسٹن، ایم۔ ڈی، پروفیسر جنسیات و نسلیات میڈیکل کالج، فلاڈیلفیا۔

"میں مندرجۂ بالا اعلان کو حرف بہ حرف درست سمجھتا ہوں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ جسم اور ذہن کی مکمل صحت کے لیے بداخلاقی اور بے حیائی بالکل مضر ہے۔ انسانی جسم کی ساخت اور نظام عضوی کا جو علم ہم کو حاصل ہے اس سے ہم اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں اور جو لوگ اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں ان کو خاموش کرنے کے لیے یہ دلیل کافی ہونی چاہیے۔"

اس سے قبل کہ میں رائیں پیش کرتا مجھے وہ طبی اعلان عمومی پیش کر دینا چاہیے تھا۔ اچھا، اب پہلے وہی پڑھ لیجیے۔

طبی اعلان عمومی :-

"عام امراض و عوارض کی زیادتی، جسمانی کمزوریوں، افسوس ناک موروثی امراض کا سلسلہ، اخلاقی پستی اور غیر فطری اور بے عصمت زندگی نے ہمارے تمدن کو گھن کی طرح کھا لیا ہے۔ اس لیے ہم دستخط کنندگان ذیل جو فلاڈیلفیا میں پیشۂ طبابت کرتے ہیں، یہ اعلان عمومی کرنا چاہتے ہیں کہ جسمانی تن درستی، دماغی قوا اور اخلاقی

صحت کے لیے عصمت اور پاکیزگی ازبس ضروری ہے۔"

اب میں یہاں چند اور صاحب نظر ڈاکٹروں کی رائیں پیش کرتا ہوں۔

میلکم میکفرڈن، ایم۔ ڈی،

"میں اس اعلان عمومی پر نہایت خوشی کے ساتھ دستخط کرتا ہوں۔ جوں جوں انسان متمدن ہوتا جائے گا اسی قدر اسے اپنے آپے میں رہنے کی ضرورت زیادہ ہوگی۔ حضرت موسیٰ کے ساتویں فرمان کو توڑنا یعنی بدچلنی کرنا خواہ وہ ذہنی طور پر ہو یا عملی طور پر، انسان کے جسمانی، دماغی اور اخلاقی تار و پود بکھیر دے گا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کبھی کبھار بدچلنی کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بعض اوقات توانائی جسم کے لیے اور دماغی توازن و تازگی کے لیے یہ ضروری ہے وہ بالکل غلط کہتے ہیں۔ ہر شخص اسے خوب سمجھتا ہے کہ یہ گناہ کے لیے محض ایک حیلہ ہے۔"

ڈاکٹر چارلس، ڈبلیو۔ ڈیس۔

"میں نہایت خوشی سے اس اعلان عمومی پر دستخط کرتا ہوں۔ بے شک لوگوں میں نہایت غلط طریقہ پر یہ خیال پھیلایا گیا ہے اور بعض غرض مند اطبا بھی اس میں مدد ہیں کہ تن درستی کی خاطر ضروری ہے کہ آدمی کبھی کبھی مباشرت کرے۔ اس خیال کی تردید کے لیے اطبا کے سرٹیفیکیٹ کی ضرورت تھی۔ پیشۂ طبابت کے بہت سے آفتاب و ماہتاب ان کی اس رائے کو کچھ وقعت نہیں دیتے۔ چناں چہ سر جیمز پیجیٹ لکھتے ہیں، "آپ کے پاس بہت سے مریض ایسے آتے ہوں گے جو بدچلنی کے بارے میں طبی جواز کے لیے آپ کی رائے پوچھیں گے۔ بلکہ بعض تو اس امید پر آئے ہوں گے کہ آپ بدفعلی کی کھلم کھلا حمایت کریں گے۔ لیکن بدفعلی کی حمایت کرنا ایسا ہی ہے جیسے چوری، جھوٹ یا اور اسی قسم کا کوئی قانون الٰہی توڑنے کا مشورہ دینا۔ بدچلنی سے دل، دماغ اور جسم سب ماؤف ہو جاتے ہیں۔ روح کچلی جاتی ہے اور اس کا اثر دماغ کے واسطے سے تمام اعضا پر پڑتا ہے۔ مجھ سے بہت سے مریضوں نے حلفیہ کہا کہ بدچلنی کی وجہ سے ان کی رہی سہی دماغی و جسمانی حالت بھی خراب ہو گئی۔"

بنجامن بی۔ ایم۔ ڈی، پی ایچ۔ ڈی، سکرٹری آف سٹیٹ بورڈ آف ہیلتھ پین سلوانیا (امریکا)

"میری رائے میں یہ اعلان عمومی بہترین طبی و معاشرتی خدمت ہے، اور میں انسانیت کی خاطر اس پر دلی خوشی کے ساتھ اپنے دستخط ثبت کرتا ہوں۔ میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مردوں اور عورتوں کو اپنی جسمانی دماغی اور ذہنی نشو و نما کے لیے سوائے شادی کے گٹھ بندھن کے اور کسی چیز سے فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔"

جوزف سی۔ گوریسی، ایم۔ ڈی، ہانیمین ہسپتال فلاڈیلفیا (امریکا)

"ہیجان جنسی کی وجہ سے کوئی مریض کیسی ہی غلط یا بناوٹی تکلیف کیوں نہ بیان کرے اور اس کے کتنے ہی مضر اثرات بڑھا چڑھا کر کیوں نہ دکھائے، کسی ڈاکٹر کو اس پھانسے میں آ کر مہلک دوا ——— یعنی ناجائز مباشرت ——— ہرگز بہ طریق علاج تجویز نہیں کرنی چاہیے۔"

بی۔ الگزینڈر رینڈل، ایم۔ اے، ایم۔ ڈی، پروفیسر جنسیات یونیورسٹی آف مین سلوانیا

"کامل پرہیزگاری (ناجائز مباشرت کو بالکل روک دینا) انسانی طبیعت، صحت اور مسرت کے لیے از بس ضروری ہے۔ بلکہ اس کے خلاف عدم پرہیزگاری موجب صد رنج و تکلیف ہو سکتی ہے۔ جب بھی انسان ہیجانِ نفس کو دباتا ہے وہ اس نفس امارہ کی فریب کاریوں پر فتح پاتا چلا جاتا ہے اور جب کبھی بھی نفس کی ترغیب میں آ کر گناہ کر لیتا ہے، وہ ڈوب جاتا ہے اور ڈوبتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور وہ جسمانی و اخلاقی طور پر بھی کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔"

جے۔ چیسٹن مارس، ایم۔ ڈی، طبیب حلقۂ مشائخین مسیحی، فلاڈیلفیا۔

"میں مندرجۂ بالا اعلان عمومی کو بہ طیب خاطر منظور کرتا ہوں اور اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کرتا ہوں۔ عفت و پاکیزگیٔ عمل دماغی، جسمانی اور اخلاقی صحت کے لیے نہ صرف موزوں ہے بلکہ عین ضروری شے ہے۔ مرد و عورت دونوں جنسیں ایک ہی قانونِ قدرت کے ماتحت ہیں، مرد ہرگز یہ توقع نہیں رکھ سکتا کہ جن قوانین الٰہی کو وہ توڑنے کی جرأت کرتا ہے وہ اس کی مائیں، بہنیں، لڑکیاں اور بیٹیاں نہ توڑیں، جب کہ وہ خود ان قوانین سے غافل یا انھیں حقیر سمجھتا ہے۔"

چارلس موصر، ایم۔ ڈی، پروفیسر میٹریا میڈیکا۔ ہانیمن میڈیکل کالج، فلاڈیلفیا۔

"میں سال ہا سال سے نوجوانوں کے علاج میں مصروف ہوں اور اس طویل تجربہ کے بعد میری فی الحقیقت یہی رائے ہے جو اس اعلان میں تحریر ہے۔ مجھے اس کا کامل یقین ہے۔ اور اسی تیقن کے باعث میں اس پر دستخط کرتا ہوں۔"

بس ایک رائے اور سن لیجیے :۔

فرینک ڈُڈ بری۔ اے۔ ایم، ایم۔ ڈی، فیلو مدرسۃ الطبا، فلاڈیلفیا۔

"فلاڈیلفیا اور دوسرے مقامات پر جو لوگ طبی درس گاہوں میں زیرِ تعلیم ہیں انھیں چاہیے کہ وہ اس اعلان کی اہمیت سے اپنے آپ کو خوب آگاہ کرلیں۔ اگر ان ہونے والے اطبا کی امداد شاملِ حال ہو تو لوگوں میں جو غلط عقیدے پھیل گئے ہیں ان کو روکا جا سکے گا۔ نیچے طبقہ کے ڈاکٹروں نے جنسی معلومات جن غلط اور مہلک طریقوں پر رائج کی ہیں ان کے استیصال کی ضرورت ہے۔"

میں یہ سمجھتا ہوں کہ مندرجۂ بالا رائیں جو مشہور اور معروف ڈاکٹروں کی ہیں ہمارے نوجوان طبقہ کی کامل تشفی کے لیے کافی ہوں گی۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ انسان کا مادہ منویہ پیشاب وغیرہ کی طرح کوئی ایسی مضر چیز نہیں ہے کہ اس کا جسم سے اخراج لازمی ہو۔ جب کہ یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ انسان میں مردانگی کا جوہر صالح خون کے قیمتی حصہ سے بنتا ہے اور جو لوگ اپنی مردی کو برقرار رکھتے ہیں وہ اس جوہر کو جسم میں ذہنی و بدنی قوتوں کی سلامتی کے لیے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اس مادہ کا بڑا حصہ مباشرت سے پرہیز کرنے کی وجہ سے جسم میں ہی جذب ہو جاتا ہے اور یہ مفید ہے۔ مثال کے طور پر پہلوانوں اور ذہنی کام کرنے والے لوگوں، کھلاڑیوں، آرٹسٹوں وغیرہ اصحاب کو دیکھیے کہ جب تک وہ مباشرت سے پرہیز رکھتے ہیں ان کے دماغ میں ایک سرور رہتا ہے اور وہ مسرور و شاداں زندگی بسر کرتے ہیں۔ مادۂ منویہ کے خزانے جن غدودوں میں مخفی ہیں ان سے یہ ظاہر ہو سکتا ہے

اور جسم میں جذب ہو جاتی ہے۔ زندگی کے آئندہ مرحلے جوانی کے زمانہ میں ہی استقامت اختیار کرتے ہیں۔ یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اسے تباہ کر دیں یا محفوظ کر کے رکھیں۔ یہ مادہ جسم میں جذب ہو کر انسان کے لیے کار آمد بنتا ہے یا نہیں اس کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ مشاہدہ کی دلیل ہی کافی ہے۔ عام متوسط انسانوں کے مقابلہ میں ہیجڑوں اور خواجہ سراؤں کو دیکھیے، جن میں اس رطوبت کی پیدائش ہی ختم ہو جاتی ہے۔ دماغی، جسمانی اور اخلاقی اعتبار سے کون بہتر انسان ہے، آختہ یا اوسط درجہ کا مرد اور اوسط درجہ کی عورت؟

رہ گئی ایسی عورت جو نا تجربہ کار خاوند کو پسند ہی نہیں کرتی۔ اس کو انتہائی درجہ کی پست حالت کہہ سکتے ہیں۔ اوسط درجہ کی لڑکیاں اس قسم کی اوباشی نہیں پسند کرتیں۔ ان کو ایسا شوہر پسند ہوتا ہے جو "مرد" ہو۔ اس کے ہونے والے بچوں کا باپ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور ایک ایسا شخص ہو جو پاک صاف عادات رکھتا ہو۔ کسی قسم کے خبیث مرض کا اس پر سایہ بھی نہ پڑا ہو، جو اپنے جسم کی بھی عزت و قدر جانتا ہو اور دوسرے کے جسموں کو بھی عزت کی نظر سے دیکھتا ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ایک عورت جو خود بدچلن اور خدائی خوار ہو گئی ہے اسے ایک پاک نفس و پاک طینت شخص کی صحبت میں لطف اور زندگی کا کوئی حظ مل ہی نہیں سکتا۔

یہ مضمون مکمل نہیں سمجھا جا سکتا اگر میں، باوجود طوالتِ مضمون کے، برٹش سوشل ہائیجین کونسل کا وہ بیان یہاں نقل نہ کروں جو اس نے ۲۴ مارچ ۱۹۲۶ء کو شائع کیا تھا۔ اس اعلان کا تعلق صحت و معاشرت کے اُس حسن و قیمت سے ہے جو پاکی اور عصمت سے حاصل ہوتی ہے۔

برٹش سوشل ہائیجین کونسل کی رائے ہے کہ :-

(۱) نسل اور فرد کے بہترین مفاد اسی میں مضمر ہیں کہ گرہست اور پاک و صاف شادی شدہ زندگی کو برقرار رکھا جائے اور معاشرتی عادات، مجلسی اور سماجی ضروریات و رسوم کو اس مقصد کے مطابق بنایا جائے۔

(۲) اس بات کے بے اندازہ ثبوت موجود ہیں کہ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ زندگی میں بدچلنی کرنے کے باعث دماغی، جسمانی اور معاشرتی نقصانات حد درجہ زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔

(۳) علم الابدان اور علم الانسان کے تجربہ نے ہم کو یہ یقین نہیں دلایا ہے کہ غیر شادی شدہ انسانوں کے لیے بغیر مباشرت جسمانی تن درستی ٹھیک رکھنا ناممکن یا محال ہے۔

(۴) نہ نفسیات نے ہم کو یہ بتایا ہے نہ انسان کے تجربہ نے ہم کو یہ یقین دلایا ہے کہ غیر شادی شدہ انسان کی ذہنی صحت کے لیے مباشرت کرنا کسی عنوان بھی ضروری ہے۔

مَعلُوماتْ!

برودت کے ذریعے حیات کی حفاظت اور سرطان کا علاج

انجمادی نیند کا جدید نظریہ

بعض سیاحوں کا بیان ہے کہ خطۂ بحر منجمد شمالی کے ایک گاؤں "درمانٹ" کے لوگوں میں یہ رواج تھا کہ بوڑھے لوگوں کو مع اپنی خوراک کی چیزوں کو جنوری میں برف کے اندر دبا دیا کرتے تھے اور مئی کے مہینے میں نکالا کرتے تھے اور انھیں دوبارہ "زندہ" کر لیا کرتے تھے۔ حالانکہ برف انھیں بالکل بے حس و حرکت کر دیا کرتی تھی۔ آج کل جدید سائنس جن حدود تک پہنچ چکی ہے اس کے پیش نظر اس بیان کو "داستان" نہیں کہا جا سکتا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ ان خطوں کے لوگ بہت سے پھل اور بیج برف میں دبا دیا کرتے تھے۔ اور جب برف مکمل کم ہو جاتی تھی تو انھیں جوں کا توں نکال لیا کرتے تھے۔ یہ غذائی اشیا بالکل محفوظ نکلتی تھیں۔ اس سے زیادہ انسان کا بچنا تعجب خیز تھا۔

سائنٹی فک حلقوں میں یہ بات عرصہ سے زیر بحث ہے کہ انسان کی زندگی "حرارت" اور "برودت" کے ساتھ بہت قریبی تعلق رکھتی ہے اور انسان کے اعضا کا نظام برودت میں قائم رہتا ہے۔ جب سرطان کے علاج کے سلسلہ میں "انجمادی نیند" (Frozen Sleep) کے تجربات کیے گئے تو محققین کی نگاہیں ان قدیم واقعات کی طرف بھی گئیں اور ان قصوں کو محض داستان نہیں سمجھا گیا بلکہ علمی اور طبی حلقوں میں انھوں نے تحقیق و تلاش کا ایک نیا دروازہ کھول دیا۔

یہاں اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ برودت حرارت کے ایک درجہ کا نام ہے۔ ایک بات اور یاد رکھیے کہ اگر آپ کسی ایسے درجۂ حرارت کا خیال کریں جہاں حرارت بالکل ختم ہو چکی ہو یعنی صفر درجۂ قطعی، تو ماننا پڑے گا کہ اس درجہ سے نیچے حرارت کا مطلق شائبہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس درجہ کے اوپر جوں جوں ہم ذرا ذرا اوپر چڑھیں حرارت کا کچھ نہ کچھ درجہ ضرور ہو گا خواہ وہ کتنا ہی غیر محسوس اور معمولی ہی کیوں نہ ہو۔

برودت بجائے خود کسی حیات کو ضائع نہیں کر سکتی۔ بکٹیریا کو رقیق ہوا (لکوئڈ ایر) کے ذریعہ سے منجمد کیا گیا۔ دنیا میں سب سے کم درجۂ حرارت (یعنی عام خیال کے مطابق برودت) اگر کسی چیز میں سے مل سکتا ہے تو وہ "رقیق ہوا" ہے۔ لیکن تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ اس قدر سخت برودت میں بھی یہ کیڑے جانبر ہو گئے۔ برودت کا فعل صرف یہ ہے کہ وہ خلیات (سیلز) کے نمو کو روک دیتی ہے۔

اس کے برخلاف حرارت خلیات کی رفتار نمو کو تیز کر دیتی ہے۔ یہ تیزی بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کہ ایک نظام ایسا آتا ہے جسے نمو کی انتہا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک نقطہ ایسا آتا ہے کہ حرارت حیات کو ختم کر دیتی ہے۔ حرارت پہلے تو حیات کے نمو کے لیے مفید و موزوں چیز رہتی ہے، لیکن کچھ ہی وقفہ کے بعد اس میں ہلاک کرنے کی قابلیت بھی آ جاتی ہے۔ عام آدمی اسے شاید کم سمجھیں گے کہ حرارت ایک ہی وقت ایسے دو متضاد خواص کیسے رکھتی ہے جو موت اور زندگی دونوں کا باعث ہوں۔ اس کی مثال کے لیے مشہور محرک چیز کچلے کو لیجیے۔

کہلا اگر کم مقدار میں مناسب طریقے سے دیا جائے تو محرک ہے۔ اور اطبّا اس کے خواص سے بخوبی واقف ہیں۔ لیکن اگر اسے ذرا بھی زیادہ دیا جائے تو وہ سخت مہلک زہر ہے۔ بالکل اسی طرح حرارت تھوڑی مقدار میں خلیاتِ حیات کے نمو کا باعث بنتی ہے اور کچھ زیادہ ہو جائے تو حیات کو تباہ کر دیتی ہے۔

نہایت ہی سرد چیز (رقیق ہوا) میں بکٹیریا ہلاک نہیں ہوتے۔ لیکن ذرا تیز حرارت مثلاً کھولتے پانی میں یہ کیڑے فوراً مر جائیں گے۔ بعض کیڑے تو اس سے بھی کم درجۂ حرارت کی برداشت نہ کر کے مر جائیں گے۔

اب اس طرف آپ کی توجہ مبذول ہونی چاہیے کہ بکٹیریا (دہی، خمیر وغیرہ کے کیڑے خوردبینی نوعیت کے) آخری درجۂ برودت پر بھی ہلاک نہیں ہوتے بلکہ ان کے خلیات کا نمو رک جاتا ہے اور حیات کے اکثر فعال رک جاتے ہیں۔ اس کے برعکس حرارت ان معمولی جانوں کو ذرا سی دیر میں ہلاک کر دیتی ہے۔ یہ حال ہے معمولی قسم کی جانوں اور جراثیم کا، لیکن زیادہ پیچیدہ نوعیت پر حیوانات جن میں انسان بھی شامل ہے، مختلف چھوٹے چھوٹے خلیات سے مرکب ہوتے ہیں۔ ایک جزو پر کسی چیز کا جو اثر پڑے گا وہ علی العموم اس کے کل پر بھی پڑے گا۔ تب بھی قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب برودت بجائے خود حیات کو ختم نہیں کرتی تو پھر یہ کیسے ہوتا ہے کہ آدمی اور جانور برف میں گل کر مر جاتے ہیں۔

سائنس داں اس کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ انسان میں سردی کی وجہ سے جو موت واقع ہوتی ہے وہ چند عجیب اور پیچ در پیچ افعال کا نتیجہ ہے۔ ان میں اعصابی دھچکا اور آزاد نظامِ اعصابی پر بہت سی چیزوں کا اثر انداز ہونا بھی شامل ہے۔ سردی کی وجہ سے خون پہلے تو دماغ کی طرف آہستہ آہستہ پہنچتا رہتا ہے۔ لیکن اس کے بعد یہ پہنچ بالکل بند ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دماغ کو اوکسیجن نہیں پہنچ رہی، جو خون کے ذریعہ پہنچ رہی تھی۔ اوکسیجن کے بغیر انسان کا دماغ مشکل سے دس منٹ زندہ رہ سکتا ہے۔

انسان کو انجمادی نیند میں عرصۂ دراز تک چھوڑنے کا فعل ایسا ہے کہ اسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ اس میں سُن کر دینے والی کسی چیز یا حالت کی وجہ سے اعصابی اضطراب نہیں ہونے پاتا۔ آزاد نظامِ عصبی جس کے ماتحت قلب اور آلاتِ تنفس کی حرکت بھی ہے، برقرار رہتا ہے دورانِ خون گو سُست ہو جاتا ہے لیکن قائم رہتا ہے۔ دماغ کی طرف بھی خون حسبِ معمول جاتا ہے اور اسی وجہ سے جان بخشنے والی اور جان بچانے والی چیز میں اوکسیجن موجود رہتی ہے۔ دماغ تک خون اور اوکسیجن کی سپلائی "کم" ہو جاتی ہے مگر "ختم" نہیں ہوتی۔

ایک روسی محقق نے بتایا ہے کہ اس نے جانوروں کے خون کو انتہائی درجہ تک منجمد کر دیا مگر پھر بھی ان میں حیات کے آثار باقی رہے، اور انھیں زندہ کیا جا سکا۔ اس نے سب سے پہلے سفید چوہوں پر تجربہ کیا اور ان کے جسم کی حرارت کو ۱۹،۴ درجہ فارن ہائیٹ تک گرا دیا، جو نقطۂ انجماد سے بہت درجہ نیچے ہے۔ پھر جب ان چوہوں کو عام جسمانی درجہ حرارت پر لایا گیا تو وہ رفتہ رفتہ اپنی معمولی حالت پر آ گئے۔

چھوٹے کچھوؤں کو اندرونی طور پر صفر سے ۲۲،۳ درجہ فارن ہائیٹ تک ٹھنڈا کیا گیا۔ کیکڑوں کو ۲۰ درجہ فارن ہائیٹ تک اور چمگادڑوں کو ۱۸،۲ تک سرد کیا گیا۔ یہ تمام جانور جنھیں حد درجہ سرد کر دیا گیا تھا زندہ رہے اور چمگادڑیں تک ہلاک نہ ہوئیں۔

چمگادڑوں پر ایک اور تجربہ کیا گیا۔ ریچھوں کی طرح چمگادڑیں بھی جاڑے بھر کے لیے سو جاتی ہیں۔ گرمی میں بھی وہ ٹھنڈی جگہوں اور غاروں وغیرہ میں "اونگھ" جاتی ہیں اور ساری گرمیاں اس اونگھ میں بسر کر دیتی ہیں۔ اونگھ یا سُستی سے ان پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ حیات کے ظاہری آثار ختم ہو جاتے ہیں۔ ان کے جسم کا درجۂ حرارت غار کے درجۂ حرارت تک گر جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چمگادڑ کے جسم کے نمو اور کام کی رفتار ہلکی اور دھیمی پڑ جاتی ہے۔ اس طرح چمگادڑ عرصہ تک رہتی ہے۔ جاڑوں میں تو وہ مہینوں اس حالتِ نوم میں رہتی ہے۔ گرمیوں میں وہ روزانہ ایسا کرتی ہے۔ فرق اس میں وقفہ کی کمی اور زیادتی کا ہے۔

حالتِ نوم کے معاملہ میں علمی تحقیق کے لیے ایک اور جانور بہت زیادہ وسیع میدان رکھتا ہے، اور وہ ریچھ ہے۔ برفانی علاقوں میں

ریچھ جاڑوں بھر سوتا ہے۔ گرم علاقوں میں وہ اس طرح نہیں سو سکتا۔ برفانی علاقوں کے ریچھ جو سردی میں سوتے ہیں تو مہینوں سوتے رہتے ہیں۔ وہ بے خبر اور بے حس و حرکت نہیں ہو جاتے بلکہ کبھی کبھی غار سے باہر آکر کچھ کھا پی لیتے ہیں۔ اِدھر اُدھر ذرا چل پھر بھی لیتے ہیں مگر بعد پھر سو جاتے ہیں۔

برودت کو آئندہ طبی تحقیقات کے سلسلہ میں بہت اہم درجہ حاصل ہونے والا ہے۔ سرطان کے علاج میں برودت سے کام لیا جا رہا اور درد کو کم کرنے کے لیے برودت کے فوائد جدید حکما کو معلوم ہیں۔ سرطان کے درد کو مہینوں تک سردی سے روکا جا سکتا ہے۔

جدید سائنس اسی سلسلہ میں قدم آگے بڑھاتے چلی جا رہی ہے اور سرطان کے خلاف جو جنگ محققین کر رہے ہیں اس میں برودت کے علاج سے کامیابی ہوتی نظر آتی ہے۔ اطبا کا ایک گروہ برودت اور انجمادی نیند کو دوسرے مرضوں کے علاج کے لیے آزما رہا ہے۔ یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ خنکی کا غیر معمولی درجہ جسم کے لیے پیدا کیا جائے۔ نقطۂ انجماد سے کم تر خنکی بھی کام کر سکتی ہے۔ جسم کو گھٹانے کے لیے بھی برودت سے کام لیا جانے والا ہے اور ایسے تجربے ہو رہے ہیں کہ فربہی کے مریض کو "انجمادی نیند" کے ذریعہ سے سلا دیا جائے اور اس کا جسم اپنی چربی خرچ کرنی شروع کرے۔ جب ایک معینہ وقفہ گزر جائے تو اسے جگا دیا جائے۔ اس کے جسم کی چربی جو مہینوں تک یا کئی ہفتوں تک خرچ ہوتی رہی گی تو اس کے جسم کا مٹاپا کم ہو جائے گا۔ بہرحال ابھی یہ چیز تجربہ کی منزلوں میں ہے اور آئندہ زمانہ بہت سی نئی چیزیں دنیا میں لانے والا ہے۔

مچھلی کے تیل سے زخموں کا اندمال

جرنل آف دی انڈسٹریل ویلفیر سوسائٹی میں ڈاکٹر جے بی۔ اشیل نے جو اپنے تجربات قلم بند کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جلنے اور کٹنے کے زخم، پھوڑے، دنبل، خانفرا کہ ناصیہ، شب چراغ اور جو عضو جسم سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے اس کے زخم کو مندمل کرنے کے لیے خالص کاڈ لور آئل حیرت انگیز طریقہ پر مفید ثابت ہوتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف کے خیال میں زخموں کی پٹی کے لیے مچھلی کا تیل بالکل خالص ہونا چاہیے یعنی نہ تو اس کا کوئی جز خارج کیا گیا ہو اور نہ اس میں کسی چیز کا اضافہ کیا گیا ہو۔ استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ زخم پر تیل کے چند قطرے ٹپکا کر پٹی باندھ دی جائے۔ پہلی ہی پٹی میں سوزش اور درد میں کمی محسوس ہوتی ہے، اور دوسری پٹی باندھنے پر تکلیف برائے نام رہ جاتی ہے۔ سوزش اور درد کو دور کرنے کے علاوہ خالص کاڈ لور آئل کی پٹی کے دوسرے قابل توجہ فائدے یہ ہیں:-

(۱) ورم اتر جاتا ہے (۲) زخم آسانی سے مندمل ہو جاتا ہے اور اس میں سیت پیدا نہیں ہوتی (۳) زخم یا جلنے کا داغ بڑھتا نہیں۔ خاص کر ایسی حالت میں جب کوئی شخص جل گیا ہو اس کا استعمال بہت مفید ہے۔ داغ بہت ہلکا باقی رہتا ہے۔

زخم پر پٹی باندھنے کے بعد جب اسے پہلی مرتبہ کھولا جائے تو پیپ کھنچ کر اوپر آ جاتی ہے اور دوسرے ہی دن آثارِ اندمال ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مچھلی کے خالص تیل میں حیاتین ا اور د کے علاوہ کوئی اور مفید جز بھی شامل ہے جس کی جداگانہ تحقیقات نہیں کی گئی۔ کیوں کہ ارکس آئل میں بھی حیاتین ا اور د کی مقدار کاڈ لور آئل کے تقریباً برابر ہی ہوتی ہے۔ مگر زخموں میں اس کا استعمال مفید ثابت ہوتا ہے۔

مجرّبات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

معجون ممسک اجزاء:- افیون ڈیڑھ تولے، دودھ ڈھائی سیر، گھی سوا پاؤ، مصری سوا سیر، عاقرقرحا، زعفران، جائفل، سہاگہ کشتہ شنگرف، کشتہ نقرہ ہر ایک تین تولے، کشتہ طلاء ۶ ماشے۔

ترکیب تیاری:- دودھ کو قلعی دار برتن میں ڈال کر ہلکی آنچ پر رکھ دیں۔ اور اس میں افیون کو لٹکا دیں۔ ہلکی آنچ پر اس کو اتنا پکائیں کہ کھویا بن جائے۔ اب اس میں گھی شامل کر دیں۔ اور خوب بھون لیں۔ اس کے بعد مصری کا قوام تیار کریں اور بریاں کھویا اس میں ڈال دیں۔ باقی سب دوائیں خوب باریک کر کے اس میں ملا دیں۔ دو ہفتے کے بعد دو ماشے سے چار ماشے تک صبح کے وقت دودھ کے ساتھ کھائیں۔ **فوائد:-** مقوی باہ ہے۔ قوت ماسکہ کے ضعف اور ذکاوتِ حس کی وجہ سے پیدا شدہ جریان اور کثرت احتلام کے لیے بے نظیر ہے۔ سرعت انزال کے لیے خصوصاً مفید ہے۔

معجون مقوی وبہی اجزاء:- خولنجان، درونج عقربی، مغز بادام شیریں، مغز چلغوزہ، مغز کدو شیریں، اسگند ناگوری ہر ایک ڈیڑھ تولے، ثعلب مصری، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، تودری سرخ تودری زرد، زنجبیل ہر ایک ایک تولہ، زعفران، جاوتری، تخم انجنگن، تخم کونچ ہر ایک ۶ ماشے، فلفل دراز، مصطگی رومی، تخم بلیون ہر ایک ۹ ماشے، بندمقشر دو تولے، بسندرسوکھ ساڑھے چار ماشے، مشک نیپالی تین ماشے، مروارید محلول ساڑھے چار ماشے، قند سیاہ ۲۵ تولے، شہد کف گرفتہ ایک سیر ایک چھٹانک۔

ان سب دواؤں کی معجون تیار کریں اور صبح کے وقت دو ماشے سے چھ ماشے تک مناسب بدرقہ کے ساتھ استعمال کریں۔ بحالات اجازت دیں تو شام کے وقت بھی اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے

فوائد:- اعضائے رئیسہ، خصوصاً قلب کو قوت دینے میں اکسیر صفت ہے۔ اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ اس لیے باہ میں اضافہ کا موجب ہوتی ہے۔ اس معجون میں یہ صلاحیت ہے کہ جگر کو قوت دے کر اور اس کے فعل کو ترقی دے کر صالح خون پیدا کر کے جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہے۔

دوائے ملذذ اجزاء:- افیون ایک ماشہ، زعفران کشمیری ایک تولہ، کافور ایک تولہ، بیر بہوٹی ایک تولہ، خراطین مصفیٰ ایک تولہ، شیرۂ برگ دھتورہ تین تولے۔

ترکیب تیاری:- مناسب ناپ کی کھرل میں شیرہ برگ دھتورہ ڈال اس میں سب دوائیں ڈال دیں۔ اور کئی دن تک کھرل کریں۔ یہاں تک کہ خوب باریک ہو جائے اور ذرات باقی نہ رہیں۔

طریقۂ استعمال:- ضرورت کے وقت سے پندرہ منٹ پہلے لعاب دہن یا چنبیلی کے تیل میں گھس کر حشفہ پر لیپ

فوائد :- نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ بے حد ملذذ دوا ہے۔ اُن لوگوں کے لیے جن کی عصبی حس میں غلط کاریوں کی وجہ سے نقصان آگیا ہو عجیب الاثر ہے۔

جناب حکیم فتح محمد صاحب، خان گڑھ

حبِّ آتشک رس کپور ایک تولہ، دانہ الائچی خورد ڈھائی تولے، بکری کا دودھ آدھ سیر۔ دونوں دواؤں کو خوب کھرل کرکے دانۂ مونگ برابر گولیاں بنائیں اور ایک گولی صبح اور ایک گولی شام مکھن یا منقّا میں رکھ کر استعمال کرائیں۔ فوائد :- آتشک کے لیے یہ نسخہ مجرب ہے۔ لیکن یہ گولیاں استعمال کرانے سے پہلے مریض کو ذیل کا جلاب استعمال کرانا لازمی ہے۔

نسخۂ جلاب :- حنظل (اندرائن) کی جڑ ایک چھٹانک کو سادہ پانی ڈیڑھ پاؤ میں گھوٹ کر چھان لیں اور پہلے گیلی چیز کھا کر اوپر سے اسے پی لیں۔

فوائد :- اس جلاب کے استعمال ہی سے آتشک کا زور کم ہو جاتا ہے اور زخم مرجھا جاتے ہیں۔ اگر دست بند نہ ہوتے ہوں تو مریض کو شربتِ بنفشہ استعمال کرانے سے دست بند ہو جاتے ہیں۔ (عطیہ میاں عبداللہ صاحب خوجہ، خان گڑھی)

اکسیرِ خارش میٹھا تیلیا، سونٹھ، الائچی خورد، فل فل سیاہ ہموزن لے کر اتنا کھرل کریں کہ غبار کی طرح ہو جائے۔ ۴ رتی صبح اور چار رتی شام حلوے میں رکھ کر استعمال کرائیں۔

فوائد :- ہر قسم کی خارش کے لیے یہ نسخہ مجرب ہے۔ مزمن حالت میں کم از کم چالیس دن استعمال کرنا چاہیے۔ لیکن پہلے اس جلاب کا استعمال کر لینا ضروری ہے :-

نسخہ :- ہلیلہ سبز، ہلیلہ سیاہ، پوست کیکر، برگ کیکر ہر ایک ایک تولہ، گل گلاب ۲ تولے، سنا مکی ۲ تولے، کھانڈ ۴ تولے۔ پہلی تین دواؤں کے سوا باقی دوائیں رات کو دو سیر پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح باقی کی دوائیں ملا کر جوش دیں، جب نصف پانی باقی رہ جائے اتار لیں، اور ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھ دیں۔ پھر چھان کر دو خوراک بنائیں۔ (عطیہ میاں عبداللہ صاحب خوجہ)

جناب حکیم محمد فضل الٰہی صاحب اکمل، صدیقی

قطورِ چشم رسوت، پھٹکری بریاں، بورک ایسڈ ہر ایک ایک ماشہ، توتیائے سبز ۴ رتی، افیون خالص ۴ رتی، عرق گلاب ۵ تولے۔ عرق گلاب میں سب چیزوں کو حل کریں۔ خیال رکھیے کہ شیشی صاف ہو۔ اس کے بعد احتیاط ًا روئی میں سے اس محلول کو نتھار لیں۔ دن میں دو، تین بار ۲-۲ قطرے ٹپکائیں۔

فوائد :- آشوبِ چشم اور روہوں کی خاص دوا ہے۔ آنکھ کے درد اور جلن کو سکون دیتی ہے۔ اس دوا کے دوران استعمال میں اگر ازالۂ قبض بھی کریں تو نمایاں فائدہ محسوس ہوتا ہے۔

روداد مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ دہلی

ضعفِ باہ

حالاتِ مریض نمبر ۲۸۶۹۴/۹۱

"رفع حاجت کے وقت زور لگانے سے مادہ خارج ہوتا ہے۔ پیشاب میں اکثر اوقات گاد رہتی ہے۔ خواہشِ جماع نہیں ہوتی عضو ڈھیلا رہتا ہے۔ قلب اور اعصاب کمزور ہیں۔ شادی کو ایک برس گزر گیا لیکن ہم میاں بیوی شادی کی حقیقی مسرتوں سے محروم ہیں۔ باہ کی کمزوری اور عضو کی اصلاح کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے ۔۔۔۔۔"

تشخیص بالا ہے۔ علاج یہ کیا گیا۔

علاج (صبح) معجون جریان خاص ایک تولہ دودھ کے ساتھ کھائیں۔

(رات) قرص قلعی ۱ عدد، لبوب کبیر ۶ ماشے میں رکھ کر کھائیں۔

(سہ پہر) خمیرہ گاؤزباں جواہر والا، دوا المسک معتدل جواہر والی ۳ ماشے ملا کر کھائیں۔

(بعد غذا) جوارش جالینوس ۶ ماشے دونوں وقت کھائیں۔

حالاتِ مابعد ۔۔۔۔ "تمام دوائیں ختم کر چکا ہوں۔ الحمد للہ ان دواؤں نے مجھے خاطر خواہ فائدہ پہنچایا۔ اور میں اس قابل ہوا کہ وظیفۂ زوجیت ادا کروں۔ اس کامیابی اور صحت یابی میں خدا کا فضل آپ کی کوشش اور توجہ کا بڑا دخل ہے ۔۔۔۔۔"

(پھر عضو کی کمزوری کے لیے مجلس نے طلائے مقوی خاص کا استعمال کرایا۔)

کثرتِ احتلام

حالاتِ مریض نمبر ۲۳۳۵۶/۲۹۸۹

"عرصہ دو ماہ سے احتلام کی شکایت ہے اور اب زیادتی ہو گئی ہے۔ سرعتِ انزال کی شکایت بھی مدت سے ہے۔ میں کثرتِ جماع کا عادی رہا ہوں۔ طبیعت افسردہ رہتی ہے ۔۔۔۔۔"

تشخیص کی گئی کہ رقتِ منی کی وجہ سے یہ شکایت ہے۔

علاج (صبح) سفوف عجیب ۶ ماشے پھانک لیں۔ اوپر سے دودھ پی لیں۔

(شب) معجون مقوی ۱۰ ماشے کھا کر اوپر سے دودھ پی لیا کریں۔

حالاتِ مابعد ۔۔۔۔ "آپ کی دواؤں سے ماشاء اللہ خوب فائدہ ہوا ہے۔ مجلس تشخیص و تجویز کا کہاں تک شکریہ ادا کروں۔ پروردگارِ عالم ہمدرد کی ہمدردیوں کو تا قیامِ قیامت برقرار رکھے ۔۔۔۔۔"

فشار الدم قوی

حالاتِ مریض نمبر ۲۳۱۲۰/۲۷

"پہلے دو تین ہفتے قبض رہا۔ تحزونی ہیجش ہو گئی، ڈاکٹری انجکشن سے آرام ہوا۔ اس کے بعد ایک روز صبح ۱۰ بجے دو مرتبہ بائیں پہلو پر چیونٹیاں رینگتی معلوم ہوئیں۔ اسی طرح دو تین دفعہ کے حملوں کے بعد ڈاکٹر سے مشورہ کیا۔ معائنہ طبی کے بعد بلڈ پریشر تشخیص ہوا۔ آنکھوں میں اندھیرا ہے، چلنے سے بھی چکر معلوم ہوتے ہیں۔ سر میں گرانی ہے آواز پست رہتی ہے۔ طبیعت نڈھال رہتی ہے کبھی کبھی جی گھبراتا ہے، دل دھڑکتا ہے عمر اس وقت ۶۰ سال کی ہے ۔۔۔۔۔"

تشخیص :۔ خون کا دباؤ بڑھا ہوا ہے۔

علاج :۔ (صبح) تریاق فشار ۲ ماشے تازہ پانی سے کھائیں۔

(رات) حب فشار ۲ عدد تازہ پانی سے کھائیں۔

(بعد غذا) انوشدارو سادہ ۶ ماشے دونوں وقت کھائیں۔

حالاتِ مابعد ۔۔۔۔ "بفضلہ تعالیٰ آپ کی دواؤں سے سب شکایتیں دور ہو چکی ہیں ۔۔۔۔۔"

سیلان الرحم

حالاتِ مریضہ نمبر ۱۶۶۳۵/۲۷۸۷

"۔۔۔۔۔ عمر اکیس سال کی ہے شادی ہوئے چار سال ہو گئے۔ ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اندامِ نہانی سے سفید زردی مائل رطوبت دن میں ۲۔۳ مرتبہ نکلا کرتی ہے، جو کبھی گاڑھی ہوتی ہے اور کبھی پتلی، اور یہ حالت ڈیڑھ برس سے ہے۔ پیڑو میں بہت زیادہ درد رہتا ہے۔ بھوک بالکل بند ہے قبض کی بہت زیادہ شکایت ۔۔۔۔۔"

تشخیص رحم کی غشائے مخاطی کا ورم اور ہضم کی خرابی کی وجہ سے یہ شکایت ہے۔

علاج :۔ (صبح) مستورین ایک تولہ کو دودھ میں گھول کر پلائیں۔

(رات) معجون سپاری پاک ۹ ماشے دودھ کے ساتھ کھلائیں۔

(بعد غذا) قرص پودینہ دو دو عدد دونوں وقت کھلائیں۔

(مقامی) عروسک کا استعمال دائی سے کرائیں۔

حالاتِ مابعد ۔۔۔۔ "آپ کی دوائیں مریضہ کو استعمال کرائی گئیں۔ ۲ ان سے سیلان الرحم اور دوسری شکایتوں بہت جلد فائدہ ہوا۔ اسوقت ۵ مہینے کا حمل ہے آپ کی مستورین سے مریضہ کو بہت ہی فائدہ ہوا ہے ۔۔۔۔۔"

مراسلت

اطبا معاصرین کے لیے ایک لمحۂ فکریہ

علم حیات کے ماہرین اور علماء سائنس کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام کائنات عالم ایک بے جان مادہ سے وجود میں آئی اور اسی وقت سے اس میں ایک دائمی اور کبھی نہ ختم ہونے والا باقاعدہ تدریجی تبدل کا عمل شروع ہو گیا۔ جمادات، نباتات اور حیوانات ایک حقیر و ذلیل حیثیت سے رفتہ رفتہ ترقی کر کے موجودہ زمانہ کے عظیم الشان، نادر اور حسین ترین وجودوں کی صورت اختیار کر گئے۔ پھر اسی قانون ارتقاء کے زیر اثر یہ بھی لازم رکھا گیا کہ عالم حیات کے تمام افراد میں زندگی کی صلاحیت اور اس کے تحفظ کے لیے جد و جہد کا یکساں مادہ پیدا ہو۔ چنانچہ ایسا ہوا اور اب تک ہو رہا ہے۔ اسی قانون ارتقاء کا لازمی نتیجہ تنازع للبقا اور بقائے اصلح ہے جو حیوانات کے ہر طبقہ میں جاری و ساری ہے۔

آپ کو یہ نہ بھولنا چاہیے کہ جس زمانہ میں ہماری طب نے جنم لیا تھا اس زمانہ میں اور بھی دوسری طبیں خدمت خلق میں مصروف تھیں۔ اور ان میں سے ہر طب دوسری طب پر اپنی فوقیت جتانے میں منہمک تھی۔ پھر بھی اس مقابلہ و مسابقہ کا کیا نتیجہ ہوا یہی کہ دوسری طبیں رفتہ رفتہ ختم ہو گئیں۔ یا اتنی ضعیف ہو گئیں کہ ان کا وجود و عدم برابر ہو گئے۔ اور ان کے مقابلہ میں ہماری طب محض اس لیے زندہ رہی کہ وہ اس زمانہ و ماحول کے عین مطابق تھی۔ اس دور کے اطبا "تنازع للبقا" و "بقاء اصلح" کے معتقد، تنظیم و اجتماعی جد و جہد کے معترف تھے۔ وہ اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ اجتماعی جد و جہد اور ماحول سے مطابقت کیے بغیر کسی بھی فن یا فرقہ کی زندگی محال ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جب تک طب یونانی وسیع الخیال، بلند نظر اور ایثار پیشہ لوگوں کے ہاتھوں میں رہی برابر ترقی کرتی رہی لیکن جس دن سے اس کی زمام قیادت ہم جیسے کوتاہ اندیش و تنگ نظر اطبا کے ہاتھ میں آئی، برابر اس کی حالت روبہ زوال ہو گئی ہے۔ ہماری اس کمزوری سے اطباء مغرب نے فائدہ اٹھایا اور طب قدیم کے مقابلہ میں ایک ایسی طب کو لا کر کھڑا کر دیا جو زمانہ حال سے پوری مطابقت رکھتی تھی۔ وہ اپنے اندر کتنی ہی کمزوریاں و نقائص کیوں نہ رکھتی ہو، مگر اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جدت و سہولت پسند دنیا کے لیے وہ پوری پوری جاذبیت کی حامل تھی۔ اس کے علم بردار تنظیم اور اجتماعی جد و جہد کے ساتھ میدان میں آئے اور کامیاب ہوئے۔

آہ۔ ہماری آنکھیں اب بھی نہیں کھلتیں۔ زمانہ ہمیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہا ہے۔ آج ہم میں ایثار کی جگہ اغراض، خلوص کی جگہ عناد، اشتراک کی جگہ حسد اور عمل کی جگہ جمود بری طرح کارفرما ہیں۔ ہم ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے ہیں مگر اپنی زبوں حالی و پستی کا احساس نہیں کرتے۔ ہم کو اگر کوئی نیک مشورہ دیتا ہے تو ہم اس سے برا اثر لینے کے عادی ہیں۔ اگر کوئی فرد ہماری کسی صورت سے بھی رہبری کرتا ہے تو اس کی پیروی ہم اپنے شان و وقار کے منافی خیال کرتے ہیں۔ کیا یہ ایک شرمناک حقیقت نہیں ہے کہ "آل انڈیا ویدک اینڈ طبی کانفرنس" کے ارباب حل و عقد فن کی سود و بہبود کے لیے اور ہماری تنظیم کے لیے ہم سے اپیلیں کرتے ہیں۔ ہم سے کچھ حقیر ایثار کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مگر نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ صرف یہ کہ سات آٹھ اطباء ممبر بن جاتے ہیں۔ جلسہ میں کچھ گرما گرمی ہو جاتی ہے۔ چند ریزولیوشن منظور ہو جاتے ہیں اور بس۔ یہ ممبر دہلی شہر ہی سے نہیں بلکہ کل ہندوستان کے ہم ہزار اطبا کی جماعت میں سے ہوتے ہیں۔ پھر جب ہماری ایک مرکزی جماعت کی اپیلوں کا یہ حشر ہو تو غریب لطافت حسین، جس کے التجائیہ خطوط کا جواب اطبا معاصرین کی طرف سے کامل خاموشی یا چند "استہزائیہ جملوں" میں دیا جائے، کیا کرے۔

حاشا و کلا۔ میں زمرۂ اطبا کا لیڈر بننے کا تمنائی نہیں۔ مجھے شہرت و نمود کی حاجت نہ تھی۔ صرف ایک جذبۂ خدمت فن اور کچھ کانفرنس کی طرف سے مامور ہونے کا اقتضا تھا کہ میں اپنے ذاتی خلوص و تعلقات کی بنا پر اپنے مخصوص بھائیوں کو بھی شریک غم بناؤں۔

بہر حال ایک مرتبہ پھر بھائیوں، دوستوں سے خصوصاً اور دیگر معاصرین سے عموماً یہ استدعا کرتا ہوں کہ خدا کے لیے وہ وقت کی نزاکت اور حالات کی اہمیت کو پہچانیں اور طب قدیم کی خادم نمائندہ و مرکزی جماعت آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کو اپنی شرکت و رکنیت سے تقویت دے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ کیوں کہ عمل و حرکت ہی دوسرا نام زندگی ہے۔

آپ کا مخلص: (حکیم ڈاکٹر) سید لطافت حسین الاترشی (شعبہ مال)

انتقاد

آفتاب حکمت

تقطیع ۲۰×۲۶/۸، ضخامت ۶۲ صفحے، قیمت سالانہ دو رُپے۔
پتہ :- منیجر صاحب آفتاب حکمت، دارالسلام، بیرون دہلی دروازہ، لاہور

"آفتاب حکمت" ایک نیا طبی رسالہ ہے جو جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی کی ادارت میں لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب کی فنی قابلیتوں اور دیگر صلاحیتوں سے ناظرین ہمدرد صحت ناواقف نہیں۔ "آفتاب حکمت" درحقیقت جدید طبی معلومات کا ایک ایسا مجموعہ ہوا کرتا ہے جس میں طب قدیم کا بھی بڑی حد تک لحاظ رکھا جاتا ہے۔ چناں چہ اکتوبر کا تازہ پرچہ "ہمارا مطب" کے نام سے شائع ہوا ہے جس میں بعض مشہور اطبا کے معمولات مطب سلیقہ سے مرتب کر کے شائع کیے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ایک پر از معلومات مضمون "ہوائی حملہ اور زہریلی گیسیں" کے عنوان سے نقل کیا گیا ہے۔ بہرحال مجموعی حیثیت سے آفتاب حکمت ایک بہت مفید طبی رسالہ ہے۔ ترتیب، کتابت اور چھپائی پر بھی کافی توجہ کی جاتی ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارا یہ جدید معاصر بہت جلد اپنے لیے مخصوص جگہ حاصل کرلے گا۔ شائقین تین آنے کے ٹکٹ اوپر کے پتے پر بھیج کر نمونہ منگوا سکتے ہیں۔

خدا کی باتیں

تقطیع ۱۸×۲۲/۸، ضخامت ۲۹۸ صفحے، قیمت دو رُپے
پتہ : دینی بک ڈپو، اُردو بازار، جامع مسجد، دہلی

احادیث قدسیہ کا یہ دل پذیر مجموعہ جناب مولانا احمد سعید صاحب کی تالیف ہے، جسے دینی بک ڈپو نے بہت اہتمام سے طبع و شائع کیا ہے۔ مولانا صاحب نے اس مجموعہ کی تالیف میں بڑی چھان بین سے کام لیا ہے۔ احادیث قدسیہ کی کئی معتبر اور کم یاب کتابیں مثلاً حظیرۃ التقدیس و ذخیرۃ التانیس، الاتحاف السنیہ بالاحادیث القدسیہ (دائرۃ المعارف) مولف کے پیش نظر مستقل طور پر رہی ہیں۔ ان کے علاوہ حدیث کی متداول کتابوں کے حوالے بھی جا بجا کتاب میں ملتے ہیں۔

مولف نے یہ مجموعہ زیادہ تر عوام کے افادہ کے لیے مرتب فرمایا ہے۔ اس لیے ترجمہ اور ترتیب میں سلاست اور سہولت کا پورا خیال رکھا ہے۔ اس میں احادیث کو بے ترتیبی سے جمع نہیں کر دیا گیا ہے، بلکہ ان کو ۳۴ عنوانوں میں نمبروار درج کیا ہے۔ ہر عنوان اپنی اپنی جگہ دینی اور دنیاوی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ موقع نہیں ہے کہ چند عنوانوں کے بھی نام یہاں لکھے جائیں بلکہ تقریباً سات سو احادیث قدسیہ کا یہ مجموعہ اتنی عمدگی سے مرتب کیا گیا ہے کہ ناظر کو ہر ضروری معاملہ پر صاحب حدیث کی رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ "خدا کی باتیں" قبولیت عام کریں گی۔ کتابت اور طباعت بہت عمدہ ہے۔ قیمت نہایت مناسب ہے۔ ناظرین اوپر کے پتے سے طلب فرمائیں۔

ندائے حرم

تقطیع ۲۰×۲۶، ضخامت ۴۰ صفحے، قیمت دو روپے سالانہ۔
پتہ: صدر دفتر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، قرول باغ، نئی دہلی۔

ندائے حرم ایک ماہانہ تبلیغی اور مذہبی رسالہ ہے جو جناب حامد الانصاری صاحب غازی کی ادارت میں چند مہینے سے شائع ہو رہا ہے۔ بصیرت افروز اور پر از معلومات شذرات کے علاوہ اس میں مذہبی اور تبلیغی مضامین بھی التزام سے شائع ہوتے ہیں۔ مکہ معظمہ کے مدرسہ صولتیہ سے ندائے حرم کو جو تعلق خاص ہے اس کی بنا پر اس میں مدرسہ کے حالات و کوائف پیش کیے جاتے ہیں اور مسلمانانِ ہند کو اس کی امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ ان تمام مقاصد سے یقیناً مسلمانوں کو اتفاق ہونا چاہیے۔ ہمیں امید ہے کہ ندائے حرم کی سرگرمیاں نتیجہ خیز ثابت ہوں گی اور وہ مذہبی اور علمی دنیا میں بھی خاص وقار حاصل کرے گا۔

زہریلی مکھی

تقطیع ۲۰×۳۰، ضخامت ۱۴۴ صفحے، قیمت ایک روپیہ
پتہ:- گل فروش پبلشنگ ہاؤس، لال کنواں، دہلی۔

جناب سید محمود مؤرخ کے افسانوں پر ہمدرد صحت میں اس سے پہلے بھی تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ حال میں سید صاحب نے اپنے افسانوں کا ایک اور مجموعہ "زہریلی مکھی اور دوسرے افسانے" کے نام سے پیش کیا ہے۔ سید صاحب کو دلچسپ افسانہ لکھنے کا خاص سلیقہ ہے۔ اسی وجہ سے ان کے افسانے نہ صرف عام پسند ہوتے ہیں بلکہ خواص کے مطالعہ کے لائق بھی ہوتے ہیں۔ اس مجموعہ میں زہریلی مکھی، عجیب اتفاق اور راوی کا فقیر وغیرہ افسانے دلچسپ بھی ہیں اور مفید بھی۔ اس مجموعہ میں دس افسانے موجود ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ شائقین اس کو پسند کریں گے۔ اوپر کے پتے سے طلب فرمایئے۔

سال گرہ نمبر آوازِ نسواں

تقطیع ۲۰×۳۰، ضخامت ۱۰۸ صفحے، قیمت دس آنے۔
پتہ:- دفتر آوازِ نسواں، لال کنواں، دہلی۔

آوازِ نسواں، دہلی کا ایک پرانا نسوانی رسالہ ہے جو اپنی ناظرات کے لیے مفید اور دلچسپ مضامین پیش کیا کرتا ہے، حال میں اس نے اپنی سال گرہ کے موقع پر اپنا ایک سال گرہ نمبر شائع کیا ہے۔ اس میں مفید علمی و اصلاحی مضامین دلچسپ افسانے، مزاحیہ مضامین اور اچھی نظموں کا ایک خاصا ذخیرہ فراہم کیا گیا ہے۔ مضمون نگاروں میں دونوں اصناف کے افراد شامل ہیں۔ ترتیب معقول ہے۔ لکھائی چھپائی خاصی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آوازِ نسواں کا یہ نمبر دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ ناظرین اوپر کے پتے سے ساڑھے دس آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگا سکتے ہیں۔

حدیثِ ناتمام

تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۹۶ صفحے، قیمت بارہ آنے۔
پتہ: مکتبہ قصر الادب، دفتر شاعر، آگرہ۔

زیر نظر کتاب جناب پنڈت ویس راج صاحب شرما ابر سیمابی کی نظموں اور غزلوں کا مجموعہ ہے، جس کا دیباچہ جناب اعجاز صدیقی مدیر شاعر نے لکھا ہے۔ کتاب کی ابتدا ایک ایسی نظم سے ہے جو حمد باری تعالیٰ میں لکھی گئی ہے۔ اس کے سامنے ابر سیمابی کی تصویر ہے اور اس کے بعد ہی حضرت سیماب اکبر آبادی کی شان میں ایک نظم ہے۔ اگرچہ ہر چیز اپنی جگہ پر اچھی ہے مگر یہ ترتیب ہمیں پسند نہ آئی۔ بہرحال ابر صاحب ایک نوجوان شاعر ہیں اور ان کی نظموں میں ان کے شاندار مستقبل کی جھلک پائی جاتی ہے۔ بعض نظموں کے عنوانات یہ ہیں:- "بسنت"، "چاندنی رات"، "مرزا غالب کے مزار پر"، "علامہ اقبال"، "آزادی"

تنہائی“، ”مفلسی“ وغیرہ۔ اور بعض کا تعلق ”مقامیات“ سے ہے۔ اس کے بعد غزلیں ہیں اور چند رباعیاں۔ ابر سیمابی کے اس مجموعۂ کلام میں دلچسپی کا کافی مواد موجود ہے۔ اشعار میں جدید شاعری کا رنگ پایا جاتا ہے اور خیالات میں تنوع اور جدت بھی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دل دادگان شعر و ادب ”حدیث ناتمام“ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ (ا۔ ف)

متاعِ حرم

مصنفہ زیب عثمانیہ صاحبہ لودھیانوی۔ تقطیع $\frac{22 \times 29}{16}$۔ ضخامت ۱۴۴ صفحے۔ قیمت ایک روپیہ۔
پتہ :- کریمی دواخانہ۔ بازار شیخو پورہ، لودھیانہ۔

”متاعِ حرم“ محترمہ زیب عثمانیہ صاحبہ کی اُن نظموں کا مجموعہ ہے جو انھوں نے اسلام کی عالمگیر تعلیمات سے متاثر ہو کر لکھا ہے۔ بعض نظموں میں مشرق کی عظمت، خواتین کی بے چارگی، اور فلسفۂ محبت پر بھی اظہار خیال کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بعض ادبی و اصلاحی نظمیں بھی ہیں اور غزلیات کی بھی ایک کافی تعداد کتاب کے آخری حصہ میں شامل کر دی گئی ہے۔ اس مجموعہ میں کیا کچھ ہے، اس کا اندازہ چند نظموں کے عنوانات سے کیا جا سکتا ہے، مثلاً فلسفۂ ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ، فلسفۂ حج، ایک مسجد کی تعمیر، وطن کا مستقبل، جدید عورت، زاہد و شاعرہ، چاند اور مزدور، ذرہ کی ماہیت، بھکارن وغیرہ۔ منظومات میں شعریت بھی ہے اصلاحِ رسوم کا جذبہ بھی، اور خلوص و صداقت کی جھلک بھی۔ لیکن، ہم کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بعض اشعار فنی معیار پر پورے نہیں اترتے۔ اگر زیب صاحبہ ان مفید اور موثر نظموں کی اشاعت سے پہلے کسی اچھے استادِ فن سے مشورۂ سخن کر لیتیں تو یہ خامیاں دور ہو جاتیں۔ بہر حال زیب صاحبہ کی ذکاوت اور خلوص ایمانی قابل تحسین ہے۔ اور ”متاعِ حرم“ کا مطالعہ ان حضرات کے لیے ضروری ہے جو ایک مسلم شاعرہ کے قومی، ملی اور مذہبی جذبات کو معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کتاب کا ”تعارف“ جناب ادیب لودھیانوی اور ”پیش لفظ“ جناب مرتضیٰ احمد خاں ایڈیٹر شہباز لاہور نے تحریر کیا ہے۔ (ا۔ ف)

جوابات

(۳۸) جتوا:۔ (۱) ٹےٹنس خواہ بچے کا ہو یا جوان کا اس کے لیے "اینٹی ٹے ٹینک سیرم" سے بہتر کوئی علاج نہیں ہے اور یہ بھی صرف اسی حالت میں فائدہ کرتا ہے کہ بر وقت انجکشن لگا دیا جائے۔ لیکن اکثر و بیشتر مریض اس کے صحیح علاج کی طرف اس وقت توجہ کرتے ہیں جب علاج کا وقت نکل جاتا ہے۔ کیونکہ جاہل تو بالعموم، اور پڑھے لکھے آدمی بھی اکثر اسے بیماری نہیں سمجھتے بلکہ "اوپری خلل" یعنی بھوت پریت کا اثر خیال کرتے اور جھاڑ پھونک کے ذریعہ سے اسے دفعہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جتوا (انفنٹائل ٹےٹنس) کا بہترین علاج یہ ہے کہ جس عورت کے بچے اس مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر جاتے ہوں۔ اس کو ایک سال یا کم از کم چھ ماہ تک مرد کی مقاربت سے پرہیز کرایا جائے۔ منضج بلغم پلا کر مسہل بلغم دیا جائے۔ اس کے بعد مقویاتِ رحم استعمال کرائیں۔ اگر ہضم خراب ہو تو اس کی اصلاح کی جائے۔ جب حمل قرار پائے تو معجون حمل عنبری کھلائی جائے۔ امید ہے کہ بچہ اس مرض سے محفوظ رہے گا۔ ان سب تدبیروں کے علاوہ حالت مرض میں ہینگ خالص دو چاول، مشک خالص دو چاول، شہد خالص ایک ماشہ میں ملا کر چند بار چٹاتا اور روغن چمگادڑ بچے کے جبڑوں اور گردن سے لے کر چوتڑوں تک ریڑھ کی ہڈی پر ملنا بھی مفید تدبیر ہے۔ روغن چمگادڑ بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ چمگادڑ کے پر اور پیٹ کی آلائش دور کر کے تلوں کے تیل میں پکالیں۔ جب چمگادڑ جلنے کے قریب پہنچ جائے تیل کو صاف کر کے کام میں لائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کاغذ یا کپڑے کی پھلی کا اگلا نصف حصہ۔ مشک خالص چوتھائی چاول بچے کے ماں کے دودھ میں گھس کر بچے کے حلق میں ڈالیں اور تازہ ادرک کا رس مقام ماؤف پر لگائیں انشاءاللہ پہلی بار یا دوسری بار کے لگانے سے صحت حاصل ہوگی اکثر میرے تجربہ میں آیا ہے (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۳۹) سفید بال:۔ (۱) بال تو جو سفید ہو چکے ان کا پھر سے سیاہ ہونا دشوار ہے۔ کوشش کیجیے کہ آیندہ کے لیے یہ سلسلہ بند ہو جائے۔ ان کو مچھلی کا تیل کافی عرصہ تک استعمال کرائیے اور کم سے کم پندرہ انجکشن کیلسیم کے لگوا دیجیے تو کھیر پھوٹنا بھی بند ہو جائے گی اور غالباً بالوں کا سفید ہونا بھی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے عزیز کو صبح کے وقت کشتہ فولاد نصف رتی، انوشدارو لولوی چھ ماشے میں ملا کر کھلائیے۔ اور سہ پہر کو یہ نسخہ دیجیے:۔ گیرو، سنگجراحت ہر ایک ایک ماشہ کو باریک پیس کر ان دواؤں کے پانی کے ساتھ کھائیں:۔ منڈی گل دھاوا، بیخ انجبار نیم کوفتہ ہر ایک چار ماشے، عناب چار دانے، غنچۂ انار دو عدد کو رات کے وقت پانی میں بھگو دیں صبح کو اسی پانی میں دواؤں کو پیس چھان کر مصری دو تولہ ملا کر پئیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جوہر بلادر ۳ ماشے، ست نوجیون بوٹی ایک تولہ، کنجد مقشر ۵ تولے، کوٹ چھان کر پانی کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنائیں۔ ایک ایک گولی صبح و شام دودھ سے کھائیں۔ تین چار ہفتے کے مسلسل استعمال سے سفید بال از سر نو سیاہ ہو جاتے ہیں۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

(د) پوست ہلیلہ زرد، برنج بادیان، برنج کشنیز، ہر ایک پانچ تولے، کوٹ چھان کر روغن بادام دس تولے میں چرب کر کے مصری دو چند ملالیں اور دو تولے صبح کو دودھ کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوسایہ)

(۴۰) رُخساروں وغیرہ کے بال:۔ (۱) بال اُڑانے کی بہت سی دوائیں، سفوف اور صابون بازار میں معروف ہوتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر کے متعلق یہ بھی دعویٰ ہوتا ہے کہ بالوں کا پیدا ہونا ہی ہمیشہ کے لیے بند ہو جاتا ہے۔ آپ ان میں سے یکے بعد دیگرے چند کی آزمائش کیجیے۔ ممکن ہے کہ یہ شکایت رفع ہو جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) افسوس ہے کہ ایسی کوئی کامیاب دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بالوں کی پیدائش ہمیشہ کے لیے رک جائے

البتہ اس بارے میں ایک نسخہ مفید بیان کیا جاتا ہے اس کو بنا کر استعمال کر دیکھیے۔ نسخہ یہ ہے:۔ انجیر کا پانی، ترنج کا پانی، سمندر جھاگ اور چیونٹیوں کے انڈے۔ چاروں چیزیں برابر وزن لے کر باہم کھرل کریں اور بالوں کو اکھیڑ کر ان کی جگہ کئی روز تک طلا کریں۔ اگر دوبارہ بال اُگ آئیں تو پھر اسی طرح کریں۔ شاید دو تین بار کے استعمال سے بالوں کا اُگنا موقوف ہو جائے گا۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کان اور ناک کے بال موچنا سے اکھاڑ کر جانڈ کی سبز کچی پھلیوں کا کوٹ کر لیپ کر دیا کریں۔ ایک ہفتہ میں تمام بالوں کی پیدائش قطعی بند ہو جائے گی سجانڈ ایک درخت ہے جسے جنڈی بھی کہتے ہیں۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

(۴۱) نقائص عضو خاص:۔ (۱) لاغری، کجی، و کوتاہی کے لیے آپ کو نسخہ درکار ہے۔ لیکن آپ نے یہ سوچنے کی کوشش نہ کی کہ ظاہری صورت کی ان خرابیوں کے ساتھ ساتھ لازمی طور پر اندر بھی کچھ نقص پیدا ہو گیا ہوگا، جو ظاہری صورت کی بہ نسبت زیادہ اہم ہے۔ شکل کی یہ خرابیاں مجامعت کے فعل پر بہت ہی کم اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس قدر کم کہ اس اثر کو قابل لحاظ کہا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر باہ کے متعلق قویٰ ضعیف ہو گئے تو اس خرابی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اب آپ یہ کیجیے کہ ظاہر سے ہٹا کر باطن پر نظر ڈالیے اور اگر قویٰ میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے تو اسے رفع کرنے کی تدابیر اختیار کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ یہ سائنٹیفک طلا تیار کر کے استعمال کرائیے:۔ کاڈ لور آئل (مچھلی کا تیل) دو تولے، روغن سانڈہ ایک تولہ، روغن زیتون ایک تولہ، روغن دارچینی ایک تولہ، روغن لونگ تین ماشے، ہیرا ہینگ، رائی، عاقر قرحا، زعفران ہر ایک تین ماشے، پہلے خشک چیزوں کو کھرل میں ڈال کر باریک پیسیں اس کے بعد روغن زیتون شامل کر کے خوب کھرل کریں۔ پھر دوسرے روغن ملا کر چار پہر کھرل کر کے تیل کو نتھار کر شیشی میں رکھیں۔ روزانہ چار پانچ قطرے عضو مخصوص پر مالش کر کے پان نیم گرم باندھیں۔

(حکیم عبدالواحد)

(ج) خراطین مصفیٰ، زلو سفنی خشک، گنجائی تر، بیر بہوٹی، جاوتری، جائفل، دارچینی، لونگ ہر ایک چار ماشے۔ روغن سانڈہ، چربی شیر، چربی خرس کاڈ لور آئل، روغن بیدانجیر ولائتی، روغن کھلہ ہر ایک ۸ ماشے، روغن جمال گوٹہ ۴ ماشے روغن زیتون ۸ ماشے، مصطگی رومی ۴ ماشے۔ سب کو ایک ہفتہ مسلسل متواتر کھرل کریں۔ رات کو سوتے وقت حشفہ و سیون بچا کر عضو پر لگائیں۔ اوپر سے بنگلہ پان لپیٹ کر کچے دھاگے سے باندھیں۔ صبح کھول ڈالیں۔ اسی طرح مسلسل متواتر استعمال جاری رکھیں حتیٰ کہ بثور نکل آئیں۔ اب دو چار دن استعمال ترک کر کے دوبارہ استعمال کریں۔ لیپ کا استعمال اس وقت تک جاری رکھیں کہ عضو خاص کی تمام خرابیاں جاتی رہیں۔ اس لیپ کے استعمال سے عضو میں درازی اور فربہی بھی آ جائے گی

(حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) کرم جھاں (جو انسہ کا کیڑا) ۶ ماشے پیس کر روغن فاسفورس ایک تولہ میں ملا کر عضو پر لگائیں۔ اور صبح موصلی سنبل کا سفوف ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۴۲) نسخہ درد گردہ کا (۱) درد گردہ کے شدید دورے کے وقت کہ جب مریض کی جان پر بنی ہوتی ہے، مارفیا کے انجکشن سے زیادہ کوئی چیز کار آمد نہیں ہوتی۔ اس سے درد منٹوں میں دور ہو کر مریض پر نیند طاری ہو جاتی ہے اور بالعموم ایک ہی انجکشن کا اثر اتنی دیر تک رہتا ہے کہ جتنی دیر میں مریض کے گردے اس کشمکش سے نجات پا جائیں جو وہاں برپا ہے۔ دورے کو ٹال دینے اور فوری سکون پیدا کر دینے کے بعد اس بات کی ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ اگر درد کا باعث پتھری ہے تو اسے خارج کیا جائے۔ یہ ضرورت یقینی طور پر اور بہت ذرا سے وقت میں تو اپریشن سے پوری ہوتی ہے، لیکن اگر اپریشن کرانا کسی سبب سے منظور نہیں ہے تو پیشاب کا امتحان کرا کے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ پتھری کن اجزا سے مرکب ہے۔ اور پھر ایک عرصہ دراز تک ان اجزا کو گھلانے والی دوائیں استعمال کی جائیں پتھری کو گھلانے والی دواؤں میں "لیتھیائی سائٹراس" بہترین دوا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) درد گردہ کے لیے یہ دوا نہایت مفید ہے۔ ریحی شکایتوں کو بھی دور کرتی ہے:۔ جوا کھار، لونا بجی، سہاگہ سفید، نوشادر، مرچ سیاہ، نمک سیندھا، نمک سیاہ، ہیرا ہینگ، شورہ قلمی ہر ایک چھ ماشے کو باریک پیس کر سرکہ خالص بقدر ضرورت میں ملائیں، اور تین تین ماشے کی مقدار میں آدھے آدھے گھنٹے کے بعد تین چار بار دیں (حکیم عبدالواحد)

(ج) نوشادر خام، سہاگہ خام، مرچ سیاہ، جوا کھار، لونا بجی، نمک سیندھا، نمک لاہوری، ہیرا ہینگ، شورہ قلمی، سب دوائیں ہم وزن

باریک کریں۔ دورۂ مرض سے پہلے ڈیڑھ ماشے یہ سفوف تنہا اور تیز سرکے میں ملا کر استعمال کریں۔ اسی طرح دو دو وقت چند یوم مستعمل کرنے سے شکایت جاتی رہے گی یہ نسخہ لب المجربات مولفہ حکیم دلبر حسن خاں صاحب کا ہے۔ اور میرا مجرب ہے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) مولی کو کدو کش کر کے نچوڑ لیں اور مصری ملا کر مریض کو پلائیں درد گردہ کے لیے ازحد مفید ہے۔ مربہ مولی، اچار مولی نمک مولی درد کے لیے اکسیر ہیں۔ (حکیم لالہ سری رام دو ساجھ)

(۴۳) جوہر غدود (۱) اتنی فرصت کسے کہ ان چیزوں کے ست نکالے۔ مختلف بڑی بڑی کمپنیاں یہ کام کیا کرتی ہیں اور صرف وہی اس کام کو مناسب طرز پر کر بھی سکتی ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) غدہ درقیہ، غدہ نخامیہ وغیرہ غدود کے جوہر حاصل کرنے کی جدید ترکیب سے اگر آپ کی مراد وہ ترکیب ہے جس سے کہ یورپ میں یہ جوہر تیار کیے جاتے ہیں تو اس کا ہمیں علم نہیں۔ آپ اس ترکیب سے بھی ان کا جوہر یا خلاصہ حاصل کر سکتے ہیں:۔ جس غدہ کا جوہر یا خلاصہ حاصل کرنا ہو اس کو خوب باریک کوٹیں اس کے بعد ایک شیشے کے بویام میں ڈال کر اس کا منہ بند کر کے ایک پانی سے بھرے ہوئے برتن میں رکھیں۔ پانی صرف اتنا ہو کہ بویام کی گردن تک آ جائے، اس برتن کو ہلکی آنچ پر رکھیں، یہاں تک کہ پانی پکنے لگے۔ پانی کی گرمی سے غدہ کے قیمے میں سے اس کا جوہر یا خلاصہ نکل کر الگ ہو جائے گا۔ اس کو صاف کر کے استعمال کریں، اگر زیادہ مدت تک محفوظ رکھنا ہو تو قند ملا کر قوام بنا لیں (حکیم عبدالواحد)

(۴۴) جسمانی کمزوری وغیرہ (۱) یہ نامراد مرض یا یہ کم بخت عادت اب اس درجہ عام ہو گئی ہے کہ اگر کوئی نوجوان اتفاق سے ایسا مل جائے کہ جو اس علت میں مبتلا نہیں ہے تو تعجب ہوتا ہے۔ اور سب سے زیادہ پُر لطف بات یہ ہے کہ نوجوان ان خرابیوں کو اس قدر معمولی چیز سمجھتے ہیں کہ وہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ بس کسی حکیم یا ڈاکٹر کا ایک نسخہ پیا اور بالکل تندرست ہو گئے۔ لیکن بدقسمتی سے اس کا علاج اتنا آسان نہیں ہے۔ آپ کو اس بات کی ضرورت ہے کہ کسی ہوشیار معالج سے رجوع کیجیے اور جم کر اُس وقت تک علاج کراتے رہیے، جب تک کہ مرض بالکل دُور نہ ہو جائے۔ اگر آپ اسی طرح علاج کرانا چاہتے ہیں تو پھر کسی ایک نسخہ کی تخصیص کیا ضروری ہے۔ ہزاروں لاکھوں دواؤں کے اشتہارات روزانہ شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک سے ابتدا کیجیے اور پندرہ پندرہ روز کی آزمائش کے بعد برابر بدلتے رہیے۔ کوئی نہ کوئی دوا لگ ہی جائے گی (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس مریض کو نمبر ۴۱ کے جواب میں لکھا ہوا طلاء تیار کر کے استعمال کرائیں، کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس چھ چھ ماشے کھلائیں۔ اور صبح و شام یہ سفوف ۶-۶ ماشے دودھ یا پانی کے ساتھ استعمال کریں:۔ ستاور، موصلی سفید، خولنجان، موصلی سیاہ، ست گلو، اسگند ناگوری، گوند ڈھاک، سمندر سوکھ، گوند سہانجنہ، موچرس، مصطگی رومی، بہمن سفید، شقاقل، ثعلب مصری، الائچی خورد ہر ایک ایک تولہ، کوٹ چھان کر ہم وزن مصری ملا کر سفوف بنائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جواب نمبر ۴۱ کا لیپ تیار کر کے استعمال کریں۔ اور کھانے کے لئے یہ گولیاں بنا لیں:۔ لک مغسول، تخم مرس بھونی دور کئے ہوئے ثعلب مصری ہر ایک ۱۰ تولے۔ باریک کر کے شیر برگد میں گوندھیں اور بیر برابر گولیاں بنائیں ہر گولی کے درمیان ایک رتی کشتہ مرگانگ طلا و نقرہ والا بھر دیں اور سائے میں خشک کریں۔ ایک گولی صبح اور ایک شام استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) ثعلب مصری ۶ ماشے، تخم ریحان ۶ ماشے، دودھ میں رات کو بھگو کر صبح مصری ملا کر نوش کریں۔ روغن کافور ۶ ماشے روغن موم ۶ ماشے، ملا کر عضو پر مالش کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دو ساجھ)

(۴۵) نمک اور میٹھا (۱) چاء میں نمک ڈالنے سے اس کے مضر اثرات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ بغیر نمک کے اس سے جو نقصانات پہنچتے ہیں وہی نمک آلود چاء پینے سے بھی ہوں گے۔ دودھ اور دہی کی لسی کسی قسم کی مضرت نہیں پہنچاتی خواہ میٹھی ہو یا نمکین۔ اس کے فوائد بہر صورت قائم رہتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) چائے میں نمک ڈال کر بہت سے آدمی پیتے ہیں، اس سے گرم مزاج لوگوں میں خشکی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ دودھ دہی کی میٹھی یا نمکین لسی بوڑھے، بلغمی مزاج لوگوں کے لیے نیز نزلہ و زکام کے عادی اشخاص کے لیے مناسب نہیں ہے مگر

نزلہ موجود ہو تو بڑھ جاتا ہے ورنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اعضا میں درد کی شکایت ہو جاتی ہے۔ دودھ کی لسی میں نمک ملا کر کوئی آدمی نہیں پیتا اور نہ پینا چاہیے۔ دودھ میں نمک ملا دینے سے وہ قبل از وقت ہی پھٹ جاتا ہے اور اس کی کیمیاوی ترکیب میں خلل پڑ جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اس کے پینے سے سراسر نقصان پہنچے گا۔ (حکیم عبدالواحد)

(۴۶) کمزوریٔ دماغ وغیرہ (۱) آپ لگاتار چند شیشیاں "وائکرے ٹون" کی پی ڈالیے۔ آپ کی عمر اور آپ کے ضعف کے لیے بدرجۂ غایت مفید دوا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ یہ معجون بنا کر استعمال کیجیے یہ مقوی دماغ بھی ہے اور مقوی باہ بھی۔ ثعلب مصری، شقاقل مصری، زراوند، دارچینی قلمی، پیپل، مرچ سیاہ، پوست بہیڑہ، آملہ مقشر، بیخ بابونہ، خولنجان، شیطرج ہندی ہر ایک ایک تولہ، مغز چلغوزہ، مغز پستہ، مغز نارجیل ہر ایک دو سیر، مغز بادام شیریں، مغز اخروٹ، مویز منقیٰ ہر ایک تین تولے، انڈوں کی زردی چالیس عدد، گائے کے دودھ کا کھویا ایک پاؤ، مصری اور شہد دونوں ہم وزن تمام دواؤں سے تگنے۔ خشک دواؤں کو الگ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور مغزیات کو الگ باریک پیسیں۔ کھوئے کو تھوڑے گھی میں بھون لیں۔ اس کے بعد سب کو مصری اور شہد کے قوام میں ملا کر معجون بنائیں۔ ڈھائی تولے یہ معجون صبح دودھ کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مغز بادام شیریں ۳ عدد، مغز تخم کدو شیریں ۳ ماشے، مویز منقیٰ ۷ دانے، سیاہ مرچ ۱۱ دانے۔ پانی میں پیس کر دو تولے گھی میں داغ دے لیں اور اس میں کشتہ فولاد ایک چاول، کشتہ طلا نصف چاول ملا کر صبح کے وقت استعمال کیجیے۔ اگر ہاضمہ اچھا ہو تو رات کو سوتے وقت بھی (کھانے کے کم سے کم تین گھنٹے بعد) استعمال کر سکتے ہیں۔ کمزور دماغ اور ضعیف باہ کو قوت دیتا ہے۔ کم سے کم چالیس دن استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) فولاد محلول اکسیری (ہمدرد صحت اگست ۱۹۹۱ء) استعمال کیجیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۴۷) قبض وغیرہ (۱) سب سے پہلے اس دائمی قبض کا علاج کیجیے۔ اگر بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے زندگی گزرتی ہے تو اس طرزِ زندگی کو بدلیے۔ ممکن ہو تو علی الصباح کم سے کم پانچ میل روزانہ ٹہلا کیجیے۔ غذا میں پھل اور سبز ترکاریاں زیادہ کھائیے۔ بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی بہت مفید ہوگی۔ علی الصباح نہار منہ ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس پی لینا اکثر دائمی قبض کو دور کر دیتا ہے۔ اگر یہ تدابیر کارگر نہ ہوں تو پھر دواؤں سے مدد لیجیے۔ "پتر ولاگر" اور "لیکوڈ پیرافین" بہت اچھی چیزیں ہیں۔

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جواب ۴۶ میں جو معجون لکھی گئی ہے بنا کر کھائیے، اور بعد غذا دونوں وقت جوارش جالینوس نو نو ماشے کھایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جوارش جالینوس ۶ ماشے صبح کو دودھ کے ساتھ کھائیں۔ رات کو روغن بادام شیریں ۶ ماشے دودھ میں ملا کر پی لیا کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۴۸) بال صفا تیل (۱) بیریم سلفائیڈ ایک دوا ہے جس کے اثر سے بال دور ہو جاتے ہیں۔ اسی دوا کو تیل میں ملا کر تیل اور پھر تیل میں کھار ملا کر بال صفا صابون تیار کیے جاتے ہیں۔ آپ بھی اسی دوا کو تیل میں شامل کر کے بال صفا تیل بنا لیں۔

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کوئی ایسا بال صفا تیل ہونا تو ناممکن ہے جس میں روغنیت غالب ہو اس لیے کہ بالوں کو جڑ سے صاف کرنے کے لیے روغنیت مانع ہو سکتی ہے نہ کہ معاون۔ البتہ ایک عرق بال صفا کا نسخہ درج ذیل ہے، جس میں کسی قدر روغنیت بھی ہے۔ اور وہ اس لیے کہ دواؤں کی خراش کنندہ تاثیر سے جلد کو محفوظ رکھ سکے۔ نسخہ:۔ الکحل بارہ گرام، آیوڈائن ۰.۷۵ گرام، کلوڈین ۳۵ گرام، روغن تارپین ۱.۵ گرام، کاسٹر آئل دو گرام، سب کو باہم ملائیں اور شیشی میں رکھیں، بوقت ضرورت چند قطرے یہ محلول بالوں کی جگہ پر لگائیں۔ بال صاف ہو جائیں گے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۴۹) سفیدس طوبت (۱) آپ فتور ہضم میں مبتلا ہیں۔ اور اس فتور کا باعث غالباً آپ کے دانت ہیں جو شکستہ اور ریختہ حالت میں ہیں۔ آپ کسی ماہر امراض دندان سے مشورہ کیجیے اور اگر موجودہ دانت نکال کر مصنوعی دانت لگا دینے ہوں

آپ اس قابل ہو جائیں کہ غذا کو بقدر مناسب چبا لیا کریں تو ضرور مصنوعی دانت لگوا لیجیے۔ کچھ عرصے کے بعد جب ہاضمہ صحیح ہو جائے گا تو یہ شکایت جاتی رہے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد سفید لیسدار رطوبت پاخانہ کے مقام سے خارج ہوتی ہے یا پیشاب کے مقام سے، جب تک اس کی وضاحت نہ کی جائے کوئی صحیح مشورہ نہیں دیا جا سکتا۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) اسبغول چھال جامن ۵ تولے کو ایک سیر پانی میں ہلکی آنچ پر جوش دیں جب آدھ پاؤ پانی رہ جائے اتار کر چھان لیں اور ایک ایک گھونٹ ایک ایک گھنٹے کے بعد پی کر ختم کر دیں۔ اسی طرح تین چار دن کے استعمال سے شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) کشتہ فولاد ایک رتی اور ک میں رکھ کر صبح کو کھائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۵۰) سفید بال (ا) سترہ سال کی عمر میں بالوں کا سفید ہونا اس بات کی علامت ہے کہ آپ دماغی افکار اور پریشانیوں میں مبتلا رہتے ہیں اور آپ کے اعصاب بہت کچھ کمزور ہو چکے ہیں۔ اگر ایسے اسباب موجود ہیں تو انھیں دور کیجیے اور دوا کے طور پر "انجسٹ فوڈ" کی چند شیشیاں استعمال کر ڈالیے۔ غذا میں دودھ، انڈے، ہڈیوں کا گودا، مچھلی، اور پھل خوب استعمال کرتے رہیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہمدرد دواخانہ کی معجون اکسیر البدن نو ماشے رات کو کھائیں اور جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے بعد غذا استعمال کریں اور روغن آملہ خاص سر میں لگائیں۔ ہر قسم کی ترش چیزوں سے پرہیز رکھیں۔ اگر عرصہ تک یہ علاج جاری رکھا جائے تو ممکن ہے کہ بالوں کا سفید ہونا رک جائے۔ (حکیم عبد الواحد)

(۵۱) استرخاء خصیتین (ا) اس عمر میں یہ امید فضول ہے کہ جسم کے جو عضلات وغیرہ ڈھیلے پڑ گئے ہیں وہ پھر سخت ہو جائیں۔ ایسی اشیا لگانے سے جو عضلات کو سخت کرتی ہیں عارضی اور برائے نام سا فائدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا فائدہ کس کام کا؟ بہتر یہی ہے کہ موجودہ حالت پر قناعت کریں۔ پیری و صد عیب تو مشہور ہے، ابھی تو اور خدا جانے کیا کیا تکلیفیں لاحق ہوں گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) خصیوں پر یہ لیپ لگائیں ۱- سرو کا پھل، پھٹکری، مازو، شگوفہ انار ترش، جفت بلوط، ریزہ کندر، گوندبول، کیکر کی پھلی، برگ آس، سریشم ماہی، سب برابر وزن لے کر کوٹنے کے قابل دواؤں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور گوندوں کو پانی میں حل کر کے باریک کی ہوئی دوائیں اس میں ملائیں اور خصیوں پر لیپ کریں۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) اشق کو سرکہ میں حل کر کے لگائیں یا مغز تخم بیدانجیر گائے کے دودھ میں پکا کر باریک کر کے ضماد کریں۔ اگر ان دواؤں سے فائدہ نہ ہو تو کسی مقامی معالج سے مشورہ کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۵۲) ضعف باہ (ا) آپ کے لیے بھی یہی مناسب ہے کہ کسی ہوشیار معالج سے باقاعدہ علاج کرائیے۔ شروع میں مسکن دواؤں کے ذریعہ سے آپ کے عصبی ہیجان کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے دس دس گرین کی مقدار میں پٹاسیم برومائیڈ روزانہ تین مرتبہ چند روز تک استعمال کرنا مناسب ہوگا۔ اعصاب میں سکون پیدا ہو جانے کے بعد مقوی اعصاب دواؤں کے ذریعہ سے طاقت پیدا کر دی جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ جواب نمبر ۴۴ میں لکھا ہوا سفوف بنا کر استعمال کیجیے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) خشخاش، کشنیز، پستان، برادہ صندل سفید، پوست خشخاش۔ سب دوائیں ہم وزن باریک کر کے دوا کے برابر شکر سفید ملا کر نو ماشے صبح اور نو ماشے شام کو تازہ پانی سے پھانک لیا کریں۔ اور جواب ۴۱ کا طلا بنا کر استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) جواب نمبر ۴۴ پر عمل کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۵۳) سرعت انزال (ا) آپ چند روز یعنی تقریباً تین ماہ تک مجامعت سے محترز رہیے۔ اور دوا کے طور پر پٹاسیم برومائیڈ دس دس گرین کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ کوئی پندرہ دن تک کھائیے۔ جب پرہیز کو ڈھائی مہینے گزر جائیں تو پھر دس روز تک اسی مقدار میں پٹاسیم برومائیڈ کا استعمال کیجیے۔ اس کے بعد دیکھیے کہ سرعت میں کسی حد تک فرق پڑا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) "معجون مقوی" ڈیڑھ ماشے رات کو اور سفوف عجیب چھ ماشے صبح کو دودھ کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) افیون چھ ماشے، عرق گلاب آدھ پاؤ میں بھگو کر صاف کر لیں۔ اور اس میں پانچ تولے مغز بادام شیریں پیس لیں۔ اس میں شہد کف گرفتہ آٹھ تولے ملا کر قوام بنائیں۔ اس قوام میں برادہ کچلہ مصفیٰ، تخم دھتورہ ہر ایک ایک ماشہ، بادیان ۳ ماشے، ورق طلا، مشک خالص، عنبر اشہب ہر ایک دو ماشے، مروارید ناسفتہ محلول، یاقوت سرخ محلول، الماس سبز محلول،

ہر ایک پونے دو ماشے، شامل کر دیں۔ روزانہ صبح کے وقت ڈیڑھ رتی یہ دوا دودھ کے ساتھ کھائیں۔ بہترین چیز ہے اور مضرت سے خالی۔ اس سے گرمی اور خشکی مطلق نہیں پیدا ہوتی۔ آپ کم سے کم ۲۵ دن کھائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) سرعت انزال کے لیے ہمدرد دوا خانہ کی دوا ممسک بے نظیر کا استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

(ہ) "حب مبہی خاص" ہمدرد دوا خانہ کی استعمال کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دو ساجھ)

(۵۴) کثرت احتلام (۱) اول کثرت احتلام کو دور کرنے کے لیے پٹاسیم برومائیڈ کا استعمال کیجیے۔ روزانہ تین مرتبہ دس دس گرین کی مقدار میں کافی ہوگا۔ پندرہ بیس روز کے بعد جب یہ کثرت رک جائے تب "نیورو فاسفیٹس" کی چند شیشیاں پی لیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) صبح کو سفوف عجیب چھ ماشے تازہ پانی کے ساتھ کھائیں، اور بعد غذا دونوں وقت جوارش جالینوس چھ چھ ماشے کھائیں۔ مقامی طور پر دوائے نکور اور "طلائے شباب آور" استعمال کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جواب نمبر ۵۲ کا سفوف صبح اور جواب نمبر ۵۳ کی معجون رات کو استعمال کر لیں۔ شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) جواب نمبر ۴۴ پر عمل کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دو ساجھ)

(۵۵) بے قاعدگی ایام (۱) انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مریضہ کو صرف ایام کی بے قاعدگی ہی کی شکایت نہیں ہے بلکہ ان کا قلب یا جگر یا گردے بھی ماؤف ہیں۔ تاوقتیکہ مریضہ کا اچھی طرح امتحان نہ کیا جائے کوئی رائے نہیں قایم کی جا سکتی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس مریضہ کا علاج اس طریقے سے ناممکن ہے، کسی مقامی معالج کی طرف رجوع کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۵۶) جریان وغیرہ (۱) اسی مہینے کے ہمدرد صحت میں کئی صاحبان نے اسی قسم کی شکایات لکھی ہیں ان کے جوابات پڑھ لیجیے۔ آپ کے سوال کا بھی وہی جواب ہے۔ (سعید)

(ب) جواب نمبر ۵۴ میں جو سفوف لکھا گیا ہے، بنا کر استعمال کیجیے۔ کثرت احتلام جریان وغیرہ شکایتوں کے ازالے کے لیے بہت مفید ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جواب نمبر ۵۴ پر عمل کیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۵۷) بال گرنا (۱) اگر اپنی عام تندرستی کو بہتر بنا لیں اور دماغی افکار سے بچے رہیں تو بالوں کا گرنا رک جائے گا۔ جو سطح بالوں سے صاف ہو چکا ہے اس پر غالباً بال نہ نکل سکیں گے۔ بالوں کی قوت کے لیے بہت سے تیل بازار میں بکتے ہیں ان ہی میں سے کوئی سا ایک استعمال کرتے رہیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آملہ خشک دو تولے کر پانی میں بھگو دیجیے اور اس پانی سے روزانہ بالوں کو دھو کر ہمدرد دواخانہ کا "روغن بے نظیر" لگایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ایک پاؤ روغن زیتون کو آگ پر گرم کریں۔ اور اس میں ڈیڑھ پاؤ وزن کا ایک مینڈک ڈال دیں۔ جب مینڈک سرخ ہو جائے تو نکال دیں اور روغن صاف کر لیں۔ چند دن یہ تیل ملنے سے بال نکل آئیں گے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) روغن زردی بیضہ مرغ لگایا کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

(۵۸) مرگی (۱) مرض نے اس قدر پیچیدگی اختیار کر لی ہے کہ کوئی ایک دوا تجویز کرنا مشکل ہے۔ بہتر تو یہی ہے کہ مریض کو کسی اچھے معالج کے پاس لے جائیے تاکہ وہ اچھی طرح دیکھ بھال کر علاج کرے۔ مرگی بہت خطرناک مرض ہوتا ہے، اور اس کا علاج بہت کافی غور اور توجہ سے کرانا چاہیے۔ "اسٹرانشیم برومائیڈ" ایک بہت ہی کارآمد دوا ہے۔ لیکن میرا مشورہ یہی ہے کہ کسی لائق حکیم یا ڈاکٹر سے رجوع کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کسی مقامی معالج کے مشورے سے باقاعدہ منضج پی کر مسہل لیا جائے۔ اس کے بعد انسان کے سر کی ہڈی جلائی ہوئی، عود صلیب دونوں برابر وزن لے کر باریک سفوف بنا کر روزانہ صبح کو یہ سفوف تین ماشے کھائیں۔ اور اوپر سے پوٹاسی برومائڈ پانچ رتی پانچ تولے پانی میں حل کر کے پییں۔ قبض کو دور کرنے کے لیے رات کو اطریفل زمانی سات ماشے کھلائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) بجو کے دل کا خون لے کر سائے میں خشک کریں اور باریک پیس کر سرمہ بنا لیں۔ دونوں وقت ایک ایک سلائی مریض کی آنکھوں میں لگایا کریں اور خمیرہ گاؤزبان عنبری جدوار عود صلیب والا پانچ ماشے عرق گندا اور عرق گاؤزبان ۶-۶ تولے شربت ابریشم ۲ تولے کے ساتھ کھلائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) پوٹاسیم برومائیڈ، سوڈیم برومائیڈ ہر ایک سوا تولے، بیوفل سوڈا سوا ماشے، شربت نارنج ۵ تولے، عرق بادیان ۱۵ تولے سب کو حل کر کے بوتل میں بھر لیں اور ایک ایک چمچہ چائے دوا ہر چار گھنٹے کے بعد دو گھونٹ سرد پانی میں ملا کر پلاتے رہیں۔ چند دن کا استعمال کافی ہے۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

سوالات؟

ضوابطِ اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کا استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی تین آنے فی سطر کے حساب سے اجرت بھیجنی چاہیے۔

(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو نو آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطروں کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب سے ارسال کیجیے۔

(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں، شائع نہیں ہو سکے گا۔

(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے۔ دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہرحال ہوگا۔

(۷) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے، ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔

(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دواخانے یا رسالے کے پوسٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہوں۔

---

(۵۹) مریضہ کی عمر ۴۰ سال ہے جسم موٹا ہے۔ بچے تقریباً بارہ ہوئے جن میں سے سات بقید حیات ہیں۔ سفید بدبودار رطوبت اکثر خارج ہوتی رہتی ہے کبھی کبھی کھجلی بھی ہوتی ہے۔ رحم میں ورم اور کمزوری ہے۔ اختلاج قلب بھی کبھی کبھی ہو جاتا ہے۔ اعضاءِ رئیسہ بھی بہت کمزور ہیں۔ ذرا سی آہٹ میں چونک پڑتی ہیں۔ ہر وقت لیٹی ہی رہتی ہیں۔ چلنا پھرنا ناگوار ہوتا ہے کیوں کہ چلنے سے ہانپ جاتی ہیں۔ بھوک نہیں لگتی۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا ہے۔ آگ کے سامنے آدھ گھنٹے سے زیادہ نہیں بیٹھ سکتیں۔ سینہ جلنے لگتا ہے۔ شب کو ڈراونے خواب دکھلائی دیتے ہیں۔ بواسیر بادی بھی ہے۔ ریاح خارج نہیں ہوتے ہیں ضعف دماغ ہے۔ درد سر ہر وقت رہتا ہے کبھی کبھی ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ چکر آتے ہیں۔ یادداشت بہت کم ہے پیشاب سرخی مائل اور پیلا بدبودار گھوڑے کے پیشاب کی طرح کا تین تین یا چار چار گھنٹے بعد ہوتا ہے۔ (خریدار نمبر [illegible])

(۶۰) میرے ایک دوست کے فوطے دس سال سے پھولنے شروع ہوئے جو اب بیگن کے برابر ہو گئے ہیں۔ ان میں درد نہیں ہے سوئی میں کسی قدر اوپر کو چڑھتے ہیں مگر گرمیوں میں نیز کھانے پینے کی لاپروائی سے زیادہ لٹک جاتے ہیں جس سے چلنے میں ناگواری معلوم ہوتی ہے۔ فوطے سخت اور وزنی معلوم ہوتے ہیں، مریض کو ۲۵ سال پہلے آتشک اور سوزاک بھی ہو چکا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۹۹۷)

(۶۱) جواہر مہرہ کا آسان و مجرب نسخہ مع ترکیب درکار ہے۔ صرف کتابی حوالہ سے ٹال نہ دیا جائے۔ (خریدار نمبر ۱۱۵۱۱)

(۶۲) تقریباً چھ ماہ سے ریحی علت میں مبتلا ہوں۔ مغرب کے وقت ریاح بائیں جانب قلب کی طرف زور کرتے ہیں جس سے درد بھی ہوتا ہے اور جب ریاح دو تین بار خارج ہو جاتے ہیں تو سکون ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ آناً فاناً میں ہو جاتا ہے۔ جناب مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب خاص طور پر توجہ مبذول فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۱۷۴۷)

(۶۳) آلہ مانع احتلام (ساختہ جرمنی) کے استعمال کے متعلق اطبا کی کیا رائے ہے۔ اگر کسی حد تک یہ مفید ہو تو اس کے ملنے کے معتبر پتہ سے مطلع کیجیے۔ (خریدار نمبر ۱۲۱۵)

(۶۴) عمر ۲۰ سال ہے۔ سترہ سال سے دو ۲ دمیں ہر جگہ نئے گھڑوں کا پانی پینے سے بلغمی کھانسی شروع ہوئی۔ عارضی بھر کر علاج نہیں کیا گیا، چار سال قبل نمونیا ہو گیا تھا۔ بعد صحت دمہ شروع ہو گیا۔ اب ذرا سی حرکت سے سانس پھولتا ہے تکلیف سے غلیظ لیس دار مادہ نکلتا ہے۔ تین چار گھنٹہ کے بعد پیٹ میں آگ پڑ جاتی ہے۔ سانس زیادہ پھولنے لگتا ہے۔ کچھ کھانے سے تسکین ہو جاتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۲۲۴)

(۶۵) ایک ایسا مجرب نسخہ مطلوب ہے جس کے خارجی استعمال سے ذکاوتِ حس دور ہو جائے۔ (خریدار نمبر ۱۰۶۳)

(۶۶) میرے پانچ سالہ بچے کو دو برس پہلے چیچک نکلی تھی جس سے اس کی صحت کمزور اور طبیعت صفراوی ہو گئی ہے۔ ایسے نسخے درکار ہیں جن سے صحت بہتر اور چہرے کے داغ کم ہو جائیں۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۱۲)

(۶۷) میرے ایک ۲۰ سالہ عزیز کے مثانہ میں درد ہوتا ہے دوڑنے یا اچھل کود کے دوران میں درد شروع ہو کر کچھ عرصہ بعد [illegible]

کی عام جسمانی حالت بہت اچھی ہے۔ قدرے قبض رہتا ہے۔ مریض کے پیشاب کا کیمیائی امتحان کرایا۔ اس میں ریت یا شکر کے اجزا نہیں نکلے۔ (خریدار نمبر ۱۰۳۵۵)

(۶۸) میری ۲۴ سالہ اہلیہ کو ایک مدت سے سیلان الرحم کی شکایت ہے۔ ہر قسم کے علاج کے باوجود صحت نہیں ہوئی۔ مجرب تدبیر مطلوب ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۶۹۶)

(۶۹) گندھک سیالی تیار کرنے کی ترکیب اور اس کے فوائد لکھیے۔ (خریدار نمبر ۹۳۱۷)

(۷۰) ایک تیس سالہ مریضہ جو مرض سیلان الرحم میں مبتلا تھی ایک ماہ سے پاگل ہو گئی ہے۔ پاگل ہو جانے سے ایک دن پہلے ایک فوری صدمہ بھی ہوا تھا۔ ایک مہینہ کے علاج سے صرف اس قدر فائدہ ہوا کہ اب مریضہ کو زنجیروں میں نہیں جکڑا جاتا۔ مریضہ کو رات کے وقت اگر نیند آ جائے تو وہ دن ہر معززحکما سے گزارش ہے کہ آزمودہ نسخہ تجویز فرما کر ممنون فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۸۷۶۹)

(۷۱) ۲۹ سالہ تن درست نوجوان کو صرف یہ شکایت پیدا ہو گئی ہے کہ ٹھوڑی اور اس کے گرد سخت گوشت کے باریک دانے ابھر آتے ہیں۔ جو شیو کرتے وقت تکلیف دیتے ہیں۔ (خریدار نمبر ۹۳۷۲)

(۷۲) میرے ۷۲ سالہ عزیز کو سات آٹھ سال سے یہ شکایت ہے کہ پاخانہ کے وقت پیشاب میں سفید پانی نکلتا ہے۔ اور خصیوں میں شدید درد ہو جاتا ہے جو تین چار گھنٹے رہتا ہے۔ دوسرے اوقات میں درد وغیرہ نہیں ہوتا۔ (خریدار نمبر ۱۱۴۸۷)

(۷۳) چھ سالہ بچہ بخار کھانسی میں مبتلا ہوا۔ اسی حالت میں بغل میں اور کان کے نیچے گردن کے پاس سخت چھلکے گڑھے ہو گئے جو اب تک ہیں۔ دائیں رخسار پر زخم بھی ہے۔ پاخانہ کرتے وقت کانچ نکلتی ہے۔ اور خون بھی آجاتا ہے۔ بچہ کی ماں کا دق میں انتقال ہوا۔ (خریدار نمبر ۱۱۷۰۸)

(۷۴) میرے پینتالیس سالہ دوست پندرہ سال سے شدید دردِ سر میں مبتلا ہیں۔ یہ درد دوروں کی شکل میں ہوتا ہے۔ کبھی کنپٹی اور کبھی بھوں میں بھی ہو جاتا ہے۔ ریاح زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ درد ایک دن رک جاتا ہے اور دو دن رہتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۸۸۲)

(۷۵) مجھے استسقائے لحمی تضیب کے لیے مجرب اور آسان نسخہ کی ضرورت ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۹۵۲)

(۷۶) میرے ایک ۲۵ سالہ عزیز بارہ سال سے جریان، احتلام اور کمزوری کے شاکی ہیں۔ ان کے تلوے اور ہتھیلیاں پسینہ سے ہر وقت تر رہتی ہیں۔ تمام علاج ناکام رہے۔ اب آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔ (ناظر)

(۷۷) مجھے کیمسٹری سے بہت دل چسپی ہے۔ اس موضوع پر کوئی جامع کتاب آپ کے علم میں ہے تو ضرور تحریر فرمائیے۔ (خریدار نمبر ۹۱۷۱)

(۷۸) سب سے آسان اور بہتر ورزش کون سی ہے۔ گرمیوں اور سردیوں میں کس قسم کی ورزش کرنی چاہیے۔ (خریدار نمبر ۱۱۷۰۷)

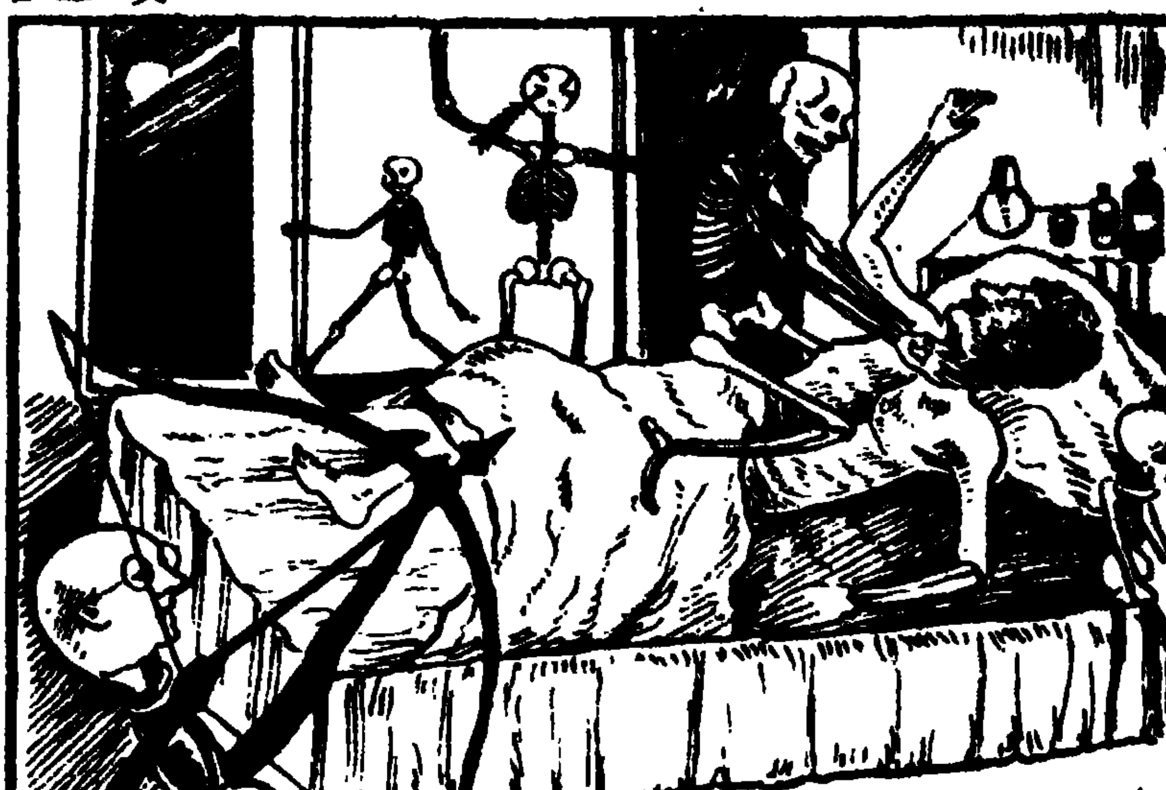
(۷۹) میرے ایک ۶۰ سالہ عزیز کے ریڑھ سے لے کر دونوں ہاتھوں کے پنجوں تک چمکنے والا درد ہوتا ہے۔ ریاح خارج ہونے پر کچھ افاقہ ہو جاتا ہے۔ کافی علاج کیا لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی اور حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی خصوصی توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۹۱۵)

(۸۰) سفوف کیکرا کس طرح تیار کیا جاتا ہے اور کہاں دستیاب ہو سکتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۷۳۶)

(۸۱) سولہ سالہ مریضہ تین سال سے گلے کے درد میں مبتلا ہے۔ بعض اوقات درد اس قدر شدید ہوتا ہے کہ آواز تک نہیں نکلتی۔ دھوئیں سے درد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گلے میں بلغم جما رہتا ہے۔ جو دقت سے نکلتا ہے۔ بلغم میں کبھی خون بھی ملا ہوا ہوتا ہے۔ ناک خشک رہتی ہے۔ اور کبھی خون بھی نکل آتا ہے۔ نزلہ اور کھانسی کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ (خریدار نمبر ۳۸۵۶)

(۸۲) میرے ۱۶ سالہ لڑکے کو جو نحیف الجثہ ہے اور بی۔ اے میں پڑھ رہا ہے دو ماہ سے یہ شکایت ہو گئی ہے کہ ۱۰-۱۱ بجے رات کو کبھی سوتے سوتے اور کبھی پڑھتے پڑھتے ایک دم یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل بیٹھا جا رہا ہے، اور ہاتھ پیروں میں سنسنی معلوم ہو کر بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ اور ۳-۴ منٹ بعد ہوش آ جاتا ہے اور سوائے کمزوری کے اور کوئی شکایت نہیں معلوم ہوتی۔ اس کو اکثر نزلہ حار کی شکایت بھی رہتی ہے۔ اور قبض بھی کبھی کبھی رہتا ہے۔ ڈاکٹروں نے خون وغیرہ کا امتحان کیا۔ معمولی پایا۔ اور دل کی کمزوری بتائی۔ (خریدار نمبر ۱۷۰۸)

(۸۳) میری عمر ۳۰ سال ہے۔ میرے ہاتھوں کی انگلیوں میں خشک خارش برابر رہتی ہے، دانے ہو کر ان میں سے پانی بہتا ہے۔ ۵ سال تک مختلف علاجوں کے باوجود آرام نہیں ہوا۔ کھانا پکانے سے معذور ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۱۸۰۳)



دق اور سل کے خوفناک بھوت اسے موت کے آغوش میں پہنچا چکے تھے لیکن

قرص سحر اور ماء الحیات نے اسے دوبارہ زندگی عطا کر دی



یہ مریض دق وسل کے تیسرے درجے سے بھی گزر چکا تھا۔ تمام ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر اس کی موت کا حکم سنا دیا تھا۔ جب ہر طرف سے مایوس ہو گیا تو اس نے ہمدرد دواخانہ کو اپنی تکلیف لکھ کر بھیجی۔ اس کا خط بے حد دردناک تھا۔ چنانچہ اس کے خط کے جواب میں ہمدرد دواخانہ نے دق وسل کی دو مجرب دوائیں ماء الحیات اور قرص سحر بھیج دیں۔ ان دونوں دواؤں کے چالیس روز استعمال کے بعد مریض مذکور کی صورت بدل گئی۔ اور دیکھتے دیکھتے اسے صحت حاصل ہو گئی۔

ماء الحیات ہمدرد دواخانہ کا وہ نایاب عرق ہے جو ایک ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو صرف ہمدرد دواخانہ ہی کو حاصل ہے۔ اس عرق کے بدن میں پہنچتے ہی دق وسل کے جراثیم مرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک ماہر شکاری اپنے شکار پر جس طرح صحیح نشانہ لگا سکتا ہے اسی طرح دق وسل کے خوفناک بھوتوں (جراثیم) کو ماء الحیات فنا کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ عرق دق وسل کے جراثیم کو قطعی طور پر فنا کر دیتا ہے اور مریض خود بخود سنبھلتا چلا آتا ہے۔

قرص سحر اس عرق کے ساتھ قرص سحر کو اس لیے لگایا گیا ہے کہ ان قرصوں سے مریض کی گئی ہوئی قوت واپس آ جائے۔ چنانچہ ماء الحیات تو مرض کو دور کرتا ہے اور قرص سحر مریض کو تن درست کرتے ہیں۔

دق وسل کا نیا علاج ہمارے اس طریق علاج کو دق وسل کا بالکل نیا علاج تسلیم کیا جا چکا ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت تک بے شمار مریض تن درست ہو چکے ہیں۔ چالیس روز میں یقینی شفا ہو جاتی ہے۔

ماء الحیات چونکہ عرق ہے اس لیے فرمائش بھیجتے وقت بذریعہ ریل طلب کیجیے ورنہ محصول بہت لگے گا۔

رفاہ عام کی غرض سے ان تیر بہدف دواؤں کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ یعنی ماء الحیات ایک بوتل جو بارہ روز کے لیے کافی ہے، دو روپے، اور قرص سحر ایک عدد دو آنے (۲ر)

ماء الحیات اور قرص سحر کی ترکیب استعمال بھی ان کے ساتھ ہیں۔

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی



لبوب اعظم

یہ لبوب نہایت بیش قیمت ادویہ کا ایک نہایت بیش قیمت مرکب ہے قوت باہ اور اعضاء رئیسہ دل دماغ جگر کو قوت پہنچاتا ہے مادہ منویہ کو غلیظ کرتا ہے اور اس کی پیدائش کو زیادہ کرتا ہے نہایت مفید چیز ہے آپ اس کو ہر موسم خصوصاً موسم سرما میں بطور ایک مقوی دوا کے بے خطر استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت دس تولہ چار روپیہ للعہ) پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے۔

تار کا پتہ "ہمدرد دہلی" **ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی** ٹیلیفون نمبر ۵۷۷۸

ہمدرد مرہم



ہمدرد مرہم ہمدرد دواخانہ دہلی کا ایک ایسا مشہور مرہم ہے جو برسوں سے استعمال کیا جا رہا ہے علاج کرنے والے اس کی خوبیوں کی ہمیشہ تعریف کرتے ہیں اور نازک موقعوں کے لیے ہمیشہ پاس رکھنے کی ہدایت کرتے ہیں اس مرہم کے دو بڑے خاصے ہیں۔ پہلا خاصہ یہ ہے کہ جس جگہ یہ لگایا جاتا ہے وہاں کی ساخت میں فوراً داخل ہو جاتا ہے۔ دوسرے مرہموں میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ وہ چربی اور مختلف قسم کے غلیظ تیلوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ہمدرد مرہم چربی اور غلیظ چیزوں سے پاک ہے۔ اس کے اجزا جلد اثر کرنے والے اور لطیف و پاک ہیں۔ دوسرا خاصہ اس مرہم کا یہ ہے کہ جسم کے اندر پہنچ کر یہ اپنا کام فوراً شروع کر دیتا ہے۔ اس کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ بیمار عضو میں جہاں تکلیف ہوتی ہے سکون پیدا کر دیتا ہے۔ درد، جلن، کھجلی اور گھمون، چبھن وغیرہ تکلیفیں اس سے بہت جلد دور ہو جاتی ہیں۔ اس مرہم کا یہ فعل تو جسم کی طبعی بان میں سکون پہنچاتا ہے اس فعل کے بعد ہمدرد مرہم اصل مرض کو دور کرنے کا کام شروع کر دیتا ہے۔ اور جہاں جیسا موقع ہوتا ہے ویسا ہی کام یہ مرہم انجام دیتا ہے۔ زخموں کو بھرتا ہے۔ چوٹ کے نیلے پن کو دور کرتا ہے۔ جلی ہوئی جگہ کو جلد صاف کرتا ہے۔ چاقو وغیرہ کے زخم کو جراثیم سے پاک رکھتا ہے۔ غرض ہمدرد مرہم کے بے شمار فائدے ہیں آپ کے پاس ہمیشہ ہمدرد مرہم کی ایک ڈبیہ رہنی چاہیے۔

قیمت فی ڈبیہ آٹھ آنے۔ مہر


چوٹ


آگ اور پانی سے جلنا


چاقو کا زخم


پھوڑے پھنسیاں


کھجلی


گرمی دانے


نزلہ و زکام

ہمدرد دواخانہ دہلی

دولت اور عزت جتنی چاہیے لے لیجیے!

جامع الصّنعت کا انقلاب انگیز پروگرام

صنعت و حرفت کی مشہور تالیف "جامع الصنعت" کو ارباب نظر نے کس نگاہ سے دیکھا ہے یہ آپ نیچے کی سطور سے معلوم کر سکتے ہیں۔ جامع الصنعت کی ان خوبیوں کے پیش نظر اس کا آپ کے پاس نہ ہونا حیرت انگیز ہے!

جامع الصنعت واقعی قابل ستائش ہے "ہمارا ملک ایک زراعتی ملک ہے، صنعت و حرفت کا جو چرچا غیر زراعتی ملکوں کے ساتھ اکثر مخصوص ہو گیا ہے ہندوستان میں کبھی نہیں ہوا اور شاید بہت سے اقتصادی تقاضوں کے باوجود ہمارے ملک میں کوئی خاص صنعتی یا فنی چہل پہل ہے۔ لیکن جن لوگوں کی نظر مستقبل کے اقتصادی مسائل پر پہنچ چکی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نئے زمانہ میں صنعت و حرفت میں ترقی کیے بغیر کسی ملک کا سربلند ہونا ممکن نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ صنعت و حرفت کا مذاق عام کرنے کی جو کوشش بھی عمل میں آ جائے ہم اس کو سراہنے کو تیار ہیں۔

اردو زبان میں صنعت و حرفت پر بہت سی کتابیں اور رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کتابوں میں بعض قابل قدر بھی ہیں۔ لیکن ان میں سے چند گنے چنے رسائل ہی ایسے ہوں گے جن میں عوام و خواص کی فہم کا بھی خیال رکھا گیا ہو اور جن کی ترتیب بھی معقول ہو اور جو طباعت کے لحاظ سے بھی قابل قبول ہوں ان ہی چند رسالوں میں ایک "جامع الصنعت" بھی ہے۔

جامع الصنعت گیارہ ابواب پر منقسم ہے۔ ہر باب میں ذیلی عنوان بھی ہیں جن سے مطالعہ میں سہولت ہوتی ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے بھی جامع الصنعت واقعی قابل ستائش ہے۔ طباعت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ مطالب پر بھی ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ جناب مؤلف نے محض "بھرتی" سے کام نہیں لیا ہے، بلکہ صنعتی نسخوں اور ترکیبوں کو مستند ماخذوں سے لیا ہے۔ اکثر صنعتی کتابوں میں یہ نقص ہوتا ہے کہ ان کی بتائی ترکیبیں الجھی ہوئی عبارت میں لکھی ہوتی ہیں۔ "جامع الصنعت" اس عیب سے بھی پاک ہے۔ مؤلف نے ترکیبوں کے لیے صاف اور سلجھا ہوا انداز اختیار کیا ہے۔ بہرحال یہ رسالہ بہت سی حیثیتوں سے مفید ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ضرورت مند اور شائقین کی طرف سے اس کی قدر کی جائے گی۔ قیمت مناسب ہے۔" (ہمدرد صحت اکتوبر ۱۹۴۱ء)

ایک ہمہ گیر تالیف "حاجی حافظ محمد زکریا صاحب دہلوی نے یہ مفید کتاب تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کے لیے بہت محنت سے مرتب کی ہے۔ اس میں صنعت و حرفت کے ایسے بے شمار طریقے درج کیے گئے ہیں جن پر عمل کر کے ایک ذہین محنتی نوجوان برائے نام سرمایہ سے معقول مالی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

کتاب کو گیارہ ابواب میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں فیس کریم۔ ہیر آئل۔ خضاب۔ موم روغن۔ منجن۔ لسٹرین۔ باتھ سالٹ۔ پوڈر وغیرہ ان چیزوں کے بنانے کے بہترین طریقے درج کیے گئے ہیں جن کی ضرورت تعلیم یافتہ اور فیشن ایبل گھرانوں میں عام طور پر محسوس کیا جاتا ہے۔

دوسرے باب میں مصنوعی جواہر بنانے کے بہت دلچسپ اور آسان طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ تیسرا باب فاتر کی ضروریات پر مشتمل ہے۔ چوتھے باب میں تین درجن کے قریب ایسی مفید صنعتوں کا ذکر ہے جن کا کاروبار مالی اعتبار سے یقیناً فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔

پانچویں باب میں پنٹری اور ملمع سازی کے لوازم کا بیان ہے۔ چھٹے باب میں صابن سازی کی صنعت پر پوری تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ساتویں باب میں اچار چٹنیاں اور مربے بنانے کے درجنوں آسان طریقے درج ہیں۔ آٹھواں باب بچوں کی ضروریات اور ان کے مذاق کی بے شمار چیزوں پر مشتمل ہے۔ نواں باب متفرقات کا ہے۔ اور دسویں باب میں مختلف پھلوں اور پھولوں کے شربت تیار کرنے کے سیدھے طریقے بتائے گئے ہیں۔ گیارھویں باب میں ان مجوب ادویہ کا ذکر ہے جن کی ضرورت آئے دن گھروں میں محسوس ہوتی ہے جنہیں نہایت آسانی کے ساتھ کوڑیوں کے مول تیار کر کے معقول فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

مضامین کے تنوع اور حیرت انگیز ہمہ گیری کے علاوہ ہمیں اس کتاب کی ایک خصوصیت بہت پسند آئی وہ یہ کہ اب تک زبان اردو میں صنعت و حرفت کی جو متعدد کتابیں شائع ہوئی ہیں بظاہر لکھی تو گئی ہیں تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے۔ لیکن اس میں محض خانہ پری کے لیے کسب معاش کے ایسے بہت سے طریقے بھی درج کر دیئے گئے جو ہمارے نوجوانوں کے لیے ناقابل عمل ہیں۔

کتاب کی زبان بہت سلیس اور انداز بیان بہت صاف ہے۔ "جامع الصنعت" معنوی محاسن کے علاوہ ظاہری اعتبار سے بھی بہت خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔ کاغذ سفید چکنا۔ لکھائی چھپائی بہترین۔ ٹائیٹل شاندار اور تمام خوبیوں کے باوجود قیمت صرف ایک روپیہ۔ صنعت و حرفت کے موضوع پر اب تک زبان اردو میں اس قدر مفید وہمہ گیر اور کم خرچ بالانشین کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اس کے مطالعہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ہم اس کامیاب کتاب کی اشاعت پر فاضل مصنف کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔" (الامان دہلی) (فہرست کتب ایک کارڈ لکھ کر طلب کیجیے)

جامع الصنعت:۔ ضخامت ۲۰۰ صفحے۔ تقطیع ۲۰×۲۶/۸ ۔ قیمت:۔ صرف ایک روپیہ۔ محصول ڈاک ۵/

پتہ:۔ مکتبۂ زکریا، کوچہ کاشغری دہلی

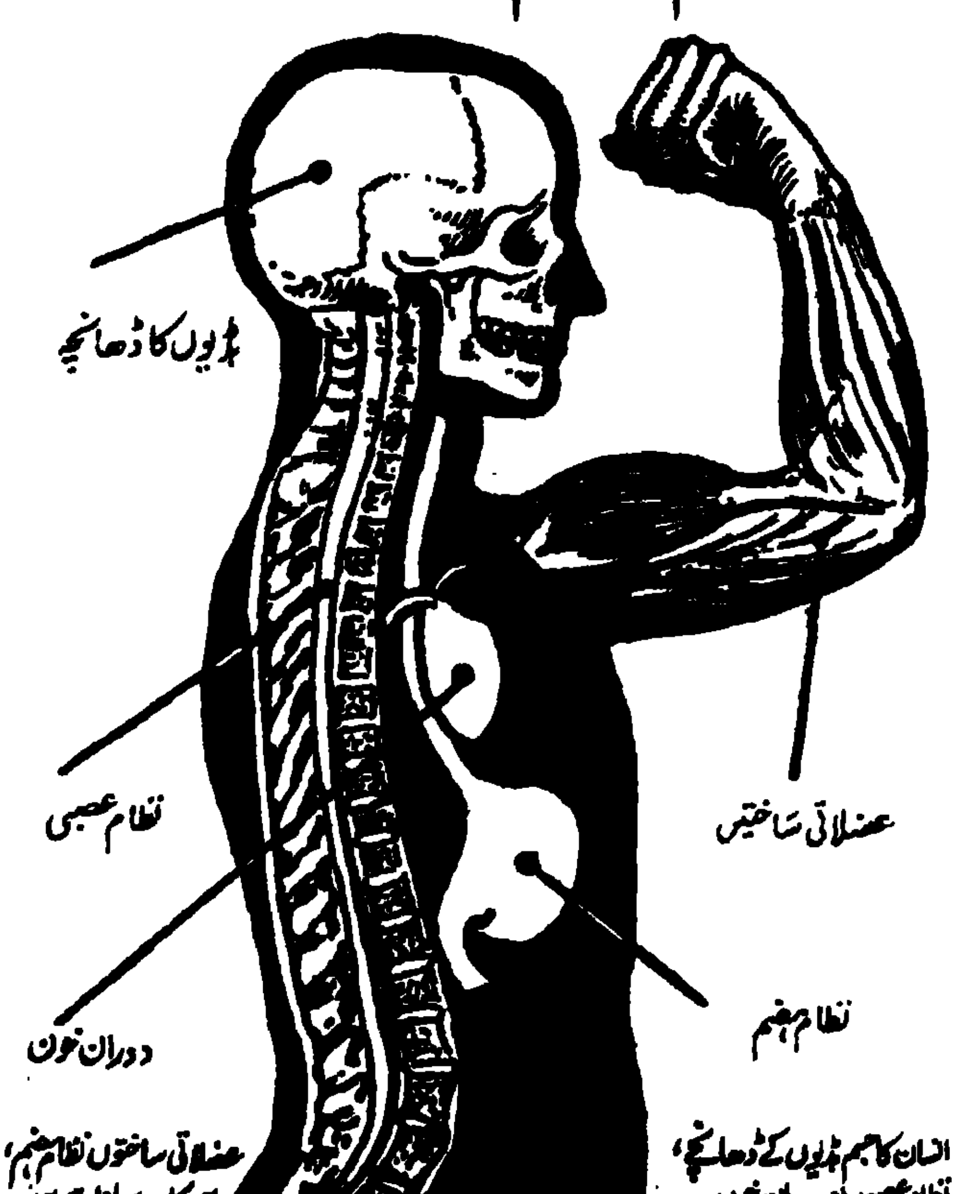
موسم سرما کی دعوت

صحت اور جوانی جتنی چاہیے لے لیجیے!

موسم سرما کی اہمیت - یہ بات عام طور پر سب لوگوں کو معلوم ہے کہ جاڑے کا موسم ہندوستان کا بہترین زمانہ ہے۔ اس میں جسم کی مشین پوری سرگرمی سے اپنے کام انجام دیتی ہے۔ معدہ، جگر، اور آنتوں میں غذا کو ہضم کرنے اور اس سے بہترین خون بنانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس موسم میں جگر اچھے خون کا کافی ذخیرہ تیار کر کے رگوں میں بھیج دیتا ہے جو دوسرے موسموں میں بھی کام آتا ہے۔ گرمیوں میں تحلیل زیادہ ہوتی ہے اور جو چیزیں زندگی برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں وہ بھی تھوڑی بہت تحلیل ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھنڈے ملکوں میں گرم ملکوں کی نسبت اوسط عمر زیادہ ہوتا ہے کیوں کہ سردی روح، حرارت غریزی اور خون کو محفوظ رکھتی ہے، جن پر مدار حیات ہے۔ گرمی میں غذا کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور پانی کی طلب بڑھ جاتی ہے، اس لیے ہضم درست نہیں رہتا۔ معدہ اور آنتوں کی اکثر شکایات محض اسی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ برسات گرمی سے بھی خراب ہے۔ برسات میں معدہ اور دوسرے آلات ہضم کی حالت اچھی نہیں رہتی ذرا سی بے احتیاطی سے مہلک بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خنکی اور ٹھنڈی ہواؤں کی تلاش میں اکثر صاحبان دل پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ مصوری اور کشمیر کی گلپوش وادیوں میں اُن دلچسپیوں کو ڈھونڈتے ہیں جو سردی کے موسم میں ہر جگہ مل جاتی ہیں۔

شباب اور سرما کا تعلق جوانی اور سردی میں نہایت گہرا اور شاعرانہ تعلق ہے۔ یہ موسم جذبات پر وہی اثر کرتا ہے جو شباب کی

جسم کے عام نظامات



انسان کا جسم ہڈیوں کے ڈھانچے، نظام عصبی اور دوران خون کا مالم جسم کے ہر نظام میں ایسر نو

عضلاتی ساختوں نظام ہضم، ہی کا دوسرا نام ہے۔ بہ ہند جان ٹو التا ہے۔

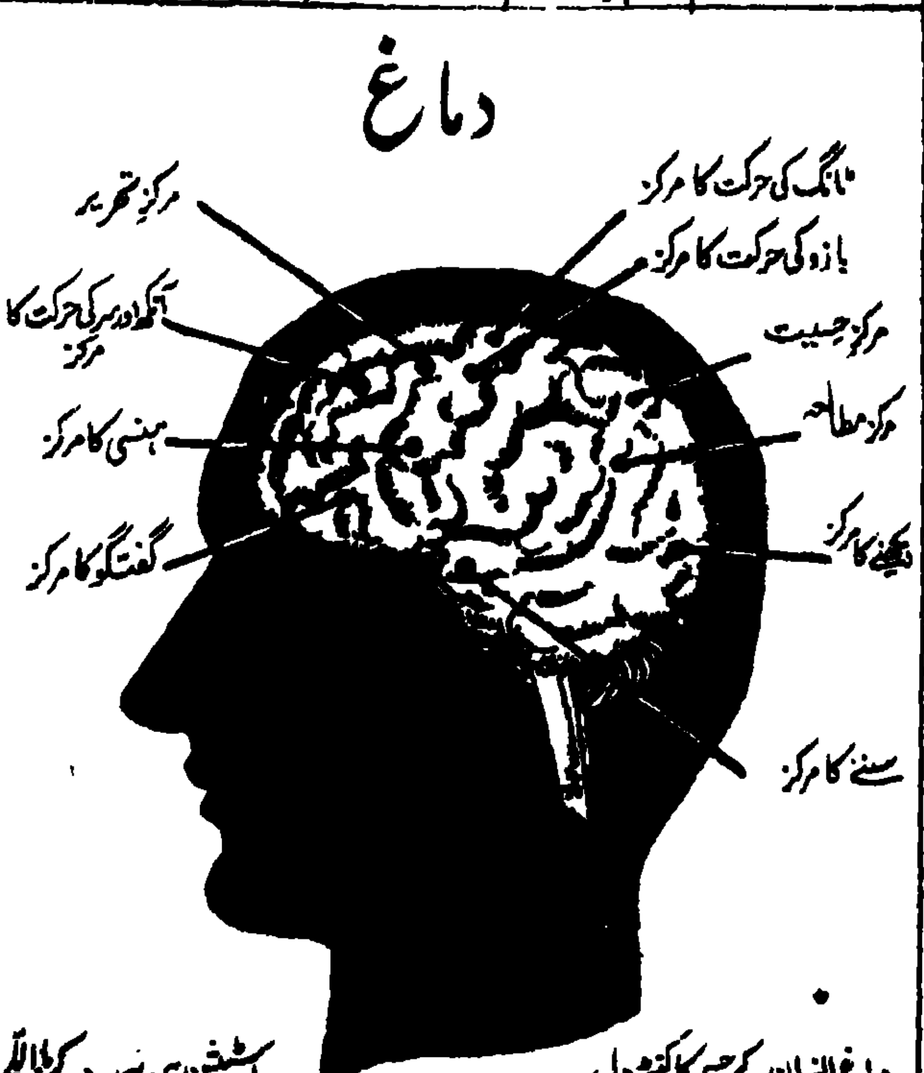
رعنائیاں اور طوفان انگیزیاں خیالات و محسوسات پر کیا کرتی ہیں۔ جس طرح کھانے پینے کی خواہش ہضم کی طاقت اور خون پیدا کرنے کی صلاحیت اس موسم میں بڑھ جاتی ہے اسی طرح جذبات میں بھی زندگی کی روح دوڑ جاتی ہے۔ خون پیدا کرنے والی غذائیں اور رگوں، پٹھوں اور دل و دماغ میں قوت و طاقت کی بجلیاں بھر دینے والی دوائیں اس موسم سے گہری مناسبت اور خصوصیت رکھتی ہیں۔ مخصوص طور پر قوت باہ کے متعلق دواؤں کے استعمال کا یہی موسم ہے اور شباب حقیقت میں اسی چیز کا نام ہے۔ ورنہ سیاہ بالوں اور سرخ و سفید گالوں پر جوانی کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ جوانی دل کی زندگی کا نام ہے اور دل کی زندگی کا ثبوت صنفی خواہشات و جذبات کے اس پیام بر ہی سے مل سکتا ہے جسے قوت باہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو دوائیں باہ میں ہیجان اور جوش پیدا کرتی ہیں، مثلاً مشک عنبر، زعفران، مایۂ شتر اعرابی وغیرہ، وہ بالعموم گرم ہوتی ہیں۔ گرمی یا برسات میں ان کے استعمال سے بہتر اور دیرپا نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جاڑوں میں مقوی دوائیں کھانے اور ہضم کرنے کا عقیدہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ گاجر ... کے حلوے جاڑوں کے ساتھ ہی مخصوص

رکھتے ہیں جو آم، امرود اور دوسرے میووں کی بہار کو اپنے موسم سے ہو سکتی ہے۔

جاڑوں کا بہترین تحفہ، جو صحت جوانی، حوصلہ مندی اور تن درستی کی تمام خصوصیات کو برقرار رکھنے کا زبردست ضامن ہو آپ کو معلوم ہو کیا ہے؟ اگر یہ سوال ہندوستان کے کسی عقلمند اور تجربہ کار شخص سے کیا جائے تو وہ صرف یہی کہے گا:

"ماءُ اللحم"

واقعہ یہ ہے کہ ماءاللحم دنیا کی عجیب ترین ایجاد ہے۔ اس کے موجد نے اپنی عقل و ذہانت کے زبردست کمالات کا اس میں ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقیوں کے دور میں بھی داد دیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ یہ جسم انسانی کے تمام نقائص کو دور کرنے کی قابلیت موجود ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدہ، بینائی، حافظہ اور باہ کو قوت دینے میں اس کے مقابلہ کی کوئی دوا آج تک منظر عام پر نہیں آئی۔ اس میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کو جدید اصول اور سائنس کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بدن کے جملہ ضروری اجزا کی حامل نظر آئیں گی۔ اس میں فولاد، چونا، کلورین، میگنیشیم، سوڈیم، پوٹاشیم، آیوڈین اور جسم کو پرورش کرنے اور طاقت و صلاحیت بخشنے والے سارے عناصر موجود ہیں۔



دماغ انسان کے جسم کا کنٹرول اسٹیشن ہے۔ ہمدرد کے ماءاللحم کے باقاعدہ استعمال سے دماغ کا ہر مرکز قوت حاصل کرتا ہے۔

ماءُ اللحم کیا ہے؟ فوائد و منافع کی اس طویل فہرست کو دیکھ کر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ماءاللحم ہے کیا چیز؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ماءُاللحم ایک قسم کا خوشبودار، خوش رنگ اور نہایت دل فریب عرق ہے، جو سیب، انگور، انار، ناشپاتی، بہی، امرود، انناس اور دوسرے تازہ مفید اور خوش ذائقہ میووں، مشک، عنبر، زعفران، اور دوسری قیمتی اور نایاب دواؤں نیز جسم کو بہترین طریقے پر پرورش کرنے والی غذاؤں کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے میں قوت، روح، خون اور غذائیت، سرور اور نشاط، امنگ اور حوصلے کا طوفان پوشیدہ ہے۔

ماءاللحم اور دوسری مقوی غذائیں

ماءاللحم اور دوسری مقوی غذاؤں میں کافی فرق ہے جو ماءاللحم کے امتیاز اور برتری کی مضبوط ضمانت ہے۔ ماءاللحم تمام قوتوں پر فوراً اثر کرتا ہے۔ یہ حلق سے اترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ معدے میں بہت کم ٹھیرتا ہے اور بہت جلد جگر میں پہنچ کر خون اور روح میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسم اور روح کی پرورش اور تربیت کرنے والے تمام اجزا اس میں موجود ہیں۔ اس کی مقدار خوراک بہت کم ہے۔ دوسری مقوی غذائیں ہفتوں اور مہینوں میں جو کام کرتی ہیں وہ ماءاللحم چند گھنٹوں اور چند دنوں میں کر دیتا ہے۔ ماءاللحم اپنی لطافت اور پاکیزگی کے باعث معدہ اور دوسرے اعضاء ہضم پر کوئی بار ڈالے بغیر خون بن جاتا ہے۔ معدہ اور آنتوں پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔

شراب اور ماءاللحم۔ ماءاللحم کے دوسرے فائدوں کو دیکھ کر ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ فائدے شراب سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شبہ بالکل بے حقیقت ہے۔ شراب سے ایک عارضی کیف تو ضرور پیدا ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ آگ کی یہ سیال چنگاریاں دل، دماغ، معدہ، جگر اور پھیپھڑوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں۔ روح اور خون کو پھونک ڈالتی ہیں۔ ماءاللحم میں نہ صرف یہ نقصانات ہی نہیں بلکہ یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ماءاللحم اور شراب میں وہی فرق ہے جو شیطان اور فرشتے میں ہو سکتا ہے۔ جو برگشتہ نصیب نوجوان شراب کے ساتھ ہی اپنی صحت و جوانی کو بھی شراب پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں کاش وہ کچھ دن ماءاللحم پی کر بھی دیکھیں۔

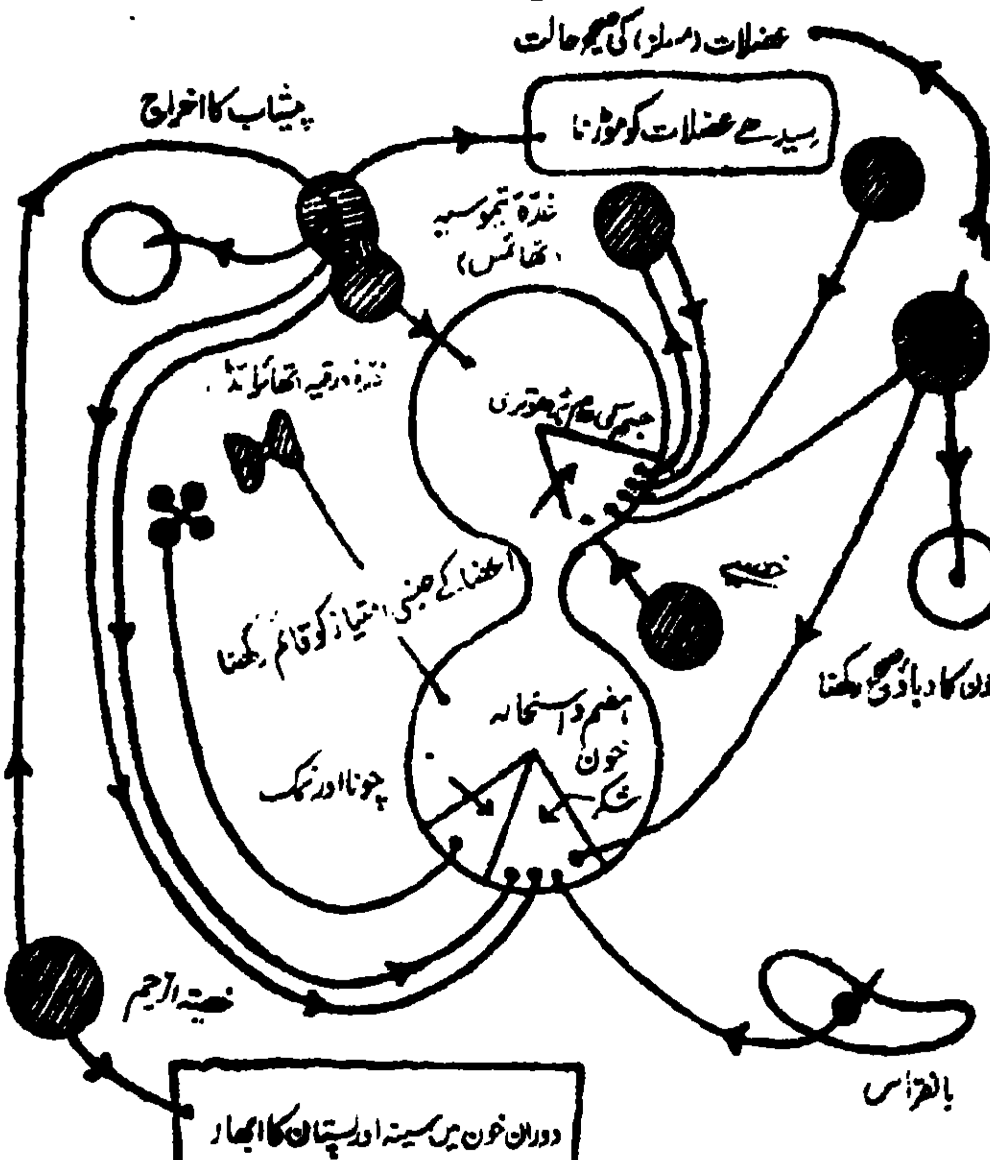
جوہرا اور ملمع۔ کہتے ہیں کہ ہر چمک دار چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے ہمدرد ماءاللحم کے جو خوبیاں اور فائدے گنائے ہم

وہ بازاری ماءاللحم سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ بازاری ماءاللحم میں مصنوعی رنگ اور مصنوعی خوشبو کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ماءاللحم کی تیاری پر کافی روپیہ صرف ہوتا ہی۔ محنت، ہوشیاری اور تجربہ کاری بھی اس کے تیار کرنے کے ضروری عناصر ہیں۔ طبی اصول سے اجزا کی بہم رسانی اور پورے وزن سے قیمتی دواؤں، تازہ پھلوں کے رس اور بیش قیمت دواؤں کے لطیف و پاکیزہ سیال کی شمولیت پھر دیانت اور ایمانداری سے اتنا ہی عرق حاصل کرنا جتنا طبی اصول سے حاصل کرنا چاہیے، کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ایک بار عرق کھینچ کر دوبارہ اتنے ہی اجزا پھر شامل کر کے عرق کشید کرنا اور اس میں بھی ان ہی قیود کا پابند رہنا نہایت دشوار اور اخلاقی جرأت کا کام ہی۔ یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے سینے میں

فن اور مخلوق کا درد

بھی موجود ہو۔ جن لوگوں کے سینے اس درد سے خالی ہیں وہ صرف اپنے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ناموسِ فن اور عوام کی فلاح و بہبودی سے انھیں سروکار نہیں ہوتا۔ اصول اور صداقت کے ساتھ فن اور مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ کافی ایثار اور ضبطِ نفس کا طالب ہی۔

درون افزازی (انڈوکرین) غدود کے افعال



اس خاکہ میں جسم کے مختلف غدود کے افعال دکھائے گئے ہیں ہمدرد کا ماءاللحم ان تمام غدود کے افعال کو درست اور باقاعدہ رکھتا ہی۔

ہمدرد دواخانے کا ماءاللحم

ہمدرد دواخانہ محض تجارتی ادارہ نہیں ہی بلکہ طب قدیم کو میدان مسابقت اور سعی میں طب جدید کے دوش بدوش چلانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت [illegible] ہی۔ دیسی دواؤں کو عمدہ شکل و شباہت سے پیش کرنا اور ان کی طاقت و اثر کا طبی اصول سے جائزہ لے کر بازار میں لانا ہمدرد دواخانے کا سب سے بڑا اور مشکل فرض ہی۔ اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے وہ قائم ہوا اور اسی فرض کو بجا لانے کے لیے اب تک سرگرم کار ہی۔ ماءاللحم ہی پر موقوف نہیں، ہر دیسی دوا کو پوری ذمہ داری، صحت اور صفائی سے تیار کرنا اس کا اور اس کے نگران و سرپرست کا مقصدِ حیات ہی۔ یہی وجہ ہی کہ ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم میں نہ کوئی ضروری دوا کم کی جاتی ہی اور نہ مقدار بڑھانے کے لیے غیر ضروری چیزوں کا اضافہ کیا جاتا ہی۔



غدۂ درقیہ (تھائرائڈ)

ہمدرد ماءاللحم غدۂ درقیہ (تھائرائڈ) کے فعل کے نقص کو بہت جلد دور کر دیتا ہی

دو سو سال کا مجرب نسخہ - ہمدرد دواخانہ دہلی میں ماءاللحم بہ نسخہ خاص ذوآتشہ کو ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہی جو دو سو سال سے ہندوستان کے مشہور و معروف اور نامور اطبا کا معمول رہا ہی۔ ارضِ ہند کے اکثر شاہی خاندانوں میں یہ ماءاللحم استعمال ہوا ہی۔ ہمدرد دواخانے کی مجلس تحقیق و تجوید کے تجربہ کار اراکین مسلسل نہایت غور سے اس ماءاللحم کے متعلق گہرے اور وسیع تجربات کر رہے ہیں۔

ہمدرد کے ماءاللحم کی لازوال شہرت - یہ ماءاللحم تینتیس سال سے ہندوستان



غدہ درقیہ کے فعل کے نقص کا نتیجہ — غدہ درقیہ کے فعل کا نقص دور ہو جانے کے بعد

کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہو۔ اکتوبر شروع ہوتے ہی اس کی مانگ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہو جو مارچ کے وسط تک جاری رہتا ہو۔ اس عرصے میں قوت و زندگی اور لطف و سرور سے بھری ہوئی ہزاروں بوتلیں ہمدرد دواخانے سے روانہ ہوتی ہیں۔ ہمدرد کے ماءاللحم دوآتشہ نے ایک لازوال شہرت و عزت حاصل کر لی ہو۔ اس ماءاللحم کی بوتل خریدتے وقت خریدار کے دل میں یہی خیال ہوتا ہو کہ وہ قوت و زندگی اور صحت و تندرستی کا سودا کر چکا ہو۔ اس شہرت و امتیاز کے باوجود ہمدرد دواخانہ دہلی ترقی و اصلاح کی طرف بڑھتا رہا اور ماءاللحم کے متعلق علمی و عملی تجربات ہوتے رہے۔ سائنٹفک اصول سے غور کیا جاتا رہا۔ اب ان تجربات کے بہترین نتائج سامنے آ گئے ہیں اور کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے ایسے آلات تیار کرا لیے ہیں جن کی امداد سے ماءاللحم کو محفوظ طریقے پر تیار کرنے کے ساتھ ہی اس کی طاقت و قوت کو بڑھا دیا گیا ہو اور اسے دیرپا بنانے میں پوری کامیابی حاصل کر لی گئی ہو۔ **ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم کی چند خصوصیات،** ۱۔ مجلس تشخیص و تجویز کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حافظ محمد عبدالحمید صاحب کی خاص نگرانی میں نہایت اہتمام صفائی اور پاکیزگی سے تیار کیا جاتا ہو اور تیاری کا سب کام نئے سائنٹفک طریقے سے انجام دیا جاتا ہو۔ ۲۔ تمام قیمتی دوائیں اور پھلوں کے رس پورے وزن سے شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سبز میووں کا رس حاصل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہو۔ کوئی کچا یا داغ دار پھل نہیں ڈالا جاتا۔ بالکل وقت پر اور عمدہ پکے ہوئے پھلوں سے تازہ اور عمدہ رس حاصل کر کے ڈالا جاتا ہو۔

۴۔ ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم کی ترکیب میں جسم کی تمام قوتوں کی پرورش اور تربیت کا لحاظ رکھ کر قوت باہ پر پورا اثر ڈالا جاتا ہو۔ یہ نہیں کیا جاتا کہ محض باہ کو قوت دینے والی دوائیں ملا دی جائیں اور دل و دماغ، معدہ و جگر وغیرہ کا خیال نہ رکھا جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ اس کے استعمال سے رگوں اور پٹھوں میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو کر قوت باہ میں وقتی ہیجان پیدا ہو جائے اور جب ردعمل ہو تو پہلی قوت بھی باقی نہ رہے۔ ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم میں ایسے اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو دل و دماغ اور جگر و معدہ کو طاقت دے کر پہلے عمدہ خون پیدا کرتے ہیں۔ پھر قدرتی اصول کے ماتحت باہ کو قوت دیتے ہیں۔

۵۔ زیادہ گرم اور مضر چیزیں شامل کر کے ماءاللحم کی خوبی کو فنا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ جسم کی مشین کے کل پرزوں کے لحاظ سے بہترین اور غذائیت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں جن سے خون اور روح پر نہایت معتدل اور قدرتی اثر پڑنے کے بعد نتیجے کے طور پر باہ میں بیداری پیدا ہوتی ہو۔

۶۔ ظاہری شکل و صورت، رنگ اور خوشبو نہایت دل فریب ہو۔ صرف پیکنگ پر اتنا روپیہ صرف کیا جاتا ہو جتنا بازاری ماءاللحم کی تیاری پر بھی خرچ نہیں ہوتا۔

۷۔ ہمدرد دواخانے کا ماءاللحم مدت تک خراب نہیں ہوتا، نہ اس کا رنگ بدلتا ہو، نہ اس میں جالا پڑتا ہو۔

۸۔ لفافت اور پاکیزگی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہو۔

ہمدرد کے ماءاللحم دوآتشہ کے مختصر فوائد۔ ماءاللحم کے جو فائدے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر خاص اور امتیازی فوائد یہاں مکرر لکھے جاتے ہیں۔ یہ ماءاللحم نہایت مقوی باہ ہو۔ دل، دماغ، جگر، معدہ اور گردوں کو بے حد تقویت دیتا اور خصیوں اور جسم کی دوسری گلٹیوں کو اپنے قدرتی وظائف ادا کرنے اور مخصوص رطوبات کے تیار کرنے پر آمادہ کرتا ہو۔ [illegible] کو بڑھاتا ہو۔ جوش، ولولہ اور قوت ارادی پیدا کرتا ہو۔ ہضم اور اعضائے ہضم کے افعال کو ترقی دیتا ہو۔ غذا کی خواہش کو [illegible] غذاؤں سے بہترین خون بنانے اور اسے جزو بدن کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہو۔ [illegible]

خون پیدا کرکے چہرے کو خوبصورت اور سرخ و سفید کر دیتا ہے۔ خون کو صاف کرکے رنگ نکھارتا ہے۔ دماغی کام کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ ذہانت جوش اور عزم پیدا کرتا ہے۔ پستی مایوسی اور غم و اندوہ کو دور کرتا ہے۔ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کی اُمنگ اور آرزو پیدا کرتا ہے۔

ترکیب استعمال۔ تنہا ماء اللحم استعمال کرنے کی ترکیب نہایت آسان اور سادہ ہے۔ البتہ ماء اللحم کی قوت کو بڑھانے اور اس سے مخصوص اعضا اور تمام قوتوں کو تربیت دینے کے طریقے مختلف ہیں جو بعد میں لکھے جائیں گے۔

خوراک۔ پانچ تولے یعنی چھٹانک بھر ماء اللحم پینا چاہیے۔ ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جا سکتی ہے۔

بدرقہ۔ پاؤ بھر دودھ۔ دودھ گائے کا ہو تو بہتر ہے۔ دودھ کی مقدار کا گھٹانا اور بڑھانا پینے والے کی طبیعت اور قوتِ ہضم پر موقوف ہے۔

اوقاتِ استعمال۔ اس کے استعمال کا بہترین وقت صبح کا ہے ورنہ ضرورت پر ہر وقت بطور مقوی اور مفرح چیز کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پرہیز۔ دورانِ استعمال میں کھٹی اور دیر ہضم چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہلکی اور زود ہضم غذا کھائیں۔ سبز میووں میں سیب، انار، انگور، ناشپاتی، کیلا اور سردہ وغیرہ کھا سکتے ہیں۔ خشک میووں میں بادام اور اخروٹ، انجیر کھا سکتے ہیں۔

ماء اللحم کی مدتِ استعمال۔ ماء اللحم ایسی مفید مقوی اور زود اثر دوا ہے کہ حلق سے اترتے ہی اس کے حیرت انگیز فائدوں کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ پیتے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل کو کسی نے سہارا دے دیا۔ طبیعت پر خاص قسم کی امنگ اور فرحت نمایاں ہو جاتی ہے لیکن مستقل اور پائدار منافع حاصل کرنے کی غرض سے چالیس روز تک اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تھوڑے دن ماء اللحم پینے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو چالیس دن کے استعمال سے میسر آتی ہے۔ پھر بھی ماء اللحم کی خواہ ایک ہی خوراک پی جائے وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ چالیس دن تک ماء اللحم پی لینا گویا سال بھر تک

صحت اور تن درستی کا بیمہ کرا لینا ہے جن لوگوں کو خدا نے استطاعت دی ہے وہ اگر آخر اکتوبر سے وسط مارچ تک اس کو مناسب بدرقوں کے ساتھ پیتے رہیں تو ان کی عام جسمانی حالت قابلِ رشک ہو جائے گی اور ڈاکٹر وارونوف کے غدودی علاج کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ بغیر عملِ تقلیم ہی کے

اعادۂ شباب ہو جائے گا۔ دل، دماغ اور بدن کا ہر عضو جوان ہو جائے گا۔ تمام جسمانی طاقتیں جوش و خروش کے ساتھ اپنا اپنا کام کرنے لگیں گی اور بدن کے روئیں روئیں سے طاقت و توانائی، صحت و تن درستی اور شباب و جوانی کے چشمے اُبلنے لگیں گے۔

ماء اللحم اور مختلف بیماریاں

یوں تو ماء اللحم خود نہایت صحت بخش، مفرح اور مقوی دوا ہے لیکن مختلف بیماریوں میں اس کو مناسب اور مخصوص دواؤں کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ماء اللحم دواؤں کے اثرات کو بہت جلد مقامِ مرض تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ جو دوائیں کھائی جاتی ہیں ان کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں مختصر طور پر مختلف بیماریوں میں ماء اللحم کے استعمال کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

باہ کی کمزوری اور بے رغبتی تمام اعضائے رئیسہ، دل، دماغ اور جگر وغیرہ کو قوت پہنچا کر (نہ کہ ان کو تباہ کرکے) باہ کی کمزوری کا قلع قمع کرنا ہمدرد کے ماء اللحم کی اعلیٰ خصوصیت ہے۔ وہ لوگ جو اس مرض میں مبتلا ہوں پانچ تولے (دو اونس) ماء اللحم صبح دودھ میں ملا کر پییں۔ صبح کو چائے پینے والے اس کو چائے میں ملا کر پییں یا پہلے ماء اللحم کی ایک خوراک مصری یا شکر سے میٹھا کرکے پییں۔ اس کے بعد چائے پی لیں۔ ماء اللحم کا پورا اثر دیکھنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ صبح کو ناشتے میں ثقیل اور بوجھل چیزیں نہ ہوں۔ البتہ انڈے، کسی قسم کا حلوہ یا کیک وغیرہ کھا لیے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ جن لوگوں کو ماء اللحم کی پوری خوراک موافق نہ آئے ان کو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر کو استعمال کرنی چاہیے۔ تیسرے پہر ماء اللحم چائے یا کسی پھل کے رس کے ساتھ پییں۔ تیسرے پہر کی خوراک رات کو سوتے وقت بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ جن لوگوں کو زیادہ تقویت مطلوب ہو وہ ماء اللحم کی پوری دو خوراکیں صبح اور سہ پہر کو بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن دن بھر میں دو خوراکوں سے زیادہ ہرگز نہ کریں۔ جو اصحاب باہ اور رحم کے متعلقہ اعضا کی بالکل ہی تجدید چاہتے ہوں انھیں ماء اللحم کے ساتھ مشہور عالم معجون شبابِ آور استعمال کرنی چاہیے۔ وہ خواتین جو مردوں کی طرف سے بے رغبتی کے مرض میں مبتلا ہوں انھیں ماء اللحم اوپر بتائی ہوئی ترکیبوں کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔ ہمدرد کا ماء اللحم ان خواتین کے لیے آبِ حیات سے کم نہیں ہے جو اپنے اندرونی اعضا کی کمزوری کی وجہ سے آئے دن ورم رحم اور حیض کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا رہتی ہیں۔

دماغ اور حافظہ کی کمزوری اور نزلہ:۔ ان امراض میں مبتلا مردوں اور عورتوں کو ماءاللحم کی آدھی آدھی (ڈھائی تولے) خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔ تیسرے پہر کسی پھل کے رس میں ماءاللحم پینا چاہیے۔

پٹھوں کی کمزوری ضعف اعصاب کے مریضوں کو ماءاللحم کی پوری خوراک دودھ یا چار میں ملاکر صرف ایک وقت صبح کو استعمال کرنی چاہیے۔ ایسے لوگوں کو ہمارے ماءاللحم کے استعمال سے بھوک بہت زیادہ لگنے لگے تو انھیں آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو پینی چاہیے۔ غذا میں جلدی ہضم ہونے والی چیزیں ذرا پیٹ خالی چھوڑ کر کھائیں۔

دل کی کمزوری اور غشی۔ ان مرضوں کے لیے ہمدرد کا ماءاللحم کی آدھی آدھی خوراک سنگترہ یا سیب یا انار کے رسوں کے ساتھ یا شربت روح افزا ملاکر استعمال کریں۔ جی چاہے تو ایک وقت دودھ کے ساتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ناگہانی غشی کی صورت میں ماءاللحم کی آدھی خوراک ذرا سے پانی یا عرق گلاب میں ملاکر تھوڑا تھوڑا مریض کو دیں۔ مریض فوراً آنکھیں کھول دے گا۔

جگر کی کمزوری اور خون کی کمی۔ خون کی کمی (اینیمیا) میں ہمدرد کا ماءاللحم اکسیر سے کم نہیں ہے۔ ایسے مریضوں کو ماءاللحم کی ایک خوراک یا تو صبح کو دودھ یا کسی پھل (انار زیادہ اچھا ہے) کے رس کے ساتھ پی لینی چاہیے یا اس کی آدھی آدھی خوراکیں کھانا کھانے کے بعد استعمال کرنی چاہییں۔

بھوک کی کمی:۔ ہمدرد کا ماءاللحم کی چند خوراکوں سے ہی بھوک کھل جاتی ہے لیکن اگر بھوک بڑھانی ہو تو کھانے سے آدھ گھنٹے پہلے ماءاللحم کی آدھی خوراک پی لینی چاہیے۔

ہائی بلڈ پریشر فشار دموی (بلڈ پریشر) کے مریضوں کی شریانوں کی سختی کو ہمدرد کا ماءاللحم بہت کم کر دیتا ہے۔ ان مریضوں کو آدھی آدھی خوراک صبح دودھ میں ملاکر اور تیسرے پہر سنگترہ یا انار کے رس میں ملاکر پینی چاہیے۔ بہتر ہو اگر صبح کی خوراک پینے سے پہلے بلڈ پریشر کی مشہور دوا تریاق فشار چھ ماشے کھالی جائے۔

عام جسمانی کمزوری اور بیماریوں کے بعد کی کمزوری:۔ کے لیے ہمدرد کے ماءاللحم کا استعمال صبح کے وقت ہی مناسب ہے۔ پوری خوراک ایک وقت میں نہ برداشت ہو تو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔

بڑھاپے کی کمزوری کو روکنے کے لیے ہمدرد کا ماءاللحم سے بہتر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ معدہ پر اس کا کوئی بوجھ نہیں پڑتا اور قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔

ولادت کے بعد کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے زچہ کو ایک مقوی چیز کی حیثیت سے ہمدرد کا ماءاللحم دینا مفید ہے۔ آدھی آدھی خوراک دن میں دو بار دودھ کے ساتھ دینی چاہیے۔

پرہیز:۔ ہمدرد کا ماءاللحم کے دوران استعمال میں زیادہ کھٹی اور زیادہ مرچوں والی چیزوں سے پرہیز کافی ہے۔

ماءاللحم میں عورتوں کا حق

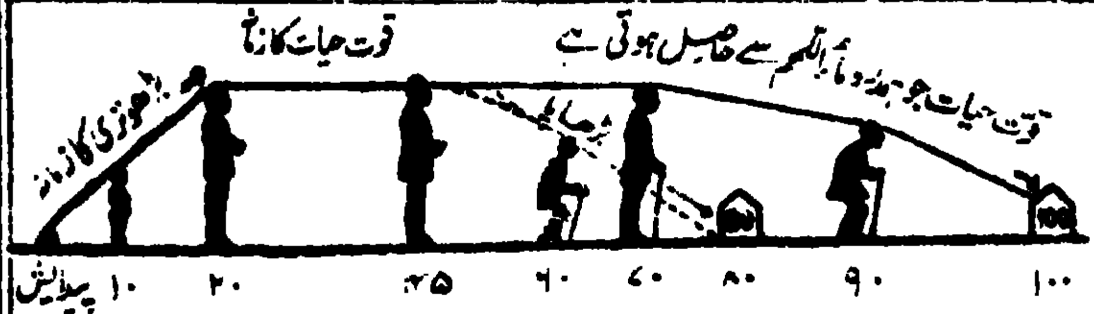
موسم سرما کے عیش و مسرت کو عام طور پر مرد اپنا ہی حق سمجھتے ہیں اور اعادۂ شباب کی کوششوں میں عورتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ عورتوں کا حسن و شباب اور ان کی جوانی و رعنائی بھی قائم رکھی جائے جس طرح مرد اپنے شباب سے محبت کرتا ہے اسی طرح عورت کو اپنی جوانی عزیز ہے۔ عورتیں ایک مقوی، مفرح اور شباب آور



دوا کے طور پر بے تکلف ماءاللحم استعمال کر سکتی ہیں۔ بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو ماءاللحم ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے بچے کی تن درستی پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور عورت کی صحت پر بھی۔ صحت اور تن درستی برقرار رکھنے کی غرض سے عورتیں صبح کو گاجر یا انڈے کے حلوے کا ناشتہ کر کے

ہمدرد کا ماءاللحم دوانشہ

۵ تولے دودھ میں ڈال پی سکتی ہیں۔



اوپر کے نقشہ سے آپ کو زندگی کے مختلف زمانوں کا ایک اندازہ ہو سکتا ہے۔ ۴۵ سے ۹۰ سال کی عمر کی عمر میں ہمدرد ماءاللحم انسان کے جسم میں قوت حیات کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے قوت ضائع ہو گئی ہو تو اسے پیدا کرتا ہے اور وقت سے پہلے بڑھاپے کو روکتا ہے۔ بڑھاپے کے زمانے میں ہمدرد ماءاللحم قوتِ حیات (وائٹیلیٹی) کو پیدا کرتا ہے اور اسے قائم رکھتا ہے۔

ماءاللحم کی قیمت کا مقابلہ

ماءاللحم کی قیمت پانچ روپے فی بوتل مقرر ہے۔ ایک بوتل میں بارہ خوراک دوا ہوتی ہے۔ گویا ایک خوراک دوا کی قیمت تقریباً ۹ ہوئی۔ ممکن ہے بظاہر یہ قیمت زیادہ معلوم ہو لیکن ماءاللحم کے بیش قیمت اجزا اور اس کے لاثانی فائدوں کو دیکھتے ہوئے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔ پھر جو لوگ یورپ سے آئی ہوئی ٹانک اور گرم دواؤں کی ایک ایک خوراک پر اس سے چوگنے دام بے تکلف خرچ کر ڈالتے ہیں۔ انھیں اس قیمت کو محسوس بھی نہ کرنا چاہیے۔ ماءاللحم میں دیسی قیمتی دوائیں اور میوے ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی ساخت میں ہندوستانیوں اور غیر ملکی حضرات کے مزاج اور ہندوستانی آب ہوا کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ہماری ذمہ داری۔ طبیب کو دوا تجویز کرتے وقت اپنی رائے اور تشخیص پر پورا وثوق ہونا چاہیے اور ایک تجربہ کار طبیب کا یہی وصف ہے لیکن عمدہ دوا کا ملنا ایسی مصیبت ہے جس کا معالجین کے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے اس مضمون میں جو دوا بھی کسی مرض کے لیے لکھی ہے وہ یقیناً اس کے لیے مفید ہے، مگر ہم پر پوری ذمہ داری اسی وقت عائد ہوتی ہے جب دوائیں بھی عمدہ اور قابل اطمینان ہوں اور انھیں بتائی ہوئی ترکیب اور پرہیز کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی سے دوائیں منگانے کی سفارش صرف اس بنا پر کی جا رہی ہے کہ یہاں تمام مرکب دوائیں بہترین انتظام، بہترین نگرانی اور بہترین اجزا سے تیار کی جاتی ہیں۔ ذرا سے شبہ پر قیمتی سے قیمتی دوا فوراً پھینک دی جاتی ہے مجلس تشخیص کے صدر عالیجناب حکیم مولوی محمد عبدالحمید صاحب دواؤں کے معاملے میں نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ پرانے محنتی، دیانت دار اور ماہر دواسازوں کی موجودگی میں بھی صاحب موصوف اپنی سخت نگرانی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور مشک، عنبر، زعفران، موتی، زمرد، یاقوت، نیلم، زبرجد اور اسی قسم کی قیمتی دوائیں اپنے سامنے وزن کرا کے شامل کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ **ہمدرد دواخانہ دہلی** سے دوائیں خریدنے کی سفارش کسی تجارتی مقصد یا تجارتی حرص کی بنا پر ہے یا محض طب قدیم کی عظمت اور اپنے طبیبانہ وقار و اعتماد کی حفاظت اور خود آپ کے فائدے اور روپے کی حفاظت کے لیے ……………

ہمدرد دواخانے کی مقبولیت کا راز سب کو معلوم ہے کہ صداقت و دیانت اور خوش معاملگی کے سوا اور کچھ نہیں!

ناظرین کی سہولت کے لیے ان دواؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے +

تریاق فشار، ایک شیشی (عـ) + شربت روح افزا، ایک بوتل (عمہ) + عرق گلاب، ایک بوتل (۱۲) + ماءاللحم بہ نسخہ خاص دوآتشہ، ایک بوتل (ﻋﻪ) معجون شباب آور، تولہ عطر

جلد (۱۰) دسمبر ۱۹۴۱ء نمبر (۶)

فہرست مضامین

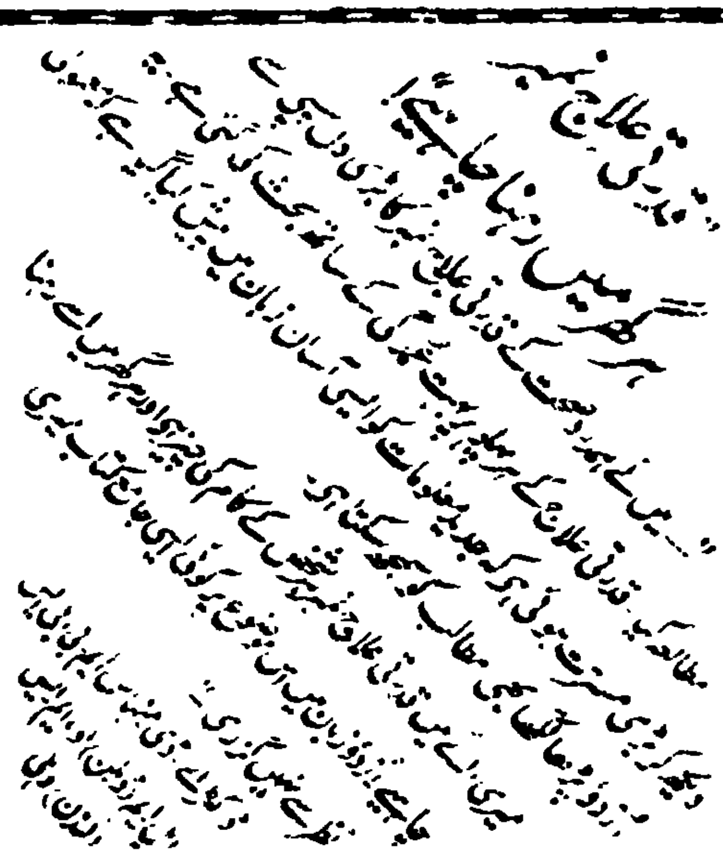
قیمت سالانہ ایک روپیہ — ممالک غیر برما وغیرہ سے تین شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

قدرت آپ کو تن درست دیکھنا چاہتی ہے!

"قدرتی علاج نمبر" آپ کو بتائیگا کہ قدرتی ذرائع سے کیونکر تن درست رہا جا سکتا ہے؟

ہمدرد صحت کے قدرتی علاج نمبر کا طبی، علمی اور ادبی حلقوں میں جس طرح خیر مقدم کیا گیا ہے اس کا اندازہ نیچے کی سطروں سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ حقیقی صحت اور اس صحت سے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ سمجھنا مشکل ہے کہ آپ ہمدرد صحت کے قدرتی علاج نمبر کا مطالعہ کیے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں!





"اردو زبان میں ایک بیش بہا اضافہ"

"ہمدرد صحت کا روحانی علاج نمبر کے بعد قدرتی علاج نمبر گویا اسی کا ایک حصہ ہے۔ حکیم حاجی عبدالحمید صاحب خدمت خلق و علمی انکشافات میں جس محنت سے کام لے رہے ہیں محتاج بیان نہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ قدرتی علاج نمبر کی اشاعت نے اردو زبان میں ایک بیش بہا اضافہ کیا ہے اور یہ ایک ایسی جامع کتاب ہے کہ اس کی موجودگی میں اس موضوع پر کسی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندستان میں اموات کی شرح حد سے زیادہ ہے۔ اس کا ایک باعث علم حفظ الصحۃ سے ناواقفی ہے۔ بیشتر امراض کا جن میں امراض مزمن بھی شامل ہیں بعض اصول حفظ الصحۃ کی مدد سے کامیاب علاج کیا جا سکتا ہے۔ اور ہر ایک سوجھ بوجھ رکھنے والا اس سے مستفید ہو سکتا ہے۔ ہوا، پانی، غذا، ورزش، صفائی، سورج وغیرہ قدرتی ذرائع سے ہم تمام امراض کا علاج خود کامیابی سے کر سکتے ہیں۔ مغربی ممالک میں ایک مدت طویل سے ان قدرتی ذرائع کو انسانی بہبود میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور فخر کی بات ہے کہ ان ہی انکشافات کو محض اس عظیم الشان اشاعت کی مدد سے اپنی روزانہ مشکلات و تکالیف میں استعمال کر سکتے ہیں۔ صرف یہی نہیں، بلکہ اس کی مدد سے اکثر امراض کو اپنے قریب آنے سے بھی روک سکتے ہیں۔ درازی عمر کا راز ان ہی قدرتی اصولوں میں مخفی ہے اگر ہم ہوا، غذا، روشنی وغیرہ کی طرف کما حقہٗ توجہ کر سکتے ہیں تو کوئی مرض بھی ہمارے قریب نہیں آ سکتا۔

اس اشاعت خاص کے تمام ابواب ماہرین فن کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اور ہر ایک باب اس قابل ہے کہ اس کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ فہرست مضامین پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا موضوع باقی نہیں رہا جس پر مفصل روشنی نہ ڈالی گئی ہو۔

میری رائے میں اس کا مطالعہ ہر خواندہ شخص کے لیے فرض سے کم نہیں۔ حکیم صاحب موصوف خاص مبارکباد کے مستحق ہیں جنھوں نے اس کامیاب اشاعت کا ایام جنگ میں کاغذ کی گرانی اور دوسرے اسباب کے باوجود ذمہ اٹھایا۔ یہ انھیں کی ان تھک کوششوں اور محنت کا نتیجہ ہے کہ یہ نایاب علمی ذخیرہ وجود میں آیا۔ مجھے یقین واثق ہے کہ ہندستانی بھائی اس قابل قدر اشاعت سے ضرور مستفید ہوں گے" (جناب عبدالحی علوی صاحب، ناظم شعبہ نفسیات۔ دارالعلمین کابل)

قدرتی علاج نمبر — ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت ۸؍ محصول دو پیسے۔ ساڑھے آٹھ آنے کے ٹکٹ لفافہ میں رکھ کر بھیج دیجیے چند دن میں یہ اشاعت خاص آپکے ہاتھ میں ہوگی۔ قیمت سالانہ رسالہ ہمدرد صحت (مع قدرتی علاج نمبر) صرف ۲؍ ادارہ ہمدرد صحت دہلی

باب الصحت

غذا اور اُس کی اہمیت

از جناب ڈاکٹر محمد خلیل الرحمن خاں صاحب، عثمانیہ میڈیکل کالج، حیدرآباد دکن

(مسلسل)

حیاتینیں

تمام طبعی غذاؤں میں حیاتینیں پائی جاتی ہیں۔ یہ خاص اجزا تو ہیں لیکن ان کی کیمیائی ترکیب کا حال بڑی حد تک نامعلوم ہے۔ حیاتینیں عموماً نباتات میں پائی جاتی ہیں، حیوانات بھی اپنی نباتی غذا کے ذریعہ سے انھیں حاصل کر کے اپنے جسم میں رکھتے ہیں۔ اس لیے ایک حد تک خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حیوانی اجسام کی ترکیب میں ضرور داخل ہیں۔ یوں تو اب تک متعدد حیاتینیں دریافت ہو چکی ہیں۔ لیکن ان میں سے پانچ زیادہ اہم ہیں۔ ان کی غذا میں غیر موجودگی امراض کا باعث ہوتی ہے۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ ان کو لکھتے ہیں۔

حیاتین ا ——— یہ حیاتین سب سے زیادہ مچھلی کے تیل میں پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تمام حیوانی روغنیات، دودھ، دہی، مکھن گھی اور انڈوں میں موجود ہوتی ہے۔ نباتات میں اس کے مشابہ کیروٹین پائی جاتی ہے۔ جو جسم میں اسی جیسا عمل کرتی ہے۔ یہ پتے دار ترکاری مثلاً دھنیا، میتھی، پالک، کرم کلا، پپیتا، ٹماٹر، نارنگی، آم وغیرہ میں ہوتی ہے۔

اگرچہ حیاتین ا جوانوں کے لیے بہت زیادہ ضروری نہیں ہے، لیکن طالب علموں، نشو و نما پانے والوں اور کمزوروں کے لیے بہت ضروری ہے۔ ایسے لوگوں کو سبز ترکاریاں اور مچھلی کا تیل کافی مقدار میں استعمال کرنا چاہیے۔ اس حیاتین کی غیر موجودگی سے بچوں کے نشو و نما میں خرابی واقع ہو جاتی ہے اور آنکھوں کے امراض کے علاوہ عصبی اور دوسرے امراض اس کی کمی سے پیدا ہوتے ہیں۔

یہ حیاتین پانی میں ناقابلِ حل ہے البتہ چربیوں میں یہ حل ہو جاتی ہے۔ تھوڑی حرارت اس کے لیے ضرر رساں نہیں ہوتی، اور یہ بآسانی تباہ نہیں ہو سکتی۔

حیاتین ب ——— یہ حیاتین غلوں، انڈوں، دالوں، پھلوں، سبزیوں اور دودھ وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ جب غلوں کو مثلاً چاول وغیرہ کو پالش کی جاتی ہے یا مشین میں پیسا جاتا ہے تو یہ حیاتین ان سے نکل جاتی ہے۔ یہ حیاتین غذا کا ایک ضروری عنصر ہے اور زندگی کے لیے بہت ضروری ہے۔ سبز پتوں والی ترکاریوں اور بعض زمین دوز ترکاریوں میں یہ پائی جاتی ہے لیکن اس کی سب سے بڑی مقدار انڈے کی زردی اور دودھ میں ہوتی ہے۔

غذا میں اس حیاتین کی کمی سے بچوں کی پرورش میں کمی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ "بیری بیری" کا مرض اور "منہ آجانا" وغیرہ امراض بھی اس کی کمی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس حیاتین کو پانی میں حل کر سکتے ہیں۔ یہ تیز حرارت برداشت نہیں کرتی اور ضائع ہو جاتی ہے۔

حیاتین ج ——— یہ حیاتین تازہ پھلوں اور ترکاریوں میں پائی جاتی ہے ۔ روزانہ کی غذا میں اس کی مقدار تیس سے پچاس ملیگرام تک ہونی چاہیے ۔ اس حیاتین کے لیے آلو، شلغم، ٹماٹر، مولی، گوبھی، کرم کلا، چقندر، گاجر، لوبیا، لیموں، نارنگی اور انگور وغیرہ کا استعمال کرنا چاہیے زیادہ دیر تک پکانے سے یہ حیاتین ضائع ہوجاتی ہے ۔ غذا میں اس حیاتین کے نہ ہونے سے فساد خون، خارش اور مسوڑھوں کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ۔

حیاتین د ——— یہ حیاتین سورج کی بالائے بنفشی شعاعوں (الٹرا وائلٹ ریز) میں پائی جاتی ہے ۔

جگر کے تیل، انڈے کی زردی، دودھ اور گھی میں یہ حیاتین موجود ہوتی ہے مچھلی کا تیل تو بہترین مخزن ہے ۔ جب ہڈیاں نرم یا ٹیڑھی ہوجاتی ہیں تو اس حیاتین کا استعمال بہت مفید ثابت ہوتا ہے ۔ ہوا اور روشنی سے دور رہنے والوں میں ہڈیوں کے ٹیڑھے اور نرم ہوجانے کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ۔ چنانچہ ماہرین علم کا تجربہ شاہد ہے کہ پردہ نشین اور خاص طور پر گوشہ نشین عورتوں اور چھوٹے بچوں میں یہ مرض کثرت سے پایا جاتا ہے ۔ ایسے امراض کے لیے سب سے سستا نسخہ سورج کی کرنیں ہی ہیں ۔ دانتوں کے مرض کے لیے بھی یہ حیاتین مفید ہے ۔

حیاتین ہ ——— یہ حیاتین نباتات میں خصوصاً چنے کی دال، گندم کے چھلکوں اور ارنڈی کے نباتی تیل میں موجود ہوتی ہے ۔ یہ انڈے کی زردی، گائے کی کلیجی اور حیوانی چربی میں بھی تھوڑی سی پائی جاتی ہے ۔

اس حیاتین کی غذا میں غیر موجودگی سے تولید کی قابلیت میں فرق آجاتا ہے اور جنسی امراض پیدا ہوجاتے ہیں ۔ یہ حیاتین مختلف رطوبتوں کی پیدائش کے لیے بھی ضروری ہے ۔

غذا کیسی ہونی چاہیے ؟ غذا ہمیشہ ایسی کھانی چاہیے کہ اس میں ضرورت کے مطابق ہر قسم کے اجزا مناسب مقدار میں موجود ہوں ۔ بڑھنے والے بچوں اور جسمانی محنت کرنے والے نوجوانوں کو ایسی غذا استعمال کرنی چاہیے جس میں نائٹروجن کے اجزا نسبتاً زیادہ ہوں ۔ طلبا اور دوسرے زیادہ دماغی محنت کرنے والوں کو ایسی غذا کا انتخاب کرنا چاہیے جس میں نشاستہ دار اور چربی والے اجزا نسبتاً زیادہ ہوں ۔

پرورش پانے والے بچوں کو تازہ سبز نباتات، اچھے آٹے کی روٹی، دودھ، میوہ جات اور چربیوں کی نسبتاً زیادہ ضرورت ہوتی ہے ۔ کمزور اور زیادہ کام کرنے والے نوجوانوں کے لیے مقویات، خشک میوہ جات، تازہ میوہ جات، بالائی، مکھن، دودھ اور انڈے وغیرہ کی زیادہ ضرورت ہے ۔ بوڑھوں کے لیے کم خرچ، سادہ اور زود ہضم غذا کی ضرورت ہوتی ہے ۔

غذا کی مقدار مختلف قسم کی محنت کرنے والوں کے لیے غذا کی مقدار کا علم بہت اہم ہے ۔ جدید تحقیق نے مختلف غذاؤں کی قیمت معلوم کرکے اس مسئلہ کو حل کردیا ہے ۔ یہ قیمتیں حرارہ یعنی کیلوری میں معلوم کی گئی ہیں ۔

مختلف طبقوں کے اشخاص کے واسطے چوبیس گھنٹوں کی غذا میں حراروں کی یہ مقداریں ضروری ہیں :-

آرام کی زندگی بسر کرنے والے کے لیے تقریباً ۲۵۰۰ حرارے	سولہ سال کی لڑکی کے لیے تقریباً ۲۱۰۰ حرارے
معمولی جسمانی کام کرنے والے کے لیے تقریباً ۳۰۰۰ حرارے	سولہ سال کے لڑکے کے لیے تقریباً ۲۴۰۰ حرارے
زیادہ جسمانی کام کرنے والے کے لیے تقریباً ۴۰۰۰ حرارے	ایک سال کے بچے کے لیے تقریباً ۱۰۰۰ حرارے

غذا کی مقدار ہر شخص کے لیے اس کی عمر، قد اور محنت پر منحصر ہے ۔ ایک تندرست آدمی کو غذا کے مختلف اجزا روزانہ کس مقدار میں استعمال کرنے چاہییں اس کے متعلق بعض لوگوں نے یہ تناسب بتایا ہے :-

(۱) پروٹینیں ۱۰۰ تا ۲۰۰ گرام ——— (۲) چربی ۱۰۰ تا ۱۲۰ گرام ——— (۳) کاربوہائیڈریٹس ۲۵۰ تا ۳۵۰ گرام ۔

یہ ایک سرسری تخمینہ ہے ۔ مختلف قوموں میں اس کا معیار مختلف ہے ۔ پھر مختلف افراد میں بھی کمی و بیشی ہوسکتی ہے ۔ لہٰذا غذا کی مقدار

میں اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ زیادہ غذا کھانے سے زیادہ طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اگر اعضائے ہضم پر زیادہ بار ڈالا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد وہ کمزور ہو کر قبل از وقت بگڑ جاتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مطلوبہ غذا کی حیثیت کام کے انداز کے ساتھ مختلف ہوتی ہے۔ بڑھاپے کی عمر میں ناقابلِ ہضم اور ناقابلِ جذب غذاؤں کا معدہ پر بار ڈال دینا ایک قسم کا ظلم اور جرم ہے۔ اگرچہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ روزانہ تین چار بار کھانا صحت کے لیے ضروری ہے لیکن دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ کئی مرتبہ شکم سیر ہو کر کھانا صحت کے لیے مضر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غذا کے اچھی طرح ہضم نہ ہونے کی وجہ سے جسم میں چستی اور مستعدی کم ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ڈاکٹر سیل ویب جانسن کا خیال ہے کہ کام کرنے کے لیے شکم سیر ہو کر کھانے کی ضرورت کا قدیم خیال صحیح نہیں ہے۔ لیبوریکس یک مشہور ایکٹر نے کہا ہے کہ وہ صرف دو وقت کھا کر اچھا کام کر سکتا ہے اور تیسرے وقت کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ گراموفون کا مشہور موجد ایڈیسن بھی بہت کم خوراک کھاتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ دماغی کام کرنے والوں کے لیے زیادہ غذا کی ضرورت نہیں ہے۔

غذا کے اوقات جہاں تک ہو سکے کھانے کے اوقات مقرر ہوں تو بہت اچھا ہے۔ اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ معدہ اور دوسرے اعضائے ہضم کو مقررہ اوقات پر کام کرنے اور مقررہ وقت پر آرام کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں ایک خفیف کمی بیشی کی جائے تو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ وقت پر بھوک بھی لگتی ہے اور معدہ غذا کو ہضم کرنے کا منتظر رہتا ہے۔ بچوں کو دن میں کئی مرتبہ اور جوانوں کو کم از کم ۶ گھنٹے کے وقفہ سے کھانا کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں کہ چار گھنٹے کے بعد تقریباً ہر غذا ہضم ہو جاتی ہے اور دوسرے وقت کا کھانا کھانے سے پہلے معدہ کو ستانے کی مہلت مل جاتی ہے۔

کمزور یا بیمار شخص کے لیے ایک ہی مرتبہ پیٹ بھر کر کھانے کے بجائے اچھا ہے کہ تین یا چار گھنٹے کے وقفہ سے تھوڑی تھوڑی ہلکی اور زود ہضم غذا کھلائی جائے تاکہ آسانی سے ہضم ہو سکے۔ تندرستوں کے لیے صبح علی الصبح لطیف اور ہلکی غذا کا ناشتہ کرنا اور دوپہر و شام کو پیٹ بھر کر کھانا کھانا کافی ہے۔ غرض یہ کہ ایسے وقت میں غذا کھانی مناسب ہے کہ جب اشتہا محسوس ہو۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب انسان مقررہ اوقات پر کھانا کھائے۔

کھانا کھاتے وقت اس امر کا مزید خیال رکھنا چاہیے کہ اس وقت زیادہ سردی یا گرمی نہ ہو۔ کیوں کہ ایسی حالت میں طبیعت پریشانی کی وجہ سے غذا کی طرف اچھی طرح مائل نہیں ہوتی ہے۔ گرمی کے موسم میں کم حرارت پیدا کرنے والی غذائیں استعمال کرنی چاہییں۔ گوشت، گھی، تیل اور مٹھائیوں میں چربی اور نشاستہ والے اجزا کی موجودگی سے حرارت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے ان کا استعمال گرمیوں میں کم کرنا اچھا ہے۔ ان کے بجائے سبز ترکاریاں، بغیر چربی والا گوشت، تازہ پھل، پنیر، لسی، دودھ اور چاول وغیرہ کا استعمال کرنا چاہیے۔ چوں کہ گھی، روغنی اور نشاستہ دار غذاؤں سے حرارتِ غریزی پیدا ہو کر جسم کو قوت پہنچاتی ہے۔ اس لیے سردی کے موسم میں گوشت، انڈا، گھی اور مکھن وغیرہ کا زیادہ استعمال کرنا چاہیے۔

غذا کا چبانا مشرقی ممالک میں عموماً غذا خاموشی کے ساتھ جلد جلد کھائی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف مغربی ممالک میں نہایت آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہوئے کھائی جاتی ہے۔ یہ دونوں طریقے غلط ہیں۔ ہمیں ان دونوں کا درمیانی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ غذا نہ تو زیادہ وقت میں اور نہ جلد جلد کھانی چاہیے بلکہ ہر ایک لقمہ کو اچھی طرح چبا کر کھانا ضروری ہے۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ پے در پے چند نوالے منہ میں ٹھونستے جاتے ہیں اور جبڑوں کی ایک دو حرکتوں سے لقمہ نگل لیتے ہیں۔ اگر اس جلد بازی میں غذا حلق میں اٹک جائے تو پانی کے گھونٹ سے نیچے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غذا کے نگلنے میں

یہ جلد بازی دراصل بہت نقصان دہ ہے۔ اگر دانتوں اور ڈاڑھوں میں لقمہ کو بخوبی چبا کر نرم نہ کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ آنتوں کو دانتوں کا کام کرنا پڑے گا۔ مگر وہ چوں کہ اس کے لیے موزوں نہیں ہیں اس لیے بدہضمی ہونی لازم ہے۔ اس طرح ظاہر ہے کہ غذا سے پوری غذائیت حاصل نہیں ہو سکے گی۔

اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ نوالے کو چبا کر اچھی طرح باریک کر لیا جائے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف ہم معدہ اور آنتوں کا کام ہلکا کر سکیں گے بلکہ غذا کے اس لقمہ کے ساتھ لعابِ دہن کی مناسب مقدار بھی شامل ہو جائے گی۔ لعاب دہن کا غذا کے ساتھ ملنا اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر ہاضمہ کو تقویت نہیں پہنچ سکتی۔ لعابِ دہن ایک کھاری لعاب ہے اور اس میں منفی قوت برقی پائی جاتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں معدہ کی رطوبتِ ہاضم تیزابی نوعیت کی ہے اور اس میں مثبت برقی قوت پائی جاتی ہے۔ جب کوئی نوالہ بخوبی باریک کیے بغیر حلق سے نیچے اتار جائے گا اور لعابِ دہن سے اُسے پتلا یا نرم نہیں کیا جائے گا، یا یہ کہ کوئی سیال مثلاً دودھ یا چائے وغیرہ بغیر منہ میں کچھ دیر ٹھیرائے پی لیجائے گی تو معدہ میں اس کا ہضم شروع نہ ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں لعابِ دہن کی منفی برق موجود نہیں جو معدہ کی مثبت برق کو رطوبت ہاضم کی صورت میں کھینچ کر باہر نکالے۔ اگر وہ نکلے گی بھی تو دوسرے سیالوں کی موجودگی میں وہ پتلی ہو کر کمزور ہو جائے گی اور خوراک پر اپنا پورا اثر نہ ڈال سکے گی اور ہضم میں فتور واقع ہو جائے گا۔ اگر خوراک کچھ دیر تک معدہ میں بلا ہضم پڑی رہے تو یہ بھی نقصان دہ ہے۔ کیوں کہ ایسی غذا جلد متعفن ہونے لگتی ہے اور اس میں تخمیری کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کا بُرا اثر خون وغیرہ تک پہنچ جاتا ہے۔

جب غذا خوب چبا چبا کر کھائی جاتی ہے اور کوئی سیال چیز کھانے کے ہمراہ نہ پی جائے تو قدرت تین چار اونس کی مقدار میں لعاب دہن مہیا کر دیتی ہے۔ اس سے چبائے ہوئے نوالے نرم ہو کر معدہ میں پہنچتے ہیں اور ہاضمہ کا فعل فوراً شروع ہو جاتا ہے۔

غذا پر پکانے کا اثر غذا کو کھانے سے پہلے پکانے سے بہ نسبت نقصانات کے یہ فائدے حاصل ہوتے ہیں:-

(۱) پکانے کے اثر سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں اور چھوت (انفیکشن) کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔

(۲) سبزی کی غذاؤں کو پکانے سے نشاستے کے دانے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اس طرح سیلولوس کے پھوٹنے سے ہضمی سیالات کو گرینولوز (Granulose) کے ساتھ ملنے کا اچھا موقع مل جاتا ہے

(۳) حیوانی غذاؤں کو پکانے سے ان کی اتصالی بافتوں کے غیر حل پذیر کولیجن (Collagen) حل پذیر جیلاٹین (Gelatin) میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ریشوں کے ایک دوسرے سے مکمل اتحاد میں کمی پیدا ہونا ان کے درمیان بھاپ کی پیدائش کی وجہ ہے۔ اس طرح گوشت کے ریشے جب آپس کا اتحاد کھو دیتے ہیں تو وہ ہضم ہونے میں سہولت حاصل کر لیتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کھانے کی چیزوں کو پکانے سے ان کی شکل اور اثر میں تبدیلیوں کے علاوہ ان کا مزا بھی بدل جاتا ہے۔ غلوں، دالوں اور گوشت میں جو پروٹینیں، چربی اور کاربوہائیڈریٹ پائے جاتے ہیں، وہ دراصل معمولی حرارت پر پکانے سے ضائع نہیں ہوتے۔ لیکن ترکاریوں کو پکانے سے کافی فرق پیدا ہو جاتا ہے اور بعض وقت تو پروٹین اور حیاتین خصوصاً حیاتین ج خارج ہو جاتی ہیں۔ اس کے باوجود سوائے چند ترکاریوں کے مثلاً ٹماٹر، ککڑی، کھیرا اور پیاز وغیرہ کے تمام ترکاریوں کو عموماً اور ساجیوں کو خصوصاً پکانا ہی بہتر ہے تاکہ اُن کے کیڑے، مکوڑے اور جراثیم ہلاک ہو جائیں۔

تلی ہوئی غذائیں تلی ہوئی غذاؤں کے ہضم ہونے میں بہت دشواری پیش آتی ہے اور اسی لیے وہ دیر میں ہضم ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی غذاؤں کے نشاستی اور لحمی (پروٹینی) مادوں پر چربی کی تہ چڑھی ہوتی ہے۔ لعاب دہن چربی کو تحلیل نہیں کر سکتا۔ نشاستہ دار غذاؤں کے ہضم ہونے کے لیے لعابِ دہن کی شدید ضرورت ہے لیکن اس حالت میں کہ جب چربی کی تہ اس پر چڑھی ہو تو وہ لعاب دہن کے

اثر کو قبول نہیں کرتی۔ اس کے علاوہ ایسی غذاؤں پر معدی ترشے بھی بہت کم اثر کرتے ہیں اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ایسی غذائیں بہت دیر میں ہضم ہوتی ہیں۔

چند عمدہ اور اہم غذائیں

(۱) **دودھ** :۔ اس میں چونے کی کافی مقدار کے علاوہ حیاتینیں، روغنی اور نشاستہ دار اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔ صحت کے لیے چونا بہت ضروری ہے۔ جسمانی نشوونما کے لیے جب کہ جسم کی ہڈیاں، عضلات، عروق اور اعصاب نشوونما پا رہے ہوں، اس کی موجودگی لازم ہے۔ آنتوں کی حرکت کے لیے چونے کی ضرورت ہو۔ جسم کو چونے کی کافی مقدار پہنچانے کے لیے دودھ کا استعمال بہت اچھا ہے۔

عموماً تین جانوروں (بکری، گائے اور بھینس) کے دودھ استعمال ہوتے ہیں۔ بکری کے دودھ میں شکر اور پنیر کے اجزا کم پائے جاتے ہیں۔ گائے کے دودھ میں شکر اور نمکیات کی مقدار کم پائی جاتی ہے لیکن پنیر اور روغنی اجزا زیادہ ہوتے ہیں۔ برخلاف ان کے بھینس کے دودھ میں روغنی اور پنیری اجزا زیادہ تناسب میں پائے جاتے ہیں۔

عموماً دودھ جوش دے کر پیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کی غذائی قوتیں کافی حد تک کم ہو جاتی ہیں محققین کا کہنا ہے کہ صحت مند زندگی اور عمدہ نشوونما کے لیے تازہ دودھ گرم شدہ کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔ اس حقیقت کو مانتے ہوئے اس امر کی شدید ضرورت ہو کہ ان جانوروں کی صحت اور عام حالت کو نظر انداز نہ کیا جائے جن کا دودھ استعمال کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ دودھ دینے والا جانور صحت کی طبعی حالت میں نہ ہو تو اس کا دودھ بغیر گرم کیے تازہ حالت میں پینا مضر ہے۔

(۲) **دہی** :۔ یہ دودھ سے نسبتاً زیادہ مفید ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ دہی میں ترشی پیدا کرنے والے جراثیم کے سوا دوسرے جراثیم نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے ترشی پیدا کرنے والے جراثیم معدہ اور آنتوں میں زندہ داخل ہو جاتے ہیں اور وہاں دوسرے غیر مفید جراثیم کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ ایسے امراض جو تعفن اور تخمیر کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں ان میں دہی کا علاج بہت مفید ہے۔

دہی بنانے میں ہمیشہ صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کے لیے تازہ اور خالص دودھ حاصل کرنا چاہیے۔ زیادہ ترش دہی استعمال کرنا اچھا نہیں ہے۔ کیوں کہ زیادہ ترش دہی کے اندرونی اجزا کی ترکیب میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

(۳) **گوشت** :۔ یہ جانوروں کی اتصالی، شحمی اور عضلی بافتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ نائٹروجنی غذاؤں میں گوشت بہت زیادہ مرتکز اور زود ہضم ہے۔ اس کا خاص مخصوص جز پروٹین ہے جو زیادہ تر مایوسین (Myosin) پر مشتمل ہو۔ برآوردہ اشیا (Extractives) اور نمکیات کے علاوہ جو عضلات میں پائی جاتی ہیں، شحمیات کی بھی کچھ مقدار اس میں ہوتی ہے۔ عضلی ریشوں کے خلاؤں میں شحمی خلیے موجود ہوتے ہیں، جن کی مقدار مختلف جانوروں میں مختلف ہے۔ اس کی مقدار خصوصیت کے ساتھ سور کے گوشت (Pork) میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ زیادہ چربی والے گوشت صحت کے لیے مضر ہیں۔ چربی کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں زیادہ مقدار دُہنین (Stearin) کی ہوتی ہے جس کو (Tristcariu) بھی کہتے ہیں اور جو سفید و صاف شفاف مرکب ہے۔ یہ ایک بڑی حد تک ناقابلِ ہضم ہے۔ ہضمی سیالات کی اکثر اقسام کو اس کے جذب کرنے اور ہضم کرنے میں انتہائی مشکلات پیش آتی ہیں۔

غذائیت کے نقطۂ نظر سے گوشت ایک عمدہ غذا اس لیے ہو کہ اس میں پانی، چربی اور نمکیات وغیرہ کے علاوہ غذائے لحمیہ (پروٹینز) کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ اگرچہ بکرے، دُنبے اور بھیڑ کا گوشت عمدہ ہوتا ہے لیکن مرغ، بٹیر، تیتر، کبوتر اور دوسرے پرندوں کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے۔ مچھلی کا گوشت سب سے بہتر ہوتا ہے کہ اس میں پرورش کرنے والے اجزا اور حیاتینیں زیادہ ہوتی ہیں۔

گوشت کو زیادہ بھوننا اچھا نہیں ہے۔ کیوں کہ اس سے روغنی اجزا جل جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ گوشت کی حیاتینیں خصوصاً

حیاتین اضائع ہو جاتی ہے ۔ واضح رہے کہ یہ حیاتین ہڈیوں کے تغذیہ کے لیے بہت ضروری ہے اور اس طرح اس کا ہماری غذا میں شامل ہونا لازم ہے۔ گوشت کو بھوننے کے بجائے انگریزوں کی طرح ابالنا اچھا ہے ۔

ناظرین کی اضافۂ معلومات کے لیے ہم نیچے ایک جدول پیش کرتے ہیں ۔ اس جدول سے کچھ خاص جانوروں کے گوشت کے مختلف اجزا کا تناسب ظاہر ہوتا ہے ۔ یہ جدول ہیلی برٹن کی فسنیولوجی (۲۳ واں ایڈیشن صفحہ ۷۱۴) میں درج ہے ۔

اجزا	بیل	ہرن کا بچہ	سور	گھوڑا	پرند	مچھلی
پانی	۷۶٫۷	۷۵٫۶	۷۲٫۶	۷۴٫۳	۷۰٫۸	۷۹٫۳
ٹھوس اجزا	۲۳٫۳	۲۴٫۴	۲۷٫۸	۲۵٫۷	۲۹٫۲	۲۰٫۷
پروٹین (مع جلاٹین)	۲۰٫۰	۱۹٫۴	۱۹٫۹	۲۱٫۶	۲۲٫۷	۱۸٫۳
چربی	۱٫۵	۲٫۹	۶٫۲	۲٫۵	۴٫۱	۰٫۷
کاربوہائیڈریٹ	۰٫۶	۰٫۸	۰٫۶	۰٫۶	۱٫۳	۰٫۹
نمکیات	۱٫۲	۱٫۳	۱٫۱	۱٫۰	۱٫۱	۰٫۸

(۴) انڈا :۔ غذائی نقطۂ نظر سے انڈا ایک بہترین چیز ہے ۔ یہ بہت ہی مختصر، جامع اور مفید غذا ہے ۔ اس میں مختلف اجزا پائے جاتے ہیں جو زندہ بافتوں کے لیے ضروری ہیں ۔ یوں تو مختلف پرند وغیرہ کے انڈے کھائے جاتے ہیں اور ہر جانور کے انڈے کی کیمیاوی ترکیب تقریباً یکساں ہوتی ہے، لیکن برٹ رانڈ کا کہنا ہے کہ بطخ کے انڈے میں چربی اور آرسنک زیادہ ہوتی ہے ۔

انڈا جہاں تک ممکن ہو تازہ حاصل کر کے استعمال کیا جائے کیوں کہ وہ مفید ہے ورنہ ہضم کی خرابی پیدا ہوتی ہے ۔ بیسیل نے تازہ انڈے کی امتحان کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ دو اونس پانی میں تھوڑا سا نمک ملا کر اس میں انڈے کو ڈالا جائے ۔ اگر انڈا تازہ ترین ہو تو اس میں ڈوب جاتا ہے لیکن تہ تک کبھی نہیں جاتا ہے ۔ اگر دو تین روز کا انڈا ہو تو پھر پانی کی تہ کے نیچے چلا جائے گا ۔ اگر اس سے بھی زیادہ مدت، مثلاً پندرہ دنوں سے زیادہ کا ہو تو پھر پانی کی سطح ہی پر رہے گا ۔ اس کی وجہ بتائی گئی ہے کہ جیسے جیسے دن گزرتے جاتے ہیں انڈے میں پانی کی مقدار کم اور گیسوں کی پیدائش بڑھتی جاتی ہے ۔ تھامسن نے بھی انڈے کی تازگی جانچنے کا ایک طریقہ بتلایا ہے ۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ انڈے کو روشن چراغ کے سامنے رکھا جائے ایسی صورت میں تازہ انڈے کا مرکز بہت شفاف نظر آتا ہے لیکن جب انڈا زیادہ دنوں کا ہو تو اس کے کنارے شفاف نظر آتے ہیں ۔

رانگر نے انڈے میں مختلف اجزا موجود ہونے بتائے ہیں اور ان کا تناسب بھی لکھا ہے ۔ ہم یہاں یہ سب کچھ لکھتے ہیں :۔

(۱) پانی ۱۵٫۸ فی صد (۲) وٹیلین ۱۵٫۸ فی صد (۳) پروٹینیس ۱٫۵ فی صد
(۴) چربی ۲۰٫۳ فی صد (۵) گلیسرین ۔ فاسفورک ترشہ ۱٫۲ فی صد (۶) کولیسٹرن ٫۴ فی صد
(۷) لیسیتھن ۷٫۳ فی صد (۸) سیریبرن ٫۳ فی صد (۹) رنگ آلود اشیا ٫۵ فی صد
(۱۰) دھاتی اشیا ۱٫۰ فی صد

انڈے کی زردی اور سفیدی میں دھاتوں اور دوسری چیزوں کا تناسب جداگانہ ہے ۔ اس کو کوینگ اور پولاک نے جس طرح بیان کیا ہے اس جدول سے معلوم کیا جا سکتا ہے :۔

	کوینگ		پولاک	
	زردی	سفیدی	زردی	سفیدی
پوٹاشیم	۹٫۲۹	۳۱٫۴۱	۸٫۹۳ - ۱۰٫۹۳	۲۶٫۰ - ۲۹٫۴

	زردی	سفیدی	زردی	سفیدی
سوڈیم	۵/۸۷	۳۱/۵۷	۵/۱۲ – ۶/۷۵	۲۳/۵ – ۳۲/۹
چونا	۱۳/۴	۲/۷۸	۱۱/۱ – ۱۳/۲	۱۷/۴ – ۳۰
لوہے کا آکسائیڈ	۱/۶۵	/۵۷	۱/۱۹ – ۱/۴۵	/۴۴ – /۵۵
میگنیشیم	۲/۱۳	۲/۷۹	۱/۰۷ – ۲/۱۱	۱/۷ – ۳/۷۱
سلفیورک ترشہ	×	۲/۲۱	×	۱/۳۲ – ۲/۶۳
فاسفورک ترشہ	۶۵/۴۶	۳/۳۱	۶۳/۸ – ۶۶/۷	۳/۱۶ – ۴/۸۱
فلورین	/۸۶	۱/۰۶	/۵۵ – ۱/۴	/۱۸ – ۲/۰۴
کلورین	۱/۹۵	۲۸/۸۲	×	۲۳ – ۲۸/۸

انڈا دماغ کے نشو ونما کے لیے بہت ضروری ہے۔ بچّوں کے لیے اس کی اہمیت زیادہ ہے۔ ان کی غذا میں اس کو ضرور شامل رکھنا چاہیے۔ اس کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں امینو ترشہ، دھاتی نمک اور حیاتین ا۔ ب اور د کی کافی مقدار موجود ہوتی ہے۔

گراہام نے ذیابطیس کے مریضوں کے لیے ایسی غذا تجویز کی تھی جس میں صرف پانچ عدد انڈے، پچاس گرام مکھن اور تین سو گرام سبز ترکاری ہوتی ہے۔ خون کی کمی کی تلافی کے لیے بھی انڈا استعمال کیا جاتا ہے۔ دق کے مریض کو انڈے کی سفیدی یا اس کا البیومن دوا کے طور پر دیا جاتا ہے۔

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ قدرت نے ہمیں ہندستان میں انڈا بہت سستے داموں مہیا کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہم اس کے استعمال کی اہمیت کو نظرانداز کرتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس کی حیات بخشی اور صحت افزائی کے مدنظر غذا میں اس کو خاص حیثیت دی جائے۔

(۵) **گیہوں**:- اس میں جسمانی پرورش کے اجزا کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ یہ دنیا میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اس کا اچھا آٹا سفید یا کسی قدر زردی مائل ہوتا ہے۔ اس کے چھلکے میں فاسفورس کے علاوہ حیاتینیں موجود ہوتی ہیں۔ آٹے کو زیادہ باریک کرنے سے اس کی حیاتینیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ گیہوں پیسنے کے بعد اس کے آٹے کو بغیر چھانے ہوئے روٹی پکا کر کھانا چاہیے۔ ڈاکٹر ایچ ہیلڈے کا خیال ہے کہ بغیر چھانے ہوئے موٹے آٹے کی روٹیاں استعمال کرنے سے معدہ کے زخم، آنتوں کے زخم، قولنج، سرسام اور ہڈیوں کی کمزوریوں کی شکایتیں بہت کم پیدا ہوتی ہیں۔

گیہوں کے علاوہ جَو اور مکئی بھی اچھی چیزیں ہیں۔ ان میں بھی اچھی خاصی غذائیت پائی جاتی ہے۔ جَو میں فاسفورس اور فولاد کے اجزا اور مکئی میں روغنی مادّہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔

(۶) **چاول**:- یہ غلّہ بعض مقامات پر تو گیہوں سے بھی زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں غذائیت کم ہوتی ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ عموماً چاول مشینوں میں صاف کیے جاتے ہیں جس سے اس کے اوپر کا چھلکا اور اس کے اوپر کا پرت ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں سے حیاتین ب نکل جاتی ہے۔ لنکا، سماٹرا، افریقہ، چین اور بنگال وغیرہ میں بیری بیری کا ایک مرض زیادہ تر مشینوں سے صاف کیے ہوئے چاولوں کے استعمال سے اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ اس میں کا صحت بخش

حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔

ہندستان میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ چاول پکانے کے بعد اس کا پانی یعنی پیچ پھینک دی جاتی ہے۔ اس طرح بھی چاول کی حیاتین ب جو پانی میں بآسانی حل ہو جاتی ہے، ضائع ہو جاتی ہے۔ اس غلطی کو رفع کرنے کے لیے یا تو خشکہ کا پانی اس میں جذب کرنا چاہیے یا پھر پیچ کو بھی غذا کے طور پر کھانا چاہیے۔

(۷) **سبزیاں**:۔ ان میں بھاجیاں، کدو، شلغم، گوبھی، گاجر، مولی، وغیرہ اچھی ہوتی ہیں۔ مٹر میں گندھک اور فاسفورس موجود ہوتا ہے۔ ٹماٹر بھی اچھی ترکاری ہے جس میں معدنی نمکیات کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں کئی قسم کی حیاتین بھی پائی جاتی ہیں۔ ٹماٹر کچا استعمال کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے۔

(۸) **پھل**:۔ ان کا شمار بہترین غذاؤں میں کیا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پھلوں میں حیاتینیں کثرت کو موجود ہوتی ہیں اور ان کا مناسب وقت میں اور مناسب مقدار میں استعمال کرنا جسم کو طرح طرح کی آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ مثلاً سیب ایک ایسا پھل ہے کہ اس کے متعلق مشہور ہے۔ "روزانہ ایک سیب کا استعمال انسان کو طبیب سے بے نیاز کر دیتا ہے" چوں کہ سیب میں فولاد اور فاسفورس کی اچھی خاصی مقدار پائی جاتی ہے، اس لیے یہ دماغ اور اعصاب کے لیے بہت بہتر ہے۔ میٹھے انگور بھی اچھے ہوتے ہیں جن میں کاربوہائیڈریٹس، پروٹینیں، چکنائی، فاس فورس، چونا اور پٹاشیم کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ انجیر میں بھی فولاد ہوتا ہے۔ گردہ کی صفائی اور ہاضمہ کے لیے انناس کا رس بہت اچھی چیز ہے۔ سنترہ، ناشپاتی، لیموں وغیرہ بھی اچھے اور عمدہ پھل ہیں جن سے خون کی تولید میں مدد ملتی ہے اور خون صاف رہتا ہے کیلے میں شکر، نشاستہ، پروٹینیں اور چربیلے اجزاء کے علاوہ حیاتین ا، ب اور ج بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ زود ہضم اور اچھی غذا میں شمار کیا جاتا ہے۔ آم میں حیاتین ا اور ج پائی جاتی ہیں۔ یہ معدہ، گردے، مثانے اور اعضاءِ رئیسہ و باہ کے لیے مقوی سمجھا جاتا ہے۔

مضر چیزوں کا استعمال بطور غذا

(۱) **نمک**:۔ یہ در اصل کھانے کو مزے دار بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن معدی ترشوں اور خون کے لیے بھی یہ ضروری ہے۔ اس کی زیادہ مقدار استعمال کرنا مضر ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نمک کے زیادہ استعمال سے سرطان اور معدہ کی رسولی جیسے امراض اس لیے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس کی تیزابیت کی وجہ سے جسم اور معدہ کے عضلاتی ریشوں میں جلن پیدا ہوتی ہے جنانچہ نمک کا زیادہ استعمال اس لیے بھی ضروری نہیں ہے کہ غذا کے ساتھ سبزیوں، پھلوں اور گوشت وغیرہ کا نمک جسم میں پہنچ جاتا ہے۔

(۲) **مسالے**:۔ یہ محض زبان کے ذائقہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں، ورنہ ان سے کوئی خاص فائدہ نہیں مگر بعض لوگ بہت زیادہ کھاتے ہیں جو سخت مضر ہیں۔ اس سے آنتوں اور معدہ میں سوزش پیدا ہوتی ہے اور پیچش و بواسیر کی شکایتیں ہو جاتی ہیں۔ تیز مسالے مثلاً سرخ، و سیاہ مرچ، دارچینی، دھنیا، لہسن، لونگ، الائچی وغیرہ کا زیادہ استعمال سخت مضر ہے۔ ان سے معدہ اور آنتوں کا استر سخت ہو جاتا ہے اور یہ ہاضمہ کو خراب کرتے ہیں۔ معدی رطوبتیں بھی ان کی وجہ سے معمول سے مختلف پیدا ہونے لگتی ہیں جن کی وجہ سے معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔

(۳) **چائے اور قہوہ**:۔ ان کا استعمال جس کثرت سے ہو رہا ہے وہ ظاہر ہے۔ ان کی وجہ سے عصبی امراض کی زیادتی ہندستان میں بھی دوسرے ممالک سے کچھ کم نہیں ہے۔ ان میں سوائے مصنوعی اور غیر ضروری تحریک کے غذائیت نام کو موجود نہیں

درحقیقت میں مخدر، مسکر اور زہریلے مشروبات ہیں جن سے دور رہنا صحت کے لیے ازبس ضروری ہے۔ عموماً لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مشروبات اعصاب کو سکون بخشتے ہیں لیکن حقیقتاً اس کے بجائے یہ تو اعصاب کو بیکار کردیتے ہیں۔ قہوہ کا قہوین (Caffein) ایک مہلک زہر ہے اور اسی طرح چائے کا تھین (جو یہ چائے ہے) یہ ان چیزوں کی حیثیت کا اندازہ اُس وقت بخوبی ہو سکتا ہے جب چائے دان یا قہوہ بنانے کے برتن کا اندرونی حصہ دیکھا جائے جن پر ان کے گہرے بادامی رنگ موجود ہوتے ہیں۔ ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اسی چائے دان اور قہوہ دان کی مانند ہماری آنتوں کا اندرونی حصہ رنگین ہوجاتا ہے۔ پھر بھلا ہم ان کے استعمال سے صحت، قوت اور طاقت حاصل کرنے کی کیا امید رکھ سکتے ہیں۔

چودہ نکات کھانے کے متعلق ہمیں کن اصولوں کو سمجھنا چاہیے اور کیا نکات ہمارے پیش نظر ہونے چاہییں، یہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔ یہ چودہ نکات ہم نے جامع الحکمت جلد اوّل صفحہ ۱۰۲ (مؤلفہ شفاء الملک حکیم محمد حسن صاحب قرشی) سے لیے ہیں اور ان ہی پر ہمارے اس مضمون کا خاتمہ ہے:-

(۱) جب تک خوب بھوک معلوم نہ ہو اس وقت تک کھانا نہیں کھانا چاہیے اور دو چار لقموں کی بھوک رکھ کر کھانا چھوڑ دینا چاہیے۔ اس طرح ہاضمہ درست رہتا ہے اور بدہضمی کی شکایت بھی نہیں ہوتی اور بہت سے امراض سے نجات مل جاتی ہے۔

(۲) غذا اچھی طرح پکی ہوئی ہونی چاہیے۔ کیوں کہ کچی، باسی اور خراب پکی ہوئی غذا کھانے سے صحت خراب ہوجاتی ہے، خصوصاً برسات کے موسم میں تو کچی غذا ہرگز نہیں کھانی چاہیے۔

(۳) غذا ہمیشہ خوش نما، صاف ستھری اور خوش ذائقہ ہونی چاہیے تاکہ دل اس سے نفرت نہ کرے۔

(۴) غذا آہستہ آہستہ چبا کر کھانی چاہیے، تاکہ اس میں لعاب دہن کثرت سے شامل ہوسکے۔

(۵) کھانے کے وقت طبیعت کو خوش رکھنا چاہیے۔ کیوں کہ اس سے ہاضمہ پر اچھا اثر ہوتا ہے۔

(۶) کھانا ہمیشہ تازہ پکا ہوا کھانا چاہیے۔ زیادہ گرم کھانا نہیں کھانا چاہیے، ورنہ معدہ میں سرطان وغیرہ پیدا ہوجاتا ہے۔

(۷) کھانے کے درمیان زیادہ پانی نہیں پینا چاہیے۔ زیادہ تر کھانے کے دو تین گھنٹے بعد پانی پینا چاہیے۔ لیکن پیاس اور گرمی کی حالت میں تھوڑا پانی کھانے کے وقت پینا بھی مناسب ہے۔

(۸) کھانے کے ساتھ خصوصاً گرم کھانے کے ساتھ برف وغیرہ کا سرد پانی پینا اچھا نہیں، کیوں کہ ایسا کرنے سے ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے اور نزلہ وغیرہ ہوجاتا ہے۔

(۹) روزانہ تھوڑا میوہ اور سبز ترکاریاں ضرور کھانی چاہییں۔ اگر کچھ مدت تک ان کو کھانا ترک کردیا جائے اور صرف گوشت کا استعمال ہو تو مرض گوشت خورہ پیدا ہوجاتا ہے۔

(۱۰) کھانے کے بعد کم از کم ایک گھنٹے آرام اور تفریح ضروری ہے۔ غذا کے بعد جسمانی اور دماغی کام میں فوراً مشغول ہوجانے سے ہضم کی خرابی پیدا ہوتی ہے۔

(۱۱) چاول کے ساتھ تربوز، چاول، دودھ کے ساتھ ستو۔ انار کے ساتھ ہریسہ۔ سری پائے کے ساتھ انگور اور مچھلی کے ساتھ دودھ استعمال کرنا مضر ہے۔ کیوں کہ بدہضمی، جذام، فالج وغیرہ امراض ہوجانے کا احتمال رہتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

الامراض والعلاج

"نیپ کیور"

جرمنی کا قدرتی طریقۂ علاج!

جرمنی کے چہرہ پر اس وقت نازی عسکریت کی بھیانک نقاب ہے اور اس کا نام سنتے ہی شہروں کو کھنڈروں میں تبدیل کرنے والے بمبار طیاروں، ہلاکت آفریں ٹینکوں، صور رآغوش توپوں اور سمندر کی لہروں کو جہازوں کا مدفن بنا دینے والی آب دوز کا خوف ناک تصور ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ لیکن اگر اس نقاب کو چاک کر دیا جائے تو جرمن قوم کی زندگی کا ایک روشن پہلو بھی ہمارے سامنے آئے گا اور وہ ہے سائنس کی حیرت انگیز خدمت، ہیئت، طب، نفسیات، کیمسٹری، طبیعات غرض اعلیٰ علوم کا شاید ہی کوئی ایسا اہم شعبہ ہوگا جس میں جرمن محققین نے انکشافات کے دریا نہ بہا دیے ہوں۔ چنانچہ جرمنی آج بھی قدرتی طریقۂ علاج کا دنیا میں سب سے بڑا مرکز تسلیم کیا جاتا ہے۔ مالش، علاج آبی اور شمسی علاج وغیرہ قدرتی علاج کے کئی طریقے ہیں جن کے اصول و قواعد صحیح سائنٹی فک لائنوں پر سب سے پہلے جرمنی ہی میں مرتب ہوئے۔

قدرتی طریقۂ علاج کو جن جرمن حکما نے بام کمال کی انتہائی بلندیوں تک پہنچایا ان میں پریسنیٹز (Priessnitz) شراتھ (Schroth) نیپ (Kneipp) کوہنے (Kuhne) اور بلز (Bilz) خاص طور پر قابل ذکر اور غیر فانی شہرت کے حامل ہیں

بقیہ مضمون صلا

(۱۲) ہمیشہ پھیکا کھانا کھانے سے بلغمی رطوبات پیدا ہو کر بھوک کی کمی اور کسل مندی پیدا ہوتی ہے۔ ہمیشہ ترش چیزیں کھانے سے خون کم پیدا ہوتا ہے۔ ہمیشہ میٹھے کھانے کھانے سے بدن اور معدہ ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ زیادہ نمک کھانے سے بدن میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ضرورت ہے کہ سب چیزوں میں اعتدال برتا جائے۔

ہندستان کے بعض حصوں مثلاً حیدرآباد میں ترشی کا زیادہ استعمال کیا جاتا ہے جو صحت کے لیے عموماً اچھا نہیں ہے، اس سے معدہ کمزور ہو جاتا ہے اور ہاضمہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جو ترشی کے عادی ہیں انہیں میٹھی غذائیں بھی اس لیے استعمال کرتے رہنی چاہئیں کہ اس سے ترشی کی مضرت ایک حد تک کم ہو جاتی ہے۔

(۱۳) جب بھوک لگے تب کھاؤ۔ جب خوب پیاس ہو تو پانی پیو۔ دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر ضرور لیٹو۔ رات کو کھانے کے بعد جب تک کچھ قدم نہ چل لو ہرگز نہ سوؤ۔ معدہ کے خالی ہو جانے کے بعد سونا سخت مضر ہے۔

(حرث بن کلدۃ الثقفی)

(۱۴) معدہ کو کھانے پینے سے نہ بھرنے اور کاہلی کو ترک کرنے سے صحت محفوظ رہتی ہے۔ (بقراط)

زمانۂ آخر میں نیپ کو قدرتی طریقۂ علاج کا مجدد کہا جاسکتا ہے۔ اس کے پیشروؤں کے انکشافات وتجربات کا دائرہ کسی ایک خاص طریقۂ علاج تک محدود رہا۔ لیکن نیپ نے شمسی، آبی، لونی، غذائی اور مالشی وغیرہ مختلف طریقہ ہائے علاج کے بہترین اصول یکجا کرکے ایک مستقل طریقۂ علاج دریافت کیا جو دنیا میں نیپ کیور (Kneipp Cure) کے نام سے مشہور اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد ہے۔ نیپ نے اپنے طریقۂ علاج میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا ہے کہ علاج کے لیے جو طریقہ بھی اختیار کیا جائے وہ بہت آسان ہو اور مریض کو جو چیز بھی استعمال کرائی جائے وہ سہل الحصول ہو۔ اس طرح نیپ کیور کی مقبولیت و افادیت کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا اور جرمنی میں اب زیادہ تر اسی طریقۂ علاج پر عمل کیا جاتا ہے۔

نیپ کیور کی بعض خصوصیات نیپ کیور کی ایک خصوصیت تو اوپر بیان کی گئی ہے کہ یہ مختلف قدرتی طریقہ ہائے علاج کا مجموعہ ہے۔ دوسری قابلِ ذکر خصوصیت یہ ہے کہ نیپ نے اپنے طریقۂ علاج کے اصول و قواعد مرتب کرتے وقت دوسرے طریقہ ہائے علاج کے قدیم اصول اور نظریوں میں اپنے جدید تجربات کے پیش نظر بہت کچھ ترمیم و تنسیخ کردی ہے۔ مثلاً،

(۱) آبی علاج: ہائیڈروپیتھی) کے تمام ماہرین اپنے معالجات میں گرم پانی بھی استعمال کرتے ہیں اور سرد پانی بھی۔ لیکن نیپ نے اپنے طریقۂ علاج میں زیادہ گرم پانی کا استعمال عملی طور پر ممنوع قرار دے دیا۔ اس کے نظریہ کے مطابق امراض کا مقابلہ کرنے کے لیے جسم کو سخت بنانا ضروری ہے اور یہ مقصد صرف ٹھنڈے پانی سے حاصل ہوسکتا ہے۔ البتہ مخصوص حالات میں برائے نام گرم پانی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۲) آبی علاج کے دوسرے ماہرین دھوپ میں سے آنے کے بعد، بستر سے اٹھتے ہی یا ورزش کے بعد فوراً ہی ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا مضر سمجھتے ہیں لیکن نیپ کی رائے میں ٹھنڈے پانی سے غسل کے وقت جسم جتنا زیادہ گرم ہو غسل اتنا ہی مفید ثابت ہوگا۔

(۳) نیپ طویل غسل کا قائل نہیں۔ اسکے اصول کے مطابق غسل جتنا مختصر ہو اتنا ہی صحت کے لیے مفید ہے۔

(۴) نیپ شمسی علاج (ہیلیوپیتھی) میں مصنوعی ذرائع سے سورج کی کیمیائی شعاعوں کا استعمال ضروری نہیں سمجھتا۔ اس کے خیال میں سورج کی رنگین شعاعوں میں چونکہ تمام غیرمرئی یا کیمیائی شعاعیں بھی شامل ہیں اس لیے کاربن آرک یا مرکری ویپر لیمپ کے استعمال کی ضرورت نہیں۔

(۵) انسان کے جسم میں امراض کے مقابلہ کی قوت بڑھانے کے لیے نیپ دواؤں کے استعمال کی ضرورت سے کلیتاً انکار نہیں کرتا۔ لیکن اس کے خیال میں دواؤں کا مقصد ایسی معمولی چیزوں سے حاصل کرنا چاہیے جو ہر مقام پر آسانی سے دستیاب ہوسکیں۔

ان خصوصیات کے لحاظ سے نیپ کیور بہت آسان اور ساتھ ہی دلچسپ طریقۂ علاج ہے۔ اس کی مقبولیت روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ ناظرین کے فائدہ کے لیے بعض امراض میں نیپ کا طریقۂ علاج درج ذیل ہے:۔

موتیا سیتلا جسم کو گرم رکھیں۔ مریض کو بستر پر روزانہ کمر یا تین چوتھائی غسل بخاراتی (اسٹیم باتھ) دیں۔ (طریقہ آگے بیان کیا گیا ہے) غسل بخاراتی کے بعد مریض کو زیادہ سے زیادہ ۸۶ درجۂ حرارت کے پانی سے نہلا دیں۔ اگر غسل ممکن نہ ہو تو ۷۰ درجۂ حرارت کے پانی میں اسفنج یا تولیا تر کرکے نچوڑنے کے بعد جسم پر پھیریں۔ چاول پیس کر اس کا آٹا جلد کے ملتہب حصوں پر کبھی کبھی چھڑکتے رہیں۔ مریض کو محرک غذائیں نہ دیں۔ دھوپ اور تازہ ہوا اس کے لیے مفید ہے۔ اگر قبض کی شکایت بڑھ جائے تو بشرط ضرورت حقنہ کرسکتے ہیں۔

بستر پر غسل بخاراتی کا طریقہ یہ ہے:۔

نیپ کے طریقۂ علاج میں اس غسل کی تین قسمیں ہیں (۱) کمل غسل (۲) تین چوتھائی غسل (۳) نصف غسل۔ کمل غسل میں مریض کے

جسم کو چادر میں پیر کے انگوٹھوں سے ٹھوڑی تک، دوسرے طریقہ غسل میں بغلوں کے نیچے تک اور نصف غسل میں صرف ناف تک لپیٹا جاتا ہے۔ چادر میں لپیٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کے بستر پر پہلے ایک بڑا اونی کمبل بچھائیں۔ پھر ۶۴ سے ۷۷ درجۂ حرارت کے پانی میں ایک چادر (جو زیادہ چوڑی نہ ہو) تر کرکے نچوڑیں اور کمبل پر بچھا دیں۔ مریض کو برہنہ جسم چادر پر لٹا کر حسب ضرورت چادر اس کی ٹھوڑی، بغلوں کے نیچے یا ناف تک لپیٹ دیں اور اوپر سے خوب اچھی طرح کمبل لپیٹ دیں۔

پیٹ کے کیڑے مریض کو کوئی ہیجان غذا نہ دیں۔ اس کے لیے بہترین غذا گیہوں کی روٹی، انجیر، گاجر اور فواکہات ہیں۔ سوتے وقت اونی یا فلالین کی کافی طویل و عریض خشک پٹی دو چکر دے کر پیٹ پر لپیٹ دیں۔ اس کے بعد دو کھردرے تولیے ۶۶ سے ۷۰ درجۂ حرارت تک کے پانی میں بھگو کر خوب نچوڑنے کے بعد پٹی کے اوپر باندھ دیں۔ (نیپ کے طریقۂ علاج میں پیٹ پر اس قسم کی پٹی درد سر، دانتوں کے درد، دوران سر، بھوک زائل ہو جانے اور خاص کر نسوانی امراض میں بھی مفید ہے۔) صبح جب مریض سو کر اٹھے تو پٹی کھول دیں اور ۵۵ درجۂ حرارت کے پانی میں اسفنج تر کرکے اس کے جسم پر پھیریں۔ (یہ بتا دینا ضروری ہے کہ نیپ کے طریقۂ علاج میں غسل کے بعد جسم کو تولیے وغیرہ سے خشک کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ مریض کا جسم پونچھے بغیر اسے فوراً ہی کپڑے پہنا کر بستر پر لٹا دیا جاتا ہے۔)

اگر اس طرح فائدہ نہ ہو تو کدو کے بیج بیس عدد پیس کر اس میں کسی قدر افسنتین رومی (Wermuth) ملائیں اور مریض کو کھلائیں۔ افسنتین کا جوشاندہ مریض کو دو ایک ہفتہ تک گرم گرم پلائیں۔ نیپ نے اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر لکھا ہے کہ یہ جوشاندہ پیٹ کے کیڑے خارج کرنے کے لیے بہت ہی زود اثر ہے۔

خارش چوں کہ مرض متعدی ہے اس لیے مریض کو دوسرے لوگوں سے علیحدہ رکھیں۔ صبح کے وقت پندرہ منٹ سے پچیس منٹ تک بستر پر غسل بخاراتی کرائیں۔ اس کے بعد ۹۷ سے ۱۰۲ درجہ حرارت تک کے پانی سے مریض کو دس منٹ تک ٹب میں بٹھا کر غسل دیں۔ اس کے جسم پر ملائم صابن ملیں اور اس میں تھوڑی سی ریت ملا دیں تاکہ خارش سے متاثر حصے اس کی رگڑ سے چھل جائیں۔ غسل کے بعد مریض کے جسم پر دوبارہ صابن مل کر (بغیر ریت ملائے ہوئے) اور اسے بغیر دھوئے ہوئے اسی طرح سر سے پیر تک چادر میں لپیٹ دیں (طریقہ آگے بتایا گیا ہے)، پون گھنٹے سے ایک گھنٹے تک مریض کو چادر میں لپٹا رہنے دیں۔ پھر اسے ۸۰ درجۂ حرارت کے پانی سے نہلائیں۔ یہ سلسلہ چار پانچ دن تک روزانہ جاری رکھنا چاہیے۔ مریض کی پوشاک روزانہ بدلتے رہیں۔ رات کو سوتے وقت اگر خارشی حصوں پر تھوڑا سا مٹی کا تیل مل کر مریض کو صبح نہلا دیں تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

مریض کو چادر میں لپیٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ بستر پر اونی کمبل بچھا کر اوپر سے خشک سوتی چادر بچھائیں۔ مریض کو چادر پر لٹا کر سر سے پیر تک ملفوف کر دیں۔ اوپر سے اونی کمبل اس طرح لپیٹ دیں کہ اندر جو حرارت پیدا ہو وہ باہر نہ نکل سکے۔

نیپ کے خیال میں مریض کو اس طرح گٹھری بنا کر خشک چادر میں لپیٹ دینا مختلف مزمن امراض میں مفید ہے۔

سرطان اس مرض میں مکمل شفایابی کے امکانات کم ہیں۔ مریض کی تسکین کے لیے اسے روزانہ ۵۹ سے ۶۱ درجۂ حرارت تک کے پانی سے غسل دیں۔ کوئی محرک غذا نہ دی جائے۔ گوشت بالکل بند کر دیں۔ مریض کو صبح کے وقت روزانہ دھوپ میں چند منٹ تک بٹھائیں۔ کھلی ہوا میں رہنا اور سونا مفید ہے۔ سرطان زدہ حصوں کو صاف اور سرد پانی سے دھوتے رہیں اور ہیج دسکن پٹیاں آگے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق باندھیں۔ مرض کے ابتدائی زمانہ میں مریض کو ہفتہ میں تین یا چار بار مکمل غسل بخاراتی دیں، اور چادر میں لپیٹیں۔ نیپ شاور باتھ (Kneipp Shower Bath) بھی فوائد سے خالی نہیں۔ مرض اگر بڑھ رہا ہو تو جسم کی حرارت طبعی کے برابر گرم پانی میں پٹیاں تر کرکے پانچ منٹ تک سرطان زدہ حصہ پر رکھیں۔ اس کے بعد پٹیاں ہٹا کر ۸۱ سے ۸۶

درجۂ حرارت تک کا پانی متاثرہ حصہ پر چھڑکیں اور اسی درجۂ حرارت کے پانی میں پٹیاں تر کرکے سرطان زدہ حصوں پر لپیٹ دیں۔

ہیجّ اور مسکن پٹیاں تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے:

ہیجّ پٹی متاثرہ حصۂ جسم میں حرارت پہنچاکر مرض کو منتشر کرتی ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ململ کے لمبے ٹکڑے کو ۶۴ سے ۳ ۷ درجۂ حرارت تک کے پانی میں تر کرکے نچوڑیں اور اس کی چھ سات تہیں کرکے سرطان زدہ حصہ پر رکھ دیں، اوپر سے خشک اونی کپڑے کی پٹی کسی قدر کس کر باندھ دیں۔ یہ پٹی دو چار گھنٹے یا ساری رات بندھی رہنے دیں۔ اس کے بعد کھول کر متاثرہ حصہ پر سرد پانی کے چھینٹے دیں۔

مسکن پٹی درد کو رفع کرنے کے لیے باندھی جاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ململ کے ٹکڑے کو ۷۰ سے ۸۶ درجۂ حرارت تک کے پانی میں تر کرکے نچوڑیں اور چار یا آٹھ تہیں کرکے سرطان زدہ حصہ پر رکھ دیں۔ اوپر سے اونی کپڑے کی پٹی کسی قدر کس کر باندھ دیں یہ پٹی آدھے گھنٹے سے پون گھنٹے تک بندھی رہنی چاہیے۔

مرضِ برائٹ (Bright's Disease): مریض کو روزانہ بستر پر غسل بخاراتی کرائیں۔ پشت پر گردوں کے قریب اور قلب پر اسی طریقہ سے پٹیاں باندھیں جو طریقہ پیٹ کے کیڑوں کے اخراج کے ضمن میں درج کیا گیا ہے۔ جب پسینہ آنے لگے تو مریض کو ۸۸ سے ۹۰ درجۂ حرارت تک کے پانی سے تین چار منٹ نہلا کر شاور باتھ (طریقہ آگے درج ہے) کرائیں۔ دورانِ غسل میں جسم کی مالش کرتے رہیں۔ بشرطِ ضرورت سوتے وقت بھی مندرجۂ بالا قسم کی پٹیاں گردوں اور پیروں پر باندھی جاسکتی ہیں۔ مگر انھیں تھوڑی دیر بعد کھول دینا چاہیے جو مریض کمزور ہوں ان کے لیے دن میں تین چار بار غسل بخاراتی کافی ہے۔ اس کے بعد اسفنج پانی میں تر کرکے نچوڑنے کے بعد جسم پر پھیر دیا جائے۔

مسکرات کے استعمال سے سخت پرہیز کیا جائے۔ دودھ بہترین غذا ہے، مگر زیادہ سرد نہیں ہونا چاہیے۔ مریض کو کھلی ہوا میں رکھیں۔ قبض کی شکایت حقنہ کے ذریعہ سے دور کرنی چاہیے۔ اس مرض میں لیموں کا استعمال بہت مفید ہے۔ مریض کو روزانہ کم سے کم تین چار لیموں چوسنے چاہییں۔

نیپ کا شاور باتھ مختلف امراض میں مفید ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:- (۱) گھٹنوں کا غسل (۲) سر کا غسل۔ گھٹنوں کے غسل کا طریقہ یہ ہے کہ باغات میں پودوں پر پانی چھڑکنے کے لیے باریک سوراخوں کے فوارہ لگے ہوئے جو برتن ہوتے ہیں ان میں سرد پانی بھر کر پہلے مریض کے دائیں پیر کے سامنے والے رخ پر نیچے سے گھٹنے تک چھڑکیں۔ پھر پیچھے کے رخ پر۔ اس کے بعد بائیں پیر پر نیچے سے گھٹنے تک اسی طرح پانی چھڑکیں۔ یعنی پہلے اگلے رخ پر پھر پچھلے رخ پر۔ یہ سلسلہ اس وقت جاری رکھنا چاہیے جب تک مریض کے پیر سرخ نہ ہو جائیں۔

سر کے شاور باتھ کا طریقہ یہ ہے کہ اس قسم کے برتن میں پانی بھر کر مریض کے پورے سر پر چھڑکیں۔ عام طور پر ایک برتن پانی کافی ہوتا ہے۔ لیکن اگر مریض کمزور ہو تو اس کے سر پر نصف برتن پانی چھڑکنا چاہیے۔ سر کے شاور باتھ سے آنکھوں، ناک، کان حلق اور سر کی شکایات میں کام لیا جاتا ہے۔ نیپ کے طریقۂ علاج میں مندرجۂ بالا اعضاءِ جسم کی شکایات رفع کرنے کا دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر موسم زیادہ سرد نہ ہو تو مریض کو روزانہ صبح ہی صبح دس منٹ سے بیس منٹ تک مرطوب گھاس پر ننگے پیر چہل قدمی کرائیں۔

نزلہ وزکام سب سے پہلے بلغم کی افزائش کے سبب کو روکنا چاہیے۔ نزلہ کی مختلف قسمیں ہیں اور یہ مختلف اسباب سے پیدا

ہوتا ہے۔ ہر مریض کا علاج اس کے حالات مرض اور طبیعت کے مطابق ہونا چاہیے۔ عمومی حیثیت سے یہ طریقہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

ہیچ غذا سے سخت پرہیز کریں۔ مریض زیادہ نقل و حرکت نہ کرے۔ نیم گرم دودھ اس کے لیے بہترین غذا ہے۔ مریض کو طلوعِ آفتاب کے تھوڑی دیر بعد اور غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے دھوپ میں روزانہ پانچ منٹ سے دس منٹ تک بٹھائیں۔ زیادہ کمزوری کی حالت میں مریض کے سر پر تولیا پانی میں تر کرکے رکھ دیں۔

غسل شمسی سے فراغت کے بعد ۳ء سے ۱۰۰ درجہ حرارت تک کے پانی میں اسفنج تر کرکے مریض کے جسم پر پھیریں اور پھر بدن ملکر ۸۰ درجۂ حرارت کے پانی سے نہلا دیں۔ رات کو سوتے وقت پیٹ پر پٹی باندھ دیں۔ (طریقہ اوپر درج ہو چکا ہے) اگر تنفس میں دشواری ہو تو مریض کو گرم کمبل اڑھائیں اور اس کے پیروں کے پاس گرم پانی کی بوتلیں رکھ دیں۔ یہاں تک کہ پسینہ آجائے۔ نزلہ کے مریضوں کے لیے تازہ ہوا بہت مفید ہے۔ قبض کی شکایت حقنہ کے ذریعہ سے رفع کرنی چاہیے۔

ہیضہ اس مرض میں علاج سے زیادہ حفظِ ماتقدم ضروری ہے۔ ہیضہ جب کسی مقام پر وبائی صورت اختیار کرے تو لوگوں کو چاہیے کہ اپنے جسم کو خاص طور پر ایسی حالت میں رکھیں کہ اس پر مرض کا اثر نہ ہو سکے۔ یہ مقصد ان طریقوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے:۔

(ا) **خون**:۔ ہیضہ کے خلاف جسم کی قوتِ مدافعت کو بڑھانے کے لیے خون کی صحت کا خیال بہت ضروری ہے۔ روزانہ کھلی ہوا میں ہلکی ورزش اور چہل قدمی کرنی چاہیے۔ رات کو سوتے وقت کمرے کے دروازے کھلے رکھیں ناک اور منہ کو دونوں وقت پانی سے اچھی طرح صاف کریں۔ پھیپھڑوں کو صاف رکھنے کے لیے کھلی ہوا میں گہرے سانس لینے چاہییں۔

(ب) **غذا**:۔ وبائی موسم میں مسکرات اور گوشت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر گوشت کو بالکل ترک کر دینا ممکن نہ ہو تو اس بات کا لازمی طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ غذا میں اس کی مقدار پانچویں حصے سے ہرگز زیادہ نہ ہو۔ چاول، جوار، مکئی، ساگ اور ترکاریوں کا استعمال مفید ہے۔ آلو ابال کر کھانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ دودھ ہمیشہ جوش دے کر پییں۔ صاف اور چھنا ہوا پانی خوب پینا چاہیے۔ موجودہ غذا میں اگر تبدیلی کی ضرورت ہو تو ایک دم سے بدلنے کے بجائے درجہ بدرجہ بدلیں۔

(ج) **جلد**:۔ جراثیم سے جلد کی حفاظت اور اس کی تقویت کے لیے یہ عمل مفید ہے:۔

صبح سویرے بستر سے اٹھتے ہی کپڑے اتار دیں اور سرد پانی میں کھردرا تولیا تر کرکے پہلے پیروں پر پھیریں۔ پھر علی الترتیب بازو، گردن، سر، سینہ، پیٹ اور پیٹھ پر۔ اس کے بعد خشک کھردرے تولیے سے جسم کو خوب رگڑیں۔ یہاں تک کہ جلد سرخ ہو جائے۔ ہیضہ کے زمانہ میں زیادہ موٹے کپڑے نہیں پہننے چاہییں۔

(د) **غرارہ**:۔ غشاءِ مخاطی کی حفاظت کے لیے روزانہ صبح ہی صبح ٹھنڈے پانی سے غرارے کریں۔ بشرطِ ضرورت اس میں کسی قدر معمولی نمک بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پھر ناک میں پانی چڑھائیں اور ان دونوں باتوں سے فارغ ہو کر چند گھونٹ پانی پی لیں۔ سوتے وقت بھی غرارے کریں اور ناک میں پانی چڑھائیں۔

(ہ) **پٹی**: پیٹ کو گرم رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے قمیص کے اوپر ایک کافی لمبی اور چوڑی اونی پٹی پورے پیٹ پر لپیٹ دیں۔

(و) **معدہ کی صفائی**:۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اسہال یا قبض کی شکایت پیدا نہ ہو۔ ہلکی غذا خوب چبا چبا کر کھائیں۔ پانی کافی مقدار میں پییں اور بشرطِ ضرورت قولون کی صفائی کے لیے حقنہ سے مدد لیتے رہیں۔ رات کو سوتے وقت پیٹ پر اونی یا فلالین کی خشک پٹی لپیٹ کر اوپر سے دو تولیے ۶۶ سے ۷۲ درجۂ حرارت تک کے پانی میں تر کرکے باندھ دیں۔

نیپ کے طریقۂ علاج میں حقنہ صرف قبض ہی کی شکایت دور کرنے کے لیے نہیں بلکہ اسہال کو روکنے کے لیے بھی مفید ہے۔

مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کرنے سے انسان ہیضہ میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ اسے اپنے دل سے بیماری کا خوف نکال دینا چاہیے۔

ہیضہ کا علاج :- کسی صحت مند شخص پر ہیضہ کا حملہ کبھی اچانک نہیں ہوتا۔ بلکہ ہونے والے حملہ کی علامات پہلے سے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ علامات پتلے اسہال کی صورت میں نمودار ہوں تو مریض کو کچھ دیر تک اونی کمبل میں لپیٹ دیں۔ جب اس کا جسم کسی قدر گرم ہو جائے تو ۶۶ سے ۷۰ درجہ حرارت تک کے پانی میں اسفنج تر کر کے اس کے پورے جسم پر پھیریں اور فوراً کپڑے پہنا دیں۔ پھر تر جسم پر خشک اونی کپڑے کی پٹی لپیٹ کر اوپر سے دو موٹے تولیے ۷۰ درجۂ حرارت کے پانی میں تر کر کے خوب نچوڑنے کے بعد باندھ دینا۔ مریض کو اونی کمبل اڑھا کر اس کے پیروں کے پاس گرم پانی کی بوتل رکھ دیں۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد پٹی کھول دیں۔ جب مریض کے پیر گرم ہو جائیں تو انھیں سرد پانی سے دھوئیں اور پھر گرم پانی کی بوتل پیروں کے پاس رکھ دیں۔ دن میں چار پانچ بار یہی عمل کریں۔ پٹی کھول دینے کے بعد دونوں ہاتھ یا اسفنج ۷۰ درجۂ حرارت کے پانی میں تر کر کے مریض کے جسم پر پھیریں۔ ۹۰ درجۂ حرارت کے پانی سے حقنہ کرائیں۔ اس حالت میں غسل شمسی کو سلسلہ بہت مختصر کر دینا چاہیے۔

اِن ہدایات پر عمل کرنے سے اگر مریض کو کوئی خاص فائدہ نہ ہو تو اسے بستر پر لٹا کر غسل بخاراتی دیں اور پھر سرد پانی سے نہلا کر سارے جسم کی مالش کریں۔ صبح سویرے اور شام کے وقت کھلی ہوا میں چہل قدمی بہت مفید ہے۔

حملۂ مرض کی علامت اگر قبض کی صورت میں ظاہر ہو تو ۸۰ سے ۹۰ درجۂ حرارت تک کے پانی سے ایک ایک گھنٹے یا دو دو گھنٹے کے بعد حقنہ کرائیں۔ یہاں تک کہ اجابت کھل کر ہو جائے۔

ہیضہ کی ابتدائی علامات میں آبزن دستر باتھ، بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو ایک بڑے ٹب میں بٹھا کر اس قدر پانی بھریں کہ وہ ناف کی حد سے اوپر نہ بڑھنے پائے۔ مریض کے دونوں پیر ٹب سے باہر رہیں اور پیروں کے پاس گرم پانی کی بوتل رکھ دی جائے۔ پانی کی تپش مریض کی حالت اور قوت برداشت کے مطابق ۶۶ سے ۷۰ ڈگری تک ہونی چاہیے۔ اگر مریض بہت کمزور ہو تو ۸۲ یا اس سے زیادہ درجہ کا پانی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حالات مرض کے مطابق ۵ منٹ سے دس منٹ تک آبزن کافی ہے۔ شاذ و نادر حالات میں نصف گھنٹہ تک بھی آبزن کرایا جا سکتا ہے۔

آبزن کے دوران میں پیٹ کی اچھی طرح مالش کرنی چاہیے۔ یہ طریقۂ علاج ہیضہ کے ابتدائی حملہ کے علاوہ بواسیر، نسوانی امراض اور معدہ کی مختلف شکایتوں میں بھی مفید ہے۔ لیکن جو لوگ قلب اور پھیپھڑوں کے امراض میں مبتلا ہوں یا غیر معمولی طور پر عصبی مزاج ہوں، انھیں آبزن نہیں کرانا چاہیے۔

سوزاک زیادہ نقل و حرکت مضر ہے۔ گوشت اور مسکرات سے سخت پرہیز کیا جائے۔ سادہ اور زود ہضم غذائیں کھائیں جن میں تیز مسالے نہ ہوں۔ مریض کے لیے تازہ ہوا اور سورج کی ہلکی کرنیں بہت مفید ہیں۔ اُسے ٹھنڈا اور تازہ پانی کافی مقدار میں بار بار پلایا جائے۔ مریض کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اس کے عضو تولید میں ہیجان اور برانگیختگی پیدا ہو۔

مریض کو روزانہ صبح کے وقت بستر پر تین چوتھائی یا نصف غسل بخاراتی دیں اور دوران غسل میں اس کے پیروں کے پاس گرم پانی کی تین بوتلیں بھیگے تولیے میں لپیٹ کر رکھ دیں۔ ۷۰ درجۂ حرارت کے پانی میں کپڑا تر کریں اور اس کی گدی بنا کر عضو تولید پر رکھ دیں۔ غسل بخاراتی کے بعد مریض کو ۸۸ درجۂ حرارت کے پانی سے نہلائیں۔

اگر مرض بڑھ رہا ہو تو روزانہ دو یا تین بار آبزن کرائیں۔ اور رات کو سوتے وقت اس کے پیٹ پر اونی کپڑے یا فلالین کی خشک لمبی

پٹی لپیٹ کر اوپر سے دو موٹے تولیے ۳۰، درجہ حرارت کے پانی میں تر کر کے نچوڑنے کے بعد باندھ دیں۔ قبض کی شکایت میں حقنہ سے مدد لیں۔ اگر آبزن میں دشواری ہو تو مریض کے عضوِ تولید کو دن میں تین چار مرتبہ ۸۲ سے ۹۰ درجہ حرارت تک کے پانی سے دس منٹ تک دھاریں۔ اس کے بعد ۱۱۰ ڈگری کے پانی سے صرف عضو کو غسل دیں۔ پیشاب کے بعد پچکاری کے ذریعہ سے ۸۲ درجہ حرارت کا پانی احلیل میں داخل کرنا مفید ہے۔ ۳۰ سے ۱۱۰ درجہ حرارت کے پانی سے عضوِ تولید پر مہیّج و مسکّن پٹیاں بھی باندھی جا سکتی ہیں۔ عضو پر سورج کی کرنیں ڈالنا فائدہ سے خالی نہیں۔ خاص کر سبز رنگ کی شعاعوں سے سوزش کم ہو جاتی ہے۔

بخار جب لرزہ طاری ہو تو مریض کے کپڑے اتار کر اس کے جسم پر حسب ضرورت سرد یا حرارت طبعی کے برابر گرم پانی میں تر کیا ہوا اسفنج پھیریں۔ اس کے بعد مریض کو خشک چادر میں سر سے پیر تک لپیٹ کر اوپر سے اونی کمبل لپیٹ دیں۔ اگر اس طرح مریض گھبرائے تو اسے بستر پر مکمل غسل بخاراتی دیں۔ پسینہ آنے پر ۹۰ سے ۸۶ درجہ حرارت تک کے پانی سے نہلا دیں۔ اس عمل سے اگر جسم پر خسرہ کی طرح چھوٹی چھوٹی سرخ چتیاں نمودار ہوں تو یہ اچھی علامت ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرض پیدا کرنے والا مادہ جسم سے خارج ہو رہا ہے۔ فاسد مادہ کو تمام و کمال خارج کرنے کے لیے دوبارہ غسل بخاراتی دیں۔ مزید تحریک کے لیے وہ پٹیاں بھی باندھی جا سکتی ہیں جن کا ذکر سرطان کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

امراضِ جلد نہ صرف پھوڑوں اور پھنسیوں کی شکایت بلکہ تمام ایسے مزمن امراض کے لیے جو فسادِ خون کا نتیجہ ہوں، نیپ نے معالجۂ شفابخش (Restorative Cure) کے نام سے ایک مستقل طریقۂ علاج تجویز کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اصولِ حفظِ صحت کی پابندی اور مناسب تغذیہ وغیرہ کے ذریعہ سے خون کو صاف کر کے جسم کی قوتِ مدافعت بڑھا دی جائے۔ معالجۂ شفابخش میں تمام مہیّج غذاؤں سے پرہیز ضروری ہے۔ مریض کو گیہوں یا جوار کی روٹی، ترکاریاں، دودھ، دودھ اور انڈے کی آمیزش سے بنی ہوئی دوسری چیزیں اور پھل زیادہ مقدار میں کھلائے جائیں۔ گوشت کی مقدار بہت کم کر دینی چاہیے۔ سبزیاں زیادہ سے زیادہ قدرتی حالت میں دینی، گھی اور مسالوں کی زیادہ آمیزش نہ ہو۔ کھانے جائز غذا کی مقدار کم کر دینی چاہیے۔ تازہ پانی پینا بہت اچھا ہے۔ لیمونیڈ، قہوہ اور مالٹ کافی بھی پلا سکتے ہیں۔ تیز قہوہ، چائے اور شراب وغیرہ کا استعمال سخت ممنوع ہے۔ مریض کو پانی زیادہ مقدار میں پلانا چاہیے۔

صبح سویرے بستر سے اٹھتے ہی اور رات کو سونے سے پہلے تازہ پانی کا ایک گلاس لازمی طور پر پلانا چاہیے۔ تمباکو نوشی اگر بالکل ترک نہ کی جا سکے تو اس میں معقول کمی ضرور کر دینی چاہیے۔ صبح کے وقت طلوعِ آفتاب سے پہلے پندرہ بیس منٹ تک ننگے پیر گھاس پر چہل قدمی مفید ہے۔ طلوعِ آفتاب کے بعد ننگے جسم سورج کی روشنی میں بیٹھیں۔ دن میں ایک یا دو بار ۸۲ سے ۹۵ درجۂ حرارت تک کے پانی سے روزانہ غسل کریں۔ اور دورانِ غسل میں کھُردرے تولیے سے جسم کو خوب رگڑیں۔

پھوڑے اور پھنسیوں کے لیے نیپ کا عام طریقۂ علاج یہ ہے کہ پھوڑے کی نوعیت کے مطابق ۷۰ سے ۱۰۰ درجۂ حرارت تک کے پانی میں ململ کا ٹکڑا بھگوئیں اور اس کی چھ سات تہیں کر کے پھوڑے پر رکھ دیں۔ اوپر سے اونی کپڑے یا فلالین کی پٹی باندھ دیں۔ ململ کی گدّی جب خشک ہونے لگے تو اسے دوبارہ تر کر دیں۔ نیپ کیور میں یہ طریقہ پھوڑوں کا مواد خارج کرنے کے لیے مجرب اور زود اثر بتایا جاتا ہے۔ پھوڑا اگر زیادہ سخت ہو تو سرطانی پٹیوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔

تپِ دق اس مرض میں صاف ہوا اور سورج کی روشنی غیر معمولی طور پر مفید ثابت ہوتی ہے۔ مریض اپنا زیادہ وقت دھوپ میں گزارے مگر سر کو دھوپ سے بچانا چاہیے، اور سوتے وقت کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں کھلی رکھے۔ مریضوں کے لیے ایسے پیشے یا ایسے کام جن میں زیادہ دیر تک بیٹھنا پڑے مضر ہیں۔ مرض کے ابتدائی حملہ میں اگر باغبانی کا شغلہ بطور پیشہ اختیار کر لیا جائے تو حیرت انگیز فائدہ ہوتا ہے۔ مرض کے بڑھ جانے پر بالائی اعضاءِ جسم کو ۸۶ درجہ حرارت کے پانی سے روزانہ غسل دیں اور چند روز میں جب مریض اس کا اچھی طرح

عادی ہو جائے تو اس کے زیریں اعضائے جسم کو ۹۳ سے ۷۷ درجۂ حرارت کے پانی سے غسل دینا شروع کریں۔

غسل میں تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ مریض کو جس وقت غسل کرایا جائے اس کا جسم کافی گرم ہو۔ دوسرے یہ کہ غسل کے بعد مریض کے ہاتھ پیر وغیرہ آہستہ آہستہ جھٹک کر اسے فوراً ہی کپڑے پہنا دیں اور اگر ممکن ہو سکے تو اس سے ہلکی ورزش کرائیں تاکہ اس کی حرارت بحال ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ مریض دوران غسل میں بے حس و حرکت بیٹھا رہے۔ اسے نہلانے، پانی جھٹکنے اور کپڑے پہنانے کے فرائض معالج یا تیماردار ادا کرے۔ اگر کوئی دوسرا شخص نہ مل سکے تو مریض کے لیے غسل نہ کرنا ہی مناسب ہے۔

جب مریض کو سردی زیادہ محسوس ہو یا سردی کا موسم ہو تو اسے غسل نہیں کرانا چاہیے۔ جب تک مریض کے جسم میں طاقت رہے۔ اسے صبح و شام کھلے میدانوں میں چہل قدمی خوب کرنی چاہیے۔ غذائیں ہمیشہ ہلکی اور زود ہضم کھانی چاہییں۔ زیادہ گھی کا استعمال مناسب نہیں۔ تازہ پانی کافی مقدار میں پلانا چاہیے۔ پانی کے بعد کسی قدر گرم دودھ مریض کے لیے بہترین غذا ہے۔

خناق مریض کو دوسرے لوگوں سے علیحدہ رکھیں۔ کمرے کی کھڑکیاں ہر وقت کھلی رہیں۔ اس کے کمبل اور بستر وغیرہ کو روزانہ دھوپ دکھائیں۔ کمرے کا فرش روزانہ صاف کیا جائے۔

مریض کو صبح مکمل غسل بخاراتی ۴۵ منٹ سے ایک گھنٹے تک کرائیں۔ اس کے بعد ۴۵ سے ۵۶ درجۂ حرارت تک کے پانی میں تولیا ترکر کے کسی قدر نچوڑیں اور گردن کے گرد اس طرح لپیٹ دیں کہ کان بھی ڈھک جائیں۔ اوپر سے اونی کپڑا یا فلالین کا ٹکڑا لپیٹ دیں۔ پٹی کم سے کم آدھے گھنٹے تک بندھی رہنی چاہیے۔ لیکن اگر مریض کو تکلیف ہو تو جلد ہٹا دیں۔ اس طریقہ سے دن رات میں دو تین مرتبہ پٹی باندھنی چاہیے۔ غسل بخاراتی کے بعد مریض کو ۷۳ سے ۸۶ درجۂ حرارت تک کے پانی سے نہلائیں۔ ایک گلاس پانی میں لیموں کے رس کے چند قطرے نچوڑ کر دن میں کئی کئی بار غرارے کرائیں۔ غذا کی مقدار کم کر دی جائے۔ جب مریض کو کھانے کی خواہش زیادہ ہو تو اسے مکھن، سیب، مربّی، اوٹ میل اور پھل وغیرہ دیں۔ گوشت، چائے، تمباکو اور دیگر مسکرات بند کر دیں۔

ورم حلق کھانسی کے ظاہر ہوتے ہی، جو اس مرض کی خاص علامت ہے، مریض کو بستر پر مکمل یا تین چوتھائی غسل بخاراتی دیں۔ پانی کا درجۂ حرارت ۸۲ اور چادر میں نمی کسی قدر زیادہ ہونی چاہیے۔ گرم پانی کی تھیلی یا بوتل بھیگے تولیے میں لپیٹ کر مریض کے پیروں کے پاس رکھ دیں۔ ایک یا ڈیڑھ گھنٹے کے بعد مریض کو ۹۱ درجۂ حرارت کے پانی سے غسل دیں۔ مگر اس کی گردن اور سر پر جو پانی ڈالا جائے وہ ۵۹ سے ۶۳ درجۂ حرارت تک کا ہو۔ پانچ چھ گھنٹے بعد دوبارہ مریض کو پہلے غسل بخاراتی اور پھر غسل کرائیں۔ دو دو گھنٹے کے بعد مریض کے پیٹ پر ۸۲ اور پنڈلیوں پر ۷۳ درجۂ حرارت کی پٹیاں باندھیں۔ آدھے آدھے گھنٹے کے بعد گردن پر ۷۳ درجۂ حرارت کے پانی کی سکن پٹی باندھنا بھی بہت مفید ہے۔ اس سے ورم فوراً اترنا شروع ہو جاتا ہے۔ مریض کو تازہ پانی زیادہ مقدار میں پلائیں۔ صاف ہوا میں رکھیں۔ صبح و شام دھوپ میں بٹھائیں۔ محرک غذاؤں سے پرہیز ضروری ہے۔ قبض کی شکایت میں حقنہ سے مدد لیں۔

داحوس (Felon) کیتلی میں ابلتا ہوا پانی بھر کر مریض کے کمرے میں رکھیں اور اس کا ہاتھ کیتلی کے سامنے کر کے اوپر سے کوئی ایک بڑا کپڑا ڈال دیں۔ تاکہ بھاپ منتشر نہ ہو سکے اور صرف ہاتھ میں لگے۔ تھوڑی دیر بعد کیتلی ہٹا کر مریض کے ہاتھ کو نیم گرم پانی سے دھلائیں۔ رات کو سوتے وقت ہاتھ کے گرد ہیج پٹی باندھ دیں۔ بیمار انگلیوں پر ململ کی گدّی پانی میں ترکر کے رکھیں۔ ہر تیسرے یا چوتھے دن بستر پر مکمل غسل بخاراتی کرائیں۔ اس مرض میں صفائی کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ سورج کی سرخ شعاعیں رفع داحوس کے لیے مفید ہیں۔

آتشک سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مریض کی غذا کا خیال رکھا جائے۔ گوشت اور مسالے دار غذائیں مناسب نہیں۔ مشروبات میں لیمونیڈ، قہوہ اور مالسٹ پلا سکتے ہیں۔ تیز چائے اور شراب وغیرہ کا استعمال بالکل ترک کر دینا چاہیے۔ مریض کو کھلی ہوا میں رکھیں،

اور صبح و شام دھوپ میں بٹھائیں ۔ صبح بیدار ہونے پر روزانہ پندرہ منٹ تک کمل غسل بخاراتی دیں اور اس کے بعد اسے سر سے پیر تک خشک چادر میں لپیٹ کر پھر کمبل میں لپیٹ دیں ۔ جب پسینہ آجائے تو ۸۰ درجہ حرارت کے پانی سے نہلائیں ۔ دن میں دو تین بار ۷۰ درجۂ حرارت کے پانی سے آبزن کرانا بہت مفید ثابت ہوتا ہے ۔ اگر اعضائے تولید ملتہب ہوں تو پانی کی پٹیاں بھی باندھی جاسکتی ہیں جن مقامات سے مادّہ خارج ہو وہاں ململ کی گدّیاں پانی میں تر کرکے رکھیں اور اوپر سے اونی پٹی باندھ دیں ۔ متاثر حصّوں کو صاف رکھنا ضروری ہے معالجۂ شفا بخش (دستور نیچر کیور) کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے ۔

نقرس ہیج غذاؤں سے پرہیز کیا جائے ۔ بہتر یہی ہے کہ مریض بتدریج نباتات خوری کی عادت مستقل طور پر اختیار کرے ۔ کیونکہ اس مرض کا بار بار حملہ ہوتا رہتا ہے ۔ مریض کو لیموں کا رس ملا کر تازہ پانی کافی مقدار میں پلاتے رہیں ۔ صاف ہوا بہت ضروری ہے ۔ سوتے وقت بھی کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں کھلی رکھیں ۔ قبض کی شکایت پیدا نہ ہونے دیں ۔ بشرط ضرورت حقنہ سے مدد لی جاسکتی ہے ۔

دورۂ نقرس کی حالت میں متاثر جوڑوں پر مسکّن پٹیاں باندھیں ۔ تھوڑی دیر بعد پٹیاں کھول کر پہلے آہستہ اور پھر کسی قدر قوت کے ساتھ مالش کریں ۔ دورہ زیادہ سخت ہونے کی صورت میں مسکّن پٹیاں دو دو تین تین گھنٹے تک بندھی رہنے دیں اور انھیں برابر تر کرتے رہیں تاکہ ان کی نمی کم نہ ہونے پائے ۔ دورہ رُک جانے پر مریض کو بستر پر ایک گھنٹے تک کمل غسل بخاراتی دیں اور خوب پسینہ آجائے تو ۸۰ درجہ حرارت کے پانی سے نہلا دیں ۔ مریض کمزور ہو تو نہلانے کے بجائے ۷۰ درجۂ حرارت کے پانی میں اسفنج تر کرکے اس کے پورے جسم پر پھیریں ۔ غسل کے بعد مالش کی جائے ۔

نقرس میں غسل شمسی بھی مفید ہو سکتا ہے ، بشرطیکہ اسے بہت احتیاط کے ساتھ عمل میں لایا جائے ۔ طریقہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے ایک گھنٹے بعد مریض کو ایسے کھلے مقام پر لٹائیں جہاں سورج کی روشنی تو جسم پر خوب پڑے لیکن ہوا براہ راست نہ لگ سکے ، سر پر بھیگا تولیا رکھ دینا چاہیے ۔ پہلے مریض کو پانچ منٹ سے ۱۰ منٹ تک پشت کے بل لٹائیں ، پھر پیٹ کے بل ۔ جب پسینہ خوب آنے لگے تو تھوڑی گدّی ، پیٹھ ، سینہ ، پیروں اور شانوں پر سرد اور اگر مریض کمزور ہو یا موسم زیادہ سرد ہو تو گنگنے پانی کے چھینٹے دیں یا اسفنج پانی میں تر کرکے جسم پر پھیریں ۔ اس کے بعد فوراً کپڑے پہنا دیں ۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ غسل شمسی کے دوران میں مریض نقرس کے جسم پر ہوا کا لگنا بہت مضر ہے ۔ اگر ہوا کو روکنے کے لیے معقول انتظام نہ ہو سکے تو اس پر عمل نہ کرنا ہی مناسب ہے ۔

یرقان گوشت ، انڈے اور روغنی چیزیں ترک کردی جائیں ۔ گیہوں کی روٹی ، ترکاریاں اور پھل مفید ہیں ۔ دن رات میں مریض کے پیٹ پر دو مرتبہ سے چار مرتبہ تک خشک کپڑے کی لمبی پٹیاں لپیٹ کر اوپر سے بھیگے تولیے باندھ دیں ۔ تولیوں کو جس پانی میں تر کیا جائے اس کا درجۂ حرارت ۷۰ سے ۸۰ تک ہو ۔ ایک پٹی دو یا تین گھنٹے تک بندھی رہے ۔ اس کے بعد دوسری پٹی باندھیں یا مریض کو آرام کرنے دیں ۔ مریض کی طاقت کے مطابق دن میں ایک یا دو مرتبہ ۷۰ درجۂ حرارت کے پانی میں اسفنج تر کرکے اس کے پورے جسم پر پھیریں یا ۹۱ درجۂ حرارت کے پانی سے نہلا دیں ۔ بستر پر غسل بخاراتی بھی دیا جاسکتا ہے ۔ مگر اس کے بعد ۷۰ درجۂ حرارت کے پانی میں اسفنج تر کرکے جسم پر پھیرنا یا ۹۱ درجۂ حرارت کے پانی سے نہلانا ضروری ہے دستور نیچر کیور کے اصول پر عمل کرنا چاہیے ۔ اگر بخار موجود ہو تو مریض کو بار بار پانی خوب پلائیں ۔ التہاب کی علامات ظاہر ہونے پر جگر کے قریب ۸۰ سے ۸۵ درجۂ حرارت تک کے پانی کی پٹیاں باندھی جائیں ۔

التہاب غدۂ نکفیہ غدودوں کا ورم اگر فسادِ خون کی وجہ سے ہو تو پہلے خون کی اصلاح کرنی چاہیے ۔ قدرت نے غدودوں کو اس لیے بنایا ہے کہ وہ خون کو صاف اور فاسد مادّہ کو خارج کرتے رہیں ۔ ان کی کمزوری سے خون خراب ہو جاتا ہے ۔ غدودوں کی تقویت کے لیے غسل بخاراتی ، غسل شمسی ، غسل آبی اور مالش ضروری ہے ۔ اس کے علاوہ مریض بیشتر وقت کھلی ہوا میں گزارے ۔ سادہ غذا کھائے اور پھیپھڑوں

کی بھی ورزش کرتا ہے۔

نکاف حاد کی صورت میں مریض کو بستر پر روزانہ غسل بخاراتی دیں۔ گردن پر ۶۸ سے ۷۳ درجۂ حرارت کے پانی میں تر کرکے پٹی باندھیں اور اوپر سے گرم کپڑا لپیٹ دیں۔ ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹے کے بعد جب پٹی سوکھ جائے یا مریض کو تکلیف ہونے لگے تو اسے کھول دیں اور ۷۳ درجہ حرارت کے پانی میں اسفنج تر کرکے مریض کے جسم پر پھیریں۔

خون میں تحریک پیدا کرنے کے لیے سورج کی سرخ شعاعیں مفید ہیں۔

وجع المفاصل روزانہ ایک گھنٹے تک بستر پر غسل بخاراتی دیں۔ اگر اس سے پہلے ہتھیلیاں تازہ پانی میں تر کرکے مریض کے متاثر مفاصل کی مالش کی جائے تو فائدہ جلد ظاہر ہوتا ہے۔

غسل بخاراتی کے بعد ۶۶ درجۂ حرارت کے پانی میں اسفنج تر کرکے مریض کے پورے جسم پر پھیریں اور کسی قدر قوت کے ساتھ متاثر جوڑوں کی مالش کریں۔ مسکن پٹیوں کا استعمال بھی مفید ثابت ہوتا ہے لیکن پٹی کھولنے کے بعد مالش ضروری ہے۔ اگر التہاب اور ورم زیادہ ہو تو مالش نہیں کرنی چاہیے۔

رات کو سوتے وقت مریض کے پورے پیٹ پر باریک خشک کپڑے کی لمبی پٹی لپیٹ کر اوپر سے ۲ تولیے ۶۸ سے ۷۲ درجۂ حرارت تک کے پانی میں تر کرکے نچوڑنے کے بعد باندھ دیں۔ محرک غذاؤں اور گوشت سے پرہیز کیا جائے۔ نباتات مفید ہیں۔ قہوہ، چائے اور دوسرے مسکرات سے پرہیز ضروری ہے۔ پانی میں لیموں کا رس نچوڑ کر بار بار پینا اور کھلی ہوا میں رہنا اچھا ہے۔

حمّٰی قرمزیہ (سکارلٹ فیور) مریض کو دوسرے لوگوں سے علیحدہ رکھیں۔ کمر اور پیروں پر ۷۳ درجۂ حرارت کے پانی کی پٹیاں باندھیں۔ بخار اگر تیز ہو تو مریض کو خشک چادر اور گرم کمبل میں لپیٹ کر اس کی گردن پر کسی قدر تر تولیا باندھیں۔ ایک گھنٹے یا ڈیڑھ گھنٹے کے بعد جب پسینہ خوب آجائے تو ۹۱ درجۂ حرارت کے پانی سے نہلا دیں۔ غسل بخاراتی سے جسم کا فاسد مادہ خارج کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے بعد اسفنج پانی میں تر کرکے مریض کے جسم پر پھیرنا چاہیے۔ مریض کے کمرے میں تازہ ہوا برابر آتی رہے۔ اسے بار بار تازہ پانی پلائیں اور پھل خوب کھلائیں۔ قبض کی شکایت دور کرنے کے لیے حقنہ سے مدد لیں۔ جب بخار اتر جائے تو مریض کو سردی سے بچائیں۔ کیوں کہ اس سے مرض کے اعادہ کا اندیشہ رہتا ہے۔

چیچک مریض کو دوسرے لوگوں سے علیحدہ رکھیں۔ کمرے میں تازہ ہوا کا گزر رہے۔ فرش روزانہ صاف کیا جائے۔ محرک غذائیں نہ دیں۔ مریض کی پوشاک روزانہ تبدیل کی جائے۔ لیموں اور پھلوں کا رس ملا کر تازہ پانی تھوڑی مقدار میں پلائیں۔ صبح کے وقت مکمل یا تین چوتھائی غسل بخاراتی ایک یا ڈیڑھ گھنٹے تک دیں جس پانی میں چادر بھگوئی جائے اس کا درجۂ حرارت ۶۸ سے ۸۶ تک رہے۔ اس کے بعد ۸۶ سے ۹۱ درجۂ حرارت تک کے پانی سے نہلا دیں یا اسفنج تر کرکے جسم پر پھیریں۔ "شاور باتھ" بھی بعض اوقات مفید ثابت ہوتا ہے۔ مریض جب غسل سے فارغ ہو جائے تو جسم پونچھے بغیر اسے کپڑے پہنا دیں۔ چادر اڑھا کر غسل خانے سے باہر نکالیں اور بستر پر لٹا کر اونی کمبل یا لحاف وغیرہ اڑھا دیں۔ اس طرح مریض کو نیند آجائے گی۔

بیدار ہونے پر اگر بخار دوبارہ بڑھے تو پھر ایک یا ڈیڑھ گھنٹے تک غسل بخاراتی دے کر نہلائیں۔ چہرے اور سر پر اگر ۶۶ سے ۷۳ درجۂ حرارت تک کے پانی کی پٹیاں بار بار باندھی جائیں تو دانے جلد مر جاتے ہیں

کالی کھانسی چوں کہ یہ متعدی مرض ہے۔ اس لیے مریض کو تندرستوں سے علیحدہ رکھیں۔ روزانہ ایک یا دو مرتبہ چادر کو ۸۲ سے ۹۲ درجۂ حرارت کے پانی میں تر کرکے بستر پر غسل بخاراتی دیں۔ شانوں پر پیچ پٹیاں ۱۵ سے ۴۵ منٹ تک حسب ضرورت باندھیں۔ اس کے بعد یا تو مریض کو ۹۱ درجۂ حرارت کے پانی سے نہلا دیں یا ۷۲ درجۂ حرارت کے پانی میں اسفنج تر کرکے جسم پر پھیریں۔ رات کو (بقیہ ص ۲۲ پر)

جنسیات (۳)

بے تکی اولاد پیدا کرنے کا نتیجہ

(ابنِ آدم)

اگر میں اس مضمون کے شروع ہی میں یہ حقیقت بیان کردوں کہ والدین کی جسمانی حالت کا اثر اولاد پر پڑتا ہے تو اس کے خلاف کچھ کہنے والا مشکل ہی سے کوئی نکلے گا جوں جوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے ہم اس کے قائل ہوتے جاتے ہیں کہ آئندہ نسلوں کی فلاح والدین کی جسمانی حالت اور کیفیت پر منحصر ہے۔ دورانِ مباشرت میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ہم ایسی اولاد پیدا کریں جو ہر طرح تن درست ہو، بالخصوص جنسی بیماریوں کا کوئی ورثہ ہم اپنی اولاد کو نہ دیں، نہ کوئی ایسے حالات ان میں پیدا ہونے دیں جو اس قسم کے امراض کا بعد میں پیش خیمہ بن سکیں۔ کمزور اور ناتواں اولاد پیدا کرنا بھی ایک ظلم ہے۔

اس بات میں مطلق کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہم اپنے والدین کی پیداوار ہیں۔ جیسا اُنھوں نے ہمیں بنایا ویسا ہی ہم بنے، بلکہ ہمارے اجداد جیسے تھے ان کا پرتو بھی ہم پر پڑا۔ ہم جن کیڑوں کے ملنے سے بنتے ہیں اس کا فیصلہ پہلے ہی ہوچکا ہوتا ہے اور ہم تخلیق ہو جانے کے بعد اُن میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرسکتے۔ ہم وہی بنتے ہیں جو ہوتے ہیں اور جو ہونے والی ہوتے ہیں۔

اس لیے یہ کہنا کہ نوجوان مرد اور نوجوان عورت کے لیے شادی کا مسئلہ انتہائی نازک اور پیچیدہ ہے کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ خاوند اور بیوی کے درمیان جب مباشرت کا تعلق قائم ہوتا ہے تو ایک نئی زندگی کے وجود میں آنے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ ان دونوں کے خلیات کے ملنے سے ہی زندگی کی تخلیق ہوتی ہے۔ یہ خلیات دراصل طرفین کے خون سے بنتے ہیں اور اسی کے جوہر ہوتے ہیں۔ ہر خلیہ میں اپنے مالک کی زندگی، اس کی اخلاقی جسمانی اور ذہنی حالت کا عکس پوری طرح موجود ہوتا ہے۔

کوئی بچہ صرف ماں یا صرف باپ کا کیا بلحاظ جسم و جسامت، اور کیا بلحاظ مزاج و رجحانات وغیرہ ہو بہو نقشہ نہیں ہوتا۔ بچہ چوں کہ ماں اور باپ کے سہارے سے بنتا ہے اور ماں کے پیٹ میں رہ کر ماں کے جسمانی اثرات قبول کرتا ہے اور پیدائش کے بعد تعلیم

بقیہ مضمون ص۱۲ پر

سوتے وقت پیٹ پر پٹی باندھ دیں (طریقہ پیٹ سے کیڑوں کے اخراج کے ضمن میں درج ہے)، اس پٹی کے لیے جو پانی استعمال کیا جائے اس درجہ حرارت ۸۲ ہو۔

کھانسی کے ہر حملہ کے بعد مریض کو تازہ پانی کی، جو بہت سرد نہ ہو، دو ایک گھونٹ پلا دیے جائیں۔ پھلوں، ترکاریوں اور آش جو کا استعمال مریض کے لیے مفید ہے۔ پانی میں لیموں یا دوسرے پھلوں کا رس ملا کر بھی دیا جاسکتا ہے۔ مریض کے لیے آب و ہوا کی تبدیلی عموماً فائدہ بخش ثابت ہوتی ہے ❖

وماحول کے اثرات اسے قدم قدم پر بدلتے اور بناتے بگاڑتے رہتے ہیں، اس لیے بچہ اپنی جگہ ایک ایسی چیز ہوتا ہے کہ اس کا مثل دنیا میں تلاش ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ہر بچہ اپنا وجود آپ ہوتا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ بچہ میں ماں اور باپ دونوں کی مشابہت ہوتی ہے۔ والدین کی استقرارِ حمل سے کئی روز پیشتر تک کی جسمانی، دماغی، اخلاقی اور مزاجی کیفیت جنین پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ماں اور باپ کی بعض ایسی کیفیتیں بھی جن سے پہلے کبھی وہ دوچار ہوئے تھے، اکثر بچہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ لیکن لازمی طور پر ماں کی کیفیت یا ماضی قریب کی کیفیت یقینی طور پر بچہ میں نمایاں ہوتی ہے۔

جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اس کی دماغی، جسمانی اور اخلاقی ضروریات ماں مہیا کرتی ہے اور یہ سب چیزیں ماں کے خون کے واسطہ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ وضع حمل کے بعد دودھ پلانے کے زمانہ تک ماں کا خون ہی اس کا پورا جسمانی اور ذہنی ماحول ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں بچہ گیلی مٹی کی طرح ہوتا ہے۔ کمہار کے ہاتھوں اسے جو بھی شکل مل جائے اسے قبول کر لیتا ہے۔ اس کے دماغی اور اخلاقی مدرسے جیسا سکھائیں گے وہ وہی اثرات قبول کرے گا۔

پیدائش سے پہلے ماں باپ کو بہت اچھا موقع ملتا ہے کہ وہ بچہ کو جیسا بنانا چاہیں بنائیں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ باپ کے مقابلہ میں ماں کو یہ موقع زیادہ حاصل رہتا ہے کہ وہ بچہ کے دماغ کو اس کے حسیات اور جذبات کو بلکہ اس کی روح کو جیسا چاہے بنا دے۔ باپ کی اخلاقی حالت اگر درست نہیں ہے تو یہ ماں کا کام ہے کہ وہ بچہ کے ذہن پر اپنی نیک طبیعت کا اثر ڈالے ماں کوشش کر کے بچہ کو باپ کے خراب ورثہ سے بچا سکتی ہے۔ ایسا تو اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایک ہی ماں باپ کے دو بچے ہیں۔ ایک ڈاکو بن گیا، دوسرا لیڈر ہو گیا۔ جرأت اور جسارت دونوں میں تھی، لوگوں پر حکمرانی اور ان کو استعمال کرنے کی صلاحیت دونوں میں آئی، لیکن نتیجہ میں زمین و آسمان کا جو فرق ہے ظاہر ہے۔ آدم کے دو لڑکوں ہابیل اور قابیل کا قصہ بھی سب جانتے ہیں۔ آپ نے ضرور دیکھا ہوگا کہ اوباش عورت کی اولاد کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اس کلیہ میں شاید ہی کوئی استثنا آپ پائیں۔ فرض کیجیے کہ ہماری ساری عورتیں ایسی افسوس ناک زندگی بسر کرنا شروع کر دیتیں جیسی کہ بالعموم مرد بسر کرتے ہیں تو سوچیے کہ پھر ہماری نسلوں کا کیا حال ہوتا۔ فرض کیجیے کہ ماں اور باپ دونوں ایک ہی مزاج کے ہوتے، صاحب دل، نیک، سخی اور سچے ہوتے تو ہماری نسلیں موجودہ نسلوں سے کہیں زیادہ مہذب پیدا ہوتیں اور ہمارے عہد کا جو تمدن اس وقت دکھائی دے رہا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ افضل و برتر ہوتا۔ بالکل اسی طرح جیسے آج کل ہمارا تمدن وحشیوں کے مقابلہ میں افضل مانا جاتا ہے۔

کسی ایسی عورت کو لیجیے جسے شراب خوری کی لت پڑ گئی ہو۔ اس کے بچوں کی کیا حالت ہوگی۔ اوباش، بیہودہ اور ناکارہ۔ مجھے اس جگہ ایک نوجوان وکیل صاحب کا واقعہ یاد آ گیا۔ یہ نہایت طباع، ذہین اور بلند فکر انسان تھا، لیکن اس کی راہ میں ایک ہی چیز حائل تھی! سے کامیابی کی منزل تک پہنچنے کے لیے صرف ایک کمی کھائے جاتی تھی اور وہ پیسے کی کمی تھی۔ دولت کمانے کے سب طریقوں کو سمجھنے اور ہر طرح کی اونچ نیچ سوچنے کے بعد آخر کار اس نے "دولت سے شادی" کرنے کی ٹھان لی۔ چناں چہ انھیں زیادہ کوشش بھی نہیں کرنی پڑی۔ کسی جاگیردار کی لڑکی تھی وہ ان کی طرف مائل ہو گئی اور انھوں نے اس سے شادی کر لی۔ اس شادی کا نتیجہ پانچ بچے تھے۔ تین بچے تو قطعی طور پر دماغی اعتبار سے کمزور اور ناکارہ تھے۔ باقی دو بچے بھی تقریباً ایسے ہی تھے۔ ان دو بچوں میں سے ایک پیدائشی طور پر چور اور خلقی جھوٹا تھا۔ آخر ایک اور بچہ ان کے ہاں ہوا اور یہ اپنے باپ کے اوپر تھا۔

لوگوں میں یہ خیال بھی عام ہے کہ بچے تو خدا کی دین ہیں۔ خدا تو بے شک ہر چیز کا خالق ہے۔ اس کا تو یہاں ذکر ہی نہیں ہے لیکن یہ خیال کہ بچہ خدا کی مرضی کا عین نمونہ ہوتا ہے اور والدین نے اس کے بنانے یا بگاڑنے میں کوئی حصہ نہیں لیا خود خدا کے حضور میں گستاخی

ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بچہ موٹا ہو یا دبلا، کالا ہو یا گورا، لڑکا ہو یا لڑکی، خوب صورت ہو یا بدصورت جیسا بھی ہو بس خدا نے دیا ہے۔ اس کی دین ہے۔ بعض لوگ اس بات کو نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ یہ سب "حادثہ" اور محض "اتفاق" ہے یا "خدا کی باتیں خدا ہی جانے" والا مضمون ہے۔ یاد رکھیے، اتفاق کوئی چیز نہیں، نہ حسن اتفاق نہ سوء اتفاق، ہر چیز پر قدرت کا کبھی نہ ٹلنے والا اور کبھی نہ بدلنے والا قانون کارفرما رہتا ہے۔ ہر چیز اور ہر بات کا کوئی سبب ضرور ہوتا ہے۔ جس طرح کشش کا قانون ہے کہ بھاری چیزیں زمین کی طرف گرتی ہیں، بالکل اسی طرح اٹل اور بھی قوانین طبیعی ہیں، جن میں سے ایک قانون تناسل بھی ہے۔ اگر ہم اس سے آگاہ نہ ہوں تو قانون کا دریا اپنا رُخ نہیں بدل لے گا۔ وہ ہمیشہ اپنا فطری رجحان قائم رکھے گا اور اس میں کوئی تغیر نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔

لاکھوں لوگ ایسے ہیں جو اچھی اولاد سے محروم ہیں۔ پیدائشی مجرموں، کمزور دماغ اور بیہودہ طبیعت کے لوگوں کو چھوڑ کر متوسط قسم کے لوگوں میں بھی آپ دیکھیں گے کہ فطرت جیسا ان کو بنانا چاہتی تھی وہ ویسے نہیں ہیں۔ قدرت کے اختیار کی یہاں بحث نہیں ہے والدین نے انھیں کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اگر ہم چاہیں تو فطرت کو جلوہ گر دکھایا جا سکتا ہے۔

بیوی بننے کی تربیت اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ ماں باپ اوسط سے بھی کم درجہ کے ہیں۔ مگر ان کے بچے غیر معمولی صلاحیت لے کر پیدا ہوئے۔ ایسے ماں باپ اور ان کے اعزا و احباب یہ فیصلہ کریں گے کہ غیر معمولی کمالات در اصل خدا کی دین ہیں۔ انسان کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ لیکن اگر ہمیں بچہ کی پیدائش سے پہلے کی تاریخ کا علم ہو تو یہ حکم لگانے میں آسانی ہوگی کہ اس قسم کا بچہ ایک خاص قانونِ نسل کے مطابق پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک ناتجربہ کار اور جاہل کسان بہت عمدہ خوشہ گندم پیدا کرے یا بہت عمدہ آلوؤں کی فصل بوئے۔ لیکن علم و معلومات رکھنے والا کسان ہمیشہ بہترین قسم کی ہی فصلیں پیدا کیا کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کو حسنِ اتفاق پر بھروسہ نہیں ہے بلکہ وہ قانونِ قدرت پر عمل کرنے پر اعتماد رکھتا ہے۔

اگر مائیں غیر شادی شدہ حالت ہی میں جھوٹ بولنے، یاوہ گوئی کرنے اور بیہودہ زندگی بسر کرنے لگیں تو ظاہر ہے کہ ان کی اولاد کیسی ہوگی۔ یہ بیوی یا ماں بننے کی تربیت نہیں کہی جا سکتی۔ کوئی معقول شخص ایسی لڑکی کو اپنی بیوی یا اپنے ہونے والے بچوں کی ماں بنانے کے لیے کیسے پسند کرے گا۔ گھر کی رانی کے لیے اس سے کہیں بہتر اوصاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ عقل مند انسان وہ ہے جو اس نظریہ پر اعتماد رکھتا ہے کہ لڑکیوں کو مائیں بننے سے پہلے بیوی بننے کی صحیح تربیت ملے۔

جس طرح ایسی لڑکیاں مائیں بننے کے ناقابل ہوتی ہیں اسی طرح ایسے لڑکے بھی باپ بننے کے لیے سخت ناموزوں ہوتے ہیں۔ بے عیب ذات تو خدا کی ہے۔ اس لیے یہ راہ دیکھتے رہنا کہ مرد اور عورت دونوں بالکل بے عیب ہوں، درست نہیں ہے۔ اس چیز کو اگر مبالغہ کی نظر سے دیکھا جائے تو شادیاں ہی نہیں ہوں گی۔ ضرورت تو بس اس بات کی ہے کہ جان بوجھ کر مکھی نہ نگلی جائے۔ اور جس کو رفیقِ حیات بنانا ہو اس میں کم سے کم نقص ہو۔ بعض امراض جو وراثت کا نتیجہ ہوتے ہیں، مثلاً یہ کہ دق اور دماغی امراض تک مناسب جوڑے لگانے سے ایک دو نسلوں ہی میں ختم کیے جا سکتے ہیں۔ بہرحال شادی ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اور اسے سوچ سمجھ کر طے کرنا چاہیے۔

ایک فارمولا ہم اس سلسلہ میں ایک منطقی فارمولا اس قسم کا بطریق ہدایت بنا سکتے ہیں:-

"جو مرد یا عورت دماغی امراض میں مبتلا ہو، پیدائشی پاگل ہو، وراثت میں جسے بے وقوفی ملی ہو، ناقص الاعضا ہو، خبط الحواس ہو، شرابی ہو، عادی مجرم ہو، دق، آتشک اور مرگی وغیرہ امراض کا شکار ہو وہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ افزائش نسل میں حصہ لے۔ اسی طرح جو لوگ اپنا پورا جسمانی نشو و نما حاصل نہ کر پائے ہوں یا جن کی جنسی نوعیت اور کیفیت نامکمل طور پر ظاہر ہو، ان سے شادی کرنا موزوں نہیں ہے۔ ایسی عورتیں جن کے پستان اور کولھے پوری طرح تیار نہ ہوں، ایسی عورتیں جنھیں کبھی حیض نہ آیا ہو یا جنھیں حیض کبھی کبھار آیا ہو اور ایسی عورتیں

جن کے پٹھے چھوٹے اور غیر مکمل ہوں وہ ہرگز شادی کے قابل نہیں ہیں۔ نسل میں صرف ایسی ہستیاں قیام نسل کے لائق ہیں جو بالکل تندرست اور طاقت ور ہوں۔ جو لوگ بہت کم عمر یا بہت زیادہ عمر کے ہوں وہ بھی پیدائش کے کام کے لیے ناموزوں ہیں۔

ہمیں ہمیشہ ایسے مردوں اور عورتوں کو جو شادی کرنا چاہتے ہیں کسی نہ کسی طرح یہ مشورہ پہنچا دینا ہوں کہ جس سے شادی کی جا رہی ہے اس کی خاندانی تاریخ پہلے معلوم کر لی جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے اجداد اور اس کے بھائیوں اور بہنوں کی جسمانی حالت کیا ہے۔

بہت سے لوگ اس رائے کے بھی ہیں کہ قریب کے رشتوں میں شادی نہ کی جائے۔ بالخصوص چچا ماموں وغیرہ کے ہاں رشتہ نہ کیا جائے۔ ان کے نزدیک اس سے یہ خرابیاں ظاہر ہوتی ہیں :-

(۱) اولاد کم ہوتی ہے۔

(۲) بچے شیر خواری کے زمانہ میں زیادہ ہلاک ہوا کرتے ہیں۔

(۳) پیدائشی بہراپن۔ اندھاپن، نقص اعضا، کمزوری اور دیگر عوارض جسمانی زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر فیلڈمین ایف۔ آر۔ ایس (ایڈنبرا) نے اپنی کتاب "تناسل کا قانون اور عم زادوں کی شادی" میں اس مسئلہ پر بہت وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بظاہر یہ خیال بہت پھیلا ہوا ہے لیکن اگر ذرا گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ قریبی شادیوں میں کوئی نقص ہی نہیں ہوتا بلکہ بہتر اولاد پیدا ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی بیسیوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ نسلوں سے ایک قوم یا قبیلہ میں باہمی خون کے رشتوں میں شادیاں ہو رہی ہیں اور کوئی نقص نہیں دیکھا گیا۔ مثلاً فرانس کے ساحل پر ایک قبیلہ آباد ہے جس کا نام بازہ ہے ان کی تعداد تین ہزار کے قریب ہے۔ یہ سب آپس کے عم زاد رشتوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک بھی ناقص الخلق (ڈی جنیریٹ) نہیں ہے

جزیرہ میری لینڈ کے ساحل پر اور ساحل کوڈ پر جو قبیلے آباد ہیں، وہاں بھی ایسی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تاریخ ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ قدیم زمانہ میں مصریوں اور اسرائیلیوں میں بہت ہی قریب کے رشتوں میں شادیوں کا عام رواج تھا اور اس کے نتائج نہایت اچھے برآمد ہوا کرتے تھے۔

ڈاکٹر فیلڈمین نے عضویاتی تجربات کی بنا پر جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہو اور دلچسپی کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ اچھا اب ہم یہ دیکھیں گے کہ علم الاعضا کی رو سے اس قسم کی قریبی شادیوں اور جوڑوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ بہت سے ماہرین نے اس مضمون کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ بہت سے چوہوں کے "بہن بھائی" کے جوڑے بیس نسلوں تک لگائے ہیں اور ان کے نتیجے دیکھے ہیں۔ ان کا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ جو نسلیں ظہور میں آئیں وہ اور نسلوں کے مقابلہ میں افضل و ارفع تھیں۔ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ اگر کوئی خاص صفت یا کمال و خوبی ہے تو اسے دائم اور قائم بنانے کے لیے یہ "قریب کی جفتیاں" بہت مفید و مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔ اگر کوئی نقص ہوگا تو قریب کے جوڑوں سے یہ نقص بھی دائمی ہو جائے گا۔ بالکل اسی قسم کی حالت انسانوں کے ساتھ بھی ہے۔ بہت سے خاندان گانے والوں کے یا پہلوانوں کے یا مصنفوں اور علما کے آپ اپنے ہی ملک میں دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی مرض ماں اور باپ دونوں کے خاندان میں رہا ہے جیسے مرگی یا پاگل پن تو وہ بچے میں ضرور منتقل ہوگا اور جب یہ شادیاں قریبی رشتوں میں ہوں گی تو امراض کی کیفیت تو اور زیادہ ظاہر ہوگی۔

ڈاکٹر فیلڈمین نے اپنی اس کتاب میں حسب ذیل خلاصہ بھی دیا ہے اسے اور پڑھ لیجیے۔ وہ کہتے ہیں :-

"تاریخی، عضویاتی اور طبی اعداد و شمار اور مشاہدات نے ہمیں اس نتیجہ پر پہنچا دیا ہے کہ :-

(۱) اولاد کی کمی یا بچوں کی اموات کا قریبی رشتہ کی شادیوں سے مطلق کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے (بقیہ ص ۲۶ پر)

علم الادویہ

گھیکوار

از جناب حکیم مولوی محمد عبداللہ احمد صاحب، رُکن مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ، دہلی

نام گھیکوار کو عربی میں صبارا اور نبات صبر، سنسکرت میں گھرت کماری، کرہ کنیا اور کماری سندرو بھوا، مرہٹی میں کورپھڑ، گجراتی میں کوار، کرناٹکی میں کنے کماری، لاطینی میں ایلوویرا اور ایلوچائی نن سس کہتے ہیں۔ ہندی اور اُردو میں گھی کوار کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اس کے علاوہ کوار پاٹھا، کوار پٹھا کنوار گندل یا کوار گندل بھی کہتے ہیں، اور بعض آدمی کوار پاٹھا اور کوار پٹھا کے بجائے گوار پاٹھا اور گوار پٹھا بھی کہا کرتے ہیں۔

تاریخ گھیکوار کا عصارہ صبر (ایلوا) کہلاتا ہے، جو زمانۂ قدیم سے مستعمل ہے۔ چناں چہ بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی اطبا کو صبر کا علم چار سو سال قبل از ولادت حضرت مسیح تھا۔ حکیم دیسقوریدوس وغیرہ یونانی اطبانے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اب یہ بوٹی گھیکوار اور اس کا عصارہ طب یونانی میں مروج و مستعمل ہیں۔ طب ویدک میں بھی اس کے مرکبات استعمال کیے جاتے ہیں اور ڈاکٹری میں بھی صبر (ایلوا) مستعمل ہے۔

مقام پیدائش گھیکوار ہندستان کے علاوہ عرب، ایران، ترکی، افریقہ، امریکا اور جزائر غرب الہند (ویسٹ انڈیز) وغیرہ ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔ ہندستان میں اس کو باغات میں لگاتے ہیں۔ نیز گھروں میں گملوں میں لگا کر رکھتے ہیں۔ مندروں اور مسجدوں کے باغیچوں میں عموماً اس کے پودے یا گملے دیکھے جاتے ہیں۔

ماہیت گھیکوار کے پودے میں پتے ہی پتے ہوتے ہیں، جو جڑ سے نکل کر مختلف زاویے بناتے ہوئے اِدھر اُدھر پھیل جاتے ہیں۔ یہ پتے نصف گز تک لمبے اور گاؤدم ہوتے ہیں، جڑ کی طرف موٹے اور چوڑے ہوتے ہیں، اور سرے کی طرف باریک ہوتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک

بقیہ مضمون ص ۲۵

اسباب علیحدہ دیکھے جا سکتے ہیں۔

(۲) کوئی ثبوت اس بات کا نہیں ملا ہے کہ باہمی رشتہ داروں کی شادیاں بچے کے لیے کیوں مضر ہو سکتی ہیں۔ اگر ماں اور باپ اچھے خاندان اور اچھی صحت و عادات کے ہیں تو ان کی اولاد نہایت عمدہ، ذہین اور طبّاع پیدا ہوگی، خواہ وہ نہایت ہی قریب کے رشتہ کی شادی کا نتیجہ ہو۔

(۳) اگر کسی ایک کے خاندان میں بھی کسی مرض کا رجحان وراثتاً آرہا ہو تو اس کے قوی امکانات ہیں کہ ایسی شادی میں یہ رجحان زیادہ ظاہر ہو اور اولاد اس سے متاثر ہو۔

(۴) اگر کسی خاندان میں ریاضی، موسیقی، ادب، مصوری وغیرہ کے کمالات ہیں تو ان کے دوام و قیام کے لیے نہایت ہی قریب کی شادیاں ازبس ضروری ہیں، بلکہ بہتر ہے کہ ان لوگوں میں آپس ہی میں شادیاں کی جائیں۔"

کر ان کا آخری سرا ایک کانٹے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ پتے اندر کی طرف سے دبے ہوئے (مقعر) اور باہر کی طرف سے اُبھرے ہوئے (محدب) ہوتے ہیں۔ اس طرح ہر ایک پتے میں ایک نالی سی بن جاتی ہے۔ ان پتوں کے دو پہلوؤں پر باریک مڑے ہوئے کانٹے ہوتے ہیں، جو آرے کے دندانوں کے مانند ہوا کرتے ہیں۔ پتوں کے اندر چکنا گودا بھرا رہتا ہے جو مغز گھی کوار یا گھی کوار کا گودا کہلاتا ہے۔ اس گودے کو چھان کر زردلعابی رطوبت کو الگ کر لیا جائے تو اس کو خاب گھیکوار یا گھی کوار کا رس کہتے ہیں۔

جب گھیکوار کے پتے پورے طور پر بڑھ چکتے ہیں اور پودا پُرانا پڑجاتا ہے تو ان پتوں کے مجموعے کے بیچوں بیچ جڑ سے ایک شاخ اُبھر نکلتی ہے۔ اس میں تیز و تلخ اور بدبودار رطوبت بھری ہوتی ہے جو دھوپ اور ہوا کے اثر سے خراب نہیں ہوتی، بلکہ مدت تک اپنی قدرتی تازگی پر قائم رہتی ہے۔ اس شاخ کے آخری سرے پر چھوٹا سا ملیدہ زرد کے سے ایک سبز رنگ کا پھل لگتا ہے، جو آخر کار پختہ ہو کر سرخ ہو جاتا ہے۔

عام طور پر مذکورۂ بالا قسم کا گھی کوار ہی ہندستان میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اس کی دوسری قسمیں بھی بیان کی جاتی ہیں چنانچہ لال گھیکوار اور چھوٹا گھی کوار دو قسمیں نسبتاً زیادہ مشہور ہیں۔

لال گھی کوار کو "رکت گھرت کماری" بھی کہتے ہیں۔ اس کے پودے بنگال اور یو۔پی میں ملتے ہیں۔ اس میں نارنجی رنگ کے کسی قدر سرخی مائل پھول لگتے ہیں اور اس کے پتے جڑ کی طرف بینگنی رنگ کے ہوتے ہیں۔

چھوٹا گھیکوار احاطۂ مدراس کے جنوبی ساحل پر کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں زرد رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ جڑ میں اس کے پتوں کی چوڑائی بہت کم ہوتی ہے اور یہ پتے پون ہاتھ سے ایک ہاتھ تک لمبے ہوتے ہیں۔

مزاج گھیکوار کا مزاج دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے۔ بعض اطبا تیسرے درجہ میں گرم و خشک سمجھتے ہیں، اور بعض کے نزدیک اس کا مزاج تیسرے درجہ میں گرم و تر ہے۔

افعال وخواص گھی کوار ملین ہے اور اس کے ساتھ معدہ اور آنتوں کو قوت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اندرونی اور بیرونی دونوں طریقوں سے محلل تاثیر رکھتا ہے۔ یہ بہت سے بلغمی امراض خصوصاً وجع مفاصل، عرق النسا، دردِ کمر اور پرانی کھانسی میں نفع بخشتا ہے۔ اس قسم کے مریضوں کو سردی کے زمانہ میں اس کا حلوا یا معجون بنا کر کھلاتے ہیں۔ ورمِ طحال اور دردِ شکم کے لیے بھی گھی کوار مفید ہے۔ بھوک خوب لگاتا ہے اور غذا کو ہضم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مقوی باہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔

اگر گھیکوار کے پٹھے کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اس کو ایک طرف سے چھیل دیں اور اس پر اجوائن اور آنبا ہلدی باریک پیس کر چھڑکیں اور گرم کر کے گلگلائی (کچھرالی) اور بدّ (دنبلارک) پر گرم گرم باندھیں تو ان کو بہت جلد تحلیل کر دیتا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے ورموں کو بھی تحلیل کرتا ہے۔ ورموں کو تحلیل کرنے اور پکانے کے لیے صرف اس کے گودے کو پکا کر باندھتے ہیں۔

پھٹکری بریاں ایک ماشہ، افیون ایک رتی کو مغز گھیکوار ۳ ماشے میں ملا کر پوٹلی باندھیں اور اس کو آشوبِ چشم کی حالت میں بار بار آنکھوں پر پھرائیں اور ایک دو قطرہ آنکھ میں ٹپکائیں تو نئے اور پرانے آشوبِ چشم کے لیے نہایت مفید ہے۔ درد ساکن ہو جاتا ہے، اور سرخی کٹ جاتی ہے۔

بعض مجربین بیان کرتے ہیں کہ اگر گھی کوار کے پٹھے کو چیر کر اس پر ہلدی باریک پیس کر چھڑکیں اور اس کو گرم کر کے مریض آشوبِ چشم کے پاؤں کے تلوے سے باندھ دیں تو بہت جلد آشوبِ چشم کی شکایت دور ہو جاتی ہے جس طرف کی آنکھ دُکھتی ہو، اسی طرف کے تلوے پر اُسے باندھنا چاہیے۔

آشوبِ چشم کی حالت میں گھیکوار کے پٹھے کو چھیل کر اس پر ہلدی باریک پیس کر چھڑکیں اور گرم کر کے آنکھ پر باندھیں تو کھٹک

کو دور کرتا اور سرخی کو زائل کرتا ہے۔

لعاب گھی کوار میں تھوڑا سا سہاگہ ملا کر کھلانے سے تلی کا ورم تحلیل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے پتے کو ایک طرف سے چھیل کر اس پر سیندھا نمک باریک پیس کر چھڑکیں اور کتے کے کاٹے ہوئے پر تین روز تک باندھیں تو کتے کا زہر دفع ہو جاتا ہے۔

مقدار خوراک لعاب گھیکوار تنہا بہت کم استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو عموماً دوسری دواؤں کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر اس کو مفرد طور پر استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئے تو چھ ماشے سے ایک تولہ تک استعمال کر سکتے ہیں۔

گھیکوار کے مُرکّبات

دوائے دمہ گھیگوار کا لعاب دس سیر اور اجوائن پاؤ سیر کو ایک مٹی کی ہانڈی میں ڈال کر سرپوش سے بند کریں اور درزوں کو ماش کے آٹے سے بند کر کے ہلکی آنچ پر پکائیں۔ یہاں تک کہ تمام لعاب ختم ہو جائے اور دوا جلنے نہ پائے۔ اس کے بعد سرد ہونے پر نکال لیں اور اس چورن کو ایک ماشہ کی مقدار میں روزانہ کھائیں۔

فوائد: دمہ اور پرانی کھانسی کے لیے بے حد مفید ہے۔

گھیکوار کا حلوا گھیکوار کا گودا (موٹے موٹے پتّے لے کر ان کو چھیلیں اور درمیانی گودا لیں) ڈھائی پاؤ، گائے کے دودھ تین پاؤ میں ملا کر اس قدر پکائیں کہ کھویا بن جائے۔ اس کے بعد بھنے ہوئے چنوں کا آٹا، سنگھاڑوں کا آٹا، ماش کی دال کا آٹا (ماش کی دال چھلی ہوئی کو پیاز کے رس میں تر و خشک کر کے باریک پیس لیا جائے)، ہر ایک ڈیڑھ پاؤ کو گائے کے گھی آدھ سیر میں بھون لیں۔ اور شقاقل مصری ۹ ماشے تودری سرخ، تودری سفید، بہمن سرخ، بہمن سفید ہر ایک ۶ ماشے، مغز تخم قرطم، مغز بنولہ ہر ایک نو ماشے، سونٹھ، دارچینی ہر ایک ایک تولہ، اسگند ناگوری ۹ ماشے، اسپند سوختنی ایک تولہ، مغز بادام شیریں مقشر، مغز پستہ، مغز اخروٹ، مغز چلغوزہ ہر ایک چار تولے، مغز نارجیل ۳ تولے۔ خشک دواؤں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور مغزیات کو الگ باریک پیس یا چاقو سے ریزہ ریزہ کریں۔ اس کے بعد شکر سفید ڈھائی سیر کا قوام کر کے بدستور حلوا بنائیں۔ روزانہ صبح کے وقت پانچ تولے یا کم و بیش یہ حلوا کھا کر اوپر سے دودھ پئیں۔

فوائد: پرانے درجع المفاصل، درد کمر، پرانی کھانسی اور دمہ کے لیے مفید ہے۔ فالج و لقوہ کے مریضوں کو فائدہ دیتا ہے۔ بہت سے آدمی سردی کے موسم میں بنا کر کھاتے ہیں۔ مقوی باہ بھی ہے۔

ذیل میں ہم حلوے کا ایک اور نسخہ لکھتے ہیں:—

گھیگوار کا گودا ایک سیر تین سیر گائے کے دودھ میں ملا کر پکائیں۔ یہاں تک کہ کھویا بن جائے۔ اس کھوئے کو تھوڑے سے گائے کے گھی میں بھون لیں۔ اس کے بعد گیہوں کا آٹا پاؤ سیر، میدہ پاؤ سیر کو الگ الگ گھی میں بھونیں اور دو سیر کھانڈ کا قوام بنا کر بدستور حلوا بنائیں۔ اوپر سے لونگ، اجوائن اور دانہ الائچی کلاں ہر ایک ۶ ماشے باریک پیس کر چھڑکیں۔ بس حلوا تیار ہے۔ دو تولے سے پانچ تولے تک دودھ کے ساتھ کھائیں۔

فوائد: وجع مفاصل، پرانی کھانسی اور دمہ کے لیے خصوصیت سے مفید ہے۔

معجون گھیکوار مغز گھیکوار پاؤ سیر، شکر سفید، گائے کا دودھ ہر ایک سوا سیر، مغز پستہ، مغز بادام شیریں مقشر، چھوارہ ہر ایک سات تولے، زعفران خالص دو ماشے، مشک خالص ڈیڑھ ماشے۔ گھی کوار کے موٹے موٹے پٹھوں کو چھیل کر ان کا مغز لیں اور ایک کپڑے میں ڈال کر نچوڑیں اور پاؤ سیر لے کر دودھ کے ساتھ ملا کر نرم آنچ پر پکائیں۔ یہاں تک کہ دودھ کا کھویا بن جائے۔ اس کے بعد شکر سفید کا قوام بنا کر اس میں یہ کھویا ملائیں۔ اور مغزیات وغیرہ باریک پیس کر شامل کریں۔ پھر نیچے اتار کر زعفران خالص اور مشک کو عرق گلاب میں حل کر کے ملائیں۔ بس معجون تیار ہے۔ روزانہ

صبح کو دو تولے معجون دودھ کے ساتھ کھائیں۔

فوائد:۔ وجع مفاصل، پرانی کھانسی اور دمے کے لیے مفید ہے اور مقوی باہ بھی ہے۔

گھیگوار کا اچار بعض لوگ گھیکوار کا اچار بھی بناتے ہیں۔ یہ اچار پیٹ کے اکثر امراض کو دفع کرتا ہے۔ بلغم کو دور کرتا ہے۔ بھوک لگاتا ہے۔ قبض کو دور کرتا ہے۔ تلی کو کاٹتا ہے۔ اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے:۔

گھیکوار کے موٹے موٹے پٹھے لے کر ان کو دونوں طرف سے چھیلیں اور ان کو دو دو انگل کے ٹکڑے کاٹ کر تقریباً پانچ سیر لیں اور ان میں باریک پسا ہوا نمک آدھ سیر ملا کر ایک مستعمل مٹی کی ہانڈی یا چینی کے مرتبان میں ڈال کر اچھی طرح ہلائیں۔ اور منہ بند کر کے تین روز تک دھوپ میں رکھ چھوڑیں۔ اور دن میں روزانہ دو تین بار اچھال دیا کریں۔ پھر اس میں ہلدی دس تولے، دھنیا دس تولے، زیرہ سفید دس تولے، مرچ سرخ پندرہ تولے، بھونی ہوئی ہینگ ۲ تولے، اجوائن ۳۰ تولے، سونٹھ دس تولے، مرچ سیاہ ساڑھے سات تولے، پیپل ساڑھے سات تولے، لونگ ۵ تولے، دارچینی ۵ تولے، سہاگہ ۵ تولے، عاقرقرحا پانچ تولے، زیرہ سیاہ دس تولے، بڑی الائچی کے دانے ۵ تولے، چھوٹی ہڑ ۳۰ تولے، بادیان ۳۰ تولے، رائی ۴۰ تولے باریک پیس کر ملائیں، البتہ چھوٹی ہڑیں سالم ہی ڈال دیں اور چند روز کے بعد استعمال کریں۔ ایک تولہ سے تین تولے تک اس کی مقدار خوراک ہے۔

کماری آسو یہ گھیکوار کا مشہور آیورویدک مرکب ہے۔ تلی، جگر، معدہ اور آنتوں کے امراض کو دور کرتا ہے۔ پیٹ کے درد کے لیے جو کھانا کھانے کے بعد لاحق ہو، بہت جلد رفع کر دیتا ہے۔ وجع مفاصل، پرانی کھانسی، دمہ، بحران، صرع اور خون کی کمی کی شکایت کو بھی دور کرتا ہے۔ **نسخہ:**۔ گھیکوار کے موٹے موٹے پٹھے لے کر ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کسی بڑی دیگ میں ڈالیں اور ڈھک کر نرم آنچ پر پکائیں جب پٹھے نرم ہو جائیں تو دیگ کو چولھے سے اتار لیں۔ اور ہاتھوں سے مل کر سفید کھدر کے کپڑے میں نچوڑیں۔ اب یہ نچوڑا ہوا پانی پندرہ سیر لے کر کسی چکنے مٹی کے برتن میں ڈال کر اس میں پرانا گڑ ۵ سیر، شہد خالص ۲½ سیر اور لوہے کا کشتہ ڈھائی سیر ملائیں اور ساتھ ہی ان دواؤں کا سفوف شامل کریں:۔

ترکٹا (سونٹھ، مرچ سیاہ، پیپل۔ لونگ، تیز پات، چترک، پیپلا مول، بابرنگ، گج پیپل، چب، ہاؤ بیر، دھنیا، سپاری، کٹکی، موتھا، ترپھلا، (ہلیلہ، بہیڑہ، آملہ)، راسنا، برادہ دیودار، ہلدی، دارہلد، مرور پھلی، پرسارنی، کھنب، دنتی، پوکرمول، بلا، اتی بلا، کونچ کے بیج، گوکھرو، ہنگوپتری، تخم اننگن، سونف، عاقرقرحا، اٹ سٹ، اودھد، کشتہ سونا مکھی۔ یہ تمام اڑتیس دوائیں دو دو تولے اور گل دھاوا ۴۰ تولہ کم سے کم ایک مہینے تک ان سب دواؤں کو مٹکے میں بند رکھیں۔ جب دیکھیں کہ آسو اچھی طرح تیار ہو چکا ہے تو اس کو چھان کر بوتلوں میں بھر کر رکھیں۔

یہ آسو روزانہ تین ماشے سے نو ماشے تک تازہ پانی میں ملا کر کھانا کھانے کے آدھ گھنٹے بعد پئیں۔

آسو دیگر یہ نہایت مختصر نسخہ ہے، لیکن فوائد میں بہت اچھا ہے۔ درد شکم، درد قولنج اور ورم طحال کو دور کرتا ہے ملین ہے اور ہاضم بھی۔ **نسخہ:**۔ مغز گھیکوار، آب ادرک ہر ایک آدھ سیر، شہد خالص ایک سیر۔ تینوں کو ملا کر ایک مستعملہ برتن میں ڈالیں اور منہ بند کر کے چالیس روز تک کسی گرم جگہ رکھ چھوڑیں۔ اس کے بعد چھان کر بوتلوں میں رکھیں۔ کھانا کھانے کے بعد ایک سے دو تولہ تک پئیں۔

معلومات

ماں کے دودھ میں حیاتین امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کے رسالہ سے سوال پوچھا گیا تھا کہ آیا ماں جو دودھ اپنی چھاتیوں کے بچے کو پلاتی ہے اس میں بچے کے لیے کافی مقدار میں حیاتینیں موجود ہوتی ہیں یا نہیں، اور اگر ہوتی ہیں تو کتنے عرصہ تک وہ اس دودھ میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے جواب میں رسالہ مذکورہ نے لکھا ہے کہ ماں صرف وہی حیاتینیں اپنے دودھ کے ذریعہ سے مہیا کرسکتی ہے جو اس کی اپنی خوراک میں اسے ملیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ تا وقتیکہ اس کو خود ایسی خوراک نہ ملے کہ جس میں حیاتین "ج" اور "د" کی افراط ہو وہ اپنے بچے کو کافی مقدار میں یہ حیاتینیں مہیا نہیں کرسکتی۔ صرف اسی بات کو پیش نظر رکھ کر طبیب اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بچے کو اوائل عمری سے سنگترہ کا رس اور کسی نہ کسی صورت میں حیاتین "د" دینی چاہیے۔ چوں کہ حیاتین "ج" کی کمی سے مرض اسکروی کو اور حیاتین "د" کی کمی سے مرض کساح کو ظاہر ہونے میں کافی عرصہ لگتا ہے۔ اس لیے یہ بتانا مشکل ہے کہ کتنی مدت تک تنہا ماں کا دودھ اسے ان امراض سے بچا سکتا ہے۔ ان تمام باتوں کا لحاظ کرکے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ بچے کو کسی قسم کے خطرہ میں ڈالنے کے بجائے اسے شروع ہی سے ماں کے دودھ کے علاوہ ان حیاتینوں کا استعمال کرایا جائے۔

ذیابیطس کے مریض کے پیر ذیابیطس کے مریضوں کو اپنے چہروں کی صفائی سے زیادہ اپنے پیروں کی صفائی رکھنی چاہیے۔ روزانہ سونے کے لیے لیٹنے سے پہلے انھیں چاہیے کہ گرم پانی میں جس میں صابون حل کیا ہوا ہو، پانچ منٹ تک اپنے پیر رکھا کریں۔ پانی سے نکالنے کے بعد پیروں کو کامل طور پر خشک کرلینا چاہیے، بالخصوص گھائیوں کو خشک کرکے الکوہل کی ان پر مالش کی جائے اور بعد میں تھوڑی سی "لینولین" ان پر مل دی جائے۔

ذیابیطس مریضوں کے پیر کے تلوؤں پر اکثر گٹے پڑ جاتے ہیں۔ اگر کوئی تعدیہ نہ پہنچے تو وہ صرف لینولین کی مالش سے ٹھیک ہو جاتے ہیں اور نرم پڑ کر غائب ہو جاتے ہیں۔ اگر گٹے کے نیچے کچھ رطوبت سی جمع نظر آئے تو گٹے کو کاٹ کر رطوبت کو نکال دینا چاہیے اور اس جگہ کوئی قاتلِ جراثیم دوا لگا دینی چاہیے۔

ذیابیطس کے مریضوں کی جلد پر ایک خاص قسم کی کائی جسے ٹرائی کوفائی ٹوسس کہتے ہیں بہت جلد اثر کرلیتی ہے۔ پھوڑے پھنسیاں اور کاربنکل بہ کثرت نکلنے سے یہ بات تو سب کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ ذیابیطس کے مریضوں کی جلد بہت جلد نازک ہو جاتی ہے اور بیرونی تعدیوں کو بہ آسانی قبول کرلیتی ہے۔ عام طور پر ذیابیطس والوں کی جلد خشک اور کمزور سی ہو جاتی ہے، اس لیے ان کی جلد کے لیے لینولین ایک بہت ہی عمدہ غذا ہے۔

ذیابیطس والوں کو اپنے پیر کے ناخنوں کی خاص طور پر احتیاط کرنی چاہیے۔ انھیں باقاعدگی کے ساتھ کسی دست حجام سے کٹواتے رہنا چاہیے۔ بہت سے مریض اپنے ناخنوں کو تراشنے کی کوشش میں خراش پہنچا لیتے ہیں اور ان خراشوں کے راستے سے میل وغیرہ جذب ہو جاتا ہے۔ جوتا ہمیشہ آنکھ سے پسند کرانے کے بجائے خود پیر سے پسند کرانا چاہیے۔ دبانے والا یا ڈھیلا جوتا پاؤں میں چھوت کا ایک بہت ہی بڑا ذریعہ ہے۔

اگر ایسے پیر میں کوئی تعدیہ پہنچ جاتا ہے تو چوں کہ خون پیشتر ہی سے جسم کی پرورش کے ناقابل ہوتا ہے اس لیے سڑن کو دوڑنے کا اچھا موقع ہاتھ آجاتا ہے۔ سڑن کبھی کبھی بالکل معمولی چوٹوں کے بعد بھی دوڑ جاتی ہے، وہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلا کسی خارجی سبب کے خود بخود کیفیت عصبی درد پیدا ہو کر رونما ہو جائے۔ سڑن پیدا ہونے سے پہلے جلد کی رنگت نیلی پڑ جاتی ہے۔

اولادِ آدم کی غذا فقط دو گولیاں ایک عرصہ سے محققین اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ انسانی غذا کی مقدار کو زیادہ سے زیادہ کم کر دیا جائے تاکہ اُس قیمتی وقت اور توجہ کو جو غذا کے تیار کرنے اور اس کے کھانے میں صرف ہو جاتی ہے کسی ضروری کام کے لیے خرچ کیا جا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ زمانہ بہت ہی پُر لطف ہوگا جب ہم کھانے کی مصیبت سے نجات حاصل کریں گے اور چلتے پھرتے یا معروفیت کے دوران میں بھوک کے وقت فقط دو گولیاں منھ میں ڈال کر غذا کی ضرورت کو پورا کر لیا کریں گے۔

بوسٹن یونی ورسٹی امریکا کے پروفیسر ڈاکٹر روبرٹ ہاریسن نے حال ہی میں اپنے خیالات کا اظہار کر کے عالم انسانی کو محوِ حیرت بنا دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کو عنقریب مختلف قسم کے کھانوں کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ اور وہ صرف دو گولیوں کے ذریعہ سے اپنی غذائی ضرورت پوری کر سکے گا۔

انسان کے لیے اس سے بہتر کون سا مژدہ ہو سکتا ہے کہ وہ پیٹ کی اس مصیبت سے۔ ہائی پالے جس کی بدولت وہ آج تک ہزارہا مصیبتوں اور طرح طرح کی مایوسیوں اور ذلتوں سے دوچار ہوتا رہا ہے۔

یہ مسئلہ جس طرح انسان کی اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہے اسی طرح علم طب کے عام قوانین کے اندر محیر العقول تبدیلی کا سبب ہوگا ڈاکٹر موصوف کی تحقیق کے بعد جس طرح علم طب کے بہت سے اصول غیر ضروری ہو جائیں گے، اسی طرح انسان بھی روزی کمانے کی کش مکش سے نجات حاصل کر سکے گا۔ اور پھر یہ ناممکن ہو جائے گا کہ کوئی ستم زدہ روزگار دنیا میں بھوکا مر سکے، یا کوئی مفلس اور نادار غذا کی گرانی کی وجہ سے شب کی تاریک گھڑیاں بھوک کی وجہ سے گن گن کر گزارے۔ پھر یقیناً ایسا ہوگا کہ زندگی کے مصائب ایک گونہ کم ہو کر انسانی زندگی نہایت سادہ اور پُر لطف ہو جائے گی۔

یہ گولیاں، جو دودھ کے سفوف، گیہوں، جَو اور جوار کی حلاتین اور کچھ روغن سے مرکب ہیں، اس قدر ارزاں ہوں گی کہ انسان سال بھر کی غذا پانچ چھ روپے میں خرید لیا کرے گا۔

اب ہم اس خبر کے تفریحی پہلو سے ہٹ کر اس کو طبی معلومات کے معیار پر جانچنا چاہتے ہیں۔ طبی تحقیقات ہمارے سامنے یہ معلومات پیش کرتی ہیں:-

(۱) ایک انسان کی زندگی اور اس کی فعالیت کو باقی رکھنے کے لیے چوبیس گھنٹے میں کم از کم سو گرام البیومن، اسی گرام روغن، چار سو گرام مواد شکری، تیس گرام نمک اور کم سے کم تین لیٹر پانی کی ضرورت ہے۔

(۲) انسان کے اعضاءِ ہضم پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعضا قدرت نے اسی کام کے لیے پیدا کیے ہیں کہ وہ غذا کو چبائیں، اور بعض اعضا ایسے ہیں جو اس کو مقامِ ہضم تک پہنچاتے ہیں اور کچھ اعضا اس کو ہضم کرتے ہیں۔ غرض غذا کی ابتدائی کیفیت سے لے کر انتہا تک اعضا میں ایک فعالیت کا سلسلہ جاری نظر آتا ہے۔

(۳) انسانی نشوونما اور جسم کی تروتازگی کے لیے صرف کیفیت غذا ہی کافی نہیں بلکہ غذا کی ایک خاص مقدار اور غذا کو رنگ کو بھی اس سلسلہ میں کافی دخل ہے۔

(۴) معدہ اور انتڑیاں جس وقت مواد سے خالی ہو جاتی ہیں انسان کو فوراً بھوک لگنے لگتی ہے اور ان اعضا کی حرکات

لازمہ خاص مقدار غذا پر موقوف ہیں۔ ان حقائق کی رو سے اگر ان گولیوں پر نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو گولیاں جو زیادہ سے زیادہ چالیس گرام وزن کی ہوں گی۔ انسانی جسم کو اصل حالت پر باقی رکھ سکیں گی اور انسان کی اس غذائی ضرورت کو پورا کرتی رہیں گی جو کیفیت غذا کے ساتھ ساتھ مقدار غذا اور غذا کے رنگ سے وابستہ ہے۔ غرض ان دو گولیوں کا عمومی غذا کی ضرورت کو پورا کرنا کسی طرح قرین قیاس نہیں۔ اس سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ گولیاں حیاتین کی اس مقدار کو پورا کر دیا کریں گی جو ایک انسان کے واسطے لازمی اور ضروری ہے۔

بہر حال اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ محققین ہمارے لیے کس قسم کی غذا معین کرتے ہیں اور ہم کب غذا کی مصیبت سے نجات حاصل کر سکیں گے۔

زخم معدہ کے دماغی اسباب ڈاکٹر ایس۔ اے کوبا رروف نے نیویارک میں اطبا کے ایک جلسے میں بیان کیا کہ زخم معدہ کے مریضوں کی کثرت خرابیٔ غذا، جلدی جلدی کھانا، کھانے کے اوقات مقرر نہ ہونا، اور اعصاب میں تناؤ کا موجود ہونا ہیں۔ آپ نے خصوصیت کے ساتھ لوگوں کو جلدی اور گھبراہٹ میں اس طرح کھانا کھانے سے منع کیا کہ ایک آنکھ دسترخوان پر اور ایک گھڑی کی سوئی پر رہے۔ نفکرات سے آزادی، خوب چبا چبا کر کھانا، معتدل غذا اور آرام دہ ماحول ایسی چیزیں ہیں جو معدہ میں زخم پیدا نہیں ہونے دیتیں۔

جنگ کے ماحول میں انگلستان کے اندر زمانۂ صلح کی بہ نسبت معدہ کے زخم کے مریضوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ شہری آبادی ہوائی حملوں کی وجہ سے پریشان ہے۔ غذا پر بھی پابندیاں عائد ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کل کے متعلق کچھ بھروسا نہیں۔ جو لوگ حقیقتاً جنگ میں مصروف ہیں ان کے اعصاب کے تناؤ کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ ڈنکرک سے بھاگ کر آئے ہیں ان میں زخم معدہ کے مریضوں کی تعداد عام شہری باشندوں کی بہ نسبت تگنی ہے۔

ڈاکٹر اسٹاوڈیس اور ڈاکٹر گریگ نے پانچ ہزار ایسے مریضوں کا معائنہ کرنے کے بعد معلوم کیا کہ ان میں ساٹھ فی صدی ایسے تھے جن کو ہاضمے کی شکایات تھیں۔

نفرت کا جذبہ دل کو نقصان پہنچاتا ہے شہر اٹلانٹک میں حال ہی میں اطبا کے ایک جلسے میں ایک مقرر نے بیان کیا کہ نفرت کا جذبہ انسان کے دل کو نقصان پہنچاتا اور عمر کو کم کر دیتا ہے۔ مقرر نے کہا اگر ہم اپنے دشمنوں سے بھی محبت کر سکیں تو یقینی طور پر ہماری عمریں دراز ہو جائیں گی۔ کیوں کہ نفرت کے جذبات ہمارے خون کے دباؤ کو زیادہ کر دیتے ہیں اور اس طرح ہمارے دلوں پر غیر ضروری کام کا بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ مقرر نے یہ پیشین گوئی کی ہے کہ اس جنگ کے نتیجے کے طور پر دل اور شرائین کی بیماریاں بہت کثرت سے واقع ہوں گی۔ کیوں کہ جنگ میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کے جذبات میں ہیجان اور طوفان پیدا ہو رہا ہے۔ مقرر کا یہ خیال ہرگز بے بنیاد نہیں ہے۔ کیوں کہ تمام ماہرین عصبیات اور ماہرین نفسیات اس پر متفق ہیں کہ حسد، غصہ، مایوسی اور نفرت سب ایسے جذبات ہیں جو ہمارے قلب کو بالکل کمزور اور تباہ کر دیتے ہیں۔ اور یقینی طور پر ان کا اثر ہماری تن درستی اور ہمارے جسم پر بہت برا پڑتا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ نفرت کرنے والے جلدی سے مر جاتے ہیں اور ہنسنے والے بہت دیر تک زندہ رہتے ہیں۔

ہندستان میں دق کا مرض ہندستان میں تقریباً پانچ کروڑ آدمی برابر ہر سال بھر اس مرض میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ تقریباً پچاس لاکھ آدمی ہر سال اس بیماری سے مرتے ہیں۔ تقریباً تیرہ ہزار چھ سو اٹھانوے آدمی روزانہ مرتے ہیں۔ تقریباً پانچ سو ستر آدمی ہر گھنٹے فوت ہو جاتے ہیں، اور ہر منٹ میں تقریباً اڑتیس آدمی دق کی بھینٹ چڑھتے ہیں۔ گویا تقریباً ہر دو سیکنڈ میں دق سے ایک شخص ہلاک ہو جایا کرتا ہے۔

ڈاکٹر ولیم آسلر کے اصول ڈاکٹر آسلر نے بتایا ہے کہ ذاتی طور پر انھوں نے اپنے تین نصب العین مقرر کیے ہیں۔ پہلا یہ کہ آج کا کام پوری محنت اور کوشش سے کرنا اور کل کے متعلق کبھی پریشان نہ ہونا۔ دوسرا اس سنہرے اصول پر عمل کرنا کہ جو تمھارے ساتھ برائی کرے تم اس کے ساتھ بھی بھلائی کرو۔ وہ جہاں تک ان کے امکان میں ہے اپنے مریضوں اور اپنے ہم پیشہ ڈاکٹروں سے معاملہ کرنے میں اس کے پابند ہیں۔ تیسرا نصب العین یہ ہے کہ ایک اس قسم کا توازن دماغ میں پیدا کر لیا جائے کہ انسان اپنی ہر کامیابی کو ٹھنڈے دل سے اور منکسر المزاجی کے ساتھ برداشت کر سکے۔ دوستوں کی تعریفیں اسے مغرور نہ بنا سکیں۔ اور وہ ہر وقت اس کے لیے تیار ہو کہ جب رنج اور مصیبت کا زمانہ آئے تو وہ اسے اسی قدر مردانگی اور جرأت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کہ جو ایک انسان کے شایان شان ہو۔

ماں بننے کی عمر صحت کے متعلق امریکا سے جو رسالہ "ہائیجیا" کے نام سے نکلتا ہے اس کا بیان ہے کہ تقریباً اسی فی صدی عورتوں کے پہلا بچہ پندرہ اور پینتیس سال کی عمر کے درمیان ہوتا ہے۔ پہلی اولاد کی تعداد میں سے تقریباً دس فی صدی ایسے بچے ہوتے ہیں جو پینتیس سال سے اوپر عمر والی ماؤں کے پیدا ہوں۔ اور ایک فی صدی کی بھی ایک تہائی ایسے بچوں کی تعداد ہوتی ہے جو چالیس سال سے اوپر والی ماؤں کے بطن سے پیدا ہوں۔ بچے پیدا کرنے والی ماؤں کو سب سے پہلے اور سب سے آخری بچے کی پیدائش کے موقعوں پر خطرات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

ہندستان میں مویشیوں کی راس شماری موٹے حساب کے مطابق یوں کہا جا سکتا ہے کہ تمام دنیا میں جتنے مویشی ہیں ان کی ایک تہائی تعداد صرف ہندستان میں ہے۔ یہ اندازہ ڈاکٹر نارمن رائٹ نے لگایا تھا جب کہ وہ ۱۹۳۶ء میں اس غرض سے یہاں آئے تھے کہ ہندستان میں مویشیوں کی ترقی اور دودھ مکھن کی پیداوار کے متعلق تحقیقات کر کے رپورٹ پیش کریں۔ ان کا یہ اندازہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۲ء کے اعداد و شمار پر مبنی ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ تمام دنیا میں مویشیوں کی کل تعداد ساٹھ کروڑ راس کے قریب ہے جس میں سے پندرہ کروڑ بیس لاکھ راس برطانوی ہند میں اور تین کروڑ ساٹھ لاکھ دیسی ریاستوں میں ہیں۔ مویشیوں کی تعداد کے لحاظ سے دوسرا نمبر سوویٹ روس کا اور ریاست ہائے متحدہ امریکا کا تھا، جہاں ہندستان کی تعداد کے بمشکل ایک تہائی جانور ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ میں صرف ستر لاکھ راس بتائے گئے تھے۔ ہندستان کے مویشیوں کی مجموعی تعداد جو ۱۹۳۵ء کی راس شماری میں دکھائی گئی تھی اکیس کروڑ پچاس لاکھ ہے۔

ڈاکٹر رائٹ نے اپنی رپورٹ میں ہندستان کے مویشیوں سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کی قیمت کے بیان میں لکھا ہے کہ دودھ اور گھی وغیرہ جو مویشیوں سے ملتا ہے اس کی قیمت تیس کروڑ روپے ہے اور کھالوں وغیرہ سے جو قیمت حاصل ہوتی ہے وہ چار کروڑ روپے ہے۔ ڈاکٹر رائٹ نے ہندستان کے مویشیوں کی قیمت (دودھ مکھن کی قیمت شامل کر کے) ایک ارب روپے بتائی ہے۔ اور اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ اتنے بہت سے مویشیوں کی وجہ سے زمین کی زرخیزی میں جو اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اس کے ذریعے خوراک کے لیے اور تجارت کے لیے جس قدر غلہ پیدا ہوتا ہے اس کی قیمت کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔

مجرّبات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

معجون درونج عقربی اجزا :- یاقوت زرد، یاقوت رمانی، یاقوت کبود، لعل بدخشانی، مروارید ناسفتہ، مرجان، قرنفل، عنبر اشہب، مشک خالص، ابریشم اعرابی، زنجبیل، فلفل دراز ہر ایک نو ماشے، ورق طلا پچاس عدد، ورق نقرہ اسی عدد، سورنجان شیریں، خولنجان، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، تودری زرد، تودری سرخ، درچ ترکی، تخم بکائن، اندر جو شیریں، تخم بلیون، مغز تخم خیارین، ماہی روبیان ریگ ماہی، قرنفل، دارچینی، جاوتری، کبابہ، تخم گزر، جائفل، مغز حب الزلم، قسط بحری، فرنجمشک، گل گاؤزبان، مغز چلغوزہ، تخم گندنا، تخم جرجیر، سنا مکی، تخم ستیاناسی، بوزیدان، بادرنجبویہ، عود قماری، مغز بادام شیریں، مغز پستہ ہر ایک ۸ ماشے، ثعلب مصری، درونج عقربی، زنجبیل کنجد مقشر ہر ایک ۸ تولے، بلادر مدبر ۳ تولے، تریاق فاروق اعلیٰ قسم، ناگر موتھا، نخود مقشر، روغن اخروٹ، روغن کنجد ہر ایک ۲ تولے، دو تو، جدوار خطائی ہر ایک ۲۰ ماشے، مغز سر کنجشک نر خانگی ۲ تولے، جوہر خصیہ بز ۲ تولے، شہد مصفّٰی سہ چند۔

ترکیب :- کوٹنے کی دواؤں کو کوٹ چھان لیں۔ جواہر کو باریک کرکے روغن اخروٹ اور روغن کنجد میں کھرل کرلیں۔ اس کے بعد سب دواؤں کو شہد میں ملالیں۔ معجون تیار ہے۔

استعمال :- صبح کے وقت اور قابلِ برداشت ہو تو رات کو بھی ۶ ماشے سے ایک تولہ تک دودھ کے ساتھ کھائیں۔

فوائد :- تقویتِ باہ کے لیے اس کے فوائد مسلّم ہیں۔ باہ سے مایوس مریض اس کا اعتراف کرچکے ہیں کہ ازدیادِ شہوت اور نعوظِ کامل کے لیے اس معجون کا استعمال اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا۔

حبوب اکسیر باہ سم الفار، کات سفید، مغز سنگھاڑا خشک ہر ایک ایک تولہ۔ ان کو تین سو ساٹھ کاغذی لیموؤں کے رس میں کھرل کریں حتیٰ کہ خشک ہوجائے۔ پھر اس میں مشک، عنبر، زعفران، مروارید ہر ایک تین ماشے، ورق نقرہ ۴ ماشے، ورق طلا دو ماشے ملائیں اور تھوڑا سا کاغذی لیموں کا رس ڈال کر ایک دن کھرل کرکے موٹھ کے دانہ برابر گولیاں بنالیں۔

استعمال :- ایک گولی صبح اور ایک رات کا کھانا کھانے کے بعد مکھن میں رکھ کر نگل لیا کریں۔ دورانِ استعمال میں گھی دودھ خوب استعمال کریں۔ **فوائد** :- ضعفِ باہ کے مریضوں اور خاص طور پر مخلوقین کے لیے نعمت ہے۔ اس کے استعمال سے بھوک بھی خوب لگتی ہے۔

طلائے نایاب مغز گدہ سرخ نوجوان دو عدد، بھونرا سیاہ پر بریدہ ۶ عدد۔ دونوں کو ۵ تولے برانڈی میں کھرل کریں۔ پھر اس میں خراطین مصفّٰی، بیر بہوٹی، ریگ ماہی تین تین تولے، جوز بوا ۲ تولے، جند بیدستر دو تولے، مشک اصلی ایک تولہ باریک کرکے ملائیں۔ اور زردی بیضۂ مرغ ۱۰ عدد میں کھرل کرکے گولیاں بنالیں۔ خشک ہونے پر پتال جنتر سے روغن کشید کریں۔ اب اس روغن میں ہینگ خالص، جند بیدستر تین تین ماشے، مومیائی دو ماشے، اسٹرکنیا (جوہر کچلہ) ۶ رتی، فاس فورس تین ماشے خوب کھرل کرلیں۔ طلا تیار ہے۔

فوائد :- قوت کے لیے عجیب چیز ہے اور تمام نقائص دور کردیتا ہے۔ کمزور اور سست پٹھے طاقت پکڑ جاتے ہیں۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب ایم آر اے ایس (لندن) ایف ٹی ایس ایم ایم بی آنریری مجسٹریٹ، جودھ پور

چٹنی مقوی باہ اجزا :۔ ست گلو خالص ایک ماشہ، کشتہ ابرک ۴ رتی، کشتہ فولاد چار رتی، دانہ الائچی خورد ایک ماشہ، پیپل خورد ایک ماشہ مصری سفید ایک تولہ، ورق طلا ۴ عدد۔

ترکیب :۔ سب دواؤں کو کوٹ پیس لیں اور شہد خالص ۴ ½ تولے میں ملا کر چٹنی تیار کر لیں۔ روزانہ صبح کے وقت صرف ایک ماشہ چاٹ لیا کریں۔ اوپر سے دودھ نوش کر لیا کریں۔

فوائد :۔ جریان، کثرت احتلام کے لیے مفید ہے، تقویت باہ کے لیے لاثانی چیز ہے۔ غریبوں کے لیے ہزار کشتوں سے بہتر ہے۔

پرہیز :۔ کھٹائی، لال مرچ، تیل اور ثقیل چیزوں سے پرہیز کریں۔

حب بے نظیر اجزا : لیموں کا رس ایک تولہ، گھیکوار کا گودا ۲ تولے، دانہ الائچی خورد ۱۳ ماشے، اجوائن دیسی دو ماشے، نمک لاہوری حسب ذائقہ۔ چنے برابر گولیاں بنالیں۔ ایک ایک گولی کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت کھا لیا کریں۔

فوائد :۔ یہ گولیاں مقوی معدہ ہیں۔ بھوک خوب لگاتی ہیں قبض کشا بھی ہیں۔

اکسیر جریان بیج بند، تالمکھانا، سمندر سوکھ، بیج، گوند ڈھاک۔ سب دوائیں ہم وزن کوٹ چھان کر سفوف بنالیں اور برابر کی پسی ہوئی مصری ملا کر رکھیں۔ ۶ ماشے سے ایک تولہ تک دودھ سے پھانکیں۔

جناب حکیم فتح محمد خاں صاحب، خان گڑھ

برقی النسوار اجزا :۔ پوٹاسی پرمگناس ایک ڈرام، بورک ایسڈ تین ڈرام، امونیا کلورائڈ ایک ڈرام، کافور ½ ڈرام۔ ان سب کا نہایت صفائی سے سفوف تیار کر لیں۔ ضرورت کے وقت ایک چاول برابر ناک میں چڑھائیں۔

فوائد :۔ نزلہ زکام کی وجہ سے ناک بند ہو جانے کی صورت میں اس کے استعمال سے ناک کھل جاتی ہے۔ رطوبات کے سر میں رُک جانے کی حالت میں اس کے استعمال سے رطوبت بہہ جاتی ہے اور سر کا بھاری پن دور ہو جاتا ہے، بے ہوشی کی حالت میں بھی اس کو استعمال کراتے ہیں۔ (عطیہ پنڈت رام کشن صاحب سورگباشی)

جناب حکیم سردار محمد خاں صاحب فردوسی

حبوب آتشک اجزا :۔ نیلا تھوتھا بریاں ۱۳ ماشے، گل نوفل، عاقرقرحا، الائچی کلاں، فلفل سیاہ، مردار سنگ، سنگ جراحت، کشتہ فرمہرہ زرد، قرنفل کلاہ دار، کتھ سفید، اجوائن خراسانی، ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ کابلی، ہلیلہ زرد، ہر ایک ایک تولہ۔ تمام دواؤں کو پیس کر باریک کپڑے میں چھان لیں اور لوہے کی کڑاہی میں ڈال کر اس میں آدھ سیر کاغذی لیموؤں کا رس ملا دیں اور نیم کی لکڑی کے ایسے سونٹے سے جس کے منہ پر تانبے کا موٹا پیسہ پیوست کیا گیا ہو، گھوٹنا شروع کریں۔ جب دوائیں گولیاں بنانے کے قابل ہو جائیں تو جنگلی بیر برابر گولیاں بنا کر دھوپ میں خشک کر لیں۔ (ترکیب استعمال) ایک گولی صبح اور ایک شام دو تین گھونٹ تازہ پانی سے چودہ دن برابر کھائیں۔ **فوائد** :۔ ان گولیوں کے دو ہفتہ استعمال سے ہر قسم کی نئی یا پرانی آتشک بغیر قے و دست ہوئے اور بلا منہ آئے ہمیشہ کے لیے جڑ سے دور ہو جاتی ہے۔ زخم تو ان کے استعمال کرتے ہی خشک ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ ساری خرابیاں بالکل نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ ان گولیوں کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ اگر دو ہفتہ انھیں استعمال کر لیا جائے تو جسم آتشک کے زہریلے مادہ سے عمر بھر کے لیے پاک و صاف ہو جائے گا۔

پرہیز :۔ دوران استعمال میں لال مرچ، گڑ، تیل اور کھٹائی نیز مچھلی، شراب اور گوشت سے پرہیز رکھنا چاہیے۔ **احتیاط** :۔ حبوب آتشک کے استعمال سے پہلے اگر بذریعہ مسہل تنقیہ کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

رُوداد مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ دہلی

ضعفِ باہ

حالات مریض نمبر ۲۲۴۹۱ / ۱۰۸۱۱

"۔۔۔ میں ۲ برس ہوئے مشت زنی کا عادی تھا جس کی وجہ سے عضو خاص میں تمام نقائص موجود ہیں۔ شادی ہو گئی لیکن ناکام رہا۔ پیشاب میں رسوب کثرت سے آتے ہیں۔ امساک قطعی نہیں ہے۔ قبض رہتا ہے۔ ریاح زیادہ پیدا ہوتے ہیں ۔۔۔"

تشخیص: بچپن کی نامناسب عادت کی وجہ سے موجودہ شکایتیں ہیں۔

علاج: (صبح) سفوف عجیب ۶ ماشے دودھ کے ساتھ پھانکیں

(شب) قرص قلبی دو عدد حب کبیر ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں

(بعد غذا) جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے دونوں وقت کھائیں

(مقامی) دوائے تکور - طلائے شباب آور۔

حالات مابعد "۔۔۔ آپ کی بتائی ہوئی دوائیں آپ کی ایجنسی لکھنؤ سے لے کر استعمال کیں۔ بحمد للہ آپ کی کرم فرمائی نے میری ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل تک پہنچا دیا۔ آپ نے میری عزت کا خیال بھی رکھا اور دوائیں بھی زود اثر دیں۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔"

سیلان الرحم

حالات مریضہ نمبر ۷۰۰۹۸ / ۱۱۵۲۱

"۔۔۔ عمر اٹھارہ سال ہے، شادی ہوئے آٹھ ماہ ہوئے۔ تین ماہ کا حمل گر چکا ہے۔ اس وقت حمل نہیں ہے۔ رحم سے سفید مٹیالی رطوبت نکلا کرتی ہے۔ اس کا قوام پتلا ہوتا ہے۔ کمر اور پیڑو میں بہت سخت درد ہوتا ہے۔ بھوک ٹھیک لگتی ہے ۔۔۔"

تشخیص: رحم کی مخاطی جھلی کے ورم کی وجہ سے یہ شکایت ہے۔

علاج: (صبح) مستورین ایک تولہ دودھ میں گھول کر پئیں۔

(رات) حب مروارید ایک عدد، ۵ ماشے معجون سپاری پاک میں رکھ کر کھائیں۔

(بعد غذا) حب کبد نوشادری ۲-۲ عدد ہر دو وقت۔

حالات مابعد "۔۔۔ مریضہ نے دوائیں استعمال کیں۔ بہت فائدہ ہوا۔ کمر اور پیڑو میں درد کی شکایت نہیں ہے۔ سیلان الرحم کی کوئی شکایت نہیں ہے۔ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دعائے ترقی دیتے ہیں ۔۔۔"

کمزوریٔ دماغ

حالات مریض نمبر ۵۰۸۶۸ / ۱۲۴۵۱

"۔۔۔ مریض کا دماغ کمزور ہے اکثر آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے۔ رات کو ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ حافظہ بہت کمزور ہے۔ سر چکراتا ہے ۔۔۔"

تشخیص: ضعفِ قلب اور ضعفِ دماغ۔

علاج: (صبح) مفرح مشکیں ایک ماشہ دودھ کے ساتھ کھائیں

(بعد غذا) نمک جالینوس ۲-۲ عدد دونوں وقت کھائیں۔

حالات مابعد "آپ کی دواؤں سے مریض کو بے حد فائدہ ہوا مریض نے آپ کی دواؤں کی بہت تعریف کی ہے ۔۔۔"

سوزاک

حالات مریض نمبر ۳۴۱۱ / ۱۹-۱۲

"تقریباً آٹھ مہینے سے مبتلائے مرض ہوں۔ ابتداءً پیشاب میں جلن اور پیشاب میں گاڑھا پن تھا۔ تو بھی تھی۔ اس طرح ہوتے ہوتے پیشاب میں خون بھی آیا۔ ہفتہ عشرہ میں خون تو رک گیا لیکن جلن نہ گئی، اب تک پیشاب میں پیپ آتی ہے اور ٹخنوں اور گھٹنوں میں ورم ہو کر درد شروع ہو گیا ہے ۔۔۔"

تشخیص: مریض کو سوزاک ہوا۔ جواب تک ہے۔ گٹھیا بھی سوزاک کی وجہ سے شروع ہو گیا ہے۔

علاج: (صبح) قرص سوزاک ۲ عدد کو صافی ایک تولہ دودھ میں گھول کر کے ساتھ کھائیں۔

(رات) معجون عشبہ نو ماشے کھائیں۔

(مقامی) روغن اوجاع

حالات مابعد "۔۔۔ مجھے پہلے تمام انگریزی اور یونانی دوائیں فائدہ نہ پہنچا سکی تھیں۔ لیکن آپ کی چاروں دواؤں نے پہلے سکون بخشا اور پھر بے حد فائدہ پہنچایا۔ پیشاب کی جلن نہ رہی۔ مواد بند ہو گیا ہے۔ پاخانہ پیشاب بالکل صاف ہیں۔ جوڑوں کا ورم تحلیل ہو گیا ہے۔ غرض مجھے ہر طرح آرام ہے ۔۔۔"

مراسلات

مغربی بادِ صرصر کے تھپیڑے اور ہمدرد دواخانہ ہمدرد دواخانہ کے متعلق عرصہ سے ارادہ تھا کہ اپنے خیالات کا اظہار کروں مگر گوناگوں مصروفیت ومصائب سے فرصت نہ ملی۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج ان جذبات کے پیش کرنے کا موقع مل گیا جو ایک مدت سے میرے سینے میں موجزن تھے۔ محترمی! فی زمانہ جب کہ سائنس کا دور دورہ ہے طرزِ قدیم کے علوم وفنون اصول وقوانین پامال ہو رہے ہیں۔ ایسے پر آشوب زمانہ میں اکثر اشخاص دقیانوسی خیالات میں الجھ کر اور لکیر کے فقیر بن کر اپنے علوم وفنون کو نیچا دکھا رہے ہیں۔ اس وقت میرا مبحث طبِ یونانی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ طبِ یونانی ہندستانیوں کی رگ رگ میں سرایت کرکے ہر دل عزیزی حاصل کر چکی تھی مگر طبِ جدیدہ نے طبِ یونانی کی مقبولیت کو مزید صدمہ پہنچایا جو محض طبِ یونانی کے نادان دوستوں کی ہٹ دھرمی وتنگ نظری کا نتیجہ ہے۔ یہ امر بالکل صداقت وحقیقت پر مبنی ہے کہ ایسے پرفتن زمانہ میں جس ہمت، دلیری، دور بینی اور دور اندیشی کی ضرورت تھی اس کو حضرت قبلہ حکیم حافظ محمد عبد المجید صاحب مرحوم نوراللہ مرقدہ نے ہمدرد دواخانہ یونانی اسم با مسمّٰی کی بنا قائم کرکے دنیا والوں کو دکھلا دیا کہ ہم ساکن نہیں متحرک ہیں۔ مردہ نہیں زندہ ہیں۔ اور آج طب یونانی کا بجھتا ہوا شعلہ پھر تازہ ہو کر کسی پر مخفی نہ رہ جاتا۔ قبلہ حکیم صاحب مرحوم کی مساعی جمیلہ شجاعت وجوانمردی کا نتیجہ ہے کہ عام وخاص ہر قسم کے طبقات میں طب یونانی طبِ جدیدہ کے دوش بدوش ہی نہیں بلکہ مقبول ومرغوب ہے۔ دواخانہ کی مقبولیت وہر دل عزیزی اس کے خلوص اور نیک نیتی کے بیّن ثبوت ہیں۔ صرف اس دواخانہ کی بدولت دنیا کے مغربی ومشرقی ہر گوشہ میں بقراط وجالینوس اور رازی وابنِ سینا کے نام زندہ ہیں۔ مغربی بادِ صرصر کے تھپیڑوں کا مقابلہ کرنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ مگر دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ ہمدرد دواخانہ اپنے فن کی کس بلند حوصلگی کے ساتھ خدمات انجام دے رہا ہے۔ خدائے برتر سے دعا ہے کہ ہمدرد ملک وقوم کی ہمیشہ ہمدردی کرتا رہے آمین ثم آمین۔

(جناب حکیم خلیل احمد صاحب سلطان پوری)

جامعہ طبیہ دہلی میں پرائیویٹ امتحان کی تیاری کا بندوبست جامعہ طبیہ کے قواعد وضوابط کی رو سے امیدواران پرائیویٹ امتحان میں شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس میں دشواری یہ ہوتی ہے کہ امیدواران کو بطور خود کل یا بعض مضامین کی تیاری میں دقت پیش آتی ہے خصوصاً ایسے مضامین میں جن کے لیے مشاہدات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس بنا پر عرصہ دراز سے شائقینِ طب کا اصرار تھا کہ امتحان سے قبل ایسے پرائیویٹ امیدواران کی تیاری امتحان کے لیے کافی اور معقول بندوبست کیا جائے۔ اس خواہش کو جائز بلکہ ضروری سمجھتے ہوئے ذمہ داران جامعہ طبیہ ایسا انتظام کرنے کی فکر میں تھے۔ اب سالِ رواں سے ایسا بندوبست کر دیا گیا ہے۔ اور پرائیویٹ امیدواران کو تیار کرنے کے لیے لائق ومستند اساتذہ کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ جو طلبہ بدستورِ سابق بطورِ خود اپنے اپنے مقام پر تیاری کر سکتے ہیں اور ان کو تیاری کے لیے کسی استاد کی مدد کی ضرورت نہیں وہ حسبِ معمول قواعد جامعہ میں امتحان میں شرکت کر سکتے ہیں۔ اور جو طلبا جملہ یا بعض مضامین میں اساتذہ سے مدد لینا چاہیں وہ اس انتظام سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس تیاری کی فیس تعداد ونوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوگی۔ جو ایک امیدوار سے اس کے حالات کے لحاظ سے وصول کی جائے گی۔ یہ فیس خالصاً تیاری کی فیس ہوگی۔ اس کا امتحان کی فیس سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ امتحان کی فیس بہرصورت حسب قواعد وضوابط جو مقرر ہے وہ قابلِ ادا ہوگی۔ اس غرض کے لیے عام سہولت کا لحاظ رکھتے ہوئے غروب آفتاب کے بعد کا وقت مقرر کیا گیا ہے تاکہ مصروف اور کاروباری اصحاب بھی استفادہ کر سکیں۔ (ناظم جامعہ طبیہ، دہلی)

بھوپندر انٹلیہ کالج پٹیالہ کا جلسۂ تقسیم اسناد کالج کا جلسۂ تقسیم اسناد ۱۴ر دسمبر ۱۹۴۱ء بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ جناب وزیر تعلیم صاحب گورنمنٹ پٹیالہ اپنے دست مبارک سے کامیاب طلبا کو اسناد عطا فرمائیں گے۔ کامیاب طلبا کو اس تاریخ پر پٹیالہ پہنچ جانا چاہیے۔

(پرنسپل)

جوابات

(۵۹) **ورم رحم وغیرہ**: (ا) مرض میں بہت کافی پیچیدگیاں ہو چکی ہیں۔ اگرچہ آپ نے بہت تفصیل کے ساتھ حالات لکھے ہیں۔ پھر بھی اس بات کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ مریضہ کو دیکھا جائے۔ کم سے کم اتنی بات تو ظاہر ہے کہ انھیں ضعف اعصاب اور فتورِ ہضم لاحق ہے ممکن ہے کہ قبض اور گردے یا ان میں سے کوئی ایک بھی ماؤف ہو۔ بہرحال آپ یہ کر سکتے ہیں کہ انھیں ہر مرتبہ کھانے کے ایک گھنٹے کے بعد ۲۰ گرین کی مقدار میں سوڈا بائی کارب ذرا سے پانی کے ساتھ کھلا دیا کریں۔ اور دو تین شیشیاں "ایلکزیر پرو مو ڈیمرین" کی پلا دیں۔ ان چیزوں سے فائدہ ہو جائے ورنہ کسی ہوشیار معالج سے مقامی طور پر رجوع کریں۔ جو ان کا اچھی طرح امتحان کر سکے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مریضہ مجموعۂ امراض ہیں۔ ان کو یہ دوائیں جن میں سب امراض کی رعایت ہے استعمال کرائی جائیں:۔

روزانہ صبح کو قرص خبث الحدید ایک عدد، قرص مرجان دو عدد کو دوا المسک معتدل سادہ چھ ماشے میں ملا کر کھائیں۔ رات کو حب مرفا۔ بدی ایک عدد معجون سپ ری پاک نو ماشے میں ملا کر دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس نو نو ماشے کھائیں۔ قابض اور بادی غذاؤں اور تیل ترشی سے پرہیز رکھیں۔ جب خوب بھوک لگے اس وقت کھانا کھائیں۔ اور بھوک سے کم کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) طباشیر ۴ تولے، دانہ الائچی کلاں دو تولے، دم الاخوین ۴ تولے، سمندر سوکھ دو تولے، برادہ صندل سفید ۳ تولے، زہر مہرہ خطائی دو تولے، گل سپاری ۴ تولے، گل پستہ ۳ تولے، کشتہ فولاد ایک تولہ، کشتہ مرجان ڈیڑھ تولے، کشتہ سنکھ ۴ ماشے۔ سرمہ شدھ دس سرمہ کو ایک دن لیموں کے رس میں کھرل کر لیں ۴ ماشے، کشتہ مرگانک ۶ ماشے۔ سب دواؤں کو بے حد باریک کریں۔ اور پھر ان میں کشتے بھی ملا لیں۔ یہ سفوف چار رتی سے ۶ رتی تک مکھن میں ملا کر صبح کو کھائیں۔ اس کے استعمال سے کمزوریٔ قلب اور اختلاج قلب کی شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ سیلان الرحم، درد سر سے رحمی امراض میں اس کے فائدے نمایاں ظاہر ہوتے ہیں۔ ۲۰۔ ۲۵ دن مریضہ کو استعمال کرا دیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) مروارید ناسفتہ ۳ ماشے، ورق نقرہ ۳ ماشے، طباشیر ایک تولہ کو خوب کھرل کریں پھر دانہ الائچی کلاں، دار چینی، پیپلا مول، زیرہ سیاہ، فلفل کافی۔ نمک سیاہ ایک ایک تولہ کو یکے بعد دیگرے کھرل کریں۔ سفوف تیار ہے۔ صبح کے وقت ۳ ماشے یہ سفوف دودھ کے ساتھ پھانکیں۔ (حکیم سری رام)

(۶۰) **کالانی فوطہ**:۔ (ا) کسی ہوشیار معالج کو دکھائیے۔ اگر صرف پانی بھر گیا ہے تو آپریشن اس کا بہترین اور قطعی علاج ہے۔ اگر کوئی اور سبب ہے تو اس کا مناسب تدارک کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) رات کو معجون عشبہ نو ماشے کھائیں اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس نو نو ماشے کھایا کریں اور خصیہ پر یہ لیپ لگائیں: مغز تخم ارنڈ، کالی زیری، گل بابونہ، اکلیل الملک، باقلا، بھنگ، جو کا آٹا، ہر ایک دو تولے، مویز منقیٰ، میتھی ہر ایک ایک تولہ۔ سب کو پانی میں پیسیں اور نیم گرم کر کے خصیوں پر لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) روغن تلخ کو ایک سرخ رنگ کی بوتل میں بھر کر چالیس دن دھوپ میں رکھیں۔ بوتل رات کو شبنم سے بچا لیا کریں۔ اس روغن کی فوطہ پر مالش کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) شیر مدار دس تولہ میں دو تولے نمک حل کریں۔ پھر اس میں روغن بادام بیس تولے ڈال کر آگ پر پکائیں۔ جب شیر مدار جل جائے روغن چھان لیں۔ رات کے وقت فوطوں پر لگائیں اور لنگوٹ باندھ کر سو جائیں۔ عصبی ضعف کے لیے نسخہ نمبر ۵۹ استعمال کرنا چاہیے۔ (حکیم لالہ سری رام)

(ہ) سبز مازو کو بقدر مناسب پانی میں پیس کر نیم گرم کریں اور فوطہ پر لگائیں۔ جب خشک ہو جائے تو کھان بید، ریوند چینی، گل بھینسیا ہر ایک ۵ ماشے پیس کر پانی سے گوندھ کر نیم گرم اوپر سے ضماد کریں اور برگ مہوہ آگ پر سینک کر باندھیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۶۱) **نسخۂ جواہر مہرہ**:۔ (ا) جواہر مہرہ کے نسخے آپ قرابادینوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جواہر مہرہ جو عام طور پر مروج و معمول ہے، اس کا نسخہ یہ ہے:۔ زہر مہرہ خطائی پونے دو تولے، مروارید ناسفتہ، بسد، کہربا شمعی، لاجورد مغسول، یاقوت سرخ، یاقوت کبود، یاقوت زرد، یشب سبز، زمرد، عقیق سرخ، ورق نقرہ مصطگی ہر ایک ۶ ماشے۔ ورق طلا، جدوار خطائی، نارجیل خطائی، عنبر اشہب، مشک خالص، مومیائی ہر ایک ۳ ماشے۔ ہر ایک دوا کو الگ الگ کھرل کر کے باہم ملائیں اور عرق گلاب میں دو ہفتہ

تک کھرل کرکے شیشی میں محفوظ رکھیں۔ ضرورت کے وقت چار چاول سے ایک رتی تک دوا المسک معتدل جواہر والی ۲ ماشے میں ملا کر کھائیں۔
(حکیم عبد الواحد)

(ج) یاقوت سرخ، فیروزہ، کہربا شمعی، عقیق زرد، یشب سبز، زہر مہرہ اصلی، مروارید ناسفتہ ہر ایک ماشے، پکھراج ۴ ماشے، زمرد سبز چار ماشے شاخ مرجان نو ماشے، نیلم ۱۴ ماشے، مشک اصلی چار ماشے، عنبر ثمر اول ۱۰ ماشے، سب کو عرق کیوڑہ، عرق بید مشک، عرق گلاب میں تین یوم کھرل کرکے رکھیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) جواہر مہرہ کے سب نسخے تقریباً ایک ہی ہیں۔ آپ کو واقعی جواہر مہرہ کی ضرورت ہو تو ہمدرد دواخانہ سے لے کر اپنی ضرورت پوری کر لیجیے۔ حکیم محمد یحییٰ۔

(ہ) :۔ فادزہر ۲ درم، مروارید ناسفتہ، بسد، لاجورد، یاقوت احمر، یاقوت کبود، یاقوت اصفر، یشب، زمرد، عقیق۔ ورق نقرہ، مصطگی ہر ایک دو درم، ورق طلا، جدوار خطائی، نارجیل دریائی، عنبر اشہب، مشک خالص، مومیائی اصلی ہر ایک ایک درم۔ سب کو علیحدہ علیحدہ باریک پیس کر عرق گلاب میں کھرل کریں۔ مقدار خوراک دانۂ مونگ برابر۔ (حکیم آغا منصب علی)

۶۲) **ریحی علت** :۔ (۱) آپ کا کھانا صحیح طور پر ہضم نہیں ہوتا۔ گمان غالب یہ ہے کہ آپ کو نشاستہ دار اجزا لحمیہ بدقت ہضم ہوتے ہیں بہتر ہو کہ آپ چند روز کے لیے گوشت، انڈا، تمام دالیں اور ہر قسم اناج بالکل چھوڑ دیں۔ دودھ، پھل اور ایسی ترکاریں جو کچی کھائی جا سکتی ہیں کھائیں۔ ترکاریوں کو پانی میں جوش دے کر ان کا عرق یا جوشاندہ نمک اور کالی مرچیں شامل کرکے پئیں اور ترکاریوں کی بھجیا پکوا کر کھائیں۔ بظاہر یہ پرہیز بہت ناخوشگوار معلوم ہوگا۔ لیکن یہ ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ صرف چند روز کے لیے ہے۔ چند روز کے بعد جب آپ محسوس کریں کہ ریاح پیدا ہونا بند ہو گئے تو پہلے نشاستہ کی شکل میں ساگودانہ اور اجزا لحمیہ کے طور پر ایک انڈا نیم برشت استعمال کریں۔ یہ چیزیں صحیح طور پر ہضم ہونے لگیں تو آہستہ آہستہ اپنی معمولی خوراک پر آجائیے۔ غذا کے ہضم کرنے اور صحیح بھوک لگانے میں ٹہلنا آپ کو بہت مدد دے گا۔ گر روزانہ آپ چار پانچ میل شہر سے باہر کی سڑکوں پر ٹہل لیا کریں تو وہ آپ کے لیے بے حد مفید ہوگا۔ میرے خیال میں آپ کو دوا کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو "ایگزیر پیپٹین" چند روز پی ڈالیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے ہضم کو درست کرنے کی کوشش کیجیے۔ بادی اور نفاخ غذاؤں سے پرہیز کیجیے اور کھانا کھانے کے بعد نمک مرگانہ ایک ٹکیہ جوارش بسباسہ ۶ ماشے میں ملا کر کھا لیا کیجیے، اور روزانہ صبح کو جوارش جالینوس ۶ ماشے کھا کر اوپر سے بادیان ۵ ماشے، تخم کشوث ۵ ماشے، افتیمون ۳ ماشے کو عرق بادیان ۱۲ تولے میں بھیں چھان کر شربت دینار چار تولے ملا کر پیجیے۔ (حکیم عبد الواحد)

۶۳) **آلۂ مانع احتلام** :۔ (۱) یہ آلہ مفید تو ثابت ہوتا ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) یہ آلہ احتلام کو روکنے کے لیے صرف اس حد تک مفید ہے کہ اگر اس کو لگا کر سوئیں تو احتلام ہونے سے پہلے ہی آنکھ کھل جاتی ہے اور احتلام نہیں ہونے پاتا۔ لیکن مادہ تولید کی جس خرابی سے عموماً احتلام کی شکایت ہوتی ہے۔ اس کی اصلاح اس کے استعمال سے ناممکن ہے۔ یہ جرمنی کا بنا ہوا ہے۔ آج کل دستیاب ہونا تقریباً محال ہے۔ انگریزی دوا فروشوں سے دریافت کیجیے، شاید کسی کے ہاں مل جائے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) یہ ایک دندانے دار نکل پالش کا چھلا ہے۔ اس کا قطر تقریباً ڈیڑھ انچ اور وزن ایک تولہ ہوتا ہے۔ مریض سوتے وقت اس چھلے کو اپنے مخصوص عضو پر چڑھا لیتا ہے۔ احتلام سے پہلے چوں کہ عضو مخصوص میں خیزش اور تندی ہوتی ہے اس لیے اس چھلے کے دندانے عضو مخصوص میں چبھتے ہیں جس کی وجہ سے آنکھ کھل جاتی ہے اور احتلام نہیں ہونے پاتا۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیجیے کہ آپ کے لیے مفید ہوگا یا مضر۔ میرا ذاتی مشورہ یہ ہے کہ اس کے استعمال سے عضو میں خراش اور زخم ہو جانے کا قوی احتمال ہے۔　　(محمد عبد السلام سندیلوی)

۶۴) **دمہ** :۔ (۱) آپ "سُوامِن" کی انجکشن کسی ڈاکٹر کے مشورے سے لگوائیے۔ غالباً چند انجکشنوں میں آپ کی تمام شکایات رفع ہو جائیں گی۔ اگر انجکشن لگوانا پسند نہ کریں تو وہی گولیاں منہ کے ذریعہ سے کھا سکتے ہیں۔ چوں کہ آپ کی عمر بہت کافی ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ کسی ڈاکٹر کو دکھا کر اس کے مشورے سے یہ دوا استعمال کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) معجون راحت المومنین ۶ ماشے روزانہ صبح کو کھائیں اور مندرجۂ ذیل دوا بنا کر روزانہ رات کو ایک سیخ سے پان پر لکیر کھینچ کر کھا لیا کریں۔
نسخہ :۔ سم الفار دسنکھیا سفید، چار ماشے، افیون ۸ ماشے، روغن بادام شیریں چار تولے۔ پہلے افیون کو تھوڑے پانی میں حل کریں۔ اس کے بعد سم الفار باریک پیس کر ملائیں۔ اور پھر روغن بادام شیریں تھوڑا تھوڑا شامل کرکے کھرل کریں۔ یہاں تک کہ پانی بالکل نہ رہے اور سب ایک جان ہو جائیں۔ اس کے بعد شیشی میں رکھیں اور بوقت ضرورت کام میں لائیں۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) کشتہ ابرک سیاہ کم سے کم سو آتشہ چار ماشے، کشتہ ہڑتال طبقی ۲ ماشے، کشتہ شاخ گوزن شیر آک والا ۳ ماشے۔ سب کو خوب ملا کر رکھیں اور صبح کے وقت ایک رتی ڈھائی تولے مکھن میں رکھ کر نگل لیں۔ اسی طرح شام کو استعمال کریں۔ چند یوم کے استعمال سے انشاء اللہ جملہ شکایات جاتی رہیں گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) چون پراش اوبیہ کا باقاعدہ استعمال کرانا چاہیے۔ یہ ایک ویدک دوا ہے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۶۵) **ذکاوتِ حس**:- (ا) یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مریضوں کو یہ کس حد تک زیب دیتا ہے کہ طبیب کے نسخوں پر پابندیاں عائد کریں۔ اگر آپ کو ذکاوت حس کے لیے نسخہ درکار تھا تو بس اپنی ضرورت تحریر فرما دیتے اور یہ حق نسخہ لکھنے والے کے لیے چھوڑ دیتے کہ وہ خارجی یا داخلی جیسی بھی مناسب سمجھے دوا لکھے۔ آپ کی اس قسم کی شرائط شبہ میں ڈال دیتی ہیں کہ آیا آپ کو واقعی دوا کی ضرورت ہے یا صرف تجارت کے لیے ایک نسخہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) افیون ایک ماشہ کو اسپرٹ دو تولے میں حل کر لیجیے اور اس کو پھریری سے عضو مخصوص پر لگایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کافور ایک تولہ، ست اجوائن ۶ ماشے، ست پودینہ ۶ ماشے، سب کو شیشی میں بھر لیں۔ یہ خود ہی حل ہو جائیں گی۔ رات کو تین چار قطرے عضو پر لگا لیا کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) روغن کافور اور روغن موم ہموزن ملا کر عضو پر لگا لیا کیجیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(ہ) اجوائن خراسانی ایک ماشہ، کافور ۲ رتی سبز دھنیے کے پانی میں پیس کر ضماد کریں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۶۶) **بچے کی عام کمزوری**:- (ا) بچے کو "ایسٹنس سیرپ" اور "گریپ واٹر سیرپ" کچھ عرصہ تک استعمال کرائیے۔ غذا میں پھل، بالخصوص سنگترے کی قسم کے بکثرت دیجیے۔ نیم برشت انڈے اور مچھلی کا تیل بھی مفید چیزیں ہیں۔ چہرے کے داغ از خود رفتہ رفتہ چلے جائیں گے۔ (سعید بریلوی)

(ب) عام جسمانی کمزوری کو دور کرنے کے لیے بچے کو "شربت اکسیر خاص" ۶-۶ ماشے کھانا کھلانے کے بعد دونوں وقت چٹائیں۔ اور چہرے پر یہ لیپ لگا کر گھنٹے دو گھنٹے بعد نیم گرم پانی سے دھو ڈالیں: **نسخہ**:- سوڈا بائی کارب، نشاستہ، مغز بادام شیریں مقشر، سمندر جھاگ، زعفران، سرسوں زرد، گل سرخ ہر ایک ایک تولہ کو باریک پیس کر رکھ چھوڑیں، اور روزانہ صبح کے وقت بکری کے دودھ میں تھوڑا سفوف ملا کر چہرے کے داغوں پر لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) خمیرہ مروارید دو ماشے صبح اور شام کو کھلایا کیجیے اور داغوں پر صرف کاغذی لیموں ملا کیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۶۷) **دردِ مثانہ**:- (ا) میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ کے عزیز کو کوئی مرض لاحق نہیں ہے بلکہ یوں ہی دوڑنے بھاگنے سے کسی عضلہ میں درد ہونے لگتا ہے۔ احتیاطاً یہ کیجیے کہ عکس ریز کے ذریعہ سے مثانہ کی تصویر لے لیجیے، شاید کوئی پتھری ہو۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے عزیز کو اچھلنے کودنے سے منع کر دیجیے، اور ان کو صبح یا رات کو قرص زمرد ایک عدد، جوارش زرعونی عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھلائیے اور صبح و شام بعد غذا جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) بیخ کاسنی ایک تولہ، بیخ بادیان ایک تولہ، تخم کشوث بعترہ بستہ ۴ ماشے، تخم قرطم ۳ ماشے، ریوند خطائی ۳ ماشے، تخم خیارین ایک تولہ سب کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں رات کو بھگو دیں۔ صبح جوش دے کر مصری کوزہ ڈیڑھ تولے ملا کر پییں۔ اسی طرح صبح نسخہ بھگو کر اور شام کو جوش دے کر اور چھان کر پییں۔ تین چار دن میں شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۶۸) **سیلان الرحم**:- (ا) آپ اپنی اہلیہ کو "ایسٹنس سیرپ" چالیس چالیس بوندوں کی مقدار میں روزانہ تین بار پلائیں، اور چند انجکشن "گلیوکیلشن" کے لگوا دیں۔ لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ کر کے اگر کوئی اندرونی خرابی ہو تو اسے رفع کرا دیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنی اہلیہ صاحبہ کو حب مروارید ی ایک عدد معجون سپاری پاک ۹ ماشے میں ملا کر صبح و شام دونوں وقت دودھ کے ساتھ کھلائیے اگر ہضم بھی خراب ہو یا قبض کی شکایت رہتی ہو تو کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جواب نمبر ۵۹ کا نسخہ ان کے لیے فائدہ مند ہوگا۔ یہی استعمال کرائیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) ان کو سپاری پاک استعمال کرائیے یا جواب نمبر ۹ د کا نسخہ استعمال کرا دیجیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(ہ) کشتہ صدف صادق، گوند ڈھاک سانیدہ ہم وزن ملا کر رکھیں، صبح سویرے ۶ ماشہ یہ سفوف دودھ کے ساتھ پھانکیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۶۹) **ترکیب گندک سیال** (ا) ان چیزوں کا تعلق علم کیمیا سے ہے۔ طب سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) گندک سیال معدہ اور آنتوں کی اکثر بیماریوں میں مفید ہے۔ بڑھی ہوئی تلی کو تحلیل کرتا ہے، بھوک خوب لگاتا ہے اور خون کو صاف کرتا ہے۔ بنانے کی ترکیب یہ ہے:- تلوں کا تیل تین سیر، نوشادر ۵ تولے، گندک آملہ سار ۵ تولے، توتیا ۵ ماشے، خالی انڈے دس جوڑے۔ انڈوں کو اس طرح توڑ کر خالی کریں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھی طرح جڑ سکیں، اس کے بعد ان میں مذکورۂ بالا دوائیں باریک پیس کر بحصۂ رسدی بھر دیں۔ اور جس انڈے میں بھر دیا اس کے اوپر دوسرے انڈے کا خول چڑھا کر بکری کی تلی کی تین کپڑ وٹیاں کریں۔ اس کے بعد تانبے یا لوہے کے تاروں کے چھینکے بنا کر ان میں انڈوں کو الگ الگ رکھیں اور ایک کڑاہی میں تیل ڈال کر اس میں یہ چھینکے اس طرح لٹکائیں کہ انڈے تیل میں معلق رہیں۔ کڑاہی کی تہ میں نہ لگیں۔ تقریباً چار پانچ گھنٹے تک آگ دیں۔ اس کے بعد انڈوں کو نکال لیں۔ ان میں گندک سیال ہوگا۔ بحفاظت نکال کر شیشی میں رکھیں۔ بوقت ضرورت دو تین قطرے دودھ یا پانی میں ملا کر پئیں۔ (بکری کی تلی کی کپڑ وٹی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بکری کی تلی کو کپڑے پر دگڑیں اور انڈوں پر کپڑ وٹی کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جنگلی گوبھی تین حصے، گندک آملہ سار ایک حصہ۔ دونوں کو کھرل کر کے مٹی یا جون کے بینے میں ایک چینی کی پلیٹ میں رکھ کر ڈھک کر کے دھوپ میں رکھیں۔ گندک کا روغن ہو کر ایک طرف آجائے گا۔ اس کو محفوظ رکھیں۔ یہ روغن ہمیشہ سیال رہے گا۔ یہ ایک بہترین چیز ہے جو راز تھی جس کو خدمتِ فن کے خیال سے ظاہر کیا گیا ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۷۰) **پاگل پن** (ا) سب سے بہتر بات تو یہ ہے کہ مریضہ کو آگرہ کے دماغی امراض کے ہسپتال میں داخل کرا دیں یہ نہیں ہو سکتا تو "سرپل برومائڈس" استعمال کرائیں۔ اس کا خیال رکھیں کہ مریضہ کو قبض نہ ہونے پائے۔ علاج سے جلدی اُکتا نہ جائیں۔ دماغی امراض اچھا ہونے میں بڑا وقت لیتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس مریضہ کو "اکسیر شفا" ایک قرص صبح کو بکری کے دودھ کے ساتھ کھلائیے۔ تیسرے پہر معجون بارد جواہر والی چھ ماشے اور رات کو معجون نجاح دیجیے۔ کچھ دنوں تک برابر استعمال کراتے رہیے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دل سے صدمہ کو دور کرنے کی کوشش کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) میرا مشورہ تو یہ ہے کہ مریضہ کو کسی مقامی ہوشیار طبیب کے زیر علاج رکھیے۔ تاہم یہ نسخہ بھی استعمال کرا دیکھیے:- اسرول دو ماشے، سیاہ مرچ ۵ عدد، مروارید محلول دو چاول۔ تینوں دواؤں کو ایک چھٹانک پانی میں پیس کر صبح سویرے اور شام کو پلائیں۔ اس دوا کے دو تین روز کے استعمال کرنے سے شدید نزلہ ہو جائے گا۔ لیکن نزلہ کی حالت میں بھی دوا کا استعمال جاری رکھیں۔ ایک ماہ مسلسل استعمال کرائیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۷۱) **مسّے**:- (ا) اگر وہ مسّے ہی ہیں تو انہیں کاسٹک یا ایسی ٹک ایسڈ سے جلایا جا سکتا ہے، اور اگر ان دانوں میں کھجلی ہوتی ہے اور پانی رستا ہے تو وہ مسّے نہیں بلکہ چھاجن ہے اور اس پر یہ سفوف چھڑکیے:- زنک اوکسائڈ دو ڈرام، ایسڈ بورک ۳ ڈرام، کارن فلور ۳ ڈرام۔ سب دواؤں کو ملا کر سفوف بنا لیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ ان دانوں پر کچھ عرصہ تک برابر "ہمدرد مرہم" لگاتے رہیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۷۲) **پیشاب میں سفیدی وغیرہ**:- (ا) آپ کے عزیز ضعف اعصاب میں مبتلا ہیں۔ انہیں "نروبجرہ" یا "نیوروفاسفیٹس" استعمال کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ کے عزیز کا ہضم خراب معلوم ہوتا ہے۔ ان کو روزانہ صبح کے وقت قرص خبث الحدید ایک عدد جوارش جالینوس چھ ماشے میں ملا کر کھلائیے اور اگر کچھ قبض رہتا ہو تو رات کو ہلیلہ مربّٰی ایک عدد کھانے کی ہدایت کر دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) پنج مرجان، ورق چاندی، پارہ شنگرفی دو دو تولے کو گلو سبز اور ہزار دانی کے چالیس چالیس تولے رس میں کھرل کریں۔ جب خشک ہو جائے حسب معمول ٹکیاں بنا کر کشتہ کریں۔ اسی طرح گیارہ بار کشتہ کریں اور ہر بار چالیس چالیس تولے رس میں کھرل کریں۔ یہ عجیب و غریب اور موثر کشتہ تیار ہے۔ آملہ مربّٰی میں ایک چاول رکھ کر کھانا چاہیے۔ (حکیم لالہ سری رام ودساجھ)

(۷۳) **کاریخ نکلنا وغیرہ**:- (ا) غالباً بچہ دق میں مبتلا ہو چکا ہے۔ بہتر ہو کہ "کولائیڈل کیلسیم" کے انجکشن لگوائیں اور ساتھ ہی ساتھ مچھلی کا تیل پلاتے رہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس بچے کی عام صحتِ جسمانی کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ روزانہ صبح و شام "نونہال" چھ چھ ماشے اور کھانا کھلا کر دونوں وقت "شربت اکسیر خاص" ۶-۶ ماشے چٹائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۷۴) **درد سر شدید** :۔ (ا) آپ کے دوست فتور ہضم اور دائمی قبض میں مبتلا ہیں۔ اس کا علاج کرنے کی بانسبت پیٹ کا علاج کرنا زیادہ ضروری ہے۔ ان کی غذا میں چاول اور دالیں بالکل شریک نہ کی جائیں اور گوشت کا استعمال بھی برائے نام ہو رکھا جائے۔ ٹماٹر بغیر چھنا استعمال کریں۔ سبزیاں اور پھل بکثرت استعمال کریں۔ روز علی الصباح ایک گلاس ٹھنڈا پانی نہار منہ پیا کریں اور اگر بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے وقت گزرتا ہے تو اس عادت کو کم سے کم روزانہ کم سے کم چار پانچ میل تیز قدم سے ایک وقت ٹہلا کریں۔ ہاضمہ درست ہونے پر سر کا درد خود بخود رفع ہو جائے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اطریفل زمانی ۶ ماشے روزانہ رات کو سوتے وقت کھائیں اور قرص مرجان جواہر والا ایک عدد، خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر صبح کو اور جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے بعد غذا دونوں وقت کھائیں اور کچھ عرصہ تک برابر کھاتے رہیں تو امید ہے کہ اس درد سے نجات مل جائے گی۔

(حکیم عبدالواحد)

(۷۵) **اتساعِ مجریٰ قضیب** :۔ (ا) آپ نے اپنا مرض خود تشخیص کر کے اس کا نام "اتساع مجریٰ قضیب" رکھا ہے۔ میں بہت دیر تک یہ سوچتا رہا کہ آخر یہ "اتساع" کیا چیز ہے۔ مجریٰ قضیب کو تو سمجھ میں آگیا کہ آپ کی مراد مجریٰ البول سے ہے۔ لیکن عربی الفاظ کا جو بہت ہی مختصر سا خاکہ میرے دماغ میں ہے اس میں بہت کچھ تلاش و جستجو کے بعد بھی یہ لفظ نہ ملا۔ آپ کے سوال کا جواب لکھنا بھی ضروری تھا اور میرے ذوقِ تجسس نے بھی مجبور کیا تو ایک حکیم صاحب کی خدمت میں پہنچا اور انھوں نے اس کے معنی توسیع کو بتائے یعنی مجریٰ البول کا کشادہ ہو جانا۔ اب مجھے ایک مرتبہ پھر اپنی کم علمی اور ہیچ مدانی پر افسوس کرنا پڑا کیوں کہ میں یہ تو جانتا ہوں کہ بار بار اس میں سلائیاں ڈالنے سے تو یہ ممکن ہے کہ مجریٰ البول کا منہ معمول سے قدرے زیادہ کشادہ ہو جائے۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ کوئی مرض نہیں ہے۔ بفرض یہ کہ اتساع کے معنی معلوم ہو جانے پر بھی میں آپ کے سوال کا جواب دینے سے قاصر ہوں۔ اگر آپ کی مراد اس کیفیت سے ہے کہ مریض پیشاب یا دیگر رطوبات کو روکنے پر قادر نہیں رہتا تو وہ مجریٰ البول کی کشادگی نہیں بلکہ ان عضلات کا استرخا ہوتا ہے جو اس مجریٰ کا منہ بند رکھتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اتساع مجریٰ قضیب کے لیے عموماً وہی دوائیں مستعمل ہیں جو رقت و سرعت کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ بہرحال آپ یہ معجون بنا کر استعمال کیجیے جو اس شکایت کے لیے خصوصیت سے مفید ہے:۔ تال مکھانا، میدہ لکڑی، تخم اٹنگن، مغز تخم کونچ، موصلی سفید، موصلی سیاہ، بیخ بند سرخ، بیخ بند سیاہ، ثعلب مصری ہر ایک تین تولے، شقاقل دو تولے، رنج، جاوتری، سونٹھ، موچرس، جائفل دارچینی ہر ایک ایک تولہ، چھیل ۶ ماشے، دودھ کا کھویا ایک سیر، شہد آدھ سیر، قند ڈیڑھ سیر۔

شہد اور قند کا قوام بنا کر پہلے کھویا شامل کریں۔ پھر باقی دوائیں کوٹ چھان کر ملائیں۔ روزانہ صبح و شام ایک تولہ سے دو تولے تک دودھ کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۷۶) **جریان وغیرہ** :۔ (ا) بارہ سال کی پرانی بیماری اور ہر قسم کے معالجات کی ناکامی اس کا ثبوت ہیں کہ مرض نے نہایت پیچیدگی اختیار کر لی ہے۔ آپ کے لیے یہ مناسب ہے کہ کسی ہوشیار معالج سے رجوع کریں جو اچھی طرح آپ کو دیکھنے کے بعد آپ کے لیے دوا تجویز کرے اور پھر اس دوا کو آپ بہت ہی استقلال کے ساتھ استعمال کرتے رہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے عزیز کو یہ سفوف بنا کر کھلایئے اس کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو جائیں گی:۔ تال مکھانا، تخم کونچ، موصلی سیاہ، موصلی سفید، بیج بند، گوکھرو، تخم اٹنگن، بیج بل، اکلیل الملک، ساٹھی چاول، ککرس، تخم کاہو، اندر جو شیریں، ستاور، سمندر سوکھ، آرد سنگھاڑا، تخم ہالی، پوست بیخ اونٹ کٹارا ہر ایک ۶ ماشے، کشتہ قلعی، کشتہ فولاد ہر ایک تین ماشے، قند سفید دس تولے۔ دواؤں کو کوٹ چھان کر کشتے اور قند ملا کر رکھیں اور روزانہ صبح کو ۶ ماشے یہ سفوف دودھ کے ساتھ پھانکیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۷۷) **کیمسٹری کی کتاب** :۔ (ا) آپ میسرز تھیکر اسپنک اینڈ کمپنی کلکتہ سے خط و کتابت کیجیے وہ آپ کو اپنی فہرست بھیج دیں گے اس میں اپنے مطلب کی کتابیں منتخب کر کے منگا لیجیے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کیمسٹری جدید کے متعلق کئی کتابیں اردو میں موجود ہیں۔ ایک مختصر کتاب "کتاب الکیمیا" کے نام سے ہمارے یہاں بھی مل سکتی ہے اس کے علاوہ عثمانیہ یونی ورسٹی حیدر آباد دکن میں بھی اس موضوع پر کتابیں شائع ہوئی ہیں وہاں خط و کتابت کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

۷۸ **آسان اور بہتر ورزش** :۔ (ا) چلنا، دوڑنا، گھوڑے کی سواری اور تیرنا انسان کے لیے بہترین ورزشیں ہیں۔ ان سب ورزشوں میں یہ خوبی ہے کہ آدمی کو سر سے پیر تک کے تمام عضلات حرکت میں آ جاتے ہیں اور جسم بہت ہی متناسب طریقہ پر نشوونما پاتا ہے۔ ان چاروں ورزشوں میں سے آسان ترین ورزش صبح تیز چال سے ۵-۴ میل پیدل چلنا اور دوڑنا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) سب سے آسان اور بہتر ورزش صبح و شام کی پیدل ہوا خوری ہے۔ اگر آپ ورزش کے متعلق زیادہ تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہمدرد صحت کا خاص نمبر "قدرتی علاج" مطالعہ کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۷۹) **دارو** :- (۱) اپنے عزیز کو ہدایت کر دیجیے کہ وہ گوشت کھانا بالکل ترک کر دیں۔ غذا میں زیادہ تر پھلوں کا اور سبزیوں کا استعمال رکھیں۔ دوا کے طور پر "انیوفین" کی گولیاں استعمال کریں، اور اس بات کی بہت احتیاط رکھیں کہ قبض نہ ہونے پائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے عزیز کو کھانا کھانے کے بعد دو وقت معجون اذاراقی دو ماشے جوارش جالینوس ۶ ماشے میں ملا کر کھانے کی ہدایت کیجیے (حکیم عبدالواحد)

(ج) ایلوا، دار چینی، مرچ سیاہ، سونٹھ، فلفل دراز، پوست بلیلہ زرد، سہاگہ بریاں، ہینگ بریاں، تخم حنظل، بیج گلابی، مصفّیٰ، نمک سیاہ، نمک لاہوری، نمک سانبھر، نوشادر، نمک کلر ہر ایک دو تولے۔ سب کو باریک کر کے دو روز حاب گھی کوار میں کھرل کریں۔ پھر دو روز تیز ترشند سرکہ میں کھرل کر کے جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں۔ صبح و دوپہر اور شام دو دو گولیاں کھلائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۸۰) **ترکیب سفوف کیکڑہ** :- (۱) میرے خیال میں ہر ایک سفوف اسی طرح تیار کیا جاتا ہے کہ جس دوا کا سفوف تیار کرنا ہے اسے کھرل میں ڈال کر خوب باریک پیس لیا جائے۔ کیکڑے کے متعلق میں نے سنا ہے کہ اسے جلا کر اس کی خاکستر کا سفوف استعمال کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں ہمدرد دواخانہ سے آپ تیار کرا سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کیکڑا "سرطان" کو کہتے ہیں۔ سفوف سرطان کے کئی نسخے ہیں۔ ان میں سے ایک نسخہ یہ ہے۔ (یہ کھانسی، سل ودق میں خصوصیت سے مفید ہے۔ ہمدرد دواخانہ میں تیار کرایا جا سکتا ہے) ۔ تخم خطمی، گلنار، اقاقیا ہر ایک ۶ ماشے۔ مغز بادام ساڑھے دس ماشے، کتیرا، نشاستہ، گوند ببول، مغز تخم کدو، مغز تخم تربوز، مغز بہدانہ، رب السوس، طباشیر، مغز تخم خیارین، گل ارمنی، عصارہ لحیۃ التیس ہر ایک ۱۴ ماشے، باقلا چھلا ہوا دو تولے، تخم خشخاش سفید، سرطان جلایا ہوا تین تولے۔ سب کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ سات ماشے سفوف عرق گاؤزبان کے ساتھ کھائیں۔

(حکیم عبدالواحد)

(۸۱) **گلے کا درد وغیرہ** :- (۱) مریضہ کے حلق کا معائنہ کرائیے۔ غالباً حلق کے غدود بڑھے ہوئے ہوں گے۔ اگر ایسا ہے تو ان پر روزانہ صبح و شام "مینڈلس پینٹ" لگائیے۔ پینے کے لیے حسب ذیل نسخہ دیجیے:- سیرپ فیرائی آیوڈائڈ ایک ڈرام، گلیسرین ۱۵ بوندیں، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے یہ ایک خوراک ہے۔ روزانہ ایسی ایسی تین خوراکیں پلائی جائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) لعوق حب الصنوبر نو ماشے صبح کو کھلائیں، اور دن میں "سعالین" ایک ایک ٹکیہ منہ میں رکھ کر ان کا عرق چوستے رہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۸۲) **دل بیٹھنا** :- (۱) تاوقتیکہ مریض کو دیکھا نہ جائے کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے لڑکے کو "سفوف فضہ" ایک سرخ دواء المسک معتدل جواہر والی چھ ماشے میں ملا کر کم از کم تین ہفتے تک سہ پہر کو، اور قرص مرجان ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر صبح کو کھلائیے اور رات کو سوتے وقت بلیلہ مربّی ایک عدد استعمال کرائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) دواء المسک معتدل جواہر والی، خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا دونوں ہم وزن ملا کر رکھیں۔ چار ماشے صبح اور چار ماشے شام بکری کے دودھ کے ساتھ کھلائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۸۳) **انگلیوں کے دانے** :- (۱) غالباً آپ کی انگلیوں پر چھاجن ہو گئی ہے۔ ہاتھوں کو آگ کے قریب لیجانا آپ کے لیے بہت مضر ہے۔ اس لیے کھانا پکانے کا خیال ترک کر دیجیے۔ انگلیوں پر روزانہ اس سفوف کو چھڑک دیا کیجیے: ریسارسین ۳ گرین، ہائیڈرار جرائی ایمونی ایٹا ۵ گرین، زنک اوکسائڈ دو ڈرام۔ سب دواؤں کو ملا کر سفوف بنا لیں۔ اگر آپ کیلسیم کے انجکشن لگا لیں تو بہت ہی مفید ہوں گے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اندرونی طور پر "صافی" ۱۰-۱ تولہ صبح و شام پانی میں ملا کر پیجیے اور مقامی طور پر "ہمدرد مرہم" لگائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مائیں، حب القلت، نوشادر، گندھک ہم وزن لے کر خوب باریک کریں اور حسب ضرورت دوائے کر پانی اور تلوں کے تیل میں لیپ بنالیں اور دانوں پر لگائیں۔ دو گھنٹے کے بعد نیم گرم پانی سے دھو ڈالیں۔ ۱۰-۱۲ روز اسی طرح استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

سوالات؟

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہو لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی تین آنے فی سطر کے حساب سے اجرت بھیجنی چاہیے۔

(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو ۲ آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب سے ارسال کیجیے۔

(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکے گا۔

(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے۔ دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہرحال ہوگا۔

(۷) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے۔ ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔

(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دواخانے یا رسالے کے پرمٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہوں۔

---

(۸۴) عمر اڑتالیس سال ہے۔ دس سال سے خونی بواسیر کی شکایت ہے۔ گاہے کئی دن تک کثرت سے خون جاتا ہے۔ لیکن روزانہ اجابت کے وقت جب مقعد میں انگلی ڈال کر پانی سے آبدست لیا جاتا ہے تو انگلی پر خون لگ کر آتا ہے۔ مقعد کے کنارے متورم ہیں۔ مسے اندر ہیں۔
(خریدار نمبر ۱۱۰۰۳)

(۸۵) میری عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہے۔ بجز آنکھ کے سب قویٰ اچھے ہیں۔ بچپن سے آنکھ کی شکایت ہے۔ سبل اور پربال کا عارضہ تھا۔ بائیس سال ہوئے آپریشن سے پربال کی شکایت جاتی رہی مگر آنکھ میں پردہ آ گیا اور سیدھی آنکھ کی روشنی بالکل کم ہو گئی۔ چار سال بعد الٹی آنکھ کی روشنی بھی کم ہونے لگی۔ تین سال تک ڈاکٹری علاج ہوا مگر روشنی کم ہی ہوتی گئی۔ سیدھی آنکھ کا آپریشن بھی ہوا۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔ دو سال سے ایک سرمہ کو استعمال سے روشنی بڑھتی نظر آ رہی ہے۔ مگر اکثر آنکھوں میں سرخی پیدا ہو کر پانی آنے لگتا ہے۔ سر کے سیدھے حصہ میں رطوبت اور الٹی طرف کان، آنکھ اور ناک پر خشکی کا غلبہ ہے۔ الٹے کان کی سماعت بھی کم ہو گئی ہے۔ شکایت کے وقت سیدھی آنکھ اور ناک سے پانی بکثرت آتا ہے اور الٹے سے کم تر دونوں کانوں میں چار سال سے کھجلی رہتی ہے۔ ہر چند علاج ہوا مگر بے فائدہ۔ ایک سال سے کھوپڑ کا تیل ڈالنے سے شکایت عارضی طور پر چند دن کے لیے دفع ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ آنکھ کی روشنی باقی ہے۔ بجائے آنکھ کے دماغ کا علاج ہو تو ٹھیک ہو جائے گی۔ خمیرہ گاؤزبان عنبری اور جواہر والا کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے مگر دورہ نہیں رکتا۔ (خریدار نمبر ۱۲۲۷۷)

(۸۶) میرے ایک دوست کا ہاتھ جل جانے کی وجہ سے ہاتھ کی جلد خراب ہو گئی ہے کیا یہ خرابی دور ہو سکتی ہے؟ (خریدار نمبر ۴۸۵۹)

(۸۷) ۲۳ سال کی عمر میں سیدھی طرف عقل ڈاڑھ نکلنے کی وجہ سے گال اور کنپٹی کے اوپر تک ورم آ گیا جس کا آخر کار آپریشن کرایا گیا۔ زخم بظاہر اچھا ہو گیا لیکن پھر ناصور کی شکل ہو گئی۔ اکثر ورم ہو کر خون اور پیپ نکلتے ہیں۔ اب آپریشن کرانا نہیں چاہتا۔ (خریدار نمبر ۵۷۷۰)

(۸۸) میری عمر ۴۵ سال ہے۔ ۵-۴ مہینے سے سینہ میں درد ہے۔ درد کے دورہ کے وقت گلے کی رگیں کھنچ جاتی ہیں۔ گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے چلنا پھرنا مشکل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر نے فشار الدم قوی تشخیص کیا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۱۸۵)

(۸۹) شیطرج یا چیترک سیاہ تازہ کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ ایک صاحب نے آیوروید کے متعلق کہا ہے۔ کسی صاحب کے پاس آیورویدک ہو تو تحریر فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۹۱۹۲)

(۹۰) عینک سازی کی تعلیم کے لیے چند خاص مدارس یا تاجر صاحبان کے پتے مطلوب ہیں۔ جو بعد امتحان اسناد بھی عطا کرتے ہوں۔ (خریدار نمبر ۸۰۹)

(۹۱) محنت دماغی افکار اور شاید کثرت جماع کی وجہ سے کمزوری ہو گئی ہے۔ انزال جلد ہو جاتا ہے۔ خواہش کم ہے۔ دماغ پر بڑا اثر ہے۔ احتلام بھی ہونے لگا ہے۔ قبض رہتا ہے۔ عمر ۲۷ سال ہے۔ شادی ہو گئی ہے۔ ایسی غذائیں یا دوائیں تجویز کیجیے کہ جن پر عمل کرنا آسان ہو۔ (خریدار نمبر ۱۰۹۹۹)

(۹۲) میری عمر ۲۶ سال ہے۔ میرا دماغ خشک ہے۔ زکام، نزلہ اور کھانسی مطلق نہیں ہے۔ دو سال سے رات کو بجلی کی روشنی کے گرد دور سے بڑا حلقہ قوس قزح کے رنگ کا نظر آتا ہے۔ جوں جوں قریب جاؤں حلقہ چھوٹا اور پھر بالکل نظر ہی نہیں آتا۔ اکثر کا خیال ہے کہ موتیابند ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ نیلا پانی شروع ہے۔ رقیق القلب ہونے کی وجہ سے مصائب امام حسین علیہ السلام پر بہت زیادہ گریہ کرتا ہوں۔ عینک نمبر ۲ اور ۸ کی عرصہ سے لگاتا ہوں۔ (ا ع ا ز ی)

(۹۳) میری اہلیہ کو پانچ سال سے منہ میں چھالے پڑ جانے کی شکایت ہے جس کی تکلیف سے کھانا پینا تک دشوار ہو جاتا ہے۔ طحال بڑھ گئی ہے درد کمر اور خفیف قبض کی شکایت بھی ہے۔ اکثر منہ کے چھالے گرمیوں اور گرم چیزوں کے استعمال سے زیادہ تکلیف دیتے ہیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۹۳)

(۹۴) روغن کہلا مرکب بہ سم الفار کی ایسی مجرب ترکیب درکار ہے جو آسان بھی ہو۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۴)

(۹۵) ہر عمر اور ہر موسم میں استعمال کرنے کے لیے ایک ایسا نسخہ چاہیے جو مقوی اعضاء رئیسہ، مقوی باہ، دافع جریان و احتلام ہو۔ قبض کشا، کاسر ریاح، ہاضم طعام ہو اور مدر بول بھی۔ (خریدار نمبر ۶۱۴۰)

(۹۶) پچھلی سردیوں میں میں نے سونے کا کشتہ کھایا تھا جس کی وجہ سے کمزوری دماغ وغیرہ شکایتیں پیدا ہو گئیں۔ پھر باہمی لڑائی میں سر پر چوٹ آئی اور سیروں خون نکل گیا جس کی وجہ سے شدت پیاس، بھوک نہ لگنا وغیرہ شکایتیں ہوئیں۔ اب دائمی قبض ہے۔ بھوک نہیں لگتی۔ ناک میں خشکی ہے اور سانس میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۵۴۰)

(۹۷) ایک بلغمی مزاج نوجوان کے لیے ممسک، مقوی باہ، محرک اور مغلظ منی نسخہ چاہیے۔ ڈاکٹر سید احمد صاحب اور حکیم اکبر حسین صاحب خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۱۱۳۳)

(۹۸) میری ایک عزیزہ کچھ مہینے سے پائریا میں مبتلا ہے۔ ہاضمہ خراب ہے، کمر میں درد ہے۔ (خریدار نمبر ۱۲۱۰۷)

(۹۹) میرے منہ پر بہت سی کیلیں ہیں۔ چہرہ خراب ہو گیا ہے۔ مختلف علاج کیے مگر فائدہ نہیں ہوا۔ (خریدار نمبر ۱۰۳۵۷)

(۱۰۰) میرے اکیس سالہ شادی شدہ بھائی کمزوری کے شاکی ہیں۔ دماغ بھی کمزور ہے۔ گلے آئے ہوئے ہیں۔ منہ سے بدبو آتی ہے۔ کبھی کبھی آنکھوں تلے اندھیرا آجاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۵۷)

(۱۰۱) ۲۸-۲۹ سالہ مریض، ۱۷ سال کی عمر میں جلق کا عادی ہو گیا، ۲۰ سال کی عمر میں شادی ہو جانے پر جماع کثرت سے کیا۔ تین بچے ہیں۔ مریض فربہ بدن ہے۔ عضو میں کوتاہی ہے، ہاضمہ اچھا ہے۔ انتشار درست نہیں ہوتا۔ پیشاب کثرت سے آتا ہے لیکن اس میں شکر وغیرہ نہیں ہے۔ بصارت میں معمولی سی کمی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۲۲۷۳)



لیکن ماء الحیات اور قرص سحر نے اس کو دوبارہ زندگی عطا کردی

یہ مریضہ سل ودق کے تیسرے درجے سے بھی گزر چکی تھی۔ تمام ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر اس کی موت کا حکم سُنا دیا تھا۔ جب ہر طرف سے مایوس ہوگئی تو اس نے ہمدرد دواخانہ کو اپنی تکلیف لکھ کر بھیجی اس کا خط بے حد دردناک تھا۔ چنانچہ اس کے جواب میں ہمدرد دواخانہ نے دق اور سل کی دو مجرب دوائیں ماء الحیات اور قرص سحر بھیجدیں چنانچہ ان دونوں دواؤں کے چالیس روز استعمال کے بعد خاتون مذکور کی صورت بالکل بدل گئی اور انھوں نے ایک خط کے ذریعے سے اس دوا کے بہترین ہونے کی تصدیق کی ہو۔



یہ خاتون لکھتی ہیں:۔

منیجر صاحب ہمدرد دواخانہ

"میں زندگی سے مایوس ہو چکی تھی۔ آپ کی دوا نے مجھے بچا لیا معلوم نہیں کہ اس میں کیا اثر تھا کہ میں سنبھلتی چلی آئی۔ بخار جاتا رہا۔ کمزوری میں کمی ہوگئی۔ پھیپھڑوں کی سوزش کم ہوگئی۔ دوا کے استعمال کے بعد میں نے بلغم کا معائنہ کرایا تو دق اور سل کے جراثیم نابود تھے"+

مسنر۔ الیف جی۔ ایس

ماء الحیات ہمدرد دواخانہ کا وہ نایاب عرق ہو جو ایک ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہو جو صرف ہمدرد دواخانہ ہی کو حاصل ہو۔ اس عرق کے بدن میں پہنچتے ہی دق اور سل کے جراثیم مرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ عرق دق اور سل کے جراثیم کو قطعی طور پر فنا کر دیتا ہو اور مریض خود بخود سنبھلتا چلا آتا ہو۔

قرص سحر:۔ اس عرق کے ساتھ قرص سحر کو اس لیے لگایا گیا ہو کہ ان قرصوں سے مرض کی گئی ہوئی طاقت واپس آئے۔ چنانچہ ماء الحیات تو مرض کو دور کرتا ہو اور قرص مریض کو تندرست کرتے ہیں

دق اور سل کا نیا علاج:۔ ہمارے اس طریق علاج کو دق اور سل کا بالکل نیا علاج تسلیم کیا جا چکا ہو اور خدا کے فضل سے اس وقت تک بے شمار مریض تن درست ہو چکے ہیں۔ چالیس روز میں یقینی طور پر شفا ہو جاتی ہو۔

ماء الحیات چونکہ عرق ہو اس لیے فرمائش بھیجتے وقت بذریعہ ریل طلب کیجیے ورنہ محصول بہت زیادہ لگے گا۔ رفاہِ عام کی غرض سے ان تیر بہدف دواؤں کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہو یعنی قرص سحر فی ٹکیہ ۲ اور ماء الحیات فی بوتل جو بارہ روز کے لیے کافی ہو، دو روپے (روزانہ ایک ٹکیہ اور ۵ تولے عرق دیا جاتا ہو)

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی



ہر عقلمند ماں بچّہ کے لیے

نونہال

گھر میں رکھتی ہی!



کیونکہ یہ دوا بچوں کے ہر مرض کے لیے اکسیر ہی۔ بدہضمی، دستوں کا آنا، قبض، بچّوں کا نزلہ زکام، اور دانت نکلنے کی تکلیفیں اس دوا سے بہت جلد رفع ہوجاتی ہیں۔ یہ دوا جدید سائنٹفک اصولوں پر تیّار کی گئی ہی اور اس میں وہ اجزا ڈالے گئے ہیں جو بچّوں کو قوی اور تن درست بناتے ہیں۔

قیمت:- فی شیشی جو ایک عرصے کے لیے کافی ہی آٹھ آنے ۸

ہمدرد دواخانہ یونانی - دہلی

جوانی، صحت اور تن درستی کی تباہی کا پیش خیمہ

معدے میں غلاظت کا انبار

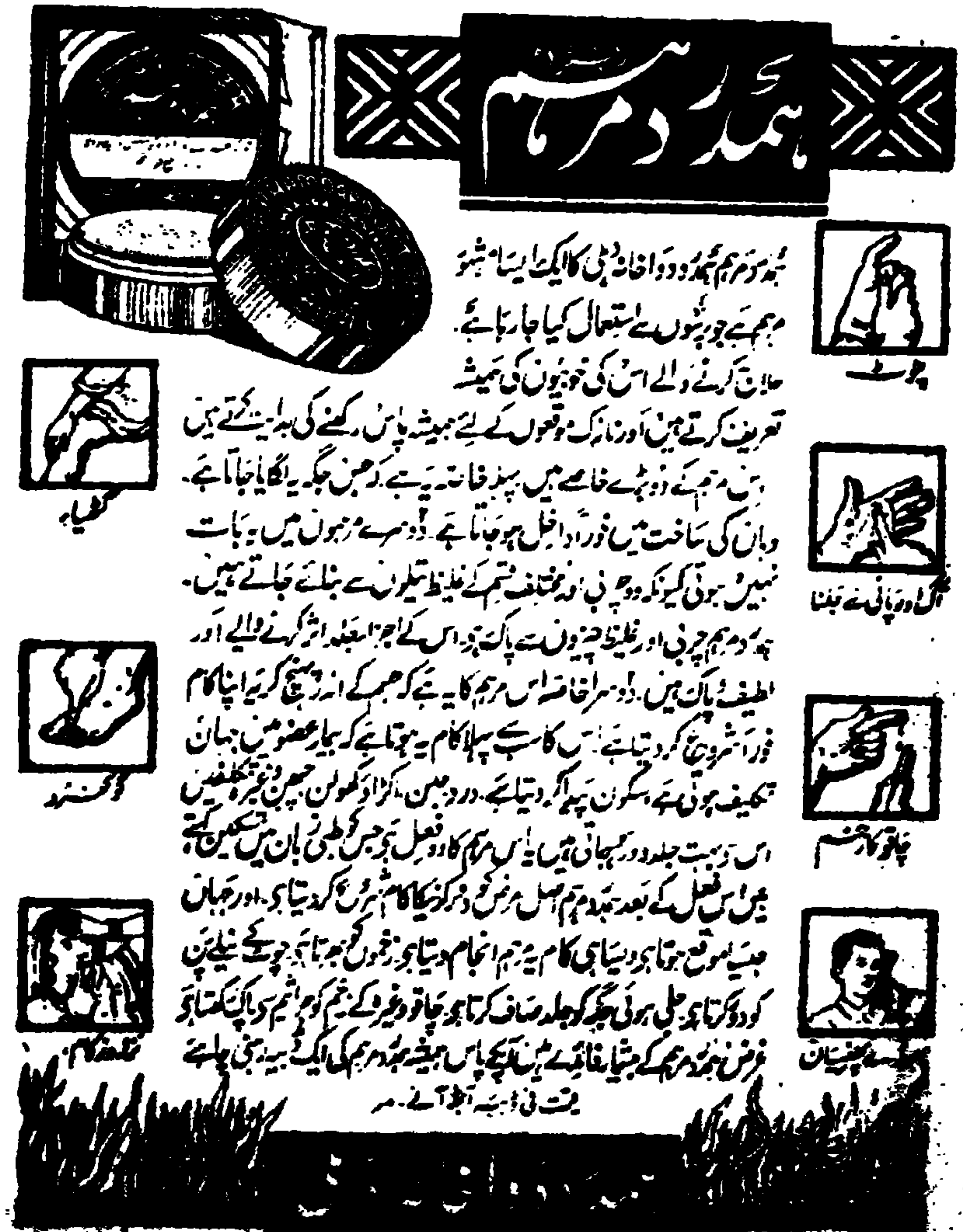
جب انسان کے معدے میں غلاظت جمع ہونے لگتی ہے تو انسان کے معدے اور جگر کا فعل خراب ہوجاتا ہی اور معدے کا زہر تمام جسم میں پھیلنے لگتا ہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ جوانی، صحت اور تن درستی برباد ہوجاتی ہی۔ اِس خطرے سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے "معجون مقوّیٔ معدہ" استعمال کیا کیجیے۔ یہ معدہ کی غلاظت کو دھو ڈالتی ہی۔ معدہ کی خرابی کی وجہ سے جتنی بھی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان کو دور کرتی ہی۔ وہ باہ کی کمزوری جو معدہ کی خرابی کے زہریلے اثرات سے پیدا ہوجاتی ہی، اُسے رفع کرتی ہی۔ قبض کی شکایت جاتی رہتی ہی۔ بھوک



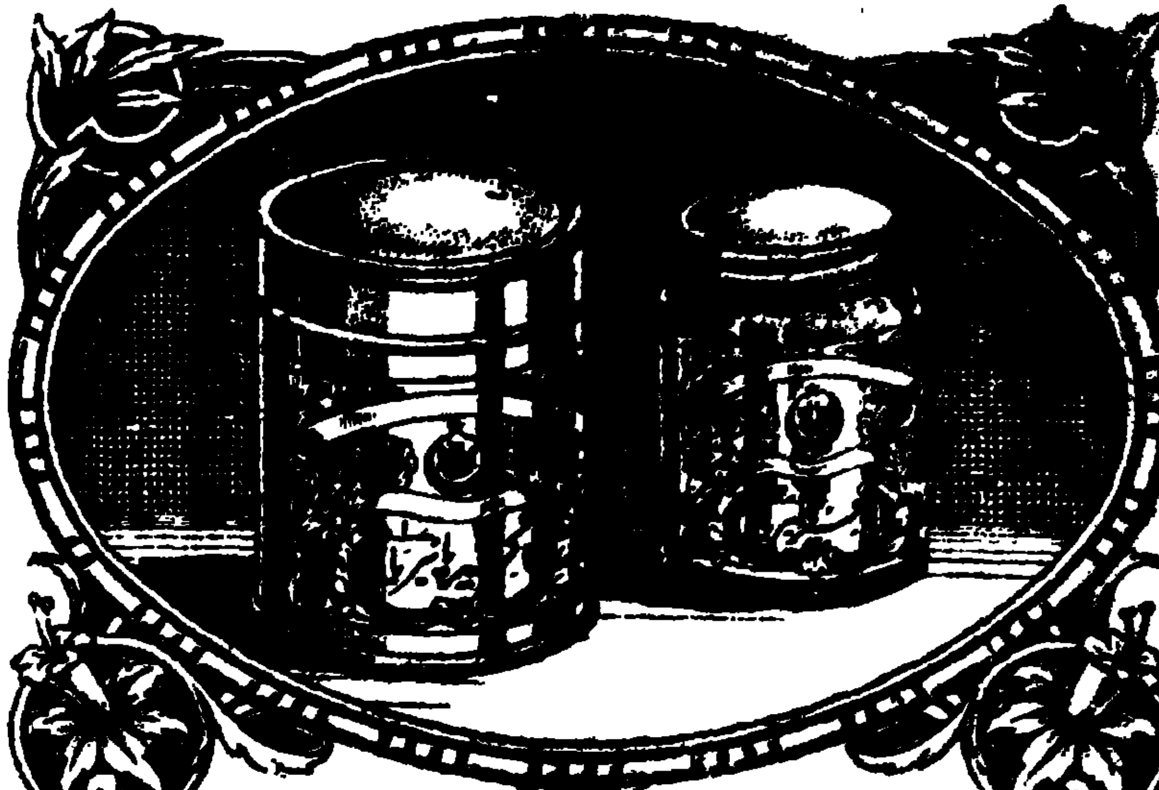
بہت زیادہ بڑھ جاتی ہی۔ معدہ کے لیے لاجواب چیز ہی۔ بیس دن کے لیے ایک ڈبیہ کی قیمت دو رُپے عہ



ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی


ہمدرد مرہم
ہمدرد مرہم ہمدرد دواخانہ دہلی کا ایک ایسا مشہور
مرہم ہے جو برسوں سے استعمال کیا جا رہا ہے۔
استعمال کرنے والے اس کی خوبیوں کی ہمیشہ
تعریف کرتے ہیں اور نازک موقعوں کے لیے ہمیشہ پاس رکھنے کی ہدایت کرتے ہیں
اس مرہم کی دوسری خاصیت میں سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ جس جگہ یہ لگایا جاتا ہے
وہاں کی ساخت میں فوراً داخل ہو جاتا ہے۔ دوسرے مرہموں میں یہ بات
نہیں ہوتی کیونکہ وہ چربی اور مختلف قسم کے غلیظ تیلوں سے بنائے جاتے ہیں۔
ہمدرد مرہم چربی اور غلیظ چیزوں سے پاک ہے۔ اس کے اجزا بعجلد اثر کرنے والے اور
لطیف و پاک ہیں۔ دوسرا خاصہ اس مرہم کا یہ ہے کہ جسم کے اندر پہنچ کر یہ اپنا کام
فوراً شروع کر دیتا ہے۔ اس کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ بیمار عضو میں جہاں
تکلیف ہوتی ہے سکون پیدا کر دیتا ہے۔
ہمدرد مرہم کے
قیمت فی ڈبیہ آٹھ آنے۔
چوٹ
آگ اور پانی سے جلنا
چاقو کا زخم

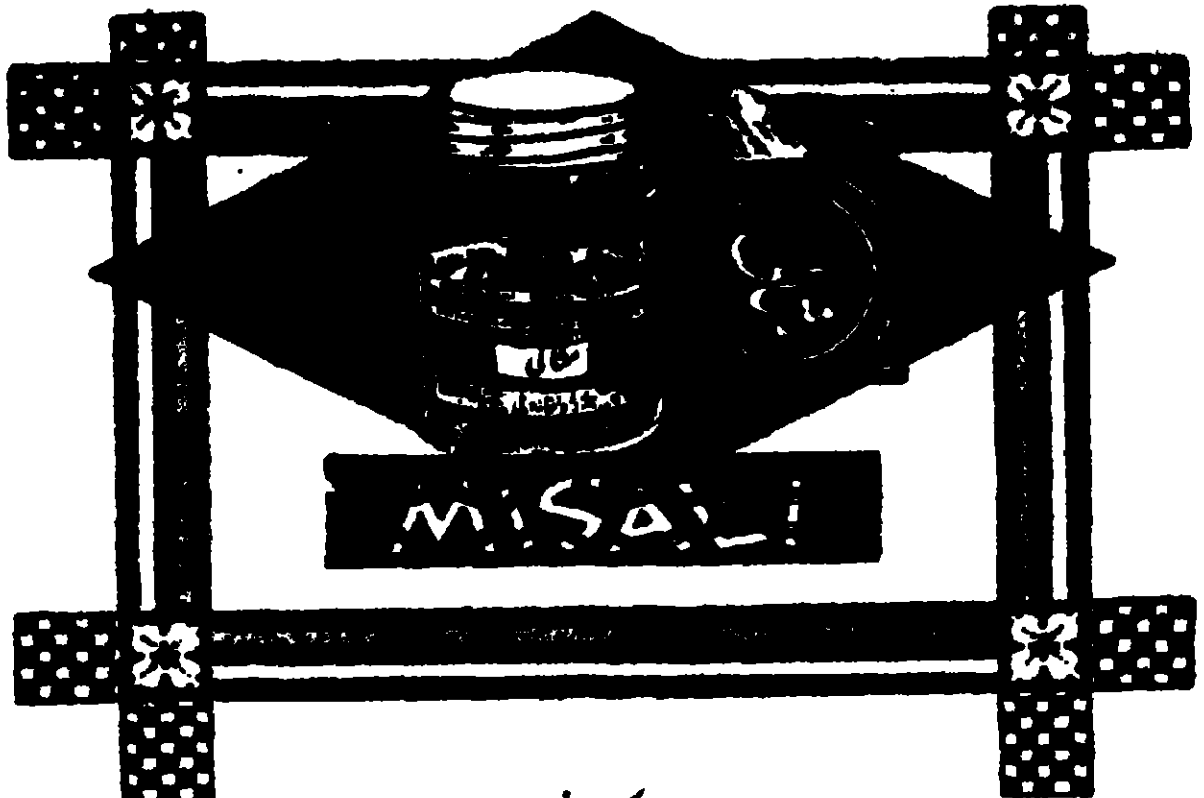

عرق سوزاک
سوزاک کیلئے دنیا میں بہترین دوا
ہر قسم کے سوزاک کیلئے آزمائی ہوئی دوا ہے۔ سوزاک خواہ نیا ہو یا پرانا
ایک دو خوراک میں ہی اثر ظاہر ہوتا ہے۔
پیشاب کی تکلیف فوراً رفع ہو جاتی ہے
قرحہ کو جلد بھر دیتا ہے۔ سوزاک کے جراثیم
کی افزائش کو روکتا ہے۔
ایک شیشی میں نو خوراک
عرق کی قیمت فی
شیشی دو روپے چار آنہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی



اکسیر پائیریا
رجسٹرڈ

پائیریا کے لئے طب یونانی کی بہترین دوا ہے۔ مسوڑھوں کے ورم اور جریان خون کو دفع کرتی ہے۔ مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے۔ دانتوں کو گرنے سے بچاتی ہے۔ پیپ کی پیدائش کو بند کر کے گندہ دہنی کی شکایت سے نجات دیتی ہے۔ اکسیر پائیریا سے مراد دو چیزیں ہیں۔ (۱) کلی کی دوا (۲) منجن۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہے۔ قیمت دو روپے

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی



مثالی

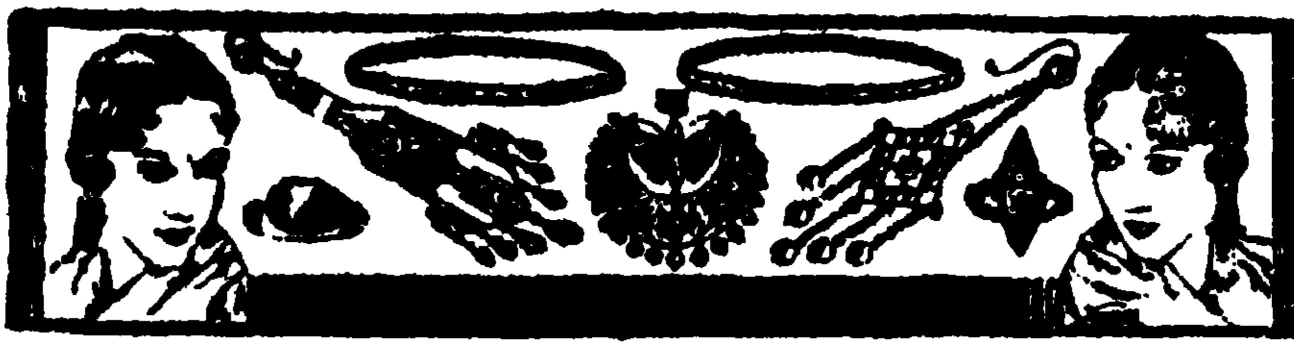
احتلام جسم انسان کا نہایت خوفناک دشمن ہے۔ اس کے لئے "مثالی" دنیا میں لاثانی دوا ہے۔ ہمدرد دواخانہ کی مجلس تجربات نے اس کو بے شمار تجربوں کے بعد بہت ہی کاوش سے تیار کیا ہے۔ احتلام ایک دو خوراک ہی میں رک جاتا ہے مگر فریہ ہے کہ اعضائے تناسلی میں کسی قسم کا نقص پیدا نہیں کرتی بلکہ ان کو ایک حد تک قوی بنا دیتی ہے۔ ایک مریض کے لئے مثالی کی ایک شیشی بالکل کافی ہے۔

قیمت فی شیشی چوبیس خوراک تین روپیہ
مفصل فہرست مفت طلب فرمایئے



ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

پچاس ہزار روپیہ کے زیورات تقسیم ہو رہے ہیں



ہماری غیر فانی ایجاد منروا گولڈ نے ہندوستان بھر میں وہ شہرت حاصل کرلی ہے کہ اب نہ اسے کسی تعارف کی ضرورت ہے نہ تعریف کی معزز صاحب اور ہندوستان کے اخبارات نے دل کھول کر اس کی تعریف کی ہے۔

ملک ایچ۔ آر آنند صاحب نینی تال سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کا بکس ملا خوبصورت زیورات دیکھ کر سب لوگ خوش ہوئے واقعی آپ کی اس ایجاد نے دنیا کی ایک بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ مبلغ چھیاسٹھ روپیہ ارسال خدمت ہیں اس کے زیورات ارسال فرمادیں۔ بعد ازاں اور بھی کافی آرڈر دئے جاویں گے۔

دنیا مانتی ہے کہ منروا گولڈ ہی ایک ایسا کیمیائی سونا ہے جس کا رنگ عرصہ تک خراب نہیں ہوتا۔ اس دعوے کی تصدیق میں ہزاروں تعریفی خطوط ہمارے دفتر میں موجود ہیں۔ ہر قسم اور ہر ڈیزائن کے فینسی زیورات ہمارے اسٹاک میں موجود ہیں۔

منروا گولڈ کو مزید شہرت دینے کے لئے ہماری فرم نے تین دیدہ زیب مختلف قسم کے سپیشل سنگار بکس تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے

سپیشل سنگار بکس ۱ اس کے اندر ایک بڑھیا گلے کا ہیرا پین دو جوڑی کان کے بندے ایک جوڑی براس لیٹ دو جوڑی چوڑی ڈائمنڈ کٹ ایک سٹ بٹن اسٹنڈ بمبئی فیشن دو عدد انگوٹھی زنانہ بمبئی فیشن۔

سنگار بکس ۲ اس میں دو جوڑی فینسی ڈائمنڈ کٹ چوڑیاں ایک سیٹ بٹن اسٹنڈ ایک جوڑی کان کے بندے دو انگوٹھی بمبئی فیشن زنانہ۔

سنگار بکس ۳ اس میں دو جوڑی چوڑی ڈائمنڈ کٹ۔ ایک جوڑی کان کے بندے ایک انگوٹھی بمبئی فیشن۔

مندرجہ بالا ہر سہ سنگار بکسوں کی قیمت بموجب پرائس لسٹ ۱ چالیس روپے ۲ بیس روپے ۳ دس روپے بالترتیب ہے لیکن اسے ہر گھر میں بطور تحفہ پہنچانے کے لئے مزدوری زیورات و خرچ وغیرہ پورا کرنے کے لئے ایک محدود عرصہ تک سپیشل سنگار بکس ۱ بارہ روپے ۲ پانچ روپیہ آٹھ آنہ ۳ تین روپیہ آٹھ آنہ رکھی گئی ہے۔ اس بے نظیر موقع سے فائدہ اٹھائیے۔ اور آج ہی ایک بکس کا آرڈر دیجئے۔ محصول ڈاک آٹھ آنہ تین بکس منگوانے پر محصولڈاک معاف۔ منروا نیو گولڈ سوائے ہمارے کسی جگہ سے نہ ملیگا مضمون محفوظ

سول ایجنٹس منروا گولڈ۔ برما سیلون اور انڈیا۔

ملنے کا پتہ: منیجر دی بانسل برادرز سکشن (ایچ۔ ایس۔ ڈی) بٹالہ (گورداسپور) پنجاب

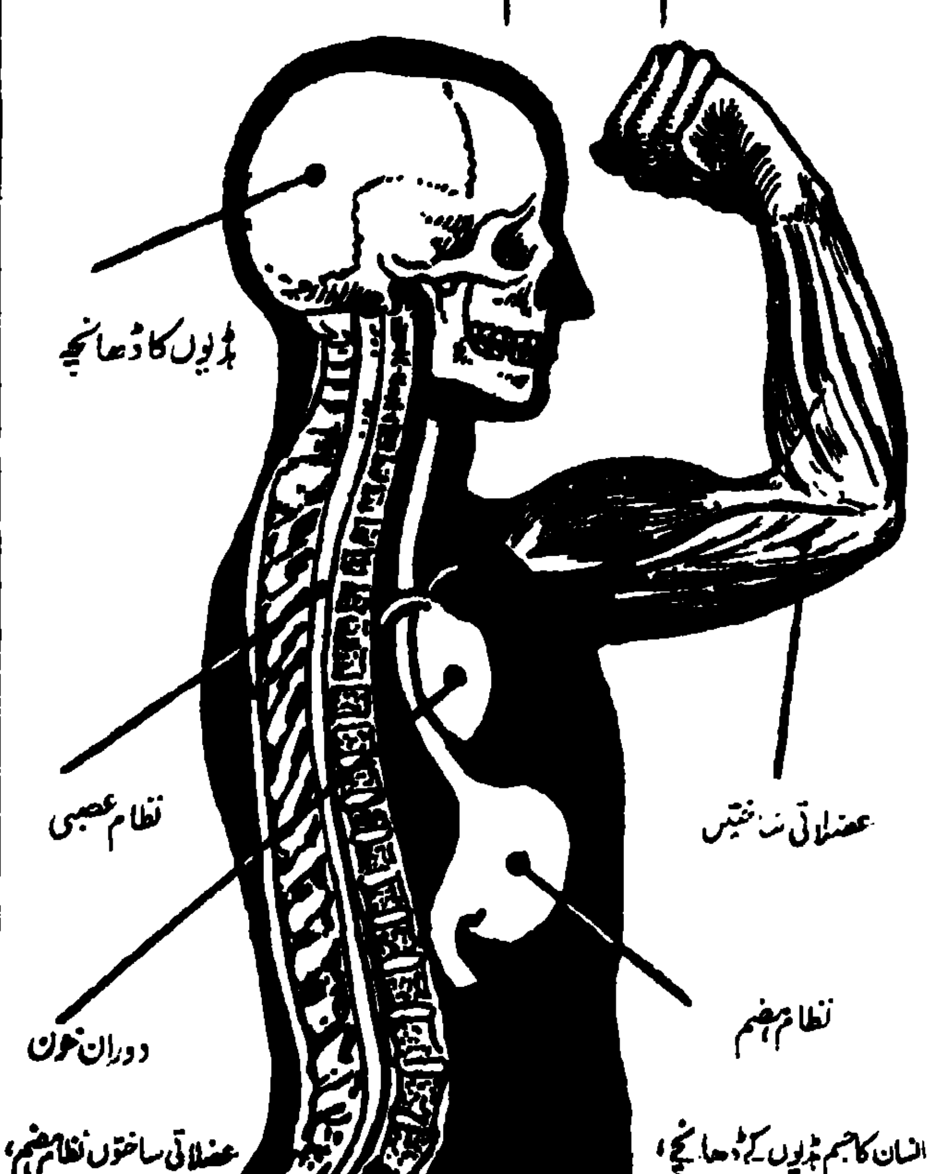
موسمِ سرما میں صحت وشباب کی دولت

آپ اس سے کیوں محروم ہیں؟

موسم سرما کی اہمیت ۔ یہ بات عام طور پر سب لوگوں کو معلوم ہے کہ جاڑے کا موسم ہندوستان کا بہترین زمانہ ہے۔ اس میں جسم کی مشین پوری سرگرمی سے اپنے کام انجام دیتی ہے۔ معدہ، جگر اور آنتوں میں غذا کو ہضم کرنے اور اس سے بہترین خون بنانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس موسم میں جگر اچھے خون کا کافی ذخیرہ تیار کر کے رگوں میں بھیج دیتا ہے جو دوسرے موسموں میں بھی کام آتا ہے۔ گرمیوں میں تحلیل زیادہ ہوتی ہے اور جو چیزیں زندگی برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں وہ بھی تھوڑی بہت تحلیل ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھنڈے ملکوں میں گرم ملکوں کی نسبت اوسطِ عمر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ سردی روح، حرارتِ غریزی اور خون کو محفوظ رکھتی ہے، جن پر مدارِ حیات ہے۔ گرمی میں غذا کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور پانی کی طلب بڑھ جاتی ہے، اس لیے ہضم درست نہیں رہتا۔ معدہ اور آنتوں کی اکثر شکایات محض اسی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ برسات گرمی سے بھی خراب ہے۔ برسات میں معدہ اور دوسرے آلاتِ ہضم کی حالت اچھی نہیں رہتی ذرا سی بے احتیاطی سے مہلک بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خنکی اور ٹھنڈی ہواؤں کی تلاش میں اکثر صاحبانِ دل پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ مصوری اور کشمیر کی گلپوش وادیوں میں اُن دلچسپیوں کو ڈھونڈتے ہیں جو سردی کے موسم میں ہر جگہ مل جاتی ہیں۔

شباب اور سرما کا تعلق جوانی اور سردی میں نہایت گہرا اور شاعرانہ تعلق ہے۔ یہ موسم جذبات پر وہی اثر کرتا ہے جو شباب کی رعنائیاں اور طوفان انگیزیاں خیالات و محسوسات پر کیا کرتی ہیں۔ جس طرح کھانے پینے کی خواہش ہضم کی طاقت اور خون پیدا کرنے کی صلاحیت اس موسم میں بڑھ جاتی ہے اسی طرح جذبات میں بھی زندگی کی روح دوڑ جاتی ہے۔ خون پیدا کرنے والی غذائیں اور رگوں، پٹھوں اور دل و دماغ میں قوت و طاقت کی بجلیاں بھر دینے والی دوائیں اس موسم سے گہری مناسبت اور خصوصیت رکھتی ہیں مخصوص طور پر قوتِ باہ کے متعلق دواؤں کے استعمال کا یہی موسم ہے اور شباب حقیقت میں اسی چیز کا نام ہے۔ ورنہ سیاہ بالوں اور سرخ و سفید گالوں پر جوانی کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ جوانی دل کی زندگی کا نام ہے اور دل کی زندگی کا ثبوت صنفی خواہشات و جذبات کے اس پیام بر ہی سے مل سکتا ہے جسے قوتِ باہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو دوائیں باہ میں ہیجان اور جوش پیدا کرتی ہیں، مثلاً مشک عنبر، زعفران، مایۂ شتر اعرابی وغیرہ، وہ بالعموم گرم ہوتی ہیں۔ گرمی یا برسات میں ان کے استعمال سے بہتر اور دیرپا نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جاڑوں میں مقوی دواؤں کے کھانے اور ہضم کرنے کا عقیدہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ گاجر اور انڈے وغیرہ کے حلوے جاڑوں کے ساتھ وہی خصوصیت

جسم کے عام نظامات



انسان کا جسم ہڈیوں کے ڈھانچے، نظام عصبی اور دوران خون کا مالک جسم کے ہر نظام میں از سرِ نو

عضلاتی ساختوں نظام ہضم، ہی کا دوسرا نام ہے۔ ہمدرد جان ڈالتا ہے۔

رکھتے ہیں جو آم، امرود اور دوسرے میووں کی بہار کو اپنے موسم سے ہو سکتی ہے۔

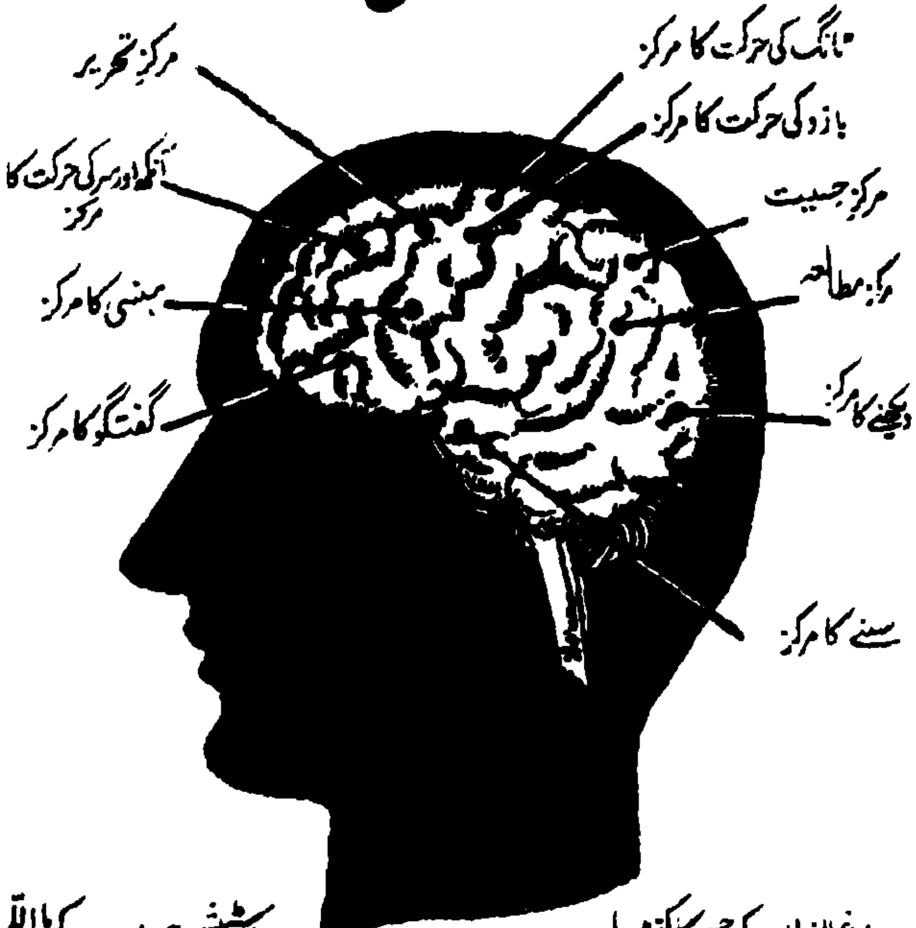
جاڑوں کا بہترین تحفہ، جو صحت جوانی، حوصلہ مندی اور تن درستی کی تمام خصوصیات کو برقرار رکھنے کا زبردست ضامن ہے آپ کو معلوم ہے کیا ہے؟ اگر یہ سوال ہندوستان کے کسی عقلمند اور تجربہ کار شخص سے کیا جائے تو وہ صرف یہی کہے گا:

"ماءُ اللحم"

واقعہ یہ ہے کہ ماءاللحم دنیا کی عجیب ترین ایجاد ہے۔ اس کے موجد نے اپنی عقل و ذہانت کے زبردست کمالات کا اس میں ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقیوں کے دَور میں بھی داد دیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ اس میں جسم انسانی کے تمام نقائص کو دور کرنے کی قابلیت موجود ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدہ، بینائی، حافظہ اور باہ کو قوت دینے میں اس کے مقابلہ کی کوئی دوا آج تک منظر عام پر نہیں آئی۔ اس میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کو جدید اصول اور سائنس کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بدن کے جملہ ضروری اجزا کی حامل نظر آئیں گی۔ اس میں فولاد، چونا، کلورین، میگنیشیم، سوڈیم، پوٹاشیم، آیوڈین اور جسم کو پرورش کرنے اور طاقت و صلاحیت بخشنے والے سارے عناصر موجود ہیں۔

ماءُ اللحم کیا ہے؟ فوائد اور منافع کی اس طویل گرچہ فہرست کو دیکھ کر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ماءاللحم ہے کیا چیز؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ماءُاللحم ایک قسم کا خوشبودار، خوش رنگ اور نہایت دل فریب عرق ہے، جو سیب، انگور، انار، ناشپاتی، بہی، امرود، انناس اور دوسرے تازہ مفید اور خوش ذائقہ میووں، مشک، عنبر، زعفران، اور دوسری قیمتی اور نایاب دواؤں نیز جسم کو بہترین طریقے پر پرورش کرنے والی غذاؤں کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے میں قوت، رُوح، خون اور غذائیت، سرور اور نشاط، امنگ اور حوصلے کا طوفان پوشیدہ ہے۔

دماغ



دماغ انسان کے جسم کا کنٹرول اسٹیشن ہے۔ ہمدرد کے ماءاللحم کے باقاعدہ استعمال سے دماغ کا ہر مرکز قوت حاصل کرتا ہے۔

ماءاللحم اور دُوسری مقوّی غذائیں

ماءاللحم اور دوسری مقوّی غذاؤں میں کافی فرق ہے جو ماءاللحم کے امتیاز اور برتری کی مضبوط ضمانت ہے۔ ماءاللحم تمام قوتوں پر فوراً اثر کرتا ہے۔ یہ حلق سے اترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ معدے میں بہت کم ٹھیرتا ہے اور بہت جلد جگر میں پہنچ کر خون اور روح میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسم اور روح کی پرورش اور تربیت کرنے والے تمام اجزا اس میں موجود ہیں۔ اس کی مقدار خوراک بہت کم ہے۔ دوسری مقوی غذائیں ہفتوں اور مہینوں میں جو کام کرتی ہیں وہ ماءاللحم چند گھنٹوں اور چند دنوں میں کر دیتا ہے۔ ماءاللحم اپنی لطافت اور پاکیزگی کے باعث معدہ اور دوسرے اعضاءِ ہضم پر کوئی بار ڈالے بغیر خون بن جاتا ہے۔ معدہ اور آنتوں پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔

شراب اور ماءاللحم۔ ماءاللحم کے دوسرے فائدوں کو دیکھ کر ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ فائدے شراب سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شبہ بالکل بے حقیقت ہے۔ شراب سے ایک عارضی کیف تو ضرور پیدا ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ آگ کی یہ سیال چنگاریاں دل، دماغ، معدہ، جگر اور پھیپھڑوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں۔ رُوح اور خون کو پھونک ڈالتی ہیں۔ ماءاللحم میں نہ صرف یہ نقصانات ہی نہیں بلکہ یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ماءاللحم اور شراب میں وہی فرق ہے جو شیطان اور فرشتے میں ہو سکتا ہے۔ جو برگشتہ نصیب ہزاروں روپے کے ساتھ ہی اپنی صحت و جوانی کو بھی شراب پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں کاش وہ کچھ دن ماءاللحم پی کر بھی دیکھیں۔

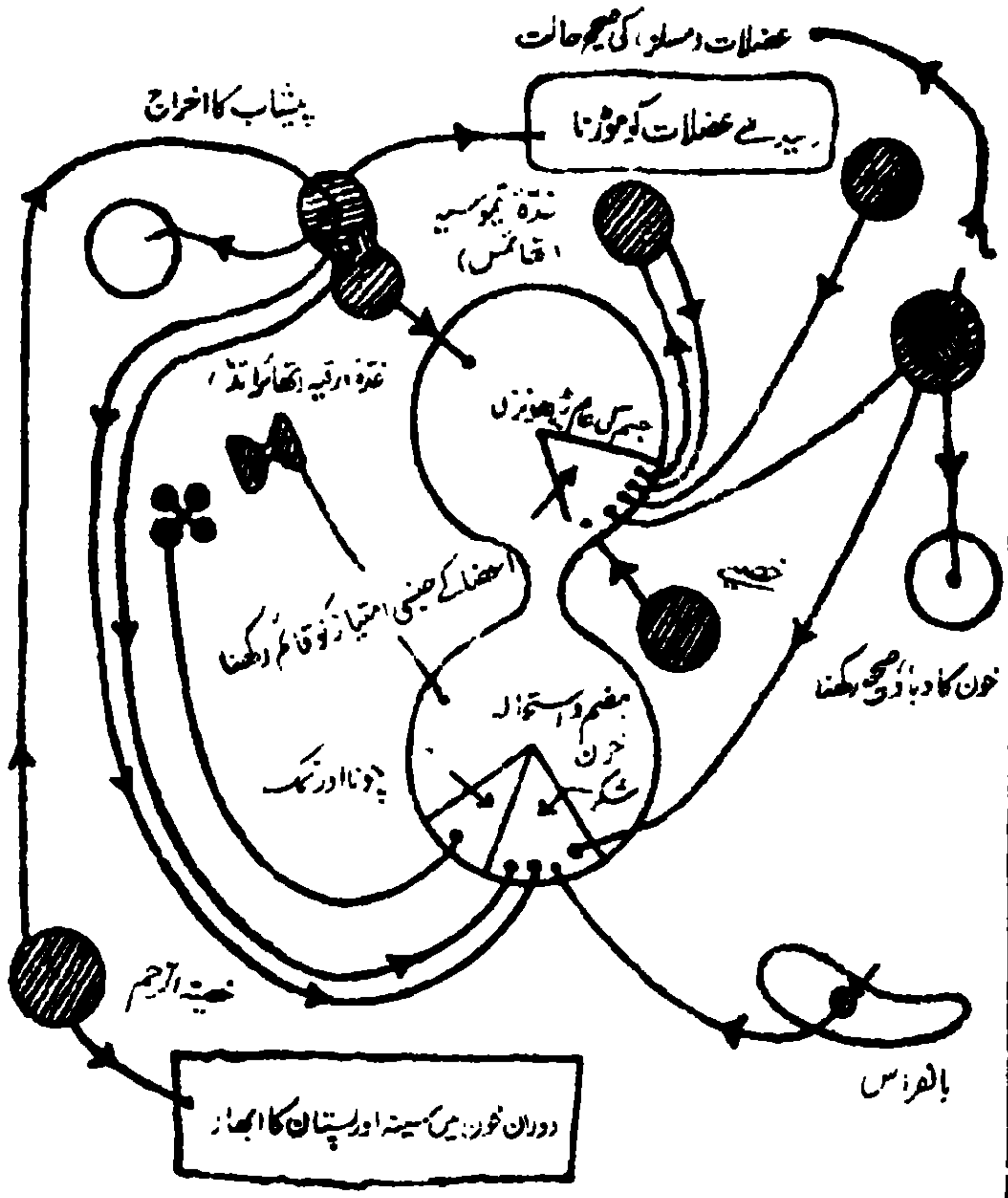
جوہر اور ملمع۔ کہتے ہیں کہ ہر چمک دار چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہم نے ماءاللحم کے جو خواص اور فائدے لکھے ہیں

وہ بازاری ماءاللحم سے حاصل نہیں ہوسکتے۔ بازاری ماءاللحم میں مصنوعی رنگ اور مصنوعی خوشبو کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ماءاللحم کی تیاری پر کافی روپیہ صرف ہوتا ہے۔ محنت، ہوشیاری اور تجربہ کاری بھی اس کے تیار کرنے کے ضروری عناصر ہیں۔ طبی اصول سے اجزا کی بہم رسانی اور پورے وزن سے قیمتی دواؤں، تازہ پھلوں کے رس اور بیش قیمت دواؤں کے لطیف و پاکیزہ سیال کی شمولیت پھر دیانت اور ایمانداری سے اتنا ہی عرق حاصل کرنا جتنا طبی اصول سے حاصل کرنا چاہیے، کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ایک بار عرق کھینچ کر دوبارہ اتنے ہی اجزا پھر شامل کرکے عرق کشید کرنا اور اس میں بھی ان ہی قیود کا پابند رہنا نہایت دشوار اور اخلاقی جرأت کا کام ہے۔ یہ کام وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کے سینے میں

فن اور مخلوق کا درد

بھی موجود ہو۔ جن لوگوں کے سینے اس درد سے خالی ہیں وہ صرف اپنے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ناموسِ فن اور عوام کی فلاح و بہبودی سے انھیں سروکار نہیں ہوتا۔ اصول اور صداقت کے ساتھ فن اور مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ کافی ایثار اور ضبطِ نفس کا طالب ہے۔

درون افرازی (انڈوکرین) غدود کے افعال



اس خاکہ میں جسم کے مختلف غدود کے افعال دکھائے گئے ہیں۔ ہمدرد کا ماءاللحم ان تمام غدود کے افعال کو درست اور باقاعدہ رکھتا ہے۔

ہمدرد دواخانے کا ماءاللحم

ہمدرد دواخانہ محض تجارتی ادارہ نہیں ہے بلکہ طب قدیم کو میدان مسابقت اور سعی میں طب جدید کے دوش بدوش چلانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت اور ضرورت ہے۔ دیسی دواؤں کو عمدہ شکل و شباہت سے پیش کرنا اور ان کی طاقت و اثر کا طبی اصول سے جائزہ لے کر بازار میں لانا ہمدرد دواخانے کا سب سے بڑا اور مشکل فرض ہے۔ اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے وہ قایم ہوا اور اسی فرض کو بجا لانے کے لیے اب تک سرگرم کار ہے۔ ماءاللحم ہی پر موقوف نہیں، ہر دیسی دوا کو پوری ذمہ داری، صحت اور صفائی سے تیار کرنا اس کا اور اس کے نگران و سرپرست کا مقصدِ حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم میں نہ کوئی ضروری دوا کم کی جاتی ہے اور نہ مقدار بڑھانے کے لیے غیر ضروری چیزوں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔



غدّہ درقیہ

(تھائرائڈ)

ہمدرد ماءاللحم غدہ درقیہ (تھائرائڈ) کے فعل کے نقص کو بہت جلد دور کردیتا ہے

دو سو سال کا مجرب نسخہ - ہمدرد دواخانہ دہلی میں ماءاللحم بہ نسخہ خاص ذوآتشہ کو ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو دو سو سال سے ہندوستان کے مشہور و معروف اور نامور اطبا کا معمول رہا ہے۔ ارضِ ہند کے اکثر شاہی خاندانوں میں یہ ماءاللحم استعمال ہوا ہے۔ ہمدرد دواخانے کی مجلس تحقیق و تجویز کے تجربہ کار اراکین مسلسل نہایت غور سے اس ماءاللحم کے متعلق گہرے اور وسیع تجربات کررہے ہیں۔

ہمدرد کے ماءاللحم کی لازوال شہرت - یہ ماءاللحم تینتیس سال سے ہندوستان

کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہی۔ اکتوبر شروع ہوتے ہی اس کی مانگ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہی جو مارچ کے وسط تک جاری رہتا ہی۔ اس عرصے میں قوت و زندگی اور لطف و سرور سے بھری ہوئی ہزاروں بوتلیں ہمدرد دواخانے سے روانہ ہوتی ہیں۔ ہمدرد کے ماء اللحم دوآتشہ نے ایک لازوال شہرت و عزت حاصل کرلی ہی۔ اس ماء اللحم کی بوتل خریدتے وقت خریدار کے دل میں یہی خیال ہوتا ہی کہ وہ قوت و زندگی اور صحت و تن درستی کا سودا کرچکا ہی۔ اس شہرت و امتیاز کے باوجود ہمدرد دواخانہ دہلی ترقی و



غدہ درقیہ کے فعل کے نقص کا نتیجہ



غدہ درقیہ کے فعل کا نقص دور ہو جانے کے بعد

اصلاح کی طرف بڑھتا رہا اور ماء اللحم کے متعلق علمی و عملی تجربات ہوتے رہے۔ سائنٹفک اصول سے غور کیا جاتا رہا۔ اب ان تجربات کے بہترین نتائج سامنے آگئے ہیں اور کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے ایسے آلات تیار کرالیے ہیں جن کی امداد سے ماء اللحم کو محفوظ طریقے پر تیار کرنے کے ساتھ ہی اس کی طاقت و قوت کو بڑھا دیا گیا ہی اور اسے دیرپا بنانے میں پوری کامیابی حاصل کرلی گئی ہی۔ **ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم کی چند خصوصیات،** ۱۔ مجلس تشخیص و تجویز کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حافظ محمد عبدالحمید صاحب کی خاص نگرانی میں نہایت اہتمام صفائی اور پاکیزگی سے تیار کیا جاتا ہی اور تیاری کا سب کام نئے سائنٹفک طریقے سے انجام دیا جاتا ہی۔ ۲۔ تمام قیمتی دوائیں اور پھلوں کے رس پورے وزن سے شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سبز میووں کا رس حاصل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہی۔ کوئی کچا یا داغ دار پھل نہیں ڈالا جاتا۔ بالکل وقت پر اور عمدہ پکے ہوئے پھلوں سے تازہ اور عمدہ رس حاصل کرکے ڈالا جاتا ہی۔

۴۔ ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم کی ترکیب میں جسم کی تمام قوتوں کی پرورش اور تربیت کا لحاظ رکھ کر قوت باہ پر پورا اثر ڈالا جاتا ہی۔ یہ نہیں کیا جاتا کہ محض باہ کو قوت دینے والی دوائیں ملا دی جائیں اور دل و دماغ، معدہ و جگر وغیرہ کا خیال نہ رکھا جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ اس کے استعمال سے رگوں اور پٹھوں میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو کر قوت باہ میں وقتی ہیجان پیدا ہو جائے اور جب ردعمل ہو تو پہلی قوت بھی باقی نہ رہے۔ ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم میں ایسے اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو دل و دماغ اور جگر و معدہ کو طاقت دے کر پہلے عمدہ خون پیدا کرتے ہیں۔ پھر قدرتی اصول کے ماتحت باہ کو قوت دیتے ہیں۔

۵۔ زیادہ گرم اور مضر چیزیں شامل کرکے ماء اللحم کی خوبی کو فنا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ جسم کی مشین کے کل پرزوں کے لحاظ سے بہترین اور غذائیت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں جن سے خون اور روح پر نہایت معتدل اور قدرتی اثر پڑنے کے بعد نتیجے کے طور پر باہ میں بیداری پیدا ہوتی ہی۔

۶۔ ظاہری شکل و صورت، رنگ اور خوشبو نہایت دل فریب ہی۔ صرف پیکنگ پر اتنا روپیہ صرف کیا جاتا ہی جتنا بازاری ماء اللحموں کی تیاری پر بھی خرچ نہیں ہوتا۔

۷۔ ہمدرد دواخانے کا ماء اللحم مدت تک خراب نہیں ہوتا، نہ اس کا رنگ بدلتا ہی، نہ اس میں جالا پڑتا ہی۔

۸۔ نفاست اور پاکیزگی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہی۔

ہمدرد کے ماء اللحم دوآتشہ کے مختصر فوائد۔ ماء اللحم کے جو فائدے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر چند خاص اور امتیازی فوائد یہاں مکرر لکھے جاتے ہیں۔ یہ ماء اللحم نہایت مقوی باہ ہی۔ دل، دماغ، جگر، معدہ اور گردوں کو بے حد قوت دیتا ہی۔ خصیوں اور جسم کی دوسری گلٹیوں کو اپنے قدرتی وظائف ادا کرنے اور مخصوص رطوبات کے تیار کرنے پر آمادہ کرتا ہی۔ حافظہ اور بینائی کو بڑھاتا ہی۔ جوش، ولولہ اور قوت ارادی پیدا کرتا ہی۔ ہضم اور اعضائے ہضم کے افعال کو ترقی دیتا ہی۔ غذا کی خواہش کو زیادہ کرتا ہی اور کھائی ہوئی غذاؤں سے بہترین خون بنانے اور اسے جزو بدن کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہی۔ ہڈیوں کو مضبوط اور جسم کو چست و توانا بناتا ہی۔ کافی

خون پیدا کر کے چہرے کو خوبصورت اور سرخ و سفید کر دیتا ہے۔ خون کو صاف کر کے رنگ نکھارتا ہے۔ دماغی کام کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ ذہانت، جوش اور عزم پیدا کرتا ہے۔ پستی، مایوسی اور غم و اندوہ کو دور کرتا ہے۔ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کی اُمنگ اور آرزو پیدا کرتا ہے۔

ترکیب استعمال۔ تنہا ماء اللحم استعمال کرنے کی ترکیب نہایت آسان اور سادہ ہے۔ البتہ ماء اللحم کی قوت کو بڑھانے اور اس سے مخصوص اعضا اور تمام قوتوں کو تربیت دینے کے طریقے مختلف ہیں جو بعد میں لکھے جائیں گے۔

خوراک۔ پانچ تولے یعنی چھٹانک بھر ماء اللحم پینا چاہیے۔ ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جا سکتی ہے۔

بدرقہ۔ پاؤ بھر دودھ۔ دودھ گائے کا ہو تو بہتر ہے۔ دودھ کی مقدار کا گھٹانا اور بڑھانا پینے والے کی طبیعت اور قوتِ ہضم پر موقوف ہے۔

اوقاتِ استعمال۔ اس کے استعمال کا بہترین وقت صبح کا ہے ورنہ ضرورت پر ہر وقت بطور مقوی اور مفرح چیز کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پرہیز۔ دورانِ استعمال میں کھٹی اور دیرہضم چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہلکی اور زود ہضم غذا کھائیں۔ سبز میوؤں میں سیب، انار، انگور، ناشپاتی، کیلا اور سردہ وغیرہ کھا سکتے ہیں۔ خشک میووں میں بادام اور اخروٹ، انجیر کھا سکتے ہیں۔

ماء اللحم کی مدتِ استعمال۔ ماء اللحم ایسی مفید مقوی اور زود اثر دوا ہے کہ حلق سے اترتے ہی اس کے حیرت انگیز فوائد کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ پیتے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل کو کسی نے سہارا دے دیا۔ طبیعت پر خاص قسم کی اُمنگ اور فرحت نمایاں ہو جاتی ہے لیکن مستقل اور پائدار منافع حاصل کرنے کی غرض سے چالیس روز تک اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تھوڑے دن ماء اللحم پینے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو چالیس دن کے استعمال سے میسر آتی ہے۔ پھر بھی ماء اللحم کی خواہ ایک ہی خوراک پی جائے وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ چالیس دن تک ماء اللحم پی لینا گویا سال بھر تک

صحت اور تن درستی کا بیمہ کرا لینا ہے جن لوگوں کو خدا نے استطاعت دی ہے وہ اگر آخر اکتوبر سے وسط مارچ تک اس کو مناسب بدرقوں کے ساتھ پیتے رہیں تو ان کی عام جسمانی حالت قابلِ رشک ہو جائے گی اور ڈاکٹر وارونوف کے غدودی علاج کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ بغیر عملِ تقلیم ہی کے

اعادۂ شباب ہو جائے گا۔ دل و دماغ اور بدن کا ہر عضو جوان ہو جائے گا۔ تمام جسمانی طاقتیں جوش و خروش کے ساتھ اپنا اپنا کام کرنے لگیں گی اور بدن کے رُوئیں رُوئیں سے طاقت و توانائی، صحت و تن درستی اور شباب و جوانی کے چشمے اُبلنے لگیں گے۔

ماء اللحم اور مختلف بیماریاں

یوں تو ماء اللحم خود نہایت صحت بخش، مفرح اور مقوی دوا ہے لیکن مختلف بیماریوں میں اس کو مناسب اور مخصوص دواؤں کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ماء اللحم دواؤں کے اثرات کو بہت جلد مقامِ مرض تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ جو دوائیں کھائی جاتی ہیں ان کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں مختصر طور پر مختلف بیماریوں میں ماء اللحم کے استعمال کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

باہ کی کمزوری اور بے رغبتی تمام اعضائے رئیسہ (دل، دماغ اور جگر وغیرہ کو قوت پہنچا کر نہ کہ ان کو تباہ کر کے) باہ کی کمزوری کا قلع قمع کرنا ہمدرد کے ماء اللحم کی اعلیٰ خصوصیت ہے۔ وہ لوگ جو اس مرض میں مبتلا ہوں پانچ تولے (دو اونس) ماء اللحم صبح دودھ میں ملا کر پییں۔ صبح کو چائے پینے والے اس کو چائے میں ملا کر پییں یا پہلے ماء اللحم کی ایک خوراک مصری یا شکر سے میٹھا کر کے پییں۔ اس کے بعد چائے پی لیں۔ ماء اللحم کا پورا اثر دیکھنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ صبح کو ناشتے میں ثقیل اور بوجھل چیزیں نہ ہوں۔ البتہ انڈے، کسی قسم کا حلوہ یا کیک وغیرہ کھا لیے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ جن لوگوں کو ماء اللحم کی پوری خوراک موافق نہ آئے ان کو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر کو استعمال کرنی چاہیے۔ تیسرے پہر ماء اللحم چاء یا کسی پھل کے رس کے ساتھ پییں۔ تیسرے پہر کی خوراک رات کو سوتے وقت بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ جن لوگوں کو زرا تقویت مطلوب ہو وہ ماء اللحم کی پوری دو خوراکیں صبح اور سہ پہر کو بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن دن بھر میں دو خوراکوں سے زیادہ ہرگز نہ کریں جو اصحاب باہ اور باہ کے متعلقہ اعضا کی بالکل ہی تجدید چاہتے ہوں انھیں ماء اللحم کے ساتھ مشہور عالم معجون شباب آور استعمال کرنی چاہیے۔ وہ خواتین جو مردوں کی طرف سے بے رغبتی کے مرض میں مبتلا ہوں انھیں ماء اللحم اور پر بتائی ہوئی ترکیبوں کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔ ہمدرد کا ماء اللحم ان خواتین کے لیے آبِ حیات سے کم نہیں ہے جو اپنے اندرونی اعضا کی کمزوری کی وجہ سے آئے دن سیلان الرحم، ورم رحم اور حیض کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا رہتی ہیں۔

دماغ اور حافظہ کی کمزوری اور نزلہ:- ان امراض میں مبتلا مردوں اور عورتوں کو مااللحم کی آدھی آدھی (ڈھائی تولے) خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔ تیسرے پہر کسی پھل کے رس میں مااللحم پینا چاہیے۔

پٹھوں کی کمزوری ضعف اعصاب کے مریضوں کو مااللحم کی پوری خوراک دودھ یا چاء میں ملا کر صرف ایک وقت صبح کو استعمال کرنی چاہیے۔ ایسے لوگوں کو ہمارے مااللحم کے استعمال سے بھوک بہت زیادہ لگنے لگے تو انھیں آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو پینی چاہیے۔ غذا میں جلدی ہضم ہونے والی چیزیں ذرا پیٹ خالی چھوڑ کر کھائیں۔

دل کی کمزوری اور غشی۔ ان مرضوں کے لیے ہمدرد کا مااللحم کی آدھی آدھی خوراک سنگترہ یا سیب یا انار کے رسوں کے ساتھ یا شربت روح افزا ملا کر استعمال کریں۔ جی چاہے تو ایک وقت دودھ کے ساتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ناگہانی غشی کی صورت میں مااللحم کی آدھی خوراک ذرا سے پانی یا عرق گلاب میں ملا کر تھوڑا تھوڑا مریض کو دیں۔ مریض فوراً آنکھیں کھول دے گا۔

جگر کی کمزوری اور خون کی کمی۔ خون کی کمی (انیمیا) میں ہمدرد کا مااللحم اکسیر سے کم نہیں ہے۔ ایسے مریضوں کو مااللحم کی ایک خوراک یا تو صبح کو دودھ یا کسی پھل (انار زیادہ اچھا ہے) کے رس کے ساتھ پی لینی چاہیے یا اس کی آدھی آدھی خوراکیں کھانا کھانے کے بعد استعمال کرنی چاہییں۔

بھوک کی کمی:- ہمدرد کا مااللحم کی چند خوراکوں سے ہی بھوک کھل جاتی ہے لیکن اگر بھوک بڑھانی ہو تو کھانے سے آدھ گھنٹے پہلے مااللحم کی آدھی آدھی خوراک پی لینی چاہیے۔

ہائی بلڈ پریشر رفتار دموی (بلڈ پریشر) کے مریضوں کی شریانوں کی سختی کو ہمدرد کا مااللحم بہت کم کر دیتا ہے۔ ان مریضوں کو آدھی آدھی خوراک صبح دودھ میں ملا کر اور تیسرے پہر سنگترہ یا انار کے رس میں ملا کر پینی چاہیے۔ بہتر ہو اگر صبح کی خوراک پینے سے پہلے بلڈ پریشر کی مشہور دوا تریاق فشار (چھوٹے) ماشے کھا لی جائے۔

عام جسمانی کمزوری اور بیماریوں کے بعد کی کمزوری:- کے لیے ہمدرد کے مااللحم کا استعمال صبح کے وقت ہی مناسب ہے۔ پوری خوراک ایک وقت میں نہ برداشت ہو تو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔

بڑھاپے کی کمزوری کو روکنے کے لیے ہمدرد کا مااللحم سے بہتر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ معدہ پر اس کا کوئی بوجھ نہیں پڑتا اور قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔

ولادت کے بعد کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے زچہ کو ایک مقوی چیز کی حیثیت سے ہمدرد کا مااللحم دینا مفید ہے۔ آدھی آدھی خوراک دن میں دو بار دودھ کے ساتھ دینی چاہیے۔

پرہیز:- ہمدرد کا مااللحم کے دوران استعمال میں زیادہ کھٹی اور زیادہ مرچوں والی چیزوں سے پرہیز کافی ہے۔

مااللحم میں عورتوں کا حق

موسم سرما کے عیش و مسرت کو عام طور پر مرد اپنا ہی حق سمجھتے ہیں اور اعادۂ شباب کی کوششوں میں عورتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ عورتوں کا حسن و شباب اور ان کی جوانی و رعنائی بھی قائم رکھی جائے جس طرح مرد اپنے شباب سے محبت کرتا ہے اسی طرح عورت کو اپنی جوانی عزیز ہے۔ عورتیں ایک مقوی، مفرح اور شباب آور



دوا کے طور پر بے تکلف ماءاللحم استعمال کرسکتی ہیں۔ بچے کو دُودھ پلانے والی عورت کو ماءُاللحم ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے بچے کی تن درستی پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور عورت کی صحت پر بھی۔ صحت اور تن درستی برقرار رکھنے کی غرض سے عورتیں صبح کو گاجر یا انڈے کے حلوے کا ناشتہ کرکے



اوپر کے نقشے سے آپ کو زندگی کے مختلف زمانوں کا ایک اندازہ ہوسکتا ہے۔ ۲۰ سے ۴۵ سال کی عمر کی عمر میں ہمدرد ماءُاللحم انسان کے جسم میں قوت حیات کی حفاظت کرتا ہے اور اگر کسی وجہ سے قوت ضائع ہوگئی ہو تو اسے پیدا کرتا ہے اور وقت سے پہلے بڑھاپے کو روکتا ہے۔ بڑھاپے کے زمانے میں ہمدرد کا ماءُاللحم قوتِ حیات (وائیٹیلٹی) کو پیدا کرتا ہے اور اسے قائم رکھتا ہے۔

ہمدرد کا ماءُاللحم دو اونس

۵ تولے دُودھ میں ڈال پی سکتی ہیں۔

ماءُاللحم کی قیمت کا مُقابلہ

ماءُاللحم کی قیمت پانچ رُپے فی بوتل مقرر ہے۔ ایک بوتل میں بارہ خوراک دوا ہوتی ہے۔ گویا ایک خوراک دوا کی قیمت تقریباً ۷ ہوئی۔ ممکن ہے بظاہر یہ قیمت زیادہ معلوم ہو لیکن ماءُاللحم کے بیش قیمت اجزا اور اس کے لاثانی فائدوں کو دیکھتے ہوئے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔ پھر جو لوگ یورپ سے آئی ہوئی ٹنک اور گرم دواؤں کی ایک ایک خوراک پر اس سے چوگنے دام بے تکلف خرچ کر ڈالتے ہیں۔ انھیں اس قیمت کو محسوس بھی نہ کرنا چاہیے۔ ماءُاللحم میں دیسی قیمتی دوائیں اور میوے ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی ساخت میں ہندوستانیوں اور غیر ملکی حضرات کے مزاج اور ہندوستانی آب ہوا کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ہماری ذمّہ داری۔ طبیب کو دوا تجویز کرتے وقت اپنی رائے اور تشخیص پر پورا وثوق ہونا چاہیے اور ایک تجربہ کار طبیب کا یہی وصف ہے لیکن عمدہ دوا کا ملنا ایسی مصیبت ہے جس کا معالجین کے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے اس مضمون میں جو دوا بھی کسی مرض کے لیے لکھی ہے وہ یقیناً اس کے لیے مفید ہے، مگر ہم پر پوری ذمہ داری اسی وقت عائد ہوتی ہے جب دوائیں بھی عمدہ اور قابل اطمینان ہوں اور انھیں بتائی ہوئی ترکیب اور پرہیز کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی سے دوائیں منگانے کی سفارش صرف اس بنا پر کی جارہی ہے کہ یہاں تمام مرکب دوائیں بہترین انتظام، بہترین نگرانی اور بہترین اجزا سے تیار کی جاتی ہیں۔ ذرا سے شبہ پر قیمتی سے قیمتی دوا فوراً پھینک دی جاتی ہے۔ مجلس تشخیص کے صدر عالیجناب حکیم مولوی محمد عبدالحمید صاحب دواؤں کے معاملے میں نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ پرانے محنتی، دیانت دار اور ماہر دواسازوں کی موجودگی میں بھی صاحب موصوف اپنی سخت نگرانی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور مشک، عنبر، زعفران، موتی، زمرد، یاقوت، نیلم، زہر جد اور اسی قسم کی قیمتی دوائیں اپنے سامنے وزن کراکے شامل کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ **ہمدرد دواخانہ دہلی** سے دوائیں خریدنے کی سفارش کسی تجارتی مقصد یا تجارتی حرص کی بنا پر ہے یا محض طبِ قدیم کی عظمت اور اپنے طبیبانہ وقار و اعتماد کی حفاظت اور خود آپ کے فائدے اور رُپے کی حفاظت کے لیے ....

ہمدرد دواخانے کی مقبولیت کا راز سب کو معلوم ہے کہ صداقت و دیانت اور خوش معاملگی کے سوا اور کچھ نہیں!

ناظرین کی سہولت کے لیے ان دواؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے

تریاق فشار، ایک شیشی (ستے) ● شربت روح افزا، ایک بوتل (عہ) ● عرق گلاب، ایک بوتل (۱۴) ● ماءُاللحم بہ نسخہ خاص دو آتشہ، ا بوتل ھشر معجون شباب آور، ا تولہ عہ

لکھنؤ اور کانپور کے خریداروں کے لیے سہولت اور کفایت

لکھنؤ اور کان پور کے خریدار ہماری ایجنسیوں سے ماءُاللحم اور دوسری پیٹنٹ دوائیں دہلی کے نرخوں پر خرید سکتے ہیں۔ مقامی ایجنٹوں کے پتے یہ ہیں:-

لکھنؤ:- ایجنسی ہمدرد دواخانہ امین الدولہ پارک (دوکان نمبر ۲۷/۲۸) لکھنؤ

کانپور:- ایجنسی ہمدرد دواخانہ۔ چوراہا مول گنج۔ نئی سڑک۔ کانپور

نوجوان عورتوں کو رحم کی خرابی وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہے

بہت سی لڑکیاں ایسی ہیں جو شادی سے قبل ہی مرجھا جاتی ہیں اور بہت سی لڑکیاں شادی کے فوراً بعد ہی بوڑھی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اس کی وجہ ان کے رحم کی خرابی ہے۔ اگر رحم میں کوئی خرابی نہ ہو تو عورت ۴۵ سال کی عمر تک جوان دکھائی دے سکتی ہے۔ ایسی عورتیں جو رحم کی خرابی کی وجہ سے اپنی صحت اور جوانی برباد کر چکی ہوں



معجون مقوی رحم

کے ذریعہ پھر سے جوان بن جائیں۔ ہمدرد دواخانہ کی یہ اکسیری دوا عورتوں کی بگڑی ہوئی صحت کو درست کر دیتی ہے۔ چہرہ پر سرخی اور شادابی پیدا ہو جاتی ہے۔ نسوانی شکایتوں کے لیے اکسیر ہے۔ سیلان الرحم (لیکوریا) سیلان غددی کے لیے مفید ہے۔ اندرونی حصے کے ورم کو حیرت انگیز طریقے سے دور کرتی ہے۔ رحم اور اس کے متعلقہ اعضاء مثلاً خصیۃ الرحم اور نلوں کو قوت پہنچاتی ہے۔ ایام ماہواری کی خرابیاں اس کے استعمال سے کافور ہو جاتی ہیں۔ اگر خون کم یا زیادہ آتا ہو تو اسے ٹھیک کر دیتی ہے۔ اختناق الرحم (ہسٹیریا) کی مریض عورتوں کو بھی اس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ عورتوں کے لیے لاجواب چیز ہے۔

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

ضعف باہ کے ہزاروں پرانے مریضوں کی

جوانی واپس آگئی

جدید سائنٹی فک دریافت ہے کہ اگر ان اعضا اور ان غدودوں میں نئی زندگی پیدا کی جا سکے جن پر جوانی کی قوتوں کا دارومدار ہے۔ تو جوانی از سر نو عود کر آتی ہے۔ اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمدرد دواخانہ نہایت فخر کے ساتھ اپنی ایجاد

حب مبہی خاص

پیش کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس دوا نے وہ اثر دکھایا ہے کہ استعمال کرنے والے حیران ہو گئے۔ اس دوا کے چند روزہ استعمال سے نہ صرف ناقابل برداشت قوت پیدا کر دی ہے بلکہ استعمال کرنے والوں کو تن درستی کا مجسمہ بنا دیا ہے۔ ضعف باہ خواہ عمر کی زیادتی کی وجہ سے ہو یا کسی بے اعتدالی کی بنا پر ہو سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھاتی ہے۔

سست اور بیکار اعصاب میں برقی رو دوڑا دیتی ہے۔

جماع کی قوت میں حیرت انگیز اضافہ کر دیتی ہے۔

نہایت قیمتی اجزا سے مرکب ہے۔



HEALTH VITALITY

ہمدرد دواخانہ ۔ دہلی

ہمدرد صحت دہلی

جلد (۱۰) | جنوری سنہ ۱۹۴۲ء | نمبر (۱)

فہرست مضامین

قیمت سالانہ ایک روپیہ — ممالک غیر برما وغیرہ سے تین شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

حکیم حافظ محمد سعید صاحب ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے لطیفی برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

تنفس کی معالجاتی حیثیت

از جناب مولوی سید سردار علی صاحب صابری (دہلی)

سانس پر زندگی کا انحصار ہے اور اس کی اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن حکمائے ہند اور خاص کر یوگیوں نے تنفس کے اسرار و رموز پر جس تفصیل سے غور کیا ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ان کے خیال میں سانس لینے کے معنی صرف یہ نہیں ہیں کہ غیر ارادی طور پر سانس کی آمد و شد جاری رہے بلکہ یہ ایک مستقل علم ہے جس کی باریکیوں کو سمجھے بغیر صحت برقرار نہیں رہ سکتی۔ انسان صرف اسی وجہ سے بیمار ہوتا ہے کہ اسے سانس لینے کا صحیح طریقہ معلوم نہیں ہے اور دنیا میں کوئی مرض ایسا نہیں ہے جسے صحیح طریقہ پر سانس لے کر دور نہ کیا جا سکے۔

انسان ذو قطبین مقناطیس

حکمائے ہند نے تنفس کی جو معالجاتی حیثیت قائم کی ہے اُسے سمجھنے کے لیے پہلے ہمیں ان کے فلسفۂ ساختِ انسانی پر غور کرنا پڑے گا۔ انسان کے بیشتر اعضائے جسم، دماغ، آنکھیں، کان، ناک، بازو، پھیپھڑے، گردے، خصیتیں اور ٹانگیں وغیرہ دو دو ہیں۔ انسان کے جسم کو اگر بیچ سے کاٹا جائے تو ان اعضا کا ایک حصہ دائیں جانب ہوگا اور ایک بائیں جانب۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان اپنی تخلیق کے اعتبار سے ایک ذو قطبین مقناطیس ہے۔ دائیں جانب مثبت قطب ہے اور بائیں جانب منفی قطب۔ ان دونوں قطبوں کے خصائص و افعال ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

جسم کے ہر قطب میں مقناطیسی اثرات ہیں اور اس کی بناوٹ اس قسم کی ہے کہ وہ قوت کو ایک لطیف شکل میں جذب کرتا، محفوظ رکھتا اور خارج کرتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مثبت اور منفی قطبین کی خاصیتیں مختلف ہیں۔ اسی طرح جو انرجی مثبت قطب جذب، محفوظ یا خارج کرتا ہے اس کی نوعیت منفی قطب کی جذب کردہ، محفوظ کردہ یا خارج کردہ انرجی سے مختلف ہوتی ہے۔

انرجی کی دو قسمیں

حکمائے ہند نے انرجی یا قوت کی دو قسمیں قرار دی ہیں:-

(۱) سیال اور محرک جو مادّہ کو قبضہ میں رکھتی ہے۔

(۲) ساکن یا ایتھر جو ساری فضا پر محیط ہے اور ہر قسم کی غازوں (Gases) اور منجمد چیزوں میں سرایت کرتا ہے۔

جب مقناطیسی خاصیت رکھنے والا کوئی جسم (یعنی ذی روح) اس انرجی کا انجذاب و اخراج ترک کر دے تو وہ مر جاتا ہے۔ فضا میں سے انرجی کو محرک یا ساکن شکل میں دونوں نتھنوں کے ذریعے جذب کیا جاتا ہے۔ جسم انسانی کے مثبت قطب کا جو نتھنا انرجی جذب کرتا ہے وہ اپنی خاصیت کے لحاظ سے بائیں یا منفی قطب کے نتھنے کی جذب کردہ انرجی سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

سانس کی رفتار سے صحت کا اندازہ

سانس کی رفتار یکساں قائم نہیں رہتی بلکہ کبھی تیز ہوتی ہے اور کبھی سست۔ سانس کبھی ایک نتھنے سے چلتا ہے کبھی دوسرے سے۔ ایسا کم ہوتا ہے کہ سانس کی رفتار دونوں نتھنوں کو مساوی ہو۔ سانس کی رفتار یا اس کے راستہ میں فرق ایک مستقل قدرتی نظام کے ماتحت ہوگا۔ اگر انسان کی صحت میں خرابی نہ ہو تو اس کا سانس تقریباً ایک گھنٹہ سیدھے نتھنے سے چلے گا پھر اُلٹے نتھنے سے اور تبدیلی کا یہ سلسلہ مکمل توازن کے ساتھ برابر قائم رہے گا۔ یعنی دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سانس بارہ گھنٹے سیدھے نتھنے سے چلے گا اور تقریباً بارہ گھنٹے اُلٹے نتھنے سے۔ کبھی کبھی قلیل مدت کے لیے سانس دونوں نتھنوں سے بھی چلتا ہے۔ اس قدرتی توازن میں فرق پڑ جانا خرابیٔ صحت کی علامت ہے۔

پنگلا اور ایڈا

عمود فقری میں دو عصبی دھاریں ہیں جن میں سے ایک کو پنگلا کہتے ہیں اور دوسری کو ایڈا۔ نخاع میں ایک کھوکھلی نالی بھی ہے جس کا نام سشومنا ہے۔ جب ہم سانس لیتے ہیں تو ہوا جس میں ایتھر بھی شامل ہوتا ہے، یا تو پنگلا کے راستہ سے یا ایڈا کے راستہ سے۔

[illegible] جاتا ہے۔

پنگلا سیدھے نتھنے سے شروع ہو کر دماغی حرام مغز کی مسلسل [illegible] دائیں جانب [illegible] سشومنا ناڑی کا کسی نتھنے سے براہِ راست تعلق نہیں ہے۔ وہ دماغی مسلسل سے شروع ہو کر [illegible] نظامِ اعصاب میں ایڑا اور پنگلا سے مل جاتی ہے۔

جسمِ انسانی میں نقطۂ حیات

ناک کی جڑ کے اندر جہاں سے دونوں نتھنے اُبھرتے ہیں جسم کا اہم ترین [illegible] قوتِ احساس غیر معمولی طور پر حساس ہوتی ہے۔ [illegible] سانس میں [illegible] ایتھری برقی پاروں (Electrons) کو منتخب کرتا ہے۔ ہر نتھنے کی [illegible] (Conditioning) [illegible] کا ایک پھاٹک ہے جسے مندرجۂ بالا نقطۂ حیات اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ جب ہوا ایک نتھنے سے گزرتی ہے تو یہ نقطۂ حیات [illegible] کو کھول دیتا ہے اور دوسرے نتھنے کے پھاٹک کو بند رکھتا ہے۔ سشومنا ناڑی کی اثراندازی سے کبھی کبھی سانس دونوں نتھنوں سے [illegible] اس وقت یہ نقطۂ حیات دونوں پھاٹک کھول دیتا ہے۔

حکماءِ ہند کے خیال میں اس نقطۂ حیات کی کارفرمائیوں کو سمجھنا اور اسے قبضہ میں کرنا ہی زندگی کا سب سے بڑا منصب العین ہونا چاہیے کیونکہ انسان کی پوری زندگی اسی کے تابع ہے۔ اور شادی یا غم، نفع یا نقصان، صحت یا بیماری، موت یا زندگی اسی نقطہ کے [illegible] نقطہ کو قبضہ میں کر کے اگر انسان اپنی مرضی کے مطابق سانس کو جاری رکھ سکے تو اسے کوئی بیماری نہیں ستا سکتی۔ وہ ہمیشہ خوش و خرم رہے گا اور اس کی عمر بہت بڑھ جائے گی۔

دائیں اور بائیں نتھنے کے سانس میں فرق

جب انسان کے دائیں نتھنے سے سانس چلتا ہے تو پنگلا [illegible] لیے ہوئے ایتھر کے مثبت برقی پاروں کو [illegible] مثبت برقی مقناطیسیت کی لہر پیدا کر دیتا ہے، جس سے انسان کے دل میں بہادری، جنگ جوئی اور بسا اوقات ظلم پسندی کے [illegible] پیدا ہو جاتے ہیں۔

بائیں نتھنے سے سانس چلتے وقت ایڑا ایتھر کے منفی برقی پاروں کو چھن کر نخاع کے بائیں جانب ایک مسلسل [illegible] اور انسان کی منفی صفات بزدلی، خوف و ہراس، بردباری، رحم دلی، صداقت پسندی اور روحانیت بروئے کار آتی ہیں۔ [illegible] منفی برقی مقناطیسی لہریں ضفیرۂ شمسی میں مل کر جسم کے پورے عصبی نظام کو متاثر کر دیتی ہیں۔ اور انسانی مشین کو "پران" [illegible]

پران کی ماہیت

پران ایک عالمگیر نظام ہے جسے ہر قسم کی حرکت، قوت اور انرجی کی روح سمجھنا چاہیے۔ خواہ یہ قوت [illegible] صورت میں ظاہر ہو خواہ برق کی صورت میں اور خواہ ستاروں کی گردش کی ہیئت میں، خواہ زندگی کی تمام چھوٹی بڑی [illegible] پران ہی کی وجہ سے کائنات میں وہ حرکت جاری ہے جسے ہم زندگی سے تعبیر کرتے ہیں۔

یہ عالمگیر نظام مادّہ کی ہر شکل میں ہے، لیکن خود مادّہ نہیں ہے۔ پران ہوا میں ہے، لیکن نہ خود ہوا ہے اور نہ ہوا [illegible] نباتات کی زندگی کا انحصار ہوا پر ہے۔ لیکن اگر ہوا میں پران نہ ہو تو ہوا بالکل بے کار ہے اور وہ کسی ذی روح کو زندہ نہیں رکھ سکتی۔ [illegible] کرتی ہے۔ لیکن پران خون میں زندگی پیدا کرتا ہے۔ پران فضا کی ہوا میں موجود ہے اور انسان اسے سانس کے ذریعے حاصل کرتا [illegible] نعمت سے پورا فائدہ وہی لوگ اُٹھا سکتے ہیں جو صرف یہی نہیں کہ سانس لینے کے صحیح طریقے سے واقف ہوں بلکہ یہ بھی جانتے ہوں کہ [illegible] کو ضرورت کے وقت کام میں لانے کے لیے دماغ اور اعصاب میں کس طرح محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

نتھنوں سے سانس لینے کی ضرورت

حکماءِ ہند نے صحیح طریقۂ تنفس کے جو اصول بیان کیے ہیں [illegible] پہلی شرط یہ ہے کہ ہم صرف نتھنوں سے سانس [illegible] کریں۔ انسان منہ سے بھی سانس لے سکتا ہے لیکن یہ طریقہ بالکل غیر فطری ہے۔ قدرت نے سانس لینے کے [illegible] ناک کے ذریعے سانس لے کر ہم مزاج اور ذہنی کیفیات میں تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔ [illegible] سانس لینے کی عادت اختیار کر کے اپنے دل میں بہادری کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے [illegible]

[illegible] سانس لینے کا طریقہ صحت کے لیے مضر ہے کیونکہ نتھنوں کے [illegible] ہو جاتی ہے۔ [illegible] باریک بالوں سے چھن کر کثافت سے پاک ہو جاتی ہے۔ لیکن منہ میں ہوا کو [illegible]

[illegible]

جو لوگ نتھنوں سے سانس لینے کے عادی نہیں ہیں انھیں منہ سے سانس لینے کی پرانی عادت کو ترک کرتے ہوئے ابتدا میں کسی قدر [illegible] ہوتی ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد نتھنے کچھ بند سے معلوم ہوتے ہیں اور سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن چند روز کی مشق سے [illegible] رفع ہو جاتی ہے۔ اگر ابتدا میں نتھنے بند معلوم ہوں تو انھیں صاف کرنے کے دو آسان طریقے ہیں:۔

(۱) چلّو میں تھوڑا پانی لے کر تین چار بار ناک میں چڑھائیں۔

(۲) کھلی ہوا میں کھڑے ہو کر سیدھے نتھنے کو انگلی یا انگوٹھے سے بند کر لیں اور اُلٹے نتھنے سے سانس لیں۔ اس کے بعد اُلٹے نتھنے کو بند کر کے سیدھے نتھنے سے سانس لیں۔ پانچ چھ بار یہ عمل کرنے سے نتھنے صاف ہو جائیں گے۔

سانس لینے کا صحیح طریقہ

سانس لینے کا صحیح طریقہ جاننے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم نظامِ تنفس کو مختصر الفاظ میں سمجھ لیں۔ تنفس دو حرکتوں سے ظاہر ہوتا ہے:۔

(۱) پھیپھڑوں کی حرکتیں۔ (۲) جوفِ صدر کی تہ اور پہلوؤں کی حرکتیں۔ جوفِ صدر ریڑھ کی ہڈی، پسلیوں اور سینہ کی ہڈی (عظم القص) سے محدود ہے۔ اس کے نیچے ڈایافرام ہے۔ پسلیاں چوبیس ہوتی ہیں۔ ان میں سے بارہ ریڑھ کی ہڈی کے ایک جانب اور بارہ دوسری جانب جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ اوپر کی سات سات پسلیوں کو سچی پسلیاں کہتے ہیں کیونکہ یہ بلاواسطہ سینہ کی ہڈی سے جڑی ہوتی ہیں۔ نیچے کی پانچ پسلیوں کو جھوٹی پسلیاں کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ سچی پسلیوں کی طرح سینہ کی ہڈی سے براہ راست تعلق نہیں رکھتیں۔ ان میں سے اوپر کی دو دو پسلیاں کرّیوں (غضروف) کے ذریعہ سے دوسری پسلیوں سے وابستہ ہوتی ہیں۔ تنفس کے وقت پسلیوں کو دو سطحی عضلاتی تہوں کے ذریعے سے حرکت ہوتی ہے اور جو عضلاتی حصہ ڈایافرام کے نام سے معروف ہے وہ جوفِ صدر کو جوفِ معدہ سے جدا کرتا ہے۔ جب انسان سانس لیتا ہے تو عضلات پھیپھڑوں کو پھیلا کر ان میں خلا پیدا کر دیتے ہیں۔ پھیپھڑے جتنے زیادہ پھیلیں گے اتنا ہی زیادہ ان میں خلا پیدا ہو گا۔ یوگیوں کے اصول کے مطابق صحیح طریقہ سے سانس لینے کا مقصد یہی ہے کہ عضلات پر قابو حاصل کر کے ان کی مدد سے پھیپھڑوں میں زیادہ سے زیادہ پھیلاؤ پیدا کیا جائے تاکہ وہ پران ملی ہوئی ہوا کی زیادہ سے زیادہ مقدار کو جذب کر سکیں۔

تنفس کی چار قسمیں

(۱) شدید تنفس، (۲) درمیانی تنفس، (۳) پست تنفس (۴) مکمل تنفس۔ ان میں چوتھا طریقہ خاص طور پر مشق طلب ہے اور اسی پر یوگیوں کے علمِ تنفس کا دار و مدار بھی ہے۔

شدید تنفس:۔ اس طرزِ تنفس میں پسلیاں اونچی ہو جاتی ہیں ہنسلی کی ہڈی (عظم الترقوہ) اور شانے اوپر کو اٹھتے ہیں۔ پیٹ اندر کی جانب سکڑتا اور ڈایافرام ابھرتا ہے۔ سینہ اور پھیپھڑوں کے صرف بالائی حصوں کو حرکت ہوتی ہے اور ہوا کی تھوڑی مقدار پھیپھڑوں تک پہنچتی ہے۔ ڈایافرام کے ابھر جانے سے اس جانب کسی پھیلاؤ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس طرح سانس لینے میں انسان کو قوت تو زیادہ صرف کرنی پڑتی ہے لیکن فائدہ کم ہوتا ہے۔ حکماء ہند اس طریقۂ تنفس کو برا سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں جلدی جلدی زیادہ قوت کو [illegible] گہرے سانس لینے سے چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور اعضاءِ صوت و تنفس کے امراض دامن گیر ہوتے ہیں۔ اور آواز خاص طور پر بھاری [illegible]۔ گہرا سانس لینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سانس آہستہ آہستہ اس طرح لیا جائے کہ ہنسلی کی ہڈی اور شانے اوپر کو نہ اٹھیں۔ اس صورت میں [illegible] کم ہو گی اور فائدہ زیادہ حاصل ہو گا۔

درمیانی تنفس:۔ درمیانی تنفس یا ضلعی تنفس (Rib Breathing) شدید تنفس کے برابر مضرِ صحت تو نہیں لیکن [illegible] اسے بھی پسند نہیں کرتے۔ اس طرح سانس لینے میں ڈایافرام اوپر کی جانب کھنچتا اور پیٹ اندر کی جانب سکڑتا ہے۔ پسلیاں کسی قدر [illegible] اور سینہ کا ایک حصہ پھیل جاتا ہے۔ اس طرزِ تنفس کو اختیار کر لیا جائے تو سینہ کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

پست تنفس:۔ حکماء ہند عوام کے لیے اس طرزِ تنفس کو، جسے تنفسِ معدی بھی کہا جا سکتا ہے، پسند کرتے ہیں۔ اس کی عادت [illegible] انسان کی صحت ترقی کرتی ہے اور شدید تنفس اور درمیانی تنفس سے سینہ اور اعضائے تنفس کی جو بیماریاں پیدا ہوں وہ رفع ہو جاتی ہیں [illegible] سینہ کو بالکل سیدھے کھڑے ہو کر بہت آہستہ آہستہ خوب گہرا سانس لیا جائے۔ جب پھیپھڑوں میں مزید ہوا سمانے کی

مکمل تنفس [illegible]

عمل زیریں تنفس میں درمیانی اور زیریں حصوں تک محدود رہتا ہے لیکن مکمل تنفس [illegible] نہیں بلکہ ہر حصہ تنفس اور ہر خلیہ مستفید ہو سکے۔ اس طرح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سانس لینے کا [illegible] مفید ہے۔

یوگ کی تمام تعلیمات میں سب سے زیادہ اہمیت مکمل تنفس کے طریقے کو حاصل ہے اور جب تک [illegible] کو دور کرنے یا جسم کی اندرونی صفائی وغیرہ کے لیے یوگ کی اعلیٰ مشقیں نہیں کر سکتا۔

مکمل تنفس کا طریقہ سمجھنے سے پہلے ہمیں ڈایافرام کی پوزیشن سمجھ لینا چاہیے۔ [illegible] جسم ہے جو جوف صدر اور جوف معدہ کے درمیان حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ [illegible] معدہ سے ڈایافرام کو دیکھا جائے تو اس طرح نظر آئے گا جس طرح زمین پر آسمان چھایا ہوا نظر آتا ہے [illegible] کی سطح پہاڑی کی طرح ابھری ہوئی اور گول ہے۔ جب ڈایافرام سے کام لیا جاتا ہے تو پہاڑی کی یہ شکل [illegible] وہ پیٹ کے اعضاء پر دباؤ ڈالتا ہے۔ مکمل طریقۂ تنفس میں انسان کو ڈایافرام پر پورا قابو حاصل ہو جاتا ہے اور اس طرح ڈایافرام [illegible] کے ساتھ جاری رکھ سکتا ہے۔

مکمل تنفس میں خاص کر ان عضلات سے جو پسلیوں پر قابو رکھتے ہیں زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ اس طرح [illegible] سے زیادہ وسعت مل جاتی ہے۔ ڈایافرام نیچے کی پسلیوں کو کسی قدر نیچے کی جانب کھینچتا ہے۔ دوسرے [illegible] رکھنا چاہتے ہیں اور عضلات بین الاضلاع پسلیوں کو باہر دھکیلتے ہیں۔ اس طرح صرف یہی نہیں کہ پسلیوں کا [illegible] بلکہ سینہ کا وسطی جوف بھی بڑھ جاتا ہے۔

مکمل سانس لینے کا طریقہ

حکمائے ہند کے خیال میں قدرتی طریقۂ تنفس وہی ہے جسے مکمل تنفس کہا جاتا ہے [illegible] شیرخوار بچے عموماً اسی طرح سانس لیتے ہیں۔ مکمل سانس کس طرح لیا جاتا ہے؟ اس کا جواب حسب ذیل آسان مشق سے مل سکے گا۔

بالکل سیدھے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نتھنوں سے آہستہ آہستہ سانس لیں۔ اور ڈایافرام کو حرکت دے کر [illegible] بھریں۔ پھر نیچے کی پسلیوں، سینہ اور سینہ کی ہڈی کو ابھار کر درمیانی حصہ میں ہوا بھریں۔ اس کے بعد سانس کا تسلسل قائم رکھتے ہوئے [illegible] کو ابھار کر پھیپھڑوں کے بالائی حصہ میں ہوا بھریں۔ اس طرح پیٹ اندر کی جانب سکڑ جائے گا۔ جب پھیپھڑوں میں [illegible] نہ رہے تو سانس کو چند سکنڈ تک روک کر بہت آہستہ آہستہ خارج کریں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتدا میں مکمل سانس لیتے ہوئے کسی قدر دشواری محسوس ہوتی ہے اور بعض اوقات [illegible] ہے لیکن چند روز کی مشق سے اس پر پورا عبور حاصل ہو جائے گا۔

(۱) سانس کے ذریعے پھیپھڑوں کی صفائی

اب ہم سانس لینے کے سلسلہ میں یوگیوں [illegible] انسان کی صحت کو برقرار رکھنے اور [illegible]

اگر پھیپھڑوں میں خون کے دوران کی کمی ہو یا انہیں جراثیم کے اثرات سے پاک کرنا ہو تو اس طریقے سے سانس لیا جا [illegible] کھلی ہوا میں سیدھے کھڑے ہو کر اوپر بتائے ہوئے طریقے سے گہرا سانس لیں۔ چند سکنڈ روکیں۔ [illegible] طرح سیٹی بجاتے ہیں دگالوں کو پھلانا نہیں چاہیے، تھوڑی سی ہوا کافی [illegible] کسی قدر ہوا خارج کریں اور رک جائیں۔ جب تک پوری ہوا خارج نہ ہو جائے یہ عمل جاری رکھیں۔ [illegible] مفید ہے۔

(۲) تحریک اعصاب

ضعف اعصاب کو دور کرنے کے لیے [illegible] سیدھے کھڑے ہو کر [illegible]

... سانس کی طرف کھینچیں۔ اس کے بعد بازوؤں کو آہستہ آہستہ ... [illegible] کر دیں۔

... کے بعد پھیپھڑوں کو صاف کرنے والی ورزش کریں۔ اس طرح سانس لینے اور خارج کرنے سے اعصاب میں تحریک پیدا ہو جاتی ہے اور ان کی کمزوری رفع ہوتی ہے۔

حلق کی صفائی

حلق کی صفائی کے لیے نیچے کی بتائی ہوئی ورزش مفید ہے۔ اس سے گلے کی شکایات دور ہوتی ہیں۔ آواز بھی صاف ہو جاتی ہے۔

سیدھے کھڑے ہو کر خوب گہرا سانس لیں۔ چند سیکنڈ تک روکیں۔ پھر پورا منہ کھول کر ایک دم قوت کے ساتھ خارج کر دیں۔ تین چار بار یہ عمل ... پھیپھڑوں کو مشق تنفس کے ذریعے سے صاف کریں۔

تمباکو نوشی کی کثرت سے جن لوگوں کے حلق میں خراش رہتی ہو انہیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

پھیپھڑے کے خلیوں میں تحریک

جن لوگوں کے سینے کمزور ہوں انہیں پھیپھڑوں کے فرسودہ خلیوں میں حرکت پیدا کرنے کے لیے حسب ذیل ورزش اختیار کرنی چاہیے:-

بالکل سیدھے کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ گہرا سانس لینا شروع کریں اور انگلیوں کے پوروں سے سینہ پر ہر طرف آہستہ آہستہ ضربات لگاتے ... جب ہوا پھیپھڑوں میں خوب بھر جائے تو دونوں ہتھیلیوں سے سینہ پر تھپکیاں دیں اور چند سکنڈ کے بعد سانس منہ کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ خارج کر دیں۔

سینہ کی کشادگی

جن لوگوں کو زیادہ تر جھک کر کام کرنا پڑتا ہے ان کے لیے سانس کی حسب ذیل ورزش مفید ہے:-

سیدھے کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ گہرا سانس لیں اور دونوں مٹھیاں باندھ کر شانوں کے برابر رکھیں۔ مڑے ہوئے بازو ... کی جانب مائل رہیں۔ اس کے بعد مٹھیوں کو جھٹکا دے کر بازوؤں کو پھیلا دیں اور کسی قدر پشت کی جانب کھینچیں۔ پھر مٹھیوں کو شانے تک ... اور پورا منہ کھول کر سانس قوت کے ساتھ خارج کر دیں۔ اس ورزش میں قدرے اعتدال کی ضرورت ہے۔

دورانِ خون میں تحریک

بے خوابی اور فقر الدم وغیرہ کی شکایات میں دوران خون کی تحریک کے لیے یہ ورزش مفید ثابت ہوگی:-

سیدھے کھڑے ہو کر مکمل گہرا سانس لیں۔ سانس روک کر آگے کو جھکیں اور پنڈلی کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر اس پر بتدریج ... پھر ایک دم سیدھے کھڑے ہو کر سانس کو آہستہ آہستہ خارج کر دیں۔ ابتدا میں یہ ورزش چار پانچ بار سے زیادہ نہ کرنی چاہیے۔ تعداد بتدریج بڑھائی جا سکتی ہے۔ اس سے فراغت کے بعد اگر پھیپھڑوں کو صاف کرنے کی بھی ورزش کر لی جائے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔

تھکن اور گرانئ سر کا دفعیہ

تھکن اور گرانئ سر رفع کرنے کے لیے صبح کے وقت کھلے میدان میں چہل قدمی کے لیے نکل جائیں۔ چلتے میں گہرا سانس لینا شروع کریں اور دل ہی دل میں اپنے قدموں کو گنتے جائیں۔ آٹھویں قدم پر سانس روکنا چاہیے۔ رفتار کا سلسلہ جاری رکھتے اور قدموں کو گنتے ہوئے آٹھویں قدم پر سانس کو آہستہ آہستہ خارج کرنا شروع کریں اور آٹھویں قدم پر بالکل ... چند بار یہ عمل کرنے سے طبیعت کو خاص فرحت حاصل ہوگی اور سر کی گرانی رفع ہو جائے گی۔

تقویت دماغ

تقویت دماغ کے لیے حسب ذیل ورزش بہت مفید ہے:-

سیدھے کھڑے ہوں یا بیٹھ جائیں۔ ریڑھ کی ہڈی بالکل سیدھی رہے اور نظریں سامنے کسی چیز پر جمی ہوئی ہوں۔ بائیں ... سے بایاں نتھنا بند کر کے دائیں نتھنے سے چھ سیکنڈ تک آہستہ آہستہ گہرا سانس لیں۔ تین سیکنڈ تک روکیں۔ پھر دائیں نتھنے کو انگوٹھا ... نتھنے کو بند کر کے سانس خارج کر دیں۔ اس کے بعد بطریق بالا بائیں نتھنے سے گہرا سانس لیں اور دائیں نتھنے سے خارج کریں۔ چند ... کرنے سے ضعف دماغ کی شکایت رفع ہو جائے گی۔

تقویت قلب

اگر قلب میں کمزوری محسوس ہوتی ہو تو چار زانوں یا دو زانوں بیٹھ جائیں۔ ریڑھ کی ہڈی بالکل سیدھی رہے۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں مضبوطی سے پھنسا لیں۔ چھ سکنڈ تک آہستہ آہستہ گہرا سانس لیں۔ تین سیکنڈ ... منہ کے ذریعے سے آہستہ آہستہ خارج کریں۔ شروع میں یہ عمل پانچ بار سے زیادہ نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن ... (بقیہ ص ۴۸)

[illegible] ہدایات :- [illegible]

[illegible] اس [illegible] خالق فطرت کی [illegible] [illegible]

[illegible]

(ب) کام

ڈاکٹر قدرت کی رائے میں "کام" بہترین "ٹانک" ہے [illegible] آرام طلب اور بیکار آدمی کی صحت کبھی برقرار نہیں رہ سکتی۔ ڈاکٹر صاحب [illegible] کام کرنے کے [illegible] جو خوشی حاصل ہوتی ہے اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی "ٹانک" نہیں کر سکتی۔ لیکن کام کی زیادتی [illegible] دماغ ماؤف اور قوی تھک کر چور ہو جائیں۔

درازی عمر

کون شخص ہے جو یہ چاہے گا کہ زندگی کی پوری بہار دیکھنے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو جائے۔ [illegible] دوسرے خواجہ خضر بننا بھی ہم نہیں چاہتے۔ لیکن زندگی کے بہت سے اہم فرائض انجام دینے [illegible] دانش مندی ہے۔ اور خاص کر بدنصیب ہندوستان میں جہاں عمر کا اوسط فقط بائیس یا تیئیس سال ہے۔ [illegible] کرنا چاہیے۔

لوگ درازی عمر کے لیے قیمتی دوائیں استعمال کرتے ہیں۔ اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اپنے جسم میں [illegible] ہیں۔ جوگیوں اور سنیاسیوں کی کٹیوں کا طواف کرکے کایا کلپ کے خواب دیکھتے ہیں۔ لیکن ہمارے ڈاکٹر [illegible] نسخے تجویز فرما دیے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) اعتدال

ہدایات :- ڈاکٹر قدرت کی رائے میں زندگی کی روح "اعتدال" ہے۔ [illegible] طبعی تک پہنچ سکتا ہے۔ ہمیں کھانے، پینے، سونے، جاگنے، کام کرنے، بیوی سے مخلط ہونے غرض زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال [illegible] چاہیے۔ ہم نے ایک بار ڈاکٹر صاحب سے پوچھا تھا کہ کیا کچھ چیزیں ایسی ہیں جن سے انسان کو پرہیز کرنے کی [illegible] جواب میں فرمایا کہ بہتر تو یہی ہے کہ انسان تمباکو نوشی، شراب نوشی اور دوسری ایسی ہی چیزوں کے استعمال سے قطعی پرہیز کرے لیکن [illegible] انسان ان لغویات میں مبتلا ہو چکا ہے اور اس کے لیے ان سے کامل پرہیز ناممکن ہے، وہ بھی اگر [illegible] اعتدال کا [illegible] تو ان مضر صحت چیزوں کا اثر کسی نہ کسی حد تک کم ضرور ہو جائے گا۔

(ب) اصلاح عادات

ڈاکٹر قدرت اصلاح عادات پر بہت زور دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں [illegible] اس بات کی ہے کہ وہ اپنی عادتوں کو جو مضر صحت ہیں فوراً اور اگر فوراً نہیں تو بتدریج ضرور ترک کر دے۔ ایک بری عادت [illegible] کر دیتے ہیں لیکن اس بات پر غور نہیں کرتے کہ یہی بری عادت جو اس وقت ہمیں معمولی نظر آتی ہے [illegible] کرتی ہے۔ ہم بارہ بارہ ایک ایک بجے رات تک اپنے دوستوں میں بیٹھ کر [illegible] کھیل پر اعتدال کو نظر انداز کرکے دن رات سخت محنت سے کام کرتے ہیں [illegible] نہیں ہوتا۔ لیکن درحقیقت ہمیں ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہماری صحت [illegible] بری عادتوں کے اثرات ہمارے لیے [illegible] ثابت ہوں گے۔

آنکھ کے امراض کا علاج غذاؤں سے

گاجر، مچھلی کے تیل اور حیاتین اے کی خوبیاں

از عمانوئل جوزف ایم۔ ڈی۔ ماہر علاج بالغذا۔ فلاڈلفیا (امریکا)

سکول میں لڑکے رالف کو "گاجر والا" کہتے تھے۔ کیوں کہ گاجریں کھانے کی وجہ سے اس کی بصارت محفوظ ہو گئی تھی اور وہ اندھا ہونے سے بچ گیا تھا۔ اس لڑکے کی ایک ہی آنکھ خراب ہوئی تھی اور دوسری خراب ہونے کو تھی کہ قدرتی علاج کی طرف توجہ دلائی گئی اور سبزیوں کے ذریعہ بینائی کو برقرار رکھنے کے تجربات کیے گئے۔ [illegible] میں نیویارک کے ایک اسپتال میں اس لڑکے کا ایک بڑا آپریشن ہوا تھا، جس میں اس کی بائیں آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ آنکھ میں کوئی پھوڑا اس قسم کا ہو گیا تھا کہ وہ بڑھتا ہی جاتا تھا اور ڈاکٹر حیران تھے کہ کس طرح اس کو روکیں۔ آخر یہ ہوا کہ اس کا مرض بڑھنے سے روکنے کے لیے بٹھا دیا اور یہ ضروری سمجھا گیا کہ آپریشن کر کے اس کی ساری آنکھ نکال دی جائے۔

اس کے بعد دوسرے ہی سال رالف کی دوسری آنکھ میں بھی یہی مرض پیدا ہو گیا۔ اس کی بصارت کئی سال سے کمزور تھی اور اسے ایک ایسی کلاس میں بھیج دیا گیا تھا، جہاں کمزور بینائی کے بچوں کو نہایت معمولی سے کام پڑھایا جاتا تھا اور جس میں آنکھ سے کام کم لیا جاتا تھا۔

مجھے اس بچے کو دیکھنے کا اتفاق ہوا اور آنکھ کی حالت دیکھ کر مجھے کچھ ایسا محسوس ہوا کہ یہ حالت مرض ان حالات میں سے معلوم ہوتی ہے جو حیاتین اے کی غذا میں کمی کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس خیال کی تصدیق کرنے میں کوئی دقت نہیں تھی۔ میں نے اس لڑکے کے لیے مچھلی کا تیل تجویز کیا اور یہ بھی بتایا کہ وہ دن میں کم سے کم تین گاجریں کچی یا اچھی طرح اُبلی ہوئی ضرور کھائے۔ رالف روزانہ گاجریں اپنے ساتھ لایا کرتا تھا اور مزے سے کھایا کرتا تھا۔ سکول کے بہت سے لڑکے اس کو "گاجرخور" بھی کہہ دیا کرتے تھے۔

حیاتین اے کا ذیلی ماڈل یعنی مچھلی کے تیل میں بخوبی پائی جاتی ہیں۔ تازہ ترکاریوں میں سبزی مائل رنگ پیدا کرنے والا ایک مادہ پیدا ہوتا ہے، جسے کیروٹین کہتے ہیں۔ اس مادہ سے انسان کا جسم حیاتین اے کی خوبیاں خود ہی حاصل کر لیتا ہے اور توانائی کے لیے بہت ہی مفید ہے اور گاجر میں حیاتین اے کثرت سے ہوتی ہیں۔

گزشتہ جنگ عظیم میں ہنگری کے سپاہیوں میں بھوکا رہنے سے رات کا اندھاپن (رتوندا) پیدا ہو گیا تھا اور وہ رات کو ڈیوٹی دینے یا گشت کرنے کے ناقابل ہو گئے تھے۔ ان کے سرکاری ڈاکٹروں نے تجربہ سے یہ دیکھا کہ جب ان سپاہیوں نے بھوک سے تنگ آ کر گھاس کھانی شروع کر دی تو بینائی واپس آ گئی اور رات کو کم دکھائی دینے کی شکایتیں سپاہیوں میں سے دور ہو گئیں۔

ہمارے "گاجرخور" لڑکے کی آنکھ میں بینائی کے آثار پیدا ہو چلے تھے۔ اور اسے گاجریں کھاتے ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ بینائی زیادہ خراب ہونے سے رک گئی۔ تین مہینے کے بعد اس کی بصارت درست ہونے کے قریب آ گئی اور بالکل اوسط درجے کی تو نہیں لیکن کافی ہو گئی۔ سکول میں اس کی بصارت کبھی اس قدر تیز نہ ہوئی تھی جیسی گاجر کے علاج کے بعد ہوئی۔ چناں چہ تین مہینے کے بعد اسے ایک ایسی کلاس میں بھیجا گیا جہاں عام اچھی آنکھوں والے بچے پڑھتے تھے۔ محض گاجرخوری کی وجہ سے یہ لڑکا ایک معقول اور مفید شہری بنا ورنہ بصارت ضائع ہو گئی تھی۔ اگر مچھلی کے تیل اور گاجر کی حیاتین اے اس کے جسم میں معقول طریقہ پر نہ پہنچتی تو اس کی دوسری آنکھ بھی ایسے ہی ضائع ہو جاتی جیسے پہلی آنکھ ضائع ہوئی۔ اور اس کے برعکس اگر گاجر کا استعمال شروع ہی سے کیا جاتا تو پہلی آنکھ بھی ضائع نہ ہوتی۔

[illegible] میں جو رپورٹیں ایشیائی ملکوں سے امریکا میں آئیں اُن سے معلوم ہوا کہ غذا میں حیاتین اے کی کمی کی وجہ سے ضعف اور بربادئ بصارت کا مرض بہت زیادہ چین میں رہا ہے۔ اس قسم کی اطلاعات کے بعد ڈاکٹر الفریڈ، ایف۔ ہیس نے، جو مشہور ماہر غذائیات ہیں اور امریکا کے مرکزی ادارے کے رکن ہیں، تمام امریکا کا دورہ کیا اور غذا کی کمیت اور کیفیت سے بینائی پر اثر پڑنے کے امکانات دیکھے۔ پچاس مشہور

[illegible] ہوئی جسے [illegible]

[illegible] پہنے تھے۔

میں نے بھی اس سلسلہ میں کام کرنا شروع کر دیا تھا [illegible] حیاتین اے کی کمی کا بیس سے مطالعہ شروع کر دیا۔

اس وقت تک جو علم مجھے ان معلومات کا حاصل [illegible] ہوجاتا ہے وہ ہو سکتا ہے جس میں رات کے وقت کم روشنی میں دکھائی نہیں دیتا۔ [illegible] ذہن کے ساتھ ان کی تشخیص کرانا دشوار ہوتا ہے کہ ہر تو ندا کیا ہوتا ہے۔ [illegible] ایک اور آسان طریقہ سے کیا ہیں نے یہ بھی دیکھا کہ سکول میں پڑھنے والے [illegible] افلاس اور غیر متوازن غذا ہیں۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ بعض دن آسمان پر [illegible] مقابلے میں تیز اور اچھی ہوتی ہے۔ اس سے مجھے یہ اشارہ ملا کہ ان بچوں کی آنکھ کا معائنہ کرنے سے پہلے [illegible] سے جانا چاہیے۔

یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ دس منٹ سے آدھے گھنٹے تک اگر کوئی شخص اندھیرے کمرے میں [illegible] نکلے گا تو اس کی آنکھیں چکاچوند ہو جائیں گی اور تھوڑی دیر کے لیے اُسے کچھ نہیں دکھائی دیگا۔ لیکن ضعف بصارت [illegible] ڈارک روم سے دھوپ میں نکال کر لایا گیا تو یہ عجیب بات دیکھی گئی کہ ان کی آنکھوں پر تیز دھوپ کا کوئی اثر نہیں [illegible] ہوا کہ یہ بچے حیاتین کی کمی کا شکار ہو رہے تھے۔ جب ان بچوں کو گاجر یا دوسری ترکاریاں کھلائی گئیں تو ان کی [illegible] عرصہ بعد ان کی بصارت متوسط درجہ کی ہو گئی۔ اور پھر جب ان کو ڈارک روم میں سے جا کر باہر لایا گیا تو ان کی آنکھیں [illegible] معمولی بصارت والے کی چندھیا جاتی ہیں۔

دسمبر ۱۹۳۴ء میں میں نے ایک رسالہ بچوں کی بصارت پر جسمانی کمزوری کا اثر لکھا۔ [illegible] تھی کہ ہر دس بچوں میں ایک بچہ غذا کی خرابی یا کمی کی وجہ سے حیاتین اے سے محروم تھا۔ میں نے اپنے تجربات مکمل کر کے [illegible] بات چیت کی اور اس قسم کا چرچا شروع کیا کہ مائیں اس طرف متوجہ ہوں کہ ٹھیک غذا اور بصارت کا کس قدر [illegible] مائیں کس قدر ذمہ دار ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں امریکا کے مشہور ماہرین امراض چشم ڈاکٹر جینز (Dr. Jens) اور [illegible] زینٹ مائر نے میرے اس نظریہ کو تسلیم کیا کہ ضعف بصر کا خرابی غذا سے اور حیاتین اے کی کمی سے بالکل قریبی تعلق [illegible]

ڈاکٹر ایف ہیل (Dr. F. Hale) نے سوروں پر تجربہ کیا۔ ان کو حیاتین اے سے محروم رکھا گیا۔ [illegible] مادہ کو اس حیاتین سے محروم کر دیا جائے تو اس کے بچے بگڑی صورت اور بے تکے جسم کے پیدا ہوں گے۔ [illegible] چھوٹے اور بدصورت ہوں گے۔ انسانی ماؤں میں یہ دیکھا گیا کہ جن ماؤں کو حیاتین اے نہیں ملتی تھی ان کے بچے [illegible] اور بچپن ہی میں ان کی آنکھیں خراب ہو گئیں اور بعد میں وہ اندھے ہو گئے۔ انسان کے اعصاب پر حیاتین اے [illegible] مائیں یہ چاہتی ہیں کہ ان کے بچے آنکھ، ناک اور کان سے درست اور عقل مند، چست و چالاک پیدا ہوں تو [illegible] نہیں رہنا چاہیے۔ انسان کے جنسی معاملات میں بھی حیاتین اے بہت اثر انداز ہوتی ہے۔

حیاتین اے سے اگر عرصہ دراز تک محرومی رہی ہو اور غذا میں کیروٹین یا حیاتین [illegible] گی کہ ان میں حیاتین جذب کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہے گی۔ اس کی وجہ سے آنکھ کا [illegible] بہت بڑھ رہا ہے، جسے رنگ کا اندھا پن، ڈکلر یا ٹنڈا پن کہتے ہیں۔

اس جگہ ایک مریض البرٹ ہیکی کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے [illegible] اس کی نظر کمزور تھی اور ایسے مقامات میں جہاں روشنی کم ہو [illegible]

[illegible] اور [illegible] اضافہ ہوتا تھا۔ رات کو [illegible] بلکہ [illegible] تقریباً [illegible] نہیں [illegible] سکتی تھیں۔ مدھم روشنی میں وہ تقریباً اندھا ہی ہوتا تھا۔

[illegible] آنکھوں کے ایک تجربہ کار معالج نے اس شخص کی آنکھوں کا معائنہ کیا اور یہ معلوم ہوا کہ آنکھوں کی حالت ایسی [illegible] درست ہونا ممکن ہے اور مرض اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ وہ بالکل اندھا ہو جائے گا۔ دوسرے ماہرین چشم نے [illegible] وقت نے ان پیشین گوئیوں کو غلط ثابت کر دیا۔ اس شخص کی خوش قسمتی یہی تھی کہ یہ اندھا پن آہستہ آہستہ آیا۔

[illegible] لوگوں کا مرض بھی حیاتین الف کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس امکان پر غور کر کے ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر جے۔ لیوائن (Dr. J. [illegible] اس قسم کے مریض کو مچھلی کا تیل پلانا شروع کیا۔ لیکن رپورٹ سے یہ پتہ چلا کہ اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ میں نے خود بھی [illegible] تجربات کیے تھے اور حیاتین الف پلا کر دیکھا تھا مگر کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوئی تھی۔

[illegible] میں نے یہ سمجھا کہ جسم میں بعض اوقات یہ صلاحیت نہیں رہتی کہ آنتوں کے ذریعے سے غذا کے جوہروں کو جذب کر سکے۔ اس لیے [illegible] مریضوں کو جن میں مسٹر بیکر بھی شامل تھے ریبوفلاوین کے زیر جلد انجکشن دینے شروع کیے جن سے بہت ہی جلد اور نہایت عمدہ نتائج [illegible] بہت بڑھی۔ بہت سے مریضوں کی دھندلی تخفیف جاتی رہی۔ نگودے سے بھی اسی طرح ہزاروں مریضوں کو نجات دلائی گئی۔

ریبوفلاوین اور حیاتین الف بصارت کے لیے لازم چیزیں ہیں۔ ان چیزوں سے جسم روشنی محسوس کرنے والا ایک مادہ اخذ کر کے آنکھ کی طرف [illegible] اس مادہ کا کام ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کسی فلم پر چڑھا ہوا مسالہ۔ یہ مسالہ نہ ہو تو آنکھ پر تصویر کا یا چیزوں کی ہیئت کا عکس پڑ ہی نہیں [illegible] آنکھ میں جو روشنی پہنچتی ہے اس روشنی کے پہنچنے کے وقت یہ "احساس روشنی" پیدا کرنے والا مادہ بہت کچھ خراب وخستہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم [illegible] فلم کے لیے جس قدر بھی مسالے بنائے گئے ہیں یہ ان سب میں بہترین ہے اور جس قدر بھی آنکھ میں قائم رہتا ہے اپنی جگہ نہایت کارآمد رہتا ہو [illegible] جسم میں حیاتین الف ہو تو گھڑی گھڑی آنکھ کے پردہ پر یہ مسالہ اولتا بدلتا رہتا ہے۔

عمدہ بصارت کے لیے حیاتین الف کے علاوہ اور بہت سے غذائی اجزا کی موجودگی بھی ضروری ہوتی ہے۔ عمدہ بصارت کا دیر پا رہنا [illegible] اس بات پر منحصر ہے کہ انسان کی غذا متوازن اور حیاتین الف سے مالا مال ہو۔

بصارت کو برقرار رکھنے کے لیے جن اعصاب چشم کو مضبوط بنانا ہوتا ہے ان کے لیے حیاتین ب بھی ضروری ہے۔ حیاتین ج [illegible] پڑبال اور دھند وغیرہ کی تکلیفیں نہیں ہونے پاتیں۔ اور آنکھ کا لینس پوری قوت جذب کرتا رہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھولا اور موتیا بند کی [illegible] پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جن اقوام میں پھلوں کا زیادہ استعمال ہے ان میں آنکھوں کی تکلیفیں کم ہوتی ہیں مثلاً [illegible] لوگوں کی عام خوراک میں پپیتے، انگور، نارنگیاں وغیرہ شامل ہوتی ہیں۔ ان چیزوں کی وجہ سے وہاں کے لوگ بہت سے امراض جیسے پیچش، بدہضمی [illegible] محفوظ رہتے ہیں۔ حیاتین د سے بچوں میں ہڈیوں کے ٹیڑھا ہونے کا مرض نہیں پیدا ہونے پاتا۔ لیکن بعد کی زندگی میں بھی حیاتین اگر جسم میں زیادہ ہو [illegible] سختی اور قریب کی نگاہ کی کمزوری کا خطرہ پیدا کر دیتا ہے۔ حیاتین ہ بھی آنکھ کے لینس کو طاقت ور رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ جن جانوروں [illegible] میں حیاتین ہ (دوٹامین "جی") کی کمی ہو یا بالکل نہ ہو ان میں موتیا بند پیدا ہو جاتا ہے۔

قریب کی نگاہ کمزور ہونا ایک عام مرض ہے۔ بہت آخری حالتوں میں یہ شکایت انسان کو اندھا بھی کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ڈھلکا [illegible] بھی عام مرض ہے۔ ان دونوں مرضوں کے اسباب عام صحت جسمانی کی کمزوری اور حیاتین الف کی کمی ہیں۔

[illegible] بچوں پر جن کا مشترکہ نام کیمرک تھا جو تجربات کیے گئے ان سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قریب کی نگاہ کو کمزور ہونے سے بچا لینا [illegible] اور اس کے لیے صرف غذا میں تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ لڑکیاں جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے بالکل ایک ہی جیسی ہستیاں [illegible] کے مکان، ایک ہی طرح کی غذا اور مشترکہ حالت میں ان دونوں کی پرورش ہو رہی تھی۔ ان کے چہروں کی ساخت اور کیفیت [illegible] تھی مگر جسم کی اٹھان میں بہت فرق تھا۔ ایمی میری چودہ سال کی عمر میں اپنی بہن روزمیری سے ڈیڑھ انچ لمبی تھی اور اس کا وزن بھی [illegible] زیادہ تھا۔ ان دونوں لڑکیوں کی قریب کی نگاہ کمزور تھی مگر جسمانی طور پر کم ترقی یافتہ، روزمیری کی آنکھیں بہت زیادہ خراب تھیں۔ اس سے [illegible] کہ جسم کے بڑھنے سے آنکھ کے ڈھیلے کی لمبائی پر جس سے کہ قریب کی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے، کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس سلسلے میں ہمارے [illegible] کا حال بھی کھل جاتا ہے۔

[illegible] دیکھ رہا تھا کہ ان دونوں بہنوں کی آنکھ رفتہ رفتہ کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ جب کبھی وہ میرے پاس آتیں میں ان کی نگاہ کا

معائنہ کیے کے بعد ہدایات و مشورے دیتا۔ اس اول بدلے میں بہت پریشان ہو گیا تھا کیونکہ ... ہیں سے کہا کہ سب سے زیادہ خراب ہدایات والا کی روز میری کی غذا اور معمولی کھانے کے علاوہ کی زیادتی کی جائے ... کو بدستور نمک اور کھانے کے مسالے دیے جاتے رہیں۔ روزمیری کی قریب نگاہی میں کمی ہونے لگی لیکن ایما میری کی قریب نگاہی ... زیادہ کمزور ہوتی چلی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روز کے بجائے اب ایما میری قریب نگاہی کی زیادہ مریض ہو گئی۔

لیکن تمام حالتوں میں صرف کھانے کے نمک سے کمزور نگاہی کا علاج کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن نگاہ کی کمزوری کا مرض اگر رکنا ہو یا اس کو اس کی جگہ قائم کرنا ہو تو اس کا بہت کچھ انحصار خوراک اور حفظان صحت پر ہے۔ بچپن میں شیرخواری کے زمانے میں اگر قریب کی نگاہ کمزور ہو جائے تو اس کی وجہ صرف ہڈیوں کے ٹیڑھا ہونے کا مرض ہے اور یہ مرض روشنی کی کمی اور حیاتین د کی مقدار جسم میں ناکافی ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔

ابھی اس بات کا ذکر آچکا ہے کہ حیاتین د بھی آگے چل کر زندگی میں، قریب کی نگاہ کو کمزور کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ حیاتین اور دوسرے غذائی اجزا کے متبادل اثرات کی توجیہہ یہ ہے کہ غدودوں کی رطوبتیں جن مختلف حالتوں میں ہوں گی ویسے ہی نتائج ظاہر ہوں گے۔ غدودوں کے فعل پر غذا کا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً یہ کہ غدۂ درقیہ پر غذا کی آیوڈین کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ پھر انسان کے جسم کی جو حالت ہوگی اس کا اثر بھی غدودوں کے فعل اور حیاتین کے استعمالات پر بھی اثر پڑے گا۔ بخاروں اور متعدی امراض میں جسم کی حیاتینیں جلدی جلدی خرچ ہو جاتی ہیں اور ان کی مزید ضرورت ہوتی ہے۔ ان امراض کی وجہ سے اندرونی غدودوں کی رطوبت پر مضر اثر پڑتا ہے اور ان غدودوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ تیز بخار کے بعد آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ قریب کی نگاہ ایسے بخاروں کے دوران میں خراب ہو سکتی ہے۔

متعدی امراض میں مریضوں کا جانبر ہونا بہت کچھ اس بات پر منحصر ہے کہ مریضوں کی غذا کیسی ہوتی ہے۔ بالخصوص نمونیا کے مرض میں غذا کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ جگر کے پانی کا غذا میں ہونا اس مرض کے لیے بہت مفید ہے۔ اس طرح نمونیا کے بہت سے مریضوں کی جان بچائی جا سکتی ہے۔

قریب نظری کا علاج ایک بچی کے تجربہ سے ظاہر ہے۔ اس کا نام آنیٹا گیرارڈی تھا۔ اس کی عمر صرف نو سال تھی۔ ۱۹۵۱ء میں وہ میرے پاس آئی۔ اس کی نظر میں ضعف پیدا ہو چکا تھا۔ قریب کی نگاہ خاص طور پر ناقص تھی۔ میں نے اس کے لیے چشمہ تجویز کر دیا۔ لیکن نو مہینے کے بعد یہ دیکھا گیا کہ چشمہ کی موجودگی کے باوجود اس کی نگاہ اس قدر تیزی کے ساتھ کمزور ہوتی جا رہی ہے کہ ایک آنکھ کی نسبت جو بالکل نارمل تھی اس مریض آنکھ کی روشنی ۵۰ فی صدی کم ہے۔ جب اس بچی کو میرے پاس لایا گیا تھا تب بھی اس کی نگاہ بہت گری ہوئی تھی۔

میں نے اسے غدودوں کی اصلاح بذریعہ غذا، ایسی غذائیں تجویز کیں جو حیاتین الف کی کمی کو پورا کریں۔ انیٹا کی بینائی آہستہ آہستہ ترقی کرنے لگی۔ دو مہینے میں اس کی نگاہ ۸۰ فی صدی کے قریب بڑھ گئی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غذا کی مناسب تبدیلی اور اس کی دیکھ بھال سے قریب کی نگاہ کی کمزوری کا علاج ممکن ہے۔

اوپر جن مریضوں کا ذکر آیا ہے ان میں کامیابی غیر معمولی جلدی کے ساتھ ہوئی۔ سب سے زیادہ کامیابی مسز گیڈیز روزن برگ کے معاملہ میں ہوئی۔ چار سال سے مسز روزن برگ کولمبیا کے ایک مذہبی میڈیکل سنٹر میں زیر علاج تھیں۔ ان کو تکلیف یہ تھی کہ تھکن جلدی معلوم ہونے لگتی تھی۔ پپوٹے گرے پڑتے تھے۔ دنیا کے مشہور ماہر چشم نے اس خاتون کا اپریشن کیا۔ لیکن پپوٹے گرنے بند نہیں ہوئے۔ اس قسم کے تین اپریشن کیے گئے۔ مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ امریکا کے بہترین معالجین چشم کی ایک مجلس نے اس مریضہ کا معائنہ کیا۔ ریڑھ کی ہڈی میں ہوا بھری گئی اور یہ بھی تشخیص کی گئی کہ دماغ میں کوئی پھوڑا ہے۔ کھوپڑی اور آنکھوں کا سال بھر تک ایکس رے لیا گیا۔ اس سنٹر میں وہ آٹھ بار بھرتی ہوئی۔ اس کے مرض کی تیرہ تشخیصیں کی گئیں اور یکے بعد دیگرے سب کو غلط سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔

ان پریشانیوں کے بعد مسز روزن برگ کی حالت اور بھی خراب ہو گئی۔ جسم کے پٹھے ایسے سُن ہو گئے جیسے بے کار ہوں۔ وہ تکیہ سے سر بڑی مشکل سے اٹھا سکتی تھی اور بولنا تو حد درجہ مشکل تھا۔ نہایت سخت درد سر ہر وقت ستاتا رہتا تھا۔ کھانا حلق میں پھنستا تھا۔ بغیر سخت تکلیف کے ہرگز جھک نہیں سکتی تھی۔ آخر وہ ایسی کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی کہ ہاتھ پیر ہلانا دشوار ہو گیا تھا۔ نظر بھی بہت خراب ہو چکی تھی۔

اس حالت میں وہ میرے پاس لائی گئی۔ میں نے اس کی حالت کو ضعف عضل (Myasthenia) بتایا اور ایسی غذائیں دیں، جن میں حیاتینیں زیادہ ہیں۔ نمک کی مقدار زیادہ کر دی گئی۔ اور ایسی چیزیں جن میں حیوانی مادہ زیادہ ہو، جیسے کلیجی، ... وغیرہ دی گئیں۔ صرف تین ہفتہ میں مسز روزن برگ نے بہت ترقی کر لی۔ ان کی آنکھیں حسب منشا ... کھلنے لگیں ...

مازُو

از جناب حکیم مولوی محمد عبدالواحد صاحب، رکن مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ، دہلی

نام مازو کو عربی میں عفص، سواد القضاۃ، فارسی میں مازو۔ سنسکرت میں مائیکا، مایا پھل، مائی پھل، چھدر پھل او سچ پھلم، بنگالی میں ملئے پھل، مرہٹی میں ملئے پھلم، گجراتی میں مانیاں۔ انگریزی میں گال، گالز (Galls) اور لاطینی میں گالا (Galla) کہتے ہیں۔ اُردو اور ہندی میں مازو، ماجو اور ماجو پھل کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا درخت مازو کہلاتا ہے۔ اور اس کا لاطینی نباتی نام کرکس اِن فیک ٹوریا (Quercus Infectoria) ہے۔

وجہ تسمیہ "مازو" کی کوئی وجہ تسمیہ نہیں معلوم ہو سکی۔ ہندستان کی دوسری زبانوں کے مروجہ نام اسی لفظ مازو کی معمولی تبدیلی سے بنے ہیں۔ البتہ اس کے عربی نام عفص کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ "عفص" کے معنی عربی زبان میں زمخت اور کسیلے کے ہیں۔ (عفوصت: کسیلا پن) اسی بنا پر اس کا نام عفص رکھ لیا گیا ہے۔

سواد القضاۃ کے معنی قاضیوں کی سیاہی کے ہیں۔ سیاہی کی بعض ترکیبوں میں مازو بھی ایک جزو ہے۔ کیوں کہ اس سے نہایت عمدہ سیاہ نیلگوں رنگ حاصل ہوتا ہے، اور اسی سیاہ رنگ کی وجہ سے مازو کو بعض خضابوں میں بالوں کو رنگنے کے لیے شامل کیا جاتا ہے۔ لہٰذا وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔

گال لاطینی لغت ہے، اور اس کے معنی جرب (خارش) کے ہیں۔ چوں کہ مازو پر خارش کے دانوں کے مشابہ چھوٹے چھوٹے ابھار ہوتے ہیں اس لیے اس کو لاطینی میں گالا اور انگریزی میں گال کہتے ہیں۔

تاریخ مازو اُن دواؤں میں سے ہے جو اس زمانہ کی تینوں مروجہ طبوں، ویدک، یونانی اور ڈاکٹری میں استعمال کی جاتی ہیں۔ تینوں طبیں اس کے افعال اور تاثیرات کے متعلق تقریباً متفق ہیں۔ ویدک میں یہ قدیم زمانہ سے مستعمل ہے اور قدیم زمانے کے ہندی اطبا اس دوا سے بخوبی واقف تھے۔ اسی طرح قدیم یونانی اور رومی لوگ بھی اس کو جانتے تھے۔ ان کے علاوہ عرب اور ایرانی بھی اس دوا سے ناواقف نہ تھے۔ اہل یورپ طب یونانی کے ذریعہ سے اس سے رُوشناس ہوئے، اور اب یہ دوا برٹش فارماکوپیا میں بطور ایک مستند دوا درج ہے اور اس کا ست اور اس کے مرکبات بکثرت استعمال کیے جاتے ہیں۔

مقام پیدائش مازو کے درخت ٹرکی، ایشیاءِ کوچک، شام اور ایران میں ہوتے ہیں اور ان ہی ملکوں سے مازو یورپ اور ہندستان بھیجا جاتا ہے۔

ماہیت مازو کی ماہیت کے متعلق شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اسی قدر بیان کیا ہے کہ وہ ایک درخت کا پھل ہے۔ لیکن صاحب مخزن الادویہ نے اس کی ماہیت میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض اطبا کے نزدیک مازو درخت بلوط کا پھل ہے اور بعض کے نزدیک کسی دوسرے درخت کا پھل ہے جو بلوط کے درخت سے مشابہ ہوتا ہے۔ یہی آخری قول زیادہ صحیح ہے۔ کیوں کہ بلوط کے درخت سرد ممالک کے ساتھ مخصوص ہیں اور مازو کے درخت ہندستان جیسے گرم ملکوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں نے اس کو درخت شمشاد کا پھل بیان کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مازو کا درخت بلوط کے درخت سے مشابہ ضرور ہوتا ہے، اور اس کے درخت ہندستان میں نہیں پائے جاتے، جیسا کہ بعض لوگوں نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ چناں چہ خزائن الادویہ کے مؤلف نے بیان کیا ہے کہ مازو کے درخت ہندستان میں نہیں ہوتے۔ بعض محقق ویدوں کے قول سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ چناں چہ انھوں نے لکھا ہے کہ مازو یونان، ایشیاءِ کوچک اور شام سے ہندستان میں آتے ہیں۔ ممکن

ہے کہ ہندستان کے شمالی سرد حصے میں بھی کسی کسی جگہ اس کے درخت پائے جاتے ہوں۔ اور اسی بنا پر بعض حضرات نے ہندستان کو بھی اس کا مقام پیدائش تسلیم کیا ہو۔ لیکن چوں کہ عام طور پر نہیں پائے جاتے اس لیے دوسرے لوگوں نے سرے سے ہی ہندستان میں اس کی پیدائش سے انکار کر دیا ہے۔ بہرحال مازو کے درخت زیادہ تر مذکورہ بالا بیرونی ممالک میں ہوتے ہیں، اور وہیں سے ہندستان اور دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں۔

اس کی ماہیت کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ مازو کسی درخت کا پھل نہیں ہے، صحیح اور محقق قول یہ ہے کہ مازو درخت بلوط کے مشابہ ایک درخت کی گانٹھیں ہیں۔ اس درخت کا لاطینی زبان میں نباتی اصطلاحی نام کرکس انفیکٹوریا (Quercus Infectoria) ہے۔ اس درخت کی شاخوں میں ایک خاص قسم کا کیڑا اپنا گھر بناتا ہے۔ درخت کی شاخوں کے خشبی مواد سے اس گھر کے بنانے میں مدد لی جاتی ہے اور یہ گھر گانٹھوں کی شکل میں شاخوں پر نمودار ہو جاتا ہے، یہی گانٹھیں مازو یا ماجو پھل کہلاتی ہیں، جن کو غلطی سے اس درخت کا پھل سمجھ لیا گیا ہے۔ جو کیڑے مازو بناتے ہیں ان کو سائی نپس گالی ٹنکٹوریا (Cynips Gallae Tinctoria) یا کرم مازو کہتے ہیں۔

صفاتِ طبعی مازو عموماً نیلے یا گہرے سبز یا سیاہ رنگ کے گول گول میٹھے یا عناب کے برابر جسامت کے ہوتے ہیں۔ چھونے میں سخت محسوس ہوتے ہیں، اور ہاتھ میں اٹھا کر دیکھنے سے نسبتاً وزنی معلوم ہوا کرتے ہیں۔ ان کا قطر ½ سے ¾ انچ تک ہوتا ہے، اور ان کی سطح پر چھوٹے چھوٹے ابھار ہوتے ہیں، جن کی درمیانی سطح صاف اور ہموار ہوتی ہے۔ باہر سے مازو کا رنگ نیلگوں یا گہرا سبز ہوتا ہے۔ لیکن اگر مازو کو توڑا جائے تو اندر سے سفید زردی مائل بھورا سا نکلتا ہے۔ یہ درمیان میں کسی قدر کھوکھلا ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ کھوکھلی جگہ ہی اس کیڑے کا مسکن یا انڈے دینے کی جگہ ہوتی ہے۔ مازو میں بو کسی قسم کی نہیں ہوتی۔ البتہ ان کا مزا نہایت کسیلا ہوتا ہے۔

اقسام اگرچہ مقامِ پیدائش کے لحاظ سے مازو کی بہت سی قسمیں ہیں، لیکن رنگت کے لحاظ سے مازو چار قسم کے بیان کیے گئے ہیں:-

(۱) مازوئے سیاہ (۲) مازوئے نیلگوں، (۳) مازوئے سبز (۴) مازوئے سفید۔

بازار میں عموماً دو قسم کے مازو ملتے ہیں۔ ایک تو نیلگوں گہرے سبز یا سیاہ رنگ کے بے سوراخ مازو جن کو قبل اس کے کہ کیڑا ان میں سوراخ کر کے باہر نکلے، درخت سے الگ کر کے جمع کر لیا جاتا ہے۔ اسی قسم کے مازو بہتر اور اعلیٰ قسم کے سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں سوراخ نہیں ہوتے ہیں، نسخوں میں "مازوئے بے سوراخ" کے نام سے جو مازو لکھے جاتے ہیں ان سے اسی قسم کے مازو مراد ہوتے ہیں۔ برٹش فارماکوپیا (قرابادینِ برطانیہ) میں بھی اسی قسم کے مازو مستعمل ہیں۔

دوسری قسم کے مازو سفید، وزن میں ہلکے اور سوراخ دار ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ مازو ہوتے ہیں جن کو اس وقت درخت سے الگ کر کے جمع کرنے کی نوبت آتی ہے جب کیڑا ان میں سوراخ کر کے باہر نکل جاتا ہے۔ اس قسم کے مازو پہلی قسم کے مازوؤں کے مقابلے میں افعال اور تاثیرات کے لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کو گھٹیا سمجھا جاتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ جدید کیمسٹری کے ذریعہ سے مازوؤں کا کیمیائی تجزیہ کرنے پر ان میں دو بڑے جوہر پائے جاتے ہیں۔

(۱) حامض عفص جو ڈاکٹری میں گے لک ایسڈ کے نام سے مشہور ہے، اور اسی کو تیزاب مازو یا جوہر مازو اور ست مازو کہتے ہیں۔

(۲) حامض دبغی یا حامض تینک جو ڈاکٹری میں ٹے نک ایسڈ کہلاتا ہے۔

مازو میں حامض دبغی (ٹے نک ایسڈ) ساٹھ سے ستر فی صدی تک اور حامض عفص (گے لک ایسڈ) دو سے پانچ فی صدی تک پایا جاتا ہے۔ ان دونوں جوہروں کے علاوہ کچھ مواد صمغیہ اور رنگیات وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں۔

حامض عفص یا گیلک ایسڈ اس طرح بنایا جاتا ہے کہ مازو کو باریک پیس کر چار گنا ہلکا کیا ہوا گندک ترشہ (ڈائلیوٹ سلفیورک ایسڈ) میں جوش دیتے ہیں۔ اس سے گیلک ایسڈ قلموں کی شکل میں تہ نشین ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو کوئلہ کی مدد سے بہ ترکیب خاص صاف کر لیا جاتا ہے۔ اس جوہر کی سفید زردی مائل یا ہلکی بھوری سوزنی قلمیں ہوتی ہیں جو ریشم کے مانند نہایت ملائم ہوتی ہیں۔ اس میں بو کچھ نہیں ہوتی، البتہ مزا خفیف تیزابی ہوتا ہے۔ اس جوہر کا ایک حصہ سو گنے ٹھنڈے پانی میں، تین حصے کھولتے ہوئے گرم پانی میں، ۵ حصے الکحل (۹۰ فی صدی) میں اور چھ حصے گلیسرین میں حل ہو جاتا ہے۔ یہ نہایت قابض دوا ہے۔ اور اس کی مقدار خوراک پانچ گرین سے پندرہ گرین تک ہے۔ (دو گرین، ایک رتی)

حامض دبغی یا ٹے نک ایسڈ۔ دبغ (ٹین) کے معنی دباغت یعنی چمڑا کمانے کے ہیں۔ چوں کہ یہ جوہر چمڑا کمانے میں مستعمل ہے اس لیے اس نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کو بھی ایک خاص ترکیب کے ذریعہ سے مازو سے الگ کرتے ہیں۔ یہ ہلکے بھورے رنگ کا سفوف ہوتا ہے۔

یا اس کے باریک چمک دار پرت ہوتے ہیں، اور یہ مزے میں بہت کسیلا ہوتا ہے اور اس میں سے ایک خاص قسم کی بُو آیا کرتی ہے۔

اس جوہر کے دس حصے پانچ حصے سرد پانی میں اور چھ حصے الکحل (۹۰ فی صدی) میں اور ایک حصہ تین حصے گرم کی ہوئی گلیسرین میں حل ہو جاتا ہے، یہ بھی نہایت قابض اور حابس دوا ہے اور اس کی مقدار خوراک دو گرین سے ۵ گرین تک ہے۔

مازو کی قوت کہا جاتا ہے کہ مازو کی قوت تین سال تک باقی رہتی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایک سال کے بعد اس کی قوت میں زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اور تین سال کے بعد یہ تقریباً ناقابلِ استعمال ہو جاتا ہے۔

طبیعت مازو کی طبیعت دوسرے درجہ میں سرد خشک ہے۔ بعض کے نزدیک پہلے درجہ کے آخر میں سرد اور دوسرے درجہ کے آخر میں خشک ہے لیکن بعض اطبا اسکو دوسرے درجہ میں سرد اور تیسرے درجہ میں خشک جانتے ہیں۔

مازو کے افعال و تاثیرات

مازو کے افعال و تاثیرات تینوں مروجہ طبوں، یونانی، آیورویدک اور ڈاکٹری میں تقریباً یکساں ہیں۔ صرف طریق بیان کا اختلاف ہے، بہرحال تینوں طبوں میں اس کے جو افعال و اثرات بیان کیے جاتے ہیں وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

طبِّ یونانی :۔ مازو قابض ہے۔ ہر قسم کے دستوں کو بند کرتا ہے۔ حابس الدم ہے۔ جریان خون کو روکتا ہے۔ ان دونوں افعال کی وجہ سے بہت سے امراض میں مستعمل ہے۔ چناں چہ غرغرہ کرنے سے نکسیر کو روکتا ہے۔ اگر مازو کو کوٹ پیس کر پانی میں جوش دیں اور پانی کو چھان کر ناک میں پچکاری کریں تو نکسیر فوراً بند ہو جاتی ہے۔ خرفہ کے پتّوں کے رس میں ملا کر کان میں ٹپکانے سے کانوں سے خون بہنے کو بند کر دیتا ہے۔ یہ اپنے قابض اور حابس الدم افعال کی وجہ سے منجنوں میں شامل کیا جاتا ہے، کیوں کہ یہ اپنی قوت قابضہ اور حابس الدم تاثیر سے دانتوں کو مضبوط کرتا اور مسوڑھوں سے خون نکلنے کو روک دیتا ہے۔ مازو کو باریک پیس کر آنکھ میں لگانے سے مرض دمعہ (ڈھلکہ)، ودجرب الاجفان (ککروں) کو دور کرتا ہے۔ سوزاک میں بذریعہ پچکاری استعمال کرنے سے مواد آنے کو روک دیتا ہے۔

داد اور سُرخ باد کے زمانۂ ابتدا میں مازو کو سرکہ میں پیس کر لگانا مفید ہے۔ اس کو باریک پیس کر بدن پر ملنے سے پسینہ کی کثرت رک جاتی ہے۔ اگر پسینے میں بدبو ہو تو وہ مٹ جاتی ہے۔ اس کے جوشاندہ میں بٹھانا، یا اس کے جوشاندہ سے استنجا کرنا کانچ نکلنے اور رحم کے باہر نکل آنے کی شکایتوں میں مفید ہے اور رحم سے رطوبتوں کا نکلنا بھی موقوف ہو جاتا ہے۔ اگر بچے کی ناف پھول گئی ہو تو اس کا لیپ کرنے سے ٹھیک ہو جاتی ہے۔ افیون کے ساتھ مرہم بنا کر لگانے سے بواسیری مسّوں کی سوزش اور درد موقوف ہو جاتا ہے۔

مازو اندرونی طور پر استعمال کرنے سے آنتوں کے زخم، پرانے دستوں، کثرتِ حیض اور سیلان الرحم کی شکایتوں کو دور کرتا ہے۔ جریانِ منی اور سیلان مذی و ودی میں بھی مفید ہے۔ اس لیے ان امراض کے نسخوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ رحم کی فاضل رطوبتوں کو خشک کر کے اندامِ نہانی میں سکیڑ اور تنگی پیدا کرتا ہے، اسی لیے مضیق دواؤں کا ایک جزو یہ بھی ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اگر مازو کو آگ پر رکھ کر بھون لیں یا مٹی کے ٹھیکرے کو آگ پر رکھیں اور اس پر مازو رکھ کر بھونیں تو اس کے اندر قبض، خشکی اور لطافت بڑھ جاتی ہے، اور اس طرح بھونا ہوا مازو زخموں کو خشک کرنے اور خون کو روکنے کے لیے بے بھنے سے بہتر ہے۔

مازو میں رنگ بھی پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کو خضابوں میں بالوں کو رنگنے کے لیے بھی ملایا جاتا ہے۔ بالوں کو سیاہ اور گھونگر یالے کرنے کے لیے بالوں کو اس کے جوشاندہ سے دھوتے ہیں۔

آیورویدک میں بھی اس کی قابض اور حابس الدم تاثیر مسلّم ہے۔ چناں چہ وہ بھی ہلتے دانتوں کو مضبوط کرنے اور مسوڑھوں سے بہتے خون کو روکنے کے لیے اس کو منجنوں میں شامل کرتے ہیں۔ دستوں اور آنوؤں کو روکنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مازو کو باریک پیس کر پانی میں ملا کر سر پستان (ڈھٹنی) کے زخم پر لگاتے ہیں اور افیون کے ساتھ مرہم بنا کر بواسیری مسّوں پر استعمال کرتے ہیں۔

مازو پھل اور انار کا چھلکا (ناسپال) باریک پیس کر بُرکنے سے کانچ کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ اس کو سرکہ میں گھس کر انگلی پر لگاتے ہیں اور اس انگلی کی مدد سے کوّے کو اُٹھاتے ہیں۔ ایک کچا اور ایک جلایا ہوا مازو ایک کچی اور ایک جلائی ہوئی چھالیا کو باریک پیس کر دانتوں پر ملنے سے دانت اور مسوڑھے مضبوط ہو جاتے ہیں اور ان سے خون کا بہنا بند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مازو اور چھالیا کے جوشاندہ کی کلیاں کرنے سے خون کا بہنا رک جاتا ہے۔ مازو اور اسگند کو پانی میں پیس کر لیپ کرنے سے بڑھے ہوئے خصیے اصل حالت پر آجاتے ہیں۔ مازو کو جلا کر باریک پیس کر

تازہ زخم میں بھر دینے سے خون کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹری میں بھی اس کو قابض اور حابس الدم تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کا جوہر حامض دبغی (ٹے نک ایسڈ) رطوبت بیضیہ (البیومن) اور رطوبت مخاطیہ (میوکس) کو منجمد کر دیتا ہے۔ چناں چہ جب اس جوہر کو زخمی جلد یا غشائے مخاطی (میوکس ممبرین) پر لگایا جاتا ہے تو یہ اس مقام کی رطوبتِ مخاطیہ اور رطوبتِ بیضیہ کو منجمد کر دیتا ہے۔ یعنی اگر کسی زخم سے رطوبت جاری ہو تو اس کے لگانے سے اس کا بہنا بند ہو جاتا ہے اور آئندہ کے لیے اس کی پیدائش میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی یہ تاثیر ساختوں میں جذب ہونے کے بعد بھی قائم رہتی ہے جس کی وجہ سے ساختوں کی درمیانی رطوبات بھی منجمد ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ نہایت قوی مقامی قابض (لوکل ایسٹرنجنٹ) دوا ہے۔

حامض دبغی کے استعمال سے رطوبت بیضیہ منجمد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا خون میں انجمادی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خون کے چھوٹے چھوٹے لوتھڑے چھوٹی چھوٹی رگوں کے منہ میں سدے بن کر پھنس جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے دہانے بند ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ رگوں کی اردگرد کی ساخت میں جو رطوبت بیضیہ موجود ہوتی ہے اس کے منجمد ہو جانے سے لازمی طور پر ساخت بھی سکڑتی ہے۔ غرض دونوں صورتوں میں جریانِ خون کو بند کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ اس کی یہ تاثیر چھوٹی چھوٹی باریک رگوں اور ساخت تک محدود رہتی ہے۔ شرائین اس سے قطعاً متاثر نہیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ مقامی حابس الدم (لوکل ہیموسٹے ٹک) دوا ہے۔

ان افعال کے علاوہ یہ مقامی حسی اعصاب پر ضعف اثر کرتا ہے۔ کسی قدر دافع تعفن (اینٹی سپٹک)، اور مبیج (اِرِی ٹنٹ) تاثیر بھی رکھتا ہے۔

حامض دبغی (ٹینک ایسڈ) کو بطور مقامی قابض دوا کے جلدی امراض مثلاً نار فارسی (ایکزیما) وغیرہ میں رطوبتوں کو خشک کرنے کے لیے استعمال کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ چناں چہ اس غرض کے لیے عموماً یہ مرہم استعمال کیا جاتا ہے۔

نسخۂ مرہم:۔ ٹے نک ایسڈ ایک ڈرام، گلیسرین نصف ڈرام، بالسم آف پیرو ۲ قطرے، بنزوئیٹیڈ لارڈ ایک اونس۔ آخر الذکر کو پگھلائیں، پھر اس میں گلیسرین اور بالسم ملائیں۔ آخر میں ٹینک ایسڈ خوب اچھی طرح آمیز کر کے رکھیں بس مرہم تیار ہو گیا۔ بوقت ضرورت استعمال کریں۔

ٹینک ایسڈ سیلان الاذن (کان بہنا) میں بھی مذکورہ فعل کی وجہ سے مفید ہے۔ کمزور بچوں کے کان عموماً بخاروں وغیرہ کے بعد بہنے لگتے ہیں۔ ٹے نک گلیسرین میں روئی تر کر کے ان کے کان میں رکھنے سے بغیر کسی تکلیف کے کان کا بہنا بند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بخر الانف (ناک کی بدبو) میں خصوصاً جب یہ مرض خسرہ یا دوسری شکایتوں کے بعد لاحق ہوا ہو ٹے نک ایسڈ بطور طلا اس استعمال کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اونس (آدھی چھٹانک) پانی میں تین گرین (ڈیڑھ رتی) ٹے نک ایسڈ ملا کر ناک میں پچکاری کرنے سے ناک کی بدبو دور ہو جاتی ہے اور رطوبت کا اخراج بند ہو جاتا ہے۔

آشوبِ چشم اور سبل میں ایک اونس پانی میں چار گرین ٹے نک ایسڈ حل کر کے اس سے آنکھیں دھونے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

سیلان الرحم میں ایک اونس پانی میں ۲۰ گرین ٹے نک ایسڈ ملا کر پچکاری کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ٹینک ایسڈ سپازیٹری کا استعمال بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔

سوزاک نیا ہو یا پرانا، دس گرین فی اونس کے ٹینک لوشن کی پچکاری اُسے دور کرتی ہے۔

قروح مقعد، شقاق المقعد اور خروج المقعد میں بھی اس پچکاری یا شیاف استعمال کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے۔

حامض دبغی (ٹے نک ایسڈ) کو بطور ایک مقامی حابس الدم دوا کے زیادہ تر ناک، مقعد، مثانہ، مجریٔ بول، رحم اور جسم کے مختلف مقامات کے زخموں سے خون کو روکنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ چناں چہ نکسیر کو روکنے کے لیے اس کو بطور نسوار استعمال کرتے ہیں یا پانی میں حل کر کے ناک میں پچکاری کرتے ہیں۔ فوراً نکسیر بند ہو جاتی ہے۔ ایک اونس (ڈھائی تولے) پانی میں تین چار گرین ٹے نک ایسڈ حل کر لینا کافی ہے۔

بواسیر میں خون بند کرنے، سوزش اور درد کو تسکین دینے کے لیے گال اینڈ اوپیم آئنٹ منٹ کا استعمال بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

سوزاک کے باعث پیشاب کی نالی سے خون بہنے کو روکنے کے لیے اس کا فتیلہ استعمال کرنا نافع ہے، اور فم رحم کے سرطان میں اس کا فرزجہ (۳۰ گرین فی ڈرام والا) رکھنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

ہر قسم کے نئے اور پرانے زخموں سے خون کو بند کرنے کے لیے اس کو بطور ذرور استعمال کرتے ہیں۔

اب تک ہم نے ٹینک ایسڈ کے بیرونی افعال و تاثیرات اور اس کا طریق استعمال لکھا تھا۔ اب اس کے اندرونی افعال اور اس کے استعمال کے متعلق لکھتے ہیں:۔

جب ہم ٹینک ایسڈ کو منہ میں رکھ کر اس کا مزا محسوس کرتے ہیں تو ہمارا منہ خشک اور کسیلا ہو جاتا ہے، اور حلق میں بھی اسی کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ چناں چہ وہ خشک کھردرا سا معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس کی وجہ ہوتی ہے کہ ٹینک ایسڈ منہ کی رطوبت مخاطیہ کو منجمد کر دیتا ہے جیسا ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ لہٰذا جب مسوڑھے زخمی ہوں یا کسی دوسری وجہ سے مسوڑھوں سے خون آتا ہو تو اس کو بطور منجن استعمال کرنے سے یا پانی میں حل کر کے کلیاں کرنے سے خون کا بہنا بند ہو جاتا ہے۔

مسوڑھوں کے ورم، منہ کے زخم، ورم حلق، ورم لوزتین، استرخاء لہاۃ میں گلیسرین آف ٹینک ایسڈ لگانے سے یا ٹینک ایسڈ ایک ڈرام کو عرق گلاب دس اونس میں حل کر کے بذریعہ پھریری لگانے سے بہت جلد فائدہ ہوتا ہے۔

اگر ورم لوزتین بہت پرانا ہو گیا ہو، اور اس وجہ سے مریض کو اونچا سنائی دینے لگا ہو تو گلیسرین آف ٹینک ایسڈ کے لوزتین پر لگانے یا اس کا قرص منہ میں رکھ کر چوسنے سے یہ شکایت دور ہو جاتی ہے۔

جب ٹینک ایسڈ منہ کی مسافت طے کرنے کے بعد معدہ میں وارد ہوتا ہے تو وہاں بھی یہ اپنا یہی کرشمہ دکھاتا ہے۔ یعنی معدہ کی غشائے مخاطی کی رطوبت مخاطیہ کو منجمد کر کے رطوبت معدیہ کی تراوش کو روک دیتا ہے اور اپنی مقامی حابس الدم تاثیر کی وجہ سے معدہ کے جریان خون کو بند کر دیتا ہے۔ اگر زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ معدہ کی رطوبت کا جوہر ہاضم بھی اس کے استعمال سے تہ نشین ہو جاتا ہے اور اکثر اس سے معدہ میں خراش ہو کر قئیں آنے لگتی ہیں۔

آنتوں پر بھی یہ قابض اور حابس الدم تاثیر کرتا ہے۔ لیکن آنتوں پر اس کی تاثیر اسی وقت ہو سکتی ہے جب اس کو بڑی مقدار خوراک میں استعمال کیا جائے۔ وجہ یہ ہے کہ آنتوں تک پہنچتے پہنچتے اس کی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ بڑی خوراک میں استعمال کرنے سے اس کا کچھ نہ کچھ اثر آنتوں تک ضرور پہنچے گا۔

معدہ اور آنتوں کے جریان خون کو روکنے کے لیے ٹینک ایسڈ کو نہایت مفید دوا خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے لیے اس کو بڑی مقدار خوراک (۱۰ سے ۲۰ گرین کی مقدار خوراک) میں دو دو گھنٹے کے بعد دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ نئے اور پرانے دستوں کو بھی اس کے استعمال سے فائدہ پہنچتا ہے۔

ٹینک ایسڈ کی مقامی قابض اور حابس الدم تاثیر تو ایک امر مسلّم ہے، لیکن عمومی جریان خون کو روکنے کے لیے بھی ٹینک ایسڈ یا گیلک ایسڈ میں کوئی تاثیر موجود ہے یا نہیں، اس کے متعلق اب تک تحقیقات ادھوری ہے۔ تاہم بعض ڈاکٹر صاحبان اس کو بطور ایک قابض اور حابس الدم کے دوا کے نفث الدم، بول الدم اور مرض سل میں پسینہ کی آمد کو روکنے کے لیے کھلاتے ہیں۔

گیلک ایسڈ بھی ایک عمدہ قابض دوا ہے۔ جریان خون کے امراض میں جب کہ جسم کے کسی اندرونی عضو میں ورم اور التہاب نہ ہو، اس کے استعمال سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ معدہ میں زخم ہو جانے سے یا کسی اور وجہ سے خون آتا ہو تو دس گرین گیلک ایسڈ اور گندک کا تیزاب پانی میں ملا ہوا دس قطرے ایک اونس پانی میں ملا کر بار بار پلائیں۔ اس کے آب محلول کی پچکاری پرانے سوزاک میں نہایت مفید ہے خصوصاً عورتوں کے سیلان الرحم میں استعمال کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ (تین ڈرام گیلک ایسڈ کو ایک بوتل پانی میں حل کر کے رکھ چھوڑیں یہی آب محلول ہے۔ اس میں کپڑا بھگو کر اندام نہانی میں رکھیں۔)

مقدار خوراک اگرچہ مازو کی مقدار خوراک ایک مثقال (۴½ ماشے) تک ہماری طبی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے، لیکن ہمارے نزدیک یہ مقدار خوراک انتہائی ہے۔ عام طور پر دو تین ماشے مناسب مقدار خوراک ہے۔

ٹینک ایسڈ کی مقدار خوراک دو گرین سے ۵ گرین تک اور گیلک ایسڈ کی ۵ گرین سے پندرہ گرین تک ہے۔

مازو کے مرکبات

سنون مازو ہلتے ہوئے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے اور مسوڑھوں سے خون بہنے کو روکتا ہے۔ **نسخہ**:۔ مازوئے سبز، مصطگی، پھٹکری، نیلا تھوتھا بریاں، ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ زرد، پوست بہیڑہ، آملہ، پیپل، تمباکو خشک، مرچ سیاہ، سونٹھ ہر ایک ایک تولہ کو کوٹ چھان کر سفوف

بنائیں اور صبح و شام مسوڑھوں پر ملیں، پندرہ بیس منٹ تک کلی نہ کریں۔

منجن کا یہ نسخہ بھی اچھا ہے :- مازوئے سبز، سماق، زرد چوب، گلنار، پوست انار، پھٹکری ہر ایک ایک تولہ کو باریک پیس چھان کر دانتوں پر ملیں اور پندرہ بیس منٹ تک کلی نہ کریں۔

سفوف سوزاک مازوئے سبز ایک تولہ، بنسلوچن چھ ماشے، کشتہ مرجان ساڑھے چار ماشے۔ تینوں کو پیس کر روغن صندل تین تولہ ملائیں، اور سات حصے کریں، اور ایک حصہ کھلا کر اوپر سے شربت دینار چار تولے پلائیں۔ اگر دست آنے لگیں تو شیرۂ مغز بادام شیریں مقشر سات دانے کو پانی میں پیس چھان کر مصری ۲ تولے ملا کر پلائیں۔

پچکاری سوزاک مازوئے سبز ایک تولہ، نیلا تھوتھا بریاں ۶ ماشے، پھٹکری بریاں ۶ ماشے، مردار سنگ بریاں ایک تولہ، سرمۂ اصفہانی ایک تولہ، بال سفید دو تولے، رسوت دو تولے، کتھہ ایک تولہ، مصطگی رومی ۶ ماشے۔ سب کو باریک پیس کر ایک بوتل پانی میں حل کریں۔ اور افیون ایک ماشہ، روغن بیروزہ دو ماشے اضافہ کر کے پچکاری کریں۔

سفوف سیلان الرحم مازوئے سبز دو تولے، تخم ذبریاں، سنگ جراحت ہر ایک ایک تولہ، مصری چار تولے۔ سب کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ روزانہ صبح کو ۶ ماشے یہ سفوف پانی کے ساتھ پھانکیں۔

ذرور مازو مازوئے سبز، گلنار، پوست انار ہر ایک ایک تولہ کو باریک پیس چھان کر رکھیں، مندرجہ ذیل جوشاندہ سے آبدست لینے کے بعد یہ سفوف چھڑکیں اور پھر لنگوٹ کس لیں۔ خروج المقعد کے لیے مفید ہے۔

جوشاندۂ آب دست مازوئے سبز، بلوط، اقاقیا، گلنار، پوست انار ترش ہر ایک ۶ ماشے کو پانی میں جوش دے کر آبدست کریں۔

ضماد مازو مازوئے سبز، شکر سرخ برابر وزن لے کر پانی میں پیس کر ضماد کریں۔ بواسیر کے خون کو روکنے اور سوزش و درد کو تسکین دینے کے لیے مفید ہے۔

جوشاندۂ مازو دستوں اور اندرونی جریانِ خون کو روکتا ہے، کلیاں کرنے سے دانتوں کے درد، دانتوں کے ہلنے اور دانتوں سے خون بہنے کی شکایت کو دور کرتا ہے۔ درد بواسیر اور خروج مقعد میں اس سے آب دست لینا مفید ہے۔ استرخاءِ رحم اور سیلان رحم میں اس کی پچکاری کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ **نسخہ** :- مازوئے سبز شگوفتہ ۲ تولے کو نیم کوب کر کے تین پاؤ پانی میں دس منٹ تک جوش دیں اور چھان کر رکھیں۔ تین تین تولے کی مقدار میں دن میں تین بار استعمال کرائیں۔

سفوف مازو مازو باریک پسا ہوا سات رتی، افیون ½ رتی، دارچینی ۲ ½ رتی۔ تینوں چیزوں کو اچھی طرح ملائیں۔ یہ ایک خوراک ہے۔ پانی کے ساتھ کھلائیں یا شہد ایک تولہ میں ملا کر چٹائیں۔ پرانے دستوں کو روکتا ہے۔

غرارۂ مازو مذکورۂ بالا طریقہ سے تیار کیے ہوئے جوشاندہ میں پھٹکری چار ماشے اور شہد ایک تولہ ملا کر غرارے کرائیں۔ ورم لوزتین اور ورم حلق کے لیے مفید ہے۔

مرہم مازو خون بواسیر کو روکنے اور درد و سوزش کو تسکین دینے کے لیے اچھا مرہم ہے :- مازو باریک پسا ہوا آٹھ ماشے اور افیون دو ماشے کو گائے کے گھی یا ویسلین تین تولے میں ملا کر رکھیں اور آبدست سے فارغ ہونے کے بعد مسوں پر لگائیں۔

خضاب مازو مازوئے سبز بے سوراخ تین چھٹانک، ہلیلہ سیاہ تین چھٹانک، سنگ راسخ ڈیڑھ چھٹانک۔ مازو اور ہلیلہ سیاہ کو ایک مٹی کی ہانڈی میں بے ریت ڈالے بھونیں۔ جب وہ سیاہی مائل ہو جائیں نکال لیں۔ اور سنگ راسخ کے ساتھ کوٹ چھان کر رکھیں۔ بوقت ضرورت یہ سفوف ۶ ماشے لوہے کے برتن میں ڈال کر آملہ کے پانی میں گھول کریں اور وسمہ کی طرح بالوں پر لگا کر اوپر سے ارنڈ کے پتے باندھ دیں۔ دو گھنٹے بعد دھو ڈالیں۔ بال کالے ہو جاتے ہیں۔ دھونے کے بعد کوئی تیل لگا لیں۔ اگر پہلی مرتبہ کے لگانے سے رنگ اچھا نہ آئے تو پروا نہ کریں دوسری تیسری بار کے استعمال سے بال سیاہ ہو جائیں گے۔

ڈاکٹری مرکبات

گلیسرین آف ٹے نک ایسڈ سیلان الاذن (کان بہنا)، ورم حلق، ورم لوزتین، استرخاءِ لہات (کوّے کا لٹک جانا)، اور دہن قلاع (منہ آنا) میں مفید ہے۔ اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ ٹے نک ایسڈ ایک اونس لے کر گلیسرین چار فلوئڈ اونس میں دقیقہ...

افسانہ

پُراسرار نرس

جب میں بہرائچ سے تبدیل ہو کر لکھنؤ آیا تو مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ بڑے شہر میں اپنی بیوی کا معقول علاج کرا سکوں گا۔ میری بیوی کئی سال سے مختلف زنانہ شکایات میں مبتلا تھی اور اب ہسٹیریا کے خوفناک دوروں نے اس کی تکلیفوں میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔

میں نے اپنی بیوی کا علاج شروع کیا۔ لکھنؤ میں ہر قسم کی سہولت حاصل تھی۔ اعلیٰ درجہ کا میڈیکل کالج، ایک سے ایک اچھا ڈاکٹر، جھوائی ٹولہ کے حکیموں کا مشہور خاندان۔ لیکن نرسوں کے انتخاب میں مجھے سخت دشواری پیش آئی۔ مجھے منصف کی حیثیت سے دن بھر کچہری میں رہنا پڑتا تھا۔ گھر میں تو دس سال کی صرف ایک لڑکی۔ میری بیوی کچھ تو فطری طور پر غصہ ور تھی۔ کچھ ہسٹیریا کے حملوں نے اسے حد سے زیادہ بد مزاج کر دیا تھا۔ میں نے میڈیکل کالج کے ارکان اور دوسرے ڈاکٹروں کے مشورہ سے یکے بعد دیگرے کئی نرسیں اس کی تیمارداری کے لیے مقرر کیں۔ لیکن کوئی بھی نرس اس کی بدمزاجی کی تاب نہ لائی، اور معقول معاوضہ کے باوجود ایک۔۔۔ دو دن سے زیادہ نہ ٹھیر سکی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ شہر کی ہر نرس میری بیوی کا نام سنتے ہی کانوں پر ہاتھ دھرتی تھی اور کسی معاوضہ پر بھی میرے گھر آنے کے لیے تیار نہ ہوتی تھی۔

میں حیران تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ پیہم کوششوں کے بعد جس مقصد کے لیے اپنا تبادلہ لکھنؤ کرایا تھا وہ حاصل نہ ہو سکتا تھا اور میری بیوی کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔

ایک دن اس نازک صورتِ حال پر میں اپنے دوست کیلاش سے مشورہ کر رہا تھا۔ اُنھوں نے دیر تک سوچنے کے بعد کہا، "اب سوائے

(بقیہ مضمون صفحہ)

ملا کر اس قدر کھرل کریں کہ ٹنے نک ایسڈ گلیسرین میں حل ہو جائے۔ بس گلیسرین آف ٹنے نک ایسڈ تیار ہو گئی۔

سیلان الاذن (کان بہنے) میں اس گلیسرین میں روئی لتھیڑ کر کان میں رکھیں اور درم حلق وغیرہ میں پھریری سے لگائیں۔

ٹے نک ایسڈ سپازی ٹریز سیلان الرحم اور خروج المقعد میں ان کا استعمال مفید ہے، ان کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ ٹنے نک ایسڈ ۳۶ گرین اور آئل آف تھی اوبروما ضرورت کے مطابق لیں پھر آئل آف تھی اوبروما کو پگھلائیں اور اس میں سے تھوڑا سا روغن لے کر اس میں ٹی نک ایسڈ ملائیں، پھر باقی ماندہ روغن کو اس میں ملا کر پندرہ گرین والے سانچے میں بھر کر بارہ شیاف بنائیں اور بوقت ضرورت اندام نہانی یا مقعد میں رکھیں۔

گال اینڈ اوپیم آئنٹمنٹ ڈاکٹری کا مشہور مرہم ہے۔ خونی بواسیر کو روکنے اور مسّوں کی سوزش اور درد کو تسکین دینے کے لیے بہترین ہے اور بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ نسخہ:۔ گال آئنٹمنٹ ۹۲۵ گرین میں افیون ۷۵ گرین باریک کر کے اچھی طرح ملائیں، بس مرہم تیار ہے۔

گال آئنٹمنٹ (مرہم مازو) بنانے کی ترکیب یہ ہے:۔ مازو باریک پسا ہوا ایک اونس لے کر بنزوئیٹڈ لارڈ (صاف شدہ چربی) چار اونس میں ملائیں۔

(ایک اونس = ۲ ½ تولے + ایک ڈرام = ۳ ½ ماشے + دو گرین = ایک رتی +)

اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ آپ سندیلہ جائیے۔"

میں نے پوچھا، "سندیلہ میں کیا ہے؟"

"چند ماہ سے وہاں ایک نرس مقیم ہے۔"

"کیا آپ کو کبھی اس سے واسطہ پڑا ہے؟"

"کبھی نہیں۔ کیوں کہ وہ عملی طور پر اپنا کام ترک کر چکی ہے۔ ہاں بالکل اتفاقیہ طور پر اس نے اودھ کے جن دو ایک تعلقہ داروں کے گھروں میں کام کیا تھا وہ اس کے اخلاق اور مہارتِ فن کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ساتھ ہی میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اس کی زندگی پر اسرار ہے۔ روپیہ کی اسے بالکل پروا نہیں۔ اگر کسی مریض کا علاج یا تیمارداری کرتی بھی ہے تو محض انسانی ہمدردی اور خدمتِ خلق کے اصول پر۔"

میں حیران ہو کر بولا، "جب وہ اپنا کام عملی طور پر ترک کر چکی ہے اور روپے کی اسے پروا نہیں تو وہ میرے ساتھ لکھنؤ کس طرح آجائے گی؟"

ڈاکٹر کیلاش نے مسکرا کر جواب دیا، "قسمت آزمائی کیجیے۔"

مجھے مایوسی کی گھنگھور گھٹاؤں میں نورِ امید کی کرن نظر آئی اور میں پہلی ٹرین سے سندیلہ روانہ ہو گیا۔ سوچا تھا کہ اس کے آنے سے اور کچھ نہیں تو اتنا ہی فائدہ ہو جائے گا کہ شہر کی نرسیں تو میری بدمزاج بیوی کا نام سن کر کانوں پر ہاتھ دھرتی ہیں یا دوسرے ہی دن بھاگ جاتی ہیں۔ وہ چوں کہ باہر سے آئے گی اس لیے خواہ مخواہ کچھ عرصہ زیادہ ٹک جائے گی۔

میں سندیلہ پہنچ کر اس نرس سے ملا۔ پچاس سال سے زیادہ عمر کی سیاہ فام موٹی بدشکل عورت، جس کے "حسن" کو نوکیلی ہوئی ناک، پھٹے ہوئے ہونٹ اور پیشانی کے لمبے عمودی نشان نے "چار چاند" لگا دیے تھے۔

میں اس کی شکل دیکھ کر گھبرایا اور دل میں سوچنے لگا ـــــــ اس نرس کے پاس سوائے اس کے چارہ ہی کیا تھا کہ وہ اپنا کام ترک کر دے۔ بھلا اس دیونی کو اپنے گھر بلاتا ہی کون ہو گا۔ اس کی تو شکل دیکھتے ہی سے بدنصیب مریض کی آدھی جان نکل جائے ـــــــ!

گفتگو میں بھی وہ کچھ زیادہ خلیق نہ تھی۔ جب میں نے اس سے لکھنؤ چلنے کے لیے کہا تو وہ بولی، "افسوس ہے کہ میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتی۔ میں درحقیقت اپنا پیشہ ترک کر چکی ہوں۔ میرا اکیلا دم۔ جگہ جگہ کی سیر کرتی پھرتی ہوں۔ جس شہر میں جب تک دل چاہا ٹھیر گئی اور مقامی طور پر جو کچھ ممکن ہوا اپنے ہاتھ پیر سے اللہ کے بندوں کی خدمت کر دی۔"

میں نے اصرار کرتے ہوئے کہا، "میں آپ کو منھ مانگی فیس دوں گا۔"

فیس کا نام سنتے ہی اُسے غصہ آگیا۔ تنک کر بولی، "آپ کی دولت آپ کو مبارک رہے۔ مجھے روپے کی ضرورت نہیں۔ خدا کا فضل سے میں بھی دو روٹیاں اطمینان سے کھا لیتی ہوں۔"

میں شرمندہ سا ہو گیا۔ مایوس ہو کر اٹھنے والا تھا کہ اس نے میرے اُترے ہوئے چہرہ کو غور سے دیکھا اور بولی، "لکھنؤ میں تو ایک سے ایک قابل نرس موجود ہے اور آپ وہاں خدا کے فضل سے افسر ہیں۔ پھر آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں جو میرے پاس سندیلہ تشریف لائے؟"

میں اس کے جانے سے مایوس تو ہو ہی چکا تھا۔ بے ساختہ جواب دیا، "بات یہ ہے کہ میری بیوی بیماری میں نہایت بدمزاج ہو گئی ہے۔ وہ نرسوں کو مارتی پیٹتی ہے۔ انھیں بُرا بھلا کہتی ہے، اس لیے کوئی نرس اس کے پاس نہیں ٹکتی۔"

وہ ہنس کر بولی، "اچھا، آپ کی بیوی بدمزاج بہت ہیں۔ پھر تو میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گی۔ مجھے بدمزاج مریضوں کی تیمارداری میں بہت لطف آتا ہے۔"

میں نے دل میں کہا۔ بدمزاج مریضوں کی تیمارداری میں اسے لطف کیوں نہ آئے۔ جانتی ہے کہ دیونی کی خوف ناک صورت دیکھ کر بدمزاج سے بدمزاج مریضہ کا خون بھی خشک ہو جائے گا!

نرس، مسز میتھو، میرے ساتھ لکھنؤ آگئی۔ دوسرے ہی دن اس کی جانب سے میری بدگمانیاں رفع ہو گئیں۔ وہ اخلاق اور ہمدردی کی زندہ تصویر ثابت ہوئی۔ میری بیمار بیوی ہسٹیریا کے دورہ میں دواؤں کی شیشیاں اٹھا کر پھینکتی اور وہ اسے بہت محبت سے چمکارتی، مریضہ اسے سخت سے سخت الفاظ کہتی، لیکن وہ اسے اپنے سینہ سے لگاتی۔ غرض کہ مریضہ کی کوئی بدمزاجی اور بدسلوکی ایسی نہ تھی جسے مسز میتھو نے خندہ پیشانی سے برداشت نہ کیا ہو، وہ اس کے لیے ماں سے زیادہ شفیق، شوہر سے زیادہ محبت کرنے والی اور بیٹی سے زیادہ فرماں بردار تھی۔ صبح سے رات

اور رات سے صبح تک میری بیوی کی تیمارداری پر کمربستہ رہتی۔ مریضہ نے آنکھ کھولی اور اسے سامنے موجود پایا۔ مریضہ نے آنکھ کھولی اور وہ لپک کر مریضہ کے پاس پہنچ گئی۔ پابندیٔ وقت سے دوا دیتی۔ غذا کا خیال رکھتی اور نہلاتی دُھلاتی۔ میں یہ سب کچھ دیکھ کر حیران تھا۔ وہ نرس جسے میں بدصورت دیوی سمجھتا تھا قدرت کی شانِ جمالی کا شاہکار ثابت ہوئی۔ اس کے سینہ میں کتنا خوب صورت دل تھا۔ اس کی ٹوٹی ہوئی ناک اور پھٹے ہوئے ہونٹوں میں اب میرے لیے دلکشی تھی، اس کی پیشانی پر بدنما لکیر اب مجھے ایسی اچھی معلوم ہوتی تھی جیسے کسی حسین عورت کے ماتھے پر سہاگ کی بندی۔

محبت کا جادو درندوں کو بھی مسخر کر لیتا ہے۔ چند ہی روز میں اس نے میری بیوی، قلت الدم، ضعف اعصاب اور ہسٹیریا کی مریضہ کے دل پر قبضہ کر لیا۔ یا تو وہ مسز میتھو کی صورت دیکھ کر چلاتیں، منانا شروع کرتی تھی یا اب اس نرس کے بغیر ایک منٹ قرار نہ تھا۔ مسز میتھو کی حیرت انگیز اور محبت بھری تیمارداری سے مریضہ کی حالت روز بروز سنبھلنے لگی اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کی سلیقہ شعاری اور حسنِ انتظام سے میرے گھر کا بگڑا ہوا نظام بھی درست ہو گیا تھا۔ وہ اپنے کو غیر نہیں بلکہ ہمارے چھوٹے سے کنبہ کا ایک رُکن سمجھتی تھی۔ اُسے میرے آرام و آسائش کا اتنا ہی خیال رہتا جتنا کہ ایک شفیق ماں اپنے بیٹے کا خیال رکھ سکتی تھی۔

تقریباً تین مہینے بعد میری بیوی کو مکمل صحت ہو گئی۔ میں نے مسز میتھو کو ہزار روپیہ دیا لیکن اس نے ایک پیسہ بھی قبول نہ کیا یہاں تک کہ اس نے اپنے پاس سے جو بعض دوائیں میری بیوی کو استعمال کرائی تھیں ان کی قیمت بھی نہ لی۔ ہمیں اب اس سے غیر معمولی محبت ہو گئی تھی اور اسے ہم لوگوں سے۔ وہ ہمارے پاس چھ سات مہینے رہی۔ نرس کی حیثیت سے نہیں، مہمان کی حیثیت سے نہیں بلکہ میری یا میری بیوی کی ماں کی حیثیت سے اور اس دوران میں اس نے کبھی ہم سے ایک پائی بھی اپنے خرچ کے لیے نہ لی۔ اُلٹے اپنے پاس سے دس بیس روپے خرچ کر دیتی تھی۔ یقیناً اس کی زندگی پراسرار تھی۔

ایک بار شام کو جب میں کچہری سے واپس آیا تو دیکھا مسز میتھو کا سامانِ سفر تیار ہے۔ میری بیوی رنج و غم کی مورت بنی بیٹھی ہے اور مسز میتھو کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے لبریز ہیں۔

میں نے پوچھا، "خالہ جان (میں مسز میتھو کو اب خالہ جان کہتا تھا) کیا بات ہے۔ خیر تو ہے؟"

مسز میتھو نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا۔ "بیٹا میں آج رات کی ٹرین سے جا رہی ہوں۔"

"کہاں؟"

"یہاں سے دو گھنٹے کے لیے کانپور اور وہاں سے جہاں خدا لے جائے۔"

"آخر کچھ معلوم تو ہو؟"

کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

میں نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا۔ وہ بولی، "میں خالہ جان سے پوچھتے پوچھتے تھک گئی کہ آخر بات کیا ہوئی۔ کچھ مجھ سے ناراض ہو گئیں۔ لڑکی سے کوئی گستاخی ہوئی۔ تمھاری کوئی بات ناگوار ہوئی۔ مگر خالہ جان بتاتی ہی نہیں۔ صبح تمھارے کچہری جانے کے بعد ان کی نظر کلنڈر پر پڑی۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مجھ سے بولیں، 'بیٹی میں آج رات کی گاڑی سے جاؤں گی۔' اور اسی وقت سے سامان باندھنا شروع کر دیا۔ اب لاکھ پوچھتی ہوں کہ کہاں جاؤ گی؟ کیوں جاؤ گی؟ لیکن خالہ جان ہیں کہ نہ منہ سے بولتی ہیں نہ سر سے کھیلتی ہیں۔"

میں نے بھی مسز میتھو سے بہت کرید کرید کر پوچھا لیکن اُنھوں نے کچھ بتایا نہیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میری رازجوئی انھیں کچھ ناگوار سی ہو رہی ہے۔ مجبوراً انھیں رخصت کرنا پڑا اور وہ سات بجے شام کی ٹرین سے بہ ظاہر کانپور چلی گئیں۔ چلتے وقت بجائے اس کے کہ ہم لوگ ان کی خدمت کرتے وہ بڑے اصرار سے میری بیوی کو پچاس روپے دے گئیں۔

خالہ جان یا مسز میتھو کے جانے کا میری بیوی کو بہت رنج ہوا اور مجھے بھی صدمہ تھا۔ لڑکی ان سے بہت مانوس ہو گئی تھی تین چار دن تک برابر انھیں یاد کرکے روتی رہی۔ دو ہفتے گزر گئے۔ مسز میتھو کی خیریت معلوم نہ ہوئی۔ میں اپنی بیوی کے اصرار سے دو تین بار کانپور گیا مشن کے تمام آدمیوں سے پوچھا۔ ایک ایک ڈاکٹر سے دریافت کیا لیکن ان کا پتہ نہ چلا۔ چھ سات مہینے گزر گئے۔ ایک دن جب ہم لوگ ان سے

بالکل مایوس ہو چکے تھے، دیکھتا کیا ہوں خالہ جان اپنا مختصر سوٹ کیس بغل میں دبائے مسکراتی چلی آ رہی ہیں۔ ان کے اس طرح اچانک آ جانے کی سارے گھر کو بہت خوشی ہوئی۔ پوچھا، "خالہ جان اتنے دن کہاں رہیں؟"

بولیں، "بیٹا مختلف مقامات کی سیر کرتی رہی۔"

"آخر کہاں کہاں کی سیر کرتی رہیں؟"

"کیا بتاؤں؟"

"اپنی خیریت کا خط بھی نہ بھیجا؟"

"سفر میں خط لکھنے کا موقع نہ ملا۔"

مسز میتھو نے ہمارے سوالوں کا کوئی صاف جواب نہ دیا۔ وہ ہمارے یہاں رہنے لگیں اور ایک ماہ بعد پھر سفر پر روانہ ہو گئیں۔ اس کے بعد سے ان کا معمول ہو گیا تھا کہ چھ سات مہینے غائب رہ کر ہمارے گھر آتیں۔ مہینہ بیس دن رہتیں اور پھر غائب ہو جاتیں۔ اس دوران میں وہ مجھ سے اور میری بیوی سے بہت بے تکلف ہو گئی تھیں۔ ایک دن میری بیوی نے ان سے ہنسی ہنسی میں پوچھا، "خالہ جان تمہاری ناک کیسے ٹوٹ گئی؟"

میں جلس کر بولا، "اور دونوں ہونٹ کیوں پھٹے ہوئے ہیں؟"

میری لڑکی بولی، "اور نانی، آپ کے ماتھے پر یہ لمبی سی لکیر کیسی ہے؟"

مسز میتھو ہنس کر بولیں، "یہ میری زندگی کا راز ہے۔"

"آخر ہمیں بھی تو کچھ راز معلوم ہو۔"

"میری موت کے وقت معلوم ہو گا۔"

میری بیوی نے بے ساختہ ہنس کر کہا، "راز کیا ہے۔ کسی دن ہمارے خالو صاحب نے غصہ میں مرمت کر دی ہو گی۔"

مسز میتھو آہ سرد بھر کر بولیں، "نہیں بیٹی، ایسا نہ کہو۔ تمہارا خالو، خدا اسے بخشے، سچا عیسائی تھا۔ اسے کبھی غصہ آتا ہی نہ تھا۔ بالکل خداوند یسوع مسیح کی بھیڑ۔ اگر کوئی شخص اس کے دائیں گال پر طمانچہ مارتا تو وہ بایاں گال بھی اس کے سامنے کر دیتا۔"

اسی طرح دس برس گزر گئے۔ میں اب بنارس میں سشن جج تھا۔ ایک دن کلکتہ سے مجھے مسز میتھو کا تار ملا "میں سخت بیمار ہوں۔ اپنی بیوی کو لے کر دس بارہ دن کے لیے فوراً آ جاؤ۔"

کئی مہینے کے بعد ہمیں خالہ جان کی اطلاع ملی تھی۔ تار پڑھ کر ہم لوگ گھبرا گئے۔ میں نے پندرہ دن کی رخصت لی اور اپنی بیوی کے ساتھ فوراً کلکتہ روانہ ہو گیا۔

ہماری ٹیکسی ویلزلی اسکوائر میں ایک بہت شان دار کوٹھی کے سامنے رکی۔ معلوم ہوا کہ مسز میتھو اسی میں رہتی ہیں۔ چوں کہ وہ بظاہر بہت سادگی سے زندگی بسر کرتی تھی اس لیے ان کی عالی شان کوٹھی اور بیش قیمت ساز و سامان کو دیکھ کر ہم دونوں کو بہت حیرت ہوئی۔ ایک آراستہ کمرے میں خالہ جان بسترِ علالت پر دراز تھیں۔ کھانسی تو انھیں ایک سال سے تھی لیکن چھ سات مہینے پہلے جب وہ ہمارے پاس بنارس آئی تھیں تو ان کی صحت ایسی خراب نہ تھی اور یہ بات ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ مسز میتھو اس قدر جلد پلنگ سے لگ جائیں گی۔ ان کی بیماری نے دق دسل کی شکل اختیار کر لی تھی۔ پھیپھڑے گل رہے تھے اور وہ دیو پیکر نرس ہڈیوں کی مالا بنی ہوئی تھی۔

ہمیں دیکھ کر مسز میتھو رونے لگیں۔ ہماری آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ پوچھا، "خالہ جان، آپ کا کیا حال ہے؟"

آسمان کی طرف اشارہ کر کے بولیں، "خداوند کی مرضی۔ میں اب اس دنیا میں چند روز کی مہمان ہوں۔"

"آپ نے ہمیں اپنی بیماری کی اطلاع بھی نہ دی؟"

"کیا اطلاع کرتی۔ جانتی تھی کہ تم لوگ پریشان ہو گے۔ اب موت کو نظروں کے سامنے دیکھ کر دل بے ساختہ چاہا کہ تمھیں اور تمھاری بیوی کو دیکھ لوں۔ میں تم دونوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھتی ہوں۔ اس لیے بار بار تمھارے پاس جا کر رہتی تھی ورنہ میرا مستقل اصول یہ ہے کہ علاج کے بعد میں کبھی اپنے کسی مریض کے گھر نہیں جاتی اور نہ کسی کو اپنے نام و نشان ہی سے مطلع کرتی ہوں۔"

کلکتہ کے بہترین ڈاکٹر خالہ جان کا علاج کر رہے تھے۔ متعدد نرسیں اور خادمائیں خدمت کے لیے موجود تھیں۔ لیکن ان کی بیماری برابر بڑھتی جارہی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ درحقیقت دنیا میں چند روز کی مہمان ہیں۔

میری بیوی دن رات ان کی تیمارداری میں منہمک رہتی۔ ایک رات جب خالہ جان کی حالت بہت ہی نازک ہو رہی تھی اور ڈاکٹروں نے ان کے علاج سے مایوس ہو کر کہہ دیا تھا کہ صبح تک ان کا بچنا دشوار ہے، انھوں نے میری بیوی سے کہا، "بیٹی کچھ یاد ہے، تم نے ایک بار مجھ سے پوچھا تھا کہ خالہ جان تمھاری ناک کیوں ٹوٹی ہوئی ہے، اور ماتھے پر نشان کیسا ہے؟"

میری بیوی بھرائی آواز میں بولی، "ہاں پوچھا تو تھا۔"

"اور میں نے تم سے کہا تھا کہ میری زندگی کا راز ہے جو مرتے وقت ظاہر ہوگا۔"

"ہاں کہا تھا۔"

"اب میرا آخری وقت ہے۔ یہ راز ظاہر کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور میں نے دراصل تم دونوں کو بلایا بھی اسی لیے تھا کہ اصل حقیقت سے مطلع کر کے اپنے ضمیر کا بار ہلکا کر سکوں۔ دنیا میں میرا اور کون شفیق ہے، کون دل سوز ہے۔ میرے مرنے کے بعد تمھارے شوہر اگر چاہیں تو میرے حالات شائع بھی کر سکتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ میرا نام اور پتہ وغیرہ ظاہر نہ کیا جائے۔

"میرا اصل وطن مرزاپور ہے۔ میں ایک دولت مند ٹھاکر کے گھر پیدا ہوئی۔ تین سال کی عمر میں والدین نے پانچ سال کے ایک لڑکے سے میری شادی کر دی۔ اور آٹھ سال کی تھی کہ بیوگی کا داغ پیشانی پر لگ گیا۔ اس عمر میں مجھے کیا خبر کہ سہاگ کسے کہتے ہیں اور بیوگی کیا چیز ہے۔ اپنے باپ کے دامانِ شفقت میں کھیل کود کر عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ ہاں کبھی کبھی یہ بات میرے دل میں ضرور کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی کہ اماں سب مجھے دوسری بہنوں کی طرح اچھے اچھے رنگین کپڑے اور چوڑیاں کیوں نہیں پہناتیں۔ میں ذرا سیانی ہوئی تو میرے والد نے انگریزی تعلیم کا انتظام کیا۔ وہ کہتے تھے کہ میں اپنی سوشیلا کو ڈاکٹرنی بناؤں گا۔ سارا خاندان ان کی مخالفت کر رہا تھا۔ سماج کی نگاہ میں بیوہ کسی حسن سلوک کی مستحق نہیں۔ لیکن میرے باپ کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ وہ لوگوں کی مخالفت کی ذرا بھی پروا نہ کرتے تھے اور انھیں بہت سی وہ بندشیں بھی گوارا نہ تھیں جو میری والدہ نوعمر بیوہ پر سماج کے خوف سے عائد کرنا چاہتی تھیں۔ لیکن آہ، یہ زمانہ زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکا۔ میں نے منزلِ شباب میں قدم رکھا ہی تھا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا اور چند سال بعد میرے باپ نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ جائداد چچاؤں کے قبضہ میں گئی۔ بیوہ کی نازبرداری کون کرتا۔ اب میں تھی اور پاپی سماج کی سخت گیریاں۔ کون سی مصیبت اور ذلت تھی جو میں نے اپنے رشتہ داروں کے ہاتھوں برداشت نہ کی۔ کاش سماج کا خوفناک کھیل اسی حد تک ختم ہو جاتا۔ لیکن نہیں۔۔۔۔۔۔۔

"جوان بیوہ کا گھر میں موجود رہنا سماج کے لیے ناقابلِ برداشت تھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ میرے کنبے والے اسی بنارس میں جہاں آج تم مقیم ہو، مجھے یاترا کے بہانے دھوکا دے کر لائے اور بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے گئے۔

"میں نے بنارس میں اپنی پرمحن زندگی کے دن کس طرح گزارے، یہ ایک طویل دردناک داستان ہے۔ قصہ مختصر وہاں ایک شریف بوڑھے پادری کو جسے میں تمام عمر فراموش نہیں کر سکتی، میری حالتِ زار پر ترس آگیا۔ اس نے مجھے اپنی بیٹی کی طرح گھر میں پناہ دی اور میری تعلیم کا انتظام کیا۔ جب اس کا تبادلہ مرشدآباد کے مشن میں ہوا تو وہ مجھے اپنے ساتھ لے آیا۔ مڈل تک تو میں اپنے باپ ہی کے گھر پڑھ چکی تھی۔ اس نے ایک مشن اسکول میں مجھے انٹرینس کا امتحان پاس کرایا اور مسٹر میتھو ایک شریف نوجوان عیسائی کے ساتھ میری شادی کر دی۔

"مسٹر میتھو سے زیادہ شریف اور محبت نواز انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ وہ سچا عیسائی تھا۔ شادی کے چند مہینے بعد اسے کلکتہ میں سو روپے ماہوار کی ایک اچھی ملازمت مل گئی اور میں کلکتہ آگئی۔ مجھے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ اس نے میری خوشی پوری کرنے کے لیے مجھے زنانہ میڈیکل اسکول میں داخل کر دیا۔ میں نے جس دن مڈوائفری اور نرسنگ کا امتحان پاس کیا مسٹر میتھو کو اس قدر خوشی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ ان کا اصرار تھا کہ اب میں اعلیٰ میڈیکل تعلیم حاصل کروں۔ وہ کہتے تھے کہ جب تم ڈاکٹری کا امتحان پاس کر لوگی تو میں اپنے تن کے کپڑے بیچ کر بھی تمھارا شاندار مطب قائم کروں گا۔ پھر ہم عیش و آرام کی زندگی بسر کر سکیں گے۔ لیکن افسوس گردشِ قسمت نے یہاں بھی میرا ساتھ نہ چھوڑا۔ میں ابھی ایم۔ بی کے پہلے ہی سال میں تھی کہ مسٹر میتھو کا انتقال ہو گیا۔ اب اس دنیا میں تنہا میں تھی اور میرا تین سال کا بچہ۔

تب مجھے ڈاکٹری کی تعلیم ترک کرنی پڑی۔ بنارس میں جس بوڑھے پادری نے مجھ لاوارث کی دست گیری کی تھی اس کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ اب میں کہاں جاتی۔ روپیہ میرے پاس نہ تھا۔ کلکتہ جیسے شہر میں جہاں ہر طرف شان و شوکت کی دیوی کا راج ہو، جہاں معمولی معمولی نرسیں بھی خوبصورت

بنگلوں میں رضیانہ امداد سے زندگی بسر کرتی ہوں وہاں ایک غریب بیوہ مڈوائف اور نرس کو جس کے پاس قیمتی آلات تو درکنار تن پہ ثابت کپڑے بھی نہ ہوں اور جو پانچ روپے مہینے کی تنگ و تاریک کوٹھری میں رہتی ہو، کون پوچھتا ہے۔

"کچھ عرصہ تو میں نے گھر کے برتن بیچ بیچ کر اپنا اور یتیم بچے کا پیٹ پالا اور جب یہ سہارا بھی ختم ہو گیا تو میں نے ایک ہندو ڈاکٹر حسن احمد کی جو مسٹر میتھو پر بہت مہربان تھے خوشامدیں شروع کیں کہ مجھے کوئی کیس دلائیں۔ ڈاکٹر حسن کو مجھ سے بہت ہمدردی تھی۔ لیکن وہ میرے لیے کیا کر سکتے تھے۔ میری سب سے بڑی دشمن تو غریبی تھی اور وہ ہر وقت میرے ساتھ۔ اعلیٰ گھرانوں میں کسی گمنام فاقہ کش مڈوائف کی رسائی غیر ممکن تھی۔ غریب گھرانوں کی عورتوں میں اس وقت تک عیسائی دائیوں اور نرسوں کے خلاف ایک خاص قسم کا تعصب تھا اور اگر ان کی کوشش سے مجھے کوئی چھوٹا موٹا کیس مل بھی جاتا تو میں بچے کی وجہ سے اپنے فرائض خوبی کے ساتھ انجام نہیں دے سکتی تھی۔ ڈاکٹر حسن نے کئی اسپتالوں میں مجھے نوکر رکھوانے کی کوشش کی مگر ہر جگہ ناکامی ہوئی۔ کیوں کہ میں بدصورت تھی اور ایک اسپتال کے انچارج نے تو صاف الفاظ میں کہہ دیا، 'یہ عورت تو نرسنگ کے قابل نہیں! اس کی تو صورت دیکھ کر مریض گھبرا جائے گا!'

"مایوس ہو کر میں نے نرسنگ اور مڈوائفری کو خیرباد کہہ دیا اور کم سن بچیوں کو پڑھا کر سخت دشواری سے اپنی زندگی کے دن گزارنے لگی۔ میری بدنصیبی کا دور ابھی ختم نہ ہوا تھا۔ تین چار سال بعد میرا بچہ مر گیا۔ اور مصیبتوں کی بارشِ پیہم نے میرا دماغی توازن بگاڑ دیا۔ ڈاکٹر حسن نے ازراہِ خدا ترسی بہت محنت سے میرا علاج کیا۔ تین چار مہینے بعد میں اچھی تو ہو گئی لیکن بچے کی موت کا مجھے اس قدر سخت رنج تھا کہ مجھ سے اب نہ کشیدہ کاری ہو سکتی تھی اور نہ میں پڑھا سکتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں فاقوں مرنے لگی۔ اگر بوڑھے ڈاکٹر حسن کے گھر سے مجھے بطور خیرات کچھ مل گیا تو روزی ورنہ روزہ۔

"ایک بار میں دو دن کے فاقہ سے گھر میں نڈھال پڑی تھی کہ ڈاکٹر حسن کا آدمی مجھے بلانے آیا۔ کسی نہ کسی طرح گرتی پڑتی ڈاکٹر صاحب کے گھر پہنچی۔ وہ بولے، 'ستر اسی برس کا ایک اینگلو انڈین فوجی کرنل جس کے باپ نے کلکتہ میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی تھی، ایک سال سے بیمار ہے ان دنوں میں ہی اس کا علاج کر رہا ہوں۔ اسے ایک نرس کی ضرورت ہے۔ کرنل ہے تو بہت مال دار لیکن اس قدر بدمزاج اور کنجوس ہے کہ کوئی نرس اس کی دیکھ بھال کے لیے تیار نہیں ہوتی۔ اگر تم چاہو تو میں تمھارے لیے وہاں انتظام کر دوں۔'

"میں فوراً رضا مند ہو گئی اور ڈاکٹر حسن نے مجھے اپنے ملازم کے ہاتھ کرنل کے پاس بھیج دیا۔

"بوڑھے کرنل نے ڈاکٹر حسن کا خط پڑھنے کے بعد میری طرف گھور کر دیکھا اور پھر تیوری چڑھا کر بھیانک آواز سے بولا، 'سن او کالی چڑیل! اگر تو نے میری خدمت اچھی طرح کی تو تجھے دونوں وقت کھانا ملے گا اور مہینہ میں کچھ نہ کچھ جیب خرچ کے لیے بھی مل جائے گا۔ ورنہ یاد رکھ تجھے گولی مار دوں گا میں تجھ جیسی ذلیل چھوکریوں کی پروا نہیں کرتا۔ خاندانی فوجی افسر ہوں۔ میرا پردادا لارڈ کلایو کے ساتھ پلاسی میں لڑا۔ میرا دادا میسور کی جنگ میں مارا گیا۔ میرا باپ افغانستان میں لڑا اور میں غدر میں اپنی فوج کا کرنل تھا۔۔۔'

"بوڑھا کرنل اسی طرح نہ جانے کیا کیا بکتا رہا۔ لیکن میں اس کے بگڑے ہوئے تیور دیکھ کر سہم گئی تھی۔ دل کی دھڑکن نے میرے کان گنگ کر دیے تھے۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ سنائی نہ دیا۔

"میں کاٹھ کی مورت بنی خاموش کھڑی تھی۔ اتنے میں کرنل کی بھیانک آواز میرے کانوں میں گونجی، 'کیا سوچ رہی ہے؟ بولتی نہیں!'

"میں نے گھبرا کر جواب دیا، 'جی ہیں آپ کی خدمت کروں گی۔' فاقہ کشی کے عذاب سے بدمزاج اور کنجوس فوجی کرنل کی ملازمت بدرجہا بہتر ہے!"

مسٹر میتھو پر کھانسی کا شدید حملہ ہوا۔ منھ سے کثیر مقدار میں خون گرا اور وہ دیر تک ضعف سے بے حال رہے۔ میری بیوی نے مقوی دوا کا ایک چمچہ ان کے منھ میں دیا اور جب ان کی طبیعت کسی قدر ٹھیری تو انھوں نے کہنا شروع کیا، "میں کرنل برکلے کی تیمارداری کرنے لگی۔ بیماریوں کو علے نے اسے بہت ہی کمزور کر دیا تھا۔ عرق النسا، نقرس، درد مفاصل، تپ دق، خنازیر جیسی خطرناک بیماریوں میں بوڑھا کرنل مبتلا تھا۔ لیکن اس نیم مردہ حالت میں بھی وہ اپنے ملازموں کے لیے ہوّا بنا ہوا تھا۔ اس کے سامنے آتے ہوئے ملازموں کی روح فنا ہوتی تھی۔ ہر وقت شرم ناک گالیاں بکتا رہتا تھا۔ بستر سے اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ لیکن ایک موٹی سی لکڑی ہمیشہ پاس رہتی تھی۔ کسی ملازم سے ذرا سی بھی غلطی ہوئی اور اس نے لکڑی سے مرمت شروع کر دی۔ اس کا کوئی دوست یا رشتہ دار نہ تھا۔ کرنل کے کمرے کے برابر والا کمرہ مجھے رہنے کے لیے ملا۔ دوسرے تمام ملازمین نیچے کی منزل میں رہتے تھے۔ چوں کہ میں کرنل کے قریب تھی اس لیے سب سے زیادہ عذاب میں جان بھی میری ہی تھی۔ صبح سے شام تک

اس کی خدمت میں مصروف رہتی تھی۔ کھانا کھانے بیٹھتی، ہاتھ میں نوالہ ہوتا اور وہ مجھے آواز دیتا۔ رات میں اسے نیند آتی رہتی۔ دو دو منٹ کے بعد مجھے پکارتا تھا۔ میرے لیے ذرا دیر آرام کرنا بھی غیر ممکن تھا۔ شرم ناک گالیوں کے علاوہ بھینس، چھچھوندر، بندریا، لومڑی، گدھی، کتیا غرض کسی ایسے حقیر جانور کی مادہ نہ تھی جس کا جلوہ میری شکل میں اسے نظر نہ آتا ہو۔ میں اپنی زندگی سے تنگ آچکی تھی۔ لیکن کیا کرتی۔ کہاں جاتی۔ پیٹ بُری بلا ہے۔ میرے لیے اور ٹھکانا ہی کہاں تھا۔ کسی نہ کسی طرح میں نے چار مہینے گزار دیے۔ ایک دن کرنل کے لیے گرم شوربا لے کر گئی۔ کرنل نے پلیٹ زمین پر پھینک دی اور یہ کہہ کر ایک طمانچہ میرے منھ پر مارا کہ شوربا ٹھنڈا ہے۔ حالانکہ شوربا خوب گرم تھا۔ مجھے اس کی یہ حرکت بہت ہی ناگوار ہوئی۔ ناچار کمرے میں جا کر بستر پر گر پڑی اور اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میرے رونے کی آواز کرنل کے کان میں گئی۔ اس نے مجھے بلایا۔ میں روتی ہوئی اس کے سامنے پہنچی اور کہا کہ اب میں آپ کے یہاں کام نہیں کروں گی۔

"میرا خیال تھا کہ کرنل میری زبان سے یہ الفاظ سن کر آگ بگولا ہو جائے گا۔ لیکن حیرت انگیز طریقہ پر وہ بالکل خاموشی کے عالم میں میری صورت دیکھتا رہا۔ اس کے بعد مجھے قریب بلا کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور انتہائی محبت کے لہجہ میں بولا۔ "بیٹی میں بہت بوڑھا اور بہت بیمار ہوں۔ زیادہ جی نہیں سکتا۔ چند روز کی میری زندگی اور ہے۔ اب مجھے تنہا چھوڑ کر کہاں جاؤ گی ———؟"

"میں لرزتی آواز میں بولی۔ "خداوند آپ کو صحت عطا کرے۔ لیکن آپ تو مجھے مارتے ہیں۔"

"کرنل آہ سرد بھر کر بولا۔ "بیٹی بُرا نہ مان۔ عمر کی زیادتی اور سالوں کی بیماری سے میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ مجھے تجھ سے بہت محبت ہے۔ تو نے ہی اتنے دن میری دیکھ بھال کی۔ تیری ہی خدمتوں کے بل پر میں زندہ رہا۔ اب تو اپنے اس بوڑھے اور پاجی باپ کو کس پر چھوڑتی ہے۔ چند روز کی بات اور ہے۔ اس کے بعد نہ میں تجھے مار سکوں گا نہ گالیاں دے سکوں گا۔ میری لاش تیرے اختیار میں ہو گی اس سے جو چاہے سلوک کرنا ——— لیکن نہیں، تو شریف ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرے مرنے کے بعد تو بہت روئے گی۔ تو ہی میرے لیے دعاءِ مغفرت کرے گی اور دیکھ ——— اگر تو نے میرے لیے دعا نہ کی تو میں بھوت بن کر تجھے ستاؤں گا۔"

"یہ کہہ کر بوڑھا کرنل ہنسنے لگا۔ مجھے بھی ہنسی آگئی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ اس کے بعد سے کرنل نے مجھے مارا تو نہیں۔ لیکن نت نئے خطابوں اور گالیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ چھ سات مہینے اور گزر گئے۔ تقریباً بیس سال کا عرصہ ہوا۔ ۲۲ اگست کی تاریخ تھی ——— وہی تاریخ جس سے ایک دن پہلے میں لکھنؤ میں تمہارے گھر سے پہلی بار گھبرا کر رخصت ہوئی تھی ——— رات کے تقریباً دو بجے ہوں گے، میں کرنل کی تیمارداری سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹی ہی تھی کہ اس نے مجھے آواز دی۔ جب تک میں اٹھوں گالیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ جب میں کرنل کے پاس پہنچی تو اس نے اپنی لاٹھی دونوں ہاتھوں سے تھام کر اس زور سے میرے منھ پر رسید کی کہ ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی، پیشانی چوٹ گئی اور ہونٹ مجروح ہو گئے۔ میری موجودہ صورت اسی خوف ناک ضرب کی مستقل یادگار ہے۔ میری آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارا کمرہ گھوم رہا ہے۔ میرا دماغ بالکل بے کار ہو رہا تھا۔ اتنا تو معلوم ہے کہ ایک آگ سی میرے دل میں بھڑکی۔ اس کے بعد مجھے کچھ پتہ نہیں کہ میں کرنل پر بے اختیار بے ہوش ہو کر گری یا انتقامی جذبہ سے مغلوب ہو کر۔

"بہر حال جاں بلب کرنل میرے جسم کا بھاری بوجھ برداشت نہ کر سکا۔ بہت دیر کے بعد جب میں ہوش میں آئی تو دیکھا کہ کرنل مر چکا ہے اور میں اس کی لاش پر لہو لہان پڑی ہوں۔ گھبرا کر اٹھی۔ آثار سحر قریب تھے۔ میرے ہاتھ پیر پھول گئے۔ دھڑکتے ہوئے دل سے صاف آواز آرہی تھی۔ "بوڑھے کرنل کی قاتل تو ہے۔"

"ارادہ ہوا کہ تاریکی میں چپ چاپ گھر سے نکل جاؤں۔ مگر جاتی کہاں؟ ضبط سے کام لیا۔ کرنل کی لاش پر سے وہ چادر ہٹائی۔ جس پر میرے خون کے دھبے تھے۔ دوسری چادر اڑھائی اور ملازموں کو کرنل کی موت کی اطلاع دینے کے لیے روتی ہوئی نیچے اتری۔ میں تو سمجھتی کہ کرنل کے مرنے کی خبر سے ملازموں میں تہلکہ برپا ہو جائے گا۔ پولس کو اطلاع کی جائے گی۔ لاش کا معائنہ ہو گا اور میں گرفتار کر لی جاؤں گی۔ لیکن ملازموں نے کرنل کی موت کی خبر سن کر خوشی سے ناچنا شروع کر دیا اور بہت ممکن ہے کہ اس کا کچھ روپیہ بھی غائب کر دیا گیا ہو۔ میں نے اپنے زخمی ہونے کے متعلق کہہ دیا کہ تاریکی میں نیچے اترتی ہوئی زینہ سے گر پڑی۔ لیکن کرنل کے مرنے کی خوشی میں ملازموں نے میرے زخموں کے متعلق ذرا بھی تفتیش نہیں کی۔ میں نے اپنے زخموں کی ڈریسنگ کی۔ ڈاکٹر حسن کو اطلاع دی گئی۔ وہ آئے۔ لاش کو سرسری طور پر دیکھا اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ شہر کے پادری کو اطلاع کر دی جائے۔ کرنل صاحب شدید کھانسی کے زیر اثر سینہ کی ایک رگ پھٹ جانے کی وجہ سے مر چکے ہیں۔

پادری صاحب ایک سرکاری افسر اور مشن کے چند آدمیوں کو لے کر آئے۔ لاش کو بے پروائی کے ساتھ نیچے اُٹھا لیا گیا۔ کوٹھی مقفّل کر دی گئی۔ تدفین کے انتظامات شروع ہوئے، مگر اس طرح جیسے بوڑھے کرنل کی شادی کا انتظام ہو رہا ہو۔ ہر "ماتم دار" کے چہرے پر تبسّم کی معنی خیز جھلک تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی! جس شخص نے اپنی زندگی میں ایک بار بھی خدا کے سامنے سر نہ جھکایا ہو، جس نے کبھی کسی غریب کی مدد نہ کی ہو، جس نے کبھی کسی کے ساتھ اخلاق اور محبت کا برتاؤ نہ کیا ہو اس کی موت پر کون آنسو بہا سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آدمی بوڑھے کرنل کی لاش کو ہاتھ لگانا بھی نہیں چاہتا۔ میں نے اس کی لاش کو تابوت میں رکھا۔ جنازہ کرنل کی ابدی خواب گاہ کی طرف چلا۔ میں بھی ساتھ تھی، روتی ہوئی۔ میں نے دیکھا ہر شخص مسکرا مسکرا کر میری طرف اشارہ کر رہا ہے۔ ایک آدمی کو میں نے خود اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سُنا، 'ذرا اس بے وقوف نرس کو تو دیکھو۔ بوڑھے شیطان کی موت پر آنسو بہا رہی ہے ——!'

"مگر کسے کو خبر تھی کہ میں کرنل کی موت کے صدمہ سے نہیں بلکہ خوف سے رو رہی تھی۔ میرا ضمیر مجرم تھا اور دل کی ہر حرکت سے یہ آواز میرے کانوں میں آ رہی تھی کہ —— بوڑھے کرنل کی قاتل تو ہے!

"کرنل کی تدفین کے بعد میں ڈاکٹر حسن کے پاس آ گئی۔ اُنھوں نے مجھے اپنے پاس روکنے کی کوشش کی۔ لیکن میں بہت گھبرائی ہوئی تھی رُکی نہیں۔ اور میں نے سال بھر میں کرنل کے ہاں سے جو سو سوا سو رُپے کمائے تھے وہ لے کر پہلی ٹرین سے مرشد آباد روانہ ہو گئی۔ جہاں خیال تھا کہ میرا کوئی نہ کوئی واقف کار ضرور نکل آئے گا۔

"یہاں میں نے ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لے کر ٹوٹی پھوٹی پریکٹس شروع کر دی لیکن مضطرب ضمیر کے ہاتھوں چین نہ تھا۔ بوڑھے کرنل کی لاش ہر وقت نگاہوں کے سامنے پھرتی رہتی۔ دل کی آواز اب بھی میرے کانوں میں گونجتی رہتی تھی کہ بوڑھے کرنل کی قاتل تو ہے۔ میں راستہ چلتے پیچھے پلٹ پلٹ کر دیکھتی تھی۔ سوتے میں بار بار چونک اٹھتی کہ پولس مجھے گرفتار کرنے تو نہیں آ رہی ہے۔

"مرشد آباد پہنچنے کے دس بارہ دن بعد مجھے مقامی مشن کی وساطت سے ڈاکٹر حسن کا خط ملا۔ ہمیں لکھا تھا، 'تم فوراً کلکتہ چلی آؤ۔ متوفی کرنل نے اپنے وصیت نامہ کی رو سے تمھیں اپنی ساری جائداد کا مالک قرار دیا ہے'۔

"خط پڑھتے ہی میں گھبرا گئی۔ سمجھی کہ پولس نے میری گرفتاری کے لیے یہ نیا دام تیار کیا ہے اور اس بہانہ سے وہ میرا پتہ لگانا چاہتی ہے۔ جی میں آیا کہ فوراً کسی دوسرے شہر بھاگ جاؤں۔ اور میں نے سامانِ سفر باندھنا بھی شروع کر دیا لیکن پھر خیال آیا کہ ڈاکٹر حسن بہت شریف اور خدا ترس بزرگ ہیں۔ اُنھوں نے مجھ سے ہمیشہ ہمدردی کا برتاؤ کیا اور انھی کے سہارے میں نے اپنی پُر مصیبت زندگی کے کئی سال کلکتہ میں گزارے۔ وہ مجھے ہرگز دھوکا نہیں دے سکتے۔

"میں دھڑکتے دل کے ساتھ کلکتہ روانہ ہو گئی۔ ڈاکٹر حسن سے ملی۔ اُنھوں نے نہایت گرمجوشی کے ساتھ مجھے مبارک باد دیتے ہوئے کہا، 'کرنل تھا تو بہت ہی بدمزاج اور بُرا آدمی۔ یہاں تک کہ ہر شخص اسے بوڑھا شیطان کہتا تھا۔ لیکن نہ جانے تم نے اس پر کیا جادو کر دیا کہ اس نے اپنے وصیت نامہ کی رو سے تین لاکھ رُپے نقد، عالی شان کوٹھی اور ایک ہزار رُپے ماہوار آمدنی کی جائداد کا مالک تمھیں قرار دیا ہے'۔

"میری آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ بات کاٹ کر بولی، 'مجھے —— !'

"'ہاں ہاں، تمھیں اور صرف تمھیں۔ مشن والے اور بعض دور کے رشتہ دار تو ادھار کھائے بیٹھے تھے کہ کرنل کی موت کے بعد تم ان کے ہتھے چڑھے گی۔ لیکن بوڑھا کرنل تھا بہت چالاک۔ مرنے سے سات آٹھ مہینے پہلے اپنا وصیت نامہ مرتب کر کے حکومت کے سپرد کر گیا۔ چند روز ہوئے اس کا وصیت نامہ عدالت میں کھولا گیا تھا اور حکام کو تمھاری تلاش تھی۔ اب کل تم میرے ساتھ عدالت میں چلنا'۔

"دوسرے دن میں ڈاکٹر حسن کے ساتھ عدالت میں گئی۔ وصیت نامہ میرے سپرد کر دیا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مجھے مبارکباد دی۔ میں زار و قطار رونے لگی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مسکرا کر کہا، 'کرنل صاحب اچھے آدمی نہیں تھے ہر شخص ان سے نفرت کرتا تھا۔ لیکن صرف تم ان کے لیے روتی ہو اور تمھاری اسی حیرت انگیز محبّت کا صلہ ہے جو اُنھوں نے تمھیں اپنی جائداد کا مالک قرار دیا ہے'۔

"مجھے اب رونا اس بات کا تھا کہ میں نے کرنل کی بدمزاجی کو دیکھا لیکن اس کے سینہ میں جو خوب صورت دل تھا اُسے نہ دیکھا —— "

مسز میتھو کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ان کی حالت بگڑتی جا رہی تھی۔ ذرا دیر دم لے کر بولیں، "تم دونوں اس وقت جس عالی شان کوٹھی میں بیٹھے ہو یہ کرنل صاحب کی کوٹھی ہے۔ میں اسی میں ایک فاقہ کش نرس کی حیثیت سے پہلی بار داخل ہوئی تھی میں جس کمرے میں لیٹی ہوں اسی میں کرنل صاحب نے وفات پائی یا میرے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ تم جو کچھ بھی سمجھو۔

"میں اس کوٹھی میں اب مالکانہ حیثیت سے رہنے لگی۔ لیکن میرا ضمیر مجھے بار بار ملامت کرتا تھا۔ میں نے بوڑھے کرنل کے ساتھ سخت بے انصافی کی۔ ان کے وہ الفاظ جو انھوں نے ایک بار مجھے مارنے کے بعد کہے تھے اب میرے کانوں میں گونج رہے تھے:۔

"ایک دن تو میرے لیے بہت روئے گی اور تو ہی میرے لیے دعائے مغفرت کرے گی۔ سچ ہے۔ بوڑھے کرنل کے لیے دعائے مغفرت کرنے والا کون تھا۔!

"ضمیر کا اضطراب کسی طرح کم ہوا۔ میں عرصہ تک سوچتی رہی۔ آخر ایک اسکیم میرے ذہن میں آئی۔ میں نے کرنل صاحب کا متروکہ تین لاکھ روپیہ نقد حکومت کے سپرد کر دیا کہ میں نے جس زنانہ میڈیکل اسکول میں نرسنگ اور مڈوائفری کی تعلیم حاصل کی تھی اُسے کرنل صاحب کی یادگار میں کالج بنا دیا جائے۔ کوٹھی یادگار کے طور پر اپنی سکونت کے لیے رہنے دی۔ اور ایک ہزار روپیہ ماہوار آمدنی کی جائداد کو وقف کر کے ایک بورڈ کے سپرد کر دیا کہ وہ پانچ سو روپے ماہوار کرنل صاحب کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے غریب لڑکیوں کی شادی، طلبا کے تعلیمی وظائف اور دیگر کار خیر میں صرف کرے اور ہر سال ۲۴ اگست کو جس دن کرنل صاحب دفن کیے گئے تھے ان کے لیے گرجا میں دعا ہو اور غریبوں کو کھانا کھلایا جائے۔ بقیہ پانچ سو روپے ماہوار مجھے اور میرے بعد اس شخص کو ملیں جسے میں اپنا وارث قرار دوں۔

"یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی ضمیر کا اضطراب کم نہ ہوتا تھا۔ میں کرنل کی بدمزاجی سے نالاں رہتی تھی سارے دل ہی دل میں کوستی تھی۔ گالیاں دیتی تھی۔ لیکن آہ وہ کتنا شریف خدا ترس اور رحم دل انسان تھا کہ ایک غریب بیوہ عورت پر ترس کھا کر اسے اپنی کل جائداد کا مالک بنا گیا۔ میں نے اس کے ساتھ بے انصافی کی۔ بدسلوکی کی۔۔۔۔۔۔ آہ میری ہی وجہ سے اس کی جان گئی۔ میرا دل اب بھی کہتا ہے کہ بوڑھے کرنل کی قاتل تو ہے۔

"اس گناہ کا کفارہ میری سمجھ میں یہی آیا کہ ہندستان کے گوشہ گوشہ میں پھر کر غریب بندگان خدا اور خاص کر بدمزاج مریضوں کی طبی خدمت کروں۔ چناں چہ جب تک میری صحت نے جواب نہیں دیا میں اسی پانچ سو روپے کی آمدنی میں مختلف مقامات کا گشت کر کے لوگوں کا مفت علاج کرتی رہی۔ لیکن میں خواہ کسی مقام پر بھی ہوں ۲۴ اگست کو کرنل برکلے کی دعا میں شرکت کے لیے لکھنؤ پہنچ جاتی تھی۔ اب میرے لیے بدمزاج مریض یا مریضہ کی شکل میں کرنل برکلے کا جلوہ تھا۔ میں اس کی دل و جان سے خدمت کرتی تھی۔ اس کی گالیاں میرے لیے مغفرت کی دعائیں تھیں اور اس کی مار میرے نامۂ اعمال کی سیاہی دھونے کے لیے آب رحمت کا چھینٹا تھا۔۔۔۔۔۔"

مسز میتھو کی حالت زیادہ خراب ہونے لگی۔ انھیں خون کی قے ہوئی اور تھوڑی دیر بعد انھوں نے داعئ اجل کو لبیک کہا۔ دوسرے دن سارا شہر جنازہ کے ساتھ تھا۔ انھیں کرنل برکلے کے ساتھ دفن کیا گیا اور میں اپنی بیوی کے ساتھ اس پراسرار نرس کی وفات پر اشک حسرت بہاتا ہوا بنارس واپس آ گیا۔

واپسی کے چند روز بعد مجھے مسز میتھو کی جائداد کے بورڈ آف ٹرسٹیز کا خط ملا جس سے معلوم ہوا کہ متوفیہ نے وصیت نامہ کی رو سے اپنی عالی شان کوٹھی، غریب اور بے روزگار نرسوں کی مالی امداد کے لیے وقف کر دی اور پانچ سو روپے ماہوار کی آمدنی کا مستحق میری بیوی کو قرار دیا ہے۔ کیوں کہ مسز میتھو نے بیس سال کے عرصہ میں جن بیمار مردوں اور عورتوں کی تیمارداری کی ان میں میری بیوی سب سے زیادہ بدمزاج ثابت ہوئیں +

(بقیہ مضمون ص ۱۴) :۔ پپوٹے گرنے بند ہو گئے۔ تھکن اور کمزوری جاتی رہی۔ اور بصارت میں بھی معقول اضافہ ہو گیا جو شکایتیں باقی رہ گئیں وہ غذا کے استعمال کے وقت گلے کا گھٹنا اور چھینکنے کے وقت تکلیف ہونا تھیں۔ میں نے ایکس رے کیا۔ اس کے غدۂ تیموسیہ (تھائمس گلینڈ) میں ورم تھا۔ شعاعی علاج سے یہ ورم جاتا رہا اور باقی خرابیاں بھی دور ہو گئیں۔ آنکھوں کے ردے بھی نکال دیے گئے۔

جہاں مناسب غذا، غذا کی درستی اور آسان طریقۂ علاج کام دے سکتا ہے وہاں جراحی کی ٹانگ توڑنا اور دوراز کار بحثوں میں پڑنا ٹھیک نہیں ہے۔ روزن برگ کے واقعہ سے اس نظریہ کی پوری تائید ہوتی ہے +

کیمیائی جنگ

جنگ میں زہریلی گیسوں کا استعمال!

از جناب ڈاکٹر دانیال صاحب

موجودہ زمانہ کی لڑائیاں اپنی نوعیت کے اعتبار سے تباہ کن ثابت ہو رہی ہیں۔ اس تباہی کو عالمگیر بنانے کے لیے مختلف قسم کے آلات استعمال کیے جاتے ہیں۔ لیکن بموں اور اسی قسم کے دوسرے تباہ کن ذرائع سے بچاؤ کے انتظامات بھی کر لیے گئے ہیں۔ ہر قسم کے مدافعتی آلات سے فوجوں کو لیس رکھا جاتا ہے۔ اس کے باوجود حفاظت یقینی نہیں کہی جا سکتی۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ جنگ جیتنے کے لیے فوجوں کو پسپا کرنا ضروری ہے۔ گو شہروں پر بمباری سے بھی شہری خوف زدہ ہو کر حملہ آور کو مدد پہنچاتے ہیں۔

سپاہیوں کو ان کے مسلح ہونے کے باوجود بھی میدان سے بھگانے یا ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کرنے کے لیے گزشتہ جنگ میں جرمنی نے بڑے پیمانہ پر پہلی بار زہریلی گیسیں استعمال کیں۔ اس قسم کی بہت سی جان لیوا گیسوں سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ مثلاً کلورین گیس، ہائیڈرو کلورک ایسڈ گیس، فلورک ایسڈ، ہائیڈرو فلورک ایسڈ، نائٹروجن پراوکسائڈ، کول گیس، اور ہائیڈروجن سلفائیڈ گیس وغیرہ۔

بعض گیسیں کم اور بعض زیادہ زہریلی ہوتی ہیں۔ بعض آنکھوں پر حملہ کرتی ہیں اور بعض ناک اور حلق میں ناقابل برداشت خراش پیدا کرتی ہیں۔ زیادہ زہریلی گیسوں کے جسم پر لگتے ہی آبلے پڑ جاتے ہیں۔ بعض پھیپھڑوں پر حملہ کرتی ہیں جس سے دم گھٹنے لگتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔

اس قسم کی گیسوں کو مورچوں یا توپ خانوں کے آس پاس، جہاں سپاہی ہوتے ہیں، چھوڑا جاتا ہے اور بالعموم بموں میں بھر کر چھوڑا جاتا ہے، جن کے پھٹنے سے گیس ہوا میں پھیل جاتی ہے۔ بعض اوقات فوجی پیش قدمیوں کو روکنے کے لیے راستہ میں ان گیسوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہوا کے زہریلا ہو جانے سے اس مسموم فضا میں سانس لینا زندگی سے ہاتھ دھونا ہوتا ہے۔ اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے سپاہیوں کو گیس ماسک استعمال کرائے جاتے ہیں۔ ان کے منہ کے سامنے سانس لینے کے لیے جالی لگی ہوتی ہے۔ اس جالی کے اندر چارکول یعنی لکڑی کے کوئلہ اور دوسری کیمیائی چیزیں رکھی ہوتی ہیں۔ اس جالی میں سے گزرتے وقت ہوا میں اگر کوئی زہریلی گیس ملی ہوئی ہو تو کوئلہ وغیرہ کی تہیں اسے جذب کر لیتی ہیں۔ گو یہ تہیں باریک ہوتی ہیں پھر بھی گیس کی کافی سے زیادہ مقدار کو جذب کر سکتی ہیں۔ کیوں کہ کوئلہ میں گیسوں کو جذب کرنے کی خاصیت بہت زیادہ ہے۔ کوئلہ کا ایک حصہ ۱۰۲ حصے امونیا گیس، ۱۶۵ حصے ہائیڈرو کلورک ایسڈ گیس اور ۹۹ حصے نائٹروجن پراوکسائیڈ کو جذب کر سکتا ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی گیس استعمال کی گئی ہو تو ماسک پہنے ہوئے سپاہی اُس کے زہریلے اثر سے محفوظ رہتے ہیں۔

ان مدافعانہ حالات کے تحت جنگی اغراض کے لیے صرف وہی گیسیں مفید ثابت ہو سکتی ہیں جو ماسک کی تہوں میں سے گزر سکیں۔ مزید برآں ان گیسوں کا بے رنگ اور بے بو ہونا بھی ضروری ہے، تاکہ وہ پہچانی نہ جا سکیں۔ ظاہر ہے کہ کسی گیس سے بچاؤ کا ذریعہ اس وقت تک نہیں دریافت کیا جا سکتا جب تک کہ اس کی نوعیت کا علم نہ ہو۔ ۱۹۱۵ء میں جب جرمنوں نے پہلی بار کلورین گیس استعمال کی تو اس کے دم گھٹنے والے اور پھیپھڑوں کو خراب کرنے والے زہریلے اثر سے بہت سے سپاہی ہلاک ہوئے۔ لیکن سبزی مائل زرد رنگ اور تیز چبھتی ہوئی بو سے یہ گیس فوراً پہچان لی گئی اور اس کے زہریلے اثر سے سپاہیوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ماسک میں ہائپو نکول کا اضافہ کر دیا گیا۔ ماسک میں سے گزرتے وقت یہ گیس ہائپو نکول سے مل کر ایک مرکب بناتی اور وہیں رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد جرمنوں نے پھیپھڑوں کو خراب کرنے والی ایک اور گیس "فاسجین" (Phosgene) استعمال کی اس کی نوعیت بھی ظاہر ہو گئی اور اس سے بچاؤ کا انتظام کر لیا گیا۔

دو سال کے بعد ۱۹۱۷ء میں جرمن ہوا بازوں نے ایک اور گیس گرائی۔ یہ گیس بھاری ہونے یا کثافت اضافی کے زیادہ ہونے کے باعث بہت دیر تک دھوئیں کی شکل میں زمین پر ہی رہتی ہے۔ اس گیس کی دوسری بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ ہوا کے دس لاکھ حصوں کو زہر آلود کر دیتا ہے۔ یہ گیس جسم سے چھوتے ہی ایسے آبلے ڈالتی ہے جو فوراً پھٹ جاتے اور ناقابلِ برداشت تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ جلد کے علاوہ

یہ گیس آنکھوں اور پھیپھڑوں پر بھی حملہ کرتی ہے۔ بہت سے تجربات کے بعد اس کی نوعیت معلوم کی گئی۔ چناں چہ اس سے بچاؤ کے لیے ماسک میں روئی کی تہ کا اضافہ کیا گیا۔ اور یہ بھی معلوم کیا گیا کہ گریس یا وسلین سے چپڑے ہوئے جوتے اور موم جامہ کے مثل چکنے کپڑوں کے استعمال سے جسم کو اس گیس کے زہریلے اثر سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ چوں کہ یہ گیس جسم پر آبلے ڈال دیتی ہے اس لیے اسے آبلے ڈالنے والی گیس (Blister Gas) کہتے ہیں۔ یہ گیس جنگی اغراض کے لیے بہت مفید ہے۔ بے رنگ و بے بو ہونے کی وجہ سے بآسانی پہچانی نہیں جاسکتی، دیر تک زمین پر ہی رہتی ہے اور فوراً ہی جان لیوا اثر دکھاتی ہے۔

اسی قسم کی ایک اور گیس ڈائی فنائل کلورو آرسین یا لیوسائٹ (Lewisite) ۱۹۱۸ء میں استعمال کی گئی۔ یہ بھی بلسٹر گیس کی طرح مہلک ہے۔ پھیپھڑوں پر حملہ کرکے انھیں فوراً بیکار کر دیتی ہے۔ دھوئیں کی شکل میں استعمال کرنے پر ماسک کے اندر سے گزر سکتی ہے اور دم گھٹ جانے سے انسان ماسک اتارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیوسائٹ اور بلسٹر گیس اپنی نوعیت اور عمل کے لحاظ سے ایک سی ہیں۔

ان گیسوں سے کہیں زیادہ زہریلی گیس زائی لال آیوڈائیڈ ہے جو آنکھوں کو لگتے ہی بینائی سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیتی ہے۔ دوسری زہریلی اور شدید مہلک گیسیں پروسک ایسڈ اور ہائیڈروسینک ایسڈ ہیں۔ لیکن یہ ابھی تک جنگی اغراض کے لیے استعمال ہی نہیں کی جاسکیں۔

گزشتہ جنگ میں جرمنوں نے زہریلی گیسیں استعمال کرکے اپنی بربریت کا ثبوت دیا۔ ان کے بعد جنگ کی تاریخ میں دوسری بار اٹلی والوں نے ابی سینیا والوں کے خلاف زہریلی گیسیں استعمال کیں۔ مشرق نے اپنی روایتی مغرب شاگردی کا ثبوت دیا اور موجودہ چین و جاپان جنگ میں جاپانیوں نے چینیوں کے خلاف گیسیں استعمال کیں۔ گو موجودہ مہذب زمانہ میں گیسوں کا استعمال بہت رواج پکڑ رہا ہے اور جنگی اغراض کے علاوہ بہت سے مواقع پر رلانے والی گیس (Tear Gas) ناک و حلق میں خراش پیدا کرنے والی گیس (Nose Irritant) اور پھیپھڑوں میں خراش پیدا کرنے والی (Lung Irritant) گیسیں استعمال کی جاتی ہیں۔ لیکن یورپ کی موجودہ جنگ میں کسی طاقت نے ابھی تک اس قسم کی انسانیت سوز حرکت نہیں کی۔ مگر دشمن سے ہر بری حرکت کی توقع کی جاتی ہے۔ چناں چہ گزشتہ تجربہ کی بنا پر فوجیوں کے علاوہ شہریوں کو بھی گیس ماسک مہیا کیے گئے ہیں۔ تاکہ ضرورت کے وقت وہ اپنی جان بچا سکیں۔ اور پھر گیس ماسک بھی عمدہ قسم کے بنائے گئے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ برطانی سائنس داں ہوا کو زہریلی گیسوں کے اثر سے پاک و صاف کرنے کی تدابیر معلوم کر چکے ہوں۔

معلومات

شہد اور شہد کی مکھی کا زہر شہد کی مکھیاں، ان کا زہر، ان کا شہد اور ان کا موم قدیم الایام سے دوا کے طور پر استعمال ہوتے چلے آئے ہیں۔ شہد کی مکھیوں کی اور ان کی ان تمام پیداواروں کی اہمیت انسان نے تمام دوسرے جاندار وں سے زہروں کی اہمیت سے پہلے معلوم کر لی تھی۔ بقراط، سیلوس، جالینوس، پلائنی اور دیگر حکما نے شہد کی مکھیوں کا ذکر اپنے اپنے زمانہ میں بہت ہی مؤثر اور بہت ہی مشہور دوا کے طور پر کیا ہے۔ شہد کے ساتھ پسی ہوئی مکھیاں ملا کر آشوب چشم، درد دنداں، مسوڑھوں کے زخموں اور کاربنکل (ذمیٹ پھوڑا) میں استعمال کیا جاتا تھا۔ پیچش کے مرض میں شہد کی مکھیاں شہد میں پکا کر کھلائی جاتی تھیں۔ جالینوس کا قول ہے کہ اگر مری ہوئی شہد کی مکھیاں شہد کے ساتھ پیس کر اس مقام پر لگائی جائیں جہاں سر کے بال گر گئے ہیں تو از سر نو بال اُگ آتے ہیں۔

شہد کی مکھیوں کو مار کر اگر فوراً پانی میں ڈال دیں اور روزانہ ایک مکھی نگلا کریں تو دیوانے کتے کے کاٹے ہوئے آدمی کے لیے مفید ہے۔ شہد کی مکھیوں کو جلا کر راکھ کر لیں اور اس راکھ کو شہد کے ہمراہ ملا کر استعمال کریں تو آنکھوں کے امراض کے لیے بہت مفید ہے۔ شہد کی مکھیوں کا سفوف مرض سرطان میں، استسقا میں، ضعف بصارت میں اور دماغی خرابیوں میں مفید بتایا جاتا ہے۔ ہومیوپیتھی کے طریقہ پر علاج کرنے والے درد مفاصل، التہاب مفاصل اور نوبتی بخاروں میں ایپس کا بہ کثرت استعمال کرتے اور اسے بہترین دوا بتلاتے ہیں۔ آٹھویں صدی عیسوی کا بڑا فاتح شاہ شارلمین نقرس کے مرض میں مبتلا ہو گیا تھا اور شہد کی مکھیوں سے کٹوا کر اسے حیرت انگیز طریقہ پر اچھا کیا گیا۔ (کلکتہ میڈیکل ریویو)

انسانی صحت پر شور و غل کا اثر بعض اوقات ایسے شور بھی کہ جو بالکل بے سُرے ہوں اور ہم آہنگ نہ ہوں انسان پر خوش گوار اثرات پیدا کرتے ہیں اور یہ اثر اسی بنا پر ہوتا ہے کہ وہ ایک خوش گوار ماحول پیدا کر دیتے ہیں۔ اپنی اولاد پر فخر کرنے والی ماں کو اپنے نوزائیدہ بچے کا چیخنا دلدوز نغموں سے کم خوش آیند نہیں ہوتا۔ بھوکے پیاسے آدمی کو کھانے کی گھنٹی کا سامعہ فگار شور بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ بین باجے کی یکساں آواز ایک سکاٹ لینڈ کے باشندے کے دل کو جوش اور ولولوں سے بھر دیتی ہے اور وہی آواز اس کے انگریز پڑوسی کے دل میں اس قدر غصہ پیدا کرتی ہے کہ وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ خوشی اور خرمی کے ہنگاموں میں جو شور اور غل ہوتا ہے باوجود دل خراش ہونے کے ہم میں سے کسی کو ناگوار نہیں گزرتا۔

پھر بھی بہت سے شور ایسے ہوتے ہیں جو ہم میں سے بیشتر آدمیوں کے لیے ناخوش گوار ہوتے ہیں۔ وہی ہمارے مزاج کو برہم کر کے ہمارے دماغ کو مجروح کیا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ہماری تندرستی پر بہت خراب اثر ڈالیں۔

سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز ہے جو بعض آوازوں کو ہمارے لیے ناخوش گوار بنا دیتی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بے سُری اور غیر ہم آہنگ آوازیں کانوں کے لیے بہت تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر پڑوسی کا کتا بھونک رہا ہو تو یہ شور ہمیں کسی طرح پسند نہیں آسکتا، اسی طرح چھت پر بلیوں کا لڑنا، کارخانوں کے بھونپو، موٹروں کی بھیانک آوازیں، موٹر سائیکلوں پھٹ پھٹ، دودھ والوں کے برتنوں کی کھڑ بڑ اور نیچے اڑنے والے ہوائی جہازوں کی دل ہلا دینے والی آوازیں سب ایسی ہی چیزیں ہیں جن سے کان کے پردے پھٹنے لگتے ہیں۔

یہ نفسیاتی حقیقت بہت دلچسپ ہے کہ ہمارے لیے وہی شور سامعہ خراش ثابت ہوتے ہیں جو دوسرے لوگ کریں۔ جو شور ہم خود پیدا کر رہے ہیں وہ کبھی گراں نہیں گزرتا اور اپنے خراٹوں کی آواز سے کبھی کسی کی نیند حرام نہیں ہوتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ بسا اوقات محض آواز کی تیزی اور آواز کا زور بعض ایسی آوازوں کو ہمارے کانوں کے لیے تکلیف دہ

اور ہماری صحت کے لیے مضر بنا دیا کرتا ہے۔ جو فی الحقیقت کسی درجہ میں بھی ہمارے لیے ناخوش آیند نہیں ہیں۔ مثلاً اگر کسی وقت ہم ریڈیو سیٹ کی چابی گھما کر آواز کو بہت بلند کر لیں۔ (نیچرل ہیلتھ ریویو)

ڈاڑھی منڈانا صحت کے لیے مضر ہے ڈاکٹر وائی۔ ایس۔ شرما ایم۔ ڈی کا ایک فاضلانہ مضمون جسم کے بال مونڈنے کے متعلق رسالہ "ہیلتھ" میں شائع ہوا ہے، جس کا اقتباس حسب ذیل ہے:۔ جسم کے ایسے حصوں کے بال مونڈنا کہ جو آج کل حد سے زیادہ عام ہو گیا ہے، جسم کے لیے بھی مضرت رساں ہے اور فضول خرچی بھی ہے۔ اس سے بہت سی لاعلاج بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسے کہ سینہ کے امراض، دانتوں کے امراض، حلق کے امراض اور ناک کے امراض وغیرہ۔ حجام کے استروں سے بال منڈوانے سے جیسا کہ عام دستور ہے، مختلف قسم کی بیماریوں کی چھوت لگ سکتی ہے اور اس سے صحت برباد ہو سکتی ہے۔ آج کل اخبارات اور رسائل میں ایسی دواؤں اور صابونوں کے اشتہارات کی کوئی انتہا نہیں ہے جن سے بال اڑائے جا سکیں۔ ان چیزوں کے بعد کے اثرات بہت ہی مضر ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے بہت سی بیماریاں اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ بغلوں کے بال مونڈنے کی وجہ سے اکثر پھنسیاں اور دوسری قسم کی جلدی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ناک کے بال صاف کرنا نزلہ اور زکام کو دعوت دینے کا مترادف ہے جو بڑھ کر پھیپھڑوں کے امراض کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ صحت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے کہ قدرت کی اطاعت سے انحراف نہ کیا جائے۔

مونچھ اور ڈاڑھی صرف یہی نہیں کہ مرد کے چہرہ کو مردانہ شان بخشتی ہیں بلکہ وہ منہ اور حلق کے غدودوں کی حفاظت کرتی ہیں، بلکہ تمام نظامِ تنفس کی حفاظت کرتی ہیں۔ ڈاکٹر چینڈوک کا مقولہ ہے کہ "مونچھیں ایک قدرتی محافظ ہیں جو خاک، مٹی اور نزلہ زکام کے جراثیم کو ہمارے پھیپھڑوں میں جانے سے روکتی ہیں۔ وہ ہمارے حلق اور چہرہ کو سردی کے اثر سے بچاتی ہیں، اور گرم ملکوں میں ان اعضا کو شدید گرمی کے اثرات سے بھی محفوظ رکھتی ہیں۔" جو لوگ ڈاڑھی مونچھیں رکھتے ہیں ان کو دانت کے درد کی تکلیف بہت کم ہوتی ہے، اور ان کے دانت گلنے سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ ڈاڑھی رکھنے والے آدمی کن پھیڑ، گلے آجانا، کھانسی اور بہت سی دوسری التہابی بیماریوں سے نسبتاً زیادہ محفوظ رہتے ہیں۔

گیہوں ایک بہت ہی متوازن غذا ہے دوسرے تمام اناجوں کی طرح گیہوں جسم کی تعمیر بھی کرتا ہے اور اسے قوتِ عمل بھی بخشتا ہے۔ علاوہ بہ کثرت نشاستہ دار مادہ کے جو قوتِ عمل پیدا کرتا ہے گیہوں کے اندر بہت کافی مقدار اجزائے لحمیہ کی بھی ہوتی ہے جو خوراک کا ایک اہم جزو ہیں اور ہر جاندار کی خوراک کے اندر پائے جاتے ہیں۔ یہ اجزائے لحمیہ جسم کے لیے وہی اہمیت رکھتے ہیں جو عمارت کے لیے اینٹیں رکھتی ہیں۔ جب غذا جزوِ بدن ہوتی ہے تو یہی اجزائے لحمیہ مختلف بافتوں اور خلیات کے بنانے کے کام آتے ہیں۔ گیہوں کی تمام خوبیاں ان لحمی اجزا پر ختم نہیں ہو جاتیں۔ اپنی مکمل صورت میں وہ ایک بہت ہی متوازن غذا ہے۔ اس کے اندر حیاتین "ب" اور "ز" کا مرکب موجود ہوتا ہے۔ حیاتین کے علاوہ اس کے اجزا حسب ذیل ہیں:۔

پانی	۱۳٬۴۰	فی صدی	کیلسیم	۰٬۷۵	فی ہزار پانی کے حصے	فاسفورس	۱۰٬۹۰	فی ہزار پانی کے حصے
اجزاء لحمیہ	۱۳٬۶۰	"	سوڈیم	۰٬۵۰	" " "	سیلی کن	۰٬۴۶	" " "
چربی	۱٬۰۰	"	میگنیشیم	۲۸۰	" " "	گندک	۰٬۰۹	" " "
نشاستہ	۶۹٬۱۰	"	فولاد	۰٬۳۰	" " "			

گیہوں میں جتنے معدنیات ہیں ان میں سے ایک ایک ساری تن درستی کے لیے ضروری ہیں۔ اگر ہمارے جسم کو یہ نہ ملیں تو بہت سی بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ چربی اور حیاتین گیہوں کی گری میں پائے جاتے ہیں، اور معدنی نمک زیادہ تر چھلکے یا بھوسی میں۔ اس سے ظاہر ہے کہ گیہوں کے ایک دانے میں انسانی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے نہایت ہی مفید اور اہم اجزا بھرے ہوتے ہیں۔ اگر جسم کی مختلف ضرورتوں کو پیشِ نظر رکھ کر دیکھا جائے تو انسانی خوراک چیزوں میں سے بہت ہی کم ایسی ہیں جو گیہوں کے مقابلہ میں آ سکیں۔ (ہیلتھ فار آل)

تمباکو اور انسانی دل ڈاکٹر والمر ایم۔ ڈی۔ نے ایک مبسوط مضمون تمباکو کے نقصانات کے متعلق تحریر کیا ہے۔ اس مضمون

سے چند ضروری اقتباسات حسب ذیل ہیں:۔

امراض قلب کے دو بڑے اسباب ۔ غلط عادتیں اور خارجی تعدیے ہیں ۔ یہ دونوں اسباب جسم میں زہر پیدا کرتے ہیں جو یا تو براہِ راست خود قلب پر اثر کرتا ہے یا ان اعصاب پر اثر انداز ہوتا ہے جو قلب کی حرکات کو باضابطہ رکھتے ہیں ۔ ڈاکٹر انجیلین نے تمباکو کا امراض قلب سے تعلق ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ، " یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ قلب اور شرائین کی بیماریاں گزشتہ چند سال میں خوفناک حد تک ترقی کر گئی ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ طرزِ زندگی میں ہمارے عصبی نظام میں جو کھچاؤ اور تناؤ کی کیفیت پیدا کر دی ہے اسے قلبی امراض کی اس ترقی کا ذمہ وار گردانا جاتا ہے ۔ لیکن انداز بتا رہے ہیں کہ اس ترقی کا صرف یہی سبب نہیں ہے بلکہ کوئی اور طاقت وہ ضرور بھی ہے جو اس قدر خموشی سے کام کر رہا ہے کہ ہماری نگاہ اس پر نہیں جاتی ۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ دورانِ خون میں جو گڑ بڑ تمباکو کی خفیف سی مقدار استعمال کرنے سے پیدا ہو جاتی ہے وہی برہمی اگر ذرا ذرا سے وقفے کے بعد تمام دن پیدا کی جاتی رہے تو اس کی وجہ سے امراض قلب کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو جائے ؟ یہ یقینی ہے کہ کوئی طبیب تو ہرگز ہرگز اپنے مریض کو ایسی دوا کہ جس کے یہ اثرات ہوں ایک لا محدود حد تک نہیں دے سکتا۔"

چند سال پہلے امریکا میں ڈاکٹروں کی ایک کمیٹی نے جہاز رانوں کی جسمانی قوت اور قلب کی قوت کا امتحان اس نقطۂ نظر سے کیا تھا کہ تمباکو نوشوں اور تمباکو استعمال نہ کرنے والوں میں کیا فرق ہے ۔ امتحان کا نتیجہ غیر تمباکو نوشوں کے حق میں نکلا ۔ اس کے بعد ایسا کیا گیا کہ تمباکو استعمال کرنے والوں کو اس کے استعمال سے منع کر دیا گیا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد جب ان کے جسم اور قلب کی طاقت کا امتحان کیا گیا تو وہ بہتر حالت میں تھی ۔

ڈاکٹر فشر اور ڈاکٹر بیری کا بیان ہے کہ اگر دل کی حرکت ایک منٹ میں صرف بقدر پانچ ضربات کے زیادہ ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کا دل روزانہ پندرہ ہزار پونڈ کی محنت زیادہ انجام دیتا ہے ۔ پچاس سال کی مدت میں اس زائد کام کی مقدار ستائیس کروڑ چوبیس لاکھ اکہتر ہزار پونڈ کے بقدر ہو جائے گی ۔ اس کے معنی صرف یہ ہے کہ اور تمام حالات اگر یکساں ہوں تو تمباکو نوش کی عمر غیر تمباکو نوش کی بہ نسبت پورے پانچ سال کم ہو گئی اور اس کے معنی لازمی طور پر یہ بھی ہیں کہ تمباکو استعمال کرنے والوں کے جسم میں بیماری سے حفاظت کی استعداد، جسم کو از سرِ نو مرمت کرنے کی قابلیت اور قلب کی قوت کی ضرورت کے وقت خطرہ بہت بڑھ جاتا ہے ۔

تل بطور انسانی خوراک کے

ہیلتھ بلیٹن ۲۳ (مطبوعہ ۱۹۳۸ء) میں تل اور سویا بین کے اجزا حسب ذیل بیان کیے گئے ہیں:۔

	تلوں میں فیصدی گرام	سویا بین میں فیصدی گرام
پانی	۵،۱۰	۸،۱۰
اجزاء لحمیہ	۱۸،۳۰	۴۳،۲۰
چربی	۴۴،۳۰	۱۹،۵۰
معدنی اجزاء	۵،۲۰	۴،۶۰
ریشے	۲،۹	۳،۷۰
نشاستہ	۲۵،۲۰	۲۰،۹۰
کیلسیم	۱،۴۵	۰،۲۴
فاسفورس	۰،۵۷	۰،۶۹
فولاد	۱۰،۵۰ ملی گرام	۱۱،۵۰ ملی گرام
حرارت	۵۶۴ کیلوری پیدا ہوتی ہے	۴۳۲ کیلوری پیدا ہوتی ہے
حیاتین ا	۱۰۷	۷۱۰
حیاتین ب۱	—	۳۰۰
حیاتین ب۲	—	پائے جاتے ہیں
حیاتین ج	—	—
حیاتی قدر و قیمت	۶۷	۵۴

حیاتین ب۱ اور حیاتین ب۲ کی مقدار ہنوز تلوں میں مقرر نہیں کی جا سکی ہے ۔ تلوں میں کیلسیم کی مقدار سویا بین کے مقابلہ میں چھ گنی زیادہ ہے ، چنے کے مقابلے میں سات گنی اور دوسری دالوں کے اور کچے چنوں کے مقابلے میں دس گنی ۔ مکھن نکلے ہوئے دودھ کا جو سفوف آتا ہے اس کی بہ نسبت بھی کیلسیم کی مقدار تلوں میں زیادہ ہوتی ہے ۔ بلیٹن میں جتنی کھانے کی چیزوں کا ذکر ہے ان میں سے لہسن کے علاوہ کسی اور غذا کے اندر اتنا کیلسیم نہیں ہوتا جتنا تلوں میں ۔

تلوں کی حیاتی قدر و قیمت سویا بین اور چنے وغیرہ سے بہت زیادہ ہے +

مراسلات

مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ، دہلی

ہمدرد صحت کے صفحوں میں ہمدرد دواخانہ کی "مجلس تشخیص و تجویز" کا آپ سے تعارف کراتے ہوئے میں بے حد مسرت محسوس کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ آپ کا ذہن اس امر مسلّم سے خالی نہ ہوگا کہ "ان سائنٹفک مطبوں" سے شفایابی کی کوئی اُمید نہیں ہوتی۔ مرض خواہ وہ معمولی ہو یا شدت کے انتہائی مدارج پر، ہرگز اس وقت تک دور نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس کی اصلیت اور نوعیت اور واقعی سبب کو نہ سمجھ لیا جائے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ مرض کی صحیح تشخیص کے بعد ہی تجویز ہو سکتی ہے۔ دوا، خواہ وہ معمولی ہو یا بیش قیمت، ہرگز اس وقت تک مرض کی بیخ کنی نہیں کر سکتی جب تک وہ اُسی مرض کے لیے استعمال نہ کرائی جائے جس کے لیے وہ مخصوص ہے۔

ہم آئے دن "ان سائنٹفک مطبوں" میں دیکھتے ہیں کہ مرض کے متعلق دو ایک باتیں پوچھیں، نبض پر ہاتھ رکھا اور پھر دوا تجویز کر دی جاتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ آپ کو اس کا تجربہ بھی ہو کہ ایک "فیشن ایبل" معالج ہر ملاقات پر دوسرا نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اور آپ نے یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ آپ تختۂ مشق بن رہے ہیں۔

لاکھوں مریضوں کی مایوسیوں اور ناامیدیوں کا صحیح احساس کرتے ہوئے دواخانہ ہمدرد میں ایک طبی مجلس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور اب ہزاروں اور لاکھوں اصحاب خوب جانتے ہیں کہ اس مجلس طبی سے استفادہ کر کے دنوں میں مستقل طور پر مرض سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ ہمارے دفتر کے خطوط اس کے شاہد ہیں اور ہماری شائع کی ہوئی رُوداد یں اس کی گواہ ہیں۔

مجلس تشخیص و تجویز ہندستان کے پانچ بہترین دماغ اور فاضل طبیبوں اور ایک قابل طبیبہ پر مشتمل ہے اور اس کے صدر ہمدرد صحت کے نگراں عالی جناب حکیم حاجی مولوی محمد عبد الحمید صاحب ہیں۔

مجلس کا طریقۂ عمل اس مجلس سے جہاں دہلی کے سینکڑوں مریض اپنا علاج کراتے ہیں وہاں دہلی سے باہر کے اصحاب اور ہندستان کے گوشہ گوشہ کے مریض اپنے حالات لکھ کر بھیجتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔ جو مریض باہر سے اپنے حالات لکھ کر بھیجتے ہیں ان کو اراکین مجلس پورے غور اور توجہ سے سنتے ہیں۔ "ہسٹری" سننے کے بعد اطبائے مجلس آپس میں بحث کرتے ہیں، ہر رکن اپنی معلومات کے بل پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ ضرورتاً مجلس کی طبی لائبریری سے مدد لی جاتی ہے۔ بالآخر مرض کو پوری طرح سمجھ لیا جاتا ہے اور اتفاق رائے سے دوائیں تجویز کر دی جاتی ہیں اور مریضوں کی خواہش کے پیش نظر ان مجوزہ دواؤں کی ان کو اطلاع دے دی جاتی ہے یا "ہمدرد" کی اعلیٰ دوائیں ان کو مناسب مقدار میں بھیج دی جاتی ہیں۔

زنانہ شعبہ ایک عورت اپنا دکھ ایک عورت سے ہی اچھی طرح بیان کر سکتی ہے۔ ہماری مجلس کی قابل طبیبہ کے پاس روزانہ بیسیوں خواتین کے خط آتے ہیں۔ یہ خواتین لفافہ پر "طبیبہ شعبہ زنانہ" کے الفاظ لکھ دیتی ہیں اور ان کا یہ خط سوائے طبیبہ صاحبہ کے اور کوئی نہیں پڑھتا۔ ان کا علاج طبیبہ صاحبہ خود کرتی ہیں اور اُلجھے ہوئے حالات میں صاحب صدر، یا اراکین مجلس سے مشورہ بھی کرتی ہیں

ہدایات مجلس تشخیص و تجویز سے نہ صرف یہ کہ دوائیں تجویز کی جاتی ہیں بلکہ مریضوں کو ان کے مرض کی نوعیت کے لحاظ سے مطبوعہ ہدایات کے فارم بھی دیے جاتے ہیں۔ اور مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ دواؤں کے ساتھ ساتھ ان کو ہرگز نظر انداز نہ کریں۔

کیا آپ بیمار ہیں؟ اگر آپ بیمار ہیں تو اوپر بتائے ہوئے حالات کے پیش نظر مرض کے متعلق جس قدر صحیح مشورہ آپ کو مجلس تشخیص و تجویز سے مل سکتا ہے وہ آپ پر واضح ہے۔ آپ مجلس کو پوری آزادی کے ساتھ مفصل حالات لکھ بھیجیے۔ اگر آپ کے حالات ایسے ہیں کہ ان کو راز میں رکھا جائے تو ہم اس کا پورا خیال رکھتے ہیں۔

مایوس اور ناامید مریضوں کو امراض کے چنگل سے نجات دلانے اور آغوش صحت میں پہنچانے کے سلسلہ میں مجلس کی مسیحائی مسلّم ہے آپ کی گئی ہوئی صحت واپس دلانے کے لیے ہم آپ کی ہر ممکن خدمت کے لیے حاضر ہیں!

آپ کا خادم صحت

منتظم مجلس تشخیص و تجویز، ہمدرد دواخانہ دہلی

مجرّبات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

حب ممسک اجزا:۔ ثعلب مصری، شقاقل مصری، سورنجان شیریں، مایۂ شتر اعرابی، عنبر اشہب، تخم لیمون، خولنجان، قرنفل ہر ایک چار ماشے، جدوار خطائی، مصطگی رومی، ریگ ماہی، زعفران، عاقرقرحا، مشک خالص، مروارید سائیدہ، کشتہ طلا، کشتہ فولاد ہر ایک ۶ ماشے، خراطین مصفیٰ ۹ ماشے، شاہ دانہ ایک ۱۰ عدد ماہ ملیں تو جوہر خصیہ بکرا ۲ تولے) کچلہ مدبر ۶ ماشے۔

ترکیب تیاری:۔ مروارید کشتوں اور کچلہ مدبر کو کھرل میں یک جان کر لیں۔ باقی کی سب دواؤں کو کوٹ چھان لیں۔ اور پھر سب کو ایک بڑی کھرل میں ڈال دیں۔ مشک کو عرق گلاب میں کھرل کر کے شامل کر دیں۔ پھر اس کھرل میں ۶ عرق بید مشک ڈال کر سب دوائیں کو خوب کھرل کریں۔ جب گولیاں بنانے کے قابل ہو جائیں تو چنے برابر گولیاں بنالیں۔

طریقہ استعمال:۔ ان گولیوں کو صبح بھی کھا سکتے ہیں۔ لیکن رات کو سوتے وقت دو گولیاں دودھ کے ساتھ کھانا زیادہ سودمند ہوتا ہے۔

فوائد:۔ یہ گولیاں اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہیں۔ اعصاب میں فولادی طاقت پیدا کرتی ہیں۔ خون خوب پیدا کرتی ہیں۔ چہرہ کو سرخ و سفید بناتی ہیں۔ باہ کی تقویت کے لیے بے نظیر ہیں۔

حب مقوی باہ وممسک اجزا:۔ آب برگ کریلہ سبز تین تولے، خولنجان ایک تولہ۔ ان دونوں کو کھرل کریں جب گولیاں بنانے کے قابل ہو جائیں تو چنے برابر گولیاں بنالیں اور ۲ ماشے یہ گولیاں دودھ کے ساتھ کھا لیا کریں۔

فوائد: ضعف باہ اور ضعف قوت ماسکہ میں اس کا استعمال باعث تقویت ہوتا ہے۔

سفوف شباب گھونگچی سفید مقشر، ستاور ہم وزن لے کر سفوف بنائیں۔ چار ماشے یہ سفوف رات کو سوتے وقت، جب کہ کھانا کھائے ہوئے ڈھائی گھنٹے گزر چکے ہوں، دودھ کے ساتھ پھانکیں۔

فوائد:۔ مغلظ منی اور ممسک ہے۔

سفوف اکبر اجزا:۔ بیج بند سیاہ، تخم قنب، تخم ہلیل ہر ایک ۶ ماشے، گوکھرو خورد، تال مکھانا، اندر جو شیریں، تخم سرالی، ستاور، سمندر سوکھ، مغز تخم ہندی بریاں مقشر، بزرالبنج ہر ایک ایک تولہ، الیکسٹریکٹ بائیو سائس، پوٹاسیم برومائڈ، سوڈیم برومائیڈ ہر ایک ڈیڑھ تولے۔

ترکیب تیاری: تمام دواؤں کو خوب باریک کرلیں اور ان کے پورے وزن سے آدھی شکر سفید اس میں ملالیں۔

طریقۂ استعمال:۔ چار ماشے سے چھ ماشے تک یہ سفوف صبح کے وقت دودھ کے ساتھ پھانکیں۔

فوائد:۔ کثرت احتلام اور جریان منی کے لیے بہترین سفوف ہے۔ ذکاوت حس کو دور کرتا ہے۔

جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی

اکسیر فقر الدم سواسیر مویز منقےٰ کو دس سیر پانی میں اس قدر جوش دیں کہ پانی چوتھائی باقی رہ جائے اس کو ٹھنڈا کر کے اور مل چھان کر اس میں یہ چیزیں ملالیں:۔ مصری سواسیر، دارچینی، دانہ الائچی خورد نیم کوفتہ، ناگ کیسر، تیج پتر، واؤ ڑنگ، گل خیرو، ہر ایک دو تولے، مرچ سیاہ فل فل دراز ہر ایک ایک تولہ۔ مٹی کے برتن میں رکھ چھوڑیں۔ ایک مہینے کے بعد چھان لیں۔ دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد ڈھائی تولے پی لیا کریں۔ **فوائد**:۔ خون کی کمی کے لیے اس کا استعمال بے حد مفید ہے۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ ایف۔ ٹی۔ ایس۔ ایم۔ ایم۔ پی آنریری مجسٹریٹ چوپور

اکسیر چشم جوان کالا سانپ مار کر اس کو کسی کوڑی کی جگہ دبا دیں۔ تین مہینے کے بعد وہاں سے صرف اس کی ہڈیوں کی مالا سی نکلے گی اس

خوب دھو کر صاف کرلیں۔ اور اس کا سفوف بنالیں۔ یہ سفوف اور تخم نیل، ناخن فیل، تخم سرس سیاہ ہر ایک ۶ ماشے، سرمہ اصفہانی شدہ چار تولے، ممیرہ اصلی ۳ ماشے۔ ان سب کو کھرل کرکے سرمہ سا کرلیں۔ پھر مصری بیکانیری، سیکرین، روپا مکھی، سونا مکھی، سنگ بصری ہر ایک چار ماشے ملاکر دو بوتل سونف کے عرق میں کھرل کرکے سکھالیں اور کسی کلانچ کی ڈاٹ والی شیشی میں محفوظ رکھیں۔ صبح اور رات کو دو سلائیاں لگائیں۔

فوائد: یہ سرمہ آنکھوں کی تمام بیماریوں مثلاً موتیا بند، رمد، ظفرہ، سبل، بیاض، دمعہ، سلاق، پڑبال اور ضعف بصر کے لیے اکسیر النفع ہے اور چشمہ کی عادت کو چھڑا دیتا ہے۔

جناب ڈاکٹر حکیم کامل صاحب، شیرکوٹ

نوجیون **اجزا:** مغز کدو، مغز خربوزہ، مغز خیارین ہر ایک دس تولے، مغز بادام شیریں ایک پاؤ، تال مکھانا، موچرس، کرکس، تخم سروالی، تخم گاجر، تخم شلجم، تخم مولی، سمندر پھل، دارچینی، کباب چینی، گوند کیکر، کتیرا ہر ایک تین تولے، ثعلب مصری، بہمن سفید و سرخ، موصلی سفید و سرخ، تودری ہر ایک چار تولے، عاقرقرحا، مغز اخروٹ، مغز پستہ، مصطگی رومی، نگل زر ہر ایک دو تولے

ترکیب تیاری: سب دواؤں کو پیس کر روغن بادام سے چرب کریں۔ اس کے بعد شہد کا قوام تیار کرکے معجون بنالیں۔ اس معجون میں مشک اصلی دو ماشے اور زعفران ۶ ماشے، روح بید مشک میں کھرل کرکے ملادیں

طریقۂ استعمال: یہ معجون ایک تولہ کی مقدار میں صبح کے وقت دودھ کے ساتھ کھانی چاہیے۔

فوائد: یہ معجون چہرہ کو سرخ و سفید بناتی ہے۔ اعلیٰ درجہ کی مفرح ہے۔ بزدلی دور کرتی ہے۔ مبہی ہے۔ ضعف باہ خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی سبب سے ہو اس کے لیے مفید ہے۔ بوڑھوں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان کردیتی ہے۔ سردیوں کا موسم اس کے استعمال کرنے کا مناسب ہے۔

جناب حکیم محمد فضل الٰہی صاحب اکمل صدیقی، سیالکوٹ

سفوف تبخیر الائچی خورد دو تولے، سوڈا بائیکارب ایک تولہ، مصری کوزہ ۳ تولے۔ سفوف کرلیں۔ ۲-۳ ماشے دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد دیں۔

فوائد: تبخیری عوارض کو روکنے میں اور ہضم کی اصلاح اور تقویت معدہ کے لیے مفید ہے۔ حکیم حاجی مولوی خادم علی صاحب خادم کوٹلوی کا عطیہ ہے۔

سفوف ہاضم و ملین پوست ہلیلہ زرد، سنا مکی، سونٹھ، اجوائن، برگ پودینہ، نوشادر دیسی، بادیان، نمک سیاہ، نمک لاہوری ہر ایک ۵ تولے۔ تمام دواؤں کو کوٹ چھان کرکھیں۔ اور پانی کے ساتھ ۳ ماشے دن میں دو بار یا ایک بار استعمال کریں۔

فوائد: معدہ اور ہضم کی اکثر تکالیف قبض، نفخ اور درد وغیرہ میں مفید ہے۔ مجرب اور معمول مطب ہے۔

اکسیر جریان موصلی سیاہ، موصلی سفید، ثعلب مصری، شقاقل مصری، تال مکھانا، اٹنگن، دارچینی، مصطگی رومی، دانہ الائچی، اندرجو شیریں، زنجبیل، گوکھرو، اسگند، دارفلفل ہر ایک ۴ تولے، کشتہ خبث الحدید دو تولے۔ قند سفید تمام دواؤں کے برابر کوٹ چھان کر سفوف بنالیں اور صبح اور شام دودھ کے ساتھ ۵-۵ ماشے پھانکیں۔

فوائد: جریان، کثرت احتلام، رقت و سرعت کے لیے لاجواب نسخہ ہے۔ مغلظ و مولد منی دوائیں اپنی غلظت کے باعث معدہ کو خراب کرتی ہیں لیکن اس اکسیر کا معدہ پر قطعی بار نہیں پڑتا۔ بلکہ یہ مقوی معدہ بھی ہے۔

جناب حکیم فرید احمد صاحب، جامعی، جگدیش پور

طلائے جدید **اجزا:** شنگرف، جمال گوٹا دو دو تولے، موم زرد چار تولے، مکھن ۳ تولے، سم الفار سفید ۳ ماشے۔

ترکیب تیاری: موم اور مکھن کو آگ پر پگھلائیں۔ اس کے بعد دوسرے اجزا خوب باریک کرکے اس میں ملادیں اور اس کو چند دن کھرل کریں۔

طریقۂ استعمال: حسب قاعدہ سر اور سیون چھوڑ کر ۲ رتی یہ طلاء استعمال کریں۔ اوپر سے پان باندھ دیا کریں۔ جب دانے نکل آئیں تو طلاء ترک کرکے صرف روغن چنبیلی لگائیں اور دانے مرتے ہی پھر طلاء استعمال کریں۔ چالیس دن تک اس طرح استعمال کرتے رہیں۔

فوائد: عضو کی تمام خرابیاں اس سے دور ہو جاتی ہیں۔

لنڈن کے اسپتالوں کا فارماکوپیا

"شعبۂ اطفال"

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی ایڈیٹر رسالہ "آفتاب حکمت" لاہور

کنفیکشن سنٹونین کمپونڈ

سنٹونین ۸ گرین
پلوجنجر ۱۰ "
پلوجلیپ ۳۰ "
پلوسلفر ۳۰ "
کنفیکشن آف سنا ۱ اونس

۵ سال کے بچے کو ایک ڈرام سوتے وقت کھلائیں۔

بچوں کے دیدانِ امعا خصوصاً چنونوں کے لیے مفید ہے۔

ڈسٹنگ پاؤڈر

(۱) زنک اوکسائیڈ ۲ ڈرام
ایسڈ بورک ۲ "
سٹارچ ۲ "

ذرور بنالیں اور بچوں کے زخم و جراحت پر چھڑکیں۔

(۲) آئیڈوفارم ۱ ڈرام
ایسڈ بورک ۱ "
سٹارچ ۲ "

زخم و جراحت پر ذروراً استعمال کریں۔

جرعات

(۱) ایمونیا کلورائیڈ ۲½ گرین
وائنم اپی کاک ۳ منم
سیرپ ٹولو ۱۰ "
ایکوا کیمفر ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے۔

کھانسی کے لیے مفید ہے۔ مخرج بلغم ہے۔

(۲) ٹنکچر بیلاڈونا ۲ منم
ٹنکچر سلا ۱ "
وائنم اپی کاک ۱ منم
سیرپ ٹولو ۱۰ "
ایکوا ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے۔

کالی کھانسی کے دورے کو روکنے کے لیے مفید ہے

(۳) بسمتھ کاربونیٹ ۲ گرین
سوڈا بائی کارب ۳ "
ٹنکچر کارڈیم کمپونڈ ۱۰ منم
ایکوا کیراوے ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے

نفخ، دردِ شکم، قولنج اور اسہال کے لیے مفید ہے۔

(۴) سوڈا بائی کارب ۲ گرین
اسپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۳ منم
گلیسرین ۱۰ "
ایکوا کیراوے ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے

ہاضم و مشتہی ہے۔ معدہ کی ترشی کو زائل کرتا اور قلاع فم کے لیے مفید ہے۔

(۵) ٹنکچر سنکونا کمپونڈ ۱۰ منم
پوٹاسیم کلوریٹ ۲ گرین
ایسڈ نائٹرو ہائیڈروکلورک ڈل ۲ منم
گلیسرین ۵ "
کیراوے واٹر ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے۔

ورم لوزتین، ورم لہاۃ اور بخار کے لیے مفید ہے

(۶) میگنیشیا سلفیٹ ۵ گرین
ٹنکچر روبرب ۱۰ منم
کیراوے واٹر ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے۔

مسہل ہے۔ قولنج میں مفید ہے۔

(۷) کسٹر آئل ۵ منم
میوسیلیج اکیشیا ۱۰ "
ڈل واٹر ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے۔ پیچش کے لیے مفید ہے۔

(۸) پوٹاسیم برومائیڈ ۱½ گرین
ٹنکچر بیلاڈونا ۲ منم
سیرپ ۱۵ "
ایکوا ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے۔ کالی کھانسی کے لیے مفید ہے۔

(۹) سنٹونین ۱ گرین
کسٹر آئل ۱۵ منم
میوسیلیج اکیشیا ۱۵ "
ایکوا لیکورس (جوشاندہ ملیٹھی) ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے، سوتے وقت پلائیں۔

دیدان امعا کے لیے مفید ہے۔

(۱۰) کلورل ہائیڈریٹ ۲ گرین
پوٹاسیم برومائیڈ ۲ "
سیرپ اورنشیائی ۱۵ منم
ایکوا ۱ ڈرام

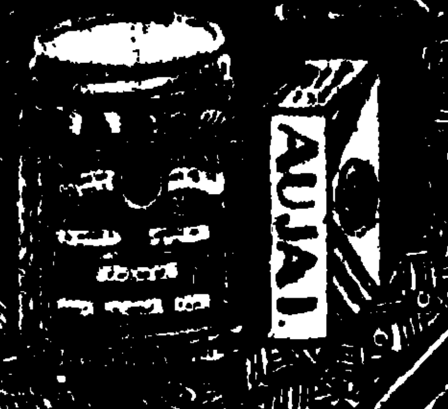
یہ ایک خوراک ہے۔ ضرورت کے وقت پلائیں۔

منوم و مسکن ہے۔

(۱۱) کسٹر آئل ۵ منم
سپرٹ کلوروفارم ۲ "
میوسیلیج اکیشیا ۱۵ "
سیرپ ۱۵ "
ڈل واٹر ۱ ڈرام

یہ ایک خوراک ہے۔ ازالۂ قبض کے لیے مفید ہے۔

(باقی)



جوڑوں کا درد



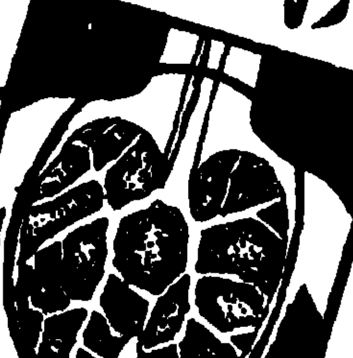
یورک ایسڈ صرف تن درست گردے ہی نکال سکتے ہیں

جوڑوں کا درد بہت تکلیف دہ بیماری ہے یہ خون میں زہریلے مادوں مثلاً یورک ایسڈ کے جمع ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ گٹھیا اور نقرس بھی اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کی موجودگی میں زندگی نہ صرف یہ کہ اجیرن ہو جاتی ہے بلکہ خطرات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ آپ کو ان بیماریوں کے خلاف قدم اُٹھانا چاہیے + ہم پورے اطمینان کے ساتھ کہتے ہیں کہ جوڑوں کا درد، گٹھیا اور نقرس اور خون میں یورک ایسڈ کی موجودگی کو فوراً دُور کرنے کے لیے **اوجاعی** ایک بہترین دوا ہے۔ صرف ۲۴ گھنٹے ہی میں معلوم ہو جاتا ہے کہ دوا کا عمل کس طرح ہو رہا ہے۔ اوجاعی استعمال کیجیے تاکہ یہ مرض بڑھنے نہ پائے۔ قیمت ایک شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے

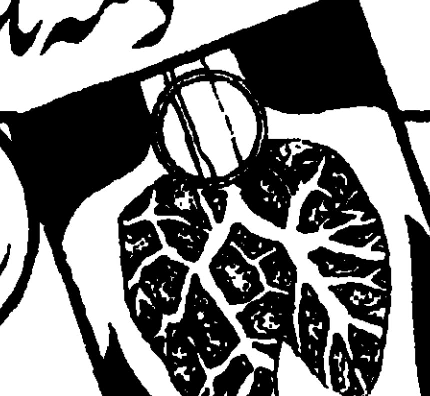
ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

حلق اور سینے کی بیماریوں کا تیر بہدف علاج

دمہ تک جاتا رہا



سعالین رجسٹرڈ



ایک سائنٹی فک دوا ہے

جو براہِ راست سینے اور گلے پر تیر کی طرح اثر کرتی ہے معمولی کھانسی کا تو ذکر ہی کیا ہے دمہ، نمونیا اور ذات الجنب میں بھی اکسیر ثابت ہوئی ہے۔ کھانسی خواہ بلغمی ہو یا خشک فوراً دُور کرتی ہے بلغم اور دوسرے زہریلے مادوں سے پھیپھڑے اور سینے کو پاک کرتی ہے۔ گلے کی خراش دُور کرتی ہے بیٹھی ہوئی آواز کو کشادہ کر دیتی ہے۔ اُن لوگوں کے لیے اکسیر ہے جو نزلہ اور زکام میں مبتلا رہتے ہیں۔ سعالین۔ عورت، مرد، بوڑھے، بچے سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ مع مفصل پرچہ ترکیب

قیمت فی شیشی صرف آٹھ آنے۔

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لیے زود اثر اور اصولی نسخے

مسلسل

ازجناب حکیم و حافظ محمد قسیم الدین صاحب صدیقی "فاضل الطب والجراحت" کھاتولی

داء الفیل

(۱) جوہر سین ¼ چاول
معجون عشبہ بقدر ضرورت
گولی بنا کر بعد غذا دیں۔

(۲) جوز ہوا سائیدہ ایک رتی
میتھے لین بلیو ½ "
لعاب صمغ عربی بقدر ضرورت
ایسی ایک گولی دن میں دو بار دیں۔

(۳) ست اجوائن ایک رتی
روٹی کا گودا بقدر ضرورت
گولی بنا کر دن میں دو بار دیں۔

یرقان

آب مرو قین ۶ تولے
نوشادر ۵ رتی

استسقاء

خیسانده کٹیلی خورد ۵ تولے
شربت دینار ۲ تولے
دن میں تین بار دیں۔

ام الصبیان

مشک ا رتی
ہینگ ا رتی
شہد میں ملا کر بقدر عمر چٹائیں۔

درد عضلی

کلوروفارم ۲ تولے
روغن زیتون ۲۰ تولے
مالش کریں۔ فوراً سکون ہوتا ہے۔

حب مقوی دماغ

برہمی ا تولہ
دانہ الائچی خورد ۳ ماشے
فلفل سیاہ ۳ ماشے
مرجان مکلس ۲ ماشے
چنے برابر گولیاں بنائیں۔

نوٹ:۔ برہمی بوٹی کی پتیوں میں ایک نہایت بیش قیمت جوہر ملتا ہے جس کو "برہمین" (Brahmine) کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کا اثر اعصاب پر محرک ہوتا ہے۔ عضلات قلب اور تنفس پر بلا واسطہ محرک اثر کرتا ہے۔ برہمین خون کے دباؤ کو بھی بڑھاتا ہے۔ برہمین کے خواص اور اثرات کم و بیش جوہر کچلہ دسٹرکنین سے مشابہت رکھتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بمقابلہ جوہر کچلہ کے بہت کم سمیت رکھتا ہے۔ نیز جوہر کچلہ کی طرح انعکاسی ہیجان اور اثرات پیدا نہیں کرتا۔ لہٰذا یہ بوٹی ضعف اعصاب، ضعف دماغ اور ضعف حافظہ میں نہایت مفید ہے۔ مذکورہ بالا نسخہ میں مرجان مکلس کیلسیم کی وجہ سے ہے جو دماغ اور اعصاب کی غذا ہے اور عام کمزوری میں بے حد نافع ہے۔

شربت برہمی

برہمی ۵ تولے
قند سفید ا سیر
شربت تیار کریں۔ یہ شربت آواز کی گرفتگی میں نہایت مفید ہے۔ آواز میں قوت اور صفائی پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ وعظ، تقریر یا گانے سے پہلے اس کو خالص چاٹنا چاہیے۔ حافظہ کی خرابی اور دماغی عوارض میں بھی یہ قابل قدر چیز ہے۔

ضعف اعصاب

(۱) کشتہ طلا ۲ چاول
معجون جالینوس لولوی ۳ ماشے
کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت دیں۔

(۲) کچلہ مدبر ایک ماشہ
کشتہ فولاد ا "
کیلسیم گلیسرو فاسفیٹ ۲ "
کشتہ طلا ا "
خوراک ½ رتی بعد غذا۔

ہیجان عصبی

اجوائن خراسانی ا تولہ
پوٹاس برومائڈ ا "
دانہ الائچی خورد ا "
سفوف بنا کر دو دو ماشے دن میں تین بار دیں۔

مرگی

(۱) سوڈیم برومائڈ ا ماشہ
شربت سنا ۲ تولے
پانی ۳ "
نوٹ:۔ یہ نسخہ مسکن ہے اور ملین بھی ہے۔

(۲) سہاگہ ۱۰ ماشے
شربت صندل ۳ تولے
پانی ۳ اوقیہ (اونس)
صبح، دوپہر اور شام دو دو درہم دیں۔

ضعف قلب

مشک ۲ رتی
جدوار ا ماشہ
شہد میں ملا کر چٹائیں۔ یہ مختصر نسخہ دواء المسک سے کم نہیں ہے۔

مقوی اور مشتہی

چرائتہ نیم کوفتہ ۵ تولے
شیری وائن ایک بوتل
ایک ہفتہ تک بھگو کر صاف کرلیں۔
خوراک ۲ تولے قبل غذا۔

قبض دائمی

سبوس اسپغول ۳۰ ماشے
عرق بادیان ۶ تولے
روغن بادام ۷ ماشے

بوقت خواب دیں۔ نہایت نفیس مرکب ہے اور جریان میں بھی اس لحاظ سے مفید ہے کہ قبض رفع ہو جاتا ہے۔ جو عموماً سبب مرض ہوا کرتا ہے۔ سبوس اسپغول کو مادہ تولید کی غلظت کی وجہ سے استعمال کرانا اور نفع کی توقع کرنا لغویت ہے۔

سوزاک مزمن

کباب چینی سائیدہ ۱ ماشہ
شربت بزوری معتدل ۲ تولے
پانی ۵ "

یہ ایک دیسی مکسچر ہے۔ دن میں تین بار دیں۔

پیچش

اسپغول ۷ ماشے
آب سرد ۸ اوقیہ

اسپغول کو تمام رات پانی میں بھگو رکھیں۔ اور صبح سے استعمال شروع کر دیں۔
خوراک چائے کے دو چمچے۔

نوٹ:۔ پیچش حاد کے مریضوں میں یہ دوا بمقابلہ مزمن کے جلد فائدہ کرتی ہے لیکن مزمن حالت میں بھی نفع سے خالی نہیں ہے۔ اس کا اثر خراش دار آنتوں پر تسکین بخش ہوتا ہے۔ لعاب اسپغول متورم یا زخمی آنتوں کی سطح کو ایک ہلکی تہہ سے چھپا دیتا ہے اور اس طرح موذی مواد کی جرثومات سے آنتوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ بہت جلد مروڑ کو کم کرتا ہے اور اجابتوں کی تعداد بھی کم کر دیتا ہے۔ لعاب اسپغول میں ذائقہ اور مزید فائدہ کے لیے شربت بنفشہ بھی شامل کر سکتے ہیں۔
لعاب اسپغول آنتوں سے سمیتوں کے انجذاب کو بھی روکتا ہے۔

(۲) پھٹکری ایک اوقیہ
افیون ۲۰ ماشے

سفوف بنائیں۔ خوراک ۴ رتی۔

نوٹ:۔ یہ سفوف خون کو روکتا ہے اور مروڑ کو بھی دور کرتا ہے۔ لعاب اسپغول کے ساتھ اس کا استعمال خصوصیت کے ساتھ مفید ہے۔

اس مرض کے علاج میں پہلے آنتوں کو فضلہ سے صاف کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے روغن بید انجیر بے مثل ہے۔ پیچش کے مریضوں کو کھچڑی بتانا ایک عام دستور ہے۔ لیکن صحیح نہیں ہے۔ غذا اس قسم کی تجویز کرنی چاہیے جو آسانی سے جزو بدن ہو سکے۔ اور اس کا بار ماؤف اور خراش دار آنتوں پر کم سے کم ہو تاکہ فضلہ کی کثیر مقدار زخمی قولون پر باعث اذیت نہ ہو۔ اس نوعیت کی غذائیں یہ ہیں: آب شیر، آب برنج، یخنی چوزہ مرغ، انڈے کی سفیدی کا پانی۔ تازہ پھلوں کا رس، ساگو دانہ، اراروٹ وغیرہ۔

شہیقہ (کالی کھانسی)

(۱) آب لہسن ۱۰ بوندیں
شربت خشخاش ۳۰ ماشے

دونوں چیزیں ملا کر چٹائیں۔

(۲) اینٹی پائرین ½ رتی
شربت بنفشہ بقدر ضرورت

یہ ایک خوراک ہے۔

اسہال اطفال

طباشیر سفید ۱۶ ماشے
دانہ الائچی سفید ۹ "
زردرد ۶ "
کتھ سفید ۲ "
شنگرف ۱ رتی
افیون ½ "

دواؤں کو باریک کر کے عرق گلاب کی مدد سے مونگ برابر گولیاں بنائیں۔ یہ گولیاں علاوہ قابض ہونے کے دافع تعفن بھی ہیں۔

نوٹ:۔ بچوں کے شدید اسہال کبھی وبائی صورت بھی اختیار کر لیتے ہیں اور ایک سال سے کم عمر والے بچے اکثر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ان ہلاکت خیزیوں کے اسباب عموماً دو ہوا کرتے ہیں:۔ خشکی غذا اور پانی کی قلت۔ شدید اسہال میں فوری اور مؤثر علاج کی اہم صورت یہ ہے کہ چناں چہ بچے کی تمام غذائیں ۲ سے ۱۰ گھنٹے تک بالکل بند کر دیں۔ یہاں تک کہ دستوں کی زیادتی موقوف ہو جائے۔ اب صرف ابلا ہوا ٹھنڈا پانی، بکی جائے، گلوکوز، آب برنج یا آش جو دیں۔ پانی بے تکلف اور بکثرت پلائیں۔ تاکہ ماہیت خون کی کمی کی علامات نمایاں ہونے کا موقع نہ آئے۔ اگر انحطاط عظیم کو لیپس کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو محرکات دیں۔ سادہ سیلائن کی زیر جلد پچکاری کریں۔ بچے کی حالت درست ہونے پر غذائیں تدریجاً اور باحتیاط معمول پر لائیں۔

سکتہ

روغن حب السلاطین ایک بوند
روغن زیتون ۵ بوندیں

نوٹ:۔ اس مرض میں تیز دست آور دوا دیں، تاکہ شریانی تناؤ کم ہو جائے۔ حقنہ بھی کار آمد ہے۔ مریض کا سر اونچا رکھنا چاہیے اور سر پر برف رکھنی چاہیے۔ پیروں پر گرم پانی کی بوتلیں لگائیں۔ قاثاطیر کے ذریعہ سے پیشاب نکالنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

عرق ہاضم

زنجبیل سائیدہ ۳۰ ماشے
ریوند چینی سائیدہ ۳۰ "
سوڈا بائی کارب ۱۰ "
عرق دارچینی ۸ اوقیہ

خوراک ½ اوقیہ۔
یہ نسخہ معدہ کی ترشی کو بھی زائل کرتا ہے۔

(باقی آئندہ)

جوابات

(۸۴) **خونی بواسیر**:- (ا) بواسیر کا علاج دواؤں کے ذریعے سے بھی کیا جاتا ہے اور اپریشن کے ذریعے سے بھی مسّوں کو کاٹ کر نکال دیا جاتا ہے۔ یہ دونوں طریقے عارضی علاج کے ہیں۔ مستقل طور پر ہمیشہ کے لیے اس مرض کے دور کر دینے کا کوئی دعوٰے نہیں کر سکتا۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک مرتبہ اچھا ہونے کے بعد پھر یہ مرض عود نہ کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اپریشن کے بعد بھی پھر چند روز میں نئے مسّے پیدا ہو جائیں۔ چوں کہ یہ مرض بالعموم دائمی قبض کے نتیجے سے پیدا ہوتا ہے اس لیے اگر ایسی عادات اختیار کر لی جائیں کہ قبض نہ رہنے پائے تو اپریشن سے قطعی طور پر مرض کا استیصال ہو جاتا ہے۔ قبض دور کرنے والی عادتیں یہ ہیں کہ آپ روزانہ بلاناغہ یا تو پانچ میل پیدل تیز قدم سے چلا کیجیے یا کسی قسم کا دوڑنے بھاگنے کا کھیل تقریباً ایک گھنٹے تک کھیلا کیجیے۔ غذا سادہ اور زود ہضم ہونی چاہیے۔ اگر آپ اپریشن سے ڈرتے ہیں تو یہ پڑیاں استعمال کر لیا کیجیے:- سلفر سل میٹ ۲۰ گرین، کریم آف ٹارٹار ۲۰ گرین۔ یہ ایک پڑیا ہے۔ ایسی ایسی تین پڑیاں روزانہ پانی کے ساتھ صبح، دوپہر اور شام کو پھانک لیا کیجیے۔ لگانے کے لیے "ریکٹو سیرول" یا "ہیڈ نیسا" لے لیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ یہ گولیاں بنا کر استعمال کیجیے۔ بواسیر خونی کے لیے نہایت مفید و مجرب ہیں:- پوست ہلیلہ زرد، پوست بہیڑہ، آملہ، ہلیلہ سیاہ ہر ایک دو تولے، الگ الگ کوٹ چھان کر ان کے سفوف کو ترتیب وار گیندے، گلکرندہ، نیب اور شاہترہ کے پانی ایک ایک تولہ میں نم کریں اور دھوپ میں خشک کر کے گائے کے گھی دو تولے سے چرب کریں۔ اس کے بعد رسوت خالص دس تولے۔ جو رات کو ایک سیر مولی کے پانی میں بھگو رکھی ہو صبح کو چھان کر اس میں ان سب دواؤں کا سفوف ملا کر کھرل کریں۔ جب گولیاں بنانے کے قابل ہو جائے چنے برابر گولیاں بنا کر رکھیں۔ روزانہ صبح کو دو گولیاں دو ماشہ سبوس اسپغول کے ساتھ پھانک کر اوپر سے پاؤ سیر دودھ چینی سے میٹھا کر کے اور دو تولہ گھی ملا کر پییں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) گوگل مصفّٰی، رسوت مصفّٰی ہم وزن لے کر مولی کے رس میں تین دن کھرل کریں۔ اس کے بعد تین روز گلکرندہ سبز کے رس میں کھرل کر کے جنگلی بیر برابر گولیاں بنا کر سائے میں خشک کر لیں۔ ایک گولی صبح اور ایک شام کو تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ اور یہ مرہم بنا کر مقعد میں لگائیں:- مردار سنگ، مشک کافور، شنگرف اصلی، سیندور، ٹینک ایسڈ (دو ہر ماشہ) سرمہ سیاہ ہر ایک تین ماشے۔ خوب باریک کر کے ایک سو ایک بار دھوئے ہوئے چار تولے تازہ مکھن یا ۴ تولے گھی میں ملا کر رکھیں۔ (حکیم اکبر حسین)

(د) مردار سنگ، خرمہرہ زرد سوختہ، موچیانی کانی، ہلیلہ خورد، مرچ سیاہ، کف دریا، صدف صادق ہر ایک ۶ ماشے کو لیموں کے رس میں کھرل کریں اور چنے برابر گولیاں بنالیں۔ صبح کے وقت ایک گولی تازہ پانی کے ساتھ کھائیں۔ اس کے علاوہ مولی کو مختلف طریقوں سے استعمال کیجیے۔ مقامی طور پر استعمال کرنے کے لیے یہ مرہم تیار کیجیے:- مشک کافور، ورق نقرہ ۶-۶ ماشے، روغن بادام دو تولے۔ کانسی کے دستہ سے رگڑیں۔ اس مرہم کو روئی میں لتھیڑ کر مقعد میں رکھیں۔ (حکیم لالہ سریرام دو ساجھ)

(۸۵) **آنکھ کی تکلیف**:- (ا) جہاں تک آپ کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے میرا خیال یہ ہے کہ آپ کو نزلہ کی شکایت ہے۔ ممکن ہے کہ قبض بھی رہتا ہو۔ اگر ایسا ہو تو قبض رفع کرنے کی کوشش کیجیے۔ نزلہ کی شکایت غالباً رفع ہو جائے گی۔ کسی ڈاکٹر کے مشورے سے دس یا پندرہ انجکشن کیلسیم کے لگوا لیجیے اور ساتھ ہی ساتھ مچھلی کا تیل پیتے رہیے۔ خالص تیل اگر بدبو کی وجہ سے ناگوار ہو تو "ہیلبول" استعمال کر سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ روزانہ رات کو اطریفل زمانی ۹ ماشے اور صبح کو "دوائے خرمہرہ" ایک قرص خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھائیے۔ اور آنکھوں میں "نرگسی سرمہ" لگائیے۔ امید ہے کہ کچھ دنوں تک پابندی کے ساتھ یہ دوائیں استعمال کرنے سے شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ماميران چینی، کافور بھیم سینی، کاجل، ہر ایک ایک ماشہ۔ ان کو پیاز کے رس میں گھس لیں۔ اور ایک تولہ شہد ملا کر صاف شیشی میں محفوظ کر لیں۔ رات کو آنکھوں میں ایک ایک قطرہ ٹپکائیں۔ کانوں میں روغن بادام دو دو قطرے ڈالیں۔ اس کے علاوہ رات کو سوتے وقت نیم گرم دودھ میں روغن بادام شیریں ۶ ماشہ ملا کر پییں۔ (حکیم سریرام)

(د) جناب کو خشکی کی بیماری ہے۔ غالباً آپ نے کبھی سنکھیا یا کونین یا کشتہ جات استعمال کیے ہیں جس سے اصلی اور ضروری رطوبتیں خشک ہو گئی ہیں۔ آپ دودھ اور مکھن زیادہ استعمال کریں۔ دواؤں کے لیے دوسرے اطبا کے جوابات پر عمل کریں۔ (حکیم وکیل احمد)

(۸۶) **جلد کی خرابی**:- (ا) آپ نے یہ تحریر نہ فرمایا کہ آپ کے دوست کے ہاتھ کی جلد میں کیا خرابی ہو گئی ہے۔ بہر حال اگر وہ زخم ہو گیا تھا اور زخم کا نشان باقی رہ گیا ہے تو اب اس کا دور ہونا ناممکن ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ نے اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ ہاتھ کی جلد خراب ہونے کی صورت کیا ہے۔ بہر حال اگر زخم کی وجہ سے ایسے نشانات پڑ گئے ہیں جیسے کہ عام طور پر گہرے زخموں کے اچھے ہو جانے کے بعد پڑ جایا کرتے ہیں تو ان کا علاج ناممکن ہے۔ لیکن اگر سفیدی آ گئی ہے تو کچھ عرصے تک ترپھلے (ہڑ، بہیڑہ، آملہ) کو پانی میں پیس کر لگاتے رہیے۔ اگر نشانات ہلکے ہیں تو کچھ عرصہ تک برابر لگاتے رہنے سے دور ہو جائیں گے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۸۷) **ناصور**:- (ا) آپ اپریشن کرانا چاہتے ہوں یا نہ چاہتے ہوں، میرا فرض یہ ہے کہ آپ کو صحیح مشورہ دے دوں۔ ناصوروں کا بھرنا صرف اسی لیے دشوار ہوتا ہے کہ دوا اندر تک نہیں پہنچتی۔ اگر انھیں کھول کر معمولی زخم کی صورت میں کر دیا جائے تو دوائیں آسانی سے لگائی جا سکتی ہیں اور وہ اکثر مندمل ہو جاتے ہیں۔ اپریشن اس کے لیے جو ہوتا ہے وہ نہ تکلیف دہ ہوتا ہے اور نہ خطرناک، اس لیے اس سے ڈرنا فضول ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہمدرد دواخانہ سے روغن ناصور منگا کر استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آدھ پاؤ سنگ جراحت کی ایک ڈلی تین پاؤ گل مار میں رکھ کر گل حکمت کریں اور خشک ہونے کے بعد میں پانچ سیر کنڈوں میں محفوظ مقام پر پھونکیں۔ سرد ہو جانے کے بعد ان دواؤں کے ساتھ خوب کھرل کریں۔ شب یمانی بریاں ایک چھٹانک اگیک اینڈ دیو ہر ایک ۲ تولے کشتہ مردار سنگ، سیندور خالص ہر ایک ۳ ماشے۔ تین رتی صبح اور تین رتی شام دو تولے مکھن میں رکھ کر نگل جایا کریں۔ مہینہ سوا مہینے میں ناسور اچھا ہو جائے گا۔ (اکبر حسین)

(۸۸) **سینے کا درد:-** (۱) غالباً آپ کے ڈاکٹر کی تشخیص صحیح ہے۔ کبھی کبھی یہ سب وقوف ڈاکٹر بھی مرض کی صحیح تشخیص کر لیا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ انہی ڈاکٹر صاحب کی ہدایات پر عمل کیجیے۔ تنفس کی دقت رفع کرنے کے لیے "کارڈیوزول" کا استعمال بہت مفید ہوگا اور درد کو رفع کرنے میں "امیل نائٹرائٹ" کا سونگھنا بہت کارآمد ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ روزانہ صبح کو سفوف فضہ ایک سرخ معزج بارد جواہر والی ۶ ماشے میں ملا کر کھائیے اور رات کو حب فشار۔ ایک عدد پانی کے ساتھ کھایا کیجیے۔ (عبدالواحد)

(ج) آپ صبح، دن کے ۱۲ بجے اور رات کو سوتے وقت بارہ عدد مرچ سیاہ نیم کوفتہ پانی میں جوش دے کر چھان کر اور اس میں ۲ رتی نمک لاہوری ملا کر پی لیا کریں۔ توقع ہے کہ ہفتہ عشرہ میں شکایت رفع ہو جائے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۸۹) **شیطرج:-** (۱) اس دوا سے تو مجھے قطعاً واقفیت نہیں ہے۔ البتہ آبو روڈ کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ وہ اجمیر کے بالکل قریب ہے۔ (سعید بریلوی)

(۹۰) **تعلیم عینک سازی:** (۱) مجھے ایسے مدارس کے پتے معلوم نہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) عینک سازی کی تعلیم کے لیے کوئی مدرسہ نہیں ہے۔ جو لوگ عینک سازی کا کام کرتے ہیں کچھ دنوں تک ان کی شاگردی کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۹۱) **کمزوری:-** (۱) اپنی کمزوری کے جو اسباب آپ نے بتائے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ اب آپ کوشش کر کے ان اسباب کو رفع کیجیے۔ جسمانی محنت سے تو کمزوری ہوا نہیں کرتی۔ البتہ دماغی محنت اور افکار یقینی طور پر کمزور کر دینے والی چیزیں ہیں۔ کوشش کیجیے کہ آپ کے دماغ کو نسبتاً زیادہ آرام ملے۔ کثرت جماع سے پرہیز کیجیے۔ دوا کے طور پر چند شیشیاں "انگرے ٹون" کی پی ڈالیے۔ غذا میں سبز ترکاریوں اور پھلوں کا استعمال زیادہ رکھیے تا کہ قبض نہ رہنے پائے۔ دودھ، گھی، مکھن، انڈے اور گوشت آپ کے لیے مفید غذائیں ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ سبوس اسپغول پانچ تولے، موصلی سفید ڈھائی تولے کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیے، اور اس میں سے تقریباً چار ماشے سفوف گائے کے دودھ پاؤ سیر میں پکا کر مصری دو تولے سے میٹھا کیجیے اور کشتہ قلعی ایک رتی ملا کر کھایا کیجیے۔ اس کے استعمال سے قبض بھی نہیں رہے گا اور کثرت جماع سے جو شکایتیں پیدا ہو گئی ہیں وہ بھی جاتی رہیں گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) سپستاں، برادہ صندل سفید، خشخاش، پوست خشخاش، کشنیز سب ہم وزن۔ سفوف بنائیں اور برابر کی شکر سفید ملا کر رکھیں۔ صبح و شام سات سات ماشے یہ سفوف تازہ پانی کے ساتھ پھانکیں۔ اسی طرح ایک مہینے تک استعمال کریں۔ پھر لبوب کبیر ۶-۶ ماشے صبح و شام دودھ کے ساتھ ایک مہینے تک کھاتے رہیں۔ جملہ شکایات رفع ہو جائیں گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۹۲) **موتیا بند:-** (۱) آپ اپنی آنکھیں کسی ماہر امراض چشم کو دکھائیے۔ مجھے شک ہے کہ شاید آپ کو "گلاکومیٹک کیٹرلیٹ" شروع ہو گیا۔ غالباً آپ نے جو نیلا پانی شروع ہونے کا ذکر کیا ہے اس سے آپ کی بھی مراد یہی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) تقویت دل و دماغ کے لیے خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے روزانہ صبح کو کھائیے اور آنکھوں میں "نرگسی سرمہ" لگائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آنجناب اس حقیر نسخہ کو دو تین مہینے مسلسل استعمال کریں۔ انشاء اللہ شکایت جاتی رہے گی۔ حقہ کا خوب سڑا ہوا پانی (جس کو ہفتہ عشرہ حقہ سے نہ بدلا گیا ہو) لے کر شیشی میں رکھیں۔ صبح، دوپہر اور رات کو سوتے وقت دو دو قطرے آنکھ میں ڈال لیا کریں۔ اس کے علاوہ صبح کو یہ نسخہ استعمال کیا کیجیے:- مغز بادام شیریں دو عدد، مغز کدو شیریں ۱۰ ماشے، خشخاش سفید ایک ماشہ، دانہ الائچی خورد ۲ رتی، مغز پستہ ۳ دانے، مویز منقی ۵ دانے، مغز کشنیز ۶ رتی، اسطوخودوس ایک ماشہ، سب کو باریک کر کے ڈیڑھ تولے مکھن میں ملا کر شکر حسب خواہش اضافہ کر کے چاٹ لیا کیجیے۔ رات کو سوتے وقت اطریفل زمانی ایک تولہ یا سوا تولے عرق بادیان نیم گرم آدھ پاؤ سے کھا لیا کیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) یہ موتیا بند کی ابتدا ہے۔ آپ جواب نمبر ۸۰ پر عمل کیجیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(ہ) جناب حسین علیہ السلام کے غم میں اگر آپ کی آنکھیں جاتی رہیں تو دل روشن ہو جائے گا۔ میرے خیال میں علاج کی ضرورت نہیں ہے۔ (حکیم وکیل احمد)

(۹۳) **منہ کے چھالے:-** (۱) بہتر ہو کہ آپ اپنی اہلیہ کو کسی ہوشیار معالج کو دکھائیں۔ غالباً وہ قلت دم کے مرض میں گرفتار ہیں جس کے ساتھ ساتھ یا جس کے باعث سے فتور ہضم بھی لاحق ہے۔ مریضہ کو دیکھے بغیر کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہو سکتی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنی اہلیہ صاحبہ کو نمک گز چار سرخ دواء المسک معتدل سادہ ۶ ماشے میں ملا کر صبح کو اور معجون مقوی معدہ ۶ ماشے روزانہ بعد غذا دیجیے اور منہ میں "ذرد کتھہ" چھڑکیے۔ کچھ عرصہ کے استعمال سے یہ شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) طباشیر سودہ، تخم ریحان سودہ، لعاب اسپغول ہر ایک ۲ ماشے، پوست درخت کچنال، پوست درخت ببول ہر ایک تولہ۔ رات کو پوست درخت ببول و کچنال کو پانی میں بھگو دیں۔ صبح کو جوش دے کر چھان لیں۔ اور دوسری دوائیں اس میں ملا کر غرارے اور کلیاں کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) سہاگہ بریاں ۲ رتی کو صرف کتھے لگے پان میں رکھ کر کھلایا کیجیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۹۴) ترکیب روغن کچلہ:- (ا) انگریزی دواؤں میں کچلے کا ست، کچلے کا ٹنکچر اور کچلے کا جوہر استعمال ہوتا ہے۔ روغن استعمال نہیں ہوتا، اس لیے میں اس کی ترکیب بتلانے سے قاصر ہوں۔ سنکھیا کا تیل بھی ڈاکٹری دواؤں میں استعمال نہیں ہوتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) روغن کچلہ مرکب بسم الفار کی ایک آسان تدبیر یہ ہے کہ برادہ کچلہ مدبر دو تولے، سم الفار ۳ ماشے کو دو سیر دودھ میں ملا کر پکائیں۔ یہاں تک کہ دودھ کا کھویا بن جائے۔ اس کھوئے کو کڑاہی میں ہلکی آنچ پر رکھیں اور قدرے نیم گرم کر کے کھوئے کو چمچے سے دباتے جائیں۔ جو روغن الگ ہو اس کو نتھار لیں اور اس میں زعفران ۳ ماشے حل کر کے رکھیں۔ روزانہ صبح کو ایک رتی یہ روغن حلوے میں ملا کر کھائیں۔ اعلیٰ درجے کا مقوی باہ ہے۔ بھوک خوب لگاتا ہے۔ اور بلغمی امراض کو دفع کرتا ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۹۵) نسخہ مقوی اعضاء رئیسہ:- (ا) آپ کو ایک ایسا نسخہ درکار ہے جو مقوی اعضاء رئیسہ ہو، مقوی باہ ہو، دافع جریان ہو، دافع احتلام ہو، قبض کشا ہو، کاسر ریاح ہو، ہاضم طعام ہو اور مدر بول ہو اور ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہو کہ اس کا استعمال ہر عمر والے کر سکیں اور ہر موسم میں کر سکیں۔ میرے خیال میں اگر آپ یہ اور لکھ دیتے کہ نسخہ دافع اختلاج قلب ہو، نافع درد گردہ ہو، ہر قسم کی خونی اور بادی بواسیر کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہو، ورم جگر اور یرقان کے لیے پرتاثیر ہو اور مدقوقین کا فائدہ بھی پہنچا سکتا ہو تو یہ فہرست اگر مکمل نہیں تو قریب قریب مکمل ضرور ہو جاتی۔ خدا جانے آپ صاحبان کے دل سے کب یہ خیال دور ہوگا کہ طبابت جادوگری اور شعبدہ بازی سے بالکل مختلف ایک مستقل فن ہے۔ میں نے کبھی آج تک کسی شخص کو اپنی گھڑی مرمت کے لیے گھڑی ساز کو دیتے وقت یہ کہتے نہ سنا کہ اس میں بال کمانی ایسا ڈال دیجیے کہ گھڑی موجودہ وقت بتانے کے علاوہ آنے والے موسم کا حال بھی بتا دیا کرے۔ لیکن ایک طبیب سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک کے تمام امراض ایک نسخہ سے دور کر دے گا۔ خدا کے لیے سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ طبیب نہ خدا ہوتا ہے اور نہ پیغمبر۔ وہ صرف معمولی مستریوں کی طرح کا ایک مستری ہے جو انسان کی بنائی ہوئی مشینوں کو نہیں بلکہ خدا کی بنائی ہوئی مشینوں کو درست کرتا جاتا ہے۔ اس کی دوائیں ہرگز ہرگز جادو یا معجزہ نہیں ہوتیں۔ اگر وہ مرض کو صحیح طور پر تشخیص کر کے مناسب دوائیں لکھ دے تو یہ اس کی انتہائی قابلیت ہے۔ اس قسم کا اکسیر کہ جو تمام بیماریوں کے لیے مفید ہو یا تو خدائے تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں فرمایا ہے یا اگر پیدا کیا ہے تو ابھی انسانی تحقیق اس تک نہیں پہنچ سکی ہے۔ آپ اپنی تکلیفیں تحریر فرمائیے اور طبیبوں کو موقع دیجیے کہ وہ اپنی اپنی قابلیت کے مطابق آپ کی خدمت کر سکیں۔ طبیبوں کا اس طریق پر امتحان لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ان تمام خصوصیات کا نسخہ ملنا مشکل ہے۔ البتہ یہ معجون بنا لیجیے۔ اس میں اکثر فوائد موجود ہیں۔ انڈوں کی زردی ۲۵ عدد، سنگھاڑوں کا آٹا آدھ سیر، گھی آدھ سیر، مصری سوا سیر۔ پہلے انڈوں کو ابال کر ان کی زردی نکالیں اور ان کو تھوڑے گھی میں صرف اس قدر بھونیں کہ ان کی بساندھ جاتی رہے اور سوندھا پن آ جائے۔ اس کے بعد سنگھاڑوں کے آٹے کو الگ گھی میں بھونیں اور اس کے ساتھ انڈوں کی زردی ملا لیں۔ اس کے بعد مصری کا قوام کر کے اس میں ملائیں۔ اور پھر مغز بادام شیریں مقشر دس تولے، موچرس، کباب چینی، دارچینی، سونٹھ، جائفل، جاوتری، تخم کونچ، تخم پیاز، ثعلب مصری، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، تودری سرخ، تودری سفید ہر ایک ایک تولہ باریک سفوف بنا کر شامل کریں۔ آخر میں زعفران، مشک ہر ایک تین ماشے کو عرق کیوڑہ میں حل کر کے اضافہ کریں اور دو تین تولے صبح و شام دودھ کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) صبح اور رات کے استعمال کے لیے علیحدہ علیحدہ نسخے لکھے جاتے ہیں۔ ان کو استعمال کیجیے:-

نسخہ نمبر ۱:- مصطگی رومی پونے دو ماشے، کندر سات رتی، تخم املی مقشر ۶ ماشے، مصری ایک تولہ۔ باریک کر کے صبح سویرے دودھ کے ساتھ پھانک لیں۔ یہ ایک ہی خوراک ہے۔

نسخہ نمبر ۲:- مروارید ناسفتہ، بسد ہر ایک ساڑھے چار ماشے، انیسون، بہمن سفید ہر ایک ساڑھے دس ماشے، کاکنج، بیخ لبلاب ہر ایک ساڑھے تین ماشے، جھاؤ کا پھل، قفاح اذخر، ناگرموتھا، تج، مصطگی، تگر، دارچینی، صمغ عربی، کتیرا، سونٹھ، قرنفل، درونج عقربی، سیاہ دانہ ہر ایک ساڑھے چار ماشے، ان سب کو باریک کر کے سہ چند شہد میں ملا کر رکھیں اور چار ماشے کی مقدار میں رات کو سوتے وقت کھائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۹۶) دائمی قبض وغیرہ:- (ا) سونے کے کشتے سے دماغی کمزوری کبھی نہیں پیدا ہو سکتی۔ دماغ اور اعصاب پر اس کشتہ کا اثر قوت دینے کا ہوتا ہے۔ سر کی چوٹ کو بھی بھوک کے ازالہ اور پیاس کی زیادتی سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ دائمی قبض میں مبتلا ہیں اور یہی کے یہ سب فتور ہیں۔ بالکل سادہ اور زود ہضم غذا کھائیے۔ جس میں سبزیوں کا جزو زیادہ ہو۔ پھل کافی مقدار میں استعمال کیجیے۔ کسی نہ کسی قسم کی ورزش (آپ کے لیے بہترین ورزش پیدل چلنا ہوگی) روزانہ باقاعدگی کے ساتھ کیا کیجیے اور شب کو سوتے وقت چند روز تک "لیکوئڈ پیرافین" نصف اونس کی مقدار میں پی لیا کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ نے دوسرے عوارض کے ساتھ پیاس کی شدت بھی بیان کی ہے۔ لیکن پیشاب کے متعلق کچھ نہیں تحریر کیا۔ سر پر چوٹ لگنے سے مرض ذیابیطس بھی ہو جاتا ہے، جس کی ایک علامت پیاس کی شدت بھی ہے۔ اگر آپ اپنے قارورے کا امتحان کرا لیں تو بہتر ہے۔ سردست آپ مغز بادام شیریں ۹ عدد کو گائے کے دودھ میں پیس چھان کر آگ پر جوش دے کر پی لیا کیجیے اور کھانا کھانے کے بعد "نمک جالینوس" دو دو قرص کھا لیا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) صبح اور شام کو چار ماشے خمیرہ گاؤزباں عنبری کھا کر اوپر سے عرق بادیان وعرق گاؤزباں ۵۔۵ تولہ، عرق بید مشک ایک تولہ پی لیا کریں۔ رات کو سوتے وقت دو تولے خمیرہ بنفشہ کھا لیا کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) آپ کاڈلیور آئل دودھ میں ملا کر رات کو پی لیا کیجیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(ھ) یہ تو آپ نے عجیب بات فرمائی کہ سونے کا کشتہ کھا کر ہر قسم کی کمزوری ہو گئی۔ بہرحال آپ ایک زردی بیضۂ مرغ دودھ میں پھینٹ کر نوش فرمایئے۔ ناک میں ڈیلین لگایئے۔ (حکیم وکیل احمد)

(۹۷) نسخہ مقوی ومبہی:۔ (ا) تعجب ہے کہ اس "دور ترقی" میں بھی آپ کو مقوی باہ اور مغلظ منی نسخے کی حکیموں اور ڈاکٹروں سے طلب کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ آج کل تو خدا کے فضل وکرم سے ہر ناواقف فن جالینوس وقت بنا ہوا ہے اور کوئی اخبار یا رسالہ آپ کو ایسا نہ ملے گا جس میں کسی نہ کسی خانہ ساز "کمپنی" کا اشتہار نہ ہو اور جس میں کمپنی کا نام بھی اکثر حالتوں میں مذکور نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف پوسٹ آفس بکس کا نمبر دیا ہوتا ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس قسم کے نسخوں کے لیے ڈاکٹروں اور حکیموں کو تکلیف دینے کی ضرورت اب بالکل نہیں رہی۔ ہزاروں ہزار اسی قسم کی دواؤں کے اشتہار روزانہ شائع ہوتے ہیں۔ ان میں سے آپ اپنے لیے ایک دو منتخب فرما سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے مجھے اس قسم کے نسخے لکھنے نہیں آتے کہ جن میں نہ مریض کو دیکھا ہو اور نہ اس کے حالات سے آگاہی ہو۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) یہ گولیاں اعلیٰ درجہ کی مقوی باہ اور ممسک ہیں، وبلغمی مزاجوں کے لیے خصوصیت رکھتی ہیں:۔ نسخہ:۔ دارچینی، جائفل، افیون، مشک خالص، عاقرقرحا، شنگرف، لونگ ہر ایک ایک ماشہ، مردار سنگ دو ماشے، روغن سم الفار دو ماشے۔ سب کو باہم کھرل کریں اور شہد بقدر ضرورت میں گوندھ کر مونگ کے دانہ برابر گولیاں بنائیں۔ ایک گولی صبح یا شام کو مکھن یا بالائی میں رکھ کر کھائیں۔

روغن سم الفار حاصل کرنے کی ترکیب یہ ہے:۔ سنکھیا ایک تولہ، زعفران ایک تولہ کو گائے کے دودھ ایک سیر میں جوش دے کر دہی جمائیں۔ پھر اس سے مکھن نکال کر گھی بنا کر کام میں لائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) یہ نسخہ جامع الفوائد ہے:۔ مغز پستہ، تخم فندق، تخم خربوزہ، مغز بادام شیریں، مغز تخم چلغوزہ، مغز حبۃ الخضرا، مغز اخروٹ، حب الزلم ہر ایک ۶ ماشہ، روغن بادام شیریں میں بریاں کیے ہوئے مغز سر گنجشک ۶ عدد، جنگلی کبوتر کے مغزہ ۶ عدد، مرغ جوان کا مغز ۴ عدد، زرب خصیہ بکرا ہر ایک تین ماشے، کنجد مقشر ڈیڑھ تولے، حب القلقل، تخم گاجر، تخم شلغم، تخم ترب، تخم اسپت، تخم پیاز، تخم لیموں، تخم کونچ، تخم اٹنگن، تخم ہالون، مصطگی، ثعلب مصری، بوزیدان، اندرجو، سورنجان شیریں، کلیجن ہر ایک ساڑھے تیرہ ماشے، اگر خام، پودینہ خشک، پیپل، سونٹھ، چھڑیلہ، جائفل، جاوتری، زنجبیل، دبکا عقرقرا ہر ایک دو ماشے، موصلی سفید، موصلی سرخ، ابریشم کترا ہوا ہر ایک ڈیڑھ تولے، زردی بیضۂ مرغ گھی میں بھنی ہوئی ۶ عدد، بہمن سرخ، بہمن سفید، تودری سرخ، تودری زرد، شقاقل مصری، تخم تال مکھانا ہر ایک ۶ ماشے، ماہی شنز اعرابی، دارچینی ہر ایک تین ماشے، لونگ دو ماشے، بالچھڑ، کباب چینی ہر ایک ڈیڑھ ماشے، چوب چینی اعلیٰ قسم ڈیڑھ تولے، مغز تخم قرہندی دو تولے، زعفران ۳ ماشے، مشک خالص، عنبر اشہب سوا سوا ماشے، ماہی ردبیان، ریگ ماہی، گوشہ شیریں، گوکھرو خورد (بہ شیر پروردہ) ہر ایک ۶ ماشے، مغاث بغدادی ۳ ماشے، زراوند مدحرج، عاقرقرحا ہر ایک ڈھائی ماشے، موصلی سینبل نو ماشے۔ دو چند شہد اور ایک حصہ شکر میں معجون بنالیں۔ اور صبح ۴ ماشے سے آٹھ ماشے تک دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۹۸) پائریا:۔ (ا) پائریا فی الحقیقت ایک بہت ہی موذی مرض ہے، اور بہت ہی مشکل سے جاتا ہے۔ عزیزہ کو ہدایت کر دیجیے کہ وہ گوشت کھانا چھوڑ دیں۔ پھل اور سبز ترکاریاں بکثرت کھائیں۔ گھی، دودھ، مکھن بلاتکلف استعمال کریں۔ اگر روزانہ ایک یا دو لیموں چوس لیا کریں تو مفید ہوگا۔ "فورہنس" یا "کوپرن" ٹوتھ پیسٹ منجن کے طور پر روزانہ دو تین مرتبہ استعمال کیا کریں۔ "ایسٹنس سیرپ" چالیس بوندوں کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ ذرا سا پانی ملا کر پی لیا کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنی عزیزہ کو "اکسیر پائریا" کے استعمال کا مشورہ دیجیے، پائریا کے لیے مفید ومجرب دوا ہے۔ اصلاح ہضم کے لیے "معجون مقوی معدہ" ۶۔۶ ماشے دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد استعمال کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مازو سبز، کات سفید، شب یمانی ہر ایک ایک تولہ، توتیا بریاں چار ماشے، سرکہ دس تولے۔ دواؤں کو باریک کر کے کانسی کے کٹورے میں رکھیں اور سرکہ ڈال کر آگ پر پکائیں۔ جب سرکہ خشک ہو جائے، دواؤں کو نکال کر خوب باریک کریں۔ پائریا نیز دانتوں کے درد کے لیے مفید ہے۔ (حکیم اکبر حسین)

(د) پائریا کے لیے روغن کافور دو قطرے دانتوں پر مل کر سو جانا مفید ہے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۹۹) کیلیں:۔ (ا) آپ منہ پر "کریم وزون" ملا کیجیے اور تھوڑے سے انجکشن کیلسیم کے لگوا لیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ روزانہ رات کو معجون عشبہ ۹ ماشے کھایئے اور یہ محلول بنا کر کیلوں پر لگایئے۔ چونا ایک تولہ کو بیس تولے پانی میں بجھائیں۔ پھر اس میں گندھک دو تولے ڈال کر اتنا جوش کریں کہ بارہ حصے رہ جائے۔ شیشی میں رکھ چھوڑیں اور روزانہ کیلوں اور مہاسوں پر لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) سمندر جھاگ کو خوب باریک کریں اور لیموں کا رس اور صابن ملا کر منہ پر ملیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) سہاگہ ایک ماشہ ایک عدد لیموں کے رس میں حل کر کے منہ پر مل کیا کیجیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(بقیہ صفحہ ۔۔۔ پر)

سوالات؟

ضوابطِ اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔
(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔
(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی تین آنے فی سطر کے حساب سے اجرت بھیجنی چاہیے۔
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو نو آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب سے ارسال کیجیے۔
(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں، شائع نہیں ہو سکے گا۔
(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے۔ ادارہ کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہر حال ہوگا۔
(۷) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے۔ ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔
(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دواخانے یا رسالے کے پرمٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہیں۔

---

(۱۰۲) میری بھاوج جن کی عمر تخمیناً ۵۰ سال ہے، ۲۰ سال کی عمر سے اختناق قلب میں مبتلا ہیں۔ اب تک تقریباً آٹھ دور گزر چکے اور اب نواں دور ہے۔ پہلے دور میں چھ مہینے تک یہ دورہ رہا۔ اس کے بعد صحت رہی۔ دوسرا دور تین چار سال بعد ہوا اور گیارہ ماہ رہا۔ اسی طرح چار چھ سال کے وقفہ سے یہ دورہ آتا رہا اور ساں ڈیڑھ سال تک رہا کرتا تھا۔ اب تقریباً دس ماہ سے پھر اسی دورے میں مبتلا ہیں۔ دورہ شروع ہونے کے تقریباً دو مہینے پہلے سے کان میں گڑگڑاہٹ سی محسوس ہوا کرتی ہے اور آغاز دورہ میں پہلے تین دن بخار آتا ہے پھر دورہ شروع ہو جاتا ہے۔
دورہ کی کیفیت:- تقریباً ۵ بجے صبح فم معدہ پر اندر سے کوئی حرکت محسوس ہے۔ اس کے بعد حرکتِ قلب اتنی تیز ہوتی ہے کہ اگر کان لگایا جائے تو آواز سنائی دیتی ہے۔ یہ دورہ دن کے پہلے حصہ میں زیادتی پر رہتا ہے اور دوسرے وقت تخفیف ہو جاتی ہے۔ رات میں قدرے سکون رہتا ہے۔ دوران دورہ میں تمام سینہ و شکم و زیرِ ناف زیادہ متورم و سخت ہو جایا کرتا ہے۔ ایام ماہواری اپنے وقت پر زیادہ مقدار کے ساتھ ہوتے تھے۔ (خریدار نمبر ۱۰۱۲۲)
(۱۰۳) میری عمر چوبیس سال ہے۔ مجھے جریان، کثرت احتلام، سرعت انزال، کجی، لاغری اور کوتاہی عضو و قبض کی شکایتیں ہیں جسمانی حالت اچھی ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی اور حکیم اکبر حسین صاحب الٰہ آبادی کی خصوصی توجہ کا طالب ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۰۴۹)
(۱۰۴) چھ مہینے ہوئے میری ایڑی میں کانٹا چبھ گیا۔ یہ کانٹا نکالا نہ جا سکا۔ کچھ دن بعد صرف کانٹے کی جگہ دبانے سے تکلیف ہوتی تھی۔ ایک دن انگلی پھیرنے سے کانٹا محسوس ہوا، چنانچہ اس کو نکال دیا گیا۔ اس کے دو مہینے بعد ایڑی میں درد بڑھنے لگا۔ وہاں ایک گول ساخت محسوس ہوتی تھی۔ اس ساخت کو ایک جرّاح نے نکال دیا۔ باوجود اس کے ایڑی درد کی وجہ سے زمین پر نہیں لگائی جاتی۔ ویسے جوتا پہن کر پھرنے سے خاص تکلیف نہیں ہوتی۔ یہ درد اب کیوں ہے؟ (خریدار نمبر ۸۶۹۹)
(۱۰۵) ۳۱ سالہ غریب مریض صغر اعضائے تناسل کا شاکی ہے۔ ابتدائے عمر میں غلط کار بھی رہا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۲۲۰۸)
(۱۰۶) دو مہینے ہوئے تین ہفتوں کے وقفہ سے دو بار بیر بہٹی دلیوں جیسے گول ٹماٹر کھلانے میں آگئے۔ تب ہی سے مسوڑھوں میں درد ہو رہا اور ورم ہے۔ خون بھی نکلتا ہے۔ اس کے علاوہ کمر اور ٹانگوں میں جگہ جگہ پھرتا ہوا درد" اور اکڑاہٹ لاحق ہے۔ عمر ۴۴ سال ہے۔ (۱۰۵۷)
(۱۰۷) ایک مریضہ ۲۵ جولائی ۱۹۴۱ء سے ۲۲ اگست تک بخار میں مبتلا رہی۔ بخار صبح ۹۹.۵ اور شام ۱۰۳ درجہ تک رہتا تھا۔ اس بخار کے بعد تپ تیز ہو گئی اور علاج سے آرام ہو گیا۔ اب پھر یکم ستمبر ۱۹۴۱ء سے بخار میں مبتلا ہے۔ صبح ۹۹ اور شام کو ۱۰۱ درجہ حرارت رہتا ہے۔ اور کبھی طبعی حرارت نہیں رہتی۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب خصوصی توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۲۴۱۵)

(۱۰۸) تیس سالہ مریض بیس سال کی عمر میں سہ منزلہ عمارت سے گرنے، ٹخنے کی ہڈی ٹوٹ جانے اور پھر آرام ہو جانے کے بعد اب ٹخنے کے درد میں مبتلا ہے۔ ٹخنہ قدرے متورم ہے۔ درد معمولی ہے اور چلنے میں ہوتا ہے۔ بغیر چلے بھی درد زیادہ رہتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۳۳۳)

(۱۰۹) مجلوق مریض کو خرابی ہضم، کثرت ریاح، نفخ اور قبض دائمی اور ضعف اعضائے رئیسہ کی شکایت ہے۔ آلات منی و تناسل نہایت ذکی الحس ہیں۔ اصولی علاج سے مریض پر رحم فرمایا جائے۔ (خریدار نمبر ۹۳۴۵)

(۱۱۰) میری عمر بیس سال ہے۔ مدت سے میرے کان بہتے ہیں۔ بدبودار پیپ باوجود علاج کے بند نہیں ہوتی۔ (خریدار نمبر ۱۰۵۰۱)

(۱۱۱) میری عمر ۵۰ سال ہے۔ سات سال سے میری پنڈلیوں پر سامنے کے رخ خشک چنبل ہیں۔ پانچ چھ اپنچ کے ہیں۔ خارش بے حد ہے اور کھجانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ جلد موٹی نہیں ہے۔ رنگ ہاتھی کا سا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۹۸۹)

(۱۱۲) مجھے الحمد للہ کوئی شکایت نہیں ہے۔ ایک رات احتلام کے بعد پیشاب کی نالی میں سخت جلن ہوئی۔ کیوں؟ (ایک ناظر)

(۱۱۳) کثرت احتلام، ضعف معدہ و جگر اور عام کمزوری کے ایک مریض کے لیے کھجور یا تازہ کا تازہ میٹھا رس یا تاڑی کہاں تک مفید ہو سکتی ہے اگر مفید ہے تو اس کی مقدار خوراک اور ترکیب استعمال بتا دیجیے۔ (خریدار نمبر ۱۱۹۹۳)

(۱۱۴) میں شقیقہ میں مبتلا ہوں۔ درد سیدھے سر میں عموماً ہوتا ہے اور اسی طرف ایک سال سے ماتھے پر ایک رسولی بھی ہے جو بڑھ رہی ہے۔ میری مصروفیات دماغی ہیں۔ عمر ۴۳ سال ہے پندرھویں دن درد کا دورہ ہوتا ہے۔ (خریدار نمبر ۹۶۷۷)

(۱۱۵) میرے ایک دوست کے سینہ پر نرم ورم ہے۔ سردی پہنچانے سے یہ ورم جاتا رہتا ہے۔ لیکن پھر نمودار ہو جاتا ہے یہ ورم بڑا معلوم ہوتا ہے۔

(خریدار نمبر ۱۰۳۰۶)

(۱۱۶) میری عمر ۴۲ سال ہے۔ مجھے بار بار ناف ٹل جانے کی شکایت ہے جس کی وجہ سے بھوک نہیں لگتی اور پیٹ میں درد محسوس ہوتا ہے۔ ناف کے اوپر ٹلی ہوئی گانٹھ اگر ملنے سے اپنی جگہ بٹھا دی جائے تو افاقہ ہوتا ہے۔ لیکن پھر کوئی معمولی بوجھ اٹھانے سے ناف ٹل جاتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۷۴)

(۱۱۷) پرانے اسہال مریض استسقا، جس کی وجہ سے تلف ہونے کا اندیشہ ہو اگر کوئی کامیاب علاج ہو تو ازراہ مہربانی بذریعہ ہمدرد صحت مستفید فرمائیں۔ نسخہ ایسا ہونا چاہیے کہ دست بند ہونے پر اصل مرض پر خراب اثر نہ پڑے۔ (خریدار نمبر ۵۰۸۲)

(۱۱۸) عادتاً چائے پینے کے متعلق اطبائے حذاق سے مشورہ طلب ہے۔ ہندوستان کے بعض حصوں اور بالخصوص خطہ افاغنہ تمام میں چائے کے ذریعہ سے جو اقتصادی و جانی تباہ کاری ہو رہی ہے۔ مہربانی فرما کر عوام کو اس کے مضرات سے بذریعہ ہمدرد صحت واقف فرمائیں۔ (ایک خریدار)

(۱۱۹) میری عمر ۲۸ سال ہے۔ سن بلوغ سے میرے چہرہ، پیٹھ اور کمر پر سلسلہ وار چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکلا کرتی ہیں اور بغیر کسی تکلیف کے خود بخود اچھی ہو جاتی ہیں۔ چہرہ پر چکناہٹ معلوم ہوا کرتی ہے۔ گرمی کے موسم میں ہتھیلی سے پسینہ نکلا کرتا ہے۔ دس سال ہوئے سوزاک بھی ہوا تھا۔ اب بھی دو دھاری پیشاب ہو جایا کرتا ہے۔ کمر میں درد رہتا ہے۔ قبض کی شکایت ہے۔ ڈیڑھ سال ہوا حسب معمول بائیں کنپٹی پر ایک پھنسی نکلی اور اچھی ہو گئی، مگر وہاں سرخی اور ورم آگیا جو کبھی دب جاتا تھا اور کبھی ظاہر ہو جاتا تھا۔ اب ستمبر ۱۹۴۱ء سے کنپٹی پر مستقل طور سے دو انچ لمبا سرخ ورم ابھرا ہوا مادہ کی طرح سخت ظاہر ہوا ہے، اور رخسار کی ہڈی پر روپے برابر اور دونوں طرف پلکوں کے اوپر بھی ورم آگیا۔ ان میں اکثر ٹیس اور جلن معلوم ہوا کرتی ہے۔ بعض اوقات "چن چناہٹ" اور ایک گرمی معلوم ہوا کرتی ہے۔ جسم میں چن چناہٹ معلوم ہوا کرتی ہے۔ قبض کی شکایت ہے۔ اب مصفیات سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ (خریدار نمبر ۱۲۳۱۵)

(بقیہ مضمون ص ۴۶ :- (۱۰۰) کمزوری دماغ وغیرہ - (۱) اپنے بھائی صاحب کے پھیپھڑوں کا اچھی طرح امتحان کرائیے۔ حلق کے غدودوں میں "مینڈلس پینٹ" لگائیے اور کاڈ لیور آئل اور لال شربت پینے کے لیے دیجیے اگر پھیپھڑوں میں کوئی خرابی ہے تو اس کا مناسب علاج کرائیے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی) - (ب) آپ معدہ کی اصلاح کے لیے معجون مقوی معدہ ۶-۶ ماشے بعد غذا دونوں وقت کھائیں۔ صبح کو قرص مرجان جواہر والا ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۷ ماشے میں ملا کر استعمال کریں۔ اور وقتاً فوقتاً "سعالین" کی ایک ٹکیہ منہ میں رکھ کر چوستے رہیں۔ (حکیم عبدالواحد) - (۱۰۱) نقائص عضو مخصوص وغیرہ (۱) جہاں تک میرا خیال ہے آپ کی صحت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچا ہے۔ اچھی طرح کھانا پینا اور خوش و خرم رہنا آپ کے لیے کافی ہے۔ دوا کے طور پر چند شیشیاں "فورد فاسفینس" کی پی ڈالیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی) - (ب) رات کو حب عنبر مومیائی ایک عدد لبوب کبیر ۷ ماشے میں ملا کر استعمال کریں۔ بعد غذا جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے کھایا کریں۔ اور صبح کو قرص فولاد، قرص زمرد ہر ایک عدد، جوارش زرعونی عنبری چھ ماشے میں ملا کر استعمال کریں، اور ضعف بصارت کے لیے "سرمہ نرگسی" صبح اور رات کو آنکھوں میں لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)


یہ خاتون ایام ماہواری کی خرابی کی وجہ سے
مہینہ میں ایک بار نزع کی تکلیف اُٹھاتی تھی!
اس کی ایک سہیلی نے اُسے مشورہ دیا کہ وہ
ہمدرد دواخانہ کی تیار کردہ دوا ماہواری استعمال کرے۔
اس کے استعمال کے بعد اب اُسے کوئی تکلیف نہیں ہو وہ بالکل تندرست
ہو اور اُسے پتہ بھی نہیں چلتا کہ ایام کب ہوتے ہیں ماہواری حیض کی
خرابیوں کا سائنٹفک علاج ہو حیض کی کمی اور حیض کی بندش
کے لیے بیحد مفید ہو۔ اسکے استعمال کے بعد حیض کی تمام تکالیف اور
شکایتیں حیرت انگیز طریقہ پر دُور ہو جاتی ہیں اور عورتوں کی صحت دن بدن
بہتر ہوتی چلی جاتی ہو۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے
ہمدرد دواخانہ دہلی
SADURI
کھانسی اور پھیپھڑوں کی خرابی
سِل اور دِق کا پیش خیمہ ہے
ذرا بھی پھیپھڑوں میں خرابی ہو یا کھانسی میں آپ مبتلا ہو جائیں تو
فوراً اس کا علاج کیجیے۔ کیونکہ دنیا کے تمام ڈاکٹروں اور اطبا کی
رائے ہو کہ کھانسی اور پھیپھڑوں کی خرابی سِل اور دق کی جڑ ہو۔ سِل
اور دِق کے خطرناک مرض سے بچنے کے لیے
صدوری
استعمال کیجیے۔ معمولی کھانسی اور پھیپھڑوں کی کمزوری کا تو ذکر ہی کیا ہو۔ صدوری نے دق اور سِل کے مریضوں کی حالت بدل
دی ہو۔ دق اور سل میں چونکہ پھیپھڑے بہت متاثر ہوتے ہیں اس لیے ان کو تقویت پہنچانا ضروری ہو۔ اس مقصد کے
لیے ہمدرد دواخانہ کی "صدوری" دنیا میں بہترین دوا کہی جاسکتی ہو۔ بیشمار تجربات کے بعد یہ تیار ہو سکی ہو۔ اس
کے استعمال سے درجہ حرارت کم ہو جاتا ہو۔ مریض میں طاقت اور جان آجاتی
ہو۔ جسمانی کمزوری دور ہو جاتی ہو۔ اعصاب کو تقویت پہنچاتی ہو۔ ایسے مریضوں کے
لیے جن کے پھیپھڑے کمزور ہوں یا کھانسی ہو اکسیر ہو۔ قیمت صرف ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی


حسن کا قدرتی خزانہ
آنکھوں کی تمام بیماریوں کیلئے ہمدرد دواخانہ کا
نرگسی سرمہ
مینیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی


ہمدرد مرہم
ہمدرد مرہم ہمدرد دواخانہ دہلی کا ایک ایسا مشہور
مرہم ہے جو برسوں سے استعمال کیا جا رہا ہے۔
علاج کرنے والے اس کی خوبیوں کی ہمیشہ
تعریف کرتے ہیں اور نازک موقعوں کے لیے ہمیشہ پاس رکھنے کی ہدایت کرتے ہیں۔
اس مرہم کے دو بڑے خاصے ہیں پہلا خاصہ یہ ہے کہ جس جگہ یہ لگایا جاتا ہے
وہاں کی ساخت میں فوراً داخل ہو جاتا ہے۔ دوسرے مرہموں میں یہ بات
نہیں ہوتی کیونکہ وہ چربی اور مختلف قسم کے غلیظ تیلوں سے بنائے جاتے ہیں۔
ہمدرد مرہم چربی اور غلیظ چیزوں سے پاک ہے۔ اس کے اجزا جلد اثر کرنے والے اور
لطیف ہیں۔ دوسرا خاصہ اس مرہم کا یہ ہے کہ جسم کے اندر پہنچ کر یہ اپنا کام
فوراً شروع کر دیتا ہے۔ اس کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ بیمار عضو میں جہاں
تکلیف ہوتی ہے سکون پیدا کر دیتا ہے۔ درد، جلن، اکڑاؤ، چبھن وغیرہ تکلیفیں
اس کی بدولت جلد دور ہو جاتی ہیں۔ یہ اس مرہم کا وہ فعل ہے جس کو طبی زبان میں تسکین کہتے
ہیں۔ اس فعل کے بعد ہمدرد مرہم اصل مرض کو دور کرنے کا کام شروع کر دیتا ہے۔ اور جہاں
جیسا موقع ہوتا ہے ویسا ہی کام یہ مرہم انجام دیتا ہے۔ زخموں کو بھرتا ہے
جلی ہوئی جگہ کو جلد صاف کرتا ہے۔
غرض ہمدرد مرہم کے بیشمار فائدے ہیں۔ آپ کے پاس ہمیشہ ہمدرد مرہم کی ایک ڈبیہ ہونی چاہیے
قیمت فی ڈبیہ آٹھ آنے
چوٹ
آگ یا پانی سے جلنا
چاقو کا زخم
ہمدرد دواخانہ دہلی

مفت

۶۷۵ روپے ماہوار کمائیں



اصلی امریکن نیوگولڈ (سونا) کی ایجنسی لے کر ۶۷۵ روپے ماہوار گھر بیٹھے کما سکتے ہیں یہ سونا کسوٹی پر بالکل اصلی سونے کا
دیتا ہے اور اصلی سونے کی طرح کوٹا اور گھلایا جاسکتا ہے۔ اس کا رنگ کبھی خراب نہیں ہوتا۔ آج کل کے فیشن کے
بنا ہر قسم کے زیورات ہمارے سٹاک میں موجود ہیں آپ اپنے شہر کی ایجنسی کے لئے فوراً لکھیں۔ تیار شدہ زیورات کی
فہرست اور امریکن نیوگولڈ سونا چھ تولہ ایک جوڑی فینسی چوڑی ایک انگوٹھی بمبئی فیشن ایک جوڑی کانٹے دبندے، نیو ڈیزائن
بطور نمونہ بھیجے جاتے ہیں۔ ہوشیار، تجربہ کار اور محنتی ایجنٹوں کو ہر قسم کی سہولت دی جاتی ہے۔ آج ہی فوراً قواعد
ایجنسی مفت طلب کریں۔

کا پتہ: امریکن نیوگولڈ کمپنی۔ ایچ۔ ایس۔ ڈی۔ پوسٹ بکس نمبر 61 لاہور شہر

"AMERICAN NEW GOLD Co, H.S.D. P.B. 61, LAHORE."

مصیبت دور۔ محبت کی فتح۔ دولت میں برکت

ناظرین میں آپ کو خدا کو حاضر ناظر جان کر خدا کی قسم کھا کر بتانا چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تعویذ و نقش میں نے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے اپنی عمر صرف کرکے وقت حاصل کئے ہیں ان کی کامیابی دیکھ کر میں آپ کی خدمت میں بلا تامل پیش کر رہا ہوں کہ ان کو آزمائیے اور اپنی مراد پوری کیجئے جن بھائیوں کو میری قسمیہ گذارش پر بھی اطمینان نہ ہو ان سے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا صرف خدا پر ایمان رکھنے والوں سے میری گذارش ہے کہ چند پیسوں یا روپوں کی خاطر اپنا ایمان نہیں برباد کروں گا۔ جس کسی کا ضمیر مطمئن ہو وہ ضرور مندرجہ ذیل تعویذ و نقش کو آزمائیے۔ ہزاروں کی چیز کوڑیوں میں مل رہی ہے۔ تقدیر کا پاسہ پلٹ جاتا ہے۔ برسوں کے سینہ کے راز کو آج ظاہر کر رہا ہوں

قسمت کا موتی رات کو سوتے وقت اپنے سرہانے رکھنے سے خواب میں بشارت ہو جاتی ہے کہ اس کام میں کامیابی ہوگی یا نہیں! اور یہ کام کس طرح ہوگا اور کیونکر کامیابی ہوگی بالکل سچا جواب مل جاتا ہے اس کے عامل نے سونے کے عکس میں رہ کر اس عمل کو پایا ہے۔ ہدیہ پانچ روپیہ محصول علاوہ۔

دولت کی کنجی یہ ایک تعویذ ہے جس کو روپیہ پیسہ میں رکھ دینے سے اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ خدا کی شان دکھائی دیتی ہے۔ غریب سے مفلس دور ہو جاتے ہیں۔ اور تعجب ہوتا ہے کہ کیونکر اتنی جلدی دولت مل گئی نوکری کی صورت میں اس کو افسر کے سامنے جیب میں رکھ کر جائے تو وہ اس قدر مہربان ہو جاتا ہے کہ قدرت کا کرشمہ دکھائی دیتا ہے اور اس کے دل میں خود بخود اپنے ماتحت کی ترقی کا خیال دامنگیر ہو جاتا ہے۔ ہدیہ سوا روپیہ (عہ)

محبت کی ڈوری فقیروں نے بڑی بڑی محنتیں کرکے ایسی چیزیں حاصل کی ہیں یہ بھی عامل شاہ صاحب کا عطیہ ہے جس کی محبت ہو یا کسی کو اپنے دام میں پھنسانا اور بے دام غلام بنانا ہو اس سے شادی کی تمنا ہو تو محبت کی ڈوری کو اپنے گلے میں ڈال لیجئے اور جس جگہ آپ کا مطلوب ہو وہاں سے گذر جائیے اور وہاں تک رسائی نہ ہو سکے تو اس ڈوری کو اپنے محبوب کے در پر یا اس کے ہاتھوں تک پہنچا دیجئے بس گھر بیٹھے اس کی تڑپ کا تماشہ دیکھئے وہ ماہی بے آب کی طرح بے چین ہو کر آپ تک پہنچے گا۔ ہدیہ ڈھائی روپے (عہ)

مندرجہ بالا سچے عملیات ہیں ان کی ناکامی کی صورت میں ہم قیمت واپس دیں گے۔ تمام نقش و تعویذ لفافہ میں رجسٹری کرکے وی۔ پی کے ذریعہ بھیجے جاتے ہیں محصول ڈاک ہر ایک کا بذمہ خریدار ہوگا۔

پتہ:۔ **نواب عامل شاہ صاحب چھتہ حکیم آغا جان (۵) دہلی**

چوڑیاں ــــ انگوٹھی ــــ سونا

بالکل مفت

کوئی قیمت نہیں لی جاتی صرف شہرت دینے کیلئے ہزارہا روپے کی قربانی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور کمپنی کا یہ فیصلہ ہے کہ گھر گھر میں کیمیکل گولڈن گولڈ کو پہونچا دیا جائے اس زمانہ میں جبکہ سونا گراں تر ہوتا چلا جا رہا ہے اس سونے کا استعمال عام ہونے لگا ہے۔ ہم ہر طرح سے اس سونے کو برتنے کیلئے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ آپ فوراً خط لکھ کر ہم سے۔ ڈیڑھ جوڑ چوڑیاں اور ایک عدد انگوٹھی اور دو تولہ کیمیکل گولڈن گولڈ منگا لیں۔

یہ اعلان آئندہ شائع نہ ہوگا۔ نوٹ کر لیں

منیجر گولڈ لک ٹریڈ ایجنسی (ایچ۔ ایس۔ ڈی) دہلی

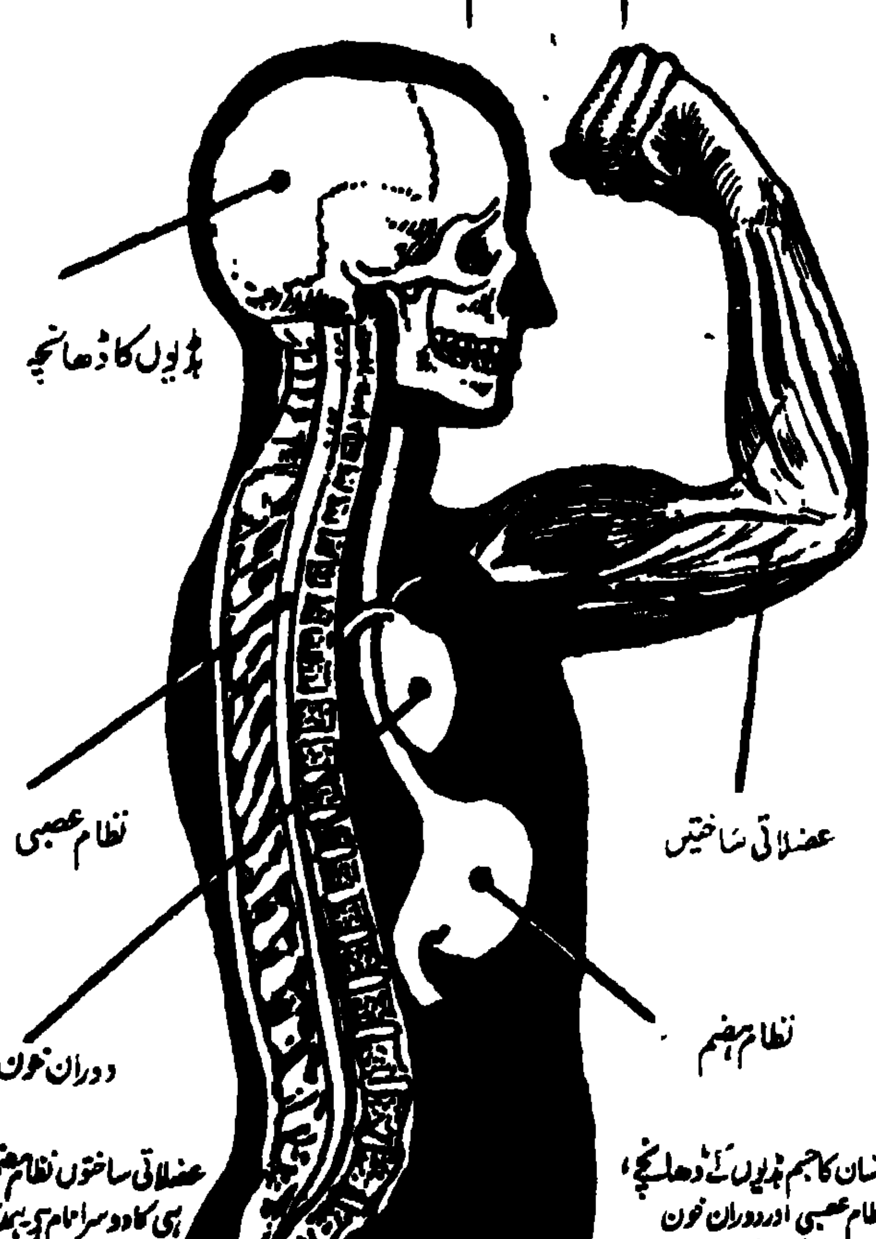
موسمِ سرما میں صحت و شباب کی دولت

آپ اس سے کیوں محروم ہیں؟

موسم سرما کی اہمیت ۔ یہ بات عام طور پر سب لوگوں کو معلوم ہے کہ جاڑے کا موسم ہندوستان کا بہترین زمانہ ہے۔ اس میں جسم کی مشین پوری سرگرمی سے اپنے کام انجام دیتی ہے۔ معدہ، جگر اور آنتوں میں غذا کو ہضم کرنے اور اس سے بہترین خون بننے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس موسم میں جگر اچھے خون کا کافی ذخیرہ تیار کر کے رگوں میں بھیج دیتا ہے جو دوسرے موسموں میں بھی کام آتا ہے۔ گرمیوں میں تحلیل زیادہ ہوتی ہے اور جو چیزیں زندگی برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں وہ بھی تھوڑی بہت تحلیل ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھنڈے ملکوں میں گرم ملکوں کی نسبت اوسطِ عمر زیادہ ہوتا ہے کیوں کہ سردی روح حرارت غریزی اور خون کو محفوظ رکھتی ہے، جن پر مدارِ حیات ہے۔ گرمی میں غذا کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور پانی کی طلب بڑھ جاتی ہے، اس لیے ہضم درست نہیں رہتا۔ معدہ اور آنتوں کی اکثر شکایات محض اسی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ برسات گرمی سے بھی خراب ہے برسات میں معدہ اور دوسرے آلاتِ ہضم کی حالت اچھی نہیں رہتی ذرا سی بے احتیاطی سے مہلک بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خنکی اور ٹھنڈی ہواؤں کی تلاش میں اکثر صاحبانِ دل پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ مصوری اور کشمیر کی گلپوش وادیوں میں ان دل چسپیوں کو ڈھونڈتے ہیں جو سردی کے موسم میں ہر جگہ ملجاتی ہیں۔

شباب اور سرما کا تعلق جوانی اور سردی میں نہایت گہرا اور شاعرانہ تعلق ہے۔ یہ موسم جذبات پر وہی اثر کرتا ہے جو شباب کی رعنائیاں اور طوفان انگیزیاں خیالات و محسوسات پر کیا کرتی ہیں۔ جس طرح کھانے پینے کی خواہش ہضم کی طاقت اور خون پیدا کرنے کی صلاحیت اس موسم میں بڑھ جاتی ہے اسی طرح جذبات میں بھی زندگی کی روح دوڑ جاتی ہے۔ خون پیدا کرنے والی غذائیں اور رگوں، پٹھوں اور دل و دماغ میں قوت و طاقت کی بجلیاں بھر دینے والی دوائیں اس موسم سے گہری مناسبت اور خصوصیت رکھتی ہیں۔ مخصوص طور پر قوتِ باہ کے متعلق دواؤں کے استعمال کا یہی موسم ہے اور شباب حقیقت میں اسی چیز کا نام ہے۔ ورنہ سیاہ بالوں اور سرخ و سفید گالوں پر جوانی کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ جوانی دل کی زندگی کا نام ہے اور دل کی زندگی کا ثبوت صنفی خواہشات و جذبات کے اس پیام بر ہی سے مل سکتا ہے جسے قوتِ باہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو دوائیں باہ میں ہیجان اور جوش پیدا کرتی ہیں، مثلاً مشک عنبر، زعفران، مایۂ شتر اعرابی وغیرہ، وہ بالعموم گرم ہوتی ہیں۔ گرمی یا برسات میں ان کے استعمال سے بہتر اور دیرپا نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جاڑوں میں مقوی دواؤں کے کھانے اور ہضم کرنے کا عقیدہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ گاجر اور انڈے وغیرہ کے حلوے جاڑوں کے ساتھ وہی خصوصیت

جسم کے عام نظامات



انسان کا جسم ہڈیوں کے ڈھانچے، نظام عصبی اور دوران خون کا ... جسم کے ہر نظام میں ازسرنو

عضلاتی ساختوں، نظام ہضم، ہی کا دوسرا نام ہے۔ ہمدرد جان ڈال دیتا ہے۔

رکھتے ہیں جو آم، امرود اور دوسرے میووں کی بہار کو اپنے موسم سے ہو سکتی ہے۔

جاڑوں کا بہترین تحفہ، جو صحت جوانی، حوصلہ مندی اور تن درستی کی تمام خصوصیات کو برقرار رکھنے کا زبردست ضامن ہے آپ کو معلوم ہے کیا ہے؟ اگر یہ سوال ہندوستان کے کسی عقلمند اور تجربہ کار شخص سے کیا جائے تو وہ صرف یہی کہے گا:

"ماءاللحم"

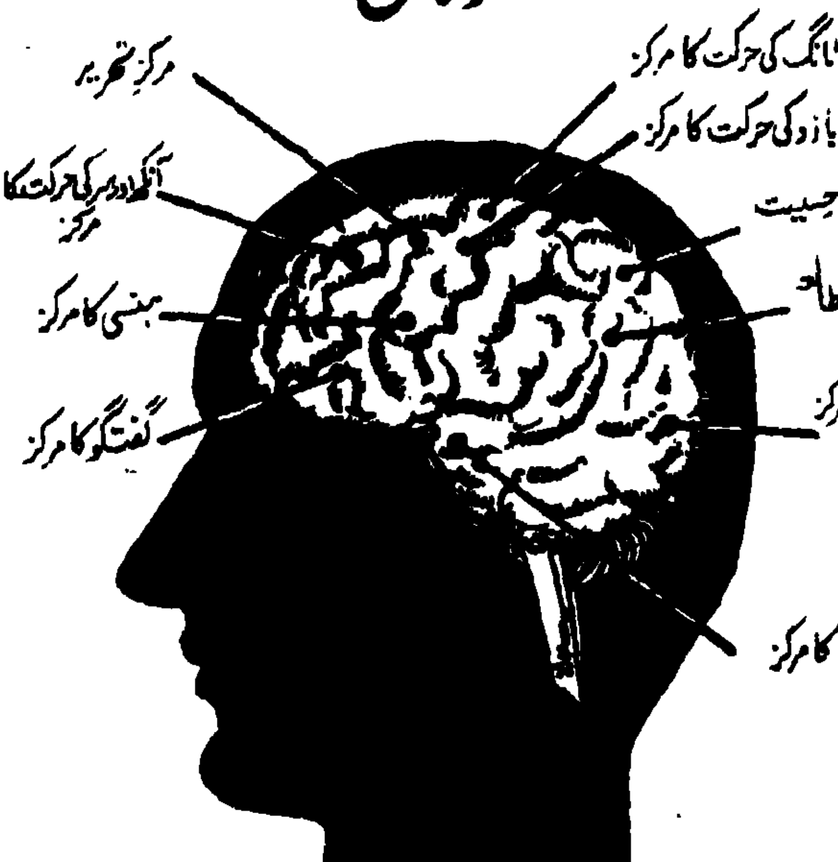
واقعہ یہ ہے کہ ماءاللحم دنیا کی عجیب ترین ایجاد ہے۔ اس کے موجد نے اپنی عقل و ذہانت کے زبردست کمالات کا اس میں ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقیوں کے دور میں بھی داد دیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ اس میں جسم انسانی کے تمام نقائص کو دور کرنے کی قابلیت موجود ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدہ، بینائی، حافظہ اور باہ کو قوت دینے میں اس کے مقابلہ کی کوئی دوا آج تک منظر عام پر نہیں آئی۔ اس میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کو جدید اصول اور سائنس کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بدن کے جملہ ضروری اجزا کی حامل نظر آئیں گی۔ اس میں فولاد، چونا، کلورین، میگنیشیم، سوڈیم، پوٹاشیم، آیوڈین اور جسم کو پرورش کرنے اور طاقت و صلاحیت بخشنے والے سارے عناصر موجود ہیں۔

ماءاللحم کیا ہے؟ فوائد و منافع کی اس طویل مگر سچی فہرست کو دیکھ کر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ماءاللحم ہے کیا چیز؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ماءاللحم ایک قسم کا خوشبودار، خوش رنگ اور نہایت دل فریب عرق ہے، جو سیب، انگور، انار، ناشپاتی، بہی، امرود، انناس اور دوسرے تازہ مفید اور خوش ذائقہ میووں، مشک، عنبر، زعفران، اور دوسری قیمتی اور نایاب دواؤں نیز جسم کو بہتر طریقے پر پرورش کرنے والی غذاؤں کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے میں قوت، روح، خون اور غذائیت، سرور اور نشاط، امنگ اور حوصلے کا طوفان پوشیدہ ہے۔

ماءاللحم اور دوسری مقوی غذائیں

ماءاللحم اور دوسری مقوی غذاؤں میں کافی فرق ہے جو ماءاللحم کے امتیاز اور برتری کی مضبوط ضمانت ہے۔ ماءاللحم تمام قوتوں پر فوراً اثر کرتا ہے یہ حلق سے اترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ معدے میں بہت کم ٹھیرتا ہے اور بہت جلد جگر میں پہنچ کر خون اور روح میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسم اور روح کی پرورش اور تربیت کرنے والے تمام اجزا اس میں موجود ہیں۔ اس کی مقدار خوراک بہت کم ہے۔ دوسری مقوی غذائیں ہفتوں اور مہینوں میں جو کام کرتی ہیں وہ ماءاللحم چند گھنٹوں اور چند دنوں میں کر دیتا ہے۔ ماءاللحم اپنی لطافت اور پاکیزگی کے باعث معدہ اور دوسرے اعضاء ہضم پر کوئی بار ڈالے بغیر خون بن جاتا ہے۔ معدہ اور آنتوں پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔

دماغ

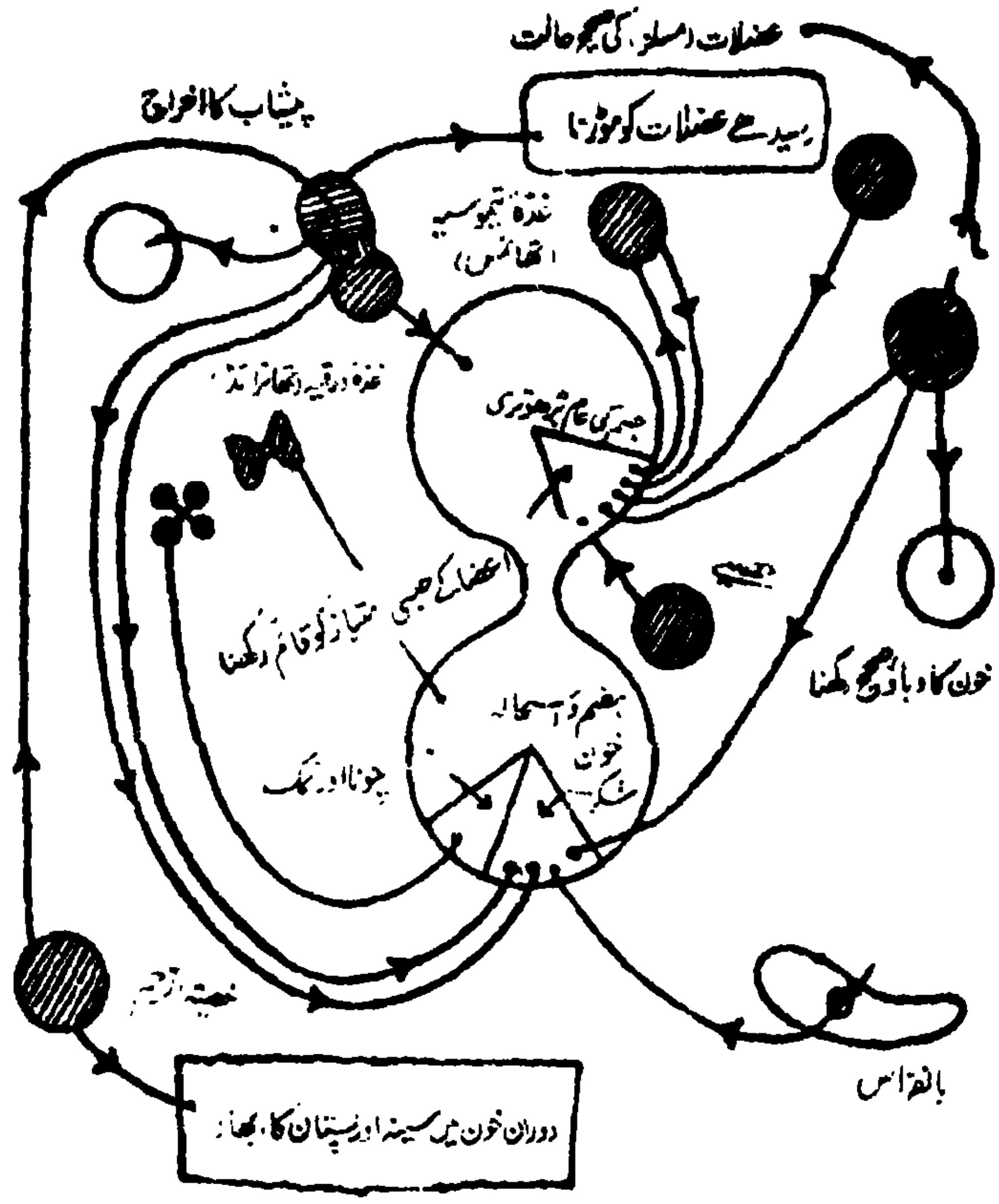


دماغ انسان کے جسم کا کنٹرول اسٹیشن ہے۔ ہمدرد کے ماءاللحم کے باقاعدہ استعمال سے دماغ کا ہر مرکز قوت حاصل کرتا ہے۔

شراب اور ماءاللحم۔ ماءاللحم کے دوسرے فائدوں کو دیکھ کر ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ فائدے شراب سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شبہ بالکل بے حقیقت ہے۔ شراب سے ایک عارضی کیف تو ضرور پیدا ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ آگ کی یہ سیال چنگاریاں دل، دماغ، معدہ، جگر اور پھیپھڑوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں۔ روح اور خون کو پھونک ڈالتی ہیں۔ ماءاللحم میں نہ صرف یہ نقصانات ہی نہیں بلکہ یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ماءاللحم اور شراب میں وہی فرق ہے جو شیطان اور فرشتے میں ہو سکتا ہے۔ جو برگشتہ نصیب ہزاروں روپے کے ساتھ ہی اپنی صحت و جوانی کو بھی شراب پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں کاش وہ کچھ دن ماءاللحم پی کر بھی دیکھیں۔

جوہر اور ملمع۔ کہتے ہیں کہ ہر چمک دار چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہم نے ماءاللحم کے جو خواص اور فائدے لکھے ہیں

درون افرازی (انڈوکرین) غدود کے افعال



اس خاکہ میں جسم کے مختلف غدود کے افعال دکھائے گئے ہیں۔ ہمدرد کا ماء اللحم ان تمام غدود کے افعال کو درست اور باقاعدہ رکھتا ہے۔

وہ بازاری ماء اللحم سے حاصل نہیں ہوسکتے۔ بازاری ماء اللحم میں مصنوعی رنگ اور مصنوعی خوشبو کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ماء اللحم کی تیاری پر کافی روپیہ صرف ہوتا ہے۔ محنت، ہوشیاری اور تجربہ کاری بھی اس کے تیار کرنے کے ضروری عناصر ہیں۔ طبی اصول سے اجزا کی بہم رسانی اور پورے وزن سے قیمتی دواؤں، تازہ پھلوں کے رس اور بیش قیمت دواؤں کے لطیف و پاکیزہ سیال کی شمولیت پھر دیانت اور ایمانداری سے اتنا ہی عرق حاصل کرنا جتنا طبی اصول سے حاصل کرنا چاہیے، کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ایک بار عرق کھینچ کر دوبارہ اتنے ہی اجزا پھر شامل کرکے عرق کشید کرنا اور اس میں بھی ان ہی قیود کا پابند رہنا نہایت دشوار اور اخلاقی جرأت کا کام ہے۔ یہ کام وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کے سینے میں

فن اور مخلوق کا درد

بھی موجود ہو۔ جن لوگوں کے سینے اس درد سے خالی ہیں وہ صرف اپنے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ناموسِ فن اور عوام کی فلاح و بہبود سے انھیں سروکار نہیں ہوتا۔ اصول اور صداقت کے ساتھ فن اور مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ کافی ایثار اور ضبطِ نفس کا طالب ہے۔

ہمدرد دواخانے کا ماء اللحم

ہمدرد دواخانہ محض تجارتی ادارہ نہیں ہے بلکہ طب قدیم کو میدان مسابقت اور سعی میں طب جدید کے دوش بدوش چلانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت اور ضرورت ہے۔ دیسی دواؤں کو عمدہ شکل و شباہت سے پیش کرنا اور ان کی طاقت و اثر کا صحیح اصول سے جائزہ لے کر بازار میں لانا ہمدرد دواخانے کا سب سے بڑا اور مشکل فرض ہے۔ اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے وہ قایم ہوا اور اسی فرض کو بجا لانے کے لیے اب تک سرگرم کار ہے۔ ماء اللحم ہی پر موقوف نہیں، ہر دیسی دوا کو پوری ذمہ داری، صحت اور صفائی سے تیار کرنا اس کا اور اس کے نگران و سرپرست کا مقصدِ حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم میں نہ کوئی ضروری دوا کم کی جاتی ہے اور نہ مقدار بڑھانے کے لیے غیر ضروری چیزوں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔



غدۂ درقیہ

(تھائرائڈ)

ہمدرد ماء اللحم غدۂ درقیہ (تھائرائڈ) کے فعل کے نقص کو بہت جلد دور کردیتا ہے

دو سو سال کا مجرب نسخہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی میں ماء اللحم بہ نسخہ خاص دوآتشہ کو ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو دو سو سال سے ہندوستان کے مشہور و معروف اور نامور اطبا کا معمول رہا ہے۔ ارضِ ہند کے اکثر شاہی خاندانوں میں یہ ماء اللحم استعمال ہوا ہے۔ ہمدرد دواخانے کی مجلس تشخیص و تجویز کے تجربہ کار اراکین مسلسل نہایت غور سے اس ماء اللحم کے متعلق گہرے اور وسیع تجربات کر رہے ہیں۔

ہمدرد کے ماء اللحم کی لازوال شہرت۔ یہ ماء اللحم تینتیس سال سے ہندوستان



غدہ درقیہ کے فعل کے نقص کا نتیجہ



غدہ درقیہ کے فعل کا نقص دور ہو جانے کے بعد

کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہے۔ اکتوبر شروع ہوتے ہی اس کی مانگ کا لا متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو مارچ کے وسط تک جاری رہتا ہے۔ اس عرصے میں قوت و زندگی اور لطف و سرور سے بھری ہوئی ہزاروں بوتلیں ہمدرد دواخانے سے روانہ ہوتی ہیں۔ ہمدرد کے ماءاللحم دو آتشہ نے ایک لازوال شہرت و عزت حاصل کر لی ہے۔ اس ماءاللحم کی بوتل خریدتے وقت خریدار کے دل میں یہی خیال ہوتا ہے کہ وہ قوت و زندگی اور صحت و تن درستی کا سودا کر چکا ہے۔ اس شہرت و امتیاز کے باوجود ہمدرد دواخانہ دہلی ترقی و اصلاح کی طرف بڑھتا رہا اور ماءاللحم کے متعلق علمی و عملی تجربات ہوتے رہے۔ سائنٹفک اصول سے غور کیا جاتا رہا۔ اب ان تجربات کے بہترین نتائج سامنے آ گئے ہیں اور کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے ایسے آلات تیار کرا لیے ہیں جن کی امداد سے ماءاللحم کو محفوظ طریقے پر تیار کرنے کے ساتھ ہی اس کی طاقت و قوت کو بڑھا دیا گیا ہے اور اسے دیرپا بنانے میں پوری کامیابی حاصل کر لی گئی ہے۔

ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم کی چند خصوصیات، ۱۔ مجلس تشخیص و تجویز کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی خاص نگرانی میں نہایت اہتمام صفائی اور پاکیزگی سے تیار کیا جاتا ہے اور تیاری کا سب کام نئے سائنٹفک طریقے سے انجام دیا جاتا ہے۔ ۲۔ تمام قیمتی دوائیں اور پھلوں کے رس پورے وزن سے شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سبز میووں کا رس حاصل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ کوئی کچا یا داغ دار پھل نہیں ڈالا جاتا۔ بالکل وقت پر اور عمدہ پکے ہوئے پھلوں سے تازہ اور عمدہ رس حاصل کر کے ڈالا جاتا ہے۔

۴۔ ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم کی ترکیب میں جسم کی تمام قوتوں کی پرورش اور تربیت کا لحاظ رکھ کر قوت باہ پر پورا اثر ڈالا جاتا ہے۔ یہ نہیں کیا جاتا کہ محض باہ کو قوت دینے والی دوائیں ملا دی جائیں اور دل و دماغ، معدہ و جگر وغیرہ کا خیال نہ رکھا جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ اس کے استعمال سے رگوں اور پٹھوں میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو کر قوتِ باہ میں وقتی ہیجان پیدا ہو جائے اور جب ردِ عمل ہو تو پہلی قوت بھی باقی نہ رہے۔ ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم میں ایسے اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو دل و دماغ اور جگر و معدہ کو طاقت دے کر پہلے عمدہ خون پیدا کرتے ہیں۔ پھر قدرتی اصول کے ماتحت باہ کو قوت دیتے ہیں۔

۵۔ زیادہ گرم اور مضر چیزیں شامل کر کے ماءاللحم کی خوبی کو فنا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ جسم کی مشین کے کل پرزوں کے لحاظ سے بہترین اور غذائیت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں جن سے خون اور روح پر نہایت معتدل اور قدرتی اثر پڑنے کے بعد نتیجے کے طور پر باہ میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔

۶۔ ظاہری شکل و صورت، رنگ اور خوشبو نہایت دل فریب ہے۔ صرف پیکنگ پر اتنا روپیہ صرف کیا جاتا ہے جتنا بازاری ماءاللحم کی تیاری پر بھی خرچ نہیں ہوتا۔

۷۔ ہمدرد دواخانے کا ماءاللحم مدت تک خراب نہیں ہوتا، نہ اس کا رنگ بدلتا ہے، نہ اس میں جالا پڑتا ہے۔

۸۔ نفاست اور پاکیزگی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے۔

ہمدرد کے ماءاللحم دو آتشہ کے مختصر فوائد۔ ماءاللحم کے جو فائدے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر چند خاص اور امتیازی فوائد یہاں مکرر لکھے جاتے ہیں۔ یہ ماءاللحم نہایت مقوی باہ ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدہ اور گردوں کو [illegible] خصیوں اور جسم کی دوسری گلٹیوں کو اپنے قدرتی وظائف ادا کرنے اور مخصوص [illegible] کرتا ہے۔ حافظہ اور بینائی کو بڑھاتا ہے۔ جوش، ولولہ اور قوت ارادی پیدا کرتا ہے۔ ہضم اور اعضائے ہضم [illegible] کو زیادہ کرتا ہے اور کھائی ہوئی غذاؤں سے بہترین خون بنانے اور اسے جزو بدن کرنے کی [illegible] وتوانا بناتا ہے۔ کا

خون پیدا کرکے چہرے کو خوبصورت اور سرخ و سفید کردیتا ہے۔ خون کو صاف کرکے رنگ نکھارتا ہے۔ دماغی کام کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ نشاط، جوش اور عزم پیدا کرتا ہے۔ پستی، مایوسی اور غم و اندوہ کو دور کرتا ہے۔ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کی اُمنگ اور آرزو پیدا کرتا ہے۔

ترکیبِ استعمال۔ تنہا ماء اللحم استعمال کرنے کی ترکیب نہایت آسان اور سادہ ہے۔ البتہ ماءُ اللحم کی قوت کو بڑھانے اور اس سے مخصوص اعضا اور تمام قوتوں کو تربیت دینے کے طریقے مختلف ہیں جو بعد میں لکھے جائیں گے۔

خوراک۔ پانچ تولے یعنی چھٹانک بھر ماء اللحم پینا چاہیے۔ ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے۔

بدرقہ۔ پاؤ بھر دودھ۔ دودھ گائے کا ہو تو بہتر ہے۔ دودھ کی مقدار کا گھٹانا اور بڑھانا پینے والے کی طبیعت اور قوتِ ہضم پر موقوف ہے۔

اوقاتِ استعمال۔ اس کے استعمال کا بہترین وقت صبح کا ہے ورنہ ضرورت پر ہر وقت بطور مقوی اور فرحت بخش چیز کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پرہیز۔ دورانِ استعمال میں کھٹی اور دیر ہضم چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہلکی اور زود ہضم غذا کھائیں۔ سبز میووں میں سیب، انار، انگور، ناشپاتی، کیلا اور سردہ وغیرہ کھاسکتے ہیں۔ خشک میووں میں بادام اور اخروٹ، انجیر کھا سکتے ہیں۔

ماء اللحم کی مدتِ استعمال۔ ماء اللحم ایسی مفید مقوی اور زود اثر دوا ہے کہ حلق سے اترتے ہی اس کے حیرت انگیز فائدوں کا ظہور ہونے لگتا ہے پیتے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل کو کسی نے سہارا دے دیا۔ طبیعت پر خاص قسم کی امنگ اور فرحت نمایاں ہو جاتی ہے لیکن مستقل اور پائدار منافع حاصل کرنے کی غرض سے چالیس روز تک اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تھوڑے دن ماء اللحم پینے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو چالیس دن کے استعمال سے میسر آتی ہے۔ پھر بھی ماء اللحم کی خواہ ایک ہی خوراک پی جائے وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ چالیس دن تک ماء اللحم پی لینا گویا سال بھر تک

صحت اور تن درستی کا بیمہ کرالینا ہے جن لوگوں کو خدا نے استطاعت دی ہے وہ اگر آخر اکتوبر سے وسط مارچ تک اس کو مناسب بدرقوں کے ساتھ پیتے رہیں تو ان کی عام جسمانی حالت قابلِ رشک ہو جائے گی اور ڈاکٹر وارونوف کے غددی علاج کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ بغیر عملِ تقلیم ہی کے

اعادۂ شباب ہو جائے گا۔ دل و دماغ اور بدن کا ہر عضو جوان ہو جائے گا۔ تمام جسمانی طاقتیں جوش و خروش کے ساتھ اپنا اپنا کام کرنے لگیں گی اور بدن کے روئیں روئیں سے طاقت و توانائی، صحت و تن درستی اور شباب و جوانی کے چشمے اُبلنے لگیں گے۔

ماء اللحم اور مختلف بیماریاں

یوں تو ماء اللحم خود نہایت صحت بخش، مفرح اور مقوی دوا ہے لیکن مختلف بیماریوں میں اس کو مناسب اور مخصوص دواؤں کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ماء اللحم دواؤں کے اثرات کو بہت جلد مقامِ مرض تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ جو دوائیں کھائی جاتی ہیں ان کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں مختصر طور پر مختلف بیماریوں میں ماء اللحم کے استعمال کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

باہ کی کم زوری اور بے رغبتی تمام اعضائے رئیسہ، دل، دماغ اور جگر وغیرہ کو قوت پہنچا کر بغیر ان کو تباہ کرکے، باہ کی کم زوری کا قلع قمع کرنا ہمدرد کے ماء اللحم کی اعلیٰ خصوصیت ہے۔ وہ لوگ جو اس مرض میں مبتلا ہوں پانچ تولے (دو اونس) ماء اللحم صبح دودھ میں ملا کر پییں۔ صبح کو چائے پینے والے اس کو چائے میں ملا کر پییں یا پہلے ماء اللحم کی ایک خوراک مصری یا شکر سے میٹھا کرکے پییں۔ اس کے بعد چائے پی لیں۔ ماء اللحم کا پورا اثر دیکھنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ صبح کو ناشتے میں ثقیل اور بوجھل چیزیں نہ ہوں۔ البتہ انڈے، کسی قسم کا حلوہ یا کیک وغیرہ کھا لیے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ جن لوگوں کو ماء اللحم کی پوری خوراک موافق نہ آئے ان کو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر کو استعمال کرنی چاہیے۔ تیسرے پہر ماء اللحم چائے یا کسی پھل کے رس کے ساتھ پییں۔ تیسرے پہر کی خوراک رات کو سوتے وقت بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ جن لوگوں کو ذرا تقویت مطلوب ہو وہ ماء اللحم کی پوری دو خوراکیں صبح اور سہ پہر کو بھی استعمال کرسکتے ہیں لیکن دن بھر میں دو خوراکوں سے ہرگز نہ کریں۔ جو اصحاب باہ اور باہ کے متعلقہ اعضا کی بالکل ہی تجدید چاہتے ہوں انھیں ماء اللحم کے ساتھ مشہورِ عالم معجون شباب آور استعمال کرنی چاہیے۔ وہ خواتین جو مردوں کی طرف سے بے رغبتی کے مرض میں مبتلا ہوں انھیں ماء اللحم اوپر بتائی ہوئی ترکیبوں کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔ ہمدرد کا ماء اللحم ان خواتین کے لیے آبِ حیات سے کم نہیں ہے جو اپنے اندرونی اعضا کی کم زوری کی وجہ سے آئے سیلان الرحم، ورمِ رحم اور حیض کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا رہتی ہیں۔

دماغ اور حافظہ کی کمزوری اور نزلہ:- ان امراض میں مبتلا مردوں اور عورتوں کو ماءاللحم کی آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔ تیسرے پہر کسی پھل کے رس میں ماءاللحم پینا چاہیے۔

پٹھوں کی کمزوری ضعف اعصاب کے مریضوں کو ماءاللحم کی پوری خوراک دودھ یا چائے میں ملا کر صرف ایک وقت صبح کو استعمال کرنی چاہیے۔ ایسے لوگوں کو ہمارے ماءاللحم کے استعمال سے بھوک بہت زیادہ لگنے لگے تو انھیں آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو پینی چاہیے۔ غذا میں جلدی ہضم ہونے والی چیزیں ذرا پیٹ خالی چھوڑ کر کھائیں۔

دل کی کمزوری اور غشی۔ ان مرضوں کے لیے ہمدرد کا ماءاللحم کی آدھی آدھی خوراک سنگترہ یا سیب یا انار کے رسوں کے ساتھ یا شربت روح افزا ملا کر استعمال کریں۔ جی چاہے تو ایک وقت دودھ کے ساتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ناگہانی غشی کی صورت میں ماءاللحم کی آدھی خوراک ذرا سے پانی یا عرق گلاب میں ملا کر تھوڑا تھوڑا مریض کو دیں۔ مریض فوراً آنکھیں کھول دے گا۔

جگر کی کمزوری اور خون کی کمی۔ خون کی کمی (انیمیا) میں ہمدرد کا ماءاللحم اکسیر سے کم نہیں ہے۔ ایسے مریضوں کو ماءاللحم کی ایک خوراک یا تو صبح کو دودھ یا کسی پھل (انار زیادہ اچھا ہے) کے رس کے ساتھ پی لینی چاہیے یا اس کی آدھی آدھی خوراکیں کھانا کھانے کے بعد استعمال کرنی چاہییں۔

بھوک کی کمی:- ہمدرد کا ماءاللحم کی چند خوراکوں سے ہی بھوک کھل جاتی ہے لیکن اگر بھوک بڑھانی ہو تو کھانے سے آدھ گھنٹے پہلے ماءاللحم کی آدھی آدھی خوراک پی لینی چاہیے۔

ہائی بلڈ پریشر رفتار دموی (بلڈ پریشر) کے مریضوں کی شریانوں کی سختی کو ہمدرد کا ماءاللحم بہت کم کر دیتا ہے۔ ان مریضوں کو آدھی آدھی خوراک صبح دودھ میں ملا کر اور تیسرے پہر سنگترہ یا انار کے رس میں ملا کر پینی چاہیے۔ بہتر ہو اگر صبح کی خوراک پینے سے پہلے بلڈ پریشر کی مشہور دوا تریاق فشار ر چھ ماشے کھا لی جائے۔

عام جسمانی کمزوری اور بیماریوں کے بعد کی کمزوری:- کے لیے ہمدرد کے ماءاللحم کا استعمال صبح کے وقت ہی مناسب ہے۔ پوری خوراک ایک وقت میں نہ برداشت ہو تو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔

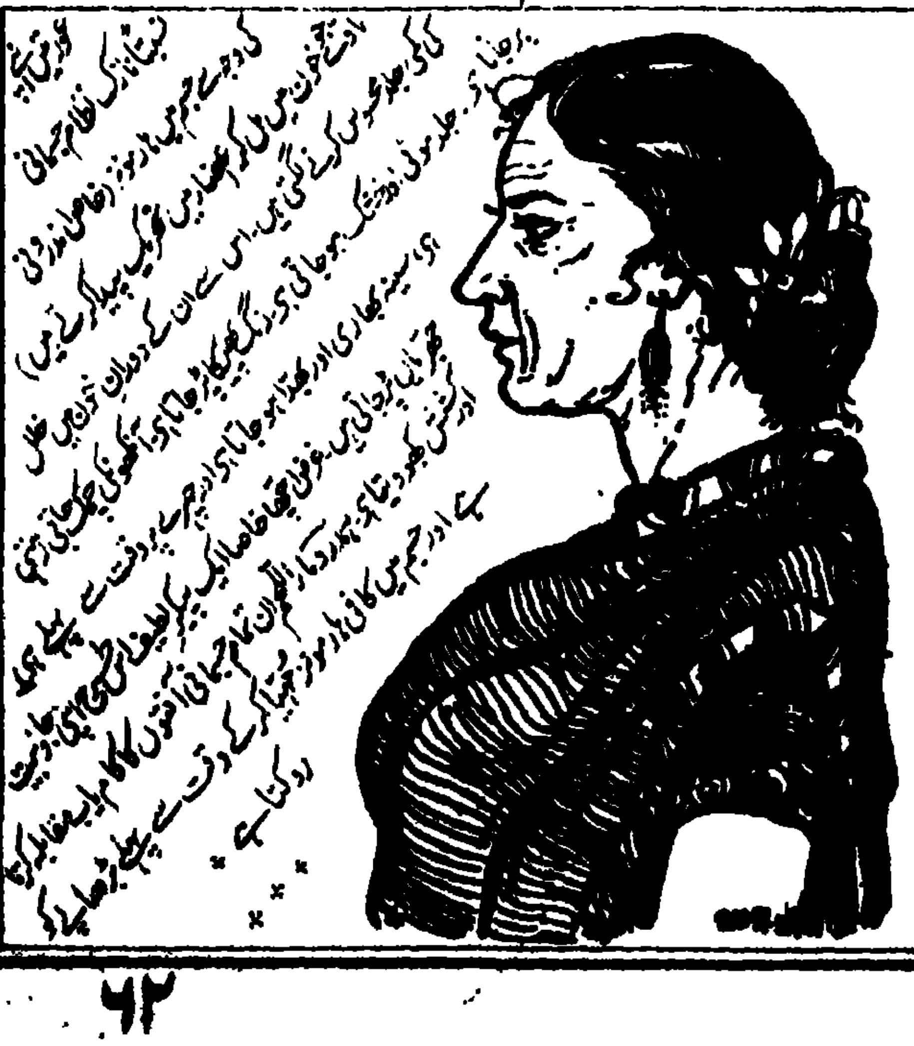
بڑھاپے کی کمزوری کو روکنے کے لیے ہمدرد کا ماءاللحم سے بہتر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ معدہ پر اس کا کوئی بوجھ نہیں پڑتا اور قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔

ولادت کے بعد کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے زچہ کو ایک مقوی چیز کی حیثیت سے ہمدرد کا ماءاللحم دینا مفید ہے۔ آدھی آدھی خوراک دن میں دو بار دودھ کے ساتھ دینی چاہیے۔

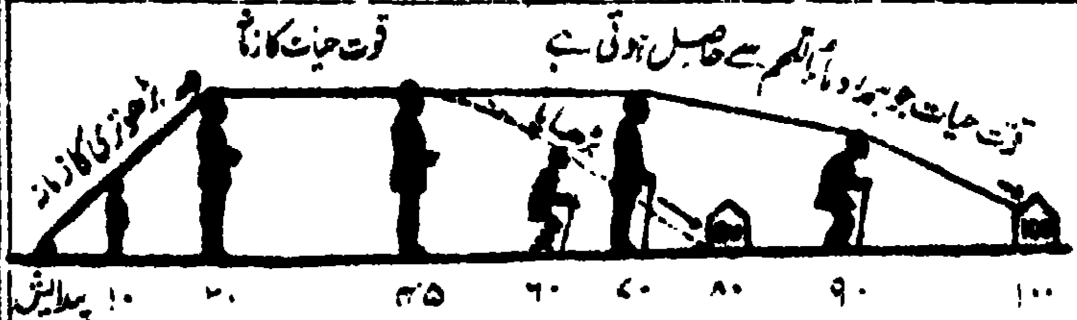
پرہیز:- ہمدرد کا ماءاللحم کے دوران استعمال میں زیادہ کھٹی اور زیادہ مرچوں والی چیزوں سے پرہیز کافی ہے۔

ماءاللحم میں عورتوں کا حق

موسم سرما کے عیش و مسرت کو عام طور پر مرد اپنا ہی حق سمجھتے ہیں اور اعادۂ شباب کی کوششوں میں عورتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ عورتوں کا حسن و شباب اور ان کی جوانی و رعنائی بھی قائم رکھی جائے جس طرح مرد اپنے شباب سے محبت کرتا ہے اسی طرح عورت کو بھی جوانی عزیز ہے۔ عورتیں ایک مقوی یا مفرح اور شباب آور



دوا کے طور پر بے تکلف ماءاللحم استعمال کرسکتی ہیں۔ بچے کو دُودھ پلانے والی عورت کو ماءاللحم ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے بچے کی تن درستی پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور عورت کی صحت پر بھی۔ صحت اور تن درستی برقرار رکھنے کی غرض سے عورتیں صبح کو گاجر یا انڈے کے حلوے کا ناشتہ کرکے



اوپر کے نقشہ سے آپ زندگی کے مختلف دوروں کا ایک اندازہ کرسکتے ہیں۔ ... سال کی عمر تک ہمدرد ماءاللحم انسان کے ... کی حفاظت کرتا ہے ... قوت ضائع ہو گئی ہو ... پیدا کرتا ہے ... بڑھاپے کے زمانے میں ہمدرد ماءاللحم قوت حیات ... قائم رکھتا ہے۔

ہمدرد کا ماءاللحم دو تولہ

۵ تولے دُودھ میں ڈال پی سکتی ہیں۔

ماءاللحم کی قیمت کا مُقابلہ

ماءاللحم کی قیمت پانچ رُپے فی بوتل مقرر ہے۔ ایک بوتل میں بارہ خوراک دوا ہوتی ہے۔ گویا ایک خوراک دوا کی قیمت تقریباً ۷ ہوئی۔ ممکن ہے بظاہر یہ قیمت زیادہ معلوم ہو لیکن ماءاللحم کے بیش قیمت اجزا اور اس کے لاثانی فائدوں کو دیکھتے ہوئے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔ پھر جو لوگ یورپ سے آئی ہوئی ٹانک دواؤں کی ایک ایک خوراک پر اس سے چوگنے دام بے تکلف خرچ کرڈالتے ہیں۔ انھیں اس قیمت کو محسوس بھی نہ کرنا چاہیے۔ ماءاللحم میں دیسی قیمتی دوائیں اور میوے ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی ساخت میں ہندوستانیوں اور غیر ملکی حضرات کے مزاج اور ہندوستانی آب و ہوا کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ہماری ذمہ داری۔ طبیب کو دوا تجویز کرتے وقت اپنی رائے اور تشخیص پر پورا وثوق ہونا چاہیے اور ایک تجربہ کار طبیب کا یہی صفت ہے لیکن عمدہ دوا کا ملنا ایسی مصیبت ہے جس کا معالجین کے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے اس مضمون میں جو دوا بھی کسی مرض کے لیے لکھی ہے وہ یقیناً اس کے لیے مفید ہے، مگر ہم پر پوری ذمہ داری اسی وقت عائد ہوتی ہے جب دوائیں بھی عمدہ اور قابل اطمینان ہوں اور انھیں بتائی ہوئی ترکیب اور پرہیز کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی سے دوائیں منگانے کی سفارش صرف اس بنا پر کی جارہی ہے کہ یہاں تمام مرکب دوائیں بہترین نظام، بہترین نگرانی اور بہترین اجزا سے تیار کی جاتی ہیں۔ ذرا سے شبہ پر قیمتی سے قیمتی دوا فوراً پھینک دی جاتی ہے مجلس تشخیص کے صدر عالیجناب حکیم مولوی محمد عبدالحمید صاحب دواؤں کے معاملے میں نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ پُرانے محنتی، دیانت دار اور ماہر دواسازوں کی موجودگی میں بھی صاحب موصوف اپنی سخت نگرانی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور مشک عنبر، زعفران، موتی، زمرد، یاقوت، نیلم، زبرجد اور اسی قسم کی قیمتی دوائیں اپنے سامنے وزن کراکے شامل کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ہمدرد دواخانہ دہلی سے دوائیں خریدنے کی سفارش کسی تجارتی مقصد یا تجارتی حرص کی بنا پر ہے یا محض طب قدیم کی عظمت اور اپنے طبیانہ وقار و اعتماد کی حفاظت اور خود آپ کے فائدے اور رُپے کی حفاظت کے لیے ......

ہمدرد دواخانے کی مقبولیت کا راز سب کو معلوم ہے کہ صداقت و دیانت اور خوش معاملگی کے سوا اور کچھ نہیں!

ناظرین کی سہولت کے لیے ان دواؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے

تریاق فشار ایک شیشی (عہ) ٭ شربت روح افزا، ایک بوتل (عہ) ٭ عرق گلاب، ایک بوتل (۱۴) ٭ ماءاللحم بہ نسخہ خاص دو آتشہ، ایک بوتل صہ ٭ معجون شباب آور، تولہ عہ

لکھنؤ اور کانپور کے خریداروں کے لیے سہولت اور کفایت

لکھنؤ اور کانپور کے خریدار ہماری ایجنسیوں سے ماءاللحم اور دوسری پیٹنٹ دوائیں دہلی کے نرخوں پر خرید سکتے ہیں۔ مقامی ایجنٹوں کے پتے یہ ہیں:-

لکھنؤ:- ایجنسی ہمدرد دواخانہ امین الدولہ پارک (دوکان نمبر ۲۷/۲۸) لکھنؤ

کانپور:- ایجنسی ہمدرد دواخانہ۔ چوراہا مول گنج۔ نئی سڑک۔ کانپور

ہمدرد صحت دہلی

جلد (۱۰) فروری ۱۹۴۲ء نمبر (۸)

فہرست مضامین

قیمت سالانہ ایک روپیہ — ممالک غیر (برما وغیرہ) سے تین شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجیے۔

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

صرف ایک روپے میں

مکمل طبی کتب خانہ

امریکا۔ یورپ۔ مصر۔ شام۔ ایران اور دنیا کے مشہور اطبا کے تجربات کا نچوڑ

یورپ، امریکا، مصر اور دنیا کے مشہور طبی اداروں کی طرح ہم ہر مہینے دنیا کے مشہور اطبا اور ڈاکٹروں کے تجربات کا نچوڑ "ہمدرد صحت" میں شائع کر دیتے ہیں۔ تاکہ عام پبلک بھی ان لاجواب اور قیمتی شاہ پاروں سے فائدہ اٹھائے۔ اس طرح ہم "ہمدرد صحت" کے ذریعہ سے اتنا زیادہ طبی مواد شائع کر دیتے ہیں کہ "ہمدرد صحت" کے ایک سال کے بارہ پرچے پورے طبی کتب خانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان بارہ پرچوں میں نہ صرف سر سے لے پیر تک کے کمل امراض کے علاج کے طریقے بتائے جاتے ہیں۔ بلکہ اس جدید طریقہ علاج سے بھی پبلک کو روشناس کر دیا جاتا ہے جن کو مغربی سائنس دانوں نے حال ہی میں دریافت کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی حفظان صحت اور طبی معلومات پر لاجواب مضامین شائع کر کے عوام کو حفظان صحت کے نہایت آسان اور سہل طریقے بھی سمجھائے جاتے ہیں۔ رسالہ ہمدرد صحت جس کے بارہ پرچے مکمل طبی کتب خانہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اس کے ہر پرچہ میں مندرجہ ذیل مستقل عنوانات ہوتے ہیں۔

(۱) **باب الصحت**: اس عنوان کے ماتحت ایسے مضامین شائع کیے جاتے ہیں جو عام فہم ہوتے ہیں اور جن کے ذریعے سے عوام کو تندرست رہنے کی عملی تدابیر اور طریقے سمجھائے جاتے ہیں۔

(۲) **الامراض والعلاج**: اس عنوان کے ماتحت مختلف امراض اور ان کا جدید ترین طریقۂ علاج بتایا جاتا ہے۔ یہ عنوان اس قدر آسان صورت میں مرتب کیا جاتا ہے کہ طبیب اور غیر طبیب دونوں کے لیے یکساں مفید ہے۔

(۳) **معلومات**: اس عنوان کے ماتحت طبی اور سائنسی معلومات سے متعلق مختصر مقالے شائع کیے جاتے ہیں۔

(۴) **مجربات**: اس عنوان کے ماتحت نامور ڈاکٹر، اطبا اور وید صاحبان کے وہ قیمتی مجربات شائع کیے جاتے ہیں جن میں سے ہر نسخہ اپنی جگہ ایک طبی خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۵) علم الادویہ (۶) افسانہ (۷) سوال وجواب

مندرجہ بالا عنوانات کے علاوہ مختلف موضوع پر ہر سال بے شمار نہایت اہم مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔

تین سو صفحات کا ایک خاص نمبر بھی مفت دیا جاتا ہے!

سال بھر میں ایک خاص نمبر بھی شائع کیا جاتا ہے جس کی ضخامت دو سو صفحوں سے لیکر تین سو صفحوں تک ہوتی ہے۔ یہ خاص نمبر طب قدیم اور طب جدید اور سائنٹفک معلومات کا ایک ایسا بیش بہا خزانہ ہوتا ہے جو اپنی جگہ ایک مکمل طبی انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے اور جس کی تنہا قیمت اگر دو روپے رکھی جائے تب بھی کم ہے۔ لیکن یہ خاص نمبر اسی ایک روپے کی معمولی سی قیمت میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں خود ہی اندازہ کر لیجیے کہ کیا "ہمدرد صحت" یا طبی معلومات کا یہ سب سے مستند ذخیرہ ایک روپے سالانہ میں تقریباً مفت نہیں ہے؟ جو حضرات ہمدرد صحت جیسا مکمل طبی جریدہ جاری کرانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل فارم کی خانہ پری کر کے بھیج دیں۔

بخدمت جناب منتظم صاحب، ہمدرد صحت دہلی

میں ایک روپے کا پوسٹل آرڈر / منی آرڈر بھیج رہا ہوں۔ سال بھر کے لیے ہمدرد صحت جاری کر دیجیے۔ آئندہ شائع ہونے والا خاص نمبر بھی آپ حسب وعدہ مفت روانہ کریں۔

نام و پتہ:

تاریخ الاطبّا

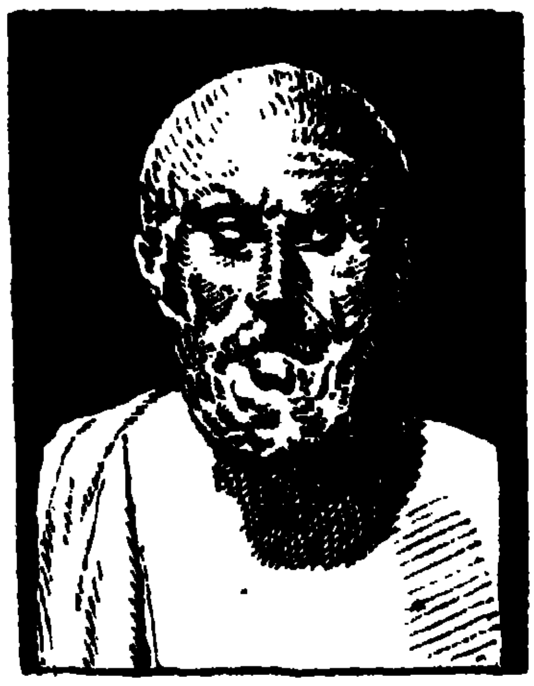
بقراط

ہپوک ریٹیز (HIPPOCRATES)

از جناب حکیم مولوی محمد عبدالواحد صاحب رکن مجلس تشخیص وتجویز ہمدرد دواخانہ دہلی

بقراط ("ب" کو پیش، "ق" کو جزم اور آخر میں "ط") کو اُبُقراط ("الف" کو زبر "ب" کو پیش اور "ق" کو جزم) بھی کہتے ہیں۔ ہارمس ورتھ انسائیکلوپیڈیا (Haımsworth Encyclopaedia) اور ڈارلینڈ ڈکشنری (Dorland Dictionary) وغیرہ انگریزی کتابوں میں ہپوکریٹیز (Hippocrates) کے نام سے بقراط کا ذکر کیا گیا ہے۔

اطبائے قدیم کی مشہور و معروف تاریخ عیون الانباء فی طبقات الاطبّاء میں بقراط کا بیان "ابقراط" کے نام سے لکھتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ "ابقراط" یونانی زبان میں درحقیقت "ایفو قراطیس" تھا اور بعض کے نزدیک "دموبقراطیس" تھا۔ اہل عرب الفاظ کو مخفف اور معانی کو مختصر کرنے کے عادی ہیں، اس لیے اس لفظ کو ابقراط یا بقراط بنا لیا۔ بعض لوگوں نے اس کو "ت" کے ساتھ "ابقرات" اور "بقرات" بھی کہا ہے۔ طبی لغت بحر الجواہر میں بھی "ابقراط" (الف کے ساتھ) لکھا گیا ہے۔



ابوالطّب بقراط

بہرحال بقراط کا اصل نام ہپوکریٹیز ہیا ہو بقراطیس، درحقیقت وہ یونانی زبان کا لفظ ہے، جو امتدادِ زمانہ سے السنہ کے تغیرات سے متغیر ہوتا ہوا اور نیز صورتِ تعریب و تخفیف اختیار کرتا ہوا ابقراط بن گیا اور زبانوں کی تراش خراش نے "الف" کو بھی بارگراں سمجھ کر اڑا دیا اور صرف بقراط رہ گیا۔ ہر زبان میں ایسے الفاظ کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔

بقراط نے فن طب کو تباہی سے بچانے کے لیے زبردست خدمات انجام دی ہیں۔ اسی لیے اس کو طبّی دنیا میں **اُبوالطّب** کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے، اور یہ قول مشہور ہوگیا ہے کہ "**الطب معدوم فاوجدہ البقراط**" یعنی فن طب معدوم تھا بقراط نے اس کو ایجاد کیا۔

بقراط کا تعارف بقراط کا نام اگرچہ طبّی دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ یہ بات خاص و عام تقریباً سب ہی جانتے ہیں کہ وہ یونان کا ایک مشہور و معروف حکیم تھا۔ لیکن تاریخِ طب سے اس کا تعلق کس قدر زبردست ہے اور وہ ذاتی حیثیت سے کس قدر اہمیت رکھتا تھا، غالباً عام لوگ اس سے واقف نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے جزئیات سے بھی عوام پوری واقفیت نہیں رکھتے، اس لیے ہم اس مضمون میں بقراط کی شخصیت، تاریخی اہمیت، طبّی خدمت اور طریقہ علاج وغیرہ کے متعلق ضروری باتیں اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں۔

بقراط کی تاریخ ومقامِ ولادت بقراط حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے چار سو ساٹھ سال پہلے یونان کے جزیرہ

کوس میں پیدا ہوا۔ اور یہ وہی جزیرہ کوس ہے جس کا صاحب عیون الانباء نے بھی ذکر کیا ہے۔ ... سال بقول بعض پچانوے اور ستانوے سال اس دنیا میں نہایت نیک نامی کے ساتھ خلقِ خدا اور فنِ طب کی خدمت میں گزار کر تین سو ستاون سال قبل از مسیح دیا اس سے کم و بیش میں دنیا کو خیرباد کہا۔

بقراط کی شخصیت اور طب سے اُس کا تعلق

بقراط ایک زبردست شخصیت کا مالک تھا۔ اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ جمیلہ کا مجسمہ ہونے کے علاوہ نسبی فضیلت سے بھی ممتاز تھا۔ ذاتی اوصاف کے متعلق تو ہم آئندہ بیان کریں گے، البتہ خاندانی فضیلت اور نسبی شرافت کے متعلق یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ وہ والد کی طرف سے خاندان اسقلیبوس سے تعلق رکھتا تھا، اور والدہ کی طرف سے اس کا سلسلۂ نسبت یونان کے شاہی خاندان شاہ ... تک پہنچتا تھا۔

خاندان اسقلی بیوس سے منسوب ہونے کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے طب میں جس شخص نے نام پایا اور علاج معالجہ کی ابتدا کی وہ اسقلی بیوس ہی تھا۔ بہت سے یونانی فیلسوف اس کے خاندان میں ہو چکے ہیں۔ یہ نہایت ذکی اور فہیم ہونے کے علاوہ جفاکش بھی تھا۔ علاج کرنے کا قدرتی شوق اس کو خود بخود مریضوں کی طرف متوجہ کرتا تھا۔ تشخیص امراض میں اس کو اس قدر مہارت حاصل تھی کہ مریضوں کی شکل و صورت دیکھتے ہی ان کے مرض کی تشخیص اور دواؤں کی تجویز کرتا تھا اور جو کچھ بھی تدبیر کرتا اس میں کامیاب ہوتا تھا۔

حُسنِ اتفاق کہیے یا اس کی خداداد قابلیتِ علاج کو سبب گردانیے، اس نے بہت سے مایوس مریضوں کا علاج کیا اور وہ اس کے حسنِ تدابیر کی بدولت دولتِ صحت سے مالامال ہوئے۔ بلکہ اسی سلسلہ میں اس سے ایسی باتیں بھی صادر ہوئیں جن کو خرقِ عادت سمجھا گیا اور اس کا نام بہت جلد تمام یونان میں مشہور ہو گیا۔ بلکہ بقول جالینوس وہ الہامی طبیب سمجھا جانے لگا۔ لوگ اس کے معتقد ہو گئے اور اس کو عام انسانوں سے برتر اور اعلیٰ سمجھ کر غیب داں سمجھنے اور دیوتا تصور کرنے لگے ——— اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اُنھوں نے اس کے نام سے بہت سے شان دار مندر بنا کر اس کے ساتھ اپنی حُسنِ عقیدت کا اظہار کیا، اور حسنِ اعتقاد رکھنے والے مریض ان مندروں میں جا کر شفا پانے لگے۔ غرض بقراط اسی اسقلی بیوس کے خاندان میں پیدا ہوا۔

بقراط کی طبّی تعلیم بقراط نے فنِ طب کی تعلیم اپنے والد ماجد ایرقلیدس اور اپنے جدامجد بقراط سے حاصل کی جو اسی کا ہمنام تھا۔ بعض مؤرخین نے طبّی اُستادوں میں ہیروکس کا بھی نام لکھا ہے لیکن تاریخ میں ہم اس نام کو نہ پا سکے۔ بہر حال یہ بات محقق ہے کہ بقراط طبّی تعلیم کے لیے زیادہ تر اپنے باپ دادا کا رہینِ منّت ہے۔ ان ہی بزرگوں نے اسرار و رموز کے طور پر یہ فن بقراط کو سکھایا تھا۔ البتہ فلسفہ وغیرہ کی تعلیم دوسرے اُستادوں سے حاصل کی تھی۔ مؤرخین اس سلسلہ میں متفق ہیں۔ اس نے سولہ سترہ سال بچپن اور تحصیلِ علم میں گزارے اور اس کے بعد آخرِ عمر تک درس و تدریس اور مخلوقِ خدا کی خدمت کو اس نے اپنا شعار بنائے رکھا۔

بقراط نے حصولِ طب کے بعد جب اس فن پر تنقیدی نظر ڈالی تو اس کو نہایت ابتر حالت میں پایا اور جان لیا کہ اگر پوری توجہ نہ کی گئی تو یہ شریف فن دنیا سے مٹ جائے گا اور کوئی اس کا نام لیوا بھی نہ رہے گا۔

بقراط سے پہلے فنِ طب موجود ضرور تھا، لیکن اس کا کوئی نظم نہ تھا۔ اس کی تعلیم خاص خاص خاندانوں تک ہی محدود تھی۔ چناں چہ بقراط کے پیش رو اطبا اس کو اسرار و رموز کے طور پر اغیار سے محفوظ رکھتے تھے اور صرف اپنی اولاد اور خاص رشتہ داروں ہی کو اس سے بہرہ ور ہونے کا مستحق سمجھتے تھے۔

جالینوس کے بیان کے مطابق بقراط کے جدِ اعلیٰ اسقلی بیوس نے اس فن کی تعلیم کے لیے تین درس گاہیں قائم کی تھیں۔ ایک درس گاہ شہر روڈس میں تھی، دوسری قنیدس میں اور تیسری درس گاہ کوس (قو) میں تھی۔

شہر روڈس کی درس گاہ کا انتظام جن فاضل اطبا کے ہاتھوں میں تھا وہ لاولد تھے اور کسی جائز وارث اور رشتہ دار سے بھی محروم تھے۔ چوں کہ اولاد اور رشتہ داروں کے سوا اغیار کو اس کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی، لہٰذا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ درس گاہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تباہ ہو گئی اور کوئی بھی اس درس گاہ کا نام لیوا باقی نہ رہا۔

تیسری درس گاہ جو قنیدوس میں قائم تھی، اگرچہ تباہ نہیں ہوئی تھی، لیکن اس درس گاہ کے مستفیضین کی کمی کے باعث تباہی کے قریب پہنچ چکی تھی، اور یہی حال کوس دقو) کی درس گاہ کا بھی تھا۔

بقراط کوس دقو) میں رہتا تھا۔ اس نے طب اور اطبا کی اس حالت کو بنظر غور دیکھا تو محسوس کیا کہ اگر اس طرف توجہ نہ کی گئی تو بہت ممکن ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد یہ فن قطعی برباد ہو جائے اور اس چشمۂ فیض کی سوتیں جن سے مخلوق سیراب ہو رہی ہے ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں۔ اس نے اس فن کو تباہی سے بچانے اور مخلوق کو اس سے فائدہ پہنچانے کی ٹھان لی۔ بقراط کو یقین تھا اور اس یقین پر اس نے عمل کر دکھایا کہ "نیکی کا مستحق ہر شخص ہے، خواہ اپنا ہو یا پرایا۔" ——— اس عزم صمیم کے ساتھ اس نے قدم بڑھایا اور غیروں کو اپنا شاگرد بنایا، اور طبی اصول و قوانین کو کتابوں میں مدون کر کے اس شریف فن کی تعلیم دینی شروع کر دی۔ البتہ اس قدر احتیاط ضرور کی کہ جس کسی کو وہ اپنا شاگرد بناتا اور اس جلیل القدر فن کی تعلیم دیتا ان سے ایک اقرار نامہ ضرور لکھواتا اور ان سے حلفیہ وعدہ لیتا تھا کہ اگر وہ کسی کو یہ علم سکھائیں تو اس سے بھی اسی قسم کا اقرار نامہ لکھوائیں۔ ایسا کرنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ شریف فن برائیوں سے بچا رہے۔ اس کے حامل بداخلاقیوں میں مبتلا ہو کر خلقِ خدا کے لیے رحمت کے بجائے زحمت نہ بن جائیں اور یہ شریف پیشہ نااہل اور بداخلاق لوگوں سے محفوظ رہے۔

بقراط کے مذکورہ بالا اقرار نامہ یا معاہدہ کا مضمون یہ تھا۔

اقرار نامہ:- میں اس ذات پاک اور معبود برحق کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری موت و حیات ہے، اور جو صحت کا بخشنے والا، علاج کا بتانے والا اور بیماریوں سے شفا دینے والا ہے۔ میں اسقلی بیوس کی قسم کھاتا ہوں اور تمام دیوتاؤں اور دیویوں کی قسم کھاتا ہوں اور میں ان سب کو گواہ بنا کر اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے اقرار کو پورا کروں گا اور اپنے استاد کو باپ کے قائم مقام سمجھوں گا۔ اپنی آمدنی سے ان کی مدد کروں گا۔ جب ان کو میری مالی امداد کی ضرورت پیش آئے گی اس میں دریغ نہیں کروں گا۔ اس کے بچوں کو اپنے بہن بھائیوں کی طرح سمجھوں گا۔ اگر ان بچوں کو فن طب سیکھنے کی ضرورت ہوگی تو بلا شرط اور بلا معاوضہ کے سکھاؤں گا، اور اپنی اولاد، استاد کی اولاد نیز ان ہم مکتب بھائیوں کی اولاد کو یکساں اور ہر حال میں اپنا شریک و سہیم سمجھوں گا جنھوں نے استاد سے میری ہی طرح اقرار کیا ہے اور طبی مسائل و علوم کی عزت اور وقار قائم رکھنے کے لیے استاد کی ہدایتوں پر عمل کرنے کی قسم کھائی ہے۔

ان کے علاوہ دوسرے لوگوں سے یہ سلوک اور برتاؤ ہرگز نہ کروں گا جو میں نے اوپر بیان کیا ہے۔

ہر ایک تدبیر و علاج میں بیماروں کو نفع رسانی میرا اصل مقصد ہوگا۔ میں ان کا خیر خواہ رہوں گا۔ مضر اور غیر مناسب چیزوں کے استعمال سے ان کو روکنا اپنا فرض سمجھوں گا۔

کسی کو کوئی زہریلی دوا مارنے کے لیے نہیں دوں گا۔ خواہ وہ مجھ سے طلب ہی کیوں نہ کی جائے، اور نہ کسی کو مہلک دوا بتاؤں گا۔

عورتوں کو اسقاط حمل (حمل گرانے) کی دوا نہیں دوں گا۔

ہمیشہ اپنے اس پیشے کو نہایت غور و فکر اور سوچ بچار کے ساتھ انجام دوں گا۔ پاک دامنی اور پارسائی کو اپنا شیوہ بناؤں گا۔

جس مریض کے مثانہ میں پتھری ہوگی اس کو خود عملِ جراحی کر کے نکالنے کی جسارت نہیں کروں گا بلکہ اس کام کو اس شخص پر چھوڑ دوں گا جو عملِ جراحی کے ذریعہ سے پتھری نکالنے میں نہایت مشاق اور تجربہ کار ہوگا۔

میں جس گھر میں بھی پہنچوں گا بیمار کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے جاؤں گا۔ ظلم و جبر اور سخت گیری کا خیال تک دل میں نہیں لاؤں گا۔

ہر کام میں اعتدال سے کام لوں گا۔ بیماروں کا رازدار بنوں گا۔ کسی مریض کے پوشیدہ حالات کا اظہار کسی دوسرے شخص پر نہ کروں گا۔

مذکورہ بالا شرائط ایسی ہیں کہ ان کو پوری طرح بجا لانے والا طبیب اپنی تدابیر میں کامیاب، یگانۂ روزگار، ہر طرح کے اعزاز اور تعریف کے قابل رہے گا، لیکن جو ان شرائط سے روگردانی کرے گا وہ بدنام اور ذلیل و خوار رہے گا۔

یہ تھا وہ معاہدہ جس کو بقراط نے اپنے شاگردوں کے لیے ترتیب دیا تھا، جب اس کا کوئی شاگرد بنتا یا فارغ التحصیل ہونے کے بعد خلق خدا کی خدمت کے لیے روانہ ہوتا تو بقراط اس سے اس معاہدہ پر حلف لیتا اور اس کا پابند رہنے کی قسم کھلاتا تھا۔

فنِ طب بقراط کے نزدیک کس قدر فضیلت رکھتا ہے، اس کے متعلق اس نے لکھا ہے:-

فن طب تمام فنون سے اشرف و افضل ہے، لیکن اس کو اختیار کرنے والا اس فن کے موزوں اور مناسب ہونا چاہیے۔ اگر ایسا

نہ ہوا تو وہ شخص اس شریف فن کی بدنامی کا سبب بنے گا اور خسر الدنیا والآخرۃ کا موجب ہوگا۔

"اگر کوئی شخص طبیب ہونے کا دعویدار ہے لیکن درحقیقت اس کا مستحق نہ ہو، یعنی اس کو اس فن سے پوری واقفیت نہ ہو اس کی مثال ان خیالی اور فرضی شخصوں کی سی ہے جن کے قصے اور داستانیں لوگوں کے دل بہلانے کے لیے بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ ایسے طبیبوں کو کچھ آتا جاتا نہیں، بس نام کے طبیب بن بیٹھتے ہیں اور طب اور اطبا کی بدنامی اور رسوائی کا سبب بنتے ہیں۔

"علم طب حاصل کرنے والے شخص کو مستقل مزاج اور نہایت ذکی و ذہین ہونا چاہیے، اس کی طبیعت گھبرانے والی نہ ہو، نہایت توجہ کے ساتھ طبی مسائل کو یاد کرے تاکہ بوقت ضرورت ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ علم و فن کو سیکھنے کے لیے اگرچہ شوق اور محنت بہت ضروری چیزیں ہیں لیکن علم طب حاصل کرنے کے لیے طبیعت کا موزوں ہونا بہت ضروری ہے۔ طبیعت اور ذہن ناکارہ ہوگا تو اس کے لیے اس فن کا سیکھنا بے کار ہو جائے گا۔ طبیعت کی مثال ایک عمدہ زرخیز زمین کی ہے اور تعلیم و تربیت اس میں تخم ریزی کے مانند ہے۔ زمین جس قدر اچھی ہوگی اسی قدر اچھا بیج اُگے گا اور جس عمدگی کے ساتھ اس روئیدگی کی دیکھ بھال کی جائے گی، اس قدر عمدہ طریقہ سے اس کا نشوونما ہوگا۔

"بس اگر تم نے فن طب کے متعلق میری مذکورہ بالا نصیحتوں پر عمل کیا تو دنیا میں نام پاؤ گے۔ نام کے طبیب نہ ہوگے، بلکہ کام کے طبیب ہوگے اور یہ فن تمھارے لیے ایک قیمتی خزانہ ہوگا جو ظاہر و باطن کی مسرت سے مالا مال ہوگا۔ لیکن نام کو طبیب کے لیے یہ فن غم و الم کا ذخیرہ ہوگا، جس میں مسرتوں کا نشان بھی نہ ہوگا۔"

طبیب کی صفات

بقراط نے ایک وصیت نامہ بھی ترتیب دیا تھا جو "**ترتیب الطب**" کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں اس نے بتایا تھا کہ طبیب میں کون کون سی صفات ہونی چاہییں، چناں چہ اس نے لکھا ہے:

"فن طب کا سیکھنے والا آزاد ہو۔ ذکی و ذہین ہو۔ نو عمر ہو (بوڑھا نہ ہو) قد و قامت کے لحاظ سے متوسط درجے کا ہو اور اس کے اعضا کا باہمی تناسب موزوں اور مناسب ہو۔ نہایت سمجھ دار اور شیریں کلام ہو۔ صحیح مشورہ دینے والا ہو۔ نیک چلن اور دلیر ہو۔ روپے کا لالچ نہ رکھتا ہو۔ غصے کی حالت میں طبیعت پر قابو رکھنے والا ہو، آپے سے باہر ہو جانے والا نہ ہو۔ ڈرپوک اور کند ذہن نہ ہو۔

"بیماروں کے دکھ درد کا شریک اور ان کا خیر خواہ ہو، نیز اُن کے ان حالات کا راز دار ہو جو وہ اس پر اپنا ہمدرد ہونے کی وجہ سے ظاہر کرتے ہیں۔ اس میں مریضوں کی سخت کلامی اور گستاخیوں کے برداشت کرنے کی طاقت بھی ہو۔ کیوں کہ بعض مخبوط الحواس اور پاگل مریض طبیبوں کے ساتھ گستاخی سے پیش آتے بلکہ گالیاں دے بیٹھتے ہیں۔ ان کو سُن کر برداشت کرنا چاہیے۔ ان کا یہ فعل دیدہ دانستہ نہیں ہوتا بلکہ بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ قابلِ معافی ہیں۔

"طبیب اپنے سر کے بالوں میں بھی اعتدال کا خوگر ہو، نہ ان کو منڈوائے اور نہ پٹھے اور زلفیں رکھوائے۔ اسی طرح ناخن نہ اتنے گہرے کٹوائے کہ ان کے نیچے کا گوشت کٹ جائے اور نہ اس قدر بڑھائے کہ انگلیوں سے آگے نکل جائیں۔

"طبیب کا لباس سفید، پاکیزہ اور ملائم ہو۔ اس کی رفتار میں تیزی نہ ہو۔ کیوں کہ یہ غصہ و غضب کی علامت ہے اور نہ اس کی رفتار اس قدر دھیمی ہو کہ قدم اٹھاتے ہوئے خوف کھائے، کیوں کہ یہ فتورِ نفس کی نشانی ہے۔

"جب طبیب مریض کے معائنہ کے لیے جائے تو نہایت آرام و اطمینان سے دو زانو بیٹھ کر اس کے ساتھ گفتگو کرے اس کے حالاتِ مرض سنے، جلد بازی اور گھبراہٹ سے بالکل کام نہ لے۔ یہ طریقہ اور وضع میری رائے میں دوسری حالتوں سے بہتر ہے۔"

بقراط کا مطب

بقراط نے اپنے مکان کے قریب ہی ایک باغ میں بیماروں کے لیے ایک عمارت بنوائی تھی جس کا نام اس نے "اخندوکین" (بیمارستان) رکھا تھا۔ درحقیقت یہ دنیا کا پہلا شفاخانہ تھا جس کو بقراط نے قائم کیا تھا اور یہ شفاخانہ ہی اس کا مطب تھا۔

اس شفاخانہ میں مریضوں کی خدمت اور ان کی دیکھ بھال کے لیے متعدد اشخاص ملازم تھے۔ اس شفاخانہ کے قیام سے بقراط کا مقصد بیماروں کو فائدہ پہنچانے کے علاوہ یہ بھی تھا کہ وہ مریضوں کو اپنی نگرانی میں رکھ کر طبی تجارب حاصل کرے۔ امراض کی شناخت

اور امراض کے اسباب و علامات معلوم کرکے ان کا طریقۂ علاج تجویز کرے۔ نیز تیمارداری کے اصول و قواعد سے واقفیت بہم پہنچائے۔ وہ نہایت غور و فکر سے مریضوں کو مرضی تغیّرات اور ان پر اپنی تدابیر کے اثرات کو دیکھتا رہتا تھا کہ ان کو کس تدبیر اور کس طریقہ سے شفایابی کی صورت نظر آتی ہے۔

بقراط مطب سے بہت دلچسپی لیتا تھا۔ اور اس کو مطب کا چھوڑنا بہت شاق گزرتا تھا۔ چناں چہ ایک بار یونان کا بادشاہ بروفس سخت بیمار ہوا اور بقراط اس کا معالج بنا۔ بادشاہ کی بیماری طوالت پکڑ گئی، اس لیے بقراط زیادہ مدت تک اس کا معالج نہ رہ سکا، اور اس کو چھوڑ کر ان غریبوں کے علاج میں مصروف ہو گیا جو اطراف و اکناف ملک سے اس کا نام سن کر آتے تھے۔

غریبوں کے ساتھ بقراط کو جو ہمدردی تھی اس کی وجہ سے عوام اس کے والہ و شیدا رہتے تھے اور کسی طرح اس کی جدائی گوارا نہ کرتے تھے۔ چناں چہ تاریخی کتابوں میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار اردشیر شاہِ ایران بیمار ہوا تو اس نے اپنا ایک قاصد بقراط کو بلانے کے لیے روانہ کیا۔ جب عوام نے یہ خبر سنی تو انھوں نے بقراط کو جانے سے روکا، اور دھمکی دی کہ اگر بقراط گیا تو وہ بھی اس کے ساتھ جائیں گے اور جو ایرانی ملے گا اس کو قتل کر دیں گے۔ آخر کار مجبور ہو کر بقراط نے اپنا سفر ملتوی کر دیا اور اردشیر نے بھی اس کے بلانے پر اصرار نہ کیا بلکہ اس کو انھیں لوگوں کے پاس رہنے کی اجازت دے دی۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ تاریخی کتابوں میں لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقراط کی طبیعت میں روپے کی حرص و طمع مطلق نہ تھی اور نیز دعزت و جاہ کی ہوس میں بادشاہوں اور امیروں کو غریبوں پر کبھی ترجیح نہ دیتا تھا۔ چناں چہ جالینوس کا بیان ہے کہ دارا شاہِ ایران کے دادا ارطخشت کے زمانہ میں ایران میں وبا پھیلی اور اس نے بقراط کی خدمت میں بہت سا سونا بھجوایا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ صرف پیشگی نذرانہ ہے، اس کے علاوہ بہت سی جاگیر بھی دی جائے گی، اور ساتھ ہی شاہِ یونان کو بھی ایک خط لکھا کہ وہ بقراط کی روانگی میں اپنے ذاتی اثر کو کام میں لائے، اور وعدہ کیا کہ وہ بقراط کو اپنے دربار میں سات برس تک رکھے گا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود اس نے ایران جانے سے صاف انکار کر دیا، اور جب شاہِ یونان نے بہت اصرار کیا تو اس نے جواب دیا کہ وہ مال و دولت کے بدلے اپنے علم و فضل کو فروخت نہیں کرنا چاہتا۔

بقراط کا طریقۂ علاج

بقراط قدرتی طریقۂ علاج کو زیادہ پسند کرتا تھا، اگرچہ ضرورت کے وقت دوسرے طریقے بھی استعمال میں لاتا تھا۔ چناں چہ سب سے پہلے قدرتی طریقوں سے ازالۂ مرض کی کوشش کرتا تھا لیکن اگر اس میں ناکامی ہوتی تو علاج بالدّوا سے کام لیتا تھا۔ اگر کسی مرض کو دیکھتا کہ تدابیر اور دواؤں سے اس کا ازالہ ناممکن ہے تو نشتر بھی سنبھالتا تھا، اور کَیّ (داغ) سے بھی کام نکالتا تھا۔

اس نے اسبابِ مرض کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ (۱) موسم، آب و ہوا اور مختلف مقامات کے اثرات (۲) غذا، طرزِ معاشرت اور پیشہ۔ —— ان چیزوں میں سے جو بھی چیز سببِ مرض معلوم ہوتی اس کی اصلاح کرتا اور اس سے جسم میں جو تغیرات پیدا ہوتے ان کا تدارک کرتا تھا۔

وہ جسمِ انسان پر آب و ہوا کے اثرات کا بڑا قائل تھا۔ اس بارے میں اس نے اپنی تصنیفات میں بڑا زور دیا ہے۔ چناں چہ اس نے ایک کتاب "کتاب الاھویۃ والمیاہ والبلدان" تین مقالوں میں لکھی تھی۔ پہلے مقالہ میں مقامات اور شہروں کے پہچاننے کا حال درج تھا اور بتایا گیا تھا کہ کس مقام اور کن شہروں میں کون کون سے امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔

دوسرے مقالہ میں پانیوں اور سالانہ موسموں کے حالات اور ان سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا تذکرہ کیا تھا اور تیسرے مقالہ میں وہ عام باتیں لکھی تھیں جن سے شہروں میں بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

اسی طرح اس نے اپنی ایک تصنیف کتاب الامراض الحادّہ میں غذاؤں کی متعلقہ تدبیریں، استفراغ، تکمید، فصد اور مسہل وغیرہ کے متعلق ضروری باتیں لکھی تھیں۔ نیز ٹھنڈے پانی کے استعمال اور حمام کرنے کے متعلق ضروری باتیں تفصیل کے ساتھ بیان کی تھیں۔

بقراط کا بیان ہے کہ آب و ہوا اور غذا سے جسم ہی اثر پذیر نہیں ہوتا بلکہ دل اور قوائے عقلیہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اخلاط کا نظریہ بقراط ہی کا قائم کیا ہوا ہے۔ اس کی رائے میں امراض کی اصل چاروں اخلاط خون، بلغم، صفرا اور سودا ہیں۔ جب تک یہ اخلاط بدنِ انسان میں ایک

خاص تناسب پر اپنی اصلی حالت میں قائم رہتے ہیں انسان تن درست، مضبوط اور توانا رہتا ہے، لیکن جوں ہی ان کے تناسب میں فرق آتا ہے انسان بیمار پڑ جاتا ہے، اور اس کے جسم کی طاقت و توانائی میں فرق آجاتا ہے۔

بقراط علاج میں بڑی احتیاط سے کام لیتا تھا۔ غذا کو سب چیزوں پر ترجیح دیتا تھا، یعنی جب تک غذا کی مناسب اصلاح اور اس میں کمی بیشی کرنے سے مرض کا علاج ہو سکتا تھا کسی دوسرے طریقۂ علاج کو اختیار نہ کرتا تھا۔ اس کے اس طریقۂ علاج کی اہمیت ہم کے مختلف اقوال سے معلوم ہو سکتی ہے چناں چہ اس نے کہا ہے:۔

(۱) جس طرح کسی مریض کے علاج کے لیے مفرد دواؤں کا استعمال مرکب دواؤں کے استعمال سے بہتر اور افضل ہے ایسے ہی دواؤں سے علاج کرنے کے بجائے اگر غذاؤں سے علاج کیا جائے تو بہت ہی اچھا ہے۔

(۲) لوگوں نے بحالتِ صحت درندوں کی طرح پیٹ بھر کر غذائیں کھائیں اور اپنے آپ کو بیمار ڈال لیا۔ لیکن ہم نے ان کا علاج چڑیوں کی غذا کھلا کر (تھوڑی غذا کھلا کر) کیا اور ان کو تن درست بنا دیا۔

(۳) ہمارے کھانے کا مقصد صرف یہ ہونا چاہیے کہ ہماری زندگی قائم رہے، زندگی کا مقصد کھانے کو قرار نہ دیا جائے۔ بالفاظ دیگر ہمیں صرف اتنی غذا کھانی چاہیے جو ہمارے زندہ رہنے کے لیے کافی ہو، نہ یہ کہ اناپ شناپ کھاتے رہنے ہی پر اپنی زندگی کا دار و مدار سمجھ لیا جائے۔

(۴) جب تک تم بھوک پیاس سے بے تاب نہ ہو جاؤ اس وقت تک کبھی کھانا نہ کھاؤ۔

(۵) بلا ضرورت دوا نہ کھاؤ۔ اگر بلا ضرورت دوا کھاؤ گے اور وہ کوئی بیماری نہیں پائے گی جس پر اپنا اثر کرے تو صحت پر اثر انداز ہو گی اور مرض پیدا کر دے گی۔

(۶) بقراط کا یہ بھی قول ہے کہ تمام جسم کا علاج پانچ طریقوں سے کرنا چاہیے۔ سر کی بیماریوں کا غراروں سے، معدہ کا قے سے، عام جسم کا دستوں سے، جلد کا پسینہ لا کر، اور جو بیماریاں بدن کے رگ و ریشہ میں سرایت کیے ہوئے ہوں اور عمق بدن تک پہنچی ہوئی ہوں ان کا علاج فصد سے کرنا چاہیے۔

(۷) بقراط کا یہ قول کس قدر مناسب اور ہماری دیسی طبوں کے موافق ہے کہ "ہر مریض کا علاج اُس مریض کی سرزمین پر پیدا ہونے والی جڑی بوٹیوں سے کرنا چاہیے۔ کیوں کہ وہ اس کی طبیعت سے زیادہ موافقت رکھتی ہیں۔"

تالیفات بقراط

یہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ بقراط پہلا شخص ہے جس نے فن طب کو کتابی صورت میں جمع کرنا شروع کیا۔ بقراط کی جن تالیفات کا پتہ چلتا ہے ان کی تعداد بہتر بتائی جاتی ہے۔ ان میں سے جو کتابیں اس نے طلبا کو باقاعدہ تعلیم کے لیے تالیف کی تھیں ان کی تعداد بارہ ہے اور یہی سب سے زیادہ شہرت رکھتی ہیں۔

(۱) کتاب الجنین:۔ اس میں منی اور جنین کے اعضا کی تکوین کا حال درج ہے۔

(۲) کتاب طبیعۃ الانسان:۔ اس میں ابدان کی طبیعت اور ان کے اجزائے ترکیبیہ کا بیان ہے۔

(۳) کتاب الاھویۃ والمیاہ والبلدان:۔ اس کے متعلق ہم گزشتہ صفحوں میں بیان کر چکے ہیں۔

(۴) کتاب الفصول:۔ اس میں وہ مختصر طبی مضامین جمع کیے گئے ہیں جن کی مدد سے طبیب ان مسائل سے واقف ہو جاتا ہے جس سے واقفیت علم طب کے حاصل کرنے میں ضروری ہے۔ درحقیقت یہ کتاب اس کی تمام تالیفات کا اختصار ہے۔

(۵) کتاب تقدمۃ المعرفۃ:۔ اس کتاب میں وہ علامتیں لکھی گئی ہیں جن کے معلوم ہونے سے طبیب مریض کے گزشتہ، موجودہ اور آئندہ حالات بتا سکتا ہے اور جن کے ذریعہ سے مریض کو اپنا معتقد بنایا جا سکتا ہے۔

(۶) کتاب الامراض الحادۃ:۔ اس کتاب میں غذا، استفراغ، تکمید، فصد وغیرہ طبی اعمال کا بیان ہے۔

(۷) کتاب اوجاع النسا:۔ اس میں عورتوں کے امراضِ مخصوصہ کا بیان ہے۔

(۸) کتاب الامراض الوافدۃ:۔ یہ "ابیذیمیا" کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں وقتاً فوقتاً ہونے والی بیماریوں کا تذکرہ ہے۔

(۹) کتاب الاخلاط:۔ اس میں اخلاط اور ان کی کمیت و کیفیت اور ان کے عوارض لاحقہ کا بیان ہے۔

(۱۰) کتاب الغذا:۔ یہ غذا کے متعلق ہے۔

(۱۱) کتاب قاطیطرین:۔ یہ کتاب دست کاری کے متعلق ہے۔

(۱۲) کتاب الجبر والکسر:۔ اس میں بقراط نے اکھڑے ہوئے جوڑوں کو بٹھانے اور ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے کے طریقے بتائے ہیں۔

ان کتابوں کے علاوہ بقراط کا ایک رسالہ "رسالہ قبریہ" کے نام سے بھی مشہور ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس کی قبر سے نکلا تھا۔ اس میں ایسے امراض لکھے گئے ہیں جن کے ظاہر ہوتے ہی یہ بتایا جا سکتا ہے کہ مریض اتنے دنوں میں ہلاک ہو جائے گا۔

بقراط کی کتابوں کے عربی تراجم کے علاوہ دنیا کی متعدد زبانوں میں بھی ان کے ترجمے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ۱۵۲۵ء میں روم (اٹلی) میں پہلی بار اس کی مشہور کتابوں کا لاطینی ترجمہ شائع ہوا، اور اس کے دوسرے سال وینس میں یونانی ایڈیشن طبع ہوا۔ ای لٹر (Elitter) نے تالیفات بقراط کا مع اصل کے فرانسیسی ترجمہ ۱۸۳۹ء سے ۱۸۶۱ء تک دس جلدوں میں شائع کیا۔ ارمیری اس (Ermerius) نے اس کو لاطینی ترجمہ کے ساتھ ۱۸۵۹ء سے ۱۸۶۴ء تک شائع کیا۔ اور ایف آدم (F. Adam) نے تالیفات بقراط کا انگریزی ترجمہ ۱۸۵۹ء میں شائع کیا۔

بقراط کے اخلاف

بقراط کی وفات کے وقت اس کے لائق اور ہونہار جانشینوں کی تعداد چودہ تھی، جن میں سے چار اس کے بیٹے پوتے تھے اور دس دوسرے لوگ تھے۔ بیٹوں کے نام تاسلوس اور دراقن تھے، اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے کا نام بقراط تھا، گویا پوتے دادا ہی کے نام سے موسوم تھے۔

بقراط کے دونوں بیٹے بہت لائق طبیب تھے، اور اس کے دوسرے شاگردوں میں فوبوس سب سے زیادہ لائق شاگرد تھا۔ یہ بقراط کے خاندان ہی سے تھا اور یہی اس کا جانشین بنا۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ بقراط کی ایک بیٹی بھی تھی جس کا نام "مالاتا ارسا" تھا اور یہ بھی فن طب میں بہت ماہر تھی بلکہ اس کی طبی قابلیت دونوں بھائیوں سے بڑھی ہوئی تھی۔

بقیہ مضمون صفحہ ۱۲

ہوتی ہے۔ صحت گاہوں میں جو لوگ ملازم ہوتے ہیں اور اپنے بال بچوں کے ساتھ صحت گاہ کے احاطہ میں یا اس کے بالکل قریب رہتے ہیں اُن میں اور اُن کے بچوں میں دق کی بیماری شہر کے باشندوں کی بہ نسبت بہت ہی کم ہوتی ہے۔ جنوبی ہندستان مدنا پلی کے قریب اس قسم کا جو تجربہ کیا گیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ صحت گاہ کے قریب کے باشندوں میں صرف پانچ فی صدی میں اور وہ بھی صرف مردوں میں جن کا کام ہر وقت مریضوں کے پاس رہنے کا تھا دق کا اثر تھا۔ درحالیکہ شہر کے باشندوں میں اٹھاون فی صدی اس مرض میں مبتلا پائے گئے۔ صحت گاہ کے قریب رہنے والی عورتوں یا بچوں میں سے ایک ہزار میں سے ایک بھی ایسا نہ ملا کہ جس کے جسم میں دق کے جراثیم کا داخلہ ہوا ہو۔ ان چیزوں سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہر شہر میں کھلے میدانوں میں شہر کے کچھ فاصلہ پر اگر دق کے مریضوں کے رہنے کے انتظامات کیے جا سکیں تو وہ بھی جلد تن درست ہو سکتے ہیں اور شہر والے بھی ان کی چھوت سے اکثر و بیشتر محفوظ رہ سکتے ہیں۔

باب الصحت

تپ دِق اور ہمارے عوام

ازجناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی

زبان اور ادب کی دنیا میں یہ مقولہ بہت مشہور ہے کہ "غلط العام فصیح ہے"، یعنی عوام کی زبان پر اگر کوئی لفظ غلط تلفظ کے ساتھ یا کوئی محاورہ بے تکے پن سے رائج ہو گیا ہے تو وہی فصیح اور صحیح ہے۔ لیکن علم اور فن کی دنیا میں یہ زبانی جمع خرچ نہیں چلتا۔ اس دنیا میں تو صرف ٹھوس حقیقتیں ہی مانی جاتی ہیں جو سدہا سال کی انسانی جد و جہد نے دریافت کی ہوں، اور جو تجربہ اور آزمائش کی کسوٹی پر پوری اتر چکی ہوں۔ اس دنیا میں عوام کے خیالات اور ان کے بے سر و پا نظریوں کی کوئی وقعت نہیں ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے۔ کیوں کہ اصلیت سے ناواقف عوام صرف اپنی عقل اور اپنے قیاس کے مطابق جو چاہتے ہیں فرض کر لیتے ہیں اور جو منہ میں آئے کہہ بیٹھتے ہیں۔

بدقسمتی سے ہندستان میں امراض اور ان کے اسباب و علاج کے متعلق عوام میں ایسی ایسی باتیں مشہور ہیں کہ انھیں سُن کر ہنسی آتی ہے اور ان کے ماننے والوں میں جو خراب نتیجے ان باتوں کے نکلتے ہیں انھیں دیکھ کر دل روتا ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں اتنی گنجائش تو کہاں ہے کہ میں ہر مرض کے متعلق عوام کے خیالات بیان کر سکوں۔ البتہ چوں کہ آج کل دق اور سل کا مرض بہت ہی عام ہوتا جا رہا ہے اس لیے اس کے متعلق عوام کی غلط فہمیاں بیان کر کے صحیح خیالات پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

عوام نے چوں کہ عام طور پر یہ دیکھا کہ جس بچے کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک دق میں مبتلا ہے تو بچہ بھی اس مرض کا شکار رہ جاتا ہے، اس لیے اُنھوں نے بالکل بجا طور پر یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ مرض موروثی ہے، اور ماں باپ سے اولاد میں ورثے کے طور پر منتقل ہوتا ہے۔ غریب عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے چند روز پہلے تک اربابِ فن یعنی خواص بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا تھے اور طب کی کتابوں میں یہ مرض موروثی امراض کے ذیل میں شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن اب خوردبین نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں اور عکس ریز شعاعیں جسم کے اندر کے اعضا کی بھی تصویر اتار کر ہمیں دکھلا دیتی ہیں۔ ایسے ہزار ہا بچوں کا ان جدید ترین آلات کی مدد سے امتحان کرنے کے بعد جو دق کے بیماروں کی اولاد تھے یہ بات دیکھنے میں آئی کہ وہ بچے بالکل تن درست اور ان کے پھیپھڑے بالکل صاف ہیں۔ اس قسم کے تجربوں اور مشاہدوں نے ہمیں اپنے خیالات بدلنے پر مجبور کر دیا اور اب دنیائے طب کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ دق کا مرض موروثی نہیں ہے۔ تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اگر ماں باپ میں سے کسی ایک کو بھی دق ہو تو اگرچہ بچہ پیدا تو تن درست ہوتا ہے، لیکن مریض ماں کے ساتھ منھ سے منھ ملا کر سونے، یا مریض باپ کی گود میں چڑھ کر اس کے منھ کے قریب اپنا منھ رکھنے کی وجہ سے سانس کے راستے سے دق کے جراثیم بچوں کے پھیپھڑوں میں پہنچ جاتے اور اسے بیمار کر دیتے ہیں اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ بچہ ماں باپ کا مرض اپنے خون میں لے کر پیدا ہوا تھا۔

ایک اور بہت ہی عام غلطی جو ہمارے عوام اس مرض کے متعلق کیا کرتے ہیں یہ ہے کہ ان کے بچے جب سل اور دق میں مبتلا ہوتے ہیں اور دن بدن سوکھتے چلے جاتے ہیں تو وہ اسے بیماری نہیں خیال کرتے بلکہ "مسان" سے تعبیر کرتے ہیں، اور ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس پر کسی مسان یا بھوت پریت کا اثر ہو گیا ہے۔ اس غلط عقیدہ کی بنا پر وہ بچے کو کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس نہیں لے جاتے۔ بلکہ گاؤں میں جس چمار یا جلاہے یا حجام کے متعلق یہ مشہور ہوتا ہے کہ اسے "مسان" کو جھاڑنا آتا ہے، اس کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں اور اب وہ "عامل صاحب" اپنے عملیات کی مقررہ فیس کے علاوہ جو بالعموم چند پیسوں سے زیادہ نہیں ہوتی، بہت سے کالے رنگ کے بکرے اور کالے رنگ کے مرغے وصول کر کے نذرِ شکم کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن بچوں کو سوکھے یا مسان کی بیماری ہوتی ہے، وہ دق میں مبتلا ہوتے

میں، اور اگر ابتدا میں ان بچوں کا معقول علاج ہو جائے تو ہزاروں اور لاکھوں بچوں کی جانیں بچ سکتی ہیں۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر دق کے مرض کا علاج بالکل ابتدائی حالت میں کر لیا جائے تو مریض ہمیشہ کے لیے اچھا ہو سکتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ابتدائی حالت میں مریض بالعموم ڈاکٹر یا حکیم کے پاس نہیں جاتے اور علاج کی طرف اس وقت متوجہ ہوتے ہیں کہ جب مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔

بکثرت عوام اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ جوانی کا مرض ہے اور صرف نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں ہی کو ہوتا ہے۔ چند روز پیشتر تک اہل فن کا بھی یہی خیال تھا اور درسی کتابیں اس مرض کو جوانی کے ساتھ مخصوص بتاتی تھیں۔ لیکن اب کامل تحقیقات کرنے پر اصلیت کھل گئی، معلوم ہوا یہ کرتا ہے کہ بچے اپنے ماں باپ سے یا دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں سے اس مرض کے جراثیم حاصل کر لیتے ہیں، لیکن چوں کہ وہ نشو و نما کے زور کا زمانہ ہوتا ہے اس لیے ان جراثیم کی دال نہیں گلتی، اور وہ ایک نیم مردہ سی حالت میں جسم کے اندر پڑے رہتے ہیں اور دس بارہ سال کی خاموشی کے بعد اس وقت سر اٹھاتے اور زور پکڑتے ہیں کہ جب سن بلوغ کے قریب پہنچ کر لڑکوں کی بڑھوار کسی حد تک رک جاتی ہے اور لڑکیوں کا وہ زمانہ آتا ہے جب وہ ایک دم سے بہت ہی زیادہ بڑھ جاتی ہیں اور جسم کا تمام کیلسیم اور فاسفورس ان کی اس غیر معمولی جسمانی ترقی کے کام آ جاتا ہے۔ ان واقعات سے اچھی طرح ظاہر ہے کہ شباب کا زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ جب لڑکے تو غیر معمولی جسمانی ترقی کر کے اپنے جسم کا کیلسیم کا ذخیرہ ختم کر چکتے ہیں اور لڑکیاں اپنے اس ذخیرے کو اندھا دھند خرچ کر رہی ہوتی ہیں، گویا دونوں کو کیلسیم کی انتہائی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں اگر انھیں غذا میں کیلسیم بمقدار کافی نہ ملے، یا غذا کے اندر حیاتین "ڈ" کی مقدار ناکافی ہو، جو خوراک کے اندر سے کیلسیم نکال کر جسم کو دیتا ہے، تو جسم میں ایسی کیفیت رونما ہو جاتی ہے کہ وہ آسانی سے دق کے جراثیم کے اثرات قبول کرے، یا اگر بدن میں کوئی چور یعنی بچپن کے چھپے ہوئے دق کے جراثیم موجود ہیں تو وہ افسردہ اور مضمحل پڑے رہنے کے بجائے زندہ اور متحرک بن جائیں۔ کچھ عرصہ پیشتر چوں کہ ان حقیقتوں کا علم نہ تھا اس لیے یہ قیاس کر لیا گیا تھا کہ دق ہمیشہ نوجوانوں ہی کو ہوتی ہے۔

دق ایک اڑلگنی بیماری ہے اور اس کے تعدیہ یا چھوت کے متعلق بھی عوام میں بہت کچھ غلط خیالات پھیلے ہوئے ہیں۔ بعض لوگ تو دق کے مریضوں سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ جیسے شیر یا سانپ سے اور اگر کسی رشتہ دار یا دوست کو دق ہو جائے تو اسی روز سے اس سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ جب میں ڈاکٹری پڑھا کرتا تھا تو تعطیل کے زمانہ میں ہم چار پانچ لڑکے ہم سفر تھے۔ ریل گاڑی میں بھیڑ بہت تھی اور لیٹنے کا تو ذکر ہی کیا بیٹھنے کے لیے جگہ ملنی مشکل تھی۔ ہمارے ایک دبلے پتلے ساتھی، جو افسوس ہے کہ اس وقت دنیا میں نہیں ہیں، کو ترکیب سوجھ گئی۔ انھوں نے چپکے سے ایک ساتھی کے کان میں کچھ کہا اور کراہنا اور کھڑے سے گرنا شروع کیا۔ ساتھی نے لوگوں سے یہ کہہ کر کہ وہ بیمار ہیں ان کے لیے بیٹھنے کی جگہ حاصل کر لی اور خود بھی انھیں پکڑ کر سہارا دینے کے لیے بیٹھ گئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بیمار ہیں تو انھوں نے بہت غمزدہ صورت بنا کر کہا کہ انھیں دق ہو گئی ہے اور جب دورہ ہوتا ہے تو سیروں خون منھ سے ڈالتے ہیں۔ اس فقرے کا اثر حسب مراد ہوا اور ایک ایک کر کے سب لوگ اس تپائی پر سے اٹھ گئے جو ابھی چند منٹ پہلے کسی طرح بھی ہمیں بیٹھنے کے لیے جگہ دینے کو تیار نہ تھے۔ ان سب لوگوں کے چہروں سے خوف و ہراس ظاہر ہو رہا تھا اور بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر جان کا خوف نہ ہوتا تو وہ چلتی ہوئی ریل میں سے کود پڑتے۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ دق ایک اڑلگنی بیماری ہے، اور یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ ایسے مریضوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ لیکن پرہیز کی ایک حد مقرر ہونی چاہیے اور پرہیز کو خوف اور ہراس میں نہ بدلنا چاہیے۔ اور جائز بلکہ ضروری پرہیز کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں اس ہوا کے سونگھنے سے بچنا چاہیے جو مریض کے سانس کے ساتھ باہر آئی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے اگر ہم مریض کے منھ سے اپنے منھ کا فاصلہ بارہ فیٹ یعنی چار گز کے قریب رکھیں اور اگر تیمارداری کی ضرورتیں ہمیں مریض سے اس سے زیادہ قریب آنے پر مجبور کریں تو اپنی ناک مریض کی ناک کے مقابل میں نہ آنے دیں تو کہا جا سکتا ہے کہ ہم چھوت سے بالکل محفوظ رہ سکتے ہیں۔ دق کے جراثیم کا مریض کے پھیپھڑوں کے علاوہ ایک ذخیرہ اور بھی ہوتا ہے اور وہ مریض کا بلغم ہے۔ اگر صرف اتنی احتیاط کی جائے کہ مریض اپنا تمام کف ایک ایسے اگال دان میں تھوکے جس میں تھوڑا سا فینائل یا کاربالک ایسڈ کا لوشن موجود ہو تو یہ دوائیں بہت ہی تھوڑی سی دیر میں جراثیم کو ہلاک اور بے اثر کر دیا کرتی ہیں۔ مریض کی چھینک اور معمولاً ناک صاف کرتے وقت ناک سے نکلی ہوئی رطوبت بھی جراثیم سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور مریضوں کو ہرگز یہ اجازت نہ ہونی چاہیے کہ وہ راستوں اور گلیوں میں یا مکان کے صحن اور کمروں کے فرش پر اپنی ناک کی رطوبت گرائیں۔ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب مریض باہر جائیں تو اپنی جیب میں کاغذ کے چند لفافے اور ایک دستی رومال ضرور لے کر جائیں اور ناک کی رطوبت ہو یا بلغم سب ان لفافوں میں محفوظ رکھیں اور ہر مرتبہ تھوکنے یا ناک صاف

کرنے کے بعد اپنے رومال سے ناک اور منہ کو صاف کر لیا کریں، اور گھر واپس آنے پر بلغم کے لفافے تو فوراً آگ میں ڈال دیں اور رومال کاربالک ایسڈ کے لوشن میں چند منٹ کے لیے ڈال کر صاف پانی سے دھولیں۔

دق کے جراثیم کی چند خصوصیات معلوم کر لینے کے بعد ان سے ضروری پرہیز اور غیر ضروری پرہیز یا خوف سے احتراز کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ روشنی اور اوکسیجن گیس ان جراثیم کے لیے زہر ہیں۔ دھوپ میں اگر دق کا مریض تھوکے تو اس بلغم کے جراثیم دھوپ کے اثر سے فوراً ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اگر سائے میں تھوکے لیکن وہاں اچھی طرح روشنی ہو تو جراثیم کے ہلاک ہونے میں تھوڑی سی دیر لگتی ہے۔ مگر ہلاک ضرور ہو جاتے ہیں۔ تاریک اور بند کمروں میں یہ جراثیم انتہائی سخت جانی کا ثبوت دیتے ہیں اور چھ آٹھ اور دس مہینے تک بھی نہیں مرتے۔ اگر مریض خوب ہوادار اور روشن کمرے میں رہے اور اپنا بیشتر وقت دھوپ میں یا دھوپ کے نزدیک سائے میں گزارے تو ایسے مریض سے سوائے اس صورت کے کہ ہم مریض کے منہ سے منہ ملا کر بات کریں یا بچہ ہے تو اسے پیار کریں ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ مریض سے پرہیز کے سلسلہ میں یہ بھی ایک ضروری چیز ہے کہ ہم اس کے بستر کے قریب یا اس کے کمرے میں بیٹھ کر کھانا نہ کھائیں اور اپنے کھانے کی چیزیں اس کے کمرے میں نہ رکھیں۔

تپ دق کے سلسلہ میں ہمارے عوام کی سب سے زیادہ خطرناک اور مہلک غلطی وہ ہے جو مریض بالعموم کیا کرتے ہیں اور وہ یہ کہ تاحدِ امکان وہ اس بات کو کبھی تسلیم ہی نہیں کرنا چاہتے کہ وہ دق میں مبتلا ہیں، بلکہ بہت سے تو یہی ماننا گوارا نہیں کرتے کہ انھیں کوئی مرض ہے۔ اسی طرح بچوں کے متعلق ماں باپ سے یہ غلطی ہوا کرتی ہے کہ وہ بچے کے بار بار نزلہ زکام اور کھانسی میں مبتلا ہونے پر بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں کرتے کہ ان کا بچہ روز روز ان بیماریوں کا شکار کیوں رہتا ہے۔ عام طور پر لوگ یہی کیا کرتے ہیں کہ بچے کو اسپتال یا کسی حکیم ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے بجائے خود معالج کے پاس جا کر اور حال بیان کر کے نزلہ زکام یا بخار کی دوائیں لے آتے ہیں۔ ان دواؤں سے وقتی تکلیفیں جن میں بچہ مبتلا ہوتا ہے دور ہو جاتی ہیں اور ماں باپ اطمینان کر لیتے ہیں کہ بچہ اچھا ہو گیا۔ نوجوان جنھیں اپنی صحت کا خیال خود ہونا چاہیے، بالعموم اس خطرے کی گھنٹی کی پروا نہیں کرتے جو قدرت ان کی آگاہی کے لیے ان کی ناک سے چھینکوں کی صورت میں بجواتی ہے، اور اکثر و بیشتر بالکل بغیر دوا کے رہتے ہیں۔

بار بار نزلہ زکام کا ہونا، کاہے ما ہے ہلکی حرارت کا رہنا، تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد کھانسی کا ہو جانا، باوجود اچھی اور معقول خوراک کھانے کے بدن پر بوٹی نہ چڑھنا، کھیلنے کودنے اور دوڑنے بھاگنے پر بھی سینہ کا اندر کو دبا ہوا اور کندھوں کا سامنے کی طرف نکلا ہوا رہنا سب خطرے کی گھنٹیاں ہیں جو قدرت کی طرف سے بجائی جاتی ہیں اور اس غرض سے بجائی جاتی ہیں کہ ان جسموں میں جو خرابیاں اور کمزوریاں ہیں ان کا بروقت تدارک کر لیا جائے۔ دق کے جراثیم جسم میں پہنچ جانے اور پھیپھڑے میں چھاؤنی بنا لینے کے بعد بھی اگر بالکل ابتدا میں ان کی تاخت کا حال معلوم ہو جائے تو یہ ممکن ہے کہ ہمیشہ کے لیے جسم سے ان کا اخراج عمل میں آ جائے۔ لیکن کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد یہ کیفیت لاعلاج ہو جاتی ہے اور بہت کچھ کرنے کے بعد بھی صرف اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ مریض تھوڑی سی کمزوری کے ساتھ اپنی بقیہ عمر، جو بہت زیادہ نہیں ہوتی، آرام سے گزارے۔ قدرت ہمیشہ وقت پر گھنٹی بجاتی ہے، اور نوجوان اگر اپنی جوانی کے زعم میں یا ماں باپ اپنی حماقت اور بے پروائی سے خطرہ کی پروا نہیں کرتے اور قدرت کی آواز کی توہین کرتے ہیں تو پھر قدرت ایسے سرکشوں اور ایسے احمقوں کو سزا دیے بغیر نہیں رہتی۔ ماؤں کی گود بچوں سے خالی کرالی جاتی ہے اور نوجوانوں کا سارا غرور جوانی ڈھا دیا جاتا ہے۔

سل اور دق کے متعلق عوام ایک تقریباً اسی قدر مہلک غلطی اور بھی کرتے ہیں اور وہ یہ کہ وہ بیمار ہو جانے پر صحت گاہوں میں جا کر رہنے سے بھاگتے ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ملک میں ملک کی ضرورت کی نسبت سے دق کے مریضوں کے قیام کے لیے صحت گاہیں بہت کم ہیں، لیکن جس قدر بھی ہیں لوگ ان سے فائدہ اٹھانے سے گریز کرتے ہیں اور غالباً اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ اسپتالوں اور صحت گاہوں کی پابندیوں سے لوگ گھبراتے ہیں، اور یہ بھی ہے کہ جاہل عوام کے دلوں پر اسپتالوں میں جا کر رہنے کا ایک خواہ مخواہ کا خوف سا بھی طاری ہے۔ کچھ ایسا خیال ہے کہ جس کسی کی حالت بہت زیادہ خراب ہوتی ہے اور جس کے بچنے کی توقع نہیں ہوتی اسی کو اسپتال میں ڈلوا دیا جاتا ہے۔

یہ خیالات اور خوف بالکل بے بنیاد ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صحت گاہوں کی آب و ہوا ہی ایک بڑی حد تک مرض میں کمی پیدا کر دیتی ہے۔ صحت گاہوں کی آب و ہوا کا شہروں کی آب و ہوا سے بار بار مقابلہ کیا جا چکا ہے اور ہر بار نتیجہ یہی نکلا ہے کہ صحت گاہوں کی ہوا میں دق کے جراثیم قریب قریب نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ اور شہروں کی ہوا ان جراثیم سے بھری اور لدی ہوئی (بقیہ ص ۹ پر)

الامراض والعلاج

اِلتہابِ زائدہ دُودیّہ

التہاب زائدہ دودیہ (Appendicitis) آنتوں کا ایک خاص مرض ہے۔ زمانہ گزشتہ میں اسے اعور کو ملفوف کرنے والی صفاق کے التہاب، درخود اعور کے التہاب پر محمول کیا جاتا تھا۔ لیکن بعد کی تحقیقات سے یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ اس مرض کا تعلق زائدہ اعور سے ہے۔

جہاں تک مغربی دنیا کا تعلق ہے التہاب زائدہ دودیہ کے سلسلہ میں سائنٹفک انکشافات کا سہرا فٹز (Fitz) (۱۸۸۶ء) کے سر ہے اور اسی کے قائم کردہ نظریوں پر آج بھی مغربی طریقہ تشخیص اور علاج کا انحصار ہے۔ لندن میں اس مرض کے متعلق سب سے پہلے ڈاکٹر ڈبلیو۔ ایچ۔ بوون (W. H. Bowen) نے گائی کے مشہور اسپتال (Guy's Hospital) میں ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۵ء تک تجربات کیے۔

بحثِ اسباب التہاب زائدہ دودیہ میں اسبابِ متحرکہ بہت کم ظاہر ہوتے ہیں۔ اس مرض کے لیے تعدیہ ضروری ہے اور تعدیہ بالعموم طور دموی ہوتی ہے منہ یا حلق کے ذریعہ سے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ سلسلۂ مرض میں فتحہ زائدہ کو جہاں براز جمع ہوتا ہے خاص اہمیت حاصل ہے۔ سدوں کے سخت ہو جانے سے تہبان کا اخراج بآسانی نہ ہو سکے اور کبھی کبھی اجسام غریبہ کے جسم میں داخل ہو جانے سے غشاء مخاطی مجروح ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زائدہ دودیہ کے ٹیڑھے ہو جانے سے اس کی رطوبت اعور کی جانب خارج نہیں ہو سکتی ہے اور التہاب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض محققین کے خیال میں کبھی کسی وزنی چیز کے اٹھانے سے بھی زائدہ ملتہب ہو جاتا ہے۔ چند سال کے اندر جو انکشافات ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تپ دق اور فطریت شعاعیہ (Actinomycosis) میں بھی بعض اوقات التہاب زائدہ دودیہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ میو کلینک میں التہاب زائدہ دودیہ کے جن پانچ ہزار مریضوں کا آپریشن کیا گیا، ان میں بائیس کے اندر سرطان موجود تھا۔

نیو یارک کے ڈاکٹر جی۔ اے۔ کارنکی (G. A. Carlucci) نے جن ۸۴ التہاب زائدہ کے مریضوں کا علاج کیا ان میں ۳۲ اشخاص مبتلائے فتق تھے۔

جرثومیات (Bacteriology) اس مرض میں بہت سے جراثیم بطور سبب ملتے ہیں عصیہ قولونی (Colon - Bacillus) بیشتر حالات میں پایا جاتا ہے اور اس کے بعد عصیہ صدیدی (Pyogenic) کا درجہ ہے۔ عصا قولونی یا تو تنہا ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی جراثیم عقدیہ (Streptococci) اور جراثیم عنقودیہ (Staphylococci) بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں اول الذکر بالعموم فتحہ زائدہ میں پائے جاتے ہیں اور موخر الذکر نالی کی دیواروں میں۔ کبھی کبھی مریض کے جسم میں عصلے دق، اور پیچش اور مرض فطریت شعاعیہ کے جراثیم بھی ملتے ہیں۔

بایالوجیا (Biology) زائدہ دودیہ کا سبب التہاب جو کچھ بھی ہو وہ اکثر غشائی طبقہ سے شروع ہوتا ہے۔ زائدہ کا جوف کسی مقام پر بند ہو جانے سے جب رطوبت کا اخراج عمل میں نہیں آتا تو تشنج کی کیفیت رونما ہو جاتی ہے اور جمع شدہ غیر ضروری رطوبت میں جراثیم پیدا ہو کر عضلاتی طبقہ پر حملہ کرتے اور صفاقی طبقہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کیفیت سے زائدہ میں یا تو قرحہ پڑ جاتا ہے یا وہ بالکل پھٹ جاتا ہے، یا اس میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ جراثیم کے صفاق تک پہنچ جانے سے اگر التہاب شدید نہ ہو تو صفاق کی سطح سرخ ہو جاتی ہے اور لیس دار رطوبت کا ترشح شروع ہو جاتا ہے۔ ورم کے زیادہ عرصہ تک قائم رہنے سے زائدہ دودیہ گردوپیش کی نسیجوں سے چپک جاتا ہے۔ التہاب صفاق اگر شدید ہو تو اس صورت میں پیپ دار رطوبت کا غیر معمولی ترشح آنتوں کے حلقہ میں محصور ہو کر پھوڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بعض صورتوں میں

زائدہ دودیہ کی دیوار پھٹ جانے سے اس کے جوف کا براہِ راست پھوڑے سے تعلق ہو جاتا ہے۔ شاذ و نادر حالات میں التہاب کے غیر معمولی طور پر بڑھ جانے سے ورم باریطون عمومی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

عمر التہابِ زائدہ دودیہ کا شکار زیادہ تر جوان ہوتے ہیں۔ پچاس فی صدی مریضوں پر اس کا حملہ بیس سال کی عمر سے پہلے ہوتا ہے۔ بچوں کو بالعموم پانچ سال کی عمر سے پہلے نہیں ہوتا۔ لیکن بعض ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ ڈیڑھ دو ماہ کا بچہ التہاب زائدہ دودیہ میں مبتلا ہو گیا۔ بوڑھوں کو بھی یہ مرض ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کا حملہ ساٹھ سال کی عمر میں ہو تو شفایابی کی امید کم ہوتی ہے۔ اسی طرح پانچ سال کی عمر تک بچے بھی زیادہ مرتے ہیں۔ تجربات سے اس عمر میں مرنے والے بچوں کی شرحِ اموات ۲۰۔۳۴ فی صدی ہوتی ہے۔ پانچ سال سے نو سال تک کی عمر میں شرح اموات ۸۔۰ فی صدی رہتی ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ نو سال سے تیرہ سال کی عمر تک کا کوئی لڑکا اس مرض کے حملے کا شکار ہو کر مرا ہو۔

یہ مرض مردوں کو بھی ہوتا ہے اور عورتوں کو بھی۔

التہاب زائدہ کی شکار گاہیں یہ مرض کم و بیش دنیا کے ہر حصے میں پایا جاتا ہے۔ غیر متمدن ممالک میں شرح اموات مقابلۃً زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن متمدن ممالک میں غالباً غیر قدرتی غذاؤں کی فراوانی سے یہ مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔ متحدہ ریاست ہائے امریکا کے دس لاکھ میں تقریباً بیس ہزار باشندے التہاب زائدہ دودیہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ انگلستان میں شرح ابتلا ۱۹۱۰ء میں ۲۸ فی دس لاکھ تھی۔ لیکن موجودہ شرح ۳۰ فی دس لاکھ ہے۔ جرمنی اور روس میں یہ مرض کم پایا جاتا ہے۔ فرانس میں اس کی شرح ۴۲ فی دس لاکھ ہے۔ غلام ہندستان میں اعداد و شمار کون مرتب کرتا ہے۔ تاہم اس مرض کی یہاں بھی کثرت ہے۔

اقسام التہابِ زائدہ دودیہ (Appendicitis) کی دو بڑی قسمیں ہیں (۱) حاد اور (۲) مزمن۔ لیکن ان دو کے علاوہ اور اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:-

(۱) نزلی حاد (Catarrhalis Acute)
(۲) نزلی مزمن (Catarrhalis Chronic)
(۳) تخزی صدیدی (Purulenta Necrotica)
(۴) صفاقی حاد (Peri-appendicitis Acute)
(۵) انسدادی (Obliterans)
(۶) متواتر (Recurrent)

التہاب نزلی حاد یہ بالعموم دوروں کی شکل میں اچانک ہوتا ہے۔ سفید خون کے کریات کے ارتشاح سے غشاءِ مخاطی میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے تحت غشاء مخاطی کی لمفاوی ساختیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔

التہاب نزلی مزمن التہاب حاد کے متواتر حملوں سے خواہ وہ ہلکے ہوں یا شدید، مزمن کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مریضوں میں تکوینِ خون بھی ہوتی ہے۔

التہاب صدیدی مرض کے بڑھنے پر زائدہ دودیہ کے پھٹ جانے یا غانغرانا (گنگرین) بن جانے سے پھوڑا نکل آتا ہے اور مریض میں تعفن الدم کی تمام علامتیں پائی جاتی ہیں۔

التہاب صفاقی زائدہ دودیہ کا یہ التہاب صفاقی سطح سے آگے بڑھ کر گرد و پیش کے صفاق میں تیزی سے پھیل جاتا ہے۔ جوفِ صفاق میں پھوڑے کے پھٹنے سے بطن کے تمام عضلات سخت ہو جاتے ہیں۔ یہ کیفیت بالعموم مہلک ثابت ہوتی ہے۔

التہاب انسدادی اس میں غشائے مخاطی بالکل تلف ہو جاتی ہے۔

التہاب متواتر یہ صورت التہاب نزلی حاد کو بار بار حملوں سے پیدا ہوتی ہے۔ امعا کے چکروں میں التصاقات بڑھ جاتے ہیں۔

معدہ میں اجسام غریبہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کبھی مرض معدہ میں اجسام غریبہ کے داخل ہو جانے سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر جے۔ ایف۔ مچل نے التہاب زائدہ کے جن ایک ہزار چار سو مریضوں کا علاج کیا تھا ان میں، فی صدی لوگوں کے معدوں میں اجسام غریبہ برآمد ہوئے جن میں آلپنیں بھی شامل تھیں۔

علامات التہاب حاد کے مریضوں میں حسب ذیل علامتیں بالعموم پائی جاتی ہیں۔

(۱) معدہ میں اچانک درد (۲) بخار بالعموم او سطدرجہ پر (۳) معدہ اور آنتوں کی مختلف شکایات مثلاً قے، متلی، قبض وغیرہ۔
(۴) زائدہ یا اس کے ارد گرد دبانے سے درد یا نرمی محسوس ہونا۔

درد:۔ اچانک شدید درد التہابِ زائدہ کی پہلی علامت ہے اور چوراسی فی صدی سے زیادہ مریضوں میں پائی جاتی ہے۔ درد پہلے ناف کے مقام سے اٹھتا ہے اور پھر دائیں حفرہ حرقفیہ (Iliac Fossa) کی جانب بڑھتا ہے۔ کبھی باریطون اور خصیوں تک بھی بڑھ جاتا ہے۔ التہابِ زائدہ کا درد قولنج کے درد سے ملتا جلتا ہے۔ اس لیے اس کے حملہ پر بعض اوقات قولنج کلوی یا قولنج مراری کا شبہ ہوتا ہے۔ درد کبھی محض تیز رہتا ہے اور کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسم میں سوئیاں سی چبھ رہی ہیں۔ مرض جب بہت زیادہ بڑھ جائے یا مریض کم سن ہو تو ایسے حملہ کے بعد درد کی تکلیف کم محسوس ہوتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پہلے زائدہ کے ارد گرد درد محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن چھتیس یا اڑتالیس گھنٹوں کے بعد درد اٹھتا ہے۔ زائدہ دودیہ کا التصاق اگر مثانہ سے ہو جائے تو مریض پیشاب کے وقت سخت درد محسوس کرتا ہے۔ درد کا دورہ ایک دو روز تا آٹھ دس دن تک رہتا ہے۔ کبھی کبھی چند گھنٹوں ہی میں رفع ہو جاتا ہے اگر درد کا دورہ دس دن سے زیادہ طول کھینچے تو التہابِ صفاق یا زائدہ کے پھوڑے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

بخار:۔ مرض کے خفیف ترین حملے کی حالت میں بخار ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک واضح علامت ہے۔ مریض کا درجۂ حرارت عام طور پر ایک سو سے ایک سو دو تک رہتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی ۱۰۲،۵ درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جب التہاب شدید صورت اختیار کرلے یا غانغرانا کی کیفیت پیدا ہو جائے تو بعض اوقات بخار بالکل نہیں ہوتا۔ خصوصاً التہابِ صفاق عمومی یا تراخ کی حالت میں بخار کی علامت پر زیادہ اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بعض شدید حالتوں میں حرارت درجۂ طبعی سے گر جاتی ہے لیکن نبض کمزور اور تیز پائی جاتی ہے۔

معدہ اور امعاء کی بد نظمی:۔ زبان عام طور پر سرخ ہو جاتی ہے اور اس پر ایک لیس دار رطوبت کی تہ جمی ہوئی نظر آتی ہے۔ حاد کیفیت میں قے اور متلی کی شکایات بالعموم پائی جاتی ہیں۔ اگر مرض کا حملہ زیادہ سخت ہو تو قے کی شکایت عام طور پر دوسرے دن رفع ہو جاتی ہے۔ دورے کے وقت عموماً قبض ہوتا ہے لیکن شاذ و نادر صورتوں میں دست بھی آجاتے ہیں۔ بچوں میں دستوں کی شکایت عام ہوتی ہے۔

مقامی اشارات زیریں بطن کے دائیں جانب معائنہ کرنے سے اس کی حرکت میں کمی محسوس ہوتی ہے۔ امتلا کی کیفیت نہیں پائی جاتی اور حفرہ حرقفیہ (الیک فوسا) کی حالت بھی بدستور قائم رہتی ہے۔ معاء مستقیم کے عضلات میں سختی بھی پائی جاتی ہے اور پلپلا پن بھی، جسے دبانے سے درد ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں زائدہ دودیہ ایک باریک پنسل کی شکل میں محسوس کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ مریض پر درد طاری نہ ہو۔ کیوں کہ دورہ کے وقت عضلات کے تشنج سے بطن کے اندر کی صحیح کیفیت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کبھی کبھی عضلات کی سختی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ مریض کو بے ہوش کیے بغیر صحیح معائنہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر زائدہ دودیہ جوفِ عانہ میں لٹکا ہوا ہو تو اس کا ورم یا پھوڑا مقامِ براز یا اندامِ نہانی کے راستہ امتحان کرنے پر بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ عظم حرقفی کو بالائے عمود فقری اور معاءِ مستقیم کو دائیں عضلات کے درمیان دبانے سے بعض اوقات سخت درد ہوتا ہے اور ورم بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن ورم کو دبانے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ اگر پھوڑا بن گیا ہو تو اس کے پھٹ جانے سے التہابِ صفاق عمومی کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

بچوں میں شدید درد، قے اور بخار کی علامات زیادہ واضح ہوتی ہیں۔ پیشاب و پاخانے کے وقت یا جب بچہ کو بستر سے اٹھا کر بٹھایا جائے تو درد بڑھ جاتا ہے۔ بچوں کے درد زیادہ تر بائیں جانب ہوتا ہے۔ اور چوں کہ زائدہ مثانہ کی جانب بالعموم بند ہو جاتا ہے اس لیے علاماتِ بولی واضح ہوتی ہیں۔ جن مریضوں کا زائدہ قولون کے پیچھے ہو ان میں علاماتِ مرض بالائی معدہ کی دائیں جانب تلاش کرنی چاہییں اور یہ علامتیں کافی حد تک پتھری کے مرض کی علامتوں سے ملتی جلتی ہیں۔ جلد نازک اور حساس ہو جاتی ہے۔ دائیں حبل منی (Spermatic Cord) کو کھینچنے اور چت لیٹ کر ٹانگ اوپر موڑنے سے تکلیف ہوتی ہے۔

خون کے سفید کریات میں اضافہ مرض حاد کے حملہ میں عام طور پر سفید خون کے بارہ ہزار سے پندرہ ہزار تک کثیر النوی (Polynuclears) کریات کا اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن خفیف نزلی حصہ سے بعض اوقات ذرا بھی اضافہ نہیں ہوتا۔ بہرحال سفید خون کی کریات کی تکثیر (Leucocytosis) یا قلت (Leucopenia) کو مرض کی شدت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے خاص کر بچوں کو تھوڑی تھوڑی مقدار میں بار بار پیشاب آتا ہے اور اس میں البیومن کی مقدار زیادہ ہوتی ہے کبھی کبھی گردے متورم ہو جاتے ہیں اور بعض محققین کے خیال میں التہابِ

زائدہ دودیہ گردوں کو بھی اکثر نقصان پہنچاتا ہے۔

مرض کے تین امکانات مرض یا تو بتدریج اچھا ہو جاتا ہے یا زائدہ میں پھوڑا بن جاتا ہے یا التہاب صفاق عمومی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

مرض کا حملہ اگر ضعیف نزلی ہو تو صحت کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرے یا تیسرے دن درد کم ہو جاتا ہے۔ بخار اتر جاتا ہے۔ زبان صاف ہو جاتی ہے۔ دبانے سے پلپلا پن کم محسوس ہوتا ہے اور قبض یا قے کی شکایت باقی نہیں رہتی۔ ایک ہفتہ کے اندر علامات مرض رفع ہو جاتی ہیں۔

زائدہ دودیہ کا پھوڑا چوتھا یا پانچواں دن گزر جانے پر بعض اوقات تنخز (نکروسس) کے بعد تقریح (پیپ پڑ جانا) اور چھدنے سے دائیں حفرہ حرقفیہ میں ورم بڑھتا ہے جو دبانے سے پلپلا ہوتا ہے۔ یہ خراج زائدہ کی پہلی علامت ہے۔ اور اگر مریض کا اپریشن کیا جائے تو اس ابتدائی حالت میں بھی پھوڑے کی ساخت نظر آتی ہے۔ اوپر جو عام علامات بیان کی گئی ہیں وہ زیادہ تیز ہوتی ہیں۔ مقامی ورم میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ ابتدا میں اعور اور امعاء دقیق کے چکروں کے درمیان پیپ پڑتی ہے اور باریطون لُعابی ریشوں سے بند ہو جاتا ہے یا بعض اوقات امعاء دقیق کے زیریں چکروں کے درمیان کسی قدر پیپ کے ساتھ لیفی مصلی (Sero-Fibrinous) ترشح ہوتا ہے یہ پھوڑا جو زیادہ بڑا نہیں ہوتا یا تو عضلہ صلب پر بنتا ہے یا طنف العجز پر۔ بعض اوقات مقامی پھوڑا بڑھ کر بالکل اندر ہوتا ہے۔ یہ مختلف سمتوں میں سوراخ کر سکتا ہے۔ کبھی اس کا منہ باہر کی جانب ہوتا ہے اور کبھی اس کا مواد معاء مستقیم، اندام نہانی یا مثانہ کے ذریعہ سے خارج ہوتا ہے۔ اس پھوڑے کے جوف صفاق میں پھٹنے سے التہاب صفاق عمومی کی خطرناک صورت پیدا ہو جاتی ہے خراج کے اثر سے موت یا تو خون کی سمیت سے واقع ہوتی ہے یا وریدو شریان میں سوراخ ہو جانے سے یا ورید البابی کے التہاب سے۔

التہاب صفاق عمومی زائدہ کا پھوڑا یا غانغرانا پھوٹ کر جوف صفاق کو ملوث کر دیتا ہے۔ اس سے معدہ کے تمام عضلات بہت سخت ہو جاتے ہیں اور ان کو دبانے سے سختی محسوس ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ پھوڑے کو قابو میں کر لیا جاتا ہے اور وہ جوف صفاق کے اندر نہیں پھوٹتا۔ لیکن زائدہ دودیہ کا التہاب صفاقی سطح سے بڑھ کر تیزی سے ارد گرد کی صفاق میں پھیل جاتا ہے اور مریض کی اختلال پذیر قوت مدافعہ جب اس بڑھتے ہوئے التہاب کو روکنے کی کوشش میں ناکام رہتی ہے تو التہاب صفاق عمومی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ صورت بالعموم مہلک ہوتی ہے۔ اور التہاب زائدہ دودیہ کے مریض زیادہ تر التہاب صفاق عمومی ہی کے ذریعہ سے موت کا شکار ہوتے ہیں۔

التہاب زائدہ دودیہ کے خطرناک ہونے کا راز یہی ہے کہ شروع ہی سے اس کا اثر صفاق پر ہوتا ہے اور بخار، قے، درد اور دوسری ابتدائی علامات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غشاء صفاقی زیادہ اثر پذیر ہو رہی ہے۔ التہاب صفاق عمومی میں درد اور ورم منتشر ہو جاتا ہے اور تنفس کی بطنی حرکات بند ہو جاتی ہیں۔ نبض زیادہ تیزی سے چلتی ہے۔ قے اور متلی کی شکایتیں بڑھ جاتی ہیں۔ زبان بالکل خشک ہو جاتی ہے اور پیشاب بہت کم ہوتا ہے۔ التہاب صفاق عمومی کی کیفیت پیدا ہو جانے کے بالعموم چوتھے دن علامات بالکل واضح ہو جاتی ہیں۔ مریض پیر پھیلا کر لیٹ نہیں سکتا۔ خون میں سمیت بڑھتی ہے۔ پسینہ زیادہ آتا ہے اور چہرہ پر مردنی چھا جاتی ہے۔ بعض اوقات مریض کے آغوش اجل میں جانے سے ایک آدھ دن پہلے بدنظمی معدہ کی شکایات بہت بڑھ جاتی ہیں۔ چند مثالیں ایسی بھی موجود ہیں کہ مریض التہاب صفاق کی عمومی کیفیت طاری ہونے کے بعد صرف بارہ گھنٹے کے اندر مر گیا۔

اثرات بعید چھیدنے والے التہاب زائدہ دودیہ کے اثرات بعید (Remote Effects) کا مطالعہ بھی غور طلب ہے۔ اس مرض میں جریان خون بھی ہو سکتا ہے۔ ایک واردات (کیس) میں زائدہ دودیہ عظم العجز سے ملتصق ہو گیا تھا اور پھوڑے کے جوف نے امعاء دقیق میں دو جگہ سوراخ کر دیا تھا۔ مریض کی موت شدید جریان خون کی وجہ سے عمل میں آئی۔ کبھی کبھی امعاء دقیق کی کوئی اندرونی ورید بھی پھٹ جاتی ہے۔ ورید ساریقی کے التہاب سے قیحی التہاب ورید البابی کی کیفیت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ ایسی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں کہ مریض زائدہ دودیہ کے جگر میں پھوڑا ہو گیا۔ یا زائدہ نے فتق کی تھیلی میں سوراخ کر دیا۔ سوء ہضم، قرح، فم معدہ تحتانی کے تشنج، التہاب بانقراس (Pancreatitis) اور تشمع الکبد (Cirrhosis) کا شمار بھی التہاب زائدہ دودیہ کے اثرات بعید میں ہے۔

بعض اوقات اپریشن کے بعد مریض کی حرقفی یا فخذی وریدوں میں جمود الدم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور سداد رئوی کی وجہ سے

موت اچانک عمل میں آتی ہے۔ کبھی کبھی ٹانگ یک لخت سیدھی ہو کر رہ جاتی ہے اور گھٹنے پر سے مڑ نہیں سکتی۔ آنتیں الجھ جاتی ہیں۔

التہاب زائدہ دودیہ مزمن التہاب زائدہ دودیہ حاد کے متواتر حملوں سے مرض مزمن حالت اختیار کر لیتا ہے لیکن معالجین کے تجربات میں ایسی واردات بھی آتی ہیں جن میں مرض زائدہ کی متعارف علامات معالج کی صحیح رہنمائی نہیں کر سکتیں۔ یعنی ایک مریض پر کئی سال پہلے التہاب زائدہ دودیہ حاد کا حملہ ہوا تھا۔ اور وہ رفع ہو گیا۔ اس کے بعد مرض دفعتاً مزمن صورت میں نمودار ہوا۔ مزمن حالت میں معدہ کی شکایات زیادہ واضح ہوتی ہیں۔ بالعموم کھانے کے بعد پیٹ میں درد اٹھتا ہے۔ متلی بڑھ جاتی ہے۔ پیٹ میں نفخ رہتا ہے۔ قے عام طور پر نہیں ہوتی اور اگر کبھی شاذ و نادر ہو جائے تو مریض کو سکون ملتا ہے۔ حملۂ حاد میں درد زیادہ تر حفرۂ حرقفیہ میں ہوتا ہے۔ لیکن مزمن میں اس کی کیفیت شرسیفی ہوتی ہے۔ درد میں کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے مگر مریض کی حالت کرب و اضطراب سے خالی نہیں ہوتی۔

التہاب مزمن کے مقامی اشارات مرض کی مزمن شکل میں مقامی اشارات غیر معین ہوتے ہیں۔ دائیں حفرۂ حرقفیہ میں نرمی اور اس مقام پر دبانے سے بالائی بطن کے وسطی حصہ (Epigastrium) میں تکلیف محسوس ہو سکتی ہے۔ اگر زائدہ قولون کے پیچھے ہو تو معدہ کے دائیں بالائی ربع میں درد ہوتا ہے۔ قبض کی تکلیف عام طور پر بڑھ جاتی ہے۔ اگر زائدہ عانہ میں ہو تو مثانہ کی سوزش میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس حالت میں ایکس رے کا معائنہ اہمیت سے خالی نہیں۔ اعور کے گرد التصاق مرض مزمن کی خاص علامت ہو۔

تشخیص تیس سال سے کم عمر کے اشخاص پر التہاب زائدہ دودیہ کا حملہ زیادہ ہوتا ہے۔ دائیں حفرۂ حرقفیہ میں درد، بخار اور مقامی نرمی اس مرض کی واضح ترین علامتیں ہیں۔ لیکن صفراوی و کلوی قولنج، التہاب حوض کلیہ اختناق مجری بول اور التہاب صفاق وغیرہ کی بھی بعض شکایات ایسی ہیں جن پر بادی النظر میں التہاب زائدہ دودیہ کا گمان ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تشخیص میں احتیاط کی ضرورت ہو۔ اسی طرح بعض اوقات کلیہ متحرکہ کے بحران پر بھی التہاب زائدہ کا دھوکا ہوتا ہے۔ عورتوں کے وہ چند امراض جن کی علامتیں التہاب زائدہ دودیہ سے ملتی جلتی ہیں حسب ذیل ہیں:۔

زنانہ حیض کے بعض درد۔ التہاب بوق رحمی۔ التہاب بطانۂ رحم، خاص کر جب کہ عنق (Pedicle) میں بھی کجی آ گئی ہو اور حویصلات جرافی (Grafian Follicles) میں نزف خون۔ صحیح تشخیص کے لیے ان مریضوں کے حالات کا بغور مطالعہ ضروری ہے حمل بوق مبیضی کی بعض علامتوں پر بسا اوقات التہاب زائدہ دودیہ متواتر کا دھوکا ہوتا ہے۔ نزفی التہاب بالنقراس کی علامتیں التہاب زائدہ سے پیدا ہونے والے التہاب صفاق عمومی سے ملتی ہیں۔ اطبا کو کبھی کبھی حتیٰ تیفو دیہ کی بعض علامتوں سے بھی التہاب زائدہ کا مغالطہ ہوا ہے۔ بچوں کے امراض میں خاص کر قے کا دورہ معالج کے لیے کافی گمراہ کن ہے۔ اس میں بچے کو بار بار شدید قے ہوتی ہے۔ معدہ میں سخت درد اٹھتا ہے اور اعور کے پاس نرمی محسوس ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں بچے کے قارورہ کا معائنہ ضروری ہوتا ہے۔ التہاب حوض کلیہ حاد اور التہاب زائدہ دودیہ کی تفریقی تشخیص بھی قارورہ کے معائنہ سے کی جا سکتی ہے۔

لفائفی اعوری (Ileo-cecal) عقدون (Nodes) کے التہاب میں کہ جب شدید درد اور قے کے ساتھ دائیں حفرۂ حرقفیہ میں ورم بھی ہو تشخیص بعض اوقات دشوار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہسٹیریا کی بعض علامتیں بھی گمراہ کن ہیں۔

التہاب زائدہ دودیہ مزمن کی صحیح تشخیص کے لیے بہت کچھ غور و فکر کی ضرورت ہے۔ مریض کا گہرا مطالعہ کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پہلے کن کن امراض میں مبتلا ہو چکا ہے۔ تشخیص کے سلسلہ میں امراض عانہ، گردے اور مثانہ کی پتھری، التہاب حوض کلیہ اور خاص کر اختناق مجری بول کا بہت لحاظ رکھنا چاہیے (زیادہ عمر کے لوگوں پر اگر التہاب زائدہ دودیہ کا حملہ ہو تو بالعموم ان کے مثانہ میں پتھری بھی پڑ جاتی ہے۔ عصبی عورتوں میں جب التہاب قولون مخاطی مغص امعاء (Enteralgia) کے ساتھ ہو یا قولون اسفل میں قرحہ یا جزوی سُدّہ پڑ جائے تو تشخیص میں دشواری ہوتی ہے۔ اسی طرح صدری امراض حاد خاص کر نمونیا اور ذات الجنب کی حالت میں معالجین سے التہاب زائدہ دودیہ کی تشخیص میں غلطی ہو سکتی ہے۔ التہاب زائدہ دودیہ سے پیدا ہونے والے محدود التہاب صفاق اور حوض کلیہ یا اعور کے پھوڑے کی صحیح تفریقی تشخیص (خواہ یہ پھوڑا سادہ ہو یا سرطانی) بغیر آزمائشی (Exploratory) شگاف کے دشوار ہے۔

تشخیص کے سلسلہ میں مختصر طور پر یہ سمجھنا چاہیے کہ دائیں حفرۂ حرقفیہ کے مقامی درد میک برنیز پوائنٹ (McBurney's Point) کی نرمی، بخار، قبض یا اسہال کے ساتھ قے سے التہاب زائدہ دودیہ کا اظہار ہوتا ہے۔ درد کے بڑھنے اور منتشر ہو جانے، التہاب اذن الوسطیٰ بخار کے زیادہ بڑھنے اور نبض کے تیز تر ہو جانے کو التہاب صفاق عمومی کی علامات سمجھنی چاہییں۔ اطالوی ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ التہاب

زائدہ دودیہ مزمن کی حالت میں مریض کی دائیں آنکھ کی پتلی کسی قدر پھیل جاتی ہے

التہاب زائدہ دودیہ اور حمل ڈاکٹر آرنیس (شکاگو) نے کئی سال تک تجربات کے بعد دریافت کیا ہے کہ حاملہ عورتوں کا زائدہ عام طور پر تیسرے مہینے کے بعد بڑھتا ہے اور چھٹے مہینے عرف الحرقفہ (Iliac Crest) تک پہنچ جاتا ہے۔ عورتوں پر التہاب زائدہ دودیہ کا حملہ زمانہ حمل میں ۷ر۳ فی صدی ہوتا ہے۔

یورپ کے ایک بڑے اسپتال میں التہاب زائدہ دودیہ کی ایک سو تین مریض عورتیں جن کے خراج دودیہ میں سوراخ ہو گیا تھا، داخل ہوئی تھیں۔ ان میں سے ۸۹ عورتوں کا اپریشن کیا گیا۔ ۵۳ عورتیں صحت یاب ہوئیں اور ۳۶ مر گئیں۔ جن چودہ عورتوں نے اپریشن نہیں کرایا تھا ان میں سے ایک بھی جانبر نہ ہو سکی۔ جو ایک سو تین عورتیں اسپتال میں داخل کی گئی تھیں ان میں اسی عورتوں کا حمل اپریشن سے پہلے یا اس کے بعد ساقط ہو گیا۔ اسی اسپتال کی ایک رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک سو چار ایسی حاملہ عورتیں جن کے خراج دودیہ میں سوراخ نہیں ہوا تھا، پچاسی عورتوں کا اپریشن کیا گیا صرف ایک عورت جانبر نہ ہو سکی جن بقیہ ۵۴ عورتوں کا اپریشن نہیں ہوا تھا ان میں چار عورتوں نے داعی اجل کو لبیک کہا تیرہ عورتوں کا حمل اپریشن سے پہلے یا اس کے بعد ساقط ہوا۔

انجامِ مرض ڈاکٹر ردرفورڈ مارسین (Rutherford Morison) نے اپنے طویل تجربات کی بنا پر یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اگر درد کے شروع ہونے، معدہ کی سختی یا نرمی کے بڑھنے اور نبض کی رفتار تیز ہونے کے ساتھ ہی بارہ گھنٹے کے اندر اپریشن کر دیا جائے تو التہاب زائدہ دودیہ کا کوئی مریض نہیں مر سکتا۔ لیکن تجربات کی کسوٹی پر یہ رائے پوری نہیں اترتی۔ تین سال پیشتر شکاگو کے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی نگرانی میں سترہ ایسے مریضوں کا اپریشن کیا گیا جن پر التہاب زائدہ دودیہ کے حملے کو آٹھ دس گھنٹے ہی گزرے تھے۔ ان میں تین مریضوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور دوسری جانب مریضوں کی اکثریت بغیر اپریشن کے بھی صحت یاب ہو جاتی ہے۔ جب ایک بار اس مرض کا حملہ شروع ہو جائے تو انجام مرض کے متعلق پورے وثوق کے ساتھ کوئی پیشین گوئی نہیں کی جا سکتی تاہم اس کے حسب ذیل تین انجام ہو سکتے ہیں:۔

(۱) مختصر یا طویل دوروں کے بعد التہاب بتدریج ختم ہو جائے اور پھوڑے کی ساخت پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکے۔

(۲) زائدہ کا پھوڑا سطح ہی پر پھوٹ جائے اور اس کا مواد امعاء کے ذریعہ سے خارج ہو کر التہاب کو کم کر دے۔ لیکن اس صورت میں بعض اوقات ناصور قائم ہو جانے کا اندیشہ بھی رہتا ہے۔

(۳) پھوڑا جوفِ صفاق میں پھوٹ کر التہاب صفاق عمومی کی خطرناک کیفیت پیدا کر دے اس مرض میں اتلافِ جان زیادہ تر التہاب صفاق عمومی سے ہوتا ہے۔ اس کی شرح اموات موجودہ تجربات سے ۲ر۲۹ فی صدی ظاہر ہوتی ہے۔ خطرناک صورت میں کہ جب خراج دودیہ میں سوراخ ہو جائے انجام مرض کا انحصار اپریشن کے صحیح وقت پر ہے۔ مرض کے ایک بار حملہ آور ہونے کے بعد اگر اپریشن کے بغیر صحت ہو جائے تو اس کے اعادہ کا قوی امکان رہتا ہے۔

علاج موجودہ مغربی طب میں التہاب زائدہ دودیہ کو سرجیکل مرض تسلیم کیا جاتا ہے اور اس کا مؤثر ترین علاج یہی بتایا جاتا ہے کہ مریض کا جلد سے جلد اپریشن کر دیا جائے۔ لیکن یورپ اور امریکا کے بعض نامور ماہرین طب اس رائے سے اختلاف بھی رکھتے ہیں۔ چند سال ہوئے میڈیکل ایسوسی ایشن آف لندن کے سالانہ اجلاس میں سر جیمس بیری (Sir James Berry) نے اپنے پندرہ سال کے مسلسل تجربات کی بنا پر اپریشن کو بہترین طریقہ تسلیم کرنے کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا تھا:۔

> "میں جانتا ہوں کہ اپریشن کے طریقۂ علاج کو میرے معاصرین نے ایک بت بنا رکھا ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔ لیکن میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ بت تازہ انکشافات کی روشنی میں عنقریب ٹوٹنے والا ہے۔ میرے عہد نوجوانی میں التہاب زائدہ دودیہ کے بیشتر مریض بغیر اپریشن کے صحت یاب ہو جاتے تھے اور ان کی شرح اموات زیادہ نہ ہوتی تھی۔ لیکن اپریشن کی تمام موجودہ ترقیوں کے ساتھ مرنے والوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔"

اسی موقع پر سر جیمس بیری نے ماہرینِ طب کے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے کہ مریض کا جس قدر جلد اپریشن کر دیا جائے اسی قدر

اس کی صحت یابی کا امکان زیادہ قوی ہوتا ہے، فرمایا،

" ہمارے سامنے آں جہانی شاہ ایڈورڈ ہفتم اور مسٹر ایبرٹ صدر متحدہ ریاست ہائے امریکا کی مثال موجود ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم کا خراج زائدہ دودیہ دس دن کے بعد خارج کیا گیا اور وہ صحت یاب ہو گئے۔ لیکن پریذیڈنٹ ایبرٹ جن کا اپریشن مرض کی پہلی علامت ظاہر ہوتے ہی چوبیس گھنٹے کے اندر کیا گیا تھا، مر گئے۔"

اس تقریر کے جواب میں برطانیہ کے ایک دوسرے مشہور ماہر طب سر ہی۔ بگارڈن واٹسن نے کہا تھا کہ اب ہمیں اپریشن کی زیادہ ضرورت اس لیے محسوس ہوتی ہے کہ زمانہ گزشتہ میں التہاب زائدہ دودیہ کا حملہ عام طور پر ہلکا ہوتا تھا۔ لیکن اب بعض معاشرتی خرابیوں کی بنا پر اس نے شدت اختیار کر لی ہے۔ اس کے علاوہ ابتدائی حالت میں اپریشن کا فائدہ یہ ہے کہ متاثر زائدہ کو دور کر کے اس کے خراجی شکل اختیار کر لینے کے خطرناک نتائج کا انسداد کر دیا جائے۔

یورپ کے مشہور ماہرین طب میں ڈاکٹر جے ٹیلر اور ڈاکٹر میک نیل لو (McNeill Love) بھی اپریشن کے زیادہ حق میں نہیں ہیں۔ گلاسکو کے کئی اسپتالوں میں اعداد و شمار فراہم کرنے کے بعد ڈاکٹر ٹیلر نے اعلان کیا تھا کہ پانچ سال کے اندر جن ۶۷ مریضوں کا علاج صرف ادویہ کی مدد سے کیا گیا ان کی شرح اموات ۹٫۳ فی صدی تھی۔ لیکن ستانوے مریضوں کا اپریشن حملہ مرض کے دوسرے دن اور اس کے بعد کیا گیا ان کی شرح اموات ۴٫۱۵ فی صدی تھی۔

اس کے مقابلہ میں اپریشن کے حامیوں نے جو اعداد و شمار مرتب کیے ہیں ان کی حسب ذیل تفصیل دلچسپی سے خالی نہیں۔

کیفیت مرض	تعداد مرضا	صحتیاب ہوئے	مر گئے	شرح اموات فی صدی
التہاب صرف زائدہ تک محدود تھا	۶۳۳	۶۲۷	۶	۰٫۹
مقامی التہاب صفاق	۴۶۷	۴۳۸	۲۹	۶٫۲
مقامی خراج	۲۴۷	۲۳۱	۱۶	۴٫۶
التہاب صفاق عمومی	۲۳۰	۱۸۳	۴۷	۲۰٫۵
میزان	۱۶۷۷	۱۵۷۹	۹۸	۵٫۸

ڈاکٹر میک نیل لو فوری اپریشن کے حق میں نہیں ہیں۔ ان کے خیال میں بخار اتر جانے اور نبض کے اعتدال پر آجانے کے سات آٹھ دن کے بعد اپریشن کرنا چاہیے۔ ان کے مقابلہ میں جن مغربی ماہرین طب نے فوری اپریشن پر زور دیا ہے ان میں رولینڈ (Rowland) اور ایڈمس (Adams) کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان کے خیال میں اگر حاد صورت مرض کا حملہ ہوتے ہی اپریشن نہ کر دیا جائے تو متاثر زائدہ کسی نئی چھوت کو فوراً قبول کر لیتا ہے اور اس کی قدرتی شکل مسخ ہو جاتی ہے۔ اپریشن کے حامی ماہرین طب بھی مرض کے مزمن شکل اختیار کر لینے کے بعد اپریشن میں اس وقت تک تامل کرتے ہیں جب تک کہ مرض کی صحیح تشخیص نہ ہو جائے اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ بہت سے دوسرے امراض سے التہاب زائدہ دودیہ مزمن کی صحیح تفریقی تشخیص آسان نہیں ہے۔

اپریشن کے نظریہ کے علاوہ اپریشن کے طریقہ میں بھی مغربی ماہرین طب متفق الرائے نہیں ہیں۔ بیشتر ڈاکٹروں کے خیال میں زائدہ کے اپریشن کے بعد اس کے ٹھنٹھ کو موڑ کر دبا دینا چاہیے۔ لیکن چند اطبا نے جدید تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ اپریشن کے بعد ٹھنٹھ کو دبانے کے بجائے صرف معمولی گرہ لگا دینی کافی ہوتی ہے اور اس طرح اعور پر بھی کوئی ناخوش گوار اثر نہیں پڑتا۔

چند سال پہلے تک مرض کی حاد صورت میں عضلہ کو چیرنے والا اپریشن کیا جاتا تھا۔ لیکن اب ڈاکٹر اے ڈبلو سانڈرس دربٹوریا کی رائے کے مطابق معا مستقیم کے شگاف کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اسی طرح بہت سے اطبا مادہ خراج کی تنظیف (Swabbing) کے بجائے سکٹر (Suctor) استعمال کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سی۔ بی بینس کے خیال میں اگر زائدہ اعور کے ساتھ بالکل چپک گیا ہے تو اسے جدا کرنے کی کوشش کے بجائے غشاء مخاطی کو دور کر دینا چاہیے۔

یورپ کے ماہرین طب عام طور پر اس مرض میں علاج دوائی کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن جن بعض ڈاکٹروں نے دواؤں کے ذریعہ سے علاج کو پسند کیا ہے ان میں شیرن (Sherren) فاؤلر اور سر جیمس بیری کے نام قابل ذکر ہیں۔ یوروپین ممالک میں دواؤں کے

کے ذریعے سے التہاب زائدہ کے علاج کو عام طور پر "آشنر شیرن ٹریٹمنٹ" (Ochsner-Sherren Treatment) (شیرن کا طریقہ علاج) کہا جاتا ہے۔

علاج دوائی کے حامیوں کی متفقہ رائے یہ ہے کہ مریض کو کسی قسم کی ٹھوس غذا نہ دی جائے۔ اسے صرف سیال چیزیں پلائی جائیں اور وہ بھی منہ کے اندر ایک ایک قطرہ ٹپکا کر۔ مریض کا بستر پر لیٹے رہنا ضروری ہے۔ شیرن نے حقنہ یا ملین دواؤں کے استعمال کا مشورہ دیا ہے، لیکن سر جیمس بیری ملین نیز مخدّر دواؤں کے حق میں نہیں ہیں۔

التہابِ زائدہ دُودیہ کا طِبّی عِلاج

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بھی بیان ہو چکا ہے آج کل عام طور پر عمل جرّاحی (اپریشن) کو اس مرض کا واحد علاج سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر ابتدائے مرض میں طبیب نہایت ہوشیاری کے ساتھ مریض کا علاج کرے اور مریض بھی طبیب کی ہدایتوں پر عمل کر کے اس کو مدد پہنچائے تو علاج میں کامیابی ہو سکتی ہے، اور عمل جرّاحی (اپریشن) کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اگرچہ انتہائی حالات میں بھی مناسب علاج سے بعض مریض شفایاب ہوتے دیکھے گئے ہیں لیکن ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ انتہائی حالات میں کہ جب زائدہ میں پیپ پیدا ہو جائے یعنی پھوڑا بن جائے تو اس کا بہتر علاج یہی ہے کہ اس پر جلد از جلد عمل جرّاحی کرایا جائے۔

بہر حال اس مرض کا طبّی اصول علاج یہ ہے:۔

شدّتِ مرض کی صورت میں مریض کو آرام سے بستر پر لٹائے رکھیں، اور فوراً بذریعہ حقنہ آنتوں کو صاف کریں۔ درد کو تسکین دینے کے لیے تکمید وغیرہ کریں۔ اگر ضرورت سمجھیں تو ناقابلِ برداشت درد کو عارضی طور پر تسکین دینے کے لیے برشعشا جیسی مسکن دوا کھلائیں۔

درد کا دورہ موقوف ہونے کے بعد کھانے پینے میں احتیاط کرائیں اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ قبض ہرگز نہ ہونے پائے۔ مقام ورم پر محلّل ضماد وغیرہ استعمال کریں۔ اندرونی طور پر بھی محللات دیں۔

حقنہ:۔ تین پاؤ نیم گرم پانی میں ۶ ماشے صابون حل کریں اور اس میں ارنڈی کا تیل دو تولے شامل کر کے حقنہ کریں۔

خواہ ایک بار حقنہ کرنے سے درد میں تسکین ہو جائے لیکن جب تک مرض بالکل دور نہ ہو جائے روزانہ حقنہ کرتے رہیں تاکہ آنتوں میں فضلات جمع ہو کر مرض کو ترقی نہ دے سکیں۔ آنتوں کو صاف کرتے رہنا نہایت ضروری بات ہے، اس کا خاص خیال رکھیں۔

لیکن اگر حقنہ کا انتظام نہ ہو تو مغز املتاس چار تولے عرق گلاب بارہ تولے میں گھول کر شربت وردمکرر یا شربت دینار چار تولے ملا کر پلائیں یا ارنڈی کا تیل چار تولے پاؤ سیر دودھ میں ملا کر دیں۔

آنتوں کو صاف کرنے کے بعد تسکینِ درد کے لیے بوتل میں گرم پانی بھر کر پیٹ کو سینکیں یا پوست خشخاش دو تولے، مکو خشک ایک تولہ، ڈھاک کے پھول پانچ تولہ کو پانی میں جوش دیں اور اس میں بار بار تولیا بھگو کر نچوڑیں اور تہ کر کے درد کی جگہ پر رکھیں اور یہ ٹکیا بنا کر مقام ورم پر باندھیں:۔

ٹکیا:۔ ماش کا آٹا آدھ پاؤ لے کر بکری کے دودھ میں گوندھیں اور اس میں نمک طعام ایک تولہ، ہینگ ۳ ماشے، سونٹھ، برگ سویا ہر ایک ایک تولہ باریک پیس کر ملائیں اور ٹکیا بنا کر توے پر ایک طرف سے پکائیں۔ کچی طرف ارنڈی کا تیل چپڑ کر نیم گرم باندھیں۔

اگر ان تدابیر سے درد کو سکون ہو جائے تو خیر ورنہ تسکین درد کے لیے برشعشا ۴ رتی سے ایک ماشہ تک حسب ضرورت دیں۔

مستقل فائدہ کے لیے اندرونی طور پر یہ نسخہ صبح کو پلائیں:۔

نسخہ:۔ بادیان ۵ ماشے، گاؤزبان ۵ ماشے، گل بنفشہ ۵ ماشے، مویز منقیٰ ۹ دانے، مکو خشک ۵ ماشے، بیخ کاسنی ۵ ماشے۔ رات کو گرم پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کو مل چھان کر آب برگ شبت سبز مروق، آب برگ کاسنی سبز، آب مکو سبز مروق ہر ایک تین تولے اضافہ کر کے خمیرہ بنفشہ چار تولے ملا کر پلائیں۔

شام کے وقت مریض کو تقویت پہنچانے کی رعایت کرتے ہوئے یہ نسخہ دیں:۔

نسخہ:۔ دواءالمسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے کھلائیں۔ اوپر سے بادیان ۵ ماشے، مکو خشک ۵ ماشے، مویز منقیٰ (بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

مزاحیہ

"حکمتِ عملی"

از جناب کوثر صاحب، چاندپوری

مطب کرنے والے معالج چاہے حکمت نظری کو بھول جائیں مگر حکمت عملی کے سارے داؤں پیچ انھیں از بر ہتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ اسی سے ان کی معاش کے سارے وسائل وابستہ ہیں۔ پھر یہ کون سی دانش مندی ہے کہ وہ اسی چیز کو بھول جائیں جس سے ان کی موت نہیں تو زندگی کا ضرور قریبی تعلق ہے۔ ایک کامیاب طبیب کی حیاتِ مستعار کا جائزہ لیا جائے تو اس کی ساری زندگی میں یہی حکمت عملی جلوہ گر اور کارفرما نظر آئے گی، مثلاً جب کسی طبیب کے دوران علاج میں کوئی مریض مرجاتا ہے تو حکمت عملی کا سب سے پہلا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی موت کے متعلق کوئی ایسی بہترین تاویل کرے جس سے مریض کی مرگ ناگہانی کا کوئی بار اس کے غلط یا صحیح علاج پر نہ پڑے۔ بعض سادہ لوح تو فوراً کہہ دیتے ہیں۔ بھائی دوا نے تو اپنا پورا کام کیا مگر افسوس کہ طاقت نے جواب دے دیا۔ گویا طاقت کا دوا سے کوئی تعلق نہیں تھا یا دوا محض کمزوری بڑھا رہی تھی اور یہی اس کا کام تھا اور محض طاقت کا دوا میں کوئی لحاظ نہ تھا، یا مثلاً کسی مریض کے تن درست ہونے پر اُسے حکیم کی رائے میں ایک عمدہ قسم کی مقوی معجون کی لازمی طور پر ضرورت واقع ہوتی ہے، تو وہ اپنی پوری حکمت عملی سے اس کو یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ اگر اس نے اس معجون کو، جس کا صدری اور اسراری یا کسی سنیاسی کا بتایا ہوا نسخہ ان کے دادا صاحب کی قلمی بیاض کے سوا دنیا کی کسی کتاب میں دست یاب نہیں ہوسکتا، استعمال نہ کیا تو صحت یاب ہوجانے پر بھی اس کی موت کے بہت زیادہ امکانات باقی رہیں گے، اور بہت ممکن ہے کہ وہ فلاں صاحب کی طرح جو ایک دم چائے پیتے پیتے عالم بالا کو سدھار گئے تھے اور جن کی ناگہانی موت کا واقعہ تمام اخباروں میں چھپا تھا کہیں راستہ چلتے چلتے جنت اور دوزخ کے دوراہے پر گام زن نہ ہو جائیں۔ غرض طبیب کی پوری زندگی اسی قسم کی حکمت عملیوں سے پُر ہوتی ہے اور طبیب جتنا بڑا ہوتا ہے، اس کی حکمت عملی بھی اتنی ہی کارگر ہوتی ہے۔ لیکن ایسے ویسے نیم حکیموں کی حکمت عملی اکثر اوقات الٹی وبالِ جان ہی بن جاتی ہے۔ اتفاق سے ایک ایسے طبیب کو جو قانون رجسٹری کے نافذ ہو جانے کے بعد بھی نہایت خیروخوبی سے مطب کر رہے تھے، ۲ تولے رس کپور کی ضرورت ہوئی۔ ظاہر ہے کہ ایسا معقول طبیب جو ہزاروں نامعقول مریضوں کا صدرِ اعظم ہو، رس کپور کی اتنی بڑی مقدار اپنے زر پیسے سے نہیں خرید سکتا چنانچہ

بقیہ مضمون ص ۲۰

نونہالوں کو عرق مکو اور عرق برنجاسف ہر ایک ۵ تولے میں پیس چھان کر خمیرہ بنفشہ دو تولے ملا کر پلائیں۔

گاہے صرف آب برگ شبت سبز مروق، آب برگ مکو سبز مروق ہر ایک چار تولے میں شربت دینار چار تولے ملا کر صبح و شام دیں

بعض اوقات ورم کو تحلیل کرنے کے لیے یہ ضماد بھی لگاتے ہیں:-

ضماد:- مغز املتاس ایک تولہ، آرد جو ۶ ماشے، گل بابونہ ۶ ماشے، مکو خشک ۶ ماشے، رسوت ۲ ماشے، جدوار تین ماشے۔ سب کو مکو سبز کے پانی میں پیس کر ضماد کریں۔ جب یہ مرض مزمن شکل اختیار کرلے اور بار بار اس کے حملے ہوں تو دورہ کی حالت میں مذکورہ بالا علاج ہی کریں۔ البتہ اس مرض سے مستقل نجات حاصل کرنے کے لیے کھانے پینے میں احتیاط رکھیں۔ وقتاً فوقتاً حقنہ کے ذریعہ سے آنتوں کو صاف کرتے رہیں۔ یا حب تنکار دو عدد رات کو پانی کے ساتھ کھائیں اور کھانا کھانے کے بعد حب کبد نوشادری ۲ عدد کھالیا کریں ۔

طبیب نے ضعفِ باہ کے ایک مریض کے لیے، جو حقیقتاً ضعفِ دماغ کی چارہ گری کا مستحق تھا، نسخہ لکھتے وقت اپنے اس مقصدِ عظیم کو خاص طور پر ملحوظ رکھا اور نسخہ میں دوسری چیزوں کے علاوہ دو تولے رس کپور بھی لکھ دیا۔ پھر نسخہ مریض کے حوالے کر کے اس کو ہدایت کر دی کہ وہ دوائیں لے آئے تو بہترین اور لاثانی قوت کی گولیاں تیار کر دی جائیں گی۔ مریض نے بنانے کی ترکیب دریافت کی تو طبیب صاحب کچھ بوکھلا سے گئے اور دو چار باتیں بتا کر فرما دیا، "بھائی تم بنا نہ سکو گے، بہتر یہ ہے کہ دوائیں لے کر مجھے دے جاؤ۔ میں اپنی خاص نگرانی میں بنوا دوں گا۔" مریض سے کسی دانش مندی کی توقع رکھنا خصوصاً ایسی صورت میں کہ جب خود معالج پر بھی یہ بدگمانی نہ ہو سکتی ہو، بڑی بے وقوفی ہے۔ مریض نے دوائیں خریدنے کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ حکیم صاحب کی نیت میں کچھ فرق معلوم ہوتا ہے۔ وہ یقیناً آدھی سے زیادہ گولیاں رکھ لیں گے۔ لہٰذا خود ہی کیوں نہ بنا لو۔ گولیاں بنانے میں اہمیت ہی کیا ہے، جب کہ میں اپنی ابتدائی عمر میں زیادہ یعنی "قرصِ حیات" ہی بنا لیا کرتا تھا۔ یہ ارادہ جس قدر خطرناک تھا اس کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن مریض نے گولیاں بنائیں اور انھیں کھایا۔ پہلی ہی خوراک میں جب اس کے مضر اثرات ظاہر ہوئے اور قانونی شکنجہ قوت آزمائی کے لیے حرکت میں آیا تو حکیم صاحب نے بڑی حکمتِ عملی سے کام لیا اور جواب دہی کے طور پر فرمایا، "دو تولے رس کپور کوئی اناڑی بھی کھانے کے نسخہ میں نہیں لکھ سکتا۔ یہ نسخہ تو حقیقتاً طلاء کا تھا اور گولیاں بنا کر اس کو کھانے کی جگہ پتال جنتر میں ان کا تیل نکالنا چاہیے تھا۔ یہ تو مریض کی حماقت تھی کہ وہ انھیں کھا گیا۔" بہرحال یہ واقعہ ذکر حکمتِ عملی ہے بڑی بھروسے کی چیز، اور صرف طب ہی نہیں اب تو دنیا بھر کے علوم و فنون میں حکمتِ عملی کا دور دورہ ہے۔ موٹر کے حادثوں سے لے کر ریل کی ٹکروں اور اعزہ کی ملاقاتوں تک میں یہی حکمتِ عملی کارفرما ہے۔ مگر کہیں کہیں یہ ٹھوس اور عملی قوت ظرافت اور مزاح کی دل چسپ سرحد کو بھی چھو آتی ہے۔ ایک بار ہم اپنے ایک بہت ہی معتقد مریض کو دیکھنے گئے۔ اس سلسلہ میں ہمیں چند میل کا سفر بھی گاڑی میں طے کرنا پڑا۔ جب گرد و غبار میں اٹے ہوئے وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ مریض کی حالت بہت خراب ہے۔ دروازہ پر عیادت کرنے والے معصوم دیہاتیوں کا ایک ہجوم تھا۔ سب اپنی اپنی کہہ رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی ایک صاحب نے ہندستانی قسم کی خوشامد کے طور پر فرمایا، "اب تو پٹیل ضرور اچھے ہو جائیں گے۔ حکیم صاحب کا ہاتھ لگا نہیں اور بیماری بھاگی نہیں! اللہ نے حکیم صاحب کو خدا نے بڑا جس دیا ہے۔" ایک اور بزرگ بولے، "ان کی دوا تو گولی کی طرح لگتی ہے۔ ہر گویا فوراً مار ڈالتی ہے!)

"اجی دم توڑتے ہوئے بیماروں کو اچھا کر دیا ہے ذرا سی دیر میں!"

"پٹیل کی قسمت اچھی تھی جو حکیم صاحب آ گئے!"

ہم نے ایک ماہر ہندستانی لیڈر کی طرح جو دیہات کے سادہ لوح اور پُرخلوص انسانوں کی فطرت سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے اور ان کا ووٹ حاصل کرنے کی غرض سے موقع بے موقع مُسکراتا رہتا ہے، لیکن ووٹ لینے کے بعد انھیں بالکل بھول جاتا ہے، ذرا مصنوعی تبسم کے ساتھ سوال کیا،

"خیریت ہے؟"

"خیریت کیا ہے۔ پٹیل بے ہوش پڑے ہیں۔ بس کوئی گھڑی کے ہی مہمان ہوں گے۔"

"قسمت اچھی تھی جو آپ آ گئے۔"

ہم نے کہا، "پھر پردہ کرائیے ذرا جلدی سے۔" کل عید ہونے والی تھی اور ہمیں یہ فکر تھی اگر کہیں پٹیل روانہ ہو گئے تو ہماری خیریت نہیں اول تو ہمیں ٹھیرنا پڑے گا۔ پھر اب جس قدر ہماری تعریف کی جا رہی ہے، اس حادثہ کے بعد اتنی ہی بُرائی کی جائے گی۔ اس کے علاوہ ہمیں عملاً جو ہمدردی پسماندگان کے ساتھ کرنی پڑے گی، چاہے اس میں اشک ریزی اور سینہ کوبی کے فرائض داخل نہ ہوں، پھر بھی شب بیداری اور بھوک ہڑتال بس کے ضروری جزو ہوں گے۔ بہرحال جس وقت ہم نے مریض کو دیکھا ہے اس کی روح اپنے مرکزِ اصلی پر پہنچ چکی تھی اور جسدِ خاکی نہایت احتیاط سے لحاف بچھونے میں لپٹا ہوا رکھا تھا۔ دفعتاً ہمارے چہرے پر تغیر کے آثار نمایاں ہوئے، لیکن ثابت قدمی کے ساتھ حکمتِ عملی پر عمل پیرا ہونے کا یہی وقت تھا۔ ہم نے فوراً کہا، "گاڑی تیار کر لیجئے۔ حالت بہت خراب ہے۔ میں فوراً جواہر مہرہ بھیجتا ہوں اس کو استعمال کرایا جائے۔ اب تاخیر کی گنجائش نہیں ہے۔ ایک شخص تیز گھوڑے پر بٹھا کر ساتھ کر دیا جائے جو آناً فاناً دوا لے آئے!"

غریب دیہاتی کتنی ہی مصیبت میں ہوں اپنی خاطر تواضع کی فطرت سے منحرف نہیں ہوتے۔ باوجودیکہ موقع نہایت نازک تھا لیکن ہمارے گاڑی بان نے جو اتفاق سے پٹیل کے گہرے دوست تھے اور ہمارے ساتھ عیادت کی غرض سے چلے تھے، تعریف کے طور پر شروع

میں یہ کہدیا تھا کہ حکیم صاحب نے اتنی ہمدردی اور ایثار سے کام لیا کہ کھانا بھی نہیں کھایا اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ اب ہم سے کھانا کھانے کا اصرار شروع ہو گیا۔

"حکیم صاحب کھانا کھا لیجیے!"

"نہیں بھائی یہ وقت کھانے کا نہیں ہے! مجھے بھوک بھی نہیں ہے۔ آپ تو جلدی سے گاڑی تیار کرائیے!"

لیکن ہماری ایک نہ چلی، سب نے ایک آواز میں کہنا شروع کیا، "حکیم صاحب یہ نہیں ہو سکتا!"

"کھانا بالکل تیار ہے"

"بس نکالا جا رہا ہے"

"بس ایک دو لقمے ہی سہی!"

"حکیم صاحب بھوکا تو کبھی نہ جانے دیں گے ہم آپ کو! دیکھیے شام بھی تو ہو گئی!"

اتنے میں کھانا آ گیا۔ ہم نے دل میں کہا بڑا غضب ہوا۔ یہ تو بڑی بے حمیتی کی بات ہے۔ ہزار انکار کیا۔ لیکن کسی نے نہ مانا اور ہم نے بھی اس خیال سے کہ ان لوگوں کو کسی حادثہ کا شبہ نہ ہو جائے طوعاً و کرہاً دو چار لقمے کھا ہی لیے۔ اب گاڑی بھی تیار ہو چکی تھی اور ہمارا گاڑی بان بھی اپنی لمبی ڈاڑھی پر بھیگے ہوئے ہاتھ پھیرتا ہوا آ گیا تھا اور اس نے اپنے مخصوص لہجہ میں پوچھا "کیوں صاحب چلیں؟"

"ہاں بھائی جلدی چلو!"

ہم گاڑی میں بیٹھ کر چلے۔ اور جب تک گاڑی گاؤں کے اندر رہی کان لگا لگا کر سنتے رہے کہ رونے کی آواز تو نہیں آتی۔ بیل اگرچہ نہایت تیز تھے مگر معلوم ہوتا تھا کہ گاڑی بہت آہستہ چل رہی ہے۔ خدا خدا کر کے گاؤں آنکھوں سے اوجھل ہوا اور ہمیں اس راز کے فاش نہ ہونے اور اپنی حکمت عملی کے کامیاب ہو جانے سے بیحد مسرت ہوئی۔ اسی خوشی کے جوش میں ہم نے اپنے گاڑی بان سے کہا ——— "منیر خاں جلدی جلدی چلے چلو۔ کہیں ٹھیرنا نہ پڑ جائے!"

"کیوں صاحب ٹھیرنا کیوں پڑ جائے گا؟"

"بھائی پٹیل کا تو انتقال ہو چکا۔ مگر میں نے یہ سوچا کہ اگر یہ بات منہ سے نکال دی تو اس وقت روانگی رک جائے گی اور عید بدمزہ بلکہ کرکری ہو جائے گی۔"

ہو، ہو، ہو کی ایک بھیانک آواز آئی اور منیر خاں ہاتھ سے بیلوں کے رسّے اور سر سے صافہ پھینک گاڑی سے اتر زمین پر گھٹنوں میں سر دے کر بیٹھ گیا۔ "کیا واقعی پٹیل مر گئے حکیم صاحب؟"

"ہاں کہہ تو رہا ہوں مگر تم صبر کرو نا اب!"

پھر وہی ہو، ہو ہو کی مہیب صدا آئی اور منیر خاں بڑی بے مروتی کے ساتھ ہمیں چھوڑ کر گاؤں کی طرف بھاگے۔ اب ہماری حکمت عملی بری طرح ناکام ہو چکی تھی اور بڑی حیرت کے ساتھ ہم منیر خاں کے تاثرات پر غور کر رہے تھے۔ رعب، اثر، وجاہت، تعلقات کا پاس غرض سب ہی چیزیں اس مخلص آدمی کے روکنے میں غیر مؤثر ثابت ہوئیں اور وہ ننگے سر بال نوچتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔ ہم نے بہت غور کیا کہ اس موقع پر حکمت نظری سے کام لیا جائے۔ مگر جہاں حکمت عملی بے کار ہو جاتی ہے وہاں حکمت نظری کے معطل ہو جانے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اب ہم گاڑی سے اترے اور بڑی مشکل سے بیلوں کے رسے سنبھال کر منیر خاں کی جگہ بیٹھے۔ چاہا کہ بیلوں کو چلائیں مگر اس مقولہ کی صداقت کا ہمیں قائل ہونا پڑا کہ "سائنسی علم دریا و ہے" بیل شاید آدمی کو پہچانتے تھے۔ اپنی جگہ سے ٹس سے مس بھی نہ ہوئے۔ ہم نے ایک ایک لکڑی رسید کی۔ پھر ان کی دُموں کو مروڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تو بیل بہت تیز دوڑے مگر ذرا دور چل کر ایک دوسرا راستہ تھا جو ذرا پھیر کھا کر گاؤں کو واپس چلا گیا تھا۔ بیل اس راستہ کی طرف چلے ہم نے پوری طاقت سے انھیں قابو میں لانے کی کوشش کی۔ مگر جب منیر خاں ہی قابو سے باہر ہو چکے تھے تو یہ تو پھر بیل تھے۔ ان کی کیا شکایت؟ بیل دو تھے اور ہم تنہا۔ انھوں نے گھر کا رخ کیا، ہم نے رسّے کھینچے۔ اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ بیلوں کی زبانیں منہ سے باہر آ گئیں۔ مگر انھوں نے رکنے کا نام نہیں لیا اور تیز دوڑتے ہوئے گاؤں کی طرف چلے۔ وہ تو یہ اچھا ہوا کہ راستہ نہ چھوڑا ورنہ گاڑی الٹ پلٹ ہو جاتی اور شاید ہمیں بھی عالم بالا میں پہنچ کر پٹیل سے معانقہ کرنا پڑتا۔ جس وقت بیل ہمیں لے کر پٹیل کے گھر پہنچے ہیں منیر خاں آنگن میں کھڑے سر پیٹ رہے تھے اور ہائے پٹیل، ہائے پٹیل کی آسمان بوس صدائیں (بقیہ صفحہ ۴۲ پر)

معلومات

انسانی زندگی پر رنگوں کے اثرات قدرت میں رنگ کا جو عنصر ہے اس کا ہماری زندگیوں پر مخصوص اثر پڑتا ہے۔ بسا اوقات یہ اثر اس سے بہت زیادہ ہوتا ہے جتنا ہم توقع کرتے ہیں۔ رنگ میں یہ طاقت ہے کہ جو چیزیں ہمیں مرغوب ہیں یا نامرغوب ہیں ان میں تبدیلی پیدا کر دے اور ڈاکٹر ایڈورڈ پوڈوسکی کے قول کے مطابق وہ انسانی حواس کے لیے ایک بہت ہی اہم غذا ہے۔ ایسی ہزارہا مثالیں بیان کی جاتی ہیں جن میں صرف رنگ کی بدولت جذباتی تحریک یا ردِ عمل پیدا ہوا۔ لندن میں بلیک فرس کے پل کے رنگ کی تبدیلی کا یہ بیّن اثر دیکھا گیا کہ خودکشی کی وارداتیں کم ہو گئیں۔ نیویارک میں ہوٹلوں کا رنگ تبدیل کرنے پر یہ دیکھا گیا کہ ہوٹل میں کھانا کھانے والوں کی بھوک بڑھ گئی۔ اسکولوں میں سیاہ تختوں کا رنگ بدل دینے سے لڑکے زیادہ خوش و خرم رہنے لگے۔ اسپتالوں کی دیواروں کا رنگ جب تبدیل کر دیا گیا تو مریضوں کی اشتہا میں اضافہ ہو گیا۔ ایک بڑے کارخانے میں چھت کا رنگ بدل دینے سے کاریگروں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اسکولوں میں سست اور نکمے طالب علموں میں شوق اور ذوقِ عمل پیدا کرنے کے لیے سرخ رنگ سے کام لیا جاتا تھا۔ اور اسی رنگ کو ڈاکٹر کیمل فلیمرین نے پودوں کے نشوونما کو تیز کرنے کے لیے استعمال کیا اور کامیابی ہوئی۔ ہلکے پیلے رنگ کے کھانوں سے اکثر متلی ہوتی ہے۔ مسافر گاڑیوں میں بھی پیلا رنگ نہ استعمال کرنا چاہیے۔ ان گاڑیوں کے لیے سبز رنگ بہتر ہے۔ دوسرے رنگوں کی بہ نسبت سرخ رنگ کے دانتوں کے برش زیادہ فروخت ہوتے ہیں۔ خود نویس قلموں میں ہر دل عزیز رنگ ہرا ہے۔ باورچی خانوں میں نارنجی۔ نیلا رنگ عورتوں کی طمانیتِ قلب کا باعث ہوتا ہے۔ سفید رنگ کا تعلق چاندنی سے ہے یا عشق و محبت کے کارناموں سے۔ جو کنواری لڑکیاں سفید لباس پہنتی ہیں وہ بالعموم اپنے پسندیدہ مرد کو بہ آسانی حاصل کر لیتی ہیں۔ سیاہ رنگ شب خوابی کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہے۔ کھیلنے کے کمروں کے لیے لال رنگ اچھا ہے۔ بادامی اور قرمزی رنگ کھانے کے کمرے کے لیے مناسب ہے۔ ڈاکٹر پوڈوسکی نے بتایا کہ رنگ کا اثر انسانی مزاج کی کیفیت پر بھی ہوتا ہے۔ سفید رنگ پاکیزگی کا اظہار کرتا ہے اور سرخ سے خواہشات اور جذبات کا غلبہ ٹپکتا ہے۔ ہر زبان میں ایسے محاورات موجود ہیں جن میں مزاج کی کیفیت رنگ سے ظاہر کی جاتی ہے۔ مختلف ملکوں میں مختلف رنگ پسند کیے جاتے ہیں۔ رنگ کے ذریعہ سے انسانوں کی شخصی عادتیں اور خصلتیں بھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔ ذہین اور طباع لوگ بالعموم نیلا رنگ پسند کرتے ہیں۔ کھلاڑیوں اور ورزش کرنے والے آدمیوں کو سرخ رنگ سے رغبت ہوتی ہے۔ کاری گر بالعموم بسنتی رنگ پر جان دیتے ہیں اور زندہ دل آدمیوں کو نارنجی رنگ سے محبت ہوتی ہے۔

بقیہ مضمون صـ۲۳

ملنا ہو رہی تھیں۔

"کیا ہوا منیر خاں خیریت تو ہے۔ کیا پٹیل مر گئے؟ ارے تمھیں کیوں کر معلوم ہوا؟"

"حکیم صاحب تو کہہ گئے ہیں ابھی زندہ ہیں"

"بھائی بات تو کرو۔ اب دوا آتی ہوگی!"

"کیا حکیم صاحب نے بھیجا ہے تمھیں کچھ کہہ کر؟"

بڑی مشکل سے منیر خاں نے عین اس وقت جب ہم بھی وہاں پہنچ چکے تھے کہا، "حکیم صاحب کہہ رہے ہیں پٹیل مر گئے۔"

پورا مجمع گریہ و زاری میں منیر خاں کا شریک ہو گیا اور ہمارے آنے پر کسی نے معمولی توجہ بھی نہ کی۔ بیل گھاس کھانے میں معروف ہو گئے۔ اور ہم اپنی حکمت عملی کے ناکام ہو جانے پر گاڑی میں بیٹھے بیٹھے پشیمانی کا احساس کرتے رہے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اپنا پورا ساز و سامان لے کر پیدل تو جا نہ سکتے تھے اور اس مجمع میں کسی کو اتنا ہوش نہ تھا جس سے ہم کہتے کہ خدا کے لیے ہمیں تو گھر پہنچا آؤ۔ کل عید ہے!

ہماری زندگیوں پر رنگوں کا اس قدر اثر اس لیے ہوتا ہے کہ ہمارے تمام حواسوں میں ہماری بصارت ہی کی حس سب سے زیادہ اہم ہے اور یہی دوسرے سب حواسوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ ایک انسان کے اگر آنکھیں نہ ہوں تو اس کی زندگی بالکل ہیچ ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ رنگ کا خاص اثر ہمارے جسم پر نہیں بلکہ دل پر ہوتا ہے۔ لیکن اسٹینفورڈ یونی ورسٹی کے ڈاکٹر رو برٹ راس نے بالکل علمی طریقوں پر تجربے کرکے یہ معلوم کیا ہے کہ سرخ رنگ سے ہمارے جسم کے عضلات کو بہت زیادہ تحریک پہنچتی ہے۔ معمولی روشنی میں عضلات کی قوت عمل کو ۲۳ قرار دے کر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ نیلے رنگ کی روشنی میں یہ قوت عمل ۲۴ ہو گئی۔ سبز روشنی میں ۲۸، زرد روشنی میں ۳۰ اور نارنجی میں ۳۵۔ لیکن جوں ہی کہ شوخ سرخ رنگ کی روشنی ڈالی گئی تو یہ عضلات کی قوت عمل ایک دم سے ۴۲ پر جا پہنچی۔ اسی بنا پر سرخ رنگ بعض مدرسوں میں سست لڑکوں کو ابھارنے اور آمادۂ عمل کرنے کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ انسانی زندگی اور رنگ کے درمیان بے شمار تعلقات ہیں۔ اسی چیز نے ڈاکٹر پوڈولسکی کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے: "یہ دنیا رنگوں کی دنیا ہے اور ہر رنگ ہمارے دل اور ہمارے جسم پر ایک مخصوص اثر رکھتا ہے۔"

بچے کو مصنوعی غذا کتنی دینی چاہیے؟ عام اصول یہ ہے کہ :- (۱) بچے کو ڈیڑھ اونس (پون چھٹانک) گائے کے دودھ کی اپنے جسم کے ہر پونڈ (آدھ سیر) وزن کے لیے چوبیس گھنٹے میں ضرورت ہوتی ہے۔ گویا اگر بچہ بیس پونڈ وزنی ہے تو اسے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں تیس اونس یعنی ۱۵ چھٹانک دودھ کی ضرورت ہے۔ اتنی مقدار سے اس کے جسم کے سبھی اجزا اور چربی اور نمکیات کی ضرورتیں بدرجۂ اقل پوری ہو جائیں گی۔

(۲) بچے کو اپنے جسم کی مناسبت سے فی پونڈ وزن کے لیے ایک اونس کا آٹھواں یا دسواں حصہ شکر کی چوبیس گھنٹوں میں ضرورت ہوتی ہے۔

(۳) بچے کو دو سے ڈھائی اونس تک پانی کی یا کسی دوسرے سیال کی اپنے جسم کے ہر پونڈ کے لیے چوبیس گھنٹوں میں ضرورت ہوتی ہے۔

(۴) دودھ سے حرارت کی کیلوریز بحساب ۲۰ کیلوریز فی اونس پیدا ہوتی ہیں۔

(۵) شکر کی حرارت پیدا کرنے کی استعداد فی اونس ۱۲۰ کیلوریز ہے۔

(۶) بچے کو اپنے وزن کی مطابقت سے چوبیس گھنٹوں میں ہر ایک پونڈ وزن کے لیے ۴۵ اور ۶۰ کیلوریز کے درمیان ضرورت ہوتی ہے۔

(۷) ایک معمولی شیر خوار بچہ کہ جس کا وزن ۱۰ پونڈ ہو اسے چوبیس گھنٹے میں غذا کی مندرجہ ذیل مقدار کی ضرورت ہوتی ہے :-
دودھ ۱۵ اونس یعنی ساڑھے سات چھٹانک۔ شکر ڈیڑھ اونس یعنی پون چھٹانک۔ پانی ۲۵ اونس یعنی ساڑھے بارہ چھٹانک۔ پانی کے متعلق یہ خیال رہے کہ چونکہ دودھ کی صورت میں ۱۵ اونس سیال بچے کو مل سکتا ہے اس لیے صرف دس اونس پانی کی ضرورت باقی رہے گی۔

آلو کھایا کیجیے ڈاکٹر اسٹینلے لیف لکھتے ہیں کہ اگرچہ یہ کسی قدر عجیب بات معلوم ہوتی ہے، لیکن آلو فی الحقیقت بہترین غذاؤں میں سے ایک ہے۔ اگر اچھی طرح حفاظت سے رکھے جائیں تو آلو خراب نہیں ہوتے۔ آلو میں فولاد، کیلسیم، فاسفورس اور پٹاسیم کی مقدار بہت کافی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس میں میگنیشیم، سوڈیم، گندک، کلورین، مینگنیز، سلیکان، آیوڈین، اور تانبا بھی علاوہ دیگر معدنیات کے پائے جاتے ہیں۔ چونکہ ان سب چیزوں کو انسانی جسم اپنی تعمیر میں استعمال کرتا ہے، اس لیے ظاہر ہے کہ بطور غذا کے آلو کی فوقیت بے بنیاد نہیں ہے۔

آلو کے اندر چربی میں حل ہونے والی حیاتین نہیں ہوتیں۔ لیکن پانی میں حل ہونے والی حیاتینوں کا وہ ایک اچھا ذخیرہ ہے۔ اس قسم کی حیاتینوں میں سے حیاتین "ج" بہت ہی اہم ہیں جو آلو میں پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ پکانے میں ان میں سے بہت سی ضائع ہو جاتی ہیں۔ آلو کے اندر حیاتین "ب" کی مقدار اتنی ہی ہوتی ہے کہ جتنی گیہوں کی روٹی میں۔

پکانے میں حیاتین کی بربادی اس سبب سے بھی ہوتی ہے کہ وہ پھیل جاتی ہیں اور اس لیے بھی کہ حرارت سے وہ جل جاتی ہیں۔ اس بات

کے پیش نظر بھاپ کے ذریعہ سے پکانے کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہلکی آنچ پر دیر تک پکانا یا دیر تک کھانا گرم رکھنا ممکن ہے کہ حیاتین کو بالکل ہی ضائع کر دے، بالخصوص حیاتین "ج" کو۔ اس ضمن میں تجربہ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ چھلے ہوئے آلوؤں کی بنسبت بے چھلے آلوؤں میں سے پکاتے وقت حیاتین کم ضائع ہوتی ہیں۔

حیاتین "ﮦ" (وٹامن ای) اور انسانی عضلات اب تک حیاتین "ﮦ" کا تعلق استقرار حمل اور پیدائش اولاد سے خیال کیا جاتا تھا۔ یہ حیاتین گیہوں کی گری میں پائی جاتی ہے اور اب دنیائے طب میں اس کے متعلق یہ شہرہ ہے کہ غالباً اس کے ذریعہ سے عضلاتی کمزوری اور عصبی فرسودگی کی وہ بیماریاں اچھی ہو سکیں گی، جنھیں لاعلاج تصور کیا جاتا تھا۔ اندازہ سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اس حیاتین کی بدولت بچوں کو استرخاء اطفال (بچوں کا فالج) اور بالغ عمر والوں کو فالج سے محفوظ رکھا جا سکے گا۔

ڈاکٹر ونکلن بکنیں نے بیس سے زیادہ ایسے مریضوں پر تجربہ کرنے کے بعد جو نا علاج بلکہ مہلک عصبی فرسودگی اور عضلاتی ضعف میں مبتلا تھے حیاتین "ﮦ" کے متعلق اپنی کامیابی کے بیانات شائع کرائے ہیں۔

عضلات کی ورزش سے ہڈیاں ٹوٹ سکتی ہیں زور کی عضلاتی ورزش سے ہڈیوں کا ٹوٹ جانا شاذ و نادر ہی وقوع میں آتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر فرنیک پی استکلر نے ایسے چھ وقوعوں کی اطلاع دی ہے۔ ان چھ حادثات میں سے تین حادثوں میں گیند بلا کھیلتے ہیں زور سے گیند پھینکنے کی وجہ سے بازو کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ ایک جوان عورت کے بازو کی ہڈی اس طرح ٹوٹی کہ وہ اتفاق سے جب گرنے لگی تو اپنے آپ کو روکنے کی غرض سے اس نے بڑے زور اور جھٹکے سے اپنے بازو پھیلا دیے اور اس حرکت سے اس کا بایاں بازو ٹوٹ گیا۔ حالانکہ اس کا یہ بازو کسی چیز سے مطلق نہ ٹکرایا تھا۔

ایک لوہار کی چینی کی ہڈی محض عضلاتی کھنچاؤ کی بدولت اس طرح ٹوٹی کہ اس نے بیٹھے بیٹھے ایک وزنی لوہے کے شہتیر کو پوری طاقت سے کھینچ کر صحیح جگہ پر رکھنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں اس کے بائیں گھٹنے کی چپنی ٹوٹ گئی۔

ایک نوجوان کسان کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی ابھار بیک وقت ٹوٹ گئے، جب کہ اس نے کیچڑ میں پھنسی ہوئی ایک گاڑی کو نکالنے کی غرض سے جسم کا پورا زور لگایا۔ اسے ایسا معلوم ہوا کہ کمر میں کوئی چیز ڈھیلی پڑ گئی ہے اور ساتھ ہی بہت ہی شدید درد محسوس ہوا۔ اس نے خیال کیا کہ شاید کمر میں جھٹکا آ گیا ہے۔ لیکن عکس ریزی تصویر نے سب حال بتا دیا۔ یہ چھیوں مریض پورے طور پر صحت یاب ہو گئے۔

ترکیبی حیاتین اب یہ حقیقت ہر ایک کو تسلیم ہے کہ ہم حیاتینوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہمارے سائنس دان شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے حیاتیں مہیا کرنے میں ممکنہ سہولت پیدا کی۔ اب ان کی مساعی جمیلہ سے ہمیں حیاتین ترکیبی شکلوں میں بھی مل سکے گی۔ حیاتین کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اس کی جتنی مقدار ایک چاندی کی چونی پر آ سکتی ہے اتنی نصف ٹن روغن جگر ماہی (کاڈ لور آئل) کے برابر فائدہ رساں ہے اور کسان کے چالیس ہزار مریض بچوں کو شفا دے سکتی ہے۔

جب ہم دنیا کے قدرتی ذرائع و ذخائر پر متوجہ ہوتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہم انھیں کتنی بے دردی سے ضائع کر رہے ہیں تو سائنس کی اہمیت ہماری سمجھ میں آنے لگتی ہے۔ کیوں کہ صرف سائنس ہی ان کا بدل مہیا کر سکتی ہے۔ دنیا سے تیل کی جتنی مقدار حاصل ہو سکتی ہے اگر اس کا صرف اسی رفتار سے ہوتا رہے تو زیادہ سے زیادہ آئندہ دو یا تین نسلوں تک کام دے سکتا ہے۔ لیکن اس کے بدل کی حیثیت سے کوئلے کے امکانات کہیں زیادہ ہیں جن کا صحیح اندازہ تھوڑے ہی دن پہلے ہوا ہے۔ حال میں جو تجربات وسیع پیمانے پر کیے گئے ہیں ان سے واضح ہے کہ صرف ایک ٹن کوئلے سے اعلیٰ درجہ کی ساڑھے تین گیلن موٹر اسپرٹ اور چھ گیلن ڈیزل آئل بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جو قیمتی اشیا اس سے ضمناً تیار ہو سکتی ہیں وہ مزید برآں ہیں۔ (سائنس)

"سائکو سرجری"

ازالۂ تفکرات کے لیے دماغی جرّاحی

از ڈاکٹر پی۔ ای۔ فان روزن بی ایچ۔ ڈی۔ ڈی ایس سی۔ نیو یارک

سائکو سرجری (دماغی جراحی) کو ہندوستان میں کوئی مقبولیت حاصل نہیں ہے لیکن یہ مغرب میں اب ایک مستقل سائنس کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ سرجری نے اس طریقہ علاج کا فن یہ ہے کہ انسان پر جو کوئی نفسیاتی کیفیت طاری ہوتی ہے اس کا دماغ کے اندر ایک خاص مرکز ہوتا ہے، جس کا اپریشن کر کے اس نفسیاتی کیفیت یا جذبہ کو گھٹایا بڑھایا جا سکتا ہے۔

آسٹریا کی مشہور سائنٹسٹ خاتون ڈاکٹر میری فان روزن (جنھوں نے اب امریکہ کو اپنا وطن بنا لیا ہے)، کا نام بلند پایہ علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ علم الادویہ، جمادیات، حیاتیات اور دماغی علم الجراحت (سائکو سرجری) کے متعلق ان کی تحقیقات کو یورپ اور امریکہ میں درجۂ استناد حاصل ہے۔ ذیل میں کینیڈا کے ایک مشہور علمی رسالہ "میگزین ڈائجسٹ" سے ان کے ایک فاضلانہ مضمون کا ترجمہ تلخیص کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔ اس مضمون میں نامور سائنسدان خاتون نے بتایا ہے کہ فکروں اور پریشانیوں کو دماغی اپریشن کے ذریعہ سے دور کیا جا سکتا ہے۔

(ادارہ)

مستقبل کا خیال دن میں کتنی بار آپ کے دامنِ اطمینان و سکون کی دھجیاں اڑاتا ہے؟

عہدِ وسطیٰ کے اربابِ دانش کا قول تھا کہ انسان کو خیالِ مرگ سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ ہمارے زمانہ میں خیالِ مرگ کی جگہ مستقبل نے لے رکھی ہے۔ ماضی کی تلخیوں کو ہم "گزشتہ را صلوٰۃ" کہہ کر بھول جاتے ہیں لیکن زندگی کی کوئی ساعت ایسی ہے جس میں فکرِ مستقبل ہمارے دامن گیر نہ ہو۔ اب یہ فکر ہر شخص کے اندازۂ ہمت کے مطابق ہے۔ کسی کے سامنے محض اپنی ذات کے مستقبل کا سوال ہے اور کسی کے سامنے متعلقین کا۔ کسی کو صرف اپنے کاروباری فکر ہے اور کسی کو ملک و قوم کی۔ جو کام چند روز بعد پیش آنے والا ہو اس کی فکر آج ہی ہو جاتی ہے۔ کہنے کے لیے ہم زندگی بسر کرتے ہیں زمانۂ حال میں مگر سانس لیتے ہیں مستقبل کی فضا میں۔ ہم صبح دفتر جانے کے لیے ناشتہ کر رہے ہیں مگر تصور میں دفتر ہے جہاں ہمیں آدھے گھنٹے کے اندر پہنچنا ہے۔ ہم کام کر رہے ہیں لیکن فکر یہ ہے کہ چند گھنٹوں کے بعد ایک دوست سے ملاقات کا وعدہ ہے۔ غرض ہماری زندگی کا ہر سانس مستقبل سے وابستہ رہتا ہے اور یہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ مستقبل کے ہمہ گیر تخیل سے بے نیاز ہو کر انسانی دماغ اپنا وجود قائم ہی نہیں رکھ سکتا۔

لیکن دماغی جراحی کی تازہ ترقیوں نے اس امرِ ناممکن کو دائرۂ امکان میں جکڑ دیا ہے اور یہ سائنٹفک ترقیاں "سائکو سرجری" کی صورت میں ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ سائکو سرجری کی مزید تشریحات سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی دماغی کیفیت پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

ایک ایسے دماغ میں جو دائرۂ اعتدال سے متجاوز نہ ہوا ہو امید اور بیم کا ایک خاص توازن قائم ہوتا ہے جس میں امید کا عنصر غالب رہتا ہے۔ شدید مصیبتوں اور ناکامیوں میں بھی امید کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا اور ہم زندگی کی تمام تلخیاں خوش گوار مستقبل کے سہارے برداشت کر لیتے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایک صحیح الدماغ انسان کو مستقبل کے تفکرات لاحق نہیں ہوتے۔ ہم پر خوف

وہ اس کا جذبہ طاری ہوتا ہے۔ ہمیں پریشانیاں گھیرتی ہیں اور ہمارے دل میں طرح طرح کے خدشات گزرتے ہیں۔ انسانی فطرت یہی ہے اور بلاخوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ انسان کی ترقی کے آنیوالے واقعات کا اندیشہ ضروری بھی ہے۔ یہی وہ خوفِ مستقبل کے جذبات تھے جن کی بنا پر انسان حیوانیت کی سطح سے بلند ہوا۔ اس نے ان جانوروں پر جو اس سے کہیں زیادہ عظیم الجثہ، قوی اور پھرتیلے تھے فتح حاصل کی اور دنیا میں نظامِ تہذیب کی بنیاد ڈال کر اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق ہوا۔

میں اوپر بتا چکی ہوں کہ صحیح دماغ میں امید و بیم متوازن ہوتے ہیں۔ اگر توازن قائم نہ رہے تو مستقبل کا تصور زندگی کے لیے ایک عذاب بن جاتا ہے۔ امید کا چراغ گل ہو جانے سے انسان کو ہر طرف خوف ناک تاریکی نظر آتی ہے۔ وہ کوئی کام اطمینان و سکون سے نہیں کر سکتا۔ زندگی میں اس کے لیے ذرا بھی کشش باقی نہیں رہتی اور وہ بسا اوقات خودکشی کے ذریعہ سے موت کو دعوت دیتا ہے۔

صرف ان ہی حالات میں سائکو سرجری کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرجن معمولی جراحی سے جس میں کوئی خاص تکلیف بھی نہیں ہوتی، دماغ کی بگڑی ہوئی مشینری کو درست کر دیتا ہے اور فکرِ مستقبل کا وہ خوف ناک بھوت جو ہر وقت مسلط رہ کر زندگی کو عذاب بنا رہا تھا دور ہو جاتا ہے۔

میں ایسے متعدد مردوں سے بھی ملی ہوں اور عورتوں سے بھی جن کی صحت بظاہر اچھی تھی۔ بزمِ احباب میں جن کی جانب سے کبھی افسردہ خاطری کا اظہار بھی نہیں ہوتا تھا۔ ان کی مالی اور معاشرتی حالت بھی قابلِ رشک تھی۔ لیکن ان کے دماغوں میں امید و بیم کا صحیح توازن قائم نہیں رہا تھا۔ ایسی ہستیاں بظاہر ہنستی تھیں، لیکن ان کا دل ہر وقت خون کے آنسو روتا تھا اور دوستوں سے جدا ہو کر تنہائی میں وہ زندگی کی جس قدر شدید تلخی محسوس کرتے تھے اس کی صحیح تصویر کشی الفاظ کے ذریعہ سے نہیں کی جا سکتی۔ مجھے ایسے لوگوں کی رازدار بننے پر معلوم ہوا کہ وہ خوش نصیبیوں کے تمام ظاہری آثار کے باوجود کس طرح اپنے کو دنیا کا بدنصیب ترین انسان سمجھتے تھے۔ میں نے ان دوستوں کو جو صحیح الدماغ سمجھے جانے کے بعد در حقیقت دماغی توازن سے محروم ہو چکے تھے، سائکو سرجری کا مشورہ دیا اور چند ہی روز بعد وہ زندگی میں نئی مسرت محسوس کرنے لگے۔

سائکو سرجری میں غیر ضروری دماغی تفکرات دور کرنے کا مخصوص جبہی مقدم کی تقطیع (Pre-frontal Lobotomy) کی جاتی ہے۔ اس میں سرجن دونوں فصوص میں ننھے ننھے سوراخ کر کے ایک خاص قسم کے بلیڈ کے ذریعہ سے ان اعصاب کو کاٹ دیتا ہے جو فصوص جبہی مقدم کو دماغ کے دوسرے مراکز بالخصوص قاعدہ دماغ کے ایک حصے ہائی پوتھے لیمس (Hypothalamus) سے ملاتے ہیں۔

اپریشن فصوص جبہی مقدم کا کیوں کیا جاتا ہے اور سرجن کی نظرِ انتخاب ہائی پوتھے لیمس ہی پر کیوں پڑتی ہے؟

دماغی ساخت کا فعل اب تک مکمل طور پر واضح نہیں ہو سکا ہے، لیکن سائنٹفک شہادتوں سے اتنا ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ ہائی پوتھے لیمس کا ہمارے جذبات خاص کر خوف اور غصہ سے بڑا تعلق ہے۔ انسان ایک ترقی یافتہ حیوان ہے اور اگرچہ اس کا دماغ باعتبارِ ساخت ہر حیوان کے دماغ سے زیادہ پیچیدہ ہے، لیکن پھر بھی اس کی ادنیٰ طبقۂ اسفل کے حیوانی دماغ کی کئی خصوصیات مشترک ہیں اور دماغی نشو و نما کے باوجود آج بھی انسان سے بسا اوقات حیوانوں کی طرح بالکل غیر ارادی طور پر بغیر سوچے سمجھے بعض حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ مثلاً وہ اپنے پیر ہلاتا ہے۔ ناخن دانتوں سے کاٹتا ہے۔ انگلیوں کو بلا ضرورت حرکت دیتا ہے۔ اپنا منہ ٹیڑھا کرتا ہے۔ دیکھنے والے دیکھتے ہیں مگر اس شخص کو اپنی ان غیر ارادی طور پر سرزد ہونے والی حرکتوں کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ حیوانات بھی یہی سب کچھ کرتے ہیں۔

ایک بھینس اپنی دُم بلا وجہ بار بار ہلائے جا رہی ہے اور ہم کرسی پر بیٹھے ہوئے اپنے پیر کو بالکل غیر ارادی طور پر وقفِ لرزش بنائے ہوئے ہیں۔ ان دونوں حالتوں میں فرق کیا ہے؟ جب ہم محویت کے عالم میں کام کر رہے ہوں، تنہائی میں آرام کرسی پر لیٹے ہوئے سگار پی رہے ہوں یا آئینہ کے سامنے اپنی پوشاک درست کر رہے ہوں، اگر کوئی شریر فوٹوگرافر ہماری نظروں سے چھپ ہمارا فلم تیار کرے تو ہمیں اپنی ناک، ہونٹوں اور آنکھوں کی مضحکہ خیز حرکتیں دیکھ کر خود ہنسی آ جائے گی اور ہم خود محسوس کر لیں گے کہ غیر ارادی طور پر ہمارے منہ بنانے اور بندر کے منہ بنانے میں کوئی فرق نہیں ہے! ان غیر شعوری حرکات کے علاوہ انسان اور حیوان دونوں دماغ ہی کی مدد سے چلتے ہیں، سانس لیتے ہیں، کوئی چیز اٹھاتے ہیں، کچھ نگلتے ہیں اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ خوف و غصہ، نفرت و محبت کے جذبات

حیوان مطلق اور حیوان ناطق دونوں میں مشترک ہیں۔ اگر کوئی شخص بلا وجہ آپ کے منھ پر ایک طمانچہ مار دے تو آپ غصہ سے مغلوب ہو کر اس کے مقابلہ کے لیے آستین چڑھا لیں گے۔ ذرا سڑک پر پڑے ہوئے ایک کتے کو ٹھوکر ماریے پھر دیکھیے وہ آپ پر کس طرح غراتا ہے۔ آپ اپنے قوی بازو دشمن کو سامنے سے آتا دیکھ کر کترا جاتے ہیں۔ کیا بلی کتے کو دیکھ کر نہیں بھاگتی۔ آپ اپنے اہل و عیال سے محبت کرتے ہیں، یہی حال حیوانات کا بھی ہے۔

ہاں انسانی دماغ کا ایک فعل ایسا ضرور ہے جو اسے حیوانی دماغوں سے ممتاز کرتا ہے۔ وہ یہ کہ انسان غور و فکر کر سکتا ہے لیکن حیوانات اس سے معذور ہیں۔ انسان کو سوچنے کی قوت دماغ کی ان نئی اور مختلف ساختوں کی بنا پر حاصل ہے جو یا تو حیوانات کو دماغ میں کلیتاً ناپید ہیں یا جنھیں ابھی نشوونما حاصل نہیں ہوا۔ انسانی اور حیوانی دماغوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے والی ان نئی ساختوں میں قشرۂ دماغ (Cortex) بھی شامل ہے، جس کے بغیر انسان نہ سوچ سکتا ہے اور نہ گفتگو کر سکتا ہے۔ اگر زندگی کے ارتقائی مدارج کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ فصوص جبہی مقدم منفرد طور پر انسان ہی کی پیداوار ہیں۔ یا تو انسان میں فصوص جبہی مقدم ہوتے ہیں یا غیر مکمل حالت میں بندر میں، کہ بندر دوسرے تمام حیوانات کے مقابلہ میں انسان سے قریب تر ہے۔

فصوص جبہی مقدم کی پراسرار کارفرمائیاں کئی سال سے محققین کے زیر غور ہیں۔ چند سال سے اندر سپتالوں میں مختلف اسباب کی بنا پر فصوص جبہی مقدم کے جو عام اپریشن ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوا ہے کہ اگر انسان کے ایک تمام فص جبہی مقدم کو اپریشن کے ذریعہ سے قطع کر دیا جائے تو مریض کی ذہانت بالخصوص اس پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا لیکن جن مریضوں کے دونوں فصوص نکال دیے گئے، ان کی حیرت انگیز طریقہ پر مکمل قلب ماہیت ہو گئی۔ بعض مریض جو اپریشن سے پہلے بہت ذہین و طباع تھے، فصوص سے محروم ہونے کے بعد ان کی ذہنی قوتیں زائل ہو گئیں اور ان میں استدلال کے ساتھ غور و فکر کی قوت ہی نہ رہی۔ بعض مریض جو سنجیدہ اور متحمل مزاج تھے، غیر معمولی طور پر چڑچڑے، بدمزاج اور جنگجو ہو گئے اور ان سے طفلانہ حرکتیں سرزد ہونے لگیں۔

ان تجربات کی بنا پر پورے وثوق کے ساتھ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ خوف، تشویش اور مآل اندیشی کے جذبات فصوص جبہی مقدم میں ہی پرورش پاتے ہیں، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان تاثیرات کی کمی اور زیادتی میں فصوص جبہی کو دخل ضرور ہے۔

پرتگال کے نامور ماہر اعصاب ڈاکٹر ایگاس مونیز (Egas Moniz) نے فصوص جبہی مقدم کے فعل کے متعلق تو پورے وثوق کے ساتھ کچھ نہیں لکھا ہے لیکن اس نے مسلسل تجربات کے بعد یہ ضرور انکشاف کیا تھا کہ انسان کے فصوص جبہی مقدم میں ایسے بڑے رقبے ہیں جہاں عصبی تحریکات مجتمع ہو کر مختلف شکلیں اختیار کرتی ہیں۔ ڈاکٹر مذکور نے کئی سال تک دیوانوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ محسوس کیا تھا کہ زندہ تردگوں کو کسی ایک ہی خاص بات کا جنون ہوتا ہے اور وہ دیوانگی کی حالت میں کسی ایک ہی نوعیت کی فکر، خوف یا وہم کا بار بار اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس مشاہدہ سے ڈاکٹر ایگاس مونیز نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دماغی توازن کے اختلال کا اصل سبب یہ ہے کہ یہ عصبی تحریکات ایک ہی راستہ سے بار بار گزر کر دماغ پر اتنے گہرے نقوش مرتسم کر دیتی ہیں کہ اگر کوئی تشویق پیدا بھی ہو تو وہ ان گہرے نقوش کے سانچہ میں ڈھل کر وہی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اگر سریر (تھیلمس) اور فصوص جبہی مقدم کے درمیانی راستہ کو منقطع کر کے دماغی ٹریفک کی نئی راہ گزر تیار کر دی جائے تو مریض کو کسی ایک ہی خاص قسم کی فکر یا وہم سے نجات مل سکتی ہے۔

چناں چہ سب سے پہلے ڈاکٹر ایگاس مونیز نے فصوص جبہی مقدم کا اپریشن شروع کر کے دماغی جراحی کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ انھوں نے ۳۶-۱۹۳۵ء میں دیوانگی کے بیس ایسے مریضوں پر جو ناقابل علاج قرار دیے گئے تھے اپنے مخصوص طریقۂ جراحی کی آزمائش کی اور ڈاکٹر موصوف کو توقعات سے کہیں زیادہ کامیابی نصیب ہوئی۔ ان میں جو مریض مایوسی و نامرادی کا شکار ہو چکے تھے انھیں اپنے خوف ناک تفکرات اور خودکشی کے ارادوں سے نجات مل گئی۔

ڈاکٹر ایگاس مونیز کی اس حیرت انگیز کامیابی سے متاثر ہو کر فریمین اور واٹس نے واشنگٹن میں اور لیری نے فلوریڈا میں اس اپریشن کے مزید تجربات شروع کیے۔ دماغی شکایات کے تقریباً ایک سو مریضوں کا اپریشن کرنے کے بعد فریمین اور واٹس اس نتیجہ خیالی پر پہنچے کہ فصوص جبہی مقدم کی جراحی سے صرف یہی نہیں کہ تحریکات کا راستہ تبدیل ہو جاتا ہے، بلکہ جذبات سے غیر معمولی طور پر متاثر ہو جانے والے "خود سر" بافی تھیلمس سے فصوص جبہی مقدم کا مضر تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور اس طرح انسان کو غور و فکر کے وقت جذباتی خلش سے نجات مل جاتی ہے۔

اب تک جو تجربات ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ فصوص جبہی مقدم کے اپریشن کے بعد مریض غیر معمولی طور پر خوش مزاج اور کافی حد

تک فضول گو ہو جاتا ہے۔ اس سے طفلانہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ لیکن یہ کیفیات بالکل عارضی ہوتی ہیں اور چند روز کے بعد وہ راہ راست پر آجاتی ہیں۔ فصوص جبہی مقدم کے اپریشن کے مستقل نتائج یہ ہیں کہ مریض کا خوف دور اور تفکرات زائل ہو جاتے ہیں۔ وہ زندگی کے مصائب کی زیادہ پروا نہیں کرتا۔ طبیعت میں ایک خاص قسم کی بے حسی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ بالعموم اپنی طرف سے کسی کام میں سبقت کرنا نہیں چاہتا اگر اس سے گفتگو کیجیے تو وہ آپ کی ہر بات کا جواب دلیری اور صفائی سے دیگا۔ لیکن یہ مشکل ہے کہ گفتگو میں اس کی جانب سے سبقت ہو۔ آپ ایسے لوگوں کو جو کام بتائیں اسے ہدایات کے مطابق کر دینگے لیکن وہ بالعموم اپنی جانب سے کوئی نئی اسکیم یا لائحہ عمل مرتب کر کے آپ کے سامنے پیش نہیں کر سکتے

دماغی تفکرات سے نجات دلانے کے لیے جن لوگوں کے فصوص جبہی کا آپریشن ہوا ان کی ایک خصوصیت یہ سامنے بھی آ۔ یا محسوس کی ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر دفاتر میں لکھنے پڑھنے کا کوئی کام دیا جائے تو غیر معینہ مدت تک وہ اس میں منہمک رہیں گے اور جب تک وہ کام ختم نہ ہو جائے دم نہ لیں گے لیکن اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دینے کے بعد وہ دفتر میں باقی وقت میں بیکار بیٹھے رہیں گے اور دوسرا کام شروع نہیں کریں گے۔

مریض کی ذہنی قابلیتوں پر اس اپریشن کا کیا اثر ہوتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں محققین نے اپنے اپنے تجربات کی بنا پر اظہار اختلاف کیا ہے۔ اگرچہ بعض سرجنوں کے خیال میں فصوص جبہی مقدم کے اپریشن سے ذہنی قابلیت پر کوئی اہم ناخوش گوار اثر نہیں پڑتا، لیکن اب تک جو ریکارڈ مرتب ہو سکا ہے، وہ نامکمل اور متباین ہے یہ ضرور ہے کہ بیشتر اشخاص اپنے عام کاروباری فرائض انجام دینے کے قابل رہتے ہیں لیکن یہ سوال مشتبہ ہے کہ آیا وہ مقابلتاً زیادہ مشکل اور پیچیدہ فرائض بھی انجام دے سکتے ہیں جن میں قوت فیصلہ کے صحیح استعمال اور جدت کی ضرورت ہو۔

جہاں تک میں تجربہ کر سکی ہوں اس اپریشن سے انسان کی قوت فیصلہ اور جدت پسندی پر ضرور ناخوش گوار اثر پڑتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپریشن نے مریض کے صرف تفکرات ہی کو دور نہیں کیا بلکہ اس کی ان دونوں صفات کو بھی کسی نہ کسی حد تک زائل کر دیا۔ اس سلسلہ میں میرے ایک ذاتی تجربہ کا اظہار دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ تئیس چوبیس سال کی ایک نوجوان خاتون جو ٹیلیفون کے دفتر میں آپریٹر تھی، شدید دماغی تفکرات میں مبتلا ہو گئی۔ خوفِ مستقبل ہر وقت اس کے دامن گیر رہتا تھا۔ ہر وقت کے احساسِ پریشانی سے زندگی اس کے لیے اس قدر تلخ ہو گئی تھی کہ اس نے دو بار خودکشی کا ارادہ کیا۔ میری نگرانی میں اس خاتون کے فصوص جبہی مقدم کا اپریشن ہوا۔ اپریشن کے بعد اس کی تمام ذہنی پریشانیاں دور ہو گئیں اور وہ اس وقت ٹیلیفون آپریٹری کے فرائض بخوبی انجام دے رہی ہے۔ لیکن وہ دن میں کئی کئی بار کال ریکارڈنگ بٹن دبانا بھول جاتی ہے۔ اور اسے مستقبل سے تعلق رکھنے والی یہ بات یاد نہیں کہ جو نمبر وہ اس وقت ملا رہی ہے اسے ملانے کے بعد ریکارڈنگ کے بٹن کو دبا دینا ہوگا۔

فریمین اور واٹس دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ انھوں نے جتنے مریضوں کے فصوص جبہی کا آپریشن کیا ان کی کافی تعداد مستقبل کے تصور سے محروم ہو گئی۔ مثلاً صبح ناشتہ کے وقت انھیں یہ خیال ہی نہیں آتا تھا کہ تھوڑی دیر بعد چونکہ دفتر جانا ہے اس لیے ناشتہ میں عجلت کریں۔ وہ وقت کا خیال کیے بغیر نہایت اطمینان سے ناشتہ میں مصروف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے کسی دوست یا رشتہ دار کو انھیں متنبہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔

ایک خادمہ کو جو اپریشن سے پہلے بہت ہوشیار تھی، فصوص جبہی کے اپریشن کے بعد باورچی خانہ میں پہنچ کر یہ یاد نہیں رہتا تھا کہ اپنے مالکوں کے سامنے کس ترتیب سے کھانے کی پلیٹیں چاہییں۔

فصوص جبہی کے اپریشن کے متعلق مختلف سرجنوں نے جو اپنے متضاد و متباین تجربات پیش کیے ہیں ان سے ایک دلچسپ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فصوص جبہی کا صحیح فعل کیا ہے؟

کرٹ گولڈسٹین (Kurt Goldstein) کے خیال میں فصوص جبہی کا کام صرف سوچنا ہے۔ فرانسیسی ماہر اعصاب بلانشی (Blanchi) کے نزدیک ان کا تعلق سوشل محسوسات سے ہے۔ برکنر (Brickner) نے اپنے تجربات کی بنا پر ذہنی استدلال کا انحصار فصوص جبہی پر رکھا ہے۔

فریمین اور واٹس نے فصوص جبہی کی تینوں مندرجہ بالا خصوصیات تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کیا ہے کہ فصوص جبہی سے محروم ہو جانے کے بعد انسان نہ تو مستقبل کا تصور کر سکتا ہے اور نہ اپنے کو مستقبل کے لیے تیار کر سکتا ہے۔

ہمارا قشرۂ دماغ ایک شگاف کے ذریعہ سے جسے اصطلاح میں "رولینڈک کا شگاف" (Rollandic Fissure) کہتے ہیں، دو مساوی حصوں میں منقسم ہے۔ تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ عہدِ ماضی کی کیفیات و روایات کی یاد دماغ کے اس حصہ میں آتی اور مرتسم ہوتی ہے جو اس شگاف کی پشت پر ہے۔ کیوں کہ جن لوگوں کا یہ حصۂ دماغ مفلوج یا بیکار ہوا وہ عہدِ ماضی کے تمام واقعات بھول گئے۔ مستقبل کے خیالات کا تعلق دماغ کے اگلے حصہ یا فصوص جبہی سے ہے، جیسا کہ بعض مثالوں سے اوپر ظاہر کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں چوں کہ مستقبل کو سنوارنے کے لیے فیصلہ، ارادہ، استدلال اور جدت طرازی کی قوتوں کا وجود ضروری ہے، اس لیے ان تمام صفات کو فصوص جبہی کے تابع سمجھنا چاہیے۔ اور جب فصوص کا اپریشن کیا جائے گا تو مستقبل کے تفکرات دور ہو جانے کے ساتھ ان اعلیٰ خصوصیات پر بھی تھوڑا بہت ناخوش گوار اثر ضرور پڑے گا۔

مندرجہ بالا سطور قلم بند کرتے وقت قوت فیصلہ کے متعلق مجھے ایک دلچسپ تجربہ یاد آ گیا، جسے مضمون ختم کرنے سے پہلے پیش ناظرین کیے دیتی ہوں:-

میری نگرانی میں ایک نوجوان طالب علم کے فصوص جبہی کا اپریشن ہوا۔ مکان واپس پہنچ کر اس نے اپنے کمرہ کی تصویروں کو توڑنا اور کتابوں کو پھاڑنا شروع کیا۔ اس "مشغلہ" سے فارغ ہونے کے بعد اس نے اپنی اس احمقانہ حرکت پر بہت کچھ اظہار افسوس کیا۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ جس حرکت کو وہ خود احمقانہ قرار دیتا ہے اس کا وہ مرتکب کیوں ہوا، تو نوجوان نے جواب دیا کہ تصویروں اور کتابوں کو توڑنے اور پھاڑنے سے پہلے وہ یہ فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے وہ صحیح ہے یا غلط۔

ممکن ہے کہ میرے خیالات سے بعض محققین اختلاف کریں۔ لیکن میں طویل ذاتی تجربات کے بعد یہی رائے قائم کر سکی ہوں کہ فصوص جبہی مقدم کی تقطیع سے صرف غیر ضروری خوف و تفکرات ہی دور نہیں ہوتے بلکہ مستقبل کا خیال بھی بڑی حد تک زائل ہو جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ انسان ایک ایسی دنیا میں پہنچ جاتا ہے جہاں ماضی ہے، حال ہے مگر زمانۂ مستقبل کا وجود ہی نہیں ہے۔

فصوصی جراحی کے مخالفین بھی اپنی تائید میں زیادہ تر یہی دلیل پیش کرتے ہیں۔ لیکن میں اس نقص کا اعتراف کرنے کے باوجود فصوصی جراحی کی موید ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر دو عذابوں میں سے کسی ایک عذاب کو اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑے تو ہم وہ عذاب بخوشی اختیار کر لیں گے جو ہمارے لیے مقابلتاً کم تکلیف دہ اور مضر ہو۔ میرا مطلب صاف الفاظ میں سمجھیے۔ تھوڑی دیر کے لیے فرض کیجیے کہ خدانخواستہ آپ کے دماغ میں امید و بیم کا صحیح توازن قائم نہیں رہا۔ آپ بہت ذہین و طباع ہیں، لیکن امیدوں کا چراغ گل ہو جانے سے ہر طرف مایوسی و نامرادی کی خوف ناک تاریکی ہے۔ آپ کا دل ہر وقت خون کے آنسو روتا ہے۔ فکرِ مستقبل ہر وقت سایہ کی طرح ساتھ ہے۔ زندگی میں آپ کے لیے کوئی کشش باقی نہیں رہی، دل کاروبار میں نہیں لگتا اور آپ ہر وقت موت کے متمنی رہتے ہیں، اعزا اور احباب میں آپ کی اس حالت سے سخت پریشانی ہے، وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دیکھتے ہیں کہ آپ کہیں خودکشی نہ فرما لیں، دن میں بھی انھیں آپ کا خیال رکھنا پڑتا ہے تو مختصر آپ کی "مستقبل پرست" زندگی آپ کے لیے بھی عذاب ہے اور آپ کے دوستوں کے لیے بھی۔

اب آپ کے فصوص جبہی کا اپریشن ہوتا ہے۔ روح فرسا تفکرات دور ہو جاتے ہیں۔ عرصہ کے بعد آپ کی زندگی آشنائے سکون ہوتی ہے۔ اب آپ ہر وقت موت کی راہ نہیں تکتے۔ بلکہ مستقبل کے نتائج و عواقب سے بے نیاز ہو کر، تمام دن ہنستے اور دوسروں کو ہنساتے رہتے ہیں۔ اس حیرت انگیز قلب ماہیت کے بدلے میں جو آپ کے لیے بھی اطمینان بخش ہے اور آپ کے اعزا اور احباب کے لیے بھی، اگر آپ کسی قدر خود فراموش، کسی قدر کند ذہن یا زیادہ سے زیادہ تھوڑے سے بے وقوف ہی بن جاتے ہیں تو اس میں کیا برائی ہے: خود ہی فیصلہ کر لیجیے کہ آپ پہلی زندگی پسند کریں گے یا دوسری زندگی۔

جنسیات

لُطف اندوزی کی خوفناک قیمت

مغرب زدہ نوجوان مردوں اور عورتوں سے کھُلم کھُلا باتیں

ازابنِ آدم

نوجوانوں کے لیے شباب بھی ایک نازک زمانہ ہوتا ہے۔ ادھر رات ہوئی یا فراغت ملی اُدھر ان کا مقابلہ طوفانِ شباب سے ہوا۔ بہت سے لوگ اس طوفان میں بہہ جاتے ہیں، کچھ غرق ہوجاتے ہیں اور بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو تھپیڑے کھاکر ساحل پر آلگتے ہیں۔ جنسیات (سیکسالوجی) پر میں نے اس وقت تک جو کچھ لکھا ہے ان سب کا منشا یہ ہے کہ اپنے ملک کے نوجوان لڑکے لڑکیوں کو وہ مدد پہنچائی جائے جو زمانۂ شباب میں ایک دوستانہ مشورہ کے ذریعہ سے دی جاسکتی ہے۔ اس وقت میں رومانیت اور بدچلنی کے مضمون پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کیوں کہ مغربی طرزِ زندگی کی بدولت تعلیم یافتہ لڑکے لڑکیوں میں قلت مُلت کی رَو تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اسی کے ساتھ اس قسم کی زندگی جو نتیجے اپنے ساتھ لاتی ہے وہ ہمارے ملک میں بھی پیدا ہونے لگے ہیں۔ اگر میرے مضامین سے چند بھٹکے ہوئے نوجوان مرد وعورت بھی سیدھی راہ پر آگئے تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت رائیگاں نہیں گئی۔ میرا خیال ہے کہ منزلِ شباب کے بہت سے مسافر یا اس میں قدم رکھنے والے اگر ان مضامین کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں گے تو وہ بہت سی باتیں خود ہی ٹھیک کرلیں گے۔

نوجوانوں کے لیے سب سے پہلی بات جو شباب کی آمد کے ساتھ ہی معلوم ہونی چاہیے، وہ یہ ہے کہ انھیں اپنے جسم اور اس کے افعال کی واقفیت حاصل ہو۔ اگر انسان کو یہی معلوم نہ ہو کہ اس کے جسم کی مشین کی ساخت کیا ہے اور اس کا مقصد خالق نے کیا رکھا ہے، تو وہ پھر اس سے کام کیا لے سکے گا۔

بہت سے لوگوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ "جنسیات" پر میرے مضامین جو اس موقر رسالہ میں شائع ہوئے ہیں۔ بہت کھُلم کھُلا اور صاف صاف ہیں۔ میں اسے کسی حد تک مانتا ہوں، لیکن یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش رکھی جائے۔ جب تک نوجوانوں سے کھُلم کھُلا باتیں نہ ہوں اس موضوع کو حقیقی افادیت کے ساتھ چھیڑا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ کھُلم کھُلا پن ناگوار نہیں ہونا چاہیے۔ آخر ہم کب تک جھوٹی اور نقصان دہ شرم وحیا کا دامن پکڑے رہیں گے۔ بہت سے لوگوں نے میرے مضامین کا مذاق بھی اڑایا ہے۔ لیکن مذاق اڑانے کے لیے کوئی بھی مسخرا آگے بڑھ سکتا ہے۔ مذاق اڑانے سے کیا واقعہ اور حقیقت کو چھپایا جاسکتا ہے۔ حقیقت تو ہر جگہ اور ہر وقت حقیقت ہی رہے گی! خواہ "الحق مُرٌ" "سچی بات کڑوی ہوتی ہے"، کے مصداق یہ گفتگو کسی طبقہ یا چند افراد کو ناگوار معلوم ہو۔

اس مضمون میں میرا موضوع ہے شادی سے پہلے "لطف اندوزی" یا "رومانیت"۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ آج کل شعری اور افسانوی ادب اس "رومان خیزی" کا موجب ہے۔ ہمارے نوجوان شعرا اور اہلِ ادب لڑکے لڑکیوں میں شادی سے پہلے "ناجائز محبت" اور "مباشرت قبل از وقت" کو کس طرح ترقی دے رہے ہیں۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمیں کسی لڑکی سے محبت ہے تو ہمیں اس کے ساتھ پوری بے تکلفی کا لائسنس بھی ملنا چاہیے، تاکہ ہم اسے اچھی طرح "پرکھ" سکیں۔ اگر کسی لڑکی سے ہمیں شادی کرنی ہے اور منگنی ہوگئی ہے تو اس سے لطف اندوزی کا ہمیں حق حاصل ہوگیا ہے۔ چند روز شادی کے بعد جو کام کرنا ہے، اسے اگر آج بھی ہم اس لڑکی کی مرضی سے کرلیں تو حرج ہی کیا واقع ہوتا ہے۔ وہ ہماری ہوچکی اور ہم اس کے ہوچکے۔ لیکن یاد رکھیے کہ یہ سب بہانہ سازیاں ہیں اور گناہ بہانہ مزید تلاش کرتا ہے۔ یہ تلخ حقیقت حقیقت ہی رہے گی کہ شادی سے قبل مباشرت کا فعل ایک خیانت ہے قدرتی خزانہ کی۔ اور اس لطف اندوزی کی نہایت خوفناک قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ کوئی گناہ اس قدر خوفناک نہیں ہوسکتا جس قدر کہ یہ گناہِ مباشرت جو جسم اور روح دونوں کے لیے تباہ کن ہے۔ میں یہ باتیں سماج کے فائدہ کے لیے کہہ رہا ہوں۔ اس میں کٹھ حجتی یا فرسودگیٔ خیال نہیں ہے۔

میں جو کچھ لکھ رہا ہوں بالکل صحیح ہے آپ کا تجربہ خود اس کا شاہد ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ترغیب انسان کے لیے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے گناہ اور آسان و نادیدہ گناہوں کے مواقع زیادہ ہو گئے ہیں اور رغبت کو روکنا مشکل ہے، بالخصوص مردوں کے لیے یہ تحریص نفس زیادہ ہوتی ہے۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ لڑکی کے مقابلہ میں لڑکے میں (اوسط درجہ کے لڑکے لڑکی اگر لیے جائیں۔) زیادہ شہوانی جذبات ہوتے ہیں اور لڑکی کے لیے پاکبازی کی زندگی بسر کرنا زیادہ آسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیوں سے مردوں نے اپنے لیے معیارِ اخلاق کچھ رکھا ہے اور عورت کے لیے کچھ اور۔ اور یہ معیارِ اخلاق صدیوں سے ہر ملک و قوم میں چلا آ رہا ہے اور موروثی کیفیت بن گیا ہے جس کی وجہ سے مردوں کی بدچلنی کو اتنا برا نہیں سمجھا جاتا جس قدر کہ عورت کی معمولی سی لغزش کو۔ اگر انسان سے نچلے قسم کے حیوانات پر نظر ڈالی جائے اور تمام فطری کیفیات کو نظر میں رکھا جائے تو اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ عورت میں جذباتِ جنسی کم کیوں ہوں اور مرد میں کیوں زیادہ۔ سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں مانی جا سکتی کہ مرد بے حیائی کو زیادہ برا نہیں جانتا اور عورت اس چیز کو برداشت نہیں کر سکتا۔ چونکہ معیارِ اخلاق مردوں کا بنایا ہوا ہے اس لیے ظاہر ہے کہ اس نے اپنی صنف کی رعایت زیادہ رکھی ہے۔ دماغی عیاشیوں، فحش زبان و الفاظ، معصیت آمیز عادات نے مردوں میں صدیوں سے یہ رغبت پیدا کر رکھی ہے کہ وہ جنبشِ چشم کے ساتھ پُرشہوت ہو جاتا ہے۔ یہ شہوانی خیالات اور عادتیں انسان کی اپنی پیدا کردہ ہیں۔ اگر اخلاق کے دو معیار صدیوں سے چلتے ہوئے نہ آئے ہوتے اور عورت مرد دونوں نیک اخلاق اور نیک چلن رہتے ہوتے تو یہ یقینی ہے کہ مرد عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ شہوتی نہ ہوتے، بلکہ دونوں میں مساوی اور معتدل قسم کی جنسی ترغیب ہوتی۔ ایسی شائستہ کیفیت اگر پیدا ہو جاتی تو دنیا کا موجودہ نظام آج کے مقابلہ میں غالباً زیادہ بہتر ہوتا۔

یہی اخلاق کے دو معیار عرصہ دراز سے دنیا میں چلے آ رہے ہیں اور یہی چیز بدچلنی کے لیے مہمیز کا کام دیتی ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اب تک یہ صورتِ حال موجود ہے۔ بہت سے شریف لوگ ہیں جنھیں اگر شریف اور نیک نہ کہا جائے تو وہ جھلا اٹھیں گے۔ یہ خیالات رکھتے ہیں کہ شادی سے پہلے انھیں مباشرت کی عادت ڈالنی چاہیے۔ جب منگنی ہو جائے یا شادی ہو جائے تو پھر کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہیے۔ میں ایسے نوجوانوں کو یہ جواب دیا کرتا ہوں کہ عورتوں کے لیے اور معیارِ اخلاق اور مردوں کے لیے دوسرا معیارِ اخلاق آخر کیوں ہو۔ کیا اس کے لیے کوئی سائنٹفک، طبی اور اخلاقی توجیہہ پیش کی جا سکتی ہے۔ اس کو اس طرح دیکھیے کہ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے (خواہ وہ الفاظ میں ظاہر کرے یا نہ کرے) کہ اس کی ہونے والی بیوی جو اس کے بچوں کی ماں بنے گی اور ایک خاندان کی پُرمسرت بنیاد ڈالے گی جب اس کے گھر آئے تو وہ ایک ایسی عورت ہو جو پاکی، نیک نفسی اور صفائی جسم و روح کا مجسمہ ہو۔ اگر کوئی بدچلن بیوی چاہتا ہے تو یہ غیر معمولی واقعہ ہے! اور اس وجہ سے میرے احاطۂ گفتگو سے باہر ہے کیوں کہ میں اوسط درجہ کے آدمیوں کا ذکر کر رہا ہوں۔

کیا ہم یہ نہیں چاہتے کہ جس لڑکی سے ہم شادی کریں وہ باکرہ اور پاک باز ہو۔ اگر وہ بھی تھوڑی سی رومانیت پسندی برتے اور وہ بھی ایسے ہی حقوق مانگے جو مردوں نے از خود اختیار کر لیے ہیں، تو پھر ہمیں اعتراض کیوں ہو۔

مردوں نے اپنے جذباتِ شہوانی کو اس قدر ترقی دے لی ہے کہ اس جذبہ کا فطری مقصد ہی فوت ہو گیا ہے۔ یہ شہوانی جذبات کیوں لڑکوں میں تیز ہوتے ہیں، اس کے کئی اسباب ہیں۔ کچھ تو نوکر اور ساتھ کے کھیلنے والے مجلسیں سکھاتے ہیں، کچھ فحش لٹریچر اور گندی تصویریں اور اشتہار اس میں مدد دیتے ہیں۔ والدین لڑکوں کو جنسی تعلیم یا تو دیتے ہی نہیں یا "نصف حقیقتیں" ڈھکے چھپے لفظوں میں سمجھاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں جنسی تجسس پیدا کرتی ہیں اور تجسس سے برانگیختگی پیدا ہوتی ہے۔ بالخصوص ایسی جگہ جہاں لڑکوں کو مباشرت کا موقع بھی مل جائے یہ چیز بہت تیز ہو جاتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لڑکوں میں یہ جذبہ پیدا نہ ہونے دیا جائے۔ اور شادی سے پہلے وہ شباب کی ساری مدت میں اس جذبہ کو محسوس کیے بغیر رہیں۔ ایسا سوچنا اور کہنا ناممکن ہے اس لیے احمقانہ ہے۔

یہ صحیح ہے کہ نوجوان میں یہ خواہش ضرور ہوتی ہے۔ لیکن کیا یہ بھی ضروری ہے کہ دنیا میں ہر خواہش جیسی کہ وہ پیدا ہو، پوری ہو جائے یا کر دی جائے۔ خدا کی پناہ! اگر ہر خواہش کی فوری تسکین ہونے لگے تو دنیا میں جیسی شورش اور ہنگامہ پروری ہوگی اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ہر خواہش کے لیے ایک ضبط کی ضرورت ہے اور سب سے بڑی خواہش کے لیے سب سے بڑے ضبط کی ضرورت ہے ہم حیوان نہیں ہیں۔ ہمیں عقلِ سلیم بخشی گئی ہے اور ضبط کا مادّہ بھی دیا گیا ہے۔ اس مادّہ کو ہموار و موزوں بنانے کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ ورنہ ہم گر کر جانوروں کے زمرہ میں آ پڑیں گے۔ اور اشرف المخلوقات ہونے کا ہمارا دعویٰ بے معنی ہو جائے گا۔ یہی ضبط کا مادّہ تو ہمیں جانوروں سے بلند کر دیتا ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے انتہائی شرم محسوس ہوتی ہے کہ بعض نوجوان اپنی جنسی عادتوں اور شہوانی اشغال میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ پست ترین جانور کے درجہ

سے بھی گر جاتے ہیں۔ بہت سے نوجوانوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے اور یہ خیال خواہ مخواہ بڑھ رہا ہے کہ اگر شہوانی قوت کا استعمال دکھایا جائے تو جذبات ایسے سرد پڑ جاتے ہیں کہ پھر باپ بننے کی صلاحیت ہی ان میں نہیں رہتی۔ یہ فطرت پر ایک اتہام ہے۔ لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مردانگی کے برقرار رکھنے اور صحت درست رکھنے کے لیے مباشرت کا فعل بار بار کرتے رہنا ازبس ضروری ہے۔ اس لیے دل کھول کر بدچلنی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ صحت کے لیے مباشرت ایک ضروری شے ہے۔ یہ ایک عام حجت ہے جو نوجوان میرے سامنے آ کر پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب میں اس دعوے کی دلیل چاہتا ہوں تو کوئی پیش نہیں کی جاتی۔ آج تک میں نے کوئی ایسا نوجوان نہیں دیکھا جس نے شادی سے پہلے ناجائز تعلقات کسی عورت سے پیدا کیے ہوں اور اس کی صحت اس وجہ سے بہتر ہو گئی ہو۔ میں اسے ناجائز کہتا ہوں اور سمجھتا ہوں۔ خواہ مباشرت کسی طوائف یا بدکار عورت سے کی جائے یا کسی جاننے والی اور ہونے والی بیوی سے، یہ سب ناجائز مباشرت ہے اور قدرت اس کی قیمت وصول کرتی ہے۔ میں اسے حرام کاری کہتا ہوں۔ جو عورت شادی سے پہلے اپنے جسم کو اپنے حبیب کے سپرد کر دیتی ہے وہ فاحشہ عورتوں کے طبقہ میں آ گرتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ بات بہت سی لڑکیوں کو طیش میں لائے گی اور جو اپنے آپ کو آبرودار سمجھتی ہیں وہ اس بات سے بہت چڑیں گی مگر حقیقت اور سچائی کو کسی کے طیش کے کارن روکا نہیں جا سکتا۔ میں اس تمام رسالہ کو ایسے معقول مشرقی اور مغربی اطبا کی آراء سے بھر سکتا ہوں جو اس بات کی تصدیق کریں گے کہ شادی سے پہلے مجامعت کرنے میں صحت قائم رکھنے کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔

میں ایک روز ایک بھٹکے ہوئے نوجوان سے یہی باتیں کر رہا تھا اور ایک مشہور طبیب کی رائے اس ضمن میں پیش کر رہا تھا کہ وہ جھلا اٹھا اور کہنے لگا کہ ڈاکٹروں اور حکیموں سے خدا بچائے! یہ لوگ بھلا یہ باتیں کیا سمجھ سکتے ہیں! اس نوجوان کی منطق کی داد دیجیے۔ میں نے اس بھلے آدمی سے کہا کہ اگر کسی کو سرطان ہو یا دق ہو تو وہ طبیب کے پاس جائے گا یا انجینیر اور مصنف کے پاس۔ ظاہر ہے کہ جیسا مرض ہوگا اس کے لیے ویسے ہی مداوا کی ضرورت ہوگی۔ اگر اطبا کی رائے اس باب میں قابل قبول نہیں جائے تو پھر کس کی سمجھی جائے۔ جو موضوع اس وقت ہمارے سامنے ہے اس پر ایک طبیب ہی صحیح رائے دے سکتا ہے اور بطور سند کے ہم اسے گفتگو میں لا سکتے ہیں۔ سر جیمز پیجٹ نے ایک دفعہ چند مغربی اطبا کے سامنے جو الفاظ کہے تھے وہ ہمارے ملک کے نوجوانوں اور معالجوں کی توجہ کے بھی مستحق ہیں۔

> "آپ کے بہت سے مریض آپ سے مباشرت کے بارے میں مشورہ لینے آئیں گے اور آپ سے ناجائز تعلقات کے سلسلہ میں نسخہ لکھوا کر لے جانا چاہیں گے۔ میں ایسے نوجوانوں کے لیے اگر چوری، ڈاکہ، جھوٹ وغیرہ چیزیں نسخہ میں لکھ سکوں تو بدچلنی کا بھی سرٹیفکٹ دے دوں گا۔ مگر میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس لیے کسی نوجوان کو بدچلنی کے سلسلہ میں نسخہ بھی تجویز نہیں کر سکتا۔ بہت سے نوجوانوں نے جو کمزوری اعصاب اور مراق وغیرہ کے مریض تھے، میرے پاس آئے اور انھوں نے بتایا کہ ضعفِ اعصاب اور وحشت کو دور کرنے کے لیے انھوں نے بدچلنی کی مگر اس سے ان کا دل نہیں بہلا، نہ صحت اور اعصاب پر کوئی خوش گوار اثر پڑا، بلکہ بہت سے لوگوں نے تو یہاں تک کہا کہ بدچلنی نے انھیں بالکل گیا گزرا کر دیا۔"

"صحت کے لیے ضروری" یہ فقرہ کس قدر غلط اور بے ہودہ ہے۔ کسی جنسی امراض کے اسپتال میں جا کر دیکھیے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کسی جراح یا طبیب کے مطب میں جا کر دیکھیے کہ یہ لوگ کیسی افسوس ناک حالت میں آتے ہیں۔ ذرا سی دیر کے مزے کے لیے، جو انھیں "صحت درست کرنے کے لیے" کسی "دوست" نے بتا دیا تھا وہ کیسی جہنمی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ مجھے ایک یونی ورسٹی کے نوجوان کا واقعہ یاد ہے جس زمانہ میں وہ تعلیم حاصل کر رہا تھا اس کا جسم دیکھنے کے قابل تھا۔ اس کا دماغ بھی کچھ کم اچھا نہ تھا۔ وہ عمدہ کھلاڑی بھی تھا اور بدچلنی بھی خوب کرتا تھا۔ اس سے جب بدچلنی کے نتیجوں کا ذکر آتا تو وہ ان کا مذاق اڑاتا اور اپنی صحت کی طرف اشارہ کرتا۔ اس کے بعد میں نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ جب یہ صاحب یونی ورسٹی سے فارغ ہو کر نکلے اور زندگی کی مہم میں شامل ہو گئے تو ناکامیوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اندر ہی اندر کسی خبیث جنسی مرض نے ان کو کھا لیا تھا۔ تالو، کان، اور ناک کا کچھ حصہ گل چکا تھا۔ جب اس کی عمر کے دوسرے لڑکوں کی شادیاں ہوئیں یا لڑکیاں بیاہی گئیں تو یہ صاحب ایک قابل رحم اور عبرت انگیز نظارہ بن کر رہ گئے تھے اور دوزخ کے عذاب کا ایک منظر تھے جو مجسم ہو کر سامنے آ گیا تھا۔ قدرت جلد یا بدیر قیمت ضرور وصول کرتی ہے۔ کوئی اگر چپکے سے قیمت ادا نہ کرے (بقیہ صفحہ ۴۲ پر)

انتقاد

صنعتِ اکبر

تقطیع ۱۸×۲۲/۸، ضخامت ۲۰ صفحے، قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

پتہ:- منیجر صاحب دارالکتب رفیقِ صحت متعلقہ الطبیب، سرکلر روڈ، موچی دروازہ، لاہور۔

علم کشتہ جات پر جناب حکیم یوسف حسن صاحب کی یہ تالیف خاصی مقبول ہو چکی ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن دارالکتب رفیقِ صحت کے اہتمام سے حال ہی میں شائع ہوا ہے جو کتابت اور طباعت کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔ مصنف نے صنعتِ اکبر کی تالیف میں اس بات کا خصوصیت سے خیال رکھا ہے کہ کشتوں کے تیار کرنے کی ترکیبیں نہ صرف آسان ہوں بلکہ نہایت مستند اور صحیح ہوں۔ ان کو اس سلسلہ میں جو اہتمام کرنا پڑا ہے اس کا اندازہ کتاب کے صفحات سے بآسانی ہو سکتا ہے۔ ترتیب بھی معقول ہے۔ دھاتوں، جواہرات، ذی الارواح اور جڑی بوٹیوں کے علیحدہ علیحدہ باب قائم کیے گئے ہیں اور ہر چیز کو کشتہ کرنے کی مختلف ترکیبوں کے ساتھ شناخت اور اس کے استعمالات کو پابندی سے بیان کیا گیا ہے۔ شروع میں کشتہ سازی کے متعلق ہدایات اور آخر میں اصطلاحات کی تشریح سے مبتدیوں کو یقیناً فائدہ پہنچے گا۔ بہرحال مجموعی حیثیت سے "صنعتِ اکبر" مختصر ہونے کے باوجود کارآمد و مفید ہے۔

ہومیوپیتھک جرّاحی

تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۴۰ صفحے، قیمت آٹھ آنے۔

پتہ:- منیجر صاحب "ہومیوپیتھک میگزین" ۴۹، فلیمنگ روڈ، لاہور۔

ہومیوپیتھک میں جراحی کی بہت کم گنجائش رکھی گئی ہے۔ ہومیوپیتھس کا خیال ہے کہ ان امراض میں سے اکثر کا علاج دواؤں کے ذریعہ سے کیا جا سکتا ہے جن کے لیے طبِ جدید کے علمبردار آلات کو استعمال کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ "ہومیوپیتھک جراحی" اسی خیال کی تفصیل ہے۔ اس میں جناب ڈاکٹر محمد مسعود صاحب قریشی نے جراحی امراض کا حال بیان کر کے ان کا ہومیوپیتھک علاج درج کیا ہے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے بعض مشہور ہومیوپیتھس کے مقالات اور آرا سے استفادہ کیا ہے اور بعض بعض جگہ اپنے تجربات بھی لکھے ہیں۔ یہ رسالہ مجموعی حیثیت سے دلچسپ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہومیوپیتھی سے دلچسپی رکھنے والے اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھائیں گے۔

خواص الادویہ ہومیوپیتھی

(حصہ اول)

تقطیع ۱۸×۲۲/۸، ضخامت ۱۰۴ صفحے، قیمت چودہ آنے۔

پتہ:- منیجر صاحب "ہومیوپیتھک میگزین"، ۴۹، فلیمنگ روڈ، لاہور۔

یہ رسالہ بھی جناب ڈاکٹر محمد مسعود صاحب قریشی کی تالیف ہے۔ اس میں ہومیوپیتھی کی دواؤں کی ماہیت کے علاوہ مختلف حالات میں اور مختلف اعضاء پر ان کے اثرات کا بیان بڑی تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔ اس پہلے حصہ میں تقریباً پچاس دواؤں کا بیان ہے جو الف کی ردیف سے تعلق رکھتی ہیں۔ غالباً اس کے دوسرے حصوں میں ردیف وار دوسری دواؤں کے خواص لکھے جائیں گے۔ یہ رسالہ بھی ڈاکٹر صاحب نے محنت سے مرتب کیا ہے۔ شائقین کو اس سے ضرور فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔

انتخابِ جلیل

تقطیع ۱۸×۲۲/۸، ضخامت ۲۴۰ صفحے، قیمت دو روپے۔

پتہ:- منیجر صاحب دارالکتب رفیقِ صحت متعلقہ الطبیب، سرکلر روڈ، موچی دروازہ، لاہور۔

دارالکتب رفیقِ صحت نے انتخابِ جلیل شائع کر کے مفید خدمت انجام دی ہے اور جناب مولوی حکیم جلیل احمد صاحب سیکروی نے اسے تالیف کر کے اطبا کے لیے خاصی آسانی پیدا کر دی ہے۔ اس کتاب میں فارسی کی مستند اور متداول طبی کتب کے بہترین معالجات اور نسخہ جات کا انتخاب خوش سلیقگی سے کیا گیا ہے۔ مختلف اعضاء کے متعلق نسخے حروفِ تہجی کی ترتیب سے درج کیے گئے ہیں جس سے خاص نسخے کی تلاش میں آسانی ہوتی ہے۔ مزید آسانی کے خیال سے مؤلف نے کتاب کے آخر میں دو ضمیمے بھی شامل کر دیے ہیں جن سے مختلف امراض کے نسخے اور قرابادینی مرکبات کے نسخے معلوم ہو سکتے ہیں۔ غرض تقریباً آٹھ سو مرکبات کا یہ انتخاب اس قابل ہے کہ معالجین اسے اپنے پاس رکھیں۔ طباعت اور کتابت اچھی ہے۔

صدری بیاض

تقطیع ۱۸×۲۲/۸، ضخامت ۴۰۸ صفحے، قیمت مجلد پانچ رُپے آٹھ آنے۔

پتہ:- دفتر رسالہ المعالج، امرت سر۔

جناب حکیم ابوالفیض علم الدین صاحب قریشی نے صدری بیاض کے نام سے ایک مجموعۂ مجربات شائع کیا ہو جو ظاہری حیثیت سے شاندار ہونے کے علاوہ معنوی حیثیت سے بھی قابلِ لحاظ ہو۔ اس مجموعہ میں گو مجربات کی تعداد ۲۰۷ ہو لیکن مصنف نے جس انتخاب اور تفصیل سے کام لیا ہو اس کے پیشِ نظر یہ تعداد بھی کافی ہو۔ بائیس بابوں میں یہ مجموعہ مختلف ترتیبوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہو۔ مؤلف عموماً اس ترتیب پر قائم رہے ہیں کہ پہلے نسخہ کی تاریخ، اس کے بعد اجزا پھر اس کے مختلف استعمالات درج ہیں۔ جن جن ذرائع سے یہ نسخے حاصل ہوئے ہیں ان کا ذکر بھی کر دیا گیا ہو۔ مجموعی حیثیت سے ہم صدری بیاض کے متعلق یہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ افادہ سے خالی نہیں ہو اور شائقین اسے دلچسپ پائیں گے۔ کتابت اور طباعت اچھی ہو لیکن کتاب کی قیمت ضرورت سے زیادہ ہی رکھی گئی ہو۔

معمولاتِ شیرانی

تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۱۱۲ صفحے، قیمت ایک رُپیہ آٹھ آنے۔

پتہ:- دفتر رسالہ العلاج، روڑی، ضلع حصار۔

رسالہ العلاج کی یہ اشاعتِ خاص ہو جس میں جناب حکیم غلام حسن خاں صاحب تونسوی کے معمولات و مجربات درج ہیں۔ حکیم صاحب نے اپنے مجربات بقول ایڈیٹر صاحب "العلاج" بے کم و کاست لکھ دیئے ہیں۔ یہ صحیح ہو یا نہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ صاحبِ مجربات نے نسخوں کو پیش کرنے میں خاص توجہ صرف کی ہو اور اکثر نسخے مفید اور کارآمد ہیں۔ یہ ضرور ہو کہ اکثر نسخوں کے اجزا میں طبِ جدید کے اجزا کو کچھ ایسی بے تکلفی سے برتا گیا ہو کہ جناب غلام حسن خاں صاحب کو حکیم کے بجائے "ڈاکٹر" سمجھنے کو جی چاہتا ہو۔ اچھی چیز جہاں بھی ہو لے لینے میں مضائقہ نہیں، لیکن اپنی چیزوں کی اہمیت کو خواہ مخواہ کم سمجھنا یا اس کو کم کر کے دکھانا شاید مستقبل کے ساتھ ہم آہنگی قرار نہ پائے۔ حکیم غلام حسن صاحب کے معمولات کے علاوہ "معمولاتِ شیرانی" میں اور چند اطبّاء کے مجربات بھی شامل ہیں۔ بہرحال معمولاتِ شیرانی ایک مفید مجموعہ مفردہ ہو۔ العلاج کے خریداروں کو یہ مجموعہ مفت دیا جاتا ہو۔

مشیرالاطفال

تقطیع ۱۸×۲۲/۸، ضخامت ۱۴۴ صفحے، قیمت ایک رُپیہ۔

پتہ:- ناظم صاحب مشیرالاطباء، دل محمد روڈ، لاہور۔

لاہور کے مشہور طبی رسالہ "مشیرالاطباء" نے اس سال اپنا خاص نمبر مشیرالاطفال کے نام سے شائع کیا ہو۔ اس میں بچوں کے امراض و علاج حفظِ صحت اور ان کی تعلیم و تربیت پر مفید مضامین پیش کیے گئے ہیں۔ ترتیب کے لحاظ سے مشیرالاطفال کو پانچ بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے؛ پہلے باب "جنین کی حفظانِ صحت" میں زمانہ حمل کے امراض اور عام احتیاطوں کا ذکر ہو۔ دوسرے باب "بچہ کا تغذیہ" میں بچوں کی غذا کے متعلق مفید ہدایات اور پرورشِ اطفال کے طبی اصول بیان کیے گئے ہیں۔ تیسرے باب "امراضِ اطفال" میں بچوں کے مخصوص امراض کے ساتھ مجربات کا اچھا ذخیرہ پیش کیا گیا ہو۔ چوتھے باب "بچہ کی نفسیاتی نشوونما" اور پانچویں باب "حفظانِ صحت" میں کارآمد علمی و طبی مضامین جمع کیے گئے ہیں۔ مشیرالاطباء کی یہ خدمتِ فن قابلِ قدر ہو۔ امید ہو کہ نہ صرف اطبّا بلکہ عوام بھی "مشیرالاطفال" سے فائدہ حاصل کریں گے۔

صحتِ عامّہ

تقطیع ۱۷×۲۷/۴، ضخامت ۲۰ صفحے، قیمت سالانہ چار رُپے۔

پتہ:- مینجر صاحب صحتِ عامّہ، شاہ راہِ عثمانی، سنٹرل بنک روڈ، حیدرآباد دکن۔

جناب حکیم لئیق احمد صاحب فائق نعمانی کی ادارت میں یہ پندرہ روزہ رسالہ حال ہی میں حیدرآباد سے شائع ہونا شروع ہوا ہو۔ اس میں صحت و طب کے مفید اور دلچسپ مضامین کے علاوہ مقامی اور دکن کے دیگر اضلاع کی طبی اور اجتماعی سرگرمیوں کا حال بھی شائع کیا جاتا ہو۔ مضامین کا معیار عموماً بلند ہو۔ ترتیب اور طباعت کی طرف بھی کافی توجہ کی جاتی ہو۔ غرض صحتِ عامّہ کو مفید اور دلچسپ بنانے کے لیے ادارہ کی طرف سے پوری کوشش کی جاتی ہو۔ ہمیں امید ہو کہ یہ رسالہ نہ صرف مقامی طور پر مقبول ہوگا بلکہ بیرونِ دکن بھی قدر سے دیکھا جائے گا۔

سرودِ غم

تقطیع ۲۲×۲۹/۱۶، ضخامت ۹۶ صفحے، قیمت بارہ آنے۔
پتہ: مکتبۂ قصر الادب۔ دفتر شاعر، آگرہ۔

"سرودِ غم" حضرت سیماب اکبر آبادی کی اُن نظموں کا مجموعہ ہے جو جگر بندِ رسُول شہید کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کی صفات حسنہ اور شہادت کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ اِن نظموں میں رباعیاں بھی ہیں، سوز کے بند بھی ہیں، پیغامات بھی ہیں، سلام بھی ہیں اور سو بند سیماب کے عنوان سے مسدس کی صورت میں ایک بہت ہی دلسوز نظم ہے۔ جو سلام کے مندرجہ ذیل بند سے شروع ہوتی ہے۔

السلام اے مرے سرکار حسین ابن علی　　السلام اے ملک اطوار حسین ابن علی　　السلام آیۂ اسرار حسین ابن علی　　السلام مُژدہ ابرار حسین ابن علی

اے امام شہدا خلق کے سردار سلام　　اے سکونِ جگرِ احمد مختار سلام

"سرودِ غم" کی نظموں میں اگر ایک طرف اسلام اور خاندانِ رسالت سے والہانہ محبت کا جذبہ پایا جاتا ہے، تو دوسری طرف اُن بدعتوں سے پرہیز کرنے کی ہدایت بھی کی گئی ہے جو محرم کے رسُوم میں داخل ہوگئی ہیں، اور یہ بتایا گیا ہے کہ واقعاتِ شہادت کے سلسلہ میں ہمیشہ صحیح روایات کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ اصلاحی پہلو سرودِ غم کی نظموں کا طرّہ امتیاز ہے۔ کلام کی خوبیوں اور فنی دسترس اور صفائی پر صرف یہی تبصرہ کافی ہے کہ یہ سیماب جیسے مشہور شاعر کا کلام ہے۔ مجموعی حیثیت سے بھی یہ کتاب دلچسپ ہے اور ایامِ محرم کے غم انگیز ایام میں قابلِ مطالعہ ہے۔

(ا۔ ف)

مشہور کا عید نمبر

تقطیع ۲۰×۳۰/۸، ضخامت ۱۹۰ صفحے، قیمت بارہ آنے۔
پتہ:۔ منیجر صاحب رسالہ مشہور، فراش خانہ، دہلی۔

رسالہ مشہور دہلی نے اپنا عید نمبر بڑے سلیقہ سے شائع کیا ہے۔ کتابت کی عمدگی، طباعت کی صفائی اور ٹائٹل وغیرہ کی دیدہ زیبی ہی اس نمبر کا امتیاز نہیں بلکہ مضامین کا انتخاب اور ان کی ترتیب بھی قابلِ تحسین ہے۔ اس عید نمبر میں عید کے مختلف پہلوؤں کو روشنی میں لانے کی کوشش کی گئی ہے جن سے ہر شخص کو دلچسپی ہوسکتی ہے۔ ادبی اعتبار سے بھی اس نمبر کے بہت سے مضامین قابلِ مطالعہ ہیں۔ ادارۂ مشہور کی یہ جدوجہد بھی ستائش کے قابل ہے کہ اس نے بعض مشہور ادیبوں اور قابل انشا پردازوں کے مضامین سے اپنے اس نمبر کو زینت دی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ نظم و نثر کا یہ مفید مجموعہ مقبول ہوگا۔ شائقین اوپر کے پتہ سے طلب فرمائیں۔

ساقی کا سالنامہ

تقطیع ۲۰×۳۰/۸، ضخامت ۲۴۴ صفحے، قیمت ایک رُپیہ چار آنے۔
پتہ:۔ منیجر صاحب رسالہ ساقی، کٹرہ بڑیان، دہلی۔

مشہور ادبی رسالہ ساقی نے کاغذ کی اس گرانی کے زمانہ میں اپنا سالنامہ حسبِ معمول شان و شوکت سے نکال کر بڑی ہمت اور ایثار بلکہ شاید "سخت جانی" ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے۔ بڑے بڑے طمطراق والے رسالے اور سالنامے جہاں اپنے سائز اور ضخامت گھٹانے پر مجبور ہوگئے، وہاں ہمارا ساقی ہے کہ نہ اپنی ضخامت کم کرتا ہے اور نہ اپنے معیار کو پست ہونے دیتا ہے۔ اس صُورتِ حال کے پیشِ نظر ایک طرف اگر مسرت کا یہ مقام ہے کہ ہماری زبان کی خدمت ایسی نازک گھڑیوں میں بھی ہو رہی ہے، تو دوسری طرف ہمیں اپنے معاصر کے لیے بھی دُعا کرنی ہے کہ خدا اُسے آنیوالی ہر بلا سے محفوظ و مامون رکھتا رہے۔ ساقی کا یہ سالنامہ اپنی ہر معنوی روایت کا حامل ہے۔ ادیبوں، انشا پردازوں، علمی ذوق رکھنے والوں، زبان کا لطف چاہنے والوں، معیاری افسانوں کی قدر کرنے والوں غرض ہر ذوق رکھنے والوں کی تسکین کا سامان اس میں موجود ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ شائقین اس کی ایسی ہی قدر کریں گے جس کا وہ مستحق ہے۔

مشرقی جنتری

تقطیع ۲۲×۲۹/۸، ضخامت ۶۴ صفحے، قیمت دو آنے۔
پتہ:۔ دفتر مشرقی جنتری، کوچہ تاراچند، دہلی۔

کاغذ کی گرانی اور دُوسرے ناموافق حالات کے باوجُود جناب حکیم محمد ظہیر علی صاحب سہوانی نے مشرقی جنتری ۱۹۴۲ء گزشتہ سالوں کی طرح شان و امتیاز سے شائع کی ہے۔ مشرقی جنتری ہندستان کی ان چند گنی چنی جنتریوں میں سے ایک ہے جو مضامین کے تنوّع، عمدہ ترتیب، دیدہ زیب کتابت اور طباعت میں مشہور ہیں۔ اس سال کی جنتری میں نوروز اور تاثیرات منازلِ فلکی اور دُوسری مخصوص معلومات بڑی تحقیق اور تفصیل سے درج کی گئی ہیں۔ ادبی اور تاریخی مضامین کا انتخاب بھی قابلِ داد ہے۔ ان مضامین کی وجہ سے جنتری کی افادی حیثیت بہت کچھ بڑھ گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مشرقی جنتری اپنی خوبیوں کی وجہ سے اور زیادہ مقبول ہوگی۔ شائقین سوا تین آنے کے ٹکٹ بھیج کر یہ جنتری منگا سکتے ہیں۔

مجرّبات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

معجون اکبر جواہر والی اجزاء:۔ مایہ شتر اعرابی، زنجبیل، فلفل دراز ہر ایک ساڑھے چار ماشے، سورنجان شیریں، خولنجان، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، تودری زرد، تودری سرخ، موصلی سرخ، موصلی سفید، ثعلب مصری گول، تال مکھانا، تخم سرس، تخم کائن، اندر جو شیریں، تخم بلیون، مغز تخم خیارین، مغز تخم کدو شیریں، مغز تخم تربوز، مغز تخم خربزہ، ماہی روبیاں، ریگ ماہی، قرنفل، دار چینی، جاوتری، کبابا، تخم گذر، جائفل، مشک دانہ، مغز حب الزلم، قسط بحری، درونج عقربی، فرنج مشک، گل گاؤزبان، مغز چلغوزہ، مغز بادام شیریں، مغز پستہ، چرونجی، تخم خشخاش سفید، تخم گندنا، تخم جرجیر، سنا برگی، بوزیدان، بادرنجبویا، عود قماری ہر ایک نو ماشے، ثعلب مصری پنجہ ۳ تولے، مغز سر کنجشک نر خانگی، جوہر خصیہ بز، روغن بیر بہوٹی، روغن قنب، روغن نارجیل، تریاق فاروق، ناگر موتھا، نخود بریاں ہر ایک ۲۲ ماشے، کنجد مقشر، روغن بادام شیریں، روغن پستہ ہر ایک ۱۰ ماشے، زعفران دو تو، عود دار خطائی ہر ایک نو ماشے، یاقوت زرد، یاقوت رمانی، عقیق زرد، عقیق سرخ، فیروزہ، مروارید ناسفتہ، مرجان، بسد، عنبر اشہب، مشک خالص ہر ایک ۵ ماشے، کہربا شمعی ایک تولہ، رال سفید ایک تولہ، زمرد سبز ۳ ماشے۔ ورق نقرہ ایک گڈی، ورق طلا، ۵۰ عدد۔

ترکیب تیاری:۔ جواہر کو عمدہ قسم کے عرق گلاب میں کھرل کریں۔ باقی تمام دواؤں کو کوٹ چھان لیں اور سہ چند شہد میں معجون بنائیں

مقدار خوراک:۔ صبح کے وقت چار ماشے سے چھ ماشے تک یہ معجون گائے کے دودھ کے ساتھ کھانی چاہیے۔

فوائد:۔ مقوی اعضائے رئیسہ ہے۔ تقویت باہ کی غرض سے اس کا استعمال کبھی مایوس نہیں کرتا۔ مجلوقین اور ایسے لوگوں کو جو کثرت جماع کی وجہ سے اپنی قوتوں اور عصبی طاقت کو کھو چکے ہوں، اس معجون کو ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ بے حد مفید ہے۔

سفوف نشاط اجزا: بدھاری قند، تخم کونچ، اسگند ناگوری، تخم بھنگ، آرد تخم سرس، آرد تخم تر ہندی در شیر پروردہ ہر ایک ایک چھٹانک، موصلی سفید، ثعلب مصری پنجہ ہر ایک آدھ پاؤ، مصطگی رومی، رال سفید، لک مغسول ہر ایک ڈیڑھ تولے، دانہ الائچی خورد ۲ تولے، کشتہ قلعی ایک تولہ، کشتہ مرگانگ ۶ ماشے، کشتہ نقرہ نو ماشے، کافور ۴ ماشے۔

ترکیب تیاری:۔ احتیاط اور صفائی کے ساتھ سب دواؤں کا سفوف تیار کر لیا جائے اور اس سفوف میں برابر کی شکر سفید ملالی جائے۔

ترکیب استعمال: اس سفوف کی مقدار خوراک ۸ ماشے ہے۔ صبح اور شام دودھ کے ساتھ پھانک لینا چاہیے۔ یہ جریان اور رقت منی، سرعت انزال اور کثرت احتلام کی مستند و مجرب دوا ہے۔

طلاء بے ضرر اجزاء:۔ روغن سانڈہ، روغن بیر بہوٹی، روغن دار چینی، روغن قرنفل، روغن مالکنگنی، روغن بیتہ، روغن ارنڈ، چربی شیر، چربی مارماہی، روغن خیری ہر ایک تین ماشے، عطر حنا ۱۶ ماشے، روغن جمال گوٹہ ایک ماشہ۔ آئل فاسفورس دو ماشے، ریکٹی فائڈ اسپرٹ ۱۶ ماشے، لائکرا امونیا فورٹ ۴ ماشے۔ زفت رومی ۳ ماشے۔ خراطین مصفیٰ، زلو مصفیٰ، جند بیدستر، پارہ، عاقر قرحا ہر ایک چار ماشے، برادہ کھلہ ہرن، پتہ کنجشک نر ۶ ماشے، آب پیاز، ۶ ماشے، آب لہسن ۳ ماشے، مکھی شہد پر بریدہ ۱۶ عدد، مکھی خانگی پر بریدہ ۲۰ عدد، روغن زیتون ۱۶ ماشے، چمگٹ کو لہو ۶ ماشے۔ **ترکیب تیاری:** اس کی ترکیب تیاری نہایت آسان ہے یعنی سب دواؤں کو کھرل میں ڈال دیں اور ایک ہفتہ تک مسلسل کھرل کریں **طریقہ استعمال:** دوسرے طلاؤں کی طرح اسکو بھی استعمال کرتے ہیں کم سے کم ایک ماشہ (۸ قطرے) طلا جذب کر دینا چاہیے۔ مالش کم سے کم ۱۰ منٹ تک ہلکے ہاتھ سے کرنی چاہیے۔

فوائد:۔ عضو مخصوص کی تمام شکایتوں کے ازالہ کے لیے اس کے فوائد مسلم ہیں۔ زیادہ تعریف فضول ہے۔

جناب حکیم حافظ محمد یحییٰ صاحب، دہلی

حبوب بول الدم اجزاء:۔ طباشیر، تخم کشنیز، کتھا، صمغ عربی، گلنار، صندل سفید، گل ارمنی، تخم حماض، زرشک، بہی دانہ ہر ایک

دو تولے مغز فندق، سنگھاڑا، تخم خرفہ، تخم خیارین، کشتہ قلعی ہر ایک ۱ تولے، کہربا شمعی، اسپغول ایک ایک تولہ۔

ترکیب تیاری: پہلے اسپغول کو پانی میں بھگو کر اس کا لعاب حاصل کریں۔ باقی کی سب دواؤں کو کوٹ چھان کر لعاب اسپغول اور دہی کے توڑ کی مدد سے جنگلی بیر برابر گولیاں بنالیں۔

طریقہ استعمال: دو گولیاں صبح کے وقت یا ایک گولی صبح اور ایک شام کو تازہ پانی کے ساتھ کھالینی چاہیے۔

فوائد: یہ گولیاں نہ صرف بول الدم کی حالت میں مفید ہیں بلکہ سلسل البول کی حالت میں ان کے استعمال سے حیرت انگیز فائدے ظاہر ہوتے ہیں۔ سیلان منی کے لیے بھی ان کا استعمال کراتے ہیں۔ خاص طور پر اس وقت کہ جب گردوں اور مثانہ میں حرارت ہو۔

حب نادر **اجزا:** تمباکو سورتی ۱۰ تولے، عرق گلاب ۱۰ تولے، مرچ سیاہ ۳ تولے چار ماشے، دانہ الائچی خورد ۳ تولے ۸ ماشے، جائفل تین تولے ۴ ماشے، زعفران ایک تولہ آٹھ ماشے، جاوتری ایک ماشہ، مشک نیپالی ۳ ماشے، عنبر اشہب ۲ ماشے۔

ترکیب تیاری: تمباکو کو رات کے وقت عرق گلاب میں بھگو دیں اور صبح اسے خوب باریک پیس لیں اور پھر باقی کی دواؤں کو خوب باریک کرکے اس میں ملادیں اور چنے برابر گولیاں بنالیں۔

طریقہ استعمال: ایک گولی کی مقدار خوراک ہے۔ پان میں رکھ کر کھانا چاہیے۔

فوائد: مقوی باہ اور ہاضم طعام ہے۔ بلغمی نزلہ، تنگی تنفس اور کھانسی کے لیے مفید ہے۔ اس کے علاوہ درد جگر و درد شکم میں نافع ہے۔ ہیضہ کے دنوں میں اس کا استعمال فائدہ سے خالی نہیں۔

جناب حکیم مولوی سید مقبول شاہ صاحب فارق، دہلوی

دوائے بواسیر خونی ہارسنگھار کے پھول ۶ ماشے، بھنگ ۳ ماشے، فلفل سیاہ ۱½ ماشے سفوف کریں اور ۶ ماشے یہ سفوف تھوڑا تھوڑا کرکے پھانک لیا جائے اور دن بھر پانی نہ پیا جائے۔ جب بھوک لگے جلیبی کھلائیں۔ رات کو بے نمک روٹی اور گھی کھلا کر پانی پلادیں۔ خون آنا بند ہو جائے گا اور مسے خشک ہو کر گر جائیں گے۔

دوائے بے نظیر شنگرف رومی ایک تولہ، گل مدار ۵۰ عدد۔ شنگرف کو کھرل میں ڈال کر گل مدار ایک ایک کرکے ڈالیں اور کھرل کرتے جائیں۔ یہاں کہ سب پھول ختم ہو جائیں۔ پھر ایک دن تنہا کھرل کیا جائے۔ دوا تیار ہے۔ دو چاول یہ دوا حلوے میں رکھ کر دی جائے۔ یہ ایک بے مثل اور سینکڑوں بار کی آزمودہ دوا ہے اس کے استعمال سے "سستی" دور ہو جاتی ہے۔

دوائے بے عدیل تخم مدار ۲-۳ عدد، ۷ یوم تک صبح کے وقت روزانہ پانی سے نگل لیے جائیں۔ قوت باہ عود کر آئے گی۔

جناب حکیم محمد انور اعجاز صاحب چشتی

حب اسرار ذہبی **اجزا:** کشتہ فولاد ۲ تولے، کشتہ سرد صاتا ۲ تولے، کشتہ نقرہ فولادی ایک تولہ، مومیائی خالص ایک تولہ، کشتہ طلا، کچلہ مدبر، جدوار تین تین ماشے، مشک خالص ایک ماشہ، کتھہ سفید، الائچی خورد، طباشیر سفید، جوز بان ہر ایک تین ماشے، افیون خالص ایک ماشہ۔ **ترکیب تیاری:** سب دواؤں کو آب برگ پان یا جیسا ندہ پوست میں کھرل کرکے ۲-۲ رتی کی گولیاں بنائیں۔

ترکیب استعمال: کھانا کھانے کے دو گھنٹے بعد دونوں وقت ایک ایک گولی دودھ کے ساتھ کھائیں۔

پرہیز: ترش چیزوں سے پرہیز کریں۔

فوائد: مقوی اعصاب، مقوی باہ، دافع جریان و احتلام، مولد خون، مقوی بدن اور ممسک ہے۔

تصدیق

اگست ۱۹۴۱ء کے صفحہ ۳۴ پر حکیم اکبر حسین صاحب کے نسخہ جات عرق بخار اور اکسیر ملیریا استعمال کرنے پر بہترین ثابت ہوئے۔ اکسیر ملیریا حاملہ خواتین کو دینے سے ان کو خون آجانے کی شکایت پیدا ہوئی۔ (حکیم گجیندر سنگھ، امرتسر)

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لیے زود اثر اور اصولی نسخے

امراضِ چشم

(مسلسل)

از جناب حکیم و حافظ محمد نسیم الدین صاحب "فاضل الطب والجراحت" کھاتولی

غسولاتِ چشم

(۱) سہاگہ ۶ ماشے
پانی ۲۰ اوقیہ (اونس)

(۲) نمک طعام ۳ ماشے
پانی ۲۰ اوقیہ

(۳) دارچکنا ½ رتی
آب مقطر ۲۰ اوقیہ

(۴) ایسڈ بورک ۳ ماشے
آب گرم ۲۰ اوقیہ

نوٹ:- آشوبِ چشم کی حالت میں مذکورۂ بالا کسی ایک غسول سے آنکھ کو دن میں تین چار بار دھونا چاہیے۔ اس کے بعد کوئی موزوں اور پسندیدہ سیال آنکھ میں ٹپکانا چاہیے۔ آنکھ کو دھونے اور صاف رکھنے سے جتنا فائدہ ہوتا ہے اتنا کسی دوا سے نہیں ہوتا۔

آشوبِ چشم (سوزشِ ملتحمہ)

(۱) پھٹکری ۲ رتی
عرق گلاب ۲ تولے
دن میں دو تین بار آنکھ میں ٹپکائیں۔

(۲) پھٹکری ۶ رتی
زنک سلفیٹ ۳ "
خیساندۂ پوست خشخاش ۶ اوقیہ

(۳) سلور نائٹریٹ ۱ رتی
آب مقطر ۲ تولے

(۴) پروٹارگال ۵ رتی
آب مقطر ۳ تولے

(۵) آرجی رال ۵ رتی
آب مقطر ۳ تولے

(۶) سلوال ۵ رتی
آب مقطر ۳ تولے

نوٹ:- پروٹارگال اور آرجی رال بہترین دوائیں ہیں۔ ان کا عمل دیرپا ہوتا ہے۔ ان میں قوتِ نفوذ بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ خراش بھی پیدا نہیں کرتیں۔ سوتے وقت ذیل کے مرہموں میں سے کوئی ایک پپوٹوں پر لگائیں تاکہ زخم سے حفاظت ہو اور بوقت صبح پلکیں نہ چپکیں۔

(۱) ایسڈ بورک ۵ رتی
ویزلین ۲ تولے

(۲) ہائیڈرارج اوکسائڈ فلیوا ۱ رتی
ویزلین ۲ تولے

(۳) زنک سلفیٹ ۱ رتی
ویزلین ۲ تولے

زنک سلفیٹ عموماً لوشن کی شکل میں مستعمل اور مروج ہے لیکن مرہم کی صورت میں زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے۔ کیوں زیادہ عرصہ تک پپوٹوں میں قائم رہتا ہے اور اس کا قابض اثر جاری رہتا ہے۔ لوشن جلد آنکھوں سے بہہ نکلتا ہے۔

نوٹ:- آنکھ کی سرخی دیکھتے ہی آشوبِ چشم یا سوزشِ ملتحمہ کا علاج شروع کر دینا سخت غلطی ہے۔ معمولی غفلت اور ادنیٰ ترین بے توجہی سے مریض کی دنیا بہت جلد تاریک ہو سکتی ہے اور وہ تا زیست بیکار یا عیب دار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ذمہ داری کا تقاضا ہے کہ غور اور توجہ کے ساتھ تشخیص کر کے دوا تجویز کی جائے۔ سوزشِ ملتحمہ کو سوزشِ عنبیہ، سوزشِ قرنیہ اور سوزشِ صلبیہ سے تمیز کرنا لازمی ہے۔ اس مقصد کے لیے سوزش کی مخصوص علامات کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

سوزشِ ملتحمہ:- آنکھ کی تمام جھلی میں سرخی ہوتی ہے۔ اگر نچلے پپوٹے کو دبا کر ذرا نیچے کیا جائے تو باریک رگیں جھلی کے ساتھ طبقہ صلبیہ کے اوپر حرکت کرتی نظر آئیں گی کیونکہ طبقہ ملتحمہ آنکھ کے سامنے سے نیچے آکر پپوٹوں کی اندرونی سطح پر استر کرتا ہے۔ لہٰذا سوزشِ ملتحمہ میں جس طرح آنکھ سامنے سے سرخ اور متورم ہوگی، اسی طرح پپوٹے بھی اندر کی طرف سرخ ہوں گے۔ چیپ دار مواد خارج ہوگا۔ مگر پتلی میں کوئی فرق نہ ہوگا۔

سوزشِ عنبیہ:- آنکھ میں گہری سرخی ہوگی اور قرنیہ کے گرد گلابی حلقہ سا معلوم ہوگا۔ پپوٹوں کے اندر کی جھلی سرخ نہ ہوگی۔ اگر زیریں پپوٹے کو دبائیں تو رگیں ملتحمہ کے ساتھ متحرک نہ ہوں گی۔ کیوں طبقہ عنبیہ نیچے ہوتا ہے۔ پتلی میں فرق ہو جاتا ہے۔ آنکھ اور سر میں درد ہوتا ہے جو رات کے وقت زیادہ ہو جاتا ہے۔ نظر کم ہو جاتی ہے۔

سوزشِ قرنیہ:- سرخی گہری ہوتی ہے اور عموماً قرنیہ کے گرد ہوتی ہے۔ قرنیہ کسی قدر گدلا ہو جاتا ہے۔ آنسو بہت نکلتے ہیں اور

چند زیادہ ہوتی ہے۔ بصارت میں بھی فرق آجاتا ہے۔

سوزشِ صلبیہ: سرخی ملتحمہ کے نیچے ہوتی ہے۔ آنکھ میں درد خفیف ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔ یہ شکایت زیادہ عرصہ تک رہا کرتی ہے۔

سوزشِ عنبیہ

ایٹروپین سلف ¼ رتی
آبِ مقطر ۱۴ ماشے

نوٹ:۔ اس مرض میں علاج کے لیے ایٹروپین واحد اور بے مثل چیز ہے۔ اس کے استعمال سے درد کم ہو جاتا ہے اور التصاق رک جاتا ہے۔ اگر یہ شکایت دیرینہ ہو جاتی ہے تو آنکھ کی پتلی کے کنارے جو رطوبت جلیدیہ کے قریب ترین واقع ہیں کبھی سامنے کی طرف قرنیہ کی پچھلی سطح سے چپک جاتے ہیں (التصاق عنبیہ مقدم) اور کبھی پیچھے کی جانب رطوبت جلیدیہ کے غلاف سے چسپاں ہو جاتے ہیں (التصاق عنبیہ مؤخر) التصاق ثقبۂ عنبیہ میں پتلی کی حرکت پوری نہیں ہوتی۔ آخری درجات میں پتلی مستقل طور پر جلیدیہ کی سطح سے چسپاں ہو جاتی ہے۔ لیکن ابتدا میں اگر ایٹروپین لوشن آنکھ میں ڈالا جائے تو التصاقات کو توڑنے کے لیے عموماً کافی ہوتا ہے۔ پرانے مریضوں میں جب تلیف کافی ہو گیا ہو، اس کا استعمال بے کار ہے۔ ایک مرکب ایٹروپین، ایڈرینالین اور کوکین کا "مائیڈری کین" کے نام سے فروخت ہوتا ہے۔ اس کا زیرِ ملتحمہ انجکشن کرتے ہیں۔ یہ پتلی کشادہ کرنے کے لیے مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ گاہے التصاق رفع کرنے کے لیے زیرِ ملتحمہ سیالِ نمکین کا استعمال بڑھاتی ہوئی طاقتوں میں کرتے ہیں۔ مثلاً ۵ تا ۲۰ فی صدی۔ خوراک ½ سی۔ سی۔

عملِ جراحی بھی ضروری ہو سکتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ایٹروپین کثیر مقدار میں زیادہ عرصہ تک اور آنکھ کی سختی میں استعمال نہ کریں۔

زخم قرنیہ

ایٹروپین سلف ۱ رتی
ویزلین ۱۴ ماشے

ایٹروپین کو لوشن کی شکل میں بھی (½) استعمال کرتے ہیں جس کی ایک بوند دن میں تین بار آنکھ میں ٹپکائیں۔

نوٹ:۔ اگر کہ سوراخ دار زخم ہے یا عنبیہ ابھرا ہوا ہے یا آنکھ کے ڈھیلے کی سختی بڑھ رہی ہے تو ایٹروپین ہرگز استعمال نہ کریں۔ آنکھ کو آرام کے لیے گدی اور پٹی بھی باندھیں۔ خصوصاً جب کہ ابھار (عنبیہ) کا اندیشہ ہو۔ سطحی زخموں میں کہ جب مواد زیادہ ہو ہرگز پٹی نہ باندھیں۔

اگر زخم مندمل ہو رہا ہو تو "ڈایونین لوشن" (ایک فی صدی) ایک بوند دن میں ایک بار ڈالیں۔

زخم قرنیہ مزمنہ

ہائیڈرارج اوکسائڈ فلیوا ¼ رتی
ایٹروپین ¼ ”
ڈایونین ۱ ”
ویزلین ۷ ماشے

بیاضِ چشم

(۱) پھٹکری شگفتہ ۳ ماشے
توتیا شگفتہ ۳ ماشے
نوشادر ۳ ماشے
نمک لاہوری ۳ ماشے

باریک سرمہ بنائیں اور سلائی سے لگائیں۔

(۲) یلو اوکسائڈ آف مرکری ۱ رتی
ویزلین ۰۲ تولے

یہ زیادہ طاقت کا بھی استعمال کر سکتے ہیں مثلاً ۲ ½ اور ۴ ½ رتی فی اوقیہ۔

(۳) ہائیڈرارج اوکسائڈ فلیوا ۱ رتی
فائبرولائی سین ½ رتی
ڈایونین ½ رتی
ویزلین ۱۴ ماشے

(۴) کونین بائی سلفیٹ ۲ رتی
ویزلین ۱۴ ماشے

نوٹ:۔ موجودہ تحقیقات کے لحاظ سے یہ مرہم مفید ثابت ہوا ہے۔ دن میں دو بار استعمال کریں۔

سلاق

(۱) ہائیڈرارج اوکسائڈ فلیوا ¼ رتی
ویزلین ۴ ماشے

(۲) ہائیڈرارج امونی ایٹا ¼ رتی
ویزلین ۷ ماشے

ترکیب استعمال:۔ پپوٹوں پر لگا کر ذرا ملیں۔ لیکن ایسا کرنے سے پہلے تین فی صدی سوڈا بائی کارب کے گرم لوشن سے تمام کثافت اور چھلکے دور کر دیں اور صبح گرم بورک لوشن سے دھو دیں۔

نزول الما (موتیا بند)

مرجان محلس ایک رتی
معجون عشبہ ۱۰ ماشے

درجۂ تزاید میں نزول کی تکمیل سے پہلے یہ نسخہ دیا جا سکتا ہے۔ **نوٹ**:۔ اس مرض میں سرول یا امریقل سو یا کسی انگریزی دوا سے کام نہیں چلتا ہے۔ اس کا واحد علاج عملِ جراحی ہے۔ نزول الما کے متعلق یہ خیالِ خام ہے کہ آنکھ میں پانی اتر آتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رطوبت جلیدیہ (لینز) یا آنکھ کے موتی کی آب زائل ہو جاتی ہے اور وہ مکدر ہو جاتا ہے۔ اپریشن میں رطوبتِ جلیدیہ کو نکال دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ عینک تجویز کی جاتی ہے۔

بعض محققین نے بتایا ہے کہ خزانۂ مقدمہ میں رطوبت بیضیہ کی اندر وفور کے ساتھ حیاتین ج (وٹامن سی) ہوتی ہے۔ خزانۂ مقدمہ سے اس حیاتین کا معدوم ہونا اکثر نزول الما کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ لوگ یقین رکھتے ہیں کہ رطوبت جلیدیہ کے مکدر ہو جانے کا یہ ایک سبب ہے لہٰذا ایسی غذائیں تجویز کرنا جو حیاتین ج سے معمور ہوں نزول الما کی شکایت کو رفع کرتا ہے۔ (باقی)

لنڈن کے اسپتالوں کا فارماکوپیا

"شعبۂ اطفال"

مسلسل

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی، ایڈیٹر رسالہ "آفتاب حکمت" لاہور

لنکٹس (لعوق)

(۱) ٹنکچر کمفر کمپونڈ ۲½ منم
ایسڈ ہائیڈروکلورک ڈائیلیوٹ ۱ "
وائنم اپی کاک ۲½ "
کیراوے واٹر ۱ ڈرام

ضرورت کے وقت بچے کو چٹائیں۔ یہ مسکن سعال ہے۔ تشنجی کھانسی میں مفید ہے۔

(۲) ایسڈ سلفیورک ڈائیلیوٹ ۱ منم
سپرٹ کلوروفارم ۱ "
اوگزیمل ۵ "
ٹریکل (شیرہ) ۱ ڈرام

ضرورت کے وقت بچے کو چٹائیں۔ کھانسی کی شدت کو رفع کرتا ہے۔ اسہال کے لیے بھی مفید ہے۔

(۳) ٹنکچر کمفر کمپونڈ ½ ڈرام
اوگزیمل سلا ۱ "
سیرپ ٹولو ۱ "

ملاکر ضرورت کے وقت ایک ڈرام چٹائیں۔ بچوں کی کھانسی کے لیے مفید ہے۔

(۴) ٹنکچر کمفر کمپونڈ ۲½ منم
وائنم اپی کاک ۲½ "
گلیسرین ۲۰ "
ایکوا انتھا پپ ۱ ڈرام

ملاکر بطور لعوق چٹائیں۔ کھانسی کے لیے بہت مفید دوا ہے۔

(۵) لائیکوار مارفیا ہائیڈروکلور ۲ منم
ایسڈ ہائیڈروکلورک ڈائیلیوٹ ۲ "
سپرٹ کلوروفارم ۲ "
گلیسرین ایک ڈرام

بطور لعوق چٹائیں۔ کھانسی کی شدت کو دور کرتا ہے۔ (۵ سال کے بچے کے لیے مناسب ہے)

لنی منٹ (قیروطی)

(۱) ایسڈ بورک ۱۰ گرین
میتھی لیٹڈ ایتھر ایک اونس

ملاکر محفوظ رکھیں تازہ زخم و جراحت پر لگائیں عمدہ چیز ہے۔

لائیکواس (عراق)

پوٹاسیم کلوریٹ ۳ ڈرام
ایسڈ ہائیڈروکلورک فورٹ ۱ "
ایکوا ایک پائنٹ

یہ کلورین کسچر کا نسخہ ہے۔ اسے بطریق معلوم تازہ تیار کر لینا چاہیے۔

مقدار خوراک ایک ڈرام۔ پانی کے ساتھ دن میں تین چار بار دیں۔ تپ محرقہ اسہال اور دیگر وبائی امراض میں مفید دوا ہے۔

لوشنز (محلول)

(۱) ایسڈ بورک ۱۰ گرین
ایکوا ڈسٹلڈ ایک اونس

محلول بنالیں۔ امراض چشم میں مفید ہے۔ اس سے آنکھ دھوئیں۔

(۲) گلیسرین ایسڈ کاربالک ۶ منم
گلیسرین بورکس ۶ "
ایکوا ایک اونس

محلول بنا کر منہ کے اندر لگائیں۔ قلاعِ دہن کے لیے مفید ہے۔

(۳) ایلم ۴ گرین
ایکوا ایک اونس

گلے کے اندر لگائیں۔ استرخاء لہات اور ورم لوزتین کے لیے مفید ہے۔

(۴) ایمونیا کلورائیڈ ۱۵ گرین
اسپرٹ میتھی لیٹڈ ۱ ڈرام
ایکوا ایک اونس

محلول بنالیں اور چوٹ پر بار بار لگائیں مسکن درد و مانع ورم ہے۔

(۵) بورکس ۸ گرین
زنک سلفیٹ ۴ "
ٹنکچر اوپیم ۸ منم
ایکوا ڈسٹلڈ ایک اونس

محلول بنالیں اور آنکھ میں ڈالیں۔ رمد اور آشوب چشم کے لیے مفید ہے۔

(۶) کیلے مین ۴۰ گرین
زنک اوکسائیڈ ۲۰ "
گلیسرین ۴ منم
ایکوا ایک اونس

محلول بنالیں اور اگزیما پر بار بار لگائیں شیشی کو ہر دفعہ ہلا لیا کریں۔ بہت مفید نسخہ ہے۔

(۷) زنک اوکسائیڈ ۳۰ گرین
کیلے مین ۳۰ "
گلیسرین ۲۴ منم
سولوشن آف لائم ۱ ڈرام
ایکوا ایک اونس

محلول بنا کر شیشی کو ہلا ہلا کر اگزیما پر لگائیں۔

(باقی)

جوابات

(۱۰۲) **اختلاج قلب** :- (ل) غالباً آپ کی بھاوج صاحبہ کو قلب کا کوئی مرض نہیں ہے۔ اگرچہ ان کا امتحان کیے بغیر وثوق کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا بہتر یہ ہوگا کہ آپ کسی لیڈی ڈاکٹر کو دکھا کر ان کے قلب کا پورے طور پر امتحان کرا لیجیے۔ اگر میرا خیال صحیح ثابت ہوا اور قلب کا کوئی مرض نہ نکلے تو پھر آپ انھیں ایک ایک ٹکیہ "ایلگزیر برومو ویلیرین" کی پلا دیجیے۔ ساتھ ہی ساتھ کوئی مقوی دوا اور سادہ اور مقوی غذائیں دیجیے۔ (سعید بریلوی)

(ب) آپ نے اپنی بھاوج صاحبہ کے ہضم اور قبض کے متعلق کچھ تحریر نہیں فرمایا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ہضم اور قبض کے متعلق ضرور شکایت ہوگی۔ بہرحال ان کو تقویت قلب کے لیے روزانہ صبح کو ایک رتی سفوف مفرح دو ماشہ مشک عنبر لی گولی ماشے میں ملا کر کھلایئے اور ہضم کی خرابی اور قبض کے ازالہ کے لیے کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس دو ماشے استعمال کرایئے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) صرف ضعف معلوم ہوتا ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرایئے: مشک، موتی، کالی، گچلہ مدبر ... طلا مروارید ہم وزن لے کر کھرل کر لیں۔ رات کو سوتے وقت دو چاول یہ دوا دودھ میں گھول کر پی لیا کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(د) عرق بادیان ۲ تولے، شربت جوہرہ ابونڈیں، عرق پودینہ ۲ تولے، ٹنکچر کارڈیم کمپاؤنڈ ۳۰ بوندیں، عرق بید مشک دو تولے، عرق کاسنی دو تولے، سپرٹ کلوروفارم ۲ بوندیں، عرق دار چینی ایک تولہ۔ یہ تین خوراکیں ہیں۔ صبح، دوپہر اور سوتے وقت پلا دیا کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ پہلے ہی ہفتہ میں جملہ شکایات سے نجات مل جائے گی۔ (حکیم سلیم گدوردی)

(۱۰۳) **جریان وغیرہ** :- (ا) آپ میری مخصوص توجہ کے طالب ہیں لیکن آپ یہ تو سوچیے کہ میری یا کسی کی خصوصی توجہ آپ کے کس کام آسکتی ہے جب کہ آپ توجہ کرنے والے سے سینکڑوں کوس دور بیٹھے ہیں۔ آپ نے اپنی شکایتوں کے نام لکھ بھیجے کہ جن میں آپ مبتلا ہیں۔ مگر آپ کی حالت کا صحیح اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب یا تو وہ تمام باتیں معالج کو بتا دیں جن کا جاننا صحیح علاج کے لیے ضروری ہے یا وہ خود آپ کو دیکھ کر معلوم کرلے۔ موجودہ حالات میں تو بس اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ آپ نے جو شکایات لکھی ہیں انھیں پیش نظر رکھ کر کوئی دوا آپ کو بتا دی جائے۔ جرمنی سے ایک دوا "ٹیسٹی فورٹن" نامی آتی تھی وہ ان تمام شکایتوں کے لیے بہت اچھی ہے کہ جو آپ نے تحریر کی ہیں۔ اگر خوش قسمتی سے آپ کو یہ دوا کہیں دستیاب ہو جائے تو اسی کی گولیاں استعمال کر لیجیے اور اسی کے انجکشن لگوا لیجیے۔ ورنہ سب سے بہتر بات تو یہ ہے کہ کسی لائق حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جا کر مشورہ کیجیے تا کہ وہ آپ کی حالت کی مناسبت سے نسخہ تجویز کر دے۔ اگر "ٹیسٹی فورٹن" دستیاب ہو جائے تو اس کے استعمال سے پیشتر چند روز تک پوٹاسیم برومائیڈ دس دس گرین کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ استعمال کر لیجیے گا۔ اس سے کثرت احتلام رفع ہو جائے گی۔ اگر آپ کو قبض رہتا ہے یا ہضم میں فتور ہے تو اس کا دفع کرنا مقدم ہے کیوں کہ یہ دونوں کیفیتیں احتلام کی کثرت پیدا کر دیا کرتی ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جریان، کثرت احتلام اور سرعت کی شکایتوں کو دور کرنے کے لیے مندرجہ ذیل سفوف بنا کر کھایئے اور مقامی نقائص کے ازالہ کے لیے ہمدرد دواخانہ سے "دوائے نکور" اور "طلائے شباب آور" طلب کر کے استعمال کیجیے۔ نسخہ سفوف: اسبغول اسپغول ۵ تولے، کتیرا دو تولے، کوکنار ۲ ماشہ، دھنیا خشک، گل سرخ، مغز تخم املی بریاں دو تولے، مصری ۱۰ تولے کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ خوراک ۶ ماشے دودھ کے ساتھ۔ (عبدالله)

(ج) ثعلب مصری سائیدہ، تخم ریحاں سائیدہ ۶-۶ ماشے اور کشتہ نقرہ دو چاول ملا کر پھانک لیا کریں۔ اوپر سے دودھ پی لیا کریں۔ روغن موم اور روغن کافور ہم وزن ملا کر عضو پر مالش کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۰۴) **ایڑی کی تکلیف** :- (ل) غالباً چند روز میں یہ درد جاتا رہے گا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جسم کی جو ساخت کچھ عرصہ تک مریض اور معلول

رہی ہے وہ ابھی جوتے پر بھی ایک عرصہ تک دُکھتی رہتی ہے۔ ایڑی پر چند روز تک ویسلین ملوا لیا کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) معلوم ہوتا ہے کچھ سختی کاٹنے سے باقی رہ گئی ہے جو ننگا پاؤں زمین پر رکھنے سے تکلیف دیتی ہے۔ لیکن جوتا پہننے کی حالت میں براہِ راست دباؤ نہ پڑنے کی وجہ سے اس کی تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۰۵) **صغرِ اعضاءِ تناسل**:- اگر آپ بشریت کے تقاضوں کو بوجہِ احسن پورا کرنے پر قادر ہیں تو پھر کیوں خواہ مخواہ صغر اور طول کی قصوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ صغر کی شکایت کرنے والے مریضوں کے متعلق میرا تجربہ ہے کہ ان میں سے ۹۹ فی صدی صغر میں مبتلا نہیں ہوتے بلکہ یونہی یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ان کا عضو صغیر ہے جو عضو استادگی کے وقت پانچ انچ کے قریب طویل ہو وہ صغیر نہیں کہلایا جا سکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) زہر مریض کا جلق وغیرہ کی عادات بد میں مبتلا ہونا عضو مخصوص کے لیے "کریلا اور نیم چڑھا" کے مصداق ہے۔ اگرچہ بیوی کا خوف ہے لیکن جہاں تک حقائق کا تعلق ہے ایسے مریضوں کا کامیاب ہونا امر محال ہے۔ تاہم ہمدرد دواخانہ کی دوائے "نکورا" اور "طلائے شباب آور" استعمال کر دیکھیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) عضو کی طرف خون کا دوران کم ہے۔ روغن کافور اور روغن موم کی مالش مناسب ہے۔ (حکیم لالہ سری رام)

(۱۰۶) **مسوڑھوں کا درد وغیرہ**:- (ا) یہ فتور ٹماٹروں کا نہیں ہے بلکہ غالباً گوشت کا ہے جو آپ زیادہ مقدار میں استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے لیے گوشت ترک کر دیجیے یا بہت کم کھائیے۔ روزانہ دو لیموؤں کا رس پیجیے اور پھل اور سبزیاں بکثرت کھائیے یہ شکایات جاتی رہیں گی۔ (سعید)

(ب) ٹماٹروں کے استعمال سے مسوڑھوں میں درد، سوزش اور ورم کا پیدا ہونا ایک حیرت انگیز بات ہے۔ بہرحال آپ کھانا کھانے کے بعد جوارش بسباسہ نونو ماشے کھائیے اور دانتوں اور مسوڑھوں پر "ہمدرد منجن" روزانہ ملا کیجیے امید ہے کہ تمام شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۰۷) **بخار**:- (ا) آپ نے مریضہ کی عمر نہ لکھی۔ یہ بھی کچھ تحریر نہ فرمایا کہ مریضہ کو کھانسی زکام وغیرہ کی شکایت ہے یا نہیں۔ بہرحال میرا مشورہ یہ ہے کہ مقامی طور پر کسی ہوشیار لیڈی ڈاکٹر سے مریضہ کے سینے اور پیٹ کا امتحان کرائیے اور معلوم کیجیے کہ مریضہ کو دق کی شکایت تو نہیں ہے۔ اس طرف سے اگر اطمینان ہو جائے تو چند انجکشن "آرسینایٹ" کے لگوا دیجیے۔ دق کے شبہ کے ازالہ کے لیے اگر ضرورت ہو تو عکس ریز سے تصویر بھی اتروا لیجیے آپ کے فقط اتنا لکھ دینے سے کہ فلاں تاریخ سے فلاں تاریخ تک بخار رہا اور اب پھر بخار ہے تشخیص مرض میں کچھ مدد نہیں ملتی اور جب تک مرض محقق نہ ہو جائے کوئی دوسرا مشورہ نہیں دیا جا سکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مریضہ کے مرض کی تشخیص کرنے کے لیے مزید حالات معلوم کرنے کی ضرورت ہے، خصوصاً پھیپھڑوں، جگر، رحم، آنتوں کی موجودہ حالت کا جاننا ضروری ہے۔ تاہم مریضہ کا کئی مہینے سے برابر بخار میں مبتلا رہنا مرض کی اہمیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ ہماری رائے میں ان کے لیے ہمدرد دواخانہ کا "قرص سحر" اور "ماء الحیات" ضرور مفید ثابت ہوں گے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۰۸) **ٹخنے کا درد**:- (ا) ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جب تک کہ مناسب تختوں اور وزن کے ذریعہ سے صحیح جگہ پر نہ رکھا جائے بالعموم غلط جگہ پر جڑ جاتی ہیں۔ غالباً آپ کے ٹخنے کی ہڈی بھی غلط مقام پر جڑ گئی ہے۔ اسی لیے اب تکلیف دے رہی ہے اگر تکلیف اتنی شدید ہے کہ چلنا پھرنا دشوار ہو تو عکس ریز کی تصویر کے ذریعہ یہ معلوم کیجیے کہ کس حد تک غلط جڑا ہے اور یہ تصویر کسی ہوشیار سرجن کو دکھا کر پوچھیے کہ وہ غلط جوڑ کو توڑ کر پھرسے جوڑ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر درد شدید نہیں ہے تو پھر اتنی طوالت بے کار ہے۔ لنی منٹ کمفر اور لنی منٹ جیلاڈونا ملا کر روزانہ دو مرتبہ مالش کر لیا کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) سجی، آنبہ ہلدی، پھٹکری، ہالون ہر ایک ایک تولہ کو باریک کوٹ چھان کر رکھیں اور اس میں سے بقدر ۶ ماشے لے کر پرانے گڑ ۲ تولے میں ملا کر تلوں کا تیل ایک تولہ اضافہ کر کے آگ پر پکائیں اور ٹخنہ پر نیم گرم باندھیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مغز تخم بیدانجیر، کنجد، روغن کنجد، سجی سیاہ، نمک دیسی ہم وزن پیس کر نیم گرم ضماد کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۰۹) **خرابیٔ ہضم وغیرہ**:- (ا) آپ چند روز تک "انگزیریو پیپٹین" استعمال کیجیے۔ اس سے آپ کے معدہ کی خرابیاں رفع ہو جائیں گی اس کے بعد قوت پیدا کرنے کے لیے "نیورو فاسفیٹس" کی چند شیشیاں پی ڈالیے گا۔ غذا کے متعلق آپ کو خصوصیت کے ساتھ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ بہت ہی سادہ اور زود ہضم غذا کھائیے جس میں پھلوں کا جزو زیادہ ہو۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ایسے مریضوں کے لیے خرابی ہضم اور دائمی قبض کا ازالہ سب سے مقدم ہے۔ اس کے بغیر اعضائے رئیسہ کا ضعف دور نہیں ہو سکتا ہے ورنہ دوسری شکایتیں دور ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا ان کو قرص جنت الحدید ایک عدد جوارش جالینوس نو ماشے میں ملا کر روزانہ صبح کو کھلائیں اور معجون مقوی معدہ [illegible] بعد غذا دونوں وقت استعمال کرائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۱۰) **کان بہنا**:- (ا) آپ "کولائڈل کیلسیم" کے کم از کم پندرہ انجکشن لگوائیے اور ساتھ ہی ساتھ "مچھلی کا تیل" ایک ایک چھوٹا چمچہ تین وقت [illegible] کیجیے۔ کانوں کو ہائیڈروجن پر آکسائڈ سے صاف کر کے ان میں "گلیسرین آیوڈوفام" ڈالا کیجیے امید ہے کان تو اچھے آپ کو فائدہ ہو گا۔ (سعید بریلوی)

(ب) اب اس پیپ کا بند ہونا امر محال ہے۔ بلکہ اس کے بند ہو جانے سے دوسری تکلیفوں کے پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے البتہ کانوں کی صفائی کا خاطر خواہ طور پر خیال رکھیں اور دماغ و اعصاب کی تقویت کے لیے قرص مرجان جواہر ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری نو ماشے میں ملا کر کھلائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آب ترب ۱۰ تولے روغن بادام ۵ تولے ملا کر پکائیں۔ جب پانی جل جائے تو روغن صاف کر کے رکھیں اور قطرہ قطرہ کان میں ڈالیں (حکیم مریام)
(د) ایک موٹی مولی کا پیٹ اندر سے بالکل خالی کر لیا جائے۔ پھر اس میں آدھی چھٹانک کڑوا تیل، سہاگہ بریاں، پھٹکری بریاں، افیون، شہد خالص ہر ایک تین ماشے ڈال کر منہ بند کر کے اتنی دیر تک ایسی دھیمی آگ پر رکھیں کہ مولی کے اندر کا تیل پکنے لگے۔ جب تیل پک جائے تب مولی سے نکال کر چھان لیں۔ دن میں تین بار کان میں چند قطرے ڈالیں۔ (حکیم سمبر کود دی)

(۱۱۱) **چنبل**:۔ (ا) چنبل ایک بہت ہی ضدی قسم کا مرض ہے جو اکثر ان لوگوں کو ہوتا ہے جن کے خون میں فولاد یا کیلسیم کی کمی ہوتی ہے۔ آپ چند انجکشن "فری آرسیناٹ" کے لگوا لیجیے اور چنبل پر لگانے کے لیے مندرجہ ذیل مرہم استعمال کیجیے۔ ارسنک نمبر ۸ گرین، ویسلین ایک اونس۔ یہ مرہم روزانہ ایک مرتبہ چنبل پر ملوایا کیجیے۔ کم سے کم دس منٹ تک مالش ہوتی رہنے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) آپ روزانہ صبح کو حب لیموں ایک عدد، دو صافی ایک تولہ (کھوپرے کے دودھ میں حل کر کے) کے ساتھ نگل لیا کیجیے اور چنبل پر یہ آسان اور مفید مرہم بنا کر لگائیے۔ نسخہ:۔ گندھک آملہ سار آدھ پاؤ لے کر پاؤ بھر سرسوں کے تیل میں جلائیں۔ یہاں تک کہ کوئلہ بن جائے اس کے بعد اس کو گھوٹ کر مرہم سی بنالیں اور اس کو چنبل پر لگایا کریں۔ (حکیم عبدالواحد)
(ج) شیشم کی لکڑی کا پتاں جترے سے تیل نکال کر چنبل پر لگایا کریں (حکیم لالہ سری رام دوسابیہ)

(۱۱۲) **احتلام کے بعد جلن**:۔ آپ کی تکلیف کا جواب آپ کو سمجھانا بہت مشکل ہے۔ اول تو آپ یہ سمجھ لیجیے کہ انسانی جسم کی اس پیچیدہ مشین میں روزانہ چھوٹی چھوٹی سی ایسی باتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں جن کی طرف ہم توجہ نہیں کرتے اور توجہ کرنے کی فی الحقیقت ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ وہ مشین کی خرابی یعنی بیماری کی علامات نہیں ہوتیں اور جس طرح بے سبب ظہور میں آتی ہیں اسی طرح آپ سے آپ اپنا کوئی اثر چھوڑے بغیر غائب ہو جاتی ہیں۔ احتلام کے بعد پیشاب میں خفیف سی سوزش اسی نظریہ کے ماتحت بلا سبب بھی پیدا ہو کر غائب ہو سکتی ہے اور اس سبب سے بھی پیدا ہو سکتی ہے کہ بحالت خواب آپ کی لاعلمی میں آپ کے ہاتھ سے یا آپ کی رانوں سے پیشاب کی نالی دبی ہوئی ہو اور رطوبت کے خارج ہونے کے لیے کافی راستہ نہ ہو ایسی حالت میں اس رطوبت کا زور زیادہ تر نالی کی نازک ساخت پر پڑتا ہے اور گو زخم تو نہیں ہوتا لیکن وہ کسی قدر خستہ و مجروح ضرور ہو جاتی ہے اور اسی خستگی کی بدولت ایک خفیف سا ورم بھی پیدا ہو جاتا ہے اور یہی ورم پیشاب کے راستہ میں حائل ہو کر درد اور تکلیف پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن یہ تمام کیفیات بالکل عارضی ہوتی ہیں اور ان کا تدارک کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ خیال جو عوام میں پھیلا ہوا ہے کہ اس طرح پیشاب کی نالی دبنے سے سوزاک ہو جاتا ہے یہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔ سوزاک کے مخصوص جراثیم ہوتے ہیں اور تاوقتیکہ وہ جراثیم پیشاب کی نالی تک کسی ذریعہ سے نہ پہنچیں کبھی سوزاک نہیں ہو سکتا۔ بعض خراش دار چیزیں کھانے اور دوائیں بھی پیشاب کے ہمراہ پیشاب کی نالی سے گزرنے وقت سوزش بلکہ زخم تک پیدا کر دیا کرتی ہیں، ورزخم بھی سوزاک کے زخم نہیں ہوتے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) معلوم ہوتا ہے کسی گرم چیز کے کھانے یا کسی دوسری وجہ سے منی میں گرمی اور حدت پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے پیشاب کی نالی میں جلن پیدا ہوئی۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۱۳) **تاڑی کا استعمال**:۔ (ا) کھجور کا تازہ رس یا تاڑی تازہ حالت میں یقیناً ایک مفید چیز ہے اور آپ کے لیے بھی مفید ہی ہوگی لیکن تاڑی کا یہ خاصہ ہے کہ صرف تھوڑی سی دیر رکھنے سے شراب بن جاتی ہے اور اس کے بعد اس کے اثرات وہی ہیں جو شراب کے ہیں۔ یعنی فائدہ برائے نام اور مضرتیں زیادہ۔ تاڑی کوئی دوا نہیں ہے کہ اس کی مقدار خوراک مقرر کر دی جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) عام جسمانی کمزوری کو دور کرنے اور بھوک لگانے کے لیے تو تاڑی کا استعمال مفید ہو سکتا ہے۔ لیکن احتلام کے لیے چنداں سودمند نہیں۔ تھوڑا ناشتہ کر کے صبح کو یا کھانا کھانے کے بعد رات کو تقریباً ۱۰ تولے تاڑی پی لی جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

---

(۱۱۴) **شقیقہ:** (ا) درد شقیقہ بذاتِ خود کوئی مرض نہیں ہے بلکہ بالعموم کسی دوسرے مرض کی علامت کے طور پر رونما ہوا کرتا ہے۔ اس لیے اس کے علاج میں یہ ضروری ہے کہ اصل سبب کی تحقیق کی جائے اس کا ایک بہت بڑا اور خاص سبب قبض ہے۔ ملیریا بخار کے بعد بھی اکثر یہ ہو جایا کرتا ہے جسمی کمزوری اور دماغی فتور بھی اس کا باعث ہوتے ہیں۔ حاملہ عورتوں کو دورانِ حمل میں بھی یہ تکلیف دیا کرتا ہے۔ جگر کے فعل کی خرابی اور فشار الدم قوی یعنی خون کا دباؤ بڑھ جانا بھی اس درد کے سبب بن سکتے ہیں۔ یہ بھی بالکل ممکن ہے بلکہ شاید اغلب کہ آپ کے ماتھے پر جو رسولی ہے اس کا دباؤ اس عصب پر پڑتا ہے کہ جو درد شقیقہ پیدا کرتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ رسولی کو نکلوا دیجیے اگر اس سبب سے ہے تو یقینی طور پر ہمیشہ کے لیے درد بھی جاتا رہے گا اور چہرہ کی بدنمائی بھی دور ہو جائے گی۔ قبض رہتا ہے تو اسکے لیے روزانہ علی الصباح ذرا سا کروشن سالٹ چاء میں ڈال کر پی لیا کیجیے۔ یہ جگر کے فعل کو بھی درست کرتا ہے۔ کبھی کبھی یہ درد آنکھ کی خرابی کا باعث بھی ہونے لگتا ہے اگر ایسا ہے تو مناسب چشمہ لگانے سے فوراً جاتا رہے گا۔ یہ پڑیاں درد دور کرنے کے لیے بہت مفید ہیں:۔ کونین سلفاس ۲ گرین، اینٹی فبرین ۳ گرین، امونیم کلورائیڈ ۵ گرین۔ سب کو ملا کر ایک پڑیا بنا لی جائے اور ایسی ایسی تین پڑیاں روزانہ پانی کے ساتھ کھائی جائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) رات کو اطریفل زمانی ۶ ماشے کھا لیا کیجیے۔ اور صبح کو دوائے خرہرہ ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۱۵) **سینہ کا ورم:**۔ (ا) مریض کو دیکھے بغیر کوئی صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی۔ حکیم عبدالواحد)

(۱۱۶) **ناف ٹلنا:**۔ (ا) ناف کا اپنی جگہ سے ٹل جانا ایک بالکل بے معنی اصطلاح ہے جو عوام میں رائج ہو گئی ہے۔ ریڑھ کے ستون سے بالکل ملی ہوئی بائیں طرف کو وہ موٹی شریان واقع ہے کہ جو اطراف زیریں اور شکم وغیرہ کو خون پہنچاتی ہے اور جسے اورطی بطنی کہتے ہیں۔ یہ شریان سختی کے ساتھ ہڈی کو چمٹی ہوئی نہیں ہوتی اور اپنی جگہ سے ہل سکتی ہے۔ ناف کے قریب آکر یہ شریان بالکل بیچ میں ناف کے سوراخ اور ریڑھ کے ستون کے بیچ میں آ جاتی ہے اور اگر ناف کے مقام پر دبا کر دیکھا جائے تو اس کی تڑپ انگلیوں کو محسوس ہوتی ہے۔ اگر یہ شریان اپنی جگہ سے کسی سبب سے ہٹ جاتی ہے تو ناف دبانے پر اسکی تڑپ محسوس نہیں ہوتی۔ اور اسی تڑپ کے غائب ہو جانے کو ناواقف لوگ ناف کا ٹل جانا کہتے ہیں لیکن اس شریان کے ذرا سے سرک جانے سے نہ درد ہو سکتا ہے نہ دست آ سکتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ فتورِ ہضم یا آنتوں کی خرابی کے سبب سے آنتوں میں ہوا بھر جاتی ہے اور یہ ہوا دھکا دے کر شریان کو جگہ سے ہٹا دیتی ہے۔ یہی ریاح درد کا باعث ہوتے ہیں نہ کہ شریان۔ آپ اپنے فتورِ ہضم کا علاج کیجیے۔ پھر یہ شکایت جاتی رہے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کندش، لودھ پٹھانی، برگ کشمیری، مرچ سیاہ، پیپل، سونٹھ، بابڑنگ، اسگند ناگوری ہر ایک ایک تولہ لے کر باریک کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور گڑ ۵ تولے میں اچھی طرح ملا کر چنے برابر گولیاں بنا کر رکھیں۔ روزانہ صبح کو ایک گولی پانی سے کھائیں اور پندرہ بیس منٹ تک چت لیٹے رہیں انشاء اللہ ناف ٹلنے کی شکایت دور ہو جائے گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۱۷) **اسہال استسقائی:**۔ (ا) استسقا جگر کی خرابی سے بھی ہوتا ہے اور آنتوں کی خرابی سے بھی۔ آنتوں کی دق میں بالعموم یہ علامت رونما ہوتی ہے تا وقتیکہ یہ نہ معلوم ہو جائے کہ مریض کا اصلی مرض کیا ہے کوئی صحیح مشورہ نہیں دیا جا سکتا۔ صرف استسقا کا پانی خارج کرنے کے لیے "سورگن" کے انجکشن بہت مفید ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)۔ (ب) مریض استسقا کے لیے اسہال اس کے مرض کا قدرتی علاج ہے۔ یا پیغام موت اگر کثرت اسہال روکنے کی غرض سے مرکبات فولاد مثلاً شربت فولاد استعمال کرایا جائے تو ممکن ہے کہ افاقہ کی صورت نظر آئے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۱۸) **چائے کا استعمال:**۔ چائے بھی تمباکو اور شراب کی طرح بنی نوع انسان کے لیے ایک لعنت ہے اس کے استعمال سے کسی قدر فائدہ بھی پہنچتا ہے لیکن یہ فائدہ اسی وقت تک ہے کہ جبتک اس کی مقدار ایک آدھ پیالی تک محدود رہے۔ بدقسمتی سے ہوتا یہ ہے کہ عادت ہو جانے پر لوگ روزانہ چار چار اور چھ چھ پیالیاں پی جایا کرتے ہیں۔ بلکہ بمبئی میں تو پیالیوں کی تعداد درجنوں سے گنی جاتی ہے۔ خفیف مقدار میں گاہے گاہے پی لی جائے تو یہ ایک مفرح بلکہ ہلکا مشروب ہے۔ عادتاً اور زیادہ مقدار میں پینے سے معدہ، قلب اور اعصاب پر برا اثر پڑتا ہے بھوک زائل ہو جاتی ہے دل اکثر دھڑکنے لگتا ہے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور دائمی قبض رونما ہو جاتا ہے۔ غرض "زر دادن و درد سر خریدن" کی بہت صحیح مثال ہے۔ (سعید بریلوی)

(ب) چائے کو اگر اعتدال کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ دماغ و اعصاب کو تحریک دے کر سستی اور تھکن کو دور کرتی اور دماغ کو تر و تازہ بنا دیتی ہے طبیعت کو فرحت بخشتی اور دماغی کام کرنے کی استعداد پیدا کرتی ہے۔ لیکن جو لوگ اعتدال سے کام نہیں لیتے چائے کے کثرت استعمال سے ان کا ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ مثانہ کمزور ہو جاتا ہے۔ بار بار پیشاب آنے کی نیز بے خوابی کی شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے ہیں۔ پس بہتر یہ ہے کہ چائے کی عادت نہ ڈالی جائے بلکہ اگر ضرورت کے وقت جبکہ طبیعت میں تھکن کا احساس ہوتا ہے اگر پی لی جائے تو مضائقہ نہیں (حکیم عبدالواحد)

(۱۱۹) **کنپٹی کا ورم:**۔ (ا) مجھے یہ معلوم نہیں کہ آپ کا قیام کس شہر میں ہے۔ اگر راولپنڈی، ملتان، دہلی یا لاہور میں آپ رہتے ہیں تو میں بہت زیادہ وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ "اورینٹل سور" میں مبتلا ہیں جسے ہماری زبان میں عالمگیری یا اورنگ زیبی پھوڑا کہتے ہیں۔ اگر ان شہروں میں آپ کا قیام نہیں ہے تب بھی جو علامات آپ نے تحریر فرمائی ہیں ان کو دیکھ کر یہی گمان ہوتا ہے کہ آپ کا یہ مرض اورنگ زیبی ہی ہے۔ آپ یہ مرہم بنوا لیجیے اور روزانہ خوب اچھی طرح مالش کر دیا کیجیے اور ایک وقت میں کم سے کم ۵ منٹ مالش کی جائے۔ زنک اوکسائڈ ایک ڈرام، بیل سالک ۴۰ گرین، اکتھیال دو ڈرام، ویسلین ایک اونس۔ سب کو ملا کر مرہم بنا لیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)۔ (بقیہ صفحہ ۳۲ پر)

سوالات؟

(۱۲۰) میرے ایک عزیز کو مدت سے یہ شوق ہے کہ کوئی ایسی دوا یا سہل اور کم خرچ ہر مرتبہ کام آنے والا طریقہ معلوم ہو جائے جس سے بال گھنگر والے ہو جائیں اور ہمیشہ یا ایک مقررہ وقت تک گھنگر والے ہی رہیں۔ (خریدار نمبر ۵۰۸۸)

(۱۲۱) میرے ایک نہایت دبلے پتلے اور نحیف ۲۶ سالہ دوست جنہیں کوئی خاص شکایت نہیں ہے، موٹے تازے ہونے کے متمنی ہیں۔ کیا اطبائے کرام ورزش کے علاوہ کوئی ایسی ترکیب بتائیں گے جس سے ان کی دلی تمنا بر آئے۔ (خریدار نمبر ۱۲۸۰۳)

(۱۲۲) عمر ۱۸ سال ہے۔ ۵-۶ سال سے سماعت میں اتنا فرق آ گیا ہے کہ بغیر چیخ کر بولے سنائی ہی نہیں دیتا۔ دونی کا م کرنا پڑتا ہے۔ پہلے دایاں کان بہتا تھا اور اب دونوں بہتے ہیں۔ کان بہنے کی شکایت بچپن میں زیادہ تھی۔ (خریدار نمبر ۱۱۹۹)

(۱۲۳) میں جب بھی گرم چیز استعمال کرتا ہوں پیشاب دودھ کی طرح کا ہو جاتا ہے اور اکثر پیشاب میں تار بندھ جاتا ہے۔ میں غیر شادی شدہ ہوں اور پہلوانی کا شوقین۔ (خریدار نمبر ۱۹۰)

(۱۲۴) میری عمر ۲۰ سال ہے۔ دو سال سے بواسیر میں مبتلا ہوں۔ ہفتہ عشرہ میں خون بھی آ جاتا ہے۔ مجرب نسخہ چاہتا ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۰۵۰۵)

(۱۲۵) ستر سالہ مریض کے مثانہ سے اپریشن کے ذریعہ سے پتھری نکالی جا چکی ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے ان کے غدہ قدامیہ میں ورم بھی ہے۔ ان کو پیشاب میں سوزش کا دورہ کبھی ہو جاتا ہے اور گاہے پیشاب بھی بند ہو جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۲۸۱)

(۱۲۶) میری زوجہ کو بچہ پیدا ہونے کے بعد تین سال سے یہ شکایت ہے کہ نہانے یا کپڑے دھونے کے بعد بازوؤں منہ اور سینہ پر چھپاکی یعنی سرخ دانے نکل آتے ہیں جن میں سخت خارش ہوتی ہے دس بیس منٹ کے بعد شکایت خود بخود رفع ہو جاتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۲۲۹۴)

(۱۲۷) میرے بھائی کی عمر نو سال ہے۔ اس کو کان بہنے کی شکایت پیدائشی ہے۔ اس وقت بہرہ پن بھی ہے۔ بہت علاج کیے جا چکے ہیں فائدہ نہیں ہوتا۔ (خریدار نمبر ۱۱۳۱۲)

(۱۲۸) ایک مریض کو ڈھائی سال سے زبان پر چھالے پڑ جانے کی شکایت ہے۔ دانتوں میں میٹھا درد ہو کر دانت کھوکھلے ہو جاتے ہیں۔ نمک مرچ بھی نہیں کھا سکتا۔ زبان ہمیشہ چھالوں سے زخمی رہتی ہے۔ اور مریض کسی خبیث مرض میں مبتلا نہیں ہوا۔ (خریدار نمبر ۱۲۸۰)

(۱۲۹) دس سالہ لڑکی کو سات سال ہوئے چیچک کے ٹیکے سے بخار کھانسی کی شکایت ہوئی۔ سردیاں تھیں۔ رات کو ٹھنڈی دی گئی۔ صبح کو بایاں حصہ جسم مفلوج تھا۔ اب تک لڑکی لنگڑا کر چلتی ہے اور بایاں ہاتھ بھی کام نہیں کرتا۔ (خریدار نمبر ۱۱۶۶)

(۱۳۰) میری والدہ کی زبان کے آخری حصہ پر دو کالے داغ ہیں۔ یہ ہاتھ سے چھونے سے حاردار نہیں معلوم ہوتے، لیکن یہ حلق میں کانٹے کی طرح چبھتے ہیں۔ تکلیف سے بے چین ہو جاتی ہیں۔ گرم چیز پر کھانے سے عافیت معلوم ہوتی ہے۔ کیا مرض ہے۔ اس کا علاج کیا کرنا چاہیے۔ (۱۱۵۹۵)

(۱۳۱) ایک معمر مریض کے ہاتھ پاؤں اور چہرہ شنگرفی ہے اور تمام جسم گلابی ہے۔ کیا یہ شکایت پارہ گندک اور شنگرف کے استعمال سے بھی ہو سکتی ہے؟ مرض سے پہلے مریض ان کا استعمال کر چکا ہے۔ مریض خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ (خریدار نمبر ۹۹۴۰)

(۱۳۲) پچاس سالہ مریض کو عرصے سے نزلہ کی شکایت ہے۔ اسے کئی بار دورہ ہوا جس کی وجہ سے کھانسی بہت آتی ہے اور سانس پھولنے لگتا ہے۔ سردی کے موسم میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ (خریدار نمبر ۸۱۳۶)

(۱۳۳) نمونیا میں سینہ پر ڈاکٹر صاحبان اینٹی فلوجسٹین کا پلستر لگواتے ہیں۔ اس قسم کا کوئی دیسی مرکب اگر آپ جانتے ہیں تو لکھ دیجیے۔ (خریدار نمبر ۹۱۰)

(۱۳۴) کسی دوائی سے تانبہ پھونکنے کی ایسی ترکیب درکار ہے کہ کشتہ کا رنگ سفید ہو اور یہ ہو کہ یہ اکسیر ہو۔ (خریدار نمبر ۵۵۰)

(۱۳۵) ضبط تولید کے لیے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۵۴۴)

بقیہ صفحہ ۴۹۔ (دیسی) آپ سب سے پہلے شاہترہ والا نسخہ بطور منضج تین ہفتے تک پیجیے۔ اس کے بعد مطبوخ ہفت روزہ کا مسہل لیجیے۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد روزانہ صبح کو خون ایک عدد بکری کے دودھ کے ساتھ نگل لیا کیجیے۔ اور کم سے کم ایک ماہ تک جاری رکھیے۔ اس طریق علاج سے آپ کا یہ مرض قطعی دور ہو جائے گا۔ (حکیم محمد یونس)

بقیہ مضمون "لطف اندوزی کی خوف ناک قیمت"

بھیڑ میں مل جائے تو یہ استثنا ہے مگر قیمت ہر ایک کو دینی ہی پڑتی ہے۔

ایک اور جوان کا حال سنیے۔ میری ان صاحب سے ملاقات تھی۔ ان کی عمر ۲۷ سال کی تھی اور وہ اپنی جماعت میں رنگین مزاج مشہور تھے۔ مجھے اس عرصہ میں ان سے کئی بار ملنے کا اتفاق ہوا اور انھیں بتایا کہ جس قسم کی زندگی وہ بسر کر رہے ہیں اس کا خمیازہ انھیں بھگتنا پڑیگا مگر وہ اس قسم کی "واعظانہ" باتوں کو کب مانتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کسی کی نصیحت نے کام نہ کیا۔ شیطان کے مشورہ نے انھیں آتشک میں مبتلا کر دیا۔ جب وہ مرنے والے تھے تو میں ان کے پاس گیا۔ دیکھا کہ بستر میں ایک دوپٹہ اوڑھے لیٹے ہیں۔ کپڑے تک نہیں پہن سکتے۔ جسم کا ہر حصہ گل چکا ہے۔ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور جوش میں آ کر لگے بنکارنے، "تم مجھے نصیحت کرنے آئے ہو گے۔ یہ نہ کرو وہ نہ کرو۔ میں تمھاری نصیحتیں سنتے سنتے تنگ آ گیا ہوں" یہ کہہ کر وہ پلنگ پر سے اتر کر نیچے کود آئے اور جوش میں سارے کمرہ کا چکر کاٹنے لگے "کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میں کل مر جاؤں گا۔ انھوں نے دن بھی مقرر کر دیا ہے۔ مگر مجھے ہوا ہی کیا ہے میں بالکل ٹھیک ہوں" آتشک کے زہر نے اس کا دماغ بھی ماؤف کر دیا تھا۔ اس غیر متوقع ہیجان نے جو میرے آنے کے باعث پیدا ہوا اس کے رہے سہے اعصاب کو بھی ختم کر دیا۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ دوسرے روز وہ انتقال کر گئے۔

بہت سے نوجوان مرد اور نوجوان عورتیں جب یہ مضمون پڑھیں گی تو یہ خیال کریں گی کہ یہ باتیں خال خال ہوتی ہیں۔ ان مثالوں کا مقصد پڑھنے والوں کو صرف ڈرانا ہے۔ لیکن اگر وہ مشاہدہ کی قوت تیز کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ چیز بہت عام ہو رہی ہے۔ بہت سے لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ خواہ کسی کو بیماری لگ جائے ہم کو نہیں لگے گی۔ ہر قاعدہ کی جب استثنا ہوتی ہے تو ہم اس استثنائی کیفیت میں آئیں گے اور ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ نوجوانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جو گناہ ان واقعات کا باعث ہوئے وہی ان کے لیے بھی یہی سامان بہم پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ گناہ ایک اندھیری کوٹھری ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ احتیاطوں کے باوجود زہریلا سانپ کہاں اور کب ڈنک دے۔ جس نے گناہ کے افعی کو اپنے سینہ میں پرورش کیا سمجھ لو کہ کوئی دن جاتا ہے کہ یہ شخص اس افعی کا شکار بنتا ہے قدرت گناہ کی قیمت ضرور وصول کرتی ہے اور یہ بہت خوف ناک ہوتی ہے، جب آدمی ادا کرنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے تب سوچتا ہے کہ کاش یہ مہنگا سودا نہ کیا گیا ہوتا۔



اپنے جسم کو نئی طاقت اور جوانی سے بھر لیں

وہ مرد جن کی حالت یہ ہے کہ اپنی جسمانی کمزوریوں کی وجہ سے عورتوں سے ڈرتے اور شرماتے ہیں اُن کے لیے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ وہ اپنے جسم کو نئی طاقت اور جوانی سے بھرنے کے بعد نئے سرے سے رنگ رلیاں منائیں۔ نئی طاقت اور جوانی کے لیے **معجون شباب آور** زمانہ حاضرہ کی سب سے بڑی ایجاد ہے جو حلق سے اترتے ہی جسم میں جوانی کی ایک لہر پیدا کرنی شروع کر دیتی ہے۔

معجون شباب آور ہمدرد دواخانہ کی مجلس اطباء کی وہ سائنٹفک دریافت ہے جس کو جدید سائنٹفک اصولوں کے ماتحت بغیر ہاتھ لگائے اس اعلیٰ ترین مشینری سے تیار کیا جاتا ہے جو ہندستان میں صرف ہمدرد دواخانہ کو حاصل ہے۔ اس دریافت نے ناکارہ دائم المرض مریضوں کو تندرست کر دیا ہے۔

معجون شباب آور باہ کی کمزوری اور بے رغبتی کو دور کر کے ناقابل برداشت طاقت اور رغبت پیدا کرتی ہے اس کے استعمال سے برباد شدہ جوانی یقینی طور پر واپس آجاتی ہے ناکارہ اعضا اس طرح کام کرنے لگتے ہیں گویا ان کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جریان کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتی ہے دل، دماغ، حافظہ اور پٹھوں کو جدید قوی کر دیتی ہے بھوک بڑھاتی ہے۔ اعضاء رئیسہ کو تقویت پہنچانے کے بعد جسم میں چستی اور جوانی پیدا کر دیتی ہے۔ یہ ہندستان کی سب سے پہلی ایجاد ہے جس نے لاکھوں مریضوں کو نئی زندگی دے دی ہے۔

قیمت ایک شیشی (۲۰ خوراکیں) صہ (پانچ روپے) نمونہ کی شیشی (۴ خوراکیں) ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:- آپ معجون شباب آور کی بڑی شیشی منگائیں یا چھوٹی محصول دونوں کا یکساں ہوتا ہے جب آپ آرڈر دیں تو لکھ دیجیے کہ آپ کو بڑی شیشی کی ضرورت ہے یا چھوٹی شیشی کی۔

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے۔

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

آرڈر فارم

جناب من تسلیم۔

میں نے **معجون شباب آور** کے فائدے پڑھے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہمدرد کی یہ سائنٹفک معجون استعمال کروں۔ لہٰذا آپ مجھے ایک بڑی / چھوٹی شیشی بھیج دیجیے۔ اس کی قیمت مبلغ ...... میں نے بذریعہ منی آرڈر بھیج دی ہے۔ / وی پی کے ذریعہ سے وصول کر لیجیے۔

نام ____________________

مفصل پتہ ____________________



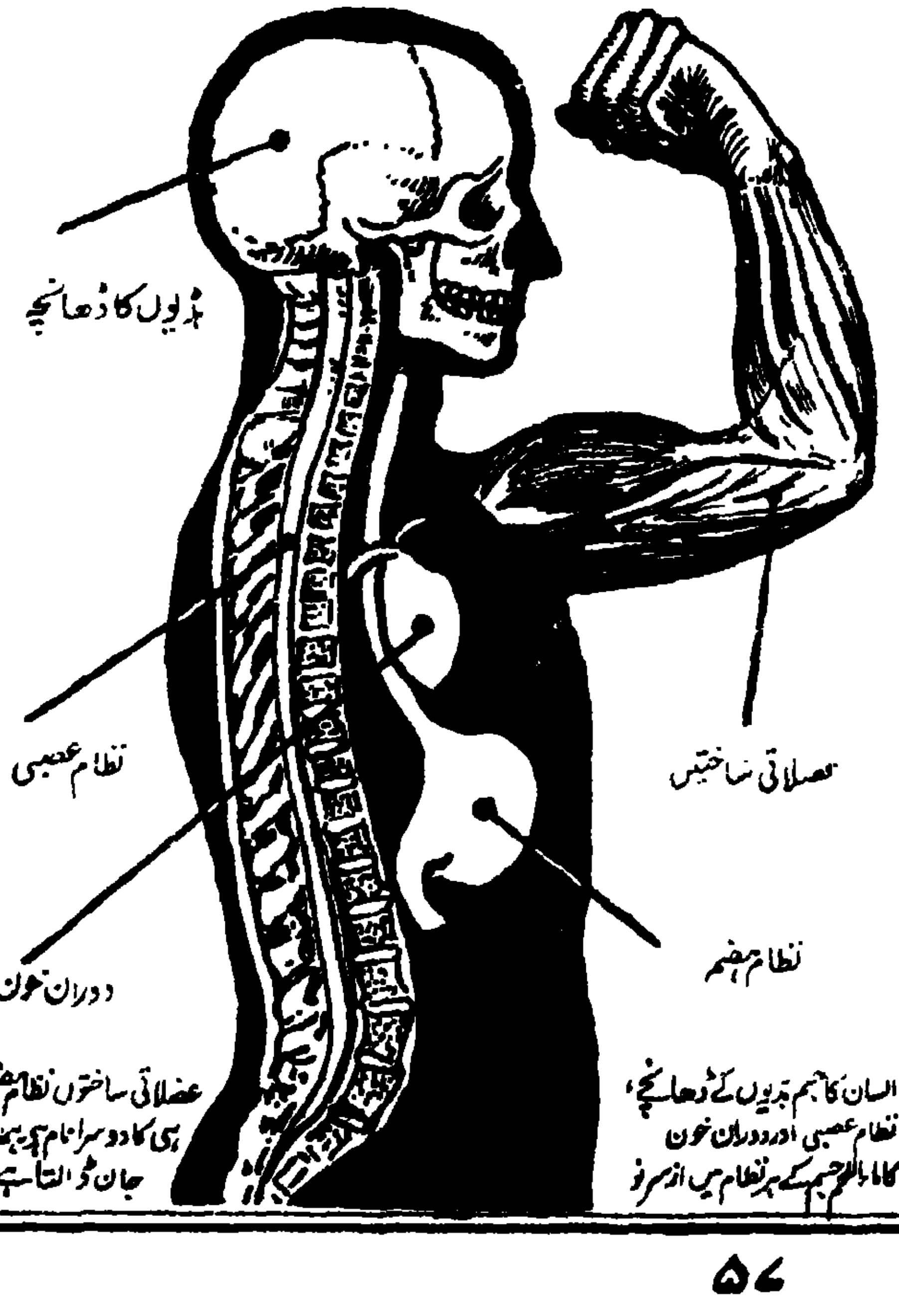
موسمِ سرما میں صحت وشباب کی دولت

آپ اس سے کیوں محروم ہیں؟

موسم سرما کی اہمیت - یہ بات عام طور پر سب لوگوں کو معلوم ہے کہ جاڑے کا موسم ہندوستان کا بہترین زمانہ ہے۔ اس میں جسم کی مشین پوری سرگرمی سے اپنے کام انجام دیتی ہے۔ معدہ، جگر اور آنتوں میں غذا کو ہضم کرنے اور اس سے بہترین خون بنانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس موسم میں جگر اچھے خون کا کافی ذخیرہ تیار کر کے رگوں میں بھیج دیتا ہے جو دوسرے موسموں میں بھی کام آتا ہے۔ گرمیوں میں تحلیل زیادہ ہوتی ہے اور جو چیزیں زندگی برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں وہ بھی تھوڑی بہت تحلیل ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھنڈے ملکوں میں گرم ملکوں کی نسبت اوسط عمر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ سردی رطوبت حرارت غریزی اور خون کو محفوظ رکھتی ہے جن پر مدارِ حیات ہے۔ گرمی میں غذا کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور پانی کی طلب بڑھ جاتی ہے اس لئے ہضم درست نہیں رہتا۔ معدہ اور آنتوں کی اکثر شکایات محض اسی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ برسات گرمی سے بھی خراب ہے۔ برسات میں معدہ اور دوسرے آلات ہضم کی حالت اچھی نہیں رہتی ذرا سی بے احتیاطی سے مہلک بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خشکی اور ٹھنڈی ہواؤں کی تلاش میں اکثر صاحبان دل پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ مصوری اور کشمیر کی گلپوش وادیوں میں ان دلچسپیوں کو ڈھونڈتے ہیں جو سردی کے موسم میں ہر جگہ مہیا ہیں۔

شباب اور سرما کا تعلق جوانی اور سردی میں نہایت گہرا اور شاعرانہ تعلق ہے۔ یہ موسم جذبات پر وہی اثر کرتا ہے جو شباب کی رعنائیاں اور طوفان انگیزیاں خیالات و محسوسات پر کیا کرتی ہیں جس طرح کھانے پینے کی خواہش ہضم کی طاقت اور خون پیدا کرنے کی صلاحیت اس موسم میں بڑھ جاتی ہے اسی طرح جذبات میں بھی زندگی کی روح دوڑ جاتی ہے خون پیدا کرنے والی غذائیں اور رگوں، پٹھوں اور دل و دماغ میں قوت و طاقت کی بجلیاں بھر دینے والی دوائیں اس موسم سے گہری مناسبت اور خصوصیت رکھتی ہیں مخصوص طور پر قوتِ باہ کے متعلق دواؤں کے استعمال کا یہی موسم ہے اور شباب حقیقت میں اسی چیز کا نام ہے ورنہ سیاہ بالوں اور سرخ و سفید گالوں پر جوانی کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ جوانی دل کی زندگی کا نام ہے اور دل کی زندگی کا ثبوت صنفی خواہشات و جذبات کے اس پیام بر ہی سے مل سکتا ہے جسے قوتِ باہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو دوائیں باہ میں ہیجان اور جوش پیدا کرتی ہیں، مثلاً مشک عنبر، زعفران، مایۂ شترا عرابی وغیرہ، وہ بالعموم گرم ہوتی ہیں۔ گرمی یا برسات میں ان کے استعمال سے بہتر اور دیرپا نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جاڑوں میں مقوی دواؤں کے کھانے اور ہضم کرنے کا عقیدہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ گاجر اور انڈے وغیرہ کے حلوے جاڑوں کے ساتھ وہی خصوصیت

جسم کے عام نظامات



عضلاتی ساختوں نظام ہضم، ہی کا دوسرا نام ہے۔ ہمدرد جان ہو التا ہے۔

انسان کا جسم ہڈیوں کے ڈھانچے، نظام عصبی اور دوران خون کا ماما لم جسم کے ہر نظام میں از سر نو

رکھتے ہیں جو آم، امرود اور دوسرے میووں کی بہار کو اپنے موسم سے ہو سکتی ہے۔

جاڑوں کا بہترین تحفہ، جو صحت جوانی، حوصلہ مندی اور تن درستی کی تمام خصوصیات کو برقرار رکھنے کا زبردست ضامن ہو آپ کو معلوم ہو کیا ہے؟ اگر یہ سوال ہندوستان کے کسی عقلمند اور تجربہ کار شخص سے کیا جائے تو وہ صرف یہی کہے گا:

"ماءُ اللحم"

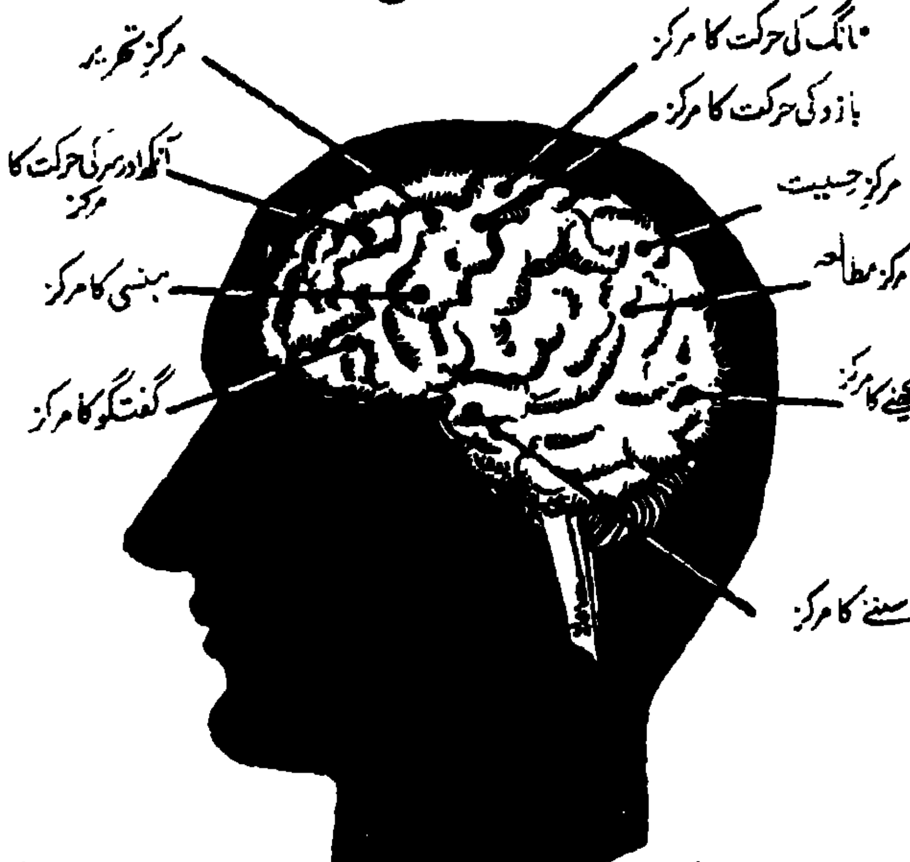
واقعہ یہ ہے کہ ماء اللحم دنیا کی عجیب ترین ایجاد ہے۔ اس کے موجد نے اپنی عقل و ذہانت کے زبردست کمالات کا اس میں ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقیوں کے دور میں بھی داد دیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ اس میں جسم انسانی کے تمام نقائص کو دور کرنے کی قابلیت موجود ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدہ، بینائی، حافظہ اور باہ کو قوت دینے میں اس کے مقابلہ کی کوئی دوا آج تک منظر عام پر نہیں آئی۔ اس میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کو جدید اصول اور سائنس کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بدن کے جملہ ضروری اجزا کی حامل نظر آئیں گی۔ اس میں فولاد، چونا، کلورین، میگنیشیم، سوڈیم، پوٹاشیم، آیوڈین اور جسم کو پرورش کرنے اور طاقت و صلاحیت بخشنے والے سارے عناصر موجود ہیں۔

ماءُ اللحم کیا ہے؟ فوائد و منافع کی اس طویل گرچہ فہرست کو دیکھ کر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ماء اللحم ہے کیا چیز؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ماء اللحم ایک قسم کا خوشبودار، خوش رنگ اور نہایت دل فریب عرق ہے، جو سیب، انگور، انار، ناشپاتی، بہی، امرود، انناس اور دوسرے تازہ مفید اور خوش ذائقہ میووں، مشک، عنبر، زعفران، اور دوسری قیمتی اور نایاب دواؤں نیز جسم کو بہتر طریقے پر پرورش کرنے والی غذاؤں کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے میں قوت، روح، خون اور غذائیت، سرور اور نشاط، امنگ اور حوصلے کا طوفان پوشیدہ ہے۔

ماء اللحم اور دوسری مقوی غذائیں

ماء اللحم اور دوسری مقوی غذاؤں میں کافی فرق ہے جو ماء اللحم کے امتیاز اور برتری کی مضبوط ضمانت ہے۔ ماء اللحم تمام قوتوں پر فوراً اثر کرتا ہے۔ یہ حلق سے اترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ معدے میں بہت کم ٹھہرتا ہے اور بہت جلد جگر میں پہنچ کر خون اور روح میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسم اور روح کی پرورش اور تربیت کرنے والے تمام اجزا اس میں موجود ہیں۔ اس کی مقدار خوراک بہت کم ہے۔ دوسری مقوی غذائیں ہفتوں اور مہینوں میں جو کام کرتی ہیں وہ ماء اللحم چند گھنٹوں اور چند دنوں میں کر دیتا ہے۔ ماء اللحم اپنی لطافت اور پاکیزگی کے باعث معدہ اور دوسرے اعضائے ہضم پر کوئی بار ڈالے بغیر خون بن جاتا ہے۔ معدہ اور آنتوں پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔

دماغ

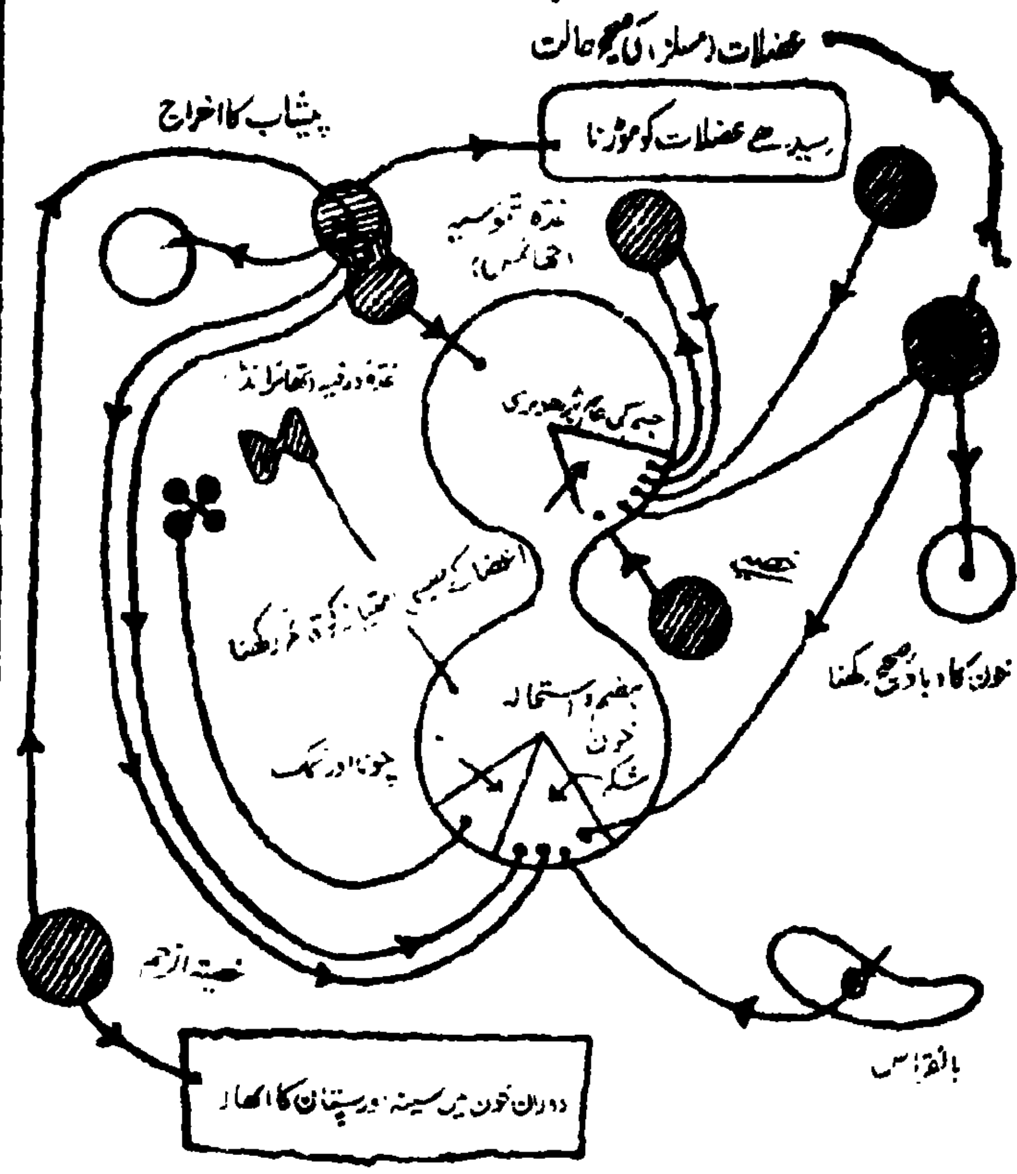


دماغ انسان کے جسم کا کنٹرول اسٹیشن ہے۔ ہمدرد کے ماء اللحم کے باقاعدہ استعمال سے دماغ کا ہر مرکز قوت حاصل کرتا ہے۔

شراب اور ماء اللحم۔ ماء اللحم کے دوسرے فائدوں کو دیکھ کر ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ فائدے شراب سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شبہ بالکل بے حقیقت ہے۔ شراب سے ایک عارضی کیف تو ضرور پیدا ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ آگ کی یہ سیال چنگاریاں دل، دماغ، معدہ، جگر اور پھیپھڑوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں۔ روح اور خون کو پھونک ڈالتی ہیں۔ ماء اللحم میں نہ صرف یہ نقصانات ہی نہیں، بلکہ یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ماء اللحم اور شراب میں وہی فرق ہے جو شیطان اور فرشتے میں ہو سکتا ہے۔ جو برگشتہ نصیب ہزاروں روپے کے ساتھ ہی اپنی صحت و جوانی کو بھی شراب پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں کاش وہ کچھ دن ماء اللحم پی کر بھی دیکھیں۔

جوہر اور ملمع۔ کہتے ہیں کہ ہر چمکدار چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہم نے ماء اللحم کے جو خواص اور فائدے لکھے ہیں

درون افرازی (انڈوکرین) غدود کے افعال



اس خاکہ میں جسم کے مختلف غدود کے افعال دکھائے گئے ہیں ہمدرد کا ماءاللحم ان تمام غدود کے افعال کو درست اور باقاعدہ رکھتا ہے۔

وہ بازاری ماءاللحم سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ بازاری ماءاللحم میں مصنوعی رنگ اور مصنوعی خوشبو کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ماءاللحم کی تیاری پر کافی روپیہ صرف ہوتا ہے۔ محنت، ہوشیاری اور تجربہ کاری بھی اس کے تیار کرنے کے ضروری عناصر ہیں۔ طبی اصول سے اجزا کی بہم رسانی اور پورے وزن سے قیمتی دواؤں، تازہ پھلوں کے رس اور بیش قیمت دواؤں کے لطیف و پاکیزہ تیل کی شمولیت پھر دیانت اور ایمانداری سے اتنا ہی عرق حاصل کرنا جتنا طبی اصول سے حاصل کرنا چاہیے، کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ایک بار عرق کھینچ کر دوبارہ اتنے ہی اجزا پھر شامل کرکے عرق کشید کرنا اور اس میں بھی ان ہی قیود کا پابند رہنا نہایت دشوار اور اخلاقی جرأت کا کام ہے۔ یہ کام وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کے سینے میں

فن اور مخلوق کا درد

بھی موجود ہو۔ جن لوگوں کے سینے اس درد سے خالی ہیں وہ صرف اپنے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ناموس فن اور عوام کی فلاح و بہبود سے انھیں سروکار نہیں ہوتا۔ اصول اور صداقت کے ساتھ فن اور مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ کافی ایثار اور ضبط نفس کا طالب ہے۔

ہمدرد دواخانے کا ماءاللحم

ہمدرد دواخانہ محض تجارتی ادارہ نہیں ہے بلکہ طب قدیم کو میدان مسابقت اور سعی میں طب جدید کے دوش بدوش چلانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت اور ضرورت ہے۔ دیسی دواؤں کو عمدہ شکل و شباہت سے پیش کرنا اور ان کی طاقت و اثر کا طبی اصولوں سے جائزہ لے کر بازار میں لانا ہمدرد دواخانے کا سب سے بڑا اور مشکل فرض ہے۔ اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے وہ قائم ہوا اور اسی فرض کو بجا لانے کے لیے اب تک سرگرم کار ہے۔ ماءاللحم ہی پر موقوف نہیں، ہر دیسی دوا کو پوری ذمہ داری، صحت اور صفائی سے تیار کرنا اس کا اور اس کے نگران و سرپرست کا مقصد حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمدرد دواخانے کے ماءاللحم میں نہ کوئی ضروری دوا کم کی جاتی ہے اور نہ مقدار بڑھانے کے لیے غیر ضروری چیزوں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔



غدہ درقیہ

(تھائرائڈ)

ہمدرد کا ماءاللحم غدہ درقیہ (تھائرائڈ) کے فعل کے نقص کو بہت جلد دور کردیتا ہے

دو سو سال کا مجرب نسخہ ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی میں ماءاللحم بہ نسخہ خاص ذوآتشہ کو ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو دو سو سال سے ہندوستان کے مشہور و معروف اور نامور اطبا کا معمول رہا ہے۔ ارض ہند کے اکثر شاہی خاندانوں میں یہ ماءاللحم استعمال ہوا ہے۔ ہمدرد دواخانے کی مجلس تشخیص و تجویز کے تجربہ کار اراکین مسلسل نہایت غور سے اس ماءاللحم کے متعلق گہرے اور وسیع تجربات کررہے ہیں۔

ہمدرد کے ماءاللحم کی لازوال شہرت ۔ یہ ماءاللحم تینتیس سال سے ہندوستان

کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہی۔ اکتوبر شروع ہوتے ہی اس کی مانگ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہی جو مارچ کے وسط تک جاری رہتا ہی۔ اس عرصے میں قوت و زندگی اور لطف و سرور سے بھری ہوئی ہزاروں بوتلیں ہمدرد دواخانے سے روانہ ہوتی ہیں۔ ہمدرد کے ماراللحم دوآتشہ نے ایک لازوال شہرت و عزت حاصل کرلی ہی۔ اس ماراللحم کی بوتل خریدتے وقت خریدار کے دل میں یہی خیال ہوتا ہی کہ وہ قوت و زندگی اور صحت و تن درستی کا سودا کر چکا ہی۔ اس شہرت و امتیاز کے باوجود ہمدرد دواخانہ دہلی ترقی و اصلاح کی طرف بڑھتا رہا اور ماراللحم کے متعلق علمی و عملی تجربات ہوتے رہے سائنٹی فک اصول سے غور کیا جاتا رہا۔ اب ان تجربات کے بہترین نتائج سامنے آگئے ہیں اور کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے ایسے آلات تیار کرالیے ہیں جن کی امداد سے ماراللحم کو محفوظ طریقے پر تیار کرنے کے ساتھ ہی اس کی طاقت و قوت کو بڑھا دیا گیا ہی اور اسے دیرپا بنانے میں پوری کامیابی حاصل کرلی گئی ہی۔



غدہ درقیہ کے فعل کے نقص کا نتیجہ



غدہ درقیہ کے فعل کا نقص دور ہو جانے کے بعد

ہمدرد دواخانے کے ماراللحم کی چند خصوصیات، ۱۔ مجلس تشخیص و تجویز کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی خاص نگرانی میں نہایت اہتمام صفائی اور پاکیزگی سے تیار کیا جاتا ہی اور تیاری کا سب کام نئے سائنٹی فک طریقے سے انجام دیا جاتا ہی۔ ۲۔ تمام قیمتی دوائیں اور پھلوں کے رس پورے وزن سے شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سبز میووں کا رس حاصل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہی۔ کوئی کچا یا داغ دار پھل نہیں ڈالا جاتا۔ بالکل وقت پر اور عمدہ پکے ہوئے پھلوں سے تازہ اور عمدہ رس حاصل کرکے ڈالا جاتا ہی۔

۴۔ ہمدرد دواخانے کے ماراللحم کی ترکیب میں جسم کی تمام قوتوں کی پرورش اور تربیت کا لحاظ رکھ کر قوت باہ پر پورا اثر ڈالا جاتا ہی۔ یہ نہیں کیا جاتا کہ محض باہ کو قوت دینے والی دوائیں ملا دی جائیں اور دل و دماغ، معدہ و جگر وغیرہ کا خیال نہ رکھا جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ اس کے استعمال سے رگوں اور پٹھوں میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو کر قوت باہ میں وقتی ہیجان پیدا ہو جائے اور جب ردعمل ہو تو پہلی قوت بھی باقی نہ رہے۔ ہمدرد دواخانے کے ماراللحم میں ایسے اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو دل و دماغ اور جگر و معدہ کو طاقت دے کر پہلے عمدہ خون پیدا کرتے ہیں۔ پھر قدرتی اصول کے ماتحت باہ کو قوت دیتے ہیں۔

۵۔ زیادہ گرم اور مضر چیزیں شامل کرکے ماراللحم کی خوبی کو فنا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ جسم کی مشین کے کل پرزوں کے لحاظ سے بہترین اور غذائیت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں جن سے خون اور روح پر نہایت معتدل اور قدرتی اثر پڑنے کے بعد نتیجے کے طور پر باہ میں بیداری پیدا ہوتی ہی۔

۶۔ ظاہری شکل و صورت، رنگ اور خوشبو نہایت دل فریب ہی۔ صرف پیکنگ پر اتنا روپیہ صرف کیا جاتا ہی جتنا بازاری ماراللحموں کی تیاری پر بھی خرچ نہیں ہوتا۔

۷۔ ہمدرد دواخانے کا ماراللحم مدت تک خراب نہیں ہوتا، نہ اس کا رنگ بدلتا ہی، نہ اس میں جالا پڑتا ہی۔

۸۔ نفاست اور پاکیزگی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہی۔

ہمدرد کے ماراللحم دوآتشہ کے مختصر فوائد۔ ماراللحم کے جو فائدے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر چند خاص اور امتیازی فوائد یہاں مکرر لکھے جاتے ہیں۔ یہ ماراللحم نہایت مقوی باہ ہی۔ دل، دماغ، جگر، معدہ اور گردوں کو بے حد قوت دیتا ہی۔ خصیوں اور جسم کی دوسری گلٹیوں کو اپنے قدرتی وظائف ادا کرنے اور مخصوص رطوبات کے تیار کرنے پر آمادہ کرتا ہی۔ حافظہ اور بینائی کو بڑھاتا ہی۔ جوش، ولولہ اور قوت ارادی پیدا کرتا ہی۔ ہضم اور اعضائے ہضم کے افعال کو ترقی دیتا ہی۔ غذا کی خواہش کو زیادہ کرتا ہی اور کھائی ہوئی غذاؤں سے بہترین خون بنانے اور اسے جزو بدن کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہی۔ ہڈیوں کو مضبوط اور جسم کو چست و توانا بناتا ہی۔ کافی

خون پیدا کرکے چہرے کو خوبصورت اور سرخ و سفید کر دیتا ہے۔ خون کو صاف کرکے رنگ نکھارتا ہے۔ دماغی کام کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ ذہانت، جوش اور عزم پیدا کرتا ہے۔ پستی، مایوسی اور غم و اندوہ کو دور کرتا ہے۔ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کی امنگ اور آرزو پیدا کرتا ہے۔

ترکیب استعمال۔ تنہا ماء اللحم استعمال کرنے کی ترکیب نہایت آسان اور سادہ ہے۔ البتہ ماء اللحم کی قوت کو بڑھانے اور اس سے مخصوص اعضا اور تمام قوتوں کو تربیت دینے کے طریقے مختلف ہیں جو بعد میں لکھے جائیں گے۔

خوراک۔ پانچ تولے یعنی چھٹانک بھر ماء اللحم پینا چاہیے۔ ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جا سکتی ہے۔

بدرقہ۔ پاؤ بھر دودھ، دودھ گائے کا ہو تو بہتر ہے۔ دودھ کی مقدار کا گھٹانا اور بڑھانا پینے والے کی طبیعت اور قوت ہضم پر موقوف ہے۔

اوقات استعمال۔ اس کے استعمال کا بہترین وقت صبح کا ہے اور ضرورت پر ہر وقت بطور مقوی و مفرح چیز کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پرہیز۔ دوران استعمال میں کھٹی اور دیر ہضم چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مگر اور زود ہضم غذا کھائیں۔ سبزیوں میں سیب، انار، انگور، ناشپاتی، کیلا اور سردہ وغیرہ کھا سکتے ہیں۔ خشک میووں میں بادام اور اخروٹ اور انجیر کھا سکتے ہیں۔

ماء اللحم کی مدت استعمال۔ ماء اللحم ایسی مفید مقوی و زود اثر دوا ہے کہ حلق سے اترتے ہی اس کے حیرت انگیز فوائد کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ پیتے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل کو کسی نے سہارا دے دیا۔ طبیعت پر خاص قسم کی امنگ اور فرحت نمایاں ہو جاتی ہے لیکن مستقل اور پائدار منافع حاصل کرنے کی غرض سے چالیس روز تک اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تھوڑے دن ماء اللحم پینے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو چالیس دن کے استعمال سے میسر آتی ہے۔ پھر بھی ماء اللحم کی خواہ ایک ہی خوراک پی جائے وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ چالیس دن تک ماء اللحم پی لینا گویا سال بھر تک

صحت اور تن درستی کا بیمہ کرا لینا ہے۔ جن لوگوں کو خدا نے استطاعت دی ہو وہ اگر نو تو برسات، سفر وغیرہ تک اس کو مناسب بدرقوں کے ساتھ پیتے رہیں تو ان کی عام جسمانی حالت قابل رشک ہو جائے گی اور ڈاکٹروں اور دواؤں کے ذریعہ کی علاج کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ بقیہ عمل تعلیم ہی کے

اعادۂ شباب ہو جائے گا۔ دل و دماغ اور بدن کا ہر عضو جوان ہو جائے گا۔ تمام جسمانی طاقتیں جوش و خروش کے ساتھ اپنا اپنا کام کرنے لگیں گی اور بدن کے روئیں روئیں سے طاقت و توانائی صحت و تن درستی اور شباب و جوانی کے چشمے ابلنے لگیں گے

ماء اللحم اور مختلف بیماریاں

یوں تو ماء اللحم خود نہایت صحت بخش، مفرح اور مقوی دوا ہے لیکن مختلف بیماریوں میں اس کو مناسب اور مخصوص دواؤں کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ماء اللحم دواؤں کے اثرات کو بہت جلد مقام مرض تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ جو دوائیں کھائی جاتی ہیں ان کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں بمختصر طور پر مختلف بیماریوں میں ماء اللحم کے استعمال کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

باہ کی کم زوری اور بے رغبتی تمام اعضائے رئیسہ، دل، دماغ اور جگر وغیرہ کو قوت پہنچا کر (نہ کہ ان کو تباہ کرکے) باہ کی کم زوری کا قلع قمع کرنا ہمدرد کے ماء اللحم کی اعلیٰ خصوصیت ہے۔ وہ لوگ جو اس مرض میں مبتلا ہوں پانچ تولے (دو اونس) ماء اللحم صبح دودھ میں ملا کر پییں۔ صبح کو چائے پینے والے اس کو چائے میں ملا کر پییں یا پہلے ماء اللحم کی ایک خوراک مصری یا شکر سے میٹھا کرکے پییں۔ اس کے بعد چائے پی لیں۔ ماء اللحم کا پورا اثر دیکھنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ صبح کو ناشتے میں ثقیل اور بوجھل چیزیں نہ ہوں۔ البتہ انڈے، کسی قسم کا حلوہ یا کیک وغیرہ کھا لیے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ جن لوگوں کو ماء اللحم کی پوری خوراک موافق نہ آئے ان کو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر کو استعمال کرنی چاہیے۔ تیسرے پہر ماء اللحم چائے یا کسی پھل کے رس کے ساتھ پییں۔ تیسرے پہر کی خوراک رات کو سوتے وقت بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ جن لوگوں کو ذرا تقویت مطلوب ہو وہ ماء اللحم کی پوری دو خوراکیں صبح اور سہ پہر کو بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن دن بھر میں دو خوراکوں سے زیادہ ہرگز نہ کریں۔ جو اصحاب باہ اور باہ کے متعلقہ اعضا کی بالکل ہی تجدید چاہتے ہوں انھیں ماء اللحم کے ساتھ مشہور عالم معجون شباب آور استعمال کرنی چاہیے۔ وہ خواتین جو مردوں کی طرف سے بے رغبتی کے مرض میں مبتلا ہوں انھیں ماء اللحم اوپر بتائی ہوئی ترکیبوں کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔ ہمدرد کا ماء اللحم ان خواتین کے لیے آب حیات سے کم نہیں ہے جو اپنے اندرونی اعضا کی کم زوری کی وجہ سے آئے دن سیلان الرحم، ورم رحم اور حیض کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا رہتی ہیں۔

دماغ اور حافظہ کی کمزوری اور نزلہ:- ان امراض میں مبتلا مردوں اور عورتوں کو ماءاللحم کی آدھی آدھی ڈھائی تولے خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔ تیسرے پہر کسی پھل کے رس میں ماءاللحم پینا چاہیے۔

پٹھوں کی کمزوری ضعف اعصاب کے مریضوں کو ماءاللحم کی پوری خوراک دودھ یا چاء میں ملا کر صرف ایک وقت صبح کو استعمال کرنی چاہیے۔ ایسے لوگوں کو ہمارے ماءاللحم کے استعمال سے بھوک بہت زیادہ لگنے لگے تو انھیں آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو پینی چاہیے۔ غذا میں جلدی ہضم ہونے والی چیزیں ذرا پیٹ خالی چھوڑ کر کھائیں۔

دل کی کمزوری اور غشی۔ ان مرضوں کے لیے ہمدرد کا ماءاللحم کی آدھی آدھی خوراک سنگترہ یا سیب یا انار کے رسوں کے ساتھ یا شربت روح افزا ملا کر استعمال کریں۔ جی چاہے تو ایک وقت دودھ کے ساتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ناگہانی غشی کی صورت میں ماءاللحم کی آدھی خوراک ذرا سے پانی یا عرق گلاب میں ملا کر تھوڑا تھوڑا مریض کو دیں۔ مریض فوراً آنکھیں کھول دے گا۔

جگر کی کمزوری اور خون کی کمی۔ خون کی کمی (انیمیا) میں ہمدرد کا ماءاللحم اکسیر سے کم نہیں ہے۔ ایسے مریضوں کو ماءاللحم کی ایک خوراک یا تو صبح کو دودھ یا کسی پھل (انار زیادہ اچھا ہے) کے رس کے ساتھ پی لینی چاہیے یا اس کی آدھی آدھی خوراکیں کھانا کھانے کے بعد استعمال کرنی چاہییں۔

بھوک کی کمی:- ہمدرد کا ماءاللحم کی چند خوراکوں سے ہی بھوک کھل جاتی ہے لیکن اگر بھوک بڑھانی ہو تو کھانے سے آدھ گھنٹے پہلے ماءاللحم کی آدھی آدھی خوراک پی لینی چاہیے۔

ہائی بلڈ پریشر فشار دموی (بلڈ پریشر) کے مریضوں کی شریانوں کی سختی کو ہمدرد کا ماءاللحم بہت کم کر دیتا ہے۔ ان مریضوں کو آدھی آدھی خوراک صبح دودھ میں ملا کر اور تیسرے پہر سنگترہ یا انار کے رس میں ملا کر پینی چاہیے۔ بہتر ہو اگر صبح کی خوراک پینے سے پہلے بلڈ پریشر کی مشہور دوا تریاق فشار (ہمدرد) ماشے کھا لی جائے۔

عام جسمانی کمزوری اور بیماریوں کے بعد کی کمزوری:- کے لیے ہمدرد کے ماءاللحم کا استعمال صبح کے وقت ہی مناسب ہے۔ پوری خوراک ایک وقت میں نہ برداشت ہو تو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔

بڑھاپے کی کمزوری کو روکنے کے لیے ہمدرد کا ماءاللحم سے بہتر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ معدہ پر اس کا کوئی بوجھ نہیں پڑتا اور قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔

ولادت کے بعد کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے زچہ کو ایک مقوی چیز کی حیثیت سے ہمدرد کا ماءاللحم دینا مفید ہے۔ آدھی آدھی خوراک دن میں دو بار دودھ کے ساتھ دینی چاہیے۔

پرہیز:- ہمدرد کا ماءاللحم کے دوران استعمال میں زیادہ کھٹی اور زیادہ مرچوں والی چیزوں سے پرہیز کافی ہے۔

ماءاللحم میں عورتوں کا حق

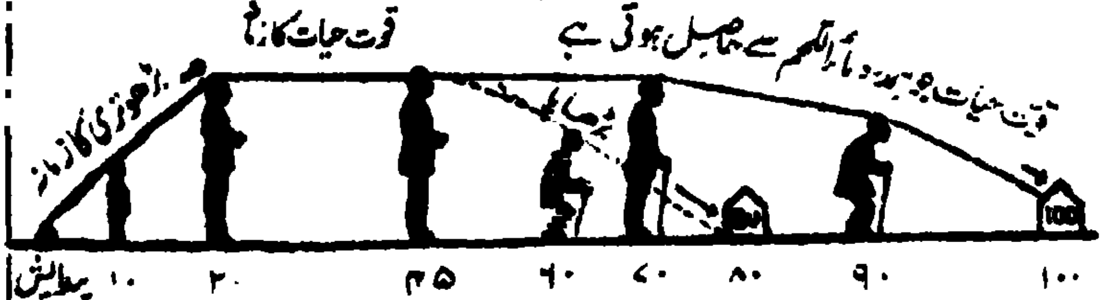
موسم سرما کے عیش و مسرت کو عام طور پر مردانہ ہی حق سمجھتے ہیں اور اعادۂ شباب کی کوششوں میں عورتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ عورتوں کا حسن و شباب اور ان کی جوانی و رعنائی بھی قائم رکھی جائے جس طرح مرد اپنے شباب سے محبت کرتا ہے اسی طرح عورت کو اپنی جوانی عزیز ہے۔ عورتیں ایک مقوی مفرح اور شباب آور



دوا کے طور پر بے تکلف ماء اللحم استعمال کر سکتی ہیں۔ بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو ماء اللحم ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے بچے کی تن درستی پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور عورت کی صحت پر بھی۔ صحت اور تن درستی برقرار رکھنے کی غرض سے عورتیں صبح کو گاجر یا انڈے کے حلوے کا ناشتہ کر کے

ہمدرد کا ماء اللحم دوا نشہ

۵ تولے دودھ میں ڈال پی سکتی ہیں۔



اوپر کے نقشے سے آپ کو زندگی کے مختلف زمانوں کا ایک اندازہ ہو سکتا ہے۔ ۔ ۔ ۲۵ سال کی عمر کی عمر میں ہمدرد ماء اللحم انسان کے جسم میں قوت حیات کی حفاظت کرتا ہے اور اگر کسی وجہ سے قوت ضائع ہو گئی ہو تو اسے پیدا کرتا ہے اور وقت سے پہلے بڑھاپے کو روکتا ہے۔ بڑھاپے کے زمانے میں ہمدرد کا ماء اللحم قوتِ حیات (وائٹیلیٹی) کو پیدا کرتا ہے اور اسے قائم رکھتا ہے۔

ماء اللحم کی قیمت کا مقابلہ

ماء اللحم کی قیمت پانچ روپے فی بوتل مقرر ہے۔ ایک بوتل میں بارہ خوراک دوا ہوتی ہے۔ گویا ایک خوراک دوا کی قیمت تقریباً ۶؍ ہوئی۔ ممکن ہے بظاہر یہ قیمت زیادہ معلوم ہو لیکن ماء اللحم کے بیش قیمت اجزا اور اس کے لاثانی فائدوں کو دیکھتے ہوئے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔ پھر جو لوگ یورپ سے آئی ہوئی سستی اور گرم دواؤں کی ایک ایک خوراک پر اس سے چوگنے دام بے تکلف خرچ کر ڈالتے ہیں انھیں اس قیمت کو محسوس بھی نہ کرنا چاہیے۔ ماء اللحم میں دیسی قیمتی دوائیں اور میوے ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی ساخت میں ہندوستانیوں اور غیر ملکی حضرات کے مزاج اور ہندوستانی آب و ہوا کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ہماری ذمہ داری۔ طبیب کو دوا تجویز کرتے وقت اپنی رائے اور تشخیص پر پورا وثوق ہونا چاہیے اور ایک تجربہ کار طبیب کا یہی صفت ہے لیکن عمدہ دوا کا ملنا ایسی مصیبت ہے جس کا معالجین کے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے اس مضمون میں جو دوا بھی کسی مرض کے لیے لکھی ہے وہ یقیناً اس کے لیے مفید ہے، مگر ہم پر پوری ذمہ داری اسی وقت عائد ہوتی ہے جب دوائیں بھی عمدہ اور قابل اطمینان ہوں اور انھیں بتائی ہوئی ترکیب اور پرہیز کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی سے دوائیں منگانے کی سفارش صرف اس بنا پر کی جاتی ہے کہ یہاں تمام مرکب دوائیں بہترین انتظام، بہترین نگرانی اور بہترین اجزا سے تیار کی جاتی ہیں۔ ذرا سے شبہ پر قیمتی سے قیمتی دوا فوراً پھینک دی جاتی ہے۔ مجلس تشخیص کے صدر عالیجناب حکیم مولوی محمد عبد الحمید صاحب دواؤں کے معاملے میں نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ پرانے محنتی، دیانت دار اور ماہر دوا سازوں کی موجودگی میں بھی صاحب موصوف اپنی سخت نگرانی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور مشک، عنبر، زعفران، موتی، زمرد، یاقوت، نیلم، زہر جد اور اسی قسم کی قیمتی دوائیں اپنے سامنے وزن کرا کے شامل کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ **ہمدرد دواخانہ دہلی** سے دوائیں خریدنے کی سفارش کسی تجارتی مقصد یا تجارتی حرص کی بنا پر ہے یا محض طبِ قدیم کی عظمت اور اپنے طبیبانہ وقار و اعتماد کی حفاظت اور خود آپ کے فائدے اور روپے کی حفاظت کے لیے ....

ہمدرد دواخانے کی مقبولیت کا راز سب کو معلوم ہے کہ صداقت و دیانت اور خوش معاملگی کے سوا اور کچھ نہیں!

ناظرین کی سہولت کے لیے ان دواؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے؛

تریاق فشار، ایک شیشی (۱۲؍) ✦ شربت روح افزا، ایک بوتل (۱۲؍) ✦ عرق گلاب، ایک بوتل (۱۲؍) ✦ ماء اللحم بہ نسخہ خاص دوا آتشہ، ایک بوتل ۵؍ ✦ معجون شباب آور، ۱ تولہ ۱۰؍

لکھنؤ اور کانپور کے خریداروں کے لیے سہولت اور کفایت

لکھنؤ اور کانپور کے خریدار ہماری ایجنسیوں سے ماء اللحم اور دوسری پیٹنٹ دوائیں دہلی کے نرخوں پر خرید سکتے ہیں۔ مقامی ایجنٹوں کے پتے یہ ہیں:-

لکھنؤ:- ایجنسی ہمدرد دواخانہ امین الدولہ پارک (دوکان نمبر ۲۷/۲۸) لکھنؤ

کانپور:- ایجنسی ہمدرد دواخانہ۔ چوراہا مول گنج۔ نئی سڑک۔ کانپور

جلد ۱۰
نمبر ۹

ماہنامہ ہمدرد صحت دہلی

مارچ ۱۹۴۲ء



فہرست مضامین

قیمت سالانہ ایک روپیہ - ممالک غیر (برما وغیرہ) سے تین شلنگ
فی پرچہ چھ پیسے (۱؍۲)
حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے لطیفی برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت، ہمدرد منزل دہلی سے شائع کیا +

تاریخ الاطبا

جالینوس

از جناب حکیم مولوی محمد عبد الواحد صاحب، رکن مجلس تشخیص دیویژن، ہمدرد دواخانہ، دہلی

تاریخی کتابوں میں یہ بیان ملتا ہے کہ "جالینوس" اصل میں "غالینوس" تھا، اور غالباً اسی لیے انگریزی میں اس کو "گے لی نس" کہتے ہیں جس کے معنی یونانی زبان میں "سکون و آرام" کے ہیں، اور بعض نے اس کے معنی "نامعلوم شخص" بھی بتائے ہیں۔

بعض کا بیان ہے کہ یونانی زبان میں "غ" اور "ک" کا تلفظ "ج" کے مانند ہے، اسی لیے جالینوس کو "غالینوس" اور "کالینوس" بھی کہتے ہیں اور یہ سب صحیح ہیں۔

جالینوس کا تذکرہ انگریزی کتابوں مثلاً ہارمس ورتھ انسائیکلو پیڈیا اور انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا وغیرہ میں گیلن (Galen) کے نام سے کیا گیا ہے۔ انگریزی میں اس کو گے لی نس (Galenus) بھی کہتے ہیں، لیکن درحقیقت جالینوس کا پورا نام کلاڈی اس گے لی نس (Claudius Galenus) ہے جس میں سے صرف گے لی نس مشہور ہو گیا، اور اسی کو معرب کر کے جالینوس بنا لیا گیا ہے۔



جالینوس (۱۳۰ – ۲۰۰ ؟)

تعارف جالینوس اطبائے یونان میں ایک نامور طبیب اور جلیل القدر حکیم تھا یہ طب یونانی کے ان یادگار زمانہ حکما میں سے آٹھواں حکیم تھا جو فن طب کے امام مشہور ہیں، اور جنھوں نے فن طب کی تدوین و ترویج میں زبردست کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں یعنی اس سے قبل (۱) اسقلی بیوس (۲) الکساغورس (۳) سی یوس (۴) برمانیدس (۵) افلاطون (۶) اسقلی بیوس ثانی، (۷) بقراط، یہ سات امام فن گزر چکے تھے، جالینوس آٹھواں امام تھا اور درحقیقت اطبائے یونان کی آخری یادگار رہا۔ اس کے زمانہ میں یا اس کے بعد خطۂ یونان میں کوئی ایسا نامور حکیم نہیں ہوا جس کو علمیت و مہارت کے لحاظ سے جالینوس کے ہم رتبہ کہنا تو درکنار کم از کم اس کے قریب بھی قرار دیا جا سکے۔ اس کے بعد جس قدر بھی یونانی حکما گزرے وہ یا تو اس کے شاگرد تھے یا اس سے کم علم و فضل رکھتے تھے۔

جالینوس کی تاریخ و مقام ولادت جالینوس کے سن ولادت کے تعین میں مورخین کا اختلاف ہے۔ ہارمس ورتھ انسائیکلو پیڈیا میں اس کا سن ولادت ۱۳۰ سے ۲۰۰ سال تک بعد از وفات مسیح تحریر کیا گیا ہے۔ لیکن کسی ایک سن کو صحیح طور پر سن ولادت قرار نہیں دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ جالینوس سنہ ۵۹ء میں پیدا ہوا، اور بعض نے کہا ہے کہ وہ سنہ ۱۳۱ء میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن جو قول سب سے زیادہ صحیح قرار دیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ جالینوس سنہ ۶۹۵ء میں جزیرہ پرگموس میں پیدا ہوا تھا۔ اسی جزیرہ میں اس کے والدین کی بود و باش تھی اور اسی میں اس کی ابتدائی تعلیم و تربیت ہوئی۔

جالینوس کی تعلیم و تربیت جالینوس کا والد نکن (Nikon) اگرچہ ایک معمار اور مہندس تھا، لیکن تھا وہ نہایت خوشحال اور ذی علم۔ جب جالینوس نے ہوش سنبھالا تو شفیق باپ نے اس کو خود تعلیم دینا شروع کر دی۔ باپ چوں کہ علم ہندسہ اور ریاضی کا زبردست ماہر تھا، لہٰذا اس نے ان علوم کی تعلیم خود دی اور پندرہ سال کی عمر تک پڑھاتا رہا۔ اس کے بعد ایک منطقی استاد کے سپرد کیا اور فلسفہ کی تعلیم کا ارادہ کیا لیکن ایک خواب کی بنا پر اس ارادہ کو ملتوی کر کے جالینوس کی طبی تعلیم کا انتظام کیا اور سنہ ۱۴۶ میں جالینوس نے طب کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی[1] اور وہ دو سال بعد صرف سترہ سال کی عمر میں ایک متبحر عالم اور زبردست طبیب بن گیا۔

جالینوس کا شوقِ علم جالینوس کو علم حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ وہ اپنے عزیز وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ مدرسہ کے آنے جانے کے وقت بھی پڑھنے کا شغل جاری رہتا اور گھر پہنچنے سے پہلے ہی پڑھا ہوا سبق یاد کر لیتا تھا۔ بعض اس کے ہم سبق اس سے ہنسی مذاق کرتے اور اسے طنزاً مردہ دل، کتاب کا کیڑا وغیرہ کہتے تھے اور کچھ وقت ہنسنے بولنے میں بھی گزارنے کا مشورہ دیتے تھے۔ لیکن جالینوس نے اپنی مخصوص طبیعت کی بنا پر اس قسم کی باتوں کا کوئی اثر نہیں لیا۔

جالینوس کا کام صرف سبق رٹنا ہی نہ تھا بلکہ وہ جو کچھ پڑھتا تھا اس پر غور و فکر بھی کرتا تھا اور ہر ایک بات کی صحت اور غلطی کو عقلی دلائل سے جانچنے کا خوگر تھا۔ اس کے نزدیک علم بغیر عمل کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ جالینوس اس علم کو مفید سمجھتا تھا جس کو حاصل کرنے کے بعد اس سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکے۔

اُستاد اپنے جس شاگرد کو علم کا شوقین اور محنت کا خوگر پاتے ہیں وہی ان کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ یہی حال جالینوس کا بھی تھا اُستاد اس کے شوقِ علم اور ذہانت کو دیکھ کر حیران ہوتے تھے اور کمال توجہ اور دلچسپی کے ساتھ اس کو تعلیم دیتے تھے۔

اپنی ایک تصنیف میں خود جالینوس نے لکھا ہے کہ "شروع سے میری یہ عادت تھی کہ کسی بات کو بغیر دلیل کے تسلیم نہ کرتا تھا۔ وہ کوئی غیر مدلل بات کہتا تھا۔ جب میں نے علم طب حاصل کرنا شروع کیا تو تمام دنیاوی لذتوں کو ترک کر دیا اور دنیا کے ساز و سامان کو ہیچ سمجھ کر اس سے علیحدگی اختیار کی۔ مجھے امیروں اور رئیسوں کے دروازوں پر جا کر سلام و کورنش بجا لانے کی عادت نہ تھی کہ اس کو میں اپنے نزدیک تضیع اوقات سمجھتا تھا اور اس قسم کی عادتوں کو بدبختی خیال کرتا تھا —— اس کے بجائے میں مسائلِ طب پر غور و فکر کرنے میں ہر وقت منہمک رہتا، اور قدماً نے علمی دولت کے جو ذخیرے ہمارے لیے مہیا کیے تھے ان کو حاصل کرنے کے لیے رات بھر جاگا تھا۔

"اس علمی تحقیق اور فنی شوق نے مجھے ایک شہر میں پہنچا دیا، لیکن وہاں کے رئیس نے مجھے زخمی سپاہیوں کے علاج کا افسرِ اعلیٰ مقرر کر دیا اس وقت میری عمر پورے تیس سال کی بھی نہ تھی۔ مجھ سے پہلے اس عہدے پر دو تین سن رسیدہ شخص مامور رہ چکے تھے۔ میرا یہ تقرر لوگوں کو نہ بھایا اور اُنھوں نے رئیس سے دریافت کیا کہ اس نے اس نوجوان طبیب میں وہ کونسی بات دیکھی ہے جس کی بنا پر ایک ذمہ دارانہ عہدہ اس کے سپرد کر دیا۔ رئیس نے جواب دیا، اُس شخص نے علم طب حاصل کرنے میں اس قدر زیادہ وقت صرف کیا ہے کہ اتنا ان سن رسیدہ لوگوں نے نہیں کیا۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ دوسرے لوگ بے کار چیزیں حاصل کرنے میں اپنا بہت سا وقت گزار دیتے ہیں لیکن یہ شخص وقت کی قدر و قیمت جانتا اور پہچانتا ہے۔ اسی لیے ایک دن بھی لغو اور بے ہودہ باتوں میں ضائع نہیں کرتا اور میں نے ذاتی طور پر اس شخص میں وہ طبی کمالات دیکھے ہیں جو اس کی ذکاوت و ذہانت اور علمی تبحر پر دلالت کرنے کے لیے کافی ہیں، نیز میں نے اس نوجوان کی طبیعت میں وہ باتیں پائی ہیں، جن سے سن رسیدہ اطبا خالی ہیں۔"

طلبِ علم میں جہاں گردی سترہ سال یا کم و بیش تک جب تک باپ زندہ رہا جالینوس اس کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتا رہا اور ساتھ ہی علم کی تحصیل میں مصروف رہا۔ لیکن علم و فن کے شیدا کے لیے یہ میدان کافی نہ تھا۔ لہٰذا باپ کی وفات کے بعد طلبِ علم کے شوق میں وطن مالوف سے نکل کھڑا ہوا اور اس لعل بے بہا کی تلاش میں جہاں گردی شروع کر دی۔ رومۃ الکبریٰ، یونان، مصر اور ایشیا کے بعض ممالک کی خاک چھانی اور جہاں کہیں بھی گوہرِ مقصود نظر آیا اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔ سنہ ۱۶۲ء میں وہ پہلی بار روم گیا اور روم ہی وہ جگہ بنا، جہاں جالینوس نے اپنے فن کی بڑی خوبی کے ساتھ نمائش کی۔ یہاں اس نے علم تشریح پر پبلک لیکچر دیئے۔ اسکندریہ کے اطبا کے سب فرقوں میں اصول و مسائل کا مطالعہ کیا، اور جہاں کسی ہوشیار طبیب کو سن پایا اس کی خدمت میں جا پہنچا اور اس سے فیض حاصل کرنے

---

[1] ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۹ صفحہ ۹۷۳۔ (چودھواں ایڈیشن)

[2] ملاحظہ ہو، "دی اے وولیوشن آف موڈرن میڈیسن"، از سر ولیم اوسلر، ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس صفحہ ۸۸۔

گوارا نہ سمجھا۔ حتیٰ کہ جب اس نے ایک طبیبہ کی شہرت سنی جو خواتین کے علاج میں ماہر سمجھی جاتی تھی تو اس سے فیض حاصل کرنے میں بھی کوتاہی نہ کی۔ اس کی خدمت میں جا پہنچا اور خواتین کے علاج کے متعلق اس سے بیش بہا تجربے اور بہت سی معلومات حاصل کیں۔ عورتوں کے مخصوص امراض کی علامتیں معلوم کیں۔ پھر مصر پہنچا اور کارآمد جڑی بوٹیوں کی تلاش و جستجو میں جنگل و بیابان کی خاک چھانتا رہا۔

جالینوس فنِ طب میں کسی کا مقلد نہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جالینوس نے اسکندریہ کے طبابتی سب فرقوں کے اصول و مسائل کا مطالعہ کیا اور اس کے علاوہ دوسرے طبی فرقوں کے اصولوں کو دیکھا اور جانچا۔ بہت سے اطبا سے فیض حاصل کیا لیکن وہ ان میں سے کسی ایک فرقہ یا طبیب کا مقلد نہ بن سکا بلکہ اس نے وہ راستہ اختیار کیا جس کی طرف اس کی خداداد ذہانت و حذاقت نے رہبری کی۔ البتہ قدیم اطبا کی کتابوں میں سے اس نے بقراط کی تالیفات کا خصوصیت سے مطالعہ کیا۔ ان سے طبی مسائل اخذ کیے اور بہت سے مشکل مسائل کے حل کرنے میں ان سے مدد لی۔

جالینوس کی شہرت اور ناموری جالینوس کو اس کے علمی شوق اور اس کی خداداد دماغی قابلیت نے بہت جلد دنیا میں مشہور کر دیا۔ امیروں کی محفلوں اور حکما و اطبا کی مجلسوں میں اس کا نام عزت و تکریم کے ساتھ لیا جانے لگا۔ وہ جس جگہ بھی پہنچتا عوام و خواص اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے۔ بعض موقعوں پر جب اس کو علمی مجالس میں تقریر کرنے کی ضرورت پیش آئی یا علمی مباحث میں حصہ لینے کی ضرورت ہوئی تو اس نے وہ پُرمغز تقریریں کیں اور وہ علمی نکات پیش کیے کہ بڑے بڑے علماء و فضلا ان کو سن کر دنگ رہ گئے۔

غرض کہ وہ جب اپنی علمی پیاس بجھانے میں کامیاب ہو گیا اور ساتھ ہی اس کا نام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ گیا تو اس نے جہاں گردی کو چھوڑا اور روم سے سنہ ۱۶۸ء میں وطن مالوف پرگیمن میں آ گیا[1]۔ لیکن اب اس کو کون چین سے بیٹھنے دیتا تھا اور خود اس کا ذاتی شوق اس کی گوشہ نشینی کا مخالف تھا۔ مختلف ممالک کے بادشاہوں اور امیروں کی طرف سے اس کی طلبی ہوتی رہتی تھی اور اس کو ان کی عزت کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آتا تھا۔ لیکن وہ کسی بادشاہ یا امیر کی ملازمت سے کوسوں بھاگتا تھا اور اپنی آزادی کو نہایت قیمتی سمجھتا تھا۔ چنانچہ جب کسی بادشاہ نے اس کو اپنی خدمت میں ہمیشہ رہنے کے لیے یاد کیا تو فوراً ہی اس نے شہر کو خیرباد کہا اور کسی دوسرے شہر یا ملک کا رُخ کیا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ کسی بادشاہ کی خدمت میں مقید ہو جانے کے بعد اپنے اس مقصد کو حاصل نہ کر سکے گا جس کو حاصل کرنے کا اس نے تہیہ کیا ہوا ہے۔

طب میں جالینوس کا درجہ اور اس کی طبی خدمات ہم شروع ہی میں بیان کر چکے ہیں کہ جالینوس طب قدیم کے مشاہیر اور ناموروں میں سے آٹھواں طبیب ہے۔ اس کے بعد کوئی طبیب اس کے ہم رتبہ نہیں گزرا۔ لیکن بعض لوگ اس کو اطبائے متقدمین میں سب سے زیادہ عالم اور متبحر سمجھتے ہیں۔ گویا یہ اپنے پیش روؤں سے بھی فوقیت رکھتا تھا۔ اس میں بہت کچھ صداقت موجود ہے اگرچہ اولیت کا شرف دوسرے بزرگوں ہی کو حاصل ہے۔

جالینوس نے بہت سی جدید معلومات حاصل کیں اور طبی خزانہ کو ان سے معمور کیا۔ علم طب حاصل کرنے اور اس کے اصول و مسائل کو سمجھنے کے بعد جب جالینوس نے اپنے زمانہ کی طب اور اطبا کی حالت کا جائزہ لیا تو اُس نے محسوس کیا کہ اس کے پیش رو بقراط نے جو طبی مسائل وضع کیے تھے سوفسطائی[2] حکما نے ان میں فلسفہ کی رنگ آمیزی سے اس قدر کام لیا ہے کہ اصل مسائل کی شکل و صورت مسخ ہو کر رہ گئی ہے، اور ان کی اصل خوبیاں جاتی رہی ہیں ——— چناں چہ جالینوس نے ان نقائص کو دور کر کے بقراط کے وضع کردہ مسائل اور اصول و قواعد کو صاف اور واضح کیا۔ گویا سوفسطائی حکما کے خیالات و اقوال کو رد کیا اور بقراط کے خیالات کو اختیار کیا، اور تردید یا تائید جو کچھ بھی کی اس کو علم کی کسوٹی پر پرکھا۔ علمی دلائل اور علمی تجارب کی مدد سے اس کو مستحکم بنایا۔ باطل کو دور کرنے اور صداقت کو اختیار کرنے میں اپنی پوری طاقت سے کام لیا اور اس طرح علم طب کی وہ لازوال خدمت انجام دے گیا کہ اس کا نامِ نامی دنیا میں دو ہزار سال سے مشہور ہے اور جب تک یہ دنیا قائم ہے اس وقت تک مشہور رہے گا۔

مذکورۂ بالا خدمت انجام دینے کے بعد اس نے ایک ایسا طبی نظام ترتیب دیا جو صدیوں تک ناقابلِ ترمیم و اصلاح تسلیم کیا

---

[1] ملاحظہ ہو، "دی ایوولیوشن آف موڈرن میڈیسن"، از سر ولیم اوسلر۔

[2] سوفسطائی حکما وہ لوگ ہیں جو حقیقتِ اشیاء سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا کی کوئی چیز موجود نہیں، یہ سب وہم و خیال ہے۔

کی ایک جماعت ایک نوجوان کے مرض کی تشخیص کر رہی تھی۔ جوان شدید بخار میں مبتلا تھا اور اطبا نے اس کے لیے فصد تجویز کی تھی، اور بعض فصد کے مخالف تھے، اور دونوں فریق میں بحث ہو رہی تھی۔ جالینوس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا، "آپ کی علمی بحث قابل تعریف ہے۔ لیکن تھوڑی دیر صبر کیجیے۔ مریض کی طبیعت خود ہی کچھ دیر میں ایک رگ کا منہ کھول دے گی اور فاضل خون بذریعہ نکسیر خارج ہو جائے گا۔ آپ فصد کی زحمت سے بچ جائیں گے اور مریض شفایاب ہو جائے گا۔"

اطبا نے جالینوس کی یہ بات سنی تو حیرت زدہ رہ گئے، لیکن جب تھوڑی دیر کے بعد جالینوس کی پیش گوئی پوری ہوتے دیکھی تو ان کو اس کا معتقد ہونا پڑا۔

جالینوس کا اپنے شاگردوں اور مریضوں سے حسن سلوک

جالینوس کا سلوک اپنے شاگردوں اور مریضوں کے ساتھ کیسا تھا، اس کے متعلق اس نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ "میں نہ تو اپنے کسی شاگرد سے کسی قسم کے معاوضہ کا خواستگار ہوا، اور نہ کسی مریض سے اپنی خدمات کا صلہ چاہا، بلکہ حتی الامکان مریضوں کی تمام ضروریات کا خود کفیل بنا رہا۔ میں ان کو صرف دوائیں نہیں دیتا بلکہ ان کی ضرورت کو پورا کرتا ہوں، تیمار دار مقرر کرتا ہوں، ان کو غذا دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ اپنے بعض احباب کی خدمت کے لیے جب وہ فوجی خدمات پر مامور کیے جاتے تھے، طبیبوں کا انتظام کرتا تھا۔ میں نے کسی شخص کی کوئی رشوت یا تحفہ قبول نہیں کیا، بلکہ بہت سے آلات اور دوائیں جن کی بھی ضرورت پیش آئی مہیا کیں۔ اور صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ ان کو سفر خرچ بھی دیا۔"

جالینوس کی تصانیف

جالینوس نے اپنی زندگی میں مخلوق خدا کی بیش بہا خدمات انجام دینے کے علاوہ بہت سی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں، جن کی تعداد ۴۰۰ (یا تقریباً ۵۰۰)[1] تک پہنچتی ہے اور ان میں سے ۱۲۹ کی فہرست ہمارے سامنے ہے۔ یہ تصانیف یونانی زبان میں تھیں اور حنین ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق ان کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہو چکا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ موجودہ زمانہ میں بہت کم کتابیں دستیاب ہوتی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ بغداد، قرطبہ اور غرناطہ کے اسلامی کتب خانوں کی تباہی کے وقت یہ قابل قدر ذخیرہ بھی تباہ و برباد ہو گیا ہو۔ عربی تراجم کے علاوہ جالینوس کی بہت سی کتابوں کے ترجمے لاطینی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔

جالینوس کی جن تصانیف کی فہرست ہمیں ملتی ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت سی تصانیف تھیں جو اس کی زندگی ہی میں نذر آتش ہو گئی تھیں، چنانچہ روما الکبریٰ کے دوران قیام میں جب وہ وہاں کے شاہی کتب خانہ میں رہتا تھا تو اتفاق سے وہاں آگ لگ گئی، (سنہ ۱۹۱ء میں[2]) جس میں جالینوس کا بہت سا مال و متاع مع اس کی کتابوں کے جل گیا تھا۔ جالینوس کو مال و متاع کی بربادی کا اس قدر صدمہ نہ تھا جس قدر کہ اس کو کتابوں کے جل جانے سے رنج پہنچا۔ اس صدمہ کی وجہ سے اس کے دماغ پر برا اثر ہوا اور وہ کچھ دنوں تک مجنوں بنا رہا۔ اس آتش زدگی میں جو کتابیں جلی تھیں ان میں سے بعض کتابیں اس کی تحقیقات کا نتیجہ تھیں، اور ان میں کچھ نسخے ارسطو، انددماخس اور انکسا غورس کی تصانیف کے اور خاص انھیں بزرگوں کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے۔ جالینوس نے اساتذہ سے پڑھتے وقت ان کی تعلیم کی تھی اور ان پر مفید حاشیے لکھے تھے اور ان میں بعض ایسی باتیں درج تھیں جن کے لیے اس نے محنت شاقہ برداشت کی تھی اور طول طویل سفر اختیار کیے تھے غرض کہ وہ اس کی دماغ سوزی کا بہترین ذخیرہ تھا جس کی بربادی پر اس کو جس قدر بھی صدمہ پہنچتا کم تھا۔

جالینوس کی وفات

جالینوس نے تقریباً ستر سال کی عمر میں بمقام سسلی سنہ ۲۰۰ء[3] مرض اسہال سے وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ جب اس کو دست بکثرت آنے لگے۔ مرض طول پکڑ گیا اور کوئی علاج کارگر نہ ہوا تو اس کے شاگرد باہم سرگوشیاں کرنے لگے کہ جالینوس اپنے مرض کا کچھ بھی علاج نہیں جانتا، لہٰذا وہ اس کی خدمت میں کوتاہی کرنے لگے۔ جالینوس نے ان کا یہ برتاؤ دیکھ کر پانی کا ایک گھڑا منگایا اور اس میں اپنے پاس سے دوا کی ایک چٹکی ڈال دی۔ کچھ دیر کے بعد گھڑے کو توڑا گیا تو گھڑے کا تمام پانی برف کے مانند منجمد ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اتنی ہی دوا کھائی اور حقنہ کے ذریعہ سے آنتوں میں پہنچائی، لیکن کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ تب شاگردوں سے مخاطب ہو کر کہا: "تم جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا ہے؟" جب شاگردوں نے نفی میں جواب دیا تو اس نے کہا، "یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ تم مجھے اپنے علاج سے عاجز خیال نہ کرو۔ لیکن میرے عزیزو! یہ مرض الموت ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔" ہمارا خیال ہے کہ یہ قصہ جالینوس سے حسن ظن رکھنے والوں کا من گھڑت ہے، ورنہ جالینوس جیسے علمی شخص سے اس قسم کی شعبدہ بازی کی امید نہیں کی جا سکتی اور نہ جالینوس جیسے شخص کے شاگردوں کو اتنا کج خلق اور جاہل سمجھا جا سکتا ہے کہ فائدہ نہ ہونے کی صورت میں ایسے فاضل استاد سے بدظن ہو بیٹھیں اور خدمت سے بھی جی چرانے لگیں۔

---

[1] و [2] و [3] ملاحظہ ہو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۹ صفحہ ۹۷۴ (چودھواں ایڈیشن)

بہرحال یہ حقیقت ہے کہ جالینوس مرض اسہال کے علاج میں زبردست ماہر تھا اور یہی مرض اس کی موت کا باعث ہوا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے نامی گرامی حکما اسی مرض کا شکار ہوئے ہیں جس کے علاج میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور یہ محض ایک اتفاقی بات ہے۔

جالینوس کے مفید دلچسپ اقوال ہمارا مضمون نامکمل اور ادھورا رہ جائے گا اگر ہم جالینوس کے چند مفید اور نہایت دلچسپ اقوال اس جگہ درج نہ کریں گے۔ لہٰذا ذیل میں چند چیدہ چیدہ اقوال درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) فکر دل کو غارت کرتا ہے اور غم دل کے لیے مرض ہے۔ غم گزشتہ حالات کے متعلق ہوتا ہے اور فکر آئندہ ہونے والے واقعات سے تعلق رکھتا ہے۔ غم سے بچو کہ وہ جان کا دشمن ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ غم کے اسی امتحان کی غرض سے جالینوس نے ایک ایسا جانور طلب کیا جو صدمات کو محسوس کر سکے۔ چند روز تک اس کو حالتِ غم میں رہنے دیا، پھر ذبح کر کے اس کا دل نکالا تو نہایت لاغر تھا۔ اس سے جالینوس نے یہ رائے قائم کی کہ جب دل پر غم و الم کا ہجوم ہوتا ہے تو وہ لاغر اور مردہ ہو جاتا ہے، اس لیے انسان کو غم و الم سے بچنا چاہیے۔

(۲) جس مریض کی خواہشات زندہ ہوں وہ اس تن درست کی نسبت اچھا ہے جس کی خواہشات مردہ ہو چکی ہوں۔

(۳) میں بہت سے بادشاہوں کو دیکھتا ہوں کہ عالم فاضل غلاموں کو بہت بڑی قیمتیں دے کر خریدتے ہیں اور اسی طرح گھوڑے بھی اعلیٰ نسل کے پسند کرتے ہیں، لیکن وہ اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتے۔ اگر ان صفات کا غلام (جو خود ان بادشاہوں میں موجود ہیں) ان کی خدمت میں پیش کیا جائے تو وہ اس کو ہرگز خریدنا پسند نہ کریں گے۔ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ غلام یا گھوڑا تو اپنی قیمت کے مطابق ہو۔ لیکن مالک کی اتنی حیثیت بھی نہ ہو کہ کوئی اس کو منفعت حاصل کر سکے۔

(۴) پہلے زمانہ میں اطبا کی شان امرا جیسی تھی اور مریض ان کے خادم تھے۔ طبیب جو حکم دیتا مریض کو اس سے سرتابی کی مجال نہ تھی اور اب یہ حال ہے کہ مریضوں کی شان امرا جیسی ہے اور طبیب ان کے خادم ہیں۔ انھوں نے مریض کی مرضی کو اپنا شعار مقرر کر لیا لیکن ان کی صحت سے غافل ہو گئے۔ یہی سبب ہے کہ ان لوگوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

(۵) جو بچے شریر ہونے کے باوجود پرلے درجے کے بے حیا ہوں ان کی اصلاح ناممکن ہے لیکن اگر وہ بے حیا نہیں ہیں تو ان کی اصلاح سے مایوس نہ ہوں۔

(۶) انسان کو سب سے پہلے آپ کو پہچاننا چاہیے۔ اسی سے اس کے اخلاق کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اپنے آپ کو پہچاننا ہی بڑی حکمت ہے۔ کیوں کہ انسان کو اپنے آپ سے اس قدر محبت ہے کہ اپنے آپ کو دنیا بھر کے اوصاف کا مجموعہ سمجھ لیتا ہے۔ کوئی اپنے آپ کو بڑا شجاع سمجھتا ہے اور کوئی بڑا سخی، حالاں کہ وہ ایسے نہیں ہوتے۔ اسی طرح ہر شخص اپنے آپ کو بڑا عاقل سمجھتا ہے لیکن عاقل وہی ہے جو دوسروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو بے عقل سمجھے۔

(۷) انسان کو اس مرض سے بچانے کے لیے کہ سب سے بڑا عقل مند وہ ہی ہے، یہ علاج ہے کہ وہ اپنے روزانہ افعال کی نگرانی کے لیے کسی دوسرے آدمی کو مقرر کر دے تاکہ وہ اس کے روزانہ کے بُرے بھلے کاموں کی فہرست شام کو بتلا دیا کرے۔ اس فہرست کو سننے کے بعد اچھے کاموں کو اختیار کرنا اور بُرے کاموں کو ترک کر دینا چاہیے۔

(۸) بیمار کے لیے اس کے وطن کی آب و ہوا وہی اثر رکھتی ہے جو خشک زمین کے لیے وقت پر بارش اثر رکھتی ہے۔

(۹) جالینوس سے کسی نے دریافت کیا کہ انسان کے لیے مرنا کب بہتر ہے؟ اس نے جواب دیا جب وہ نیک و بد میں امتیاز نہ کر سکے۔

(۱۰) جس طرح ہر ایک پتھر بت تراشی کے لیے موزوں نہیں ہے اور نہ ہر کتا شکار کے لیے مناسب ہے، اسی طرح ہر شخص فن طب کے لیے موزوں نہیں ہو سکتا۔ یہ فن ان ہی لوگوں کے مناسب ہے جن کی طبیعت اور نفس اس فن کو قبول کرنے کے لیے راغب ہو، اور اس کے ساتھ اس کو فطری مناسبت بھی ہو۔

تصحیح:۔ ہمیں افسوس ہے کہ فروری سنہ ۴۲ء کے ہمدرد صحت میں دو غلطیاں ہو گئی ہیں۔ ناظرین ہمدرد صحت اپنے اپنے رسالے میں یہ غلطیاں درست کر لیں۔ (۱) صفحہ ۳ سطر ۳ پر فرانسیسی ماہرِ اعصاب "بلانشی" چھپا ہے۔ حالاں کہ یہ ماہرِ اعصاب "بیانشی" ہے۔ (۲) صفحہ ۳۱ سطر ۱ پر ہنڈولینڈ کا شگاف "صحیح نہیں ہے۔ بلکہ "رولینڈ کا شگاف" (یا شقاق) ہے۔ "ادارہ"

باب الصحت

آنکھوں کا صحیح استعمال

از جناب حکیم مولوی محمد ظہیر علی صاحب سہوانی، ایڈیٹر رسالہ "تن درستی"، دہلی۔

قوتِ بینائی دنیا کی سب سے بڑی نعمت تسلیم کی جاتی ہے لیکن کتنے آدمی ایسے ہیں جو اس کی حفاظت کا پورا خیال رکھتے ہیں؟ دنیا ترقی کی دوڑ میں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ نت نئے انکشافات کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن یہ حقیقت بڑی غور طلب ہے کہ ضعفِ بصارت کی شکایت زیادہ تر ان ہی ممالک میں عام ہے جنھیں متمدن سمجھا جاتا ہے اور بینائی کی کمزوری کا شکار وہ لوگ ہو رہے ہیں جو جدید تمدن میں اپنے کو ڈھالتے چلے جا رہے ہیں اور اس سے بے خبر ہیں کہ ہم جدید تمدن اور تہذیب و ترقی کی جتنی زیادہ بلندی پر پہنچتے جاتے ہیں ہماری نگاہ کم زور ہوتی جاتی ہے۔

اگر کوئی "آنکھ والا" یہ دریافت کرنا چاہے "میاں نوجوانو، اس دور میں کہ جب تم نے قدیم طریقِ زندگی کو ترک کر دیا ہے، اور اب تم سائنٹی فک طریقوں پر زندگی گزار رہے ہو اور تمھارے طریقہ ہائے عمل بلندیوں سے ٹکرا رہے ہیں اور تم علم کی جدوجہد میں مصروف ہو، تم 'اندھے' کیوں ہوتے چلے جا رہے ہو" یقین جانیے نوجوانوں سے اس کا جواب نہیں بن پڑے گا، بلکہ دریافت کرنے والا ہی سمجھائے گا کہ اب ہم آنکھ کا صحیح استعمال بھولتے جا رہے ہیں!

ہماری موجودہ تہذیب کچھ اس قسم کے سانچے میں ڈھل چکی ہے کہ ہم زیادہ تر قریب کی چیزیں دیکھنے کے لیے مجبور ہوتے ہیں اور ہمیں دور کی چیزیں دیکھنے کا موقع کم ملتا ہے۔ حالاں کہ اگر آنکھوں کی قدرتی ساخت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ خدا نے انھیں زیادہ تر دور کی چیزیں دیکھنے کے لیے بنایا ہے۔ موجودہ تہذیب کی روشنی سے محروم دیہات اور کھلے میدانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو دیکھیے کہ صبح سے شام تک تیز دھوپ میں کھڑے ہو کر سخت محنت کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں پر نہ سورج کی تیز کرنوں سے بچنے کے لیے رنگین چشمے ہوتے ہیں اور نہ چھجے دار ٹوپی اور نہ چھتری۔ لیکن ان میں بہت کم لوگ ایسے نکلیں گے جو کبھی آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا بھی ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ہمارے کالج کے نوجوانوں اور سوسائٹی کے مہذب افراد پر نظر ڈالیے۔ انھیں ہر قسم کا آرام و آسائش حاصل ہے۔ ان کی آنکھوں کو نہ سورج کی جھلسا دینے والی حدت کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور نہ ان تک گرد و غبار کی رسائی ممکن ہے لیکن پھر بھی بہت کم اشخاص ایسے نکلیں گے جو ضعفِ بصارت کے شاکی نہ ہوں۔ اسی ہندستان میں عورتوں کی صحت عام طور پر مردوں کی صحت سے کمزور ہوتی ہے۔ وہ جلد بوڑھی بھی ہو جاتی ہیں۔ لیکن جن گھرانوں میں ابھی جدید تہذیب کی روشنی نہیں پہنچ سکی ہے وہاں عورتوں کی نگاہ بالعموم اپنے لکھے پڑھے مردوں سے تیز ہوتی ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے آنکھوں کی قدرتی ساخت زیادہ تر دور کی چیزیں دیکھنے کے لیے ہے۔ جب ہم اپنے وقت کا بیشتر حصہ لکھنے پڑھنے میں گزارتے ہیں تو آنکھوں کے باریک عضلات پر بہت زور پڑتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ہمیں ان کی مدد کے لیے تیز روشنی یا عینک وغیرہ کے مصنوعی ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ قوتِ بینائی بتدریج جتنی زیادہ کم ہوتی جاتی ہے اسی قدر امدادی ذرائع بڑھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ امدادی ذرائع رہی سہی قوتِ بینائی کو برقرار رکھنے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔

آنکھوں کی حفاظت کے لیے ہمیں حسبِ ذیل چند باتوں کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔

(۱) ہم اپنی آنکھوں سے ہر وقت لکھنے پڑھنے ہی کا کام نہ لیں۔ بلکہ باغوں اور کھلے میدانوں میں جا کر انھیں دور بینی اور آزادی کا موقع بھی عطا کریں جس کے لیے انھیں قدرت نے بنایا ہے۔

(۲) آنکھوں کی معمولی شکایات، مثلاً کوئی کتاب پڑھتے پڑھتے حرفوں کا دھندلا نظر آنا، آنکھوں میں کبھی کبھی چکاچوند پیدا ہو جانا وغیرہ

کو بھی نظر انداز نہ کریں۔ کیوں کہ بسا اوقات یہی معمولی شکایتیں کچھ عرصہ بعد زیادہ تکلیف دہ ہو جاتی ہیں۔

(۳) پڑھتے وقت ہم کتاب یا اخبار کو اس طرح سامنے رکھیں کہ آنکھوں کے نازک عضلات اور باریک ساختوں پر کم سے کم بار پڑے۔

(۴) دوران مطالعہ میں روشنی نہ ضرورت سے زیادہ ہو نہ کم اور وہ صحیح زاویہ کے مطابق ہم تک آسانی سے پہنچ سکے۔

آنکھوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرنا بھی ایک مستقل سائنس ہے۔ اگر ہم اس صحیح طریقہ کو سمجھ لیں تو آنکھوں پر قریب کی چیزوں کے مشاہدہ سے اسی طرح کوئی خاص بار نہیں پڑے گا جس طرح ان پر دور کی چیزوں کے مشاہدہ سے نہیں پڑتا ہے۔

بچوں کی نگاہیں زیادہ تیز اور صاف ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی آنکھوں کے ڈھیلے بالکل گول نہیں بلکہ مقابلۃً کسی قدر چپٹے ہوتے ہیں۔ اسی طرح روشنی کی کرنوں کو جو کسی دور کی چیز سے کھینچ کر ان کی ننھی ننھی آنکھوں تک پہنچتی اور شبکیہ (Ratina) کے پیچھے مرکوز ہوتی ہیں انھیں شبکیہ تک لانے کے لیے بچوں کے عضلات چشم کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ عضلات کی اس ورزش سے بچوں کی نگاہ بڑی عمر کے اشخاص کے مقابلہ میں بالعموم تیز ہوتی ہے۔ بچوں کی تعلیم کا زمانہ شروع ہو جانے پر ان کی آنکھ کے ڈھیلے کی ساخت میں بھی تبدیلی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر بچوں کی غیر معمولی طور پر تیز بینائی اس تدریجی تبدیلی کے اثرات کو فوراً تو محسوس نہیں کرتی اور بچوں کی نگاہ بالعموم لکھنے پڑھنے میں اتنی ہی تیز ہوتی ہے جتنی دور کی چیزیں دیکھنے میں۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ بچے اپنی آنکھوں کو دور بینی کے قدرتی فرض سے جو محروم رکھتے ہیں اس کی انھیں سزا نہیں ملتی جلد یا بدیر اس کا ردِ عمل شروع ہو جاتا ہے اور عمر کی ترقی کے ساتھ قوت بینائی آہستہ آہستہ گھٹتی جاتی ہے۔

تعلیم کے لیے بہترین زمانہ بچپن کا ہوتا ہے۔ کیوں کہ معصوم بچوں کے دل و دماغ میں کسی اچھی یا بری بات کے اثرات جلد قبول کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اور بچپن میں جو عادت پڑ جائے وہ بڑی عمر میں بآسانی نہیں بدلتی۔ اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آنکھوں کے معاملہ میں بے احتیاطی کی عادت ہمیں بچپن ہی میں پڑتی ہے۔ چوں کہ اس عمر میں قوت بینائی مقابلتاً تیز ہوتی ہے۔ اس لیے کسی خاص احتیاط کو چنداں ضروری بھی نہیں سمجھتے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہی بچپن کی بے احتیاطی رفتہ رفتہ ہماری عادت بن جاتی ہے اور ہم بڑی عمر میں اس کا ردِ عمل زیادہ سختی سے محسوس کرتے ہیں۔ اگر ہم ابتدا ہی سے اپنے بچوں کو آنکھوں سے کام لینے کا صحیح طریقہ بتائیں تو وہ ہماری طرح بڑی عمر میں کمزوری نگاہ پر زیادہ مجبور نہ ہوں گے۔

دیگر اعضاء و قوائے جسم کی طرح انسانی بصارت کا نشوونما بھی پیدائش کے بعد ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ بیشتر محققین کے خیال میں قوت باصرہ کا نشوونما چھ سال کی عمر میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ اگرچہ بعض ارباب علم کے نزدیک اس کے نشوونما کے ارتقائی مدارج چھ سال کی عمر کے بعد بھی کچھ عرصہ تک جاری رہتے ہیں۔ بہرحال جہاں تک قوت بینائی کا سوال ہے بچپن کے زمانہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مغربی ممالک میں اسکول جانے والے بچوں کی نگاہ کمزور ہونے کے جو اعداد و شمار مرتب کیے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیشتر بچوں کے لیے تعلیم ان کی آنکھوں کی قیمت دے کر حاصل کی جاتی ہے۔ ان مثالوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خاص کر بچوں کو آنکھوں کے صحیح طریقہ استعمال کے متعلق معلومات بہم پہنچانا کس قدر ضروری ہے۔

درمیانی عمر میں عدسۂ چشم کے سخت ہو جانے سے آنکھوں کی یہ صلاحیت کہ وہ قریب کی چیزوں کا عکس شبکیہ پر آسانی سے مرکوز کر سکیں کم ہو جاتی ہے اور اس طرح آنکھوں کی وہی کیفیت ہوتی ہے جو زندگی کی ابتدائی منزلوں میں تھی۔ یعنی ادھیڑ عمر کے اشخاص کی بڑی تعداد قریب کی چیزوں کے مقابلہ میں دور کی چیزوں کو مقابلتاً آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی کتاب یا اخبار کو پڑھتے وقت اب زیادہ فاصلہ پر رکھا جاتا ہے۔ بڑے ٹائپ یا جلی حروف کو ترجیح دی جاتی ہے۔ زیادہ تیز روشنی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور عینک کا استعمال شروع کر دیا جاتا ہے۔

سطور بالا سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ زندگی کے نہ ابتدائی دور میں آنکھیں قریب کی چیزوں کو دیکھنے کے لیے موزوں ہوتی ہیں اور نہ درمیانی عمر میں۔ فرق اتنا ہے کہ بچپن میں آنکھوں کے ننھے عضلات اور باریک ساختیں چوں کہ فرسودہ نہیں ہوتیں اس لیے وہ اپنی غیر معمولی قوت سے قریب کی چیزوں سے روشنی کی کرنیں شبکیہ پر مرکوز کر لیتی ہیں۔ لیکن ادھیڑ عمر میں عضلوں اور ساختوں کے کمزور ہو جانے سے آنکھوں کے لیے قریب کی چیزوں کا عکس مرکوز کرنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔

اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ نگاہ کی کمزوری دانتوں کی کمزوری کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ جسمانی مشینری کے ان دونوں اہم پرزوں کی خرابی کی وجہ یہ ہے کہ ہم انھیں طویل مدت تک غیر قدرتی فرائض انجام دینے پر مجبور کرتے ہیں۔ آنکھوں کو خدا نے بنایا ہے زیادہ

دور کی چیزیں دیکھنے کے لیے۔ مگر ہم ان کی قدرتی پرواز کو صفحات کی تیلیوں تک محدود کر دیتے ہیں اور وہ دانت جو سخت چیزوں کو چبانے کے لیے بنائے گئے تھے انھیں وقف کر دیا جاتا ہے نرم پکائی ہوئی خوراکوں کے لیے! ہماری غفلت سے نہ آنکھوں کو اپنا فطرتی فرض ادا کرنے کا موقع ملتا ہے اور نہ دانتوں کو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری غفلت سے دونوں رفتہ رفتہ بے کار ہو جاتے ہیں۔ ہماری بے احتیاطی کا یہ حال ہے کہ اگر ہمارا بس چلے تو ضعف بصارت کی ابتدائی شکایات کو معمولی سمجھ کر بالکل نظر انداز ہی کر دیں اور جہاں کہیں بس چلتا ہے ہم نظر انداز کر بھی دیتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ یہ معمولی ضعف ہمارے لکھنے پڑھنے میں مارج نہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ اب بجلی کا کرنٹ زیادہ خرچ ہوگا۔ یا زیادہ نمبر کی عینک استعمال کر لی جائے گی۔ لیکن موجودہ دورِ تہذیب میں جن لوگوں کو نقشہ نویسی یا مصوری وغیرہ کے زیادہ باریک کام کرنے پڑتے ہیں۔ ان کے لیے ضعف بصارت کی شکایت خاص طور پر تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے اور وہ آنکھوں کو بدستور وقف محنت کرنے کے لیے جو امداد کے مصنوعی ذرائع اختیار کرتے ہیں ان کی کثرت سے آنکھوں کی رہی سہی قوت بھی زائل ہو جاتی ہے۔

ہمیں یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ ضعف بصارت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہم آنکھوں کو زیادہ عرصہ تک قریب کی چیزوں کو دیکھنے یا لکھنے پڑھنے کے لیے مجبور کرتے ہیں اور اس طرح ان کے نازک عضلات اور باریک ساختوں پر بہت زور پڑتا ہے۔ لیکن موجودہ دورِ تہذیب میں ہم اپنی آنکھوں کو اس فرض کو ادا کرنے سے جو خواہ غیر قدرتی ہی کیوں نہ ہو، بے نیاز بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ قریب کی چیزوں کو دیکھنے کا کام صرف اس وقت کریں کہ جب تک وہ ناگزیر ہو اور آنکھوں کو محض مطالعہ کے شوق پر قربان نہ کریں۔ مطالعہ وغیرہ سے جو وقت بھی مل سکے اس میں ہمیں آنکھوں کو کسی باغ یا کھلے میدان میں پورا موقع دینا چاہیے کہ وہ "دور بینی" کا قدرتی فرض آزادی سے انجام دے سکیں۔ اس طرح آنکھوں کی ورزش اور ان کی ساختوں کے نقصانات کی تلافی ہوتی رہے گی۔ دوران مطالعہ میں بھی آنکھوں کو آرام دینے کی ضرورت ہے۔ پڑھتے پڑھتے جب آنکھوں کو تھکن محسوس ہو تو ہمیں لازم ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے مطالعہ بند کر دیں اور آنکھوں کو چند سیکنڈ بند رکھ کر کسی دور کی چیز پر نظر دوڑائیں۔ آپ کو بہت سے نوجوان ایسے ملیں گے کہ سورج غروب ہو چکا ہے تاریکی آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے اور کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ حروف دھندلے نظر آ رہے ہیں مگر ذوق مطالعہ میں انھیں کتاب کی مفارقت اتنی دیر کے لیے بھی گوارا نہیں کہ وہ اٹھ کر کمرے میں روشنی کر لیں آنکھوں پر خواہ کتنا ہی زور پڑے — لیکن وہ شام کی تاریکی میں مطالعہ اس وقت تک بند نہ کریں گے جب تک کہ انھیں کسی حرف کا دھندلا کنارہ بھی نظر آ رہا ہے۔ اسی طرح بعض بچوں اور نوجوانوں کو رات کے وقت چاند کی روشنی میں بھی پڑھتے دیکھا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نوعمری میں نگاہ چونکہ مقابلتاً تیز ہوتی ہے اس لیے چاند کی روشنی میں پڑھ سکتے ہیں اور اس کا ردِ عمل انھیں فوری طور پر محسوس بھی نہیں ہوتا لیکن یہ طریقہ بالکل غلط ہے اور ایسا کرنا اپنی قوتِ بینائی کو خود اپنے ہاتھوں برباد کرنا ہے۔

آپ کی نظروں سے ایسے شائقین مطالعہ بھی گزرے ہوں گے جو سڑک پر بجلی کی روشنی کے کسی کھمبے کے نیچے بیٹھ کر کتاب یا اخبار پڑھتے ہیں۔ سڑک کی روشنی راستہ چلنے کے لیے تو کافی ہوتی ہے۔ لیکن مطالعہ کے لیے قطعی طور پر ناکافی ہوتی ہے۔ مطالعہ کا یہ طریقہ خواہ اس کا سبب کفایت شعاری ہو یا مطالعہ کے فوری جذبہ کو تسکین دینا، آنکھوں کے لیے سخت مضر ہے۔

زیادہ باریک کام کرتے وقت ہمیں ایک بات اور بھی پیش نظر رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ اس میں صرف آنکھوں ہی پر زور نہیں پڑتا، بلکہ یکسوئی خیال قائم رکھنے کے لیے اعصاب و دماغ کو بھی محنت کرنی پڑتی ہے۔ کام جتنا زیادہ باریک ہو اعصاب و عضلات کی قوت اتنی ہی زیادہ صرف ہوتی ہے۔ مثلاً بندوق سے کسی بڑی چیز پر فائر کرنا اس قدر دشوار نہیں ہے جس قدر کسی چھوٹی سی چیز پر نشانہ تاکنا۔ اسی طرح کسی چیز کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے میں عضلات و اعصاب کو اسی چیز کے سرسری مشاہدہ سے زیادہ قوت صرف کرنا پڑتی ہے۔ اس کی تصدیق ان سائنٹفک پیمائشوں سے بھی ہو سکتی ہے جو آنکھوں کی تھکن کے متعلق کی گئی ہیں اور روزمرہ کے مشاہدات سے بھی جن پر ہم زیادہ غور نہیں کرتے۔ اگر ہم کسی چیز کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھیں تو آنکھیں بار بار کیوں جھپکتی ہیں؟ اُن میں آنسو کیوں آ جاتے ہیں؟ صرف اس وجہ سے کہ دماغ اور آنکھوں کے عضلات و اعصاب کو اس قدر قوت صرف کرنی پڑ رہی ہے جو ان کی برداشت سے زیادہ ہے۔ ہم کسی مقام پر کئی کئی گھنٹے تک اِدھر اُدھر نظریں دوڑاتے رہیں تو ذرا بھی تھکن محسوس نہیں ہوتی لیکن کسی خاص چیز کو ایک منٹ بھی ٹکٹکی باندھ کر دیکھیں تو آنکھیں غیر معمولی تھکن محسوس کریں گی۔ مطالعہ کے وقت دماغ اور آنکھوں کے عضلات و اعصاب کو کتنی قوت صرف کرنی پڑتی ہے اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ اندازہ کے مطابق کوئی ایسا شخص جو بہت تیز پڑھنے والا ہو ایک منٹ میں عام سائز کے حروف کی چار انچ لمبی ۲۳ سطروں سے زیادہ نہیں پڑھ سکتا۔ اگر اس تناسب سے دفتر یا مکان میں سات گھنٹے مطالعہ کا سلسلہ جاری رکھا جائے تو ہماری نظروں کو تقریباً چالیس ہزار فیٹ کی مسافت اس طرح طے کرنی پڑتی ہے کہ وہ قدم قدم پر رکتی ہے۔

آگے بڑھتی ہیں۔ بس مطالعہ دراصل سفر ہیں اعصاب دماغ کو بھی ان کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے۔ دوران مطالعہ میں عضلات پر زیادہ بار اس وجہ سے اور بھی پڑتا ہے کہ صفحہ کی سطروں پر نگاہ کی روانی ہموار یا کسی متعینہ وقفہ کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ بار بار ٹھیرنا اور آگے بڑھنا پڑتا ہے۔ عام اندازہ کے مطابق ایک سطر کا مطالعہ کرتے وقت نگاہ چھ بار مختلف مقامات پر ٹھیرتی اور پھر آگے بڑھتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر دن میں سات گھنٹے مطالعہ کیا جائے تو آنکھوں کو کم سے کم ستر ہزار بار ٹھیرنا اور بڑھنا پڑے گا۔ جب نگاہ کسی مقام پر ٹھیرتی ہے تو اس کا عکس مراکز دماغ تک پہنچتا ہے۔ اور چوں کہ بچے عام طور پر زیادہ ٹھیر ٹھیر کر پڑھتے ہیں۔ اس لیے ان کے دماغ اور آنکھوں کے عضلات واعصاب کو بالغ اشخاص کے مقابلہ میں زیادہ قوت صرف کرنی پڑتی ہے۔

اگر دوران مطالعہ میں نگاہ کی حرکت کا موازنہ پیروں کی حرکت سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سات گھنٹے کا مطالعہ تقریباً ۳۲ میل پیدل چلنے کے برابر ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی انسان اتنی محنت شاقہ مسلسل برداشت نہیں کر سکتا۔

آنکھوں کا بار بار جھپکنا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کام کے دوران میں اپنی تھکن دور کرنے کے لیے چند سکنڈ آرام کرنا چاہتی ہیں۔ جب ہم اپنی آنکھوں کو زیادہ دیر تک آمادۂ محنت رکھیں اور انھیں آرام کا موقع نہ دیں تو وہ اپنی تھکن کا اظہار اور بھی زیادہ نمایاں طور پر کرتی ہیں یعنی آنکھوں میں ہلکا ہلکا درد ہو جاتا ہے۔ حروف دھندلے نظر آنے لگتے ہیں، سر گھومنے لگتا ہے اور مراکز دماغ کے تھک جانے سے ہم جو کچھ پڑھتے ہیں اسے اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ ضرورت ہے کہ ہم اپنے دماغ اور آنکھوں کے عضلات و اعصاب کو اس قدر سخت محنت کا موقع نہ دیں اور یہ وقت آنے سے پہلے مطالعہ بند کر دیا کریں۔

اب ہم آنکھوں کے لیے چند آسان اور قابل عمل ورزشیں بتاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم ایک وقت میں صحت کے ساتھ صرف ایک ہی کام کر سکتے ہیں۔ جب تم صبح کے وقت کسی کھلی جگہ کھڑے ہو کر آنکھوں کی ورزش کرو تو تمھیں دوسرے کاموں سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہیے۔ کیوں کہ یہ بالکل ممکن ہے کہ دوسرے کام کا تم پر غلبہ ہو اور آنکھوں کی ورزش میں تم جلد بازی سے کام لینے لگو۔ آنکھوں کی ورزشیں بڑی احتیاط اور پابندی سے کرنی چاہییں۔ کیوں کہ آنکھوں کی ورزش کے وقت ہم بڑے نازک عضلات کو حرکت دیتے ہیں۔

ورزش ۱:۔ اپنے سے بہت دور کسی درخت یا کسی ٹیلے پر نظر جما دو۔ چند منٹ تک اس کو دیکھتے رہو۔ اس کے بعد آنکھوں کو بند کرو اور کھولو۔ کم سے کم پچاس بار کھولو اور بند کرو۔ اور پھر دو منٹ تک آنکھیں بند کر کے دوسری ورزش شروع کر دو۔

ورزش ۲:۔ سر اور گردن کو جنبش دیے بغیر اپنی آنکھوں کو اس طرح حرکت دو گویا تم اپنے کان دیکھنے کی کوشش کر رہے ہو، پہلے دائیں طرف دیکھو اور پھر بائیں طرف۔ اسی طرح دائیں اور بائیں کم سے کم ۲۵-۲۵ بار دیکھو۔ اب ایک منٹ آنکھیں بند کر کے کھولو اور دور کسی درخت کو ایک منٹ تک دیکھتے رہو۔ پھر تیسری ورزش شروع کر دو۔

ورزش ۳:۔ سر اور گردن کو ہلائے بغیر اپنی آنکھوں کو حرکت دے کر آسمان کو دیکھنے کی کوشش کرو اور پھر اپنے پیروں کے انگوٹھے دیکھو۔ اسی طرح آسمان اور انگوٹھے کو ۲۵-۲۵ بار دیکھو۔ اب اپنی آنکھیں خوب زور سے بھینچ لو اور ایک منٹ تک بھینچے رہو۔ پھر کھول کر دور درخت کو دیکھو۔ اب چوتھی ورزش شروع کر دو۔

ورزش ۴:۔ سر اور گردن کو قائم کر کے اپنی آنکھوں کو اس طرح گردش دو گویا تم اپنی آنکھوں سے دائرہ بنا رہے ہو۔ پہلے سیدھی جانب سے دائرہ ۲۵ بار بناؤ اور پھر الٹی طرف سے ۲۵ بار بناؤ۔ اس کے بعد ایک جگہ بیٹھ جاؤ اور آنکھیں بالکل بند کر کے پانچویں ورزش شروع کر دو۔

ورزش ۵:۔ آنکھیں بالکل بند رہیں۔ تصور میں ایک کالی چیز مثلاً کالی ٹوپی یا اچکن لاؤ اور تصور کرو کہ یہ کالی چیز تم سے دور اور دور تر ہوتی جا رہی ہے۔ اور تم اسے دیکھ رہے ہو۔ جب یہ کالی چیز نظروں سے اوجھل ہونے لگے تو پھر اسے قریب لے آؤ۔ اور پھر اسے اپنے سے دور کرتے جاؤ۔ حتیٰ کہ پانچ منٹ گزر جائیں۔ اب اپنی آنکھیں کھول لو اور چند بار کھولو اور بند کرو۔

یہ پانچ ورزشیں ضعفِ بینائی کو دور کرنے اور نظر کو تیز کرنے کے لیے سود مند ہیں اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ بعض اوقات حیرت انگیز اثر دکھاتی ہیں اور عینک کی مستقل تکلیف سے نجات دیتی ہیں۔

ایک خاص ہدایت:۔ صبح ہی صبح جب منھ دھونے بیٹھو تو آنکھیں کھول کر ۲-۳ منٹ تک ٹھنڈے پانی کے چھپکے دیتے رہو، اسی طرح جب رات کو سونے لگو تو یہی عمل کرو اور صبح شام چھپکے دینے بعد کم سے کم ۲۵ بار آنکھیں کھولو اور بند کرو۔

الامراض و العلاج

سیلان الرحم

از جناب حکیم محمد مبین صاحب مچھلی شہری

سیلان الرحم کا مفہوم عام طور پر معروف ہے۔ سے عام الفاظ میں "سفیدی جانا" یا "پانی آنا" بھی کہا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کم و بیش رطوبت کا اخراج تقریباً ہر عورت میں طبعی طور پر بھی ہوا کرتا ہے اور اس سے کوئی مرضی نتائج نہیں پیدا ہوتے۔ لیکن اس وقت کہ جب رطوبت کی مقدار میں غیر معمولی زیادتی یا اس کی نوعیت میں کچھ نمایاں یا خوردبینی تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں تو اس غیر طبعی کیفیت پر سیلان الرحم کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت بہت سے ایسے امراض کے دوران میں جو اعضاء تولید و تناسل سے متعلق ہوتے ہیں نیز بہت سے دوسرے عمومی اور جسمانی امراض میں رونما ہوا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیلان کو ایک مستقل مرض سمجھنے کے بجائے دوسرے امراض کی ایک علامت کی حیثیت دی جاتی ہے۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سیلان رحم صرف سوزاک ہی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور اس خیال کے ماتحت وہ ہر سیلان کا علاج بھی زرقات (Douches) فرزجوں اور جدر ینات (Vaccines) وغیرہ سے کرتے ہیں۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ یعنی سیلان کو اسباب کو صرف سوزاک تک محدود کر دینا غلطی ہے۔ اگرچہ یہ بھی اس کے بہت سے اسباب میں سے ایک سبب ضرور ہے۔

سیلان کی باثوجیائی کیفیت کو سمجھنے کے لیے عورت کی زندگی کے مختلف ادوار میں ارتشاح رطوبت کی جو کیفیت ہوتی ہے اس کا سمجھ لینا ضروری ہے۔

(۱) طفولیت سے بلوغ تک۔ (۲) بلوغ سے سن ایاس تک۔ (۳) سن ایاس کے بعد۔ یہ تین دور ہیں۔

(۱) پہلے دور میں ارتشاح رطوبت قلیل ہوتا ہے۔ اس میں کچھ کربات بیضا بھی موجود ہوتے ہیں۔

(۲) دوسرے دور میں حیض کے حملوں کی وجہ سے اس کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ رنگ بالکل سفید اور منجمد دودھ کے مانند ہو جاتا ہے۔ رد عمل دری ایکشن) شدید تیزابی ہوتا ہے۔ اس رطوبت میں عصیات دودرلینی (Bacilli Doderleini) بہ کثرت موجود ہوتے ہیں۔ (کیوں کہ یہ تیزابیت میں خوب نشوونما پاتے ہیں۔) اس دور میں کہ جو حقیقتاً تولید و تناسل کا دور ہوتا ہے، قدرت تحفظ کی خاطر مہبل کے بشرہ کو تہوں سے موٹا کر دیا کرتی ہے اور اس طرح عدوٰی کے داخلہ کے لیے ایک مستقل دیوار حائل ہو جاتی ہے۔

(۳) اس دور میں حالت تدریجاً دور طفولیت کی جانب عود کر آتی ہے۔ مہبل کا بشرہ پھر پتلا ہو جاتا ہے اور اس میں ضمور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ارتشاح رطوبت کم ہو کر تدریجاً بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

عنق الرحم سے رطوبت کا ارتشاح سن بلوغ کے بعد اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب رحم میں مکمل نشوونما ہو جائے۔ ایسی صورتوں میں رطوبت غلیظ اور لیس دار ہوتی ہے اور اس کا رد عمل قلوی ہوتا ہے۔ لہٰذا سن بلوغ کے بعد سیلان "عنق الرحمی" بھی ہو سکتا ہے۔

طبعی حالات پر ایک نظر ڈال لینے کے بعد ان اسباب پر بھی غور کر لینا ضروری ہے جو مہبل یا عنق الرحم کے طبعی ارتشاح میں تغیرات پیدا کر کے "سیلان رحم" کی پیدائش کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کسی عورت میں سیلان کی موجودگی کا علم بہت ہی آسان ہے۔ لیکن اس کے اسباب کی صحیح تشخیص انتہائی دشوار ہے۔

بحث اسباب (۱) خفیۃ الرحم کے استسقاء (Hydro-Salpinx) میں رطوبت کا وقفہ کے ساتھ خارج ہونا سیلان کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں رطوبت کثیر اور مائی ہوتی ہے اور صرف کبھی کبھی خارج ہوتی ہے۔ لیکن اس قسم کے واقعات بہت ہی شاذ ہیں

(۲) جوفِ جانہ کے سلعات کی وجہ سے احتقان دموی وریدی پیدا ہو کر ارتشاح رطوبت ہوسکتا ہے۔
(۳) تقیح الرحم (Pyometra) بھی شاذونادر اسباب میں سے ایک شمار کیا جاتا ہے۔
(۴) رحم سے متعلق بعض دیگر اسباب :۔ (ا) رحم کا مُس جانا۔ (ب) وضع حمل کے بعد رحم کا پورے طور پر پہلی شکل اختیار نہ کرنا۔ (Sub-involutio Uteri) (ج) رحم میں اجسام غریبہ کی موجودگی (د) التہاب غشاء الرحم داخلی (ہ) جسم رحم کے امراض خبیثہ مثلاً سرطان وغیرہ : (و) غشاء الرحم داخلی کا التہاب دق۔
(۵) عنق الرحم سے متعلق بعض اسباب :۔ (ا) التہاب غشاء عنق الرحم داخلی (ب) التہاب عنق الرحم (ج) تاکل (Erosion) پیدائشی یا اکتسابی عنق الرحم کا سرطان۔
(۶) مہبل سے متعلق بعض اسباب :۔ (ا) التہاب مہبل و ثقبۃ المہبل (ب) بعض آلی مہیجات۔ جیسے فرزجہ، زردق مہبلی حمول وغیرہ (ج) کیمیائی مہیجات، مثلاً تیز قسم کی دافع تعفن دواؤں کی پچکاری نیز موجودہ زمانہ میں ضبط تولید کی مختلف دوائی تدابیر بھی اسی زمرہ شامل ہیں۔
(۷) عمومی امراض :۔ (ا) فقر الدم کی مختلف قسمیں (ب) دق (ج) اور اسی قسم کی دوسری مزمن بیماریں (ج) رحم کے علاوہ جسم کے کسی دوسری جگہ کا سرطان (د) غدد غیر نافلہ کی فرازی خرابیاں۔ اس کے علاوہ دوران خون سے متعلق بہت سے امراض میں بھی سیلان الرحم ہوتا ہے۔
(۸) مختلف جراثیم کی تعدیہ مثلاً جراثیم صدیدیہ کرویات سوزاکیہ۔ ترکخو موناس (Trichomonas) بعض قسم کے فطریات (Fungi) مثلاً ذیابیطس کے مریضوں میں ٹورولو (Torulu) مانیلیا (Monilia) کی مختلف قسمیں۔
(۹) مختلف قسم کے نواصیر و مجاری میں بھی مواد و نتیجہ مثلاً بول و براز کے گزرنے کی وجہ سے جو تہیج پیدا ہوتا ہے اس سے سیلان پیدا ہوسکتا ہے۔
(۱۰) اس کے علاوہ بعض اوقات صرف طبعی رطوبت مہبلی میں زیادتی ہو کر سیلان الرحم پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی صورت میں کسی قسم کا عدوی موجود نہیں ہوتا۔

سیلان کی باقاعدہ کیفیت پر غور کر لینے کے بعد اس کے مختلف اسباب کے تشخیصی پہلو پر بھی نظر ڈالنا مناسب ہے۔ چناں چہ ظاہری نظروں سے معائنہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس مقصد میں خوردبین سے استعانت بھی مفید ہوا کرتی ہے۔
(۱) ایسا سیلان جس میں محض طبعی ارتشاح رطوبتِ مہبلی میں زیادتی ہو جاتی ہے عموماً غیر شادی شدہ لڑکیوں میں ملتا ہے۔ اگر یہ رطوبت غیر متعفن ہوتی ہے اور عنق الرحم سے خارج ہوتی ہے تو وہ بالکل مخاط دموکس ہوا کرتی ہے۔ لیکن مہبلی رطوبت سے آمیزش کے بعد سفید اور منجمد ہو جاتی ہے۔ اس کا سبب عموماً غدد غیر نافلہ کے فعل میں خرابی (Endocrine Dysfunction)، مٹاپا (Obesity)، عسر الطمث اور نقصِ تغذیہ ہوا کرتا ہے۔
(۲) معمولی جراثیم کی سرایت کے نتیجہ میں جو سیلان ہوتا ہے اس میں رطوبت کا اخراج زیادہ ہوتا ہے جس کا بیشتر حصہ عنق الرحم کے غدد سے مترشح ہوتا ہے۔ اس کی نوعیت مخاطی صدیدی ہوتی ہے۔ چناں چہ غیر عفونی صورت میں رطوبت غلیظ اور جیلی ہوسکتی ہے۔ لیکن تعدی کے فوراً بعد زرد اور رقیق ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں عصیات دودرلینی تعداد میں بہت کم پائے جاتے ہیں اور ان کے بجائے کرویات اور عصیات زیادہ پائے جاتے ہیں۔
(۳) سوزاکی عدوی (چھوت) کے باعث جو سیلان ہوتا ہے اس کی حاد صورتوں میں رطوبت مجریٰ بول، غدہ برتھولین (Bartholin's Gland)، مہبل، عنق الرحم، نیز جسم رحم سے خارج ہوسکتی ہے۔ رطوبت کا رنگ سبزی مائل زرد ہوتا ہے۔
(۴) وہ سیلان جو ترکخوموناس مہبلی کے باعث ہوتا ہے اس میں تیزابیت کے باعث چند بہت ہی نمایاں علامتیں رونما ہوتی ہیں، مثلاً مہبل و ثقبۃ المہبل میں خارش، اس کے ساتھ درد اور عسر البول موجود ہوتا ہے۔ رطوبت رقیق، جھاگ دار اور زرد رنگ کی ہوتی ہے اور ردِ عمل تیزابی ہوتا ہے۔ تہیج و خراش کی وجہ سے ثقبۃ المہبل اور مہبل کے استر میں قرحے سے پیدا ہو جاتے ہیں اور حیض سے فارغ ہونے کے بعد ان علامات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔
(۵) سلعات وغیرہ کی صورت میں تشخیص بہت ہی آسان ہوتی ہے، کیوں کہ اس میں نئی ساختیں (Neoplasm) موجود ہوتی ہیں اور رطوبت بدبودار اور رنگین ہوتی ہے۔

علاج جیسا کہ بتلایا جا چکا ہے کہ سیلان بذات خود مستقل مرض کی حیثیت نہیں رکھتا، بلکہ دوسرے امراض کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ لہٰذا اس کے علاج کا انحصار ان امراض کے ازالہ پر ہوا کرتا ہے جن کی وجہ سے یہ پیدا ہوتا ہے۔ علاج شروع کرنے سے پہلے اس کی تحقیق بھی ضروری ہے کہ سیلان رطوبت اعضاء تولید و تناسل کے کس خاص حصہ سے ہو رہا ہے۔ اس کے بعد موثر علاج اس امر پر موقوف ہوتا ہے کہ مہبل یا عنق الرحم کی ارتشاحی کیفیت کو طبعی حالت میں کر دیا جائے اگر اس کا رد عمل شدید قلوی ہو گیا ہو تو تیزابی کر دیا جائے۔

سیلان کے ان واقعات میں جن میں کوئی عدوی نہیں ہوتا اور جن میں صرف مہبل سے ارتشاح رطوبت زیادہ مقدار میں ہوتا ہے اور جس میں صرف بشری خلیات اور عصیات دودھی ہوتے ہیں وہ اکثر علاج کو قبول نہیں کرتے۔ ان میں غالباً سبب خصیۃ الرحم کے فعل کی زیادتی ہوا کرتا ہے۔ اس نوعیت کا سیلان جب ان عورتوں میں ہو جو سن ایاس کو پہنچ چکی ہوں، ان میں ایکس ریز سے علاج کیا جا سکتا ہے لیکن جوان عورتوں میں یہ طریقہ جائز نہیں۔ بعض معالج اس کا مشورہ دیتے ہیں کہ نصف سے ایک فی صدی حامض لبنی (لیکٹک ایسڈ) کے محلول کی پچکاری کی جائے (یعنی مہبل کو اس محلول سے دھویا جائے)، اور فرزجہ ۵ فی صدی حامض لبنی کی "گلائی کو جلاٹن" میں استعمال کیے جائیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ افراز داخلی کے توازن کو درست کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے مختلف ہارمونز (Hormones) رائج ہیں۔ ہارمونز سے علاج کے علاوہ عام صحت کی جانب بھی توجہ ضروری ہے، مثلاً اگر فقر الدمی کیفیت موجود ہو تو اس کو دور کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ غذا میں بھی خیال رکھنا چاہیے کہ حیاتین اور کیلسیم وغیرہ کافی مقدار میں موجود ہوں۔

ٹرائیکوموناس مہبلی کی وجہ سے جب سیلان کی شکایت ہو تو ان جراثیم کی بیخ کنی کی طرف سب سے پہلے توجہ ضروری ہے۔ اس کے لیے صفائی انتہائی ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے کسی دافع تعفن دوا سے مہبل میں پچکاری کرنی چاہیے۔ گلیسرین کے فرزجے اندر رکھے جائیں اور چوبیس گھنٹے کے بعد نکال لیے جائیں۔ اس کے بعد ایک ہلکی صابونی پچکاری استعمال کی جائے۔ اس عمل کو ہر تیسرے دن کیا جائے۔ تیزابیت کو بڑھانے کے لیے حامض لبنی کی پچکاری زیادہ مناسب ہے۔ اس قسم کا سیلان علاج کے سلسلہ میں بہت ہی طوالت اختیار کرتا ہے۔ کیوں کہ اگرچہ معمولی دافع التعفن دوائیں ان جراثیم کی ہلاکت کے لیے کافی ہوتی ہیں لیکن یہ جراثیم جلد ہی دوبارہ نمودار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے علاج کے دوران میں نہایت ہی استقلال سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سیلان کی اس قسم میں جسم کو حیاتین ا اور حیاتین د کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

وہ سیلان الرحم جو سوزاک کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہو اس میں عنق الرحم اور مہبل کی مکمل صفائی انتہائی ضروری ہے۔ سب سے پہلے تمام رطوبات کو پاک و صاف روئی سے صاف کر دیا جائے۔ پھر عنق الرحم اور مہبل کی دیواروں پر کوئی دافع تعفن دوا مثلاً ایک فی صدی پروٹارگل کا محلول یا مرکیورو کروم وغیرہ لگایا جائے۔

پچکاری کو ایسی صورت میں اس لیے خطرناک تصور کیا جاتا ہے کہ عدوی اوپر تک نہ پھیل جائے۔ مریضہ کے لیے آرام و سکون نہایت ہی ضروری ہے۔ مذکورہ بالا علاج کو روزانہ یا کم از کم ہفتے میں پانچ بار ضرور کیا جائے۔ اس عمل کو ایام حیض میں موقوف رکھنا چاہیے۔

عنق الرحم کے تاکل کے باعث جو سیلان ہو اس کا علاج عمل کی برقی (Electric Cautery) اور عمل کی آبیاتی (Diathermy Cautery) کے ذریعے عموماً بہت ہی کامیابی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ علاج کے نتائج بہت ہی امید افزا ثابت ہوتے ہیں۔ صرف چار سے چھ ہفتوں کے بعد کافی وسیع تاکلات بھی طبعی شکل میں آ گئے ہیں۔ علامات کی تخفیف کے لیے لیکٹک ایسڈ کے فرزجے (جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے) اور لیکٹک ایسڈ کی پچکاری (نصف فی صدی محلول کی) مفید ہوتی ہیں۔ اگر سیلان سلعات خبیثہ یا غیر خبیثہ کے باعث ہو تو سلعات کا ازالہ ضروری ہے۔ پینتیس کی عمر سے متجاوز عورتوں میں سیلان کے اسباب کی تحقیق کے سلسلہ میں سلعات کو ذہن میں ضرور رکھنا چاہیے اور اس کے لیے نہایت ہی غائر امتحان ضروری ہے۔

سن ایاس کے بعد مہبل کے التہاب (Senile Vaginitis) کی وجہ سے جو سیلان پیدا ہو جاتا ہے اس کا علاج ایسٹرین (Oestrin) کے انجکشن کے ذریعے نہایت ہی کامیابی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

وہ سیلان جو آلی، کیمیائی یا مزاجی اسباب کے باعث ہو، اس میں ان اسباب کے دفیہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ مثلاً اگر کوئی فرزجہ باعث ہو تو اس کو خارج کر دیا جائے، اگر عورت کسی تیز دافع تعفن دوا کی پچکاری کی عادی ہو تو اس کو ترک کر دینا چاہیے۔ اگر عام امراض مثلاً

دق، ذیابیطس، فقر الدم یا قلبی امراض وغیرہ سیلان کے اسباب ہوں تو ان کی بیخ کنی کی فکر کرنی چاہیے۔

اگر سیلان کا سبب مہبلی مانیلیا ہوں تو اس صورت میں کھاری اشیا مثلاً سوڈا بائی کارب کی پچکاری بہترین علاج ہے۔

سیلان الرحم کا طبی علاج

مرض کا سبب معلوم کر کے اس کا مناسب تدارک کریں۔ بلا سوچے سمجھے قابضات و مجففات استعمال میں نہ لائیں۔ اگر ضرورت سمجھیں تو منضجات کے بعد مسہلات دے کر تقویت رحم کریں۔ ہر حالت میں مریضہ کو صاف ستھرا رکھنے اور اس کو پورا پورا آرام پہنچانے کا خیال ضرور رکھیں۔

اس مرض میں چوں کہ عموماً رحم کی غشاء مخاطی متورم ہوتی ہے اس لیے اس کی رعایت رکھتے ہوئے صبح و شام یہ نسخے پلائیں:۔

صبح کو جوارش مصطگی سات ماشے کھلا کر اوپر سے برنجاسف، شکاعی، بادآورد، تخم حیارین، نیم کوفتہ ہر ایک تین ماشے کو گرم پانی میں رات کو بھگو رکھیں، صبح کو مل چھان کر شربت بنفشہ دو تولے ملا کر پلائیں۔ اور

شام کو نوشدارو لولوی، ۵ ماشے کھلا کر اوپر سے بادیان، کوخشک ہر ایک ۵ ماشے، عرق برنجاسف ۱۲ تولے میں جوش دیں چھان کر خمیرہ بنفشہ دو تولے ملا کر پلائیں۔

ان نسخوں کے داخلی استعمال کے ساتھ ساتھ کنکنے پانی سے بذریعہ پچکاری اندام نہانی کو دھوتے رہیں۔ مندرجہ ذیل پچکاری کا استعمال نہایت مفید ہے:۔

پچکاری:۔ گل بابونہ، کوخشک، مرزنجوش، قیصوم ہر ایک دو تولے کو دو سیر پانی میں جوش دیں اور چھان کر بذریعہ پچکاری اندام نہانی کو دھوئیں۔

جب التہابی کیفیت دور ہو جائے تو مندرجہ ذیل دوائیں صبح و شام استعمال کرائیں۔ بعض معالجین ابتدا ہی سے یہ دوائیں استعمال کراتے ہیں اور ساتھ ہی پچکاری استعمال کرتے ہیں۔

صبح کو کشتہ خبث الحدید چار چاول، کشتہ قلعی چار چاول جوارش جالینوس سات ماشے میں ملا کر کھلائیں اور رات کو معجون سپاری پاک ۹ ماشے دودھ کے ساتھ استعمال کرائیں۔ کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت حب کبد نوشادری یا حب پپیتہ دو دو عدد دیں۔

اگر مریضہ ضعف اعصاب اور عام جسمانی کمزوری میں مبتلا ہو تو صبح کو کشتہ فولاد دو چاول دوا المسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے میں ملا کر کھلائیں، رات کو حب مرواریدی ایک عدد معجون سپاری پاک ۹ ماشے میں ملا کر استعمال کرائیں اور اوپر سے دودھ پلائیں اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت شربت فولاد ۶-۶ ماشے چٹائیں۔

یہ دوائیں اُس حالت میں بھی نہایت مفید ثابت ہوتی ہیں کہ جب مریضہ قلت الدم (کمی خون) میں مبتلا ہو۔

اگر مریضہ کو قبض رہتا ہو تو دوسرے تیسرے روز بذریعہ حقنہ آنتوں کو صاف کراتے رہیں لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو کبھی کبھی قرص ملین دو عدد دیتے رہیں۔

اگر مریضہ حاملہ ہو تو سیلان کو روکنے کے لیے یہ سفوف استعمال کرائیں:۔

نسخہ سفوف:۔ صدف مرواریدی ڈیڑھ تولے، بنسلوچن، تال مکھانا، الائچی خورد ہر ایک ۶ ماشے، مصری تین تولے۔ سب کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور سات ماشے یہ سفوف روزانہ صبح کو دودھ یا پانی کے ساتھ پھنکائیں۔

اگر سیلان کی وجہ سے رحم میں زخم ہو گئے ہو تو ان کا مناسب علاج کریں۔ برگ نیم پانچ تولے، کمیلہ ۶ ماشے کو پانی میں جوش دے کر چھان لیں اور پانی سے روزانہ رحم کو دھوتے رہیں اور دھونے کے بعد مرہم کافور کا فرزجہ استعمال کریں یا مندرجہ ذیل روغن استعمال کریں:

روغن:۔ روغن حنا آدھ سیر کو آگ پر رکھیں اور اس میں کمیلہ ۵ تولے ڈال کر پانچ منٹ تک جوش دیں اس کے بعد آگ سے نیچے اتار لیں اور مردار سنگ، سفیدہ کاشغری ہر ایک ایک تولہ، کافور ۶ ماشے ڈال کر نیم کی لکڑی کے دستے سے گھوٹیں۔ اس کے بعد استعمال کریں۔

سوزاک کی وجہ سے سیلان کی شکایت ہو تو اس صورت میں کشتہ بیضہ مرغ چار چاول معجون موچرس ۹ ماشے میں ملا کر رات

کو دودھ کے ساتھ کھلائیں۔ صبح کو یہ سفوف بنا کر استعمال کریں۔

نسخہ:۔ سنگ جراحت دو تولے، مائین خورد ایک تولہ، لودھ پٹھانی ۶ ماشے، چنیا گوند ۶ ماشے، مصری دو تولے۔ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور روزانہ صبح کو سات ماشے سفوف دودھ کے ساتھ پھنکائیں۔ علاوہ ازیں یہ سفوف بھی مفید ہے۔

سفوف:۔ دار چینی، گل پتہ، موچرس، سپاری دکھنی، مجیٹھ، کاغذ سوختہ، رال سفید، گوند ڈھاک، میدہ لکڑی، سنگ جراحت ہم وزن لے کر کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور ہموزن شکر سفید ملا کر بقدر ۹ ماشے صبح کو دودھ کے ساتھ پھنکائیں۔

مذکورہ سفوف کے نسخے سیلان کی دوسری قسموں میں بھی فائدہ دیتے ہیں، سوزاکی حالت میں ان کے استعمال کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل پچکاری بھی استعمال کی جائے۔

پچکاری:۔ پھٹکری تین ماشے، کتھہ سفید چار ماشے کو باریک پیس کر تین پاؤ گرم پانی میں گھول کر اندام نہانی کو دھوئیں یا مازو سوختہ اور پھٹکری تین ماشے کو باریک پیس کر گرم پانی میں ملا کر پچکاری کریں۔

سیلان سوزاکی کے علاوہ دوسری حالتوں میں بھی ان پچکاریوں کا استعمال مفید ہے۔

سیلان خصوصاً سیلان جبلی میں اس فرزجہ کا استعمال فائدہ دیتا ہے۔

نسخہ فرزجہ:۔ اقاقیا، گلنار، مازوئے سبز، پھٹکری، مائیں خورد ہر ایک تین ماشے کو باریک پیس کر سفوف بنائیں اور تھوڑی سی صاف روئی پانی میں تر کریں اور یہ سفوف اس پر چھڑک کر اندام نہانی میں رکھیں۔

سیلان کی اکثر حالتوں میں یہ سمیٹ کا نسخہ بھی فائدہ دیتا ہے، لیکن اگر ورم ہو تو پہلے اسے دور کر لینا چاہیے۔ **سمیٹ کا نسخہ** پوست انار، گلنار، ہیرا کسیس، مازوئے سبز، تخم قلی، گج کہنہ، مائین خورد، ہر ایک ۶ ماشے کو باریک پیس چھان کر چھوٹی چھوٹی پوٹلیاں بنا کر دایہ سے اندام نہانی میں رکھوائیں۔ روزانہ رات کو رکھوائیں اور صبح کو نکلوا دیں۔

یہ سفوف سیلان کی اکثر حالتوں میں مفید ہے۔ نسخہ:۔ گل سپاری، گوند ڈھاک ہر ایک چار تولے، اسگند ناگوری، اندر جو شیریں ہر ایک دو تولہ مصری ۸ تولے۔ کوٹ چھان کر کشتہ قلعی، کشتہ مرجان ہر ایک تین ماشے، کشتہ عقیق ۶ ماشے شامل کر کے رکھیں اور روزانہ صبح کو ۳ ماشے دودھ کے ساتھ پھنکائیں۔ **غذا اور پرہیز:۔** سیلان کی مریضہ کو سبز ترکاریاں مثلاً گھیا، لوکی، ٹنڈے، ترئی، چقندر، ساگ پالک، ساگ خرفہ، پلول، اور گیہوں کی چپاتی دیں۔ گوشت خوروں کے لیے بکری کا گوشت سبزیوں کے ساتھ پکا کر دیا جا سکتا ہے۔ مونگ اور ارہر کی دال بھی دے سکتے ہیں۔ تازہ میوے مثلاً سیب، انگور، سنترہ وغیرہ دیں۔ ہر قسم کی ترشی اور زیادہ گرم چیزوں سے پرہیز کرائیں۔

سیلان الرحم کے لیے ہمدرد کا علاج

سیلان الرحم بلاشبہ عورتوں کو تباہ کر دینے والی بیماری ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ صحتِ جسمانی پر بہت برا اثر پڑتا ہے بلکہ غیر معقول علاج اور بے توجہی کی وجہ سے دوسرے خطرناک امراض میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ سیلان کے اسباب کی جو تفصیل پچھلے اوراق میں آپ نے پڑھی ہے ان میں سے خون کی کمی، رحم کی کمزوری، اور عام جسمانی کمزوری وغیرہ زیادہ پائے جانے والے اسباب ہیں۔ سو میں سے پچاسی عورتیں بالخصوص جوان عورتیں اس کا شکار ہیں۔ ہمدرد کی مجلس تشخیص و تجویز نے اس سخت اور مصیبت انگیز مرض کے علاج پر اپنی پوری توجہ صرف کی۔ اور ایک کامیاب اور مکمل علاج دریافت کیا اور یہ علاج سیلان کے لیے تیر بہدف ہے۔ ہمدرد کا علاج یہ ہے:۔

(صبح) مستورین ایک تولہ کو دودھ میں گھول کر پی لیا کریں۔

(رات) معجون مقویٔ رحم ۶ ماشے کی مقدار میں دودھ کے ساتھ کھا لیا کریں۔

(بعد غذا) نمک جالینوس دو دو قرص دونوں وقت کھا لیا کریں۔

سیلان کی اکثر مریض عورتوں میں رحم کی غشائے مخاطی میں ہلکا ورم بھی ہوتا ہے اور ساتھ ہی پیڑو میں درد بھی ہوتا ہے ایسی حالت میں صبح کے وقت مستورین بجائے دودھ کے عرق کو میں گھول کر پی لینی زیادہ مناسب ہے۔

سیلان کا ایک سبب جراثیم سوزاک بھی ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں صبح کو مستورین ایک تولہ اور رات کو صافی ایک تولہ دودھ میں گھول کر پی لینی کافی ہوتی ہے۔ مقامی طور پر صبح و شام نیم کے پتوں کے جوشاندہ سے پچکاری کر لینی چاہیے۔

امدادِ اوّلین

(فرسٹ ایڈ)

اتفاقی حادثے اور اُن کا علاج

دنیا عالمِ حوادث ہے۔ زندگی میں خود ہمیں بھی بارہا غیر متوقع حادثوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ہم دوسروں کو بھی آئے دن اس میں مبتلا ہوتے دیکھتے ہیں۔ شام کا سہانا وقت ہے، ہم دن بھر کی معروفیت سے نجات پاکر سیر و تفریح کے لیے باہر نکلتے ہیں۔ سرد ہوا کے اسی لطیف جھونکے کے آغوش میں جو چند سیکنڈ پہلے ہمارے لیے وجہ نشاط بنا ہوا تھا گرد و غبار کا ایک خانہ بدوش ذرّہ ہمارے خانۂ چشم میں ناخواندہ مہمان کی طرح داخل ہو جاتا ہے۔ کھٹک ہوتی ہے۔ ہم آنکھ ملتے ہیں۔ ذرہ اپنے نئے "گوشۂ عافیت" سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتا۔ تکلیف بڑھتی ہے۔ ہم زیادہ شدت سے اس ناخواندہ مہمان کو باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہیں لیتا۔ سیر ختم ہو جاتی ہے۔ ہم فرحت وانبساط کی جگہ سرخ سوجی ہوئی آنکھ لے کر مکان واپس آتے ہیں اور اس تکلیف سے ساری رات سو بھی نہیں سکتے۔

گھر میں مچھلی پکی ہے۔ بچے خوش ہو کر کھا رہے ہیں۔ اور آپس میں چہلیں کرتے جا رہے ہیں۔ ان کی خوشی سے ہم بھی خوش ہیں۔ دفعتاً ایک بچے کے حلق میں کانٹا اٹکتا ہے اور اسی گھر میں جو ذرا دیر پہلے بچوں کے معصوم قہقہوں سے فردوسِ گوش بنا ہوا تھا، کہرام مچ جاتا ہے۔

ایک دوست کے ہاں دعوت ہے۔ چند بے تکلف احباب جمع ہیں۔ ہاتھ دھلائے جا چکے۔ کھانا آنے والا ہے۔ خوش گپیاں ہو رہی ہیں۔ یکایک زنانخانہ سے دردناک چیخیں بلند ہوتی ہیں۔ میزبان گھبرایا ہوا اندر جاتا ہے اور پھر اضطراب و پریشانی کا مجسمہ بنا ہوا باہر آ کر کہتا ہے کہ باورچی خانہ میں کھانا نکالتے ہوئے بیوی کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔

غرض اسی قسم کے حادثے آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ یورپ اور امریکا کے آزاد ممالک میں امدادِ اوّلین (فرسٹ ایڈ) کے سوال نے قومی اہمیت اختیار کر رکھی ہے۔ وہاں لوگوں کو زمانۂ تعلیم ہی سے بتایا جاتا ہے کہ کسی غیر متوقع حادثہ کے ہو جانے پر اس کا تدارک کس طرح کیا جا سکتا ہے لیکن بدنصیب ہندستان میں جہاں ہر طرف جہالت کا دور دورہ ہے، ہماری لاعلمی سے معمولی حوادث بھی بسا اوقات خطرناک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ چند سال ہوئے جنوبی ہند کے ایک یوروپین مشنری ڈاکٹر نے اپنے عینی مشاہدات کی بنا پر لکھا تھا:۔

> "پچھتر فی صدی سے زیادہ وہ حادثے جن کی نوعیت ابتدا میں بالکل خفیف ہوتی ہے محض اس لیے خطرناک اور مہلک شکل اختیار کر لیتے ہیں کہ ہندستانیوں کی عظیم الشان اکثریت بالکل جاہل ہے اور اسے معلوم نہیں کہ روزمرہ کے ان معمولی حادثوں کا ابتدا ہی میں کس طرح تدارک کیا جا سکتا ہے۔"

ذیل میں اس قسم کے چند حادثات کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

(۱) **حلق میں کوئی چیز پھنس جانا** کبھی کبھی کھانا کھاتے ہوئے لقمہ یا کوئی چیز اس طرح حلق میں پھنس جاتی ہے کہ تنفس میں سخت دشواری محسوس ہوتی ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں گھبرانے کے بجائے سر نیچے جھکا دیں اور انگلی سے اس چیز کو باہر نکالنے کی کوشش کریں جو حلق کے اندر پھنس گئی ہے۔ اگر اس طرح حلق صاف نہ ہو تو ہتھیلیوں اور پیروں کے پنجوں کے بل چل کر زور زور سے کھانسیں۔ پھنسی ہوئی چیز باہر نکل جائے گی۔ بچوں کے حلق میں اگر کوئی چیز اٹک جائے تو اسے نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ بچے کو اپنے زانوؤں پر اس طرح اوندھا لٹائیں کہ سر نیچے کی جانب جھکا رہے اور اس کی پیٹھ پر کسی قدر قوت کے ساتھ تھپکیاں دیں۔

ٹینٹوے (جوزۃ الحلقوم: (Adam's Apple) کو آہستہ آہستہ دبانے سے بھی پھنسی ہوئی چیز باہر نکل جاتی ہے۔

مچھلی کا اگر چھوٹا کانٹا حلق میں اٹک جائے تو نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کوئی سخت چیز مثلاً موٹا بسکٹ یا باسی روٹی کا خشک ٹکڑا معمولی طور پر چبا کر نگلیں۔ اس سخت لقمہ کے ساتھ مچھلی کا کانٹا نیچے اتر جائے گا۔ لیکن اگر کانٹا بہت بڑا اور زیادہ سخت ہو تو اسے حلق سے نیچے اُتارنے کی کوشش بھول کر بھی نہ کرنی چاہیے۔ بہتر یہ ہو کہ کسی معالج سے رجوع کیا جائے تاکہ وہ کانٹے کو آلہ کی مدد سے کھینچ کر باہر نکال دے۔

(۲) آنکھوں میں گرد و غبار آنکھ میں جو گرد و غبار کے ذرّے داخل ہو جاتے ہیں وہ بالعموم ڈھیلے کی سطح پر ہوتے ہیں یا پپوٹوں کے نیچے۔ انھیں نکالنے کے لیے آنکھیں ملنا سخت مضر ہے کیوں کہ اس طرح ذرہ کی رگڑ سے آنکھ کی نازک ساختوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور اس بات کا بھی اندیشہ رہتا ہے کہ ذرہ کہیں ڈھیلے کے نیچے نہ اُتر جائے۔ اس تکلیف کو رفع کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ کاغذ کی پتلی سی بتی بنا کر ناک میں داخل کریں اور دونوں آنکھیں مضبوطی سے بند کر کے زور زور سے چھینکنا شروع کریں۔ گرد و غبار کا ذرہ اگر غشائے مخاطی کو پیوست نہ ہو گیا ہو تو باآسانی نکل جائے گا۔ صاف پانی سے بھرے گلاس میں آنکھ ڈبو کر اسے بار بار پانی کے اندر کھولنا اور بند کرنا بھی اچھا طریقہ ہے۔ اگر پانی نہ مل سکے تو بالائی پپوٹے کو باہر کی جانب کھینچ کر آنکھ سے جدا کریں اور دوسرے ہاتھ کی انگلی سے اوپر سے نیچے کی جانب کسی قدر قوت کے ساتھ سہلائیں۔ ایسی حالت میں بعض اشخاص آنکھ میں پیاز وغیرہ کی طرح ایسی کوئی چیز بھی لگا لیتے ہیں جس سے آنسو بکثرت جاری ہوں اور ان کے ساتھ گرد و غبار کا ذرہ بھی باہر نکل جائے مگر یہ طریقہ مناسب نہیں۔

گر کوئی چیز غشاء مخاطی میں پیوست ہو جائے تو اسے نکالنے کے لیے کسی ایسے آلہ سے مدد لینی چاہیے جو دھار دار نہ ہو۔ جو ذرہ قرنیہ چشم (Cornea) میں چپک جائے اسے نکالنے کے لیے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیوں کہ اس صورت میں اندیشہ ہوتا ہے کہ بے احتیاطی سے کہیں ذرہ نازک نسیجوں میں پیوست نہ ہو جائے۔ اس حالت میں بہتر یہ ہے کہ ہم مجروح آنکھ کو ذرا بھی نہ چھیڑیں اور اسے کسی اچھے سرجن کو دکھائیں۔

(۳) آنکھ میں چونا بعض اوقات آنکھ میں چونا یا کوئی کاسٹک پڑ جانے سے سخت سوزش ہوتی ہے۔ یہ شکایت رفع کرنے کے لیے سادہ پانی سے آنکھ دھونا مناسب نہیں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ صاف پانی میں کسی قدر سرکہ یا لیموں کا رس شامل کر کے آنکھ صاف کریں شکر کا محلول بھی چونے کا اثر زائل کرنے کے لیے مفید ہے۔

(۴) اجسام غریبہ کان میں کان میں کوئی چیز یا کسی کیڑے مکوڑے کے داخل ہو جانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مکھی کان کے اندر گھس کر انڈے دیتی ہے اور جب بچے نکلتے ہیں تو اس کی تکلیف انسان کے لیے ناقابلِ برداشت حد تک پہنچ جاتی ہے۔ عام حالات میں کان کو کنگنے پانی سے پچکاری کے ذریعہ سے دھونا شکایت رفع کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ پانی کان میں کسی قدر قوت کے ساتھ داخل کرنا چاہیے۔ کوئی کیڑا گھس گیا ہو تو مرغی یا کبوتر کے پر یا روئی کی پھریری میں گلیسرین لگا کر کان کے اندر پھیرنا مفید ہے اگر اس طرح کامیابی نہ ہو تو بہت باریک تار یا گھوڑے کے بال کا حلقہ بنا کر کیڑا نکالا جا سکتا ہے۔

(۵) اجسام غریبہ ناک میں اگر ناک میں کوئی چیز داخل ہو جائے تو گھبراہٹ میں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جس سے وہ چیز اور اوپر کی جانب چڑھ جائے۔ اسے نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ منہ اور محفوظ نتھنے کو مضبوطی سے بند کر لیں اور جس نتھنے میں کوئی چیز داخل ہو گئی ہے اس سے پوری قوت کے ساتھ سانس بار بار خارج کریں۔ اس طرح مزمار (Glottis) تشنجی کیفیت کے ساتھ بند ہو جاتا ہے اور سانس کی پوری قوت اس چیز کو خارج کرنے کے لیے وقف ہو جاتی ہے۔ اگر ناک میں کوئی ایسی چیز داخل ہو گئی ہو جو حل ہو جانے والی ہو تو اس کے لیے ناک کو پچکاری کے ذریعہ سے اس طرح دھوئیں کہ محفوظ نتھنے سے پانی اوپر چڑھائیں اور پھر اسے بند کر کے اس نتھنے سے خارج کریں جس میں وہ چیز موجود ہے۔ ناک میں جب کوئی چیز زیادہ اوپر چڑھ جائے اور اسے نکالنے کے لیے کوئی آلہ موجود نہ ہو تو ہیئر پن (وہ پن جو عورتیں اپنے سر کے بالوں کو برابر رکھنے کے لیے استعمال کرتی ہیں) سے موچنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔

(۶) کوئی چیز نگل جانا بعض بچوں کو ہر چیز منہ کے اندر ڈال لینے کی مذموم عادت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ غیر ارادی طور پر بعض اوقات چھوٹی چھوٹی چیزیں نگل جاتے ہیں۔ اگر ایسی کوئی چیز بٹن یا چھوٹی دونی وغیرہ کی طرح گول ہو تو گھبرانے کی ضرورت نہیں اس سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا اور وہ جسم غریبہ کسی قسم کی تکلیف پہنچائے بغیر پاخانہ کے ساتھ خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بچہ پن یا سوئی وغیرہ کوئی نوک دار چیز نگل جائے تو وہ زیادہ مدت میں نسیجوں سے گزرتی ہوئی سطح جسم تک پہنچتی ہے۔ سب سے زیادہ تکلیف اُس چیز کے نگلنے سے

ہوتی ہے جو ناویر کی شکل میں ہو۔ عام حالات میں معدہ کو صاف کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ کچی یا برائے نام اُبلی ہوئی ترکاریاں زیادہ مقدار میں کھائی جائیں۔

(۷) کپڑوں میں آگ لگ جانے کے حادثات اگر خدانخواستہ کپڑوں میں آگ لگ جائے تو گھبرانے کی ضرورت بالکل نہیں ہے۔ اس حادثہ کے رونما ہونے پر اضطرابی حالت میں بھاگنے سے زیادہ نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ رہتا ہے کیوں کہ اس طرح جب کوئی شخص بھاگتا ہے تو ہوا لگنے سے آگ کے شعلے اور بھی بھڑک اُٹھتے ہیں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس شخص کے کپڑوں میں آگ لگ جائے اُسے بھاگنے کا موقع دینے کے بجائے فوراً زمین پر گرا دیں۔ اور اوپر سے دری، قالین، کمبل یا شال ڈال کر اس میں لپیٹ دیں۔ اس طرح آگ جب آکسیجن حاصل کرنے سے محروم ہو جائے تو وہ فوراً بجھ جاتی ہے۔



(۱)

دکمبل، قالین یا دری وغیرہ میں لپیٹنے کا طریقہ ←

اگر جسم کا کوئی حصہ جل جائے تو جب تک طبی امداد حاصل نہ ہو سکے جلے ہوئے حصہ کو بار بار کنکنے پانی سے دھاریں اور اس کی پٹی باندھیں۔ چونے کا پانی اور السی کا تیل برابر مقدار میں ملا کر لگانا بھی مفید ہے۔ ان دونوں طریقوں سے مریض کو جلد سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ جسم زیادہ جل گیا ہو تو نصف اونس وسیلین میں کاربالک ایسڈ کی پانچ بوندیں ملا کر باریک کپڑے پر لگائیں اور جلے ہوئے حصوں پر رکھ دیں۔

(۸) غرقابی نہروں اور دریاؤں میں ڈوبنے کے حادثے بھی ہندوستان جیسے گرم ملک میں بکثرت واقع ہوتے رہتے ہیں اور ان کا شکار زیادہ تر نوعمر لڑکے اور منچلے نوجوان ہوتے ہیں۔ جن بدنصیبوں کی قبر قعر دریا بن جائے ان کا ذکر ہی کیا ہے۔ انسان کے بے کسی و مجبوری کا سب سے زیادہ دردناک وقت وہ ہوتا ہے جب کوئی ایسا شخص جو تیراکی سے تھوڑا بہت واقف ہو، انسانی ہمدردی کے جذبے سے متاثر ہو کر اپنی جان پر کھیلتا اور ڈوبتے ہوئے انسان کو دریا کی متلاطم لہروں سے نکال کر بے ہوشی کی حالت میں کنارے پر لے آتا ہے۔ لیکن وہ اپنی محنت یا قربانی کو اپنی آنکھوں کے سامنے رائگاں ہوتے دیکھتا ہے اور بے ہوش ڈوبنے والے کی جان محض اس وجہ سے نہیں بچائی جا سکتی کہ اس کی حالت زار پر دست افسوس ملنے والے تو بہت سے جمع ہو جاتے ہیں، لیکن کسی کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ مرنے والے کو ہوش میں کس طرح لایا جائے۔

ایسے لوگوں کی جان بچانے کے لیے یہ دو باتیں ضروری ہیں:-

(۱) تنفس کا سلسلہ دوبارہ جاری کرنا۔

(۲) جسم کو گرمی پہنچانا۔

تنفس کے بغیر زندگی قائم نہیں رہ سکتی اور جب جسم کی حرارت عزیزی بہت کم ہو جائے تو اعضاء رئیسہ اپنا فعل انجام نہیں دے سکتے ڈوبنے والے انسان کے پیٹ میں جب پانی زیادہ مقدار میں بھر جاتا ہے تو تنفس رُک جانے سے حرارت پیدا ہونے کا سب سے بڑا ذریعہ منقطع ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب تک اس کے لیے طبی امداد حاصل کی جا سکے، سردی اس کی زندگی کے چراغ کو گل کر دیتی ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ مریض کا سلسلہ تنفس بحال ہو جائے، حصول مقصد کے لیے حسب ذیل طریقے مفید ہیں:-

(۱) مریض کی قمیص یا کوٹ وغیرہ کے بٹن کھول دیں، کمربند بھی ڈھیلا کر دیا جائے اور اسے اوندھا لٹا دیں۔ دوسرا شخص مریض کے جسم کو اپنی دو ٹانگوں کے درمیان کرکے اس کے زانوؤں کے قریب کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ مریض کے پیٹ میں حائل کرکے اس طرح اس کے بے ہوش جسم کو اوپر اُٹھائے کہ پیشانی بدستور زمین پر رہے۔ (تصویر ۲)

(۲)



پانچ چھ سکنڈ تک جسم کو اس طرح معلق رکھ کر معمولی قوت کے ساتھ جھٹکے دیں تاکہ مریض کے منہ اور ناک سے پانی نکلنا شروع ہو جائے۔

(۲) مریض کو منہ کے بل لٹا کر مندرجۂ بالا طریقہ سے کھڑے ہوں اور اس کے شانوں کے پاس کوٹ پکڑ کر یا اگر مریض کا جسم ننگا ہو تو اس کی بغلوں میں انگلیاں ڈال کر سینہ کو زیادہ سے زیادہ حد تک اس طرح اوپر اٹھائیں کہ مریض کی پیشانی بدستور زمین پر لگی رہے۔ (تصویر ۳) تین چار سکنڈ کے بعد


(۳)

اسے پھر زمین پر اس انداز سے لٹائیں کہ اس کی گردن بالکل سیدھی رہے اور مریض کا بازو اس کی پیشانی کے بالکل نیچے کر دیا جائے۔ (تصویر ۳)

دو تین سیکنڈ کے بعد مریض کی پیٹھ کی پسلیوں کو تین چار سکنڈ تک کافی قوت کے ساتھ اندر اور نیچے کی جانب دبائیں۔ پھر فوراً تصویر ۳ کے مطابق اسے دوبارہ شانوں سے اٹھائیں۔ یہ عمل کم از کم ایک گھنٹے تک پوری تیزی کے ساتھ جاری رکھیں۔ اس دوران میں مریض کا سلسلۂ تنفس دوبارہ قائم ہو جائے گا۔

(۳) جب مریض کا سانس جاری ہو جائے تو اُسے اونی کمبل یا لحاف میں لپیٹ کر گرم پانی سے بھری ہوئی بوتلیں یا گرم اینٹیں اس کے پاس رکھ دیں جسم کے ساتھ مریض کا سر بھی لپیٹ دینا چاہیے ورنہ تشنج کے دورے پڑ جانے کا خطرہ رہے گا۔


(۴)

جسم کو گرم کپڑوں یا ہاتھوں سے رگڑنا یا گوشت والے حصوں پر تھپکیاں دینا بھی گرمی پہنچانے کے لیے مفید ہے۔ جب مریض اس قابل ہو جائے کہ کوئی چیز نگل سکے تو اسے گرم چائے یا دودھ پلانا چاہیے ایسے لوگوں کے لیے صاف اور تازہ ہوا کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ ہماری ذرا سی تاخیر بھی مریض کی زندگی اور موت کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ لہٰذا مریض کے جسم سے بھیگے ہوئے کپڑے اتارنے کا انتظار کیے بغیر اس کے سلسلۂ تنفس کو بحال کرنے کی کوشش شروع کر دینی چاہیے۔

جب تک قدرتی سلسلۂ تنفس پوری طرح جاری نہ ہو جائے مریض کو چت نہ لیٹنے دیں۔ اگر اس کی ضرورت ناگزیر ہی ثابت ہو تو کوئی شخص مریض کی زبان مضبوطی سے پکڑ کر باہر کی جانب کھینچے رہے۔ ورنہ زبان کے پیچھے کی جانب گرنے سے ہوا کی نالی کے بند ہو جانے اور مریض کا دم گھٹ جانے کا اندیشہ رہے گا۔ مریض کے پاس تیمارداروں کا ہجوم نہ رہنے دیں اور کسی قدر افاقہ ہو جانے پر اسے محرک چیزیں استعمال کرائیں۔

تنفس جاری کرنے کا امریکی طریقہ

متحدہ ریاست ہائے امریکا کی لائف سیونگ سروس نے تنفس جاری کرنے کے لیے جو طریقہ تجویز کیا ہے وہ یہ ہے:-


(۵)

مریض کو منہ کے بل اس طرح لٹائیں کہ اس کا بازو پیشانی کے نیچے رہے۔ پھر بہت سے کپڑوں کو بنڈل کی طرح لپیٹ کر اس کے پیٹ کے نیچے رکھ دیں۔ اور مریض کی کمر پر گھٹنا رکھ کر کافی قوت کے ساتھ نیچے کی جانب کم از کم تیس چالیس سکنڈ تک دبایا جائے۔ حتیٰ کہ مریض کے منہ سے پانی نکلنے لگے۔ (تصویر ۵) انگشت شہادت میں باریک



کپڑے لپیٹ کر مریض کے حلق کو منہ اور کف وغیرہ سے صاف کریں۔ پھر اسے چت لٹا کر کپڑوں کا اونچا بنڈل اس کی کمر کے نیچے رکھ دیں۔

اس وقت ایک اور شخص ایک ہاتھ سے مریض کی زبان پکڑ کر باہر کی جانب کھینچے رہے، اور دوسرے ہاتھ سے اس کی دونو کلائیاں پکڑ کر بازوؤں کو سر کی جانب کھینچا رکھے۔ پھر وہ شخص جو مریض کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہے مریض کے پیٹ کو اس طرح کافی قوت سے تین چار سکنڈ تک دبائے کہ دونوں انگوٹھے پسلیوں کے نیچے ہوں اور انگلیاں پسلیوں پر (دیکھو تصویر ٦)

سلوسٹر کا طریقہ ڈوبے ہوئے بے ہوش انسان کا تنفس جاری کرنے کے لیے یورو پین ممالک میں ایک اور طریقہ بھی رائج ہے جسے عام طور پر سلوسٹرس میتھڈ (Sylvester's Method) کہتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ مریض کو چت لٹا کر اس کے سر شانے کے نیچے کپڑوں کا چھوٹا سا بنڈل رکھ دیں۔ ایک شخص مریض کی زبان کھینچ کر باہر نکال لے اور اسے اپنی انگلیوں کی مضبوط گرفت میں رکھے۔ دوسرا شخص مریض کے سرہانے بیٹھ جائے اور اس کے بازوؤں کو کہنی کے قریب سے پکڑ کر سر کی جانب زیادہ سے زیادہ کھینچے۔ اس طرح پسلیوں کے ابھرنے سے سلسلۂ تنفس جاری ہو جاتا ہے۔ چند سکنڈ کے بعد مریض کے بازوؤں کو دوبارہ اس کے پہلوؤں پر رکھ دیں اور پسلیوں کو سینہ کی جانب کھینچ کر کسی قدر قوت کے ساتھ دبائیں۔ یہ عمل تیزی سے ایک منٹ میں چودہ پندرہ بار کرنا چاہیے۔ مریض کی بے ہوشی جلد دور ہو جائے گی۔ جن لوگوں کا سانس گلا گھٹنے یا پھانسی وغیرہ سے رک گیا ہو ان کا سلسلۂ تنفس بھی اس طریقہ سے دوبارہ جاری کیا جا سکتا ہے۔

(۹) حرکتِ قلب بند ہو جانا اتفاقی طور پر حرکتِ قلب بند ہو جانے کی حالت میں بھی سلوسٹر کے طریقہ کی آزمائش فائدہ سے خالی نہیں۔ اس کے علاوہ مریض کو چت لٹا کر اس کے قلب پر کسی قدر قوت کے ساتھ تھپکیاں دیں۔ زبان پر انگلی سے ضربات لگانا بھی سانس جاری کرنے کے لیے مفید خیال کیا جاتا ہے۔

اگر مریض کا سانس کلوروفارم یا اسی قسم کی کسی دوسری دوا کے اثر سے رک گیا ہو تو سلوسٹر کا طریقہ اختیار کرتے وقت مریض کو اس طرح چت لٹانا چاہیے کہ اس کا سر نیچے کی جانب جھکا رہے۔

(۱۰) سردی کی شدت سے خون منجمد ہو جانا اگرچہ ہندوستان کے بیشتر حصوں میں موسمِ سرما اس قدر شدید نہیں ہوتا ہے کہ رگوں میں خون جم جائے۔ لیکن پھر بھی ہمارے بہت سے وہ غریب برادرانِ وطن جنھیں ستر پوشی کے لیے چند چیتھڑے بھی میسر نہیں اور جو خانماں برباد ہونے کی وجہ سے دسمبر اور جنوری کی سردی کھلے بازار میں بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، سردی کی شدت سے ٹھٹھر کر رہ جاتے ہیں۔ کشمیر اور بعض دوسرے کوہستانی علاقوں میں تو اس قسم کے حادثات کا مقابلہ بعض اوقات سفید پوش طبقہ کو بھی کرنا پڑتا ہے۔

جو شخص سردی سے ٹھٹھر جائے اسے ایک دم آگ کے پاس یا بہت گرم کمرے میں لے جانا سخت مضر ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے ایسی جگہ لٹائیں جس کا درجۂ حرارت زیادہ نہ ہو اور جن اعضا کا خون سردی کے اثر سے جم گیا ہو انھیں سرد پانی سے چند منٹ تک دھاریں اور ملیں۔ اعضا کے نرم پڑنے پر کمرے کا درجۂ حرارت بتدریج بڑھائیں اور مریض کو کمبل وغیرہ اڑھا کر آگ اس کے پاس رکھ دیں۔ جسم پر ویسلین یا میٹھے تیل کی مالش مفید ہے۔

برف باری کے اثر سے انسان پر غنودگی سی طاری ہوتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کبھی کسی کھلے میدان میں برف باری کا مقابلہ کرنا پڑے تو اس غنودگی کو جو پیغامِ اجل ثابت ہوتی ہے، ہر ممکن کوشش سے روکنا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ برف باری سے بچنے کے لیے کسی درخت وغیرہ کے نیچے بیٹھنے کے بجائے دوڑتے رہیں۔ اگر سرد ہوا کے جھونکے بہت سخت ہوں تو کسی ایسے غار میں پناہ لیں جس کے دہانے پر برف جم رہی ہو۔ برف میں بطورِ خود سردی کو روکنے کی قوت ہوتی ہے اور کوہستانی علاقوں میں برف کے نیچے دب جانے والے لوگوں کی جانبری کے امکانات ایسے لوگوں سے زیادہ ہوتے ہیں جو سرد ہوا کے جھونکوں کا شکار بن جائیں۔

(۱۰) **زہر خورانی** زہر خورانی کے حادثات میں مریض کو سب سے پہلے قے کرانا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے مریض کو گرم پانی کے ایک گلاس میں چمچہ بھر پسی ہوئی رائی یا پھٹکری کا سفوف پلانا مفید ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں بر وقت دست یاب نہ ہو سکیں تو مریض کو چمچہ بھر نمک گرم پانی ملا کر پلائیں سادہ گرم پانی بھی زیادہ مقدار میں پلا دینے سے قے ہو جاتی ہے۔ ایک مشہور ڈاکٹر نے مختلف زہروں کے لیے حسب ذیل عام تریاق تجویز کیا ہے :-

سلفیٹ آف آئرن	دو اونس
کیلسائنڈ (پھونکی ہوئی) میگنیشیا	دو اونس
ہڈی کا دُھلا ہوا کوئلہ	ایک اونس

ایک بوتل میں لوہے کا سولیوشن رکھیں اور دوسرے میں میگنیشا اور کوئلہ۔ بوقت ضرورت انھیں ایک پائنٹ (½ گیلن) پانی میں ملا کر تین سے چھ چائے کے چمچوں تک مریض کو پلائیں۔

علاج مسموم کے مخصوص طریقے حسب ذیل طریقے تقریباً ہر قسم کی سمیت کو دور کرنے کے لیے مفید و مجرب ہیں :-

طریقہ نمبر ۱ گرم پانی کے گلاس میں رائی یا پھٹکری کا سفوف ایک چمچہ (چھوٹا) ملا کر مریض کو پلائیں۔ اس کے بعد کئی بار سادہ گرم پانی پلائیں۔ اس طرح قے ہو جائے گی۔ اگر قے نہ ہو تو اس کے حلق میں انگلی یا پر ڈالیں۔ جب تک یقین نہ ہو جائے کہ زہر معدہ سے خارج ہو چکا ہے قے کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ اگر زہر سوزش پیدا کرنے والا ہو تو قے سے فارغ ہو جانے کے بعد مریض کو دودھ یا انڈے کی سفیدی پلائیے۔

طریقہ نمبر ۲ اگر زہر کی نوعیت قلوی ہو تو مریض کو پانی کے نصف گلاس میں دو یا تین بڑے چمچے سرکہ یا دو تین لیموؤں کا رس ملا کر پلائیں۔ تھوڑی دیر بعد مریض کو روغن زیتون کے تین چار بڑے چمچے پلا دیں۔ اس قسم کے زہروں میں قے کرانے یا مریض کے معدہ کو پچکاری سے صاف کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر امونیا کو سونگھنے سے سمیت پیدا ہوئی ہے تو اس کا بہترین تریاق یہ ہے کہ سرکہ کو خوب گرم کریں اور اس کے بخارات مریض کو سنگھائیں۔ جب تک طبیعت سنبھلے مریض کو صرف دودھ پلائیں۔

طریقہ نمبر ۳ تیزابی زہروں کا اثر زائل کرنے کے لیے مریض کو دودھ یا پانی کے ایک گلاس میں کھانے کا سوڈا ایک چھوٹا چمچہ ملا کر پلا دیں۔ اگر سوڈا بر وقت دست یاب نہ ہو سکے تو اس جگہ نرم صابن، میگنیشیا یا چاک استعمال کریں۔ اس قسم کے زہروں میں بھی مریض کو قے کرانے یا اس کے معدہ کو پچکاری سے صاف کرنے کی ضرورت نہیں۔ مریض کو انڈے کی زردی ملا کر دودھ خوب پلائیں۔

طریقہ نمبر ۴ اگر کسی معدنی زہر کا تدارک مقصود ہو تو مریض کو گرم پانی میں رائی یا پھٹکری کا سفوف پلا کر قے کرائیں۔ اس کے بعد سرد پانی میں انڈے کی سفیدی پھینٹ کر پلائیں۔ انڈا دست یاب نہ ہو سکنے کی صورت میں تھوڑا سا گیہوں کا آٹا کافی ہوتا ہے۔ اس کو پانی میں گھول کر دیے کی طرح مریض کو پلا دیں۔

طریقہ نمبر ۵ مخدر (Narcotic) سمیات کا اثر زائل کرنے کے لیے چارکول اور اگر وہ دستیاب نہ ہو سکے تو لکڑی کے کوئلے کو باریک پیس کر اس کے دو تین بڑے چمچے مریض کو پانی کے ساتھ پلا دیں اور اس کے بعد رائی یا پھٹکری کے سفوف کے ذریعہ سے مریض کو قے کرائیں۔ قے کے بعد پھر مریض کو چارکول یا کوئلہ کے تین چار چمچے ایک گھونٹ پانی کے ساتھ پلا دیں اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ معدہ زہر سے پاک نہ ہو جائے۔ کوئلہ کی خواہ کتنی ہی مقدار مریض کو استعمال کرا دی جائے اس سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا۔ حالت پُرسکون ہونے پر مریض کو امونیا سنگھائیں اور تیز چائے یا کافی پینے کو دیں۔ سونے نہ دیں۔ غنودگی کا اثر زائل کرنے کے لیے اسے ٹہلانا مفید ہے۔

طریقہ نمبر ۶ سنکھیا کے مرکبات کا طریقۂ تدارک یہ ہے کہ مریض کو سب سے پہلے پھٹکری یا رائی کے سفوف کے ذریعہ خوب قے کرائیں اور پھر ٹنکچر آف میوریٹ آف آئرن میں کسی قدر سوڈا یا امونیا ملا کر مریض کو پلا دیں۔ جن گھروں میں سنکھیا خواہ کسی شکل میں رہتی ہے وہاں ٹنکچر آف آئرن کی ایک شیشی غیر متوقع حادثات کے لیے ضرور موجود رہنی چاہیے۔ مریض جب قے سے فارغ ہو جائے تو اسے دودھ میں انڈے کی سفیدی ملا کر بار بار پلائیں۔

طریقہ نمبر ۷ مریض کو قے کرانے کے بعد تیز چائے یا شاہ بلوط کی چھال کا جوشاندہ پلانا اکثر مفید ثابت ہوتا ہے۔

طریقہ نمبر ۸ ہندستانی گھروں میں خاص کر موسم سرما میں کوئلے کے زہریلے اثر سے اکثر حادثات (بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

علم الادویہ

افسنتین

(ایب سن تھی ام : ABSINTHIUM)

نام افسنتین کو عربی میں افسنتین کے علاوہ خترق بھی کہتے ہیں۔ اس کا فارسی نام مرزہ بیان کیا جاتا ہے (لیکن یہ مرزہ نہیں جو تلسی کی قسم کا ایک پودا ہے اور جس کو عام طور پر گھروں میں لگاتے ہیں اور بعض لوگ اس کے پتوں کی چٹنی بنا کر کھاتے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ یہ مرزہ یا دونا مروہ افسنتین کی قسم سے ہو) یونانی زبان میں اس کا نام آفن سیون اور رومی میں اب سن تیون ہے۔ ڈاکٹری میں اس کو لاطینی نام ایب سن تھی ام (Absintbium) سے موسوم کیا جاتا ہے، اور اس کا نباتی اصطلاحی نام "آرٹی مے شیا ایب سن ام" ہے۔ اور انگریزی میں اسے ورم وڈ (Worm Wood) کہا جاتا ہے۔



افسنتین کبیر (آرٹی مے شیا ایب سن تھی ام) کا پودا۔

مخزن الادویہ ڈاکٹری میں اس کا ہندی نام ناگ دون اور ناگ دمن لکھا ہے۔ اور سنسکرت نام ناگدمنی اور ناگ پشپی بتائے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ ناگدون اور افسنتین الگ الگ چیزیں ہیں بعض مصنفین نے اس کا سنسکرت نام گرندھی پرنی اور بعض نے اندھنا لکھا ہے۔

وجہ تسمیہ "افسنتین" یونانی نام "آفن سیون" یا رومی نام "اب سن تیون" سے معرب کیا گیا ہے اور ان ہی سے موجودہ لاطینی نام "ایب سن تھی ام" بنا لیا گیا ہے۔ "آفن سیون" یا "اب سن تیون" کے معنی دوائے تلخ کے ہیں۔ شمس الاطباء کی تحقیق کے مطابق "آفن سیون" مرکب ہو دو کلمات سے، ایک "آ" جو کلمۂ نفی ہے، دوسرے "فن سیون" جس کے معنی شیرینی کے ہیں۔ چوں کہ یہ دوا شیریں نہیں ہوتی بلکہ تلخ ہوتی ہے اس لیے اس نام سے موسوم کر دی گئی ہے۔

افسنتین کا انگریزی نام ورم وڈ "ورم" اور "وڈ" دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ورم کے معنی ہیں کرم (کیڑا) اور "وڈ" کے معنی لکڑی، چوں کہ یہ دوا کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔ لہٰذا وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔

اقسام علم الادویہ کی کتابوں میں افسنتین کی پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں:-

---

بقیہ مضمون ص ۲۴ رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے تو مریض کے سر پر سرد پانی ڈالیں اور ریڑھ پر ایک بار گرم پانی کی پٹی رکھیں اور دوسری بار بہت سرد پانی کی۔ سانس رک گیا ہو تو اسے جاری کرنے کے لیے وہ طریقے اختیار کریں جن کا بیان اوپر کیا گیا ہے۔ سلسلۂ تنفس جاری کرنے کی کوشش میں مریض کا سر نیچا رکھیں۔

طریقہ ۹ نکوٹین یا زیادہ تمباکو نوشی سے جو سمیت پیدا ہوتی ہے اسے زائل کرنے کے لیے مریض کو پہلے طریقہ ۱ کے مطابق قے کرائیں اور فوراً ٹھنڈے پانی میں باریک کپڑا تر کر کے اس کے سر پر رکھ دیں۔ اس کے بعد مریض کو کمبل وغیرہ اڑھا کر اس کے پاس گرم پانی کی بوتلیں رکھ دیں۔ قلب کو فلالین کے ٹکڑے سے کسی قدر سینکنا مفید ہے۔ مریض کو گرم دودھ کافی مقدار میں پلائیں۔

(۱) افسنتین رومی (۲) افسنتین خراسانی ۔ (۳) افسنتین نبطی (۴) افسنتین سوسی (۵) افسنتین طرطوسی ۔ بعض نے رومی اور نبطی کی جگہ افسنتین مشرقی اور افسنتین بکامی بھی لکھی ہیں ۔ بکام ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں یہ پیدا ہوتی ہے ۔ افسنتین نبطی خوشبودار ہوتی ہے ۔ افسنتین کی ایک قسم ایسی بھی بیان کی جاتی ہے جس کے پتے گاجر کے پتوں سے مشابہ اور سفید رنگ کے ہوتے ہیں اور پھول زرد رنگ کا لگتا ہے ۔ اہل مصر اس کو دسیسہ کہتے ہیں ۔

لیکن جدید محققین نباتات میں سے بعض نے اس کی تین قسمیں بتائی ہیں اور بعض نے مندرجہ ذیل قسمیں لکھی ہیں ۔

(۱) افسنتین کبیر جس کو نباتی اصطلاح میں "آرٹی مے شیا ایب سن تھی یم" اور انگریزی میں "ورم وڈ" کہتے ہیں ۔

(۲) افسنتین صغیر اسی کو افسنتین رومی کہتے ہیں، اور یہی افسنتین نبطی کہلاتی ہے ۔ اس کا نباتی اصطلاحی نام "آرٹی مے شیا سیلور سیانا" اور آرٹی مے شیا پون ٹیکا ہے ۔

افسنتین رومی کو تمام قسموں سے بہترین افسنتین سمجھا جاتا ہے ۔ افسنتین کبیر اور افسنتین رومی کے پودوں میں خردی اور بزرگی کے لحاظ سے ضرور فرق ہے، لیکن افعال و خواص کے لحاظ سے یہ دونوں قسمیں تقریباً یکساں ہیں ۔ اور درحقیقت انھیں دونوں کا ذکر ہمارا مقصود ہے ۔

(۳) افسنتین خراسانی ۔ اسی کو افسنتین بحری بھی کہتے ہیں، اور یہی شیح خراسانی یا درمنہ ترکی کے نام سے مشہور ہے اور اسی کا نباتی اصطلاحی نام "آرٹی مے شیا میری ٹی ما" ہے، اور اسی کا جوہر "سینٹونین" کہلاتا ہے، جو کرم شکم کو ہلاک کرنے والی مشہور دوا ہے ۔

شیخ ابو علی سینا، قانون میں لکھتے ہیں کہ افسنتین "شیح" کی قسم سے ہے ۔ اسی لیے بعض اطبا اس کو "شیح رومی" کہتے ہیں اور بعض "کشوثائے رومی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔

(۴) افسنتین کوہی ۔ یہ "برنجاسف" کے نام سے مشہور ہے اور اس کا نباتی اصطلاحی نام "آرٹی مے شیا ولگے رس" ہے ۔

علم الادویہ کی بعض قدیم طبی کتابوں میں بھی افسنتین کو برنجاسف کوہی لکھا ہے ۔

(۵) افسنتین ہندی ۔ اس کا نباتی اصطلاحی نام "آرٹی مے شیا انڈکا" ہے ۔

(۶) افسنتین کی ایک قسم "قیصوم" کے نام سے مشہور ہے ۔ اور اس کا نباتی اصطلاحی نام آرٹی مے شیا سکوپے ریا ہے ۔ بعض محققین نباتات کا بیان ہے کہ اس قسم کی افسنتین پنجاب، سندھ اور کشمیر میں پیدا ہوتی ہے اور پنجاب میں اس کو "چوڑی سروچ" کہتے ہیں ۔

اس جگہ یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ برنجاسف جس کو عربی میں "سوطیا" فارسی میں "بوئے مادراں" کہتے ہیں اور جس کا یونانی نام ارطاماسیا یا ارطیماسیا ہے اگرچہ اس کو ہماری طبی کتابوں میں قیصوم کی ایک قسم بیان کیا گیا ہے، بلکہ بعض نے برنجاسف اور قیصوم کو ایک ہی چیز سمجھا ہے لیکن تحقیق ہے کہ برنجاسف اور قیصوم دونوں الگ الگ چیزیں ہیں ۔ اگرچہ افسنتین کی جنس سے ہیں ۔

علم نباتات کے جدید محققین نے یونانی نام ارطاماسیا کو اسم جنس قرار دے کر اس کی مذکورہ بالا قسموں کے نام لکھے ہیں "آرٹی می سیا" ارطاماسیا سے بنا گیا ہے ۔

مقامِ پیدائش افسنتین یورپ کے کوہستانی علاقوں کے علاوہ افریقہ، مصر، ایشیا، روس، سائبیریا، منگولیا، خراسان اور ہندستان میں پیدا ہوتی ہے ۔ ہندستان میں اس کی بعض قسموں کا مقام پیدائش کشمیر، پنجاب اور سندھ ہے ۔

تاریخ ویدصاحبان اس دوا سے واقف نہ تھے ۔ اسی لیے آیورویدک علم الادویہ کی کتابیں اس کے بیان سے خالی ہیں ۔ جن جدید مؤلفین نے اس کے سنسکرت اور ہندستان کی دوسری زبانوں کے نام لکھے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں ۔ حتیٰ کہ مخزن اور محیط اعظم وغیرہ میں مجتری اور شتاوہ اس کے ہندی نام لکھے ہیں ۔ تحقیق کرنے پر ان کا بھی پتہ نہیں چلتا ۔

قدیم اطبا یونان اس دوا سے پانچویں چھٹی صدی مسیحی میں واقف ہوئے اور اس کو استعمال کرنا شروع کیا ۔ ڈاکٹر صاحبان کو اس دوا کا علم کب ہوا؟ اگرچہ اس کا صحیح جواب نہیں دیا جا سکتا ۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ہاں یہ دوا عرصہ دراز سے مستعمل ہے ۔

اس وقت یورپ کے کئی ملکوں میں اس کے مرکبات استعمال کیے جاتے ہیں ۔ دواؤں میں استعمال کرنے کے علاوہ اس سے ایک خاص قسم کی شراب بھی تیار کی جاتی ہے جس کو ایب سن تھی (Absinthe) کہتے ہیں اور جو بطور محرک دماغ فرانس میں استعمال ہوتی ہے ۔

ماہیت وصفاتِ نباتی افسنتین ایک بوٹی ہے جس کا پودا نہ زیادہ بلند ہوتا ہے اور نہ زمین پر بچھا ہوا ہوتا ہے ۔ اس کا تنا بلند اور سیدھا ہوتا ہے اور اس پر سفید سفید رُواں لگا ہوتا ہے ۔ تنے سے متعدد شاخیں نکل کر ادھر ادھر پھیلتی ہیں اور وہ پتوں سے بھری

ہوئی ہوتی ہیں۔ پتے صعتر کے پتوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور ان کے دونوں طرف سفید روآں لگا ہوتا ہے اور اس روئیں کی وجہ سے یہ تمام پودا نقرئی نظر آتا ہے۔ اس کا پھول بابونہ کے پھول کی طرح لیکن اس سے کسی قدر چھوٹا ہوتا ہے اور اس کا رنگ اوپر سے سفید اور اندر کو زرد ہوتا ہے۔ پھول کے بیچ میں چھوٹی سی گھنڈی ہوتی ہے جس میں ننھے ننھے بیج بھرے ہوتے ہیں، اور جو تخم اسپند سے مشابہ ہوتے ہیں۔

افسنتین کی بو نہایت تیز اور نامرغوب ہوتی ہے اور مزا بے حد تلخ ہوتا ہے۔

حصص مستعملہ اگرچہ اس بوٹی کے تمام اجزا دوا استعمال کیے جاتے ہیں، لیکن زیادہ تر شاخیں اور پتے مستعمل ہیں۔ علاوہ ازیں تازہ افسنتین کو کچل کر اس کا پانی نچوڑ کر خشک کر لیتے ہیں، یہ عصارہ افسنتین کہلاتا ہے، اور یہ اس کے دوسرے اجزا کے مقابلے میں گرم اور قوی سمجھا جاتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ جدید کیمیائی طریقہ پر تجزیہ کرنے سے افسنتین میں تقریباً ڈیڑھ فی صدی ایک لطیف اڑنے والا روغن پایا جاتا ہے، جو منجمد ہونے پر ایب سنتھول (Absinthol) کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک تلخ دار جوہر ایب سن تھین (Absinthin) بھی ملتا ہے اور نصف فی صدی ایک تلخ رال اور ۵ فی صدی سبز رال ہوتی ہے۔

طبیعت شیخ کے نزدیک افسنتین پہلے درجے میں گرم اور تیسرے درجے میں خشک ہے لیکن بعض دوسرے درجہ کے اول میں گرم اور اسی درجہ کے آخر میں خشک بیان کرتے ہیں۔ اور اسی کو صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔ بیجوں اور پھولوں کو پتوں اور شاخوں کے مقابلہ میں زیادہ گرم اور قوی سمجھا جاتا ہے۔

افعال و خواص افسنتین مقوی و محرک دماغ، مقوی معدہ، قاتل دیدان شکم، دافع بخار اور مدر حیض ہے اور یہ اس کے وہ افعال و خواص ہیں جو طب قدیم کے علاوہ طب جدید (ڈاکٹری) میں بھی مسلم ہیں۔ ان کے علاوہ یہ ورموں کو تحلیل کرتی ہے اور صلابتوں کو نرم کرتی ہے۔

اس کا جوشاندہ پینے سے دماغی ریاح تحلیل ہو جاتے ہیں اور ان ریاح کی وجہ سے جو دردسر اور گرانی لاحق ہو وہ دور ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں صرف جوشاندہ یا اس میں شہد ملا کر پینے سے لقوہ، فالج، استرخا، رعشہ، صرع، سکتہ اور کابوس میں فائدہ پہنچتا ہے اور سکتہ کے مریض کے حلق میں عصارۂ افسنتین ٹپکانا اور ناک میں قطور کرنا مفید ہے۔

صدر و دوار اگر بلغم و صفرا سے لاحق ہوں تو اس کے جوشاندے میں ایلوا ملا کر پلانے سے فائدہ ہوتا ہے اور افتیمون کے ساتھ اس کا جوشاندہ دینے سے مالیخولیا میں نفع پہنچتا ہے۔ اور اگر مالیخولیا مراق کی شرکت سے ہو اور مراق میں نفخ پیدا کرنے والے سرد ریاح جمع ہوں تو اس صورت میں بھی مذکورہ بالا طریقہ سے جوشاندہ پلانے سے فائدہ ہوتا ہے خصوصاً جب کہ مراق میں ورم اور سوزش نہ ہو۔ اگر زیادہ جسم کی زیادتی سے اعصاب میں تھکن اور سستی ہو تو روغن افسنتین کی مالش سے دور ہو جاتی ہے۔

اس کا جوشاندہ پینے سے معدہ کو تقویت ہوتی ہے اور زائل شدہ بھوک لوٹ آتی ہے۔ مازریون کے ساتھ اس کا جوشاندہ پلانے سے معدہ کا درد دور ہو جاتا ہے اور اندرونی اعضا کی صلابتیں اور نفخ و ریاح دور ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اندرونی اعضاء کے اورام و صلابتوں کو تحلیل کرنے کے لیے بطور ضماد استعمال کیا جاتا ہے۔ ورم جگر اور ورم طحال میں خصوصیت کے ساتھ اندرونی و بیرونی طور پر مستعمل ہے۔

افسنتین پیٹ کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے اور اس غرض کے لیے مختلف مرکبات کی صورت میں استعمال کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ ناک اور کان کے کیڑوں کے لیے بھی مہلک ہے چنانچہ اگر ناک میں کیڑے پیدا ہو جائیں تو افسنتین کو شیح ارمنی کے ساتھ جوش دے کر چھان لیں اور اس میں تھوڑا سا ایارج فیقرا حل کر کے ناک میں ٹپکائیں۔ کیڑے ہلاک ہو جائیں گے اور ان کی وجہ سے دردسر وغیرہ کی جو اذیتیں ہوں گی وہ بھی دور ہو جائیں گی۔

اسی طرح اگر کان میں کیڑے پیدا ہو جائیں، اور ان کی وجہ سے مریض درد کی اذیت میں مبتلا ہو یا کان سے پیپ یا رطوبت بہتی ہو یا ریاح کی وجہ سے کان میں درد کی شکایت ہو تو اس کے جوشاندہ کے ٹپکانے سے کیڑے مر جاتے ہیں، ریاح تحلیل ہو جاتے ہیں اور کان کے زخم کی اصلاح ہو کر اس سے پیپ اور رطوبت کا بہنا موقوف ہو جاتا ہے۔ مقعد میں حمول کرنے سے چرنے (چنونے) ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے کیڑوں کے لیے بھی افسنتین مہلک ہے۔ چنانچہ اگر اس کو اونی کپڑوں میں رکھ دیا جائے تو ان کو کیڑا نہیں لگتا اور یہ پسوؤں کو بھی ہلاک کر دیتی ہے۔

۔ پرانے بخار جن کا سبب فسادِ جگر ہو افسنتین کے استعمال سے دور ہو جاتے ہیں۔

اگر چہرے اور ہاتھ پاؤں پر تہبیج ہو یا کسی دوسرے عضو میں ورم ہو تو اس کے ضماد سے فائدہ پہنچتا ہے۔ استسقاء اور دمعاصل اور سوء القنیہ کی ابتدا میں بھی اس کے استعمال سے نفع ہوتا ہے۔ اندرونی طور پر استعمال کرنے سے بھی ہاتھ پاؤں اور چہرے کا تہبیج دُور ہو جاتا ہے۔

حکیم علی گیلانی کا قول ہے کہ افسنتین کا لیپ اندرونی ورموں کے لیے خصوصیت رکھتا ہے اور اس کا اندرونی استعمال ظاہر ورموں کو خصوصیت سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اندرونی اعضا کے ورموں کو تحلیل کرنے کے لیے اس کا جوشاندہ یا خیساندہ تھوڑی مقدار میں پلائیں، البتہ اعضاء بعیدہ مثلاً گردوں اور مثانہ وغیرہ کے ورموں کو تحلیل کرنے کے لیے اس کو سفوف کی شکل میں استعمال کرنا مفید ہے۔

ادرارِ حیض کے لیے افسنتین کو مدرِ حیض دواؤں کے ساتھ استعمال کرایا جاتا ہے، نیز شہد ملا کر بطور فرزجہ اندامِ نہانی میں رکھا جاتا ہے۔ عصارۂ افسنتین، افسنتین کے پتوں، شاخوں وغیرہ کے مقابلہ میں زیادہ گرم اور قوی ہے۔ افسنتین کے جو فوائد اور اثرات بتائے گئے ہیں، عصارۂ افسنتین ان فوائد و اثرات میں زیادہ قوی العمل ہے۔ لیکن بعض اطباء کا یہ بھی قول ہے کہ افسنتین کے تمام اجزا معدہ کے لیے نہایت مفید اور مناسب ہیں، اور اس کو قوت دیتے ہیں۔ لیکن عصارۂ افسنتین معدہ کو کمزور کرتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو قوتِ قبض افسنتین کے اجزاء (پتوں اور شاخوں) میں پائی جاتی ہے وہ عصارۂ افسنتین میں قائم نہیں رہتی۔

شیخ رح کا قول ہے کہ عصارۂ افسنتین ہر قسم کے پرانے بخاروں کو دور کرتا ہے۔ معدہ کے صفراوی اخلاط کو نکالتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے، سوء القنیہ اور استسقاء کی ابتدا میں فائدہ پہنچاتا ہے یرقان کو دفع کرتا ہے فسادِ مزاج کی اصلاح کرتا ہے۔ اس کے پلانے اور لگانے سے چہرے کا تہبیج، تلی کا ورم، داء الثعلب اور داء الحیۃ دور ہو جاتے ہیں۔"

مقدار خوراک جوشاندہ اور خیساندہ کی صورت میں تین ماشے سے ۷ ماشے تک۔

افسنتین کے مرکبات

نسخہ افسنتین دریدہ دردِ جگر اور ورمِ جگر کے لیے مفید ہے۔ بڑھے ہوئے جگر کو اصل حالت پر لاتا ہے۔ دوسرے اندرونی اعضا کے ورموں کو تحلیل کرتا ہے۔ پرانے بخاروں کو جو جگر اور طحال کے فساد سے آتے ہیں، دور کرتا ہے۔ اطباءِ دِلی کا معمول مطب ہے۔

افسنتین رومی ۶ ماشے نوشادر چار رتی، دونوں کو پانی میں پیس کر آگ پر رکھیں۔ جب پھٹ جائے تو آگ سے نیچے اتار لیں اور چھان کر پلائیں۔

حب افسنتین پیٹ کے ہر قسم کے کیڑوں کو مار کر نکالتی ہے۔ نسخہ:- افسنتین رومی، کمیلہ، بابڑنگ، پلاس پاپڑا ہر ایک ایک تولہ کو کوٹ چھان کر آبِ برگ شفتالو سبز میں گوندھ کر جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں۔ مقدار خوراک ایک ایک گولی صبح و شام۔

ضمادِ افسنتین سوء القنیہ اور ہاتھ پاؤں کے تہبیج کو دور کرنے کے لیے مستعمل ہے۔ نسخہ:- افسنتین، افتیمون ہر ایک ۶ ماشے کو کوسبز کے پانی میں پیس کر نیم گرم ضماد کریں۔

شربت افسنتین ۔ مرگی اور مالیخولیائے مراقی میں مفید ہے۔ اگر معدہ سردی کی وجہ سے ضعیف ہو یا مرض سوء القنیہ لاحق ہو تو ان شکایتوں کو دور کرتا ہے۔ نسخہ:- افسنتین دو تولے گیارہ ماشے، گلِ سرخ ۵ تولے ۱۰ ماشے، تربد سفید (نسوت)، غاریقون ہر ایک ایک تولہ دو ماشے، بالچھڑ سات ماشے۔ تمام دواؤں کو دو سیر پانی میں رات کو بھگو رکھیں۔ صبح کو جوش دیں، یہاں تک کہ پانی تہائی رہ جائے۔ اس کے بعد چھان لیں اور ۳۵ تولے شکر سفید ملا کر شربت کا قوام بنائیں اور دو تولے سے چار تولے تک عرق بادیان اور عرق کو میں ملا کر پلائیں۔

(۲) افسنتین رومی ایک تولہ ساڑھے پانچ ماشے۔ تربد سفید ۲ تولے گیارہ ماشے، گلِ سرخ ۵ تولے ۱ ماشے۔ سب کو دو سیر پانی میں جوش دے کر چھان لیں اور ایک سیر قند ملا کر شربت کا قوام بنائیں اور دو تولے سے چار تولے تک عرق افسنتین یا عرق بادیان دس تولے میں ملا کر پییں۔ معدہ کو فاسد اخلاط سے پاک کرتا ہے۔

(۳) معدے کے ضعف اور جگر اور تلی کی سردی کے لیے مفید ہے قبض کو دور کرتا ہے، اور آنتوں کے ریاح کو زائل کرتا ہے نسخہ:- افسنتین چودہ تولے، ۶ ماشے، ریخ ۵ تولے دس ماشے، کرفس پونے نو تولے۔ سب کو دو سیر پانی میں جوش دیں اور جب نصف رہ جائے

(تو) ایک سیر قند سفید ملا کر شربت کا قوام بنائیں۔ اس کی بھی مقدار خوراک دو تولے سے چار تولے تک ہے۔

(۴) یہ نسخہ شیخ کی تالیفات سے ہے اور شربت افسنتین کے تمام نسخوں سے بہتر ہے۔ تجربہ میں آچکا ہے۔ معدے کو قوت دیتا ہے اور بھوک خوب لگاتا ہے۔ نسخہ:۔ افسنتین رومی انتیس تولے دو ماشے کو تین سیر پانی میں پکائیں۔ یہاں تک کہ پانی چوتھائی رہ جائے۔ اس کے بعد مل کر چھان لیں اور پھر بقدر ضرورت لے کر کپڑے میں لپیٹ کر بھوبل میں دبائیں۔ پختہ ہوجانے پر نکال کر اس کا پانی نچوڑ لیں۔ اب مذکورہ بالا جوشاندہ افسنتین ۶ حصے، شراب تین حصے، بہی کا نچوڑا ہوا پانی دو حصے، شہد ڈیڑھ حصے۔ سب کو باہم ملا کر پکائیں۔ یہاں تک کہ شربت کا قوام بن جائے۔ مقدار خوراک دو تین تولے۔

شراب افسنتین ضعف معدہ، سوء مزاج جگر دطحال اور قبض کے لیے مفید ہے۔ جالینوس کے مجربات میں سے ہے۔

نسخہ:۔ افسنتین رومی دو تولے مصطگی رومی ۱½ تولے، قسط شیریں ۱½ تولے، اذخر کی، تیزپات، گل سرخ بالچھڑ، صبر، غاریقون سفید ہر ایک، ماشے، زعفران ۳ ماشے، شراب کہنہ ڈھائی سیر، شہد خالص تین پاؤ۔ دواؤں کو کوٹ کر ایک کتان کے کپڑے میں اور شراب و شہد خالص کو ایک چینی کے مرتبان میں ڈال کر اس میں دواؤں کی پوٹلی داخل کر کے سردیوں میں تین ہفتے اور گرمیوں میں ایک ہفتہ دھوپ میں رکھیں روزانہ دواؤں کی پوٹلی کو ہاتھ سے مل کر نچوڑتے رہیں۔ اس مدت کے بعد دوا کو چھان کر بوتلوں میں بھر کر رکھیں۔ مقدار خوراک دو تین تولے

معجون افسنتین افسنتین دو تولے نصف ماشہ، تج دو تولے گیارہ ماشے، انیسون، تخم کرفس ہر ایک ایک تولہ ساڑھے پانچ ماشے افیون، جند بید ستر ہر ایک، ماشے، شہد خالص دو چند۔ بدستور معجون بنائیں۔ مقدار خوراک ایک ماشہ۔ معدہ کے درد اور وجع الفواد کے لیے یہ معجون مفید ہے۔

روغن افسنتین معدہ، جگر اور تمام اعضا کو قوت دیتا ہے۔ خواہ کھایا جائے اور خواہ لگایا جائے۔ نسخہ:۔ افسنتین دس تولے کو آدھ سیر روغن زیتون یا روغن اخروٹ یا روغن بادام تلخ یا روغن خستہ زردآلو تلخ کے ساتھ بوتل میں ڈال کر چالیس دن تک دھوپ میں رکھ چھوڑیں۔ اس کے بعد چھان کر کام میں لائیں۔

قرص افسنتین معدہ اور جگر کی سردی اور ان کے ایسے درد کو مفید ہے جو سردی سے لاحق ہو۔ علاوہ ازیں جگر اور تلی کے سدوں کو کھولتا ہے۔ پیشاب کے مشکل سے آنے، استسقا اور بلغمی بخاروں میں مفید ہے۔ نسخہ:۔ افسنتین، تخم کرفس، تگر، مغز بادام تلخ، برابر وزن لیں اور کوٹ چھان کر پانی میں گوندھ کر قرص بنائیں اور سائے میں خشک کر کے کام میں لائیں۔ مقدار خوراک ۳ چار ماشے قرص پانی یا عرق بادیان کے ساتھ کھائیں۔

دوائے افسنتین بچوں کے کدو دانوں اور کیچوؤں کے لیے مفید ہے۔ افسنتین ایک تولہ، شفتالو کے پتے تین تولے، گلرے کا پتہ ایک عدد۔ سب کو باہم پیس کر ناف کے اردگرد لگائیں۔

عرق افسنتین ورم جگر کے لیے مفید ہے۔ جگر کے سدوں کو کھولتا ہے اور پرانے بخار کو دور کرتا ہے۔ نسخہ افسنتین پاؤ سیر کو پانچ سیر پانی میں رات کے وقت بھگو رکھیں۔ صبح کو دو تین سیر عرق کشید کریں۔ ------ ۶ تولے عرق میں شربت کثوث یا شربت دینار دو تولے ملا کر پلائیں۔

مطبوخ افسنتین (جوشاندہ افسنتین) صفرا اور بلغم سے مرکب بخار میں منضج دینے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ معدہ کو فاسد اخلاط سے پاک صاف کرتا اور بخار کو دور کرتا ہے۔ نسخہ:۔ افسنتین ڈیڑھ تولے، تربد سفید مجوف خراشیدہ (تربد اوپر سے چھیل کر اندرونی لکڑی نکالا ہوا) سات ماشے، گل سرخ ساڑھے چار تولے۔ سب کو تین سیر پانی میں پکائیں، یہاں تک کہ ایک سیر رہ جائے۔ اس کے بعد چھان کر بوتل میں بھر کر رکھیں۔

مقدار خوراک و ترکیب استعمال:۔ روزانہ صبح کو بارہ تولے مطبوخ میں شکر سفید یا شربت وردمکرر دو تولے ملا کر پلائیں۔

ڈاکٹری مرکبات

ڈاکٹری میں زیادہ تر افسنتین کا ٹنکچر (صبغہ) مستعمل ہے، جو افسنتین ایک حصہ کو الکحل (۶۰ فی صدی) ۱ حصہ میں بھگو کر بنایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا ایکسٹریکٹ (رُب) بھی تیار کرتے ہیں۔ نیز گولیاں وغیرہ بنا کر بھی استعمال کرتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

افسانہ

ہسٹیریا کی مریضہ

ہر جمعرات کو صبح دس بجے سے گیارہ بجے تک میں پروفیسر مُراد کے طبی لیکچروں میں جایا کرتا تھا جو اُنھوں نے طبی یونیورسٹی کے ایما پر عورتوں کے دماغی اور عصبی امراض پر دینے شروع کیے تھے۔

ہر چند کہ میں خود کوئی طبیب نہیں ہوں، لیکن جس شخص کو دماغی اور عصبی بیماریوں اور ان کے معالجے سے دل چسپی ہے وہ پروفیسر مُراد کے لیکچروں سے لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ پروفیسر مراد ہندستانی اور انگریزی طب کے ماہر تھے اور بیرونی ممالک میں رہ کر عصبی امراض کا اُنھوں نے تحقیقی مطالعہ کیا تھا اور اب طبی یونیورسٹی نے طلبا اور طالبات کے افادہ کے لیے ان کے دماغی علمی اور طبی تجربہ کو لیکچروں کے اس سلسلے سے عام کر دیا تھا۔

طبی یونی ورسٹی کے اسپتال کی عمارت میں یہ لیکچر دیے جاتے تھے۔ ہر سبق کو سمجھانے اور وضاحت کی خاطر ہر "کیس" کی ایک مکمل تاریخ طلبا اور شائقین کو بتائی اور سمجھائی جاتی تھی۔ طلبہ سے کسی چیز کو پوشیدہ نہیں رکھا جاتا تھا اور جس "کیس" کی جو بھی بالکل صحیح تاریخ ہوتی تھی وہ سنا دی جاتی تھی۔ لیکچر روم ایک قسم کا اچھا خاصا تھیٹر تھا، جہاں اُونچی اونچی نشستوں کا انتظام تھا اور ہر شخص پروفیسر صاحب کی حرکات و سکنات، مریض یا مریضہ اور وہاں ہونے والے تجربہ کو بخوبی اپنی آنکھ سے دیکھ کر سمجھ سکتا تھا۔

جس خاص روز کا میں ذکر کر رہا ہوں اس روز پروفیسر مراد نے ہم لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:-

"حضرات، آج ہمارے سامنے جو کیس یونی ورسٹی کے حکام و منتظمین کی عنایت سے لایا گیا ہے وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ذرا عجیب و غریب ہے، گو بالکل اچھوتا تو نہیں ہے۔ اس وقت آپ کے سامنے ایک نوجوان لڑکی لائی جائے گی جو ہسٹیریا کی مریضہ سمجھی گئی ہے۔ اس کا نام مس بلا ہے۔ یہ ایک عرصہ تک طالبۂ علم رہی اب علیل ہے اور اس کی تعلیم کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ اس کی عمر ۱۸ سال کے لگ بھگ ہے۔

"بچپن ہی سے اس کے دماغ میں کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور رہی ہے۔ ہسٹیریا کے رجحانات اس میں ابتدا ہی سے پائے جاتے تھے۔ اسی لیے اس کے مزاج میں غیر معتدل کیفیت کا جزو غالب رہا۔ اس کے باپ کی عادات بھی ناگفتہ بہ تھیں۔ اسکی بہن مرگی کی مریضہ تھی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مریضہ کے خاندان کو دماغی امراض سے کیسا تعلق رہا ہے اور اگر وہ خود بھی ہسٹیریا کی مریضہ ہے تو چنداں تعجب کی بات نہیں۔ اب میں آپ کو خود اس کے منھ سے اس کی دل چسپ کہانی سنواؤں گا۔ اس سے آپ حضرات کو یہ اندازہ ہوگا کہ

(بقیہ ص ۲۹)

(۱) مکسچر: ضعف معدہ کے لیے مفید ہے۔

نسخہ:- الیکسٹرکیٹ ایب سن تھیائی (لیکوئیڈم) چار ڈرام، ٹنکچر آرن شیائی دو ڈرام، ایکوا مینتھی پپ چار ڈرام۔ تینوں کو ملا کر مکسچر اور دو دو ڈرام یہ مکسچر دن میں تین بار دیں۔

(۲) پلز (گولیاں) عام جسمانی کمزوری اور دیدان شکم کو دور کرتی ہیں۔

نسخہ:- فیرائی ری ڈیکٹائی ۶۰ گرین، ایکسٹریکٹم ایب سن تھیائی دو ڈرام۔ دونوں کو ملا کر تین درجن گولیاں بنائیں۔ اور ایک ایک گولی دن میں تین بار دیں +

(حکیم مولوی محمد عبد الواحد صاحب رکن مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ دہلی)

ہسٹیریا کی مریضہ کو دماغی حالات کے کیسے حیرت انگیز اور دھوکے میں ڈالنے والے تجربات میں سے گزرنا پڑتا ہے۔"

یہ کہہ کر پروفیسر مراد نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ قریب ہی ایک نرس حکم کی منتظر کھڑی تھی۔ وہ اس سے کہنے لگے:۔

"کیا مس بملا اسپتال میں آ گئی ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"تو پھر انھیں یہاں بلا لائیے۔"

جہاں تک مس بملا اسٹیج پر آئیں۔ چھریرے بدن کی ایک دل کش لڑکی آنکھیں سیاہ، اور چہرہ ستا ہوا۔ مجمع میں نظر بھی اگر جاتی تو ذرا دیر میں یہ سمجھ سکتی تھی کہ مس بملا اس وقت حمل کے ابتدائی دور میں سے گزر رہی ہیں۔ ایک غیر شادی شدہ لڑکی کی حالت کے اس علم کے بعد یہ اندازہ کرنا دشوار نہ تھا کہ اس کی زندگی کیسی غم ناک ہو گی۔ بہرحال ہم لوگ سنبھل کر بیٹھ گئے اور پروفیسر مراد نے مس بملا کو ایک کرسی پر بٹھا دیا۔

پروفیسر مراد نے اب کہنا شروع کیا:

"خاتونِ محترم، آپ اندازہ کیجیے کہ اس وقت آپ اطبا کے ایک معقول مجمع کے سامنے ہیں۔ آپ کو کامل آزادی ہے۔ میرے مطب میں اگر آپ نے جو کچھ اپنی زندگی کے حالات سنائے ہیں انھیں یہاں دوبارہ بیان کریں اور بلا کم و کاست سب کچھ سنائیں۔ تاکہ طب کے نوجوان طالب علم آپ کے تجربے سے کچھ حاصل کریں اور آپ کے مرض کے ازالے کی تجویز سوچ سکیں۔ ہم سب تمع جی اس لیے ہوئے ہیں کہ آپ کی کہانی سنیں، آپ کے معالجہ کی فکر کریں اور آپ کے ساتھ انصاف کرنے کی سبیل سوچیں۔ فرمائیے۔"

ان الفاظ نے ہمیں ذرا چوکنا کر دیا۔ ہم کچھ متعجب بھی ہوئے، لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان الفاظ نے مس بملا کے ایک بہت بڑے بوجھ کو ہلکا کر دیا۔ اور وہ ڈاکٹر مراد کی آواز، ان کے نیک اطوار اور خلوص نیت سے متاثر تھیں۔ ہسٹیریا کی یک مریضہ میں ادا کی جو گرج، یقین دلانے والا طرز اور زبان کا جو لوچ ہوتا ہے وہ سب بملا کی تقریر میں پایا جاتا تھا۔ اس نے ایک زور رفتار کے ساتھ کہنا شروع کیا:۔

"مجھے اس اسپتال میں آئے ہوئے کئی مہینے ہو گئے ہیں مجھ پر ہسٹیریا کے دورے پڑتے تھے اور میری عصبی قوت بالکل ختم ہو گئی تھی میں نے جب سے یہاں علاج کرانا شروع کیا ہے مرض میں کچھ افاقہ ہو گیا ہے اور یونانی اور آیورویدک طب سے مجھے جو بدظنی سی تھی وہ رفع ہو گئی ہے۔ رفتہ رفتہ میری سب تکلیفیں کم ہو گئیں۔ لیکن اس علاج یا بیماری سے میرے دماغ پر ایک اثر ضرور ہوا اور وہ یہ کہ میں "معمول" (میڈیم) بہت اچھی بن گئی اور جہاں کہیں بھی کوئی طالب علم دماغی امراض کی ماہیت معلوم کرنے اور روحانی و جسمانی علاج کی نئی ریسرچ کرنا چاہتے تھے میں محض طبی خدمت کے خیال سے چلی جاتی تھی۔

"بہت سی عورتیں ایسی بھی دیکھی گئی ہیں جو معالجوں اور اپنے گرد و پیش کے لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے اپنے اوپر ہسٹیریا کا دورہ طاری کر لیتی ہیں۔ وہ آنکھیں چڑھا لیتی ہیں، سسکیاں لینے لگتی ہیں اور رونے چلانے کی ان کو خوب مشق ہوتی ہے۔ میں نے کبھی بننے کی کوشش نہیں کی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس قسم کی خفیف حرکتوں سے سخت نفرت ہے۔ مجھ پر جو ہسٹیریا کی کیفیت طاری ہوتی تھی اس کے حقیقی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

"ایک روز مجھے ایک طالب علم ملا۔ اس نے بتایا کہ وہ مسمرزم کے کچھ تجربات کرنا چاہتا ہے اور کہا کہ اگر میں معمول بننا پسند کروں تو اس کے ساتھ چلی چلوں۔ وہ مجھے اپنی کار میں بٹھا کر ایک کالج کے معمل (لیبارٹری) میں جہاں بجلی سے علاج کیا جاتا تھا لے گیا۔ وہاں اس نے مجھے عمل تنویم کے ذریعے سے غافل کر دیا .... جب میں بیدار ہوئی تو یہ محسوس ہوا کہ میرا ایک ایک جوڑ درد کر رہا ہے اور اعضا میں درد اس قدر شدید تھا کہ مجھے چلنا بھی دوبھر ہو گیا۔

"اس واقعہ کو دو مہینے ہو گئے ہیں۔ اور میں نے یہ محسوس کیا کہ مجھے حمل رہ گیا ہے!"

یہاں پہنچ کر وہ رک گئی اور ڈاکٹر مراد نے اس کے پُرجوش اندازِ تقریر اور صفائی بیان کی تعریف کی اور ہمت دلانے کے انداز میں کہا، "اب آپ ان طلباءِ طب کے سامنے یہ بھی بتائیے کہ اس واقعہ نے آپ کو کس درجہ اذیت پہنچائی اور اس کا آپ کے قلب و دماغ پر کیسا اثر پڑا اور آپ کے عصبی مرض کی کیفیت کیا رہی۔"

مس بملا نے نہایت تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اُسے اپنے دھوکہ باز کی تلاش ہوئی۔ پھر اس سے انتقام لینے کی خواہش پیدا ہوئی — کیوں کہ اس نے اس کی زندگی دھوکہ دے کر خراب کر دی تھی۔ اس نے آگے چل کر یہ بھی بتایا کہ کوئی بھی اس کے بیان کردہ واقعہ کو درست تسلیم نہ کرتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ وہ ہسٹیریا کی مریضہ ہے۔ دماغ چل گیا ہے اور مرض کی وجہ سے دماغ طرح طرح کے دھوکے دیتا رہتا ہے۔ یا اس طرح دھوکہ دے کر وہ خود کسی بے وقوف کو پھانسنا چاہتی ہے تاکہ ناواجب طور پر کچھ روپیہ اینٹھے۔ پھر اس نے نہایت دردانگیز لہجہ میں کہا — "لیکن میں آپ سے اپنے پیدا کرنے والے کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ سوائے اس شخص کے جس نے مجھے تنویم کے ذریعہ سے بے ہوش کیا آج تک اور نہ اس وقت تک مجھے کسی مرد نے ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔"

میں نے اس کہانی کو بڑی دل چسپی اور حیرت کے ساتھ سنا۔ لڑکی کی آواز میں غصہ اور انتہائی مایوسی کے جذبات تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس زندگی سے کس قدر نالاں ہے۔ اس نے قسم کھا کر کہا کہ اگر اسے خراب کرنے والا کوئی لڑکا مل جائے تو وہ اس سے ضرور بدلہ لے گی اور وہ یہ بھی جانتی ہے کہ وہ اس سے بدلہ کس طرح لے گی۔ میں اس کی آنکھوں کی طرف ناقدانہ نظر سے دیکھ رہا تھا اور میں نے محسوس کیا کہ اس کی آنکھوں میں دغا اور فریب نہیں ہے اور مجھے یقین آ گیا کہ جو کچھ وہ کہہ رہی ہے درست ہے۔

پروفیسر مراد نے اسے تسلی دی۔ نرم لہجہ میں اسے سمجھایا اور کہا کہ انصاف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور قدرت ضرور انصاف کرے گی۔ اس کے بعد انھوں نے نرس کو آواز دی اور کہا کہ وہ بملا کو اسپتال کے دوسرے کمرے میں آرام سے بٹھائے اگر دوبارہ ضرورت پڑی تو اسے پھر مجمع کے سامنے بلایا جائے گا۔

جوں ہی وہ دونوں عورتیں لیکچر روم سے باہر گئیں۔ ڈاکٹر مراد نے ہم لوگوں کو مخاطب کیا۔

"تو حضرات آپ نے یہ قصہ سنا۔ مجھے تو یہ قصہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے خود اعتمادی سے کہہ رہی ہے اگر آپ ساری دنیا کی طاقت بھی صرف کر دیں تو وہ اپنے تصوّر کے خلاف کوئی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہو گی۔ اس لیے بہترین ترکیب یہ ہے کہ اس کا صحیح حال معلوم کرنے کے لیے ہم اس پر تنویمی کیفیت طاری کریں اور اس سے کہیں کہ وہ اپنے خراب کرنے والے کو قتل کر کے بدلہ لے لے۔ حالتِ تنویم میں اگر ہم نے اس سے کوئی جھوٹ موٹ قتل کرا دیا تو وہ اس کے دماغ میں جاگزیں ہو جائے گا اور انتقام کی آگ جو اس کے دل میں بھڑک رہی ہے بجھ جائے گی اور جب وہ ٹھیک اوسط درجہ کی حالت میں ہو گی تو اس کا نفس تحت الشعور اسے سمجھاتا رہے گا کہ اس نے تو انتقام لے لیا ہے۔ اس طرح اس کو ہلاکت آفریں ہسٹیریا کے مرض سے کم و بیش نجات مل جائے گی اور اعصاب اعتدال کے ساتھ اپنا کام کرنے لگیں گے۔ اس سے آپ حضرات کو اس بات کا بھی پتہ چل جائے گا کہ سائنس کے نزدیک "توجہ" "دخشن" ڈالنے کی کیا توجیہہ ہے اور وہ انسان کے دماغ کے ساتھ کیا فعل کرتی ہے۔ اس تجربہ سے آپ کو مریضوں کے نفس تحت الشعور سے حسب خواہش کام لینے میں مدد ملے گی اور بہت سے امراض اور مریضوں کے بوجھ آپ اس حربہ سے دور کر دیا کریں گے۔

"نرس! مس بملا کو اندر لے آؤ۔"

"مس بملا" ڈاکٹر مراد نے بہت نرم اور ہمدردانہ لہجہ میں کہنا شروع کیا، "مس بملا سنیے، خود آپ کے فائدہ کے لیے اور آپ کو انتقام لینے میں مدد دینے کی غرض سے ہم آپ کو اسی وقت اور اسی جگہ تنویم کے ذریعہ سے بے ہوش کر دینا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کی اجازت ہے؟"

"کوئی مضائقہ نہیں" بملا نے جواب دیا۔

"بدری ناتھ صاحب — آئیے، ذرا دیکھیں آپ نے تنویم کی کتنی مشق کر لی ہے۔ اس خاتون پر تنویمی کیفیت طاری کیجیے۔"

ڈاکٹر مراد کے حکم پر طلبہ کے ایک چھوٹے سے مجمع میں سے ایک دراز قد نوجوان لمبا سفید لبادہ پہنے بڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ بادلِ ناخواستہ نکلا اور ڈاکٹر مراد کے قریب آیا۔ ڈاکٹر مراد نے اُسے مریضہ کی کرسی کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ بدری ناتھ صاحب آج کل تنویم کا عمل اس کالج میں سیکھ رہے تھے اور ڈاکٹر و پروفیسر مُراد نے اُنھیں خاصہ ہوشیار کر دیا تھا۔ بدری نے اپنے ہاتھوں میں بملا کا سر لے کر اپنے ہاتھ کے انگوٹھوں سے اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ ملنی شروع کیں۔ یکایک مس بملا نے چلا کر کہا — "یہی ہے وہ لڑکا! یہی تو ہے وہ لڑکا! میں نے اسے بالکل پہچان لیا!"

لیکچر روم میں حیرت بجلی کی طرح دوڑ گئی اور بہت تیزی کے ساتھ دھیمی دھیمی آواز میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔

سب لوگ اٹھ اٹھ کر دیکھنے لگے۔

"خاموش!" پروفیسر مراد نے ذرا گرج کر کہا، "یاد رہے یہ ایک علمی مسئلہ ہے۔ یہ سائنس کی ایک تجربہ گاہ ہے۔ یہاں میں کسی قسم کی گڑبڑ برداشت نہیں کر سکتا۔ ہر شخص اپنی جگہ خاموش بیٹھا رہے، ورنہ لیکچر روم کے باہر چلا جائے۔ یہاں بیٹھے ہوئے اصحاب کو سائنس کا احترام کرنا ہوگا۔"

اس تقریر نے مجمع پر خاطر خواہ اثر کیا اور کمرہ میں سناٹا چھا گیا۔

نوجوان کے چہرہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور وہ بدحواس سا ہو رہا تھا۔

اس نے کہا ——————" یہ لڑکی بالکل پگلی ہے۔ اس کے حواس بجا نہیں ہیں۔ جو کچھ کہہ رہی ہے قطعی جھوٹ ہے۔ آج سے پہلے میں نے اس کو دیکھا تک نہیں۔"

بملا جھپٹ کر آگے بڑھی اور اپنے لمبے ناخنوں سے بدری کے چہرہ کو نوچنے کی کوشش کی۔ نرس اور پروفیسر مراد نے بڑی مشکل سے اسے قابو میں کیا اس پر ہسٹیریا کا دورہ پڑ چکا تھا۔

ڈاکٹر مراد نے کہا، "چلو، چلو بدری گھبرا نہیں۔ اسے جلد نیند میں لاؤ اور اس تجربہ کو جلد ختم کرو۔"

ڈاکٹر کی نرم اور ہمدردانہ آواز نے صورتِ حال کی کرختگی کو دور کرنے میں جادو کا سا اثر کیا۔ ہم نے نہایت تعجب اور بیحد دلچسپی کے ساتھ اس وقت دیکھا کہ عمل تنویم کرنے والے اور معمولہ میں بڑی سخت جدوجہد ہو رہی ہے .... لیکن آخرکار بملا کی جھنجھوڑیاں بند ہو گئیں، منہ کا کف تھم گیا، دھمکیاں اور برا بھلا کہنے کا سلسلہ بھی ختم ہوا اور اس کا سر آہستہ سے کرسی سے جا لگا۔ وہ خواب کی حالت میں پہنچ چکی تھی۔

بدری نے کہا "یہ لڑکی اب حالتِ خواب میں ہے۔" پروفیسر مراد نے لڑکی کا ہاتھ تھاما اور کہا، "کیا تم اس وقت اپنے خراب کرنے والے سے جو کوئی بھی وہ ہے، بدلہ لینا چاہتی ہو؟"

دو تین دفعہ یہ سوال دہرایا گیا۔ آخرکار بملا نے حالت خواب ہی میں جواب دیا، "بیشک، ضرور۔" یہ کہتے ہوئے اس نے دانت پیسے، گویا وہ انتہائی غیظ کی حالت میں تھی۔ مگر تنویم نے اسے بے دست و پا کر رکھا تھا اور بغیر عامل کی مرضی کے وہ اپنی قوتِ ارادی خود استعمال نہ کر سکتی تھی۔

ایک خالی صوفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مس بملا پر پروفیسر مراد نے توجہ ڈالی، "دیکھو تمہارے ساتھ بدچلنی کرنے والا شخص اس وقت اس سامنے والے صوفہ پر بیٹھا ہوا ہے۔ اسے اچھی طرح پہچان لو۔ دیکھو شورت کرنا وہ بالکل سو رہا ہے۔ اس وقت انتقام لینے کا بہترین موقع ہے۔ جا کر اسے قتل کر دو۔"

"بہت اچھا" تنویمی حالت میں لڑکی نے جواب دیا۔

"اچھا تو چلو، کھڑی ہو جاؤ۔ دیکھو قدم نہ لڑکھڑائیں۔ اٹھ کر اس میز تک جاؤ۔ وہاں ایک کھلا ہوا چھرا رکھا ہے اور اس چھرے سے اس آدمی کو جو اس صوفہ پر بیٹھا ہوا ہے جان سے مار دو۔ تمہیں تسلی ہو جائے گی کہ ظالم سے تم نے اپنا بدلہ لے لیا۔ سمجھ گئیں نہ!"

سپرنگ کی سی تیزی کے ساتھ لڑکی اپنی کرسی پر سے اچھل کر اٹھی اور میز کی طرف گئی۔ چھرا ہاتھ میں اٹھا لیا اور آہستہ آہستہ صوفہ کی طرف چلنا شروع کیا۔ کمرہ میں بالکل سکوت تھا، ہر شخص حیرت زدہ، بلکہ خوف زدہ اس حیرت انگیز تجربہ کو دیکھ رہا تھا۔ اور پروفیسر مراد کے علم و تجربہ کی داد دے رہا تھا۔ بدری اپنی معمولہ کے ساتھ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا چل رہا تھا۔

یکایک ہم نے کیا دیکھا کہ لڑکی تیزی سے گھومی اور شیرنی کی طرح بپھری۔ پھر ہمیں یہ دیکھ کر کیسا تعجب ہوا کہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، اس پر تنویم کا اثر ہی نہ ہو سکا تھا، وہ خواب کی حالت میں نہ تھی —————!

ایک وحشیانہ پھرتی اور تندی کے ساتھ وہ بدری پر جھپٹ پڑی اور اس کی بائیں آنکھ میں چھرا بھونک دیا یہ سب آناً فاناً ہوا۔ ایک دردناک چیخ کے ساتھ بدری اوندھے منہ نیچے گرا۔

سب طرف سے لوگ بملا پر جھپٹ پڑے اور اسے قابو میں کر کے ایک طرف کو لے جانے لگے۔ وہ کہے جا رہی تھی، "میں نے انتقام لے لیا، لے لیا اپنا بدلہ۔" یہ کہتے کہتے وہ ایک خوفناک ہسٹیریا کے دورہ میں مبتلا ہو گئی۔ (بقیہ صفحہ ۳۵ پر)

معلومات

معدہ خراب کیوں ہو جاتا ہے؟ ہماری تہذیب نے جو کھانے ایجاد کیے ہیں اور کھانا کھانے کے متعلق جو غلطیاں ہم کرتے ہیں ان سب سے محفوظ رہنے کے لیے ہمارے معدہ کے پاس صرف ایک ہی ہتھیار ہے اور وہ تیزاب یا معدہ کی تیزابی رطوبت ہے۔

اگر ہم بہت سا کھا جائیں جیسا کہ بہ کثرت لوگ کیا کرتے ہیں تو ہمارا نظام جسمانی معدہ کو بہت سا نمک کا تیزاب دے دیتا ہے تاکہ وہ کھانے کی زائد مقدار سے عہدہ برآ ہو سکے۔ شروع شروع میں تو بالعموم اس تیزاب کی مقدار اتنی ہوتی ہے کہ جتنا فالتو کھانا پیٹ میں پہنچا ہے۔ لیکن اگر انسان روز روز زیادہ ہی مقدار میں کھانا کھانے لگے تو پھر تیزاب کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے اور تناسب قائم نہیں رہتا اور یہ تیزاب کی زیادتی کی کیفیت مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔

معدہ کا تیزاب جتنا زیادہ ہو اُسی قدر غذاؤں کے وقت میں کمی ہو جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ تیزاب جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر جلد غذا معدہ سے خارج ہو جائے گی۔ کیوں کہ تیزاب کا اثر یہی ہوتا ہے کہ غذا کو جلد سے جلد معدہ نکال دے۔ اس جلد بازی کا نتیجہ کئی لحاظ سے بہت خراب نکلتا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ تیزاب کی زیادتی اس سے پہلے ہی معدہ سے غذا کا اخراج عمل میں لے آتی ہے کہ جب وہ کیموس میں تبدیل ہو سکے۔ اس کی وجہ سے غذا کے آنتوں میں پہنچنے پر کیلوس کے بننے میں دقتیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ جزو بدن نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ عرصہ سے زیادتی تیزاب میں مبتلا ہیں وہ حد سے زیادہ لاغر اور نحیف ہو جاتے ہیں کیوں کہ اس کیفیت کا مریض صحیح معنوں میں فاقہ زدہ رہتا ہے اور اس کی قوتِ حیات اور جسمانی طاقت زائل ہو جاتی ہے۔

دوسری خرابی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ غذا تو معدہ سے جلدی سے خارج ہو جاتی ہے لیکن وہ بہت سا تیزاب جو پیدا ہوا تھا پیچھے رہ جاتا ہے اور معدہ کی دیواروں کو خراب کرنا بلکہ ان کو ہضم کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کیفیت سے جو علامت پیدا ہوتی ہے وہ وہ بھوک ہے جسے عام طور پر کلیجہ کھرچنا کہا جاتا ہے۔ بہت سے آدمی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ یہ سچی بھوک ہے اور اسے تن درستی کی علامت خیال کر بیٹھتے ہیں۔ اس کے بعد بھوک کے ساتھ ساتھ ایک جلن سی محسوس ہوا کرتی ہے۔ جو لوگ اس کیفیت میں مبتلا ہوتے ہیں انھیں تجربہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانا کھا لینے سے یہ ناخوش گوار کیفیت کم ہو جاتی ہے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس طرح مرض رفع ہونے کے بجائے اور بڑھتا رہتا ہے۔

چند باتیں جذام کے متعلق (۱) جذام یعنی کوڑھ اپنی نوعیت کی ایک بالکل جُداگانہ بیماری ہے۔ وہ نہ آتشک کی کوئی قسم ہے اور نہ سل کی۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ جہاں تک اسبابِ مرض کا تعلق ہے وہ سل سے بہت ہی غیر معمولی مشابہت رکھتی ہے۔

(۲) کوڑھ ورثہ کے طور پر ماں باپ سے اولاد میں منتقل نہیں ہوتی، اور زیادہ تر تو اسی وجہ سے اور کسی حد تک اس سبب سے کہ جذامی بالعموم لاولد ہو جاتے ہیں اس مرض کا رجحان اکثر بطور خود ناپید ہو جانے کی طرف رہتا ہے۔

(۳) علمی گفتگو میں تو یقیناً اس بیماری کو متعدی اور اڑلگنی بیماریوں میں داخل کرنا پڑے گا، لیکن یہ واقعہ ہے کہ چھوت چھات کے ذریعہ سے یہ بہت کم پھیلتی ہے۔

(۴) یہ خیال بالکل غلط ہے کہ کوڑھ بعض مخصوص کھانوں کے استعمال سے پیدا ہو جاتی ہے یا اس کا تعلق کسی مخصوص پیشے یا مخصوص آب و ہوا سے ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ صفائی اور ستھرائی کا خیال نہ رکھنے سے وہ پیدا ہو جاتی ہے، نہ یہ کہنا صحیح ہے کہ کسی مخصوص انسانی نسل یا قوم کے ساتھ اس کو کوئی خصوصیت ہے۔

(۵) یہ صحیح ہے کہ بالواسطہ طریقے پر عدم صفائی، مفلسی، خراب غذا، خراب ہوا اور گندی نالیوں کا اس مرض پر اثر پڑ سکتا ہے، کیوں کہ ان سب چیزوں کا اثر انسانی صحت پر یہ ہوتا ہے کہ اسے کمزور کر دیں اور اس کے جسم میں قوت مدافعت کم ہو کر قبولِ مرض کی

استعداد زیادہ ہو جائے۔

(۶) کوڑھ اکثر و بیشتر بہت سے مختلف اسباب کے نتیجہ کے طور پر از خود پیدا ہوتی ہے اور یہ اسباب اور حالات کس طرح آپس میں ایک دوسرے سے متعلق ہیں اس کے متعلق ابھی ہماری واقفیت بالکل ناکافی ہے

قد کا چھوٹا ہونا کسی قوم کے افراد کی لمبائیوں کا اوسط اگر نکال لیا جائے تو یہ اس قوم کے آدمیوں کے قد کی معمولی لمبائی ہوگی اس طرح اس قوم کے افراد کی کم سے کم لمبائی اور زیادہ سے زیادہ لمبائی بھی معلوم کی جا سکتی ہے۔ اس معیار سے اگر کمی یا بیشی نظر آئے تو اسے غیر معمولی چھوٹائی یا بڑائی کہا جائے گا۔ جو لوگ قوم کے قد کی چھوٹائی کے معیار سے بھی گھٹتے ہیں انھیں بونا اور جو قومی قد کی زیادتی کے معیار سے بڑے ہیں انھیں دیو کہہ سکتے ہیں۔ ایک بچہ جس کی صحت اچھی اور قابل اطمینان ہو اگر اس کا قد ترقی نہ کرے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے "غدۂ نخامیہ مقدم" "ایںڈو فیلک"، خلیات سستی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بوناپن یا دیو پن اسی غدود کے "ایںڈو فیلک" خلیات کے فعل کے دو برعکس یا متضاد مظاہرے ہیں۔ جو ان خلیات کی سست کاری اور چابک دستی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس مخصوص غدود کے علاوہ اور بعض غدودوں کا بھی قد کی چھوٹائی اور لمبائی میں ہاتھ ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایڈرینل کارٹیکس، و دقوق الکلیہ)۔ قد کے کم بڑھنے کے اسباب میں جسم کو پوری اور مناسب غذا کا نہ ملنا یا ایسا کوئی مرض موجود ہونا جس میں خون کے بعض اجزا کم ہو جائیں بھی داخل ہیں۔

اس لیے بونے پن کا علاج شروع ہی "غدۂ نخامیہ مقدم" کے فعل کی اصلاح سے کرنا چاہیے۔

ذرا پیروں سے کام لیا کیجیے یونانی طب کے جد امجد بقراط نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ کھانا اپنے جسم کی ضروریات کے مطابق کافی مقدار میں کھاؤ اور اپنے جسم سے کام لے کر کافی ورزش کرو۔ تاکہ فضلات جو دن بھر کے کام کی وجہ سے جمع ہوئے ہیں خارج ہو جائیں۔"

موجودہ زمانے کی ایک مصیبت یہ ہے کہ زیادہ تر لوگ کھاتے تو ہیں بہت سا لیکن ضروری محنت یا ورزش کو فراموش کر دیتے ہیں۔ ہمارے بڑے بڑے شہروں میں حالات بھی کچھ ایسے ہیں کہ ورزش کا کوئی ولولہ دل میں نہیں اٹھتا۔ ریلیں، ٹریموے اور موٹریں قدم قدم پر موجود ہیں جو ہمیں جلد سے جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتی ہیں۔ گزشتہ زمانے میں جو کام ہم ہاتھ سے کیا کرتے تھے وہ اب مشینوں سے ہونے لگا ہے۔

چہل قدمی کے راستہ میں ایک رکاوٹ یہ بھی ہے کہ دونوں طرف سوائے بدنما دکانوں اور مکانوں کے شہر میں اور کچھ نظر نہیں آتا۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم محنت کر کے فضلات کو خارج نہیں کرتے اور ہمارے عضلات بے طاقت اور اعصاب ضعیف ہو جاتے ہیں۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ٹہلنا آدمی کے لیے تمام ورزشوں سے بہت زیادہ اچھی ورزش ہے۔ لیکن اس بات کا کیا علاج ہے کہ دفتروں وغیرہ میں ہمارے کام کے گھنٹے مقرر ہیں اور ٹریم اور بس کا وقت ایسا رکھا گیا ہے کہ وہ ہمیں صحیح وقت پر پہنچا دیتی ہے۔

ٹہلنا سادہ، آسان اور محفوظ ترین ورزش ہے، بشرطیکہ ان سڑکوں سے الگ رہا جائے جن پر گاڑیوں اور موٹروں کی بھیڑ ہوتی ہے۔ روزانہ دس میل پیدل چل کر ایک موٹا آدمی اپنا وزن بہت کم کر سکتا ہے۔ اور یہی کام کر کے ایک دبلا پتلا آدمی موٹا تازہ ہو سکتا ہے۔ موٹے آدمیوں کی فالتو چربی ورزش سے جل جاتی ہے اور دبلے آدمیوں میں ورزش سے عضلات کے اندر چربی جمع ہونے کی تحریک پہنچتی ہے۔

ایک مثل مشہور ہے کہ "آدمی اتنا ہی بوڑھا ہوتا ہے کہ جس قدر اس کی کمر بوڑھی ہو" باقاعدہ ورزش بالخصوص ٹہلنے کی ورزش سے جو بالارادہ جسمانی حرکات ظہور میں آتی ہیں وہ کمر کو بوڑھا نہیں ہونے دیتیں اور اسے سیدھا ہی رکھتی ہیں۔ آدمی کی کمر

(بقیہ صـ ۳۳)

جب نوجوان بدری ناتھ کی طرف لوگ مدد کے لیے بڑھے تو معلوم ہوا کہ وہ ختم ہو چکا ہے۔ چھرے کی نوک آنکھ میں سے نکل کر دماغ تک پہنچ چکی تھی!

(ظفر قریشی، بی۔ اے۔ دہلوی)

مضبوط اور آسانی کے ساتھ حرکت کرنے والی ہے تو اس کے اخلاق میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور قوت عمل اور حوصلہ مندی کا اس سے اظہار ہوتا رہتا ہے۔ اس کے برعکس کمزور یا اکڑی ہوئی کمر بے عملی اور کاہلی کی جانب رجحان پیدا کرتی ہے۔

فوجوں میں جسمانی ورزش کے لیے جو قواعد سکھائی جاتی ہیں وہ کمر کے کارآمد رکھنے میں بہت مدد دیتی ہے۔ لیکن باقاعدہ ٹہلنا اس بات کے لیے ضروری ہے کہ کمر کی کارآمدگی کو قائم رکھا جائے۔ ناشتہ سے پہلے ورزشیں اور کسرتیں زیادہ مفید چیزیں نہیں ہیں کیوں کہ آدمی چند ہی روز میں ان سے اکتا جاتا ہے اور ان میں اس کے لیے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی اس لیے وہ چھوٹ جاتی ہیں۔

ٹہلنے کے متعلق یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ کس طرح ٹہلا جائے۔ نیز ایسے راستوں کا معلوم کرنا جہاں گاڑیوں اور موٹروں سے امن رہے اور جہاں خوش آیند مناظر نگاہ کے سامنے رہیں۔ پاؤں میں بالکل ٹھیک اور صحیح شکل کا جوتا ہونا چاہیے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ جب لمبی چہل قدمی کی جائے۔ چپلیں اس کام کے لیے مناسب قسم کا جوتا نہیں ہیں۔ چال ایک سی اور خوددارانہ ہونی چاہیے یہ نہ ہونا چاہیے کہ اپنے آپ کو گھسیٹتے ہوئے لیے چل رہے ہیں۔ پوشاک جسم پر ہلکی ہونی چاہیے تاکہ جسم کی حرکات کو بھی مانع نہ ہو اور بہت سا بوجھ لاد کر بھی نہ چلنا پڑے۔ اندر کے کپڑے مسام دار ہونے چاہییں۔

یاد رکھنے کی چند باتیں ذرا سی محنت سے ناگہانی طور پر تھکن پیدا ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ جسم میں کوئی مرض موجود ہے۔

جو لوگ جسمانی لحاظ سے بہت موٹے ہوتے ہیں ان کے جسم میں ان لوگوں کے مقابلہ میں جو دبلے ہیں بیماری کا مقابلہ کرنے کی قوت کم ہوتی ہے۔ موجودہ زمانے کا مقولہ یہ ہے کہ "موٹے آدمی زندگی کے پہاڑ پر سے بہت آسانی کے ساتھ نیچے کی طرف لڑھک سکتے ہیں۔"

بوڑھے آدمی فاقہ کی تکلیف آسانی سے برداشت کر لیتے ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جو ادھیڑ عمر کے ہیں۔ جوان آدمی اس تکلیف کو بہت مشکل سے برداشت کرتے ہیں اور بچوں کے لیے فاقہ سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ بالخصوص ایسے بچوں کے لیے جو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ چونچال ہوں۔

بڑھتے ہوئے جسموں کے اندر حرارت غریزی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے ان کو خوراک کی بھی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اگر انھیں یہ خوراک میسر نہ آئے تو وہ گھلنے لگتے ہیں۔ معمولی لوگوں کے بدن میں حرارت کم ہوتی ہے۔ اس لیے ان کو کم ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں کہ اگر ان جسموں میں ایندھن زیادہ پہنچ جائے تو آگ بالکل ہی بجھ جائے گی۔

کھانے پینے کی جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان میں غذائیت بہت کم ہو لیکن وہ خوش ذائقہ ہوں تو وہ ایسی اشیا، خوراک سے بہتر ہیں جن میں غذائیت کچھ زیادہ ہو لیکن بدمزہ اور نامرغوب ہوں۔ مشہور مقولہ ہے کہ "جو چیز تمھیں مرغوب ہوں وہ زیادہ نفع پہنچاتی ہیں۔"

سردی کے موسم میں زیادہ مقدار میں غذا مفید ہوتی ہے۔ گرمیوں میں غذا کی کمی مناسب ہے۔

سانپ کے کاٹنے کا علاج بمبئی کے ڈاکٹر بھاسکر اور کینس اور کلکتہ کے ڈاکٹر چوپڑا نے پانچ سو سے بھی زیادہ ایسی دیسی دواؤں کا امتحان کیا جو سانپ کے کاٹے کے علاج کے طور پر مشہور ہیں اور جانوروں کے جسم میں سانپ کا زہر پہنچا کر ان دواؤں کی قدر و قیمت کی آزمائش کی۔ بدقسمتی سے ان میں سے ایک دوا بھی ایسی ثابت نہ ہوئی جو کسی درجے میں بھی سانپ کے زہر کا فاد زہر ہو۔ ڈاکٹر گنگولی نے لکھا ہے کہ "اندازہ کیا گیا ہے کہ تقریباً بیس ہزار آدمی سالانہ سانپ کے کاٹے سے ہندستان میں مرتے ہیں اور ان میں کثیر تعداد ایسی ہوتی ہے جنھیں کالے سانپ نے ڈسا ہو۔ کالے سانپ کی ہندستان میں بہت کثرت ہے اور وہ انسانی آبادیوں کے قریب ہی بود و باش بھی رکھتا ہے۔ اس کے بعد کوڑیالے سانپ کا نمبر ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر سال ہزاروں آدمی کالے، کوڑیالے اور دوسرے زہریلے سانپوں کے کاٹنے کے بعد بھی بچ جاتے ہیں۔ اس کا باعث یہ ہے کہ بہت سے موقعوں پر سانپ اپنے زہر کی قاتل خوراک جسم انسانی میں پہنچانے سے معذور رہتا ہے، خواہ اس سبب سے کہ اس کے دانت ہی پورے طور پر جسم میں نہ گھس پائیں، یا آدمی کو کاٹنے سے پہلے وہ اسی وقت اپنے شکار کو کاٹ چکا ہے اور یا اس سبب سے کہ جس آدمی کو اس نے کاٹا ہے اس کے کپڑوں میں ایک بڑی مقدار زہر کی جذب ہو گئی۔ اسی قسم کے سانپ کے ڈسے ہوئے لوگ یا ہزارہا ایسے لوگ جن کو بے زہر والے سانپوں نے کاٹا ہے عطائیوں اور جھاڑ پھونک کرنے والے لوگوں کے ہاتھ سے شفا پا جاتے ہیں۔ اس طرح وہ جڑی بوٹیاں اور دوائیں وغیرہ مشہور ہو جاتی ہیں، جن کا استعمال یہ لوگ

کرتے ہیں۔

پیکٹین کا استعمال پچش میں دس مہینے کے قریب ہوئے کہ نیویارک کے ایک ڈاکٹر نے شائع کرایا تھا کہ پیکٹین جو سیب کے گودے میں ہوتی ہے اور دوسرے پھلوں میں بھی پائی جاتی ہے اور گھروں میں عورتیں جسے مربّے بنانے کے لیے بکثرت استعمال کیا کرتی ہیں، پیٹ کے جراثیم کے لیے ایک بہت ہی عمدہ دوا ہے۔ کیوں کہ اس سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ غیر مضرت رساں جراثیم کو تقویت پہنچے بلکہ مضرت رساں جراثیم اس سے ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔ پیکٹین کو روز بروز ان ڈاکٹروں میں ہر دل عزیزی حاصل ہوتی جا رہی ہے جو بچوں کی پچش یا ہضم کی دوسری خرابیوں کا علاج کرتے ہیں۔ اس کا استعمال اب ایسے زخموں پر بھی کیا جا رہا ہے جو مشکل سے بھرتے ہوں۔

انسانی خوراک کے متعلق کچھ باتیں ڈاکٹر اے۔ اے۔ ہل نے رسالہ میڈیکل ورلڈ میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں انھوں نے انگریزوں کی اس عادت کی سخت مذمت کی ہے کہ وہ بہت زیادہ کھاتے اور بہت زیادہ پیتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ انھوں نے نیوزی لینڈ کے باشندوں کی برائی کی ہے جو دن میں سات مرتبہ کھانا کھاتے ہیں اور اس بات کی کچھ پروا نہیں کرتے کہ ان کی یہ عادت آگے چل کر انھیں کس قدر نقصان پہنچائے گی۔ وہ لکھتے ہیں کہ "میرے پاس ان لوگوں کی حماقت ظاہر کرنے کے لیے مناسب الفاظ نہیں ہیں۔ جو ہر مرتبہ جب کھانے کو بیٹھتے ہیں تو میز پر سے اس وقت تک اٹھتے ہی نہیں جب تک ناک تک پیٹ نہ بھر جائے۔" وہ کہتے ہیں کہ قبض اس ملک میں عام بیماری ہے۔ اس خرابی کے علاج کے طور پر ڈاکٹر ہل نے تجویز کیا ہے کہ روزانہ ایک سیب کھا لیا جائے اور قبض کشا دواؤں کے استعمال کی سخت مخالفت کی ہے۔ پچاس سال سے اوپر عمر والوں کے لیے ان کا یہ مشورہ ہے کہ:-

شکم سیر ہو کر کبھی دوسرے وقت نہ کھانا چاہیے۔

میز سے اس وقت اٹھ جانا چاہیے کہ جب یہ محسوس ہو کہ ہم تھوڑا اور کھا سکتے ہیں۔

تین مرتبہ تھوڑا تھوڑا کھانا اور شام کو چائے کی ایک پیالی بالکل کافی خوراک ہے۔

اگر ممکن ہو تو خاص کھانے کا وقت دوپہر کو رکھا جائے۔

صبح کے ناشتے میں تازہ پھلوں کی ایک کافی مقدار ضرور ہونی چاہیے جو آگ پر نہ پکائے گئے ہوں۔ اچار، مربّے اور مسالے یا تو بالکل ہی نہ کھانے چاہییں یا بہت ہی خفیف سی مقدار میں کھائیے۔ یاد رکھو کہ اگر تمھارے معدے کو مسالوں کے ذریعہ سے ابھارنے کی ضرورت ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس کو غذا کی ضرورت بالکل نہیں ہے۔

شراب اور تمباکو کے ذکر میں وہ لکھتے ہیں کہ نشہ لانے والے تمام مشروبات ایسے ہونے چاہییں جن کا اثر مسکن ہو نہ کہ محرک جیسا کہ بکثرت میرے ہم پیشہ ڈاکٹر تجویز کیا کرتے ہیں۔ اسی لیے میں نے آج تک کسی نمونیا کے مریض کو ایک قطرہ بھی برانڈی کا نہیں دیا ہے اور میرے علاج میں آج تک ایک بھی نمونیا کا مریض نہیں مرا ہے۔ میرے اور دوسرے ڈاکٹروں کے علاج میں جو کچھ فرق ہے وہ یہی ہے کہ میں ان مریضوں کو کبھی شراب نہیں دیتا۔" تمباکو کے متعلق بھی انھوں نے لکھا ہے کہ ایسے مریض دیکھے گئے ہیں جن پر تمباکو کے متواتر استعمال نے زہریلا اثر کیا تھا۔

مراسلات

اطبّاءِ ہند اور عوام کے لیے صحیح لائحۂ عمل

فنِ طب کی ترقی کا انحصار بڑی حد تک مریضوں کی صحت یابی پر ہے۔ تشخیصِ مرض کے بعد مریضوں کی صحت یابی کا انحصار صاف ستھرے اور تازہ مفردات اور قابلِ اعتماد مرکبات پر ہے۔ لیکن اکثر و بیشتر محبانِ فن اس زرّیں اصول سے کوسوں دور نظر آتے ہیں۔ بہت کم ادارے ایسے ملیں گے جو اس اصول کے صحیح معنوں میں پابند ہوں۔ چند مخصوص دواخانوں کے علاوہ معمولی نسخوں کا دست یاب ہونا بھی دشوار ہوتا ہے۔ مفردات کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ان کی عمریں و تاثیریں ختم کر کے مریضوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔ مرکبات کے اوزان و اجزا و اصولِ تیاری درست نہیں ہوتے۔ صفائی کی یہ حالت رہتی ہے کہ اکثر معجونوں، خمیروں اور شربتوں میں چیونٹیاں اور مکھیاں پائی جاتی ہیں۔ مرتبانوں، ڈبوں وغیرہ پر ہر وقت گرد و غبار کا نقاب پڑا رہتا ہے۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ روزمرّہ اخبارات و رسائل میں نئی نئی سرخیوں کے ساتھ ان ہی "مجرب المجرب" اور "تیر بہدف" دواؤں کے اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہیں اور ان میں بعض دوائیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو تمام امراض کا تنہا شافی علاج تحریر کی جاتی ہیں!

یہی وہ اسباب ہیں کہ یونانی علاج کے قائل ہوتے ہوئے بھی لوگوں کا ہم پر اور ہمارے دواخانوں پر اعتبار نہیں رہا اور ڈاکٹری باوجود ہندستانی طبائع کے خلاف ہونے کے بھی روز بروز ترقی پکڑتی جا رہی ہے۔

اگر ہم ٹھنڈے دل سے سوچیں تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ لوگ ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں اور ان کا خیال درست ہے۔ کیوں کہ ایلوپیتھک مرکبات کو ان کے کیمیکل ورکس ماہرینِ فن کے ہاتھوں صحیح اوزان اور خالص دواؤں کے ساتھ تیار کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کی بنا پر ان کی دوائیں مفید و زود اثر ثابت ہو رہی ہیں اور ہر کس و ناکس ڈاکٹروں اور ڈاکٹری دواؤں کو ہم پر ترجیح دیتا ہے۔

دواخانوں کو چھوڑ کر ڈاکٹروں کے اصول پر نظر ڈالیے تو پتہ چلتا ہے کہ ایک ڈاکٹر کی مجرب دوا سے تقریباً تمام ڈاکٹر فائدہ حاصل کرتے ہیں اور وہ اپنے مجربات سے صرف اپنے ہی دواخانے کو رونق نہیں دیتے۔ بلکہ جلد سے جلد دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دینا چاہتے ہیں ان کی تمام مجرب دوائیں تقریباً ہر انگریزی دوا فروش کے یہاں دست یاب ہو سکتی ہیں۔ برخلاف اس کے طبیبوں اور یونانی دواخانوں کو لیجیے۔ نہ ان کا کوئی خاص اصول ہے نہ قاعدہ نہ ان کے پاس کوئی ایسا دواخانہ ہے کہ جو فراہمی و تیاریٔ ادویہ کا ذمہ دار ہو اور ان کے مجربات کی اشاعت کر سکے۔ طبیبوں کی یہ حالت ہے کہ مجربات کو سینہ کا راز بنا کر رکھنا چاہتے ہیں۔ یہی وہ حالات ہیں کہ ہم کبھی بھی ڈاکٹروں کے دوش بدوش نہیں چل سکتے۔ صرف اتنا ہی کہہ کر اپنی تسلی کر سکتے ہیں کہ اس فنِ شریف کی تدوین کا فخر اطبائے متقدمین ہی کو حاصل ہے اور ڈاکٹری دوائیں بھی یونانی ہیں۔ ان کو صرف ڈاکٹروں نے شکل بدل کر مختلف صورتوں میں پیش کر دیا ہے۔

کیا حصولِ مقصد کے لیے یہ کہہ دینا کافی ہوگا؟ ہم چاہتے ہیں کہ یونانی فنِ طب کو معراجِ کمال پر پہنچا دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنی صحیح تشخیص و تجویز اور اپنے طریقہ ہائے عمل سے مریضوں کو صحت کے جام پلا دیں تاکہ وہ "یونانی راہ" چھوڑ کر دوسری راہ اختیار نہ کریں ہم چاہتے ہیں کہ ہر وقت بہتر سے بہتر تازہ اور صاف ستھرے مفردات اور دیسی علمِ طب کے صحیح اصول کے مطابق مکمل اجزا اور درست اوزان کے ساتھ ماہرینِ فن کے تیار کردہ، تیر بہدف، خوش ذائقہ، خوشنما اور لطیف مرکبات پیش کیے جائیں ——— کیا ہم ایسا کر سکتے ہیں؟

اس کے لیے پریشان نہ ہونا چاہیے۔ ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی موجود ہے۔ جو ان تمام صفاتِ عالیہ سے متصف ہے اس دواخانہ نے اپنی زود اثر دواؤں اور تیر بہدف مجربات کی وجہ سے ہر چہار طرف خاص شہرت حاصل کر رکھی ہے۔ اس کی دیانت داری

اور ہر دل عزیزی قابلِ رشک ہے۔ یہاں کے قابلِ اعتماد مرکبات و صاف ستھرے مفردات اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ یہ ایک ایسا دواخانہ ہے جو اپنے مرکبات کو جدید اصول کے مطابق نئے نئے ساز و سامان کے ساتھ ماہر کیمسٹوں اور باکمال دوا سازوں سے جو اکثر ہر خاص و عام کے لیے بہم پہنچاتا ہے۔ مختلف امراض کی مخصوص اور زود اثر (پیٹنٹ) دوائیں موجودہ فیشن کے مطابق خوب صورت پیکنگ کے ساتھ طیار کرتا ہے۔ جس کو ہم ڈاکٹری دواؤں کے مقابلہ میں بعض خاص امراض میں استعمال کرکے بیش از بیش فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ چند خاص قابلِ قدر مرکبات میں بھی اپنے دواخانے میں ہمیشہ موجود رکھتا ہوں اور ان کے ذریعہ سے خاص کامیابیاں حاصل کرتا رہتا ہوں۔

میں اطبائے ہند سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہمدرد کی مخصوص دوائیں اپنے مطبوں میں رکھیں۔ اسی طرح جس طرح ہر ڈاکٹر ڈاکٹری دوائیں رکھتا ہے۔ اور عوام کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ہمدرد کی دواؤں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ میں اپنے مطب میں جو دوائیں ہمیشہ رکھتا یہ ہیں:-

(۱) **صافی** موجودہ طریقِ علاج کے مطابق قابلِ قدر چیز ہے کیوں کہ اس سے زیادہ زود اثر و قلیل المقدار مصفیِ خون دوا مجھے نہیں ملی۔ فوائد کے اعتبار سے قیمت بھی کم ہے۔

(۲) **شربت روح افزا** موسم گرما کی جملہ تکلیفوں کا شافی علاج ہے۔ تمازتِ آفتاب سے پیدا شدہ تکلیفات کو فوری دور کرتا ہے۔

(۳) **شافی** سوزاک جیسے موذی مرض کے مریضوں کی دلی ہمدرد ہے۔ صرف چند روزہ استعمال سے اس خبیث مرض کی تکلیفات دفع ہو جاتی ہیں۔

(۴) **مستورین و معجون مقوی رحم** اس کے متعلق پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور دوبارہ پھر بتلا دینا چاہتا ہوں کہ آج کل عورتوں میں جس قدر سرعت کے ساتھ نسوانی امراض ترقی پذیر ہیں ویسے ہی یہ دونوں دوائیں ان کی بیخ کنی کرنے میں مفید و زود اثر ثابت ہوتی ہیں۔

(۵) **معجون شباب آور اور ہمدرد کا ماء اللحم** نوجوانانِ ہند (جن سے ہماری قوموں اور ملک کی ترقی وابستہ ہے اور جو سو فی صدی ضعفِ باہ کی شکایت میں مبتلا ہیں) سے خاص طور سے گزارش ہے کہ وہ اپنا روپیہ پانی کی طرح نہ بہائیں بلکہ وہ اپنی مفصل حالت لکھ کر ہمدرد دواخانہ کی **مجلس تشخیص و تجویز** سے مشورہ لیں اور معجون شباب آور و ماء اللحم یا جو دوا ان کی حالت کے لحاظ سے مجلس تجویز کرے منگا کر زندگی کا لطف صحیح معنوں میں حاصل کریں اور قوم نسل اور ملک کے لیے اچھی سے اچھی نسل پیش کریں۔

(۶) **نرگسی سرمہ** ضعف بصارت بھی آج کل کے نوجوانوں کا خاص مرض ہے۔ ہر شخص عینک کا محتاج ہے اور روز مرہ آنکھوں کے طرح طرح کے امراض کا شکار رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ نرگسی سرمہ ضرور منگا کر استعمال کریں۔

حکیم کبیر احمد، ہنگانوی

منبع الطب کالج لکھنؤ کا سالانہ امتحان

منبع الطب کالج کا سالانہ امتحان ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء بروز پنجشنبہ تا یکشنبہ منبع الطب ہال میں ٹھیک ۲ بجے سے ۴ بجے تک لیا جائے گا۔

حسب دفعات دستور العمل جدید ۲۴/۴۴ پرائیویٹ طور پر شریک امتحان ہونے والے طلبا کو بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ اپنی درخواستیں مع ایسی نقول اسنادِ قابلیت جس سے صحیح معیار قابلیت واضح ہو سکے مقامی مجسٹریٹ سے تصدیق کرا کے مطبوعہ فارم پر مع فیس امتحان یکم مارچ سنہ ۱۹۴۲ء تک عالی جناب حکیم محمد ہادی رضا خاں صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن) سکرٹیری کالج کی خدمت میں بھیج دیں۔ بعد انقضائے تاریخ کوئی درخواست قابلِ توجہ نہ ہوگی۔ بغیر اجازت آنے والے طلبا کی کوئی ذمہ داری نہیں لی جا سکتی۔ دستور العمل، فارم داخلہ، نقشہ فیس ہائے کالج، نصاب تعلیم اردو اور عربی، مع دیگر ضروری کاغذات دو آنے کے ٹکٹ بھیج کر دفتر سے طلب کیے جا سکتے ہیں۔

حسب الحکم سکرٹیری منبع الطب کالج، لکھنؤ

مُجَرَّبَات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

سفوف خارش اجزاء: کالی زیری، برم ڈنڈی، گڑا، جل نیم، مساوی الوزن۔

ترکیب تیاری: چاروں دواؤں کو خوب باریک کرلیں اور شیشی میں محفوظ رکھیں۔

طریقۂ استعمال: صبح اور شام کو چار چار رتی کی مقدار میں یہ سفوف تازہ پانی کے ساتھ پھانکنا چاہیے یا پانی میں گھول کر پی لینا چاہیے۔

فوائد: خارش تر ہو یا خشک اس سفوف کے استعمال سے دُور ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ خون کے فساد کی وجہ سے پیدا ہونے والے اکثر امراض میں اس سفوف کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بے حد مفید ہے۔

مرہم اکسیر اجزاء: مردار سنگ ا تولہ، کافور ۳ ماشے، کتھ سفید ۶ ماشے، سفیدہ کاشغری ۳ ماشے، گل ارمنی ۳ ماشے۔

ترکیب تیاری: ان دواؤں کو خوب اچھی طرح باریک کرلیں۔ اور ان کو اکیس بار دھوئے ہوئے گھی یا مکھن میں ملا کر رکھیں اور ضرورت کے وقت زخموں پر لگائیں۔

فوائد: اس مرہم کی یہ اعلیٰ صفت ہے کہ یہ ہر قسم کے زخموں کو بھر دیتا ہے۔ اکثر زخم جب بھرتے ہیں تو جلد پر نشان پیدا ہو جاتا ہے یا ابھارہ جاتا ہے لیکن جس زخم پر مرہم اکسیر استعمال کیا جائے وہ اس طرح بھرتا ہے کہ نشان بالکل باقی نہیں رہتا۔

جناب حکیم محمد محفوظ عالم صاحب قریشی رکن مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ، دہلی۔

لعوق جامع النفع اجزاء: زوفا خشک، اصل السوس مقشر، گاؤزبان، گل گاؤزبان، تخم خبازی، تخم خطمی، سپستاں، عناب، ابریشم مقرض، اسطوخودوس، تخم حلبہ، بیخ سوسن، مویز منقیٰ ہر ایک ایک تولہ۔

ترکیب تیاری: رات کو پانی میں بھگوئیں۔ صبح جوش دے کر چھان لیں اور مصری یک چند اور شہد خالص دو چند شامل کرکے قوام بنائیں اور آخر قوام میں صاف کیا ہوا شیرہ مغز املتاس سات تولے ملا دیں۔ اس کے بعد مغز بادام شیریں مقشر، مغز تخم کدوئے شیریں، مغز تخم خیارین، مغز پستہ، مغز چلغوزہ ہر ایک ڈیڑھ تولے، مغز باقلا، مغز پنبہ دانہ، بیدانہ شیریں، رب السوس ہر ایک نو ماشے، شکر تیغال، کاکڑا سینگی، تخم کتاں، سپستاں، تخم خطمی، برگ گاؤزبان، صمغ عربی، کتیرا، خشخاش سفید ہر ایک ۶ ماشے خوب باریک کیا ہوا داخل قوام کریں۔ بس تیار ہے۔ ٹھنڈا ہونے پر شیشے کے مرتبان میں رکھ لیں۔

ترکیب استعمال و فوائد: نمونیا، دمہ، نزلہ، زکام اور کھانسی میں دو تولے لعوق بارہ تولے عرق گاؤزبان یا جوش دے کر پلائیں۔ بچوں کی کھانسی میں دن میں چند بار تھوڑا تھوڑا چٹائیں۔ حاملہ عورتوں کو غذا کے بعد دونوں وقت ایک ایک تولہ چاٹ لینا چاہیے۔ رفع قبض کے لیے دو تولے لعوق سوتے وقت گرم پانی کے ساتھ کھلائیں۔

الغرض ہر عمر اور ہر حالت کے لیے مفید و بے ضرر دوا ہے۔ ع کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ ایف۔ بی۔ ایس۔ آنریری مجسٹریٹ جودھپور

مفرح اعظم اجزاء: جدوار خطائی ۹ ماشے، مصطگی، قرنفل، بالچھڑ، اسارون، خرفہ، ہر ایک تین ماشے، ناگرموتھا ۸ ماشے، گل سرخ ۱۶ ماشے، زرنب، زعفران ہر ایک دو ماشے، دانہ الائچی خورد، بسباسہ، جوزبوا ہر ایک ایک ماشہ، درونج عقربی ۶ رتی، کہربا شمعی، صندل سفید، مرجان، طباشیر، عود صلیب، فادزہر، مروارید ناسفتہ، کشتہ یاقوت رمانی، مشک و عنبر ہر ایک چار رتی، ورق طلا ایک دفتری، آملہ مربیٰ ایک سیر، سیب مربیٰ تین پاؤ، بہی مربیٰ دو سیر، زنجبیل مربیٰ پاؤ سیر، ترنج خام مربیٰ ایک سیر، شہد خالص ۱/۲ سیر حسب دستور

مفرح تیار کریں اور تین ماشے سے ۵ ماشے تک یہ مفرح عرق عنبر ۵ تولے کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد: اعضاء رئیسہ کو تقویت دیتا ہے۔ تفریح پیدا کرتا ہے اور خفقان و وحشت کو دور کرتا ہے۔ مرد اور عورت دونوں سے استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ مقوی باہ بھی ہے۔

کحل عجیب اجزا:۔ سرمہ اصفہانی، سنگ بصری، زعفران، یاقوت سرخ، زہر مہرہ خطائی، لوبان، مس سوختہ ہر ایک ۲ ماشے مارقشیشا، مرجان سرخ، دانہ فرنگ، عقیق، ورق نقرہ، ماہیران چینی، فلفل سفید، دار فلفل، اقلیمیائے نقرہ، روپا مس سوختہ ہر ایک ۴ ماشے سرطان نہری، مروارید ناسفتہ، ساذج ہندی ہر ایک ایک تولہ ۹ ماشے۔ تمام ادویہ کو عرق سونف میں کھرل کر کے سرمہ تیار کریں اور ایک سلائی رات کو سوتے وقت آنکھوں میں لگائیں۔ **فوائد:۔** بصارت کو تیز و قوی کرتا ہے اس کے استعمال سے عینک کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔

جناب حکیم سید محمد یوسف علی صاحب، کانپور

حب مقوی باہ و ممسک اجزا: عاقرقرحا، بہمن سفید، بیر بہوٹی، دار چینی ہر ایک ایک ماشہ، جاوتری، زعفران، جوزبوا ہر ایک ۲ ماشے، قرنفل ۲ ماشے، تیلیا مدبر ایک ماشہ، مشک دانیوں کینہ ۳-۳ ماشے۔ ادویہ کو یکجا کر لیں اور شہد خالص ڈال کر کھرل کریں اس کے بعد چنے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی ضرور رتکے وقت پان میں ڈال کر استعمال کریں۔

فوائد: تقویت باہ و امساک کے لیے یہ گولیاں بے نظیر ہیں۔

حب ہاضم اجزا: پوست ہلیلہ زرد، بلیلہ، سنا مکی، فلفل دراز، نمک سیاہ، نمک لاہوری، پیپلا مول، اجوائن، آملہ، زنجبیل۔ تمام دوائیں ہم وزن لے کر سفوف بنالیں اور کاغذی لیموں کے رس میں کھرل کر کے چنگی بیر برابر گولیاں بنالیں اور دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد ایک ایک گولی کھالیا کریں۔

فوائد:۔ یہ گولیاں بھوک خوب لگاتی ہیں۔ کھانا جلد ہضم کر دیتی ہیں اور پیٹ کی اکثر شکایتیں ان کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہیں۔

جناب حکیم قاضی محمد اسرار حسن صاحب، قاضی پوری

قطور شب کوری اجزا: کچی سرتی دمتاکو ۶ ماشے، چونا قلعی ۱/۲ ماشہ۔ دونوں کو خوب مل ڈالیں۔ پھر صاف پانی ایک تولہ میں ملا دیں اور کسی موٹے کپڑے میں چھان کر دو تین قطرے آنکھ میں ڈالیں۔

فوائد: شب کوری کے لیے نہایت ہی زود اثر دوا ہے۔

جناب حکیم ڈاکٹر جونی پرشاد صاحب بنارس

معجون مقوی دماغ اجزا: پوست ہلیلہ، پوست بلیلہ، پوست آملہ، تودری سفید، برنج کشنیزی، گل سرخ، بسفائج، گل گاؤزبان، کتیرا، گل اسطوخودوس، بہمن سفید، برنج بادیان، دانہ الائچی خرد، حب الآس، ہر ایک ایک تولہ، مغز بادام شیریں مقشر، مغز تخم کدوئے شیریں، مغز تخم تربوز، مغز تخم خیارین، مغز چلغوزہ، مغز اخروٹ، خشخاش سفید، گل منڈی ہر ایک ڈھائی تولے، ورق نقرہ ایک سو عدد، قند سفید سوا سیر، بطریق معروف معجون تیار کریں اور ۹ ماشے کی مقدار میں دودھ کے ساتھ کھائیں۔

فوائد: حافظہ کو بڑھاتی ہے۔ دماغ کو قوت دیتی ہے اور نسیان کو دور کرتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے لیے بہترین چیز ہے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۴۱)

یہ مرہم پپوٹوں کے اندر لگا کر ہلکے سے مل دیں۔ ایسا ہر صبح اور سوتے وقت کریں۔

(ب) اگر تقرح موجود ہے تو کسی ہلکے دافع تعفن لوشن سے آنکھ کو دھوئیں۔ مرہم ایٹروپین اور آیوڈوفارم استعمال کرائیں۔

(ج) اگر حال ہی میں سبل ہو گیا ہے تو ایٹروپین کا استعمال مفید ہے تاکہ التصاق مؤخر (پوسٹیریر سینیکیا) واقع نہ ہو۔

(د) اگر سبل پرانا ہے تو زیر لحمہ سیال نکیر

بڑھاتی ہوئی مقداروں میں داخل کریں۔ مثلاً ۵، ۱۰، ۱۵ اور ۲۰ فی صدی۔

نسخے

(۲) توتیا	۱/۲	رتی
پھٹکری	۱/۲	"
عرق گلاب	۲	تولے

رفع درد کے لیے اس میں قدرے افیون شامل کر سکتے ہیں۔

(۳) پھٹکری بریاں	۹	ماشے

افیون ۱ ماشہ، کافور ۱ ماشہ، توتیا بریاں ۴ رتی۔ ۲۰ تولے عرق گلاب میں کھرل کر کے سرمہ تیار کریں۔

(۴) توتیا ۱/۲ رتی۔ پھٹکری ۱ رتی، بورک ایسڈ ۵ رتی۔ زنک سلفیٹ ۲ رتی، وائن اوپیائی ۲۰ بوندیں۔ عرق گلاب ۳ تولے۔

(۵) توتیا ۱/۲ رتی۔ عرق گلاب ۳ تولے۔

(۶) کاپر سائٹراس ۱ رتی، ویزلین ایک تولہ۔ دن میں ایک بار لگائیں۔

(باقی)

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لئے زود اثر اور اصولی نسخے

امراضِ چشم

مسلسل

از جناب حکیم و حافظ محمد قسیم الدین صاحب "فاضل الطب والجراحت" کھاتولی

ماء اخضر: سبز موتیا بند (گلاکوما)

(۱) الیسرین سلفٹ ۱/۴ رتی
آب مقطر ۰۲ تولے
دن میں دو بار آنکھ میں ٹپکائیں۔

(۲) پائلوکارپین ½ رتی
آب مقطر ۰۲ تولے
دن میں دو بار استعمال کرائیں۔

(۳) ڈایونین ایک رتی
پائلوکارپین ہائیڈروکلور ۱/۴ "
الیسرین سلف ۱/۸ "
آب مقطر ۴ درہم
دن میں تین چار بار آنکھ میں ٹپکائیں۔

نوٹ:- اس مرض میں کرۂ چشم کے اندر رطوبت معمول سے زیادہ پیدا ہوتی ہے لیکن اس کا انجذاب کم ہوتا ہے جس کی وجہ سے آنکھ کے ڈھیلے میں رطوبت یا خون کا اجتماع ہو کر سختی اور تناؤ ہو جاتا ہے اور نظر بتدریج ناقص یا زائل ہو جاتی ہے۔ علاج کے لیے اس قسم کی دوائیں تجویز کی جاتی ہیں جو آنکھ کی پتلی میں انقباض پیدا کریں (منقبضات الحدقہ۔ مائی اوٹکس)۔ چنانچہ مندرجۂ بالا نسخوں کے استعمال کا یہی اثر ہوتا ہے۔ ایٹروپین اس مرض میں استعمال نہ کریں کیوں کہ یہ آنکھ کی پتلی کو کشادہ کرتا ہے۔ آنکھ کے ڈھیلے کا تناؤ کم کرنے کے لیے دست آور دوائیں مفید ہیں اسی مقصد کے لیے کنپٹی پر جونکیں بھی لگائی جاتی ہیں۔ درد رفع کرنے کے لیے اندرونی طور پر افیون اور سوڈیم سیلی سلیٹ مفید ہیں۔ اس مرض کے علاج میں دست کاری کی ضرورت عموماً پیش آتی ہے۔

تشخیص سبز موتیا بند کو موتیا بند سے تشخیص کرنا ضروری ہے۔ سبز موتیا بند کی تشخیصی علامات یہ ہیں:-

(۱) پتلی کی رنگت سبز دکھائی دیتی ہے۔ (۲) آنکھ کا ڈھیلا سخت پتھر کی طرح ہوتا ہے۔ (۳) آنکھ اور کنپٹی میں سخت درد ہوتا ہے۔ (۴) چراغ کے گرد سرخ حلقہ نظر آتا ہے۔ (۵) پتلی سست یا بے حس و حرکت ہو جاتی ہے اور روشنی سے متاثر نہیں ہوتی ہے۔ (٦) میدانِ بصارت (فیلڈ آف وژن) تنگ ہو جاتا ہے۔ بعید نظری کی شکایت ہو جاتی ہے۔

سا و ے

درجہ غدودیہ (فسانی کیولر اسٹیج)

(۱) ست مازو (ٹینک ایسڈ) ایک جز
گلیسرین ۲۰ جز
پہلے آنکھ کو ایکری فلیون لوشن ۱/۵۰۰۰ سے دھوئیں۔ اس کے بعد ردہوں پر مذکورہ دوا لگائیں۔

نوٹ: اس درجہ میں سلور نائٹریٹ استعمال نہ کریں۔

(ب) کاربن ڈائی اوکسائڈ سنو یا ریڈیم استعمال بھی مفید ہے۔

(۲) درجہ حبیبیہ (گرے نیولر اسٹیج)

(ل) آنکھ کو دن میں تین بار مندرجۂ ذیل غسولات میں سے کسی ایک سے دھوئیں:

(۱) بن آیوڈائڈ لوشن ۱/۵۰۰۰
(۲) ایکری فلیون لوشن "
(۳) ہائیڈرارج پرکلور لوشن "
(۴) آکسی سایانائڈ آف مرکری ۱/۵۰۰۰

(ب) اگر زخم قرینہ نہیں ہے تو آنکھ دھونے کے بعد دن میں ایک بار مندرجۂ ذیل نسخوں میں سے کوئی ایک دوا تیار کر کے ردہوں پر لگائیں:

(۱) گلیسرین کاپر سلفیٹ ۱۰ فی صدی
(۲) مرہم کاپر سائٹریٹ ۱۰ "
(۳) ست مازو (ٹینک ایسڈ) ایک حصہ
گلیسرین ۲۰ حصے
(۴) توتیا ۱ رتی
ویزلین ۰۲ تولے

بہت پرانے ردہوں میں توتیا اور پھٹکری یکے بعد دیگرے تیسرے دن استعمال کریں۔

(ج) اگر زخم قرینہ موجود ہے تو ادویۂ ذیل میں سے کوئی ایک ردہوں پر دن میں ایک بار لگائیں اور فوراً بعد بورک لوشن سے دھو ڈالیں:

(۱) سلور نائٹریٹ ½ فی صدی
(۲) پروٹارگال ۲ "
(۳) ٹینک ایسڈ ۱۰ رتی
گلیسرین ۰۲ تولے
(۴) اکتھیال ۰۲ رتی
گلیسرین ۰۲ تولے

(۳) درجۂ تلیف

(ل) اگر تقرح نہیں ہے تو مندرجۂ ذیل نسخہ مفید ہے:

ہائیڈرارج اوکسائڈ فلیوا ۱ رتی
کاپر سائٹریٹ ۱/۱۰ "
فائبرولائسین یا تھائیوسنامین ۱/۴ "
ویزلین ۰۲ تولے

(بقیہ صفحہ ۷۱ پر)

لنڈن کے اسپتالوں فارماکوپیا

"شعبۂ اطفال"

مسلسل

از جناب ڈاکٹر عبد الحمید صاحب چغتائی ایڈیٹر "آفتاب حکمت" لاہور

لوشنز (محلولات)

(۸) ٹنکچر آیوڈین ۱ ڈرام
گلیسرین ۱ اونس
ملا کر محفوظ رکھیں۔
ورم لوزتین و ورم لہات میں گلے کے اندر لگائیں۔

(۹) ٹنکچر اوپیم ۳۰ منم
لیڈ ایسی ٹیٹ ۲ گرین
ایسڈ ایسی ٹک ڈائلیوٹ ۲ منم
ایکوا ایک اونس
ملا کر مقام ورم و سوزش پر ٹکور کریں۔
(یہ لیڈ لوشن کا نسخہ ہے)

(۱۰) پوٹاسیم کلوریٹ ۱۰ گرین
بورکس ۹ "
ایکوا ۱ اونس
ملا کر منہ کے اندر بار بار لگائیں۔
قلاع دہن کے لیے مفید ہے۔

(۱۱) زنک سلفیٹ ۲ گرین
ٹنکچر لیونڈر کمپونڈ ۱۰ منم
ایکوا ایک اونس
ملا کر مقام ناصور پر لگائیں۔

(۱۲) بورکس ۲۰ گرین
گلیسرین ۲ ڈرام
ایکوا ایک اونس
ملا کر منہ اور حلق میں لگائیں۔
بثور دہن و سوزش حلق کے لیے مفید ہے۔

(۱۳) زنک کلورائیڈ ۱ گرین
ایکوا ڈسٹلڈ ۱ اونس
ملا کر آنکھ میں ڈالیں ۔ رمد و آشوب چشم
کے لیے مفید ہے۔

مکسچرز

(۱) ایسڈ نائٹرو ہائیڈرو کلورک ڈائلیوٹ $\frac{1}{2}$ ۱ منم
سپرٹ کلوروفارم $\frac{1}{2}$ "
ٹنکچر درنشیائی ۲ $\frac{1}{2}$ "
ایکوا ایک ڈرام
ایسی ایک ایک خوراک بعد غذا دیں۔
ضعف جگر کے لیے مفید ہے۔

(۲) ایسڈ سلفیورک ایرومیٹک ۱$\frac{1}{2}$ منم
ٹنکچر اوپیم $\frac{1}{2}$ "
گلیسرین ۱۰ "
ایکوا انیسی تہائی ۱ ڈرام
ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین بار پلائیں
قابض ہے اور اسہال کے لیے مفید ہے۔

(۳) سپرٹ ایتھر ۲$\frac{1}{2}$ منم
سپرٹ امونیا ایرومیٹک ۱$\frac{1}{2}$ "
سیرپ ۱۵ "
ایکوا منتھا پپ ۱ ڈرام
ایسی ایک ایک خوراک ہر دوسرے یا تیسرے
گھنٹے کے بعد دیں۔ مفرح ہے اور تقویت قلب
کے لیے معمول ہے۔

(۴) امونیا کارب $\frac{1}{2}$ گرین
سپرٹ ایتھر ۲ منم
سپرٹ وائنی ریکٹی فائیڈ ۵ "
گلیسرین ۵ "
ایکوا ۱ ڈرام
ایسی ایک ایک خوراک ہر تیسرے یا چوتھے
گھنٹے کے بعد دیں۔ نمونیا کے لیے مفید ہے۔

(۵) میگنیشیا کارب $\frac{1}{2}$ ۲ گرین میگنیشیا سلفیٹ
$\frac{1}{2}$ ۲ گرین ۔ پیپرمنٹ واٹر ۱ ڈرام
ضرورت کے وقت ایسی ایک خوراک پلائیں
مسہل ہے۔

(۶) سپرٹ ایتھر ۳$\frac{1}{2}$ منم
سپرٹ امونیا ایرومیٹک $\frac{1}{2}$ ۳ "
ٹنکچر درنشیائی ۲ "
امونیا کارب ۳ گرین
سیرپ سلّی ۳۰ منم
ایکوا کمفر ۱ ڈرام
ایسی ایک ایک خوراک ہر تین گھنٹے بعد
پلائیں ۔ نمونیا کے لیے بہت مفید ہے۔

(۷) الم ۱$\frac{1}{2}$ گرین
ٹنکچر کمفر کمپونڈ $\frac{1}{2}$ ۲ منم
ایسڈ سلفیورک ڈائلیوٹ ۱ "
ایکوا کمفر ۱ ڈرام
ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین بار دیں۔
اسہال مفرط میں اکسیر ہے۔

(۸) امونیا کارب ۴ گرین
وائنم اپی کاک ۶ منم
سیرپ ٹولو ۲ ڈرام
ایکوا ۱ اونس
ملا کر بقدر ایک ایک ڈرام ہر دو یا تین گھنٹے بعد
پلائیں ۔ کھانسی کے لیے مفید ہے۔

(باقی)

جوابات

(۱۲۰) **گھنگروالے بال** : (ل) بڑے شہروں میں ایسی دُکانیں ہوتی ہیں جہاں ماہرفن حجام ہر قسم کے بال بنادیا کرتے ہیں۔ آپ کے دوست ان لوگوں کی خدمات سے تھوڑا سا روپیہ خرچ کرکے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حکیموں اور ڈاکٹروں کی بیاضیں بدقسمتی سے اس قسم کے نسخے نہیں ہوتے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کسی دوا کے ذریعہ سے بالوں کو گھنگریالے بنانے کی کوشش کرنی فضول ہے۔ اس غرض کے لیے بازاروں میں ایک مشین ملتی ہے۔ اس کا طریقۂ استعمال معلوم کرکے اپنے بال گھنگریالے بنالیا کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ڈیکامالی ایک پاؤ کی مقدار میں لے کر دو سیر پانی میں جوش دیں۔ جب نصف پانی رہ جائے اُتار کر چھان لیں اور روغن کنجد ملاکر آگ پر چڑھائیں۔ جب پانی جل جائے تو روغن آگ سے اتارلیں اور خوشبو ملاکر صاف شیشی میں رکھیں۔ اس تیل کے بالوں پر لگانے سے بال گھنگروالے ہوجائیں گے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) بال گھنگریالے بنانے کے لیے یہ نسخہ اکثر کامیاب ثابت ہوا ہے۔ مردار سنگ دو تولے گیارہ ماشے، مازو، آملہ، برگ مرو، مائین، میتھی ہر ایک ایک تولہ ساڑھے پانچ ماشے۔ سب کو کوٹ چھان کر مورد کے پانی بقدر ضرورت میں ملاکر طلا کریں۔ اس نسخہ کے استعمال سے ہمیشہ کے لیے تو نہیں مگر ایک مقررہ وقت تک کے لیے بال گھنگریالے ہوجاتے ہیں۔ اور بار بار ان دواؤں کا استعمال کرتے رہنے سے ہمیشہ کے لیے بھی یہ تمنا پوری کی جاسکتی ہے۔ (حکیم محمد محفوظ عالم قریشی)

(۱۲۱) **لاغری جسم** :۔ (ل) اول تو صرف دُبلا ہونا کوئی بیماری نہیں ہے اور پھر آج کل تو یوں بھی دُبلے پتلے بدن نسبتاً زیادہ کارآمد ہیں، خوراک کی ضرورت کم اور بھاگنے دوڑنے میں سب سے آگے۔ آپ کی آگاہی کے لیے میں یہ عرض کردوں کہ انسان کو دوائیں نہیں بلکہ غذائیں اور زندگی کی دوسری کیفیتیں موٹا کیا کرتی ہیں۔ بے فکری اور فارغ البالی میں اچھی غذا اور کافی ورزش اگر میسر آئے تو انسان کافی موٹا تازہ ہوجاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر فکر اور پریشانی لاحق رہتی ہے یا مزاج ذکی الحس واقع ہوا ہے کہ ذرا ذرا سی بات کی دل پر چوٹ لگتی ہے اور خواہ مخواہ ہر بات پر غصہ آتا ہے تو ایسے اصحاب کے جسم پر بوٹی چڑھنا تقریباً محال ہے۔ (سعید بریلوی)

(ب) آپ کے دوست کو موٹا ہونے کے بجائے تن درست رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہر شخص کا مزاج اور اس کی جسمانی حالت مختلف ہوتی ہے اور اسی کے مطابق وہ لاغر یا فربہ ہوتا ہے۔ فربہی خود ایک مرض ہے۔ اگر آپ کے دوست ہمدرد کا "شربت اکسیر خاص" ایک ایک تولہ بعد غذا چاٹ لیا کریں تو اس سے خون کی پیدائش بڑھے گی۔ بدن میں تازگی پیدا ہوگی اور کچھ نہ کچھ بدن کے عضلات بھی بڑھیں گے۔ اگر ساتھ ہی جسم کی مالش بھی کرائیں تو زیادہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ستاور ۶ ماشے، موصلی سفید ۶ ماشے، زیرہ سفید ۱۰ ماشے۔ ان کو سفوف کرکے آدھ سیر دودھ میں پکائیں۔ جب کھیر سی بن جائے مٹھاس ملاکر کھائیں اور ۱۵۔۲۰ دن کھاتے رہیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) فربہی یا مٹاپا تو بجائے خود ایک بڑا مرض ہے۔ لہٰذا آپ کے دوست کو اس مرض میں مبتلا ہونے کی تمنا دل سے نکال دینی چاہیے۔ البتہ اگر معدہ و جگر کی خرابی لاحق ہو، بھوک کھل کر نہ لگتی ہو، قبض کی شکایت ہو، غذا اچھی طرح ہضم ہوکر بدن کو نہ لگتی ہو اور اس وجہ سے ناطاقتی اور لاغری زیادہ ہورہی ہو تو ایسی دوائیں استعمال کرنی چاہییں جن کے استعمال سے ہاضمہ درست ہوجائے، قبض رفع ہوجائے اور جو غذا کھائی جائے وہ اچھی طرح ہضم ہوکر جزوِ بدن ہو۔ اگر یہ مطلب حاصل ہوجائے تو مقوی غذائیں، دودھ، گھی، مکھن بالائی، تازہ و شیریں میوہ جات اور مغزیات وغیرہ استعمال کرنے چاہییں اور مناسب ورزش بھی کرنی چاہیے، تاکہ ہضم میں فتور واقع نہ ہو۔ اس صورت سے جسم میں تازگی اور توانائی اور چستی و تنومندی پیدا ہوجائیگی۔ ہمدرد کا "شربت اکسیر خاص" غذا کے بعد دونوں وقت ایک ایک تولہ چاٹ لینے سے معدہ اور جگر کی پوری اصلاح ہوجاتی ہے اور خون بھی زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ کم از کم اس کی دو شیشیاں اپنے دوست کو استعمال کرائیے۔ (حکیم محمد محفوظ عالم قریشی)

(۱۲۲) **اونچا سننا**۔ (۱) بہتر ہو کہ کان کے امراض کے کسی ماہر خصوصی کو کان دکھلایئے اور اس کے مشورے پر عمل کیجیے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کان کے علاوہ بھی کسی مرض میں مبتلا ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) روزانہ صبح کو "دلائے نوجوہر" ایک عدد خمیرہ گاؤزبان جنبری (ماشے میں ملا کر کھایئے اور کانوں میں روغن گوش سرخ دو دو قطرے ٹپکایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۲۳) **دودھیا پیشاب**۔ (۱) پہلوانی کے شوق کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ شادی سے محترز رہیں یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مباشرت اگر اعتدال کے ساتھ کی جائے تب ہی اس سے کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ آپ شادی ضرور کیجیے اور صرف یہ دھیان رکھیے کہ مجامعت کی کثرت نہ ہونے پائے۔ آپ کی تحریر سے کچھ ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ شاید آپ کو کھانا اچھی طرح ہضم نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہے تو غذا کی مقدار تھوڑی کم کر کے یا غذاؤں کو بدل کر دیکھیے اگر تخفیف ہو اور ہضم ٹھیک ہو جائے تو یہ بیماری بھی جلد ہی اچھا ہو جائے گا۔ (سعید بریلوی)

(ب) آپ کا ہضم خراب ہے۔ روزانہ صبح کو قرص ... ایک عدد نوشدارو سادہ ... ماشے میں ملا کر کھایئے اور بعد غذا دونوں وقت ... جالینوس دو دو قرص استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مغز نارجیل تازہ ۵ تولے اور مصری کوزہ صبح یا شام کو چند دن کھائیں۔ (حکیم محمد حسین ...)

(۱۲۴) **خونی بواسیر**۔ (۱) بواسیر کا سب سے مجرب نسخہ یہ ہے کہ بواسیر کا سبب دور کر دیا جائے۔ بواسیر بالعموم قبض رہنے سے لاحق ہوتی ہے۔ مناسب غذا، کافی ورزش اور کسی حد تک دوا سے مدد لے کر اپنے قبض کو رفع کیجیے۔ اگر سبب دور نہ ہو تو مسّوں کو کاٹ کر پھینک دینا بھی کچھ کام نہیں آتا۔ عادی قبض رفع کرنے کے لیے یہ تراکیب کافی مفید ہیں: سلفر سبلی میٹ ۲۰ گرین، کریم آف ٹارٹر ... گرین، دونوں دواؤں کو ملا کر ایک پڑیا بنا لیں: دو ایسی ایسی پڑیاں روزانہ استعمال کریں۔ لگانے کو "پائلس ہیلنٹ" ایک بہت ہی اچھی دوا ہے۔ (سعید)

(ب) ایک موٹی مولی جو تقریباً ڈیڑھ پاؤ وزن کی ہو، لے کر اس کو نیچوں کی طرف سے کھوکھلی بنائیں۔ پھر اس میں رسوت مصفّٰی چار تولے، شورہ قلمی دو تولے بھر کر اوپر سے مولی کے وہی اجزا بھر دیجیے جو اس کو کھوکھلا کرنے میں نکلے تھے۔ اس کے بعد اس پر صاف مٹی اور کپڑے سے گل حکمت کر کے آگ میں رکھ دیجیے۔ جب مٹی پک جائے تو آگ سے نکال کر مولی کو دواؤں سمیت پیس جنگلی بیر برابر گولیاں بنا کر ... ایک ایک گولی صبح و شام تازہ پانی سے کھایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مومیائی کانی، مردار سنگ، ہلیلہ خورد، مرچ سیاہ، کف دریا، خرمہرہ زرد سوختہ صدف صادق ہر ایک ۲ ماشے ... کر کے چنے برابر گولیاں بنالیں اور ایک ایک گولی صبح و شام تازہ پانی کے ساتھ کھائیں اور مسّوں پر لگائیں۔ (حکیم ...)

(د) رسوت مصفّٰی ۸ تولے، پوست ہلیلہ زرد ۴ تولے، گیرو ۲ تولے، کالی مرچ ایک تولہ۔ سب کو باریک کر کے آب برگ گندنا سبز یا مولی کے رس میں کھرل کریں اور متواتر ۱۲ روز جس قدر پانی اس میں جذب ہو سکے کھرل کرتے جائیں۔ اس کے بعد خشک کر کے جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں اور ۲ گولیاں صبح اور دو گولیاں شام پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ مسّوں کی تکلیف دنوں میں دور ہو جائے گی۔ ہر قسم کی بواسیر میں بلا دریغ استعمال کی جا سکتی ہیں۔ (راج وید ... سنگھ)

(ہ) برگ کونج تازہ کا رس دو چار قطرے ایک گلاس شربت مصری میں ملا کر چند یوم پییں۔ آرام ہوگا۔ (حکیم ...)

(۱۲۵) **ورم غدۂ قدامیہ**۔ (۱) ڈاکٹروں کا خیال صحیح ہی ہے۔ آپ کے غدۂ قدامیہ میں ورم ہے۔ زیادہ عمر کے آدمیوں میں بالعموم یہ خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ چند شیشیاں "انگرے ٹون" کی پی کر دیکھیں شاید فائدہ ہو جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ان کا کامیاب علاج تقریباً محال ہے۔ غذا میں احتیاط رکھیں، قابض بادی اور مضر چیزیں نہ کھائیں اور قبض نہ ہونے دیں۔ رات کو معجون عشبہ نو ماشے کھائیں اور صبح کو جوہری ایک عدد دودھ سے نگل لیا کریں۔ ممکن ہے کہ ان تدبیروں سے ان کی باقی زندگی نسبتاً آرام سے گزر جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) بیخ بادیان، بیخ کاسنی ایک ایک تولہ، تخم کشوث (بصرہ بستہ) ۶ ماشے، تخم خرفہ، ریوند خطائی تین تین ماشے۔ رات کو پاؤ بھر پانی میں بھگو دیں، صبح جوش دے کر چھانیں اور مصری کوزہ ایک تولہ گھول کر پی لیا کریں ... ۲۵ دن استعمال کریں۔ (حکیم محمد حسین ...)

(۱۲۶) **سرخ دانے**۔ (۱) اپنی اہلیہ کو ہر مرتبہ کھانا کھانے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد بیس گرین کی مقدار میں "سوڈا بائی کارب" آدھے گلاس پانی میں حل کر کے پلا دیا کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنی اہلیہ صاحبہ کو کچھ دنوں تک رات کو "معجون مصفیٰ خاص" ۶ ماشے کھلایئے اور صبح کو "دوائے خرمہرہ" ایک عدد معجون دبید الورد ۹ ماشے میں ملا کر دیجیے۔ ہر قسم کی ترشی اور گرم چیزوں سے پرہیز کرایئے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۲۷) کان بہنا:۔ (۱) کان کے امراض کے کسی مخصوص ماہر کو دکھایئے اور اسی کی ہدایتوں پر عمل کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اپنے بھائی کو دوائے خرمہرہ نصف قرص خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر روزانہ کھلایئے اور کانوں میں "روغن گل سرخ" دو دو قطرے روزانہ ڈالا کیجیے اور ساتھ ہی کانوں کی صفائی کا روزانہ خیال رکھیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۲۸) زبان کے چھالے:۔ (۱) مریض کے ہضم میں فتور ہے۔ دوا کے طور پر مریض کو "کیل سیا کھلایئے اور "بیٹا بین" کے انجکشن لگوا دیجیے۔ غذا بہت ہی سادہ اور زود ہضم ہونی چاہیے۔ روزانہ غسل اور باقاعدہ لمبی چہل قدمی مفید ہوگی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ ان کو یہ دوا بنا کر استعمال کرایئے:۔ زردرد، کتھ سفید، شورہ قلمی، دانہ الائچی خورد ہر ایک دو ماشے، کافور خالص ایک ماشہ، نیلا تھوتھا بریاں ۶ رتی۔ سب کو نہایت باریک پیس چھان کر روزانہ دو بار منہ میں چھڑکیں۔ اگر ہضم خراب ہو یا قبض کی شکایت رہتی ہو تو "جوارش مقوی معدہ" ۶۔۶ ماشے بعد غذا کھلائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۲۹) فالج:۔ (۱) چیچک کے ٹیکے سے بخار تو ضرور ہوتا ہے لیکن اس کی وجہ سے کھانسی یا فالج ناممکن ہے۔ مریضہ کو دیکھے بغیر آپ کے بیان سے تشخیص میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ بہرحال فالج کسی وجہ سے بھی ہو اس کا علاج یہی ہے کہ مالش کے ذریعہ سے عضلات اور اعصاب میں طاقت پہنچائی جائے اور ایسی دوائیں دی جائیں جن سے اعصاب کو تحریک پہنچے۔ بجلی کی لہروں سے بہت کافی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگرچہ پرانا ہونے کی وجہ سے مرض میں شفایابی بحال نظر آتی ہے لیکن بہت ممکن ہے کہ سن بلوغت کو پہنچنے پر مرض میں نمایاں کمی ہو جائے یا بالکل ہی جاتا رہے۔ بحالت موجودہ آپ اس لڑکی کو قرص گلو دنتی ایک عدد معجون جوگراج گوگل چار ماشے میں رکھ کر روزانہ کھلا دیا کیجیے اور ہاتھ پاؤں پر روغن سرخ کی مالش کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) اسگندھ ناگوری سائیدہ ۴ رتی کو گھی اور شکر میں ملا کر صبح و شام چٹائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) شہد کے ساتھ روٹی کھلائیں اور کنوار گندل کا سالن کھلائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۳۰) کالے داغ:۔ (۱) دیکھے بغیر کوئی صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ سوڈا منٹ کی ٹکیاں چوسنے کو دیجیے اور پھر دیکھیے کہ کچھ فائدہ ہوتا ہے یا نہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ان داغوں کا علاج تقریباً ناممکن ہے۔ لیکن اگر عاقرقرحا ایک تولہ، نوشادر ۶ ماشے کو باریک پیس کر روزانہ زبان پر ملا کریں اور جو رطوبت بہے اس کو بہنے دیں تو ان کی چبھن سے جو تکلیف ہوتی ہے اس میں کمی ضرور ہو جائے گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۳۱) شنگرفی چہرہ:۔ (۱) گندک، پارے اور شنگرف کا تو غالباً یہ اثر نہیں ہے کہ مریض کی جلد کی رنگت خاص قسم کی ہو گئی ہے۔ البتہ اُن امراض کا یہ اثر ہو سکتا ہے کہ جن کے ازالہ کے لیے پارہ وغیرہ کا استعمال کیا گیا تھا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) شنگرف وغیرہ کے استعمال سے خون میں حدت ہو کر یہ بات ہو سکتی ہے۔ مریض کو روزانہ صبح و شام "صافی" ایک ایک تولہ بکری کے دودھ میں ملا کر پینے کا مشورہ دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آبِ مکو سبز، آبِ ترب سبز، آبِ کاسنی سبز، آبِ تلسی سبز ہر ایک ایک تولہ آگ پر رکھ کر پکائیں۔ پھر پانی میں فل فل شیا سئہ دو عدد چھڑک کر پییں۔ اس طرح صبح و شام استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) آبِ مکو تازہ پانچ تولے صبح کو پلائیں اور پیشاب کا معائنہ کریں۔ پارہ برتن میں تہ نشین ہوگا۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۳۲) نزلہ دائمی:۔ (۱) مریض کے خون کے دباؤ کا امتحان کرایئے۔ شک ہوتا ہے کہ ان کے خون کا دباؤ بڑھ گیا ہے۔ دوا کے طور پر "کارڈی زول" استعمال کرایئے اور اس کے علاوہ لال شربت (گریالنس سیرپ) کی چند شیشیاں پلا دیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) یہ گولیاں بنا کر استعمال کرایئے:۔ کچلہ مدبر، تخم دھتورہ مدبر، مغز بنولہ، زیرہ سفید، دھنیا چھلا ہوا، مومیائی خالص ہر ایک ۶ ماشے، مغز بادام شیریں مقشر ایک تولہ، کشتہ فولاد، مصطگی رومی ہر ایک تین ماشے کو باریک چھان کر پوست خشخاش کے پانی میں کھرل کر کے چنے برابر گولیاں بنائیں۔ ایک ایک گولی صبح و شام بعد غذا دیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۳۳) اینٹی فلوجسٹین کا بدل :- (ا) اینٹی فلوجسٹین کا فائدہ صرف یہ ہوتا ہے کہ جس جگہ پلاسٹر لگایا جاتا ہے اس جگہ کی جلد گرم ہو جاتی ہے اور جو خون کہ اندرونی اعضا میں پہنچ کر سوزش کا باعث بنا ہوا ہے وہ زیادہ تر جلد میں آنے لگتا ہے۔ اور اندرونی اعضا میں اس کا اجتماع نہیں ہونے پاتا۔ یہی فائدہ ہر اس چیز سے پہنچ سکتا ہے جس سے سینک پہنچے۔ پلاسٹر میں خاص فائدہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ لگا دینے سے کئی گھنٹے تک ہلکی ہلکی سینک پہنچتی رہتی ہے۔ آپ پلٹس سے بار بار سینک کر کے یہی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ السی کی پلٹس پورے طور پر پلاسٹر کا کام دیتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) السی کی پلٹس بنائیے اور باندھتے وقت اس پر رائی باریک شدہ تھوڑی سی چھڑک کر اسی طرف سے سینہ پر باندھیے جس طرف کہ رائی چھڑکی گئی ہے۔ تقریباً یہی کام کرے گی جو اینٹی فلوجسٹین کرتا ہے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) زردی بیضۂ مرغ ایک عدد، [illegible] سائیدہ ۳ ماشے، صبر زرد ڈیڑھ ماشے۔ تینوں کو یکجا کریں اور نیم گرم کر کے لگائیں۔
(حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۳۴) کشتۂ شنگرف :- (ا) بدقسمتی سے مجھے کشتے بنانے نہیں آتے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) خالص تانبے کا پترہ ایک تولہ وزنی لے کر اس کو سفید آک کے دودھ میں بھگوئیں۔ دودھ کو روزانہ بدل دیا کریں۔ جو دودھ آج ڈالا ہے اس کو اگلے روز پھینک دیں اور تازہ دودھ میں پترے کو ڈالیں۔ اس کے بعد تین روز تک لیموں کے رس میں اور تین روز املی کے پتوں کے رس میں ڈالے رکھیں۔ اس کے بعد جو تیتری بوٹی (چھوئی موئی بوٹی) پانچ تولے اور گھیکوار سفید کے پتے پانچ تولے کے نغدے میں رکھ کر دو کوزوں کے درمیان رکھیں اور خوب اچھی طرح گل حکمت کر کے خشک کریں۔ پھر آگ دیں۔ سرد ہونے پر نکال لیں، کشتہ سفید برآمد ہوگا۔ یہ کشتہ مقوی باہ ہے۔ اس کی مقدار خوراک نصف چاول سے ایک چاول تک ہے۔ مکھن یا بالائی میں ملا کر کھایا جاتا ہے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) ۵ سیر نوجیون بوٹی کے نغدہ میں تانبہ کا کشتہ [illegible] ماشے ملفوف کر کے ۵ سیر اپلوں کی آگ دیں۔ سفید کشتہ ہوگا۔ (حکیم ہمایوں)

(۱۳۵) نسخۂ ضبط تولید :- (ا) آپ کو ضبط تولید کے لیے نسخہ درکار ہے۔ حالانکہ یورپ اور امریکہ میں جہاں سے اس تحریک کی ابتدا ہوئی تھی لوگوں کی عقل اب درست ہوتی جا رہی ہے۔ بہت سی عورتیں اس کوشش میں اپنی تندرستی برباد کر چکی ہیں اور بہت سے ڈاکٹر اب اسے گناہ خیال کرنے لگے ہیں۔ ضبط تولید کے نقطہ میں یقیناً بہت کچھ دلکشی موجود ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حسب ضرورت اگر تولید پر ہم پابندیاں اور ضبط عائد کر سکیں تو اس میں فائدہ کے سوا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اول تو میں آپ کو یہ بتا دوں کہ اس قدر تجسس اور تلاش کے باوجود دنیائے طب آج تک کوئی ایسا ذریعہ نہیں معلوم کر سکی ہے جس کی مدد سے ضبط تولید یقینی ہو جائے۔ شہرت یافتہ دواؤں اور مروجہ طریقوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جس پر پورا بھروسا کیا جا سکے۔ دوسرے یہ کہ قدرت نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر مرتبہ استقرار حمل کی بدولت عورت کی تندرستی بہتر ہو جاتی ہے بلکہ وہ از سر نو جوان ہو جاتی ہے۔ ضبط تولید کر کے آپ اسے اس فائدہ سے محروم کر دیتے ہیں۔ بہتر ہو کہ اس خیال کو دل سے نکال ہی ڈالیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ضبط تولید کے لیے کسی مجرب نسخہ کا ملنا محال ہے۔ بہتر ہے کہ آپ ہمدرد صحت کے خاص نمبر "ضبط تولید و اصلاح نسل" کا مطالعہ کریں۔ اس میں آپ کو بہت سی دوائیں ملیں گی اور ضبط تولید کے بہت سے طریقے ملیں گے۔ خود تجربہ کر لیجیے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) سرکہ تیز، روغن کنجد، آب لیموں ترش۔ ہم وزن لے کر شیشی میں رکھیں۔ اور ضرورت کے وقت شیشی ہلا کر لگائیں۔ جب تک اس کو لگا کر نزدیکی کریں گے حمل قرار نہ پائے گا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) جماع سے پیشتر روئی کا ایک پھایہ روغن نیم سے تر کر کے فرج میں رکھ دیا کریں۔ (حکیم ہمایوں لائلپوری)

(ب) آپ اپنی اہلیہ
دبیدالوردہ ماشے م
۱/ ۱۰۰۰۔

سوالات؟

(۱۳۶) شربت سازی پر کوئی مبسوط کتاب ہے تو لکھ دیجیے یا ایسی ترکیب بتائیے کہ شربت عرصہ دراز تک خراب نہ ہو یعنی پھپھوندی وغیرہ اس پر نہ آئے۔ (خریدار نمبر ۱۶۷۷)

(۱۳۷) جسم کے ایک حصہ پر بھلانوہ کا تیل لگ جانے سے زخم پڑ گیا اور اندمال کے بعد سیاہی مائل داغ رہ گیا۔ اس داغ کیوں کو دور کیا جائے؟ (خریدار نمبر ۱۱۱۶۷)

(۱۳۸) ایک ایسے نسخہ کی ضرورت ہے جو خونی اور بادی بواسیر اور جریان اور احتلام کے لیے یکساں مفید ہو۔ (خریدار نمبر ۱۲۶۳۹)
میرے ایک عزیز کی عمر ۲۴ سال ہے، سرعت انزال، کثرت احتلام، ذکاوت حس کا شاکی ہے۔ شہوانی خیالات کے وقت عضو میں انتشار آجاتا ہے۔ بوقت انتشار تو نہیں لیکن انتشار کم ہونے ہی عضو کے منہ پر ایک بے رنگ لیس دار رطوبت نمودار ہوتی ہے۔ جب پیشاب کیا جاتا ہے تو پہلے یہ لیس دار رطوبت کافی خارج ہوتی ہے اور پیشاب کے بعد بھی اس کے قطرے آتے ہیں۔ مگر ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا صرف شہوانی خیالات کے بعد پیشاب کرنے پر ایسا ہوتا ہے۔ شہوانی خیالات کے دوران میں پیشاب بھی بار بار آتا ہے۔ سینکڑوں اعلیٰ اور ادنیٰ مقوی باہ دوائیں استعمال کی جا چکی ہیں مگر یہ لیس دار رطوبت نہیں کم ہوئی۔ (خریدار نمبر ۱۲۰۳۹)

(۱۳۹) میری عمر تیس سال ہے اختلاج القلب اور خفقان کی پرانی شکایت ہے۔ ضعف ہضم، قبض اور تبخیر معدی کی اکثر شکایت رہتی ہے۔ نیز کسی اہم معاملے پر یا ویسے مسلسل گفتگو کرنے سے سارا جسم اور جبڑے اس طرح کانپتے ہیں اور دانت پر دانت بجتے ہیں جیسا کہ سردی لگنے سے۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۹۸)

(۱۴۰) میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ مزاج سخت گرم اور سوداوی ہے۔ ذیابیطس شکری ہو گئی ہے۔ نہایت کمزور ہو گیا ہوں۔ بغل میں پھوڑا نکلا تو قارورہ جانچنے سے معلوم ہوا کہ شکر آرہی ہے۔ اطبائے و ڈاکٹر صاحبان مجرب نسخے تحریر فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۵۵۳ ہن)

(۱۴۱) میرے ایک پچیس سالہ دوست چار سال سے خنازیر میں مبتلا ہیں۔ زیادہ تکلیف بیساکھ سے شروع ہو کر سوج تک رہتی ہے۔ دبانے سے معمولی تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی کوئی دوا بتائیے کہ گلٹیاں نابود ہو جائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۹۵۷)

(۱۴۲) میری عمر ستاون سال ہے۔ پانچ سال ہوتے ہیں کہ ایک سادھو نے جلاب دیا جس سے خونی پیچش اور بخار کی شکایت ہو گئی۔ ایک مہینے میں آرام ہوا۔ ایک دن سیر کو گیا۔ راستہ میں دایاں پیر سو گیا اور پھر گھٹنے تک ٹانگ سو گئی۔ پھر دوسری ٹانگ بھی سن ہو گئی۔ دھڑکن شروع ہوئی نبض کی رفتار ایک سو بیس تھی۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ خون کا دباؤ ۱۹۰ ہے۔ اگرچہ اب یہ شکایت نہیں ہے۔ لیکن کبھی کبھی دباؤ بڑھ جاتا ہے اور تکلیف دیتا ہے۔ اب دل میں خوف بیٹھ گیا۔ گھر سے نکلنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ گھبراہٹ اور بے چینی ہے۔ دل کے مقام پر آگ سی لگی رہتی ہے۔ دل میں درد ہے جو کام کرنے سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ (ایک خریدار)

(۱۴۳) میری عمر ۱۳ سال ہے۔ وزن ۳ من ہے۔ بغیر ورزش کے وزن کم کرنے کے لیے نسخہ چاہیے جس سے دل معدہ اور باہ کو ضرر نہ پہنچے۔ (خریدار نمبر ۱۱۲۰۸)

(۱۴۴) ایک صاحب کو دو بچے ہوئے۔ بڑے بچے کا ایک پاؤں خمیدہ تھا جو درست کر دیا گیا۔ دوسرے بچے کا اوپر کا ہونٹ دو جگہ سے کٹا ہوا ہے اور طارق نہیں ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیا آئندہ بھی ایسا ہونے کا احتمال ہے؟ اس کا کیا علاج ہے؟ ہونٹ و طارق کہاں درست ہو سکتے ہیں؟ (خریدار نمبر ۸۵۵۸)

(۱۴۵) میرے ایک بچے کی پیدائش کے ایک سال بعد سے کان بہتے ہیں۔ اب اس کی عمرہ سال ہے۔ کوئی صاحب نسخہ تجویز فرما کر مشکور فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۸۸۱۲)

(۱۴۶) کثرتِ مباشرت کا شوقین ۳۰ سالہ مریض بات بات میں بیوی بچوں پر غصہ کرتا ہے۔ باہر جھگڑا ہو تو اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے تھوڑی دیر میں غصہ اور تھوڑی دیر میں ہنسنا بولنا۔ مباشرت سے اب سارے بدن میں رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔ ویسے بالکل تندرست ہے۔ گرمیوں میں گھبراہٹ زیادہ ہوتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۷۹)

عورتوں سے ڈرنے والے مرد



اپنے جسم کو نئی طاقت اور جوانی سے بھر لیں

وہ مرد جن کی حالت یہ ہے کہ اپنی جسمانی کمزوریوں کی وجہ سے عورتوں سے ڈرتے اور شرماتے ہیں ان کے لیے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ وہ اپنے جسم کو نئی طاقت اور جوانی سے بھر لینے کے بعد نئے سرے سے دنیا میں نئی طاقت اور جوانی کے مزے لیں۔ **معجون شباب آور** زمانہ حاضرہ کی سب سے بڑی ایجاد ہے جو حلق سے اترتے ہی جسم میں جوانی کی ایک لہر پیدا کرنی شروع کر دیتی ہے۔

معجون شباب آور ہمدرد دواخانہ کی مجلس اطبا کی وہ سائنٹفک دریافت ہے جس کو جدید سائنٹفک اصول کے ماتحت بغیر ہاتھ لگائے اعلیٰ ترین مشینری سے تیار کیا جاتا ہے جو ہندستان میں صرف ہمدرد دواخانہ کو حاصل ہے۔ اس دریافت نے ناکارہ دائم المرض مریضوں کو تندرست کر دیا ہے۔

معجون شباب آور باہ کی کمزوری اور بے اعتدالی کو دور کر کے ناقابل برداشت طاقت اور رغبت پیدا کرتی ہے۔ اس کے استعمال سے برباد شدہ جوانی یقینی طور پر واپس آ جاتی ہے۔ ناکارہ اعضا اس طرح کام کرنے لگتے ہیں گویا ان کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جریان کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتی ہے۔ دل، دماغ، حافظہ اور پٹھوں کو نئی قوت دیتی ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ اعضاء رئیسہ کو تقویت پہنچانے کے بعد جسم میں چستی اور جوانی پیدا کر دیتی ہے۔ ہندستان کی سب سے پہلی ایجاد ہے جس نے لاکھوں مریضوں کو نئی زندگی دے دی ہے۔

قیمت ایک شیشی (۲۰ خوراکیں) صہ/ پانچ روپے۔ نمونہ کی شیشی (۴ خوراکیں) ایک روپیہ (عہ/) جب آپ آرڈر دیں تو لکھ دیجیے کہ آپ کو بڑی شیشی کی ضرورت ہے یا چھوٹی شیشی کی۔

نوٹ: آپ معجون شباب آور کی بڑی شیشی منگائیں۔ بڑی معقول۔ دونوں کا نو آنے ہوتا ہے۔

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے۔

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

آرڈر فارم

جناب من تسلیم۔

میں نے معجون شباب آور کے فائدے پڑھے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہمدرد کی یہ سائنٹفک معجون استعمال کروں۔ لہٰذا آپ مجھے ایک بڑی / چھوٹی شیشی بھیج دیجیے۔ اس کی قیمت مبلغ .... میں نے بذریعہ منی آرڈر بھیج دی ہے۔ / وی پی کے ذریعہ سے وصول کر لیجیے۔

نام ________________________

مفصل پتہ ________________________

بہادر روسی کزک میدان جنگ میں



رُوسی کزک کیسے تن درست نظر آتے ہیں! جنگلوں، دریاؤں، جھیلوں اور پہاڑوں کی تازہ ہوا سخت محنت مشقت کی زندگی کی وجہ سے ان کا خون صاف اور بیربہوٹی کی طرح سُرخ رہتا ہے۔

ہم شہروں کے رہنے والوں کو جنگلوں، پہاڑوں، جھیلوں اور دریاؤں کی تازہ ہوا کہاں میسر ہے!

روسی کزکوں کی طرح ہمارے معدے جاڑوں کی لذیذ مقوی غذاؤں کو کہاں ہضم کر سکتے ہیں؟ اس لیے موسم بہار آتے ہی ہمارے جگر اور معدے میں زہر پیدا ہو جاتا ہے اور یہ زہر خون میں پھیل کر چیچک، خسرہ، تن پھیڑے، حلق میں ورم، پھوڑے پھنسیاں اور خارش وغیرہ پیدا کر دیتا ہے۔

اگر آپ کا خون پتلا، کم زور، ہلکے خراب رنگ کا، یا زہریلا ہے، جیسا کہ موسم بہار میں ہو جاتا ہے، تو آپ ان امراض کا کیوں کر مقابلہ کر سکتے ہیں؟

اب موسم بہار میں آپ جادو اثر خون صاف کرنے والی سائنٹفک ایجاد صافی (رجسٹرڈ) ضرور پیا کیجیے۔ اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی، پچیس تیس روز تک ضرور پلائیے۔ اس سے آپ کا اور آپ کے بچوں کا خون رُوسی کزکوں کی طرح صاف اور سُرخ رہے گا اور آپ تمام سال چاق و چوبند رہیں گے۔

صافی (رجسٹرڈ)

آپ اپنے لیے آج ہی منگائیے +

قیمت ایک شیشی (۱۰ خوراکیں)
دس آنے (۱۰/)

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی



دِق اور سِل کی مریضہ موت کے آغوش میں پہنچ چکی تھی!

لیکن ماءُ الحیات اور قرص سحر نے اُس کو دوبارہ زندگی عطا کر دی

یہ مریضہ دق اور سل کے تیسرے درجے سے بھی گزر چکی تھی۔ تمام ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر اس کی موت کا حکم سنا دیا تھا جب ہر طرف سے مایوس ہوگئی تو اس نے ہمدرد دواخانہ کو اپنی تکلیف لکھ کر بھیجی۔ اس کا خط بیحد دردناک تھا۔ چنانچہ اس کے جواب میں ہمدرد دواخانہ نے دق اور سل کی دو مجرب دوائیں ماءالحیات اور قرص سحر بھیجدیں۔ چنانچہ ان دونوں دواؤں کے ۴۰ روز استعمال کے بعد خاتون مذکور کی صورت بالکل بدل گئی اور انھوں نے ایک خط کے ذریعہ سے اس دوا کے بہترین ہونیکی تصدیق کی ہے۔

مَاءُ الحَیَات ہمدرد دواخانہ کا وہ نایاب عرق ہے جو ایک ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو صرف ہمدرد دواخانہ ہی کو حاصل ہے۔ اس عرق کے بدن میں پہنچتے ہی دق اور سل کے جراثیم مرنے شروع ہوجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ عرق دق اور سل کے جراثیم قطعی طور پر فنا کر دیتا ہے اور مریض خود بخود سنبھلتا چلا آتا ہے۔

قرص سحر:۔ اس عرق کے ساتھ قرص سحر کو اس لیے لگایا گیا ہے کہ ان قرصوں سے مریض کی گئی ہوئی طاقت واپس آئے۔ چنانچہ ماءالحیات تو مرض کو دُور کرتا ہے اور قرص مریض کو تن درست کرتے ہیں۔

دِق اور سِل کا نیا علاج:۔ ہمارے اس طریق علاج کو دق اور سل کا بالکل نیا علاج تسلیم کیا جا چکا ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت تک بے شمار مریض تن درست ہوچکے ہیں۔ چالیس روز میں یقینی طور پر شفا ہوجاتی ہے۔

ماءالحیات چونکہ عرق ہے اس لیے فرمائش بھیجتے وقت بذریعہ ریل طلب کیجیے۔ ورنہ محصول بہت زیادہ لگے گا۔ رفاہ عام کی غرض سے ان تیر بہدف دواؤں کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ یعنی قرص سحر فی ٹکیہ ۲ اور ماءالحیات فی بوتل جو بارہ روز کے لیے کافی ہے۔ ۱۲ دو روپے۔

روزانہ ایک ٹکیہ اور ۵ تولے عرق دیا جاتا ہے۔ مفصل پرچہ ترکیب استعمال دواؤں کے ساتھ ہے

یہ خاتون لکھتی ہیں:۔

منیجر صاحب ہمدرد دواخانہ

"میں زندگی سے مایوس ہوچکی تھی آپ کی دوا نے مجھے بچا لیا معلوم نہیں کہ اس میں کیا اثر تھا کہ میں سنبھلتی چلی آئی بخار جاتا رہا کھانسی میں کمی ہوگئی۔ ہڈیوں کی شورش کم ہوگئی۔ دوا کے استعمال کے بعد میں نے بلغم کا معائنہ کرایا تو دق اور سل کے جراثیم نابود تھے۔"

مسز ایف جی ایس

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

کیا آپ کو معلوم ہی

بہار کے موسم میں کیسے تن درست رہا جا سکتا ہی؟

موسم بہار کی پیدائش!

انسان نے جب پہلی مرتبہ دنیا میں آنے کے بعد اس دنیا کی بے رونقی کو دیکھا تو اس نے کہا "اے مالک تو نے مجھے کیسی دنیا میں بھیج دیا ہی، جہاں نہ مستی ہی نہ شوخی ہی اور نہ زندگی ہی"

مالک نے پوچھا، "تو کیا چاہتا ہے؟"

انسان بولا "میں ایک ایسی دنیا چاہتا ہوں جہاں حسن ہو، جوانی ہو، شباب ہو جہاں کی فضا میں مستی ہو اور جہاں وہی کیف و سرور ہو جو تیری جنت میں ہے۔ میرے مالک اس دنیا کو بھی ہی جنت کی طرح بنا دے جہاں مدتوں رہا ہوں اور جہاں کی فضا میں حسن بکھرا بکھرا پھرتا ہے"

مالک نے کہا، "اب تو اس شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا"

انسان نے گڑگڑا کر کہا، "میرے مالک کچھ بھی ہو میری دنیا کو جنت جیسا بنا دے"

مالک نے، جسے انسان کی دلداری منظور تھی، ایک اشارہ کیا۔ کائنات کا رنگ بدلنے لگا۔ مست فضائیں چلنے لگیں۔ زمین سے رنگ برنگ کے پھول امنڈ پڑے۔ درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ درختوں کی شاخیں میووں سے جھک گئیں۔ دریاؤں کا پانی شفاف موتی کی طرح چمکنے لگا۔ ہر طرف حسن تھا، شوخی تھی اور جوانی تھی۔ یہ تھا دنیا کا انقلاب اور اسی انقلاب کا نام ہے موسم بہار۔

اگرچہ دنیا بہت پرانی ہو چکی ہی، لیکن پھر بھی اس انقلاب کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے ہر سال بہار آتی ہی اور بہار کے آتے ہی پتہ پتہ میں نشوونما کی قوت بڑھ جاتی ہے اور ہر طرف فضا میں ایک جوانی سی نہرانے لگتی ہے۔

انسان اور موسمِ بہار

موسم بہار کی یہ انقلابی کیفیات صرف اس کائنات ہی تک محدود نہیں ہیں، بلکہ آفرینش عالم سے یہ دستور چلا آرہا ہی کہ موسم بہار کے آنے کے ساتھ ہی انسان بھی ایک انقلاب محسوس کرنے لگتا ہی۔ چنانچہ انسانی قلب امنگوں سے لبریز ہو جاتا ہی۔ سرد خون گرمی پاکر رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔ دماغ پر ایک مستی سی چھا جاتی ہے اور انسان ان کیفیات سے کچھ مدہوش سا ہو جاتا ہی شاید اسی لیے قدرت نے کہا تھا کہ "اے انسان اب تو اس شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا"

یہ حقیقت ہی کہ انسان کے لیے یہ مست کر دینے والا موسم ناقابلِ برداشت ہی بن جاتا ہی۔ کیونکہ بہار کے آتے ہی نہ صرف انسان کے احساسات کی دنیا میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہی، بلکہ جسمانی کیفیات بھی اس کے لیے مصیبت بن جاتی ہیں۔

موسمِ بہار میں انسانی جسم کی بغاوت

موسم بہار کے آتے ہی انسان کے جسم میں ایک انقلاب رونما ہو جاتا ہی۔ وہی خون جو ہمارے جسم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہی ہم کو پریشان کرنے لگتا ہی۔ خون گرمی پاکر رگوں میں پھیلنے لگتا ہی۔ اس میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہی اور خون میں جوش پیدا ہونے کے ساتھ ہی وہ تمام خوفناک بیماریاں ابل پڑتی ہیں جو زیادتی خون یا جوشِ خون سے تعلق رکھتی ہیں۔

موسمِ بہار کے آتے ہی پھوڑے، پھنسیاں، چیچک، خسرہ، نکسیر وغیرہ کی شکایتیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ

بلکہ وہ مواد جو جاڑے میں جسم کے کسی نامعلوم کونے میں پڑا ہوا تھا، گرمی پا کر ابل پڑتا ہے اور کمزور اعضا پر گر کر ان کو ناکارہ کر دیتا ہے غرضکہ موسم بہار کے آتے ہی انسان کے سارے جسم میں ایک ہلچل پیدا ہو جاتی ہے شاید اسی لیے قدرت نے انسان سے کہا تھا کہ "تو موسم بہار کی شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا"

یہ جسمانی بیماریاں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟

شاعر اور ادیب کی نظر میں موسم بہار کی یہ بیماریاں موسم بہار کی پیدائش کی یادگار ہیں۔ لیکن اطبا کہتے ہیں کہ ان بیماریوں کو بہار جیسے معصوم اور پر لطف موسم کی ہلاکت آفرینیوں کا سبب نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ بیماریاں اُن خرابیوں کا نتیجہ ہیں جو سردی کے موسم میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ سردی میں تو دبی پڑی رہتی ہیں، لیکن جوں ہی موسم بہار کی لطیف گرمی ان کو چھیڑتی ہے یہ ابل پڑتی ہیں۔

اطبا کی رائے ہے کہ اگر جسم میں مدافعت کی طاقت ہو تو یہ زہریلا مادہ جو سردیوں سے جسم میں پڑا ہوا تھا خود ہی نکل جاتا ہے لیکن اگر قوتِ مدافعت کمزور ہے تو یہ زہر جسم ہی میں رہ جاتا ہے اور سینکڑوں خطرناک بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے۔

موسمِ بہار ہمارے لیے مصیبت

قدرت نے سچ کہا تھا کہ "اے انسان، موسم بہار کو تو برداشت نہیں کر سکے گا" چنانچہ یہی ہو رہا ہے کیونکہ ہماری تن درستیاں خراب ہوتی جا رہی ہیں۔ ہمارے جسم میں زہر کو خارج کرنے کی قوت باقی نہیں رہی۔ اس لیے موسم بہار جیسا خوش گوار موسم بھی ہمارے لیے ایک مصیبت بن جاتا ہے۔

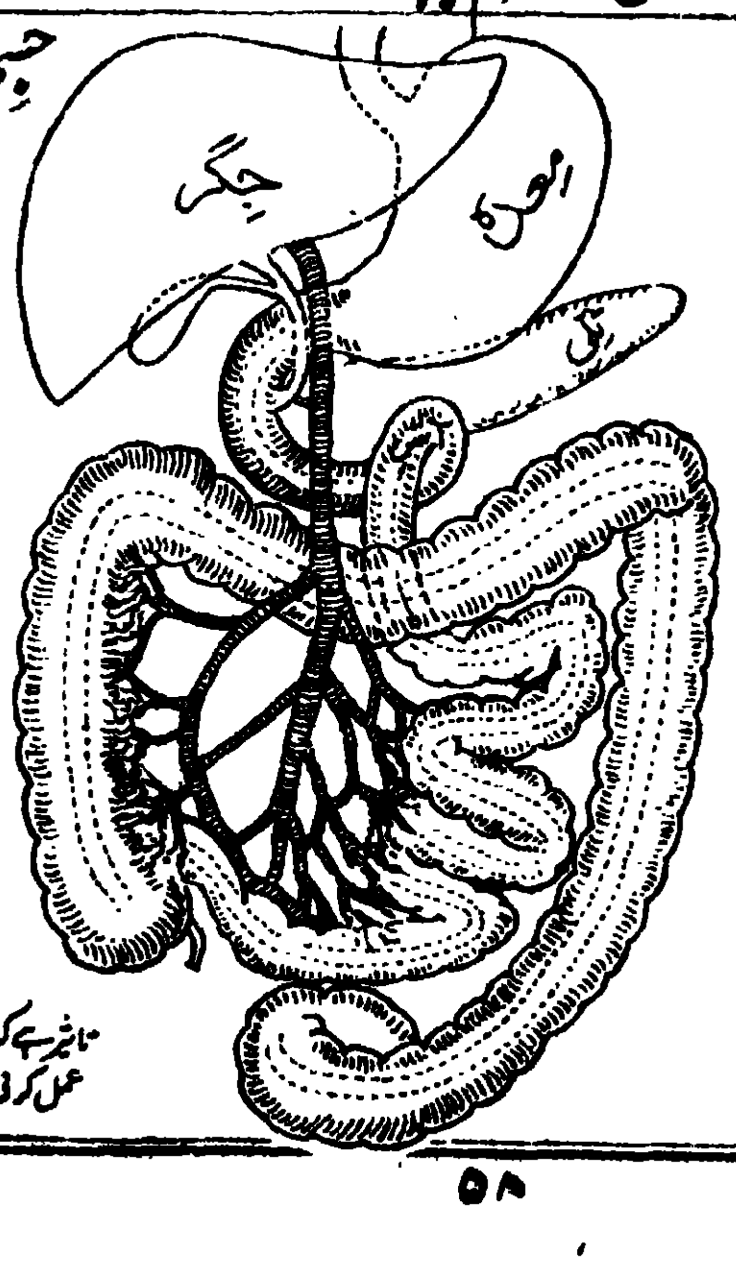
موسم بہار ہمارے لیے کس قدر قاتل ثابت ہو رہا ہے اس کا اندازہ اس خوفناک رپورٹ سے ہو سکتا ہے جو ہر سال ہندستان میں شائع ہوتی ہے۔ اس رپورٹ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موسم بہار بنی نوع انسان کی تباہی کا پیام لیکر آتا ہے اور لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کو برباد کرکے چلا جاتا ہے۔

۲۷ لاکھ آدمی موسمِ بہار کے شکار

اندازہ لگایا گیا ہے کہ موسم بہار میں خون میں زہر شامل ہونیکی وجہ سے جو خوفناک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان میں تقریباً ۲۷ لاکھ آدمی یا تو جان دیدیتے ہیں یا اپنی تندرستی کھو بیٹھتے ہیں۔ ان ۲۷ لاکھ میں وہ اور کروڑوں مریض شامل نہیں ہیں جو معمولی پھوڑے پھنسیوں کی تکلیف اٹھا کر تندرست ہو جاتے ہیں یا چیچک وغیرہ میں اپنے جسم کی خوبصورتی کو زائل کرکے زندہ رہ جاتے ہیں۔

موسم بہار کا ہی یہ کرشمہ ہے کہ ہر سال بیشمار آدمی اس موسم میں جنون اور دیوانگی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ غرض کہ موسم بہار ہمارے لیے ایک [illegible]ت بن کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کو برباد کرکے چلا جاتا ہے۔ یہ موسم بظاہر بڑا خوش گوار ہے لیکن درحقیقت ہر موسم سے زیادہ خطرناک ہے۔

جسم کے نظامِ ہضم کے اعضاء



..فی صدی روگ ان ہی اعضا کے کاموں میں گڑبڑ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں "صافی" کی یہ خاصیت ہے کہ ان اعضا کے فعل کو بالکل درست حالت میں رکھتی ہے۔ اگر ان میں خراب مادے جمع ہوں تو ان کو باہر نکالنے کا فوراً بندوبست شروع کر دیتی ہے اس طرح یہاں کے خراب مادے جو رگوں میں پہنچ کر خون کو خراب کرتے تھے اب وہاں نہیں پہنچتے عام دست آور دواؤں کو دست لانے سے کام ہوتا ہے چاہے جسم کو دستوں کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ "صافی" ہی کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ نظام ہضم کے اعضاء پر صحیح صحیح عمل کرتی ہے +

موسمِ بہار کی ہلاکت آفرینیوں سے بچو

موسم بہار ہندستان میں اپنی تباہ کاریاں برپا کرنے کے لیے ہرسال ۱۵ فروری کو آتا ہے اور آخر ماہ اپریل تک ایک ایسا ہنگامہ برپا رکھتا ہے جس کی تلافی کبھی نہیں ہو سکتی۔

ہندستان کے ہر ہوشمند انسان کا فرض ہے کہ وہ اس خوشگوار مگر خطرناک موسم کی ہلاکت آفرینیوں سے اپنے آپ کو بچانے اور ایسی تدابیر اختیار کرے کہ اس موسم کا خطرہ بڑی حد تک ختم ہو جائے۔

اس موسم کے آتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا جائے کہ رات کو دیر تک نہ جاگا جائے ثقیل غذاؤں کو چھوڑ دیا جائے اور خون میں تیزی پیدا کرنے والی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی کسی نہ کسی طرح اُس زہریلے مادہ کو خارج کر دیا جائے جو سردیوں سے جسم میں پڑا ہوا ہے اور اب وہ جسم میں زہر بن کر ایک قیامت برپا کرنے والا ہے۔

قدیم زمانہ میں لوگ کیا کرتے تھے؟

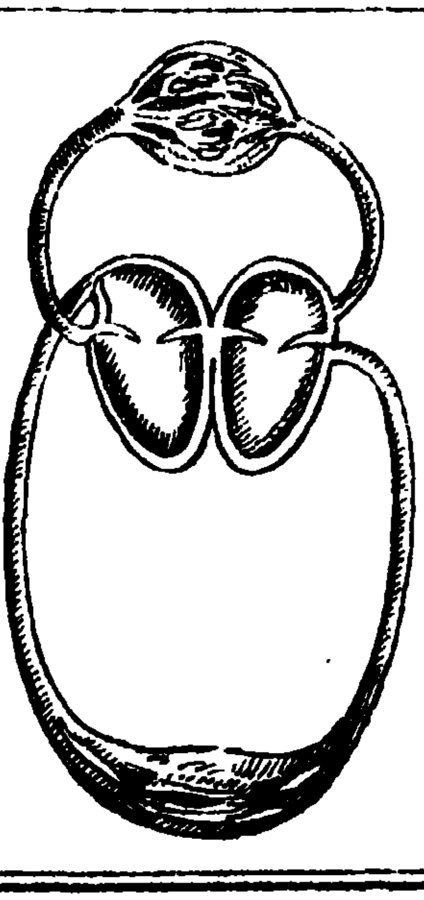
قدیم زمانہ کے ہوشمند آدمی موسم بہار کو طاعون اور ہیضہ سے بھی زیادہ خطرناک خیال کرتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ موسم بہار کے آتے ہی کم از کم ایک ہفتہ کا جلاب لیا کرتے تھے تاکہ جسم کا تمام زہریلا مادہ خارج ہو جائے جو لوگ زیادہ دولتمند تھے وہ اس سے بھی زیادہ مدت کا جلاب لیتے تھے۔ لیکن اب زمانہ ایسا آگیا ہے کہ لوگوں کے پاس نہ وقت ہے نہ روپیہ۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہفتوں جلاب لیکر گھروں میں پڑے رہیں اور اس کے بعد فاقہ کشی کی مصیبت برداشت کریں؟

اِس زمانہ میں لوگ کیا کرتے ہیں؟

اِس زمانہ میں جبکہ لوگوں کے پاس نہ وقت ہے اور نہ روپیہ، وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے مصفّیٔ خون دوائیں استعمال کر لیتے ہیں لیکن چونکہ اس وقت تک کوئی ایسی مصفّی دوا ایجاد نہیں ہوئی تھی جو خاص طور پر اسی موسم کے مریضوں کے لیے مخصوص ہو اس لیے لوگوں کو پورا فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب جبکہ جدید سائنٹیفک اصول کے ماتحت ہمدرد دواخانہ دہلی نے خاص اس موسم کے لیے صافی جیسی مؤثر دوا تیار کر دی ہے تو پبلک اسی دوا کو استعمال کرتی ہے اور اس دوا کا یہ اثر ہوتا ہے کہ لوگ اِن خطرناک امراض سے بچ جاتے ہیں جن کا پیدا ہونا اس موسم میں بالکل یقینی ہے۔

"صافی" بیسویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے

صافی بیسویں صدی کی وہ حیرت انگیز ایجاد ہے جسکے استعمال کے بعد لمبے چوڑے مسہل لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ کسی خاص احتیاط کی۔ بس صبح اٹھتے ہی نہار منھ پانی یا دودھ میں ملا کر صافی پی لیجیے۔ چند روز کے استعمال کے بعد سارا جسم کندن بن جائے گا۔



جسم میں دورانِ خون

"صافی" نہ صرف خون کے اصل نقصوں کو دور کر دیتی ہے، بلکہ خون کی گردش کو بھی صحیح حالت میں رکھتی ہے۔

صافی اس وقت ہندستان کی واحد دوا ہے جو خون کی تمام خرابیوں کے لیے اور موسم بہار میں پیدا ہونے والی بیماریوں کے لیے حد درجہ مفید ثابت ہو رہی ہے۔ یہ خون کے زہریلے اور ناقص مواد کو پیشاب، پاخانہ یا پسینے کے ذریعہ سے خارج کر دیتی ہے۔ چنانچہ صافی کے استعمال کے بعد بعض لوگوں نے اپنے پیشاب اور پاخانہ کا امتحان کرایا تو اس میں زہریلا مادہ کثرت سے پایا گیا۔ یہی زہریلا مادہ اگر جسم میں رہ جاتا تو سینکڑوں بیماریوں کا سبب بن سکتا تھا۔

صافی کے استعمال کا طریقہ

صافی کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ صبح کو نہار منھ ایک تولہ

صافی دُودھ یا پانی میں ملا کر پی لیں۔ اس کے بعد ایک گھنٹے تک کچھ نہ کھائیں۔ اگر صافی کے دوران استعمال میں پسینہ کثرت سے خارج ہو یا پیشاب بار بار آنے لگے تو اس سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ صافی کا اثر شروع ہو گیا اور صافی خون کے ناقص مادوں کو پسینہ اور پیشاب کی راہ خارج کر رہی ہے۔ اگر پیٹ میں گرانی ہو تو صافی کی خوراک کو دُوگنا کر کے اور اسے گرم پانی میں ملا کر پیا جائے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ دو تین دست ہو جائیں گے اور طبیعت میں شگفتگی اور ہلکا پن محسوس ہونے لگے گا۔

حفظ ماتقدم اور صحت کی حفاظت کے لیے محض ایک مہینہ تک صافی کی روزانہ ایک خوراک پی لینا بالکل کافی ہے۔ بچوں کو صافی ¼ سے ½ خوراک تک دی جاتی ہے۔ البتہ موسم بہار کی بیماریوں میں کچھ اضافوں کی ضرورت ہو گی جن کی تفصیل آگے چل کر بیان کی جائے گی۔

صافی کے دورانِ استعمال میں اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ خوراک ہلکی اور زود ہضم ہو۔ بہار کے موسم کے پھل جتنے چاہیں کھائیں۔

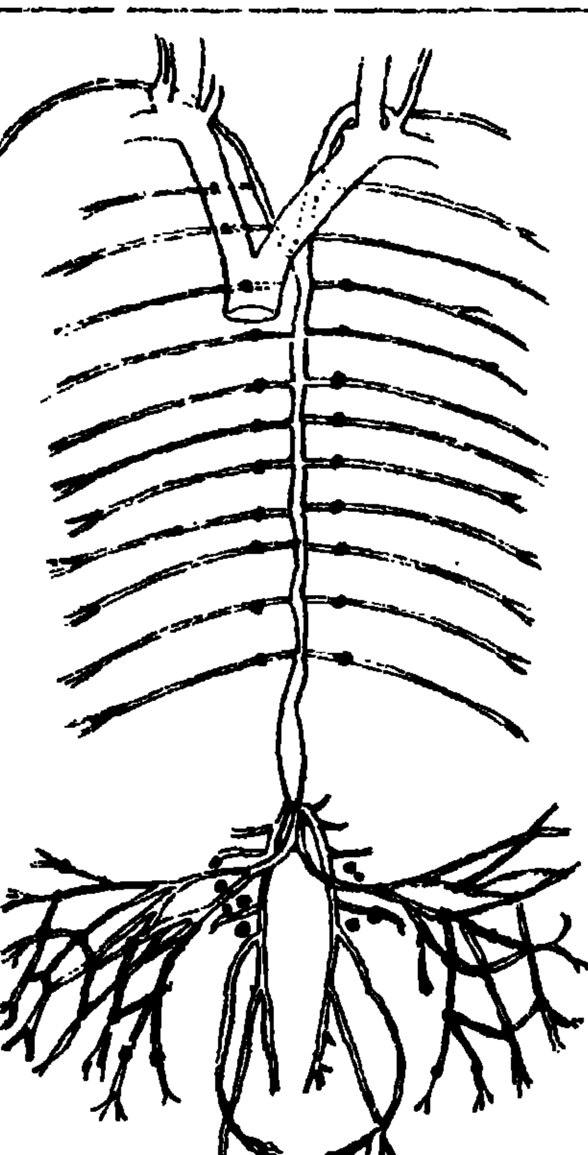
صافی کے کرشمے

یہ حقیقت ہے کہ موسم بہار کی کئی بیماریوں میں صافی کے کرشمے حیرت انگیز طریقہ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ جسم میں پہنچتے ہی خون اور زہریلے مواد پر ایسا زبردست قبضہ کر لیتی ہے کہ طبیعت کو وہ کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے اور طبیعت انھیں صافی کی امداد سے آسان راستوں سے جسم کے باہر نکال دیتی ہے۔ حقیقت میں صافی کے یہ فوائد اور اثرات اس کے عجیب و غریب نسخہ اور سائنٹی فک طریقۂ تیاری کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔

صافی میں ایسی دوائیں شامل کی گئی ہیں جو بہت کم عرصے میں معدہ اور جگر کی لمبی منزلوں سے گزر کر رگوں میں پہنچ جاتی ہیں اور دورانِ خون میں شامل ہو کر خون کی صفائی کے قدرتی خزانوں کو سرگرمِ عمل بنا دیتی ہیں۔

عروق جاذبہ کو آمادہ کر دیتی ہیں کہ وہ جلد سے جلد خراب مواد کو ایسی جگہ پہنچا دیں جہاں سے آسانی کے ساتھ انھیں خارج ہونے کا راستہ مل جائے اور غدد جاذبہ کو عروق جاذبہ کی رطوبت کو چھاننے کے لیے تیار اور تیز کر دیتی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ صافی خون ہی کو متاثر کرتی ہے، بلکہ اس میں یہ عجیب و غریب خاصیت موجود ہے کہ بدن میں جو خلط غالب ہوتی ہے اس کو اعتدال پر لے آتی ہے اور زائد مواد کو پیشاب، پاخانہ یا پسینے کی راہ سے بہا کر نکال دیتی ہے۔

جسم میں غدد جاذبہ اور عروق جاذبہ کا نظام



اس نظام پر صافی کے استعمال سے حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ نظام صافی کے استعمال سے صحیح کام کرنے لگتا ہے اور پھر خون میں کوئی خرابی نہیں رہنے پاتی +

صافی کیا ہے؟

صافی کی ان بے نظیر تاثیروں کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر صافی ہے کیا، جس میں ایسے بے شمار منافع جمع ہو گئے ہیں۔ دراصل صافی چند مؤثر، سریع العمل اور نایاب بوٹیوں اور بہت سی بیش قیمت دواؤں کا ایسا مجموعہ ہے جس کے فوائد میں محض ترکیبِ تیاری کی ندرت اور اچھوتے پن سے طاقت و قوت کے معجزے پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمدرد دواخانے میں بجلی سے چلنے والی متعدد مشینوں کی لاکھوں گردشوں اور ماہر دواسازوں کی مسلسل محنت و کاوش نے جو مجلسِ تجربات اور اس کے صدرِ محترم عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی نگرانی و سرپرستی میں بروئے کار آتی ہیں، صافی کو اعجاز و کرشمہ بنا کر ایک خوب صورت سیال کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ پہلے ایک سال تک نہایت خاموشی کے ساتھ مجلسِ تجربات میں صافی اصولی و فنی تجربوں کی آغوش میں پلتی بڑھتی رہی اور فن کی باریک اور نہایت دقیق نگاہیں اس کے خط و خال پر تنقید کے ساتھ پڑتی رہیں۔ کبھی اس کے ذائقہ پر بحث کی گئی۔ کبھی زمانۂ اثر کو کم سے کم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی، کبھی اس کی طاقتِ عمل کو بڑھانے کی سفارش ہوئی۔ غرض ایک سال

کے بعد کئی ہزار مریضوں پر تجربہ کر کے مجلس تجربات کے تمام ممبروں نے بالاتفاق کہہ دیا کہ اب صافی مکمل ہو گئی اور اس میں خون صاف کرنے اور فسادِ خون کی بیماریوں کو دور کرنے کی یقینی قوتیں پیدا ہو گئیں اس کے بعد صافی کو یورپ کی فیشن دواؤں کے دوش بدوش بازار فن میں منظرِ عام پر رکھ دیا گیا۔

صافی کس طرح اپنا عمل کرتی ہے؟

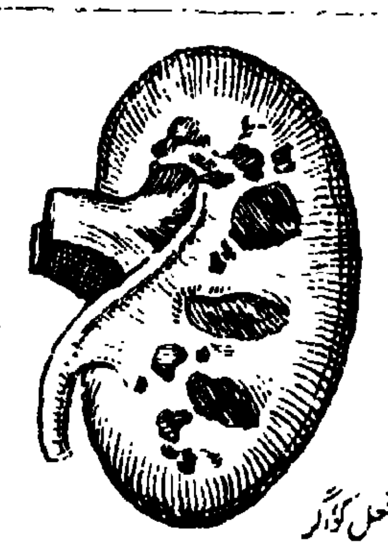
صافی، جسے کافی تبدیلیوں کے بعد موجودہ دور کی خون صاف کرنے والی دواؤں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ موثر اور کارآمد بنا دیا گیا ہے جسم انسان میں داخل ہو کر خاص طور پر یہ کام کرتی ہے کہ عروق جاذبہ (لمفیٹک ویسلز) کے اس عمل کو تیز کر دیتی ہے جو خراب مواد و نکالنے کے سلسلہ میں قدرتاً انھیں انجام دینا پڑتا ہے۔ اس طرح عروق جاذبہ اور عروق دمویہ (Blood Vessels) خراب مواد کو جلد ایسے مقامات پر پہنچا دیتی ہیں جہاں سے انھیں جسم سے باہر نکلنے کے لیے راستہ مل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صافی کبھی پاخانہ کی صورت میں مواد خراب اور ناکارہ مواد کو نکالتی ہے کبھی اس کے استعمال سے پسینہ زیادہ آتا ہے کبھی پیشاب۔ صافی غدد جاذبہ (لمفیٹک گلینڈز) کے فعل کو بھی قوی کرتی ہے اور رطوبت کے چھاننے کا جو کام ان کے سپرد ہے وہ صافی سے زیادہ منظم ہو جاتا ہے۔ صافی ہر موسم ہر عمر اور ہر مزاج کے لیے یکساں مفید ہے بچوں بوڑھوں جوانوں اور عورتوں کو ہر موسم میں دی جا سکتی ہے۔

پسینے کے غدود کا خوردبینی منظر



صافی ان غدود کو تحریک دیکر ... یہی وجہ ہے کہ صافی کے استعمال سے بعض اوقات پسینہ بہت آتا ہے ۔

گردہ جسم کا سب سے بڑا داروغۂ صفائی



صافی، گردوں کے فعل کو اگر قدرتی طور پر ضرورت ہوتی ہے بہت حد تک مدد پہنچاتی ہے اور پھر وہ جسم کے سارے خراب مادے پیشاب کے رستے بہا دیتے ہیں ۔

صافی اور بہار کی بیماریاں

موسم بہار کی مختلف بیماریوں میں اگرچہ صافی کا استعمال بالکل شافی علاج ہے تاہم اس کا طریقہ استعمال مختلف ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں الگ الگ ہر مرض میں صافی استعمال کرنے کے آسان طریقے لکھے جاتے ہیں:-

صافی اور خون کا بخار۔ خون میں جوش آ جانے سے ایک خاص قسم کا بخار پیدا ہو جاتا ہے جسے اطبا کی زبان میں **سونوخس** کہتے ہیں۔ اس میں خون کے غلبہ اور اس کے گرم ہو جانے کی سب علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر بخار آنے سے پہلے جب مریض کو انگڑائیاں آنی شروع ہوں۔ سر بھاری معلوم ہو اور آنکھوں میں غیر معمولی سرخی محسوس ہو تو صافی ایک ایک تولہ تھوڑے سے پانی میں ڈال کر دونوں وقت پلائیں۔ اس سے خون اپنی اصل حالت پر آ جاتا ہے اس کی گرمی بجھ جاتی ہے اور بخار کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ اگر اس نوبت پر علاج نہیں کیا جا سکے۔ و بخار ہو جائے تو ایک تولہ صافی ایک چھٹانک پانی میں ڈال کر صبح کو پلائیں۔ شام کو بھی یہی دوا دیں۔ سات دن کے بعد آٹھویں دن صبح کو دو تولے صافی نیم گرم پانی یا گرم دودھ میں ڈال کر پلائیں۔ اس سے شام تک دو تین دست ہو جائیں گے۔ شام کو چار بجے خمیرہ مروارید ۶ ماشے یا خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے کسی موسمی پھل کے رس کے ساتھ کھلائیں۔ نویں دن پھر ایک تولہ صافی پانی یا دودھ میں ملا کر دیں۔ شام کو اسی دوا کی دوسری خوراک دیں دسویں دن پھر ڈبل خوراک سے مسہل دیں۔ اسی طرح تین مسہل دیں۔ اس سے بخار رفع ہو جائے گا اور خون اپنی کیفیت اور طبیعت کے لحاظ سے اصل حالت پر آ جائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ مسہل کے لیے آٹھویں دن ہی کا انتظار کیا جائے۔ اگر ضرورت ہو تو درمیان ہی میں مسہل دیدیں۔ بخار رفع ہو جانے کے ایک ہفتہ بعد تک دوا دیتے رہیں۔ نقاہت رفع کرنے کی

غرض سے خمیرہ مروارید ۲ ماشے یا خمیرہ ابریشم شیرۂ عناب والا ۳ ماشے دُودھ یا کسی پھل کے رس کے ساتھ استعمال کرائیں، غذا میں پالک، مونگ کی دال، ہرا گھیا (لوکی)، ٹماٹر یا سیب کی ترکاری دی جائے۔ دُودھ بھی دیا جاسکتا ہے۔ گوشت سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔ میٹھی چیزیں بھی زیادہ نہ دیں۔ زیادہ مرچ اور نمک سے بھی پرہیز کریں۔ پھلوں میں انار، سنترہ اور سیب یا دوسرے موسمی پھل دینے چاہییں۔

"صافی" اور خسرہ:۔ جن بچوں کے خسرہ نکلی ہو انھیں موسم بہار شروع ہوتے ہی روزانہ صبح و شام ۳ ماشے صافی ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں جن بچوں کے ٹیکا لگ چکا ہو انھیں بھی صافی دینی چاہیے۔ اگر خسرہ نکل آئی ہو تو صافی ۳ ماشے عرق تیفودیہ (رجسٹرڈ) ۲ تولے میں گھول کر دیں اس سے خسرہ کے دانے اچھی طرح ظاہر ہو جائیں گے۔ جب خسرہ نکل چکے تو کمزوری دُور کرنے کی غرض سے خمیرہ مروارید ۲ ماشے کھلا کر اوپر سے دُودھ یا کسی موسمی پھل کا رس پلائیں اور چند روز تک مسلسل پلاتے رہیں۔ خسرہ کے بعد جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں یا کسی مقام پر ورم یا سُرخ نشانات باقی رہ جائیں تو بھی صافی ۳ ماشے پانی میں حل کر کے کچھ دن تک پلاتے رہیں۔ بچہ بہت چھوٹی عمر کا ہو تو صرف ۳ ماشے صافی پلائیں۔ شام کو نونہال آدھا چمچہ چٹائیں۔ خسرہ کے بعد دست آنے لگیں یا پیٹ پھولنے لگے اور بچہ دُبلا ہو جائے، پیٹ غیر معمولی طور پر بڑھ جائے تو صبح کو صدوری آدھا چمچہ دُودھ میں ڈال کر اور شام کو نونہال آدھا چمچہ چائے یا دودھ میں ملا کر دیں۔ کھانسی باقی رہ جائے تو سعالین کی آدھی ٹکیہ پانی یا دُودھ میں گھول کر دن میں چند بار دیں۔

"صافی" اور چیچک:۔ چیچک کے آثار نمایاں ہوتے ہی خمیرہ مروارید ۲ ماشے کھلا کر اوپر سے صافی ۳ ماشے ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں۔ چیچک ڈھل جانے تک برابر یہی دوا دیتے رہیں۔ دانے کم نکلیں اور خراب عوارض پیدا ہونے لگیں تو تب تیفودیہ (رجسٹرڈ) ایک عدد عرق تیفودیہ ۲ تولے میں گھسکر بار بار دیں۔ زخم باقی رہ جائیں تو انھیں نیم کے پانی سے دھو کر ہمدرد مرہم لگاتے رہیں اور صافی ۳ ماشے پانی میں ملا کر زخم بھرنے تک پلاتے رہیں۔

"صافی" اور حلق کا درد:۔ شروع موسم بہار میں اکثر حلق میں درد ہونے لگتا ہے کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اگر صرف حلق میں درد ہو بخار نہ ہو تو صافی ایک ایک تولہ ذرا سی چائے میں گھول کر صبح و شام پلائیں اگر طبیعت بھاری بھاری ہو تو تیسرے دن صافی کی مقدار دوگنی کر دیا کریں۔ حلق کے اندر پھریری سے دوائے گلو دن میں دو بار لگائیں۔ صبح کو نہار منھ دوائی غرغرہ ۲ تولے کو پانی میں جوش دے کر اور صاف کر کے غرارے کر لیا کریں۔ کھانسی بھی ہو تو سعالین کی ایک ایک ٹکیہ منھ میں ڈال کر چوستے رہیں۔ بخار کی صُورت میں صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھولیں اور خاکسی ۶ ماشے پھانک کر پییں۔

"صافی" اور خارش:۔ کھجلی دو قسم کی ہوتی ہے خشک اور تر۔ اگر خارش خشک ہو، بدن پر پھنسیاں نہ ہوں اور مرض پرانا نہ ہو تو صرف صافی ایک ایک تولہ صبح و شام حسب معمول پندرہ دن تک استعمال کرنے سے دُور ہو جاتا ہے۔ مرض پُرانا ہونے کی صُورت میں سفوف چوب چینی ۶ ماشے پھانک کر اوپر سے صافی ۱ تولہ پانی میں ملا کر صبح کو پی لیا کریں۔ شام کو معجون مصفیٰ خاص ۶ ماشے کھا کر اوپر سے صافی ۱ تولہ کسی پھل کے رس میں ملا کر نوش کر لیا کریں ایک ہفتہ تک مسلسل یہی دوائیں استعمال کرتے رہیں۔ آٹھویں دن صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل لیں۔ دو تین دست آکر مرض میں نمایاں تخفیف ہو جائیگی۔ بدن پر روغن صندل ایک تولہ دھوئی تلی کے ایک تولہ تیل میں ملا کر ملیں۔ خارش تر ہو اور پُرانی نہ ہو اور بدن پر پھنسیاں نکل آئیں تو صرف صافی حسب معمول استعمال کیجیے یا صرف صافی ایک تولہ، پانی ۵ تولے، گندک سیال ۴ قطرے ملا کر پییں۔ خارجی طور پر ایک تولہ ضماد جرب، ۵ تولے گھی میں ملا کر صبح کی دُھوپ میں بیٹھ کر ملیں آدھے گھنٹے کے بعد چنے کی بھوسی جسم پر مل کر غسل کر لیں۔ اسی طرح تین دن تک کریں۔ غذا میں سبز ترکاریاں کھائیں۔ نمک، مرچ اور مسالے کم کر دیں۔ ترشی اور تیل سے پرہیز کریں۔

"صافی" اور پھوڑے پھنسیاں:۔ پھوڑے اور پھنسیاں خواہ کسی قسم کی ہوں صافی کا حسب معمول صبح و شام استعمال انکا قلع قمع کر دیتا ہے۔ سات دن تک دونوں وقت یہی دوا پی کر ساتویں دن رات کو قرص ملین ۲ عدد کھا کر سو رہیں۔ صبح کو صافی ۲ تولے ذرا گرم پانی میں ڈال کر پی لیں۔ آسانی سے ممکن ہو تو اسی طرح ایک دن چھوڑ کر تین دن مسہل لیں۔ اگر کسی پھوڑے میں درد زیادہ ہو اور پیپ پڑنے کے آثار پائے جائیں تو اس پر نیم کے پتے ۵ تولے کو پانی میں پکا کر اس کا بھُرتہ بنا کر باندھیں یا السی کی پلٹس لگائیں۔ پیپ نکل جانے کے بعد ہمدرد مرہم لگا کر پٹی باندھ دیا کریں۔

"صافی" اور ماشرا:۔ ماشرا حقیقت میں چہرے کا سُرخ بادہ ہے۔ اکثر موسم بہار میں چہرے پر ورم آجاتا ہے۔ جدید تحقیق یہ ہے کہ سُرخ بادہ ایک قسم کے کیڑے کی وجہ سے ہوتا ہے جسے اسٹرپٹو کاکس پایوجے نس (Streptococcus Pyogenes) کہتے ہیں اگرچہ سُرخ بادہ کو خزاں اور سردی کا مرض سمجھا گیا ہے مگر چہرہ کا ورم جسے ماشرا کہتے ہیں، موسم بہار میں اکثر ہوتا ہے۔ اگر چہرے پر سُرخ دھبے نظر آئیں یا ورم معلوم ہو تو صافی کا باقاعدہ صبح و شام استعمال کرنا چاہیے۔ تیسرے دن صافی سے ہی مسہل لیں۔ لیپ کی ضرورت ہو تو صرف رسوت ایک تولہ، مہندی کے پتے ۲ تولے، ہری مکو کے پانی یا صرف تازہ پانی میں پیس کر لگائیں۔ بخار ہو جائے تو کوئی خوف نہ کریں۔ یہی دوا دیتے رہیں۔

صافی اور گلسوئے:۔ گلسوئے جن کو کن پھیڑ (Mumps) بھی کہتے ہیں، سخت متعدی مرض ہے جو خزاں یا بہار کے موسم میں ایک قسم کا کیڑا سرایت کر جانے سے وبائی پھیل جاتا ہے۔ اس مرض میں کان کی جڑ ورم جاتی ہے۔ بخار بھی آجاتا ہے۔ یہ بیماری بچوں اور نوجوانوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔

اس مرض کے پھیلتے ہی تن درست بچوں اور نوجوانوں کو روزانہ صبح کے وقت ایک تولہ صافی پانی میں ملاکر پلائیں۔ بچوں کو صافی ۶ ماشے کی مقدار میں دیں۔ مقامی طور پر ورم کی جگہ ہمدرد مرہم ملیں۔

"صافی" اور خناق :- خناق بھی چھوت دار بیماری ہے اور بچوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ گرمی بڑھنے سے پہلے ہی حفظِ ماتقدم کی غرض سے صافی ایک تولہ پانی یا کسی مناسب عرق میں ملاکر پلائیں۔ مرض لاحق ہو جانے پر صبح کو معجون عشبہ ۳ ماشے یا اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھلاکر اوپر سے صافی ۶ ماشے نیم گرم پانی یا چائے میں ملاکر پلائیں حلق میں درد ہو تو دوائے غرغرہ ایک تولہ پانی میں جوش دے کر نیم گرم پانی سے غرارے کرائیں۔ مقامی طور پر ہمدرد مرہم لگائیں۔ چوتھے پانچویں دن صافی ۲ تولے نیم گرم پانی میں ڈال کر پلائیں۔ اس سے دو تین اجابتیں ہو کر مرض گھٹ جائے گا۔

"صافی" اور نکسیر :- بہار اور گرمی کے موسم میں اکثر نکسیر پھوٹنے لگتی ہے نکسیر پھوٹتے ہی صافی ایک تولہ صبح و شام چند دن تک استعمال کر لینی چاہیے۔ سر پر گلاب کا تیل ملیں اور یہی تیل ناک میں ٹپکائیں۔

"صافی" اور مہاسے :- مہاسوں سے چہرہ بہت بدنما ہو جاتا ہے۔ اس مرض کے پیدا کرنے میں خون کی خرابی کو کافی دخل ہے۔ صافی مہاسوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ روزانہ صبح کو صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملاکر پی لینا کافی ہے۔ کبھی کبھی صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل بھی لے لیا کریں۔ عورتوں کو یہ شکایت ہو تو ایام کی خرابیوں کو دور کرنے کی غرض سے اوپر کے نسخے کے علاوہ رات کو سوتے وقت مسنونین کا ایک چمچہ بھی دودھ میں گھول کر پی لیا کریں۔ چہرے پر ضماد مُہاسے یا غازہ حسن افزا اور حب شیرہ رات کو سوتے وقت پانی میں گھول کر ملنا چاہیے۔

"صافی" اور پتی :- پتی میں صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملاکر صبح و شام چند دن تک پئیں۔ بیرونی طور پر سرکہ ایک تولہ روغن گل ایک تولہ ملاکر بدن پر ملیں۔

"صافی" اور انہوریاں :- انہوریوں کو دھوپ بھی کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے باریک دانے ہوتے ہیں جو جسم پر نکل آتے ہیں۔ یہ بیماری پسینے کی گلٹیوں میں اور جلد کے بالائی طبق کے نیچے پسینہ رک جانے سے ہوا کرتی ہے۔ صافی پسینے کی گلٹیوں میں تحریک پیدا کرکے ان کو سرگرم عمل بنا دیتی ہے۔ اس لیے صافی کے استعمال سے بہت جلد انہوریاں مٹ جاتی ہیں۔ صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھول کر پلائیں۔ جسم پر دانے بہت زیادہ ہوں تو شام کو بھی صافی ایک تولہ کسی پھل کے رس میں ملاکر پئیں۔

"صافی" اور داد :- داد بڑی چھوت دار بیماری ہے۔ جدید تحقیقات سے اس کا سبب ایک نباتی کیڑا ثابت ہوا ہے۔ داد میں صافی بہت سریع الاثر ہے۔ ایک تولہ صافی پانی میں ملاکر پلائیں۔ داد پر روغن گندم یا روغن قوبا یا ضماد داد لگائیں۔

"صافی" اور چنبل :- چنبل جسے انگریزی میں سوراسیس (Psoriasis) کہتے ہیں، نہایت تکلیف دہ اور ہٹیلا مرض ہے۔ اس میں جلد پر چھوٹے چھوٹے گلابی رنگ کے متفرق ابھار پیدا ہو جاتے ہیں، جن میں چھوٹے چھوٹے چھلکوں کی تہ ہوتی ہے جو نوچنے سے اتر جاتے ہیں۔ یہ ابھار یا داغ رفتہ رفتہ بڑھتے رہتے ہیں اور ان میں خارش ہوا کرتی ہے۔ کبھی بہت سے داغ مل کر ایک جال سا بنا دیتے ہیں۔ صافی چنبل کے لیے بالکل شفا بخش دوا ہے۔ حب نیوں ۲ عدد یا اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھاکر صافی ایک تولہ پانی میں ملاکر پئیں۔ مقامی طور پر ضماد خارش جدید یا ہمدرد مرہم لگائیں۔

"صافی" اور طاعون :- اگرچہ ہندستان میں طاعون کی بیماری مختلف موسموں میں پھیلا کرتی ہے لیکن صوبہ بمبئی اور دکن وغیرہ میں مارچ کے مہینے میں اس کے پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے غددی طاعون میں بغل، کنج ران وغیرہ کے غدد جاذبہ ورما جاتے ہیں۔ صافی طاعون غددی اور طاعون فلغمونی میں بہت مفید ہوتی ہے مرض کے حملے سے پہلے جب طاعون کسی مقام پر پھیل رہا ہو، روزانہ صبح کو حب طاعون عنبری دو عدد کھاکر اوپر سے صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اگر مرض کا حملہ ہو جائے تو صبح کو حب طاعون عنبری دو عدد صافی ایک تولہ پانی میں ملاکر پئیں۔ شام کو خمیرہ صندل سادہ نو ماشے کھاکر اوپر سے صافی ایک تولہ پانی یا عرق بید مشک ۵ تولے میں ملاکر پلائیں۔ ہذیان اور بخار کی زیادتی میں بار بار خمیرہ صندل ۳ ماشے عرق بید مشک کے ساتھ دیتے رہیں۔ بغل، کنج ران یا کان کے پیچھے ورم نمودار ہونے پر ضماد طاعون میں کر نیم گرم لگائیں یا قلزم یا ہمدرد مرہم بار بار لگاتے رہیں۔ مرض کے بعد کی کمزوری میں دواء المسک بارد جواہر والی ۳ ماشے یا دواء المسک بارد سادہ ۳ ماشے اور خمیرہ زمرد ۳ ماشے ملاکر کسی تازہ پھل کے رس کے ساتھ دیں۔

گرمی دانے :- جن بچوں یا بڑوں کو گرمی یا برسات کے موسموں میں گرمی دانے نکل کر تکلیف دیتے ہوں، انھیں بطور حفظِ ماتقدم

صافی کا استعمال بہار کے موسم میں کرلینا چاہیے۔ معمولی حالات میں صافی کی ایک خوراک ہر روز صبح بیس پچیس دن تک پی لینا کافی ہوتی ہے۔ اگر زیادہ احتیاط مدِنظر ہو تو دونوں وقت بھی صافی استعمال کی جا سکتی ہے۔ برسات کے دنوں میں گرمی دانوں کی تکلیف کی موجودگی میں صافی کا استعمال روزانہ صبح و شام دونوں وقت دس پندرہ دن تک کرلینا چاہیے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے ¼ سے ½ خوراک تک صافی دینی چاہیے۔ ہمدرد پاؤڈر دن میں ایک دو مرتبہ مل لینا چاہیے۔

پیشاب کی جلن: جن عورتوں اور مردوں کو پیشاب لگ کر آتا ہو انھیں صافی ایک تولہ دودھ یا دودھ کی لسّی میں ملا کر چند روز پی لینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اگر تکلیف زیادہ ہو تو دونوں وقت صافی استعمال کرنی چاہیے۔

دائمی قبض: دائمی قبض کے مریضوں کو صافی ایک تولہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ پی لینا کافی ہے۔ اس مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے دس بارہ دن مسلسل استعمال کریں۔ پھر ایک ایک دن وقفہ دے کر استعمال کریں۔ اس طرح آہستہ آہستہ خوراک کم کرکے دوا چھوڑ دیں۔ حاملہ کے قبض کو دور کرنے کے لیے صافی بلا تکلف دینی چاہیے۔ یہ دوا حاملہ کے قبض کو نہ صرف دور کر دیتی ہے بلکہ اس کی طبیعت کی بے چینی اور متلی وغیرہ کی شکایت کو بھی بڑی حد تک ختم کر دیتی ہے۔

طبیعت گری گری رہنا: موسموں کے بدلنے کے دنوں میں جن صاحب کی طبیعت گری گری رہتی ہو انھیں صافی کی ایک خوراک صبح نہار منھ دس بارہ دن تک استعمال کرلینی چاہیے۔ اس سے ایک دو دن میں ہی طبیعت سنبھلنی شروع ہو جائے گی۔

پہاڑوں پر جانے والے: میدانوں کے رہنے والے جب گرمی کا موسم گزارنے کے لیے سرد مقامات پر جاتے ہیں تو کبھی کبھی ان کو پھوڑے پھنسیوں اور کھجلی وغیرہ کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ بچے خاص طور پر اس تبدیلی سے متأثر ہوتے ہیں۔ ان تکلیفوں سے بچنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ پہاڑوں پر جانے سے پہلے پندرہ بیس دن تک صافی کی ایک خوراک صبح نہار منھ دودھ میں ملا کر استعمال کر لی جائے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے آدھی یا اس سے کم خوراک دی جاتی ہے۔ پہاڑوں پر جو صاحب جلدی شکایتوں میں مبتلا ہوں انھیں صافی صبح و شام استعمال کرنی چاہیے۔

دواؤں کی قیمتیں جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے اس فہرست میں دی جاتی ہیں:-

نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت
اطریفل شاہترہ	۱ تولہ	۰ر	سفوف چوب گزدالا	۱ تولہ	۱ر
حب تیفودیہ (رجسٹرڈ)	۱ درجن	۶ر	صافی (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	۱۰ر
حب طاعون عنبری	۱ "	۶ر	صدوری (۱۰ خوراک)	۱ "	علر
حب لیموں	۴۰ گولی	۱ر	ضماد جرب	۱ تولہ	۱ر
خاکسی	۶ ماشہ	ـر	ضماد خارش جدید	۱ "	۲ر
خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا	۱ تولہ	۸ر	ضماد داد	۱ "	۱ر
خمیرہ زمرد	۱ تولہ	۸ر	ضماد طاعون	۱ "	۲ر
خمیرہ صندل سادہ	۱ تولہ	۰ر	ضماد مہاسہ	۱ "	۱ر
خمیرہ گاؤزبان عنبری	۱ "	۱ر	عرق بید مشک قسم اول	۱ بوتل	۱۳ر
خمیرہ مروارید	۱ "	۳ر	عرق تیفودیہ (رجسٹرڈ)	۱ "	۲ر
دوا المسک بارد سادہ	۱ "	۲ر	غازہ حسن افزا	۱ ڈبیہ	۱۲ر
دوا المسک بارد جواہر والی	۱ "	۸ر	قرص ملین	۱ درجن	۱ر
دوائے غرغرہ	۱ تولہ	۱ر	قلزم	۱ شیشی	علر
دوائے گلو	۱ "	۲ر	گلاب کا تیل	۱ تولہ	۱ر
رسوت	۱ "	ـر	گندک سیال	۱ "	علر
روغن قوبا	۱ "	۸ر	مستورین (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	علر
روغن گل	۱ "	۰ر	معجون مصفی خاص	۱ تولہ	۳ر
روغن گندم	۱ "	۸ر	نونہال (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	۸ر
روغن صندل	۱ "	۱۲ر	ہمدرد مرہم (رجسٹرڈ)	۱ ڈبیہ	۸ر
سعالین	۱ شیشی	۸ر	ہمدرد پاؤڈر	۱ پیکٹ	۴ر



ہمدردِ صحت دہلی

جلد ۱۰ — نمبر ۱۰

اپریل ۱۹۴۲ء

فہرست مضامین

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے لطیفی برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت، ہمدرد منزل دہلی سے شائع کیا۔

تاریخ الاطبا

ابوبکر محمد بن زکریا رازی

ابوبکر محمد بن زکریا رازی کا اصل نام "محمد" ہے۔ "ابوبکر" کنیت ہے اور "زکریا" والد کا نام ہے۔ شہر "رے" (Rai) میں پیدا ہونے کی وجہ سے اس کو عربی میں رازی کہا جاتا ہے۔ یوروپین تذکرہ نویسوں نے ان کا ذکر ریز (Rhazes) کے نام سے کیا ہے، جو رازی ہی سے بنا لیا گیا ہے۔



ابوبکر محمد بن زکریا رازی

طب اسلامی کے دور میں جس قدر اطبا گزرے ہیں، رازی اُن میں ایک نہایت عالم و فاضل طبیب ہوا ہے۔ اگر علمی تبحر، فنی کمالات اور طبّی خدمات کے لحاظ سے اس کو سب پر فوقیت دی جائے تو اس کے شایانِ شان ہے۔ اگرچہ عام طور پر شیخ بو علی سینا کا مرتبہ اسلامی اطبا میں سب سے زیادہ بلند سمجھا جاتا ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ کیا بلحاظ اوّلیت اور کیا بلحاظ تبحرِ علمی اور مہارتِ فنی رازی کا مرتبہ شیخ سے بڑھا ہوا ہے۔ مشہور و معروف مُستشرق پروفیسر براؤن آنجہانی پروفیسر کیمبرج یونی ورسٹی نے اپنی کتاب "اربیبین میڈیسن" میں لکھا ہے:

"ابوبکر محمد بن زکریا رازی مسلمان اطبا میں غالباً سب سے زیادہ جلیل القدر اور جدت پسند تھا۔ وہ ایک مصنف کی حیثیت سے سب ممتاز تھا، کیوں کہ اس کی تصانیف دوسرے اسلامی اطبا کے مقابلے میں ذاتی مفید معلومات سے پُر ہیں۔ نیز وہ علمی خصوصیات میں شیخ بو علی سینا کے بالکل برعکس تھا۔ چناں چہ جب ہم ان دونوں بزرگوں کا مقابلہ کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ بو علی سینا ایک طبیب ہونے کی بہ نسبت فلسفی زیادہ اچھا ہے لیکن رازی ایک فلسفی ہونے کی بہ نسبت طبیب زیادہ اچھا ہے۔"

زمانۂ قدیم میں ایران میں ایک شہر "رے" تھا۔ بقول بعض مورخین اس کی جگہ آج کل ایران کا پایۂ تخت طہران آباد ہے لیکن براؤن اپنی تحقیق کی بنا پر تحریر فرماتے ہیں کہ "رے" ایران کے موجودہ پایۂ تخت طہران سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہ سب سے زیادہ قدیم ایرانی شہروں میں سے ایک شہر تھا جس کو ایرانیوں کی مذہبی کتاب ژنداوستا میں ایران کے بارہ مقدس شہروں میں سے ایک شہر بتایا گیا ہے۔ یہ شہر مردم خیزی کے لیے مشہور تھا۔ بڑے بڑے باکمال اہل علم اس شہر میں پیدا ہوئے، رازی بھی تقریباً سنہ ۸۵۰ء میں اسی شہر میں پیدا ہوا اور اپنی خداداد ذکاوت و ذہانت، علمی فضیلت اور فنی مہارت کی بنا پر دنیا میں غیر فانی شہرت حاصل کر گیا۔

رازی کی تعلیم رازی کو ابتدا ہی سے علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ اس نے شباب کو پہنچنے سے پہلے ہی ادب، منطق اور فلسفہ میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ شاعری سے بھی دل چسپی تھی اور طبیعت بھی اس کے لیے موزوں پائی تھی۔ عمر کے تیس سال گزر گئے تھے لیکن اس وقت تک رازی نے طب کی طرف توجہ نہ کی تھی۔ ایک روز وہ اپنے شہر کے شفاخانہ میں پہنچا اور وہاں اس کو ایک بوڑھے دواساز سے گفتگو کرنے کا موقع ملا، جس سے اس کو فن طب حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا اور یہی شوق اسے بغداد لے گیا اور وہاں اس نے بغداد کے طبیب علی بن ربن طبری سے فن طب کی تعلیم شروع کر دی اور اس فن کو حاصل کرنے کے بعد وہ نام پایا کہ جالینوس العرب

کہلایا۔

جس طرح آغاز شباب کی شوخیاں کم و بیش ہر شخص کو مختلف رنگ رلیوں میں مصروف کر دیتی ہیں اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جن کے دامن اس خارزار وادی سے محفوظ رہتے ہیں، اسی طرح رازی بھی آغاز شباب کی شوخیوں سے نہ بچ سکا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ وہ ابتدا میں ایک رند مشرب تھا۔ اگر ایک طرف تحصیل علم کا شوق تھا تو دوسری طرف لہو و لعب کا شوق بھی ساتھ تھا۔

شاعری کے ساتھ ساتھ رازی کو گانے بجانے کا بھی شوق تھا۔ عود بجانے میں وہ مشاق تھا۔ دوست احباب کی محفلیں گرم رہتی تھیں۔ لیکن کچھ دنوں تک اس حالت میں گزارنے کے بعد طبیعت میں انقلاب پیدا ہوا۔ لہو و لعب سے کنارہ کشی اختیار کرکے تحصیل علوم کی طرف متوجہ ہوا۔ لوگ اس کے اس انقلاب اور علمی دلچسپی کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

عادات و خصائل رازی ایک نہایت خوش خلق اور سخی طبیب تھا۔ مریضوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور مہربانی سے پیش آتا تھا، خصوصاً غریب مریضوں کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک کا خوگر تھا۔ نادار مریضوں کے لیے دوا، غذا اور ان کے قیام کا انتظام کرتا اور ان کے تمام اخراجات خود برداشت کرتا تھا۔ وہ وقت کی قدر و قیمت کو جانتا تھا۔ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتا تھا۔ سفر میں ہو یا حضر میں قلم دوات بروقت اس کے پاس موجود رہتی تھی۔ جوں ہی کوئی نئی بات اس کو معلوم ہوتی فوراً نوٹ کر لیتا تھا۔ مطب وغیرہ سے جو وقت بچتا اس کو مطالعہ کتب میں صرف کرتا تھا۔

رازی کا طبی مسلک اور طریق علاج رازی کی طبیعت علم طب نیز دوسرے علوم کے باریک سے باریک مسائل حل کرنے اور علمی و فنی نکات معلوم کرنے کی طرف قدرتاً مائل رہتی تھی۔ وہ ماہیت امراض میں جالینوس کے اقوال کو ترجیح دیتا تھا۔ لیکن فن معالجات میں بقراط کے اصول علاج کو درست سمجھتا، اور ان ہی پر عمل کرتا تھا۔ چنانچہ تن درست رہنے اور مرض کو زائل کرنے کے لیے اصول حفظان صحت کی پابندی اس کے نزدیک نہایت ضروری تھی۔ مرض کے علاج میں حتی الامکان تدابیر سے کام لیتا تھا۔ غذا میں مناسب تغیر و تبدل کرتا اور ضرورت کے مطابق دوسری تدبیریں اختیار کرتا تھا، اور اگر دوائیں استعمال کرنے کی ضرورت پیش آتی تو صرف مفرد دوائیں استعمال کرتا تھا۔

رازی امراض کی صحیح تشخیص کرنے کی بے حد کوشش کرتا تھا۔ تشخیص مرض کے بعد ہی اس کا مناسب علاج سوچتا تھا۔ اس کے علاوہ مرض کے ظاہر ہونے سے پہلے ہی بعض علامتوں کے ذریعے سے مرض کے ظاہر ہونے کی پیش گوئی کرتا تھا اور یہی وہ خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے وہ اپنے زمانہ کا جالینوس سمجھا جانے لگا۔

سیر و سیاحت کا شوق رازی نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ اپنے وطن ایران ہی میں گزارا۔ اس کے علاوہ وہ مدت تک بغداد میں بھی رہا، لیکن اس کو اپنی مستقل قیام گاہ نہ بنایا۔ اس نے بہت سا وقت سیر و سیاحت میں صرف کیا، مشہور شہروں میں گیا، اور دوران سیاحت میں طبی معلومات اور تجربات حاصل کیے۔ عوام کو اپنی حکمت و حذاقت، تشخیص امراض اور ازالۂ مرض کے کارنامے دکھائے جن کی وجہ سے اس کی شہرت دوسرے ملکوں تک پھیل گئی۔

رازی کی طبی خدمات

حلقۂ درس رازی نے فن طب کی جس قدر خدمات انجام دی ہیں ان میں اس کا "حلقۂ درس" ایک اہم خدمت تھا۔ اس حلقۂ درس میں اپنی علمیت کے لحاظ سے مختلف مراتب کے طلباء شریک ہوتے اور اپنا علمی شوق پورا کرتے تھے۔ اُستاد کے قریب پہلی صف تمام شاگردوں کے لیے مخصوص تھی اور اس کے بعد ان شاگردوں کے شاگرد بیٹھتے تھے۔ اگر رازی کے سامنے کوئی علمی مسئلہ رکھا جاتا تو سب سے پہلے اس مسئلہ کو اس کے شاگرد حل کرتے تھے۔ لیکن اگر وہ عاجز رہتے اور سائل کی تشفی نہ کر سکتے تو خود رازی متوجہ ہوتا اور سائل کو اصل مسئلہ سمجھا کر مطمئن کر دیتا تھا۔

مطب رازی کا مطب شہر رے کا شفاخانہ تھا۔ اس شفاخانہ میں وہ افسر الاطباء کے عہدے پر ممتاز تھا اور باقاعدہ مریضوں کی طبی خدمات انجام دیتا تھا۔ جو مریض شفاخانے میں آتے تھے پہلے اس کے شاگرد اس کا معائنہ کرتے تھے۔ لیکن اگر مرض بہت پیچیدہ

[1] اریبین میڈیسن از علامہ براؤن۔

پیچیدہ ہوتا تھا اور شاگرد اس کو نہیں سمجھ سکتے تھے تو خاص الخاص شاگرد ملاحظہ کرتے تھے۔ اگر وہ بھی مرض کو نہیں سمجھ سکتے تھے تو مریض کو رازی کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ عضد الدولہ کے شفاخانہ (بیمارستان عضدی) کا افسر الاطبا بھی رازی ہی تھا! بلکہ بیمارستانِ عضدی کے محل وقوع کا انتخاب رازی ہی کے مشورہ سے ہوا تھا۔ چناں چہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب عضد الدولہ نے رازی سے دریافت کیا کہ شفاخانہ کس جگہ بنایا جائے تو رازی نے شہر کے مختلف علاقوں میں گوشت کے ٹکڑے لٹکوا دیے، اور پھر شفاخانہ کے قیام کے لیے اس جگہ کے موزوں و مناسب ہونے کا فتویٰ دیا جس جگہ گوشت کا ٹکڑا دیر تک متعفن نہ ہوا۔ لیکن بعض محققین اس واقعہ کو غلط قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رازی عضد الدولہ سے بہت پہلے گزر چکا تھا۔

رازی کے معرکۃ الآرا معالجات اور تشخیص مرض کی بہت سی داستانیں کتابوں میں درج ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے علم و فن اور حکمت و حذاقت میں کس قدر کمال پیدا کیا تھا، مریضوں کے علاج میں کن جدتوں سے کام لیتا تھا اور امراض کے متعلق پیش گوئی کرنے میں کس قدر ماہر تھا ——— دو دلچسپ واقعات یہاں لکھے جاتے ہیں :-

(۱) ایک مرتبہ بغداد کا ایک امیر شہر رے میں وارد ہوا۔ اس کو اثنائے سفر میں منہ سے خون آنے کا مرض لاحق ہو گیا تھا! اس نے کئی اطبا سے علاج کرایا لیکن شفایابی کی صورت نظر نہ آئی۔ آخرکار وہ امیر رازی کی طرف رجوع ہوا۔ رازی نے نبض دیکھی، قارورہ ملاحظہ فرمایا، نیز مریض کی زبانی حالاتِ مرض بھی دریافت کیے اور اس وقت تک جو علاج ہو چکے تھے وہ بھی معلوم کیے۔ لیکن سببِ مرض نہ معلوم کر سکا۔ نہ مریض میں علاماتِ سل موجود تھیں اور نہ دوسرا ایسا مرض پایا جاتا تھا جس کو منہ سے خون آنے کا سبب قرار دیا جاتا۔ آخرکار رازی نے مریض سے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ اس کے مرض کے سبب کو معلوم نہیں کر سکا۔ ساتھ ہی رازی نے مریض کو اطمینان دلایا کہ وہ مرض کو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔

مریض ایک طبیب اعظم کے یہ الفاظ سن کر تقریباً مایوس ہو چکا تھا لیکن رازی کی دماغی قوتیں مرض کا سبب معلوم کرنے میں مصروف تھیں۔ آخرکار رازی کے پوچھنے پر مریض نے کہا کہ اُسے سفر میں تالابوں اور حوضوں کے پانی پینے کا اتفاق ہوا ہے۔

اتنا معلوم کرنے کے بعد رازی کو یہ سمجھنے اور یقین کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی کہ پانی کے ساتھ مریض نے کوئی جونک نگل لی ہے اور وہ اس کے معدے کا خون چوس رہی ہے جس کی وجہ سے منہ سے خون آ رہا ہے۔ رازی نے یہ نتیجہ نکال کر مریض سے دوسرے دن آنے کو کہا، اور گھر آنے کے بعد کائی سے بھرے ہوئے برتن منگائے، اور دوسرے روز جب مریض علاج کی غرض سے آیا تو رازی نے کہا آپ اپنے غلاموں کو حکم دیجیے کہ میں جو حکم دوں اس کی تعمیل کریں اور آپ کے حکم کی پروا نہ کریں۔ مریض نے سر تسلیم خم کیا اور غلاموں کو ہدایت کر دی کہ وہ حکیم صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں مطلق کوتاہی نہ کریں۔

اس کے بعد رازی نے کائی سے بھرے ہوئے برتن منگوائے اور مریض کو کائی کھانے کا حکم دیا۔ مریض نے پہلے تو طوعاً و کرہاً کچھ کائی کھائی، لیکن آخرکار انکار کر دیا۔ رازی نے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ اپنے آقا کو زبردستی لٹا دیں اور مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیں۔ اس کے بعد رازی اپنے ہاتھ سے مریض کے منہ میں کائی ٹھونسنے لگا، یہاں تک کہ ایک برتن خالی ہو گیا۔ رازی نے دوسرے برتن سے کائی لے کر اس کے منہ میں ٹھونسنے کا ارادہ کیا۔ لیکن مریض چلا اٹھا، "خدارا بس کیجیے اب میری برداشت سے باہر ہے اور مجھے قے آ رہی ہے" لیکن اس کے باوجود رازی نے تھوڑی سی کائی اور بھی اس کے منہ میں ٹھونس دی اور مریض کو چھوڑ دیا ——— فوراً ہی ایک زبردست قے ہوئی، جس میں ٹھونسی ہوئی کائی کے علاوہ خون و بلغم وغیرہ خارج ہوئے اور ساتھ ہی ایک جونک بھی نکلی۔

(۲) ایک بار رازی امیر خراسان کے ہاں کسی مریض کا علاج کرنے کی غرض سے گیا تھا۔ مریض کے اچھا ہو جانے کے بعد جب وہ واپس آ رہا تھا تو نیشاپور کا ایک رئیس اُسے راستے ہی سے اپنے گھر لے آیا۔ اس امیر نے اپنے مرض استسقا میں مبتلا لڑکے کو رازی کی خدمت میں پیش کیا۔ رازی نے مریض کو ملاحظہ فرمایا اور لاعلاج پا کر امیر سے کہا "افسوس ہے کہ میں صاحبزادے کا علاج کرنے سے قاصر ہوں، مرض لاعلاج ہو چکا ہے" ——— مریض اور اس کے والد رازی کا یہ فیصلہ سن کر خاموش ہو گئے اور مریض نے اپنے آپ کو موت کے ہم آغوش سمجھ لیا اور فیصلہ کر لیا کہ جب زندگی کی امید ہی نہیں ہے تو نہ دوا کی احتیاج ہے اور نہ پرہیز کی ضرورت، جس چیز کو دل چاہا کھانا شروع کر دیا۔

کچھ دنوں کے بعد جب کہ رازی وہاں سے جا چکا تھا مریض نے رائتہ کھانے کی خواہش ظاہر کی۔ دایہ رائتہ تیار کرکے ایک پیالے میں لائی اور مریض کے سامنے کمرے میں رکھ کر کوئی چیز لانے کے لیے باہر چلی گئی۔ اتفاق سے ایک کالا سانپ نکلا اور پیالے میں منھ ڈال کر رائتہ پینے لگا۔ غالباً اس کا مزہ اس کو پسند نہیں آیا اس بچے پیا ہوا رائتہ پیالے میں اُگل اس نے اپنا راستہ اختیار کیا۔

مریض بستر پر لیٹا ہوا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ زندگی کو وہ اپنے لیے وبال تو سمجھے ہوئے تھا۔ خودکشی کے لیے زہر بھی میسر نہ تھا بھا نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور زہر آلود پیالہ اٹھا کر پی گیا اور اب اپنے آپ کو موت سے قریب سمجھ کر بستر پر لیٹ گیا۔ اسی وقت دایہ باہر سے کمرے میں داخل ہوئی اور خالی پیالے میں رنگ بدلے ہوئے رائتہ کو دیکھ کر وجہ دریافت کی۔ مریض نے ساری داستان سنائی اور تاکید کی کہ پیالے کے بچے ہوئے رائتے کو زمین میں دفن کر دیا جائے، یہ زہر ہلاہل ہے۔ دایہ یہ حال سن کر مریض کے والد کے پاس پہنچی اور سارا ماجرا سنایا۔ باپ گھبرا اٹھا۔ فوراً ہی لڑکے کے پاس آیا اور دیکھا کہ لڑکا غافل پڑا سو رہا ہے اور اس کے مسامات بدن سے پسینہ جاری ہے۔ اس حالت میں جگانا مناسب نہیں سمجھ کر اُس نے دوسرے لوگوں کو بھی جگانے سے منع کر دیا مریض تمام دن سوتا رہا۔ شام کے قریب بیدار ہوا تو رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ خوب کھل کر پاخانہ ہوا اور اس کے بعد دستوں کا وہ تانتا بندھا کہ رات دن میں تقریباً ایک سو دست ہو گئے جن کی وجہ سے مریض نہایت مضمحل ہو گیا۔ اور عزیز اقربا اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ تین چار روز اسی حالت میں گزارنے کے بعد مریض کو بھوک لگی اور اس نے چوزوں کا شوربا طلب کیا جس کی تعمیل کی گئی اور مریض میں تن درستی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ بدن میں آہستہ آہستہ طاقت محسوس ہونے لگی۔ پیٹ جو استسقا کی وجہ سے مشک بنا ہوا تھا، پچک کر چپاتی بن گیا۔ اور کچھ دنوں میں مریض بالکل تن درست ہو گیا۔

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد رازی کو پھر اُدھر جانے کا اتفاق ہوا، اور امیر مذکور اطلاع پاکر اپنے یہاں بلا لایا اور اپنا مہمان بنایا۔ جب رازی کھانا کھا رہا تھا تو ایک خوبرو نوجوان ان کی خدمت پر مامور تھا۔ امیر نے رازی سے دریافت کیا۔ کیا آپ اس نوجوان کو پہچانتے ہیں؟ جب رازی کا جواب نفی میں پایا تو خود ہی میزبان نے کہا کہ "یہ وہی مریض لڑکا ہے جس کو آپ نے لاعلاج بتایا تھا، اور اس کا علاج کرنے سے انکار کر دیا تھا" —— رازی کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی —— اور میزبان سے دریافت کیا، آپ نے اس لڑکے کا کیا علاج کیا؟ جس سے اس کو صحت نصیب ہوئی" —— میزبان نے سب حالات بیان کیے۔ اس پر رازی نے فرمایا، "بے شک اطبائے قدیم نے استسقا کا علاج جب کہ وہ لاعلاج ہو چکا ہو، یہ بیان کیا ہے کہ اگر ایسے مریض کو دو سو سال کا بوڑھا سانپ کھلایا جائے تو وہ تن درست ہو سکتا ہے۔ اگر میں تم کو یہ علاج بتاتا تو اس کو ایک گپ خیال کیا جاتا، اور اگر بالفرض آپ اس کو صحیح سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے تو یہ کس طرح معلوم ہو سکتا تھا کہ فلاں سانپ دو سو سال کا بوڑھا ہے۔ اسی لیے میں خاموش ہو گیا تھا۔ چوں کہ شافی مطلق کو اس نوجوان کی زندگی منظور تھی لہٰذا اس نے خود ہی اس کے اسباب مہیا کر دیے۔"

ایک اور واقعہ جس کو پروفیسر براؤن نے رازی کی مشہور و معروف کتاب "حاوی" کے حوالہ سے نقل کیا ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے، جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رازی تشخیص مرض وغیرہ میں کس قدر دماغ سوزی کرتا اور تحقیق و جستجو سے کام لیتا تھا۔ یہ واقعہ خود رازی نے اس طرح لکھا ہے:-

"عبداللہ بن سوادہ حمیات مرکبہ میں مبتلا تھا، چناں چہ اس کو کبھی چھٹے دن کبھی تیسرے دن اور کبھی چوتھے دن اور کبھی روزانہ باری کا بخار آتا تھا۔ بخار آنے سے پہلے کسی قدر لرزہ محسوس ہوتا تھا اور بار بار پیشاب آتا تھا۔ مریض کی یہ حالت دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا کہ یہ حمیاتِ مرکبہ یا تو چوتھیا بخار (ربع) کی طرف منتقل ہو جائیں گے یا مریض کے گردوں میں پھوڑا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ مریض کے پیشاب میں پیپ خارج ہوئی اور میں نے مریض سے کہہ دیا کہ اب اس کو ان بخاروں کی باریاں نہیں آئیں گی، چناں چہ ایسا ہی ہوا۔

جو چیز مجھے پہلے پہل مریض کے گردوں میں پھوڑے کی تشخیص سے مانع تھی وہ یہ تھی کہ مریض اس سے پہلے حمّی غب (تیہ یا تجاری بخار) اور دوسرے بخاروں میں مبتلا تھا، اور اس سے میں نے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ یہ بخار اخلاط میں احتراق ہونے کی وجہ سے لاحق ہیں، اور جب یہ احتراق بڑھ جائے گا تو یہی بخار ربع (چوتھیا بخار) کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

"اس کے علاوہ مریض نے کھڑے ہونے وقت کمر میں بوجھ معلوم ہونے کی شکایت بھی نہیں کی تھی اور نہ میں نے غلطی سے اس کے متعلق مریض سے دریافت کیا تھا۔ اگر مجھے یہ بات معلوم ہو جاتی تو پھر پیشاب کا بار بار آنا ایک ایسی علامت تھی جس سے مریض کے گردوں میں پھوڑا ہونے کے متعلق میرا خیال پختہ ہو جاتا۔ اس کے علاوہ مجھے اس بات کا بھی علم نہ تھا کہ اس مریض کو بخار آنے سے پہلے بھی یہ شکایت تھی۔ بہرحال اگر خدا کو منظور ہوا تو یہ اب اس مرض میں مبتلا نہ رہے گا۔

"چناں چہ میں نے اس کا علاج اس طرح شروع کیا کہ جب پیشاب میں پیپ خارج ہوئی تو اس کو مدر ادویہ استعمال کرائیں یہاں تک کہ پیشاب پیپ سے پاک وصاف ہو گیا۔ پھر میں نے اس کو گل مختوم، کندر، ۔۔۔ دم الاخوین وغیرہ دوائیں دیں۔ مریض اس علاج سے تقریباً دو مہینے میں بالکل اچھا ہو گیا۔

"مریض کے گردہ کا پھوڑا چھوٹا تھا اور یہی وجہ تھی کہ مریض نے کمر میں بوجھ محسوس ہونے کی شکایت نہیں کی تھی۔ لیکن جب پیشاب کے راستے پیپ خارج ہو چکی تو مریض نے دریافت کرنے پر بتایا کہ پیپ خارج ہونے سے پہلے کسی قدر بوجھ معلوم ہوتا تھا جو پیپ کے نکل جانے پر نہیں رہا۔ اگر یہ پھوڑا بڑا ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس کا بوجھ زیادہ محسوس ہوتا اور مریض اس کی شکایت ضرور کرتا۔ پیپ پیدا ہونے کے بعد اس کا جلد ہی خارج ہو جانا بھی ایک ایسی علامت ہے جو پھوڑے کے چھوٹا ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

"میرے علاوہ دوسرے اطبا کے لیے مرض کا سمجھنا بہت مشکل تھا۔ وہ پیشاب میں پیپ خارج ہونے سے پہلے مرض کی صحیح تشخیص کیا کرتے، پیشاب میں پیپ خارج ہونے کے بعد بھی مرض کو سمجھنے سے قاصر رہے۔"

رازی کی طبی تصانیف طلبا کو طبی تعلیم دینے اور مریضوں کا علاج کرنے کے علاوہ رازی کی سب سے بڑی خدمت اس کی طبی تصانیف ہیں۔ ان تصانیف کی تعداد دو سو سے متجاوز ہے۔ ان تصانیف میں طبی کتابوں کے علاوہ دوسرے علوم وفنون، مثلاً الٰہیات، طبیعات، مناظرات، موسیقی، نجوم، ادب وغیرہ کی متعدد کتابیں شامل ہیں۔ ہم اس جگہ رازی کی صرف ان چند طبی کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جنھوں نے مشرق ومغرب میں غیر معمولی ہر دل عزیزی حاصل کی اور رازی کی شہرت کو چار چاند لگائے:-

کتاب الجدری والحصبہ یہ رازی کی سب سے پہلی تصنیف ہے جو طبی دنیا میں نہایت قدر ومنزلت کی نظروں سے دیکھی گئی۔ یہ کتاب مصر میں چھپی اور اب بھی ہندستان کے بعض کتب خانوں میں ملتی ہے۔ اس کتاب کے متعلق پروفیسر براؤن لکھتے ہیں کہ رازی کی کثیر التعداد تصانیف میں سے جس کتاب کا سب سے زیادہ خیر مقدم کیا گیا وہ "کتاب الجدری والحصبہ" ہے ہم یہ مانتے ہیں کہ رازی نے جدری (چیچک) کے متعلق سب سے پہلے نہایت صحیح معلومات پیش کیں اور جدری (چیچک) اور حصبہ (خسرہ) کی تفریق کی۔[1]

سب سے پہلے اس کتاب کا لاطینی ترجمہ سنہ ۱۵۶۵ء میں وینس میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد لندن میں اس کا لاطینی ترجمہ مع عربی عبارت کے ساتھ سنہ ۱۷۶۶ء میں شائع ہوا۔ پھر اس کا انگریزی ترجمہ ڈبلیو۔ اے گرینہل (W.A. Greenhill) نے کیا اور سیڈنہم سوسائٹی نے سنہ ۱۸۴۸ء میں شائع کیا۔[2]

اس کتاب کے متعلق ایک یورپی محقق لکھتے ہیں کہ وبائی امراض کی تاریخ میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رازی ایک بہت بڑا روشن ضمیر اور فاضل طبیب تھا۔ وہ بقراط کی پیروی کرتا اور ضد، خود رائے سے پاک وصاف تھا۔ اس کی یہ کتاب آج عوام کے ہاتھ میں عربوں کے لٹریچر کے زیور کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کو زبردست اہمیت حاصل ہے۔[3]

الحاوی رازی کی نہایت مطول تصنیف ہے۔ اس کتاب میں بقراط سے لے کر حنین کے زمانے تک جس قدر بھی اطبا، متقدمین گزرے ہیں امراض ومعالجات کے متعلق ان کے جس قدر بھی اقوال ملتے ہیں وہ سب اس کتاب میں ملتے ہیں۔ مصنف نے اس کو ایک جامع علوم طبی کی حیثیت سے لکھا تھا لیکن افسوس ہے کہ مصنف کو اس پر نظر ثانی کی مہلت نہ ملی جس کے باعث یہ کتاب ترتیب اور طرز بیان کے لحاظ سے ناقص رہ گئی۔

---

[1] و [2] ملاحظہ ہو "دی۔ اے وولیوشن آف موڈرن میڈیسن"، از سر ولیم اوسلر صفحہ ۹۲

[3] اربین میڈیسن از پروفیسر براؤن۔

حاوی کے متعلق مستشرق براؤن نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ یہ کتاب رازی کی تصانیف میں سب سے اہم ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اس کے مطالعہ میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ترجمہ اصل عربی عبارت کے ساتھ شائع نہیں ہوا، اور اصل عربی عبارت میں بھی اس کا کوئی مکمل نسخہ موجود نہیں ہے۔ حاوی کی جتنی جلدیں محفوظ ہیں وہ بھی جا بجا دنیا کے مختلف عجائب خانوں اور کتب خانوں میں منتشر ہیں۔ تین جلدیں برٹش میوزیم لندن میں، تین بوڈلین لائبریری میں، تین چار یا پانچ ایسکوریل لائبریری میں، چند جلدیں میونک اور پیرزوگریڈ کے کتب خانوں میں اور چند خلاصے برلین لائبریری میں پائے جاتے ہیں۔ اس کتاب کا لاطینی ترجمہ سنہ ۱۴۸۶ء میں برشیا میں اور سنہ ۱۵۴۲ء میں وینس میں شائع ہو چکا ہے لیکن اس ترجمہ کا صرف ایک نسخہ کنگز کالج کے شاہی کتب خانہ میں ہے۔

ان تراجم کے علاوہ ڈاکٹر پی۔ ڈی کوننگ نے حاوی کے اس حصے کو جو علم تشریح (اناٹومی) سے متعلق ہے علی ابن عباس مجوسی کی کتاب "الملکی" اور شیخ بو علی سینا کی کتاب "القانون" کے علم تشریح سے متعلق حصوں کے ساتھ مع اصل عربی عبارت کے فرانسیسی ترجمہ شائع کیا تھا۔

کتاب المنصوری بھی رازی کی مشہور کتابوں میں سے ہے۔ اس کو اس نے اپنے دوست حاکم خراسان کے لیے لکھا تھا۔ یہ اگرچہ فن طب کے علمی و عملی اصول و قواعد کے بیان میں ایک مختصر کتاب ہے لیکن درحقیقت ایک نہایت جامع تصنیف ہے۔ اس کا لاطینی ترجمہ سنہ ۱۴۸۹ء میں شائع ہوا تھا اور اس کو لاطینی مترجمین لبر المنصورس (Libber Almansoris) کہتے ہیں۔

مقالہ فی الحصی فی الکلی والمثانہ رازی کا یہ رسالہ گردہ و مثانہ کی پتھری کے متعلق ہے۔ اس کا فرانسیسی ترجمہ اصل عربی عبارت کے ساتھ ڈاکٹر پی ڈی کوننگ نے سنہ ۱۸۹۶ء میں لیڈن میں شائع کیا تھا۔

رازی کے بعض دوسرے رسالوں کے ترجمے فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں ہوئے ہیں۔ ان میں وہ رسالہ بہت دلچسپ بیان کیا جاتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ بعض اوقات نیم حکیم اور عطائی معالج ایسی ہر دل عزیزی حاصل کر لیتے ہیں کہ جس سے عالم و فاضل اور مستند اطبا محروم رہ جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ رازی کے متعدد غیر مطبوعہ رسالے یورپ اور ایشیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں، چنانچہ پروفیسر براؤن کے بیان کے مطابق چند قلمی رسالے حال ہی میں کیمبرج یونیورسٹی کی لائبریری نے خریدے ہیں۔

رازی ماہر کیمیا بھی تھا دوسرے علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھنے کے باوجود رازی فن کیمیا کا بھی ماہر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ کیمیا کے متعلق رازی کا قول تھا کہ "میں فلسفی اس شخص کو کہتا ہوں جو فن کیمیا سے بھی واقف ہو۔ جو شخص اس فن سے واقف ہوتا ہے وہ لوگوں کی امداد سے مستغنی ہو کر علوم و فنون کی بہترین خدمات انجام دے سکتا ہے۔ اور علمی کاموں میں صحیح طور پر منہمک ہو سکتا ہے لیکن حرص و طمع اور نیازمندی میں مبتلا ہو کر انسان علمی خدمات سے کما حقہ قاصر رہتا ہے۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ کیمیا دانی ہی اس کی وفات کا سبب ہوئی تھی۔ چنانچہ رازی نے ایک بار وزیر کی دعوت کی۔ وزیر نے رازی کے ہاں کھانے غیر معمولی لذیذ پائے اور اپنے ذہن میں اس کا سبب کھانا پکانے والی لونڈی کو قرار دے کر کسی تدبیر سے اس کو اپنے ہاں بلا لیا۔ لیکن اس نے جو کھانا پکایا تو اس کو رازی کے ہاں پکائے ہوئے کھانوں کی طرح لذیذ نہ پایا۔ سبب دریافت کرنے پر لونڈی نے بتایا، "حضور والا! میں نے کھانا تو اسی طرح پکایا ہے جس طرح رازی کے ہاں پکاتی تھی، البتہ ایک فرق ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ رازی کے ہاں کھانا پکانے کے برتن سونے چاندی کے ہیں جو آپ کے یہاں نہیں ہیں۔"

اس بات سے آگاہ ہو کر وزیر نے رازی سے کیمیا سیکھنے کا شوق ظاہر کیا؛ اور اس پر بہت اصرار کیا، لیکن اس کی دال نہ گلی۔ اور وزیر نے ناامید ہو کر رازی کو گلا گھونٹ کر مروا دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ رازی نے ایک رسالہ علم کیمیا کے متعلق لکھ کر ایک رئیس کی خدمت میں پیش کیا۔ رئیس نے اس کو بہت سا انعام و اکرام دیا۔ لیکن جب رئیس نے اس کو سونا بنانے کا حکم دیا تو رازی نے مختلف عذرات پیش کر کے اس سے بچنا چاہا۔ اس پر رئیس کو غصہ آ گیا اور اس نے رازی کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ نابینا ہو گیا۔

یہ قصے صحیح ہوں یا نہ ہوں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ رازی فن کیمیا سے واقف ضرور تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ کم بخت

"ایک آنچ کی کسر" اس ماہر کیمیا سے بھی رہ جاتی تھی۔ چناں چہ بیان کیا جاتا ہے کہ

رازی نے ایک بار سونے کے پیالے رومی تاجروں کو فروخت کیے، لیکن کچھ مدت گزرنے کے بعد جب اُن کی رنگت بدل گئی تو وہ سوداگران کو واپس لائے اور رازی کو ان کی قیمت واپس کرنی پڑی۔ ہمارے خیال میں اس رنگت کی تبدیلی کا سبب "ایک آنچ کی کسر" کے سوا کیا ہو سکتا ہے!

رازی کی وفات رازی کی وفات کا سبب مذکورہ بالا وزیر کی ناراضی بیان کی جاتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ رازی کو آخر عمر میں نزول الماء موتیا بند کی شکایت ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ بالکل اندھا ہو گیا تھا۔ اگرچہ لوگوں نے اس کو آنکھیں بنوانے کے بہت مشورے دیے لیکن اس نے منظور نہ کیا اور جواب دیا۔ "ان آنکھوں نے دنیا کا نیک و بد بہت کچھ دیکھا ہے۔ اب زیادہ دیکھنے کی نہ طاقت ہے اور نہ حاجت" آخر کار یہ نامور طبیب اس دنیا میں اسی بیاسی سال نہایت نیک نامی اور شہرت کے ساتھ گزارنے کے بعد پیرانہ سالی کی وجہ سے تقریباً سنہ ۳۲۰ھ میں اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔

رازی کے حکیمانہ اقوال (۱) یہ بات نہایت خطرناک ہے کہ کوئی معالج اپنی ذاتی رائے اور اجتہاد سے کام لے بغیر محض کتابی نسخوں اور دوسرے حکیموں کے اظہار خیالات کی بنا پر علاج کرے۔

(۲) حکما کی کتابوں کا پڑھنا، ان کے بیان کردہ تحقیق مسائل پر غور و خوض کرنا اور ان کی باریکی تک پہنچنا ہر حکیم کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ہے۔

(۳) ایک حکیم کی تمام عمر جڑی بوٹیوں کے فوائد و اثرات معلوم کرنے کے لیے کافی نہیں ہے، اس لیے کثیر الاستعمال مدون اور مجرب دواؤں کو استعمال کرنا ہی مناسب ہے۔ کمیاب اور غیر مستعمل جڑی بوٹیوں کا ترک کر دینا ہی بہتر ہے۔

(۴) جو شخص علم طبیعیات، فلسفہ اور منطق کا ماہر ہو لیکن ان پر عامل نہ ہو، بلکہ اس کی طبیعت دنیاوی لذات کی طرف مائل ہو، اس کو عالم نہیں سمجھنا چاہیے۔ خصوصاً ان علوم کے بغیر کوئی شخص طبیب تو ہو ہی نہیں سکتا۔

(۵) جب کسی مسئلہ میں ارسطو اور جالینوس کی ایک ہی رائے ہو تو اس مسئلہ کو درست سمجھنے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کرنا چاہیے؛ البتہ جس مسئلہ میں ان دونوں کا اختلاف ہو اس کی درستی کا پتہ چلانا دشوار ہے۔

(۶) گرم بیماریاں سرد بیماریوں کے مقابلہ میں زیادہ مہلک ہوتی ہیں۔

(۷) جب مریض کسی مرض سے اچھا ہو جائے اور اس کی طبیعت کسی چیز کے کھانے کو چاہے (خواہ وہ چیز مضر ہی کیوں نہ ہو) تو تجربہ کار طبیب کا فرض ہے کہ وہ مریض کی خواہش کا احترام کرے، اور مناسب اصلاح کے ساتھ اُسے وہ غذا کھلائے۔

(۸) طبیب کا فرض ہے کہ مریض کو ہمیشہ زندگی اور شفایابی کی امید دلاتا رہے مریض کی حالت خواہ کیسی ہی خراب ہو لیکن اس کے سامنے مایوسی کا اظہار نہ کیا جائے۔

(۹) علاج کرتے وقت طبیب کو مرض کے متعلق ہر طرح غور و خوض کر لینا چاہیے۔ اگر کئی امراض ایک ساتھ جمع ہوں تو سب سے پہلے قوی مرض کا تدارک کرنا چاہیے۔

(۱۰) مریض کو ہمیشہ ایک ہی طبیب کا علاج کرانا مناسب ہے؛ اور اسی طبیب سے علاج کرائے جس پر اعتقاد رکھتا ہو۔ جو مریض طبیب کو بدلتا رہتا ہے اس کا شفایاب ہونا مشکل ہے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ کسی طبیب کی غلطی کا شکار ہو جائے۔

(۱۱) اگر کوئی طبیب مطالعہ، قیاسات و اجتہادات کو چھوڑ کر محض تجربات سے علاج کرے تو اس کو ناکام سمجھنا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اپنی گہری توجہ پر بھی بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ تجربہ بھی ضروری ہے۔

(۱۲) طبیب نہ حرص و طمع کا بندہ ہو اور نہ فکر آخرت سے آزاد۔ اچھا طبیب وہ ہے جو دینی و دنیائی معاملات میں اعتدال سے کام لے۔

(۱۳) بہترین طبیب وہ ہے جو دواؤں کے بجائے غذاؤں سے علاج کرنے میں ماہر ہو۔

(۱۴) جس بات پر اکثر اطبا متفق ہوں نیز تجربہ بھی اس کی تصدیق کرے اس کو قطعاً ترک نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ اس کو اپنا لائحہ عمل بنا لینا چاہیے۔

اوسٹیوپیتھی

اوسٹیوپیتھی (Osteopathy) علم طب کا ایک مستقل شعبہ ہے جس میں اپریشن اور علاج کے لیے آلات اور دواؤں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسے سنہ ۱۸۷۴ء میں امریکا کے ایک ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ سٹل (Dr. A.T. Still) نے دریافت کیا تھا۔

اوسٹیوپیتھی کے ایک نامور ماہر ڈاکٹر جے۔ مارٹن لٹل جان (Dr. J Martin Littlejohn) ایم۔ ڈی، ڈی او۔ نے رائل سوسائٹی آف لٹریچر لندن میں ایک بار تقریر کرتے ہوئے اوسٹیوپیتھی کے اصول و مقاصد کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا تھا۔

"اوسٹیوپیتھی کا سنگِ اساس تشریح اعضا اور اعضائے جسم کے طبعی افعال کا مکمل علم ہے۔ قدرت نے جسم انسانی میں چند ایسی حیات آفرین قوتیں، حرکتیں اور کیمیائی تاثیریں پوشیدہ کر دی ہیں جو ہم آہنگ رہ کر جسمانی مشینری کے توازن کو میحو رکھتی ہیں جب ان قوتوں اور کیمیائی تاثیروں میں کوئی نقص پیدا ہو جائے اور ان کی حرکات دورہ و تقسیم خون وغیرہ میں خلل اندازی ہو تو نظام جسمانی درست نہیں رہ سکتا۔ اوسٹیوپیتھی کا مقصد ان نقائص کو دور کرکے سابقہ حالت کو بحال کرنا ہے۔"

امریکا میں اوسٹیوپیتھی کی تعلیم یوں تو اوسٹیوپیتھی دنیا کے متمدن ممالک میں رائج ہو چکی ہے لیکن امریکا آج بھی اس کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ وہاں اسے حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ بیشتر ریاستوں میں اوسٹیوپیتھی کی انفرادی تعلیم یا ہومیوپیتھی کی طرح بغیر کوئی سند حاصل کیے ہوئے پریکٹس قانوناً ممنوع ہے۔ دوسرے میڈیکل کالجوں کے دوش بدوش اوسٹیوپیتھی کی تعلیم کے لیے بھی مستقل کالج قائم ہیں، جہاں چار سال کا کورس ہے اور فارغ التحصیل طلبا کو ڈی۔ او (ڈاکٹر آف اوسٹیوپیتھی) کی باقاعدہ ڈگری ملتی ہے۔

کالج لائف کے پہلے دو برسوں میں اوسٹیوپیتھی کے طلبا کو بھی وہی تعلیم دی جاتی ہے جو ایلوپیتھی کے طالب علموں کو لیکن آخری دو برسوں میں اوسٹیوپیتھی کے طلبا کو بجائے اس کے کہ وہ ایلوپیتھی کے طلبا کی طرح اپنا وقت دواؤں اور ان کے اثرات کے مطالعہ میں صرف کریں، علم تشریح اعضا، منافع الاعضا، مراکز اعصاب، عضلات، نخاع، فقرات عمودی، ریشوں اور عصبی خلیوں وغیرہ کی مزید اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ امریکی حکومت اوسٹیوپیتھی کو علم طب کے ایک مستقل شعبہ کی حیثیت سے تسلیم کرتی ہے اور ملک کے نامور ماہرین جراحی (سرجنز) اوسٹیوپیتھی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قدرت بطور معالج سطور بالا سے اچھی طرح اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اوسٹیوپیتھی میں علم تشریح الاعضا یا جسم انسانی کی ساخت سے مکمل واقفیت کی کس قدر سخت ضرورت ہے۔ جب تک کسی شخص کو مختلف مائعات، انسجہ اور اعضا کے افعال اور فزیالوجی کا پورا علم نہ ہو اور وہ انسانی جسم کی ترکیب کی فزکس اور کیمسٹری کو اچھی طرح سمجھتا نہ ہو اوسٹیوپیتھی میں مہارت حاصل نہیں کر سکتا۔ اوسٹیوپیتھی کے نقطۂ نظر سے انسان کو پیدا کرنے والی قدرت خود ہی اس کی بہترین معالج بھی ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ قدرت کے بنائے ہوئے ان چند قوانین کو سمجھ لیا جائے جن پر عمل کرنے سے بگڑا ہوا نظام صحت دوبارہ درست ہو جائے گا اور دفع امراض کے لیے دواؤں کی حاجت نہ ہوگی۔

انسان کا جسم ایک مکمل مشین اوسٹیوپیتھی کے عالموں کا زاویۂ نگاہ یہ ہے کہ انسان قدرت کی صناعی کا شاہکار اور اپنی تخلیق کے لحاظ سے بدرجہ اتم مکمل ہے۔ قدرت نے دوسری بے پناہ قوتوں کے علاوہ اپنے نائب انسان کو اندفاع امراض و حصول صحت کی طاقت بھی عطا کر دی ہے۔ اگر قدرت اسے یہ طاقت عطا نہ کرتی تو انسان کو مکمل نمونۂ قدرت نہیں کہا جا سکتا۔ انسان کے جسم کی مثال ایک ایسی مشین کی ہے جو ہر اعتبار سے بہترین و مکمل ہو کبھی کبھی کسی پرزہ کی خرابی یا مشین چلانے والے کی بے احتیاطی سے مشین بگڑ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ایک ہوشیار مکینک جو مشین کے تمام پیچیدہ اور باریک پرزوں سے واقف ہو یہ دیکھتا ہے کہ کس پرزہ کا نقص

مشین کو اپنی اصل قوت محرکہ سے کام نہیں لینے دیتا۔ وہ پتہ لگا کر اس نقص کو جو مشین اور اس کی قوت محرکہ کے درمیان حائل تھا، رفع کر دیتا ہے اور مشین بغیر کسی مزید کوشش کے خود بخود چلنے لگتی ہے۔

یہی حال اوسٹیوپیتھی کا ہے۔ انسان کی بے احتیاطی سے کبھی کبھی اس کے جسم کی بہترین اور مکمل مشین کا کوئی پرزہ خراب ہو جاتا ہے اور اس حالت کو بیماری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اوسٹیوپیتھی کا مقصد اتنا ہے کہ وہ آلات اور دواؤں کی مدد سے بیماری کی علامتوں کا (جو بطور خود خرابیاں نہیں بلکہ مشینری کے کسی ایک پرزہ کی خرابی کے مختلف نتائج ہیں) مقابلہ کرنے کے بجائے صرف اس بگڑے ہوئے پرزہ کو جو ممکن ہے کہ زیادہ کس گیا ہو یا ڈھیلا ہو گیا ہو ٹھیک کر دے۔ پھر جسم انسانی کی مشین اس زبردست قوت کی بنا پر جو خدا نے انسان کو صحت یابی کے لیے عطا کی ہے خود بخود اپنی رفتار سے چلنے لگے گی اور کسی بیماری کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔

دواؤں کا استعمال غیر قدرتی اوسٹیوپیتھی کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ دواؤں کا استعمال نہ صرف غیر قدرتی اور غیر اصولی (ان سائنٹفک) بلکہ نظام صحت کے لیے سخت مضر ہے۔ مرض کوئی ایسا قوی بازو دشمن نہیں ہے جس کے مقابلہ کے لیے بیرونی امداد کی ضرورت ہو بلکہ انسان اسے اپنی قوت سے خود دفع کر سکتا ہے۔ اوسٹیوپیتھی انسانی مشین کی میکینکل بدنظمیوں کا پتہ لگا کر صرف ان کی اصلاح کر دیتی ہے باقی رفع مرض کو قدرت کی صحت آفرین قوت کے لیے چھوڑ دیتی ہے۔

طریقۂ علاج اس طریقہ علاج میں مختلف باقاعدہ حرکات (Manipuiations) سے کام لیا جاتا ہے۔ اوسٹیوپیتھی کے بانی ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ سٹل کی رائے کے مطابق اعصاب میں تحریک پیدا کرنے سے عضلات سکڑتے ہیں اور قلب کی جانب خون کی روانی بڑھ جاتی ہے۔ دوران علاج میں مریض کے نخاع، در اپنی جگہ سے کسی قدر ہٹے ہوئے فقرات عمودی کی درستی کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔

اوسٹیوپیتھی کا مقصد اوسٹیوپیتھی کا مقصد یہ ہے کہ جسم کے اندر حیات آفرین سیالات، قوتوں اور مادوں کو پوری آزادی حاصل رہے۔ تمام اعضائے جسم کے افعال کی قدرتی ہم آہنگی قائم رہے اور قوت محرکہ حسی اور اشترکی اعصاب کے مدار میں فرق نہ پڑے۔

سبب مرض اوسٹیوپیتھک زاویۂ نگاہ کے مطابق کسی بیماری کے پیدا ہونے کے سبب حسب ذیل ہیں:۔

(۱) جسم کی کسی ہڈی، غضروف، وتر یا عضلہ کے اپنی جگہ سے تمام و کمال یا کسی قدر اکھڑ جانے سے عصبی نسیج میں تحدید و تہیج کی کیفیت پیدا ہو جانا۔

(۲) شریان، ورید، رطوبت لمفاویہ یا دوسری مائعات جسم میں کسی چیز کا عارض ہو جانا۔ اس سلسلہ میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اوسٹیوپیتھی کی اصطلاح میں عظام و عضلات وغیرہ کے اکھڑ جانے (Luxation) سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ علم سرجری کے اصول کے مطابق درحقیقت اپنی جگہ سے اکھڑ گئے ہوں بلکہ برودت، التہاب، تشنج اور تجویف وغیرہ کے اثر سے جب کوئی ہڈی یا وتر متورم ہو کر اپنے قدرتی خط ساخت پر قائم نہ رہے اور اس سے اعصاب و شرائین پر دباؤ پڑے تو اسے بر بنائے شدت مکمل طور پر اکھڑ جانا (خلع) یا نیم خلع (Sub-Luxation) کہتے ہیں۔

اوسٹیوپیتھک طریقۂ امتحان مریض کی حالت کا معائنہ فزیکل زاویۂ نگاہ سے کیا جاتا ہے۔ اوسٹیوپیتھی کا انحصار ہی چونکہ علم تشریح اعضا کی مکمل واقفیت پر ہے۔ اس لیے اعضا کی کسی خفیف بدنظمی کا پتہ بھی لگ جاتا ہے۔ سبب مرض دریافت کرنے کا ذریعہ ظاہری علامتوں کو قرار دیا جاتا ہے اور ان کی بنا پر پتہ لگایا جاتا ہے کہ کس عصبہ یا قناۃ خون کے کس حصہ میں بدنظمی پیدا ہوئی ہے۔ جب مرض کے مقام پیدائش کا پتہ لگ جاتا ہے تو علاج شروع کر دیا جاتا ہے۔

تشخیص ڈاکٹر ٹل جان کے الفاظ میں اصول تشخیص حسب ذیل ہیں:۔

" اوسٹیوپیتھی میں تشخیص کے معنی یہ ہیں کہ مرض کے سبب یا اسباب کا پتہ لگا لیا جائے۔ حالات کا خلاصہ ان مدات کے ماتحت کیا جا سکتا ہے۔

"(۱) عظام، غضروف، اوتار، عضلہ، غشا یا عضو جسم کا اپنی قدرتی جگہ سے ہٹ جانا۔

"(۲) مجموع اعضائے جسم میں خون اور رطوبت لمفاویہ وغیرہ مائعات کی بدنظمی۔

"(۳) نظام عصبی کے مراکز، عقود، شاخ اور نسیج میں سختی، تصادم، بے حسی یا ورم پیدا ہو جانے سے بدنظمی۔"

اصول علاج ڈاکٹر ٹل جان ہی کے الفاظ میں اوسٹیوپیتھک اصول علاج کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"(۱) سائنٹی فک حرکات (مینی پولیشن) سے ہڈی وغیرہ کو اس کی قدرتی جگہ پر قائم کر دینا۔
"(۲) سائنٹی فک حرکات سے انفعاتِ جسم خاص کر خون کی بدنظمی گردش کو رفع کر دینا۔
"(۳) سائنٹی فک حرکات سے نظامِ عصبی کے مراکز (عقود وغیرہ) کی اصلاح۔"

عصبی نظام کی اہمیت اوسٹیوپیتھک طریقۂ علاج میں نظامِ عصبی کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ بنظرِ سہولت اسے دو حصوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے:-

(۱) مخی شوکی (Cerebro-spinal) (۲) نظامِ عصبی شرکی (Sympathetic)

لیکن درحقیقت یہ دونوں حصے ایک ہی نظام کے اجزاءِ لاینفک ہیں اور کسی حصہ کے ایک خلیہ کی مکمل زندگی صرف اسی وقت تک برقرار رہ سکتی ہے جب تک کہ وہ مرکزِ نظامِ عصبی کے ذریعہ سے تمام دوسرے خلیوں کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھ سکے۔ یہ سب نخاع کے ساتھ عمود فقاری (Vertibral Column) سے مل جاتے ہیں۔ اسی طرح اوسٹیوپیتھی میں ہر خلیۂ عصبی کے فعل کا گہرا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

نظامِ عصبی شرکی نظامِ عصبی کے جس حصہ کو شرکی نظام کہتے ہیں اس میں چوں کہ عقود (Ganglia) شباک (Plexus) اور نسیج مواصلات (Communicating Fibers) کا خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اس لیے اس کا ذکر کسی قدر وضاحت کے ساتھ ضروری ہے۔ عقودِ عصبی کا ایک جانبی سلسلہ عمود فقاری کے دائیں جانب ہے اور دوسرا بائیں جانب۔ اور دونوں سلسلے ابھری ہوئی دوڑیوں کے ذریعہ سے مخی شوکی اعصاب سے ملے ہوئے ہیں۔ عقود احشائی غشاء امعا کے درمیان ہوتے ہیں۔ شباک یا ضفائر کی شاخیں تو بہت ہیں، لیکن اہم ضفائر کی تعداد چار ہے:-

(۱) شباک یا ضفیرۂ بلعومی جو حلق اور حنجرہ کے درمیان ہوتا ہے۔
(۲) ضفیرۂ قلبی جو سینہ میں قلب کے نیچے ہوتا ہے۔
(۳) ضفیرۂ شمسی (Solar Plexus) جو محورِ بطنی اور شریانِ اساریقی کے گرد ہوتا ہے۔
(۴) ضفیرۂ حوضی (Pelvic) جو تولید و تناسل کے آلات اور مقعد پر اثرانداز ی کرتا ہے۔

یہ تمام عقود و ضفائر نسیج عصبی کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ اور ان سب کے مجموعہ کا نام نظامِ عصبی شرکی ہے جو قناۃِ خون، عضلات، اور افرازی و مبرزی غدودوں کے افعال کو قبضہ میں رکھتا ہے۔ نظامِ عصبی شرکی اپنے افعال میں خود مختار ہو سکتا ہے۔ لیکن طبعی حالات میں مخی شوکی نظامِ عصبی اس کی سرگرمیوں پر اثراندازی کرتا رہتا ہے۔

عمود فقاری ماہرینِ اوسٹیوپیتھی کے خیال میں عام نظامِ عصبی اور اس کے ملحقات کے ذریعہ سے فقراتِ نخاعی کا جسم کے ہر حصہ سے براہِ راست تعلق ہے؛ اور اگر ہم کو تشریح اعضا کے ساتھ اعصاب، عصبی خلیوں، عصبیات اور ان کے ملحقات کی اہمیت اور ان کے منعکس افعال کا پورا علم ہو تو محض فقرات، شرائین، اعصاب اور عضلات کی مناسب اور باقاعدہ حرکات سے تمام امراض بغیر دواؤں کی مدد کے دور کیے جا سکتے ہیں۔ اوسٹیوپیتھی میں سب سے زیادہ فقرات نخاع کو ان کی قدرتی حالت میں رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر جے۔ ڈیسن (J. Deason) کہتے ہیں کہ "نخاع کے گیارھویں اور بارھویں قطعیاتِ صدری (Thoracic Segment) کی تحریک سے گردوں کی افرازیت میں پچیس سے سو فی صدی کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح جو افرازیت پیدا ہو وہ دو یا تین گھنٹے اور کبھی کبھی اس سے زیادہ عرصہ تک قائم رہتی ہے۔ حالاں کہ اس دوران میں جسم کے آبی اجزا بہت گھٹ جاتے ہیں۔ چوں کہ مندرجہ بالا فقراتِ نخاعی کی اصلاح سے خون کی سمیت بھی کم ہو جاتی ہے اس لیے اوسٹیوپیتھی کو متعدد بخاروں کے لیے بہت مؤثر طریقہ علاج قرار دیا جا سکتا ہے۔"

نیم خلع اوسٹیوپیتھی کا چوں کہ دارومدار ہی عظام و عضلات وغیرہ کے مخصوص نظریۂ خلع پر ہے اس لیے تشخیص و علاج میں مختلف جسمانی ساختوں کی کیفیت نیم خلع پر زیادہ نظر رکھی جاتی ہے۔ اوسٹیوپیتھی کے ایک نامور ماہر ڈاکٹر ڈین آئی۔ ٹاسکر (Dr. Dain I. Tasker) ڈی۔ او، ڈی۔ ایس۔ سی۔ نے نیم خلع کی تشریح حسبِ ذیل الفاظ میں کی ہے:-

"جسم کے ڈھانچہ کی ہڈیاں باہم عضلات اور اوتار سے بندھی ہوئی ہیں۔ ہڈیوں کی متقابل سطحوں پر (بقیہ مضمون صفحہ پر)

باب الصحت

"تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست"

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعیدؔ بریلوی

حضرت سعدی شیرازی نہ حکیم تھے اور نہ ڈاکٹر، پھر جانے انھیں لوگوں کے کھانے پینے سے کیوں خدا واسطے کا بیر تھا کہ گلستاں کے صفحے کے صفحے زیادہ کھانے کی مذمت میں سیاہ کر دیے ہیں۔ کہیں فرماتے ہیں کہ "اندرون از طعام خالی دار۔ تا درو نورِ معرفت بینی" کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ "کہ بسیار خوار است بسیار خور" اس مضمون کے عنوان کا مصرع بھی سعدی صاحب ہی کا ارشاد ہے اور شعر اس طرح ہے ؎

خوردن برائے زیستن و ذکر کردنست
تو معتقد کہ زیستن از بہرِ خوردنست

نورِ معرفت دل میں بھرنے کے لیے پیٹ کو خالی رکھنے کی ضرورت کا علم تو سعدیؒ ہی جیسے باخدا بزرگوں کو ہو سکتا ہے لیکن ان کا فرمانا کہ "تو سمجھتا ہے کہ زندگی صرف اس لیے ملی ہے کہ بس کھائے جائیں حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ کھانا اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ اس کی مدد سے زندگی کو قائم رکھا جائے اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہا جائے، طبی نقطۂ نظر سے بھی ایک بہت بڑی حد تک بالکل صحیح ہے کھانا ہماری زندگی کی ایک ضرورت ہے، جس طرح پانی اور ہوا۔ اسے اپنی زندگی کا مقصد بنا لینا کسی طرح بھی درست اور جائز نہیں ہو سکتا۔

ایران میں کیا حالات تھے کہ جنھیں دیکھ کر حضرت سعدی اس قسم کے اشعار لکھنے پر مجبور ہوئے یہ تو ہمیں معلوم نہیں لیکن اپنے ہندوستان میں تو ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آبادی کے ایک بہت بڑے حصے نے کھانے کو اپنا مقصدِ حیات بنا رکھا ہے اور ایسے لوگوں کی بہت ہی کثرت ہے جو اپنی شکم پروری بلکہ شکم پرستی کی بدولت طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہ کر آخر اپنے پیٹ پر قربان ہو جاتے ہیں۔ کھانا جو ایک نعمت ہے اور جس کی بدولت ہماری صحت اور ہماری زندگی دائم و قائم رہنی چاہیے تھی، بالعموم ہمارے جسم میں پہنچ کر اُلٹا اثر دکھاتا ہے اور اکثر و بیشتر ہماری صحت کی خرابی کا باعث بن جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ نہیں

بقیہ مضمون صلا

جن سے قابلِ حرکت جوڑ بنتے ہیں، غضروف کا غلاف ہے۔ عضلات سے حرکت کا نفاذ ہوتا ہے اور غضاریف اتصالِ مفصلی کی حرکات متعینہ حد سے آگے نہیں بڑھنے دیتیں۔ تمام مفاصل متحرکہ کے عظامی حصے یا تو اپنی متعلقہ ہڈیوں اور غضاریف کے ذریعہ سے اپنی طبعی حالت پر قائم رہتے ہیں یا عضلات کے یکساں تناؤ کی وجہ سے۔ مفاصل مرکوز و کٹوری (Ball & Socket Joints) چوں کہ اپنی حرکات میں سب سے زیادہ آزاد ہوتے ہیں اور انھیں اپنی قدرتی حالت قائم رکھنے کے لیے عضلات پر کم انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے ان میں نیم خلع کی کیفیت بھی بہت کم پیدا ہوتی ہے۔ لیکن مفاصل مسطح (Arthrodial Joints) جو اپنی قدرتی حالت پر قائم رہنے کے لیے عضلات کے تناؤ کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں ان کے مکمل طور پر اکھڑ جانے یا کسی قدر اکھڑ جانے کے امکانات زیادہ رہتے ہیں ان میں پہلا فقرہ جسے اوسٹیوپیتھی کی اصطلاح میں اٹلس کہتے ہیں (کیوں کہ اس پر سر کا کرّہ قائم ہے)، ایسا ہے کہ اگر بالکل اکھڑ جائے تو انسان مر جاتا ہے۔"

جہاں تک بحث اسباب، علامات اور علاماتِ حاضرہ سے استدلال کا تعلق ہے اوسٹیوپیتھی اور علمِ طب کے دوسرے شعبوں میں کوئی خاص فرق نہیں لیکن تشخیص و معالجہ میں اس کی نوعیت بالکل منفرد ہے ✦

ہے کہ قدرت نے ہمارے ملک میں غذائیں خراب قسم کی پیدا کی ہیں بلکہ صرف یہ کہ ہمیں کھانے کا صحیح طریقہ نہیں آتا۔

بہت سے دماغوں میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہوگا کہ کچھ کھانے کا اس سے زیادہ صحیح طریقہ کیا ہو سکتا ہے کہ جو چیز بھی کھانی ہو اسے منہ میں ڈال کر اُلٹے سیدھے دو ایک دانت مارے اور نگل گئے۔ لیکن ان اصحاب کو یہ معلوم نہیں کہ یہ تو کھانا کھانے کی عمل کی تشریح ہوئی اور اسے کھانا کھانے کا صحیح انسانی طریقہ نہیں کہہ سکتے۔ اس میں ذرا سا بھی شبہ نہیں کہ کھانا کھانے اور اپنی بھوک کو تسکین دینے کا عمل صرف اتنا ہی ہے کہ کسی چیز کو دانتوں کی مدد سے توڑ مروڑ کر کسی نہ کسی طرح معدہ تک پہنچا دیا، بلکہ بہت سے جانوروں کو جن میں تقریباً تمام پرندے شامل ہیں اور جو دانتوں سے محروم ہیں، غذا کے چبانے کی تکلیف نہیں کرنی پڑتی - ان کے لیے بس اسی قدر کافی ہے کہ اناج کے دانے گوشت یا زندہ مچھلیاں چونچ سے پکڑیں اور تالو اور حلق کی ذرا سی کوشش سے نگل گئے۔

انسان ایک ترقی یافتہ حیوان ہے اور " آں را کہ عقل بیش غم روزگار بیش " کے مطابق اسے اپنے کھانے میں تکلفات کرنے پڑتے ہیں اور معمولی حیوانوں کی بہ نسبت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

ہندستان میں ہم نے دوسری تہذیب یافتہ قوموں سے بھی کچھ زیادہ تکلفات اپنے اوپر لازم کر لیے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اب ہم جسم کی پرورش کے لیے نہیں بلکہ زبان کے مزے کے لیے کھانا کھاتے ہیں۔ آج وہ وقت آگیا ہے کہ ہمارے دسترخوان پر دال یا سالن تو گو ایک ہی طرح کا ہو لیکن بالعموم چٹنیاں، اچار اور مربے کئی قسم کے ہوتے ہیں، اور صاف سادہ غذاؤں کے بدلے ہم کچھ ایسی چیز کو پسند کرنے لگے ہیں کہ جو کھانا بھی ہمارے سامنے آئے وہ بہت سے ٹھنڈے اور گرم مسالوں کا ایک ایسا نادر مجموعہ ہو کہ زبان چٹخارے ہی لیتی رہ جائے۔

دودھ جو ایک اعلیٰ درجے کی غذا ہے اور جو اپنی اصلی حالت میں بہت ہی زود ہضم اور بہت ہی طاقت بخش غذا ہے اسے ہم ربڑی اور کھوئے کی شکل میں تبدیل کر کے استعمال کرنا پسند کرتے ہیں، اور اگر پیتے بھی ہیں تو اسے سُرخ اور گاڑھا کرنے کی غرض سے چار چار اور چھ چھ گھنٹے تک مسلسل حرارت پہنچا کر جب کہ اس کے مفید حیاتین تقریباً سب کے سب ضائع ہو جاتے ہیں۔ انڈا بھی ایک بہت ہی لطیف اور بہت ہی مقوی غذا ہے، لیکن ہم اسے بھی "نیم برشت" کر کے نہیں بلکہ "نیم سوختہ" کر کے کھاتے ہیں اور اس طرح اس کے مفید اجزا بہت کچھ جلا دیتے ہیں اور خود اسے بھی دیر ہضم اور ثقیل بنا دیا کرتے ہیں۔ ہمیں یہ سیدھا سادہ طریقہ نہیں بھاتا کہ انڈے کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال کر ڈیڑھ منٹ میں نکال لیں اور کھا جائیں، بلکہ اس کے بجائے انڈے کی ٹکیاں، اور حلوا بنا کر کھایا جاتا ہے۔ کیوں کہ وہ زیادہ لذیذ غذا ہے، اگرچہ زود ہضم ہونے کی صفت اس سے زائل ہو گئی ہے۔ گوشت بھی ایک بہترین غذا ہے۔ لیکن ہندستان میں اوّل تو تن درست اور جوان جانوروں کے بجائے مریض اور بوڑھے جانوروں کا گوشت ملتا ہے جس کی بساند دور کرنے کے لیے پودینہ اور دھنیے کی ضرورت ہوتی ہے، اور دوسرے اگر اچھا گوشت مل بھی جائے تو اس کی شب دیگیں پکائی جاتی ہیں اور اس طرح اسے دس بارہ گھنٹے تک مسلسل آگ پر رکھنا پڑتا ہے اتنی بہت سی حرارت اس کے بہت سے مفید اجزا کو جلا کر بیکار کر دیتی ہے۔ پھلوں اور سبزیوں کی ہمارے ملک میں افراط ہے۔ لیکن اکثر و بیشتر ان چیزوں کو بھی کچھ اسی طرح کھایا جاتا ہے کہ وہ مفید کے بجائے مضر ہو جاتی ہیں۔ گاجریں، مولیاں اور اسی قسم کی دوسری ترکاریوں کو جو کچی کھائی جاتی ہیں بالعموم دھویا نہیں جاتا اور اکثر شہروں میں ہیضے کی دبا پھیلنے پر جب تحقیقات کی گئی تو یہی پتہ چلا کہ جس گانوں سے سبزی یا دودھ شہر میں آتا تھا وہاں ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔

کھانا کھانے کے متعلق ہم نے اپنے دورِ بربریت کی بعض عادتیں ابھی تک نہیں چھوڑی ہیں۔ اگر ہم ان عادتوں کو بالکل نہ چھوڑتے اور اسی طرز پر کھانا کھاتے رہتے کہ جس ڈھنگ سے اوّل دن سے کھاتے آئے تھے تو غالباً ہمیں اتنا نقصان نہ پہنچتا اور ہم بھی جانوروں کی طرح اپنے نظامِ جسمانی کو انھی غذاؤں کا اور اسی طرز پر غذا کھانے کا عادی بنا لیتے۔ لیکن ایک طرف تو ہم نے صفائی، باقاعدگی اور تہذیب اختیار کر کے جسم کو کثافت، بے قاعدگی اور قدرتی غذاؤں سے ناآشنا بنا دیا، اور دوسری طرف اپنی اس تہذیب کو جاری بھی نہ رکھ سکے جو ہم نے اختیار کی تھی۔ ہم نے غذاؤں کو پکا کر، پانی کو صاف کر کے، اور اپنے کھانوں کو برتنوں میں نکال کر کھانے پینے کی رسم ڈالی اور اس طرح نظامِ جسمانی کو گندگی اور غلاظت سے نامانوس کر لیا۔ لیکن آہستہ آہستہ اب ہماری صفائی کی عادت محض ایک رسم کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور ہم اگر اپنے برتنوں کو صرف ٹھنڈے پانی بلکہ تالاب یا جوہڑ کے پانی میں ایک غوطہ دے لیتے ہیں یا جھوٹ

موٹ کو چُلّو دو چُلّو پانی اس کے اوپر بہا دیتے ہیں تو مطمئن ہو جاتے ہیں کہ وہ صاف اور پاک ہو گیا۔ یہی نہیں بلکہ بسا اوقات جنگلوں سے اکٹھے کیے ہوئے خشک پتوں میں ان پر ذرا سا پانی بہا کر یا اکثر و بیشتر اپنے بدن کے کپڑوں سے رگڑ کر کھانے کی چیزیں ان پر رکھ دیتے ہیں اور بلا تکلف کھا لیتے ہیں۔ دورِ بربریت میں تو ہماری یہ حرکت کسی طرح بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ لیکن اس دورِ تہذیب میں ہمارا جسم خفیف سی بے عنوانی کو بھی برداشت کرنے کے قابل نہیں رہا ہے اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ جب اپنی ان بے ضابطگیوں کی بدولت ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ فلاں غذا ہمیں راس نہیں آتی۔ کسی کو دودھ راس نہیں آتا، کسی کو انڈے ناموافق ہیں، کسی کو پھل نقصان کرتے ہیں اور کسی کو سبزی بیمار کر دیتی ہے، حالانکہ اگر صحیح طریق پر جانچ کی جائے تو ان میں سے ننانوے فی صدی کو ہر ایک غذا راس آتی ہے اور تہذیب اور صفائی کے قوانین کی خلاف ورزی ہی درحقیقت وہ چیز ہے جو ان میں سے کسی کو بھی راس نہیں ہے۔

خرابیوں کی فہرست اسی پر ختم نہیں ہو جاتی کہ ہم کھانے پینے کی چیزوں میں کافی صفائی ملحوظ نہیں رکھتے بلکہ فی الحقیقت اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن میں ہم تہذیب کے ضابطوں کی پابندی نہیں کرتے۔ اپنی آفرینش کے ابتدائی دور میں ہم یقینی طور پر کھانے کے اوقات کے پابند نہ تھے۔ جنگل کے جانوروں کے کھانے کے اوقات اب بھی مقرر نہیں ہیں۔ تہذیب نے ہمیں یہ سکھایا کہ گھروں میں کھانے پینے کا سامان جمع رکھیں اور دن رات ہاتھ میں پتھر یا غلیل وغیرہ لیے لیے گلہریوں اور خرگوشوں یا ہرنوں اور بکریوں کے پیچھے نہ دوڑتے پھریں۔ مرد روپیہ کمانے کے لیے گھر سے باہر جا کر کام کریں اور عورتیں وقت مقررہ پر کھانا تیار کر کے رکھیں اور انھیں کھلائیں۔ اس رواج نے ہمارے معدہ کی وہ عادت چھڑا دی کہ جب اور جس قسم کا بھی کھانا ہم نے اس میں بھر دیا وہ کھانا اور غذا اسے پیس کوٹ کے اس قابل کر دیا کہ ہمارے جسم کی پرورش کے کام آ سکے۔ اب ہمارے تن درست رہنے کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ مقررہ اوقات پر کھانا کھائیں اور ایک مقررہ مدت کے لیے معدہ کو آرام دیں۔ لیکن ہماری زبان نہیں مانتی، اور ہم میں سے اسّی فی صدی ایسے ہیں جو یا تو اس مجبوری سے کہ انھیں کھانا میسر ہی نہیں آتا یا اپنی لذت پرست زبانوں کی بدولت جس وقت جو چیز ملے کھا لیتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ بیمار پڑنے پر ہمیشہ یہی خیال کرتے ہیں کہ دودھ، پھل یا مٹھائی موافق نہیں آئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انھیں عام طور پر کبھی یہ خیال ہی نہیں آتا کہ انھوں نے قانونِ تہذیب کی خلاف ورزی کی ہے اور انسان ہونے کے باوجود جنگل کے جانوروں کی طرح کھانا کھایا ہے۔

دودھ پلانے والی ماؤں کا یہ عام دستور ہے کہ اِدھر بچہ رویا اور اُدھر انھوں نے اس کا منہ اپنی قمیص کے اندر لے کر اس کے منہ میں دودھ دے دیا۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ بدہضمی اور پیٹ کے درد کی وجہ سے رو رہا ہے اور وہ اسے خاموش کرنے کے لیے بار بار دودھ پلا رہی ہیں۔ ان کی اس حرکت کا جو کچھ نتیجہ ہو سکتا ہے وہ آپ خود سمجھ لیجیے۔

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں خدا جانے کس طرح اکثر لوگوں کا یہ عقیدہ ہو گیا ہے کہ کام کاج کرنا ذلت کا باعث ہے اور شریف لوگوں کا شیوہ نہیں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس سے زیادہ مہلک اور اس سے زیادہ تباہی خیز دوسرا کوئی عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے جسمانی قویٰ کی جیسی کچھ بربادی اس غلط عقیدے کی بدولت عمل میں آئی ہے اس کے ذکر کا تو یہاں موقع نہیں ہے۔ لیکن اس نے ہمارے آلاتِ ہضم کی جس قدر خرابی اور بربادی کی ہے اسے سن لیجیے۔ قدرت نے تمام جانداروں کے جسم میں یہ نظام قائم کیا ہے کہ تمام دن اس جسم کے مختلف کل پرزے حرکت کرنے اور اس حرکت کی وجہ سے سودہ اور فرسودہ ہوتے رہتے ہیں اور تمام دن ان گھسے ہوئے کل پرزوں کی مرمت ہوتی رہتی ہے جس کی بدولت وہ صبح کو پھر چاق و چوبند اور نئے ہو کر کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس مرمت میں جو مسالہ خرچ ہوتا ہے وہ جسم کے مستریوں کو اس غذا سے ملتا ہے جو ہم کھاتے ہیں اور اسی لیے یہ ضروری ہے کہ جو غذا ہم کھائیں اس میں لحمی اجزا، کچھ چکنائی، کچھ شکر یا نشاستہ، کچھ معدنیات اور کچھ حیاتین موجود ہوں تاکہ فرسودہ اعضا کی پورے طور پر مرمت ہو سکے۔ ہمارے جسم کے اعضا کچھ تو ایسے ہیں کہ جو ہماری مرضی اور ہمارے ارادے کے مطابق کام کرتے ہیں جیسے ہمارے ہاتھ پاؤں وغیرہ، اور کچھ ایسے ہیں جن کی حرکت پر ہمارا کچھ اختیار نہیں اور وہ بطور خود قدرت کے احکام کے مطابق ہر وقت کام کرتے رہتے ہیں، جیسے ہمارا دل۔ اگر ہم اپنے ہاتھ پیروں سے بھی کام لیں، اور جسم کے اندر کچھ اعضا بطور خود بھی کام کرتے رہیں تو مرمت کے لیے بہت سے مسالے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس ضرورت کا اظہار ہمارے معدہ کی خواہش کے ذریعہ سے ہوتا ہے جسے ہم بھوک کہتے ہیں جسم کا اگر نظام

(باقی ص ۱۷ پر)

الامراض والعلاج

امراضِ قلب

(۱)

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی، لاہور

تمہید

تقسیم امراضِ قلب کو ہم پانچ طرح پر تقسیم کر سکتے ہیں:-

اوّل:- قلب کے وہ امراض جن کے ساتھ بخار ہوتا ہے۔

دوم: قلب کے وہ امراض جن کے ساتھ مقامِ قلب پر درد بھی ہوتا ہے۔

سوم:- قلب کے وہ امراض جن کے ساتھ قلب کا حجم اور اس کی ٹھوس آواز کا رقبہ بڑھ جاتا ہے۔ (جو سینے کو ٹھونکو امتحان بالقرع) سے معلوم کیا جاتا ہے)

چہارم:- قلب کے وہ امراض جن میں قلب کی غیر طبعی آوازیں تشخیص میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ ان آوازوں کو چار مقامات سے سُنا جاتا ہے۔

بقیہ مضمون ص۱۵

صحیح ہے تو اس میں روزانہ یہی عمل ہوتا رہتا ہے کہ جسم نے کام کیا معدہ نے غذا مانگی، ہم نے کھانا کھایا اور معدہ اور آنتوں نے اسے ہضم کر کے مناسب مقام تک پہنچا دیا جہاں وہ جسم کی مرمت کے کام آسکے۔ لیکن بدنصیبی سے کام کرنا یعنی محنت اور مشقت تو ہمارے قومی عقیدہ کے مطابق رذیلوں اور نیچے درجے کے لوگوں کا شیوہ ہے اس لیے جو لوگ "شریف" ہیں یا شریف بننا چاہتے ہیں وہ کام کاج سے اپنے کو الگ تھلگ رکھتے ہیں اور ان کے اعضا میں وہ فرسودگی پیدا نہیں ہوتی جس کے لیے مرمت کی ضرورت ہو اور لازمی طور پر ایسے لوگوں کا جسم یا معدہ اتنی یا اس قدر شدت کے ساتھ غذا طلب نہیں کرتا جیسے سخت محنت کرنے والوں کا معدہ مانگتا ہے۔ یہ لوگ فوراً یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ان کا معدہ خراب ہو گیا ہے جو کھانا نہیں مانگتا۔ وہ معدہ کے انکار کے باوجود اس میں پوری خوراک بھرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور اپنے اس عمل میں انھیں ڈاکٹر، حکیم، وید عطار، پنساری، اور عطائی بلکہ گھر کی بڑی بوڑھیاں تک کافی مدد دیتی ہیں۔ ان کے ہر تیماردار اور ہر معالج کے ہاتھ میں کوئی نہ کوئی عرق اور کسی نہ کسی قسم کا چورن موجود رہتا ہے جس کی مدد سے معدہ کو کام پر اُبھارا اور طلبِ خوراک پر آمادہ کیا جا سکے۔ یہ کھانا نظامِ جسمانی میں پہنچ کر ایک قیامت برپا کر دیتا ہے۔ کیوں کہ جب جسم کو مرمت کی ضرورت ہی نہیں ہے تو وہ کہاں لگایا جائے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جگر کو اور گردوں کو اس کے خارج کرنے کی محنت شاقہ برداشت کرنی پڑتی ہے اور وہ غریب مبتلائے مصیبت ہو جاتے ہیں۔ اس فالتو خوراک کے کچھ اجزا یورک ایسڈ کی شکل میں جسم کے مختلف جوڑوں کے اندر جمع ہوتے رہتے ہیں اور جب جمع شدہ یورک ایسڈ کی مقدار اتنی ہو جاتی ہے کہ جوڑ کی حرکت میں فرق آئے تو پھر گنٹھیا کا مرض نمودار ہوتا ہے ——— معدہ بھی زبردستی کے کام سے اُکتا جاتا ہے اور آنتیں بھی اپنا صحیح فعل چھوڑ دیتی ہیں جس کی وجہ سے سینہ پر جلن، ڈکاریں، ریاح کی کثرت، ریاح کا تعفن اور دائمی قبض لاحق ہو کر زندگی وبال ہو جاتی ہے۔ محنت و مشقت کو عیب سمجھنے والے لوگ اگر یہی کریں کہ پڑے پڑے آرام کرسیاں یا چارپائیاں توڑنے کے بجائے روزانہ چھ سات میل ٹہل آیا کریں تو جسم میں فرسودگی پیدا ہو کر انھیں صحیح بھوک بھی لگے اور جو کچھ وہ کھائیں وہ جسم میں پھنکا پھنکا پھرنے کے بجائے جسم کے کام آئے، ورنہ یوں قانونِ قدرت کی خلاف ورزی کر کے تندرست رہنے کی تمنا کرنا فضول! **ایں خیال است و محال است و جنوں!**

۱۔ مقام اورطی ؛ ۲۔ مقام شریان ریوی ؛ ۳۔ مقام تاجی ؛ ۴۔ مقام ثلاثی الرؤس۔

پنجم : قلب کے وہ امراض جن میں نبض کی حرکت اور نظام میں فرق آجاتا ہے۔

اب اس اجمال کی مختصر تشریح یہ ہے :

اول امراض قلب میں بخار کی علامت عموماً مندرجہ ذیل امراض میں پائی جاتی ہے :۔

۱۔ ورم غلاف القلب (Pericarditis)

۲۔ التہاب غشاء مبطن القلب (Endocarditis)

دوم مقام قلب پر اگر درد موجود ہو تو یہ مندرجہ ذیل امراض کا پتہ دیتا ہے :۔

۱۔ وجع القلب (Angina Pectoris)

۲۔ عضلات قلب کا ضعف (Exhaustion of the Heart Muscle)

۳۔ ورم غلاف القلب (Pericarditis)

سوم جب قلب کا حجم اور اس کا ٹھوس رقبہ بڑھ گیا ہو تو یہ مندرجہ ذیل امراض کی علامت ہے :۔

۱۔ اتساع قلب (Cardiac Dilatation)

۲۔ تضخم قلب (Cardiac Hypertrophy)

۳۔ استسقاء غلاف القلب (Pericardial Effusion)

۴۔ التصاق غلاف القلب (Adherent Pericardium)

چہارم جب اصوات قلب میں غیر طبعی آوازیں بھی آنے لگیں تو وہ مندرجہ ذیل امراض پر دلالت کرتی ہیں :۔

۱۔ عضلات قلب کا فساد (Myocardial Degeneration)

۲۔ التہاب غشاء مبطن القلب (Endocarditis)

۳۔ امراض قلب خلقی (Congenital Heart Diseases)

۴۔ ورم غلاف القلب (Pericarditis)

پنجم جب نبض کی حرکت اور اس کے نظام میں فرق آجائے تو یہ مندرجہ ذیل امراض کی خبر دیتی ہے :۔

۱۔ تجویف اورطی کا نقص (Sinus Arrhythmia)

۲۔ کسی دوا وغیرہ کے اثر سے حرکت قلب کا غیر منظم ہو جانا (Extro-Systol)

۳۔ اختلاج القلب (Tachycardia)

۴۔ بطء القلب (Bradycardia)

۵۔ سد القلب (Heart Block)

۶۔ اذن قلب کی تڑپ (Auricular Fluther)

امراض قلب کی تشخیص

امراض قلب کی تشخیص میں مندرجہ ذیل امور کو دریافت کرنا از بس ضروری ہے :۔

۱۔ موجودہ علامات کی ابتدا کس طرح ہوئی۔

۲۔ مرض کے اسباب سابقہ میں کسی حاد یا مزمن مرض کا حملہ یا اعراض نفسانیہ (غم و غصہ رنج و الم، جوش وغیرہ کی شدت وغیرہ امور شامل ہیں یا نہیں۔

۳۔ بیمار کے سابقہ حالات کیا ہیں۔ اور خاص کر یہ معلوم کریں کہ اسے کبھی حمی نقرسی، خناق، ورم لوزتین، رعشہ، حمی قسر مزی، انفلوئنزا، آتشک یا گردن توڑ بخار وغیرہ میں سے کوئی مرض تو نہیں ہوا۔ نیز یہ کہ اس کی عادات زندگی کی کیا کیفیت ہے۔ چاء، تمباکو اور شراب نوشی کا عادی ہے یا نہیں۔

۴۔ کیا کام کرتا ہے۔ شاقہ محنت کا عادی ہے یا سست بیٹھے رہنے کا خوگر۔

۵۔ خاندانی حالات کیا ہیں۔ کیا مریض کے خاندان میں حمی نقرسی، تصلب شرائین، آتشک، نقرس وغیرہ کے امراض تو موجود نہیں۔

۶۔ امراضِ قلب کی علامات مثلاً دم کا پھولنا، دھڑکن، سر کا چکرانا، غشی اور بے ہوشی کے دورے۔ کمزوری و نقاہت کا احساس وغیرہ میں سے کون کون سی علامت موجود ہے۔

۷۔ متذکرۂ بالا امور کو دریافت کرنے کے بعد مریض کے قلب کا امتحان کریں اور دیکھیں کہ مریض کے لیٹنے، کھڑا ہونے یا کچھ مشقت کرنے سے قلب کی حرکات میں کیا تغیرات ظاہر ہوتے ہیں۔ نیز یہ کہ مریض کے سینے پر بھی حرکتِ قلب نظر آتی ہے یا نہیں۔ نیز مریض حرکتِ قلب کو خود بھی محسوس کرتا ہے یا نہیں۔ پھر سینہ پر ہاتھ رکھ کر قلب کی حرکت کو دیکھیں اور مقام قلب پر امتحان بالقرع سے قلب کا طبعی رقبہ معلوم کریں۔

پھر نبض کی کیفیت دیکھیں اور آخر میں سینہ بین سے قلب کی آوازوں کو سنیں

اگر ممکن ہو تو آلہ ضغطۃ الدم پیما، آلہ نبض پیما، ایکس رے اور کارڈیا فون وغیرہ سے بھی مریض کا امتحان کرلیں تاکہ تشخیص صحیح طور پر ہوسکے۔

امراضِ قلب کی علامات

امراضِ قلب میں مندرجۂ ذیل علامتیں ظاہر ہوتی ہیں:۔

۱۔ **دم پھولنا**:۔ یہ علامت قلب کے ان تمام امراض میں پائی جاتی ہے جن میں قلب کو زیادہ مشقت سے کام کرنا پڑتا ہے چنانچہ جب مریض کو تھوڑی مشقت بھی کرنی پڑتی ہے، مثلاً چلنے پھرنے کا کام، زینے پر چڑھنے کا کام، غصہ، غم وغیرہ، تو اس کا دم پھولنے لگتا ہے۔ جب قلب کے عضلہ میں نقص موجود ہو تو مریض کا دم بہت پھولتا ہے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ مریض لیٹنے سے معذور ہو جاتا ہے اور تمام رات بیٹھ کر گزار دیتا ہے۔ اس حالت کو اصطلاح میں انتصاب النفس (Orthopnoea) کہتے ہیں۔ چناں چہ سیدھا بیٹھنے سے جب پھیپھڑوں پر دباؤ کم ہو جاتا ہے تو سانس میں ایک گونہ آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

فروق الامراض:۔ امراضِ قلب کے علاوہ مریض کا دم کئی اور وجوہ سے بھی پھولنے لگتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ قلب کے قریبی اعضاء میں تکلیف مثلاً معدہ کا اتساع، سوءِ ہضم، استسقاء، سلعاتِ صدر، سمن مفرط وغیرہ۔

۲۔ حنجرہ یا البلعوم میں کسی رکاوٹ کی موجودگی۔

۳۔ امراضِ شش مثلاً نفخۃ الریہ، سل، دمہ، کالی کھانسی وغیرہ۔

۴۔ کیفیتِ تسمم، مثلاً تسمم بول، ذیابیطس، حاد قسم کے حمیات، فقر الدم، اوکسیجن دنسیم، کی کمی وغیرہ۔

۵۔ ضعفِ قلب، تصلب شرائین، فشار الدم قوی (ہائی بلڈ پریشر) اور طحال کا اورام، امراض کلیہ، غدہ تیموسیہ (تھائیمس) کا بڑھ جانا، امراض فقراتِ پشت وغیرہ۔

۶۔ مری (غذا کی نالی) کے کسی وجہ سے پھٹ جانے سے بھی یکایک دم پھولنے لگتا ہے۔ جس کی وجہ انتفاخ الصدر ہوتی ہے ایسی صورت میں اگر جوف صدر کو فی الفور کھول دیا جائے تو مریض کی جان بچ سکتی ہے۔

۷۔ زبان کے نیچے جو ورید ہے اگر اس میں دوالی کا مرض موجود ہو تو بھی مریض کا دم پھولتا رہتا ہے۔

۸۔ سکتہ، سرسامِ دقی، ضربت الشمس (سن سٹروک) کے مریضوں کا بھی دم پھولتا ہے۔

غرض دم پھولنے کے تین بڑے اسباب ہوا کرتے ہیں:۔

۱۔ سقوط قلب کی حالت۔ ۲ دماغ میں احتباس خون۔ ۳ کسی زہریلے مادہ سے مسموم شدہ خون۔

۲۔ **اختلاج قلب**:۔ اختلاج قلب کی حالت میں مریض اپنے قلب کی حرکات کو محسوس کرنے لگتا ہے۔

فروق الامراض۔ امراض قلب کے علاوہ مندرجۂ ذیل امراض میں اختلاج کی کیفیت موجود ہوتی ہے:۔

۱۔ فقر الدم اور ۲ سوءِ ہضم

نوٹ سوءِ ہضم کی وجہ سے اختلاج عموماً رات کو زیادہ ہوتا ہے۔

۳۔ اگر احشاء صدر یا بطن میں کوئی رسولی موجود ہو یا معدہ ریاح کی وجہ سے پھیلا ہوا ہو جو حرکت قلب میں مزاحم ہو تو اس سے

بھی اختلاج ہونے لگتا ہے ۔

۴۔ غوطہ خوری

۵۔ مقدمہ سل دق، عصبی امراض اور اعراض نفسانیہ مثلاً ڈر، خوف اور ہسٹیریا وغیرہ ۔

۶۔ بعض دواؤں اور غذاؤں کا استعمال مثلاً ڈیجی ٹیلس کا کھانا، تمباکو، چائے، کافی اور شراب نوشی کی کثرت وغیرہ ۔

۳۔ مقام قلب کا درد امراض قلب میں سینے کے اندر درد بھی پایا جاتا ہے اور مریض کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سینہ کھنچا ہوا ہے اور دم گھٹا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ سینے کی جلد میں بھی کسی نہ کسی مقام پر درد ہوتا ہے ۔

فرق الامراض ۔ سینے میں درد امراض قلب کے علاوہ امراض غلاف قلب، بین الاضلاع کے عصبی اوجاع اور ذات الجنب (پلوریسی) کی وجہ سے بھی ہو کرتا ہے ۔

اسی طرح امراض شش، فقرات پشت کی دق، سلعات صدر، اورسما، اتساع معدہ وغیرہ سے بھی سینے میں درد ہونے لگتا ہے کبھی اوجاع قلب، امراض صمامات قلب، امراض اورطی، اورسما وغیرہ، کمزوری اعصاب، ضغط الدم، بلڈ پریشر اور اختلاج کی وجہ سے یہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی کھانسی کی شدت سے جب دیافرغما (ڈایافرام) پر دباؤ پڑنے لگتے تو بھی سینے میں درد پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر سینے کے درد کے ساتھ مریض کے کندھے، گردن اور جبڑے میں بھی درد ہوتا ہو تو یہ اورطی کے امراض کی علامت ہے۔

۴۔ غشی اور بے ہوشی یہ علامت بھی امراض قلب میں اکثر ملتی ہے ۔ اس کے دیگر اسباب یہ ہیں:-

۱۔ فقر الدم دماغی جس کے ساتھ سدر، دوار اور قے و غثیان بھی مریض کو عارض رہتی ہے اور چہرہ عموماً زرد اور نبض بہت کمزور ہوتی ہے ۔

۲۔ جریان خون ۔

۳۔ عصبی مزاج نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، بالخصوص جب کہ وہ غم و غصہ میں مبتلا ہوں ۔

۴۔ ہجوم میں بیٹھنے یا بہت گرم کمرے میں جانے سے بھی کبھی غشی آجاتی ہے ۔

۵۔ کبھی بوڑھے اور کمزور لوگوں کو فوراً کھڑے ہو جانے سے غشی آجاتی ہے۔

۶۔ بعض وقت بھوک اور پیاس کی وجہ سے غشی آجاتی ہے ۔

۵ کھانسی :- کھانسی اگرچہ امراض شش کی ایک علامت ہے لیکن امراض غلاف قلب میں بھی خشک کھانسی بار بار اٹھتی رہتی ہے۔ اور اورطی کے اورسما میں یہ کھانسی بہت شدید ہوتی ہے ۔

۶۔ زرد رنگی :- امراض اورطی اور امراض صمامات قلب میں مریض کی جلد کا رنگ زرد ہو جاتا ہے ۔ لیکن اس زردی کو یرقان سے تشخیص کرنا ضروری ہے۔

وجہ فرق :- یرقان میں مریض کی آنکھیں اور قارورہ بھی زرد ہوتا ہے۔ لیکن امراض قلب کی زردی آنکھوں اور قارورہ پر اثر انداز نہیں ہوتی ۔

۷۔ بخار :- امراض قلب حادہ میں مریض کو بخار بھی عارض رہتا ہے۔ خصوصاً غلاف قلب کے امراض میں یہ بخار بہت ہٹیلا ہوتا ہے ۔

۸۔ زرقہ :- قلب کے امراض میں مریض کے چہرے کا رنگ نیلا پیلا ہونے لگتا ہے ۔ اس کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوران خون میں نقص آگیا ہے ۔ یہ علامت عموماً لب، انگلی، ناک اور کان کی لو پر زیادہ واضح ہوا کرتی ہے اور شدید صورتوں میں تو جلد کا رنگ اودا یا سیاہ ہو جاتا ہے ۔ (زراقہ: سائنوسس)

زراقہ کی علامت کو بن ناخن میں دیکھنا چاہیے ۔

فرق الامراض :- امراض قلب کے علاوہ زراقہ کی کیفیت مندرجہ ذیل صورتوں میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

۱۔ عروق شعریہ میں خون کا ٹھہر جانا (افعال قلب کا نقص)

۲۔ تسمم خون، ستہ دموی، آب خون (مصل)، کی کمی (ہیضہ)، آکسیجن (نسیم)، کی کمی امراض شش، کول گیس کا زہر (بقیہ صہ پر)

اِلتہابِ زائدہ دُودیّہ کا طبّی علاج

"برادرِ محترم ——— فروری کے "ہمدرد صحت" میں التہاب زائدہ دودیہ پر مضمون پڑھا بلا شبہ مضمون نہایت ہی مفید اور بصیرت افروز ہے، مگر یونانی طبّی علاج جو بتایا گیا ہے اس سے مجھے چند ایک بنیادی اختلافات ہیں۔ رسالہ اس وقت میرے سامنے نہیں اس لیے کہ شاید ڈاکٹر عباسی لے گئے ہیں، گو میں نے اسے محفوظ رکھنے کی کوشش ضرور کی تھی۔ بہر حال جس قدر یاد آتا ہے عرض کیے دیتا ہوں:"

یہ ہے مختصر طور پر اس خط کا ماحصل جو میں نے برادر محترم حکیم حافظ محمد سعید صاحب مدیر "ہمدرد صحت" کی خدمت میں لکھا تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ میں اس طرح مجبور کیا جاؤں گا جیسے کہ ان کے گرامی نامہ کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے:-

"مجھے اس کی بڑی خوشی ہے کہ التہاب زائدہ دودیہ والے مضمون کو کافی پسند کیا گیا۔ مجھے اُس وقت بڑی حیرت ہوئی جب میں نے اکثر طبّی پرچوں کے فائل دیکھے اور التہاب زائدہ

بقیہ مضمون ص ۱۹

کریات حمرت الدم کی غیر طبعی حالت، آلاتِ انہضام کے امراض وغیرہ سے بھی زراقہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

نوٹ:- جب امراض قلب میں زراقہ کی علامت ظاہر ہو تو فصد لینے سے فائدہ ہو جاتا ہے۔

۹۔ استسقا:- یہ علامت امراض قلب کے علاوہ امراض جگر اور امراض کلیہ میں بھی پائی جاتی ہے۔

نوٹ:- امراض قلب کی وجہ سے استسقا کی علامت عموماً ٹانگوں یا پشت پر ظاہر ہوا کرتی ہے۔ اور وہ مریض جن کو صماماتِ قلب کے امراض عارض ہوں عموماً استسقا میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن جن مریضوں کے اورطی میں نقص ہو انھیں استسقا شاذونادر ہی عارض ہوتا ہے۔

امراض جگر کی وجہ سے جو استسقا عارض ہوتا ہے وہ پیٹ سے شروع ہوا کرتا ہے اور جوف شکم میں سیّال کے جمع ہو جانے سے پیٹ بڑھنے لگتا ہے۔ امراض گردہ کی وجہ سے جو استسقا پیدا ہوتا ہے اس کا تہیج ابتدا میں پاؤں اور آنکھوں کے پپوٹوں پر ظاہر ہوا کرتا ہے۔

فروق الامراض:- استسقا کے اسباب میں امراض قلب کے علاوہ مندرجہ ذیل امور بھی شامل ہیں:-

قلّت الدم، یرقانِ اسود (یرقان سندھی) بڑھاپا، نقص تغذیہ، تشحّم قلب اور بیری بیری وغیرہ۔

فقر الدم کی وجہ سے جو استسقا پیدا ہوتا ہے اس کا تہیج سہ پہر کے وقت ٹخنوں پر ظاہر ہوا کرتا ہے۔

۱۰۔ ناگہانی موت:- امراض قلب میں مبتلاؤں کی ناگہانی موت ایک کثیر الوقوع حادثہ ہے۔ چناں چہ جن مریضوں کو صماماتِ تاجی یا اورطی کے امراض لاحق ہوں وہ عموماً حرکتِ قلب بند ہو جانے سے مر جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جن مریضوں کے عضلات قلب ماؤف ہوں وہ بھی عموماً حرکتِ قلب بند ہو جانے سے ناگہانی موت مرتے ہیں۔

فروق الامراض: اگر اورطی میں انورسما موجود ہو، اگر وجع القلب کا یکایک شدید حملہ ہو جائے، اگر بدن کے کسی ظاہری یا باطنی عضو سے جریانِ خون شدید طور پر ہونے لگے، اگر پھیپھڑے، بطون قلب، شریان رئوی یا صمامِ تاجی میں سدّۂ دموی پیدا ہو جائے تو بھی ناگہانی موت واقع ہو جاتی ہے۔

اسی طرح سر کی ضرب و چوٹ، نظام عصبی کے صدمات، رنج و غم یا خوشی و مسرّت کی زیادتی سے بھی یکایک موت واقع ہو جاتی ہے۔ ہوا کی نالی میں اگر کوئی چیز پھنس جائے یا کسی وجہ سے تنفس کی آمد و رفت بند ہو جائے تو بھی موت واقع ہو جاتی ہے۔ (باقی آئندہ)

دودیہ کا بیان کہیں نہیں ملا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ التہاب زائدہ دودیہ گویا کوئی مرض ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ ہمارے طبی لٹریچر میں یہ کمی افسوسناک تھی۔ اس سے پہلے کہ میں اور کچھ لکھوں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ علم الجراحت پر آپ کے لکھے ہوئے "مختصرات" نے اس مضمون کی تیاری میں کافی مدد دی۔

التہاب زائدہ دودیہ کے طبی علاج پر آپ نے جو اعتراضات کیے ہیں وہ بلاشبہ وزنی ہیں مجھے افسوس بھی ہے کہ "ہمدرد صحت" نے معالجین کی صحیح رہنمائی نہیں کی ہے۔ اگر میں پہلے خط لکھ سکتا تو آپ سے کہتا کہ آپ اپنے خیالات لکھ بھیجیے۔ بہرحال بہتر ہوگا کہ آپ اپنے اعتراضات کے ساتھ ساتھ صحیح طبی علاج بھی لکھ دیجیے۔ "ہمدرد صحت" میں اسے بڑی خوشی کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ آپ ضرور لکھیے اور جلد لکھ بھیجیے۔ اپریل کے "ہمدرد صحت" میں اس کے لیے صفحے کھلے ہوئے ہیں۔"

"چنانچہ میں نے لکھنے کا ارادہ کیا۔ مگر فروری کا رسالہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ دہلی لکھا گیا کہ فروری کا رسالہ بھجوا دیا جائے۔ رسالہ تو پہنچا مگر مارچ کا! مجبوراً اپنے حافظہ سے مدد لینی پڑی۔ اور جو کچھ یاد رہ گیا ہے اسی پر اکتفا کر رہا ہوں۔ "احسن"

التہاب زائدہ دودیہ کے بتائے ہوئے طبی علاج پر اپنے خط میں میں نے مختصراً جو اعتراضات کیے تھے جن کا بعینہ اقتباس دے رہا ہوں:-

(۱) تسکین درد کے لیے برشعثا یا کسی افیون کے مرکب کا استعمال اس سے مجھے یہ اختلاف ہے کہ التہاب زائدہ دودیہ حادہ میں بھی اندیشہ ہوا کرتا ہے کہ زائدہ دودیہ کا کہیں خراج (Appendicular Abscess) نہ بن جائے اور مریض کی قوت مدافعت یا بالفاظ دیگر طبیعت ہر وقت مرض سے برسر پیکار رہتی ہے اور شدت علامات خصوصاً درد اور بخار اسی باہمی جنگ وجدال کا نتیجہ ہی ہوا کرتے ہیں۔ چناں چہ اسی نظریہ کے ماتحت آج کل یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ مریض دق کے بخار کو عارضی مرقات، مسکنات یا دافع حرارت ادویہ (Analgesics & Anti-pyretics) سے کم کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے، اس لیے کہ یہ بخار مرض سے طبیعت کے مقابلے کی علامت ہے۔ التہاب زائدہ دودیہ حادہ میں مختلف مقامی تغیرات سے معالج کو معلوم ہوتا رہتا ہے کہ زائدہ دودیہ کس حالت میں ہے۔ التہاب حاد کے حملے میں زائدہ دودیہ کی طرف سے نہایت احتیاط برتنی پڑتی ہے۔ حتی کہ مریض پیٹ ٹٹولتے وقت بھی نہایت نرمی اور احتیاط سے ہاتھ پھیرنے کی تاکید کی گئی ہے مبادا متورم زائدہ پھٹ جائے۔

اب اگر افیون کا استعمال کیا جائے تو ظاہر ہے کہ مریض کم و بیش غنودگی کی حالت میں ہوگا۔ اس کے درد، کراہنے اور بے چینی سب میں تسکین اور تخفیف آجائے گی۔ جو کچھ تغیرات اندر ہوتے رہیں گے ان کا چوں کہ بظاہر کوئی رد عمل نہ ہوگا اس لیے ایک تو معالج ان سے ایک حد تک غافل ہی رہے گا، اور اگر غافل نہ بھی رہے تو اسے یقین سے یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ وہ کہاں ہے۔ آیا زائدہ میں پھوڑا بن چکا ہے اور پھٹ بھی گیا ہے یا ابھی تک محض التہاب حاد ہی ہے۔ اسی لیے آج کل مارفیا کے استعمال کو بھی اچھا نہیں خیال کیا جاتا۔ سر ولیم اوسلر (Sir William Osler) اپنی مشہور کتاب (Principles & Practice of Medicine) میں لکھتے ہیں:-

"The practice of giving opium in some form in appendicitis and peritonitic is decreasing, but is still too Common."

یعنی التہاب زائدہ دودیہ یا التہاب صفاق میں کسی نہ کسی صورت سے افیون کا استعمال کم ہو رہا ہے تاہم ابھی تک عام ہی ہے۔

چناں چہ تسکین درد اور دیگر علامات کے کم کرنے کے لیے سب سے پہلے "درون معوی دباؤ" کو ہی کم کرنا چاہیے۔ یعنی کسی اچھے ملین حقنے کے ذریعہ سے فضلے کا اخراج کر دیا جائے۔ نیز سکائی بھی اس کے لیے ایک مفید ممد اور معاون ہے۔ اسی پر زیادہ زور دینا چاہیے۔

(۲) مسہلات اور ملینات کا استعمال جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں، خراج زائدہ دودیہ کے پھٹ کر التہاب صفاق عمومی پیدا کر دینے کا خطرہ اور اندیشہ ہر وقت دامن گیر رہا کرتا ہے۔ اس لیے مسہلات یا ایسے ملینات کا استعمال جو امعائی حرکت

دودیہ کو بڑھا کر فضلے کا اخراج کریں، ظاہر ہے کہ جائز تو کیا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ ایک ماہر کی رائے میں تو اگر التہاب زائدہ دودیہ کا ذرہ بھر بھی شک ہو تو مسہل ہرگز نہ دینا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے نہایت ہی ہلکا اور مختصر حقنہ سب سے اچھا ہے جس سے بڑی آنتیں صاف ہو جائیں۔ ایک مرتبہ جب یہ صاف ہو لیں تو پھر کسی ہلکے مزلق ملین کا استعمال بے جا نہ ہوگا۔

(۳) شدت قئے التہاب زائدہ دودیہ حاد کے حملے میں عموماً مریض خواہ معالج کے لیے ایک پریشان کن کیفیت سے کم نہیں ہوا کرتی۔ چناں چہ مریض کے لیے دوا کے دو گھونٹ پی لینا اور ہضم کر لینا بھی دو بھر ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں مریض کو پاؤ یا ڈیڑھ پاؤ بھر مسہل یا ملین پلانا اگر ناممکن نہیں تو عملی لحاظ سے دشوار ضرور ہے۔

التہاب زائدہ دودیہ کا طبی علاج اگر یہ کہا جائے کہ اس مرض کا ذکر ہماری قدیم طبی کتابوں میں کہیں بھی نہیں تو بعید از حقیقت نہ ہوگا۔ اس کا ذکر اگر کہیں ملتا ہے تو صرف طب جدید ہی کی کتابوں میں، اور طب جدید کے جمہور ماہرین کے نزدیک یہ مرض متعلق بہ جراحی ہی تصور کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا طبی علاج جو کچھ بھی ہو وہ محض تجربہ اور اصول ہی کی بنا پر ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں ایک ماہر کی رائے پیش کرتا ہوں۔ یہ لکھتے ہیں:۔

"رفتہ رفتہ یہ حقیقت ہم پر روز روشن کی طرح عیاں ہوتی جا رہی ہے کہ التہاب زائدہ دودیہ ایک 'متعلق بہ جراحی' مرض ہے۔ اسپتال میں ایسے مریض کو براہ راست شعبۂ جراحی ہی میں بھیج دینا چاہیے۔ دیر کرنے یا شش و پنج میں رہنے سے بہت سی قیمتی جانیں تلف ہو گئی ہیں۔ ایک معالج کے لیے اس حقیقت کو نظر انداز کر دینا اچھا نہیں کہ قطع نظر اس سے کہ اس کی تدابیر کا رُخ مکمل علاج کی طرف ہے یا نامکمل علاج کی طرف۔ بہر حال اسے جراح کو بلانا ہی پڑتا ہے ——— اور یہ بلاوا ہمیشہ تاخیر سے ہی ہوا کرتا ہے، جلد کبھی نہیں!

"التہاب زائدہ دودیہ کا دوائی علاج کوئی نہیں۔ ایسی کوئی دوائیں نہیں جن سے اس مرض کے مختلف درجات کو روکا جا سکے۔ مکمل آرام، منھ کے ذریعہ سے کچھ نہ دینا، سیالات قطرہ قطرہ کر کے معاء مستقیم کے ذریعہ سے پہنچاتے رہنا، مسہلات سے اجتناب کرنا، مختصر حقنہ کا بوقت ضرورت استعمال اور قئے کی شدت کو روکے رکھنا ہی عقلمندانہ تدبیریں ہیں جن پر آپریشن ہو جانے تک کار بند رہا جا سکتا ہے۔"

اب میں اس مرض کے لیے چند ایک مفید تدابیر اور نسخے عرض کرتا ہوں جو خصوصیت کے ساتھ حاد دورے کے وقت استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلے مریض کو یہ حقنہ دے کر امعاء غلاظ کو صاف کر لیا جائے:۔

عناب ۱۰ دانے، سپستان ۲۰ دانے، تخم خطمی ۳ درم کو پانی میں جوش دے کر صاف کر لیں۔ اس میں آب خیار، آب کدو آتش جوش، لعاب اسپغول ہر ایک ۵۰ درم، روغن زیتون ۱۰ درم ملا کر نیم گرم حقنہ کریں۔

جب آنتیں صاف ہو لیں تو مریض کو مکمل آرام و سکون کے ساتھ لٹائے رکھیں۔ رفع درد کے لیے مقامی طور پر گرم بوتل سے سینک کریں یا جوشاندۂ پوست سے یا سرکہ اور آب گلاب میں کپڑا التفیر کے مقام ماؤف پر رکھیں یا برف کے ٹکڑے مقام ماؤف پر رکھیں۔

(نوٹ) زائدہ دودیہ کی جگہ معلوم کرنے کے لیے ایک مقام مقرر کیا گیا ہے۔ اس مقام کا نام نقطہ میک برنی (Mac. Burney's point) ہے۔ اگر ناف سے شوکۂ مقدمۂ علیا تک ایک سیدھا خط کھینچا جائے اور اس کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے تو درمیانی حصہ اور بیرونی حصہ کا مقام اتصال میک برنیز پوائنٹ ہوگا۔

پینے کے لیے مندرجہ ذیل نسخے بالترتیب صبح، سہ پہر اور شب کو تجویز کریں:۔

(۱) لعاب بہدانہ ۲ ماشے، لعاب اسپغول ۶ ماشے، عرق کاسنی ۷ تولے، عرق عنب الثعلب ۷ تولے میں نکال کر ترنجبین خراسانی ۲ تولے ملا کر اور روغن بادام شیریں ۶ ماشے اضافہ کر کے پلائیں۔

(۲) گل بنفشہ، بادیان، تخم کاسنی، بیخ کاسنی، تخم خیارین، تخم خربزہ، خار خسک خرد ۷-۷ ماشے، تخم کشوث ۳ ماشے (در پوٹلی بستہ) گل غافث ۳ ماشے، مویز منقیٰ ۹ دانے، شربت بزوری معتدل ۴ تولے، آب کاسنی سبز مروق ۳ تولے، آب مکو سبز مروق ۳ تولے پلائیں۔

(۳) شیرۂ تخم کاسنی ۶ ماشے، شیرۂ عنب الثعلب ۶ ماشے، شیرہ بادیان ۶ ماشے، عرق مکو ۶ تولے، عرق بادیان ۶ تولے میں نکال کر شربت دینار ۴ تولے حل کر کے پلائیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲۳ پر)

عِلمُ الادویہ

سونٹھ اور ادرک

از جناب حکیم مولوی محمد عبدالواحد صاحب رکن مجلس تشخیص و تجویز" ہمدرد دواخانہ دہلی

نام سونٹھ (سین مضموم واؤ مجہول، نون غنہ اور ٹ مہملہ ہ موقوف) کو عربی میں زنجبیل، اور ادرک کو زنجبیل رطب، فارسی میں زنجبیل، اور شنگ ببر، مرہٹی میں دوا (کو حذف کرکے) سنٹھ، پنجابی میں سُنڈ، سنسکرت میں شرنگ ویر، مہاؤشدھی اور وشوا کہتے ہیں۔ اردو اور ہندی میں سونٹھ ہی کے نام سے مشہور ہے۔ بعض مقامات پر شنٹھی بھی کہتے ہیں۔ لاطینی میں اس کا نام زنجی بر (Zingiber) اور انگریزی میں جنجر (Ginger) ہے۔

وجہ تسمیہ غور و فکر اور تلاش و جستجو کے باوجود سونٹھ کی وجہ تسمیہ نہیں معلوم ہو سکی۔ البتہ اس کے سنسکرت کے نام "شرنگ ویر" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ شرنگ ویر کے معنی ہیں "سینگ جیسی" اور ظاہر ہے کہ اس کی شکل کسی قدر سینگ سے مشابہ ہوتی ہے۔ سینگ جیسی نوکیں اس سے نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اسی سنسکرت کے نام کو مفرس کرکے فارسی میں "شنگ بر" اور معرب کرکے عربی میں زنجبیل کہتے ہیں۔ اور یہی سنسکرت نام یا اس کے عربی نام کو خفیف تبدیلی کے بعد اس کا لاطینی نام "زنجی بر" رکھا گیا ہے۔ اور اسی سے انگریزی نام "جنجر" بنایا گیا ہے۔

تاریخ سونٹھ طب یونانی اور آیورویدک میں زمانہ قدیم سے مستعمل ہے۔ کچھ مدت سے ڈاکٹری میں بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ برٹش فارماکوپیا میں "سیرپ آف جنجر" اور "ٹنکچر آف جنجر" اس کے "آفیشل" مرکبات درج ہیں۔ ان کے علاوہ کئی نان آفیشل مرکبات میں بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔

بقیہ مضمون ص ۲۲

مندرجہ ذیل ضماد کا استعمال مختلف درجات کے مطابق کرائیں:۔

درجۂ ابتدا:۔ صندل سرخ، تخم کاسنی، گل ارمنی، آردجو، گل سرخ ہر یک ۶ ماشے، ہری مکو کے رس میں پیس کر روغن گل ایک تولہ اور سرکہ ۶ ماشے اضافہ کرکے لیپ کریں۔

درجۂ زیادتی:۔ مندرجہ بالا ضماد میں گل ارمنی موقوف کرکے مغز فلوس خیار شنبر ۹ ماشے، گل بابونہ ۶ ماشے، گیرو ۶ ماشے، تخم خطمی ۶ ماشے، گل خطمی ۶ ماشے اضافہ کریں۔

درجۂ انتہا:۔ بجائے صندل سرخ کے اکلیل الملک ۶ ماشے اور بجائے گل سرخ کے سنبل الطیب ۶ ماشے داخل کریں۔

درجۂ انحطاط:۔ مغز فلوس خیار شنبر ۹ ماشے، گل بابونہ ۶ ماشے، اکلیل الملک ۶ ماشے، سنبل الطیب ۶ ماشے، گیرو ۶ ماشے، روغن گل ۶ ماشے۔ ہری مکو کے پانی میں پیس کر نیم گرم ضماد کریں۔

اگر قے کی زیادتی پریشان کر رہی ہو تو مندرجہ ذیل نسخہ نہایت قوی العمل اور سریع الاثر ثابت ہوا ہے:۔ الائچی خرد، دانے، الائچی کلاں، دانے، کپور کچری، دانے، پودینہ ا تولہ، انار دانہ ۳ تولے، سنبل الطیب ا تولہ۔ کوٹ کر رکھیں۔ اس میں سے تولہ بھر سفوف تین پاؤ پانی میں جوش دیں۔ جب آدھا رہ جائے تو اتار کر چھان لیں۔ اس میں تمر ہندی دو تولے ملا کر گھونٹ گھونٹ پلائیں۔ نیز فم معدہ پر احتیاط سے رائی کا پلستر لگائیں۔ برف کی ڈلیاں بھی چوسنے کے لیے دی جا سکتی ہیں +

(حکیم) محمد احسن عباسی۔ کراچی

قدیم یونانی اطبا زنجبیل سے بخوبی واقف تھے۔ چناں چہ حکیم دیسقوریدوس یونانی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور اس کو گرم، ہاضم، مقوی معدہ اور کسی قدر ملین بتایا ہے۔ جالینوس نے بھی اس کا بیان کیا ہے اور مرض فالج واسترخا اور تمام بلغمی امراض میں مفید بتایا ہے۔ اسی طرح بعض دوسرے یونانی اطبا نے اور ان کے بعد اسلامی اطبا شیخ ابو علی سینا وغیرہ نے بھی علم الادویہ میں اس کے افعال وخواص تقریباً وہی بتائے ہیں جو قدیم یونانی اطبا نے بیان کیے ہیں، البتہ انھوں نے اس کو مقوی باہ بھی بیان کیا ہے۔

سونٹھ کی حقیقت کو سمجھ کر سب سے پہلے اسے پہلے ہندی اطبا نے استعمال کیا یا یونانی اطبا نے، اس کے متعلق کوئی یقینی شہادت ہمارے پاس موجود نہیں ہے لیکن قیاس ہماری رہنمائی اسی طرف کرتا ہے کہ اس دوا کا علم سب سے پہلے ہندی اطبا کو ہوا اور ان کے ذریعہ سے ایرانیوں پر اس کی حقیقت آشکارا ہوئی اور پھر یونانیوں نے اسے استعمال کیا اور نہ صرف استعمال کیا بلکہ اس پر سائنٹی فک ریسرچ کی۔

ہندستان میں ادرک کی کاشت زمانۂ قدیم سے ہوتی چلی آئی ہے، نیز آیورویدک دواؤں میں یہ دوا بہ کثرت مستعمل ہے۔ اکثر مرکبات کا ایک جز دیہ بھی ہوتی ہے۔ دواؤں کے علاوہ مسالے کا بھی ایک جز بنتی ہے، جو غذا میں شامل کیا جاتا ہے۔

مقامِ پیدائش ادرک کی پیداوار ہندستان میں بہت زیادہ ہے، ہندستان کے تقریباً ہر ایک حصے میں اس کی کاشت ہوتی ہے۔ لیکن دکن خصوصاً ساحل مالابار پر اس کی پیداوار بہت زیادہ ہے اور وہاں کی ادرک بہترین ادرک کہلاتی ہے۔

ہندستان کے علاوہ چین، جزائر شرق الہند اور جزائر غرب الہند میں بھی اس کی کاشت کی جاتی ہے۔

ماہیت ادرک (زنجبیل رطب) کہیے یا سونٹھ، یہ نبات ادرک کی گرہ دار جڑ ہے۔ ادرک کو ایک خاص طریقہ سے چھیل کر خشک کر لیا جاتا ہے اور یہی خاص طور پر سونٹھ کہلاتی ہے۔

سونٹھ کی گرہیں ناہموار اور شاخ دار ہوتی ہیں۔ ان گرھوں پر سفید پالش کی ہوئی ہوتی ہے، جو اس کو تیار کرتے وقت کی جاتی ہے۔ لیکن پالش کے اترنے کے بعد اس کی رنگت ہلکی زردی مائل بھوری سی نکلتی ہے اور اس میں عموماً ریشے ہوتے ہیں بعض گرھوں میں ریشے نہیں بھی ہوتے۔ ایسی گرہیں ستوا سونٹھ یا میدہ سونٹھ کہلاتی ہیں۔ اگر اس کو چبایا جائے تو اس کا مزہ نہایت تیز اور چرپرا ہوتا ہے۔ منھ اور زبان میں اس سے سوزش معلوم ہونے لگتی ہے۔

ادرک کی کاشت اگر اس جگہ ہم ادرک کی کاشت اور ادرک سے سونٹھ بنانے کے متعلق ضروری باتیں بیان کریں تو کچھ بے جا نہ ہوگا، بلکہ ہمارے بہت سے ناظرین کے لیے دل چسپی کا موجب ہوگا۔

ہندستان میں ادرک کی کاشت شمالی ہندستان میں کشمیر سے لے کر تمام جنوبی ہند تک ہوتی ہے۔ اس کی کاشت کے لیے نرم زمین کی ضرورت ہے۔ سخت کنکریلی زمین اس کی کاشت کے لیے اس لیے ناموزوں ہے کہ ایسی زمین میں اس کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ مرطوب زمین تو اس کے مزاج کے قطعی مخالف ہے۔ مرطوب زمین میں اس کی جڑیں گل جاتی ہیں اور پیداوار بالکل نہیں ہوتی۔

اس کی کاشت کا زمانہ موسم برسات کی ابتدا ہے۔ ماہ اساڑھ کے شروع ہوتے ہی مناسب زمین میں بارہ فیٹ لمبی اور چار فیٹ چوڑی کیاریاں بنا کر ان میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود کر ان میں کھاد بھر دیتے ہیں اور پھر ان گڑھوں میں ادرک کی گانٹھوں کو (جو پہلے ہی سے اس مقصد کے لیے چن کر رکھ لی جاتی ہیں) دو دو انچ کے فاصلہ پر گاڑ دیتے ہیں اور ان پر ہرے پتے بچھا دیتے ہیں، تاکہ موسلا دھار بارش براہ راست ان گانٹھوں پر گر کر ان کو ننگا نہ کر دے، اور اس کے علاوہ یہ پتے گل کر کھاد کا بھی کام دے سکیں۔

ادرک کے لیے پانی کی زیادتی مضر ہے۔ اس لیے کیاریوں میں بارش کے پانی کی نکاسی کے لیے نالیاں سی بنا دی جاتی ہیں۔ بارش کا پانی کیاریوں کو سیراب کرتا ہوا، ان نالیوں کے ذریعہ سے نکل جاتا ہے۔

ادرک سے شاخیں نکلتی ہیں جو سیدھی اوپر کی طرف بڑھتی ہیں اور ایک دو ہاتھ تک لمبی اور چھنگلی کے برابر موٹی ہوتی ہیں جڑ کے قریب ان شاخوں کا رنگ سُرخ ہوتا ہے اور اس کے بعد سبز ہوتا ہے۔ ان شاخوں پر کنول کے پتوں جیسے نرم سبز پتے لپٹے ہوتے ہیں۔ پتّوں کی لمبائی عموماً ایک ڈیڑھ بالشت ہوتی ہے۔ بعض پتے چھوٹے بھی ہوتے ہیں۔

ادرک کی بوئی ہوئی گرہ سے زمین کے اندر ہی اندر متعدد گانٹھیں پیدا ہوتی اور پھیلتی رہتی ہیں (جس طرح آلو پیدا ہوتے ہیں

اور جاڑوں کے شروع ہوتے ہی اس کی کھدائی شروع ہو جاتی ہے اور ایک ایکڑ زمین میں تقریباً ایک سو من ادرک کی پیداوار ہوتی ہے۔

ادرک سے سونٹھ بنانے کا طریقہ ادرک کی پختہ گانٹھوں کو لے کر سب سے پہلے پانی سے دھوتے ہیں۔ اس کے بعد اس کو پیروں سے مسل مسل کر ان کا بالائی چھلکا اتارتے ہیں یا چھلکا اتارنے کے لیے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرتے ہیں، مثلاً بانس کی باریک کھپچیوں سے نٹیاں بنا کر ان پر ادرک کو رگڑتے ہیں۔ غرض جب ادرک کا اوپر کا چھلکا اتر جاتا ہے تو اس کو چونے سے بھرے ہوئے حوض میں ڈالتے ہیں اور لمبی لمبی لکڑیوں سے الٹتے پلٹتے ہیں۔ چونا تہ بہ تہ ادرک پر جمتا جاتا ہے۔ اب اس ادرک کو ٹوکروں میں بھر کر دھونی دی جاتی ہے۔ چناں چہ ایک کمرے میں دو فیٹ مربع چوطھا بنا کر اس کے چاروں طرف لکڑی کی دیوار کھڑی کر کے ان پر چند لکڑیاں رکھ کر مچان سا بنا دیتے ہیں اور اس مچان پر ادرک سے بھری ہوئی ٹوکریاں رکھتے ہیں اور چوطھے پر کڑاہی میں گندک ڈال کر اس کے نیچے آگ جلا دی جاتی ہے۔ گندک کے جلنے سے جو دھواں اٹھتا ہے وہ ادرک کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔ کمرے کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور تقریباً چار گھنٹے تک یہ عمل جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ادرک کی ٹوکریوں کو نکال کر دھوپ میں سکھایا جاتا ہے، اور تمام دن سوکھنے کے بعد دوسرے دن پھر حوض میں ڈالتے ہیں اور پھر بدستور گندک کی دھونی دیتے ہیں۔ لیکن اس بار چار گھنٹے کے بجائے آٹھ گھنٹے دھونی دی جاتی ہے۔ تیسرے دن پھر چونے کے حوض میں ڈالتے ہیں اور بارہ گھنٹے تک گندک کی دھونی دیتے ہیں۔ اب سونٹھ کی تیاری مکمل ہو جاتی ہے۔

اس طریقہ سے تیار کی ہوئی سونٹھ خشک ہونے پر نہیں سکڑتی اپنی اصل حالت پر قائم رہتی ہے اور سالوں خراب نہیں ہوتی۔

مذکورہ بالا طریقہ سے دکن خصوصاً مالابار میں سونٹھ بنائی جاتی ہے۔ دوسرے مقامات پر اتنی دردسری نہیں کی جاتی بلکہ پختہ ادرک کو چھیلنے کے بعد چونے یا کھریا مٹی کی پالش کر کے خشک کر لیتے ہیں۔

سونٹھ کی اقسام سونٹھ اگرچہ ایک ہی قسم کی ہوتی ہے، لیکن کسی سونٹھ میں بعض گانٹھیں بے ریشہ ہوتی ہیں، یعنی اگر ان کو توڑا جائے تو ان میں ریشہ نہیں نکلتا۔ پیسنے کے بعد باریک میدہ جیسی ہو جاتی ہیں، ایسی سونٹھ کو ستوا سونٹھ اور میدہ کا سونٹھ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بنگال میں ایک خاص قسم کی سونٹھ ہوتی ہے۔ اس میں کچے آم جیسی بو ہوتی ہے اور اسی لیے وہ آم سونٹھ کے نام سے مشہور ہے۔

کیمیائی تجزیہ جدید کیمیا دانوں نے اس کا تجزیہ کر کے جو اجزا معلوم کیے ہیں۔ ان میں سے ایک جز لطیف خوش بودار روغن ہے، جو انگریزی میں ایرومیٹک والے ٹائل آئل (Aromatic Volatile Oil) کہلاتا ہے۔ ادرک کا تیز اور چرپرا مزا اسی لطیف روغن کی وجہ سے ہے۔ دوسرا جزو ایک جوہر ہے جس کو زنجبلین (جنجرین) کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ رال وار مادے اور دوسرے اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔

طبیعت سونٹھ تیسرے درجے کے آخر میں گرم اور دوسرے درجے میں خشک ہے۔ بعض نے دوسرے درجے میں گرم و خشک بتایا ہے۔

سونٹھ کے افعال اور اس کا استعمال

سونٹھ مقوی معدہ اور کاسر ریاح ہے۔ اس لیے معدہ اور آنتوں کے ریحی درد شکم، اپھارا، ضعف ہضم اور بدہضمی میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے استعمال سے بھوک کھل کر لگتی ہے۔ اس کے علاوہ ایسی دست آور دواؤں کے ساتھ ملا کر دیتے ہیں جن کے کھانے سے مروڑ ہوتا ہے۔ اس کے ملانے سے اس دوا کے عمل کو مدد بھی ملتی ہے اور آنتوں میں مروڑ کی شکایت بھی نہیں ہوتی۔

سونٹھ ملین بھی ہے، لیکن بعض اس سے اختلاف کرتے ہیں؛ چناں چہ مجربین کہتے ہیں کہ سونٹھ ملین ہے خصوصاً اس کا مربّی، لیکن اگر بدہضمی یا خلط لزج کی وجہ سے دست آ رہے ہوں تو سونٹھ ان مواد اور رطوبات کو جذب اور خشک کر کے قبض بھی پیدا کرتی ہے۔

مذکورۂ بالا فوائد کے علاوہ ذہن اور حافظہ کے لیے بھی سونٹھ مفید بیان کی جاتی ہے۔ خصوصاً ان لوگوں میں جن کو بلغم کی زیادتی کے باعث کند ذہنی اور نسیان کی شکایت ہو۔

سونٹھ مقوی باہ بھی ہے، خصوصاً خولنجان اور پستہ مجوزن کے ساتھ ملا کر کھلانے سے قوت باہ کو ترقی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ تقویت باہ کے لیے بہت سی مقوی باہ معجونوں میں شامل کی جاتی ہے۔ سونٹھ کو اکثر سرد بلغمی امراض، مثلاً فالج، لقوہ، وجع مفاصل

دگٹھیا) ہر قسم کے ریحی دردوں اور بواسیر بادی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ادرک کے فوائد بھی یہی ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ ادرک اور گڑ ملا کر چند روز نہار منہ کھانے سے بند آواز کھل جاتی ہے ادرک کے رس میں شہد ملا کر چاٹنے سے بھوک لگتی ہے اور کھانسی کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ادرک کے ٹکڑے پر نمک لگا کر دانت کے نیچے رکھ کر دبانے سے سردی کا درد دور ہو جاتا ہے۔

وید صاحبان بھی سونٹھ کے افعال تقریباً وہی بیان کرتے ہیں جو اوپر لکھے گئے ہیں۔ چناں چہ آیورویدک کتابوں میں لکھا ہے کہ سونٹھ بھوک لگاتی ہے۔ غذا کو ہضم کرتی ہے۔ چرپری اور گرم ہے، منی کو بڑھاتی ہے۔ قوتِ باہ کو زیادہ کرتی ہے، ملین ہے۔ قے کو روکتی ہے، آواز کو کھولتی ہے۔

سونٹھ کو باریک پیس کر ڈیڑھ ماشے کی مقدار میں کھلانے سے حاملہ عورت کا بکھم جور (تپ دق) دور ہو جاتا ہے۔ پانی میں پیس کر لیپ کرنے سے آدھا سیسی کا درد (شقیقہ) مٹ جاتا ہے۔ اس کا نیم گرم جوشاندہ پینے سے ذات الجنب کو فائدہ ہوتا ہے۔ سونٹھ، آملہ اور پیپل کو پیس کر شہد میں ملا کر چٹانے سے ہچکی موقوف ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سونٹھ کو باریک پیس کر بکری کے دودھ کے ساتھ کھلانے سے بھی ہچکی رک جاتی ہے۔ سونٹھ کو نمک کے ساتھ پیس کر ہلاس لینے سے چھینکیں آتی ہیں اور بادی بلغم کا درد جاتا رہتا ہے۔ سونٹھ اور جواکھار سے بنائے ہوئے چورن کے کھانے سے مختلف ملکوں اور علاقوں کے پانی سے پیدا شدہ نقصان دور ہو جاتے ہیں۔ سونٹھ اور ارنڈ کی جڑ کا جوشاندہ پلانے سے ریاحی اور سردی کا درد جاتا رہتا ہے۔

ڈاکٹر صاحبان سونٹھ کو زیادہ تر مقوی معدہ اور کاسر ریاح کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں۔ چناں چہ وہ کہتے ہیں کہ سونٹھ ایک خوشبودار محرک دوا ہے۔ اس کو چبانے سے لعاب دہن زیادہ رسنے لگتا ہے اور اس کے باریک سفوف کی نسوار لینے سے چھینکیں بہت آتی ہیں۔ لیکن اس کو زیادہ تر بطور ایک مقوی معدہ اور کاسر ریاح دوا کے بدہضمی میں جب کہ اس کے ساتھ نفخ بھی ہو استعمال کرتے ہیں۔ "لائبریری آف ہیلتھ" (جلد چہارم صفحہ ۱۴۴) میں لکھا ہے کہ ادرک کے استعمال سے آنتوں میں ارتشاح رطوبت بڑھ جاتا ہے۔ ادرک نفخ شکم کی شکایت کو رفع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اسے کسی چیز کے ناخوش گوار ذائقہ کو خوش گوار بنانے کے لیے مختلف طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔

ادرک اور سونٹھ کے مرکبات

معجون زنجبیل اجزا:۔ سونٹھ، گھی ہر ایک دس تولے، گائے کا دودھ تین پاؤ، قند سفید ایک سیر، مغز تخم خربزہ، مغز چرونجی، نشاستہ ہر ایک دو تولے، اسگند ناگوری، مغز سنگھاڑا، موصلی سفید، موچرس، گوند ببول، الائچی کلاں، ستاور ہر ایک ایک تولہ، تیز پات، برادہ صندل سفید، رنج، گل دھاوا، ہر ایک نو ماشے، گوکھرو، پیپل، مرچ سیاہ، بال چھڑ، ناگر موتھا، مغز تخم کونچ، گوند ڈھاک ہر ایک ۶ ماشے۔ **ترکیب تیاری:**۔ سونٹھ کو کوٹ کر دودھ میں پکائیں، یہاں تک کہ کھویا بن جائے۔ اب اس کھوئے کو گھی میں بھونیں اور قند کے قوام میں ملائیں، پھر دوسری دوائیں باریک کر کے شامل کریں۔ ایک تولہ سے دو تولے تک دودھ کے ساتھ یہ معجون کھائی جاتی ہے۔

فوائد:۔ عورتوں کے اکثر امراض میں مفید ہے۔ ورم رحم، سیلان الرحم، وضع حمل کے بعد کی کمزوری، ایام کی بے قاعدگی پرسوت روگ میں استعمال کی جاتی ہے۔ مردوں کے لیے مقوی باہ اور دافع سرعت ہے۔ علاوہ ازیں نزلہ، کھانسی، گندہ ذہنی اور نسیان کے لیے بھی مفید ہے۔

معجون سوبھاگ سونٹھی (معجون سہاگ سونٹھ) اجزا:۔ ستوا سونٹھ پانچ سیر کو باریک پیس کر گائے کے دودھ بیس سیر میں نرم آنچ پر پکائیں، یہاں تک کہ کھویا بن جائے۔ اس کے بعد پانچ سیر گھی میں بھونیں، جب کھویا سرخی مائل ہو جائے تو بیس سیر مصری کے قوام میں ملائیں اور مندرجہ ذیل دوائیں باریک پیس چھان کر شامل کر کے رکھیں:۔ جائفل، ترپھلا، زیرہ سیاہ، زیرہ سفید، دھنیا چھلا ہوا، سونف، الائچی خرد، پیپل، ناگر موتھا، تیز بالا، کشمش، بداری کند، کافور بھیم سینی، چھوارہ ہر ایک دو تولے، مغز نارجیل باریک باریک تراشا ہوا بتیس تولے، سلاجیت مصفیٰ آٹھ تولے، چرونجی سولہ تولے، ترید سفید تبیس تولے۔

یہ معجون دو تولے سے تین تولے تک روزانہ دودھ کے ساتھ کھائیں۔

فوائد:- عورتوں کے اکثر امراض میں مفید ہے۔ چناں چہ اس کے استعمال سے بانجھ پن دور ہو جاتا ہے۔ اگر حاملہ عورت کھائے تو وہ ایام حمل کی بیماریوں سے محفوظ رہتی ہے اور وضع حمل آسانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی وضع حمل کے بعد کھانے سے بہت جلد طاقت لوٹ آتی ہے۔ پرسوت کی بیماری سے محفوظ رکھتی ہے اس کے علاوہ سیلان الرحم کو دور کرتی ہے۔ دمہ، کھانسی اور عام جسمانی کمزوری کو زائل کرتی ہے، پیشاب کی زیادتی کو روکتی اور قبض کو رفع کرتی ہے۔

ادرک پاک احزا:- ادرک کو چھیل کر اس کو باریک باریک تراش لیں اور کڑاہی میں گھی ڈال کر اس میں بھونیں۔ اس کے بعد ادرک کے برابر وزن کھانڈ کی چاشنی میں ملائیں اور پکائیں۔ جب قوام درست ہو جائے تو سونٹھ زیرہ سفید، مرچ سیاہ، ناگ کیسر، جاوتری، الائچی خرد، تج، پترج، پیپل، دھنیا، زیرہ سیاہ، پیپلا مول، بابرنگ ہر ایک ادرک کا بارھواں حصہ لے کر کوٹ چھان کر ملائیں اور محفوظ رکھیں۔ مقدار خوراک ۶ ماشے سے ایک تولہ تک ہے۔

فوائد:- زکام، نزلہ میں مفید ہے۔ سردی کی وجہ سے آواز بیٹھ جائے تو اس کو کھولتا ہے۔ مرعوبیت کی شکایت اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے، پیٹ کا درد اور باد کی شکایت جاتی رہتی ہے۔

جوشاندۂ زنجبیل سونٹھ ڈھائی تولے نیم کوب کر کے تین پاؤ پانی میں آدھے گھنٹے تک پکائیں اس کے بعد چھان لیں اور آدھی آدھی چھٹانک یہ جوشاندہ تین تین گھنٹے کے وقفہ سے چار مرتبہ پلائیں۔ تو تپ لرزہ کا یہ خاص علاج ہے۔

خیساندۂ زنجبیل مرکب سونٹھ نیم کوفتہ ڈھائی تولے کو آدھ سیر ابلتے ہوئے پانی میں بھگو دیں۔ ایک گھنٹے کے بعد ٹھہرا ہوا پانی چھان لیں اور اس میں سوڈا بائی کارب نو ماشے ملا کر رکھیں، اور ۵ تولے یہ پانی دن میں تین بار پلائیں۔

دوائے ادرک۔ ادرک کی ایک بڑی موٹی گرہ لے کر اس میں سوراخ کریں۔ اور اس میں ہینگ ایک ماشہ، نمک دو ماشے باریک پیس کر بھر دیں؛ اور جس قدر سوراخ خالی رہے اس کو ادرک کے ریزوں سے بھر کر آٹے میں لپیٹیں اور گولا سا بنا کر بھوبل میں دبا دیں۔ جب آٹا پک جائے تو نکال لیں اور آٹے کو دور کر کے ادرک کو تراش کر تھوڑا کھائیں، بیٹھی ہوئی آواز کھولنے کے لیے نہایت مفید دوا ہے۔

ادرک مربیٰ ادرک کی موٹی موٹی پختہ گانٹھیں لے کر چھیلیں اور پانی میں جوش دیں۔ اس کے بعد پانی میں تھوڑا سا نمک ملا کر جوش دیں؛ اور پانی سے نکال کر رکھیں، جب ان کی بیرونی رطوبت خشک ہو جائے تو قند کے قوام میں ڈال کر رکھیں۔ دوسرے یا تیسرے روز جب قوام درست ہو جائے تو قوام کو پکائیں اور جب درست ہو جائے رکھ دیں۔ اگر تیسرے چوتھے روز پھر قوام رقیق نظر آئے پھر پکائیں اور احتیاط سے رکھ چھوڑیں؛ ہفتہ عشرہ کے بعد استعمال کریں۔ مقدار خوراک ایک تولہ ہے۔

فوائد: یہ بھوک لگاتا ہے۔ غذا کو ہضم کرتا ہے، درد شکم اور اپھارے کو دور کرتا ہے۔ مقوی باہ ہے۔

مزاحیہ

معدہ کی گولڈن جوبلی!

از مولانا سید ظہور احمد صاحب مرحوم دہلوی

جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب کے حادثۂ انتقال سے ۱۳ مارچ سنہ ۴۲ء کو ہماری زبان کا جو نقصان ہوا ہے اُسے ملک کے ادبی حلقے محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ مولانا مرحوم نہ صرف ایک فاضل ادیب اور خوش فکر شاعر تھے، بلکہ وہ ایک سنجیدہ صحافت نگار اور لائق مؤلف اور مترجم بھی تھے۔ ادب کے ہر شعبہ میں انھیں عبور حاصل تھا۔ ان کے بہت سے افسانے ہمارے ادب کا قیمتی سرمایہ اور ان کے اکثر مزاحیہ مضامین حقیقی مزاح کا بہترین نمونہ ہیں۔ علمی مضامین وہ اپنی وسیع معلومات کے برتے پر بہت اچھے لکھتے تھے لیکن ان میں یہ خصوصیت تھی کہ وہ جو کچھ بھی لکھتے تھے وہ کافی تحقیق وتدقیق کے بعد لکھتے تھے۔ اسی لیے ان کا شمار "قلم برداشتہ" انشا پردازوں میں نہیں تھا۔

"ہمدرد صحت" کو چند سال سے یہ شرف حاصل تھا کہ اس کے لیے مولانا کی قلمی خدمات اکثر وقف رہتی تھیں۔ ناظرین ہمدرد صحت ان کے نتیجہ خیز افسانوں، سنجیدہ مضمونوں اور پاکیزہ شعر وسخن کے منتظر رہتے تھے، بلکہ ان کی طرف سے طلب وتقاضے کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ ہمیں دلی افسوس ہے کہ یہ سلسلہ مولانا کے آخری مزاحیہ مضمون "معدہ کی گولڈن جوبلی" کے ساتھ ختم ہو رہا ہے۔ ناظرین کو اختیار ہے کہ وہ اس مضمون کو خواہ مزاحیہ رنگ میں مطالعہ کریں خواہ اسے ہمارے ایک فاضل ادیب کی کچھ اوپر پچاس سالہ خاکی زندگی کا محاسبہ سمجھ لیں۔

ہماری دعا ہے کہ خدا مولانا کی مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو اس حادثہ میں صبر کی توفیق دے۔ "ہمدرد صحت"

ہمارے اردو انشا پرداز اور ادیب بعض اوقات اپنے ذہن وقّاد سے وہ لطائف ایجاد کرتے ہیں کہ عقل حیران وششدر رہ جاتی ہے۔ اُن کے احساسات مجروح ہیں، نشاطِ زندگی سے محروم ہیں، تموّل سے ناآشنا ہیں مگر کیا لوگ ہیں کہ دکھ اٹھاتے ہیں اور مسکراتے ہیں، ہجومِ افکار میں بے فکری کی باتیں کرتے ہیں۔ ہنستے ہیں اور ہنساتے ہیں۔ چناں چہ ایک تازہ ترین واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو نہ صرف دل چسپ بلکہ عبرت وموعظت کا ایک مرقع ہے۔

گزشتہ ہفتہ جب میں اپنی ڈاک دیکھ رہا تھا تو ایک گلابی لفافہ نے میری توجہ جذب کی۔ قیاس نے کہا کہ شادی کا رقعہ ہے۔ لیکن لفافہ کھلتے ہی نہ صرف یہ قیاس باطل ہوا بلکہ میں حیرت زدہ رہ گیا۔ اس انوکھے دعوت نامے کا مضمون یہ تھا کہ

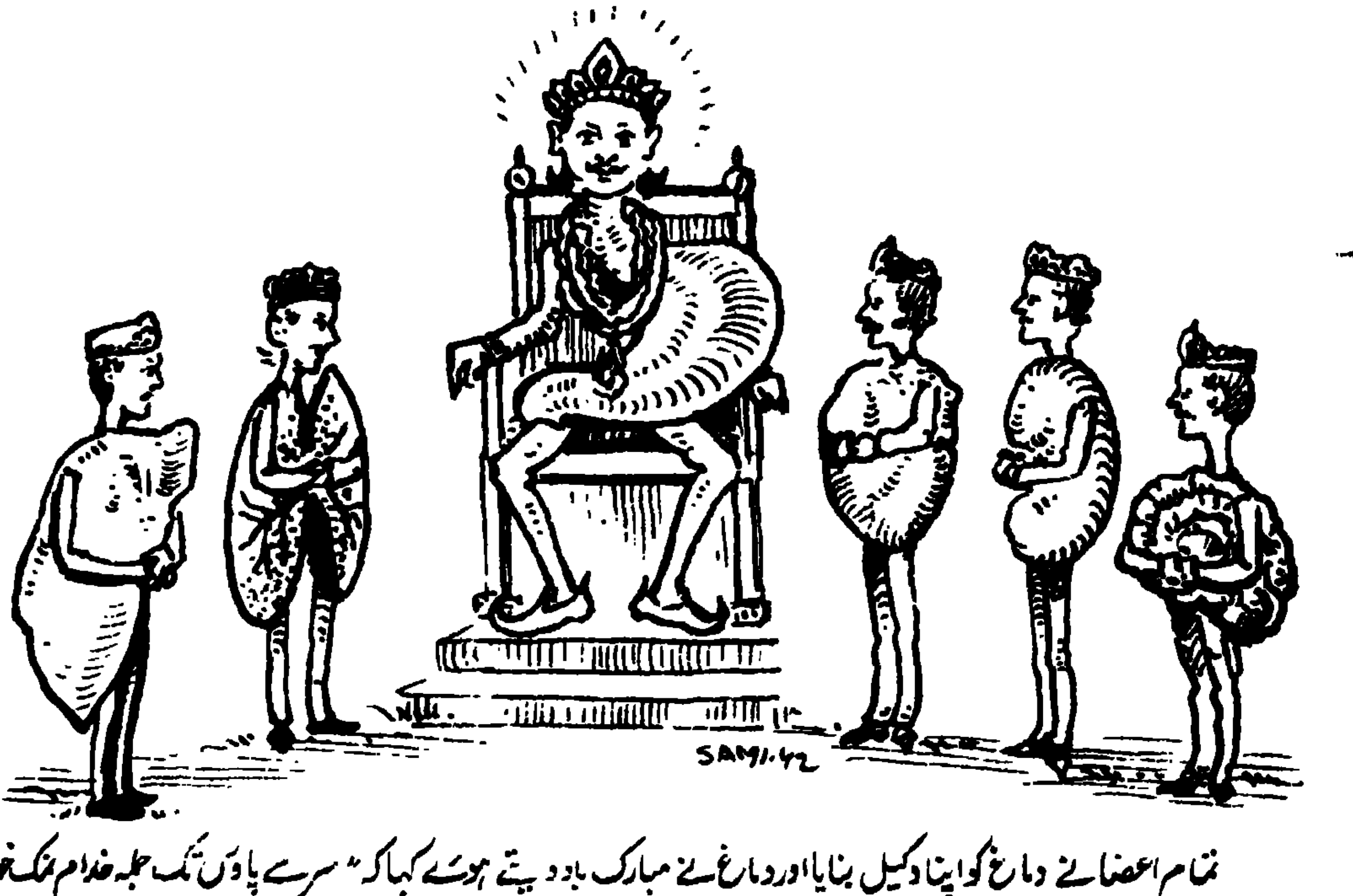
"میں اپنے معدہ کی پچاس سالہ سلامتی پر گولڈن جوبلی منا رہا ہوں۔ فروری کی بارھویں تاریخ کو شام کے ۶ بجے تشریف لا کر اس تقریب میں آپ شریک ہوں اور ایک مختصر پروگرام کے بعد تناول ماحضر سے سرفرازی بخشیں۔"

دعوت نامہ پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا "معدہ کی گولڈن جوبلی!" بالکل اچھوتا خیال ہے، سلاطین واکابر کی طرح اعضا کی جوبلی ایک ادیب ہی منا سکتا ہے۔ دل کی نہیں، دماغ کی نہیں بلکہ معدہ کی جوبلی ہو رہی ہے۔ لوگ تمام اعضا میں دل کو بادشاہ

کہتے ہیں لیکن عملی زندگی میں دِل شاہ شطرنج سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اور از سرتاپا معدہ کی عملداری نظر آتی ہے۔ ارباب سوء ہضم معدہ کی شان و سطوت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ معدہ کی برہمی سے تمام نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ آسمان پر خدا ہے اور زمین پر معدہ۔ چناں چہ ایک بڑے حکیم نے اس عقیدہ کو ان دو مصرعوں نظم کر دیا ہے ؎

زنجد خداؤ۔ گر معدہ من   زاں کس برنجد برنجد ز نجم

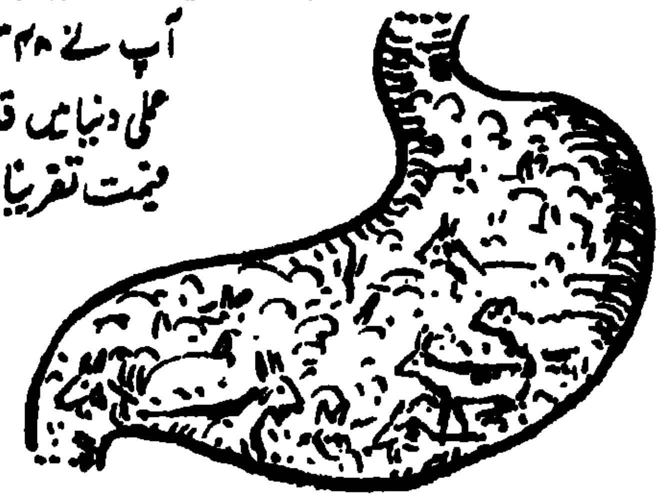
بہر حال مجھے اپنے اس ادیب دوست کی تجویز بہت پسند آئی اور چوں کہ سوءِ مزاج کی وجہ سے میں بھی معدہ کو تمام اعضاء پر فوقیت دیتا ہوں اس لیے معدہ کی تخصیص پر داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔ یہ دعوت نامہ مجھے ۱۱ تاریخ کو ملا تھا۔ دوسرے دن میں شام کو اس دلچسپ دعوت میں شریک ہوا۔ ایک مختصر بالا خانے پر اس دعوت کا انتظام تھا۔ پہلے ہم لوگوں کو ایک کمرہ میں بٹھایا گیا جس کے ایک ضلع میں دیوار پر ایک پردہ سا آویزاں تھا اور بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی سینما ہال کو روشن کیا گیا ہے۔ یہ خیال صحیح تھا۔ جب سب مہمان جمع ہو چکے تو "چراغ گل پگڑی غائب" پر عمل کیا گیا اور بائسکوپ کی روشنی نے پردہ سادہ کو منور کر دیا۔ یکایک اس پردہ میں کچھ نقش و نگار نظر آئے اور ایک لمحہ میں چند فرضی پیکر مجسم ہو کر سامنے آگئے۔ ہم نے دیکھا کہ وسط میں معدہ سر پر تاج رکھے بڑی شان و شوکت کے ساتھ متمکن ہے اور اس کے گرد دماغ، دل، جگر، گردے، پھیپھڑے وغیرہ دست بستہ کھڑے ہیں اور مبارکباد دے رہے ہیں۔



تمام اعضاء نے دماغ کو اپنا وکیل بنایا اور دماغ نے مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ "سر سے پاؤں تک جملہ خدام نمک خوار از ناف تا بہ گلو تمام رؤسائے باج گزار اور سب ارکان و اعضا پروردۂ سرکار اس تقریب ہمایوں پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں، اور جہاں پناہ ظل اللہ کی درازئ اشتہا اور بقائے ہضم کے لیے دست بدعا ہیں۔" اس کے بعد آنتوں نے شہنائی بجائی پھیپھڑوں نے ستار سنبھالا اور جگر نے طبلہ نوازی شروع کی اور سب نے ہم آہنگ ہو کر یہ ترانہ بلند کیا کہ ؏ الٰہی شہنشاہ "معدہ" سلامت۔

تبریک و تہنیت کے بعد دماغ کے سراپردوں سے شاہی ریکارڈ کیپر جو حافظہ کے نام سے مشہور ہے نمودار ہوا اور اس نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "حضرت جہاں پناہی سے اس پچاس سالہ عہد عمل میں جو کارنامے وقوع پذیر ہوئے ہیں ان کے تفصیلی بیان کے لیے ایک دفتر بے پایاں اور پچاس برس کی مزید فرصت درکار ہے لیکن ضروری ہے کہ اس موقع پر اجمال و اختصار کے ساتھ بعض نمایاں امور منظر عام پر لائے جائیں۔" اس کے بعد ہمیں پردہ پر معدہ کی زنبیل نظر آئی۔ یہ زنبیل رفتہ رفتہ زنبیل عمرو عیار کی طرح وسیع ہونے لگی۔ اب ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس زنبیل میں بکریوں کا ایک بہت بڑا گلہ موجود ہے اور کچھ چڑیاں بھی فضا میں اڑ رہی ہیں ان بکریوں کی تعداد کسی طرح ڈھائی سو سے کم نہیں تھی۔ اس گلے کے نیچے جلی حرفوں میں لکھا تھا۔

" سرکار نے پچاس سال میں ڈھائی سو بکرے نوش فرمائے ہیں۔ ایک بکرے میں سات آٹھ سیر گوشت کا اوسط سمجھیے، یعنی



آپ نے ۵۴ من گوشت ہضم کیا ہے۔ یوں خیال کیجیے کہ جب سے آپ نے ہضم غذا کی عملی دنیا میں قدم رکھا ہے۔ آدھ پاؤ روزانہ کی مقدار قرار پاتی ہے۔ اور اس مجموعی مقدار کی قیمت تقریباً ۲،۰۲۰ روپے ہوتی ہے"

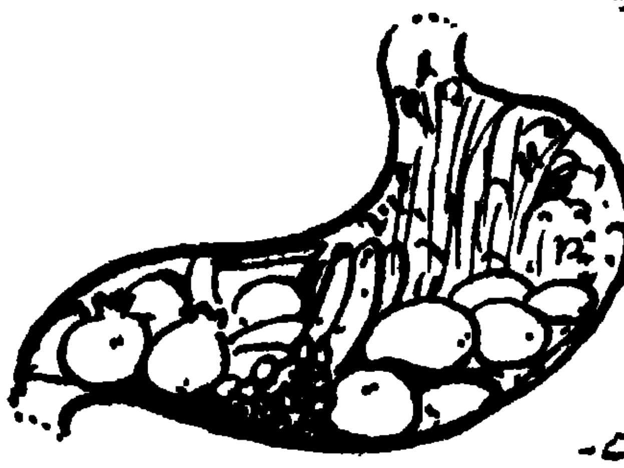
یہ منظر ختم کر کے معدہ اصلی حالت پر آگیا اور پھر رفتہ رفتہ اس نے پھیل کر ایک وسیع قطعۂ زمین کی صورت اختیار کی۔ اس قطعہ میں ربیع و خریف کے کھیت حد نظر تک لہلہا رہے تھے۔ یہ گیہوں بھی تھے، دھان بھی تھے۔ ادھر مونگ، ماش، مسور، چنا غرض اناج کی جملہ اقسام تھیں۔ ان کھیتوں کی فضا میں لکھا ہوا تھا کہ "سرکار نے ۱۲۰ من اناج تناول فرمایا ہے اور روزانہ اوسط پاؤ ڈیڑھ پاؤ سے زیادہ نہیں ہے اس کی قیمت تقریباً پانچ سو روپے ادا کی گئی ہے۔"



چند لمحوں میں یہ منظر بھی بدل گیا۔ اب ہم نے دیکھا کہ معدہ کی وسیع زنبیل میں ایک طرف تالاب میں مچھلیاں تیر رہی ہیں اور دوسری طرف جالیوں میں مرغیاں انڈے دے رہی ہیں ساتھ ہی فضا میں یہ عبارت نمایاں ہوئی کہ



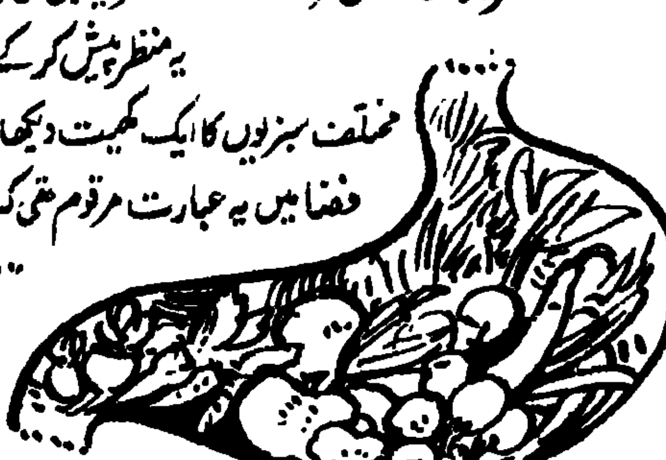
"سرکار نے پانچ سو انڈے اور دس سیر مچھلیاں بے تکلف ہضم کر ڈالی ہیں اور ان کی قیمت تقریباً ۶۵ روپے ہوتی ہے۔"



اس کے بعد ہم نے پردہ کی طرف نظر اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ معدہ کے وسیع رقبہ میں مختلف الموسم درختوں کا ایک باغ لگا ہوا ہے اور امرود، انار، انگور، سنترے، شفتالو، خوبانی، آم وغیرہ کے درختوں سے پھل پختہ ہو ہو کر قعر معدہ میں گر رہے ہیں اور سامنے یہ کتبہ لگا ہوا ہے کہ

"سرکار نے ۱۰ من فروٹ سے تفکہ فرمایا جن کی قیمت سو روپے ہوتی ہے۔

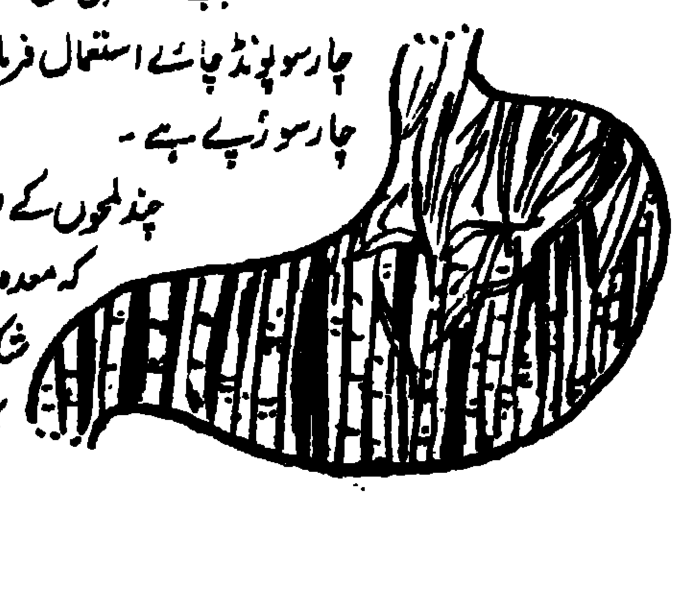
یہ منظر پیش کر کے پھر معدہ سمٹ گیا اور اب کے وہ وسعت پذیر ہوا تو ہم نے اس کے اندر مختلف سبزیوں کا ایک کھیت دیکھا۔ ساگ پات، شلجم، چقندر، آلو، اروی وغیرہ کے انبار لگے ہوئے تھے اور فضا میں یہ عبارت مرقوم تھی کہ



"سرکار نے ۴ من سبزی اور ترکاری ہضم کی جس کی قیمت ۵۲ روپے ہوتی ہے۔

اس کے بعد ہم نے پردہ پر جو کچھ دیکھا اس سے شبہ ہوا کہ یہ چائے کا کوئی اسٹور ہے اور یہ شبہ یقین سے بدل گیا جب ساتھ ہی ان الفاظ پر نظر پڑی کہ "سرکار نے پچاس برس میں چار سو پونڈ چائے استعمال فرمائی جس کی قیمت چار سو روپے ہے۔





چند لمحوں کے بعد منظر تبدیل ہوا تو ہم نے دیکھا کہ معدہ نے ایک وسیع رقبہ کی شکل اختیار کی ہے اور اس رقبہ میں نیستان شکر ہزاروں گنوں کی صورت میں نظر آرہا ہے۔ ایک گوشہ میں شکر بنانے کا پلانٹ کام میں مصروف ہے۔ وسط میں بورڈ پر لکھا ہے کہ

"سرکار نے چالیس من شکر مختلف صورتوں میں نوش فرمائی جس کی قیمت پانچ سو روپے ادا کی گئی۔"

اس کے بعد معدہ کی گنجائش نے بڑھ کر ایک بہت بڑی دیگ کی صورت اختیار کی



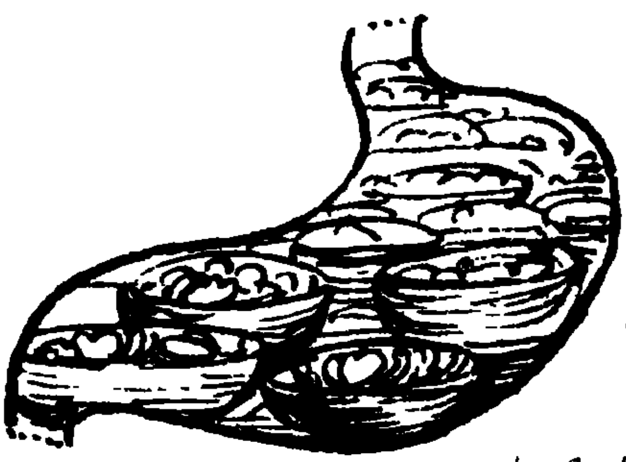
اور اس دیگ میں کئی سو بھینسوں کا دودھ بھرا ہوا تھا۔ سامنے یہ عبارت نظر آرہی تھی کہ

سرکار نے ۶۰ من دودھ نوش فرمایا ہے جس کی قیمت تقریباً ۴۵۰ روپے ہوتی ہے۔

ہم لوگ حیرت و استعجاب کے عالم میں ان مناظر کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک پردہ پر معدہ اپنی اصلی حالت میں نظر آیا اور پھر بتدریج وہ پھیلنے لگا۔ اب ہم کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی بوریاں جا بجا رکھی ہوئی ہیں۔ ایک بوری میں نمک، ایک بوری میں مرچ، ایک میں چھالیا، ایک میں کتھا، ایک میں چونا، ایک میں تمباکو اور چند کنستروں میں گھی تھا۔ سامنے ہی ایک بورڈ آویزاں تھا جس پر لکھا تھا کہ



"سرکار نے ۲۵ من گھی، ۴ من نمک، ۱۰ من مرچ، ۲۲ سیر چھالیا، ۲½ من کتھا، ۱½ من چونا اور ۲۵ سیر تمباکو استعمال فرمایا ہے۔ اور ان سب کی مجموعی قیمت ۱۸۹۰ روپے ہوتی ہے۔"



تھوڑی دیر کے بعد پھر منظر بدلا اور اب کے ہم نے دیکھا کہ معدہ کے وسیع رقبہ میں پانوں کے سینکڑوں ٹوکرے رکھے ہوئے ہیں اور بورڈ پر اعلان کیا گیا ہے کہ

سرکار نے پچاس سال میں ۶ لاکھ پان نوش فرمائے ہیں جن کی قیمت بارہ سو روپے ہوتی ہے۔

اس کے بعد ایک آخری منظر اور ہمارے سامنے آیا اور ہم نے دیکھا کہ معدہ میں ایک حوض بنا ہوا ہے اور اس میں پانی کی بڑی مقدار موجود ہے۔ لب حوض ایک کتبہ پر لکھا ہوا ہے کہ



"سرکار نے پچاس سال کی مدت میں چھ سو من پانی نوش فرمایا ہے۔ اور اس مقدار پر ۲۵ روپے صرف ہوئے ہیں۔"

ان مناظر کے بعد شاہی ریکارڈ افسر نے کہا، "اگرچہ بظاہر موضوع سے کچھ علیحدہ معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت ضروری ہے کہ میں ان اعداد و شمار کے ساتھ یہ بھی عرض کردوں کہ جہاں پناہ کے جسمانی نظام پر لباس و پوشش وغیرہ میں کیا صرف ہوا۔ پس جہاں تک پچاس سال کی یادداشتوں سے معلوم ہوتا ہے ان مدوں میں ڈھائی ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اوپر جو تفصیلات عرض کی گئی ہیں ان کے مصارف کی مجموعی رقم پانچ ہزار آٹھ سو پچھتر روپے ہوتی ہے۔ لباس اور خوراک کے علاوہ پچاس سال میں ہزارہا متفرق خرچ پیش آئے جن کا تعلق براہ راست ذات شاہی سے ہے۔ ان متفرقات پر دو ہزار روپیہ صرف ہوا ہے۔ اس طرح پچاس سال کے ذاتی مصارف کی کل میزان دس ہزار تین سو پچھتر روپے ہوتی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ۱۷ روپے ۴ آنے، پائی ماہوار صرف ہوا ہے۔"

شاہی ریکارڈ افسر نے کہا، "میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس قدر صرف زر پر اور خدام خاص کی خدمت گزاری پر شاہی عملے نے اس پچاس سال کی مدت میں کیا خدمات انجام دی ہیں اور اتنی بڑی فرصت کو کس طرح صرف کیا ہے۔ میں اس حقیقت کو بے نقاب کرتے ہوئے بہت تاسف محسوس کرتا ہوں کیوں کہ وقت کی دولت بے بہا بڑی بے دردی سے برباد کی گئی ہے۔ میں نے ۵۰ سال کے ایک ایک لمحہ کو الگ کیا ہے اور مختلف مدات کے ماتحت وقت کو اس طرح تقسیم کیا ہے:-

(۱) پانچ سال کا زمانہ بچپن میں گزرا اور اس قدر وقت بے کار گزر جانا بالکل ناگزیر ہے۔ (۲) تعلیمی مدت شب و روز کے ہر لمحے کو شمار کر کے صرف دہ سال قرار پاتی ہے یعنی جتنا زمانہ تعلیم میں صرف ہوا ہے اس کو یک جا جمع کر کے رات دن بنائے جائیں تو پانچ سال بنتے ہیں۔ اسی طرح دوسری مدوں کو بھی سمجھنا چاہیے۔ (۳) پچاس سال میں چار سال کا زمانہ علالت کی نذر ہوا یعنی بالکل رائیگاں گیا۔ (۴) چودہ سال خواب نوشیں میں بسر ہوئے (۵) چھ سال کی مدت محنت معاش کی قرار پاتی ہے (۶) تین سال آمد و رفت، سفر، رفع ضروریات، غسل، خورد و نوش وغیرہ میں صرف ہوئے (۷) پچاس سال میں ایک سال کی مدت عبادت کی قرار پاتی ہے (۸) چھ ماہ کا قلیل زمانہ دوسروں کے کام آنے میں بسر ہوا (۹) گیارہ سال چھ ماہ کا طویل زمانہ لہو و لعب، تفریحات، گپ شپ لغو اور لایعنی مشاغل میں برباد ہوا۔ ان اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ پچاس سال میں صرف ½ ۱۲ سال کی مدت کارآمد کہی جا سکتی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ عمر کا ایک چوتھائی حصہ کارآمد اور باقی رائیگاں ہے۔"

جب حافظہ کی یہ جادو طرازیاں اور پردے کی عکس اندازیاں ختم ہو کر کمرہ حسب معمول منور کیا گیا تو حاضرین فکر و حیرت میں سرگرداں تھے۔ میرا دل بھی اس بصیرت افروز معلومات سے بے انتہا متاثر تھا۔ میں اس وقت جن ادیب دوست کے ہاں مہمان تھا اور جن کی پچاس برس کی زندگی کے بعض پہلو سامنے لائے گئے تھے، اُن کی حالت پر غور کر رہا تھا۔ وہ ایک دُبلے پتلے کمزور اور سقیم المعدہ شخص تھے لیکن اس کے باوجود سینکڑوں بکرے اور سینکڑوں من اجناسِ خوردنی تناول فرما چکے تھے۔ بلاشبہ وہ پان بہت کھاتے تھے لیکن مجھے ایک لمحہ کے لیے یہ خیال نہیں گزرا تھا کہ اُنھوں نے اس فضول اور مضر عادت پر اب تک دو ہزار روپے صرف کر ڈالے ہیں چائے جسے ملک کا بڑا حصہ غیر ضروری بلکہ مضرت رساں سمجھتا ہے اس پر بھی ان حضرات نے ہزار روپے سے زیادہ برباد کر دیے اور یہ تو صرف ان کے ذاتی مصارف ہیں۔ متعلقین کے مصارف اس کے علاوہ ہیں، اور یقیناً ان کی عادتوں نے ان پر بھی اثر ڈالا ہوگا اور مصارف کا ایک حصہ غیر ضروری ہوگا۔

میں نے ان کو ہمیشہ تقدیر کی برگشتگی، زمانہ کی ناسا عدت، دنیا کی ناقدری اور افلاس و فلاکت کا ماتم کرتے ہوئے دیکھا لیکن محاسبہ کیے بغیر کون کہہ سکتا تھا کہ ایک مفلوک الحال انسان کی ذات پر بھی دس بارہ ہزار کی معقول رقم صرف ہو سکتی ہے۔ اُنھوں نے بلاشبہ اپنی قلمی اور ادبی جدوجہد سے ایک لاکھ روپیہ حاصل کیا۔ ان کی مدتِ عمل صرف چھ سال ثابت ہوئی ہے۔ یہ صرف کام کے لمحات کا مجموعہ ہے۔ اس مدت میں ۶ سال آرام کے شامل کر لیے جائیں تو ۱۲ سال ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ سال میں ایک لاکھ حاصل کرنے کے معنی ہیں کہ تقریباً سات سو روپے ماہانہ آمدنی ہوئی۔ موجودہ زمانہ میں اہلِ قلم کے لیے سات سو روپے ماہوار کی آمدنی کو افلاس سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اور اس کے باوجود فلاکت کا ماتم خدا کی ناشکری کا مفہوم رکھتا ہے۔ میرے خیال میں اہلِ قلم کی گلہ مندیاں زمانہ کی ناقدری سے کہیں زیادہ خود ان کی سستی، کاہلی، تن آسانی اور سہل انکاری پر مبنی ہیں۔

بہرحال میں انھی خیالات میں مستغرق تھا اور غالباً دیگر مفکرین بھی محویت کے عالم میں تھے کہ میزبان نے دوسرے کمرے کی طرف رہنمائی کی جہاں طرح طرح کی نعمتوں سے دسترخوان مالامال ہو رہا تھا۔ لوگ خورد و نوش میں مصروف ہو گئے اور یہ نقوش فکر یہ دماغ کے پردۂ سیمیں سے غائب ہونے لگے۔ معدہ کی اس گولڈن جوبلی نے بہت سے معدوں کے لیے طلائی مواقع پیدا کر دیے اور اس خوانِ یغما پر دیر تک اربابِ قلم کی دست درازی کا سلسلہ جاری رہا۔

اگر بیوی کو کھانسی ہو تو نعمت ہے نہ دولت ہے

از حضرت مُلا رموزی

اگر شوہر ہی دولت مند تو بیوی بھی نعمت ہے
مگر بیوی کو کھانسی ہو تو نعمت ہے نہ دولت ہے

اگر بچوں کو کالی کھانسی ہو جائے تو پھر شب بھر
مکاں سے لامکاں تک جو بھی ہو زحمت ہی زحمت ہے

خسر صاحب اگر ہیضے میں آ جائیں تو پھر کہیے
پرستاں بھی اگر سسرال ہو تو باعثِ کُلفت ہے

اگر بوڑھے چچا کو چڑچڑے پن کی ہو بیماری
تو جنّت ہونے پر بھی گھر کا گھر میدانِ وحشت ہے

اگر نانی کو ہو ضعفِ بصر کا عارضہ لاحق
تو صحت در زباں پر جیسے اب لُکنت پہ لُکنت ہے

پرانی سانس پر بکواس کا دورہ جو پڑ جائے
بہو سے پوچھیے اب تیرے دل پر کیا مصیبت ہے؟

نئی دُلہن اگر آثارِ دق لے کر ہی آئی ہو
تو پھر دولہا سے پوچھو آپ کو کتنی مسرت ہے؟

بڑا عہدہ اگر مل جائے اور کھانسی بھی ہو جائے
تو کہیے یہ ترقّی ہے کہ اُلٹی اک اذیّت ہے؟

اگر مرغ اور معجون پر بھی بدہضمی رہے غالب
تو کہیے یہ امیری ہے کہ اچھی خاصی غربت ہے؟

اگر ٹھنڈے پہاڑوں پر بھی ہڈی میں حرارت ہو
تو کہیے یہ امیرانہ علاجوں ہی کی فرحت ہے؟

اگر یورپ میں صحت پا کے گھر آتے ہی مر جاؤ
تو کہیے یہ علاجی فائدہ ہے یا مرمّت ہے؟

غرض صحت نہ ہو اور تاجِ شاہی آپ ہی کا ہو
تو ایسی زندگی نعمت ہے یا نعمت کی تربت ہے؟

حصُول حفظِ صحت چاہتے ہو تم اگر دل سے
تمھارے واسطے دہلی کا یہ "ہمدردِ صحت" ہے

معلومات

انسانی صحت اور گاجریں کم سے کم یہ درجہ تو گاجروں کو ضرور حاصل ہو گیا ہے کہ وہ ڈاکٹروں کی نظروں پر چڑھ گئی ہیں سویڈن کے اطبا کی اس تحقیق کو تجربات نے صحیح ثابت کر دیا کہ گاجر کا زرد رنگ یعنی کیروٹین جسم کے اندر پہنچ کر حیاتین (ا) پیدا کرتا ہے اور حیاتین (ا) کے متعلق یہ مسلم ہے کہ وہ بیرونی تعدیوں سے جسم کی حفاظت کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ امراض کو جسم سے نکالنے میں بھی ممد ہوتا ہے۔ حیاتین (ا) کے متعلق یہ بھی تحقیق ہو چکا ہے کہ وہ جسم کا نشوونما زیادہ کرتا ہے۔

گاجریں جو ادھ کچری ہوں، اور پورے طور پر پک کر سخت نہ ہو گئی ہوں ان میں بہ کثرت یہ حیاتین موجود ہوتا ہے اور اس کے علاوہ حیاتین ب اور ج اور د بھی۔

اگر کسی گاجر میں اس حیاتین کی کوئی مقدار موجود بھی نہ ہو تو اس کے رنگ یعنی کیروٹین کا یہ اثر ہے کہ وہ جسم میں پہنچ کر حیاتین (ا) پیدا کر دیتا ہے اور اس لحاظ سے گاجر کے متعلق یہ یقین ہے کہ اگر وہ خشک ہو تو اپنے ہم وزن مچھلی کے تیل کے برابر مفید ہے۔

گاجروں کو اگر کچا کھایا جائے تو ان کا زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ جو گاجریں کھائی جائیں وہ ادھ کچری ہوں ان کے کھانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انھیں قیمہ کر کے سلاد کے ساتھ ملا لیا جائے۔ گاجروں کو اگر آگ پر پکایا جائے تو حیاتین کی پوری مقدار حاصل نہیں ہوتی لیکن پکانے سے بہت زیادہ کمی بھی واقع نہیں ہوتی۔ انھیں دودھ کے ساتھ پکا کر حلوا سا بنایا جا سکتا ہے۔

گاجروں کی پائی بنانے کا یہ ایک بہت عمدہ نسخہ ہے جس سے آپ کے خون کی صفائی بھی ہو سکتی ہے اور آپ کے جسم کو حیاتین کی اور گندک اور فولاد وغیرہ کی بھی کافی مقدار مل سکتی ہے۔ گاجروں کو ابال کر نرم کر لیا جائے اور انھیں دبا کر چھلنی میں سے نکال لیا جائے۔ ایک مرتبہ کے لیے چار بڑے چمچے بھر کر گاجریں لیجیے ان میں دو انڈے اور ڈھائی پاؤ دودھ ملا لیجیے۔ حسب ذائقہ شکر اور خوشبو کے لیے ذرا سا جائفل ملا لیجیے ان سب چیزوں کو تنور میں رکھ کر پکا لیجیے اور تازہ حالت میں نوش فرمائیے۔

حیاتین پیدا کرنے کی خاصیت کے علاوہ گاجریں حقیقی غذا بھی ہیں۔ ان میں لحمی اجزا برائے نام ہوتے ہیں۔ گاجر میں شکر کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس سے تقریباً دس فی صدی پھلوں کی یا گنے کی شکر جسم کو مل سکتی ہے۔ کیروٹین کی شرح قلموں کے اور معدنی نمکیات کے علاوہ گاجر کے عرق میں پیکٹین، البیومن اور ایک اڑ جانے والا تیل ہے اور اسی تیل پر گاجر کے طبی فوائد کا انحصار ہے تمام باتوں کا لحاظ کر کے یہی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ گاجر شلغم کی بہ نسبت زیادہ غذائیت مہیا کر سکتی ہے۔ بدقسمتی سے اس میں ذرا سی خرابی یہ ہے کہ یہ مشکل سے ہضم ہوتی ہے لیکن اس کی ریاح پیدا کرنے والی خاصیت کو سیاہ مرچ کی شمولیت سے کم کیا جا سکتا ہے۔

بچوں کے متعلق چند حقیقتیں بچے کی تمام عمر کے اندر سب سے خطرناک وقت اس کی عمر کا پہلا مہینہ ہوتا ہے۔ خطرہ خصوصیت کے ساتھ اس سبب سے رونما ہوتا ہے کہ اب بچے نے ایک علیحدہ فرد کے طور پر اپنی زندگی گزارنی شروع کی ہے۔

ان میں سے بعض خطرات تو ایسے ہیں جن کا تدارک ڈاکٹروں اور تیماردار نرسوں کے امکان سے باہر ہے۔ بقیہ خطرات ایسے ہیں کہ اگر صحیح علم سے کام لیا جائے تو یا تو بالکل ہی ان کا واقع ہونا روکا جا سکتا ہے یا رونما ہو جانے پر ان کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔

پیدا ہونے کے بعد بچے کی آنکھوں کی حفاظت ہونی چاہیے۔ اگر آنکھوں سے کچھ رطوبت نکلتی ہے تو اس کا باقاعدہ علاج ہونا چاہیے۔

زکام بچوں کو بھی اسی قدر زیادتی کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ دوسری عمر والوں کو اور چونکہ اس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں

پیدا ہوتی ہیں اس لیے اس کا تدارک بھی ضروری ہے۔ نتھنوں کی کسی ایسے محلول سے صفائی، جس میں شوریت ہو اکثر کرتے رہنا اچھا ہے۔

بچے کو اس کی قدرتی غذا سے سوائے ایسی حالت کے کہ طبی موانع ہوں کبھی محروم نہ کرنا چاہیے۔ کبھی کبھی خود بچے کی جانب سے اس کام میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن یہ ماؤں کا فرض ہے کہ ہر ایسی رکاوٹ پر غلبہ حاصل کریں۔

بچوں کے کبھی کبھی قے کر دینے سے خوف زدہ نہ ہونا چاہیے۔ عام طور پر یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ کھانا ضرورت سے زیادہ کھا لیا گیا ہے۔ اس کے برعکس اگر پے درپے قے ہوتی رہے تو فوراً صحیح طبی امداد حاصل کرنی چاہیے۔ بہت زیادہ کھلا دینا، اور دودھ کا خراب اور آلودۂ جراثیم ہونا بھی ایسی چیزیں ہیں جن کے لیے دوا ضروری ہے۔

دودھ جو بچوں کو پلایا جاتا ہے اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ چکنائی کے اجزا نسبتاً زیادہ ہوں اور اس کا بھی امکان ہے کہ بہت کم ہوں۔ اس کیفیت سے شہر میں رہنے والوں کو تو ذرا کم ہی سابقہ پڑتا ہے لیکن دیہات کے باشندوں کو اس کا خصوصیت سے لحاظ رکھنا چاہیے کہ موسم کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ دودھ کے اجزا میں فرق پڑتا رہتا ہے۔

بچوں میں بالکل ابتدا سے باقاعدہ و باضابطہ رہنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ یہ چیز اس قدر کم عمر کے بچے بھی سیکھ سکتے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

بچوں میں تشنج کا مرض یعنی ام الصبیان ایک عام شکایت ہے۔ اس تشنج کے اسباب خطرناک خرابی دماغ سے لے کر معمولی جاڑے بخار کے دورہ تک ہو سکتے ہیں۔ تشنج خواہ کسی قسم کا اور کسی وجہ سے بھی ہو اس کا ایک عام علاج یہ ہے کہ بچے کو چند منٹ کے لیے گرم پانی میں لٹا دیں۔ اور پھر بدن پونچھ کر کمبل میں لپیٹ کر لٹائے رکھیں جب تک کہ حکیم یا ڈاکٹر نہ آئے۔

بچوں کا ام الصبیان ماؤں کے لیے حد سے زیادہ پریشان کن ہوتا ہے لیکن خوش قسمتی یہ ہے کہ ایک مرتبہ کا تشنج یا چھوٹے چھوٹے عرصے کے لیے بار بار کے دورے بھی مہلک نہیں ہوا کرتے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ جلد سے جلد طبی امداد حاصل کی جائے کیوں کہ یہ دورے علامت ہیں اس بات کی کہ جسم میں کسی جگہ کچھ خرابی ہے اور اس خرابی کا پتہ لگا کر دور کرنا لازمی ہے۔

دیہات کے قیام نے صحت بہتر کر دی لندن میں جو بچے شہر سے دیہات میں رہنے کے لیے بھیج دیے گئے ہیں تاکہ ہوائی حملوں سے محفوظ رہیں انھوں نے دیہات میں پہنچ کر بہت جلد اپنے میزبانوں کے طور طریقے سیکھ لیے اور دیہاتی زندگی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیا۔ عام طور پر ان سب بچوں کی جسمانی حالت اور تندرستی بہتر ہو گئی ہے اور ان کی نشست و برخاست طاقتور بچوں کی سی ہو گئی ہے۔ کھلی ہوئی صاف ہوا، سادہ اور قوت بخش غذا، اور کافی نیند ملنے کا یہ اثر ہوا ہے کہ ان سب کا وزن بڑھ گیا ہے، سب کے قد لمبے ہو گئے ہیں، سب کے رخسار خون کی افزائش کی وجہ سے سرخ نظر آتے ہیں اور سب کی جسمانی طاقت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

تپ دق کا علاج دریافت ہونے کی اُمید میوکلینک کے ڈاکٹر ولیم ایچ۔ فیلڈمین، ڈاکٹر ایچ۔ سی۔ ہنشا اور ڈاکٹر اے۔ موزیر نے اعلان کیا ہے کہ سفید چوہوں کو دق میں مبتلا کر کے ان کا علاج ایک جدید "پرومن" نامی دوا سے کرنے کے بعد اس اُمید کو تقویت پہنچی ہے کہ بالآخر انسانی مریضوں میں دوا کے ذریعہ سے دق کا استیصال کرنے میں کامیابی ہو سکے گی۔ اسی فی صدی سے بھی زیادہ چوہے جن کے جسم میں انسانی دق کے جراثیم داخل کرنے کے بعد "پرومن" سے علاج کیا گیا تھا ایک سو اسی دنوں تک زندہ و سلامت رہے۔ اس کے بالمقابل وہ تمام کے تمام چوہے اس عرصہ میں مر گئے جنھیں یہ دوا نہیں دی گئی تھی اور دق کے جراثیم جسم میں داخل کر دیے گئے تھے۔ جن چوہوں کا "پرومن" سے علاج کیا گیا تھا ان میں سے ساٹھ فی صدی میں دق کی کوئی علامت باقی نہ رہی تھی۔ جتنے چوہے اس علاج کی بدولت صحت یاب ہوئے ان سب کے وزن بڑھ گئے تھے اور وہ معمولی چوہوں کی طرح چاق و چوبند نظر آتے تھے۔

میوکلینک کے ڈاکٹروں نے اطلاع دی ہے کہ چوہوں کے جسم میں دق کے جراثیم داخل کرنے سے دوا دی گئی یا بعد میں، اور یا ساتھ کے ساتھ ہر صورت میں نتیجہ یہی نکلا کہ مرض کی متوقعہ رفتار بدل گئی۔

ان سائنس دانوں کا خیال ہے کہ "پرومن" سے انسانی مریضوں کا علاج کر کے اسی قدر اطمینان بخش نتائج کی امید باندھنا

سمجھ نہ ہوگا کیوں کہ انسانی مریضوں میں دق کا مرض کچھ ایسے پیچیدہ مسائل پیدا کرتا ہے کہ ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ "پرومن" سے ان مسائل کا حل عمل میں آسکے گا یا نہیں

ان کا بیان ہے، "لیکن اس بات کا مشاہدہ کہ یہ علاج سفید چوہوں میں انسانی دق کے جراثیم سے پیدا کردہ مرض میں شدت مرض کو کم کردیتا ہے اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ آخر کار ایسی دوا ضرور دستیاب ہوجائے گی جس کا انسانی دق کے مرض پر خاطر خواہ اثر ہو"

حیاتین کی مدد سے رنگ کے اندھوں کا علاج کیلی فورنیا یونی ورسٹی کے ڈاکٹر رابرٹ ڈی ۔ لوکن نے بیان کیا ہے کہ اب پہلی مرتبہ اس قسم کا اشارہ ہوا ہے کہ رنگوں کے متعلق اندھے پن کا علاج جسے اس وقت تک ماہرین سائنس لاعلاج کیفیت بتاتے تھے حیاتین اے کی مدد سے ہونا ممکن معلوم ہوتا ہے۔

ایک کالج کے آٹھ طالب علموں کی جماعت میں جو سب رنگوں کی تمیز سے عاری تھے، اتنا فائدہ محسوس ہوا کہ بارہ روز تک حیاتین اے کا استعمال کرنے کے بعد انھوں نے رنگوں کے پہچاننے میں اس سے صرف آدھی غلطیاں کیں جتنی کہ وہ پہلے کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر لوکن کا بیان ہے کہ حیاتین اے کے علاج سے پیشتر ان آٹھوں طالب علموں کی غلطیوں کا مجموعہ اٹھاسی ہوتا تھا یعنی ۱۱ فی کس۔ لیکن حیاتین اے کے استعمال کے بعد ان کا مجموعہ اغلاط صرف چونتیس رہ گیا۔ گویا ہر طالب علم نے پیشتر کی بہ نسبت چھ غلطیاں کم کیں۔

حیاتین اے وہ حیاتین ہے جو شب کوری کے علاج میں کام آتی ہے۔ رنگوں کے اندھے پن کے متعلق اس کے استعمال کی یہ پہلی اطلاع ہے۔ کیلی فورنیا میں ان طالب علموں نے فی کس ۱۲ کیپ شول، جن میں حیاتین اے کے پچیس ہزار یونٹ تھے، استعمال کیے کیوں کہ ہر طالب علم کو روزانہ ایک کیپ شول دیا جاتا تھا۔ معمولی طور پر انسانی خوراک میں اس حیاتین کی روزانہ مقدار جو مناسب خیال کی گئی ہے یہ ایک کیپ شول روزانہ کی مقدار اس کی چوگنی مقدار سے بھی کچھ زیادہ ہے۔

دوران جنگ میں ریڈیم کے تجربات برطانیہ کے ماہرین سائنس پوشیدہ پناہ گاہوں کے اندر ریڈیم کے محلول سے "ریڈن" گیس نکالنے میں مشغول ہیں تاکہ اس سے آکلہ کا اور جلد اور خون کے امراض کا علاج ہوسکے۔ اگر دشمن کا کوئی بم اس ریڈیم کے چھوٹے سے چھوٹے ذرے میں بھی لگ جائے تو چاروں طرف کی آس پاس کی زمین انسانی آبادی کے قابل نہ رہے گی اور یہ اثر کئی پشتوں تک باقی رہے گا۔ برطانیہ کے قبضے میں اس وقت تقریباً اسی گرین (۵ ماشے) ریڈیم طبی استعمال کے لیے موجود ہے۔ یہ مقدار اتنی ہے کہ اگر منتشر کردی جائے تو پانچ ہزار سال تک تباہی اور ہلاکت کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ ریڈیم سے جو ریڈن گیس نکالی جاتی ہے اس کے مہلک اثرات صرف چند روز تک قائم رہتے ہیں۔

اب گھاس بھی پی جاسکے گی اب آپ گھاس بھی پی سکیں گے۔ نیوجرسی کا ایک عرق ساز رات دن اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ گھاس سے ایک خوش رنگ سبز شربت تیار کرے۔ وہ الفالفا کے متعلق بھی ایسی ہی کوشش کر رہا ہے۔ کیونکہ ماہرین دندان سازی کا مقولہ ہے کہ یہ گھاس دانتوں کے لیے مفید ہوتی ہے۔ لیکن گھاس کا عرق اور خشک گھاس کا آٹا اگرچہ ان میں حیاتین موجود ہوتے ہیں، پھر بھی کسی طرح وہ معمولی پھلوں کے نعم البدل کیا بلکہ بدل بھی نہیں ہوسکتے۔

کوڑھ کے مریضوں سے بچوں کو علیحدہ رکھنا ضروری ہے سنہ ۱۹۰۶ء میں امریکا کے لوگوں نے جب فلپائنز کے کوڑھیوں کے لیے جزیرہ کیولین میں ایک علیحدہ چھاؤنی بنائی تو اس وقت یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی تھی کہ اگر جذام کے مریض والدین خود اپنے بچوں کو پالیں تو بچوں کے لیے کس قدر زیادہ خطرات ہیں۔ کم و بیش پانچ ہزار مریض اس جزیرے میں اپنے گھر بنا کر رہتے تھے، جس طرح وہ گھروں میں رہنے کے عادی تھے۔ ڈاکٹر لیپ نے یہ بھی معلوم کیا کہ جذام کی وجہ سے عورتوں میں حمل قبول کرنے کی استعداد کم نہیں ہوتی، اور مرد

میں بھی افزائش نسل کی قوت پر صرف ان حالتوں میں اثر پڑتا ہے جب مرض خوب ترقی کر جائے۔ ان وجوہ سے اس جزیرے میں گئی سو بچے پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر ڈینی نے ان بچوں کے اعداد و شمار رکھے اور کچھ عرصہ کے بعد بتایا کہ ایسے بچوں میں سے جو اپنے مریض والدین کے ساتھ سات سے لے کر دس برس تک رہے تھے چالیس فی صدی جذام میں مبتلا ہو گئے۔

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ ہندوستان میں پسماندہ اقوام جو بڑے بڑے خاندان بنا کر رہنے کی عادی ہیں اور بالعموم گھروں میں رہنے کا کمرہ صرف ایک ہوتا ہے، تو اگر اس چیز کو بھی شمار میں لے آیا جائے کہ ان اقوام میں بکثرت بچے مر جاتے ہیں تب بھی جذام کے مریض بچوں کی تعداد اتنی ہو گی کہ مرض کا استیصال تو کجا مریضوں کی تعداد میں برابر ترقی ہوتی رہے گی۔

حاملہ عورتوں کے لیے ہدایات (۱) حاملہ کی آنکھ کے سامنے ہمیشہ خوب صورت شکلیں اور خوش نما چیزیں رہنی چاہییں اور حاملہ کے کانوں میں بھی خوش آیند آوازیں اور اچھی باتیں پڑنی چاہییں۔ (۲) حاملہ کی غذا بالکل سادہ اور قوت بخش ہونی چاہیے۔ دودھ، پھل، سبز ترکاریاں، مختلف غلے اور کم مقدار میں گوشت، مچھلی، اور انڈے اور گھی اور مکھن بہترین غذائیں ہیں۔ (۳) حاملہ عورتوں کو پانی اور دیگر سیال چیزیں مثلاً آش جو لیموں اور سنگتروں کا آب شورہ، ترکاریوں کا شوربا یخنی، دہی اور دودھ کی لسی، مٹھا وغیرہ۔ بکثرت پینی چاہییں۔ سیال چیزیں اندر سے جسم کو دھو کر صاف کر دیتی ہیں۔ (۴) حاملہ عورتوں کو سورج کی مافوق البنفشی شعاعوں سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ یہ شعاعیں حاملہ کے جسم میں پہنچ کر بچے کے جسم میں ایسی چیزیں پیدا کر دیتی ہیں جن سے ان کے دانت آسانی سے نکل آئیں اور ہڈیاں مضبوط ہو جائیں۔ (۵) حاملہ کا دماغ خوف، حسد، بغض، شک اور پریشانیوں سے محفوظ رہنا چاہیے۔ ان چیزوں کا اثر بچے کے دماغ پر بہت خراب پڑتا ہے۔ وہ معصوم ماں کے پیٹ ہی سے بُرے جذبات لے کر دنیا میں آتا ہے۔ غصہ اور خوف کے جذبات خود ماں کی تن درستی پر بھی بُرا اثر ڈالتے ہیں (۶) حاملہ کو روزانہ سرد پانی سے غسل کر کے تیز باقاعدہ گہرے سانس لینے کی مشق بہم پہنچا کر اور روزانہ کھلی اور صاف ہوا میں ٹہل کر اپنے خون میں زیادہ سے زیادہ آکسیجن پہنچانی چاہیے۔ زمانۂ حمل میں آکسیجن کی ضرورت جسم میں بہت بڑھ جاتی ہے۔

برف چبانا بہت سے لوگ برف چبانے یا چوسنے کے بعد آنتوں میں ایک مروڑ سی اور پیٹ میں ریاح کی زیادتی محسوس کیا کرتے ہیں۔ طبی رسالہ "ہائجیا" نے ایک سوال کے جواب میں کہ کیا برف کا کھانا اور چوسنا تن درستی کے لیے مضرت رساں ہوتا ہے لکھا ہے کہ خصوصیت کے ساتھ بہت گرم موسم میں اور سخت مشقت یا محنت کے کام کرنے کے بعد بہت زیادہ مقدار میں برف کھانا یا پینا غیر دانشمندانہ فعل ہے۔ جس وقت تک کہ کسی قسم کی کوئی ناخوش گوار علامات نہ پیدا ہوں تو اس سوال کا جواب یہ ہو کہ ہر شخص اپنے مذاق اور اپنی پسند کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ البتہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو برف کی معمولی سی مقدار کو بھی آسانی سے برداشت نہیں کر سکتے۔ ایسے اصحاب کو اس تسکین بخش لذت سے محترز رہنا ہی بہتر ہے۔

عمدہ منجن کی خصوصیات ہمیشہ ایسا منجن استعمال کیجیے جو سرمے کی طرح باریک پسا ہوا ہو تاکہ مسوڑھوں کو یا دانتوں کی صیقل کو چھیل نہ دے۔ کسی عمدہ منجن سے دانتوں کا رنگ نہ بدلے گا خواہ آپ اسے ایک مرتبہ استعمال کریں یا برسوں لگاتار استعمال کرتے رہیں۔ اگر کسی منجن سے رنگ بدل جائے تو اس کا استعمال مناسب نہیں ہے۔ کسی عمدہ منجن سے منہ کی رطوبت میں کیمیائی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے یعنی اگر یہ رطوبت اپنی خاصیت میں شور ہے تو منجن اسے تیزابی نہ کر دے۔ کسی منجن سے گندہ دہنی یا مسوڑھوں سے پیپ آنے یا اسی قسم کی اور بیماریوں کا علاج نہیں ہو سکتا۔ کسی منجن سے دانتوں میں کیڑا لگنا بند نہیں ہو سکتا۔ امراض کے علاج کے لیے جو منجن استعمال کیے جاتے ہیں وہ دوائیں ہیں اور روزمرّہ دانت صاف کرنے کا کام ان سے نہ لینا چاہیے۔ دانتوں کو سفید کر دینے والی دواؤں کا استعمال بھی مضر ہے۔

اِنتقاد

ترجمہ شرح اسباب تقطیع ۱۸×۲۲/۴، ضخامت ۲۰۸ صفحے، قیمت دو رُپے آٹھ آنے۔

پتہ :۔ دفتر دارالتالیفات، اجمل روڈ، قرول باغ، نئی دہلی۔

جناب حکیم خواجہ رضوان احمد صاحب پروفیسر طبیہ کالج دہلی نے آج سے چھ سال پہلے معالجات کی مشہور کتاب شرح اسباب کا جو ترجمہ شائع کیا تھا، اب اُنھوں نے اس کا دوسرا ایڈیشن اصلاح اور نظرِ ثانی کے بعد پیش کیا ہے۔ اس نئے ایڈیشن میں ہمیں یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ جناب مترجم نے ترجمہ کو سلیس بنانے کی کوشش کی ہے۔ پہلے ایڈیشن میں امراض کے اسباب وعلامات پر جدید نقطۂ ہائے نظر کو کہیں کہیں پیش کیا تھا لیکن اس ایڈیشن میں یہ جدید بحثیں اکثر جگہ موجود ہیں۔ لیکن اس ترجمہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اشرف الحکما حکیم شریف خاں صاحب مرحوم کا شرح اسباب پر حاشیہ جو "فوائد شریفیہ" کے نام سے مشہور ہے، مفید اور ضروری حد تک موجود ہے۔ پہلے ایڈیشن میں اس حاشیہ کے بعض علمی اجزا پیش کیے گئے تھے لیکن اس دوسرے ایڈیشن میں مترجم نے معمولاتِ مطب اور مجربات کا اضافہ کرکے اسے زیادہ مفید بنا دیا ہے۔ بلاک کی تصویریں بھی اس ترجمہ کی زینت ہیں اور ان سے مطالب کو سمجھنے میں یقیناً مدد ملے گی۔ بہرحال یہ ترجمہ ہر لحاظ سے مفید ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ شائقین کی طرف سے اس کی پوری قدر کی جائے گی۔

دوشیزہ تقطیع ۲۲×۲۹/۱۲ ضخامت ۲۵۰ صفحے، قیمت دو رُپے آٹھ آنے۔

پتہ :۔ ہندستانی لٹریچر کمپنی، فلیمنگ روڈ، لاہور۔

جنسیات پر کوک شاستروں جیسی لغو اور بیہودہ کتابوں کے طوفان میں "دوشیزہ" جیسی مفید تالیفات یقیناً قابلِ قدر ہیں یہ کتاب جناب حکیم یوسف حسن صاحب ایڈیٹر رسالہ نیرنگ خیال، لاہور کی تالیف ہے اس میں حکیم صاحب نے عورت و مرد کے تعلقات اور ان کی جنسی صحت و خوب صورتی کے متعلق طبی اور نوعیاتی نقطۂ نظر سے بحث کی ہے۔ عام جنسی کتابوں میں اکثر یہی نقص دیکھنے میں آتا ہے کہ ان کے مؤلف عیاش طبع ہوں تو ہوں لیکن طب اور علم النوع سے عموماً بے بہرہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں نام کاغذ، سائز اور مضمون کے الٹ پھیر کے علاوہ ہر مفہوم مشترک ہوتا ہے اور وہی دقیانوسی واقفیت ہے کہ صدیوں سے چلی آرہی ہے۔ ہمارے ادیبوں اور انشا پردازوں کے ہاتھ جب مسئلہ جنس آیا تو اُنھوں نے "جنسی ادب" کا ایک نیا باب تو کھول دیا لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم کہ اس سے ادب کو کیا فائدہ پہنچا اور جنسیات کے طالب علموں کے ہاتھ کیا لگا۔ بہرحال جنسیات ایک ایسا اہم موضوع ہے کہ اس پر لکھنے والے کو سب سے پہلے طب اور اس کے بعد قدیم و جدید علم النوع وغیرہ کی پوری واقفیت ہونا ضروری ہے۔ دوشیزہ کے مؤلف ایک قابل طبیب ہونے کے علاوہ علم النوع سے بھی آگاہ ہیں۔ اس لیے وہ اس کتاب کو مفید اور کارآمد بنانے میں خاصے کامیاب ہوئے ہیں۔ تالیفی نقطۂ نظر سے اس کتاب میں اگرچہ کچھ خامیاں ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جنسیات کے متعلق صحیح واقفیت کے لحاظ سے دوشیزہ قابلِ قدر ہے۔ ابتدا میں مؤلف نے ہندستان کے علم الجنس پر تبصرہ بھی کیا ہے۔ دوشیزہ کا یہ چوتھا ایڈیشن ہے۔ یہی اس کتاب کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ ہمیں امید ہے کہ جناب مؤلف اس کے آئندہ ایڈیشنوں میں برابر اضافہ و اصلاح کرتے رہیں گے تاکہ "دوشیزہ" ہماری زبان کے جنسی لٹریچر کی کمی کو بڑی حد تک پورا کردے۔ ہمیں یقین ہے کہ شائقین بھی مؤلف کتاب کی ہمت افزائی کریں گے۔

آبِ حیات تقطیع ۲۰×۲۱/۸، ضخامت ۱۳۰ صفحے، قیمت ایک رُپیہ چار آنے۔

پتہ :۔ مینیجر صاحب رسالہ "حکیم دکن" مغل پورہ، حیدرآباد دکن۔

دکن کے مشہور طبی رسالہ "حکیم دکن" نے آبِ حیات کے نام سے اپنا سالنامہ شائع کیا ہے، جو دو بابوں پر منقسم ہے۔ پہلا باب

۱۶۷ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اس میں کشتہ اور کشتہ سازی پر معلومات فراہم کرنے کے علاوہ دھاتوں اور اُپدھاتوں کو صاف و مدبّر کرنے کے طریقوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ شروع میں ایک دو مضامین میں کشتوں پر اصولی بحث بھی کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں حکیم مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا مضمون "طبِ یونانی اور کشتہ جات" اگرچہ مختصر ہے لیکن مطالعہ کے قابل ہے۔ اس باب کے دوسرے مضمون نگاروں نے کشتوں پر جو کچھ لکھا ہے وہ بطور تمہید کے ہے۔ البتہ مختلف دھاتوں اور جواہرات کے کشتہ کرنے کی جو ترکیبیں اور نسخے لکھے گئے ہیں وہ عموماً صحیح اور مفید ہیں۔ سال نامہ کے دوسرے باب میں کسی "سیاح بزرگ" کی قلمی بیاض "معراض الامراض" کے چند نسخے حسبِ معمول عقیدت مندی کے ساتھ ادارہ کی طرف سے پیش کیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ اس باب میں تقریباً پندرہ طبیبوں نے اپنے اپنے تجربات درج کرائے ہیں۔ بہرحال حکیم دکن کا یہ سال نامہ کشتہ سازی سے دلچسپی رکھنے والوں اور مجربات کے شائقین کے لیے مفید بھی ہے اور کار آمد بھی۔

سال نامہ نیرنگِ خیال

تقطیع $\frac{22\times 18}{4}$۔ ضخامت دو سو صفحے۔ قیمت دو روپے۔

پتا: منیجر صاحب رسالہ نیرنگِ خیال بلڈنگ، روڈ، لاہور۔

لاہور کے مشہور ادبی رسالہ نیرنگِ خیال کا سال نامہ سنہ ۱۹۴۲ء حسبِ معمول زیادہ شان و شوکت سے تو نہیں البتہ اپنی روایتی قدر و قیمت کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ ظاہری شان کی کمی ظاہر ہے کہ کاغذ کی ان مشکلات کی وجہ سے ہے جنھوں نے غیر زبانوں کے بڑے سرمایہ دار اداروں کو بھی گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کر دیا ہے۔ نیرنگِ خیال کے موجودہ سال نامہ کی ظاہری حیثیت پر یہ تنقید بھی اس کے پچھلے سال ناموں کے پیشِ نظر ہے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ بہت سے سال ناموں کے مقابلہ میں یہ سال نامہ ظاہری حیثیت سے اب بھی زیادہ شاندار ہے۔ سال نامہ کی معنوی خوبیوں کے متعلق ہم اس کے قابل مدیر جناب حکیم یوسف حسن صاحب کو مبارک باد کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اس سال نامہ کے تقریباً آدھے حصے کا عنوان "آئینۂ اقبال" ہے۔ اس حصہ میں اقبال، کلامِ اقبال اور فلسفۂ اقبال پر سیر حاصل اور قابلِ مطالعہ مواد فراہم کیا گیا ہے۔ تنہا اگر یہی حصہ سال نامہ میں ہوتا تو ہم اسے کامیاب کہنے میں تامل نہ کرتے۔ لیکن اس بقیہ حصہ کے معیاری اور مفید مضامین نے اسے معنوی حیثیت سے قابلِ قدر بنا دیا ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ البتہ کتابت اور پروف وغیرہ کی صحت میں زیادہ اہتمام کی ضرورت اکثر جگہ محسوس ہوتی ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ شائقینِ علم و ادب نیرنگِ خیال کے اس سال نامہ کی پوری پوری قدر کریں گے۔

پیامِ تعلیم کا سال نامہ

تقطیع $\frac{20\times 30}{8}$۔ ضخامت ۸۸ صفحے۔ قیمت آٹھ آنے۔

پتا: منیجر صاحب مکتبۂ جامعہ، نئی دہلی۔

"پیامِ تعلیم" جناب محمد حسین حسان صاحب کی ادارت میں مدت سے بچوں کی تعلیمی خدمت خوش اسلوبی سے انجام دے رہا ہے اس کی ماہانہ اشاعتیں بھی بچوں کے لیے کچھ کم مفید اور دلچسپ نہیں ہوتیں، لیکن اس کے سال نامے تو صحت اور سلامتی ذوق کے اچھے خاصے آئینہ ہوتے ہیں۔ بچوں کے پیمانۂ عقل کے مطابق علمی، اخلاقی، درسی اور تاریخی مضامین اور نظموں کا لکھنا لکھوانا اور پھر ان کو سلیقہ سے مرتب کرنا آسان کام نہیں ہے۔ لیکن ادارۂ "پیامِ تعلیم" نے اس کام کو اپنے تجربہ کی بنا پر شاید آسان بنا لیا ہے۔ موجودہ سال نامہ ہر لحاظ سے بچوں اور بچیوں کے لیے مفید ہے۔ پیامِ تعلیم کی سالانہ قیمت ڈھائی روپے ہے۔ یہ سال نامہ خریداروں کو اسی قیمت میں دیا جاتا ہے۔

مجرّبات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

دوائے کورنج (۱) کوزہ مصری ایک تولہ کا ایک گلاس شربت بنائیں اور اس میں صرف ۸ قطرے برگ کورنج تازہ کا رس ڈال کر پی لینے سے خونی بواسیر کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور دو تین ہفتے مسلسل استعمال کر لینے سے مرض قطعی جاتا رہتا ہے۔

(۲) سفوف بیخ کورنج ۳ ماشے، شہد خالص ایک تولہ۔ دونوں کو ملا کر چاٹ لیں۔ تقویت باہ کے لیے بے حد مفید ہے اگر دو ہفتے مسلسل اس کا استعمال رہے تو مایوس مریض اچھے ہو سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ یہ دوا خالی پیٹ ہرگز نہیں کھانی چاہیے۔

مقوی باہ۔ مگرمچھ یا گھڑیال کا سیدھی طرف کا اوپر کا دانت سیدھے بازو پر باندھنا بالخاصہ تقویت باہ کا موجب ہوتا ہے۔

مالش جنگلی کبوتر کا تازہ تازہ خون ہفتہ عشرہ تک روزانہ عضو خاص پر ملنا نہ صرف محرک باہ ہے، بلکہ اس کے استعمال سے عضو کی کمزوری اور لاغری حیرت انگیز طریقہ سے دور ہو جاتی ہے۔

اسراری ڈیڑھ تولے گل بید انجیر تازہ کا رس اور شہد خالص ڈیڑھ تولے دونوں کو ملا کر قبل جماع چاٹنا بے اندازہ قوتِ باہ پیدا کرتا ہے۔

دوائے ممسک کریلہ کے تازہ پھول کا رس نکال کر آگ پر گاڑھا کر لیں۔ اور مجامعت سے ایک گھنٹہ پہلے ۶ ماشے کی مقدار میں ۱۰ تولہ دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ بہترین اور بے ضرر ممسک ہے۔

جناب حکیم محمد محفوظ عالم صاحب قریشی، رکن مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ دہلی

اکسیر اسہال **اجزا**: تخم بیر سوختہ، پوست اخروٹ سوختہ، تخم آم سوختہ، تخم جامن سوختہ، شلغ گوزن سوختہ، بھنگ بریاں، کوکنار مسلم بریاں، منقے بریاں ہر ایک ساڑھے تین ماشے۔ ہلیلہ سیاہ بریاں، بادیان بریاں، انار دانہ بریاں، کشنیز خشک بریاں، تخم حماض بریاں، صمغ عربی بریاں، نشاستہ بریاں، زیرہ سیاہ بریاں، زیرہ سفید بریاں، تخم خرفہ بریاں، زنجبیل بریاں، بارتنگ بریاں، تخم ریحاں بریاں ہر ایک سات ماشے۔ اگل دھاوا، تیس، مائین، آملہ خشک، بیلگری، رال، کتھہ سفید، کتیرا، مغز تخم کورنج، پوست الائچی کلاں، نرکچور، گلنار فارسی ہر ایک پونے دو ماشے۔ سب کو کوٹ چھان کر سفوف بنا لیں۔

طریقۂ استعمال ۳، ۵، ۷ یا ۹ ماشے حسب ضرورت یہ سفوف پانی کے ساتھ پھانکنا چاہیے۔

فوائد:۔ ہر قسم کے اسہال خصوصاً دموی اسہال کے روکنے میں یہ سفوف بے حد مفید ہے۔

خاص ہدایت:۔ سدی اسہال میں تفتیح سدہ کے بعد یہ سفوف استعمال کرانا چاہیے۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب ایم۔ آر۔ ایس (لندن) آنریری مجسٹریٹ، جودھپور

حب اکسیر البدن **اجزا**:۔ قرنفل ۱ درم، جوز الطیب ۱ درم، بسباسہ ۱ درم، فلفل ۲ درم، دار فلفل ۲ درم، زنجبیل ۲ درم، ہلیلہ ۵ درم، بلیلہ ۳۲ درم، نانخواہ ۱۲ درم، آملہ ۴۹ درم، مشک خالص ۱ درم، دارچینی ۱ درم، ساذج ہندی ۱ درم، زیرہ کرمانی ۲۹ درم، شونیز ۴ درم۔

ترکیب تیاری:۔ سب دواؤں کو کوٹ چھان لیں اور ان کے برابر مصری لے کر قوام تیار کریں اور دوائیں اس قوام میں ملا دیں۔ اب اس معجون کی چنے برابر گولیاں بنا لیں اور صبح و شام ایک ایک گولی دودھ یا پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد:۔ یہ گولیاں باہ کو بے اندازہ قوت دیتی ہیں۔ مادۂ تولید کی پیدائش کو زیادہ کرتی ہیں۔ جریان منی کو بند کرتی ہیں۔ رگ مثانہ میں ان کا استعمال فائدہ سے خالی نہیں۔

سفوف دردِ شکم و قبض اجزاء:۔ برگ سنا مکی دو تولے، گندک آملسار ایک تولہ، سونف ایک تولہ، مصری ۴ تولے۔ سب دواؤں کا سفوف تیار کر لیں۔ اور اسے ۸ ماشے تک رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ پھانکیں۔

فوائد:۔ اس سے بلا درد و مروڑ دستوں ایک دو جاتیں کھل کر آجائیں گی۔ درد و قبض سب جاتا رہے گا۔

حب ہاضم اجزاء:۔ قلمی شورہ ۲ تولے، نوشادر ۲ تولے، نمک سیاہ، نمک لاہوری، نمک سانبھر، سیندھا نمک، سونٹھ، پیپل، کالی مرچ، سمندر جھاگ، جوکھار، ہر ایک دس ذرے، جائفل، جاوتری ۱۰-۱۰ ماشے۔

ترکیب:۔ کوٹ چھان کر لیموں اور ادرک کے رس کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنالیں اور دو دو گولیاں کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت دیں۔

فوائد:۔ ہر قسم کی بدہضمی و نفخ شکم کے لیے مفید ہے۔ بھوک بڑھانے کے لیے مفید ہے۔ بھوک بڑھانے کے لیے عجیب چیز ہے۔

حب ہیضہ آک کی تازہ جڑ ایک تولہ، کالی مرچ ۶ ماشے۔ دونوں کو ادرک کے رس میں کھرل کر کے چنے برابر گولیاں بنالیں۔ دو دو گھنٹے بعد عرق گلاب اور سکنجبین سرکہ کے ساتھ ایک ایک گولی استعمال کرائیں۔ ہیضہ کے لیے مجرب دوا ہے۔

جناب حکیم سید محمد یوسف علی صاحب بہاری، کانپور

سفوف سوزاک اجزاء:۔ ریوند چینی چار تولے، کباب چینی دو ماشے، ہیل خورد ۲ ماشے، زیرہ سفید دو تولے، شورہ قلمی ۱ تولہ، مصری چار تولے۔ تمام دواؤں کو کوٹ چھان کر بار یک سفوف بنا لیں اور ۶-۶ ماشے صبح و شام تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد: ہر قسم کے سوزاک کے لیے مجرب ہے۔ پہلی ہی خوراک اپنا اثر دکھاتی ہے۔

دوائے سیلان الرحم اجزاء:۔ مغز خستہ جامن، تخم تمر ہندی بریاں، موچرس، صمغ پلاس، پھلیاں نودہ، صمغ عربی، سنگ جراحت، کتیرا سفید، کتھہ سفید، نال مکھانا بریاں، کشنیز خشک، چھال مولسری، گلنار، پوست خشخاش، تخم کاہو، دارچینی، الائچی کلاں ہر ایک ایک تولہ، مصری ۱۷ تولے۔ تمام دواؤں کا سفوف بنالیں اور ایک ایک تولہ صبح و شام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

پرہیز:۔ ترش، بادی اور ترش چیزوں سے پرہیز رکھنا چاہیے۔

فوائد:۔ پرانے سے پرانے سیلان الرحم کے لیے اکسیر صفت چیز ہے۔ بیس یوم کے استعمال سے مکمل فائدہ ہوجاتا ہے۔

لندن کے ہسپتالوں کا فارماکوپیا

شعبۂ اطفال

مسلسل

ازجناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی، لاہور

تصحیح رسالہ ہمدرد صحت بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء صفحہ ۴۳، کالم ۳ سطر ۸ نسخہ نمبر ۶ میں ایمونیا کارب ۳ گرین غلط ہے، نصف گرین (۱/۲ گرین) کریں +

(۹) لائکوار ایمونیا ایسی ٹیٹ ۳ ڈرام
پوٹاسیم سائٹریٹ ۱ ،،
گلیسرین ۱ ،،
ایکوا ۱/۲ اونس

مقدار خوراک: ایک ڈرام ہر تیسرے گھنٹے پر پلائیں۔ بخار کے لیے مفید ہے۔

(۱۰) ایمونیا برومائیڈ ۲ گرین
سیرپ اورنشیائی ۱۰ منم
ایکوا ۱ ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک ہر تیسرے گھنٹے پر دیں۔ مسکن ہے۔ اُمّ الصبیان اور بےخوابی کے لیے مفید ہے۔

(۱۱) ایمونیا برومائیڈ ۵ گرین
ٹنکچر بیلاڈونا ۵ منم
سیرپ ۲۰ ،،
ایکوا ۲ ڈرام

ایسی ایک خوراک دن میں دو تین بار پلائیں۔ کالی کھانسی کے لیے مفید ہے۔ یہ مقدار یہ خوراک ۵ سالہ بچے کے لیے مناسب ہے۔

(۱۲) ایمونیا کلورائیڈ ۲ گرین
ایکسٹریکٹ گلیسریزا لکوئڈ ۴ منم
ایکوا ۱ ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین بار پلائیں۔ کھانسی کے لیے مفید ہے۔

(۱۳) ایمونیا کارب ۱/۲ ۱ گرین
ایسڈ سائٹرک ۱/۲ ۱ ،،
سیرپ ٹولو ۳ منم
ایکوا ایک ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین بار دیں۔ کھانسی کے لیے مفید ہے۔

(۱۴) وائنم انٹی منی ۲ منم
پوٹاسیم نائٹریٹ ۱ گرین
سپرٹ ایتھر نائٹروسائی ۵ منم
ایکوا اڈل ۱ ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین بار دیں۔ کھانسی اور برنکائٹس (التہاب شعب) کے لیے مفید ہے۔

(۱۵) ایکسٹریکٹ جلیپ ۱/۲ گرین
سیرپ سنار ۱۰ منم
سپرٹ کلوروفارم ۱/۲ ۱ ،،
ٹنکچر جنجر ۱/۲ ۱ ،،
سیرپ ۱۰ ،،
کیراوے واٹر ۱ ڈرام

ضرورت کے وقت ایسی ایک خوراک پلائیں۔ قبض کشا اور مسہل ہے۔ قولنج میں مفید ہے۔

(۱۶) مگنیشیا سلفیٹ ۱/۲ ۲ گرین
ٹنکچر ریہائی ۱۰ منم
کیراوے واٹر ۱ ڈرام

ایسی ایک خوراک ضرورت کے وقت پلائیں۔ قبض کشا ہے۔

(۱۷) مگنیشیا کارب ۲ گرین
ایرومیٹک چاک پاؤڈر ۵ ،،
ٹنکچر ریہائی ۸ منم
ایکوا منتھا پپ ۲ ڈرام

ایسی ایک خوراک بوقت ضرورت پلائیں۔ قبض کشا ہے اور معدہ کی ترشی کو دور کرتی ہے۔

(۱۸) پوٹاسیم برومائیڈ ۴ گرین
ٹنکچر بیلاڈونا ۴ منم
گلیسرین ۱۰ ،،
ایکوا ۱ ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین دفعہ دیں۔ شہیقہ (کالی کھانسی) کے لیے بہت مفید ہے۔

(۱۹) بسمتھ کاربونیٹ ۱/۲ گرین
سوڈا بائی کارب ۳ ،،
میوسلیج ۱۰ منم
ایکوا اڈل ۱ ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک ہر تیسرے گھنٹے پر دیں۔ درد شکم، نفخ اور اسہال کے لیے مفید ہے۔

(۲۰) بسمتھ کاربونیٹ ۲ گرین
ایسڈ ٹینک ۱ ،،
ایرومیٹک چاک پاؤڈر ود اوپیم ۱ ،،
میوسلیج اکیشیا حسب ضرورت
ایکوا ۱ ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین دفعہ پلائیں۔ قابض ہے اور اسہالِ مفرط کو روکتی ہے +

(باقی)

روداد: مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

مایوس، ناامید اور مہلک مرضوں میں مبتلا مریضوں کو امراض کی گرفت سے نکال کر صحت کے آغوش میں پہنچانے کے لیے مجلس تشخیص و تجویز کیا طریق عمل اختیار کرتی ہے، اس کا اندازہ اس روداد سے کیا جا سکتا ہے۔ اپنے امراض کے متعلق مجلس سے رجوع کرنا اور صحت حاصل کرنا ایک ہی بات ہے۔

دق وسل

حالات مریضہ نمبر ۴۳۶۰۶/۱۰۱۱۵

"۔۔۔ میری اہلیہ کو پانچ مہینے سے حرارت رہتی ہے۔ کمزوری بہت بڑھی ہوئی ہے۔ سینے میں سانس لیتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے چٹکی لی۔ درجۂ حرارت ۹۸۔۹۸ اور کبھی ۹۹ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان پھیپھڑے کمزور بتاتے ہیں۔ مریضہ ۸ سال سے سیلان الرحم میں بھی مبتلا ہے ۔۔۔"

تشخیص:- ابتدائے سل تشخیص کر کے اطبائے مجلس نے ذیل کی دوائیں تجویز کیں:-

علاج (صبح) قرص سحر ایک عدد، مارلیبان ۵ تولے شربت اعجاز دو تولے کے ساتھ کھایا کریں۔

(شب) صدوری ایک تولہ چاٹ لیا کریں۔

(سہ پہر) مفرح بارد جواہر والی ۶ ماشے کھایا کریں۔

(بعد غذا) حب کبد نوشادری ۲۔۲ عدد دونوں وقت کھایا کریں۔

حالات مابعد "۔۔۔ آپ کی تجویز کی ہوئی دوائیں کانپور کی ایجنسی سے منگوا کر اہلیہ کو استعمال کرائیں۔ چالیس دن دوائیں جاری رہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اب طبیعت بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔"

کثرت احتلام

حالات مریض نمبر ۲۳۹۰۱/۴۱۵۹

"۔۔۔ مجھے بچپن کی غلطیوں کی بدولت کثرت احتلام کی شکایت ہے۔ مادہ منویہ بہت ہی پتلا ہو گیا ہے حتی کہ احتلام کا پتہ بھی نہیں چلتا اور دماغ بھی نہیں آتا۔ بہت سی دوائیں استعمال کرنے کے باوجود مرض دور نہ ہوا ۔۔۔"

تشخیص:- رقت منی اور ضعف قوت ماسکہ کی وجہ سے شکایت ہے۔

علاج (صبح) سفوف اصل السوس ۹ ماشے دودھ کے ساتھ پھانک لیا کریں۔

(شب) قرص سلاجیت ایک عدد کو ۶ ماشے معجون کلاں میں رکھ کر چبا کر کھا لیا کریں۔

حالات مابعد "۔۔۔ آپ کی تجویز کی ہوئی دوائیں استعمال کیں، احتلام کی شکایت ان دواؤں سے بالکل دور ہو گئی ۔۔۔"

جریان

حالات مریض نمبر ۴۸۹۷۰/۱۱۹۵۹

"۔۔۔ مریض کی عمر چالیس سال ہے۔ بہت عرصہ سے جریان کا بیمار ہے۔ کثرت احتلام کی شکایت بھی ہے۔ ہمیشہ قبض رہتا ہے۔ منی پانی جیسی پتلی ہے ۔۔۔"

تشخیص:- رقت منی اور قبض کی وجہ سے یہ شکایات ہیں۔

علاج:- (صبح) سفوف عجیب ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

(شب) قرص قلعی ایک عدد کو ۶ ماشے لبوب کبیر میں رکھ کر کھائیں۔

(بعد غذا) جوارش جالینوس ۶۔۶ ماشے دونوں وقت کھائیں۔

حالات مابعد "۔۔۔ مریض نے دوائیں استعمال کیں اب نہ جریان کی شکایت ہے اور نہ احتلام ہوا۔ قبض نہیں ہے۔ مریض بہت خوش ہے ۔۔۔"

ورم رحم

حالات مریضہ نمبر ۱۳۴۲۴/۹۵۳۳

"۔۔۔ مریضہ کی عمر بائیس سال ہے۔ شادی ہوئی آٹھ سال ہو گئے ہیں۔ ایک بچہ بھی ہوا ہے۔ ماہواری مقررہ وقت پر ہوتی ہے۔ اندام نہانی سے پتلی رطوبت بہتی ہے۔ ناف کے بائیں جانب اور ناف کے نیچے میٹھا میٹھا درد ہوتا ہے، دبانے سے یہ درد زیادہ ہو جاتا ہے۔ مجامعت کے وقت درد ہوتا ہے۔"

تشخیص ہوئی کہ مریضہ ورم رحم میں مبتلا ہے۔ (باقی ص ۲۲ پر)

جوابات

(۱۳۶) **شربت سازی پر کتاب**:۔ (ا) شربت سازی کے متعلق کتابوں کا تو مجھے علم نہیں۔ البتہ شربتوں کو پھپھوندی لگنے سے محفوظ اس طرح کر سکتے ہیں کہ شربت میں خفیف سی مقدار بورک ایسڈ کی ملا دیں۔ غالباً سہاگہ شامل کرنے سے بھی یہی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) شربت سازی پر کوئی مبسوط کتاب نہیں ہے۔ عام قرابادینوں اور مرکبات کی کتابوں میں شربتوں کے نسخے درج ہیں اور ان کے بنانے کے طریقے بھی لکھے گئے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جب تک بار بار شربت نہ بنایا جائے اس وقت تک شربت سازی میں مہارت نہیں ہو سکتی۔ شربت عرصۂ دراز تک خراب نہ ہو اس کے لیے سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ نہ اس کا قوام اس قدر رقیق رکھا جائے کہ اس میں تعفن پیدا ہو جائے اور پھپھوندی لگ جائے اور نہ اس قدر غلیظ رکھا جائے کہ قند منجمد ہو جائے۔ شربت کی حفاظت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بوتلوں کو خشک کر کے ان میں شربت بھرا جائے۔ کیوں کہ پانی کے چند قطرے بھی شربت کو خراب کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ مضبوطی سے ڈاٹ لگا کر ہوا سے محفوظ کر دیا جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شربت سازی کی کتاب منگوا لیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) شربت کا قوام ذرا گاڑھا کریجیے اور فی بوتل صرف ایک تولہ ریکٹی فائڈ اسپرٹ ملا دیجیے۔ عرصۂ دراز تک پھپھوندی وغیرہ سے شربت محفوظ رہے گا۔ (حکیم محفوظ عالم قریشی)

(۱۳۷) **سیاہ داغ**:۔ (ا) یہ داغ کم تو ہو جائے گا لیکن پورے طور پر مٹے گا نہیں۔ کم کرنے کے لیے کسی خاص دوا کی ضرورت نہیں کچھ عرصہ گزرنے پر از خود کم ہوتا چلا جائے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس داغ پر چند روز تک املی پانی میں پیس کر لگائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کاغذی لیموں کا رس دن میں تین چار بار لگا کر آہستہ آہستہ مالش کر لیا کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) داغ کا دور ہونا مشکل ہے۔ البتہ روغن اخروٹ کی مالش اگر ایک ماہ تک کی جائے تو سیاہی میں کمی ضرور ہو جائے گی۔ (حکیم گجندر سنگھ)

(۱۳۸) **نسخۂ بواسیر**:۔ (ا) بواسیر اور کثرت احتلام دونوں شکایتیں ایسی ہیں جن کا باعث قبض ہو سکتا ہے۔ اگر یہی باعث ہو تو کوشش کیجیے کہ قبض نہ رہا کرے۔ اس مقصد کے لیے علی الصباح نہار منہ ایک گلاس ٹھنڈا پانی پی لینا بہت کارآمد ہے۔ بواسیر کے لیے مندرجہ ذیل پڑیوں کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔ یہ قبض کو بھی رفع کر دیتی ہیں۔ سلفر سبلی میٹ ۲۰ گرین، کریم آف ٹارٹار ۲۰ گرین ملا کر پڑیاں بنالیں۔ یہ ایک پڑیا ہے۔ ایسی ایسی تین پڑیاں روزانہ استعمال کریں۔ ایک صبح، ایک دوپہر، ایک شام۔ غذا میں پھلوں اور سبزیوں کی افراط ہونی چاہیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کسی ایک نسخے میں یہ تمام خوبیاں پیدا کرنا مشکل ہے۔ البتہ آپ کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس نو نو ماشے کھائیے اور روزانہ صبح کو یہ سفوف بنا کر استعمال کیجیے۔ جریان و احتلام میں بھی مفید رہے گا اور بواسیر میں بھی نفع دے گا۔ سبوس اسپغول ۵ تولے، کتیرا دو تولے، کوکنار چار عدد، دھنیا خشک دو تولے، گل سرخ دو تولے، مغز تخم املی بریاں دو تولے، مصری ۱۰ تولے۔ کوٹ چھان کر

(بقیہ مضمون ص ۴۳)

علاج یہ کیا گیا۔

(صبح) استورین ایک تولہ دودھ میں گھول کر پییں۔

(رات) معجون سپاری پاک ۹ ماشے کھائیں۔

(بعد غذا) نمک جالینوس دو دو عدد دونوں وقت کھائیں

(مقامی) مرہم داخلیون ۶ ماشے، سفیدی بیضۂ مرغ ایک عدد اور آب کوسبز ۶ ماشے ملا کر دایہ سے استعمال کرائیں۔ حالات ما بعد:— آپ کی مجلس تشخیص و تجویز نے مریضہ کے لیے جو دوائیں تجویز کی تھیں ان کے استعمال سے مریضہ بالکل اچھی ہو گئی۔ اب کسی قسم کی شکایت باقی نہیں ہے۔ میں تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

سفوف بنائیں اور ۶ ماشے سے ۹ ماشے تک دودھ یا پانی کے ساتھ پھانکیں۔ (حکیم عبدالواحد، حکیم محفوظ عالم قریشی)

(ج) آپ کو ایسے نسخے کی ضرورت ہے جس کے استعمال سے خونی اور بادی بواسیر، جریان، کثرت احتلام کی شکایت جاتی رہے۔ لیکن آپ نے یہ غلطی کیوں کی کہ دیگر امراض مثلاً گمزوری باہ، سوزاک، آتشک وغیرہ کو بھی شامل نہ کر لیا؟ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۱۳۸) **رقت منی وغیرہ** ۔ (ا) اپنے عزیز کو بتا دیجیے کہ وہ سفید رطوبت جو خارج ہوتی ہے ایک غدود کی رطوبت ہے اور اس کے اخراج سے کوئی نقصان نہیں ہے۔ ذکاوت حس اور سرعت کے لیے کچھ عرصہ تک دس دس گرین کی مقدار میں روزانہ تین بار پٹاسیم برومائیڈ کا استعمال کرنا بہت مفید ہوگا۔ مقوی باہ دواؤں سے اس حالت میں فائدہ کے بجائے نقصان زیادہ متصور ہے۔ (سعید بریلوی)

(ب) ان حالات میں مقوی باہ دواؤں کا استعمال بے سود ہی نہیں بلکہ مضر ہے۔ آپ ان کو یہ سفوف صبح و شام کھانے کی ہدایت کیجیے اور کھانا کھانے کے بعد ہمدرد دواخانہ کا "نمک جالینوس" دو دو قرص ہر دو وقت دیجیے۔ دھنیا خشک، تخم خشخاش سفید، تخم بھنگ ہر ایک تین تولے، دارچینی، دانہ الائچی کلاں ہر ایک تین ماشے، گل سپاری ۶ ماشے، مصری دو تولے۔ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور ۶-۶ ماشے سفوف صبح و شام تازہ پانی کے ساتھ پھانکیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ایک انڈے کی سفیدی نے کر پھینٹ لیں۔ پھر آدھ پاؤ دودھ لے کر جوش دیں۔ اور چولھے سے اتار کر اس میں سفیدی شامل کر کے پھر پھینٹیں اور مصری ایک تولہ ملا کر رکھ دیں۔ ٹھنڈا ہو جانے کے بعد چالیس دن تک استعمال کریں۔ ترشی و بادی کا پرہیز۔ (ڈاکٹر اسد اللہ خاں)

(د) مغز تخم تمر ہندی ۹ ماشے، کشتہ مرجان ۴ رتی، کشتہ قلعی ۴ رتی، نبات سفید ۹ ماشے۔ یہ دو خوراکیں ہیں۔ صبح و شام پندرہ روز استعمال کریں۔ (حکیم گجیندر سنگھ)

(۱۳۹) **اختلاج قلب** ۔ (ا) آپ "پنڈ سٹیشن الگزیر برومو ویلیرین" کی پی ڈی لیے۔ آپ ضعف اعصاب میں مبتلا ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے اس ہیجان کو دور کیا جائے جو آپ کے اعصاب میں برپا ہے، اس کے بعد ایسی دوائیں استعمال کریں گے جن سے اعصاب میں قوت آ جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ یہ مفرح بنا کر استعمال کیجیے۔ تمام شکایتوں کے لیے سودمند ثابت ہوگا۔ آملہ مربیٰ بنارسی ایک پاؤ، سیب مربیٰ ایک پاؤ، بہی مربیٰ ایک پاؤ، پیٹھا مربیٰ ایک پاؤ، گل سرخ، عود ہندی، مصطگی رومی، الائچی خورد، گل سیوتی، پوست ترنج، بالچھڑ، تسلوچن، ابریشم مقرض، زرشک شیریں، برادہ صندل سفید، زہر مہرہ خطائی ہر ایک نو ماشے، گل گاؤزبان ایک تولہ، چاندی کے ورق ۶ ماشے، کشتہ عقیق، کشتہ یشب ہر ایک ۶ ماشے۔ پہلے مربوں کو باریک پیسیں۔ پھر ان میں دوائیں باریک پیس چھان کر ملائیں۔ آخر میں چاندی کے ورق اور کشتے خوب آمیز کر کے رکھیں۔ بقدر ایک ایک تولہ صبح و شام کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) گلقند آفتابی ۶ ماشے میں ایک رتی کافور رکھ کر نگل لیں۔ اوپر سے عرق بادیان دو تولے، عرق گاؤزبان دو تولے، عرق بید مشک ۶ ماشے ملا کر استعمال کریں۔ اسی طرح صبح دوپہر اور شام استعمال کریں چند یوم کے استعمال سے شکایت جاتی رہے گی۔

نوٹ:۔ جب مرض میں کمی محسوس ہو تو دوا دو وقت استعمال کریں اور پھر ایک وقت۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) آپ صبح کو نہار منہ سفوف فضہ ایک رتی، جواہر مہرہ ایک چاول، دوالمسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے میں ملا کر کھا کر ۱۰ تولے عرق گاؤزبان پی لیا کریں اور شام کو خمیرہ زہر مہرہ ۲ ماشے کھا کر دس تولے سونف کا عرق پی لیں اور غذا کے بعد دونوں وقت معجون اذاراقی ایک ماشہ جوارش جالینوس نو ماشے میں ملا کر کھا لیا کریں۔ (حکیم محفوظ عالم قریشی)

(۱۴۰) **ذیابیطس شکری** ۔ (ا) ذیابیطس میں شکر کی مقدار پر قابو حاصل کرنے کے لیے "انسولین" کے انجکشن بہت ہی مفید ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کسی ڈاکٹر کے مشورے ہی سے لگوانے چاہییں۔ کھانے کی دواؤں میں "پینکری پیپٹین" ایک اچھی دوا ہے۔ (سعید بریلوی)

(ب) ہمدرد کی "دولابی" استعمال کیجیے۔ ذیابیطس کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) افیون خالص ایک ماشہ، قشر بیضۂ مرغ ۶ ماشے، خستہ جامن ۲ تولے علیحدہ علیحدہ باریک کریں۔ پھر سب کو کھرل کر کے رکھیں۔ ڈیڑھ ماشے صبح اور ڈیڑھ ماشے شام پانی سے استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) آپ نہار منہ صبح کو قرص زہرہ ایک عدد، قرص بیضہ ایک عدد، جوارش زرعونی عنبری ۶ ماشے میں ملا کر تازہ پانی سے کھا لیا کیجیے۔ شام کو "دولابی" ایک قرص کھا کر ۵ تولے چھاچھ پی لیں۔ رات کو سوتے وقت معجون عشبہ نو ماشے پانی سے کھا لیا کریں۔ (حکیم محفوظ عالم قریشی)

(ه) کشتہ طلا ½ گرین، کوڈین ½ گرین، مغز تخم نیب سائیڈہ ۳ گرین - یہ ایک خوراک ہے مکھن میں ملا کر روزانہ استعمال کریں۔ ماہانہ وزن کرتی رہیں۔ نفع نقصان ظاہر ہو جائے گا۔ اسی طرح تین کورس پورے کیجیے۔ تین مہینے میں صحت ہو گی۔ (ڈاکٹر اسد اللہ خاں)

(۱۴۱) خنازیر:- (ا) کچھ عرصہ پیشتر تک اطبا کا یہ خیال تھا کہ خنازیر ایک علیحدہ بیماری ہے۔ لیکن اب تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ دق اور سل سے مختلف کوئی مرض نہیں ہے۔ پھیپھڑوں میں دق کے جراثیم اپنا گھر بنالیں تو اسے عام طور پر سل اور دق کہتے ہیں اور اگر یہی جراثیم گردن کے غدودوں پر چھاؤنی چھالیں تو عرف عام میں اسے کنٹھ مالا یعنی خنازیر کہا جاتا ہے۔ علاج کے طور پر "کولوسل آیوڈین" کے انجکشن، گلٹیوں پر مالش کرنے کے لیے آیوڈیکس یا آیوڈین کا مرہم، اور پینے کے لیے سیرپ فیری آیوڈائڈ" اور مچھلی کا تیل بہترین چیزیں ہیں۔ اپریشن کے ذریعہ سے گلٹیوں کو نکلوا دینا بھی بہت مفید ہوتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) "دوائے خرخرہ" ایک عدد، "معجون مصفی خاص" ۹ ماشے میں ملا کر روزانہ صبح کو کھائیے اور گلٹیوں پر روغن اکسیر خنازیر لگائیے۔ (حکیم عبدالحکیم)

(ج) نو ماشے ایلوہ دس تولے دیسی شراب میں حل کر لیں۔ اس محلول کو ایک بڑی شیشی میں ڈال لیں اور اس میں احتیاط سے پوٹاشیم پرمیگنیٹ اتور ڈال کر فوراً کاک لگا دیں ورنہ دوا اُڑ جائے گی (شیشی گرم ہو جائے گی) جب وہ شیشی اور دوا ٹھنڈی ہو جائے تو دوا کو تیار سمجھنا چاہیے۔ اب اونی پھریری سے یہ دوا دن میں تین چار بار گلٹیوں پر لگائیں۔ گلٹیاں ٹوٹی ہوں یا نہ ٹوٹی ہوں دونوں صورتوں میں یہ دوا کارگر ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) آپ اپنے دوست کی خاطر تھوڑی سی تکلیف گوارا فرما کر یہ اکسیر مرہم بنا لیجیے:- دو عدد چھپکلی کو سرسوں کے پاؤ سیر تیل میں پکائیے۔ جب یہ جل جائیں تو آگ سے نیچے اتار کر گائے کے سینگ اور گائے کے کھر کی راکھ ڈیڑھ ڈیڑھ تولے ملا کر خوب گھوٹیے کہ مرہم بن جائے بس تیار ہے۔ یہی مرہم خنازیر پر لگائیے اور صبح کو نہار منھ "دوائے خرخرہ" ایک عدد خمیرہ گاؤ زبان عنبری ۹ ماشے میں ملا کر تازہ پانی سے کھلائیے اور رات کو سوتے وقت نو ماشے معجون عشبہ پانی سے کھلائیے۔ گلٹیاں نابود ہو جائیں گی۔ (حکیم محفوظ عالم قریشی)

(۱۴۲) فشار الدم قوی وغیرہ:- (ا) آپ نے سادھو صاحب سے جلاب لے کر تو پی لیا اور پیچش میں مبتلا ہو گئے۔ لیکن شاید ایسا آپ نے کبھی نہ کیا ہو کہ کسی حکیم یا ڈاکٹر سے کوئی وظیفہ یا کوئی عمل پوچھنے گئے ہوں اور اگر کسی حکیم یا ڈاکٹر نے کوئی عمل آپ کو بتایا ہو تو آپ نے کیا بھی ہو۔ ایسا کیوں ہوا؟ صرف اس لیے کہ آپ سمجھتے تھے کہ ڈاکٹرے اور عملیات سے کیا واسطہ۔ یہ تو فقیروں کے کام ہیں لیکن کس قدر قابل افسوس ہے یہ آپ کی غلطی کہ جلاب پیتے وقت آپ کو ایک مرتبہ بھی یہ خیال نہ آیا کہ سادھوؤں اور فقیروں کو طب سے کیا واسطہ۔ آپ نے جو علامات تحریر فرمائی ہیں وہ ضرور اسی طرف توجہ منعطف کرتی ہیں کہ آپ کے خون کا دباؤ بڑھا ہوا ہے۔ اگرچہ وہ پیمائش جو آپ نے لکھی ہے وہ تو کچھ ایسی زائد نہیں ہے۔ اس عمر میں اتنا تو ہی جاتا ہے۔ پھر بھی آپ محتاط زندگی بسر کریں۔ نیز محنت کے کام یا دوڑنا بھاگنا آپ کے لیے سخت مضر ہے۔ غم، غصہ، فکر اور جوش بھی آپ کے لیے نقصان رساں چیزیں ہیں۔ بہت ہی صاف اور سادہ زندگی بسر کیجیے، غذا بہت ہی ہلکی، سادہ اور زود ہضم کھائیے اور ہر وقت خوش و خرم رہنے کی کوشش کیجیے۔ دودھ، دہی، پھل اور سبزیاں آپ کے لیے بہترین غذائیں ہیں۔ اگر صبح و شام دونوں وقت تھوڑے سے دہی میں چار چھ لہسن کے جووں کا عرق نکال کر ملا لیا کیجیے اور پیا کیجیے تو آپ کے لیے بہت مفید ہے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ روزانہ صبح کو سفوف فضہ ایک سرخ مفرح بارد جواہر والی چھ ماشے میں ملا کر کھائیے اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت "حبوب مقوی معدہ" ۲-۲ عدد استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) اسرول (چھوٹا چاند) ڈیڑھ ماشے صبح ہی صبح پانی میں پیس کر مرچ سیاہ دو دانے پیس کر پھنکی کر پی لیں۔ اسی طرح دونوں وقت استعمال کریں۔ انشاء اللہ چند ہی یوم کے استعمال سے شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) آپ صبح کو نہار منھ "تریاق فشار" ۶ ماشے کھا کر پاؤ بھر گائے کا دودھ پی لیا کریں۔ شام کو مفرح بارد جواہر والی ۳ ماشے، خمیرہ مروارید نسخہ کلاں ۳ ماشے ملا کر کھائیے اوپر سے صاف اتولہ ۱۲ تولے عرق گاؤ زباں میں ملا کر پی لیا کریں۔ (حکیم محفوظ عالم قریشی)

(۱۴۳) وزن کی زیادتی:- (ا) آیوڈو بیسین نامی ایک دوا آتی ہے اس کے استعمال سے آپ کا وزن بہت کافی کم ہو جائے گا لیکن وزن کو پھر بڑھنے سے روکنے کے لیے آپ کو اپنی غذاؤں میں اور اپنی عادات میں مناسب تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ آپ غالباً لیٹے لیٹے اور بیٹھے بیٹھے زندگی گزارنے کے عادی ہیں اگر ایسا ہے تو دوا سے ایک مرتبہ وزن کم ہو کر پھر بڑھ جائے گا۔ ضرورت

اس بات کی ہے کہ جب آپ کا وزن گھٹ جائے تو آپ کافی محنت و مشقت کی زندگی بسر کریں، روغنی چیزیں کم کھائیں۔ (سعید بریلوی)
(ب) مٹاپے کو کم کرنے کے لیے ورزش نہایت ضروری ہے۔ اگر آپ کوئی خاص ورزش نہیں کرسکتے تو کم از کم پیدل ہوا خوری ضرور کیجیے۔ غذا میں صرف سبزی ترکاریاں اور روٹی کھائیے۔ ہر قسم کی مرغن چیزوں اور مٹھائیوں سے پرہیز رکھیے اور یہ سفوف بنا کر روزانہ صبح و شام عرق زیرہ کے ساتھ کھائیے۔ اجوائن، سونف، اسد ب، زیرہ سیاہ ہر ایک ایک تولہ۔ لاکھ دھوئی ہوئی ۲ تولے مرزنجوش، بورۂ ارمنی ہر ایک تین ماشے۔ سب کو کوٹ چھان کر رکھیں اور چار چار ماشے صبح و شام عرق زیرہ ۵ تولے کے ساتھ پھانکیں۔ (عبدالواحد)
(ج) دل، معدہ اور باہ وغیرہ کو ضرر سے محفوظ رکھتے ہوئے بغیر ورزش کے آپ اپنا وزن کم کرنا چاہتے ہیں تو روزہ کی پابندی رکھیے "ہم خرما و ہم ثواب" کا مصداق ہوگا۔ مرغن غذاؤں سے پرہیز کریں جسم کی چربی اور بلغم تحلیل ہو کر وزن کم ہو جائے گا۔ (حکیم محفوظ عالم)

(۱۴۴) **کٹے ہوئے ہونٹ**: (۱) کٹے ہوئے ہونٹ کو آپریشن کرکے درست کیا جاسکتا ہے اور یہ ڈاکٹر جو اچھے آپریشن کرتے ہوں کرسکتے ہیں۔ (سعید)
(ب) بچے میں جو پیدائشی نقائص ہوتے ہیں ان کا سبب قوت مصورہ کی خرابیاں ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ ناقص العضو بچہ پیدا ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں ہے کہ آئندہ بھی بچے ناقص العضو پیدا ہوں گے۔ کٹے ہوئے ہونٹوں کا علاج دواؤں سے ممکن نہیں۔ البتہ فن تجمیل (پلاسٹک سرجری) کے ذریعہ سے یہ ہونٹ درست ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ ہندوستان میں اس فن کا کوئی ماہر نہیں ہے۔ فرانس میں اس فن نے بہت ترقی کی ہے۔ بہتر ہو کہ آپ کسی بہت ہی ماہر سرجن سے مشورہ کریں۔ ممکن ہے وہ اپنے علم کی وجہ سے عمل جدوجہد کرے۔ طارق سے آپ کی کیا مراد ہے ہم نہیں سمجھ سکے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۴۵) **کان بہنا**۔ (۱) آپ کے بچے کے خون میں کیلسیم اور فولاد کی کمی ہے۔ بہتر ہو کہ اس کمی کو انجکشنوں کے ذریعہ سے پورا کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ رات ایک عرصہ تک مچھلی کا تیل پلایا جائے۔ کھلی ہوا اور روشنی اور عمدہ مقوی غذائیں بھی ضروری ہیں۔ کسی ماہر مرض گوش کو بھی دکھلا دیں تو اچھا ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) اگر بچے کی عام صحت اچھی نہیں ہے تو اس کو درست کیجیے۔ اور روزانہ صبح کو ڈاکٹرز کی "خمیرہ" ضعف عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۳ ماشے میں ملا کر کھلائیے۔ سونف ۵، برگ نیم سبز ۳ ماشے، ورشہد خالص ایک تولہ کو پانی میں جوش دیکر چھان لیجیے اور نیم گنگنے جوشاندہ سے صبح و شام بچے کے کانوں کو پچکاری سے دھوکر نیم کا تیل (جو نیم کے تخم سے حاصل کیا گیا ہو) دو تین قطرے گنگنے کرکے ٹپکائیں اور رات کو سونے وقت اطریفل زمانی ۳ ماشے تازہ پانی سے کھلائیں۔ (حکیم عبدالواحد و حکیم محفوظ عالم قریشی)

(۱۴۶) **عوارض کثرت مباشرت**: (۱) کثرت مباشرت نے آپ کے اعصاب کو بالکل شکستہ و ریختہ کر دیا ہے۔ مزاج میں چڑچڑاپن اور اپنے سے کمزور ہستیوں پر غصہ آنا ضعف اعصاب کی بہت ہی مخصوص علامتیں ہیں۔ اسی طرح شور و غل اور ہنگامہ و فساد کی آوازوں سے دل پر خوف طاری ہو جانا اور دل کا دھڑکنے لگنا بھی فرسودگی اعصاب ہی کی نشانیاں ہیں۔ مباشرت سے تمام بدن میں رعشہ طاری ہونا بھی عصبی کمزوری کی ایک بین دلیل ہے۔ آپ کے مرض کی تشخیص تو چنداں دشوار نہ تھی لیکن علاج ذرا دقت طلب ہے۔ سب سے پہلے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ کم سے کم تین مہینے کے لیے اپنی اہلیہ سے دور ہو جائیں اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو نہایت پختگی کے ساتھ عہد کریں کہ اتنی مدت تک ہرگز مجامعت نہ کریں گے۔ اس کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک دس دس گرین پٹاسیم برومائیڈ تین مرتبہ روزانہ استعمال کیجیے۔ غذائیں مقوی اور زود ہضم کھائیے۔ روزانہ سرد پانی سے غسل کیجیے اور روزانہ ورزش کیجیے کتب بینی یا سیر و تفریح یا صحبت احباب سے مدد لے کر دماغ کو شہوانی خیالات سے آزاد رکھیے۔ پندرہ روز کے بعد کوئی مقوی دوا استعمال کر لیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) روزانہ صبح کو سفوف فضہ ایک سرخ دوالمسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔ اور بعد غذا شربت اکسیر خاص ایک ایک تولہ چاٹ لیا کریں۔ (حکیم عبدالواحد)
(ج) مباشرت کی کثرت نے مریض کے دل و دماغ اور اعصاب کو بُری طرح صدمہ پہنچا کر ان کو کافی حد تک خستہ و مجروح کر دیا ہے۔ لہٰذا اولاً ان کو اپنی زندگی پر رحم فرما کر اس شوق کو ترک یا کم سے کم کر دینا چاہیے۔ تاکہ ایک حد تک قلبی، دماغی اور اعصابی اختلال و عدم توازن میں کمی پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد روزانہ صبح کو نہار منہ سفوف فضہ ایک سرخ جواہر مہرہ ایک برنج دوالمسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے میں ملا کر تازہ پانی سے کھایا کریں اور شام کو مفرح یاقوت جواہر والی ۳ ماشے خمیرہ مروارید بنسخہ کلاں ۳ ماشے ملا کر پانی سے کھائیں۔ (حکیم محفوظ عالم قریشی)

سوالات

(۱۴۸) میرے ماتھے کے اوپری حصہ پر اور دونوں بھوؤں کے بیچ میں کالے بال ہوگئے ہیں اور اب بال بھوؤں سے اوپر اور بھی کالے ہوتے جا رہے ہیں۔ سخت بدنما معلوم ہوتے ہیں۔ میرے بدن میں حتّٰی ڈاڑھی میں بال زیادہ نہیں ہیں ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور اطبّاء کرام توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۲۴۴۹)۔ (۱۴۹) میرے چار بچوں میں سے ۱۴ اور ۱۰ سالہ دو لڑکیوں اور ۶ سالہ لڑکے کے تمام بال سفید ہیں، ابتدا میں ہم نے فکر نہیں کی۔ لیکن لڑکیوں کے جوان ہونے پر فکر مند ہوں ملتجی ہوں کہ معالجین کوئی طریقہ بتائیں کہ بال کالے ہو جائیں۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۸۰)۔ (۱۵۰) میری عمر ساٹھ سال ہے۔ کئی سال سے ذیابیطس شکری ہوگئی ہے۔ پیاس بہت لگتی ہے۔ مزاج گرم ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۵۵۳)۔ (۱۵۱) اُردو زبان میں انجکشن کی تعلیم پر ایک جامع و مانع کتاب کی ضرورت ہے کیا آپ رہنمائی فرمائیں گے؟ (خریدار نمبر ۱۱۳۷۳)۔ (۱۵۲) میری ۲۹ سالہ اہلیہ بعد وضع حمل جس کو ایک سال ہو رہا ہے، اپھارہ اور پیٹ کے درد میں مبتلا ہیں۔ بچہ دودھ پیتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۲۴۴۵)۔ (۱۵۳) میرے پاکدامن عزیز کو پانچ سال سے گردن کی جلد میں کھجلی کی شکایت ہے۔ گردن کی جلد پر سیاہ رنگ کا داغ ہے۔ ابتدا میں تین سال تک ہر اپریل کا مہینہ یعنی گرمی کے دنوں میں گردن کی جلد میں سیاہ داغ نظر آنے لگتا تھا اور ان دنوں کھجلی زیادہ ہوتی تھی اور کھجلانے پر پتلی رطوبت بھی نکلتی تھی۔ سردی کے دنوں میں گردن کی جلد کا داغ چھپ جاتا تھا۔ مگر گردن کی جلد کا رنگ کالا ہی رہتا تھا۔ بعد کے دو سال سے گردن کی جلد پر کالا داغ سا ہے اور یہ داغ چار دنوں تک چھپ جاتا ہے اور کھجلی بھی نہیں رہتی۔ مگر پھر ۳۔۴ دن کے بعد داغ گردن کی جلد پر ابھرنے لگتا ہے اور کھجلی اس وقت زیادہ ہوتی ہے۔ داغ کے زیادہ پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔ ابھی تک کسی قسم کا علاج بھی نہیں کیا۔ اس کے لیے علاج بھی تجویز فرمائیں اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ یہ متعدی بھی ہے یا نہیں۔ (خریدار نمبر ۱۲۷۲۱)۔ (۱۵۴) عمر ۳۰ سال، دس سال سے بایاں فوطہ بڑھا ہوا سخت اور وزن دار ہے۔ اصل حالت پر لانے کے لیے آسان و مجرب نسخہ درکار ہے۔ کیا بغیر اپریشن علاج ناممکن ہے؟ اگر اپریشن لازمی ہے تو کوئی خطرہ تو نہیں۔ قوت مردمی پر اثر تو نہ ہوگا؟ (خریدار نمبر ۱۰۷۱۳)۔ (۱۵۵) ایک مجرب نسخہ اس قسم کا درکار ہے جو نئے اور پرانے سوزاک کے لیے اکسیر ثابت ہو۔ (خریدار نمبر ۱۱۶۳۰)۔ (۱۵۶) بعض آدمی سوتے وقت سانس لینے میں بڑے بھدے اور زور کے خراٹے لیتے ہیں۔ چونکہ سونے والے کو اس کا قطعی احساس نہیں ہوتا لہٰذا وہ اس سے باز نہیں آسکتا۔ مگر یہ آواز کیوں پیدا ہوتی ہے اور کیسے دور کی جا سکتی ہے؟ (خریدار نمبر ۶۸۶۹)۔ (۱۵۷) میرے ایک ۲۲ سالہ عزیز کو رات کے وقت کم دکھائی دیتا ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ جوں جوں عمر بڑھتی جائے گی مرض میں ترقی ہوتی جائے گی۔ بالآخر بالکل دکھائی نہ دینا ممکن ہے۔ کیا ہماری طب میں اس بیماری کا علاج ہے۔ (خریدار نمبر ۳۱۶۹)۔ (۱۵۸) پاخانہ کی جگہ اکثر خصوصاً گرمیوں میں دھپڑ پڑ جاتے ہیں۔ ان میں کھجلی بھی ہوتی ہے۔ علاج؟ (خریدار نمبر ۱۲۸۵۳)۔ (۱۵۹) میرا ۱۲/۱۹ سالہ لڑکا جس کی صحت ویسے اچھی ہے خنازیر میں مبتلا ہے۔ گلٹیاں ہیں اور ان میں تکلیف بھی ہے۔ کوئی مجرب دوا بتا کر ممنون کیا جاؤں تو زہے قسمت۔ (۱۲۷۴۸)۔ (۱۶۰) مجھے اور لوگوں کی نسبت پیاس زیادہ لگتی ہے۔ میرا کام ایسا ہے کہ اکثر دھوپ اور لوؤں میں چلنا پڑتا ہے۔ کثرت سے پانی پیتا ہوں اور ہضم میں فتور پڑ جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۳۳۸۲)۔ (۱۶۱) میری عمر ۴۵ سال ہے۔ چھ سال سے جوڑوں کے درد میں مبتلا ہوں۔ اس وقت درد کی شدت اور سوجن سے بہت پریشان ہوں۔ سب علاج بیکار ثابت ہوئے۔ مجرب اور آزمودہ نسخہ درکار ہے۔ (خریدار نمبر ۱۲۵۵۹)۔ (۱۶۲) خارش اور خرابی خون کی شکایت ہے جسم پر گلٹیاں نکل رہی ہیں۔ جن کو خطرناک بتایا جاتا ہے۔ سرخ پھنسیاں اور پھوڑے بھی نکلتے رہتے ہیں جن میں سے کچھ گلٹیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ زیادہ تکلیف حصہ سفلی پشت اور چہرے پر ہے۔ ویسے تو سارا بدن ہی "سرو چراغاں" بن گیا ہے۔ یہ حال ایک سال سے ہے کوئی خاص علاج بھی نہیں کیا۔ میں چار برس سے مجرد ہوں عمر ۲۲ سال ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۱۴)۔ (۱۶۳) اطبّاء کرام امراض چشم کے لیے ۹۰ فی صدی فائدہ کرنے والا سرمہ کا نسخہ بتا کر ممنون فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۹۰۲۹)۔

(۱۶۴) میری ۱۹ سالہ زوجہ کو عجیب قسم کی شکایت ہے، وہ یہ کہ پہلی ولادت کے بعد سے جو ۱۳ سال کی عمر میں ہوئی، رحم سے ریح نکلتی ہے اور صاف طور پر آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ لیکن بدبو وغیرہ کا پتہ نہیں۔ حمل کے وقت یہ شکایت نہیں رہتی۔ یہ آواز اگر مرض ہے تو اس کا علاج؟ (خریدار نمبر ۱۱۵۲۵)۔

(۱۶۵) عمر ۱۹ سال ہے۔ چہرہ بدرونق ہو گیا ہے۔ جسم پر نسیں نکل آئی ہیں۔ بدن پر خشکی ہے۔ ہر تیسرے ماہ عرق النسا کا درد ہوتا ہے۔ طبیعت سست رہتی ہے۔ مجرب اور آزمودہ نسخہ درکار ہے جس سے خون بکثرت پیدا ہو جسم پر گوشت چڑھے چہرے پر رونق آجائے۔ طبیعت چست رہے۔ (خریدار نمبر ۱۲۵۵۹)۔

(۱۶۶) میری اہلیہ کے سر میں خارش تھی۔ اس وجہ سے بال صاف ہو گئے ہیں۔ خارش اب بھی معمولی سی ہے۔ بال کیوں کر آئیں گے؟ (خریدار نمبر ۱۲۴۸۰)۔

(۱۶۷) ایک ایسا نسخہ لکھا جائے جو مرگی کے لیے تیر بہدف ہو۔ کسی چمکدار چیز مثلاً پانی وغیرہ کے دیکھنے سے اس مرض کا دورہ کیوں پڑ جاتا ہے۔ (نمبر ۱۲۷۸۸)۔

(۱۶۸) تلی بڑھ جانے کی شکایت ایک موسم میں بڑی عام ہو جاتی ہے۔ اس کا یقینی علاج کیا ہے؟ (خریدار نمبر ۱۲۵۱۰)۔ (۱۶۹) میری بہن کو بچپن سے دن میں تین چار بار پاخانہ آجانے کی شکایت ہے۔ دوا دو تین دن کے بعد بے فائدہ ہو جاتی ہے۔ نفخ رہتا ہے۔ مجرب علاج بتائیے۔

(خریدار نمبر ۱۲۸۹۳)

گرمی کا موسم مراگِرار ہنے کے لیے نہیں ہی!

ایک قابلِ عمل پروگرام

ہائے گرمی! آسمان سے آگ برس رہی تھی۔ زمین آگ اُگل رہی تھی۔ ہوائیں آگ کے شعلے دوڑاتے پھر رہے تھے۔ اوپر آگ تھی نیچے آگ تھی، ہرطرف آگ تھی اور اس آگ میں انسان اور حیوان جھلس جھلس کر دم دے رہے تھے۔

غریب مزدور جس کی پیدائش کا مقصد ہی غالباً یہ ہے کہ فاقہ کرے مصیبتیں اُٹھائے اور فنا ہو جائے اس جہنمی موسم میں تپتی ہوئی زمین پر چلا جا رہا تھا۔ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جہنم میں ہو۔ یکایک اس کے قدموں کو لغزش ہوئی اور چند منٹ کے بعد وہ بے ہوش تھا۔

غریب دم توڑ رہا تھا اور دولت مند انسان اپنی ثروت اور دولت سے اس جہنمی موسم کے شعلوں کا مقابلہ کر رہا تھا لیکن پھر بھی اس دولت مند انسان کو کسی طرح چین نہ ملتا تھا۔ بجلی کے پنکھوں اور خس کی ٹٹیوں نے باہر کی آگ سے تو اسے کسی حد تک محفوظ کر دیا تھا، لیکن جسم کے اندر کی آگ اسے پھونکے ڈالتی تھی اور وہ یہ محسوس کر رہا تھا جیسے اس کی رگوں میں خون کے بدلے آتشِ سیال گردش کر رہی ہو۔ اندر کی آگ اسے جھلسے دیتی تھی اور وہ ہر لحمہ نڈھال ہوتا چلا جا رہا تھا۔ غرض ہرطرف ایک قیامت برپا تھی۔ نہ امیر کو چین تھا نہ غریب کو، نہ سرمایہ دار کو قرار تھا نہ مزدور کو۔ ہر شخص تڑپ رہا تھا اور بے چین تھا اور یہ محسوس کر رہا تھا جیسے قدرت بنی نوع انسان سے کسی بہت بڑے گناہ کا انتقام لے رہی ہے۔

جسم کا سارا نظام درہم برہم

گرمی کی شدت بلاشبہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے جو انسان کے تمام جسمانی نظام کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کا دماغ جواب دے دیتا ہے، غیر دماغی کام کرنے والوں کے اوسان ٹھکانے نہیں رہتے اور جسمانی محنت کرنے والوں کو تو یہ محسوس ہوتا ہے گویا کسی نے ان کے جسم سے جان نکال لی ہو۔

جسمانی نظام کی اس برہمی کا یہ سبب ہے کہ اس موسم میں ہمیشہ کارکردگی کا اوسط بہت کم ہو جاتا ہے جس سے عوام کی اقتصادی حالت پر بھی بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ اطبا اور ڈاکٹر اس موسم کو انسانی زندگی کے لیے بے حد خطرناک سمجھتے ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ گرمی کی زیادتی کی وجہ سے روح بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے اور جسم کی وہ رطوبت خشک ہونے لگتی ہے جس پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ نیز دماغی کیفیت اعتدال پر نہیں رہتی۔ قلب کی حرکت تیز ہو جاتی ہے، معدہ کمزور اور خراب ہو جاتا ہے۔ جگر میں حرارت بڑھ جاتی ہے اور بے شمار مہلک و خوفناک بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں۔

جسم کو اس خوفناک موسم سے کیونکر بچایا جائے؟

گرمی کے موسم کے ان خوفناک اثرات کو دیکھتے ہوئے قدرتی طور پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس جہنمی موسم سے جسم کو کیونکر محفوظ رکھا جائے! اس سوال کا بہترین جواب تو سائنس کی جدید ترین دریافت ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ طبِ قدیم اور طبِ جدید دونوں کا لب لباب آپ کے سامنے پیش کر دیں تاکہ آپ دونوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

قدیم اطبا نے اس جہنمی موسم سے محفوظ رہنے کے لیے جو ہدایتیں دی ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) دھوپ اور گرمی سے بچو۔ دھوپ اور گرمی کے وقت ہرگز گھر سے باہر نہ نکلو۔

(۲) اگر گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت پڑ جائے تو گردن اور ریڑھ کی ہڈی کو لُو سے بچاؤ اور ہمیشہ چھتری لگاؤ۔

(۳) دھوپ میں چلنے پھرنے کے بعد فوراً ٹھنڈا پانی نہ پیو کیونکہ اس سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(۴) ٹھنڈی جگہ سے یکدم باہر گرمی میں نہ نکلو کیونکہ اس سے لُو لگ جانے کا ڈر ہے۔

(۵) چست اور جسم کو تکلیف دینے والے کپڑے نہ پہنو۔

(۶) گوشت اور تقریباً تمام گرم چیزوں سے پرہیز کرو۔ کیونکہ ان کے استعمال سے جسم میں حدت بڑھتی ہے۔

(۷) غذا میں ٹھنڈی ترکاریاں مثلاً کھیرا، ککڑی، خرفہ، پالک اور کاہو وغیرہ زیادہ استعمال کرو۔

(۸) تربوز، فالسہ، سنترہ، انار اکثر کھایا کرو کیونکہ یہ پھل بہت مفید ہیں۔

(۹) قبض کبھی نہ رہنے دو۔ قبض دُور کرنے کے لیے ہلکی ملیّن دوا استعمال کر لیا کرو۔ مگر مسہل ہرگز نہ لو۔

(۱۰) غذا کے ساتھ سرکہ، پیاز، پودینہ اور املی وغیرہ بھی کھایا کرو۔

(۱۱) ٹھنڈا اور میٹھا پانی کافی مقدار میں پیا کرو تاکہ وہ جسم کی گھٹتی ہوئی رطوبت کی تلافی کر سکے۔

یہ ہے قدیم اطبا کا وہ طریقہ، جس پر عمل کرنے کے بعد موسم گرما کے خطرات سے بڑی حد تک اپنے آپ کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

جدید سائنس ہم کو کیا سکھاتی ہے

جدید سائنس اور طبِ جدید کو بھی اگرچہ اطبائے قدیم کی ان احتیاطی تدابیر پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ اطبائے جدید کی رائے ہے کہ موجودہ زمانہ میں، جب کہ انسان کی مصروفیت حد سے بڑھ چکی ہے، انسان زندگی کی کشاکش میں بری طرح مبتلا ہے اس لیے یہ ناممکن ہو گیا ہے کہ وہ اس خوفناک موسم سے بچنے کے لیے گھر میں بیٹھا رہے اور ان احتیاطی تدابیر پر عمل کر سکے جو اطبائے قدیم نے بتائی ہیں۔

اطبائے جدید کا خیال ہے کہ اب زمانہ بالکل بدل چکا ہے۔ انسان کو نہ صرف اپنے گھروں ہی سے نہیں نکلنا پڑتا بلکہ اسے وطن سے دُور بھی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں، جہاں نہ غذا کی احتیاط ہو سکتی ہے اور نہ جسم کو پناہ دینے کے لیے محفوظ کمرے حاصل ہو سکتے ہیں بلکہ انسان کو تن بتقدیر اپنے آپ کو مشکلات کے حوالے کر دینا پڑتا ہے۔

حالات اور زمانہ کی اس تبدیلی کو دیکھتے ہوئے اطبائے جدید کی رائے ہے کہ اس دُشوار اور دِقّت پسند زمانہ میں ضرورت اس کی ہے کہ انسان اپنے جسم کے اندر مقابلہ کی وہ طاقت پیدا کرے جس کی موجودگی میں جسم اس قابل ہو سکے کہ احتیاطی تدابیر کے اختیار نہ کرنے کے باوجود وہ گرمی کی شدت اور موسم کی سختی کو برداشت کر سکے۔

اطبائے جدید کے اس خیال کے مطابق یورپ کے وہ سیاح یا کارکن جو افریقہ اور ہندستان کے جنگلوں میں خاک اُڑاتے پھرتے ہیں، خاص قسم کے مفرحات اور لطیف مکسچر برابر استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ان مفرح اور لطیف مکسچروں کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ان کے استعمال سے زائل شدہ قوت بحال ہو جاتی ہے۔ خشک شدہ رطوبت پھر پیدا ہو جاتی ہے جسم میں تھکن نہیں ہوتی۔ لُو اور جھلس دینے والی ہوائیں اعصاب پر اور دل و دماغ پر کوئی خطرناک اثر نہیں پیدا کرتیں۔

اس خوفناک موسم سے بچنے کے لیے جدید احیا

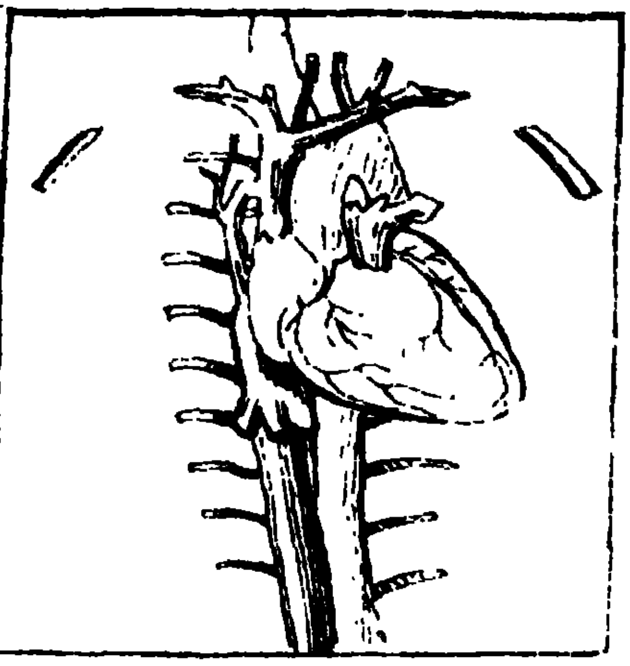
طبِ جدید کے اسی سائنٹفک اصول کے پیشِ نظر ہندستان نے بھی اسی مقصد کے لیے ایک نہایت ہی مفرح اور لطیف ایجاد "شربت رُوح افزا" کے نام سے دُنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ یہ ہر لحاظ سے یورپ کے بہترین سے بہترین مکسچروں سے ممتاز ہے کیونکہ اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ بے حد مفید ہونے کے ساتھ اس قدر لطیف اور لذیذ ہے کہ انسان کا جی چاہتا ہے کہ اسے بار بار استعمال کیے جائے "شربت رُوح افزا" کو ہندستان کے سب سے بڑے دوا سازی کے کارخانے "ہمدرد دواخانہ" میں جدید سائنٹفک اصول کے مطابق۔ جدید ترین مشینری کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے اور اس میں وہ تمام فوائد موجود ہیں جو انسان کو بڑی بے فکری کے ساتھ موسم سے مقابلہ کے قابل بنا دیتے ہیں۔

"شربت رُوح افزا" حلق سے اُترتے ہی ایک منٹ کے اندر بجلی کی سی تیزی سے جسم کی اس اندرونی گرمی کو کم کر دیتا ہے

جس نے جسم میں آگ لگا رکھی ہو۔ یہ حیرت انگیز طریقہ پر چلتے ہوئے اعصاب میں سکون پیدا کر دیتا ہے۔ دل، دماغ، معدہ، جگر اور گردوں پر اس کا اثر نہایت خوش گوار ہوتا ہے۔ اس کے استعمال کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے جیسے جسم میں نئی طاقت دوڑا دی گئی ہو۔ دماغ یہ محسوس کرتا ہے جیسے اسے کوئی ٹھنڈک پہنچا رہا ہو۔ جگر کی حرارت خود بخود کم ہونے لگتی ہے اور گردوں کا فعل جو گرمی کی زیادتی سے عموماً بگڑ جاتا ہے اصل حالت پر آ جاتا ہے۔

دل اور دوران خون

شربت روح افزا کی اپنی خوراک دوران خون پر بہا اثر کرتی ہے دوران خون شربت روح افزا کے استعمال سے ہمیشہ صحیح رہتا ہے۔



"شربت روح افزا" صرف جسم کو سکون اور طاقت ہی نہیں دیتا بلکہ اس کا ایک کام یہ بھی ہے کہ اگر گرمی کی زیادتی کی وجہ سے کوئی فاسد یا زہریلا مادہ جسم میں پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اس زہریلے مادہ کو پیشاب اور پسینہ کے ذریعہ سے خارج کر دیتا ہے۔

"شربت روح افزا" کے ان ہی حیرت انگیز فوائد کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر سال گرمی کے موسم میں ہندستان کے لاکھوں آدمیوں نے یہ معمول بنا لیا ہے کہ وہ دن میں کئی کئی بار شربت روح افزا استعمال کرتے ہیں۔ جو حضرات استطاعت نہیں رکھتے وہ بھی کم از کم دن میں ایک بار شربت روح افزا برابر استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ شربت روح افزا کے استعمال کے بعد یہ گرمی اور لُو کی ان تمام بیماریوں سے بچ جاتے ہیں جو صحت کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔

شربت روح افزا اور دوسرے عام شربت

"شربت روح افزا" کے علاوہ اور بھی بہت سے دوسرے شربت "ھمدرد دواخانہ" میں موجود ہیں۔ دوسرے دواخانے بھی کثرت کے ساتھ عام شربت فروخت کرتے ہیں لیکن ان تمام شربتوں اور "شربت روح افزا" میں فرق یہ ہے کہ "شربت روح افزا" تو خاص طور پر گرمی کے موسم کی تمام تکالیف کو پیش نظر رکھ کر سائنٹفک اصول کے مطابق تیار کیا گیا ہے اور عام شربت وقتی سکون تو پیدا کر دیتے ہیں لیکن اکثر اوقات وہ بجائے مفید ہونے کے الٹے مضر ثابت ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ایک سرے سے وہ قیمتی اجزا ہی نہیں ہوتے جو جسم کو طاقت پہنچاتے ہیں اور جسم کو اس قابل بناتے ہیں کہ جسم گرمی کے خوفناک حملوں کا مقابلہ کر سکے۔

تجربہ شاہد ہے کہ عام بازاری شربتوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ پیاس اور زیادہ معلوم ہونے لگتی ہے جسم ٹوٹنے لگتا ہے، معدہ خراب ہو جاتا ہے، جگر کا فعل بگڑ جاتا ہے، دماغ سکون پانے کے بدلے کھویا کھویا سا رہنے لگتا ہے اور قلب کی کیفیت یہ ہوتی ہے جیسے وہ ڈوب رہا ہو۔ ایک دو نہیں ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ عام بازاری شربتوں کے استعمال سے لوگوں کے گردے بالکل ناکارہ ہو گئے ہیں۔ ان ہی خامیوں و خرابیوں کو محسوس کرتے ہوئے اطبائے قدیم نے موسم گرما میں عام بازاری شربتوں کے استعمال سے منع کیا ہے۔

عام بازاری شربتوں کی ان ہی تباہ کاریوں کو محسوس کرتے ہوئے "ہمدرد دواخانہ" نے جدید سائنٹفک اصول کے مطابق شربت "روح افزا" کو تیار کیا ہے تاکہ ہمدرد کی اس مفید طبی ایجاد کے بعد ایک طرف عوام کو بازاری شربتوں سے نجات مل جائے دوسری جانب اس شربت کے لاجواب اور قیمتی اجزا اس جھلس دینے والے موسم کے مقابلہ میں سپر کا کام دے سکیں۔

"شربت روح افزا" نظام جسمانی پر کس طرح اثرانداز ہوتا ہے، اس کی مکمل تفصیل بیان کرنا تو اس چھوٹے سے مضمون میں ناممکن ہے اس لیے ہم مختصر طور پر یہ بتائیں گے کہ یہ عجیب و غریب شربت کس طرح مختلف اعضائے جسمانی کو اپنے کیمیائی اثرات سے متاثر کرتا ہے۔

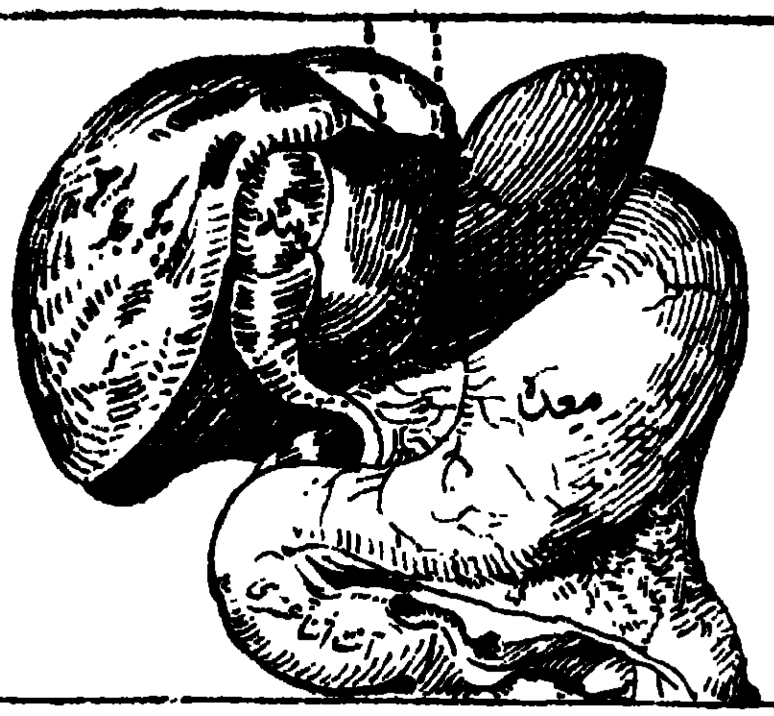
شربت روح افزا کی تاثیر

شربت روح افزا کے متعلق ہم یہ بتا چکے ہیں کہ یہ ایسے قیمتی اجزا سے تیار کیا گیا ہے، جو طبیعت یا قوتِ حیات (وائٹل فورس) کو بیدار کر کے اس کو مدافعت کی قوت بخشتے ہیں اور طبیعت کو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ ناگہانی طور پر اگر کوئی موسمی خطرہ پیش آ جائے تو طبیعت اس کا مقابلہ کر سکے۔ اس کے علاوہ اس شربت کے قیمتی اجزا جسم کو حرارت کی زیادتی دہائی پر کھر میاں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ چنانچہ صبح کو نہار منہ شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لینے سے لُو لگنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا۔ نیز دھوپ میں چلنے پھرنے یا روزمرہ کے کاموں میں ورزش کی حد تک

محنت کرنے کے باوجود کبھی تھکن محسوس نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ انتہائی محنت کے باعث قدرتاً عضلات کی حرکت سے جو زیادہ حرارت پیدا ہوتی ہے اسے "شربت رُوح افزا" کے موثر اجزا پسینے کی گلٹیوں پر اثر ڈال کر پسینے کی راہ سے خارج کر کے جسمانی حرارت کو اعتدال پہ لے آتے ہیں

جگر اور پتہ

ان دونوں اعضا کے افعال شربت روح افزا کے استعمال سے صحیح رہتے ہیں اور وہ خصوصاً جگر (ہیپیٹک سیلز) کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑتا ۔



"شربت روح افزا" کا ایک نمایاں فائدہ یہ ہے کہ یہ شربت جگر کے افعال کی نگرانی کر کے جگر کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ نیز آنتوں پر صفرا یعنی پت کی تراوش کو اس درجہ باقاعدہ رکھتا ہے کہ نہ تو صفرا زیادہ مقدار میں آنتوں پر گر کر صفراوی دستوں کا باعث ہو سکتا ہے اور نہ اس کے کم ٹپکنے کی وجہ سے قبض کا اندیشہ رہتا ہے۔ شربت روح افزا ہمیشہ جگر کے فعل کو درست رکھتا ہے اور کبھی یہ موقع نہیں دیتا کہ صفرا معمول سے زیادہ جمع ہو کر درد سر، متلی، قے اور دستوں وغیرہ کا باعث بن سکے۔

گردوں کی حفاظت کے لیے بھی "شربت روح افزا" لاجواب چیز ہے۔ یہ گردوں کے مزاج اور ان کے افعال کو گرمی کے اثر سے بچاتا ہے اور اس کی مدد سے گردے خون کے خراب اجزا کو بدستور پیشاب کے راستے سے خارج کرتے رہتے ہیں۔

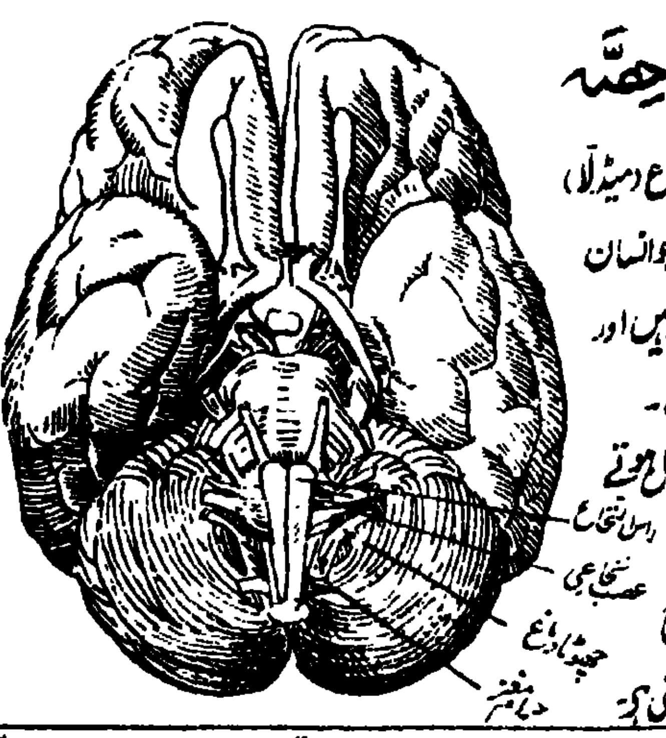
شربت رُوح افزا کا اعضائے رئیسہ پر اثر

"شربت روح افزا" اعضائے رئیسہ کے اندر نئی زندگی اور نئی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ یہ دل، جگر، معدہ اور گردوں کے کاموں پر پورا اثر ڈالتا ہے

دماغ کے نیچے کا حصہ

جسکے پچھلے حصہ میں راس النخاع (میڈلا) کے پاس وہ مراکز ہوتے ہیں جو انسان کے جسم میں حرارت پیدا کرتے ہیں اور اس کو اعتدال پر رکھتے ہیں۔

شربت روح افزا معدہ میں داخل ہوتے ہی پٹھوں کے ذریعہ سے ان مراکز پر اثر کرتا ہے اور اس طرح جسم کی حرارت اعتدال پر رہتی ہے۔



دماغ کے تلے میں راس النخاع (میڈلا) کے پاس جو مرکز مولد حرارت (تھرموجے نے ٹک سنٹر) مخرج حرارت (تھرمولائی ٹک سنٹر) اور مرکز معدل حرارت (تھرموٹیک ٹک سنٹر) ہوتے ہیں انھیں شربت روح افزا ہمیشہ معتدل حالت پر رکھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم میں زیادہ حرارت پیدا ہی نہیں ہوتی۔

" شربت روح افزا چونکہ مرکز حرارت پر پورا پورا قابو رکھتا ہے اور طبیعت میں یکسانیت، ہم آہنگی اور اعتدال قائم رکھتا ہے۔ اس لیے اس کے استعمال کرنے والے گرمی کی تقریباً اُن تمام مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں جو عموماً حرارت کے حد اعتدال سے بڑھ جانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ "شربت روح افزا" کا یہ اتنا بڑا کرشمہ اور کمال ہے جس کے مقابلہ میں نہ طب قدیم کی کوئی ایجاد پیش کی جا سکتی ہے اور نہ طب جدید کی۔

شربت رُوح افزا (رجسٹرڈ) کے قیمتی اجزا

شربت رُوح افزا، جو ہمدرد دواخانہ میں ۲۰ سال سے تیار ہوتا ہے اور آج کل جسے جدید سائنٹی فک اصول پر بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک ایسی لاجواب ایجاد ہے جس نے دنیائے طب میں ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے۔ اس بے نظیر اور لاجواب شربت کو انار، سیب، انگور، سنترہ، انناس، بہی، فالسہ، آلوچہ اور دوسرے بہترین تازہ پھلوں کے رسوں سے کیمیائی طریقوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ پھلوں کے

رسوں کے علاوہ اس میں ان تمام بیش قیمت دواؤں کی رُوح ڈالی جاتی ہے جو حیاتِ انسانی کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ نیز بید مشک کیوڑہ اور بے شمار نہایت لطیف اور قیمتی پھولوں کا عرق اس شربت میں شامل کیا جاتا ہے اور اس کے بعد زمانہ حاضرہ کی بہترین مشینری کے ذریعہ اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا جاتا ہے۔

شربت رُوح افزا کی تیاری کا اہتمام

شربت رُوح افزا کی تیاری کے لیے کس قدر اہتمام کیا جاتا ہے اس کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ مختلف موسموں میں پیدا ہونے والے تازہ پھلوں تازہ پھولوں اور تازہ میووں کے عرق ان ہی مخصوص موسموں میں نکال لیے جاتے ہیں جن موسموں میں یہ پھل پھول اور میوے پیدا ہوتے ہیں تاکہ ان کے اثر میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ اور پھر ان عرقوں کو سائنٹفک اصولوں کے مطابق اس وقت تک محفوظ رکھا جاتا ہے جب تک کہ شربت رُوح افزا کی تیاری نہ شروع ہو جائے۔

ذرا غور فرمائیے کہ صرف ان عرقوں کو خاص موسموں میں حاصل کرنا اور پھر ان کو شربت رُوح افزا کی تیاری کے زمانہ تک محفوظ رکھنا کس قدر دشوار کام ہے۔ یہ سب کچھ محض اس لیے کیا جاتا ہے کہ تازہ پھلوں تازہ پھولوں اور تازہ میووں کا سو فی صدی اثر اس شربت میں آ جائے۔

یہ حقیقت ہے کہ "شربت رُوح افزا" کی تیاری میں جو جدید سائنٹفک طریقے اختیار کیے جاتے ہیں وہ ہندستان کی فن دوا سازی میں انقلاب کے ہم معنی ہیں۔ ہندستان میں صرف ہمدرد دواخانہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ دوا سازی کے لیے یورپ و امریکا کی جدید ترین مشینری سے کام لے رہا ہے۔ ہندستان میں صرف یہی ایک ایسا دواخانہ ہے جہاں ہاتھ لگائے بغیر دوائیں مشینری کے ذریعہ سے تیار ہوتی ہیں اور پیک کی جاتی ہیں چنانچہ شربت رُوح افزا کی تیاری کے لیے سب سے پہلے جدید آلات کے ذریعہ سے پھلوں، پھولوں، میووں اور دواؤں کا جوہر نکالا جاتا ہے۔ اس کے بعد شربت رُوح افزا کی تیاری اس عجیب و غریب دیگ میں شروع ہوتی ہے جس میں حرارت، وزن، مقدار اور شربت کا قوام معلوم کرنے کے لیے آلات لگے ہوئے ہیں۔ یہ دیگ ایک ہی وقت میں ایک ہزار سے زیادہ شربت کی بوتلیں تیار کر دیتی ہے۔ تیاری کے بعد مشین ہی کے ذریعہ شربت صاف کیا جاتا ہے۔ بوتلوں میں بھرا جاتا ہے۔ اور مشین ہی کے ذریعہ بوتلوں کو اس طرح پیک کیا جاتا ہے کہ یہ شربت جب بھی بوتل سے نکلتا ہے اسی طرح تازہ ہوتا ہے جیسے ابھی دس منٹ پہلے بوتلوں میں بھرا گیا ہو۔ غرض شربت رُوح افزا کی تیاری کے لیے جو غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہے اس کی مثال شاید یورپ اور امریکا میں تو مل جائے لیکن ہندستان میں ملنی ناممکن ہے۔ اس غیر معمولی اہتمام ہی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ شربت طبی نقطۂ نظر سے کس قدر بلند حیثیت رکھتا ہے۔

موسم گرما کی تمام بیماریوں کا بہترین علاج

شربت رُوح افزا کی لذت اور کیف کو دیکھتے ہوئے کسی کو یہ محسوس بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ خوش ذائقہ شربت صرف شربت ہی نہیں ہے بلکہ موسم گرما کی تقریباً تمام بیماریوں کے لیے ایک بہترین دوا بھی ہے۔

ایک دو نہیں ہندستان کے لاکھوں آدمیوں کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ "شربت رُوح افزا" کے پینے کے بعد موسم گرما کی ان خطرناک بیماریوں سے تحفظ ہو جاتا ہے جن کی وجہ سے لاکھوں انسان ہر سال ہندستان میں مر جاتے ہیں یا اپنی تندرستی کھو بیٹھتے ہیں۔ ذیل میں ہم مختصر طور پر ان چند شکایتوں اور بیماریوں پر روشنی ڈالیں گے جن کے لیے "شربت رُوح افزا" اکسیر کا کام دیتا ہے۔

جسم میں آگ کا محسوس ہونا

گرمی کے موسم کے شروع ہوتے ہی ہندستان کے نوے فی صدی باشندے یہ محسوس کرنے لگتے ہیں جیسے جسم کے اندر آگ لگی ہوئی ہو اور حلق خشک ہوا جا رہا ہو جب یہ کیفیت محسوس ہو تو "شربت رُوح افزا" کا ایک گلاس صبح کو نہار منھ پی لیا جائے۔ اگر برف مل جائے تو اسے بھی شامل کر لیا جائے۔ اس کے بعد نہ تو ضرورت سے زیادہ گرمی محسوس ہوگی اور نہ پیاس ہی بار بار لگے گی اور نہ گرمی کے خراب اثرات جسم پر کوئی ناگوار اثر پیدا کر سکیں گے۔ جو حضرات صبح کو ناشتہ میں دُودھ کے عادی ہوں وہ دودھ ہی میں شربت رُوح افزا ڈال لیں۔ شربت رُوح افزا کو دہی کی لسی میں بھی ملا کر پیا جا سکتا ہے۔ دُودھ اور لسی کا ذائقہ شربت رُوح افزا سے بہت ہی خوش گوار ہو جاتا ہے۔

دماغ اور جسم کی تھکن

گرمی کی زیادتی کا عموماً یہ اثر ہوتا ہے کہ جو لوگ دماغی کام کرنے کے عادی ہیں ان کا دماغ ذرا سے کام کے بعد ہی تھکن محسوس کرنے لگتا ہے۔ دماغی تھکن کے علاوہ جسم بھی ٹوٹنے لگتا ہے جب یہ کیفیت محسوس ہو تو فوراً شربت رُوح افزا کا ایک گلاس پی لیا جائے۔ اس کے پیتے ہی اعصاب اور دل و دماغ میں ایک نئی قوت اور نئی زندگی محسوس ہونے لگے گی اور طبیعت جو گری ہوئی تھی فوراً تر و تازہ ہو جائے گی۔

کھیل کود کی تھکن ہاکی، ٹینس، فٹ بال، گولف، بیڈ منٹن اور اسی قسم کے ورزشی کھیلوں کے بعد جب پسینہ کثرت سے بہنے لگے اور دل کی حرکت سست اور کمزور ہو رہی ہو یا تھکن، اضمحلال اور افسردگی محسوس ہو رہی ہو تو شربت روح افزا کو استعمال کر لیا جائے تو یہ تمام شکایتیں حیرت انگیز طریقہ پر دور ہو جائیں گی۔ شربت روح افزا کو صرف شربت ہی کی صورت میں پینا ضروری نہیں ہے۔ جو حضرات سوڈا پینے کے عادی ہیں وہ اسے سوڈا واٹر میں ملا کر پییں تو فائدہ کے علاوہ ایک خاص لذت بھی محسوس ہوگی۔

شربت روح افزا کا بدل ماء الصحت (رجسٹرڈ) اگرچہ "شربت روح افزا" اپنی شان کا بالکل انوکھا شربت ہے اور اس کے فوائد کسی دوسرے شربت یا عرق میں جوں کے توں منتقل نہیں ہو سکتے، تاہم ہمدرد دواخانہ نے دور دراز اور غیر ممالک میں رہنے والے اُن حضرات کی خاطر جو شربت رُوح افزا حاصل نہیں کر سکتے ایک عجیب و غریب عرق "ماءُ الصحت" کے نام سے ایجاد کیا ہے جس میں انار، انگور، سنترہ، بہی، انناس، فالسہ وغیرہ کے تازہ رس بھی شامل ہیں۔ نیز مفرح اور مقوی دماغ دوائیں بھی ڈالی گئی ہیں۔ تاکہ دور دراز مقامات پر رہنے والے شربت رُوح افزا کا بہترین بدل حاصل کر سکیں۔

"ماء الصحت" صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو کسی وجہ سے اس شربت کو حاصل نہیں کر سکتے۔ ماء الصحت کو معمولی شکر یا قند کے شربت میں ملا کر پیا جا سکتا ہے بالکل شربت رُوح افزا کا لطف آتا ہے اور شربت رُوح افزا کے زیادہ سے زیادہ فوائد بھی اس میں موجود ہیں۔

دردِ سر کے لیے بے حد مفید گرمی سے زیادہ تر صفراوی یا دموی دردِ سر ہوا کرتا ہے۔ صفراوی دردِ سر میں مُنھ کا مزہ کڑوا ہوتا ہے، پیاس بہت لگتی ہے، اُبکائیاں آتی ہیں۔ اور دموی دردِ سر میں آنکھوں اور چہرہ کا رنگ سُرخ ہوتا ہے۔ سر بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا دردِ سر لو لگنے سے بھی ہوتا ہے۔ بعض اوقات گرمی میں دماغی کام کرنے کی وجہ سے بھی سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ صفراوی دردِ سر میں **شربت رُوح افزا** ۲ تولے پانی یا عرق بید مشک ۱۲ تولے میں ڈال کر پلائیں۔ پیشانی پر "قل زم" کی پھُریری لگا دیں یا "ہمدرد مرہم" مل دیں۔ شربت روح افزا پہلی ہی خوراک میں صفرا یا پت کو، جو غیر طبعی طور پر معدہ میں گر کر دردِ سر پیدا کرتا ہے، روک دیتا ہے اور دردِ سر دور ہو جاتا ہے۔ اگر شربت رُوح افزا نہ ہو تو ماءُ الصحت ۲ تولے معمولی شربت میں ملا کر پلائیں۔ دردِ سر دموی میں **شربت روح افزا** ۲ تولے پانی میں ڈال کر پلائیں۔

دماغی کام کرنے سے اگر دردِ سر ہوا ہو، جو اکثر مصنفین، وکیلوں، ایڈیٹروں، دفتر کے کلرکوں اور محنتی طالب علموں کو ہوا کرتا ہے، تو دردِ سر یا تھکن کا احساس ہوتے ہی **شربت روح افزا** ۵ تولے، برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر نوش کریں۔ اس سے فوراً درد اور تھکن دُور ہو جائے گی اور دماغ تازہ ہو کر کام کی طرف لگ جائے گا۔

لُو لگنا (سن اسٹروک) جب سخت گرمی پڑتی ہے اور سُورج کی تیزی بڑھ جاتی ہے تو ہندستان کے گرم شہروں میں مئی، جون اور جولائی میں لُو لگنے کے حادثے ہوا کرتے ہیں۔ جن مقامات پر گرمی ۱۰۸ سے ۱۲۰ فارن ہیٹ تک ہوتی ہے وہاں آدھی رات گزر جانے پر بھی لُو لگ جایا کرتی ہے۔ لُو لگنے پر مریض کے دل پر گرمی کا احساس ہوا کرتا ہے۔ سر چکراتا ہے، قے آتی ہے، آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں، نبض کم زور ہو جاتی ہے۔ سانس تنگ ہو جاتا ہے، پھر بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ لُو کے سخت حملے کی صورت میں دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے اور مریض مر جاتا ہے۔ لُو کا کوئی حادثہ ہونے پر فوراً مریض کو آرام سے لٹا کر سر پر ٹھنڈا پانی ڈالیں اور شربت رُوح افزا ۴ تولے شامل کر کے پلائیں۔ لخلخہ سرد سنگھائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو شربت روح افزا عرق بید مشک میں ملا کر پلائیں۔ شربت رُوح افزا نہ ہو تو ماءُ الصحت ۲ تولے سے ۵ تولے تک مصری یا قند کے شربت میں ملا کر اور ٹھنڈا کر کے پلائیں۔

نسخہ لخلخۂ سرد:- عطر خس۔ عطر صندل۔ روغن گل ہموزن

اِختلاج یا دِل کی دھڑکن گرمی کی شدت یا لُو لگنے سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں طبیعت بے چین ہوتی ہے، دل ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جب دِل کی حرکت تیز ہو اور طبیعت پر وحشت کے آثار نمایاں ہوں تو فوراً شربت روح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ملا کر پلائیں۔ بکری یا گائے کے دُودھ میں شربت روح افزا ڈال کر پینے سے دِل کی دھڑکن دُور ہو جاتی ہے۔ دِل مستقل طور پر کم زور ہو تو خمیرہ مروارید ۴ ماشے یا خمیرہ زہر مہرہ ۴ ماشے کھلا کر اوپر سے شربت رُوح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پییں۔

پیاس کی زیادتی ۔ پیاس اُس احساس کا نام ہے جو سرد تر چیز کی طلب کو ظاہر کرتا ہے۔ جب پانی کی مقدار خون میں کم ہو جاتی ہے تو پیاس

معلوم ہوتی ہے۔ گرمی میں پیاس بہت لگتی ہے۔ پیاس کے وقت اگر عمدہ پانی دستیاب نہ ہو اور خراب پانی پینے میں آجائے جیسا کہ ریل اور بیل گاڑیوں کے سفر میں ہوا کرتا ہے، تو خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آدمی ہر وقت گھر پر نہیں رہتا اور جب سفر میں ہوتا ہے تو جگہ جگہ کا پانی پینا پڑتا ہے جس کے اچھا ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ اس قسم کا پانی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ اس لیے گرمی میں خاص طور پر اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ پیاس کم لگے۔ گرمی میں کبھی معدہ، جگر اور گردوں کا مزاج گرم ہو جانے کی وجہ سے پیاس بار بار لگتی ہے مگر پانی پینے سے تسکین نہیں ہوتی۔ پانی پینے سے پیٹ پھول جاتا ہے۔ ذیابیطس کی وجہ سے بھی پیاس بڑھ جاتی ہے۔

علاج: گرمی میں پیاس کی شدت سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ صبح کو دن چڑھنے سے پہلے ۲ تولے شربت رُوح افزا ٹھنڈے پانی یا دُودھ یا دہی کی لسی میں ڈال کر پی لیں۔ اس ترکیب سے جگر، معدہ اور گردوں پر اتنا اچھا اثر پڑتا ہے کہ دن بھر پیاس کی شدت نہیں ہوتی۔ اور پسینے کی گلٹیوں (غدود عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈس) کا فعل بھی باقاعدہ رہتا ہے اور پسینہ ضرورت سے زیادہ خارج نہیں ہوتا۔ سخت گرمی کے وقت بھی طبیعت کام کرنے پر حاضر رہتی ہے۔ پیاس کی شدت کے مریضوں کو شربت روح افزا ۵ تولے نہایت ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ پیتے ہی گلاس میں پیاس کو سکون ہو جاتا ہے۔ ضرورت ہو تو ایک گھنٹے بعد دُوسرا گلاس پلائیں۔ ذیابیطس کے مریضوں کو پیاس کی زیادتی میں دوائی ایک ڈرام کھلا کر اوپر سے شربت رُوح افزا ۵ تولے دیچھا چھ۔ متی ۱۵ تولے میں ملا کر پلائیں۔ اس سے اصل مرض کا بھی قلع قمع ہو جائے گا اور پیاس بھی دُور ہو جائے گی تین یا زیادہ سلسل پر عمل کریں۔ شربت رُوح افزا موجود نہ ہونے کی صُورت میں مارالحجت ۴ تولے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قَے اور متلی گرمی میں جگر کے فعل کی خرابی کے باعث صفرا غیر معمولی طور پر معدہ میں گر کر پیاس، قے اور متلی وغیرہ کی شکایتیں پیدا کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں شربت رُوح افزا ۴ تولے پانی میں گھول کر تھوڑا تھوڑا پلائیں یا شربت روح افزا ۴ تولے عرق پودینہ ۵ تولے یا عرق گلاب ۵ تولے میں ڈال کر پییں۔ برف مل جائے تو اس کو برف سے ٹھنڈا کر لیں اور ذرا ذرا سا شربت رُوح افزا بار بار چاٹتے رہیں۔ جی چاہے تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا شامل کر کے پییں۔ جہاز، ریل اور بیل گاڑی وغیرہ میں بیٹھنے سے جو قے آنے لگتی ہے اس میں بھی شربت رُوح افزا نہایت مفید ہے۔ ۲ تولے شربت پانی یا سوڈا واٹر میں ڈال کر پلائیں۔ حاملہ عورتوں کی قے میں بھی شربت رُوح افزا تریاق ثابت ہوا ہے۔ ذرا ذرا سا شربت چاٹیں یا پودینے کے عرق میں ۲ تولہ شربت روح افزا ڈال کر نوش کریں۔ گرمی کے تمام بخاروں میں قے، پیاس، دردِ سر اور ہذیان کو رفع کرنے کی غرض سے شربت روح افزا اسی طرح استعمال کریں۔

بھوک بند ہو جانا گرمی کی شدت میں اکثر بھوک بند ہو جاتی ہے یا کم لگتی ہے۔ ایسی صورت میں صبح سویرے نہار منہ ۴ تولے شربت روح افزا پانی یا دُودھ میں ڈال کر پییں اور دوپہر تک کچھ نہ کھائیں۔ کھانے کے وقت میں بھوک کا احساس ہونے لگے گا اور حسب معمول خوب غذا کھائی جائے گی۔

ناگہانی بے ہوشی بعض اوقات گرمی میں مجمع میں بیٹھنے یا ریل اور سڑک پر چلتے چلتے آدمی بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس قسم کی بے ہوشی میں شربت رُوح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر تھوڑا تھوڑا بے ہوش آدمی کو پلائیں۔ نہ پی سکے تو چمچے سے حلق میں اُتاریں۔ اگر مل سکے تو عرق بیدمشک ۵ تولے عرق کیوڑہ ۵ تولے بھی شامل کر دیں۔

صفراوی یا پت کے دست گرمی کے موسم اور گرم مقامات پر غذا کی خرابی سے اکثر صفراوی یا پت کے دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بچوں کے اس قسم کے دستوں سے تو ہیضے کا شبہ ہو جاتا ہے۔

دست شروع ہوتے ہی بڑے آدمی کو ۴ تولے شربت رُوح افزا عرق گلاب ۱۰ تولے یا عرق پودینہ ۱۲ تولے یا صرف پانی میں ڈال کر پلائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو سوڈا واٹر میں شربت رُوح افزا ڈال کر پلائیں۔ بچوں کو شربت رُوح افزا ایک تولہ یا دو تولے، عرق گلاب ۴ تولے میں ملا کر دیں۔ سبز رنگ کے دست ہوں تو اسی شربت میں ذرا سا نارجیل دریائی اور زہر مہرہ بھی گھس دیں۔

بے خوابی یا نیند نہ آنا گرمی میں جگر کی خرابی، قبض یا بدہضمی کی وجہ سے یہ شکایت ہو جاتی ہے۔ نیند بالکل نہیں آتی یا کم آتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو بھی نیند نہ آنے کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ ایسی صُورت پیش آنے پر شام کا کھانا سونے سے ۴ گھنٹے پہلے کھا لیا کریں اور رات کو سوتے وقت ۴ تولے شربت رُوح افزا ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اس سے اکثر پہلے ہی دن گہری اور آرام کی نیند آجاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو ایامِ حمل میں نیند نہ آئے تو وہ بھی شربت رُوح افزا اسی ترکیب سے استعمال کر سکتی ہیں۔ سر میں تیل ڈالنے کی عادت ہو تو معمولی بازاری تیلوں کی جگہ "روغنِ بے نظیر" اچھی طرح سر میں مل لیا کریں۔

طبیعت کا گِرا گِرا رہنا - گرمیوں میں دِل کی حرکت کم زور ہو جاتی ہے۔ اس لیے اکثر طبیعت افسردہ اور گری گری رہتی ہے۔ شربت رُوح افزا

جگر اور دورانِ خون پر نہایت اچھا اثر ڈالتا ہے اس کے استعمال سے طبیعت جلد بشاش اور خوش ہو جاتی ہے جس وقت طبیعت گری گری ہو تو شربت روح افزاہ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پی لیں صبح و شام عادتاً شربت رُوح افزا پیتے رہیں تو یہ شکایت پیدا ہی نہ ہوگی۔

چڑچڑاپن:- گرمیوں کے دن بہت بڑے ہوتے ہیں موسم کی گرمی کے باعث جسم میں حرارت زیادہ ہو جاتی ہے فضا اور ماحول بھی گرم ہوتا ہے ان وجوہ سے اکثر دماغی کام کرنے والوں کے مزاج میں جن میں ایڈیٹروں سے لے کر دفتروں کے کلرک تک شامل ہیں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے ذرا ذرا سی بات پر غصہ آتا ہے اور معمولی معمولی اسباب پر وہ بیوی، بچوں اور ملازموں پر خفگی کا اظہار کرتے ہیں حقیقت میں یہ دل اور اعصاب کی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس دلچسپ مرض میں، جب بیوی اپنے شوہر کا انتظار خوف وہراس کے ساتھ کیا کرتی ہے اور بچے شفیق باپ کے گھر میں قدم رکھتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں، **شربت رُوح افزا** نہایت مفید ہوتا ہے۔ ۲ تولے شربت رُوح افزا برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر آتش مزاج شوہر یا باپ کو پلا دینا چاہیے۔ جلد یہ چڑچڑاپن اور غصّے کی عادت دُور ہو جائے گی!

نکسیر کا مرض گرمی کے موسم میں گرمی اور خشکی کے باعث نکسیر پھوٹنے لگتی ہے اور سیروں خون ضائع ہو جاتا ہے جن لوگوں کو یہ شکایت ہو انہیں روزانہ صبح کو شربت رُوح افزا ۴ تولے پانی یا عرق شاہترہ میں ڈال کر پی لینا چاہیے۔

صفراوی یا پت کا بخار:- یہ شدید قسم کا میعادی بخار ہے محرقہ بھی اسی کی ایک خطرناک قسم ہے جس میں بخار بہت تیز ہوتا ہے۔

علاج:- پہلے ہی دن شربت روح افزا ۳ تولے عرق کاسنی یا عرق شاہترہ ۱۰، ۱۰ تولے میں ملا کر پلائیں اور روزانہ تین دن تک صبح و شام پلاتے رہیں اس سے اخراج فضلات کا نظام درست اور باقاعدہ ہو جائے گا اور تیسرے دن بخار اتر جائے گا اگر بخار نہ اُترے تو پھر چار دن بھی شربت روح افزا مذکورہ طریقے پر پلاتے رہیں۔ ساتویں دن شام کو قرص ملین دو عدد کھلائیں۔ صبح کو دو تین اجابتیں آکر طبیعت درست ہو جائے گی۔ غذا میں خرفہ، پالک، کدو وغیرہ کی ترکاری کھلائیں یا آشِ جو پلائیں۔

شربت روح افزا پارٹیوں میں موسم گرما کی کوئی پارٹی جس میں شربت روح افزا نہ ہو کیف و سرور اور صحت و شادمانی کے لحاظ سے کامیاب نہیں ہو سکتی جن پارٹیوں میں شربت روح افزا سے تیار کیا ہوا سرخ رنگ کا سیال سفید بلوری گلاسوں میں چمک رہا ہو وہ نتیجے کے لحاظ سے قطعاً کامیاب سمجھی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اب کوئی پارٹی شربت روح افزا سے محروم رہنا نہیں چاہتی۔

شربت روح افزا کا آئس کریم: بعض جدت پسند حضرات گائے کے عُمدہ دُودھ اور بالائی میں شربت روح افزا شامل کر کے آئس کریم بنا کر نوش کرتے ہیں۔ اس طریقے سے تیار کی ہوئی آئس کریم نہایت خوش ذائقہ خوش رنگ اور مفرح ہوتی ہے۔ صاحبان ذوق اسے بے حد پسند کرتے ہیں۔

ہر مذہب و ملت کے لیے بے ضرر:- شربت روح افزا بوڑھوں، جوانوں، عورتوں، بچوں، سرمایہ داروں، مزدوروں، ہندوؤں، مسلمانوں، پارسیوں، عیسائیوں، مولویوں، پنڈتوں غرض ہر مذہب کے ہر عمر کے افراد کے لیے گرمی کا بہترین طبی اور سائنٹفک تحفہ ہے جس کو حاصل کرنے کی کوشش قطعاً دانشمندی اور دُور بینی ہے۔ اس میں کوئی ناجائز چیز شامل نہیں ہے۔

شربت رُوح افزا کی قیمت اور خاص رعایتی اعلان !!!

شربت روح افزا کی قیمت اس کے فائدوں کے لحاظ سے پہلے ہی کم رکھی گئی ہے ایک رُوپیہ چار آنے فی بوتل میں اس قسم کی خوبیوں والا شربت کسی طرح بھی مہنگا نہیں ہے پھر بھی زیادہ تعداد میں بوتلیں خریدنے والوں کے لیے خاص رعایت کر دی گئی ہے چنانچہ تین بوتلوں سے پانچ بوتلوں تک خریدنے والوں کے لیے ایک آنہ فی بوتل کی رعایت کی جاتی ہے اور چھ بوتلوں سے گیارہ بوتلیں تک کے خریدار کو ۶ پیسے فی بوتل کی اور ایک درجن یا اس سے زیادہ بوتلوں کے خریدار کو ۲ر فی بوتل کی کمی قیمت میں کر دی جاتی ہے * طبیبوں، ویدوں، عطّاروں اور ڈاکٹروں کو ۲۰ر فی رُوپیہ کمیشن دیا جاتا ہے۔

دہلی سے باہر کے شائقین کو چاہیے کہ وہ ریلوے کے ذریعہ سے پارسل منگائیں۔ ڈاک سے پارسل منگوانے میں خرچ زیادہ آتا ہے۔ دو دو، تین تین خریدار مل کر اگر شربت منگائیں تو ریلوے کے محصول میں بھی کمی ہو جاتی ہے اور اعلان کے مطابق وہ رعایت کے حقدار بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ ریلوے پارسل منگانے والے صاحب اپنے اسٹیشن کا نام مع لائن صاف صاف لکھیں

دواؤں کی قیمتیں:- جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے نیچے لکھی جاتی ہیں:-

نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت
خمیرہ زہر مہرہ	۱ تولہ	۸ر	روغن بے نظیر	۱ شیشی	۱۲ر	عرق بید مشک	۱ بوتل	۱۴ر	عرق کاسنی	۱ بوتل	۳ر	[illegible]	۱ شیشی	[illegible]
خمیرہ مروارید	۱ تولہ	۴ر	زہر مہرہ معمولی	۱ تولہ	۴ر	عرق پودینہ	۱ "	۴ر	عرق کیوڑہ	۱ "	ھر	[illegible]	۱ بوتل	[illegible]
دولابی (ایک شیشی)	۲۴ عدد گولی	۲ روپے	شربت رُوح افزا	۱ بوتل	۱عہ	عرق شاہترہ	۱ "	۴ر	عرق گلاب	۱ "	۱۴ر	نارجیل دریائی	۱ تولہ	—ر
									قرص ملین	۱ درجن	۱۰ر	ہمدرد مرہم	۱ ڈبیہ	۸ر

ہمدرد دواخانہ دہلی

قائم شدہ سنہ ۱۹۰۶ء   تار کا پتہ "ہمدرد" دہلی

کیا آپ کو معلوم ہے

بہار کے موسم میں کیسے تندرست رہا جا سکتا ہے؟

موسم بہار کی پیدائش!

انسان نے جب پہلی مرتبہ دنیا میں آنے کے بعد اس دنیا کی بے رونقی کو دیکھا تو اس نے کہا "اے مالک، تو نے مجھے کیسی دنیا میں بھیج دیا ہے، جہاں نہ مستی ہے نہ شوخی ہے، ورنہ زندگی ہے"

مالک نے پوچھا: "تو کیا چاہتا ہے؟"

انسان بولا "میں ایک ایسی دنیا چاہتا ہوں جہاں حُسن ہو، جوانی ہو، شباب ہو۔ جہاں کی فضا میں مستی ہو اور جہاں وہی کیف و سرور ہو جو تیری جنت میں ہے۔ میرے مالک اس دنیا کو بھی اسی جنت کی طرح بنا دے۔ جہاں ندتوں رہا ہوں اور جہاں کی فضا میں حسن بکھرا بکھرا پھرتا ہے۔"

مالک نے کہا "اب تو اُس شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا"

انسان نے گڑگڑا کر کہا "میرے مالک کچھ بھی ہو میری دنیا کو جنت جیسا بنا دے"

مالک نے، جسے انسان کی دلداری منظور تھی، ایک اشارہ کیا۔ کائنات کا رنگ بدلنے لگا۔ مست فضائیں چلنے لگیں۔ زمین سے رنگ برنگ کے پھول امنڈ پڑے۔ درخت ہرے بھرے ہوگئے۔ درختوں کی شاخیں میوؤں سے جھک گئیں۔ دریاؤں کا پانی شفاف موتی کی طرح چمکنے لگا۔ ہرطرف حُسن تھا، شوخی تھی اور جوانی تھی۔ یہ تھا دنیا کا انقلاب اور اسی انقلاب کا نام ہے موسمِ بہار۔

اگرچہ دنیا بہت پُرانی ہو چکی ہے، لیکن پھر بھی اس انقلاب کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے ہر سال بہار آتی ہے اور بہار کے آتے ہی پتہ پتہ میں نشوونما کی قوت بڑھ جاتی ہے اور ہرطرف فضا میں ایک جوانی سی لہرانے لگتی ہے۔

اِنسان اور موسمِ بہار

موسم بہار کی یہ انقلابی کیفیات صرف اُس کائنات ہی تک محدود نہیں ہیں، بلکہ آفرینش عالم سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ موسمِ بہار کے آتے کے ساتھ ہی انسان بھی ایک انقلاب محسوس کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ انسانی قلب امنگوں سے لبریز ہو جاتا ہے، سرد خون گرمی پاکر رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔ دماغ پر ایک مستی سی چھا جاتی ہے اور انسان ان کیفیات سے کچھ مدہوش سا ہو جاتا ہے۔ شاید اسی لیے قدرت نے کہا تھا کہ "اے انسان اب تو اُس شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا"

یہ حقیقت ہے کہ انسان کے لیے یہ مست کر دینے والا موسم ناقابلِ برداشت ہی بن جاتا ہے۔ کیونکہ بہار کے آتے ہی نہ صرف انسان کے احساسات کی دنیا میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ جسمانی کیفیات بھی اس کے لیے مصیبت بن جاتی ہیں۔

موسمِ بہار میں اِنسانی جسم کی بغاوت

موسم بہار کے آتے ہی انسان کے جسم میں ایک انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ وہی خون جو ہمارے جسم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے ہم کو پریشان کرنے لگتا ہے۔ خون گرمی پاکر رگوں میں پھیلنے لگتا ہے۔ اس میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے اور خون میں جوش پیدا ہونے کے ساتھ ہی وہ تمام خوفناک بیماریاں اُبل پڑتی ہیں جو زیادتیٔ خون یا جوشِ خون سے تعلق رکھتی ہیں۔

موسمِ بہار کے آتے ہی، پھوڑے، پھنسیاں، چیچک، خسرہ، نکسیر وغیرہ کی شکایتیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ صرف یہی نہیں ہوتا

بلکہ وہ مواد جو جاڑے میں جسم کے کسی نامعلوم کونے میں پڑا ہوا تھا، گرمی پاکر اُبل پڑتا ہے اور کم زور اعضا پر گر کر ان کو ناکارہ کر دیتا ہے غرضکہ موسم بہار کے آتے ہی انسان کے سارے جسم میں ایک ہلچل پیدا ہو جاتی ہے۔ شاید اسی لیے قدرت نے انسان سے کہا تھا کہ
"تو موسم بہار کی شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا"

یہ جسمانی بیماریاں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟

شاعر اور ادیب کی نظر میں موسم بہار کی یہ بیماریاں موسم بہار کی پیدائش کی یادگار ہیں۔ لیکن اطبا کہتے ہیں کہ ان بیماریوں کو بہار جیسے معصوم اور پرلطف موسم کی ہلاکت آفرینیوں کا سبب نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ یہ بیماریاں اُن خرابیوں کا نتیجہ ہیں جو سردی کے موسم میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ سردی میں تو دبی پڑی رہتی ہیں، لیکن جوں ہی موسم بہار کی لطیف گرمی "ان کو چھیڑتی ہے یہ اُبل پڑتی ہیں۔
اطبا کی رائے ہے کہ اگر جسم میں مدافعت کی طاقت ہو تو یہ زہریلا مادہ جو سردیوں سے جسم میں پڑا ہوا تھا خود ہی نکل جاتا ہے لیکن اگر قوتِ مدافعت کم زور ہے تو یہ زہر جسم ہی میں رہ جاتا ہے اور سینکڑوں خطرناک بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے۔

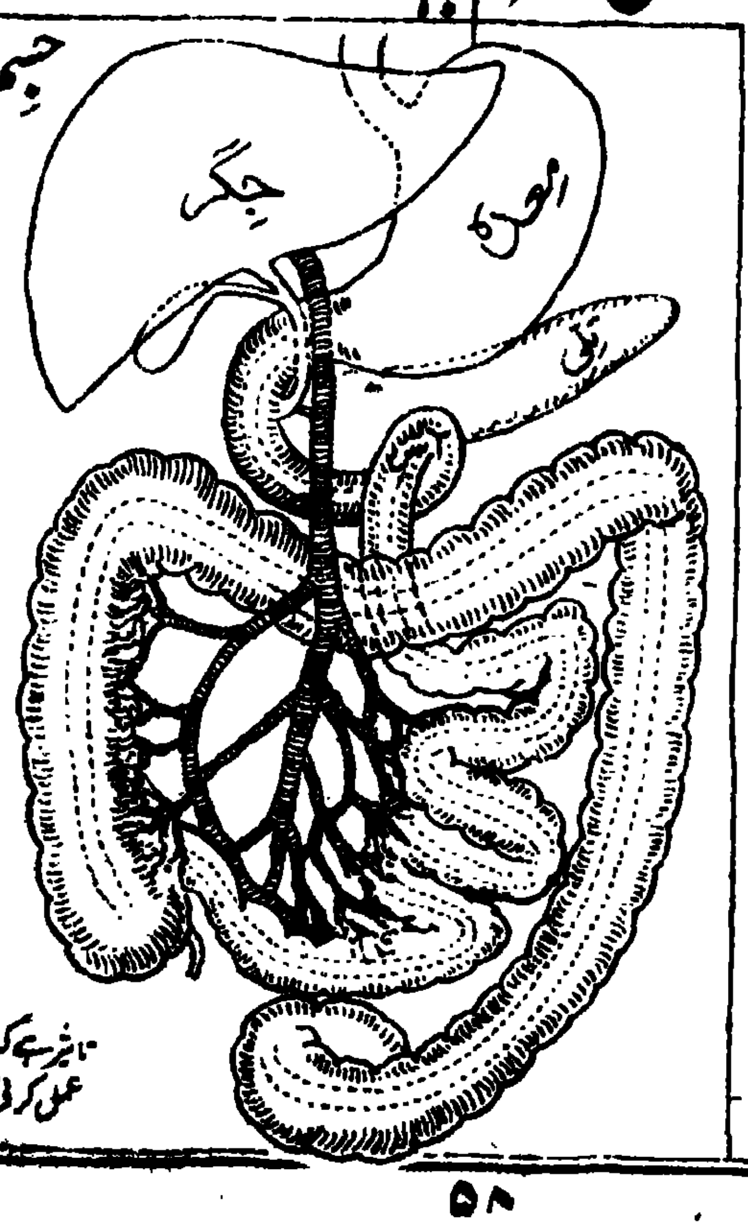
موسمِ بہار ہمارے لیے مصیبت

قدرت نے سچ کہا تھا کہ "اے انسان۔ موسم بہار کو تو برداشت نہیں کر سکے گا" چنانچہ یہی ہو رہا ہے۔ کیونکہ ہماری تن درستیاں خراب ہوتی جا رہی ہیں۔ ہمارے جسم میں زہر کو خارج کرنے کی قوت باقی نہیں رہی۔ اس لیے موسم بہار جیسا خوش گوار موسم بھی ہمارے لیے ایک مصیبت بن جاتا ہے۔
موسم بہار ہمارے لیے کس قدر قاتل ثابت ہو رہا ہے، اس کا اندازہ اس خوفناک رپورٹ سے ہو سکتا ہے جو ہر سال ہندستان میں شائع ہوتی ہے۔ اس رپورٹ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موسم بہار بنی نوعِ انسان کی تباہی کا پیام لیکر آتا ہے اور لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کو برباد کر کے چلا جاتا ہے۔

۲۷ لاکھ آدمی موسمِ بہار کے شکار

جسم کے نظامِ ہضم کے اعضاء

۸۰ فی صدی روگ ان ہی عضا کے کاموں میں گڑبڑ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں "صافی" کی یہ خاصیت ہے کہ ان اعضا کے فعل کو بالکل درست حالت میں رکھتی ہے۔ اگر ان میں خراب مادے جمع ہوں تو ان کو باہر نکالنے کا فوراً بندوبست شروع کر دیتی ہے اس طرح یہاں کے خراب مادے جو رگوں میں پہنچ کر خون کو خراب کرتے تھے اب وہاں نہیں پہنچتے عام دست آور دواؤں کو دست ہونے سے کام ہوتا ہے چاہے جسم کو دستوں کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ "صافی" ہی کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ نظامِ ہضم کے اعضاء پر ٹھیک ٹھیک عمل کرتی ہے۔



اندازہ لگایا گیا ہے کہ موسم بہار میں خون میں زہر شامل ہونے کی وجہ سے جو خوفناک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان میں تقریباً ۲۷ لاکھ آدمی یا تو جان دیدیتے ہیں یا اپنی تندرستی کھو بیٹھتے ہیں۔ ان ۲۷ لاکھ میں وہ اور کروڑوں مریض شامل نہیں ہیں جو معمولی پھوڑے پھنسیوں کی تکلیف اٹھا کر تندرست ہو جاتے ہیں یا چیچک وغیرہ میں اپنے جسم کی خوبصورتی کو زائل کر کے زندہ رہ جاتے ہیں۔
موسم بہار کا ہی یہ کرشمہ ہے کہ ہر سال بیشمار آدمی اس موسم میں جنون اور دیوانگی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ غرض کہ موسم بہار ہمارے لیے ایک مصیبت بن کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کو برباد کر کے چلا جاتا ہے۔ یہ موسم بظاہر بڑا خوش گوار ہے لیکن درحقیقت ہر موسم سے زیادہ خطرناک ہے۔

موسمِ بہار کی ہلاکت آفرینیوں سے بچو

موسم بہار ہندستان میں اپنی تباہ کاریاں برپا کرنے کے لیے ہر سال ۱۵ فروری کو آتا ہے اور آخر اپریل تک ایک ایسا ہنگامہ برپا رکھتا ہے جس کی تلافی کبھی نہیں ہوسکتی۔

ہندستان کے ہر ہوشمند انسان کا فرض ہے کہ وہ اس خوشگوار مگر خطرناک موسم کی ہلاکت آفرینیوں سے اپنے آپ کو بچائے اور ایسی تدابیر اختیار کرے کہ اس موسم کا خطرہ بڑی حد تک ختم ہو جائے۔

اس موسم کے آتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا جائے کہ دودھ کو دیر تک نہ جاگا جائے ثقیل غذاؤں کو چھوڑ دیا جائے اور خون میں تیزی پیدا کرنے والی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی کسی نہ کسی طرح اس زہریلے مادہ کو خارج کر دیا جائے جو سردیوں سے جسم میں پڑا ہوا ہے اور اب وہ جسم میں زہر بن کر ایک قیامت برپا کرنے والا ہے۔

قدیم زمانہ میں لوگ کیا کرتے تھے؟

قدیم زمانہ کے ہوشمند آدمی موسم بہار کو طاعون اور ہیضہ سے بھی زیادہ خطرناک خیال کرتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ موسم بہار کے آتے ہی کم از کم ایک ہفتہ کا جلاب لیا کرتے تھے تاکہ جسم کا تمام زہریلا مادہ خارج ہو جائے جو لوگ زیادہ دولتمند تھے وہ اس سے بھی زیادہ مدت کا جلاب لیتے تھے لیکن اب زمانہ ایسا آگیا ہے کہ لوگوں کے پاس نہ وقت ہے نہ روپیہ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہفتوں جلاب لیکر گھروں میں پڑے رہیں اور اس کے بعد فاقہ کشی کی مصیبت برداشت کریں؟

اس زمانہ میں لوگ کیا کرتے ہیں؟

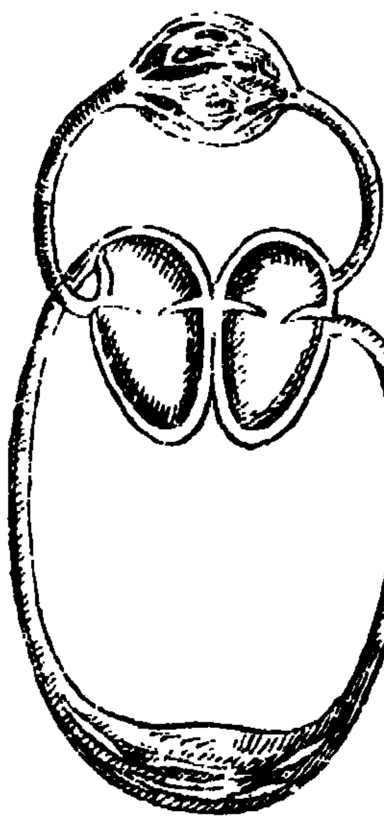
اس زمانہ میں جبکہ لوگوں کے پاس نہ وقت ہے اور نہ روپیہ وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے مصفی خون دوائیں استعمال کر لیتے ہیں لیکن چونکہ اس وقت تک کوئی ایسی مصفی دوا ایجاد نہیں ہوئی تھی جو خاص طور پر اسی موسم کے مریضوں کے لیے مخصوص ہو اس لیے لوگوں کو پورا فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب جبکہ جدید سائنٹفک اصول کے ماتحت ہمدرد دواخانہ دہلی نے خاص اس موسم کے لیے صافی جیسی مؤثر دوا تیار کر دی ہے تو پبلک اسی دوا کو استعمال کرتی ہے اور اس دوا کا یہ اثر ہوتا ہے کہ لوگ ان خطرناک امراض سے بچ جاتے ہیں جن کا پیدا ہونا اس موسم میں بالکل یقینی ہے۔

"صافی" بیسویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے

صافی بیسویں صدی کی وہ حیرت انگیز ایجاد ہے جسکے استعمال کے بعد لمبے چوڑے مسہل لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ کسی خاص احتیاط کی۔ بس صبح اٹھتے ہی نہار منہ پانی یا دودھ میں ملا کر صافی پی لیجیے۔ چند روز کے استعمال کے بعد سارا جسم کندن بن جائے گا۔

صافی اس وقت ہندستان کی واحد دوا ہے جو خون کی تمام خرابیوں کے لیے اور موسم بہار میں پیدا ہونے والی بیماریوں کے لیے حد درجہ مفید ثابت ہو رہی ہے۔ یہ خون کے زہریلے اور ناقص مواد کو پیشاب پاخانہ یا پسینے کے ذریعہ سے خارج کر دیتی ہے۔ چنانچہ صافی کے استعمال کے بعد بعض لوگوں نے اپنے پیشاب اور پاخانہ کا امتحان کرایا تو اس میں زہریلا مادہ کثرت سے پایا گیا۔ یہی زہریلا مادہ اگر جسم میں رہ جاتا تو سینکڑوں بیماریوں کا سبب بن سکتا تھا۔

جسم میں دورانِ خون



صافی نہ صرف خون کے اصل نقصوں کو دور کر دیتی ہے بلکہ خون کی گردش کو بھی صحیح حالت میں رکھتی ہے۔

صافی کے استعمال کا طریقہ

صافی کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ صبح کو نہار منہ ایک تولہ

صافی دُودھ یا پانی میں ملاکر پی لیں۔ اس کے بعد ایک گھنٹے تک کچھ نہ کھائیں۔ اگر صافی کے دوران استعمال میں پسینہ کثرت سے خارج ہو یا پیشاب بار بار آنے لگے تو اس سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ صافی کا اثر شروع ہو گیا اور صافی خون کے ناقص مادوں کو پسینہ اور پیشاب کی راہ خارج کر رہی ہے۔ اگر پیٹ میں گرانی ہو تو صافی کی خوراک کو دُوگنا کرکے اور اسے گرم پانی میں ملاکر پیا جائے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ دو تین دست ہو جائیں گے اور طبیعت میں شگفتگی اور ہلکا پن محسوس ہونے لگے گا۔

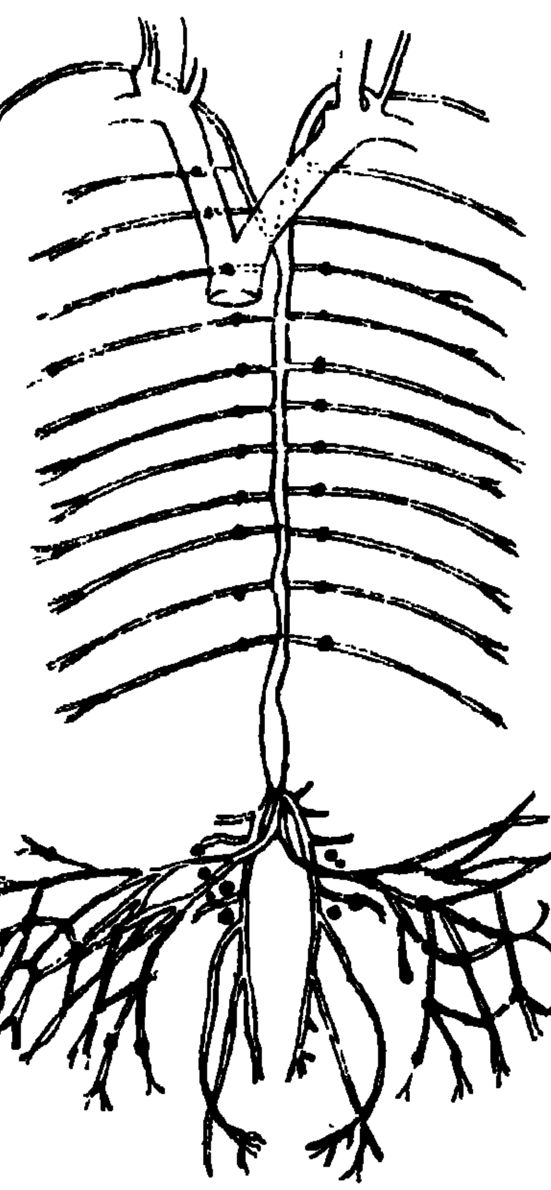
حفظِ ماتقدم اور صحت کی حفاظت کے لیے محض ایک مہینہ تک صافی کی روزانہ ایک خوراک پی لینا بالکل کافی ہے۔ بچوں کو صافی ¼ سے ½ خوراک تک دی جاتی ہے۔ البتہ موسمِ بہار کی بیماریوں میں کچھ اضافوں کی ضرورت ہوگی جن کی تفصیل آگے چل کر بیان کی جائے گی۔

صافی کے دَورانِ استعمال میں اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ خوراک ہلکی اور زود ہضم ہو۔ بہار کے موسم کے پھل جتنے چاہیں کھائیں۔

صافی کے کرشمے

یہ حقیقت ہے کہ موسمِ بہار کی کئی بیماریوں میں صافی کے کرشمے حیرت انگیز طریقہ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ جسم میں پہنچتے ہی خون اور زہریلے مواد پر ایسا زبردست قبضہ کر لیتی ہے کہ طبیعت کو وہ کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے اور طبیعت انھیں صافی کی امداد سے آسان راستوں سے جسم کے باہر نکال دیتی ہے۔ حقیقت میں صافی کے یہ فوائد اور اثرات اس کے عجیب و غریب نسخہ اور سائنٹی فک طریقۂ تیاری کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔

جسم میں غدد جاذبہ اور عروق جاذبہ کا نظام



اس نظام پر صافی کے استعمال سے حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ نظام صافی کے استعمال سے صحیح کام کرنے لگتا ہے اور پھر خون میں کوئی خرابی نہیں رہنے پاتی +

صافی میں ایسی دوائیں شامل کی گئی ہیں جو بہت کم عرصے میں معدہ اور جگر کی لمبی منزلوں سے گزر کر رگوں میں پہنچ جاتی ہیں اور دَورانِ خون میں شامل ہو کر خون کی صفائی کے قدرتی خزانوں کو سرگرمِ عمل بنا دیتی ہیں۔

عروق جاذبہ کو آمادہ کر دیتی ہیں کہ وہ جلد سے جلد خراب مواد کو ایسی جگہ پہنچا دیں جہاں سے آسانی کے ساتھ انھیں خارج ہونے کا راستہ مل جائے اور غدد جاذبہ کو عروق جاذبہ کی طرف کو چھاننے کے لیے تیار اور تیز کر دیتی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ صافی خون ہی کو متاثر کرتی ہے، بلکہ اس میں یہ عجیب و غریب خاصیت موجود ہے کہ بدن میں جو خلط غالب ہوتی ہے اس کو اعتدال پر لے آتی ہے اور زائد مواد کو پیشاب، پاخانہ یا پسینے کی راہ سے بہا کر نکال دیتی ہے۔

صافی کیا ہے؟

صافی کی ان بے نظیر تاثیروں کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر صافی ہے کیا، جس میں ایسے بے شمار منافع جمع ہو گئے ہیں۔ درصل صافی چند موثر سریع العمل اور نایاب بوٹیوں اور بہت سی بیش قیمت دواؤں کا ایسا مجموعہ ہے جس کے فوائد میں محض ترکیب تیاری کی ندرت اور اچھوتے پن سے طاقت و قوت کے معجزے پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمدرد دواخانے میں بجلی سے چلنے والی متعدد مشینوں کی لاکھوں گردشوں اور ماہر دواسازوں کی مسلسل محنت و کاوش نے جو مجلس تجربات اور اس کے صدر محترم عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی نگرانی و سرپرستی میں بروئے کار آتی ہیں، صافی کو اعجاز و کرشمہ بنا کر ایک خوب صورت سیال کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ پہلے ایک سال تک نہایت خاموشی کے ساتھ مجلس تجربات میں صافی اصولی و فنی تجربوں کی آغوش میں پلتی بڑھتی رہی اور فن کی باریک اور نہایت دقیق نگاہیں اس کے خط و خال پر تنقید کے ساتھ پڑتی رہیں۔ کبھی اس کے ذائقہ پر بحث کی گئی، کبھی زمانۂ اثر کو کم سے کم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی، کبھی اس کی طاقتِ عمل کو بڑھانے کی سفارش ہوئی۔ غرض ایک سال

کے بعد کئی ہزار مریضوں پر تجربہ کرکے مجلس تجربات کے تمام ممبروں نے بالاتفاق کہہ دیا کہ اب صافی مکمل ہوگئی اور اس میں خون صاف کرنے اور فسادِ خون کی بیماریوں کو دُور کرنے کی یقینی قوتیں پیدا ہوگئیں اس کے بعد صافی کو یورپ کی قیمتی دواؤں کے دوش بدوش بازارِ فن میں منظرِ عام پر رکھ دیا گیا۔

صافی کس طرح اپنا عمل کرتی ہے؟

صافی، جسے کافی تبدیلیوں کے بعد موجودہ دور کی خون صاف کرنے والی دواؤں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ موثر عمل و بکارآمد بنایا گیا ہے جسمِ انسان میں داخل ہو کر خاص طور پر یہ کام کرتی ہے کہ عروق جاذبہ (لمفیٹک ویسلز) کے عمل کو تیز کر دیتی ہے جو خراب مواد کو نکال لینے کے سلسلہ میں قدرتاً انھیں انجام دینا پڑتا ہے۔ اس طرح عروق جاذبہ اور عروق دمویہ (Blood Vessels) خراب مواد کو جلد ایسے مقامات پر پہنچا دیتی ہیں جہاں سے انھیں جسم سے باہر نکلنے کے لیے راستہ مل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صافی کبھی پاخانہ کی صورت

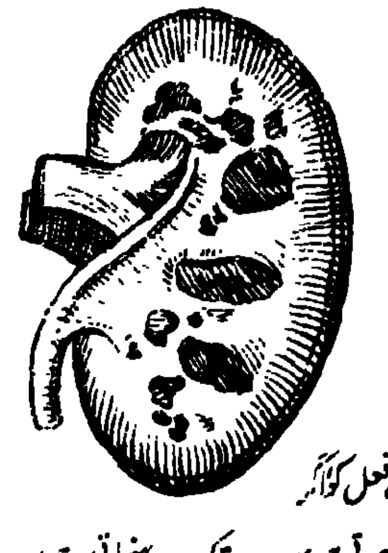
پسینے کے غدود کا خوردبینی منظر



صافی ان غدود کو بھی کام پر آمادہ کر دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ صافی کے استعمال سے بعض اوقات پسینہ بہت آتا ہے ٭

میں جسم کے خراب اور ناکارہ مواد کو نکالتی ہے کبھی اس کے استعمال سے پسینہ زیادہ آتا ہے کبھی پیشاب۔ صافی غدد جاذبہ (لمفیٹک گلینڈز) کے قدرتی فعلوں کو بھی تیز کر دیتی ہے اور رطوبت کے چھاننے کا جو کام ان کے سپرد ہے وہ صافی سے زیادہ منظم ہو جاتا ہے۔ صافی ہر موسم، ہر عمر اور ہر مزاج کے لیے یکساں مفید ہے بچوں بوڑھوں جوانوں اور عورتوں کو ہر موسم میں دی جا سکتی ہے۔

گردہ جسم کا سب سے بڑا داروغہ صفائی



صافی، گردوں کے فعل کو اگر قدرتی طور پر ضرورت ہوتی ہے بہت حد تک مدد پہنچاتی ہے اور پھر وہ جسم کے سارے خراب مادے پیشاب کے راستے بہا دیتے ہیں ٭

صافی اور بہار کی بیماریاں

موسمِ بہار کی مختلف بیماریوں میں اگرچہ صافی کا استعمال بالکل شافی علاج ہے تاہم اس کا طریقۂ استعمال مختلف ہوتا ہے اس لیے یہاں الگ الگ ہر مرض میں صافی استعمال کرنے کے آسان طریقے لکھے جاتے ہیں:-

صافی اور خون کا بخار۔ خون میں جوش آجانے سے ایک خاص قسم کا بخار پیدا ہو جاتا ہے جسے اطبا کی زبان میں **سونوخس** کہتے ہیں۔ اس میں خون کے غلبہ اور اس کے گرم ہو جانے کی سب علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر بخار آنے سے پہلے جب مریض کو انگڑائیاں آنی شروع ہوں، سر بھاری معلوم ہو اور آنکھوں میں غیر معمولی سرخی محسوس ہو تو صافی ایک ایک تولہ تھوڑے سے پانی میں ڈال کر دونوں وقت پلائیں۔ اس سے خون اپنی اصل حالت پر آجاتا ہے۔ اس کی گرمی بجھ جاتی ہے اور بخار کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ اگر اس نوبت پر علاج نہیں کیا جا سکے اور بخار ہو جائے تو ایک تولہ صافی ایک چھٹانک پانی میں ڈال کر صبح کو پلائیں۔ شام کو بھی یہی دوا دیں۔ سات دن کے بعد آٹھویں دن صبح کو دو تولے صافی نیم گرم پانی یا گرم دُودھ میں ڈال کر پلائیں۔ اس سے شام تک دو تین دست ہو جائیں گے۔ شام کو چار بجے خمیرۂ مروارید ۶ ماشے یا خمیرۂ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے کسی موسمی پھل کے رس کے ساتھ کھلائیں۔ نویں دن پھر ایک تولہ صافی پانی یا دُودھ میں ملا کر دیں۔ شام کو اسی دوا کی دُوسری خوراک دیں دسویں دن پھر ڈبل خوراک سے مسہل دیں۔ اسی طرح تین مسہل دیں۔ اس سے بخار رفع ہو جائے گا اور خون اپنی کیفیت اور طبیعت کے لحاظ سے اصل حالت پر آجائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ مسہل کے لیے آٹھویں دن ہی کا انتظار کیا جائے۔ اگر ضرورت ہو تو درمیان ہی میں مسہل دے دیں۔ بخار رفع ہو جانے کے ایک ہفتہ بعد تک دوا دیتے رہیں۔ نقاہت رفع کرنے کی

غرض سے خمیرہ مروارید ۲ ماشے یا خمیرہ ابریشم شیرۂ عناب والا ۳ ماشے دُودھ یا کسی پھل کے رس کے ساتھ استعمال کرائیں۔ غذا میں پالک، مونگ کی دال، ہرا گھیا، لوکی، ٹماٹر یا سیب کی ترکاری دی جائے۔ دُودھ بھی دیا جاسکتا ہے۔ گوشت سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔ میٹھی چیزیں بھی زیادہ نہ دیں۔ زیادہ مرچ اور نمک سے بھی پرہیز کریں۔ پھلوں میں انار، سنترہ اور سیب یا دوسرے موسمی پھل دینے چاہییں۔

"صافی" اور خسرہ :- جن بچّوں کے خسرہ نکلی ہو انھیں موسمِ بہار شروع ہوتے ہی روزانہ صبح و شام ۳ ماشے صافی ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں جن بچّوں کے ٹیکا لگ چکا ہو انھیں بھی صافی دینی چاہیے۔ اگر خسرہ نکل آئی ہو تو صافی ۳ ماشے عرق تیفودیہ (رجسٹرڈ) ۲ تولے میں گھول کر دیں۔ اس سے خسرہ کے دانے اچھی طرح ظاہر ہو جائیں گے۔ جب خسرہ نکل چکے تو کم زوری دُور کرنے کی غرض سے خمیرہ مروارید ۲ ماشے کھلا کر اوپر سے دُودھ یا کسی موسمی پھل کا رس پلائیں اور چند روز تک مسلسل پلاتے رہیں۔ خسرہ کے بعد جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں یا کسی مقام پر ورم یا سُرخ نشانات باقی رہ جائیں تو بھی صافی ۳ ماشے پانی میں حل کرکے کچھ دن تک پلاتے رہیں۔ بچہ بہت چھوٹی عمر کا ہو تو صرف ۳ ماشے صافی پلائیں۔ شام کو نونہال آدھ چمچہ چٹائیں۔ خسرہ کے بعد دست آنے لگیں یا پیٹ پھولنے لگے اور بچہ دُبلا ہو جائے، پیٹ غیر معمولی طور پر بڑھ جائے تو صبح کو صدوری آدھا چمچہ دُودھ میں ڈال کر اور شام کو نونہال آدھا چمچہ چٹائے یا دودھ میں ملا کر دیں۔ کھانسی باقی رہ جائے تو سعالین کی آدھی ٹکیہ پانی یا دُودھ میں گھول کر دن میں چند بار دیں۔

"صافی" اور چیچک :- چیچک کے آثار نمایاں ہوتے ہی خمیرہ مروارید ۲ ماشے کھلا کر اوپر سے صافی ۳ ماشے ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں چیچک ڈھل جانے تک برابر یہی دوا دیتے رہیں۔ دانے کم نکلیں اور خراب عوارض پیدا ہونے لگیں تو حب تیفودیہ (رجسٹرڈ) ایک عدد، عرق تیفودیہ ۲ تولے میں گھول کر بار بار دیں۔ زخم باقی رہ جائیں تو انھیں نیم کے پانی سے دھو کر ہمدرد سو مرہم لگاتے رہیں اور صافی ۳ ماشے پانی میں ملا کر زخم بھرنے تک پلاتے رہیں۔

"صافی" اور حلق کا درد :- شروع موسمِ بہار میں اکثر حلق میں درد ہونے لگتا ہے، کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اگر صرف حلق میں درد ہو بخار نہ ہو تو صافی ایک ایک تولہ ذرا سی چائے میں گھول کر صبح و شام پلائیں۔ اگر طبیعت بھاری بھاری ہو تو تیسرے دن صافی کی مقدار دوگنی کر دیا کریں۔ حلق کے اندر پھریری سے دوائے گلو دن میں دو بار لگائیں۔ صبح کو نہار مُنھ دوائے غرغرہ ۲ تولے کو پانی میں جوش دے کر اور صاف کرکے غرارے کر لیا کریں۔ کھانسی بھی ہو تو سعالین کی ایک ایک ٹکیہ منھ میں ڈال کر چوستے رہیں۔ بخار کی صورت میں صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھول لیں اور خاکسی ۶ ماشے پھانک کر پییں۔

"صافی" اور خارش :- کھجلی دو قسم کی ہوتی ہے خشک اور تر۔ اگر خارش خشک ہو، بدن پر پھنسیاں نہ ہوں اور مرض پُرانا نہ ہو تو صرف صافی ایک ایک تولہ صبح و شام حسبِ معمول پندرہ دن تک استعمال کرنے سے دُور ہو جاتا ہے۔ مرض پُرانا ہو تو ایسی صورت میں سفوف چوب گز ۶ ماشے پھانک کر اوپر سے صافی ۱ تولہ پانی میں ملا کر صبح کو پی لیا کریں۔ شام کو معجون مصفّی خاص ۶ ماشے کھا کر اوپر سے صافی ۱ تولہ کسی پھل کے رس میں ملا کر نوش کر لیا کریں۔ ایک ہفتہ تک مسلسل یہی دوا میں استعمال کرتے رہیں۔ آٹھویں دن صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل لیں۔ دو تین دست آکر مرض میں نمایاں تخفیف ہو جائے گی۔ بدن پر روغن صندل ایک تولہ دھوئی تلی کے ایک تولہ تیل میں ملا کر ملیں۔ خارش تر ہو اور پُرانی نہ ہو اور بدن پر پھنسیاں نکل آئیں تو صرف صافی حسبِ معمول استعمال کیجیے یا صرف صافی ایک تولہ، پانی ۵ تولے، گندک سیال ۴ قطرے ملا کر پییں۔ خارجی طور پر ایک تولہ ضماد جرب ۵ تولے گھی میں ملا کر صبح کی دھوپ میں بیٹھ کر ملیں آدھ گھنٹے کے بعد چنے کی بھوسی جسم پر مل کر غسل کر لیں۔ اسی طرح تین دن تک کریں۔ غذا میں سبز ترکاریاں کھائیں۔ نمک مرچ اور مسالے کم کر دیں۔ ترشی اور تیل سے پرہیز کریں۔

"صافی" اور پھوڑے پھنسیاں :- پھوڑے اور پھنسیاں خواہ کسی قسم کی ہوں صافی کا حسبِ معمول صبح و شام استعمال ان کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ سات دن تک دونوں وقت یہی دوا پی کر ساتویں دن رات کو قرص ملیّن ۲ عدد کھا کر سو رہیں۔ صبح کو صافی ۲ تولے ذرا گرم پانی میں ڈال کر پی لیں۔ آسانی سے ممکن ہو تو اسی طرح ایک دن چھوڑ کر تین دن مسہل لیں۔ اگر کسی پھوڑے میں درد زیادہ ہو اور پیپ پڑنے کے آثار پائے جائیں تو اس پر نیم کے پتّے ۵ تولے کو پانی میں پکا کر اس کا بھُرتہ بنا کر باندھیں یا السی کی پلٹس لگائیں۔ پیپ نکل جانے کے بعد ہمدرد مرہم لگا کر پٹّی باندھ دیا کریں۔

"صافی" اور ماشرا :- ماشرا حقیقت میں چہرے کا سُرخ بادہ ہے۔ اکثر موسمِ بہار میں چہرے پر ورم آجاتا ہے۔ جدید تحقیق یہ ہے کہ سُرخ بادہ ایک قسم کے کیڑے کی وجہ سے ہوتا ہے جسے اسٹرپٹو کاکس پایوجے نس (Streptocoocus Pyogenes) کہتے ہیں۔ اگرچہ سُرخ بادہ کو خزاں اور سردی کا مرض سمجھا گیا ہے مگر چہرہ کا ورم جسے ماشرا کہتے ہیں، موسمِ بہار میں اکثر ہوتا ہے۔ اگر چہرے پر سُرخ دھبے نظر آئیں یا ورم معلوم ہو تو صافی کا باقاعدہ صبح و شام استعمال کرنا چاہیے۔ تیسرے دن صافی سے ہی مسہل لیں۔ لیپ کی ضرورت ہو تو صرف رسوت ایک تولہ، مہندی کے پتّے ۲ تولے، ہری مکو کے پانی یا صرف تازہ پانی میں پیس کر لگائیں۔ بخار ہو جائے تو کوئی خوف نہ کریں۔ یہی دوا دیتے رہیں۔

صافی اور گلسوئے :- گلسوئے جن کو کن پھیڑ (Mumps) بھی کہتے ہیں، سخت متعدّی مرض ہے جو خزاں یا بہار کے موسم میں ایک قسم کا کیڑا سرایت کر جانے سے وبائی پھیل جاتا ہے۔ اس مرض میں کان کی جڑ ورم جاتی ہے۔ بخار بھی آجاتا ہے۔ یہ بیماری بچّوں اور نوجوانوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔

اس مرض کے پھیلتے ہی تن درست بچوں اور نوجوانوں کو روزانہ صبح کے وقت ایک تولہ صافی پانی میں ملا کر پلائیں۔ بچوں کو صافی ۶ ماشے کی مقدار میں دیں۔ مقامی طور پر ورم کی جگہ ہمدرد مرہم ملیں۔

"صافی" اور خناق:- خناق بھی چھوت دار بیماری ہے اور بچوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ گرمی بڑھنے سے پہلے ہی حفظِ ماتقدم کی غرض سے صافی ایک تولہ پانی یا کسی مناسب عرق میں ملا کر پلائیں۔ مرض لاحق ہو جانے پر صبح کو معجون عشبہ ۶ ماشے یا اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھلا کر اوپر سے صافی ۶ ماشے نیم گرم پانی یا چوٹ نے میں ملا کر پئیں۔ حلق میں درد ہو تو دو تولے جوش دے کر نیم گرم پانی سے غرارے کرائیں۔ مقامی طور پر ہمدرد مرہم لگائیں۔ چوتھے پانچویں دن صافی ۶ تولے نیم گرم پانی میں گھول کر پلائیں۔ اس سے دست آ جائیں گے اور مرض جاتا رہے گا۔

"صافی" اور نکسیر:- بہار اور گرمی کے موسم میں اکثر نکسیر پھوٹنے لگتی ہے۔ نکسیر پھوٹتے ہی صافی ایک تولہ صبح و شام چند دن تک استعمال کرنی چاہیے۔ سر پر گلاب کا تیل ڈالیں اور یہی تیل ناک میں ٹپکائیں۔

"صافی" اور مہاسے:- مہاسوں سے چہرہ بہت بدنما ہو جاتا ہے۔ اس مرض کے پیدا ہونے میں خون کی خرابی کو کافی دخل ہے۔ صافی مہاسوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ روزانہ صبح کو صافی ایک تولہ پئیں۔ قبض ہو تو کبھی کبھی صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل بھی لے لیا کریں۔ عورتوں کو یہ شکایت ہو تو ایام کی رکاوٹ کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ رات کو سوتے وقت مسنورین کا ایک چمچہ بھی دودھ میں گھول کر پی لیا کریں۔ چہرے پر ضماد لگائیں اور ضروری ہے کہ سوتے وقت پانی میں گھول کر ملنا چاہیے۔

"صافی" اور پتی:- پتی میں صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملا کر صبح و شام چند دن تک پئیں۔ بیرونی طور پر ایک تولہ روغن گل ایک تولہ ملا کر بدن پر ملیں۔

"صافی" اور انھوریاں:- انھوریوں کو دھوپ بھی کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے باریک دانے ہوتے ہیں جو جسم پر نکل آتے ہیں۔ یہ بیماری پسینے کی گلٹیوں میں اور جلد کے بالائی طبق کے نیچے پسینہ رک جانے سے ہوا کرتی ہے۔ صافی پسینے کی گلٹیوں میں تحریک پیدا کر کے ان کو سرگرم عمل بنا دیتی ہے۔ اس لیے صافی کے استعمال سے بہت جلد انھوریاں مٹ جاتی ہیں۔ صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھول کر پلائیں۔ جسم پر دانے بہت زیادہ ہوں تو شام کو بھی صافی ایک تولہ کسی پھل کے رس میں ملا کر پئیں۔

"صافی" اور داد:- داد بڑی چھوت دار بیماری ہے۔ جدید تحقیقات سے اس کا سبب ایک نباتی کیڑا ثابت ہوا ہے۔ داد میں صافی بہت سریع الاثر ہے۔ ایک تولہ صافی پانی میں ملا کر پلائیں۔ داد پر روغن گندم یا روغن تولیا یا ضماد داد لگائیں۔

"صافی" اور چنبل:- چنبل جسے انگریزی میں سورائسیس (Psoriasis) کہتے ہیں، نہایت تکلیف دہ اور ہٹیلا مرض ہے۔ اس میں جلد پر چھوٹے چھوٹے گلابی رنگ کے متفرق ابھار پیدا ہو جاتے ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے چھلکوں کی تہ ہوتی ہے جو نوچنے سے اتر جاتے ہیں۔ یہ ابھار یا داغ رفتہ رفتہ بڑھتے رہتے ہیں اور ان میں خارش ہوا کرتی ہے۔ کبھی بہت سے داغ مل کر ایک جال سا بنا دیتے ہیں۔ صافی چنبل کے لیے بالکل شفا بخش دوا ہے۔ حب لیموں ۲ عدد یا اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھا کر صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر پئیں۔ مقامی طور پر ضماد خارش جدید یا ہمدرد مرہم لگائیں۔

"صافی" اور طاعون:- اگرچہ ہندوستان میں طاعون کی بیماری مختلف موسموں میں پھیلا کرتی ہے لیکن صوبہ بمبئی اور دکن وغیرہ میں مارچ کے مہینے میں اس کے پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ غددی طاعون میں بغل، کنج ران وغیرہ کے غدد جاذبہ ورما جاتے ہیں۔ صافی طاعون غددی اور طاعونِ فلغمونی میں بہت مفید ہوتی ہے۔ مرض کے حملے سے پہلے جب طاعون کسی مقام پر پھیل رہا ہو، روزانہ صبح کو حب طاعون عنبری دو عدد کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اگر مرض کا حملہ ہو جائے تو صبح کو حب طاعون عنبری دو عدد صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر پئیں۔ شام کو خمیرہ صندل سادہ نو ماشے کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ پانی یا عرق بید مشک ۵ تولے میں ملا کر پلائیں۔ ہذیان اور بخار کی زیادتی میں بار بار خمیرہ صندل ۳ ماشے عرق بید مشک کے ساتھ دیتے رہیں۔ بغل، کنج ران یا کان کے پیچھے ورم نمودار ہونے پر ضماد طاعون پیس کر نیم گرم لگائیں یا قلزم یا ہمدرد مرہم بار بار لگاتے رہیں۔ مرض کے بعد کی کمزوری میں دواء المسک بارد جواہر والی ۳ ماشے یا دواء المسک بارد سادہ ۳ ماشے اور خمیرہ زمرد ۳ ماشے ملا کر کسی تازہ پھل کے رس کے ساتھ دیں۔

گرمی دانے:- جن بچوں یا بڑوں کو گرمی یا برسات کے موسموں میں گرمی دانے نکل کر تکلیف دیتے ہوں، انھیں بطور حفظِ ماتقدم

صافی کا استعمال بہار کے موسم میں کرلینا چاہیے معمولی حالات میں صافی کی ایک خوراک ہر روز صبح بیس پچیس دن تک پی لینا کافی ہوتی ہے۔ اگر زیادہ احتیاط مد نظر ہو تو دونوں وقت بھی صافی استعمال کی جاسکتی ہے۔ برسات کے دنوں میں گرمی دانوں کی تکلیف کی موجودگی میں صافی کا استعمال روزانہ صبح و شام دونوں وقت دس پندرہ دن تک کرلینا چاہیے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے لے سے لے خوراک تک صافی دینی چاہیے۔ ہمدرد پاؤڈر دن میں ایک دو مرتبہ مل لینا چاہیے۔

پیشاب کی جلن:۔ جن عورتوں اور مردوں کو پیشاب لگ کر آتا ہو انھیں صافی ایک تولہ دودھ یا دودھ کی لسی میں ملا کر چند روز پی لینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اگر تکلیف زیادہ ہو تو دونوں وقت صافی استعمال کرنی چاہیے۔

دائمی قبض:۔ دائمی قبض کے مریضوں کو صافی ایک تولہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ پی لینا کافی ہے۔ اس مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے دس بارہ دن مسلسل استعمال کریں۔ پھر ایک ایک دن وقفہ دے کر استعمال کریں۔ اس طرح آہستہ آہستہ خوراک کم کرکے دوا چھوڑ دیں۔ حاملہ کے قبض کو دور کرنے کے لیے صافی بلا تکلف دینی چاہیے۔ یہ دوا حاملہ کے قبض کو نہ صرف دور کر دیتی ہے بلکہ اس کی طبیعت کی بے چینی اور متلی وغیرہ کی شکایت کو بھی بڑی حد تک ختم کر دیتی ہے۔

طبیعت گری گری رہنا:۔ موسموں کے بدلنے کے دنوں میں جن صاحب کی طبیعت گری گری رہتی ہو انھیں صافی کی ایک خوراک صبح نہار منھ دس بارہ دن تک استعمال کرلینی چاہیے۔ اس سے ایک دو دن میں ہی طبیعت سنبھلنی شروع ہو جائے گی۔

پہاڑوں پر جانے والے:۔ میدانوں کے رہنے والے جب گرمی کا موسم گزارنے کے لیے سرد مقامات پر جاتے ہیں تو کبھی کبھی ان کو پھوڑے پھنسیوں اور کھجلی وغیرہ کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ بچے خاص طور پر اس تبدیلی سے متأثر ہوتے ہیں۔ ان تکلیفوں سے بچنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ پہاڑوں پر جانے سے پہلے پندرہ بیس دن تک صافی کی ایک خوراک صبح نہار منھ دودھ میں ملا کر استعمال کرلی جائے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے آدھی یا اس سے کم خوراک دی جاتی ہے۔ پہاڑوں پر جو صاحب جلدی شکایتوں میں مبتلا ہوں انھیں صافی صبح و شام استعمال کرنی چاہیے۔



دواؤں کی قیمتیں } جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے اس فہرست میں لکھی جاتی ہیں:۔

نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت
اطریفل شاہترہ	۱ تولہ	۔۰ر	سفوف چوب گزدالا	۱ تولہ	۱ر
حب تیفودیہ (رجسٹرڈ)	۱ درجن	۔۶ر	صافی (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	۔۱۰ر
حب طاعون عنبری	۱ "	۔۶ر	صدوری (۱۰ خوراک)	۱ "	علر
حب لیموں	۲۰ گولی	۔۱۰ر	ضماد یرب	۱ تولہ	۱ر
خاکسی	۱ ماشہ	۔ر	ضماد خارش جدید	۱ "	۔۲ر
خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا	۱ تولہ	۔۸ر	ضماد داد	۱ "	۱ر
خمیرہ زمرد	۱ تولہ	۔۸ر	ضماد طاعون	۱ "	۔۲ر
خمیرہ صندل سادہ	۱ تولہ	۔۰ر	ضماد مہاسے	۱ "	۱ر
خمیرہ گاؤزبان عنبری	۱ "	۱ر	عرق بید مشک قسم اول	۱ بوتل	۔۱۴ر
خمیرہ مروارید	۱ "	۔۴ر	عرق تیفودیہ (رجسٹرڈ)	۱ "	۔۲ر
دواء المسک بارد سادہ	۱ "	۔۲ر	غازہ حسن افزا	۱ ڈبیہ	۔۱۲ر
دواء المسک بارد جواہر والی	۱ "	۔۸ر	قرص ملین	۱ درجن	۱ر
دوائے غرغرہ	۱ تولہ	۱ر	قلزم	۱ شیشی	علر
دوائے گلو	۱ "	۔۲ر	گلاب کا تیل	۱ تولہ	۱ر
زہوت	۱ "	۔ر	گندک سیال	۱ "	علر
روغن قوبا	۱ "	۔۸ر	مستورین (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	علر
روغن گل	۱ "	۔۰ر	معجون مصفی خاص	۱ تولہ	۔۴ر
روغن گندم	۱ "	۔۸ر	نونہال (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	۔۸ر
روغن صندل	۱ "	۔۱۲ر	ہمدرد مرہم (رجسٹرڈ)	۱ ڈبیہ	۔۸ر
سعالین	۱ شیشی	۔۸ر	ہمدرد پاؤڈر	۱ پیکٹ	۔۴ر



جلد ۱۰

نمبر ۱۱/۱۲

ہمدردِ صحت دہلی

مئی و جون سنہ ۱۹۴۲ء

فہرست مضامین

اس پرچہ کی قیمت تین آنے ہے۔

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدردِ صحت دہلی سے شائع کیا

ہمدرد صحت کی اشاعتِ خاص ۱۹۴۲ء

جب سے موجودہ جنگ شروع ہوئی ہے اس وقت سے متعلقہ حلقوں میں کاغذ کی گرانی اور کم یابی کا رونا اتنا رویا جاچکا ہے کہ اب اس میں تو کوئی جدت باقی رہی ہے نہ اثر۔ اس بے اثر نالہ و فریاد سے ہمدرد صحت حتی الامکان بچتا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ریزرو فنڈ ہے جسے بے تکلف کاغذ کی گرانی کا مقابلہ کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی ملکیت میں کاغذ سازی کا کوئی مل ہے جو اسے کاغذ کی کم یابی سے بے فکر بنا دے۔ کچھ اس زمانہ میں جس قسم کی مشکلات ہمارے دوسرے معاصرین کو پیش آئیں تقریباً اسی نوعیت کی دشواریوں سے ہمدرد صحت کو بھی دوچار ہونا پڑا۔ ہمارے اکثر معاصرین اگر اپنے حجم کم کرنے پر مجبور ہوئے تو ہمدرد صحت کو بھی اپنے سائز میں تبدیلی کرنی پڑی۔ اگر ہمارے معاصرین حجم وغیرہ کی کمی کی وجہ سے اپنی دلچسپیاں پوری حد تک قائم نہ رکھ سکے تو ہمدرد صحت کو بھی بلاک وغیرہ کی تصاویر کا سلسلہ بند کرنا پڑا۔ غرض یہ ایک ایسی رو تھی جس میں سب ہی کو چاروناچار بہنا پڑا۔

ہمدرد صحت کی ماہانہ اشاعتوں میں کوئی خاص تغیر سوائے اس کے نہیں ہوا کہ ان کا سائز کم ہوگیا۔ لیکن سائز کی اس کمی کو کتابت ذرا گنجان کر کے پورا کر لیا گیا۔ عکسی تصاویر کی کمی اکثر دستی تصویروں سے پوری کی جاتی رہی۔ لیکن اس دورِ جنگ نے ہماری خاص اشاعتوں کا حلیہ ہی بگاڑ دیا۔ ہمارے کرم فرما ہی نہیں بلکہ ناقدین بھی یہ فرماتے رہے ہیں کہ ہمدرد صحت کی وہ خاص اشاعتیں جو دورانِ جنگ میں شائع ہوئیں، اپنے موضوع اور اپنی مخصوص روایات کی حامل رہی ہیں اور پچھلی خاص اشاعتوں سے نوعیت میں کم نہیں رہیں، لیکن یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ یہ خاص اشاعتیں ضخامت کی کمی اور دوسرے مخصوص اسباب کی وجہ سے وہ نہیں ہوسکیں جو ہم انھیں بنانا چاہتے تھے یا بنا سکتے تھے۔ دوسرے مخصوص حالات کا تدارک کسی نہ کسی حد تک ممکن تھا لیکن ضخامت کو پورا کرنے کے لیے تو واقعی کسی ایسے فنڈ کی ضرورت تھی جس کو کبھی کسی حساب کتاب کا کھٹکا ہی نہ ہو۔

بہرحال ہمدرد صحت اس پونے تین سال کی مدت میں بھی اگر باقاعدہ نکلتا رہا ہے اور اس کی خاص اشاعتیں بھی اب تک ملتوی نہیں ہوئی ہیں تو جنگ کے موجودہ مخصوص حالات کی وجہ سے آئندہ اشاعت خاص کے التوا کی ذمہ داری ہم اپنے سر کیوں لیں؟ ہم جانتے ہیں کہ اشاعت خاص کے لیے جو سازگار حالات جنگ کے پہلے سال تھے وہ دوسرے سال نہیں رہے اور جو دوسرے سال تھے وہ اس تیسرے سال موجود نہیں اور اب تو ہمارے ملک کی فضا بھی جنگ آلود ہوا ہی چاہتی ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ ۵ جولائی ۱۹۴۲ء تک ہندستان کی سرزمین کن کن اہم معاملات سے دوچار ہو جائے اور آج دو سوا دو مہینے پہلے جو سہولتیں بھی حاصل ہیں وہ چند ہفتوں کے بعد بھی ہمیں میسر رہیں گی یا نہیں۔ کاغذ جو ہماری ضرورت سے اب بھی بہت کم مل رہا ہے اتنا مل جائے گا کہ اشاعت خاص کی گھٹی ہوئی ضخامت کے لیے بھی کافی ہو۔ ایک طرف یہ اور اسی قسم کے پریشان کن سوالات ہیں جو اشاعتِ خاص کے خیال کے ساتھ ہی سامنے آجاتے ہیں اور دوسری طرف ہماری یہ دلی خواہش ہے کہ ہمدرد صحت کی اشاعت خاص نکلے اور حتی الامکان اپنی مخصوص روایات کے ساتھ نکلے۔ ایسے حالات میں مشتاق ناظرین سے ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ فی الحال ہم نے اپنی طرف سے اشاعتِ خاص کا اہتمام شروع کر دیا ہے اور اگر بہت ہی غیر معمولی حوادث پیش نہ آئے تو ہماری اشاعتِ خاص وقت مقررہ ہی پر شائع ہوگی اور حسب معمول ہی آپ کے پاس پہنچے گی۔

اِشاعتِ خاص کا موضوع

اشاعتِ خاص کے لیے موضوع کی تلاش ہمارے لیے دو تین سال سے پرجوش مشغلہ نہیں رہا ہے۔ جب وقت قریب آجاتا ہے اور موضوع کا اعلان کیے بغیر چارہ ہی نہیں رہتا تو اپنے بعض مخلصین اور کرم فرما صحاب سے رجوع کیا جاتا ہے اور جو موضوع مشاورت سے طے ہو جاتا ہے اس کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ اس سال بھی کچھ تو دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے اور کچھ غیر یقینی حالات کی بنا پر اشاعتِ خاص کے لیے مناسب موضوع کی تلاش میں تساہل رہا۔ کبھی کبھی تذکرہ چھڑ جاتا تو چند موضوعات پر تبادلہ خیال ہو جاتا لیکن آئندہ اشاعت خاص کے موضوع کا ایک آخری فیصلہ ابھی چند روز پہلے ہی ہو سکا جبکہ بعض مخلصین کی تحریک و تائید سے ایک موضوع تجویز کر لیا گیا

ہمدرد صحت کی اشاعتِ خاص کے لیے کسی موضوع کی تلاش میں دو باتوں کا خصوصیت سے خیال رکھا جاتا ہے پہلی یہ کہ وہ موضوع اپنے میں عوام و خواص کے لیے پوری افادیت رکھتا ہو، دوسری یہ کہ وہ پامال نہ ہو یا اس پر نئے نقطۂ نظر سے بحث کرنا باقی ہو۔ سنہ ۱۹۴۳ء کی اشاعتِ خاص کا موضوع جو ہمارے مخلص اور کرم فرما حضرات، شیخ الجامعہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب جامعہ ملیہ، جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی، جناب ڈاکٹر محمد عثمان خاں صاحب، دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ، جناب حکیم سید علی کوثر صاحب چاند پوری اور جناب حکیم عبدالواحد صاحب رکن مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ کی تحریک و تائید سے منتخب ہوا ہے وہ ان کی تمام خصوصیات کا حامل ہے اور ہمیں امید ہے کہ آئندہ اشاعتِ خاص **غذائیات** کو ہم اپنے معاونین کی سرگرم امداد اور اس مسئلہ پر اپنی علمی اور عملی دل چسپی کی بنا پر عوام و خواص کے لیے مفید اور دل چسپ بنانے میں کام یاب ہو جائیں گے۔

غذائیات کی اہمیت موجودہ زمانہ میں انسانی غذا کا مسئلہ صرف ان باتوں کی تحقیق کا نام نہیں رہا ہے کہ انسان کی خوراک میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں، ان کا مزاج اور ان کے خواص کیا ہیں، غذاؤں کو ترکیب کس کس طرح دیا جائے، غذا چبا چبا کر کھائی جائے یا ایک دم نگل لی جائے، کھانا پیٹ بھر کر کھایا جائے یا اسے کچھ خالی رکھا جائے، انسان کیلیے فاقہ بہتر ہے یا روزہ۔ یہ اور اسی قسم کی تمام باتیں اب بھی زیر بحث ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی، لیکن اس زمانہ نے جہاں زندگی کے دوسرے مسائل میں انقلاب پیدا کر دیا ہے وہاں غذا کے مسائل کو بھی غیر معمولی وسعت دے دی ہے۔ اب نہ صرف حفظِ صحت اور طب کے احاطۂ تحقیق میں غذا کا مسئلہ ہے بلکہ معیشت، معاشرت، تہذیب، اخلاق، سیاست قومی و انفرادی سیرت، حتیٰ کہ دنیا کے امن و امان کا انحصار بھی مسئلہ غذا کے صحیح حل پر سمجھا جاتا ہے۔ جہاں تک غذا کے طبی اور صحی پہلوؤں کا تعلق ہے یہ بات اب بھی بلا اندیشہ تردید کہی جا سکتی ہے کہ گو سائنس کی موشگافیوں نے غذا کے مسئلہ کو الجھا تو خاصا دیا ہے لیکن ابھی اسے دنیا کے سامنے ایک ایسا حل پیش کرنا باقی ہے جو عمومی طور پر انسانیت کے لیے کارآمد ہو اور حفظِ صحت اور دفع مرض کے مقاصد اس سے واقعتاً حاصل ہو سکیں۔

علم الغذا سے ہندستانیوں کی غفلت خیر یہ بات تو دور کی بھی اور بے موقع بھی کہ موجودہ علم الغذا کس حد تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا ہے اور کہاں کہاں اس نے اپنے مقاصد سے دوری اختیار کی ہے۔ ہمیں تو اس وقت صرف اس بات سے بحث ہے کہ غذا کے متعلق نئے اور پرانے ذرائع سے ہمیں جو کچھ بھی معلوم تھا اس کا استعمال ہم ہندستانیوں نے کس طرح کیا۔ کیا چند الفاظ کے نمائشی استعمال کے علاوہ ہم میں حقیقی طور پر کوئی ایسا احساس پیدا ہوا کہ ہم اپنی غذا کے دور کے مسائل کو نہ سہی قریب کے مسائل ہی کو حل کر لیتے۔ ہمارے کروڑوں غربا تو ایک ایک وقت کی روٹی کو ترس رہے ہیں اور غذا کی اس اندوہناک کمی، بلکہ کہنا چاہیے کہ غیر عادلانہ تقسیم کی وجہ سے امراض و آلام کے جو جو مناظر دیکھنے میں آئیں کم ہیں، لیکن حیرت کا مقام یہ ہے کہ متوسط الحال طبقہ جو بھوکوں مرنے کا اندیشہ نہیں رکھتا غذا کے صحیح استعمال سے واقف نہیں اور اعلیٰ طبقہ جو روٹی کی طرف سے بالکل بے فکر ہے اس معاملہ میں ناواقف ہی نہیں بلکہ شاید بے تمیز بھی واقع ہوا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ صحت کی دولت سے نہ یہاں کا غریب بہرہ ور ہے اور نہ دولتمند۔ ایک غذا کی کمی سے نیم جان ہے تو دوسرا کھاتے کھاتے بیجان ہے۔ اب رہ گیا تعلیم یافتہ طبقہ، جس سے امید کی جا سکتی تھی کہ وہ غذا کے ذریعہ سے صحت کے قیام کے حصول سے کام لے گا، اپنی ناقص غذائی تعلیم کی بدولت نکما ہوتا ہے اور کسی مسئلہ کے متعلق تو نہیں کہا جا سکتا لیکن غذا کے مسائل پر اکثر غلط طریقہ پر سوچ بچار کرتا ہے اور غلط ہی انداز پر عمل کرتا ہے۔ غرض غذا جیسے اہم مسئلہ کے متعلق ہندستان کے لوگوں میں ایک عام بے حسی، جہالت اور تعصب کار فرما ہے۔ وہ اہم مسئلہ جس کے صحیح طریقہ پر سمجھ لینے سے صحت کے دروازے کھل سکتے ہیں اور جس پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنے سے امراض کے پھاٹک بند ہو سکتے ہیں، وہ اہم مسئلہ جس کے معقول طور پر طے ہو جانے سے معیشت کی ناہمواریاں دور ہو سکتی ہیں اور جس کے حل ہو جانے سے معاشرتی اور سیاسی بے چینیاں کم ہو سکتی ہیں، وہ اہم مسئلہ جس کے سلجھ جانے سے اخلاق و تہذیب کی بنیادیں مضبوط ہو سکتی ہیں اور جس میں عادلانہ تصرف دنیا میں امن و امان کا ضامن بھی بڑی حد تک ہو سکتا ہے۔

مسئلہ غذا کی پیچیدگیاں ۔ ہندستان میں غذا کا مسئلہ جو پیچیدگیاں اپنے اندر رکھتا ہے ان کا مستقل اور قابلِ اطمینان حل تو اسی طرح ہو سکتا ہے کہ عوام و خواص کو علم الغذا کی باقاعدہ تعلیم دی جائے اور اس ملک کی اقتصادی بدحالی کو دور کرنے کی تدبیریں سرگرمی اور نیک نیتی کے ساتھ اختیار کی جائیں۔ یہ صحیح ہے کہ متوسط اور اعلیٰ طبقہ علم الغذا سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہے اور شاید غریب طبقہ کی بدحالی بھی اس تعلیم سے بہت کچھ دور ہو سکتی ہے لیکن ہندستان کے کروڑوں نادار اور مفلس اس وقت تک صحت کے اصولوں سے عمومی طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکتے جب تک کہ ان پر معاش کی راہیں فراخی کے ساتھ نہ کھل جائیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تب ہی ہوگا جب ہمارے ملک میں

عادلانہ نظام حکومت کی بنیادیں قائم ہوجائیں گی۔ فی الحال علم الغذا کے اصول اور مسائل کی اشاعت سے اتنا نتیجہ تو ضرور نکلے گا کہ کھانے پینے
لوگ جو کھانے پینے ہی کو زندگی سمجھتے ہیں، اپنی غذا کو حصول صحت کا ذریعہ بنا سکیں گے اور اس کے ذریعے سے امراض کی روک تھام بھی ہو سکے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں عمومی طور پر غذا کو یا تو پیٹ بھرنے کا ذریعہ سمجھا گیا ہے یا زبان کے چٹخارے کا، اور یہ دونوں نقطہ ہائے نگاہ صلیت
وصحت سے دور ہیں ۔ ہمیں تو یہ دکھائی دے رہا ہے کہ دنیا کو مسئلہ غذا کی طرف سے اس بے اعتنائی کی قیمت ادا کرنی پڑے گی اور مستقبل قریب میں
عوام وخواص سب ہی کے لیے غذا کا صحیح اور مکمل علم حاصل کرنا ضروری ہو جائیگا اور اس وقت اہل دنیا یہ محسوس کرلیں گے کہ صحت کا مطلب
صرف یہی نہیں ہے کہ امراض کو دور کردیا جائے بلکہ اس کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ انسان جسمانی، عقلی اور اخلاقی اعتبارات سے اچھی طرح ترقی کرتا رہے
اور اسی وقت ان پر یہ واضح ہو جائے گا کہ اس قسم کی حقیقی صحت کا دارومدار صحیح اور متوازن غذا پر ہے۔

"غذائیات" کا مقصد۔ ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت خاص "غذائیات" کا سب سے پہلا مقصد یہ ہے کہ وہ علم الغذا کی
حقیقی قدر وقیمت کو واضح کرے اور اس راہ میں جو تساہل، بے رخی اور تعصب کار فرما ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ ورحفظ صحت
اور دفع امراض کے باب میں غذا کو جو اہمیت حاصل ہے، سے اپنے ناظرین کے ذہن نشین کرے اور اسی کے ساتھ غذا کے وہ مسائل جو قتصادیات
اخلاقیات اور معاشیات وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں، زیر بحث لائے جائیں تاکہ اردو میں علم الغذا اور متعلقات پر ایک جامع اور مفید چیز
پیش کی جا سکے۔

سنہ ۱۹۴۲ء کی اشاعتِ خاص "غذائیات"

ہمارے مخلص کرم فرماؤں نے جب ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعتِ خاص کا موضوع "غذائیات" قرار دے دیا تو اس کی تبویب
اور تفصیل کی ذمہ داری ہم پر ڈال دی۔ چنانچہ یہ کام شروع کردیا گیا اور اشاعت خاص کا ایک ابتدائی خاکہ چند دن کے غور وفکر کے بعد
تیار ہو گیا۔ لیکن اُس وقت ذرا مایوسی ہی ہوئی جب تقریباً تیس بابوں اور متعدد فصلوں کے اس خاکہ کی تکمیل کی کوئی صورت نظر نہ آئی
ایک طرف اشاعتِ خاص کے محدود صفحات تھے اور دوسری طرف غذائیات کا یہ جامع پروگرام تھا۔ چارو ناچار اس خاکہ میں
ترمیم کی گئی۔ بہت سے ابواب کو حذف کردیا گیا، کئی جگہ دو دو بابوں کو ملا کر ایک ایک کیا گیا، کئی بابوں کی فصلیں کاٹ دی گئیں تاکہ باب
طوالت اختیار نہ کرنے پائیں اور بعض ابواب کے متعلق جو تفصیلات ذہن میں تھیں ان کے متعلق یہ سوچ لیا گیا کہ انھیں مرتب کرتے وقت
مختصر اور جامع کردیا جائے گا۔ یہ جو کچھ اب تک ہوا نظری تھا، نہیں کہا جا سکتا کہ قدم رکھنے کے بعد عملی دنیا ہم سے کیا کیا مطالبات
پیش کرے گی۔ بہرحال ہمیں خواہ کیسے ہی حالات سے دوچار ہونا پڑے، ہماری کوششیں اس بات کے لیے وقف ہوں گی کہ
ہمدرد صحت کی یہ اشاعت خاص اگر نکلے تو اپنی سابقہ روایات کے مطابق نکلے اور ناظرین وشائقین علم کی جو امیدیں اس سے وابستہ ہوتی
ہیں، کسی طرح مجروح نہ ہونے پائیں + فی الحال ہم نے ہمدرد صحت کی اشاعت خاص ۴۲ء "غذائیات" کی باب و فصل بندی اس طرح کی ہے:-

اِشاعتِ خاص "غذائیات" کے ابواب اور فصلیں

پہلا باب:- **مختلف قوموں میں غذا کا ارتقا اور مختلف ممالک کی غذائیں**۔ ہمارے ابتدائی خاکہ میں یہ باب دو علیحدہ علیحدہ بابوں
میں تقسیم تھا لیکن چونکہ عملی طور پر ان کی کڑیاں ملنے میں دشواری تھی اور دوسرے اختصار بھی مدنظر تھا اس لیے ان کو ایک ہی قرار دیا گیا ہے امید ہے
کہ ہم اس باب میں ناظرین کے لیے مفید معلومات فراہم کرسکیں گے۔

دوسرا باب:- **غذا کا مقصد**۔ اس باب میں بتایا جائے گا کہ انسان کو غذا کی ضرورت درحصل کیوں ہے اور جسم کے نشو ونما اور اس
کی تعمیر میں غذا کا کیا درجہ ہے۔

تیسرا باب:- **غذا کے اجزاءِ ترکیبیہ**۔ اس باب میں غذا کے ان مختلف اجزاء کی تفصیلات پیش کی جائیں گی جن کا تجزیہ زمانۂ
حال کی کیمیائی تحقیقات نے کیا ہے۔ پروٹینز، معدنی نمک، چربی، اجزاءِ شکریہ اور حیاتینوں کا بیان عام فہم انداز میں ہوگا۔

چوتھا باب:- **ایک متوازن غذا**۔ یہ باب انسان کے لیے ایک متوازن غذا کے مسئلہ کے حل کیلئے وقف ہوگا۔ اس میں نباتی
غذا اور حیوانی غذا کی نامعقول تفریق پر بھی بحث کی جائے گی کیونکہ طبیعت غیر ضروری پابندی رسم، تعصب اور تفکر با حولی

یا تنگ نظری ہی اس تقسیم کا باعث ہیں۔ علمی دماغوں نے سب بھی اس مسئلہ پر غور کیا ہو وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ انسان کی صحیح اور متوازن غذا کا مسئلہ تفکر یا حولی سے طے نہیں ہو سکتا۔ ہر انسان کے لیے مختلف آب و ہوا، مختلف موسم، مختلف عمر، مختلف مزاج بلکہ مختلف اوقات میں بھی متوازن غذا مختلف ہوتی ہو اور اُس کو کلی طور پر کسی ایک نوعیت کی غذا کا پابند بنانا نا ممکن بلکہ انسانیت کی بقا کے لیے خطرناک بھی ہے۔

پانچواں باب۔ مختلف غذائیں اور ان کے اجزاءِ غذائی۔ نباتی اور حیوانی غذاؤں کی غذائی قدر قیمت اس باب میں واضح کی جائے گی اور آخر میں ان غذاؤں کے اجزاءِ ترکیبیہ کے نقشے وضاحت کے لیے پیش کیے جائیں گے۔

چھٹا باب۔ غذا کس طرح ہضم ہوتی ہو؟ اس باب میں عملِ ہضم کی کیفیت پیش کی جائے گی اور یہ بتایا جائے گا کہ منہ میں داخل ہونے کے بعد سے خون بننے تک غذا کن منزلوں سے گزرتی ہو۔

ساتواں باب۔ غذا کی تیاری اور ترکیب۔ اس باب میں غذا کی قدرتی اور مصنوعی ترکیبوں پر اصول حفظِ صحت کے نقطۂ نظر سے بحث کی جائیگی۔

آٹھواں باب۔ غذا اور مشروبات۔ اس باب میں چائے، کافی، کوکو، شراب اور "ہوا زدہ پانی" (سوڈا واٹر وغیرہ) پر حفظِ صحت اور غذائی نقطہائے نظر سے بحث کی جائے گی۔

نواں باب۔ غذا عمر کے مختلف درجوں میں۔ ابتدائی خاکہ میں ہم نے اس باب کو پانچ فصلوں میں تقسیم کیا تھا: (۱) شیر خوار بچوں کی غذا (۲) چھوٹے بچوں کی غذا (۳) سکول جانے والے بچوں کی غذا (۴) جوانوں کی غذا (۵) بڈھوں کی غذا۔ فصل بندی میں اب بھی کوئی دقت نہیں لیکن گنجائش کی کمی کی وجہ سے اس باب کو مختصر انداز ہی میں لکھنا ہو۔ اگر غیر ضروری معلوم ہوتا تو یہ باب بھی حذف کر دیا جاتا۔

دسواں باب۔ علاج بالغذا۔ یہاں ہم نے دو بابوں میں سے ایک ہی رہنے دیا ہو۔ ایک باب کا عنوان تھا "مختلف امراض میں غذا" اور دوسرے کا "علاج بالغذا"۔ پہلے باب کو طوالت کے خوف سے حذف کر دیا گیا ہو۔ دوسرے باب کے متعلق ہمارا ارادہ ہو کہ علاج بالغذا کے جدید رجحانات اور ترقیوں کو روشنی میں لائیں۔

گیارھواں باب۔ اقتصادیاتِ غذا۔ اس باب میں غذا کی اقتصادی نوعیت زیرِ بحث رہے گی۔ ہندستان کے مسئلہ غذا کا جائزہ مختلف ممالک کی مثالوں کی روشنی میں لیا جائے گا۔

بارھواں باب۔ تمام دنیا میں سامانِ خوراک کی فراہمی اور اس کا نظام۔ اس باب کا موضوع اس کے نام سے ہی ظاہر ہو۔ ہم اس سلسلہ میں دل چسپ کوائف و حالات پیش کریں گے۔

تیرھواں باب۔ غذا اور انفرادی و قومی سیرت۔ انفرادی اور قومی کیرکٹر کا غذا اور اس کی نوعیت سے کیا تعلق ہو، اس کے لیے ناظرین کو اس باب کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

چودھواں باب۔ متفرقات۔ اس باب میں وہ اہم اور ضروری مضامین درج کیے جائیں گے جو اوپر کے کسی باب میں نہیں آسکیں گے۔

پندرھواں باب۔ مشاہیرِ عالم کی غذائیں۔ اس باب میں گزشتہ اور موجودہ مشاہیرِ عالم کی غذاؤں کی دل چسپ کیفیت پیش کی جائیگی۔

سولھواں باب۔ ادبیاتِ غذا۔ اس باب میں غذا ہو گی اور ہمارے ادیبوں، شاعروں، افسانہ نگاروں اور آرٹسٹوں کی مجلس ہو گی۔ جہاں تک کارزارِ حیات کی سبک سیری اور دل بستگیوں کا تعلق ہو ایک ادیب و شاعر بھی بہت سے عالموں پر بھاری ہوتا ہو پھر جب پوری مجلس کی مجلس ہمارے ناظرین کے سامنے ہو گی تو نہ صرف یہ یقین ہو کہ اشاعتِ خاص کی بعض کٹھن منزلیں ہنسی ہنسی خوشی طے ہو جائینگی بلکہ یہ بھی امید ہو کہ زندگی کی دوسری منزلوں میں بھی ہمارے ناظرین سبک سیری کا ثبوت دیتے رہیں گے۔

یہ ہی ہماری اشاعتِ خاص "غذائیات" کے ابواب و فصول کا خاکہ جو کافی رد و قدح کے بعد بنایا گیا ہو اور جس میں اختصار و جامعیت کے ساتھ افادیت اور دل چسپی کا لحاظ بھی رکھا گیا ہو۔ ہمیں امید ہو کہ ہمارے ناظرین و شائقین ہی نہیں بلکہ ہمارے معاونین اور کرم فرما بھی اشاعتِ خاص کے اس پروگرام کو پسند فرمائیں گے۔

ہمیں اپنے معاونین سے اس وقت خصوصی طور پر یہ گزارش کرنی ہو کہ وہ اس پروگرام کی تکمیل میں جو مدد دے سکتے ہیں اس سے ہمیں جلد مطلع فرمادیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہمیں کیا کیا کام کرنا ہو اور کتنے وقت میں کرنا ہو۔ ہمیں یقین ہو کہ معاونین کی طرف سے معاونت کا ہاتھ حسبِ معمول بڑھایا جائے گا اور ہمارا کام اس معاونت سے بہت کچھ ہلکا ہو جائے گا۔

عبدالحمید

(دکیم مئی سنہ ۱۹۴۲)

بوعلی سینا

از جناب حکیم مولوی محمد عبدالواحد صاحب رکن مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ دہلی

بوعلی سینا کا اصل نام حسین ہے۔ بوعلی یا ابوعلی کنیت ہے۔ سینا ان کے جد اعلیٰ تھے جہاں تک سلسلۂ نسب میں ان کا نام اس طرح لیا جاتا ہے:۔ "حسین بن عبداللہ بن حسن بن علی بن سینا" لیکن اپنی کنیت اور سلسلۂ نسب کے آخری نام سینا کی ساتھ "بوعلی سینا" کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ انھیں عرب "ابن سینا" بھی کہتے ہیں۔ یوروپین تذکرہ نویسوں نے ان کا تذکرہ

ادی سینا (Avicenna)

کے نام سے یاد کیا ہے۔ "شیخ رئیس" لقب سے عربی دنیا میں "شیخ الرئیس" یا عرف "شیخ" سے مراد یہی ذات گرامی ہوتی ہے اور بوعلی سینا کے ساتھ لفظ شیخ کا اضافہ کرکے شیخ بوعلی سینا بھی انھیں کہا جاتا ہے



بوعلی سینا

تعارف یورپ و ایشیا خصوصاً طبی دنیا میں بوعلی سینا کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ شیخ طب کے اسلامی دور کے مشہور و معروف طبیب اور بے نظیر فلسفی ہوا ہے علم و تبحر کے اعتبار سے اس کو معلم اول (ارسطو) اور معلم ثانی (ابونصر فارابی) کے بعد تیسرے درجہ پر تسلیم کیا جاتا ہے لیکن پروفیسر براؤن کے قول کے مطابق شیخ "معلم ثانی" کے لقب سے بھی ملقب ہے، اور اس کا رتبہ ارسطو کی بعد دوسرے درجے پر بیان کیا جاتا ہے۔ "قانون شیخ" اس کی مشہور طبی کتاب ہے جسے ایشیا خصوصاً ہندستان میں وہ اعزاز اور شرف قبولیت حاصل ہے کہ کسی دوسری کتاب کو نصیب نہیں ہے۔ اطبا میں اس کے اقوال کو بطور سند اور شہادت پیش کیا جاتا ہے۔ یورپ میں بھی شیخ کی شہرت ہے اس کا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ یورپ کی جامعات (یونی ورسٹیوں) میں صدیوں تک اس کی کتابیں داخل نصاب رہ چکی ہیں۔ جرمنی، اٹلی اور ٹرکی میں اب تک شیخ کی کتابوں کا مطالعہ فلسفہ اور مابعد الطبعیات کے طالب علموں کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے۔

مولد و مسکن بوعلی سینا کا خاندان شہر بلخ میں رہتا تھا لیکن ان کے والد اپنے وطن کو ترک کرکے شہر بخارا میں چلے آئے تھے۔ ان دنوں نوح بن منصور عباسی کا زمانۂ حکومت تھا۔ اس نے ان کو خرمشین کا حاکم مقرر کردیا۔ بعض مورخین کے قول کے مطابق بوعلی سینا خرمشین میں پیدا ہوئے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی پیدائش افشنہ میں ہوئی جو خرمشین کے متصل ایک اور قصبہ تھا۔ اسی قصبہ میں بوعلی سینا کے والد نے

شادی کی۔ لہٰذا وہ خرمثین کے بجائے اسی قصبے میں رہنے بسنے لگے، اور اسی قصبہ افشنہ میں سنہ ۹۸۰ء میں شیخ کی ولادت ہوئی اور والد نے ان کا نام حسین رکھا۔

اس کے بعد ان کے دوسرے بھائی پیدا ہوئے۔ جب حسین کی عمر پانچ سال کی ہو گئی تو والدین کو ان کی تعلیم کا خیال ہوا۔ افشنہ میں مناسب تعلیم کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ان کے والد بخارا چلے گئے جو اپنے تمدن کے لیے مشہور تھا اور اس زمانے میں اسلامی دنیا کا خاص شہر تھا۔

تعلیم حسین کے والد نے افشنہ سے بخارا میں منتقل ہو کر اس کو ایک نیک منش بزرگ استاد کی شاگردی میں دے دیا، جنھوں نے اس کو قرآن پاک پڑھایا اور عربی صرف ونحو سکھائی۔ خدا نے غیر معمولی ذہانت و ذکاوت عطا کی تھی اور قوت حافظہ نہایت زبردست تھی عوام اس کے حالات سنتے اور متحیر ہوتے تھے۔ ابتدائی تعلیم کے تمام مرحلے پانچ سال میں طے ہو چکے تھے۔ دس سال کی عمر میں قرآن پاک کے علاوہ بہت سی غزلیں حفظ یاد تھیں۔

اس ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد بخارا کے مشہور فقیہ اسمٰعیل زاہد سے شیخ نے فقہ کی تعلیم شروع کی اور ایک نامور ہندسہ داں محمود مساح سے علم ہندسہ، ریاضی اور مساحت پڑھنے لگا۔ محمود مساح اگرچہ ایک سبزی فروش تھا، لیکن ریاضی و مساحت کا مسلّم استاد تھا۔ سبزی فروشی کرتا تھا اور ساتھ ہی علم کے شائق شاگردوں کو ان علوم کی تعلیم بھی دیتا تھا۔ استاد نے جب شاگرد کو غیر معمولی ذہین اور شائق پایا تو نہایت دل چسپی اور شفقت سے پڑھایا۔ استاد کی نظر التفات اور شیخ کی ذکاوت و محنت کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے سے ہی دنوں میں حسین ان علوم میں ماہر ہو گیا۔ اور اپنی استعداد بڑھانے کے لیے استاد کی مدد سے بہت بڑی حد تک بے نیاز ہو گیا۔

فقہ اور ریاضی و مساحت کی تعلیم میں مشغول ہی تھا کہ اسی دوران میں ابوعبداللہ ناتلی جو اس زمانے کے ایک مشہور فلسفی اور عالم تھے، بخارا میں وارد ہوئے۔ والد نے، جو اپنے لڑکے کو تعلیم دلانے کا انتہائی شوق رکھتے تھے اس موقع کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ابوعبداللہ ناتلی کو اپنا مہمان بنایا اور بوعلی سینا کو منطق و فلسفہ کی تعلیم کے لیے ان کے سامنے پیش کیا ——— استاد نے جو شاگرد کا جائزہ لیا تو اس کی تیزیٔ طبع اور ذکاوت و ذہانت کو دیکھ کر ششدر رہ گیا اور بوعلی سینا کے باپ کو یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ "اگر تم نے اس بچے کو علم کے سوا کسی اور کام میں نہ پھنسایا اور اس کے سلسلۂ تعلیم کو اسی طرح جاری رکھا تو یہ ایک بڑا عالم و فاضل بن جائے گا" ——— غرض حسین نے فقہ، ریاضی، مساحت وغیرہ کی تعلیم کو بھی جاری رکھا اور ساتھ ہی اس نئے استاد سے منطق کا ابتدائی رسالہ "ایساغوجی" پڑھنا شروع کیا۔ پہلے روز پہلے ہی سبق میں حسین نے وہ تقریر کی اور نئی باتیں نکالیں کہ استاد سن کر دنگ رہ گیا۔ چناں چہ شیخ خود لکھتے ہیں کہ "جب استاد نے جنس کی تعریف کی تو میں نے اس تعریف سے ایسی باتیں بیان کیں جو کسی سے بھی نہیں سنی گئی تھیں۔ استاد کو میری یہ باتیں سن کر بہت تعجب ہوا لیکن اس کے ساتھ ہی میرے اس طریقے سے والد کو تشویش ہو گئی کہ مبادا میرا لڑکا علم سے بے بہرہ رہ جائے۔ استاد ابوعبداللہ ناتلی جو مسائل میرے سامنے بیان کرتے، میرا دماغ ان کا حل ان سے بھی بہتر پیش کرتا ——— خیر جس طرح بھی ہو سکا میں نے منطق کے چھوٹے موٹے مسائل کی کتابیں ختم کر لیں ———" لیکن حسین کا دماغ صرف اسی پر قناعت کرنے والا نہ تھا، وہ علم کی انتہا کو پہنچنا چاہتا تھا۔ مگر استاد خود قاصر تھا، اس لیے وہ اس کی رہنمائی سے عاجز تھا، لہٰذا حسین خود متن کی کتابوں کے ساتھ ان کی شرحوں کا مطالعہ کرتا اور اپنی علمی پیاس بجھاتا رہا، یہاں تک کہ وہ منطق میں ایک ماہر استاد بن گیا۔

منطق کے علاوہ اقلیدس کی تعلیم بھی حسین نے ابوعبداللہ ناتلی سے شروع کی۔ ابتدائی پانچ چھ شکلوں کے حل میں استاد کی بے شک مدد لی، لیکن باقی کو خود حل کیا ——— اس کے بعد "کتاب مجسطی" کے اسباق شروع کیے۔ جب مقدمۂ کتاب اور اشکال ہندسیہ ختم ہو گئیں تو استاد ابوعبداللہ ناتلی نے ارشاد فرمایا، "باقی کتاب تم خود حل کر سکتے ہو، البتہ جس قدر حل کر کے مجھے سناتے رہو میں غلطیاں درست کر دوں گا۔"

شیخ فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ ناتلی کتاب مجسطی کی تعلیم اچھی طرح نہیں دے سکتے تھے۔ چناں چہ میں نے خود اپنی کوشش سے بلا مدد غیرے کتاب کو حل کیا اور اس کتاب کی کئی ایسی شکلیں ابوعبداللہ ناتلی کو سمجھائیں، جن کو وہ قطعاً سمجھا نہیں سکتے تھے۔

اسی دوران میں ابوعبداللہ ناتلی بخارا سے چلے گئے۔ حسین ابتدائی علوم صرف و نحو، ادب، فقہ، ریاضی، فلسفہ وغیرہ

سلہ ارسین میڈیسن از کیمبل۔

مہارت حاصل کر چکے تھے۔ اب ان کے دل میں علمِ طب حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ چناں چہ سلطان بخارا کے طبیب خاص حسن بن نوح القمری سے طبی تعلیم شروع کر دی اور ان کے مطب میں حاضر رہنے لگے۔ قدرت نے ذہن رسا عطا فرمایا تھا، حافظہ اور فہم و ذکا سے خاص طور پر نوازا تھا، لہٰذا تھوڑے ہی دنوں میں اس فن میں وہ کمال پیدا کیا کہ یگانۂ روزگار طبیب بن گئے حسین کو چوں کہ شروع ہی سے علم فقہ اور علم مناظرہ سے غیر معمولی دل چسپی تھی، اس لیے دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ ان کی طرف بھی اس کی توجہ قائم رہی حتیٰ کہ وہ ان علوم میں بھی اس زمانہ کے علما سے سبقت لے گئے۔

سولہ سال کی عمر میں شیخ کہلانے لگے سولہ سال کی عمر عام طور پر لہو و لعب کی عمر کہلاتی ہے، لیکن حسین سولہ سال کی عمر میں تمام مروجہ علوم و فنون حاصل کر کے یکتائے زمانہ بن گیا اور اب اس قابل ہو گیا کہ اس کو شیخ یا شیخ الرئیس کے لقب سے مخاطب کیا جانے لگا۔ بڑے بڑے عالم، فاضل اور یگانۂ روزگار اس کی شاگردی کو فخر سمجھنے لگے اور اس کی علمیت و فضیلت کا شہرہ بخارا کے حدود سے نکل کر دوسرے ملکوں تک پھیل گیا۔ چناں چہ مختلف بلاد و امصار سے شائقینِ علم اس کی خدمت میں حاضر ہونے اور اس کے چشمۂ فیض سے اپنی علمی پیاس کو بجھانے لگے۔

جب شیخ طلبا کو تعلیم دیتے تھے تو علمی مسائل کے متعلق ان کا طرز بیان اس قدر دل چسپ اور سلجھا ہوا ہوتا تھا کہ فوراً ہی طلبا کے ذہن نشین ہو جاتا تھا۔ ادق سے ادق مسائل ایسے انداز بیان سے سمجھائے جاتے تھے کہ ان کی پورے طور پر تشفی ہو جاتی تھی۔ ان خوبیوں کی وجہ سے دوسرے معاصر علما و مشائخ کے حلقۂ درس میں بہت کم طلبا شریک ہونے لگے اور شیخ حسد کی نظروں سے دیکھے جانے لگے۔ لیکن شیخ کے تبحر اور اس کے علمی اوصاف کے سامنے لوگوں کا حسد ہیچ تھا، نہ کوئی اس کے ہم پایہ عالم تھا اور نہ اس کے ہم رتبہ طبیب، نہ اس جیسا کوئی فقیہ تھا اور نہ اس جیسا مناظر، قصہ مختصر حاسدوں کی کچھ بن نہ آئی، ہر طرف شیخ ہی شیخ کی شہرت پھیل گئی۔

شیخ کا شوقِ مطالعہ اگرچہ شیخ تمام مروجہ علوم و فنون کی تکمیل کر چکے تھے اور خود دوسروں کو تعلیم دینے لگے تھے، لیکن ان کا علمی شوق بدستور قائم تھا اور انھوں نے علوم و فنون کی مختلف کتابوں کا مطالعہ جاری رکھا اور اس کو اپنا دن رات کا شغل بنا لیا، اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ بعض اوقات شیخ کا دماغ نیند کی حالت میں بھی علمی مسائل کے حل میں مصروف رہتا تھا۔ کیسی ہی ادق کتاب ہو اس وقت تک اس کو نہیں چھوڑا جاتا تھا جب تک کہ اس کو اوّل سے آخر تک پڑھ کر ختم نہیں کر دیا جاتا تھا۔ بعض اوقات تمام رات کتابوں کے مطالعہ میں گزر جاتی تھی اور سونے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ چناں چہ شیخ خود لکھتے ہیں کہ "جب میں خود کسی علمی مسئلہ کو حل نہیں کر سکتا تھا اور میرا دماغ اس کے سمجھنے سے قاصر رہتا تھا تو اس مسئلہ کو خدا کے سپرد کر دیتا تھا۔ رات کے وقت جب تکان محسوس ہوتی اور نیند کا غلبہ ہوتا تو محرکات و مقویات استعمال کر کے اپنے دماغ و اعصاب کو قوت پہنچاتا اور تازہ دم ہو کر مطالعہ میں مصروف ہو جاتا تھا۔

ایک یوروپین مورخ بار ہبریس (Barhebraens) شیخ کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اس نے ارسطو کے "مابعد الطبیعیات" کو چالیس بار پڑھا، یہاں تک کہ وہ حفظ ہو گئی تھی۔ بار بار پڑھتا تھا اور اس کے معانی و مطالب کو سمجھنے کی کوشش کرتا تھا، لیکن قاصر رہتا تھا۔ حسنِ اتفاق سے اس کو ایک کتب خانہ سے ابو نصر فارابی کی ایک تصنیف متعلق بہ مابعد الطبیعیات تین درہم میں مل گئی۔ اس کتاب میں ارسطو کے بیان کردہ مسائل مابعد الطبیعیات کا حل موجود تھا۔ اس کتاب کو پا کر شیخ کو بے حد مسرت ہوئی اور اس کے مطالعہ سے وہ تمام مطالب حل ہو گئے جن کو غور و فکر کے بعد اب تک شیخ نہیں سمجھ سکا تھا۔ اس کتاب کے دست یاب ہونے اور ادق مسائل کے سمجھنے کی خوشی میں شیخ نے خدا کا شکر کیا اور غربا میں خیرات بھی تقسیم کی۔

شیخ کا نیرِ اقبال بامِ عروج پر اگرچہ اس وقت تک شیخ اپنی علمیت و فضیلت کے باعث عوام میں کافی مشہور ہو چکے تھے۔ بڑے بڑے متبحر عالم اور فاضل طبیب اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے تھے اور دور دراز ممالک کے سینکڑوں شائقین اس کے چشمۂ فیض سے مستفیض ہوتے تھے۔ لیکن رؤسا اور امرا میں ہنوز شیخ کا تعارف نہ ہوا تھا۔ اگرچہ عوام اپنے کسی قابل فرد کو انتہائی اعزاز اور عام شہرت دے کر اس کی قدردانی کا موجب ہوا کرتے ہیں، لیکن دنیاوی اعتبار سے کسی جوہرِ قابل کی صحیح صحیح قدردانی کوئی امیر یا بادشاہ

ہی کر سکتا ہے۔ کسی صاحب ثروت امیر یا قدردان بادشاہ ہی سے کسی کے علم و فضل اور دماغ سوزی کا ثمرہ مل سکتا ہے۔

جن دنوں شیخ کے علم و کمال کا چرچا بخارا میں بچے بچے کی زبان پر تھا اور اس کی علمی فضیلت اور فنی مہارت کا غلغلہ دوسرے ممالک کے لوگوں تک پہنچنا شروع ہو گیا تھا، ان ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ سلطان بخارا نوح بن منصور سخت بیمار ہو گیا۔ درباری اطبا علاج کرنے کرتے عاجز آ گئے، لیکن صورت شفا کی نظر نہ آئی۔ معالجین میں بڑے بڑے فاضل اطبا تھے جو اپنی عمر کا بیشتر حصہ علم و تجربہ میں گزار چکے تھے۔ ایسی صورت میں شیخ کی طرف جو ایک نوجوان طبیب تھا اور کچھ تجربہ بھی نہ رکھتا تھا کسی کی توجہ کا منعطف ہونا یا منعطف کرانا ناممکنات سے تھا۔ لیکن جن لوگوں کا شیخ کے ساتھ حسن ظن قائم ہو چکا تھا، انھوں نے امیر کے سامنے شیخ کا تذکرہ کیا اور اس سے علاج کی رغبت دلائی امیر رضامند ہو گیا۔ شیخ کو طلب کیا گیا اور اس نے کمال توجہ سے امیر کا علاج شروع کر دیا۔

اگرچہ امیر کا مرض نہایت پیچیدہ تھا، بڑے بڑے ماہر اطبا علاج کر کے تھک چکے تھے، لیکن شیخ کی توجہ اور حسن تدبیر سے امیر نے اس مرض صعب سے شفا پائی اور اس کامیابی سے شیخ کا نیر اقبال پوری آب و تاب کے ساتھ چمک اٹھا۔ اعزاز و اکرام، عزت و احترام کی اس سے پہلے بھی کمی نہیں تھی، عوام کے دلوں میں بے حد احترام تھا، لیکن اب جب کہ رئیس بھی اس کا قدردان ہو گیا تو دولت و ثروت بھی اس کے قدم چومنے لگی۔

امیر مذکور اگرچہ دوسرے امیروں کے مانند امیرانہ خصوصیات کا حامل تھا۔ اقتدار پسندی، جاہ پرستی اور ہوس پرستی سے الگ نہ تھا لیکن اس کے باوجود وہ علم دوست شخص تھا۔ علمی ذوق رکھتا تھا اور علما کی قدردانی اس کا شعار تھا۔ اس نے مرض سے شفایاب ہونے کے بعد شیخ کو زر و مال سے مستغنی کر دیا اور سنہ ۹۹۷ء میں اپنا "طبیب خاص" بنا کر مقربان سلطانی میں داخل کر لیا۔ اور اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ اس نے اپنے شاہی کتب خانہ کی کنجیاں بھی شیخ ہی کے حوالہ کر دیں۔

اس کتب خانہ میں خود امیر مذکور کے ذاتی شوق اور اس کے بزرگوں کے علمی ذوق کی بدولت نایاب قیمتی کتابیں جمع تھیں تمام علوم و فنون کی بیش بہا کتابوں سے یہ کتب خانہ مزین تھا۔ شیخ نے اس نادر موقع کو غنیمت سمجھا اور سالہا سال اس کتب خانہ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے استفادہ کرتا رہا۔ غرض اس کتب خانہ کی کتابوں کے مطالعہ سے شیخ کے علم میں ترقی اور اس کی نظر میں وسعت پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ اسی کتب خانہ کی مدد سے شیخ نے اپنا ذاتی کتب خانہ بھی قائم کیا۔ جن کتابوں کے کئی کئی نسخے تھے ان کا ایک ایک نسخہ حاصل کیا اور جن کا صرف ایک ہی نسخہ تھا اس کی نقل کرا کے اس سے اپنے کتب خانہ کو سجایا۔

شیخ کے افادہ اور استفادہ کا شغل جاری تھا۔ عوام میں پہلے ہی سے دھاک بیٹھ چکی تھی اور اب امیر بھی اس کا والہ و شیدا بن چکا تھا، اور امیر کی شیفتگی شیخ کے ساتھ روز بروز ترقی پر تھی، لیکن پس پردہ شیخ کے حاسد بھی غافل نہ تھے۔ اتفاق وقت کہیے یا حاسدین کی نظر کرم، شاہی کتب میں آگ لگ گئی پھر تو ان کی خوب بن آئی۔ امیر کے کان بھرنے شروع کیے اور آگ لگانے کا الزام شیخ پر لگایا جانے لگا اور کہا جانے لگا کہ شیخ نے شاہی کتابیں خورد برد کرنے یا پہلے مصنفین کی کتابوں کو تلف کر کے اپنے نام کو فروغ دینے کے لیے آگ لگائی ہے۔ لیکن جب تک خدا مہربان ہوتا ہے دشمن کی نامہربانیاں کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ امیر پر حاسدوں کی اس بکواس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا وہ شیخ کی قدر و منزلت پہلے سے بھی زیادہ کرنے لگا اور چغل خوروں کو ذلیل اور پشیمان ہونا پڑا۔

والد کا انتقال اور مصیبت کا آغاز سلطان بخارا کے دربار سے متعلق ہونے کے بعد شیخ نہایت بے فکری کی زندگی گزار رہا تھا۔ علمی شغل بھی جاری تھا۔ لیکن اس حالت کو چند ہی سال گزرے تھے کہ شیخ والد کے ظل عاطفت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گیا۔ اس وقت شیخ کی عمر ۲۲ سال کی تھی۔ باپ کے انتقال کی وجہ سے خانگی تفکرات علمی مشاغل کے قائم مقام بن گئے۔ لیکن چوں کہ امیر کی نظر عنایت شامل حال تھی اس لیے زندگی بہ ظاہر عیش و آرام کے ساتھ گزر رہی تھی۔ اور شیخ عوام اور رئیس کی خدمات لائقہ میں مصروف تھا کہ بدقسمتی سے امیر نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا اور اب شیخ کو گوناگوں مصائب سے دوچار ہونا پڑا، بلکہ یوں کہیے کہ شیخ کے لیے مصیبتوں اور پریشانیوں کا دروازہ کھل گیا۔

امیر مذکور کا بیٹا منصور بن نوح والی بخارا ہوا۔ شیخ نے اس کے ساتھ اپنی امیدیں وابستہ کیں۔ لیکن اس کی فرمانروائی کو استقلال نصیب نہ ہوا۔ ملک میں طوائف الملوکی کا دور دورہ ہوا، اور سنہ ۱۰۰۲ء میں یہ سلطنت تباہ و برباد ہو گئی اور بخارا کی مملکت غزنوی فرمانرواؤں کی حکومت میں شامل ہو گئی۔

بخارا سے شیخ کی ہجرت سلطنت کی تباہی کے بعد بخارا میں شیخ کا قیام محال تھا۔ اس کو بادلِ ناخواستہ بخارا سے ہجرت کا ارادہ کرنا پڑا اور ایسی جگہ تلاش کرنے کی فکر دامن گیر ہوئی جہاں وہ اپنے علم و فن کے جوہر بھی دکھائے اور اپنی علمی خدمات کا مناسب صلہ بھی پائے۔ اسی تلاش میں وہ جابجا مارا مارا پھرا لیکن کہیں گوہر مقصود نظر نہ آیا آخر کار اس کی نظر تجسس خوارزم شاہ والیٔ گرگانج و ایران پر پڑی ——— خوارزم شاہ ایک علم دوست امیر تھا علما و فضلا کی قدردانی اس کا شعار تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا وزیر خود ایک فاضل اجل تھا، علما و فضلا کی عزت اور ان کی قدردانی میں مشہور تھا۔ شیخ نے اس کو غنیمت سمجھا اور قسمت آزمائی کے لیے اُدھر متوجہ ہوا۔ گرگانج میں پہنچ کر فقہا کا لباس پہن وزیر کی محفل میں کسی تدبیر سے جا پہنچا۔ لیکن وہاں کوئی شخص بھی اس کا شناسا نہ تھا۔ جو وزیر اور اہلِ مجلس سے اس کا تعارف کراتا۔ اس لیے شیخ ایک گوشہ میں بیٹھا خاموشی کے ساتھ محفل کا جائزہ لیتا رہا۔ آخر کار جب مجلس ختم ہو چکی تو شیخ نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تقریر کی۔ جس کو سن کر وزیر حیران رہ گیا اور وزیر کے دریافت کرنے پر اپنا نام و نشان بتایا۔ پھر تو وزیر کی مسرت کی کوئی حد نہ رہی۔ اس نے شیخ کی قدر و منزلت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا، دربار سلطانی میں لے گیا۔ والیٔ گرگانج سے تعارف کرانے کے بعد وظیفہ مقرر کرایا۔ اور جب خود سلطان شیخ کی علمیت و قابلیت سے واقف ہوا تو اس کو اپنے تمام درباری علمار کا افسرِ اعلیٰ بنا دیا۔

شیخ پر سلطان محمود غزنوی کا عتاب جس زمانے میں شیخ گرگانج میں مقیم تھا غزنی کے زبردست فاتح سلطان محمود غزنوی کا نیّرِ اقبال وسط ایشیا میں پوری آب و تاب کے ساتھ اپنی درخشانی میں مصروف تھا۔ جس طرف بھی اس کی نظر اٹھتی تھی فتح و نصرت اس کے قدم چومتی تھی۔ خوارزم شاہ کی سلطنت بھی اس کی نظر سے محفوظ نہ رہی۔ چناں چہ اس نے اس پر حملہ کیا اور فتح یاب ہوا۔ لیکن یہ رعایت کی گئی کہ سلطنت خوارزم شاہ ہی کو سپرد کر دی گئی۔

اس زمانے میں اگرچہ شیخ کو عارضی طور پر اطمینان حاصل تھا، لیکن حاسدین کو اس کا یہ اطمینان نہ بھاتا تھا۔ چناں چہ ان لوگوں نے سلطان محمود تک اس کے متعلق جھوٹی سچی خبریں پہنچائیں، اور اس کے فاسد عقائد کے متعلق شکایتیں بیان کیں۔ ان کا اثر یہ ہوا کہ محمود شیخ سے بدظن ہو گیا، اور اس نے اپنے ایک قاصد کی معرفت سلطان خوارزم شاہ کو یہ پیغام بھیجا: "معلوم ہوا ہے کہ تمھارے ہاں بڑے بڑے اہلِ کمال اور فاضل اجل لوگ ہیں۔ میں بھی ان کی صحبت سے لطف حاصل کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا اپنے خاص خاص منتخب علمار کو ہمارے یہاں بھیج دو۔"

کہا جاتا ہے کہ اس فرمان کی رُو سے شیخ کے ساتھ دربارِ خوارزمی کے چند دیگر فضلا ابی ریحان البیرونی، ابوسہل مسیحی اور ابوالخیر خمار کو بھی طلب کیا گیا تھا اور اس طلبی سے سلطان محمود کی یہ غرض تھی کہ ان کو اپنے دربار میں ان کے فاسد عقائد کی بنا پر سرزنش کرے اور تائب ہونے کی ہدایت کرے اور اگر وہ باز نہ آئیں تو ان کے سر قلم کرا دیے جائیں۔

خوارزم شاہ محمود غزنوی کے فرمان کا اصل مطلب سمجھ گیا، اور اس نے خفیہ طور پر شیخ کو خوارزم سے چلے جانے کا حکم دیدیا اور محمود غزنوی کا قاصد بے نیلِ مرام خوارزم سے لوٹ آیا اور اس کو شیخ کے بھاگ جانے کا واقعہ کہہ سنایا۔

محمود غزنوی نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ شیخ کی فراری پر بہت پیچ تاب کھایا اور اس کی متعدد تصویریں کھنچوا کر جاسوسوں کے سپرد کیں اور حکم دیا کہ جہاں کہیں بھی شیخ ملے اسے گرفتار کر کے دربار میں حاضر کیا جائے۔ غرض ایک طرف غزنوی جاسوس شیخ کی تلاش میں سرگرداں تھے اور دوسری طرف شیخ گرفتاری سے بچنے کے لیے جنگل و بیابان کی خاک چھانتے پھرتے تھے، لیکن کوئی جائے پناہ نہ ملتی تھی۔ جہاں کہیں پہنچتے تھے وہیں گرفتاری کی خبر ساتھ پہنچتی تھی، آخر شیخ اس طرح دشت و بیابان کی خاک چھانتا اور دربدر کی ٹھوکریں کھاتا ہوا جرجان پہنچا، جہاں کا امیر قابوس تھا جو خود بھی عالم تھا، اور صاحب علم لوگوں کا قدردان بھی تھا اور سب سے بڑا وصف یہ تھا کہ نہایت متواضع اور خوش اخلاق تھا۔ شیخ نے اس جگہ کو غنیمت سمجھ کر اطمینان کا سانس لیا اور وہیں اپنا مطب شروع کر دیا۔

شیخ کی علمیت و حذاقت کمال درجہ کی تھی۔ نباضی میں حیرت انگیز ملکہ رکھتا تھا۔ تجربہ بھی کافی رکھتا تھا اس کے ساتھ ہی قسمت بھی یاور نظر آئی۔ جو بھی مریض مطب میں آیا وہ شیخ کے علاج سے شفایاب ہوا، اور تھوڑے ہی دنوں میں سارے شہر میں شیخ کی شہرت ہو گئی۔ مطب میں مریضوں کا ہجوم رہنے لگا اور اس زمانے میں نذرانوں کی آمدنی سے شیخ کے ایامِ زندگی فارغ البالی

سے گزرنے لگے۔

مریض عشق کا علاج اتفاق وقت پر محمول کیجیے یا اس کو شیخ کی خوش نصیبی سمجھیے کہ اسی زمانے میں امیر قابوس کا ہمشیرزادہ بیمار ہوگیا۔ بڑے بڑے اطباء نے علاج کیا۔ ہر قسم کی تدبیریں کیں لیکن صورت شفا نظر نہ آئی بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مریض کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی گئی۔ آخر کار کسی نے امیر قابوس کے سامنے اس نوجوان نووارد حکیم کا ذکر کیا اور بتایا کہ ایک نووارد نوجوان حکیم علم و فضل میں یگانۂ روزگار ہے۔ نبض شناسی اور علاج و معالجہ میں کامل مہارت رکھتا ہے۔ بہت سے مریض اس کے علاج سے شفا پا چکے ہیں اگر خاطر اقدس میں آئے تو یہ مریض بھی اس نوجوان حکیم کو دکھایا جائے۔

العرض امیر نے شیخ کو دربار میں طلب فرمایا اور مریض کو تشخیص مرض کے لیے شیخ کے سامنے پیش کیا۔ ایک خوب صورت بیس سالہ مریض بستر پر پڑا ہوا تھا، گوشت گھل چکا تھا، صرف ہڈیوں کا ڈھانچ باقی تھا۔ شیخ نے سب سے پہلے مریض کے گزشتہ حالات اور کیفیت مرض معلوم کی۔ اس کے بعد نبض دیکھی تو معلوم ہوا کہ مریض کسی مرض جسمانی میں مبتلا نہیں ہے، بلکہ اس کو نفسانی مرض لاحق ہے۔ غور و فکر کے بعد شیخ نے ایسے آدمی کے حاضر ہونے کا حکم دیا جو شہر کے تمام گلی کوچوں سے واقف ہو اور ہر گلی کوچے کے مکانوں اور ان کے مکینوں کو بھی جانتا ہو۔ فوراً ہی ایسے آدمی کو حاضر کیا گیا اور شیخ نے مریض کی نبض پر انگلیاں رکھ کر شہر کے محلوں کے نام لینے کا حکم دیا جس محلے کے نام پر نبض میں تغیر محسوس کیا، اسی وقت اس محلہ کے مکانوں اور انکے مالکوں کے نام لینے کے لیے ارشاد کیا! جس مکان کے نام پر مریض کی نبض میں تغیر پیدا ہوا شیخ نے اس مکان کے رہنے والوں کے نام لینے کے لیے فرمایا۔ جب اس شخص نے اس مکان میں رہنے والی ایک لڑکی کا نام لیا تو مریض کی نبض میں حیرت انگیز تغیر دیکھا، اور شیخ کو یقین ہوگیا کہ یہ نوجوان مریض اسی لڑکی کے دام عشق میں مبتلا ہے، چنانچہ امیر کو مطلع کر دیا گیا اور بتا دیا گیا کہ مریض کا علاج صرف یہ ہے کہ اس کی شادی فلاں لڑکی کے ساتھ کردی جائے۔

امیر نے جب شیخ کے بیان کردہ حالات کی تحقیق کی تو واقعات نے اس کی تصدیق کی اور امیر نے شیخ کی ذکاوت و حذاقت کی داد دی اور پھر تعارف کی خواہش ظاہر کی۔

شیخ نے اپنا نام و نشان بتایا اور پھر امیر نے شیخ کی تصویر کو اس سے ملایا تو اس کو کامل یقین ہوگیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کی شہرت اس سے پہلے وہ بارہا سن چکا ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی امیر شیخ سے بغلگیر ہوا اور نہایت احترام کے ساتھ اپنے پاس تخت پر بٹھایا، اور مریض کے مرض کو تشخیص کرنے کے متعلق دریافت فرمایا۔ شیخ نے جواباً کہا کہ جب میں نے مریض میں کوئی جسمانی مرض نہ پایا تو یہ خیال کر کے کہ اس کو ضرور کوئی نفسانی مرض ہے اور وہ عشق ہی ہے۔ مریض اپنے عشق کو چھپاتا تھا اور کسی پر اپنا راز فاش کرنا نہ چاہتا تھا۔ لہٰذا میں نے بھی اس کو اپنا راز کہنے کے لیے مجبور کرنا مناسب نہ سمجھا اور اس تدبیر سے اس کا تمام راز معلوم کر لیا ـــــــ امیر قابوس شیخ کی فہم و فراست کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس کے علم و فضل کا گرویدہ ہوگیا۔ اس کی وقعت و عظمت اور اعزاز و اکرام میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا۔ شاہانہ خلعت دیے گئے اور بے شمار عطیات سے نوازا گیا اور مملکت میں رہنے کی اجازت دی گئی۔

امیر قابوس کی سفارش پر شیخ کی طرف سے سلطان محمود کا دل بھی صاف ہوگیا۔ اب شیخ اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرات سے محفوظ و مصئون سمجھ کر نہایت اطمینان کے ساتھ جرجان میں رہنے لگا۔ لیکن گردش قسمت سے یہ اطمینان بھی عارضی ثابت ہوا۔ **قابوس** کی فوج باغی ہوگئی اور قابوس کو قتل کر دیا گیا۔ ہر طرف قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم تھا۔ ایسی حالت میں وہاں شیخ کا قیام ناممکن تھا، لہٰذا اس نے جرجان کو خیرباد کہہ کر دہستان کا رخ کیا۔

تالیف و تصنیف کی ابتدا دہستان پہنچنے کے بعد شیخ تالیف و تصنیف کے شغل میں مصروف ہوگیا اور چند کتابیں لکھیں، لیکن وہ بیمار ہوگیا اور نہایت عسرت اور تنگ دستی سے دن گزارنے لگا تو مجبوراً جرجان لوٹ آیا۔

اس مرتبہ جرجان میں ایک شخص عبدالواحد کے ہاں شیخ نے اقامت اختیار کی۔ اس شخص کو فلسفہ کی تعلیم کا بے حد شوق تھا لہٰذا اس نے شیخ سے فلسفہ کی تعلیم شروع کر دی اور شیخ کو آرام پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ چھوڑی۔ یہ شیخ کا سعادت مند شاگرد ہی نہیں ثابت ہوا بلکہ اس نے ہر حالت میں نہایت وفاداری اور جاں نثاری کے ساتھ شیخ کا ساتھ دیا، حتیٰ کہ موت نے ایک کو دوسرے سے جدا کر دیا **شیخ** نے عبدالواحد کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ تالیف و تصنیف کا شغل بھی نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ جاری کر دیا۔ کچھ کتابیں وہ دہستان میں لکھ چکا تھا اور اب جرجان میں واپس آنے کے بعد اس نے کئی کتابیں **مختصر الاوسط**،

کتاب المبدأ والمعاد، الارصاد الکلیہ، مجسطی کا خلاصہ اور قانون کا ابتدائی حصہ اور کئی دیگر رسائل اور کتابیں تالیف و تصنیف کیں اور نہایت آرام و اطمینان سے ایام زندگی گزارنے لگا۔

شیخ کو اس بار جرجان میں نہایت سکون و اطمینان حاصل رہا اور اس کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ لیکن یہاں رہتے رہتے شیخ کی طبیعت اکتا چکی تھی، لہٰذا سیاحت کا شوق پیدا ہوا اور شہر "رے" میں جا پہنچا۔ اگرچہ وہاں کوئی شخص شیخ کا صورت آشنا نہ تھا لیکن صد ہا اشخاص اس سے غائبانہ تعارف رکھتے تھے لہٰذا اس کے شہر میں پہنچتے ہی ایک عام شہرت ہو گئی۔

اس وقت "رے" کا حاکم مجدالدولہ تھا جو پہلے سے شیخ کی تعریف سن کر نادیدہ مہربان بن چکا تھا۔ اس نے نہایت خوشی سے شیخ کا خیر مقدم کیا اور بے حد تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مجدالدولہ کو مرض الیخولیا تھا لیکن مختلف علاج معالجہ کے باوجود شفایاب نہ ہوا تھا۔ اب وہ شیخ کے مناسب علاج اور حسن تدبیر سے اچھا ہو گیا جس کے صلے میں اس نے شیخ کو خلعت شاہانہ مرحمت کیا اور بہت کچھ انعام و اکرام دے کر مالا مال کر دیا۔ اس کے بعد شیخ نے "کتاب معاد" کا تحفہ مجدالدولہ کے نام سے کیا اور اس کے صلے میں بھی انعام پایا۔

یہاں بھی شیخ کو بہت کچھ سکون و اطمینان ہو چلا تھا۔ بے خوف و خطر ایام زندگی بسر ہو رہے تھے کہ سلطان محمود غزنوی کے "رے" پر حملہ آور ہونے کی افواہ اڑی۔ شیخ اس کی طرف سے مطمئن نہ تھا لہٰذا مجبور ہو کر "رے" سے بھاگ قزوین پہنچا اور وہاں سے ہمدان چلا گیا اور ہمدان میں ایک متمول خاتون کے ہاں عرصہ تک قیام پذیر رہا۔

ان دنوں ہمدان کا حاکم شمس الدولہ بن فخر الدولہ تھا۔ شیخ کے دوران قیام میں اس کو قولنج کا دورہ پڑا، شیخ کے علاج کو شفا ہوئی، اور اس طرح شیخ نے اس کے دربار میں رسائی پائی۔ شمس الدولہ اس کی بے حد عزت کرنے لگا اور اس کو اپنا وزیر بنا لیا لیکن بدقسمتی سے فوج کسی بات پر شیخ سے بدگمان ہو گئی اور بغاوت کر دی۔ شیخ کی جان تو محفوظ رہی، وہ چالیس دن تک ایک شخص کے گھر میں چھپا رہا لیکن اس کا تمام مال و متاع باغیوں نے لوٹ لیا۔ اس کے بعد پھر شمس الدولہ کو قولنج کا دورہ پڑا، شیخ کو معذرت کے ساتھ علاج کے لیے طلب کیا گیا اور اسی کے علاج سے آرام ہوا، اور شمس الدولہ نے دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا اور اس کی عزت اور رتبہ پہلے سے بھی زیادہ ہو۔

اس زمانہ میں شیخ تمام دن امور وزارت میں مشغول رہتا اور روزانہ رات کے ابتدائی حصہ میں طلبا کو درس دینے کا شغل جاری رہتا۔ درس سے فارغ ہونے بعد محفل عیش و طرب آراستہ کی جاتی۔ شراب کے دور چلتے اور مختلف قسم کے گویّے اپنے گانوں سے اہل محفل کو مسرور کرتے تھے۔

یہی زمانہ تھا جس میں شیخ نے اپنے شاگرد رشید اور مونس رفیق کی فرمائش پر "شفاء" جیسی بلند پایہ کتاب محض حافظے کی مدد سے لکھنی شروع کی اور اسی زمانے میں قانون کا بھی ایک حصہ تصنیف کیا۔

اس کے کچھ عرصہ کے بعد شیخ کو ایک جنگ میں جانے کا اتفاق ہوا، جہاں امیر پر پھر قولنج کا دورہ پڑا، نیز بد پرہیزی کرنے اور شیخ کی رائے پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے دوسرے امراض بھی پیدا ہو گئے تھے اور شمس الدولہ مرض الموت میں مبتلا نظر آنے لگا تھا۔ لہٰذا اس کی فوج اس کو واپس ہمدان لے چلی لیکن وہ ہمدان پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں انتقال کر گیا۔

شمس الدولہ کے بعد اس کا بیٹا تاج الدولہ اس کا جانشین مقرر ہوا۔ لوگوں نے اس سے شیخ کو شہر بدر کرنے کا مطالبہ کیا لیکن اس نے اس مطالبہ کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ شیخ ایک گھر میں چھپا رہا اور اپنے تالیف و تصنیف اور درس و تدریس کے شغل کو جاری رکھا۔ لیکن لوگوں کے اس رویہ سے شیخ کو نفرت ہو گئی تھی، لہٰذا اس نے حاکم اصفہان سے خفیہ خط و کتابت شروع کر دی اور اپنی خدمات پیش کیں۔ یہ راز کسی طرح امیر پر ظاہر ہو گیا۔ اس نے شیخ کو تلاش کرا کے گرفتار کرا لیا اور بردان کے قلعہ میں قید کر دیا۔

زمانۂ قید میں شیخ نے "کتاب شفاء" کو پایۂ تکمیل کو پہنچایا اور اس کے علاوہ کتاب الطبیعات، کتاب الحیوان، حی بن یقظان، اور ہدایت الحکمت وغیرہ کتابیں تصنیف کیں۔ شیخ کو قید ہوئے چار مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ اصفہان اور ہمدان کے حکمرانوں میں لڑائی چھڑ گئی جس میں حاکم ہمدان کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار کر کے اسی قلعہ میں قید کر دیا گیا جہاں شیخ قید تھا لیکن بعد میں حاکم اصفہان نے اس کو قید سے رہائی دی اور اس کا تاج و تخت اسی کو بخش کر واپس چلا گیا۔

اس کے بعد تاج الدولہ نے بھی شیخ کو قید سے رہائی دی اور ساتھ ہی معذرت بھی چاہی اور اس کو نہایت عزت اور احترام کے ساتھ اپنے ہمراہ ہمدان میں لایا اور شیخ نے دو سال تک تصنیف و تالیف کا شغل جاری رکھا۔

اس کے بعد طبیعت جو اکتائی تو عبد الواحد اور دوسرے چند رفیقوں کو ساتھ لے کر اصفہان کا سفر اختیار کیا۔ علانیہ جانے میں خطرہ تھا کہ شاید تاج الدولہ جانے سے روک دے، لہٰذا شیخ نے فقیروں کا بھیس بھر لیا تھا اور آخر کار راستے کی صعوبتوں سے دوچار ہوتا ہوا اصفہان پہنچ گیا اور امیر نے اطلاع پاکر عزت کے ساتھ دربار میں طلب فرمایا اور قلمدانِ وزارت اس کے سپرد کیا۔ جس کو شیخ نے بادلِ ناخواستہ منظور کیا اور امورِ وزارت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس اور تالیف و تصنیف کے شغل کو جاری رکھا اور دس بارہ سال گزار دیے۔

اسی اثنا میں علاؤ الدولہ حاکم اصفہان نے علم ہیئت کے متعلق ایک رصدگاہ تعمیر کرانے کی فرمائش کی۔ چنانچہ شیخ نے اس حکم کی تعمیل میں علم رصد پر ایک رسالہ تصنیف کر کے اپنے شاگرد رشید ابو عبداللہ کے سپرد کیا اور اس کو رصدگاہ کی تعمیر کا مہتمم بنا کر ہدایت کر دی کہ وہ اس رسالہ میں لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق رصدگاہ تعمیر کرائے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض موانع کے باعث یہ رصدگاہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔

شیخ کی وفات شیخ نہایت مضبوط و توانا اور قوی المزاج تھا۔ لیکن کئی عادتیں اس پر ایسی مسلط تھیں جن کی وجہ سے آخر عمر میں اس کی صحت کمزور ہو گئی تھی۔ شراب پیتا تھا، کثرت مباشرت کا عادی تھا اور انتہا درجے کا بدپرہیز واقع ہوا تھا۔ ان عادتوں کا جو نتیجہ ہوا جو ان عادتوں کے لیے لازمی ہے، چنانچہ اس کے اعضا اور قوتیں کمزور ہو گئیں۔ قولنج کے دورے پڑنے لگے خود ہی علاج کرتا تھا اور اچھا ہو جاتا تھا، پھر ان ہی عادتوں اور بے اعتدالیوں کا سلسلہ جاری ہو جاتا تھا۔ ایک بار امیر علاؤ الدولہ کے ساتھ ایک جنگ میں شریک ہونے کے لیے روانہ ہوا۔ دوران سفر میں قولنج کا دورہ پڑا۔ جلد از جلد شفایاب ہونے کے لیے ایک دن میں آٹھ مرتبہ حقنہ کیا جس کی وجہ سے آنتوں میں خراش پیدا ہو گئی لیکن صورت شفا کی نظر نہ آئی۔

ایک روز شیخ نے حقنہ کی دواؤں میں تخم کرفس معینہ مقدار میں اضافہ کرنے کا حکم دیا لیکن ان کے دواساز طبیب نے عمداً یا سہواً معینہ مقدار سے کئی گنا تخم کرفس حقنہ میں شامل کر دیا جس کی وجہ سے آنتوں کی خراش بڑھ گئی اور قرحہ پڑ گیا۔ شیخ کو تشنج کے دورے بھی پڑنے لگے تھے، اور ان کے دفعیہ کے لیے وہ افیون کے مرکبات کھاتے تھے۔ ایک روز ایک بددیانت غلام نے دوا میں افیون زیادہ مقدار میں شامل کر دی جس کو شیخ بلا تامل کھا گئے۔ حقیقت یہ تھی کہ شیخ کے ملازمین اس کے مال میں خیانت کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ اگر شیخ مر جائے تو اس کے مال و متاع پر قابض ہو جائیں اور جو خیانت کر چکے ہیں اس کی سزا سے بچ جائیں۔

غرض مسلسل بیماری کی وجہ سے شیخ اس قدر کمزور ہو گیا کہ کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہ رہی اور ان کو بے ہوشی اور انتہائی ضعف کی حالت میں چارپائی پر ڈال کر اصفہان لایا گیا۔ طبیعت کچھ سنبھلتی نظر آئی، لہٰذا پھر علاج کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اب اگرچہ کمزوری بے حد تھی لیکن مزاج کے ذرا سا سنبھلتے ہی بے اعتدالیاں شروع ہو گئی تھیں، جن کی وجہ سے بیماری لوٹتی رہتی تھی۔ اس کے بعد اصفہان سے شیخ ہمدان روانہ ہوا، راستہ ہی میں مرض کا دورہ ہوا، لیکن جس طرح بھی ممکن ہوا ہمدان پہنچ گیا۔ مرض ترقی پر تھا شیخ نے محسوس کیا کہ اب اسکے جسم کی قوتِ مدافعت کمزور ہو گئی ہے، طبیعت مرض کو دفع کرنے پر قادر نہیں رہی اس لیے علاج بے سود ہے۔ یہ خیال قائم کر کے اُنھوں نے علاج ترک کر دیا، غسل کیا، توبہ و استغفار کی۔ جن لوگوں کے حقوق واجب تھے وہ ادا کیے اور اس کے بعد جو کچھ باقی بچا وہ غربا و مساکین میں تقسیم کیا، ملازموں کو آزاد کیا، روزانہ کلام پاک کی تلاوت کا سلسلہ جاری رکھا۔ حافظ قرآن تھے، تین دن میں قرآن شریف ختم کر لیتے تھے، آخر کار وہ دن آ پہنچا جو سب کو پیش آتا ہے یعنی یہ طبیب اعظم، علامۂ زمانہ اپنی زندگی کے آخری ایام نہایت تکلیف اور مصیبت میں بسر کر کے جون سنہ ۱۰۳۷ء میں اس دارِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہوا۔

شیخ کا ہجری سنِ وفات[3] سنہ ۴۲۸ ہے۔ رمضان کا مہینہ اور جمعہ کا دن تھا، غالباً خدائے تعالیٰ کو شیخ کی خدمات بہت پسند تھیں کہ اس مبارک مہینہ اور مبارک دن میں اس کا انتقال ہوا۔

---

[1] صوان الحکمت [2] اربیین میڈیسن از کیمبل [3] درۃ الاخبار و صوان الحکمت۔

اگرچہ یہ بات اتفاقی ہے لیکن ہے تعجب انگیز کہ بڑے بڑے نامی گرامی حکما جس مرض کے علاج میں کمال رکھتے تھے اسی مرض سے ان کا انتقال ہوا۔ چناں چہ ارسطو دق کے علاج میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ اور یہی مرض اس کی موت کا سبب بنا۔ افلاطون کو فالج کے علاج میں کمال تھا اسی سے خود ان کا انتقال ہوا۔ بقراط کوس کے علاج میں مہارت تھی اور وہ خود اسی کا شکار ہوا جالینوس اسہال کے علاج میں مشاق تھا لیکن جب خود مرض اسہال میں مبتلا ہوا تو جاں بر نہ ہو سکا اسی طرح شیخ قولنج کا کامیاب علاج کرتا تھا، لیکن جب خود اس میں مبتلا ہوا تو نجات نہ پا سکا۔ چناں چہ اس کے ایک ہمعصر نے اس کی موت پر تعریضاً کہا ہے

ﮯ رایت ابن سینا یعادی الرجال   وبالحبس مات اخس الممات
فلم یشف ما نالہ بالشفاء   ولم ینج من موتہ بالنجات

(ترجمہ) ابن سینا جو لوگوں کا علاج کر کے مرض سے اچھا کر دیتا تھا، خود قبض (قولنج) سے بری طرح مر گیا۔ نہ اس کو کتاب "شفاء" شفا دے سکی اور نہ "کتاب نجات" ہی موت سے بچا سکی۔ (شفا اور نجات دونوں شیخ کی مصنفہ کتابیں ہیں)

شیخ کا مدفن

شیخ کو ہمدان ہی میں شہر ہمدان کے مغرب سمت شہر پناہ کے متصل دفن کیا گیا۔ بوعلی سینا کا مزار آج بھی ہمدان میں موجود ہے۔ یہ اینٹوں کی بنی ہوئی سادہ مستطیل عمارت ہے اور اس کے گرد ایک وسیع احاطہ ہے۔ عمارت کی مرمت سنہ ۱۸۷۰ء میں ہوئی تھی۔ لیکن اب وہ پھر مرمت طلب ہو رہی ہے۔ ہماری تصویر بوعلی سینا کے مقبرہ کو ظاہر کر رہی ہے۔ یہ تصویر طہران کے ڈاکٹر نیلی جان (Neligan) کا عطیہ ہے۔ ایران کے اس نامور طبیب کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے اکثر بیمار شفایابی کی امید پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ اور عام روایات کے مطابق انھیں شفا بھی ہوتی ہے۔



شیخ کا مقبرہ ہمدان میں

شیخ کے اخلاق و عادات اور اس کا مذہب

شیخ ایک قوی المزاج اور توانا شخص تھا، اس کے ساتھ ہی قدرت نے اس کو نہایت ذکی الطبع اور ذہین بنایا تھا، اور حافظہ بہت اچھا عطا فرمایا تھا اور ان باتوں کے باوجود وہ جفاکش بھی تھا۔ رات دن لکھنے پڑھنے کے سوا کوئی شغل نہ رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دس بارہ سال کی عمر میں دوسرے علوم کی تحصیل کے ساتھ ساتھ اس نے کلام مجید بھی حفظ کر لیا تھا۔ بہت سی نظمیں اور کتابیں ازبر تھیں۔ سولہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون مروجہ کی تعلیم سے فارغ ہو کر شیخ کہلانے کا مستحق ہو گیا تھا۔

لیکن افسوس ہے کہ شیخ شراب پیتا تھا اور اس کے ساتھ ہی عیش و طرب کا دلدادہ تھا۔ "صوان الحکمت" کے مصنف لکھتے ہیں کہ "حکمائے متقدمین بڑے عابد و زاہد ہوتے تھے۔ بوعلی سینا پہلا شخص ہے جس نے ان کے طرز عمل کو بدلا وہ ہمیشہ شراب نوشی اور شہوت رانی میں مبتلا رہتا تھا۔"

مستشرق کیمبل (Campbell) "عربین میڈیسن" میں شیخ کی زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شیخ رات دن مطالعہ میں مشغول رہنے کے باوجود عیاشی کو نظرانداز نہیں کرتا تھا۔ جسمانی طاقت اور جوش نے اس کو اس قابل بنا دیا تھا کہ وہ نہایت محنت اور جفاکشی سے اپنے کاموں میں منہمک رہنے کے باوجود عیش و نشاط میں بھی مشغول رہتا تھا۔ وہ عورت اور شراب کا ویسا ہی خواہش مند تھا جیسا کہ علم کا، باوجودیکہ وہ کمزور دل اور عیاش تھا، لیکن شرافت اور اخلاق میں کم نہ تھا۔

اس کے ماسوا شیخ کے ایک خاص الخاص شاگرد اور دوست و رفیق لکھتے ہیں کہ "شیخ کا معمول تھا کہ وہ روزانہ رات کے وقت طلبا کو اپنے گرد جمع کرتے، میں کتاب الشفا پڑھتا اور دوسرے طلبا "کتاب الاول من القانون" پڑھتے اور جب سبق سے فراغت حاصل کر چکتے تو مجلس شراب آراستہ کی جاتی۔ گانے ہوتے تھے۔ شراب کے دور چلتے تھے اور دوسرے تعیش اسباب مہیا کیے جاتے تھے۔"

ان عادتوں کی وجہ سے نیز کچھ فلسفیانہ فاسد عقائد کی بنا پر لوگوں میں اس کے مذہب و عقائد کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہوئے، حتیٰ کہ محمود غزنوی شیخ کو گرفتار کرا کے قتل کرا دینے کے درپے ہو گیا۔ بعض لوگ اس کو عقیدہ کے لحاظ سے سنی سمجھتے تھے اور بعض

اس کو شیعہ کہتے تھے اور بعض اس کو ملحد وکافر کا لقب دیتے تھے۔ ایسے تمام لوگوں کو جواب دینے کے لیے شیخ نے یہ رباعی لکھی تھی سہ

کفر چو منی گزاف و آساں نبود — محکم تر از ایمان من ایماں نبود
در دہر چو من یکے و آں ہم کافر — پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

اس کے علاوہ شیخ نے اپنے ایک دوست ابو سعید بن ابی الخیر صوفی کو وصیت کی تھی جس سے شیخ کے عقائد پر اچھی طرح روشنی پڑتی ہے۔ چناں چہ اُنھوں نے لکھا ہے کہ اعمال میں بہترین عمل نماز ہے۔ روزہ باعث سکون ہے اور صدقہ تمام نیکیوں میں مفید نیکی ہے۔ اعمال کو بے سود بنا دینے والی چیز ریا ہے۔ جب تک انسان کا نفس دنیاوی جھگڑوں میں مبتلا رہے گا اور کسی نہ کسی کیفیت سے متاثر ہوتا رہے گا وہ نفس ہرگز آلودگیوں سے پاک وصاف نہیں ہو سکے گا۔ بہترین عمل وہ ہے جو خلوص دل سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت سب سے مقدم ہے۔ اس بارگاہ میں اعمال حسنہ ہی پیش کیے جاتے ہیں۔

غرض یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ وہ عقیدۃً مسلمان تھا۔ البتہ خیالات میں آزادی و روشن خیالی تھی۔ لہٰذا ممکن ہے کہ مذہبی لوگوں کے خیالات سے اس کے افکار وآرا کا تصادم ہو جاتا ہو۔

شیخ سے پہلے جس قدر بھی حکما گزرے ہیں وہ تقریباً امرا و رؤسا کی صحبتوں سے متنفر رہے اور اُنھوں نے انکے دروازوں کے چکر نہیں لگائے۔ لیکن شیخ پہلا حکیم ہے جو سب سے پہلے نوح بن منصور سامانی کا مصاحب اور ہم نشین بنا اور اس کے بعد جب کبھی اسکو مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا تو کسی امیر و رئیس کا جویا ہوا۔

لیکن وہ بادشاہوں اور امیروں کے دربار میں نہایت کر و فر کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ صاحب صوان الحکمت لکھتے ہیں کہ شیخ امیر علاؤ الدولہ والئ اصفہان کے پاس بیٹھتا تھا۔ امیر بھی شیخ کی علمی فضیلت وعظمت، حسن وجمال، ورجاہ وجلال پر نازاں ہوتا تھا اور مسرت و شگفتگی کے آثار اس کی پیشانی سے ظاہر ہوتے تھے۔ شیخ جب امیر کے سامنے گفتگو کرتا تو حاضرین مجلس نہایت توجہ سے سنتے اور جب تک اس کی تقریر جاری رہتی کوئی آواز نہ نکالتا تھا۔

شیخ کی زندگی زیادہ تر مصیبتوں میں بسر ہوئی۔ جب تک کسی امیر سے تعلقات وابستہ رہے، خوب لطف اٹھائے۔ لیکن جوں ہی کنارہ کش ہونے کی نوبت آئی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ پہننے کے لیے کپڑے اور کھانے کے لیے روٹی مشکل ہی سے دستیاب ہوئی۔

ایک مرتبہ امیر علاؤ الدولہ نے اپنا خاص پٹکا اور ایک مرصع خنجر شیخ کو انعام میں دیا۔ یہ عطیہ امیر کا خاص الخاص کرم اور نوازش تھی۔ لیکن شیخ نے بے پروائی سے وہ پٹکا اور خنجر اپنے ایک غلام کے حوالے کر دیا۔ امیر نے غلام کو پٹکا باندھے اور خنجر لگائے دیکھا تو غصے سے لال پیلا ہو گیا اور شیخ کا جانی دشمن ہو گیا۔ اور شیخ وہاں سے بھیس بدل کر بھاگا اور رے میں پہنچا۔ وہ ایک گدڑی اوڑھے ہوئے تھا، ایک پیسہ پاس نہ تھا، لیکن کھانے کی فکر دامن گیر تھی۔ خیال کیا کہ پہلے لوگوں کی مجالس اور ان کے مدارج کا پتہ چلایا جائے اور ان کے رجحانات کا اندازہ لگایا جائے۔ اس خیال سے شہر میں داخل ہوا اور بازار و گلی کوچوں میں پھرنا شروع کیا۔ پھرتے پھرتے ایک نشست گاہ میں ایک خوش طبع نوجوان حکیم بیٹھا نظر آیا۔ اس کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک عورت نے قارورہ دکھایا تو جوان نے حکم لگایا یہ یہودی کا قارورہ ہے۔ عورت نے تسلیم کیا۔ اس کے بعد نوجوان حکیم نے کہا کہ اس نے دہی کھایا ہے۔ عورت نے اس کو بھی درست بتایا۔ اس کے بعد حکیم نے کہا کہ تمھارا مکان شہر کے نشیبی حصے میں ہے۔ عورت نے کہا یہ بھی درست ہے۔ شیخ یہ باتیں سن رہا تھا اور دل ہی دل میں متعجب تھا۔

جب نوجوان حکیم شیخ کی طرف متوجہ ہوا تو کہنے لگا "تم بو علی سینا ہو اور علاؤ الدولہ کی مجلس سے بھاگ کر آئے ہو۔" شیخ بیٹھ گیا۔ جب حکیم مطب سے فارغ ہو گیا تو شیخ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہمراہ گھر لے گیا۔ حمام کرایا اور نفیس پوشاک پہنائی اور کھانا کھلایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد شیخ نے حکیم سے پوچھا، "قارورہ دیکھ کر تم نے کیسے معلوم کر لیا کہ وہ یہودی کا ہے؟" حکیم نے جواب دیا، "اس کی قمیص پر یہودیوں کا نشان تھا اور اس پر ذرا سا دہی لگا ہوا تھا لہٰذا میں سمجھ گیا کہ اس نے ضرور دہی کھایا ہے۔ یہودی شہر کے گنجان حصے میں آباد ہیں اور وہ حصہ نشیب میں واقع ہے۔"

اس کے بعد شیخ نے پوچھا، "تم نے مجھے کس طرح پہچانا؟" اس نے جواب دیا، "میں نے تمھارے حسن وجمال اور وجاہت

کا حال سنا تھا۔ تم کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اس آوارہ گردی اور پریشان حالی سے اندازہ کر لیا کہ تم علاؤ الدولہ کے دربار سے بھاگ گئے ہو —— مجھے یقین ہے کہ جب علاؤ الدولہ کا غصہ فرو ہو جائے گا تو وہ تم کو پھر بلائے گا۔ اُمید ہے کہ اس وقت میرا خیال رکھو گے اور مجھے اس کے مصاحبین میں شامل کرنے کی کوشش کرو گے"۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد میر نے شیخ کو طلب فرمایا، خلعتِ فاخرہ اور منصب سابقہ سے سرفراز کیا اور شیخ کی فرمائش پر مذکورہ نوجوان حکیم کو اپنے مصاحبین میں شریک کیا۔

شیخ کی علمی وفنی خدمات شیخ ابتدائی زندگی تحصیل علم میں گزارنے کے بعد ہمہ تن علمی وفنی خدمات میں مشغول ہو گیا تھا۔ رات دن درس وتدریس اور تالیف وتصنیف میں معروف رہتا تھا۔ ان ایام میں بھی جب کہ وہ وزارت کے عہدۂ جلیلہ پر ممتاز تھا اس نے ان علمی وفنی خدمات کے بجالانے میں کوتاہی نہیں کی۔ دن میں فرائض وزارت انجام دیتا، امور سیاست کو دیکھتا بھالتا اور رات میں تشنگان علم کی علمی پیاس بجھاتا تھا اور جو وقت بچتا اس میں تالیف وتصنیف کرتا۔ عربی زبان میں جتنے بھی علوم تھے مثلاً منطق، فلسفہ، طب، نجوم، ریاضی، موسیقی وغیرہ ان میں سے کسی کو بھی شیخ نے نہیں چھوڑا، ہر ایک علم پر اس نے کچھ نہ کچھ ضرور لکھا ہے۔

شیخ کی علمی خدمات کی تمام علمی دنیا معترف رہی اور آج تک معترف ہے۔ بارھویں صدی سے سترھویں صدی تک یوروپین جامعات (یونی ورسٹیوں) کے لیے شیخ کی تصانیف داخل نصاب[1] رہ چکی ہیں —— اس کی تصانیف اگرچہ اپنے متقدمین رازی، علی ابن عباس وغیرہ فاضلوں کی تصنیف سے مختلف نہ تھیں، لیکن شیخ کی تصانیف کے سامنے ان کی شہرت اور قدر ضرور کم ہو گئی۔ آج جب کہ علم اور سائنس ترقی کے اعلیٰ مدارج طے کر چکے ہیں، یورپ میں شیخ اور اس کی تصانیف کی قدر کی جاتی ہے۔ جرمنی، اٹلی اور ترکی میں اب بھی طالبان علم کے لیے اس کی تصانیف کا مطالعہ ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اس کی تصانیف جو سرزمین ایشیا میں دستیاب نہیں ہو سکتیں اور جن کے ہم صرف نام ہی سنتے ہیں وہ یورپ کے کتب خانوں میں گوہر بے بہا سمجھ کر محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔

شیخ کے حالات پڑھ کر بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کی زندگی کا زیادہ تر حصہ مصیبت وآلام میں گزرا ہے۔ دشت و بیابانوں کی خاک چھانی ہے۔ قید خانہ میں زندگی بسر کی ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگا پھرا ہے، در بدر کی ٹھوکریں کھائی ہیں لیکن جوں ہی سکون واطمینان ملا ہے تالیف وتصنیف میں مشغول ہو گیا ہے اور دنیا میں اپنی تصانیف کا وہ گراں بہا ذخیرہ چھوڑ گیا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کی یادگار رہے گا۔

شیخ کی تصانیف سو سے بھی متجاوز ہیں۔ ان میں سے بعض مختصر ہیں اور بعض بہت مطوّل، حتیٰ کہ بعض کتب بارہ بارہ اور اٹھارہ اٹھارہ بلکہ اس سے بھی زیادہ جلدوں میں منقسم ہیں اور ان تصانیف میں **قانون** علم طب میں اور کتاب **الشفاء** اور **اشارات** فلسفہ میں زیادہ مشہور ہیں۔

قانون شیخ کی تصانیف میں سب سے زیادہ قابل قدر کتاب سمجھی گئی ہے۔ درحقیقت یہ کتاب شیخ کا شاہ کار ہے۔ یہ ۱۶۵۰ء تک یورپ کی یونی ورسٹیوں میں داخل نصاب رہ چکی ہے اور دورِ حاضرہ میں بھی یہ طب یونانی کی نہایت بہتر اور افضل کتاب تسلیم کی جاتی ہے اور اس کے اقوال کو بطور سند پیش کیا جاتا ہے۔

یوروپین ممالک میں سے سب سے پہلے اٹلی میں سنہ ۱۵۹۳ء میں اس کا عربی ایڈیشن طبع ہوا۔ نیپلز میں اس کا عبرانی ترجمہ سنہ ۱۴۹۱ء میں شائع ہو چکا تھا، اس کے بعد اس کا ترجمہ لاطینی میں ہوا اور تیس ایڈیشن شائع ہوئے، اس کے بعد فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں بھی اس کے ترجمے ہوئے۔

شیخ اور اس کے پیش رووں نے اپنی تصانیف میں جالینوس ہی کے نظریہ کو پیش کیا ہے اور وہ جالینوس و بقراط کے نقش قدم پر چلا ہے، لیکن ساتھ ہی اس نے ارسطو کے نظریات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ شیخ کا قانون اپنے پیش رووں کی تصانیف خصوصاً **الحاوی** سے صرف اس لیے ممتاز سمجھا جاتا ہے کہ اس کا مصنف ایک فلسفی ہے اور اس کے بیان کردہ اصول ومسائل نہایت مستحکم ہیں۔

معالجات میں شیخ کو جو تجارب حاصل ہوئے تھے، ان کو اس نے یک جا کر کے کتاب **قانون** میں شامل کرنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن افسوس کہ مسودہ ضائع ہو گیا اور شیخ کا یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔

---

[1] لسٹ آف عربین میڈیسن از کیمبل۔

کتاب الشفاء فلسفہ میں ہے۔ یہ اٹھارہ جلدوں میں ہے اور بعض کتب خانوں میں دستی لکھی ہوئی موجود ہے اور اس کا ترجمہ لاطینی زبان میں ہو چکا ہے۔

کتاب الانصاف یہ کتاب شیخ نے بیس جلدوں میں لکھی تھی اور اس میں ارسطو کی تمام کتب حکمیہ کی کامل شرح بیان کی تھی اور اہل مشرق و مغرب کے مابین انصاف کیا تھا۔ جب سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی نے اصفہان پر حملہ کر کے اس کو تاراج کیا ہے تو یہ کتاب بھی برباد ہو گئی۔

کتاب المجموع اس کو "حکمۃ العروضیہ" بھی کہتے ہیں۔ اس کو شیخ نے اکیس سال کی عمر میں لکھا تھا۔

کتاب الحاصل والمحصول کو شیخ نے اپنی ابتدائی عمر میں شہر ہمدان میں تصنیف کیا۔ یہ کتاب علم فقہ میں تھی اور بیس جلدوں میں لکھی تھی، لیکن افسوس کہ اب ایک جلد بھی دستیاب نہیں ہوتی۔

کتاب الاشارات یہ حکمت و فلسفہ میں ہے۔ در شیخ کی بہترین تصنیف ہے جو اس نے آخر عمر میں لکھی تھی۔ شیخ اس کتاب کے متعلق بخل سے کام لیتے تھے۔

کتاب البر والاثم یہ کتاب علم اخلاق پر دو جلدوں میں لکھی گئی تھی۔

کتاب المبداء والمعاد یہ کتاب علم النفس پر تھی، اس کو شیخ نے جرجان کے دوران قیام میں لکھا تھا۔

کتاب النجات شیخ نے اس وقت تصنیف کی تھی جب وہ امیر علاؤ الدولہ کے ساتھ سفر میں تھا۔

ان کے علاوہ دوسری کتابیں اور رسائل جن کے نام ہمیں معلوم ہوئے ہیں یہ ہیں:۔

کتاب الارصاد والکلیہ، کتاب الہدایہ، المختصر الاوسط، دانش نامہ العلائی (فارسی زبان میں) القولنج، کتاب المباحثات، رسالہ القضاء والقدر، رسالہ آلۃ الرصدیہ، قصائد منطق، رسالہ فی العظۃ والحکمۃ، رسالہ فی الحروف، کتاب الاجرام السماویہ، اقسام الحکمۃ، حی بن یقظان، رسالہ فوائد کاسنی، کتاب عیون الحکمت، کتاب الشبکۃ والطیر، کتاب الملح، مقالہ در ہیئت ارض، مقالہ علم الحساب، رسالۃ العشق، کتاب تدبیر لشکر و وصول خراج۔

ان کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان میں سے بہت سی کتابیں ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں، بعض کتابیں ضائع ہو چکی ہیں اور بعض انگلستان، جرمنی اور فرانس وغیرہ ممالک کے کتب خانوں میں ملتی ہیں۔

منطق اور فلسفہ پر شیخ کی جس قدر کتابیں یورپ والوں کو دستیاب ہوئیں وہ ان کو متعدد بار شائع کر چکے ہیں۔ مابعد الطبیعات کے متعلق کتابیں وینس میں ۱۴۹۳ء، سنہ ۱۴۹۵ء اور سنہ ۱۵۴۶ء میں شائع ہو چکی ہیں۔

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ شیخ کی ایک قابل قدر کتاب "رسائل ابن سینا" کے نام سے دنیا کو صرف دو کتب خانوں میں موجود ہے اور یہ درحقیقت سات رسائل کا مجموعہ ہے۔ ہمیں رسالہ سائنس حیدرآباد دکن میں شائع شدہ مضمون سے یہ معلوم کر کے نہایت مسرت ہوئی کہ دائرۃ المعارف حیدرآباد نے اس کتاب کو شائع کر کے علم و فن کی ایک زبردست خدمت انجام دی ہے۔ اسی مجموعہ کے ایک رسالہ "اسباب الرعد" کا ترجمہ بھی رسالہ مذکور میں سید ظہیر الدین حسن صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

ہم ناظرین کی دلچسپی اور معلومات کے لیے اس رسالہ کا خلاصہ لکھتے ہیں۔ اگرچہ موجودہ زمانے میں سائنس جس قدر ترقی کر چکی ہے اور دنیا کی معلومات میں جس قدر اضافہ ہو چکا ہے اس کو دیکھتے ہوئے اس رسالہ میں بیان کردہ مسائل سے کوئی بڑا فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس خیال سے کہ یہ مسائل تقریباً ایک ہزار سال قبل بیان کیے گئے ہیں ان کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور ان سے شیخ کے ذہن رسا اور معلومات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

گرج کے اسباب بجلی کی خوفناک گرج پیدا ہونے کے اسباب سات ہیں:۔

(۱) جب بادل کے دو ٹکڑے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ہیں تو ان کے ٹکرانے سے ایک قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے جو گرج کہلاتی ہے اور یہ آواز اسی طرح پیدا ہوتی ہے جس طرح کہ دونوں ہتھیلیوں کو ایک دوسرے پر مارنے سے آواز نکلتی ہے

(۲) جب کسی کھوکھلے اور پولے بادل میں ہوا داخل ہوتی ہے اور پھر یہ ہوا بادل کے اندر گھومتی ہے تو ہم کو بادلوں

سے گرج کی آواز سنائی دیتی ہے اور اس کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسا کہ کسی غار کے منہ میں تیز ہوا کے داخل ہونے سے غار کے منھ کے پاس پُرشور آواز سنی جاتی ہے۔

(۳) بعض اوقات بادل کے مرطوب ٹکڑوں میں کسی وجہ سے بجلی آگرتی ہے اور بادلوں کی رطوبت اور ٹھنڈک سے یہ بجلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے، اس وقت بھی گرج کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مثال اس آواز کے مانند ہے جو تپائے ہوئے لوہے کو ٹھنڈے پانی میں بجھاتے وقت پیدا ہوتی ہے۔

(۴) بادلوں کے پھیلے ہوئے لمبے چوڑے ٹکڑوں سے تیز و تند ہواؤں کی موجیں ٹکراتی ہیں تو اس وقت بھی گرج کی آواز پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ ہوا کے رُخ لٹکائے ہوئے کاغذ پر ہوا لگنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

(۵) بعض اوقات لمبے اور کھوکھلے بادلوں میں ہوا اندر گھسنا چاہتی ہے تو اس وقت بھی گرج کی آواز پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ آنتوں میں پھونک مارتے وقت آواز پیدا ہوا کرتی ہے۔

(۶) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بادلوں کے اندر بند ہوا کسی وجہ سے بجلی ہو کر ان سے نکلنا چاہتی ہے، لیکن اس کو نکلنے کا راستہ نہیں ملتا، اور اگر ملتا ہے تو بہت تنگ۔ بیک وقت سب ہوا اسی تنگ راستے سے باہر آنا چاہتی ہے تو اس وقت ایک خاص قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ ہوا سے بھرے ہوئے چھلکے یا غبارے میں کیے ہوئے سوراخ سے ہوا نکلتے وقت آواز نکلتی ہے۔

(۷) بادلوں کے دو ٹکڑے جو زیادہ مرطوب نہ ہوں ایک دوسرے پر گریں اور ٹکرائیں تو اس سے بھی گرج کی آواز پیدا ہوتی ہے جیسا کہ چکی کے دو پاٹوں کے باہم رگڑ کھانے سے آواز نکلا کرتی ہے۔

ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہو کہ بادل پتھر یا خشک مٹی کی طرح سخت نہیں ہیں اور آواز پیدا ہونے کے لیے ٹکرانے والی چیزوں کا خشک اور سخت ہونا ضروری ہے۔ اس شک اور شبہ کو دور کرنے کے لیے یہ بھی سوچ لینا چاہیے کہ بادلوں کے ٹکرانے سے اس لیے گرج اور آواز نہیں پیدا ہوتی کہ وہ پتھر کی طرح سخت ہیں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ بادل بڑی حد تک نرم ہیں، لیکن چونکہ وہ جا بجا مختلف مقامات پر کھوکھلے ہوا کرتے ہیں، اس لیے ان میں آواز پیدا ہونے کی صلاحیت ہے۔

برق کے اسباب برق (بجلی) چار وجوہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جن میں سے دو وجہیں بادلوں کی باہمی رگڑ اور ٹکر ہیں اور ان دو وجہوں میں سے ایک وجہ تو پتھر کے ان دو ٹکڑوں کی باہمی رگڑ کے مانند ہے جن کے باہم رگڑنے سے آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں، اور دوسری وجہ لکڑی کے ان دو ٹکڑوں کی رگڑ سے مشابہ ہے جن کو کچھ دیر تک رگڑتے رہنے سے ان میں آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ تہذیب و تمدّن سے دور رہنے والے خانہ بدوش لوگ جن کو آگ بآسانی میسر نہیں آتی وہ اپنی ضرورت کے لیے اسی طرح لکڑیوں کو رگڑ رگڑ کر آگ پیدا کرتے ہیں۔ اس رگڑ سے آگ پیدا ہونے کا سبب خواہ یہ ہو کہ اس طرح رگڑنے سے ہوا کسی ایک جگہ آکر جمع ہو جاتی ہے اور پھر یہی ہوا آگ میں تبدیل ہو جاتی ہے، یا یہ وجہ ہو کہ یہ خانہ بدوش ایسی مخصوص لکڑیوں سے واقف ہوں جن میں قدرتاً آگ پوشیدہ ہو اور رگڑ سے اس کو بھڑکایا جا سکتا ہو۔

تیسری وجہ برق پیدا ہونے کی یہ ہوتی ہے کہ جب آگ بھیگے ہوئے ٹھنڈے بادلوں میں آکر بجھتی ہے تو اس وقت اس سے بجلی پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ لوہار جب تپائے ہوئے لوہے کو پانی میں بجھاتا ہے تو اس وقت اکثر آگ کے شعلے نکلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ آگ بادلوں میں چھپی ہوئی ہو اور وہ ایک دوسرے سے دبے ہوئے ہوں تو ان کے باہمی دباؤ سے ان کے اندر چھپی ہوئی آگ نکلنے لگے، جیسا کہ اسفنج میں بھرا ہوا پانی دباؤ سے نکل پڑتا ہے۔

برق کے بغیر گرج پیدا ہونے کے اسباب بعض اوقات بغیر برق کے بادلوں میں گرج کی آواز پیدا ہوتی ہے اس کے وجوہ تین ہیں:

(۱) بادلوں میں آگ چھپی ہوئی نہیں تھی۔ اس لیے گرج کی آواز تو پیدا ہوتی ہے لیکن بجلی دکھائی نہیں دیتی۔

(۲) یا بادلوں میں آگ اتنی کم ہوتی ہے کہ ان سے بجلی نہیں نکل سکتی۔

(۳) یا آگ تو ہوتی ہے لیکن بادل اس قدر موٹے اور کثیف ہوتے ہیں کہ ان سے آگ نکل کر باہر نہیں آسکتی۔ لہٰذا آواز تو سنائی دیتی ہے، لیکن بجلی کی چمک نہیں دکھائی دیتی۔

گرج کے بغیر برق پیدا ہونے کے اسباب گرج کے بغیر برق پیدا ہونے کے اسباب دو ہیں۔

(۱) یا تو بادلوں کی رگڑ اور ٹکر بہت ہلکی ہوتی ہے، جس سے ان میں چھپی ہوئی آگ تو باہر نکل پڑتی ہے لیکن آواز نہیں پیدا ہوتی۔

(۲) یا بادل منجمد ہونے لگتے ہیں اور اس انجماد کے وقت اندر چھپی ہوئی آگ تو نکل پڑتی ہے، جس سے بجلی کی چمک پیدا ہوتی ہے لیکن گرج کی آواز ظاہر نہیں ہوتی۔

گرج سے پہلے برق پیدا ہونے کے اسباب جب کبھی گرج سے پہلے آواز پیدا ہوتی ہے تو عموماً اس کے دو وجوہ ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بادلوں سے جو آگ نکلتی ہے وہ بہت تیز ہوتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ برق اور گرج ایک ساتھ پیدا ہوتے ہیں اور ہم برق کو گرج کی آواز سننے سے پہلے ہی دیکھ لیتے ہیں، جیسا کہ جب لکڑی پر کلہاڑی کی ضرب لگائی جاتی ہے تو ضرب اور اس کی آواز اگرچہ ایک ساتھ ہوتی ہیں لیکن ہم ضرب کو پہلے دیکھتے ہیں اور آواز کو بعد میں سنتے ہیں۔ اس لیے کہ آواز کے مقابلے میں نگاہ کی روشنی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔

صاعقہ کے اسباب صاعقہ سے مراد وہ بجلی ہے جو زمین پر گر پڑتی ہے، یہ گرنے والی چیز یا تو آگ ہوتی ہے لیکن ہوائی یا ہوا ہوتی ہے مگر آتشیں، یہ صاعقہ جب لکڑی پر گرتی ہے تو اس کو جلا دیتی ہے اور اس میں شعلے بھڑکا دیتی ہے اور جب سونا، چاندی پر گرتی ہے تو ان کو پگھلا دیتی ہے۔

صاعقہ اگرچہ آگ ہی ہوتی ہے لیکن اس میں چنگاریاں نہیں ہوتیں، بلکہ یہ صرف ایک مشتعل ہونے والی آگ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب یہ زمین پر گرتی ہے تو اس میں سے چنگاریاں نہیں دکھائی دیتیں بلکہ صرف دھواں اٹھتا ہوا نظر آتا ہے۔

صاعقہ ہمارے پاس کی آگ سے زیادہ لطیف ہے۔ یہ آگ زمین اور دیوار میں گھسنے کی طاقت نہیں رکھتی، لیکن اس کے برخلاف صاعقہ ہر جوہر محسوس میں گھس جاتی ہے اور پھر بھی دکھائی نہیں دیتی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس قدر لطیف ہے کہ ہماری آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں، یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے کسی نے آج تک صاعقہ کو اپنی نظروں سے نہیں دیکھا بلکہ صرف اس کے اثرات کو دیکھا ہے۔ صاعقہ کی سرعت حرکت اور تیز رفتاری وقت کے اس وقفے سے زیادہ ہے جو کسی چیز کے دیکھنے کے لیے ضروری ہے۔

صاعقہ پیدا ہونے کے اسباب دو ہیں، ایک سبب تو یہ ہے کہ بادلوں میں ہوا بھری ہوتی ہے، جب بادل کے دو ٹکڑے باہم رگڑ کھاتے ہیں تو یہ ہوا دفعتاً بیک وقت پوری طاقت سے نکلنا چاہتی ہے تو اس سے آگ پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ سیسے کی گولیوں کو جب گوپھن میں رکھ کر پھینکا جاتا ہے تو وہ کچھ دور جا کر ہوا کے دباؤ اور رگڑ سے زمین پر گر پڑتی ہیں اور کچھ شعلے نکلنے کے بعد پگھل کر رہ جاتی ہیں۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ جب بادل کے چھوٹے بڑے ٹکڑے ایک جگہ جمع ہونے کی کوشش کرنے لگتے ہیں تو ان سے صاعقہ پیدا ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں وہ آگ جو مختلف بادلوں اور ابر کے پردوں میں چھپی رہتی ہے وہ ایک مرکز پر جمع ہو جاتی ہے، اس کے بعد جب ہوا باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہے تو ہوا کے ساتھ ہی یہ آگ نکل کر صاعقہ پیدا کر دیتی ہے۔

شیخ کی ادبی حیثیت شیخ ایک عجمی تھا، اس کی مادری زبان فارسی تھی۔ لیکن اس نے اپنی ذکاوت و ذہانت اور جفاکشی و محنت سے عربی ادب میں اس قدر کمال پیدا کر لیا تھا کہ علوم و فنون کی اکثر کتابیں عربی زبان میں تصنیف کیں۔

کہا جاتا ہے کہ عربی حیثیت سے شیخ کی تصانیف میں بہت کچھ خامیاں موجود ہیں۔ وہ کوئی بڑا ادیب نہ تھا۔ خود اس کی زندگی میں ادبی لحاظ سے اس کی باتوں کو تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ چناں چہ ذیل میں ہم ایک دل چسپ واقعہ لکھتے ہیں جو شیخ کی ادبی حیثیت پر روشنی ڈالتا ہے۔

ایک روز شیخ امیر کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اس زمانہ کے مشہور ادیب منصور بھی حاضر تھے۔ شیخ اور ادیب منصور کے درمیان چند لغوی مسائل پر گفتگو شروع ہو گئی۔ شیخ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو ادیب منصور نے طنزاً کہا ——— "حضرت آپ ان مسائل پر اظہار رائے کی زحمت نہ کیجیے۔ یہ مانا کہ آپ حکمت و فلسفہ میں فضیلت رکھتے ہیں۔ لیکن معاف کیجیے علم لغت سے آپ ناآشنا ہیں۔" شیخ کو یہ طعن ناگوار گزرا اور اسی وقت سے علم لغت کے مطالعہ میں انتہائی انہماک کے ساتھ مشغول ہو گیا اور متواتر تین سال تک اسی کوشش میں لگا رہا اور اس کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ دوسرے علوم و فنون کے مانند وہ علم لغت میں بھی درجۂ کمال پر پہنچ گیا اور اس نے کچھ قصیدے اور رسائل نہایت ادق اور غیر مانوس الفاظ میں لکھ کر انکی جلدیں مجلد کروائیں، اور ان کو بوسیدہ کرا دیا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ زمانۂ حال کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں پھر ان کو امیر علاؤ الدولہ کی خدمت میں پیش کر کے درخواست کی کہ ان کو ادیب منصور کو دکھایا جائے اور اس سے

کہا جاتا ہے کہ یہ کتابیں جنگل میں ایک شکارگاہ سے دست یاب ہوئی ہیں ان کو ملاحظہ فرمایئے اور ان کے مطالب سمجھایئے۔ —— ایسا ہی کیا گیا۔ جب ادیب منصور نے ان کو دیکھا تو بہت سے مسائل اس کی سمجھ میں نہ آئے۔ تب شیخ نے ان کا حل بتایا، اب ادیب منصور سمجھا کہ یہ رسائل اور قصائد شیخ کی تصانیف ہیں۔ اس کو گزرا ہوا واقعہ یاد آگیا اور اس نے شیخ سے معافی چاہی۔

شیخ نے اس وسیع مطالعہ کے بعد علم لغت میں بے نظیر کتاب لسان العرب لکھی۔ اس سے قبل ایسی لغت موجود تھی لیکن افسوس ہے کہ یہ مسودہ صاف بھی نہ ہوا تھا کہ شیخ کا انتقال ہو گیا اور علمی دنیا اس بے نظیر لغت سے محروم رہ گئی، کیوں کہ اس کے بعد کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس کے مضامین کو کس طرح ترتیب دیا جائے

بہرحال شیخ کی ابتدائی تصانیف میں ادبی حاظ سے خامیاں ممکن ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ آخر میں فقیہ، طبیب، حکیم اور فلاسفر ہونے کے علاوہ ادیب کہلانے کا مستحق بھی ہو گیا تھا اور وہ عربی فارسی کا شاعر بھی تھا۔ ذیل میں ہم اس کے فارسی اور عربی کلام کا نمونہ درج کرتے ہیں، جس سے شیخ کے ادبی کمال کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شیخ کے ایک دوست خواجہ علی رشید نے فارسی اشعار میں ایک خط لکھا تھا اور ایک مقوی باہ نسخے کا سوال کیا تھا۔ شیخ نے بھی اس کا جواب نظم ہی میں دیا تھا۔ ہر دو حضرات کے پر لطف سوال و جواب ذیل میں درج ہیں:۔

قطعہ سوال از خواجہ علی رشید

حکیم حاذق و کامل نظام ملت دیں — کہ با تو چرخ ستیزہ نمائی نستیزد
تو آں حکیم مسیحا دمے دریں ایام — کہ در زمان تو علت ز خلق بگریزد
مراست علتے از ضعف پشت و سستی باہ — کز یں جہت دل غمگیں بخون در آمیزد
سہ چار ہفتہ بگزشت اے حکیم تا آں عضو — حرارتے کہ ز شہوت بود نہ انگیزد
زیادہ کبر چناں پر عزد خود بیں است — کہ بہر ہیچکس از جائے بر نمی خیزد
تر دس وار سحر خیز بودہ حالا — چو کاہلاں ز سر جا بہ بر نمی خیزد
نمی شود یکے ملتفت دریں ایام — دگر بجہد دمے با کسے در آمیزد
ہنوز نا شدہ اندر سرا چو سرمستاں — زپا در آید و از لب شگوفہ می ریزد
فدائے را من دل خستہ را دوائے کن — دگرنہ یار چو بجستم ز پیش بگریزد

قطعہ جواب از شیخ

زہے خجستہ خصالے کہ گاہ نظم سخن — ز بہر طبع لطیفت گہر فرو ریزد
سوال کردہ از ضعف پشت و سستی باہ — زہے خجستہ سوالے کہ ذوق از و خیزد
زنار جیل و شقاقل ز قسط و بہمن — بزنجبیل و فلفل نکو فرو ریزد
بزعفران و سقنقور و مغز چلغوزہ — بمشک و عنبر و مغز چغوک آمیزد
بدار چینی و ہلیاں و روغن پستہ — بقند صاف ہمہ ادویہ بر آمیزد
بہر صباح ازاں حصہ یک درم بخورد — کہ گردہ سخت کند باہ را بر انگیزد
غذائے خویش ہمہ قلیہ نرگسی سازد — بشرط آنکہ ز دیگر غذا بپرہیزد
بہفتہ دگر آں عضو آں چناں گردد — کہ از صلابت او نرہ شیر بگریزد
بروں رود ز سرش بے گزاف کبر و منی — کہ ہر کرا کہ بہ بیند ز دور بر خیزد
ہر آں نگار پری رخ کہ مرد باد بیند — چناں مطیع تو گردد کہ از تو نگریزد

مذکورہ بالا سوال و جواب کا لطف فارسی داں حضرات ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ البتہ دوسرے حضرات کے لیے ہم ان سوال و جواب کا خلاصہ مطلب لکھتے ہیں۔

لہ عیون الانباء فی طبقات الاطبا اور صوان الحکمت۔

مطلب خواجہ علی رشید شیخ کو لکھتے ہیں کہ تو اس زمانے میں ایسا کامل و ماہر اور مسیحا نفس حکیم ہے کہ تیری وجہ سے زمانے سے بیماریاں بھاگتی ہیں۔ مجھے منعف باہ کی شکایت ہے جس کی وجہ سے دل غمگین رہتا ہے۔ تین چار ہفتہ سے مطلق خیز نہیں ہوتی اور اگر کبھی ہوتی ہے اور مباشرت کی جاتی ہے تو قبل از دخول ہی انزال ہو جاتا ہے۔ خدا کے واسطے میرے اس مرض کی دوا کیجیے۔

اس کا جواب شیخ کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ نارجیل، شقاقل، قرفہ، بہمن، سونٹھ، فرنج سیاہ زعفران، سقنقور، مغز چلغوزہ، مشک عنبر، چڑوں کا مغز، دار چینی، بلساں، روغن پستہ، اور قند سفید سے معجون بنا کر روزانہ صبح کے وقت ساڑھے تین ماشے کھائیے اس کے کھانے سے گردے سخت ہو جائیں گے اور قوت باہ بڑھے گی۔ غذا میں صرف قلیہ نرگسی کھایا جائے اور دوسری غذاؤں سے پرہیز کیا جائے۔

شیخ کے عربی کلام کا نمونہ

شیخ نے اپنے ایام مصیبت میں جب کہ وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا اور ایک کوڑی پاس نہ تھی ایک قصیدہ عربی میں لکھا تھا، جس سے اس کی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے:۔

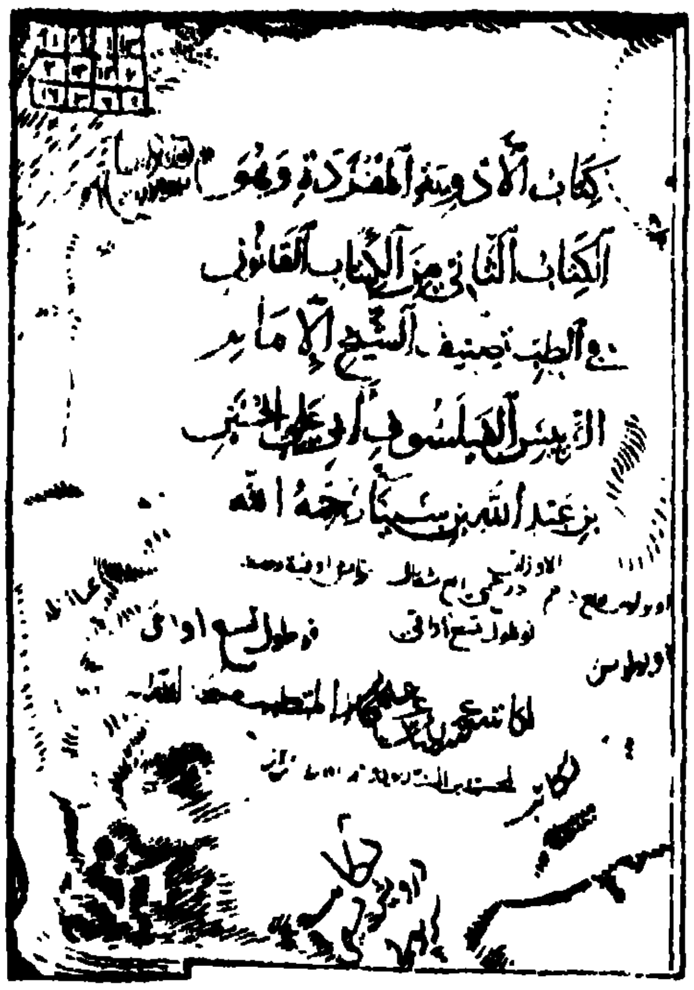
لما عظمت فلیس مصر واسعی
لما غلا ثمنی عدمت المشتری

یعنی جب میری قدر و منزلت زیادہ ہوئی تو رہنے کے لیے شہر کی وسعت کافی نہ تھی، اور جب میری قیمت گراں ہو گئی تو کوئی خریدار نہ تھا۔

ایک اور موقع پر معرفت الٰہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ففی کل شیئٍ لہٗ آیتی تدل علی انہ واحد

یعنی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی نشانی موجود ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ وہ یقیناً واحد اور یکتا ہے۔



کلیات قانون؟ کا ایک صفحہ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ کے اپنے قلم کا لکھا ہوا ہے؟

نشۂ دولت میں سرشار اور عیاشی میں گرفتار لوگوں کے متعلق شیخ کا ارشاد ہے:۔

لیسوا وان نعموا عیشا سوی نعم وربما نعمت فی عیشہا النعم

یعنی اگرچہ دولت مند لوگ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ جانور ہیں اور بسا اوقات جانور بھی بے فکری کی زندگی بسر کیا کرتے ہیں۔

انسانی کوشش سے کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

لا تحسدن نھم ان جد جدھم فالجد یجدی ولکن مالہ عصم

اگر کسی کی کوشش کامیاب ہو جائے تو اس پر حسد ہرگز نہ کرو کیوں کہ کوشش نافع چیز ضرور ہے اور اس سے فائدے کی امید کی جاتی ہے، لیکن وہ نفع کی ضامن نہیں ہے۔

زمانے کی بے ثباتی اور اس سے امیدوں کی وابستگی کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:۔

الشیب یوعد والامال واعدۃ والمرء یغتر والایام تنصرم

یعنی بڑھاپا دھمکا رہا ہے، امیدیں اکسا رہی ہیں لیکن درحقیقت انسان فریب میں ہے زمانہ گزرتا چلا جا رہا ہے۔

مخدرات کے ذریعے درد والم پر تسلط حاصل کرنا اور ان کی تاریخ ابتدا

عہدِ قدیم کے لوگوں کا یہ عقیدہ کہ درد والم برداشت کرنا تزکیۂ روح کا موجب ہے

از جناب مولانا عبدالرحیم صاحب ناظم مکتبۂ علوم مشرقیہ اسلامیہ کالج، پشاور

ظاہر ہے کہ احساس درد اور وجدانِ الم کا زندگی کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جیسے جیسے حیات ارتقاء پذیر ہوتی ہے یہ احساس بھی ترقی کرتا، اس کی شدت بڑھتی اور اس کی خصوصیات میں امتیاز نمایاں تر ہوتا جاتا ہے۔ ہماری نوعِ انسانی اور تمام دوسرے حیوانات میں جن کا انسان سے قریبی تعلق ہے، اغراضِ حیات کو پورا کرنے کی خاطر درد والم کا ایک خاص احساس نشوونما پاتا ہے۔ بعینہٖ جس طرح قوتِ سامعہ اور باصرہ کا ارتقا ظہور میں آتا ہے۔ جس کا یہ خیال ہو کہ احساسِ الم ایک غلطی ہے یا یہ کہ وہ قوائے ارتقا کی شرارت اور بداندیشی ہے اس نے اس موضوع پر لمحہ بھر کے لیے بھی تو غور نہیں کیا۔

یہ مشہور ضرب المثل کہ "دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے" ہمیں نہ صرف تجربہ کی قدر وقیمت سے آگاہ کرتی ہے بلکہ درد والم کی ماہیت کا بھی اس سے ثبوت ملتا ہے۔ جو بات درد والم کے معرضِ ظہور میں آنے کا باعث ہوتی ہے وہ عموماً مضر یا ہلاکت انگیز ہوتی ہے۔ مثلاً آگ یا تیز چھری سے اگر جلدِ بدن اس حد تک کٹ جائے جہاں احساسِ الم کے اعصاب پھیلے ہوئے ہیں تو پھر یہ بھی اندیشہ ہو سکتا ہے کہ وہ ان حدود سے تجاوز کر کے خون کی رگیں کاٹ دیں جس کی وجہ سے جریانِ خون ہو کر موت واقع ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک معمولی پن چبھ کر اعصابِ حس کو متالم کر دے اور نتیجہ کے طور پر جراثیم داخل ہو کر پھوڑا بننے کا باعث ہوں۔ اس لیے احساسِ الم بلاشبہ مفید اور ضروری کیفیت ہے۔ یہ اور سوال ہے کہ کیا وہ اس لحاظ سے بھی مفید ہے کہ اس سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے جیسا کہ کبھی عام طور پر خیال کیا جاتا تھا؟ درد والم کا علمی پہلو یعنی یہ کہ وہ جسم کا محافظ ہے زیادہ معقول اور مبنی بر انسانیت ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو حکمت اس کی تہ میں مضمر ہے اب ہم اس کو صحیح ثابت کر کے واضح کر دیں۔ دینیات کا ایک متروک عقیدہ یہ ہے کہ درد والم مفید بالذات ہے۔ سائنس میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ شاذ و نادر صورتوں کو مستثنیٰ کر کے یہ کہنا ٹھیک ہے کہ درد اور تکلیف میں بنفسہٖ (فی حد ذاتہٖ) کوئی خوبی نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ جسم کو کمزور کرتا ہے۔ نظامِ عصبی کے عمل کو مختل کر دیتا ہے۔ فعل ہضم اور تغذیہ میں مزاحم ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس سے نیند جیسی راحت بخش چیز اُچاٹ ہو جاتی ہے۔ اگر ہم مان لیں کہ درد والم فی حد ذاتہٖ اچھی چیز ہے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ برعکس اس کے کہ نیند غیر مفید یا مضر ہے لیکن یہ نظریہ قطعاً باطل ہے۔ درد والم کا مفید ہونا صرف اس حد تک محدود ہے کہ وہ ایک علامت منذرہ اور منبہہ ہے۔ لہٰذا ماہرین علم الحیات اور اطبا جہاں اس کی قدر کرتے ہیں ساتھ ہی اس کے ازالہ کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ انھیں یقین ہے کہ اگر آگ میں سرخ کیا ہوا لوہے کا ٹکڑا کسی بے حس عضو پر رکھ دیا جائے تو وہ اس عضو کی ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے جس کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ احساس کیے بغیر بھلا وہ اس کو اپنے سے ہٹا دینے کی کوشش کیوں کرنے لگا۔ سائنس میں صرف اسی حیثیت سے درد اور تکلیف کی قدر جاتی ہے کہ وہ تنبیہ کا کام دیتا ہے۔

اس لیے جہاں کہیں اور جب کبھی اس سے کوئی اہم فائدہ حاصل نہ ہو ہمیں حق ہے کہ اس پر قابو پانے کے لیے سعی کریں۔ جس درد اور تکلیف کے احساس کا نتیجہ یہ ہو کہ ہم اس کی بدولت اپنے آپ کو کسی محرق چیز سے محفوظ رکھیں وہ نہایت مفید ہے۔

کیوں کہ احتراق سے بعض اوقات ہلاکت ظہور میں آتی ہے۔ وہ درد والم جو نیند سے محروم کرکے مالیخولیا کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے اور انسان کو قتل یا خودکشی کے ارتکاب پر آمادہ کرتا ہے ہم اس کو نوشتۂ تقدیر سمجھ کر ہاتھ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھ سکتے۔ اگر ہمارا اختیار چل سکتا ہے تو اس پر قابو حاصل کرنا اخلاق کے منافی نہیں۔ بلکہ ایسا کرنا ہمارا حق ہے۔

البتہ ایک قسم کی تکلیف ہے جس کو عام قاعدہ سے مستثنیٰ سمجھا جا سکتا ہے۔ کم از کم نوع انسانی کے جس صنف کو یہ تکلیف برداشت نہیں کرنی پڑتی وہ ایسا خیال کرنے میں حق بجانب ہیں۔ ہماری مراد اس سے دردِ زہ کی تکلیف ہے۔ آج کل جب ہم ماضی پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اپنے باپ دادا کے عقیدۂ وہم پرستی پر بشکل اعتبار آتا ہے جس میں انیسویں صدی کے وسط تک مبتلا تھے۔ جب نابغۂ عصر، ہمدردِ انسانیت جیمس سمپسن نے، جس کے اعمال پر عنقریب ہم بحث کریں گے، ایسے ذرائع کو مروج کرنا چاہا جس سے دردِ زہ کی تکلیف معدوم ہو کر رہ جائے تو عیسائیت کے ہر ایک فرقہ کے علمائے متفق الکلمہ ہو کر اس کو ملحد قرار دیا۔ کیوں کہ وہ صنف اناث سے اس عقوبت کو دور کرنا چاہتا تھا۔ جو خدائے پاک کے حکم سے ہماری دادی اماں حوا کے گناہ کی پاداش تھی۔ ان علماء کی یہ رائے تھی کہ اس فائدہ بخش تادیب کے بغیر صنفِ نازک کی سیرت اور اس کے اخلاق محفوظ نہیں رہ سکتے۔ سمپسن نے ان کو جواب ترکی بہ ترکی دے کر خاموش کیا۔ اس نے ان کو اس تحریر کا حوالہ دیا کہ جب خدائے پاک نے اماں حوا کو آدم علیہ السلام کی ایک پسلی سے پیدا کیا تو پہلے اس نے حضرت آدمؑ پر گہری نیند طاری فرمائی۔ بعینہٖ جس طرح کوئی سرجن وضع حمل کے وقت زچہ پر تسلط کر دیتا ہے۔

اس مقالہ میں ہم یہ اصول اختیار کریں گے کہ انسان کے تمام قوائے عقلیہ کو ان پاکیزہ اغراض کے لیے استعمال کرنا قرینِ صواب ہے جن کی بنا شفقت اور ہمدردی پر ہے۔ خوف ناک تکالیف اور آلام کو زائل کرنا بھی دونوں اصنافِ نوعِ انسانی میں ہر وقت اور بہر حال ایک ایسا ہی شریفانہ اور پاکیزہ مقصد ہے۔

ازالۂ درد والم کے قدیم ترین مشہور ذرائع

بیماری پر فتح پانے کو معمولی معنوں میں لیا جائے تو یہ موضوع بحث جو ہم نے اختیار کیا ہے اس کو کچھ غیر مربوط سا معلوم ہوتا ہے لیکن بعض مقاصدِ عظیمہ کی بنا پر یعنی دوسرے حیوانات کے مقابلہ میں ہماری نوعِ انسانی کے اس وار ناپائدار میں قدم جمانے کی غرض سے درد والم پر فتح حاصل کرنا عملی حیثیت سے نہایت ضروری ہے۔ اس لیے ہم اس کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

درد والم کو دور کرنے کا قدیم ترین اور سب سے زیادہ مشہور ذریعہ "پوست کے ڈوڈوں کا رس" ہے۔ پوست کے ڈوڈے جب کچے ہوں اور ان کی سطح کو چاقو سے چھیدا جائے تو اس سے ایک دودھیا رطوبت نکلنے لگتی ہے جو نکلتے ہی خشک ہو جاتی ہے۔ اسے افیم یا افیون کہتے ہیں۔ اس مبارک دوا سے نوعِ انسانی کو ازالۂ درد والم کے لحاظ سے جس قدر فائدہ پہنچا ہے وہ تصور سے باہر ہے۔ افیون ایسے اجزا پر مشتمل ہے جو خاصیت میں ایک دوسرے سے مختلف بلکہ متضاد ہیں۔ اس کے اجزاءِ ترکیبی میں نو فی صدی وہ بیش قیمت جزو ہے جس کو عام طور پر بہ نظر اختصار مارفیا کہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ایک زہر ہے اور اس کے خطرناک اور حاد اثراتِ سمیہ کا جملہ اطبا کو علم ہے۔ مثلاً لاڈینم کا زہر یہ الکوحل کے ذریعے سے بنا ہوا افیون کا ایک ٹنکچر ہے۔ یا وہ جنون جو مارفیا کے استعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کا اثر دماغ اور اعصاب حس کے سروں پر یکساں طور پر پڑتا ہے اور اکثر حالات میں اس کی غیر معمولی قوت اس کے اسی المضاعف اثر کا نتیجہ ہوتی ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ اعصاب پر اس کا سکنی اثر خالی از خطر ہے اس کے مرکزی اثر میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ مقدارِ حاجت سے تجاوز نہ کر جائے۔

افیون کو بے حسی پیدا کرنے کے لیے استعمال کرنا خطرناک ہے

(اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی)

یہ دوا ان دوسری دواؤں کی طرح جو معرض بحث میں لائی جائیں گی، نیز دیگر مضر اشیا کی مانند دماغی تحریکات پر اپنی تاریخی نوعیت کے برعکس حملہ آور ہوتی ہے۔ اصل قاعدہ یہ ہے کہ سب سے بعد میں آؤ اور سب سے پہلے جاؤ۔ اس میں شک نہیں کہ مارفیز استعمال کیا جائے تو مراکز علیا پر اس کے اثر انداز ہونے اور مراکزِ حیات (جو عصبلۂ دل کے ذریعے سے اعمالِ قلب و دریہ کے تنظیم کے کفیل ہیں) پر اس کے عمل کرنے میں متعد بہ وقفہ ہوتا ہے لیکن اس کا رجحان اس طرح کہ اوپر سے نیچے کی جانب اس کا عمل خطرناک طور پر سرایت کر جاتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ مرکز تنفس کی موت واقع ہو کر دم گھٹ جانے کی وجہ سے مریض مر جاتا ہے۔ دوائے مذکور کے اس مقدارِ خوراک میں جو اس کو بے حس کرکے اس قابل بنا دے

کہ جراح اپنی چھری کو اپریشن کے لیے استعمال کر سکے اور درد زہ کا احساس نہ ہو اور اس مقدار خوراک میں جو مہلک ہے بہت کم فرق ہے۔ اس لیے عملی طور پر ان اغراض کے لیے اس کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ قطع نظر اس سے کہ وہ دوسرے نقصانات پر بھی مشتمل ہے۔ بعض اوقات اس کو دوسری ادویۂ مخدرہ کے ساتھ معاون کے طور پر استعمال کیا جا سکتا اور کیا جاتا ہے۔ لیکن مخدرِ عام کی حیثیت سے اس کو استعمال کرنا تقریباً موت کے منہ میں دینے کے برابر ہے۔

انیسویں صدی سے پہلے لوگوں کے پاس تخدیر کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا الّا یہ کہ مریض اپنی قوت برداشت کو امتحان میں ڈال کر صبر اختیار کرے۔ اندریں صورت جب درد کی شدت انتہا تک پہنچ جاتی تو غالباً ان اعصاب کے متاثر ہو جانے کی وجہ سے جو انگریزی میں ویگس کے نام سے موسوم ہیں، قلب بھی متاثر ہو کر مریض پر حالت غشی طاری ہو جاتی۔ یہ قدرت کی طرف سے رحم کا سامان تھا۔ تاہم ازالۂ درد و الم کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی تھی اور لوگ کسی ایسی چیز کی تلاش میں تھے جو فی الجملہ مطلب کے لیے مفید ہو خواہ اس سے پورا مقصد حاصل نہ ہو۔ کیونکہ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ

الکوحل (جوہر خمر) اور نکوٹین (سمیت تنباکو) بحیثیت مزیلِ الم

الکوحل تخدیر کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے جس کو تنہا یا دوسری ادویۂ مخدرہ کے ساتھ ممتزج کر کے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ کوئی مخمور کسی بلند مکان سے گرا اور اس کا کندھا اکھڑ گیا یا اس کی ران ٹوٹ گئی اور پیشتر اس سے کہ وہ ہوش میں آئے اور درد محسوس کرے اس کی ہڈی کے سرکاؤ یا شکست کو سرجن نے ٹھیک کر دیا۔ اس لیے الکوحل کو مخدر کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا، لیکن اس کے استعمال میں بہت سے خطرات کا اندیشہ تھا۔

اسی قسم کی دوسری چیز تمباکو کا جوہر نکوٹین ہے جیسے کہ ہم سب کو معلوم ہے۔ بعض اوقات ہڈی کے بے جوڑ ہو جانے پر پیشتر اس سے کہ جراح اپنا عمل کرے قرب و جوار کے عضلات کا غیر ارادی تناؤ اس قدر زبردست ہوتا ہے کہ کوئی ایک یا ایک سے زیادہ سرجن مریض کو نقصان پہنچائے بغیر بالفرض اگر گراریاں بھی استعمال کریں استخوان ران کے سرے کو اپنی جگہ پر لانے سے قاصر رہتے ہیں۔ ویسی ہی صورتوں کے پیش آنے پر بہت زیادہ مقدار میں مریض کو تمباکو دیا جاتا جو اگرچہ خطرناک اور مہلک چیز ہے۔ لیکن بحکم ؎

ز ضرورت بود روا باشد

اس کی خاصیت تخدیر سے استفادہ کیا جاتا اس کے استعمال کے کئی طریقے ہیں۔ اس کے دھوئیں کا کش لگایا جائے یا اس کو چبایا جائے یا کسی اور طرح پر اس کو جسم کے اندر پہنچایا جائے۔ انیسویں صدی کے آغاز تک انسان کے اختیار میں سب سے بہتر چارۂ کار یہی تھا (خواہ وہ حقیقت میں کتنا ہی کمزور مخدر تھا)۔

نائٹرس آکسائڈ کے استعمال سے نمایاں طور پر ایک نئے دور کا آغاز

کامیابی کے مراحل طے کرتے ہوئے ایک نئے دور کا آغاز ہوا جس کا ذکر تین کیمیائی مرکبات یعنی نائٹرس آکسائڈ، سلفیورک ایتھر، کلوروفارم کے ساتھ وابستہ ہے۔ اوّل الذکر مرکب کے خواص کا جو عام طور پر مضحک غاز (خندہ آور گیس) کے نام سے مشہور ہے اور جس کو دندان ساز استعمال میں لاتے ہیں، اس گیس کے مکتشف سر ہمفری ڈیوی نے انیسویں صدی کے عین ابتدا میں مطالعہ کیا، تجربات کرتے وقت وہ اس کے اثرات سے مرتے مرتے بچا۔ تاہم اس نے دنیا کو یہ بتا دیا کہ نائٹرس آکسائڈ کو بذریعہ تنفس اندر کھینچا جا سکتا ہے جس کا نتیجہ مکمل بے ہوشی اور کامل بے حسی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور چند سکنڈ کے بعد آدمی اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مفید دوا کا صحیح طریقہ پر مطالعہ کیا جائے۔ جس کو سب سے پہلے پریسٹلی نے سنہ ۱۷۷۲ء میں دوائے مخدر کے طور استعمال کیا۔

نائٹرس آکسائڈ قابل قدر بے ضرر مخدر ہے

یہ ان پانچ مرکبات میں سے ایک ہے جو نائٹروجن اور آکسیجن کے امتزاج سے بنتے ہیں اس کے ذرات کی ترکیب تین جواہر فردہ سے ہوتی ہے جن میں دو ذرات نائٹروجن کے اور ایک آکسیجن کا ہوتا ہے۔ اگر اس گیس کو ایسے طریقہ پر اندر کھینچا جائے جس میں ہوا شامل ہو تو اس سے طبیعت میں سرور اور جوش پیدا ہوتا ہے اور معمول کو اپنی حرکات و سکنات پر پورا اقتدار نہیں رہتا۔ بعض اوقات اس کے دماغ میں خیالات پریشاں موجزن ہوتے ہیں اور وہ ان لوگوں پر جنھوں نے اس کو یہ گیس استعمال کرائی ہوتی ہے ایسے ایسے الزام لگاتا ہے جن کی

پھر بھی حقیقت نہیں ہوتی۔ لیکن آج کل سرور اور جوش کے ان ابتدائی اثرات کو جو تمام مخدرات (الکوحل، کلوروفارم، ایتھر، نائٹرس آکسائڈ، مارفین) کے لوازم میں سے ہیں، اور جو ضبطِ نفس اور قوت تمیز کے مراکز کو سب سے پہلے مفلوج کر دیتے ہیں، اس طرح دبا دیا جاتا ہے کہ اس قسم کا اثر بہت کم محسوس ہوتا ہے۔ گیس کو ایسے طریقہ پر اندر کھینچا جائے کہ اس میں ہوا مطلق شامل نہ ہو۔ اس حالت میں چونکہ آدمی کو عین مادۂ حیات یعنی آکسیجن سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لیے اس کو اظہار سرور و طرب کا موقع ہی نہیں ملتا اور چند لمحوں کے اندر اندر بے ہوش ہو جاتا ہے۔ یہ عدیم الحسی جو نائٹرس آکسائڈ کے استعمال کا نتیجہ ہوتی ہے بظاہر نوے سکنڈ تک قائم رہ سکتی ہے۔ یہ بات مشکوک ہے کہ کسی تن درست شخص میں تنہا اسی گیس کے استعمال سے کوئی مہلک اثر ظہور میں آیا ہو۔

نائٹرس آکسائڈ سے کس طرح مکمل نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس گیس کا استعمال کس طرح اس قدر سرعت کے ساتھ حس اور ادراک کو زائل کر دیتا ہے اور جب اس کا استعمال منقطع کر دیا جائے۔ تب بھی یہ بے ہوشی اور عدیم الحسی بغیر کسی خطرہ کے کافی دیر تک قائم رہتی ہے۔ اس کا جواب بڑا دلچسپ ہے۔ پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ گیس خون کے سرخ ذرات خصوصاً اس کے مادہ محمرۃ (ہیموگلوبن) پر جو پھیپھڑوں سے دوسرے اجزائے جسم تک آکسیجن پہنچانے کا ذریعہ ہے اس طرح اثر انداز ہوتی ہے کہ جب تک ہیموگلوبن پر اس کا تسلط باقی رہتا ہے آکسیجن کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ناممکن ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب اس کا استعمال موقوف کر دیا جائے تب بھی کچھ دیر کے لیے جب تک کہ مریض دوبارہ ہوا میں سانس لینا شروع نہ کرے بے ہوشی قائم رہتی ہے۔ یہ بھی خیال تھا کہ اعصابی ریشے خون سے آکسیجن کی مطلوبہ مقدار نہیں حاصل کر سکتے۔ جس نے کسی پر غشی کی حالت طاری ہوتے ہوئے دیکھی ہو وہ اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ دماغ کو چند سکنڈ کے لیے بھی اگر آکسیجن نہ پہنچائی جائے تو اس کے کیا معنے ہیں۔ اس کا اس طرح بھی تجربہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک آنکھ کو بند کر کے دوسری آنکھ کو ڈھیلے پر خوب دبا ڈالا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چند لمحوں میں اس کے سامنے اندھیرا چھا جائے گا۔ وجہ صاف ہے۔ آنکھ کے پردہ شبکیہ کو آکسیجن سے محروم کر دیا گیا ہے۔ لیکن اب ہم جانتے ہیں کہ "یہ آکسیجن سے محرومی" کا نظریہ اس سوال کا صحیح حل نہیں ہے۔

جب تنہا نائٹرس آکسائڈ کو تنفس کے ذریعہ سے اندر کھینچنا شروع کریں تو سرور و طرب کا احساس اس نتیجہ کا ہوگا۔ اس کے بعد بہت جلد بے ہوشی عارض حال ہوتی ہے۔ آدمی ۳۰ سکنڈ سے ۶۰ سکنڈ تک اسی حالت میں رہتا ہے اور کسی قسم کے درد و الم کا اس کو احساس نہیں ہوتا۔ اگر اس گیس کو غیر رقیق حالت میں طویل عرصہ تک دینا جاری رکھیں تو موت واقع ہوگی۔ لیکن اگر مریض کو پہلے خالص گیس کے ذریعہ سے بے ہوش کیا جائے تو پھر اگر پانچ سے دس فی صدی تک آکسیجن اس کے ساتھ ملائی جائے تو یہ بے ہوشی اور عدیم الحسی گھنٹوں قائم رکھی جا سکتی ہے اور کسی قسم کا خطرہ اس میں نہیں۔ اگرچہ وہ تخدیر جو نائٹرس آکسائڈ کو آکسیجن کے ساتھ ملا کر دینے سے پیدا ہوتی ہے اتنی عمیق نہیں ہوتی جو ایتھر یا کلوروفارم سے حاصل ہو لیکن نسبتاً یہ محفوظ طریقہ ہے اور کہتے ہیں کہ اس سے مریض کو صدمہ بھی کم ہوتا ہے۔ جیسے کہ مذکور ہوا اس سے پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ نائٹرس آکسائڈ کا اثر تنفس رک جانے تک محدود ہے اور اس کی عدیم الحسی صرف اس بات پر مبنی ہے کہ وہ لحمی ریشوں میں آکسیجن کے پہنچنے سے مانع ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر اس ۲۰ فی صدی آکسیجن کے ساتھ (بحالت اعتدال ہوا میں آکسیجن کی اتنی ہی مقدار موجود رہتی ہے) ملا کر دیا جائے تب بھی اس سے ویسی ہی عدیم الحسی ظہور میں آتی ہے۔ اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ نائٹرس آکسائڈ مرکزی نظام عصبی کو مفلوج کر دیتی ہے جس کا نتیجہ بے ہوشی اور عدیم الحسی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

نائٹرس آکسائڈ میں ایک خوبی یہ ہے کہ احساس اور ادراک کو بہت جلد زائل کر دیتی ہے

ہر ایک قسم کے تجربات اس قول کے مؤید ہیں کہ گزشتہ دس سال کے دوران میں عمل تخدیر میں بڑی ترقی ہوئی ہے۔ چنانچہ پہلے پہل نائٹرس اوکسائڈ دیا جاتا ہے جس سے بغیر کسی خطرہ کے چار پانچ سکنڈ کے اندر احساس زائل ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس عدم احساس کی حالت کو ایتھر یا کلوروفارم یا "اے سی ای مکسچر" (اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی ترکیب الکوحل، کلوروفارم اور ایتھر سے ہوئی ہے جن کے شروع یہی حروف ہیں) کے ذریعہ سے قائم رکھا جاتا ہے۔ سائنس دانوں کو نائٹرس آکسائڈ کے بغیر اور کوئی دوسری چیز معلوم نہیں جو اتنی بے ضرر ہو، اور لمحہ بھر میں فوری غشی کی طرح کلیۃً حس و ادراک کو زائل کر دے۔

دیر تک بے ہوشی قائم رکھنے کے لیے ایتھر کا استعمال

اب ہم چالیس سال کی ایک چھلانگ لگاتے ہیں، جب کہ انیسویں صدی کے سالِ چہلم کے آغاز میں ایتھر کا استعمال رائج ہوا جو بنی نوعِ انسان کے لیے ایک نعمتِ عظمےٰ ثابت ہوا اور جس کی ابتدا ممالکِ متحدہ امریکا سے ہوئی۔ ہم اس وقت ترجیح اور تفضیل کے ناگوار اور تلخ اور طویل جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہتے جس سے یہ تمام واقعہ بدمزہ ہو جاتا ہے۔ ایتھر یا سلفیورک ایتھر کے انکشاف پر بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ موخر الذکر نام سے اس کو اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ سلفیورک ایسڈ اس کی ترکیب میں داخل ہے اور رنگ و بو کے لحاظ سے اس میں ایتھری صفات پائی جاتی ہیں۔ وہ بدرجۂ غایت طیار ہے اور معمولی درجۂ حرارت پر وہ ایک بے رنگ سیال ہوتا ہے۔ کیمیائی طور پر وہ الکوحل کے مشابہ ہے۔ اسی طرح طبعی خواص میں بھی وہ اس کی مانند ہے اور بعض ملکوں میں اس کو نشہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ بدرجۂ غایت طیار اور اشتعال پذیر ہے۔ اکثر جگہوں پر اور اکثر حالات میں مثلاً میدانِ جنگ میں اس کے یہ دونوں خواص خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ بایں ہمہ اس کو گیس کی شکل میں معمولی ہوا کے ساتھ جس میں مریض سانس لیتا ہے اس کے ایک جزو کے طور پر سینے کے اندر داخل کیا جا سکتا ہے اور ایک خاص تناسب کے ساتھ اس کو تنفس کے ذریعے کھینچ لیا جائے تو اس سے درد و الم کا احساس زائل ہو جاتا ہے۔ حسبِ ضرورت اس بے حسی کو گھنٹوں تک قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اور اگر گیس کی مقدار کو مریض کے خون میں ایک خاص مقدار سے جو اطبا کو معلوم ہے، بڑھنے نہ دیا جائے، تو اس کے استعمال سے دل اور پھیپھڑوں کے لیے کوئی خطرہ نہیں۔

اس کے بعد کلوروفارم کا استعمال شروع ہوا جو ایتھر کی نسبت زیادہ قوی الاثر اور اکثر حالات میں مفید تر ہے۔ لیکن اس امرِ واقع کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ اپنی جگہ پر ایتھر میں بھی بعض ایسے فوائد ہیں جو کلوروفارم میں نہیں ہیں۔ ہمارے اسلاف میں اس بات پر بڑی بحث رہی کہ ایتھر بہتر اور افضل ہے یا کلوروفارم۔ اب اس وقت بجائے اس کے کہ کسی ایک فریق کی تائید یا تردید کریں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ فریقین میں سے جس نے بھی کوئی سچی اور مفید بات کہی ہو اس پر عمل کریں۔ — خلاصفا
ودع ماکدر۔

ایتھر اور کلوروفارم کے حامیوں کا جھگڑا اور تکرار

بہت سے سرجن اور ماہرینِ مخدرات جنھوں نے ایتھر کے استعمال سے ابتدا کی ابھی تک اس کا استعمال جاری رکھے ہوئے ہیں اور انھیں اپنے اس عمل کو بدلنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ تیس سال پہلے جو سرجن اس کے استعمال کے پرجوش اور متعصب حامی تھے وہ اب مر چکے ہیں۔ دونوں ادویۂ مخدرہ کا مقابلہ کرتے وقت حالات کا یکساں ہونا لازم ہے۔ دونوں ادویہ بالکل خالص ہوں اور سیاہ بوتلوں میں بند کر کے روشنی سے ان کو علیحدہ رکھا گیا ہو۔ ایڈنبرگ کے ڈاکٹروں کی یہ رائے تھی کہ کلوروفارم کی نسبت ایتھر پھیپھڑوں میں زیادہ خراش پیدا کرتا ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر نمونیہ ذات الریہ اور برانکائٹس (سعال) ظہور میں آتے ہیں۔ اور اگرچہ عملیۂ جراحت (اپریشن) کرتے وقت کلوروفارم ایک بڑی حد تک مہلک نتائج کا موجب ہوتا ہے لیکن اثراتِ مابعد کے لحاظ سے ایتھر زیادہ خطرناک ہے۔ مگر اس کا انحصار ادویہ کے طریقِ استعمال اور بشرطِ امکان عملیہ سے پیشتر مریض کو اس کے لیے تیار کرنے پر ہے۔ دوا ایک استعمال کی جائے یا دوسری اس پر چنداں دار و مدار نہیں۔ (جیسا کہ پہلے خیال کیا جاتا تھا۔) البتہ بعض خاص صورتوں میں ان دونوں میں سے ایک کو ترجیح دی جاتی ہے۔ مثلاً ایتھر اس وقت استعمال کی جائے کہ جب دل کی حرکت کمزور ہو۔ اور کلوروفارم کو دردِ زہ کے لیے اور میدانِ جنگ میں استعمال کرنا مناسب تر ہے۔ ایتھر کے استعمال سے ابتدا میں جذبات میں بڑا جوش پیدا ہوتا ہے جو اکثر حالات میں مضر ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس سے مریض کے قوائے عمل کمزور پڑ جاتے ہیں لیکن آج کل کوئی ماہرِ مخدرات اس قسم کے جوش کو پیدا نہیں ہونے دیتا۔ کیوں کہ وہ اس کی ابتدا نائٹرس آکسائڈ سے کرتا ہے۔ اس لیے ایتھر کی اس خاصیت کی بنا پر کوئی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔ کلوروفارم سے نسبتاً زیادہ ہلاکتیں واقع ہونے کی دلیل بھی چنداں وقیع نہیں۔ کیوں کہ بیس تیس سال پیشتر اس قسم کے حادثات کا ظہور میں آنا اس بات کا نتیجہ تھا کہ اس کا استعمال کھلے طور پر کیا جاتا تھا جس کے سبب سے بہت بڑی مقدار میں اس کا استعمال ناگزیر تھا اور بعض اوقات مقدارِ استعمال کا تفاوت خطرناک حد تک پہنچ جاتا۔ ایڈنبرگ کے سرجن اور ان کے شاگرد صرف اس طریقہ پر عمل پیرا تھے کہ موجدِ بوجہ طبعی ہونے کے

اس طریقہ کو اختیار کیا تھا

کلوروفارم کے قوی اثرات کا غیر معمولی طور پر ثابت ہونا

تخدیر عام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے اب ہم تیسرے مرحلہ پر پہنچے ہیں جو سب سے آخری منزل ہے جیمس سمپسن (۱۸۱۱-۱۸۷۰) ہی نے کلوروفارم کے خواص (عملی وجہانگسال) دریافت کیے اور سنہ ۱۸۴۷ء میں اس کا استعمال عمل جراحی اور فن قابلہ میں اڈنبرگ کے مقام پر مروج ہوا۔ سمپسن ایک رحم دل اور ہمدرد بنی نوع انسان تھا۔ اس نے سب سے پہلے جو عملیۂ جراحت ایک شاگرد کی حیثیت سے مشاہدہ کیا اس کو دیکھ کر اپنے پیشہ سے دل برداشتہ ہوگیا۔ زبان اور نیچے کے نصف جبڑے کی (بے ہوش اور بے حس کیے بغیر) قطع برید کرنا کس قدر درد والم اور تکلیف کا باعث تھا! اس کا ہم خوش قسمتی سے اس عہد مخدرات میں تصور تک نہیں کرسکتے۔ سمپسن فن قابلہ کا ماہر خصوصی تھا۔ وہ کسی ایسی دوا کی طلب میں تھا جو دردزہ کی تکلیف سے زچہ کو نجات دے اور قابلہ کے لیے اُٹھے وقتوں میں کارآمد ثابت ہو۔ ایتھر اس بارے میں کچھ زیادہ مفید نہیں تھا۔ اس لیے سمپسن کسی بہتر دوا کی جانے کا متمنی تھا۔ یہ وہ دن تھے کہ کیمیائے ترکیبی کی مدد کی صرف ذراتِ ترکیبی کی ساخت پر نظر ڈال کر کسی مرکب کے خواص دریافت کیے جاسکتے اور ضرورت کے مطابق ذرات مادّہ کی از سرِ نو تشکیل ممکن ہوتی۔ جیسے کہ آج کل ٹرائی اونل (Trional)، ایٹوکسل (Atoxyl) اور نمبر ۶۰۶ (No. 606) وغیرہ میں ہوا ہے۔

سمپسن نے سب سے کہہ رکھا تھا کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی امید افزا مفرد یا مرکب دوا دریافت ہو تو وہ اس کے پاس (مزید تجربات کی خاطر) بھیج دی جائے۔ وہ خود اور اس کے دوستوں کی ایک منتخب جماعت باقاعدہ آپس میں ملا کرتے اور جب وہ میز کے اردگرد بیٹھ جاتے تو وہ ادویہ جو کامیاب مخدر ثابت ہونے کی امید پر ان کو موصول ہوئی ہوتیں ان سب کو یکے بعد دیگرے اس امید پر سونگھ سونگھ کر ان کے ابخرے اپنے داخل کرتے کہ شاید ایتھر سے بہتر کوئی چیز دریافت ہوسکے۔ ایک طویل عرصے تک وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوئے۔

چند سال پیشتر لیبگ نے کلوروفارم نامی ایک مرکب کے خواص دریافت کیے تھے اور اب کے ادویہ کے جو نمونے اڈنبرگ میں موصول ہوئے ان میں یہ مرکب بھی تھا۔ لیکن کلوروفارم ایک غلیظ سیال ہے۔ بادی النظر میں ایک شربت سا معلوم ہوتا ہے بظاہر وہ ذہنِ طیار کے مشابہ دکھائی نہیں دیتا اور اس سے وہ امیدیں وابستہ نہیں کی جاسکتیں جو چمکدار ایتھر سے وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ مجربین کی جماعت کو اس کے تجربہ کا اس وقت خیال آیا کہ جب اور کوئی چیز تجربہ کے لیے ان کو میز پر نظر نہ آئی۔ جب سمپسن کمرے کے اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ اس کے تمام احباب بے ہوش ہو کر زمین پر گرے پڑے ہیں اور سب سے پہلے جو خیال اس کے ذہن میں آیا وہ یہ تھا کہ یہ چیز ایتھر سے بہتر ثابت ہوگی۔ بہرحال ان بے ہوش گرے پڑے اصحاب کے دلیرانہ تجربات اور ان کی ثابت قدمی اور استقلال کی بدولت بالآخر کلوروفارم کا مخدر اثر دریافت ہوا۔

جاہلانہ ضد اور اصرار کو ملکہ وکٹوریا کی قابل تقلید مثال نے زائل کردیا

اصل لڑائی ان کو اب لڑنی تھی۔ جیسے کہ پہلے مذکور ہوا۔ اس جنگ زندگی کا مبدء اس عہد کے مذہب اور اخلاق کے اصول تھے جس کے متعلق ہم نے اس بحث کی ابتدا میں عصر حاضر کا زاویۂ نگاہ واضح کردیا ہے۔ حالت یہ تھی کہ جب کوئی سرجن عملیۂ جراحت کے درد والم سے اپنے معمول کو محفوظ رکھنے کے لیے ایتھر کا استعمال کرتا تو وہ شخص جو رفع تکلیف کے لیے افیون کے استعمال کو قابل اعتراض نہیں سمجھتا تھا سرجن مذکور کے اس فعل پر معقولیت کے ساتھ نکتہ چینی نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن جب سمپسن نے ولادت کی طبعی تکالیف کو دوا کے ذریعہ سے رفع کرنا چاہا تو وہی رحمدل عیسائی جنھوں نے اپنی زندگیاں نیکی کے لیے وقف کر رکھی تھیں، چراغ پا ہوگئے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ سمپسن نے ان مخالفین کو کس طرح دندان شکن جواب دیا۔ علاوہ ازیں اپنے ہم پیشہ اصحاب سے بھی اس کی کچھ کم مخالفت نہیں ہوئی۔ ہاردے نے جب دورانِ خون کا نظریہ پیش کیا تو اس کے ہم پیشہ اصحاب نے بھی اس کی اس قدر شدید مخالفت کی کہ قریب تھا اس کی تمام پریکٹس معطل ہوجائے۔ سمپسن اگرچہ سرجن نہیں تھا تاہم اس کے ہم عصر سرجنوں نے اس کو اس لیے نفرت اور استحقار سے دیکھا کہ اس نے کلوروفارم کے خواص دریافت کیے اور اس کی ترویج میں کامیاب ہوا۔ بہرحال کلوروفارم اس قسم کی نعمت عظمیٰ نہیں تھی کہ (اس معاندانہ مخالفت کی وجہ سے) لوگ اس کو نظر انداز کرکے فراموش کردیتے۔

ایک شیر دل عورت کو وضع حمل کے وقت کلوروفارم کامیابی کے ساتھ سنگھایا گیا۔ جس نے ایک ایسی دوا سونگھنے کی جرأت کی جو پہلے اس حد تک کبھی نہیں سونگھی گئی تھی اور اس کے تمام طبعی اور پائدار اثرت کو بخوشی قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو گئی۔ بچہ صحیح و سالم بغیر کسی تکلیف کے پیدا ہوا اور اس کا نام اسی مناسبت سے Anaesthesia (انیستھیسیا، تخدیر) رکھا گیا۔ بایں ہمہ اس کا رواج آہستہ آہستہ ہوا۔ ملکہ وکٹوریا کو اس کے ایک بچہ کی ولادت کی تقریب پر اس کے اپنے طبیب نے کلوروفارم استعمال کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ ملکہ موصوفہ نے اس مشورہ کو قبول کیا۔ اور کلوروفارم کو کامل فروغ حاصل ہوئی۔

مخدرات کا نمایاں طور پر بے ضرر ہونا بشرطیکہ ان کو قاعدہ کے مطابق استعمال کیا جائے

بہت سی دوسری دواؤں کا بھی بطور مخدر تجربہ کیا گیا لیکن ابھی تک یہ ایک غیر متبدل حقیقت ہے کہ ان تین ادویہ کو جن کا بیان سطور بالا میں کیا گیا تمام دوسری ادویہ پر تفوق حاصل ہے۔ انیسوی صدی ان تین ادویہ کے خواص مخدرہ دریافت کرنے کے لیے یادگار رہے گی جب کہ اس صدی کے کثیر التعداد دستاویزات، مغربی، اور تخلیق عالم، ورانسان، ورائن کی قسمت کی تشریحات فراموش کردی جائیں گی۔ جو ترقی بھی اس بارے میں قلمبند ہوتی ہے، خصوصیت سے ان ہرسہ ادویہ کے طریق استعمال میں کوئی اصلاح کرنے پر مشتمل ہوتی ہے۔ یا یہ کہ ان کے استعمال کی رہ کوئی ایسی صحیح مقدار ہے جو موثر ہونے کے باوجود بے ضرر بھی ہو یا یہ کہ مریض کو ان کے اثرات ٹھیک طور پر قبول کرنے کے لیے کس طرح تیار کیا جائے۔

یہ معمولی باتیں نہیں ہیں۔ تجربہ کار ہاتھوں کا ان امور کی پابندی کو ملحوظ رکھ کر ان مخدرات کے استعمال کو بہت زیادہ بے ضرر اور بے خطر بنا دیتا ہے بہ نسبت اس کے کہ بے سوچے سمجھے ان پر ہاتھ ڈالا جائے۔ اس کے ثبوت میں اعداد و شمار موجود ہیں۔ شاذ و نادر طور پر ان کے استعمال سے ایک مرض ظہور پذیر ہوتا ہے جو ڈاکٹری میں سٹیٹس لمفیٹکس (Status Lymphaticus) کے نام سے معروف ہے، نیز سخت کمزوری کی حالت اور دل اور گردہ کے کسی مرض میں مبتلا ہونے کی صورتوں کو مستثنیٰ سمجھ کر عام حالات میں یہ غلب ہے کہ آج کل کوئی تجربہ کار ڈاکٹر ماہر مخدرات ان کا استعمال کرے تو یہ استعمال اتنا ہی بے ضرر اور بے خطر ہے جتنا کسی اور بے ضرر چیز کا ہو سکتا ہے۔

ادویہ کے طریق استعمال اور مریض کو اس کے لیے تیار کرنے میں ترقی

ترقی کا پہلا دار ومدار ان ادویہ کے طریق استعمال پر ہے۔ پہلے پہل مخدرات کو ایک تولیہ پر چھڑکا اور پھر اس تولیے کو مریض کے چہرے کے بہت قریب تھامے رکھا۔ اسی کا نام "طریق مکشوف" ہے۔ اور اگرچہ یہ طریقہ اب بھی بعض صورتوں میں مثلاً نو لبد کے وقت مروج ہے جہاں ہلکے مخدر کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جراحی کی عملیات میں اس کو یقینی طور پر مضر سمجھا گیا ہے جب تک کسی ماہر تجربہ کار کے ہاتھ سے نہ ہو۔ ایتھر اور کلوروفارم دونوں کو سنگھانے کے لیے اب ہمارے پاس ایک نو ایجاد آلہ "گواتھمی" نامی موجود ہے جو خاص طور پر اسی غرض کے لیے اختراع کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے سے دونوں مخدر اور ہوا کی مقدار کو جو مریض کے تنفس کے لیے ضروری ہو حسب ضرورت و تقاضائے مصلحت گھٹایا یا بڑھایا جا سکتا ہے۔ جو مرکب سنگھانے کے لیے تیار کیا جاتا ہے اگر اس کی مقدار کو ایک معین مقدار کر بڑھنے نہ دیا جائے جس کو اختراع مذکور کا سلائیڈنگ ہیور (جھسلواں بیرم) قلم بند کرتا رہتا ہے تو مریض کے اندر خون کی مقدار مطلوبہ مقدار سے بڑھنے نہیں پاتی۔ علمائے افعال الاعضاء نے تجربہ سے یہ معلوم کر رکھا ہے کہ اس مقدار کو خطرہ کے حدود سے بہت دور رکھا جا سکتا ہے۔

ثانیاً اگر وقت میں گنجائش ہو تو مریض کی غذا کو بھی باقاعدہ کیا جا سکتا ہے۔ عملیۂ جراحت سے چند گھنٹے پہلے کسی قسم کی غذا خواہ وہ سیال ہو یا کوئی ٹھوس چیز ہو مریض کے معدہ میں نہ جانے پائے۔ اور اس قسم کی تدابیر اختیار کی جائیں کہ قناۃ غذائیہ کلیتہً خالی اور بہ آرام رہے۔ اس سے اس غلط فہمی کا ازالہ ہو جاتا ہے کہ ایتھر کے استعمال سے "ایتھر نمونیا" اور کیا کیا عوارض ظہور میں آتے ہیں۔ جس کا ظہور میں آنا درحقیقت اس بات کا نتیجہ تھا کہ جب معمول کو قے آتی تھی تو غالباً دوا سنگھاتے غذا کے بھی کچھ ذرات پھیپھڑوں کے اندر چلے جاتے (اور وہاں پہنچ کر ذات الریہ اور دیگر عوارض کا باعث ہوتے۔) استعمال مخدر کا براہ راست یہ نتیجہ نہیں ہوتا تھا۔ اگر عملیہ سے پہلے اور اس کے بعد عقل اور احتیاط سے کام لیا جائے تو معمول کا ہاتھ پاؤں مارنا اور قے کرنا تقریباً صفر ہوتا ہے۔

کلوروفارم، ایتھر اور اسی قسم کے دوسرے مخدرات کس طرح عمل کرتے ہیں؟ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان ادویہ کا مخدر اثر مقامی طور پر دماغ کے ان خلیات پر پڑتا ہے جن کا تعلق احساس اور ادراک کے ساتھ ہے۔ اس اثر انداز ہونے کی تفاصیل کا ہمیں بہت کم علم ہے۔

عام مخدر کی بجائے مقامی مخدر کی تلاش

معلوم ہوتا ہے کہ کلوروفارم۔ ایتھر۔ الکوحل اور بعض دیگر مخدرات کے "کیمیائی طبعی" خواص ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ چناں چہ ان سب میں یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ اس تحمی غلاف کو جو بظاہر خلیاتِ اعصاب پر محیط اور ان کا محافظ ہے یا تو تحلیل کر دیتے ہیں یا اس میں نفوذ کر جاتے ہیں۔ اکثر وہ مواد جو خون میں پائے جاتے ہیں اس تحمی غلاف دیپا ئڈ کے حائل ہو جانے کی وجہ سے خارج رہتے ہیں یہ مواد صمغیہ جن کو کولائیڈز کہتے ہیں اس کے پار نہیں جا سکتے لیکن بعض کرسٹلائیڈز جا سکتے ہیں۔ اور جہاں تک ہم جانتے ہیں پھر وہ اپنے اپنے قوے کے موافق اعصاب کے مایۂ حیات (Protoplasm) پر اثر ڈالتے ہیں۔

کتنی اچھی بات ہے۔ اگر کوئی ایسی دوا یا ادویہ مل جائیں جن کا اثرِ تخدیر کلیتہً مقامِ تکلیف تک محدود ہو بہ نسبت اس کے کہ وہ سارے عین قلعۂ حیات پر حملہ آور ہو، بہتر سے بہتر صورت میں بھی اعتراضات سے خالی نہ ہو۔ اور اوجاع و آلام کی ایک کثیر تعداد اس کے یا ان کے فوائد سے محروم ہو۔ بجائے "عام مخدر" کے ہمیں "مقامی مخدر" کی ضرورت ہے۔ اور ہماری تمنا یہ ہے کہ ہم اس کے ذریعے اس قابل ہوں کہ محفوظ طور پر بغیر اس کے کہ بعد میں کسی قسم کے ضررات اس سے ظہور میں آئیں ہر قسم کی حاد اور مزمن درد اور تکلیف کو رفع کر سکیں مثلاً درد سر، سنگ مثانہ کی تکلیف۔ آگ سے جل جانے کا دکھ۔ دانت کی ٹیس وغیرہ وغیرہ۔ مقدم بات تو یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس تکلیف کے سبب اور اس کی علت کو دور کیا جائے کہ اس مرض کا استیصال ہو جائے، لیکن جہاں ایسا کرنا یا ہونا ممکن نہ ہو تو کم از کم ہماری یہ خواہش ہونی چاہیے کہ اس درد و تکلیف کا ازالہ یا اس میں تخفیف پیدا کریں۔ چناں چہ ایک کمزور نحیف الجثہ بچے کو کلوروفارم استعمال نہیں کرایا جا سکتا کیوں کہ اس کا قلب اس کا متحمل نہیں ہو سکتا اور اس کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ بایں ہمہ اس کی تکلیف دیکھ کر آدمی کڑھتا ہے۔ ان ہی حالات کو ملحوظ رکھ کر کسی ایسے مقامی مخدر کی طلب ضروری معلوم ہوئی جو تمام حالات میں یکساں مفید ثابت ہو۔ چناں چہ اس بارے میں ایک بڑی حد تک ترقی ہوئی ہے۔

ایک دوا جو تشنج قلب کے سخت درد کا ازالہ کرتی ہے

اطباء کا قول ہے کہ انسان جن اوجاع و آلام میں مبتلا ہوتا ہے غالباً سب سے زیادہ شدید اور مہلک تکلیف وجع الفواد کی ہے جس کو انگریزی میں انجائنا پیکٹورس کہتے ہیں۔ خود سمپسن کو یہی تکلیف تھی لیکن کلوروفارم سے اس کی کچھ بھی تسکین نہ ہوئی اور بالآخر اسی سے اس کا انتقال ہوا۔ جن مخدرات کا ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے کوئی بھی انجائنا کے درد کو زائل کرنے میں مفید نہیں ثابت ہوتا اور اس کا نتیجہ موت ہی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ بیسیوں سال گزرے ہیں سر لارڈ برنٹن نے جب کہ وہ ابھی فن طب سیکھنے میں مشغول تھا ایک دوا موسومہ ایمل نائٹریٹ کے خواص دریافت کیے۔

ایک مشہور و معروف مٹھائی جس کا نام بغیر مناسب وجہ تسمیہ کے پیر ڈراپس یعنی ناشپاتی کے قطرات رکھا گیا ہے اس میں دوائے مذکور کے نہایت خفیف اثرات پائے جاتے ہیں جو اس میں ایک خاص قسم کی خوش بو پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اس دوا کو سونگھا جائے تو شدت کے ساتھ خون کی رگیں پھیل جاتی ہیں۔ دریافت کنندہ کا خیال تھا کہ چوں کہ اس سے دورانِ خون کے پھاٹک کھل جاتے ہیں ممکن ہے کہ قلب پر جب تشنج کا دورہ ہو تو اس کے استعمال سے اس کو تسکین حاصل ہو۔ یہ خیال اس کا درست ہوا اور مدت ہوئی ایمل نائٹریٹ اور دوسرے نائٹریٹس نے جو بعض اوقات اس کے بدل کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں، نوعِ انسانی کے ذکور و اناث کو اس شدید ترین درد سے نجات دی ہے جس کے لازمہ کے طور پر قریب الوقوع موت کا شدید احساس آدمی پر چھا جاتا ہے اور جس سے سکرات الموت اور حالتِ نزع کے مزعومہ کرب والم کا قریب ترین خاکہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔ عضلات کے غیر ارادی تشنج سے جو تکلیف پیدا ہوتی ہے اس کو دور کرنے کے لیے بعض حالات میں نائٹریٹس کا استعمال بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ اسی طرح دمہ کی تکلیف دور کرنے میں بھی ان کا اثر نمایاں ہے۔

تجمید کے ذریعہ سے مقامی تکلیف میں تخفیف پیدا کرنا

تکلیف کی معمولی صورتوں میں جہاں پر جلدی یا غیر جلدی اعصاب کے سروں میں شدید تحریک ہو کر درد کا باعث ہوتی ہے، ممکن ہو تو ہمیں کسی ایسی دوا کی ضرورت ہے جو فقدانِ اعصاب کے سروں کو مفلوج کر دے کوئی دوسرا اثر اس سے پیدا نہ ہو۔ کوئی ایسی چیز جو خون کے تاثیر پذیر حصہ کو خالی کر دے اور اس کے درجۂ حرارت کو کم کر دے خواہ چند سکنڈ تک وہ نقطۂ انجماد پر ہی رہے مفید

ہو سکتی ہے۔ چناں چہ کچھ عرصہ ہوا دندان سازی کے ڈاکٹر حساس دانت پر عملیہ کرتے وقت ایتھل کلورائڈ یا اسی قسم کی دوسری دوا استعمال میں لاتے تھے جس کی تبخیر نہایت سرعت سے ہوتی ہے اور جس حصۂ جسم پر ان کو لگایا جائے اس کی برودت چند سکنڈ تک نقطۂ انجماد پر رہتی ہے۔ ایڈرنیلین جو کئی ایک خواص کی وجہ سے ممتاز ہے درگردہ کے غدودوں کا ایک موثر جز ہے، خون کی رگوں کو انتہائی درجہ تک سکیڑ دیتا ہے۔ بلحاظ افعال الاعضاء اس کا یہ عمل ایمل نائٹریٹ کے عین متضاد ہے اور اگر اس کو حساس اور منجمد شدہ ملبی جھلی پر استعمال کیا جائے تو اس کی تکلیف میں بہت کچھ تخفیف ہو سکتی ہے۔

کوکین مفید لیکن خطرناک چیز ہے (جسکے بجائے اب دوسری ادویہ استعمال ہونے لگی ہیں)

آج کل ایڈرنیلین کا طریق استعمال یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوکین ملا دی جاتی ہے جو بہت ہی قلیل مقدار میں قوی الاثر دوا ہے۔ مغربی دنیا میں کوکو نام ایک پودا ہوتا ہے جس سے یہ نمک حاصل کیا جاتا ہے۔ کوکین کے استعمال سے تمام نظام عصبی پر ایک ہیجان انگیز اثر ہوتا ہے اور جس طرح شراب پینے سے اس کی لت پڑ جاتی ہے اسی طرح اس کی لت اس سے بھی بدتر ہوتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ مارفین کی لت سے بھی بدتر ہو۔ بنا برآں یہ ایک ایسی چیز نہیں جس کو بے پروائی سے استعمال کیا جائے۔ غیر ممالک کا ذکر جانے دیجیے تو معلوم ہے کہ حلق میں کوکین کے چھینٹے دینے سے آدمی خوش گلو ہو سکتا ہے لیکن اس کو ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس کی عادت پڑ جائے تو اس کے بغیر گانا ناممکن ہے۔ لیکن اگر اس کو ٹھیک طور پر استعمال کیا جائے تو درد والم پر فتح پانے کے لیے نوع انسانی کے ہاتھ میں یہ ایک زبردست ہتھیار ہے۔ اگر اس کی جلدی پچکاری کی جائے تو وہ قوت احساس کو اس حد تک باطل کر دیتا ہے کہ اس حالت میں اس بے حس جگہ کی قطع و برید کی جا سکتی ہے۔ اور اگر منہ کے اندر اس کو استعمال کیا جائے تو بغیر کسی تکلیف کے دانت نکال سکتے ہیں۔

لیکن کوکین کی تاثیر کچھ غیر متیقن سی ہے وہ ہمیشہ قوی الاثر نہیں ہوتا۔ حال میں "مقامی تخدیر" پر بہت زیادہ توجہ مبذول کی گئی ہے۔ دوسری ادویہ جن کا کوکین سے کیمیائی رشتہ ہے مثلاً یوکین، نووکین، سٹووین وغیرہ اس غرض کے لیے استعمال کیے گئے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض ان میں سے کوکین پر فوقیت رکھتے ہیں۔ بعینہ جس طرح ٹرائی اونل کو سلفونل پر ترجیح دی جاتی ہے۔ بہرحال درد و تکلیف پر فتح حاصل کرنا عصر جدید کی کیمیائی تحلیل و ترکیب کا رہین منت ہے۔

مخدرات کے استعمال میں بعض نئی ترمیمات

چند سال ہوئے لندن کے ایک سرجن نے ایک سادہ سیال کے ذریعہ سے درد اور تکلیف کو دور کرنے کے موضوع پر ایک بیان شائع کیا۔ اس سیال کا جزو اعظم یوریا ہے جو خود ہمارے جسم میں پیدا ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سیال کے لگانے سے جسم کی سطح کے کسی حصہ کو باقی جسم سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے اور یہ علیحدگی بہت دیر تک قائم رہ سکتی ہے۔ آگ سے جل جانے کی ردی حالات میں یہ علیحدگی دس پندرہ یوم تک قائم رکھی جا سکتی ہے اور باایں ہمہ اندمال میں اس سے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی اور جیسے کہ امید کی جاتی ہے اگر مزید تحقیقات اور تجربات نے اس کی تصدیق کر دی تو ازالۂ درد والم کا دائرہ اس سے وسیع ہو جائے گا۔ اور بہت زیادہ تکلیف دہ صورتوں میں جہاں پر کہ ہمارے مؤثر ترین ہتھیار ناکام رہے ہیں اس سیال کی بدولت ہمیں فتح نصیب ہوگی۔

حرام مغز میں احساس درد کے جو مقامات ہیں ان کے متعلق نئی معلومات حاصل ہونے سے اس باب میں ترقی کرنے کا ایک اور دروازہ کھل گیا ہے۔ چوں کہ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ اعصابی تار کس راستہ سے کس طریقہ پر جسم کے مختلف حصوں سے دماغ کو جاتے ہیں اس لیے ہمارے لیے ممکن ہے کہ حرام مغز میں اس معین جگہ پر ان کا راستہ روک لیں جہاں سے گزر کر وہ کسی مقام مخصوص کا احساس درد دماغ تک پہنچاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ درد کا احساس تو مفقود ہو جاتا ہے لیکن قوت ادراک میں فرق نہیں آتا اس قسم کی تخدیر کو نہ تو تخدیر عام کہہ سکتے ہیں جو مثلاً کلوروفارم کے استعمال سے حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی یہ "مقامی تخدیر" ہے جو مثلاً استعمال کوکین کا نتیجہ ہو بلکہ اس کو "نخاعی تخدیر" سے تعبیر کرنا مناسب ہوگا۔ اس بارے میں بہت کچھ قابل تحسین کام ہوا ہے۔ چنانچہ جراح، طبیب اور قابلہ کے پاس ازالۂ درد و تکلیف کے لیے کثیر التعداد مختلف النوع وسائل تخدیر مہیا رہتے ہیں۔ اعصابی مریضوں کے لیے تخدیر عام کا استعمال بہت ہی بہتر ہے تاکہ اثنائے عملیہ میں وہ عدیم الحس ہونے کے علاوہ تمام ادراکات سے بے خبر رہیں۔

مخدرات کی بدولت درد والم پر فتح پانے اور فن جراحی میں کہاں تک ترقی ہوئی ہے

بعض صورتیں

ایسی بھی ہیں کہ مخدر عام کا استعمال خطرناک اور مقامی مخدر کا اثر ناکافی ہوتا ہے۔ اگر مقام ماؤف چہرہ یا کھوپڑی کا حصہ ہو تو انہیں سے بلکہ مثلاً ٹانگ ہے تو جس عصب کے ذریعہ سے دماغ کو اس سے احساس پہنچتا ہے اس کے بالائی سرے سے (جو مرکز حیات اور مرکز تنفس کے بالکل قریب ہوتا ہے۔) کافی فاصلہ پر حرام مغز کے کسی مقام پر احساس درد کو روکنے کے لیے بغیر کسی اندیشہ کے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ کسی مخدر کی خصوصاً جو کوکین کی قسم سے ہو اس جھلی دار تھیلی میں پچکاری کی جائے جو حرام مغز پر احاطہ کیے ہوئے ہے تو اس سے جسم کے ان تمام حصص پر تخدیر کا اثر طاری ہو جاتا ہے جو مقام مخدر کی سطح سے نیچے واقع ہیں۔ اور ہر ایک قسم کا عمل جراحی تکلیف کے احساس کے بغیر انجام دیا جا سکتا ہے۔ بعض ایسی صورتیں تحریر کے ذریعہ سے محفوظ ہیں کہ عمل جراحی کا معمول خود سرجن ہے اور اس نے اس عملیہ میں جراح کی مدد کی ہے۔ یہاں تک کہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی جراح نے خود اپنا اپریشن کیا ہے اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ معجز اپریشن مثلاً اپینڈکس (زائدہ اعور) کا کاٹ کر دور کرنا۔ جس کو ایسے ہی اطمینان کے ساتھ اس نے انجام دیا جس طرح ہم کامل سکون کے ساتھ ناخن اتارتے ہیں۔

مخدرات کے جن اقسام سہ گانہ کا ہم نے ذکر کیا ہے جو نہ صرف اس دردوالم کے احساس کو زائل کر دیتے ہیں جو بصورت دیگر اس وقت تک برداشت کرنا پڑتا جب تک کہ ان کی علت فاعلیہ زائل نہ ہوتی۔ بلکہ ان کی بدولت ان بڑے بڑے اعمال جراحی کا انجام دینا ممکن ہو گیا ہے جن کا تصور تک ان دنوں میں ناممکن تھا جب ان مخدرات کے خواص اور ان کا طریق استعمال دریافت نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ان کے استعمال سے وہ اوجاع اور آلام بھی دور کیے جا سکتے ہیں جن کی تکلیف جراح کے چاقو چلانے سے بدرجہا زیادہ ہوتی ہے مثلاً سنگ مثانہ یا بچہ دیگر تجمعات حجریہ کا درد۔ بہت سی گلٹیوں اور گھٹنے کے جوڑ میں غضروف کے اپنی جگہ سے ٹل جانے کے ناقابل برداشت آلام۔ التہاب زائدہ دودیہ (اپینڈی سائٹس) اور بعض دیگر اسی طرح کے مؤلم عوارض۔ آج کل ان تمام تکالیف کو اعمال جراحی کے ذریعہ سے بالکل زائل کر دیا جاتا ہے جن کا انجام دینا ان مخدرات کو استعمال کیے بغیر ناممکن تھا۔

دردوالم کو دور کرنے اور سکون پیدا کرنے کے لحاظ سے مخدرات کی قدر وقیمت

عنقریب ہم یہ بتائیں گے کہ اس طرح دردوالم پر فتح پانا اور اعمال جراحی کا انجام دینا فقط تخدیر کا نتیجہ نہیں۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ تخدیر کے بغیر ان اعمال کا انجام دینا ناممکن تھا۔ کیونکہ ایسی صورتوں میں کہ جب مریض اعمال جراحی کو برداشت کر سکتا ہو اور اس سے جو صدمہ ہوتا ہے اس سے بھی محفوظ رہ سکتا ہو تب بھی جراح کے چاقو چلانے سے عضلات میں جو غیر ارادی حرکات پیدا ہوتی ہیں وہ عملیۂ جراحت میں سخت حارج ہوتی اور اس کو ناممکن بنا دیتی ہیں لیکن تخدیر سے جس طرح عدم احساس ظہور میں آتا ہے اسی طرح معمول کو غیر متحرک بنا دیتا ہے۔ اگر تخدیر سے یہ کامل سکون پیدا نہ ہوتا تو کوئی جراح عملیۂ جراحت انجام دینے کی جسارت نہ کرتا۔

جو بات حوا کے بیٹے لعنت تھی اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم کی برکت نے اس کو دفع کر دیا ہے۔ ہر ایک شخص یہ دیکھ سکتا ہے کہ چالیس لاکھ کی آبادی میں سالانہ تولید کی تعداد کیا ہے اور پھر کتنی صورتیں ہیں جن میں کلوروفارم کے استعمال سے دردزہ کی غیر معمولی تکلیف سے زچہ کو محفوظ رکھا گیا بلکہ کتنی صورتیں ہیں کہ اگر کلوروفارم استعمال نہ کیا جاتا تو مولود اور اس کی ماں کی زندگی معرض خطر میں تھی۔ ان اعداد و شمار پر نظر ڈالنے سے ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ کلوروفارم کا استعمال ایک عظیم ترین نعمت ہے جس سے انسان مستفید ہوا ہے۔

زمانۂ حال کے اطبا نے ناقابل برداشت آلام پر تقریباً فتح حاصل کر لی ہے

دردوالم پر تقریباً کامل فتح حاصل ہو چکی ہے۔ ایسے آلام و اوجاع بہت کم ہیں جن پر انسان نے قابو نہیں پایا۔ یہاں تک کہ آج ایک صاحب کمال قابل طبیب دماغی رسولیوں کے ہولناک دردوالم میں بھی جراحی کے ذریعہ سے ایک بڑی حد تک تخفیف پیدا کر سکتا ہے۔ ورم والتہاب کی اکثر صورتوں میں معمولی جراحی جس کو معمولی قابلیت کا طبیب بھی انجام دے سکتا ہے بغیر کسی اندیشۂ ضرر کے تخفیف الم کا باعث ہوتی ہے۔ ہنگام تولید کا اعتیادی طبعی درد (جو زمانۂ حال کی بہت کم عورتوں میں اعتیادی اور طبعی ہوتا ہے) بغیر کسی ضرر کے فوراً رفع کیا جا سکتا ہے۔

ایک تکلیف کے متعلق ابھی لکھنا باقی ہے جس کو "سکرات الموت" کہتے ہیں۔ اور جو ماضی میں پادریوں کے ہاتھ میں ڈرانے دھمکانے کا ایک زبردست ذریعہ تھا۔ لیکن سر ولیم آسلر اور دوسرے محققین نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جس کا نام "سکرات الموت" رکھا گیا ہے (

(بقیہ ص۳۲۲ پر)

بابُ الصحت

ہم کیسے سانس لیں؟

کبھی روسیوں کے متعلق سنتے تھے اب جرمنوں کی یہ داستانِ ستم ہمارے کانوں تک پہنچتی ہے کہ موردِ عتاب کو گرفتار کیا۔ سنگینوں کے سائے میں پابجولاں جنگل لے جائے گئے۔ مظلوموں کو اپنی قبریں خود اپنے ہاتھوں کھودنے کا حکم دیا۔ قبریں تیار ہوئیں۔ سنگینیں چمکیں۔ گولیاں برسیں اور خاک و خون میں تڑپتی ہوئی لاشوں کو پیوندِ زمین کر دیا گیا۔

تہذیبِ مغرب کے دامن میں وحشت و بربریت کی یہ خوفناک نظارہ بازیاں ہمارے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور قلب کی گہرائیوں سے یہ آواز نکلتی ہے کہ موجودہ دور کے "مہذب" انسانوں ——— نہیں نہیں — تہذیب کے دیوتاؤں سے ہلاکو اور چنگیز جیسے وحشی بہتر تھے۔

وہ بدنصیب انسان جو اپنی ابدی خوابگاہ خود اپنے ہاتھوں تیار کر رہا ہو اور جو زندگی کے چراغ کو خود اپنی پھونکوں سے بجھا رہا ہو اس کے دل پر کیا گزرتی ہوگی ——— ؟ یہ تصور بھی ہمارے لیے روح فرسا ہے۔ لیکن اب ذرا تہذیب کی دنیا سے باہر تشریف لائیے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ تو اپنی قبر روزانہ اپنے ہاتھوں سے کھودتے ہیں۔ آپ تو اپنی شمعِ حیات کو خود ہی گل کرنے کے لیے ہر وقت مضطرب رہتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ کسی گوشت پوست کے بنے ہوئے "ملک الموت" کے دباؤ سے نہیں جبر و یاس کے عالم میں نہیں بلکہ برضا و رغبت! لیکن اس فعل سے آپ کی پیشانی پر کبھی بل بھی نہیں پڑتا۔ آپ کے چہرے سے غم اور افسردگی کا خفیف ترین اظہار بھی نہیں ہوتا۔ آپ ہنستے ہیں خوش ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنا بھی زندگی کا ایک دلچسپ تفریحی مشغلہ ہے! آپ اسے مجذوب کی بڑ سمجھیں گے لیکن نہیں یہ ایک حقیقت ہے اور تلخ حقیقت۔

"——— زندگی کا انحصار سانس پر ہے ———" یہ جملہ کانوں سے سنتے سنتے اور زبان سے دہراتے دہراتے اب ہمارے لیے بے اثر بن کر رہ گیا ہے۔ ہمیں کبھی اس کی گہرائیوں پر غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور ہم اس کے معنی صرف یہ سمجھے ہیں کہ اگر سانس کی آمد و رفت بند ہو جائے یا بند کر دی جائے تو انسان مر جائے گا۔ لیکن اگر ہم سنجیدگی سے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ روزمرہ بولے جانے والے اس چھوٹے سے جملے کے دامن میں کوئی اور مطلب بھی پوشیدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی کے طویل یا مختصر ہو جانے کا انحصار سانس پر ہے۔ اگر ہم صحیح طریقہ سے، اس طریقہ سے جو منشائے قدرت کے مطابق ہو، سانس لیں تو ہماری عمر میں اضافہ ہوگا اور غیر قدرتی طریقہ سے سانس لینے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ہم اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں مختصر کریں گے۔ ہم حیران ہو کر پوچھیں گے کہ سانس کی آمد و رفت تو غیر ارادی طور پر جاری رہتی ہی ہے۔ تنفس کا کوئی قدرتی یا غیر قدرتی طریقہ کیا ہو سکتا ہے؟ یہی وہ بے خبری ہے جو دیمک بن کر ہمارے ابنائے وطن کی صحت کو چاٹ رہی ہے اور ہماری عظیم الشان اکثریت نادانستہ طور پر غیر قدرتی طریقہ سے سانس لینے کی عادی بن چکی ہے۔

آئیے۔ آج ہم آپ کو بتائیں کہ سانس لینے کا صحیح قدرتی طریقہ کیا ہے۔ لیکن اسے ذہن نشین کرنے سے پہلے ذرا جسمِ انسانی کے نظامِ تنفس کو سمجھ لیجیے۔

نظامِ تنفس ہمارے اعضائے تنفس پھیپھڑوں اور ہوا کی نالیوں پر مشتمل ہیں۔ دونوں پھیپھڑوں کے درمیان قلب حدِ فاصل کا کام دیتا ہے اور خون کی بڑی رگیں اور ہوا کی بڑی نالیاں شریانوں اور وریدوں کے ذریعہ قلب سے مل جاتی ہیں۔ پھیپھڑے کثیر المسام اور اسفنجی ساخت کے ہوتے ہیں اور ان کی نسیجوں میں بہت زیادہ لچک ہوتی ہے۔ وہ جس پتلی تھیلی میں ملفوف ہوتے ہیں اسے طبی اصطلاح میں "غشاء الریہ مصلی" کہتے ہیں۔ اس کا ایک کنارہ پھیپھڑوں سے ملحق ہوتا ہے اور دوسرا سینہ کی اندرونی دیوار

ہے۔ اس جھلی سے ایک خاص قسم کا چکنا مادہ خارج ہوتا ہے جس سے متعلقہ اندرونی سطحوں پر تنفس کے وقت رگڑ نہیں لگتی پھیپھڑوں تک ہوا پہنچنے کا راستہ بلعوم، حنجرہ اور قصبۃ الجہرہ پر مشتمل ہے۔ منشائے قدرت یہ ہے کہ ہم اسی راستے سے ہوا کھینچ کر پھیپھڑوں تک پہنچائیں اور اسی راستے سے ناک کے ذریعہ سے خارج کریں۔ لیکن ہماری اکثریت اس صحیح قدرتی منشا سے ناآشنا اور منہ سے سانس لینے اور خارج کرنے کی عادی ہے۔ دوران تنفس میں ہوا کے درجۂ حرارت کا صحیح توازن رکھنا غشاء مخاطی کا کام ہے۔ لیکن جب ہم منہ کے ذریعہ سے سانس لیتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ ہوا کا درجۂ حرارت متوازن نہیں رہتا بلکہ بیماریوں کے بہت سے جراثیم پھیپھڑوں میں داخل ہو کر زندگی کی ساعتوں کو مختصر کر دیتے ہیں۔

ڈیافرغم کی اہمیت تنفس کے سلسلہ میں ڈیافرغم کا ذکر بھی ضروری ہے۔ یہ چادر کی شکل کا ایک مضبوط پٹھا عضلہ ہے جو بطن کو جوف صدر سے جدا کرتا ہے۔ قلب کی طرح ڈیافرغم کی حرکت بھی ہر وقت جاری رہتی ہے۔ لیکن حرکات قلب کے برعکس ڈیافرغم کی حرکتوں کو قوتِ ارادی کے ذریعہ سے روکا اور جاری کیا جا سکتا ہے۔ جب ڈیافرغم پھیلتا ہے تو پھیپھڑوں کی ہوادار نسیجیں بھی پھیل جاتی ہیں اور اس طرح پھیپھڑے کا جوف بڑھ جانے سے ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے جس میں باہر سے آنے والی ہوا سماتی ہے۔ سانس کا اخراج ڈیافرغم کے سکڑنے سے عمل میں آتا ہے۔

تنفس کا تعلق گردش خون سے صحیح طریقۂ تنفس کی اہمیت کو ہم اس وقت زیادہ خوبی سے سمجھ سکتے ہیں جب ہم پر معلوم ہوتا ہے کہ گردش خون سے اس کا کس قدر گہرا تعلق ہے۔ خون حرکت قلب کی وجہ سے شریانوں (صاف خون کی رگوں) اور شعریوں کے ذریعہ سے جسم کے ہر حصہ میں پہنچتا ہے اور وریدوں (غیر صاف خون کی رگوں) کے ذریعہ سے قلب کے دائیں حصہ میں واپس آتا ہے یہاں سے پھیپھڑوں میں جاتا ہے۔ پھیپھڑوں کی ہوا (جو ہم سانس لے کر پھیپھڑوں میں پہنچاتے ہیں) خون کو صاف کرتی ہے اور یہ سرخ صاف خون قلب کے بائیں حصہ میں آ جاتا ہے اور یہاں سے بڑی اور چھوٹی رگوں کے ذریعہ سے جسم کے ہر حصہ تک اپنا

(بقیہ مضمون ص ۳۰)

ایک ڈھکوسلا ہے۔ بعض شاذونادر صورتیں اس سے مستثنیٰ بھی ہیں۔ مثلاً جوہر کچلہ کی سمیت (جس کی موت بہت دردناک ہوتی ہے۔) لیکن عام طور پر گو ہم اس کو حالتِ اعتیادی نہیں کہہ سکتے، کوئی جسمانی یا ذہنی تکلیف موت کے لوازم سے نہیں۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ اچھا مرنا بھی ویسا ہے جس طرح ہم پر نیند طاری ہوتی ہے (حدیث شریف میں ہے النوم اخو الموت۔ اور قرآن کریم سورۂ زمر رکوع ۵ کے شروع کی آیات میں بھی اس کی تصریح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مترجم) اور غالباً اس کی وجہ بھی ایک بڑی حد تک وہی ہے۔

ہم نے تخدیر اور مخدرات کی بحث میں ایک قدیم ترین مخدر کا ابھی تک ذکر نہیں کیا جس کے ذریعہ سے قدرت ہم کو "سلاتی ہے" یہ اور بات ہے کہ اس نیند سے دوبارہ جاگنا ہے یا نہیں۔ اس مخدر سے ہماری مراد کاربن ڈائی آکسائڈ ہے جس کی ایک خاص مقدار خون میں جمع ہو کر نیند کا باعث ہوتی ہے اور موت کی معمولی صورتوں میں یہ مقدار بہت کچھ اس سے زائد ہوتی ہے۔ یہ گیس قطعی طور مخدر ہے اور اس غرض کے لیے اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اسی کے ذریعہ سے قدرت ہمیں آخری نیند سلاتی ہے۔ سانس لینا بالتدریج سطحی ہوتا چلا جاتا ہے اور دورانِ خون کی رفتار سست پڑتی جاتی ہے۔ یہ مشفق (اور راحت بخش) گیس خون میں جمع ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے ہمارا احساس و ادراک آہستہ آہستہ زائل ہو جاتا ہے۔ بعینہٖ وہی حالت جو نیند طاری ہوتے وقت پیش آتی ہے۔

خیالی تکالیف جن کو حالتِ نزع کے لوازم سمجھا جاتا ہے ممکن ہے کہ مرتے وقت بعض اعضا لرزنے لگیں۔ جیسے رات کے وقت خواب طاری ہوتے وقت بھی اکثر ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لوگ خصوصاً قاسی القلب اور فاسد الطبع اشخاص اپنے متخیلہ سے اس قسم کی غیر ارادی حرکات کو جن میں کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی "سکرات الموت" (Death Agony) سے تعبیر کریں۔ لیکن جس طرح بسا اوقات ہمیں نیند آ جاتی ہے اسی طرح ہماری موت واقع ہوتی ہے جس کے بعد ہم اللہ تعالیٰ کی عنایت کی ہوئی اعلیٰ ترین راحت میں واپس چلے جاتے ہیں جہاں سے ہم آئے تھے۔

ہم اپنے مقالہ متعلق تخدیر اور مخدرات کو قدرت کے اس مشفقانہ سلوک کی مدح و تحسین پر ختم کرتے ہیں جو شروع سے آخر تک قدیم ترین اور سب سے بڑھ کر رحیمانہ طرزِ عمل ہے۔ (ربنا توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین۔)

(ترجمہ از "دی بک آف پاپولر سائنس" جلد ۱۲ از صفحہ ۴۱۷۵ تا ۴۱۸۴)

حیات آفریں اثر پہنچاتا ہے۔ لیکن جب وہ وریدوں کے راستہ قلب کے دائیں حصہ تک واپس پہنچتا ہے تو دوران سفر میں نظام جسمانی کے فضلات اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ خون کا رنگ اب سُرخ نہیں رہتا بلکہ وہ نیلا ہو جاتا ہے اور اس میں حیات آفرینی کی قوت باقی نہیں رہتی۔ جب قلب کا دایاں حصہ گندہ خون سے لبریز ہو جاتا ہے تو مخصوص نالیاں اس کو پھیپھڑوں میں پہنچا دیتی ہیں اور پھیپھڑے تازہ ہوا کی اوکسیجن کی مدد سے اسے پھر صاف کرتے اور حیات آفریں بناتے ہیں۔ جب ہم اس حقیقت کو پیش نظر رکھیں کہ چوبیس گھنٹوں میں پھیپھڑوں کو تقریباً ۲ ہزار پائنٹ خون صاف کرنا پڑتا ہے تب ہم سمجھ سکیں گے کہ صحت کو برقرار رکھنے کے لیے تازہ ہوا اور نہ صرف تازہ ہوا بلکہ اسے صحیح طریقے سے پھیپھڑوں تک پہنچانا اور خارج کرنا کس قدر ضروری ہے۔ اگر اپنے خون کو تمام کثافتوں سے بیش از بیش پاک کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا فرض ہوگا کہ سانس اس طرح لیں کہ تازہ ہوا پھیپھڑوں کے ایک ایک خانے تک پہنچ جائے اور دیافرغم کی حرکت قلب کی طرح خود مختار رہنے کے بجائے ہمارے قبضہ میں رہے۔

منھ سے سانس لینے کے افسوس ناک نتائج انسان کے جسم کی ساخت کچھ اس قسم کی ہے کہ وہ منھ سے بھی سانس لے سکتا ہے اور ناک سے بھی۔ لیکن جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے تنفس کا صحیح اور قدرتی طریقہ یہ ہے کہ صرف نتھنوں سے کام لیا جائے۔ اس طرح ایک تو ہوا کے درجۂ حرارت کا صحیح توازن قائم رہتا ہے اور دوسرے نتھنوں کی اندرونی پیچیدہ ساخت چھلنی کا کام دے کر ان خوردبینی جراثیم کو روک دیتی ہے جو ہوا کے ساتھ جسم انسانی میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ منھ میں نہ تو ہوا کا صحیح درجۂ حرارت قائم رکھنے کی قوت ہے اور نہ جراثیم کو روکنے کی۔ انسان کو بہت سی بیماریاں صرف اسی لیے لاحق ہو جاتی ہیں کہ منھ کے ذریعے سے سانس لینے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ خاص کر متعدی امراض کا حملہ زیادہ تر ایسے ہی لوگوں پر ہوتا ہے۔ منھ کے راستہ سے جو ہوا پھیپھڑوں تک پہنچتی ہے وہ جراثیم سے ملوث ہوتی ہے اور اعضاء تنفس میں سوزش بھی پیدا کر دیتی ہے۔ ناک کی اندرونی ساختیں جن جراثیم کو دوران تنفس میں روک لیتی ہیں وہ سانس خارج ہوتے وقت ہوا کے دباؤ سے یا چھینک سے رفع ہو جاتے ہیں۔

ناک کی صفائی اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ منھ سے سانس لینے کے عادی ہو چکے ہیں انھیں ابتدا میں ناک سے سانس لیتے وقت کسی قدر تکلیف یا الجھن محسوس ہوگی۔ لیکن چند روز کے بعد یہ الجھن رفع ہو جاتی ہے اور نتھنے اپنا بھولا ہوا فرض از سر نو خوش اسلوبی سے انجام دینے لگتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ناک کو صاف رکھنا ضروری ہے اور اس مقصد کے لیے دن میں تین چار بار کنکنا پانی ناک میں چڑھانا مفید ہے۔ پھر بھی ناک سے سانس لینے میں اگر کچھ دشواری محسوس ہو تو ذرا سی وسلین رات کو سوتے وقت انگلی سے ناک کے اندر مل لینی چاہیے یا کدو یا بادام کے تیل کے چند قطرے ناک میں ٹپکا دینے چاہییں۔

دیافرغم کی حرکات کو قابو میں رکھنے کی ضرورت اوپر بتایا گیا ہے کہ دیافرغم کی حرکت قلب کی حرکت کی طرح غیر ارادی طور پر برابر جاری رہتی ہے۔ لیکن قلب کے برعکس دیافرغم کی حرکات کو قابو میں رکھا جا سکتا اور صحیح طریقہ تنفس پر کاربند ہونے کے لیے اسے قابو میں رکھنے کی ضرورت بھی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہم تازہ ہوا کی جتنی مقدار کھینچ کر پھیپھڑوں میں داخل کرتے ہیں اسی تناسب سے دیافرغم پھیلتا ہے خون کو صاف کرنے کے لیے تازہ ہوا کی بیش از بیش مقدار ضروری ہے اور یہ مقصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب ہم گہرا سانس لے کر ہوا کی زیادہ سے زیادہ مقدار پھیپھڑوں تک پہنچائیں اور دیافرغم کو زیادہ سے زیادہ حد تک پھیلنے کا موقع دیں۔ جوف صدر، جس میں دل اور پھیپھڑے ہوتے ہیں، عمود فقری (ریڑھ کی ہڈی)، پسلیوں اور ان کے شراسیف، سینہ کی ہڈی اور دیافرغم سے محدود ہے۔ انسان کے جسم میں چوبیس پسلیاں ہیں، بارہ ایک جانب اور بارہ دوسری جانب۔ جانبین میں اوپر کی سات سات پسلیوں کو جو براہِ راست سینہ کی ہڈی سے ملحق ہوتی ہیں "اضلاع صادقہ" (سچی پسلیاں) اور نیچے کی پانچ پانچ پسلیوں کو "اضلاع کاذبہ" (جھوٹی پسلیاں) کہتے ہیں۔ مؤخر الذکر پسلیوں میں دونوں جانب کی تین تین پسلیاں شراسیف کے ذریعہ سے بالائی پسلیوں سے ملی ہوتی ہیں۔ دوران تنفس میں دیافرغم کے فعل سے پسلیاں بھی ان دو عضلی تہوں کے ذریعہ سے حرکت کرتی ہیں جنھیں "عضلات بین الاضلاع" کہا جاتا ہے۔ اور پھیپھڑے پھیل جاتے ہیں۔ دیافرغم اور عضلات بین الاضلاع کی حرکت کے بغیر پھیپھڑے پھیل نہیں سکتے اور گہرا سانس لے کر ہم دیافرغم کو جتنا زیادہ پھیلائیں گے اتنا ہی زیادہ پھیپھڑے کشادہ ہوں گے اور اتنی ہی زیادہ ہوا کی مقدار انمیں داخل ہوگی۔

سانس لینے کا صحیح اور قدرتی طریقہ ہم بالعموم غیرارادی طور پر جلدی جلدی ہلکے سانس لیتے ہیں۔ لیکن سانس لینے کا یہ عام طریقہ غلط ہے۔ عین منشائے قدرت کے مطابق تنفس کا صحیح اصول یہ ہے کہ سانس لیتے وقت تمام اعضائے تنفس کو کام کرنا پڑے۔ پھیپھڑوں کا کوئی خلیہ تازہ ہوا سے محروم نہ رہے۔ سینہ کا درمیانی جوف اپنی قدرتی وسعت تک پھیلے اور عضلات بین الاضلاع کی مدد سے پسلیاں اوپر کی جانب کو اٹھیں اور یہ مقصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب ہم حسب ذیل طریقہ سے سانس لیں۔

سیدھے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر ناک سے اس طرح آہستہ آہستہ گہرا سانس لیں کہ پھیپھڑوں کا نچلا حصہ ہوا سے بھر جائے۔ اور دیافرغم پیٹ کے احشا کو آہستہ سے دبا کر اس کی سامنے کی دیواروں کو اوپر کی جانب اٹھائے۔ اس کے بعد پھیپھڑوں کے درمیانی حصہ کو ہوا سے بھریں۔ اس طرح سینہ کی ہڈی اور نیچے کی پسلیاں اوپر کو اٹھیں گی۔ پھیپھڑوں کے بالائی حصہ میں تازہ ہوا داخل کریں تاکہ پورا سینہ تن جائے اور بالائی پسلیاں اوپر کی جانب اٹھیں۔ اس بیان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکمل سانس لینے کے لیے تین حرکتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن نہیں یہ در اصل ایک ہی حرکت ہوتی ہے جو دیافرغم کے زیریں حصہ سے شروع ہو کر آہستہ آہستہ مگر مسلسل پھیپھڑوں کے بالائی حصوں پر ختم ہوتی ہے ابتدا میں ایک ہی بار مکمل سانس لینا دشوار ہے اور بیچ میں وقفہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن چند روز کی مشق سے اس پر پوری قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

سانس لینے کے بعد اسے چند سکنڈ روکیں۔ پھر اسے آہستہ آہستہ خارج کریں۔ سینہ بدستور تنا رہے۔ پیٹ کو آہستہ آہستہ اندر کی جانب پچکائیں۔ جب سانس بالکل خارج ہو جائے تو پیٹ کو اصل حالت پر آجانے دیں۔

مکمل تنفس کے فائدے مندرجۂ بالا طریقہ سے جب مکمل سانس لیا جائے تو تمام اعضائے تنفس کو مصروف عمل ہونا پڑتا ہے۔ پھیپھڑوں کے ایک ایک خلیہ تک تازہ ہوا پہنچتی ہے اور جوف صدر کو ہر جانب پھیلنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس طرز تنفس کے پابند اشخاص تپ دق اور سینے کی دوسری بیماریوں سے ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں اور جو لوگ سینہ کے امراض میں مبتلا ہو چکے ہیں انھیں بھی اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ جلدی جلدی ہلکے سانس لینے کی وجہ سے ہوا کی بہت کم مقدار پھیپھڑوں میں پہنچتی ہے۔ اس نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ خون کی صفائی خوب نہیں ہوتی بلکہ پھیپھڑوں اور ان کا اجزا حصہ بے کاری کی حالت میں جراثیم امراض کی آماجگاہ بن جاتا ہے اس طرح انسان کی قوت حیات کمزور ہو جاتی ہے اور وہ مختلف امراض کا شکار بن جاتا ہے۔ مکمل سانس لینے سے سینہ کشادہ ہوتا ہے۔ نزلہ و زکام کی شکایتیں دور ہو جاتی ہیں اور عصبی نظام کو خاص تقویت حاصل ہوتی ہے۔

چہل قدمی کے وقت سانس کا شمار صبح کے وقت چہل قدمی صحت کے لیے بہت مفید اور ایک آسان ترین ورزش ہے۔ اگر اس وقت تنفس کا لحاظ بھی رکھا جائے تو اس کی افادیت کا دائرہ وسیع تر ہو جائے گا۔ مناسب طریقہ یہ ہے کہ آہستہ آہستہ چلنے کے بجائے فوجی انداز سے تیزی کے ساتھ قدم اٹھائیں۔ سانس لیتے وقت ذہنی طور پر قدموں کو شمار کرتے رہیں اور پہلے قدم سے سانس لینا شروع کر کے آٹھویں قدم پر ختم کریں۔ اس کے بعد چار قدم تک سانس روکیں اور پھر آٹھ قدموں میں سانس ناک کے راستے آہستہ آہستہ خارج کریں۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کسی قدر تھکن محسوس نہ ہو۔ ابتدا میں آٹھ قدم تک سانس کھینچنا اور خارج کرنا مناسب ہے بعد میں مشق ہو جانے پر اسے طول دیا جا سکتا ہے۔

سانس کے متعلق چند آسان ورزشیں ذیل میں پھیپھڑوں کے نشو و نما اور صحت کو برقرار رکھنے کے لیے چند آسان ورزشیں درج کی جاتی ہیں۔

پہلی ورزش: سیدھے کھڑے ہوں۔ دونوں ہاتھ زانوؤں سے لگے رہیں۔ خوب گہرا سانس لیں۔ پھیپھڑوں میں روک کر ہاتھ سیدھے اور سخت رکھ کر اوپر کی جانب اٹھائیں۔ جب دونوں ہاتھوں کی انگلیاں مل جائیں تو انھیں قوت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اوپر لے جانے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد ہاتھ سخت اور سیدھے رکھ کر آہستہ آہستہ نیچے لائیں اور اس دوران میں سانس ٹھیر ٹھیر کر نتھنوں سے خارج کرتے رہیں۔

دوسری ورزش: سیدھے کھڑے ہوں۔ دونوں ہاتھ سامنے کی جانب دراز رہیں۔ گہرا سانس لیں۔ سانس روک کر ہاتھوں کو تیزی کے ساتھ پشت کی جانب لے جائیں اور زیادہ سے زیادہ دور تک لیجانے کی کوشش کریں۔ پھر ہاتھوں کو تیزی سے سامنے کریں۔ اس طرح دو چار بار ہاتھوں کو سامنے لانے اور پیچھے لے جانے کے بعد سانس منہ کے راستے سے کسی قد

قوت کے ساتھ ایک دم خارج کریں۔

تیسری ورزش:۔ دونوں ہاتھ رانوں سے ملا کر سیدھے کھڑے ہوں۔ گہرا سانس لیں۔ سانس روک کر ہاتھوں کو دونوں جانب پھیلائیں اور تھوڑی دیر انھیں دائرہ کی شکل میں باہر سے اندر کی جانب گھمائیں۔ جب سانس کو روکنا دشوار ہو جائے تو ہاتھوں کو زانو پر لا کر منھ کے راستہ سے سانس کسی قدر قوت کے ساتھ خارج کر دیں۔

چوتھی ورزش: زمین پر منھ کے بل لیٹ کر ہاتھ دونوں جانب پھیلائیں۔ ہتھیلیاں زمین کی جانب رہیں۔ گہرا سانس لیں۔ سانس پھیپھڑوں میں روک کر ہاتھوں پر زور دیں اور پورے جسم کو اس طرح اوپر اٹھائیں کہ اس کا سارا بوجھ ہتھیلیوں اور پیروں کے انگوٹھوں پر رہے۔ ذرا دیر بعد آہستہ آہستہ پھر لیٹ جائیں اور سانس منھ کے ذریعہ سے خارج کر دیں۔

پانچویں ورزش: دونوں ہتھیلیاں دیوار سے لگا کر سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ گہرا سانس لیں۔ سانس روک کر دونوں ہاتھوں پر زور دیں اور سینہ کو آہستہ آہستہ دیوار کی جانب لا کر اس سے ملائیں اور پھر سینہ کو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا کر سانس کو یک دم کسی قدر قوت کے ساتھ خارج کر دیں۔

چھٹی ورزش: دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ گہرا سانس کھینچ کر پھیپھڑوں میں روکیں۔ پیر سخت رکھ کر آہستہ آہستہ بطرز رکوع سامنے کی جانب جھکیں اور سانس منھ کے ذریعہ سے خارج کرتے جائیں۔ جب سانس بالکل خارج ہو جائے تو پھر سیدھے کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ گہرا سانس لینا شروع کریں اور منھ کھلا رکھ کر بالائی سینہ سے دوبارہ خارج کریں۔ اسی طرح چند بار یہ سلسلہ جاری رکھیں۔

ساتویں ورزش: سیدھے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر تھوڑا سا سانس جھٹکا دے کر کھینچیں ایک سکنڈ توقف کریں اور اسے خارج کیے بغیر تھوڑا سانس تیزی سے پھر کھینچیں اور ایک سکنڈ توقف کریں۔ یہاں تک کہ پھیپھڑوں میں مزید ہوا کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اس کے بعد پوری ہوا نتھنوں کے ذریعہ سے کسی قدر قوت کے ساتھ خارج کر دیں۔

تنفس کے ذریعہ سے بعض مرضی شکایات کا ازالہ صحیح طریقہ تنفس سے صرف یہی نہیں کہ انسان کی صحت برقرار رہتی ہے بلکہ بہت سی مرضی شکایات بھی دور کی جا سکتی ہیں۔ ذیل میں محض سانس کے ذریعہ سے بعض شکایتیں دور کرنے کا طریقہ درج کیا جاتا ہے:۔

صبح کے وقت اعضائے جسم کی سختی بعض لوگوں کو صبح اٹھنے پر اعضا میں کچھ سختی اور تھکن محسوس ہوتی ہے۔ اس شکایت کو رفع کرنے کے لیے سیدھے کھڑے ہوں۔ سر اوپر کی جانب اٹھا رہے لیکن ٹھوڑی کو سینہ کی جانب مائل رکھیں تاکہ گردن پر کسی قدر زور پڑے۔ دونوں ہاتھ زانوؤں پر رہیں اور گھٹنے سخت رکھ کر آہستہ آہستہ سانس لیں۔ دوران تنفس میں ایڑیوں کو بتدریج اوپر اٹھا کر انگوٹھوں کے بل کھڑے ہوں۔ سانس چند سکنڈ تک روکیں پھر اسے نتھنوں کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ خارج کرتے ہوئے ایڑیوں کو بتدریج زمین کی جانب مائل کریں اور سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

پھر گہرا سانس لینا شروع کریں۔ بائیں پیر کا گھٹنا موڑ کر اسے زمین سے اٹھائیں اور جسم کا سارا بوجھ داہنے پیر پر دے کر اس کے انگوٹھے کے بل کھڑے ہوں۔ چند سکنڈ سانس روک کر آہستہ آہستہ نتھنوں کے ذریعہ سے خارج کریں۔ اور دوران اخراج میں ایڑی کو بتدریج زمین تک لائیں۔ اس کے بعد دایاں پیر اٹھا کر صرف بائیں پیر کی مدد سے یہ ورزش کریں۔ چند روز میں اعضا کی سختی، سستی اور تھکن کی شکایات دور ہو جائیں گی۔

دردِ کمر قول مشہور ہے کہ جوانی کا راز ریڑھ کی ہڈی کے مضبوط رہنے میں پوشیدہ ہے اور درد کمر کی شکایت پیدا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری ریڑھ کی ہڈی کمزور ہو رہی ہے اور اس کے لیے کسی مناسب ورزش کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے سیدھے کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ سانس لیں۔ انگوٹھے بغلوں میں رہیں انگلیاں سینہ پر اور ہتھیلیاں سینہ کے کناروں پر۔ اب گہرا سانس لینا شروع کریں۔ جب پھیپھڑوں میں مزید ہوا کی گنجائش باقی نہ رہے تو اسے چند سکنڈ تک روکیں۔ سینہ تان لیں۔ سر پشت کی جانب مائل رہے۔ پھر سینہ کے کناروں کو ہتھیلیوں سے دبا کر سانس منھ کے ذریعہ سے کسی قدر قوت کے ساتھ یک دم خارج کریں۔

معدہ، آنتوں اور جگر کی خرابیاں یہ شکایات رفع کرنے کے لیے سیدھے کھڑے ہوں۔ دونوں مٹھیاں باندھ

(بقیہ مضمون ص ۴۴ پر)

جُذام

جذام ایک متعدی مزمن مرض ہے جسے موجودہ تحقیقات کی رُو سے ایک جرثومہ خاص (Bacillus Lipree) کی تباہ کاریوں کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس مرض میں جلد اور غشائے مخاطی پر دھنی گانٹھیں نمودار ہوتی ہیں (جذام درنی) یا اعصاب کی ساختوں میں فرق پڑتا ہے (جذام عصبی) ابتدا میں جذام کی یہ شکلیں علیحدہ بھی ہوتی ہیں۔ لیکن انجام میں تمام متنوع کیفیات مرض مشترک ہو جاتی ہیں اعضائے جسم گلنے ہیں اور قوت احساس مختل ہو جاتی ہے۔

تاریخ جذام تاریخی اعتبار سے ایک بہت پرانا مرض ہے جس کا ذکر ویدوں میں بھی پایا جاتا ہے اور توریت میں بھی۔ عہد فراعنہ کے بعض قدیم حجری کتبات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے تین چار ہزار برس پیشتر اس مرض نے مصر میں خوفناک صورت اختیار کر رکھی تھی۔ عہد زردشت (ایران) کی تصانیف میں بھی اس کا ذکر ہے۔ امریکا کے قدیم کھنڈروں میں مٹی کے بعض ایسے برتن برآمد ہوتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کولمبس کے امریکا دریافت کرنے سے پیشتر یہ مرض وہاں موجود تھا۔ قدیم اطبائے روم و یونان نے جذام کے متعلق موشگافیاں کی ہیں۔ لیکن وسطی مغربی اور شمالی یورپ میں جنگ صلیبی سے پیشتر اس موذی مرض کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ فرانس، اٹلی، اسپین، جرمنی اور انگلستان وغیرہ میں جذام ان مسیحی سورماؤں کے ذریعہ سے پہنچا جو صلیبی جنگوں کی شرکت کے لیے شام و فلسطین میں آئے تھے اور اس کی شدت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ قرون وسطیٰ میں کوڑھی خانوں کی مجموعی تعداد ان یورپی ممالک میں تقریباً بیس ہزار تھی۔ جذام کی ابتدا کس ملک سے ہوئی، اس کے متعلق کچھ زیادہ وثوق کے ساتھ تو نہیں کہا جا سکتا لیکن اب تک جو تحقیقات ہوئی ہیں ان کی روشنی میں مشرق اقصیٰ کو اس کا اصل زاد بوم سمجھا جاتا ہے۔

مختلف ممالک اور جُذام دنیا میں جذامیوں کی مجموعی تعداد چالیس پچاس لاکھ کے درمیان ہے۔ یہ مرض ہر برِّاعظم میں پایا جاتا ہے اور اس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:-

ایشیا:- ہندستان اور چین جُذام کی دو بڑی شکارگاہیں ہیں۔ ۱۹۳۳ء میں نیویارک کو ورلڈ میڈیکل سروے نے چین میں جذامیوں کی تعداد اس نوٹ کے ساتھ ڈھائی تین لاکھ کے درمیان ظاہر کی تھی کہ "چین میں چونکہ مردم شماری کا طریقہ بہت ناقص اور دقیانوسی ہے اس لیے بعض دُور افتادہ علاقوں کے کوڑھیوں کی صحیح تعداد دریافت نہ ہو سکی"

۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ہندستان کے جذامیوں کی تعداد ایک لاکھ دو ہزار پانچ سو تیرہ ظاہر کی گئی تھی۔ لیکن کلکتہ اسکول آف ٹراپکل میڈیسن میں شعبۂ جذامیات کی ریسرچ کے انچارج ڈاکٹر ای۔ میور ایم۔ ڈی، ایف۔ آر۔ سی۔ ایس نے ان اعداد و شمار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "یہ تعداد درحقیقت ان جذامیوں کی ہے جو مرض بڑھ جانے پر اسپتالوں اور کوڑھی خانوں میں داخل ہوئے اور ان کے ناموں کا اندراج کیا گیا۔ جن لوگوں پر مرض کا ابتدائی وار ہوا یا شفاخانوں میں داخل نہ ہو سکے ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔"

ہندستان میں یہ مرض سب سے زیادہ بنگال اور جنوبی ہند میں پایا جاتا ہے۔ بنگال میں اس کے شفاخانوں کی تعداد ۷ اور جنوبی ہند میں (بشمول ٹراونکور اور حیدرآباد دکن) ۸۱ ہے۔ ریاست حیدرآباد میں بیدر، عثمان آباد، نظام آباد، رائچور، بودھن اور گلبرگہ کے اضلاع میں جذامی زیادہ پائے جاتے ہیں اور ان کے لیے ریاست کی حکومت کی جانب سے اکیس شفاخانے قائم ہیں۔ صوبجات متحدہ میں جذامیوں کی تعداد مقابلتاً کم ہے اور ان کے لیے الموڑہ، کماؤں، ڈیرہ دون اور رڑکی وغیرہ میں آٹھ شفاخانے ہیں۔

ہندستان کے بعد برما، کوریا اور جاپان کا نمبر ہے۔ ان چاروں ممالک میں انیسویں صدی کے وسط سے ایک بین الاقوامی مشن جذامیوں کی مفید خدمات انجام دے رہا ہے۔ ہندستان میں اس کی شاخ ۱۸۷۴ء میں بمبئی میں قائم ہوئی تھی اور اس وقت ملک کے مختلف حصوں میں مشن کی جانب سے چالیس کے قریب کوڑھی خانے قائم ہیں۔ جہاں آٹھ ہزار سے زیادہ جذامیوں کے علاج اور کفالت کا بار برداشت کیا جاتا ہے۔

مجمع الجزائر فلپائن اور ہوائی میں جذامیوں کی تعداد تناسب آبادی کے اعتبار سے زیادہ ہے۔ جاوا، ملایا اور برما میں بھی مرض

پایا جاتا ہے۔ سیام میں چکمائی کا کوڑھی خانہ دنیا کے عظیم ترین کوڑھی خانوں میں شمار ہوتا ہے۔

یورپ:۔ آئس لینڈ، ناروے اور سویڈن میں مرض کا زور زیادہ ہے۔ ۱۹۳۵ء کے اعداد و شمار کے مطابق آئس لینڈ میں جس کی آبادی پونے دو لاکھ سے کچھ کم ہے، جذامیوں کی تعداد ڈھائی تین سو کے درمیان تھی۔ سابقہ شورائیہ روس میں ڈوریٹ (استونیا)، ریگا اور قفقاز کے علاقوں میں مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔ اسپین اور پرتگال کا درجہ روس کے بعد ہے۔ جنوب مشرقی یورپ میں یونان مرض جذام کی بدترین کمین گاہ بنا ہوا ہے۔ یہیں سے یہ مرض مقدونیہ اور بلغاریہ میں بھی پھیلا ہے۔ اٹلی میں جذامیوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ برطانیہ قابلتاً محفوظ ملک ہے۔ ۱۹۳۵ء کے اعداد و شمار کے مطابق انگلستان، اسکاٹ لینڈ اور ویلس میں جذامیوں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ نہ تھی اور ان میں بھی ایک سو سے زیادہ اشخاص غیر ممالک میں جا کر مبتلائے مرض ہوئے تھے۔ انگلستان میں سب سے زیادہ جذامی ایسکس (Essex) کے علاقہ میں پائے جاتے ہیں اور یہاں دو کوڑھی خانے بھی قائم ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں جزیرہ ایبنڈ وچ میں مرض زیادہ پھیل گیا تھا مگر اس کا انسداد بہت کوشش سے کیا گیا۔ جرمنی اور شمالی فرانس میں جذامیوں کی تعداد برائے نام ہے۔

افریقا:۔ براعظم افریقا میں جذام کو عام طور پر وادیٔ نیل کا مرض کہتے ہیں۔ لیکن یہ مرض سب سے زیادہ وسطی افریقا (جنوبی سوڈان، بلجین، کانگو اور حبشہ) میں پایا جاتا ہے۔ مغربی افریقا میں پرتگالی مقبوضہ انگولا جذام کی بدترین آماجگاہ ہے اور چونکہ حکومت کی جانب سے اس مرض کی روک تھام کے لیے اب تک کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا گیا ہے اس لیے دیسی باشندوں میں بڑھتا جا رہا ہے۔ ٹیونس، الجزائر اور مراکش میں بھی یہ مرض پایا جاتا ہے۔ مگر بہت کمی کے ساتھ۔ خراب آب و ہوا اور علاج کا معقول انتظام نہ ہونے کی وجہ سے افریقا کے مرطوب گھنے جنگلوں میں دیسی قبائل اس مرض کا شکار زیادہ ہوتے ہیں۔

امریکا:۔ کینیڈا میں یہ مرض صرف نیو برنسوک کے علاقہ میں پایا جاتا ہے۔ متحدہ ریاستہائے امریکا میں جہاں تک سفید اقوام کا تعلق ہے نصف صدی کے اندر جذام کو قطعی طور پر نیست و نابود کر دیا گیا ہے لیکن کیلیفورنیا میں یہ مرض اب بھی پایا جاتا ہے اور دور افتادہ علاقوں میں دیسی باشندے کثرت سے مبتلائے مرض ہوتے ہیں۔ نیگرو باشندوں کے لیے مسیسی، ٹکساس اور لوسیانا وغیرہ کے علاقوں میں کئی کوڑھی خانے قائم ہیں۔ جنوبی امریکا میں بھی مرض کی شدت کم ہے۔ جزائر غرب الہند میں جذامی پائے جاتے ہیں۔ برطانوی کولمبیا کے زیادہ تر چینی باشندے مبتلائے مرض ہیں۔ تحقیقات کے مطابق امریکا کی سفید اقوام میں جذام نارمنڈی (فرانس) سے اٹھارھویں صدی میں داخل ہوا تھا۔

آسٹریلیا:۔ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور ملحقہ جزائر میں جذام پایا جاتا ہے۔ زیادہ تر چینی اور دیسی باشندے مبتلا ہوتے ہیں۔

بحثِ اسباب موجودہ تحقیقات کی رُو سے مرض جذام اس جرثومہ خاص (باسلس جذامی) کے اثرات کا نتیجہ ہے جسے برگن (ناروے) کے مشہور محقق ہانسن (Hansen) نے ۱۸۷۴ء میں دریافت کیا تھا۔ اس جرثومہ کی شکل و صورت تپ دق کے جرثومہ سے ملتی جلتی ہے۔ لیکن بعض متمیز علامتوں سے دونوں میں تفریق کی جا سکتی ہے۔ جراثیم جذام مریض کے تھوک، بلغم اور رینٹھ میں پائے جاتے ہیں اور ان کی چھوت سے ایک صحت مند شخص مبتلائے جذام ہو سکتا ہے۔ زیادہ تر مریض کی رینٹھ سے احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ جراثیم تن درست انسان کے جسم میں یا تو غشائے مخاطی کے ذریعہ سے داخل ہوتے ہیں یا مسامات جلد کے ذریعہ سے جذام ایک متعدی مرض ضرور ہے۔ لیکن اس کی چھوت زیادہ سخت نہیں ہوتی۔ کوئی دوسرا شخص صرف اسی حالت میں مبتلائے مرض ہو سکتا ہے کہ جب وہ زیادہ عرصہ تک مریض کے ساتھ زیادہ گہرے تعلقات رکھے۔ اسپتالوں کی نرسیں، جنھیں ہر وقت مریضوں کی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے جذام کی چھوت سے عموماً محفوظ رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ مریضوں سے زیادہ ربط ضبط نہیں رکھتیں۔ لیکن ایسی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ بیوی کی چھوت سے شوہر اور شوہر کی چھوت سے بیوی مبتلائے جذام ہو جاتی ہے۔ مریض کے کپڑوں سے بھی چھوت کا اندیشہ رہتا ہے اور اسی لیے دھوبیوں میں تناسب آبادی کے لحاظ سے جذامیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔

چند سال پہلے تک جذام کو موروثی مرض سمجھا جاتا تھا، یعنی اگر باپ جذام میں مبتلا ہو تو اس کا بیٹا بھی لازمی طور پر جذامی ہوگا لیکن موجودہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ باپ سے بیٹے میں اس مرض کے منتقل ہو جانے کا امکان ضرور ہے لیکن اسے قاعدہ کلیہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ماہرین فن کی نگاہوں سے آج تک کوئی ایسا بچہ نہیں گزرا جو مادرزاد جذامی ہو۔ تین چار سال کے بچوں کو بھی یہ مرض شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ اس طرح جہاں تک توریث کا تعلق ہے جذام اور دق وسل کی نوعیت ملتی جلتی ہے۔

اس سلسلہ میں مرض کو ایک انسان سے دُوسرے انسان میں ٹیکے کے ذریعے منتقل کرنے کا سوال بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ بعض اطبا کی رائے ہے کہ اگر مریض کے جراثیم ٹیکے کے ذریعہ سے کسی تندرست انسان کے جسم میں داخل کر دیے جائیں تو وہ جذام میں مبتلا ہو جائیگا۔ لیکن موجودہ تحقیقات سے اس نظریہ کی تائید میں معتبر شہادتیں دست یاب نہیں ہوتیں۔ یہ خیال پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ۳۰ ستمبر ۱۸۸۴ء کو جذامیات کے ایک مشہور امریکی ماہر پروفیسر آرننگ نے جزیرۂ ہوائی کے ایک خونی مجرم کے جسم میں (جسے موت کی سزا دی گئی تھی) آزمائش کے طور پر جذام کے عصیّے انجکشن کے ذریعہ سے داخل کر دیے۔ چار ہفتوں کے بعد اس کے جسم میں گنٹھیا کی قسم کا درد شروع ہوا اور وسطی اور زندی اعصاب متورم ہونے لگے۔ چند روز بعد عصبی ورم تو کم ہونے لگا لیکن جس جگہ ٹیکا لگایا گیا تھا وہاں ورانِ جذامی نمودار ہو گیا۔ ۱۸۸۷ء میں مرض کی تمام علامتیں پوری شدت سے نمودار ہو گئیں اور تین سال کے بعد مریض مر گیا۔ اس واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ اس خونی مجرم کے جذام میں مبتلا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے جسم میں جراثیم مرض ٹیکے کے ذریعہ سے داخل کر دیے گئے تھے۔ لیکن کئی سال کے بعد پتہ چلا کہ اس شخص کی بیوی اور بعض دوسرے رشتہ دار مبتلائے جذام تھے اور اس کی سکونت جزیرہ ہوائی کے ایک ایسے ضلع میں تھی جسے جذام کی بدترین کمین گاہ خیال کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد سول (Soule) اور میک کنلے (McKinley) وغیرہ نے تقریباً ۱۴۵ اشخاص کے جسم میں جذام کے جراثیم داخل کیے۔ لیکن ان میں سے ایک شخص بھی مرض میں مبتلا نہ ہوا۔

جانوروں کے جسم میں جذام کے جراثیم

ابتدا میں خیال کیا جاتا تھا کہ بعض کیڑوں مکوڑوں کے کاٹنے سے بھی جذام کے عصیّے ایک انسان کے جسم سے دُوسرے انسان کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن تازہ ترین تحقیقات کی روشنی میں اس خیال کی تردید کی جا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں ان چند تجربات کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جو بسلسلۂ جذامیات مختلف جانوروں پر کیے گئے:-

میک کنلے نے تین سال تک سینکڑوں چوہوں، خرگوشوں اور چھچھوندروں کے جسم میں جذام کے عصیّے ٹیکے کے ذریعہ سے داخل کیے۔ لیکن ان میں ایک جانور بھی مبتلائے جذام نہ ہوا۔ بندروں پر جو تجربات کیے گئے ان میں میک کنلے کا یہ تجربہ قابلِ ذکر ہے کہ اس نے ۱۹۳۳ء میں ایک قوی ہیکل بندر کی بالائی نسیج حجاجی (Supra-orbital) میں انجکشن کے ذریعہ سے جذام کے عصیّے داخل کر دیے۔ چند ہفتوں کے بعد اس مقام پر جذامی گانٹھ نمودار ہوئی، جس نے بڑھ کر پھوڑے کی شکل اختیار کر لی۔ چھ سات دن میں پھوڑا پھوٹ گیا اور بندر کو شفا ہو گئی۔

مرض کا تعلق عمر سے

جذام کا حملہ یُوں تو ہر عمر میں ہو سکتا ہے لیکن تیس سال کی عمر کے بعد اس کی چھوت شاذ و نادر ہی لگتی ہے۔ اسی طرح چار پانچ سال کی عمر تک کے بچوں پر بھی جذام کا حملہ بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اب تک ایک بھی مثال ایسی دست یاب نہیں ہو سکی ہے کہ کوئی بچہ ماں کے پیٹ سے جذامی پیدا ہوا ہو۔

جرثومیات (بیکٹیریولوجی)

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ جذام کے جرثومہ کو سب سے پہلے ہانسن نے ۱۸۷۴ء میں دریافت کیا تھا۔ پانچ سال بعد ناروے کے ایک دُوسرے مشہور محقق نیسر (Neisser) نے طویل تحقیقات و تجربات کے بعد ہانسن کے نقطۂ خیال پر مہرِ توثیق ثبت کی۔ ابتداءً ان نو دریافت جراثیم کو رنگا نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد جب کوخ (Koch) نے عصائے درنیہ کی تحقیقات شروع کی اور اہرلک (Ehrlick) اور زہیل (Zechl) نے جراثیم کو رنگنے کے لیے طریقے دریافت کیے تو جذام کے جراثیم کو بھی رنگا جا سکا۔ اور ان کی تُرشہ قائم (ایسڈ فاسٹ) حیثیت ثابت ہوئی۔ جذام کے عصیّے شکل و صُورت میں عصائے درنیہ سے ملتے جُلتے ہیں لیکن ان دونوں میں ایک خاص امتیازی فرق یہ ہے کہ عصائے درنیہ ترشہ قائم نہیں ہوتے۔

باشلس جذام ایک سے سات مائکرون تک لمبے اور ۰٫۳ سے ۰٫۵ مائکرون تک چوڑے ہوتے ہیں اور نسیجوں کے اندر گچھوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ یہ متحرک بالذات نہیں ہوتے، اور انھیں کسی قدر موڑا جا سکتا ہے۔ ان کے دونوں کنارے چپٹے ہوتے ہیں اور خرد بین کے شیشہ پر انھیں رنگ کر دیکھا جائے تو ننھے ننھے دانوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ یہ عصیّے زیادہ تر ناک اور حنجرہ کی غشاء مخاطی اور آنتوں اور معدہ کے مجریٰ میں پائے جاتے ہیں۔

خردبینی جراثیم کی کاشت

یہ دریافت ہونے کے ساتھ ہی کہ مریضانِ جذام کے جسم میں ایک خاص قسم کے جراثیم پائے جاتے ہیں، مریض سے حاصل کرکے ان جراثیم کو علیحدہ کاشت کرنے کی کوششیں شروع ہو گئی تھیں۔

ہانسن اور نیسر کو کاشت کے تجربات میں ناکامی ہوئی، لیکن بعد کے محققین نے جن میں میک کنلے اور سول خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں بہت کچھ کامیابی حاصل کی۔ جذام سے کاشت کے ذریعہ سے متنوع اقسام کے جوبیات (آرگینزم) حاصل ہوئے مگر اس وقت تک ایک جرثومہ بھی ایسا تیار نہیں کیا جا سکا ہے جسے قطعی طور پر "جذام آفرین" کہا جا سکے۔ ایسی کوئی قابلِ ذکر نظیر موجود نہیں ہے کہ ان کاشت کردہ جراثیم کو ٹیکے کے ذریعہ سے کسی تن درست انسان یا حیوان کے جسم میں داخل کیا گیا ہو اور وہ مبتلائے جذام ہوگیا ہو۔ اس قسم کے تجربات میں سب سے زیادہ قابلِ ذکر میک کنلے کا وہ تجربہ ہے جو اس نے ۱۹۳۳ء میں ایک بندر پر کیا تھا اور جس کا ذکر اوپر درج ہے۔

باشلس جذام کی کاشت کے متعلق میک کنلے اور سول نے جو نتیش محققین کے جو تجربات قلم بند کیے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاشت کے ذریعہ سے حاصل شدہ جوبیات کو حسبِ ذیل تین گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) خناقی (Diphtheroids) ان جرثوموں کو بہت سے محققین دیگر جراثیم سے متمیز کر چکے ہیں۔ اس خاص قسم کے بعض جرثوموں کو ابتدا میں باشلس جذام کا غیر ترشہ قائم درجہ خیال کیا گیا تھا۔ کیڈروسکی (Kedrowsky) نے ۱۹۰۱ء میں جب انھیں متمیز کیا تھا تو وہ دو ماں کاشت میں ترشہ قائم ہوگئے تھے۔

(۲) فطر شعاعی (Actinomycetic) انھیں کیڈروسکی اور واکر (Walker) نے متمیز کیا تھا۔

(۳) ترشہ قائم (Acid Fast) چونکہ جراثیم جذام کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ترشہ قائم ہوتے ہیں اس لیے کاشت (کلچر) کے ذریعہ سے اس کی نوعیت کے جو جوبیات حاصل ہوئے وہ خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔

بلحاظ کاشت ان کی دو قسمیں قرار دی جا سکتی ہیں:۔

(۱) مولد اللون (Chromogenic) ۲. غیر مولد اللون (Non-chromogenic) اول الذکر نوعیت کے جوبیات کو سب سے پہلے روسٹ (Rost) نے جذامیوں کے جسم سے حاصل کر کے غیر نمکین گائے کے شوربہ اور ڈووال (Duval) کے دریافت کردہ جوہر نباتاتی کر دمو جین کے ذریعہ سے کاشت کیا تھا۔

۱۹۰۹ء میں کلگ (Clegg) نے ایک ایسی "اگر پلیٹ" (Agar Plate) پر جس پر امیبا قولونی (Amoeba Coli) کو بعض دوسرے جراثیم کے ساتھ پرورش کیا تھا ترشہ قائم جرثومہ کو ایک جذامی کے جسم سے نکال کر کاشت کیا۔ کچھ عرصہ بعد ان ترشہ قائم جرثوموں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا۔ کلگ نے ساٹھ ڈگری سنٹی گریڈ کے مرتبہ پر پلیٹ کو گرم کر کے امیبا قولونی اور دوسرے جراثیم کو ہلاک کر دیا اور صرف جذام کے ترشہ قائم جراثیم باقی رہے۔ کلگ کے بعد دوسرے محققین نے بھی ان تجربات کی آزمائش کی اور ۱۹۱۲ء میں ڈووال نے جذام کے ترشہ قائم جرثومہ کو ایک مریض کے جسم سے حاصل کر کے "اگر پلیٹ" میں امیبا قولونی کی مدد کے بغیر پرورش کرنے کی کوشش کی، اور اسے کامیابی ہوئی۔ یہ جراثیم انڈے کی سفیدی اور انسانی خون کی سیرم پر پرورش کیے گئے تھے۔ اس تجربہ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اگر جذام کے جراثیم کو زیادہ عرصہ تک مصنوعی تغذیہ پر پرورش کیا جائے تو ان کی ترشہ قائم خصوصیت قائم نہیں رہتی۔

ولمان (Wellman) اور وھیری (Wherry) اور اروِن (Erwin) نے جراثیم جذام کی ایک ایسی قسم بھی دریافت کی ہے جو شکل و صورت میں عصائے درنی سے بالکل متمیز ہوتی ہے۔

غیر مولد اللون ترشہ قائم جراثیم

ان جراثیم پر عملی تجربات سب سے پہلے میک کنلے اور سول نے ۱۹۳۱ء میں شروع کیے تھے یہ جراثیم جذامی گانٹھوں کی اندرونی نسیجوں کو تراش کر حاصل کیے گئے۔ تھے اور ان ہی کو بندر کے جسم میں ٹیکے کے ذریعہ سے داخل کیا گیا تھا جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔

"اگر پلیٹ" پر ان کی پرورش کے لیے ہرمون گلیسرول (Hermone Glycerol)، خرگوش کا خون اور گلوکوز استعمال کیا گیا تھا۔ امتحانی نلکیاں (ٹیسٹ ٹیوبس) جس بکس میں رکھی گئی تھیں اس کا درجہ حرارت ۵، ۳۷ سنٹی گریڈ تھا۔ جن نلکیوں میں ہوا الگ کی گئی تھی یا ان سے آکسیجن خارج کر دی گئی تھی ان پر جراثیم کو نشو و نما حاصل نہ ہو سکا۔ تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ نلکیوں میں جراثیم کے غیر مولد اللون ترشہ قائم جراثیم کی پرورش کے لیے بہترین ماحول وہ ہوتا ہے جہاں چالیس فی صدی آکسیجن اور دس فی صدی کاربن ڈائی آکسائیڈ ہو۔ ان کی رفتارِ نشو و نما سست ہوتی ہے۔ میک کنلے اور سول کے تجربات کے مطابق چھ ہفتوں کے زمانۂ حضانت میں پلیٹ پر جراثیم کی "نو آبادی" کا قطر ایک ملی میٹر سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ غیر مولد اللون جراثیم میں افزائش مرض کی قوت مولد اللون جراثیم کے مقابلہ میں کم ہوتی ہے۔

غدود فوق الکلیہ کا تعلق جذام سے

اس سلسلہ میں جرمنی کے مشہور ماہر حیاتیات ڈاکٹر مانفرڈ جے۔ او برڈوئرفر (Dr. Mannfred J. Oberdoer fer) کے اس تازہ ترین انکشاف کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ جذام کے جراثیم زیادہ تر ان لوگوں پر سخت حملے کرتے ہیں جن کے گردے کے غدود (Adrenal Glands) خرابی غذا یا کسی خاص بیماری کے اثر سے کمزور ہو جائیں۔ ڈاکٹر موصوف برلین لیبوریٹری کے انچارج تھے۔ نازی پارٹی سے چند سیاسی اختلافات کی بنا پر وہ اپنے وطن سے بھاگ کر انگلستان چلے گئے۔ جہاں انھیں برٹش لپروسی ریلیف ایسوسی ایشن (British Leprosy Relief Association) کی جانب سے مرض جذام کی تحقیقات کے لیے افریقا بھیج دیا گیا۔ ڈاکٹر او برڈوئرفر افریقا میں تین سال تک مصروف تحقیقات رہے اور تقریباً پچاس ہزار واردات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد انھیں یہ بات خاص طور پر حیرت انگیز معلوم ہوئی کہ دریائے نائیگر کے ایک کنارے پر تو جذام کی شدت ہے لیکن دوسرے کنارے پر بسنے والوں میں شاذ و نادر ہی کوئی شخص مبتلائے مرض ہوتا ہے۔ اب ڈاکٹر موصوف نے ایکسرے وغیرہ کے ذریعہ سے دریائے نائیگر کے دونوں کناروں کے باشندوں کی جسمانی حالت کا معائنہ شروع کیا۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جس علاقہ میں مرض جذام کی شدت ہے اس کے باشندوں کے غدود فوق الکلیہ کمزور ہیں۔ اور جذام میں مبتلاؤں میں تو ایک بھی ایسا نہ تھا جس کے غدود بالکل بے کار نہ ہو چکے ہوں۔ دونوں علاقوں کے باشندوں کی خوراک کا پتہ لگانے سے معلوم ہوا کہ جذام زدہ علاقہ کے باشندوں کی خاص خوراک ٹارو (Colocasia = کرکر العرب کی نسل کا ایک پودا) ہے اور محفوظ علاقہ کے باشندے ٹارو کے پھلوں کو اس توہم کی بنا پر نہیں کھاتے کہ اس کے کھانے سے دلیری کم ہو جاتی ہے! اب ٹارو کے متعلق ڈاکٹر ڈوئرفر کے تجربات اور تحقیقات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس پودے کی کیمیائی تشریح سے ظاہر ہوا کہ اس میں ایک خاص قسم کا زہر سیپوٹاکسن (Sapotoxin) ہوتا ہے جو گردوں کے غدود کے لیے سخت مضر ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے افریقا کے جس جذام زدہ علاقہ کا بھی سفر کیا انھیں یہی معلوم ہوا کہ لوگوں کی خوراک ٹارو یا اس قسم کی دوسری چیزیں (مثلاً سڑی ہوئی مچھلی) ہیں۔ جن میں سیپوٹاکسن کا جزو زیادہ ہوتا ہے۔

بندروں اور سوروں کے غدود پر تجربات

۱۹۴۱ء میں ڈاکٹر ڈوئرفر نے افریقا کی دشت پیمائی سے فارغ ہو کر سیام کا رخ کیا۔ اور مشہور امریکی ماہر حیاتیات ڈاکٹر ڈگلس راس کولیر (Dr. Douglas Ross Collier) کے ساتھ چنگ مائی کے جذام خانہ میں (جس کا شمار دنیا کے عظیم ترین جذام خانوں میں ہوتا ہے) اپنے تجربات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان دونوں نے چند بندروں کے جسم میں جراثیم جذام ٹیکے کے ذریعہ سے داخل کیے۔ لیکن اس کوشش کا نتیجہ اس سے زیادہ اور کچھ برآمد نہ ہوا کہ بندروں کے جسم میں جس مقام پر ٹیکے لگائے گئے تھے وہاں پھوڑے نمودار ہوئے کہ جو چند روز بعد پھوٹ گئے اور اچھے بھی ہو گئے۔ اس کے بعد ان دونوں ڈاکٹروں نے چند بندروں اور سوروں کے جسم میں جذام کے جراثیم داخل کر کے انھیں صرف وہ خوراک دی جس میں سیپوٹاکسن کا جزو غالب تھا۔ چند ہفتوں کے بعد ان بندروں اور سوروں کے غدود فوق الکلیہ بے کار ہو گئے۔ اور ان پر جذام کا حملہ ہو گیا۔

ڈاکٹر ڈوئرفر اور ڈاکٹر کولیر کے ان تازہ ترین مشترک تجربات سے ثابت ہوا کہ گردوں کے غدود سے مرض جذام کا اس قدر قوی تعلق ہے کہ بندر اور سور جنھیں چند سال پہلے تک جذام سے مصئون سمجھا جاتا تھا اگر ان کے غدود فوق الکلیہ بھی ضعیف اور ناکارہ کر دیے جائیں تو وہ مبتلائے جذام ہو سکتے ہیں۔

امراضیات

در نیات جذام ان گانٹھ دار نسیجوں پر مشتمل ہوتی ہیں جو نسیج موصل کے قالب میں مختلف جسم کے خلیوں سے بنتے ہیں۔ جراثیم کی معقول تعداد کچھ تو خلیوں کے اندر ہوتی ہے اور کچھ ان کے درمیان۔ گانٹھ دار نسیجوں کا جال سا بنا دینے والے خلیے جو ابتدا میں وحید النواۃ ہوتے ہیں جراثیم کی اثر اندازی سے بعض اوقات بہت جسیم اور کثیر النواۃ بن جاتے ہیں۔ ان میں چربی کے دانوں (شحمی خلیات) کا اس کثرت سے اضافہ ہوتا ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر متورم ہو کر اپنی اصلی شکل سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جراثیم زیادہ تر اوعیۂ دموی و لمفاوی کے متورم درون حلمی (Endothelial) خلیوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ان کی کثرت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ کوئی خلیہ بھی محفوظ نہیں رہتا۔ اور خوردبین سے ان کے جھنڈ سرخ رنگ کے دھبوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ سطح جسم کی گانٹھوں میں قشرۂ مخاطیہ (Epithelium) کے پھیل جانے سے سرپستان مٹ جاتا ہے۔ اور اس کے نیچے شفاف نسیج میں محروم نما ہو جانے کی وجہ سے تقریح کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔۔۔۔ ناک کے جوف اور غشاء مخاطی کا بھی یہی حال ہوتا ہے اور بالکل اسی طرح بلعوم، حنجرہ اور قصبۃ الریہ میں

تقرح شروع ہوجاتا ہے۔

بعض اطبا نے لکھا ہے کہ انسان کے پھیپھڑے بھی جذام سے متاثر ہوتے ہیں لیکن بیشتر محققین کی رائے یہ ہے کہ پھیپھڑوں کی جس مرضی کیفیت کو بعض اوقات اثر جذام کا نتیجہ سمجھ لیا جاتا ہے وہ درحقیقت سل رئوی کی تباہ کاریوں کا نتیجہ ہوتی ہے کیونکہ جذامیوں میں سل رئوی کی چھوت قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہوتا ہے ــــ جہاں یہ سب کچھ ہوتا ہے وہاں جگر اور طحال بھی محفوظ نہیں رہتے اور ان میں بھی جراثیم سے بھرے ہوئے خلیے جابجا منتشر نظر آتے ہیں۔ بعض ماہرین فن کے خیال میں آنتیں بھی جذام سے متاثر ہوتی ہیں۔ مگر ایسی مثال شاذ و نادر ہی ملتی ہے۔ خصیوں کی قناۃ دقیقہ چل کر شفاف (Hyaline) ڈوریوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ ہڈیوں کی ساخت میں تغیرات رونما ہوجاتے ہیں۔ اعصاب اور غلاف اعصاب کے التہاب کی شکایت بڑھتی ہے۔

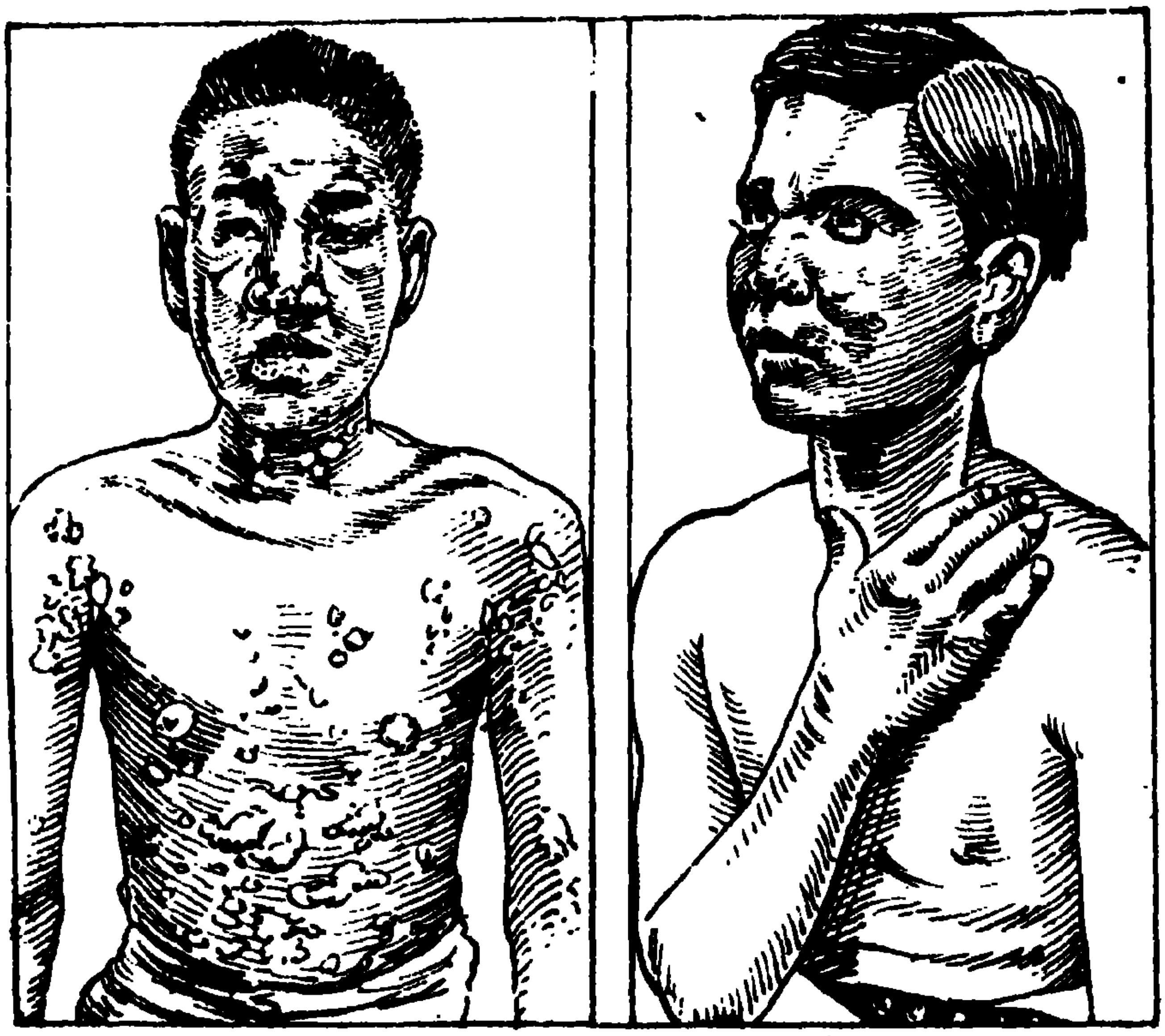
جذام کی درنی اور عصبی دونوں قسموں میں قوت حاسہ مختل ہوجاتی ہے۔ ہاتھ اور پیروں کے اعصاب جلد کو ٹٹولنے پر موٹی موٹی ڈوریوں کی طرح محسوس ہوتے ہیں۔ جذام کے جراثیم انفرادی شبطوں کے نخاعی غلافوں میں داخل ہوجاتے ہیں جن سے خلیوں کی ساخت بگڑ جاتی ہے۔ بعض اوقات جراثیم جذام کی ترکتازیوں کا میدان مرکز عصبی کے عقدی خلیوں کی جڑ، دماغ اور عمود فقری تک وسیع ہوجاتا ہے۔

ہڈیوں کے ضمور، اعصاب کی خرابی، وریدوں کے سخت ہوجانے، درنیات کی افزائش نسیجی ساختوں کے تغیرات اور مسلسل التہاب و تقرح وغیرہ سے چہرے کی قدرتی ساخت مسخ ہوکر وہ شکل اختیار کر لیتی ہے جسے طبی اصطلاح میں جبہۃ الاسد (Facies Liontina) کہتے ہیں۔ گوشت گل جاتا ہے۔ ہڈیوں کے کنارے خاص طور پر متاثر ہوتے ہیں۔ انگلیوں کی پوریں سکڑ جاتی ہیں اور ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں اور انگوٹھے گل گل کر گرتے ہیں۔ ابروؤں اور پلکوں کے بال گر جاتے ہیں۔ گال کے بالائی حصے اور کانوں کے کنارے پھول جاتے ہیں اور کان کی لو خاص طور پر بڑھ جاتی ہے۔ آنکھوں کی ساخت بگڑ جانے سے اکثر جذامی بصارت سے محروم ہوجاتے ہیں۔

جذام کی قسمیں

جذام کی تین خاص قسمیں قرار دی جاسکتی ہیں :-

(۱) جذام درنی ــــ اس میں جسم خاص کر پیٹ، سینہ، پیر، بازو اور چہرے پر گانٹھیں سی نمودار ہوتی ہیں کہ جو پھوڑوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور انسان کا چہرہ مسخ ہوجاتا ہے۔



(درنی جذام جس میں جسم اور چہرہ پر اثر مرض نمایاں ہے)

(۲) جذام خدری۔ مرض کی اس قسم میں جلد تو زیادہ تغیرات سے محفوظ رہتی ہے لیکن اعصاب خاص طور پر متاثر ہوتے ہیں۔ قوتِ حاسہ زائل ہو جاتی ہے۔ ہڈیوں کے کناروں پر ضموری کیفیت طاری ہوتی ہے اور انگلیاں وغیرہ گل کر قطع ہو جاتی ہیں۔



جذام خدری میں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں گل گئی ہیں مگر چہرے پر کوئی خاص اثر مرض نہیں ہے۔

(۳) جذامِ مرکب۔ اس میں ہر دو قسم کی علامتیں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں۔

ان خاص قسموں کی ضمنی قسموں میں حسب ذیل قابلِ ذکر ہیں:۔

(۱) جذامِ ابیض (Lepra Albida)

(۲) جذام اسود (Lepra Melas)

(۳) جذام صدفیہ (Lepra Vulgaris)

(۴) جذام اطالوی (Pellagra)

(۵) جذام اجذع (Lepra Mutilaus)

آخری قسم درحقیقت جذام کا آخری درجہ ہے کہ جب انگلیاں وغیرہ گل کر گر تی ہیں۔ جذام اطالوی جذام خدری کی ایک شدید قسم ہے جو زیادہ تر اٹلی فرانس اور اسپین کے علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ اس میں مریض کا رنگ کوئلہ کی طرح سیاہ ہو جاتا ہے اور اس پر مالیخولیا کے دورے پڑنے لگتے ہیں جلد بہت موٹی، کھردری اور سخت ہو جاتی ہے اور آخر میں اس پر چھلکے سے ظاہر ہوتے ہیں، جن میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ اسہال، بدہضمی اور منہ سے لعاب گرنے کی شکایات بھی دامن گیر ہوتی ہیں۔ مرض کے زیادہ بڑھ جانے سے مریض پر تشنج کے شدید دورے طاری ہوتے ہیں۔ فالج کا سخت حملہ ہوتا ہے اور مریض کا رجحان خودکشی کی طرف بڑھ جاتا ہے۔



(جذام اطالوی کا ایک مریض)

علاماتِ مرض جذام کا حملہ بالعموم بخار سے شروع ہوتا ہے۔ جذام درنی میں عقدوں کے نمودار ہونے سے پہلے جلد پر جگہ جگہ درد کا احساس ہوتا ہے کہ جو بتدریج بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جسم پر جا بجا سرخ رنگ کے ابھرے ہوئے چتے نظر آتے ہیں۔ جو بالعموم بخار کے حملہ کے ساتھ بڑھتے اور بخار اترنے پر کم ہو جاتے ہیں۔ ان سرخ دھبوں کے بار بار ابھرنے اور بیٹھنے سے جلد سخت ہو جاتی ہے۔ دھبوں کے دور ہو جانے پر بھورے رنگ کا نشان باقی رہتا ہے اور ابھری ہوئی گانٹھیں سی نمودار ہوتی ہیں۔ اگر کچھ عرصہ بعد سرخی رفع ہو کر جلد بالکل سفید ہو جائے تو اسے جذام ابیض سمجھنا چاہیے۔ بصورت دیگر جذام کی گانٹھیں پھوڑوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ آنکھوں کے اندرونی ریشوں کی ساخت بگڑ جاتی ہے۔ ناک اور حلق کی غشاء مخاطی موٹی اور آواز سخت اور بھاری ہو جاتی ہے۔ کانوں کے بالائی کنارے پھول جاتے ہیں اور لو اس قدر لمبی اور ملائم ہو جاتی ہے کہ مریض کے چلنے پر ہلتی ہیں۔ ابروؤں اور پلکوں کے بال گر جاتے ہیں اور مریض کا چہرہ مسخ ہو کر شیر کی طرح خوفناک ہو جاتا ہے۔

جذام ضدری شدید تو بہت کم ہوتا ہے مگر مزمن زیادہ۔ اس کے حملہ کی ابتدا جوڑوں کے درد سے ہوتی ہے جسم کے بعض حصے سُن ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد جلد پر جا بجا سرخ دھبے نظر آتے ہیں۔ جذام درنی کی طرح جذام خدری میں بھی جلد کے سرخ دھبے گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ بھورے رنگ کا نشان باقی رہ جاتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ جذام درنی کے برخلاف اس میں ابھار وار دانے نمودار نہیں ہوتے، بلکہ بھورے رنگ کے نشانات کی درمیانی جلد لاغر اور چکنی ہو کر کسی قدر نیچے کی جانب دب جاتی ہے اور اس کے کنارے چھلکے دار ہو جاتے ہیں۔ مرض کا اثر جلد سے زیادہ اعصاب پر ہوتا ہے اور ان کی خرابی سے مریض کی قوتِ حاسہ بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ مرض کے ابتدائی حملہ ہی میں مریض کا ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ عضلات میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ ہڈیوں کے کنارے گلنے شروع ہو جاتے ہیں اور انگلیاں

اور انگوٹھے وغیرہ گِر جاتے ہیں۔ مرض کے آخری درجوں میں فالج کی علامات بھی ظاہر ہوتی ہیں۔

انجامِ مرض ۱۹۱۰ء سے دنیائے مغرب کے محققین نے جذام کی جانب اپنی توجہ زیادہ مبذول کی ہے اور علاج کے بعض ایسے طریقے بھی دریافت کر لیے ہیں جن سے مرض کو ابتدائی حالت میں روکا جا سکتا ہے لیکن اب بھی جذام ایک خوفناک عالمگیر مرض ہے۔ دق اور سل کی طرح جذام کے بھی بہت سے شکار ایسے ہیں جنھیں مرض کی چھوت تو لگ جاتی ہے لیکن جسم میں اثراتِ مرض بڑھتے نہیں۔ بعض اشخاص میں جذام کی چھوت کسی ایک عصب تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے اور غلافِ العصب (Epineurium) میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اگر جذام کی چھوت ایک دو اعصاب میں محدود ہو کر رہ جائے تو قوتِ مدافعت کی کارفرمائی کا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ ہندستان میں جن مریضانِ جذام کا کلینیکل معائنہ کیا گیا ان میں معقول تعداد اُن لوگوں کی تھی جن کی قوتِ مدافعت کئی سال سے اثراتِ جذام کو بڑھنے سے روک رہی تھی۔

عصبی جذام مقابلتاً بہت زیادہ مزمن ہوتا ہے۔ میک کرنے (McCrae) نے ذاتی مشاہدات کی بنا پر ایک پادری کا واقعہ درج کیا ہے جو تیس سال سے جذامِ خدری میں مبتلا تھا لیکن اس کے جسم کا کوئی حصہ گلا نہیں تھا۔ جن لوگوں کی صحت زیادہ اچھی اور عضلات بہت مضبوط ہوتے ہیں اُن پر جذامِ خدری کے تباہ کن اثرات طویل مدت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن جذامِ درنی میں مرض کی شدت تیزی سے بڑھتی ہے۔ ایسی مثالیں بہت کم پائی جاتی ہیں کہ کسی مریضِ جذام نے صرف جذام کی وجہ سے داعیٔ اجل کو لبیک کہا ہو۔ ورنہ لوگ زیادہ تر دق وسل، گردوں کے ورم، خون کی سمیت، نمونیا اور اسہال وغیرہ میں مبتلا ہو کر جان دیتے ہیں۔

تشخیص بخار کے بعد جلد پر گلابی رنگ کے دھبّوں کا نمودار ہونا اور ماؤف حصّوں کا سُن ہو جانا ابتدائی حملۂ مرض کی واضح علامات ہیں۔ مزید اطمینان کے لیے مریض کے خون میں جراثیم کا معائنہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ جب جذام درنی یا خدری بڑھ جائے تو تشخیص میں غلطی کا امکان بہت ہی کم ہوتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ لیوپس (Lupus) اور آتشک کی بعض علامتیں جذامِ درنی سے اور التہابِ نخاع، التہابِ اعصاب اور اضطرابِ اعصاب (Raynaud's Disease) کی بعض علامتیں جذامِ خدری سے ملتی جلتی ہیں۔ شک کی حالت میں جذام کے اُبھار دار دانوں اور جرثوموں کا بغور معائنہ کر لینا چاہیے۔

حفظِ ماتقدم جذام زیادہ تر اُن علاقوں میں پھیلتا ہے جو گرم اور مرطوب ہوں۔ گندگی اور خرابیٔ غذا کو اضافۂ مرض میں خاص دخل ہے۔ تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ گوشت خور قومیں جذام میں کم مبتلا ہوتی ہیں۔ برما، جزائرِ شرق الہند اور وسطِ افریقا کے جن علاقوں میں مچھلیاں سڑا کر کھانے کا رواج ہے وہاں مرض زیادہ پھیلتا ہے۔ ہر اس غذا سے احتراز لازم ہے جس سے خون میں سمیت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ جذام میں مبتلاؤں سے حتی الامکان دُور رہنا چاہیے۔ دنیا کے تقریباً سب ہی ممالک میں جذام کی شدت کو روکنے کا بہترین طریقہ یہی سمجھا جاتا ہے کہ جذامیوں کو عام آبادی سے علیحدہ رکھا جائے۔

علاج روغن چال موگرا کو جذام کے علاج میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ سب سے پہلے جزائر فلپائن میں مشہور امریکی ماہر جذامیات ڈاکٹر جی ہیزر (Victor G. Heiser) نے اس تیل کے بین العضلی انجکشن کا طریقہ دریافت کیا۔ لیکن چونکہ اس میں مریض کو تکلیف زیادہ ہوتی تھی اس لیے ہیزر کا طریقہ رائج نہ ہو سکا۔ ۱۷-۱۹۱۹ء میں ڈاکٹر ایل راجرس (L. Rogers) نے چال موگرا تیل کے چربی دار ایسڈوں سے قابلِ حل سوڈیم سالٹ نکال کر اسے دوسرے تیلوں میں ملایا اور اس کے بین العضلی انجکشن کا طریقہ رائج کیا جو لوگوں میں مقبول بھی ہوا اور جراثیمِ جذام کے لیے مقابلتاً زیادہ مہلک بھی ثابت ہوا لیکن راجرس کے انجکشن کا دائرۂ افادیت مرض کے ابتدائی درجوں ہی تک محدود ہو کر رہ گیا۔ اور جذام کی زیادہ شدید صورت میں اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکا۔

جذام کی ابتدائی حالت میں فنسن لائٹ (Finsen Light) ایکسرے اور ریڈیم سے بھی بہت فائدہ ہوتا ہے۔ عصبی درد اور بے حس اعضائے جسم کے لیے مافوق البنفسجی شعاعوں کا استعمال مفید ہے۔ ۱۹۲۴ء میں ڈین (Dean) اور ہولمان (Hollmann) نے ہونولولو میں چال موگرا کے سوڈیم سالٹ کے بجائے ہائڈنوکارپس (Hydnocarpus) تیلوں سے ایتھل اسٹراس کا انجکشن تیار کیا جو تجربات سے ۵۳ فیصدی مریضوں کے لیے مفید ثابت ہوا۔ امریکی شفاخانوں میں زیادہ تر یہی انجکشن چند ترمیمات کے بعد رائج ہے۔ ہندستان میں ڈاکٹر میور (Dr. Muir) نے سوڈیم ہائڈنوکارپیٹ (Sodium Hydno Carpate)

کا جو انجیکشن تیار کیا تھا اسے برطانوی قلمرو میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور برٹش امپائر لیپروسی ریلیف ایسوسی ایشن کی جانب سے اب زیادہ تر اسی طریقۂ علاج کی سفارش کی جاتی ہے۔

چند سال پیشتر تک دفعیۂ جذام کے لیے پوٹاسیم آیوڈائڈ کا رواج عام تھا۔ مگر تحقیقات کی روشنی میں شدید ردِّ عمل کی وجہ سے اس کا استعمال مضر خیال کیا جاتا ہے۔ جزائر فیجی کے برطانوی شفاخانوں میں چند سال سے سوڈیم گائنو کارڈیٹ (Sodium Cyno Cardate) کے ذریعہ سے ڈاکٹر ای۔ نف (Dr. E. Neff) کا طریقۂ علاج رائج ہے۔ جس میں ہائڈنو کارپیٹ اور گائنو کارڈیٹ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔

تقریباً تین سال سے امریکا میں "ڈفیتھریا اینٹی ٹوکسن" طریقۂ علاج کی جانب زیادہ توجہ کی جا رہی ہے جس کی دریافت کا سہرا ڈاکٹر ایڈورڈ ڈبلیو فرا اور امریکی ماہرِ جذامیات ڈاکٹر کولیر کے سر ہے۔ طویل تجربات کے ذریعہ سے یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ غدود فوق الکلیہ (ایڈرینلس) کی کمزوری کو مرض جذام سے گہرا تعلق ہے۔ ان دونوں ڈاکٹروں نے محسوس کیا کہ خناق میں بھی ان ہی غدود پر تقریباً وہی کیفیتِ ضمور طاری ہو جاتی ہے جو مرض جذام میں، لہٰذا انھوں نے چنگ مائی (سیام) کے جذام خانہ میں بطور تجربہ بیس مریضوں کو ڈفیتھریا اینٹی ٹوکسن کے انجکشن دیے۔ یہ انجکشن دو ہفتوں کے وقفہ سے بہت ہی قلیل مقدار میں دیے گئے تھے۔ پانچویں یا چھٹے انجکشن میں مریضوں کی حالت میں افاقہ محسوس ہوا۔ جلد صاف ہونے لگی۔ اعصاب کا ورم کم ہو گیا اور جو عضلات بے کار ہو چکے تھے وہ اپنا کام دوبارہ کرنے لگے۔ چھ ماہ کے اندر گیارہ مریضوں کو بالکل شفا ہو گئی۔ اس شاندار کامیابی کے بعد تحقیقات و تجربات کا نیا دروازہ کھل گیا۔ اور اس وقت امریکی ڈاکٹروں کی توجہ اس نو دریافت طریقۂ علاج کی جانب زیادہ مبذول ہو رہی ہے۔

تحقیق اور جستجو کے اس دور میں ہمارے دیسی معالجین اور مجربین نے کیا کیا انکشافات اور تجربات کیے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ گوشے میں بیٹھے ہوئے کسی محقق نے اگر جذام کا دیسی علاج معلوم کیا ہو اور علاج کے سلسلہ میں کوئی سائنٹفک تحقیق اگر کی ہو تو ان کی تمام تحقیقات اور اُن کے تجربات کی اشاعت کے لیے "**ہمدرد صحت**" کے صفحے کھلے ہوئے ہیں!

(ادارہ)

(بقیہ مضمون ص ۳۵)

کر سینہ پر رکھیں۔ کہنیاں باہر کی جانب نکلی رہیں۔ خوب گہرا سانس لے کر حلق کو اس طرح بند کر لیں کہ گویا کوئی چیز نگل رہے ہیں۔ پیٹ کو کسی قدر پھلا کر ہوا پھیپھڑوں کے نچلے حصہ میں داخل کرنے کی کوشش کریں۔ سانس بدستور روکے رہیں اور حلق بند رکھتے ہوئے پیٹ کو سکیڑیں اور سینہ کو حتی الامکان پھیلائیں۔ جب سانس روکنا دشوار ہو جائے تو سانس آہستہ آہستہ منہ کے راستہ خارج کریں۔

گردہ کی شکایات اور سقوط رحم ان حالات میں حسب ذیل تنفسی ورزش بہت مفید ہے:۔

دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر چت لیٹ جائیں۔ گھٹنے موڑ کر پیر کھڑے کر لیں۔ آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کریں۔ اس دوران میں ایڑیوں کو زمین سے اٹھائیں اور جسم کا سارا بوجھ سر اور شانوں پر رکھ کر اسے اس طرح بتدریج اوپر کو اٹھائیں کہ جسم کمان کی شکل اختیار کر لے۔ سانس کو چند سکنڈ روکتے ہوئے پیروں کو جسم کے قریب لائیں اور پیٹ کو سکیڑ لیں۔ اس کے بعد سانس منہ کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ خارج کرتے ہوئے جسم کو سابقہ حالت پر لے آئیں۔ چند روز تک یہ ورزش پانچ چھ بار کر لینی چاہیے۔

نزلہ، زکام اور دمہ وغیرہ کا دفعیہ فرش پر چت لیٹ جائیں۔ ہاتھ پیر ڈھیلے رکھیں۔ پیٹ کو آہستہ آہستہ پھلاتے ہوئے گہرا سانس لیں۔ سانس روک کر سینہ کو ٹھوڑی کے قریب تر لانے کی اس طرح کوشش کریں کہ پیٹھ فرش سے زیادہ نہ اُٹھنے پائے۔ جب سانس روکا نہ جا سکے تو اسے منہ کے راستہ سے آہستہ آہستہ خارج کرتے ہوئے لیٹ جائیں اور پیٹ کو بیش از بیش اندر کی جانب سکیڑیں۔

معمولی نزلہ زکام کی شکایت رفع کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ منہ بند کر کے سیدھے کھڑے ہوں۔ کسی قدر قوت کے ساتھ گہرا سانس تیزی سے کھینچیں اور اسے ایک سکنڈ بھی روکے بغیر ناک ہی کے راستہ تیزی سے یک دم خارج کر دیں۔ روزانہ چند بار یہ ورزش کافی ہے۔

(ادارہ)

افسانہ

اُس کا بایاں ہاتھ

از جناب حکیم محمد حسن صاحب عباسی، کامل طب و جراحت، کراچی

وہ 'ہونولولو' کی بندرگاہ سے ہمارے جہاز 'ایمپریس آف دی اورینٹ' میں سوار ہوا۔ میں نے سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے اس کا جائزہ لیا، اس کا لمبا اور دُبلا پتلا جسم سرد لباس میں ملبوس تھا۔

جون کا مہینہ تھا اور 'اوا آہو' کا ٹاپو نیلگوں بحر الکاہل کی سطح سے اپنے کوہان اس طرح بلند کیے ہوئے تھا جس طرح سمندر کے کنارے پر پڑا ہوا ایک بڑا زمردین کچھوا۔

میں تازہ جاپان سے پھلواڑی کا میلا دیکھ کر لوٹ رہا تھا۔ یہ وہ وقت ہے جب سورج کی سرزمین کے تمام باشندے اپنے دیوتا گوتم بدھ کا جنم دن منایا کرتے ہیں۔ چناں چہ اس وقت کی یاد، پھولوں کی بھینی بھینی مہک اور سُریلے نغموں کا ترنم سب کے سب میرے جہانِ دل پر پوری طرح چھائے ہوئے تھے، مگر——— مگر آپ ضرور پوچھ سکتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کا تعلق ہونولولو کی بندرگاہ پر ایک مسافر کی آمد سے کیا ہوسکتا ہے!

تعلق صرف اس قدر کہ جوں جوں میں اس کی حرکات و سکنات کا مطالعہ کیے گیا توں توں میں محسوس کرنے لگا کہ گویا ایک ماہ منوّر اور میرے درمیان ابر ساحائل ہو رہا ہے۔ بہر کیف ایسے جذبات لطیف کا زبانِ قلم سے بیان کرنا کچھ آسان کام نہیں۔

سب سے زیادہ حیرت انگیز چیز تو یہ تھی کہ وہ قابلِ نفرین بھی نہ تھا اور نہ ہی ایسا جسے دیکھ کر آدمی خود بخود کترا جائے۔ نکوس نکوڈیم، جیسا کہ مجھے اس کا نام معلوم ہوا، تو اشا مردانہ حسن کا ایک مجسمہ تھا۔

اگلی صبح میں نے اپنے آپ کو لنچ کے بلاوے کا بُری طرح سے منتظر پایا۔ اس نئے مسافر کا بغور مطالعہ کرنے کے لیے میں بے چین سا ہوا جا رہا تھا۔ کھانا کھاتے بہت سوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ کیوں کہ اس وقت ان کی حرکات و سکنات سے تصنع جاتا رہتا ہے۔

مگر مجھے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، نکوس نکوڈیم لنچ پر نہیں آیا۔ لنچ کے بعد میں نے نہایت ہوشیاری سے اس کی بابت ملازم سے سوالات کرنے شروع کر دیے۔ "وہ تو اپنی کیبن ہی میں کھایا کرتے ہیں" ملازم نے مجھے بتایا "شاید عصابی کمزوری یا کچھ اور شکایت، ڈاکٹر صاحب یونہی کچھ کہہ رہے تھے۔"

ایک متعدی مریض سے پرے رہنے کا فطری احساس جو کہ ہر دل میں پیدا ہوتا ہے شاید یہ بھی اسی کے ماتحت تھا کہ اس وقت مجھے اس کے لیے یک گونہ نفرت سی ہو گئی۔ غالباً ایسا ہی تھا۔

اب 'وان کوآر' ہماری اگلی اور آخری بندرگاہ تھی

سمندر کی چھوٹی سی موج کے ہلکے تھپیڑے نے ہمارے جہاز میں ایک خوش گوار تموج سا پیدا کر دیا، گویا ایک ماں اپنے بچے کو گود میں لوریاں دیکر سلا رہی ہو۔ ہاں تو وہ اکیلا ہی کھانا کھایا کرتا ہے، مگر کبھی تو میرا عجیب و غریب دوست ورزش کے لیے باہر نکلے گا۔ میں دل ہی دل میں یہ خیال کیے جا رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ میں اُسے دیکھ سکوں سورج غروب ہو چکا تھا۔ گو اس شام قدرے حبس تھا مگر نکوس نے اوورکوٹ پہن رکھا

تھا۔ وہ بلی کی طرح چپکے چپکے چلا جا رہا تھا مگر ایک خاص انداز سے ——— لیکن مجھے ایسا ہی معلوم ہوا کہ وہ اپنے سائے سے گھبرا رہا ہے۔ اس کی گہری نیلی آنکھوں میں حزن و ملال کا ایک بے پناہ طوفان موج زن تھا۔

اس کا بایاں ہاتھ اوور کوٹ کی جیب میں تھا۔ گو یہ ایک معمولی سی چیز تھی مگر مجھے اس کا غیر ارادی طور پر یوں علم ہوا کہ ٹیک چیئر پر بیٹھی ہوئی عورت کی گری ہوئی کتاب اُٹھا دینے کے لیے اگرچہ وہ جھکا بھی تاہم اس نے اپنا بایاں ہاتھ ظاہر نہیں کیا۔

آخر کیوں ؟

دو روز کے بعد پھر میری نظر اس پر پڑی۔ میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ چند دوستوں کے درمیان کھڑا ہے جن میں وہ امریکی ماہ وش میسی وان ڈائیک بھی کھڑی تھی اور وہ ان سب باتوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ہر گاؤں کی طرح ہر جہاز میں بھی ایک نہ ایک حسینہ ہوا کرتی ہے۔ چناں چہ ایمپریس آف دی اورینٹ پر میسی وان ڈائیک بلا شرکت غیرے اس خطاب کی حق دار تھی ——— میسی کی جلد گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح نازک، اس کی آنکھیں نرگس نیم باز کی طرح مخمور اور اس کا قد سروِ سہی کی طرح بلند تھا۔

اس واقعے کے ایک ہفتہ بعد یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ نکولس نکوڈیم اس امریکی ساحرہ کے دل کو مسخر کر چکا ہے ؎

ملی آنکھ ماتھے سے ٹپکا پسینہ ‌ ‌ ‌ یہ چاہت کے ساون کی پہلی جھڑی ہے

میں دل ہی دل میں اس پر انگشت بدنداں تھا کہ مسافروں میں سے کوئی بھی اس جوڑے کا بے تکا پن محسوس نہیں کرتا، مگر کوئی کرتا بھی کیا ظاہر میں تو اس کے لیے کوئی سبب ہی نہ تھا۔ نکولس میں بہ ظاہر کوئی بھی ایسی بات نہ تھی جس پر لوگ انگشت نمائی کرتے۔

تو آخر کیا بات تھی !

کئی روز تک میں اس کے خوب صورت حلیے کا بغور مطالعہ کرتا رہا۔ آخر کار میں نے سمجھا کہ میں نتیجے پر پہنچ گیا ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو یقین دلایا کہ وہ کسی طویل مرض میں مبتلا رہ چکا ہے جس کی نقاہت ابھی تک اس پر غالب ہے۔ میرے دل میں خواہ مخواہ بیچارے کے لیے وہم بیٹھ گیا۔

مگر پھر ایک مرتبہ جہاز کے ملازم نے میرے سوئے ہوئے شکوک جگا دیے اور میں پھر سے ورطۂ حیرت میں پڑ گیا۔ "یہ کوئی کینیڈا نژاد فرانسیسی ہیں۔" اس نے مجھ سے کہا، "اور جزائر ہوائی سے کسی مرض کے طویل حملے کے بعد آ رہے ہیں۔"

ہوتے ہوتے مسافروں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں ——— وہ میسی وان ڈائیک اور اس کینیڈا نژاد فرانسیسی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ کیوں کہ اب یہ محض دوستانہ نہیں رہا تھا۔ اب تو راز و نیاز ہونے لگا تھا۔ جتنی کہ جہاز پر سوار بڑی بوڑھیاں تو اسے کچھ زیادہ ہی کہنے لگیں۔ وہ اب اسے جرأت اور جسارت بلکہ شوخ چشمی سے تعبیر کرتے بھی نہ گھبراتیں۔ اُدھر اُن دونوں کی بھی خوب بنتی تھی۔ دن کے دن ساتھ گزرنے لگے۔ مسافروں کے لیے اب میسی کو دیکھ لینا ہلالِ عید کو دیکھ لینے سے کچھ کم نہ تھا۔ کبھی کبھار وہ دونوں تاروں بھری رات میں آسمان کی چھت کے نیچے پہلو بہ پہلو باتیں کرتے ہوئے نظر آ جاتے۔

مگر وہ ہاتھ ! ——— وہ ہاتھ جو کسی نے نہیں دیکھا !! وہ ہاتھ جو جیب سے باہر نکلتا ہی نہ تھا !! مجھے یقین آ گیا کہ یہی اس معمے کا حل ہے۔ میں نے طے کر لیا کہ کسی نہ کسی طرح اس کا بایاں ہاتھ دیکھ کر چھوڑوں گا۔

مگر کس طرح ؟

یہ تو نہیں ہو سکتا کہ میں کسی شریف آدمی کے پاس جا کر اس سے کہوں حضرت میں آپ کا دستِ مبارک دیکھنے کو تڑپ رہا ہوں، براہِ کرم مجھے ہاتھ دکھلائیے !

تو پھر کیوں کر ؟

ایک تدبیر ذہن میں آئی۔ کیوں نہ اس سے برج کا ایک "ربر" کھیلنے کو کہا جائے ——— مگر یہ بھی کچھ معقول تدبیر نہ تھی کیونکہ تمام دورانِ سفر میں نکولس نکوڈیم باقی مسافروں سے الگ تھلگ رہا کرتا تھا۔

تو پھر اس پر دھونس جما کر ہاتھ دیکھ لیا جائے ——— مگر پھر وہی کیوں کا سوال، غرض کہ میں عجیب سے چکر میں تھا مگر میرا ارادہ اور بھی پختہ ہو گیا کہ میں اس کا ہاتھ ضرور دیکھ لوں۔

اِدھر میسی وان ڈائیک اور زیادہ اس کے قبضے میں آرہی تھی۔ اس کا علم تمام جہاز والوں کو تھا۔ بذاتِ خود میں نے کسی لڑکی کو ایسا فریفتہ نہیں دیکھا۔ اُدھر نکوڈیم بھی اس دھن میں کچھ کم مست نہ تھا۔

بالآخر میں نے اسے برج کا ایک ربر کھیلنے کی دعوت دے ہی دی۔ اس نے صاف انکار کر دیا!

میں نے بہتیری کوششیں کیں کہ بے خبری کے عالم میں اسے گھیر لوں مگر ہر دفعہ وہ مجھ سے کہیں چالاک نکلا۔ غالباً وہ بھانپ گیا!

لیکن میں مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ یہ رومان نہیں ہو سکتا اور میں نے طے کر لیا کہ نہ ہونے دوں گا۔

اگلی صبح جوں ہی وہ میسی وان ڈائیک اور ایک قوی الجثہ امریکی کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ میں نے کہا "سنیے تو، سموکنگ روم میں باتوں باتوں میں بحث ہو پڑی۔ شاید آپ کچھ گتھی سلجھا سکیں، بحث ذرا زور کی چل پڑی ہے۔"

"ضرور فرمائیے" کہتے ہوئے امریکی نے مجھے بولنے کی دعوت دی، ادھر نکوڈیم عجیب سی صورت بنا کر میری طرف دیکھنے لگا جس پر ڈر اور حیرت کے ملے جلے جذبات طاری تھے۔

"آپ کو پتہ ہے ہم چہروں پر بحث کر رہے تھے، ایسے چہرے جو دونوں طرف یکساں نہ ہوں" میں نے کہا۔

"یقیناً" امریکی نے گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا، "ہمارے ہاں تو کہتے ہیں کہ ایسے آدمی عموماً بلا کے چالاک اور ہوشیار ہوا کرتے ہیں۔"

"بالکل یہی" میں نے پُرزور تائید کی۔ "مگر اب سوال تو یہ ہے کہ آیا بعض آدمیوں کے ایسے بھی ہاتھ ہوا کرتے ہیں جو یکساں نہیں ہوں؟"

فوراً میسی نے اپنے گورے گورے ہاتھ نکال کر دکھلائے۔ اُدھر امریکی صاحب سے بھی نہ رہا گیا اور جھٹ سے اپنے بیڈول اور بھدّے ہاتھ اُٹھا کر ہوا میں کھڑے کر دیے مگر نکوڈیم ——— تھوڑی دیر کے لیے تو اس پر جمود کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ پھر یکایک بغیر کچھ کہے سنے وہ چل دیا۔

میں نے معنی خیز نظروں سے میسی کی طرف دیکھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ میری چالاکی بھانپ گئی ہے۔

"فکر نہیں، آج شام کو ہم نکوس کے ہاتھ دیکھ لیں گے۔" اس نے جھینپ مٹاتے ہوئے مجھ سے کہا۔

میں نے ذرا بدتمیزی سے جواب دیا، "اگر میں غلطی نہیں کرتا تو آپ کو اس سے کہیں زیادہ انتظار کرنا پڑے گا۔" یہی بات تھی جس پر میسی نے ناک بھوں چڑھا کر مجھ سے کہا، "شاید تمھیں معلوم نہیں ہماری منگنی ہو چکی ہے۔ میں سمجھتی ہوں تمھارا برتاؤ مہذب نہیں۔" یہ کہہ کر وہ چل دی۔

اسی شام جب میں ڈنر کے لیے کپڑے بدل رہا تھا اچانک میری کیبن کے کواڑ کے نیچے سے ایک پرچی پھینکی گئی۔ فوراً کسی چھٹی حس نے مجھے بتلایا کہ پرچی نکوس کی ہی ہے۔ چناں چہ تھا بھی یہی۔ پرچی پر لکھا تھا:۔

"جب سے ہم ہونولولو سے چلے ہیں تم بُری طرح میرا پیچھا کرتے رہے ہو۔ میں اگر تمھیں جان سے مار دینا چاہتا تو بڑی آسانی سے ایسا کر سکتا تھا۔ مگر نہیں۔ اب تم نے مجھے مار دیا ہے۔"

میرے اوسان خطا ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے لیے تو میں حواس باختہ کھڑا رہا پھر یکایک دروازے کی طرف لپکا اور تنگ گلی میں جہاز کے ملازم سے ٹکرا گیا۔

"فوراً مجھے مسٹر نکوڈیم کی کیبن میں پہنچاؤ" میں نے ملازم سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

میں نے بہتیری دستکیں دیں مگر جواب ندارد۔ ملازم مجھے اس قدر پریشان سا دیکھ کر سہم گیا۔ اس نے کنجی گھمائی اور دروازہ کھول کر ہم دونوں اندر داخل ہو گئے۔

نچلے تختے پر نکوڈیم چت پڑا تھا۔ اس کے ماتھے میں ایک چھوٹا سا گول سوراخ تھا اور دائیں ہاتھ سے چھٹ کر ریوالور زمین پر گر پڑا تھا۔ نکوڈیم نے خودکشی کر لی تھی۔

میں نے کیبن میں چو طرف نگاہ گھمائی۔ قریب ہی رکھی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل پر میری نظر جا لگی جس پر ایک چھوٹی سی بوتل رکھی تھی۔ میں نے غیر ارادی طور پر بوتل اُٹھا کر قریب سے دیکھا اسکے لیبل پر صرف دو لفظ لکھے تھے۔ "روغن چالموگرا"
میں نکوڈیم کی لاش کی طرف مڑا۔ اس کا بایاں ہاتھ اب ظاہر تھا جس پر جذام کا سفید دھبا صاف دکھائی دے رہا تھا۔
اب میری سمجھ میں آیا کہ جزائر ہوائی کی نشاط افروز نزہت گاہ کی آڑ میں درصل ایک بھیانک مقام کی ہولناکیاں چھپی ہوئی تھیں ——
جزیرہ مولوکائی —— کوڑھیوں کا ٹاپو —— نکوس نکوڈیم کے بائیں ہاتھ کے ستے کا حل اب میرے سامنے تھا۔
یک لخت مجھے میسی واں ڈاینک کا خیال آیا۔ اس بھیانک خیال کے آتے ہی کہیں میری چیخ نکل گئی ہو تو تعجب نہیں کیونکہ ملازم نے گھبرا کر میری طرف دیکھا۔ اس قدر گہرے میل جول کے بعد میسی کیوں کر محفوظ رہ سکتی ہے؟ مجھے کچھ کرنا چاہیے؟ میں کیبن سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔

جہاز بندرگاہ کی طرف آہستگی سے چلا جا رہا تھا۔ وسکی کے تیسرے چھوٹے گھونٹ کے بعد کہیں جا کر میرے ہوش و حواس درست ہوئے اور ڈاکٹر اپنی سنہرے فریم والی عینک کے موٹے موٹے شیشوں سے مجھے گھور رہا تھا۔
"مگر للہ آپ کچھ کیجیے!" میں نے پُر درد لہجے میں ڈاکٹر سے کہا۔ "اب بھی وقت ہے۔ اب بھی موقع ہے۔ زہر اس کی رگوں میں جذب ہوا چاہتا ہے۔"
"کون سا زہر؟ کیسا زہر!" ڈاکٹر نے جواب دیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔
"جذام — اور کیا" میں نے ذرا تلخ لہجے میں کہا۔ "یقیناً آپ وہ ہاتھ تو دیکھ چکے ہیں۔"
ڈاکٹر پہلے تو مسکرایا مگر بعد میں کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ اس کے چند ایک بچے ہوئے دانت خزاں کی پتیاں جھڑی ہوئی ننگی ٹہنیوں کی طرح منہ میں دکھائی دے رہے تھے۔
"خوب، تو آپ پر روغن چالموگرا کا وہم سوار ہے! کیوں نہیں، فطری چیز ہے۔"
بے صبری کے مارے میری حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر یہ محسوس کر گیا اور فوراً سنبھل کر بولا، "نکوس نکوڈیم کو کوڑھ نہیں تھا بلکہ اس کا وہم۔ دوسرے لفظوں میں اسے 'جذام خوبیا' ہو گیا تھا۔ دنیا کی کوئی چیز اس خیال سے اُسے مَس سے مَس نہ کر سکی۔ اسے یقین تھا کہ اسے کوڑھ نے گھیر لیا ہے۔ چناں چہ اسی لیے اس نے ہونولولو کی بندرگاہ سے مولوکائی کے ٹاپو جانے کی اجازت مانگی مگر اسے اجازت نہ دی گئی ——"
"مگر وہ کوڑھی ہاتھ؟" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔
ڈاکٹر کے جھریوں دار ماتھے پر بل پڑ گیا۔ اس کی آواز زیادہ گہری ہوتی چلی گئی، "ان باتوں کو تم نہ سمجھ سکو گے!" اس نے مجھ سے کہا، "یہ تمھارے بس کا روگ نہیں۔"
میں چپکا ہو گیا۔ وہ مجھے 'نفسیات' اور 'توجہ' کی ماہیت سمجھانے لگا۔ اس نے مجھے سمجھانا شروع کر دیا کہ من کی تن پر کیوں کر حکمرانی ہے۔ "گویا یہ ایک قسم کا ہسٹیریائے عظیم ہے —— حتیٰ کہ ظاہرا درجسمانی علامات تک پیدا ہو جاتی ہیں۔"
یہ تھے اس کے آخری الفاظ۔

مجھ پر ایک نئی حقیقت کھل چکی تھی۔ میں چپکے سے اٹھا اور عرشۂ جہاز پر چلا گیا۔
میسی کہیں کھڑی ہوگی اور آنے والے شہر کی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی ہوگی۔ مجھے ابھی اسے تلاش کرنا تھا۔
(ترجمہ از جارج گاڈون)

معلومات

حیاتین "ب" چوہوں کے بال سیاہ رکھتا ہے ڈاکٹر اینس بیکر نے حیاتین "ب" کے خاندان کا ایک فرد اور دریافت کیا ہے جس کی ضرورت چوہوں کو اپنے بال سیاہ رکھنے کے لیے ہوتی ہے۔

حیاتین "ب" کے خاندان کے اس نئے رکن کا نام "پی امینو بنزوئک ایسڈ" ہے۔ سیاہ رنگ کے چوہوں میں ان کے بالوں کے رنگ کی حفاظت کرنے کے علاوہ یہ حیاتین مرغی کے بچوں اور جراثیم کے لیے بھی ان کی پرورش کے واسطے ضروری ہے۔ انسانوں میں تاحال اس حیاتین کی اہمیت بالوں کا رنگ محفوظ رکھنے کے متعلق اتنی نہیں ہے جتنی کہ سلفانل ایمائڈ پر اس کے اثر کی وجہ سے ہے۔ ڈاکٹر اینس بیکر کا بیان ہے کہ انگلستان کے ڈاکٹر ڈی۔ ڈی۔ وڈس اور پی فیلڈس نے اعلان کیا تھا کہ تجربہ کرنے کی نلکیوں کے اندر یہ حیاتین یا تیزاب سلفانل ایمائڈ کے اثرات کو بالکل غیر موثر کر دیتا ہے۔ سلفانل ایمائڈ کا اثر یہ ہے کہ پیپ پیدا کرنے والے جراثیم (اسٹرپٹوکاکائی) کی بڑھوار رک جاتی ہے۔ اس اعلان کے بعد دنیائے طب کے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ آیا اگر کسی شخص کو دوا کے طور پر حیاتین "ب" کا استعمال کرایا جا رہا ہے تو ضرورت پڑنے پر ساتھ ہی ساتھ اس کو سلفانل ایمائڈ بھی دی جا سکتی ہے یا نہیں۔

بڑھاپا انسانی زندگی کے کیمیائی افعال کے ماہرین کا خیال یہ ہے کہ انسان کا بڑھاپا بعض کیمیائی اثرات کا نتیجہ ہوتا ہے اور اسے روکا جا سکتا ہے اگر ان اثرات کے متعلق کافی معلومات حاصل ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں معلومات بڑھانے کا ایک طریقہ تو یہی ہے کہ موت واقع ہونے کے جو ذریعے ہمیں معلوم ہیں انھیں تندرست جانوروں پر جو مختلف عمر کے ہوں آزمایا جائے اور دیکھا جائے کہ کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ فیلکس کی تحقیقات کا یہ نتیجہ ہے کہ گردوں کے کام میں پینسٹھ سال کی عمر سے کچھ قبل خفیف سی تبدیلی واقع ہوتی ہے اور اس کے بعد زیادہ بڑی تبدیلیوں کا ظہور ہوتا ہے۔

خون کے بعض کیمیائی اجزا مثلاً کیلسیم (چونا) یا لپیڈس (چربی) میں عمر کی زیادتی کے ساتھ کوئی خاص تبدیلی نمایاں نہیں ہوتی حالانکہ جسم کی بافتوں کے اندر جو کیمیائی اجزا موجود ہوتے ہیں ان کا تغیر ایک مشہور چیز ہے جیسے کہ شریانوں میں کیلسیم کا۔

بڑھاپے کی پیش بندی کرنے کا اہل کیمیا کے خیال میں ایک طریقہ عمدہ غذائیں ہیں۔ ڈاکٹر ہنری کلیپ شرمن نے جو کولمبیا میں ہیں یہ دریافت کیا ہے کہ جب چوہوں کو ایسی غذا دی گئی کہ جس میں کیلسیم کی اور فلیون یعنی حیاتین "ب ۲" کی مقدار زیادہ تھی تو بڑھاپے کی آمد ان چوہوں میں رک گئی اور وہ زیادہ دنوں تک زندہ رہے۔

بڑھاپا آنے کے متعلق اہم ترین باتیں وہ ہیں جو ابھی تک سائنس دانوں کو معلوم نہیں ہیں مثلاً :-

کسی شخص کو پوری تفصیل کے ساتھ یہ بات معلوم نہیں ہے کہ زندگی کے افعال پر تغذیہ کے کیا کیا اثرات ہوتے ہیں اور کس طرح ہوتے ہیں۔

کوئی شخص یقین کے ساتھ یہ نہیں جانتا کہ شریانوں کی دیواروں کا سخت پڑ جانا ضرور ہی بڑھاپے کی آمد سے تعلق رکھتا ہے۔ بعض بچوں میں بھی شرائین کے تصلب کی یہ کیفیت رونما ہو جاتی ہے خاص کر متعدی امراض کے بعد۔

کسی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ ایک بوڑھے جسم کے خلیات ایک جوان جسم کے خلیات سے کس بات میں مختلف ہوتے ہیں ورنہ وہ جسم کی مختلف رطوبتوں ہی میں کوئی نمایاں فرق محسوس کر سکتے ہیں۔ پروفیسر سمس نے کہا ہے کہ ایک دس برس کی عمر کا بچہ آپ کے چہرہ پر نظر ڈال کر آپ کی عمر کا اندازہ اس سے زیادہ صحیح لگا سکتا ہے کہ جتنا کوئی سائنس داں اپنی لیبوریٹری کے اندر آپ کے جسم کی بافتوں کا امتحان کر

لگا سکتا ہے۔

کوئی شخص بھی تحقیق کے ساتھ اُن اسباب سے واقفیت نہیں رکھتا کہ جن کی وجہ سے بوڑھوں کی ہڈیوں میں ٹوٹ کر جڑ جانے کا مادہ کم ہو جاتا ہے۔

کوئی شخص بھی اس بات سے واقف نہیں کہ بعض عضلات میں شاید بڑھاپا آنے پر کیوں کچھ ایسی تبدیلیاں ظہور پذیر ہوتی ہیں جو خوردبین کے ذریعہ سے دیکھی جا سکیں اور کیوں اسی جسم کے بعض عضلات میں یہ تبدیلیاں نہیں ہوتیں۔ آپ ایک مرغی کے بچے کے اور ایک بڈھے مرغ کے عضلاتی ریشوں کا امتحان کر کے ان میں کچھ فرق اور تمیز نہیں کر سکتے۔ یہ بتلانے کے لیے آپ کو انھیں پکا کر چھری سے کاٹنا پڑے گا۔

یقین کے ساتھ کوئی شخص آپ کو نہیں بتا سکتا کہ بڑھاپے میں بال کیوں سفید ہو جاتے ہیں، بوڑھوں کے ہاتھ پر چتیاں کیوں پڑ جاتی ہیں، اور بوڑھوں کے چہرے موم کے بنے ہوئے کیوں معلوم ہوتے ہیں۔

کسی شخص کو معلوم نہیں کہ کوئی بھی جاندار مرتا کیوں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص آکلہ کی بیماری سے مر گیا۔ لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ آخر آکلہ نے اسے مار کیوں ڈالا۔ ہمیں موت کے میکانکی تاثرات سے کچھ واقفیت نہیں ہے۔

مردہ آنکھوں کا دان ایک عجیب انجمن کی بنیاد شمالی کیلی فورنیا میں پڑی ہے جس کا نام "انجمن طلوع سحر" ہے اور جس کے ہر ممبر کو اس بات کا عہد کرنا پڑتا ہے کہ وہ مرتے وقت اپنی آنکھیں زندہ اندھوں کی آنکھیں درست کرنے کے لیے دے دے گا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب امید کی جاتی ہے کہ اُن لوگوں کی آنکھیں درست کرنے کے لیے کہ جو اپنی آنکھ کے قرنیہ (آنکھ کا ایک پردہ) خراب ہو جانے کی وجہ سے اندھے ہو گئے ہیں، ڈاکٹروں کو بہ کثرت تن درست آنکھوں کے تن درست قرنیہ کے پردے مل جایا کریں گے۔ اندھوں کی مجموعی تعداد کا اگر امتحان کیا جائے تو ان میں کم از کم پانچ فی صد ایسے اشخاص ہوتے ہیں جو قرنیہ کی خرابی کے باعث اندھے ہوئے ہیں اور یہ خرابی بالعموم صنعت پیشہ لوگوں میں حادثات کے باعث رونما ہوتی ہے۔ انجمن طلوع سحر کے اس وقت چالیس ممبر بن چکے ہیں اور ہر ایک نے باقاعدہ حلف نامہ لکھ دیا ہے کہ وہ مرتے وقت اپنی آنکھیں دے دے گا۔

سر کی چوٹ کا علاج سر کی چوٹ کا فوری علاج یہ ہے کہ سر کو سردی پہنچائی جائے اور بقیہ تمام جسم کو گرمی۔ برف کی تھیلی یا ٹھنڈے پانی کا کپڑا سر پر مسلسل رکھے رہنا چاہیے اور اس دوران میں گرم پانی کی بوتلوں اور کمبلوں کی مدد سے سینہ، پیٹ اور ٹانگوں کو گرم رکھنا چاہیے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مریض کو آرام سے لٹائے رکھیں اور ممکن ہو تو کسی اندھیری کوٹھڑی میں اسے پہنچا دیا جائے مگر لوگ ایسے موجود ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ سر کی چوٹ کے ایسے مریضوں کو جن پر پہلے بے ہوشی طاری ہو رہی ہے، محرک دوائیں استعمال کرائی جائیں اور انھیں غافل نہ ہونے دیا جائے۔ لیکن یہ خیالات بالکل غلط ہیں اور سر کی چوٹ کے ہر مریض کو جہاں تک ممکن ہو خاموش لٹائے رکھنا چاہیے اور اس کے پاس کسی قسم کا شور اور غل نہ ہونے دینا چاہیے۔ مریض کو بیدار اور ہوشیار رکھنے کی کوشش صرف ان مریضوں میں کرنی چاہیے جن پر کسی قسم کے زہر کا اثر ہو، مثلاً افیون یا سانپ کا زہر۔

مختلف حیاتینیں حیاتین "ا" بہت سے تیلوں میں بھی ہوتا ہے جیسے مچھلی کا تیل۔ مکھن میں بھی ہوتا ہے اور بعض رنگوں میں بھی ہوتا ہے جسے کیروٹین کہتے ہیں اور جو گاجروں اور بعض دیگر پتے دار ترکاریوں میں موجود ہوتا ہے۔ خوراک کا یہ عنصر جسم کے نشوونما کے لیے اور جسم میں متعدی بیماری کی مدافعت کی قوت بڑھانے کے لیے خاص طور پر کارآمد ہے۔ ناک، حلق، ہوائی نالیوں اور پھیپھڑوں کے متعدی امراض کا اثر خصوصیت کے ساتھ اس کی مدد سے زائل ہو جاتا ہے۔ جسم میں اگر اس حیاتین کی کمی ہو تو انسان شب کوری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بچوں میں اس کی کمی کی وجہ سے دانت دیر میں نکلتے ہیں اور ہڈیاں کم بڑھتی ہیں۔ مندرجہ ذیل غذاؤں میں اس حیاتین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے:۔ گاجریں، مکھن، سبز ساگ، کیلے، کریم (ملائی)، پنیر، انڈے، دودھ اور سنترے۔

حیاتین "ب" خون کی مقدار صحیح رکھنے کے لیے، دل کے عضلات کی قوت بحال رکھنے کے لیے، اعصاب کو مضبوط رکھنے

کے لیے، بھوک کو صحیح اور آنتوں کا فعل درست رکھنے کے لیے بہت ہی اہم ہے۔ حیاتین اے کی طرح یہ حیاتین جسم میں جمع نہیں رہ سکتا اس لیے ضروری ہے کہ غذا کے ذریعے اسے برابر جسم میں پہنچایا جائے۔ اس حیاتین کی کمی کی وجہ سے مختلف اعصاب میں التہاب اور درد پیدا ہو جاتا ہے۔ جا بجا سوئیاں سی چبھتی معلوم ہوتی ہیں، بھوک زائل ہو جاتی ہے اور قلب کا حجم بڑھ جاتا ہے۔ گاہے ماہے جسم پر ورم بھی نمودار ہو جاتا ہے۔ جن غذاؤں میں یہ حیاتین بکثرت موجود ہوتا ہے وہ یہ ہیں:۔ دودھ، انڈے اور چھلکے سمیت اناج۔ پکانے میں یہ حیاتین حرارت سے ضائع نہیں ہوتا۔

حیاتین "ج" زندگی کے لیے بہت ہی ضروری ہے۔ یہ حیاتین حرارت سے ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر ان غذاؤں کو جن میں یہ پایا جاتا ہے اس طرح پکائیں کہ ان تک ہوا کا گزر نہ ہو تو یہ حیاتین بہت کم ضائع ہوتا ہے۔ اس حیاتین کی کمی دانتوں، ہڈیوں اور خون کی رگوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جسم میں اگر اس کی کمی ہو تو دانت دیر میں نکلتے ہیں اور پاؤں کی بھی ہڈیاں نرم پڑ جاتی ہیں مگر حیاتین "ج" جسم میں موجود ہو تو ٹوٹی ہوئی ہڈیاں بہ آسانی جڑ جاتی ہیں۔ ایک زمانہ میں ملاحوں کو ایک بیماری بکثرت ہوتی تھی جس میں مسوڑھے سوج جاتے تھے اور ان سے خون نکلتا تھا وہ حیاتین کی کمی کا نتیجہ تھا۔

اس حیاتین کا سب سے بڑا خزانہ تازہ پھلوں اور سبز ترکاریوں میں ہوتا ہے اگر کوئی بیماری موجود نہ ہو تو سنگترے کا، انگور کا لیموں کا یا ٹماٹر کا رس نصف چھٹانک کی مقدار میں روزانہ استعمال کر لینے سے اس حیاتین کی کمی جسم میں رونما نہیں ہوتی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بس اتنی مقدار جسم کی تمام ضرورتوں کے لیے کافی ہے۔

حیاتین "د" کو ہڈی بنانے والا حیاتین بھی کہتے ہیں۔ یہ چربیلی چیزوں میں زیادہ ہوتا ہے اور حرارت سے ضائع نہیں ہوتا۔ بچوں کی غذا میں اگر یہ کم ہے تو کساح کا مرض رونما ہو جاتا ہے۔ اس حیاتین کا خاص کام یہ ہے کہ جسم میں معدنیات کی مقدار میں اعتدال قائم رکھے۔ جسم کی جلد اگر سورج کی روشنی میں رکھی جائے تو یہ حیاتین جلد میں جذب ہو کر جسم کے کام آتا ہے۔ حیاتین "د" بعض مچھلی کے تیل میں اور مکھن میں اور ناریل کے تیل میں پایا جاتا ہے۔ بچوں کو اگر کھلی دھوپ نہ ملے تو ان چیزوں کی موجودگی ان کی خوراک میں ضروری ہے۔

ان چار مشہور حیاتینوں کے علاوہ حیاتین "ہ" "ک" "ف" اور "پی" بھی دریافت ہو چکے ہیں لیکن ان کے متعلق ابھی تحقیقات مکمل نہیں ہوئی ہے۔

کھانا کس طرح کھانا چاہیے۔ کھانا کھانے کے متعلق وقت کی پابندی سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ہر کھانے کا وقت متعین ہونا چاہیے۔ اس مقررہ وقت پر ہر شخص کو وہ چیزیں کھانی چاہییں جن کی ان کے نظام جسمانی کو ضرورت ہو اور اس کے بعد دوسرے کھانے کے وقت تک کچھ نہ کھانا چاہیے۔ ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے اوقات پر بھی کھاتے رہتے ہیں یا کھا لیتے ہیں کہ جب جسمانی نظام کو خوراک کی بالکل ضرورت نہ ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس خفیف سی خواہش کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتے جو کھانے کی چیزیں دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے اکثر سفر کے دوران میں لوگ اس بات کے عادی ہیں کہ وہ برابر منھ چلاتے رہیں اور جب کوئی کھانے کی چیز نظر آئے تو لے کر کھا لیں۔ یہ عادت بہت بری ہے۔ سفر کرنے والے اگر صرف اتنی احتیاط کریں کہ مقررہ اوقات کے علاوہ کچھ نہ کھائیں تو وہ اس طبیعت کی بدمزگی اور تھکن سے بالکل محفوظ رہ سکتے ہیں جو سفر کے باعث پیدا ہو جاتی ہیں۔

کھانے کے متعلق ایک اور بھی عادت اتنی ہی مضر ہے اور وہ یہ کہ لوگ کھانا کھاتے ہی سونے کے لیے لیٹ جاتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں یہ کہہ لیجیے کہ لیٹنے سے پہلے کچھ نہ کچھ کھا لینا ضروری خیال کرتے ہیں حالاں کہ وہ مقررہ وقت پر اپنا شام کا کھانا کھا چکے ہیں۔ دیر تک جاگنے سے ایک قسم کی کمزوری سی محسوس ہوتی ہے اور اس کو دور کرنے کے لیے لوگ کچھ نہ کچھ کھا لیتے ہیں۔ لیکن پھر یہ عادت اتنی ترقی کر جاتی ہے کہ بغیر کچھ کھائے نیند ہی نہیں آتی۔ اس عادت کا لازمی نتیجہ بدہضمی ہوتا ہے۔ ہمیں بستر پر اس وقت لیٹنا چاہیے کہ جب معدہ اپنا کام پورا کر چکا ہو۔

کھانا نہ تو بہت گرم گرم کھانا چاہیے اور نہ بہت ٹھنڈا۔ اگر بہت ٹھنڈا کھانا ہے تو معدہ کی بہت سی قوت عمل اس کو گرم کرنے میں ضائع ہو جاتی ہے۔ سرد مشروبات اسی وجہ سے تمام تر مضر ہیں۔ گرم مشروبات سے کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ (بقیہ صفحہ پر)

مجرّبات

جناب حکیم مولوی اکبر حسین صاحب الٰہ آبادی

یاقوتی اجزا:۔ یاقوت سرخ، کہربائے شمعی ۵۔۵ ماشے، مروارید ناسفتہ، سنگ یشب ۶۔۶ ماشے، مرجان ۹ ماشے، مغز تخم تربوز، مغز تخم خربزہ، مغز تخم خیارین ہر ایک ڈیڑھ تولے، شقاقل مصری، ثعلب مصری، تودری زرد، بہمن سرخ و سفید ہر ایک یک تولہ، تخم ریحان، بوزیدان، کباب چینی، دارچینی ہر ایک ۶ ماشے، اندر جو شیریں، بادرنجبویا، گل سرخ ۷۔۷ ماشے، بسوج ہتر ۹ ماشے، برادہ صندل سفید چار ماشے، طباشیر، ورق نقرہ ۵۔۵ ماشے، ورق طلا، زعفران ۳۔۳ ماشے، ابریشم مقرض سائیدہ دو تولے، سیب مربّی، شربت انار شیریں ہر ایک تین چھٹانک، شہد خالص مصری کوزہ ڈیڑھ ڈیڑھ پاؤ، عرق گلاب آدھ سیر۔

ترکیب تیاری:۔ جواہر کو عرق گلاب میں خوب کھرل کریں۔ زعفران کو بھی عرق گلاب میں پیس لیں۔ سیب مربّی کو شربت انار کے ساتھ سل پر باریک پیس لیں۔ دوسری دواؤں کا سفوف تیار کریں۔ اب مصری اور شہد کا قوام تیار کریں۔ جب قوام تیار ہو جائے تو اس میں سیب مربّی پسا ہوا ڈال کر گھونٹیں۔ اب اسے آگ سے اتار کر اس میں دواؤں کا سفوف شامل کریں اور خوب گھونٹیں۔ پھر اس میں زعفران اور ابریشم سائیدہ ڈال کر ملائیں۔ اور جواہر بھی ڈال کر گھونٹ دیں۔ بعد میں ورق طلا اور ورق نقرہ ملا دیں۔

ترکیب استعمال: صبح کا وقت اس کے استعمال کے لیے مناسب ہے، اگرچہ تیسرے پہر بھی اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مقدار خوراک پانچ سے سات ماشے تک ہے۔ دودھ کے ساتھ کھائیں۔

فوائد:۔ یاقوتی مقوی اعضاء رئیسہ ہے خاص کر ضعف قلب در اختلاج قلب کے لیے سودمند ہے۔ کمزوری، اختلاج، دل ڈوبنا، طبیعت کا گرا گرا رہنا اس سے جاتا رہتا ہے۔ دماغی کام کرنے والے اس کے استعمال سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ کیوں کہ یہ مقوی دماغ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک قسم کی فرحت بھی پیدا کرتی ہے۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب، جودھپور

اکسیر ناصور اجزا: مٹی کے برتن میں جلائی ہوئی کتے کی زبان ایک عدد، کتھ اور چھالیا سوختہ ۲۔۲ تولے، کوڑی زرد سوختہ چار تولے، خون حیض سے آلودہ کپڑا جلایا ہوا ۶ ماشے، ہاتھی کا چمڑا (اگر مل جائے) ایک تولہ

ترکیب تیاری:۔ یہ ہے کہ ان اجزا کو پرانے گھی اور سفید موم کی اتنی مقدار میں ملا کر گھونٹیں کہ مرکب مرہم کی صورت اختیار کر لے

ترکیب استعمال:۔ ناصور میں استعمال کرنے کا وہی عام طریقہ ہے یعنی پاک و صاف کپڑے کی بتی میں اسے لتھیڑ کر ناصور میں رکھیں۔ لیکن اگر ناصور کا بیرونی منہ بند ہو یعنی اتنا کم ہو کہ بتی نہ جا سکے تو ہوشیار جراح سے زخم کھلوا دینا چاہیے —— اس مرہم کو پرانے زخموں پر بھی کامیابی کے ساتھ لگایا جا سکتا ہے۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالشکور صاحب مونگیر

حب اکسیر جذام طوطیائے سبز، مغز تخم چال موگرا، مغز کرنجوہ، ثمر کٹائی، تخم پیاز، رسکپور، ہلی، قرنفل، گل دار بریاں، سقمونیا مشوی، ہر ایک نو ماشے۔ سب کو کوٹ چھان کر گودہ گھی کوار کی مدد سے رتی برابر گولیاں تیار کر لیں اور روزانہ صبح و شام ایک ایک گولی جذامی کو دودھ کے ساتھ کھلائیں۔ **فوائد**:۔ یہ گولیاں عجیب الاثر ہیں اور ہر قسم کے جذام کے لیے مفید ہیں۔

اکسیر سوزاک شورہ قلمی، حجر الیہود، سنگ سرماہی۔ ان تینوں کو ایک کھرل میں ڈال کر ۶ دن تک کھرل کریں، پھر شیر مدار کا اضافہ کر کے ایک نغدہ بنا لیں۔ ایک کالے کبوتر کا پیٹ آلائش سے صاف کر کے نغدہ اس کے پیٹ میں رکھ دیں اور سی دیں۔ اسے ایک کوری ہانڈی میں بند کر کے دس سیر اُپلوں کی آنچ دیں۔ دوسرے دن ہانڈی میں سے کبوتر نکال لیں اور اس سب کو کھرل میں ڈال کر خوب کھرل کریں۔ **ترکیب و مقدار**:۔ ایک ماشہ یہ دوا روزانہ صبح کے وقت دودھ کے ساتھ پھانکیں۔

فوائد:۔ سوزاک خواہ کتنا ہی پرانا ہو چکا ہو اس اکسیر سے دس دن میں یقیناً دور ہو جاتا ہے۔ مواد، (بقیہ صفحہ ۵۲ پر)

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لیے زود اثر اور اصولی نسخے

امراض دندان

مُرسلہ

از جناب حکیم و حافظ محمد قسیم اللہ مین صاحب صدیقی فاضل الطب و الجراحت کھاتولی

پائریا (تقیح لثہ)

(۱) ست اجوائن ۲ رتی
پانی ۲۰ اوقیہ (اونس)

ایک بوتل میں دونوں کو ملا کر خوب ہلائیں یہاں تک کہ ست اجوائن حل ہو جائے۔ اس سیال کا ایک حصہ چار حصے پانی میں ملا کر کلیاں کریں۔

نوٹ:- پائریا میں پیپ کا مقام دانتوں کی جڑوں میں ہوتا ہے اور مسوڑھوں میں پیپ محفوظ ہوتی ہے۔ اس لیے جراثیم بڑی آسانی اور حفاظت کے ساتھ نشوونما حاصل کرتے ہیں۔ مسوڑھے نرم اور نازک ہو جاتے ہیں اور ان کے دبانے سے دانتوں کے کنارے پر پیپ برآمد ہوتی ہے۔ اگر سونے کے بعد منہ میں بدبو محسوس ہوتی ہے یا اس بدبو کا احساس منہ صاف کرنے کے دو یا تین گھنٹے بعد محسوس ہونے لگتا ہے تو پائریا کا خیال کرنا چاہیے اور اس درجہ میں بڑے غور کے ساتھ توجہ کرلینی چاہیے۔ پیپ جو مسوڑھوں سے خارج ہوتی ہے وہ معدہ کی طرف اپنا راستہ اختیار کرتی ہے اس طرح پیپ کی خاصی مقدار روزانہ نگلی جاتی ہے۔ کھانا کھانے کے دوران میں پیپ اور جراثیم جو غذا کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں وہ معدہ میں تیزاب نمک کے عمل سے ہلاک اور ختم ہو جاتے ہیں لیکن جب غذا معدہ میں موجود نہیں ہوتی تو ایسا نہیں ہوتا کیونکہ رطوبت معدی کا ترشح ہی نہیں ہوتا لہذا جراثیم معدہ اور آنتوں کو خراب کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں عام نظام میں بھی خرابی لاحق ہوجاتی ہے۔ جراثیم علاوہ معدہ اور آنتوں کو خراب کرنے کے وزتین اور بلغوم پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس مرض کے علاج میں منہ اور دانتوں کی مکمل صفائی پہلا کام ہے۔ اگر دانتوں پر میل کی تہ جمی ہوئی ہے تو دندان ساز سے فوراً صاف کرانا چاہیے لیکن بہت زیادہ اسکریپنگ (Scraping) ایک ہی نشست میں نہیں کرانی چاہیے کیونکہ بہت زیادہ سمین (ٹاکسین) کے انجذاب سے علامات غائرہ میں شدت ہو سکتی ہے۔ اگر مسوڑھے کی جڑیں زیادہ پیپ اکٹھی ہو گئی ہو تو شگاف لگا دینا چاہیے۔ اگر دانت بہت ڈھیلے اور کمزور ہو گئے ہیں تو انھیں نکلوا دینا چاہیے اور قابض سیالات کی کلیاں کرنی چاہییں۔

(۲) سہاگا ۶ ماشے
لائٹ میگنیشیم کارب ۶ "
ست اجوائن ½ رتی
روغن دارچینی ۵ بوندیں
چاک مصفیٰ ۰۲ تولے

نہایت عمدہ باریک سفوف بنائیں اور بقدر ضرورت شہد یا گلیسرین میں ملا کر کام میں لائیں۔ پائریا کی شکایت میں دافع تعفن اور نرم چیزیں استعمال کرنی چاہییں۔

(۳) سن لائٹ سوپ مسفوف ۰۲ تولے
کیلشیم کاربونیٹ ۱۰ "
ست اجوائن ½ رتی
سیکرین ½ "
گلیسرین بقدر ضرورت

نہایت مفید اور کارآمد ڈینٹیس کریم کا نسخہ ہے۔

(۴) ست اجوائن ۰۲ رتی
ست پودینہ ۲ ماشے
روغن پیپرمنٹ ۱۰ بوندیں
سپرٹ رکٹی فائڈ ۳ اوقیہ

نہایت نفیس اور لطیف دافع تعفن سیال ہے۔ اس کا ایک چمچہ چائے ایک گلاس پانی میں ملا کر کلیاں کریں۔

درد دندان

(۱) روغن قرنفل ۱ تولہ
روغن پیپرمنٹ ۶ ماشے

بذریعہ پھریری لگائیں۔

(۲) کافور، افیون — ہم وزن

بوسیدہ دانت کے سوراخ میں بھر دیں۔

(۳) افیون ۱ ماشہ
روغن قرنفل ۱ تولہ

(۴) اجوائن خراسانی ۶ ماشے

بقیہ مضمون ص ۵۲

سوزش اور جلن رفع ہو جاتی ہے۔ سوزاک کے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں اور پیشاب کھل کر آتا ہے اور کل صفائی ہو جاتی ہے۔

بابڑنگ ۶ ماشے
نمک طعام ۳ ″
پانی میں جوش دے کر صاف کریں اور کلیاں کرائیں۔

(۵) کلوروے ٹون ۳ ماشے
روغن قرنفل ۲ تولے
بذریعہ پھریری استعمال کریں۔

(۶) روغن قرنفل یک درہم
ٹنکچر ادپیم دو ″
ایتھر ۱½ ″
گلیسرین ۲ ″
بوسیدہ دانت کو پہلے صاف اور خشک کریں اور اس دوا کا پھایہ اس کے سوراخ یا جوف میں بھر دیں۔

(۷) کلورل ہائیڈریٹ } ہم وزن
الیسڈ کاربولک }

نوٹ:۔ دانتوں کا صاف رکھنا ان کی بیماریوں سے یقیناً محفوظ رکھتا ہے اس لیے ذیل میں صفائی اور حفاظت کے لیے مختلف نوعیت کے منجن کے نسخے لکھے جاتے ہیں:۔

(۱) سہاگا ۳۰ ماشے
پھٹکری ۳۰ ″
فلفل سیاہ ۵ رتی
چاک مصفیٰ ۷ ماشہ
یہ نسخہ دافع تعفن اور مقوی دنداں ہے۔

(۲) پھٹکری ۷ ماشے
کافور ۲ ″
چاک ۷ ″
یہ منجن بھی دافع تعفن ہے اور مسوڑھوں سے خون آنے کو روکتا ہے۔

(۳) چاک ۱ تولہ
پھٹکری ۱ تولہ
مائین ۱ تولہ
کسیس ۱ تولہ
کات سفید ۱ تولہ

یہ منجن مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے اور اس طرح ہلتے ہوئے دانتوں کو جماتا ہے۔

(۴) کوئلہ ۲ تولے
کافور ۲ تولے
نمک ۲ تولے
چاک ۲ تولے
نہایت عمدہ دافع تعفن نسخہ ہے۔ کوئلہ منہ کی بدبو کو زائل کرتا ہے۔

(۵) تمباکو خشک ۳ ماشے
پھٹکری بریاں ۹ ″
سہاگا بریاں ۶ ″
عاقرقرحا ۳ ″
کباب چینی ۳ ″
مصطگی رومی ۳ ″
نمک طعام ۳ ″
وج ترکی ۳ ″
یہ نسخہ دانتوں کے درد اور مسوڑھوں کی کمزوری میں نہایت مفید ہے۔

(۶) کتھہ سفید ۱ تولہ
مازو سبز ۱ تولہ
پھٹکری بریاں ۱ تولہ
زردورد ۱ تولہ
گلنار ۱ تولہ
کندر ۱ تولہ
اقاقیا ۱ تولہ
سنگ جراحت ۱ تولہ
نہایت باریک سفوف بنائیں۔ یہ دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ خون جاری ہونے کو روکتا ہے۔ مسوڑھوں کو قوت بخشتا ہے۔

قلع الاسنان (ڈینٹھ اکسٹریکشن)

دانتوں کی شکل اور وضع مختلف ہے۔ اس لیے دانت کو صحیح طور پر گرفت کرنے کے لیے مختلف شکل و صورت کے اوزاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ چناں چہ بالائی قواطع، انیاب اور ثنایا کے لیے خاص قسم کا سیدھا زنبور (Straight Forceps) کام میں لایا جاتا ہے۔ دانت نکالنے سے پیشتر اگر وہ ڈھیلا نہیں ہے تو اس کو اپنی جگہ پر ڈھیلا کر دینا چاہیے اور ہلکی سی مروڑ کے ساتھ دانت نکال دینا چاہیے۔ زیریں قواطع اور انیاب کے لیے بھی ایسا ہی زنبور کارآمد ہے۔ اس کی ساخت ذرا خمدار ہوتی ہے۔ ہاکس بل فارسیپس (Hawk's-bill Forceps) استعمال کرنا چاہیے جو زیریں ثنایا کے لیے خاص طور پر مناسب ہے۔ زیریں ڈاڑھوں کے لیے جن کی جڑیں دو شاخہ ہوتی ہیں ایک خاص قسم کا زنبور جس کا منہ گول اور کھلا ہوتا ہو کافی ہے یا ہاکس بل زنبور استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بالائی ڈاڑھوں کی تین شاخیں ہوتی ہیں دو باہر کی جانب اور ایک اندر یا تالو کی طرف۔ یہ بڑی اور لمبی ہوا کرتی ہے۔ ان کے لیے دایاں اور بایاں زنبور الگ الگ ہوتا ہے جس کی ساخت ایک دوسرے کے برعکس ہوتی ہے۔ اس زنبور کا وہ حصہ جو بیرونی دو شاخوں کی طرف گرفت کرتا ہے اس کا سرا تیز ہوتا ہے اور دوسرا حصہ جو اندرونی شاخ کی جانب گرفت کرتا ہے وہ چکنا اور کند ہوتا ہے۔ جب زنبور ڈاڑھوں پر استعمال کیا جائے تو ڈاڑھ کی جڑ پر اچھی طرح قائم کیا جائے اور ڈاڑھ کو پکڑ کر آہستگی کے ساتھ پہلو بہ پہلو حرکت دی جائے تاکہ وہ ڈھیلی ہو جائے، پھر اس کو آسانی سے نکال لیا جائے۔ جلدی اور تیزی میں دانت ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا ٹکڑا مسوڑھے میں باقی رہ جاتا ہے جس کا نکالنا دشوار اور عمل طویل ہو جاتا ہے۔ گاہے زور آزمائی میں اداری کا کنارہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر دانت یا ڈاڑھ کا ٹکڑا مسوڑھے میں باقی رہ گیا ہے اور چھپا ہوا ہے تو اس کو مسوڑھے کے نشتر (گم لینسٹ) سے کھولنا چاہیے اور روٹ ایلی ویٹر

(Root Elevator) کے ذریعے اوپر کو ابھارنا چاہیے اور پھر سٹمپ فارسپس (Stump Forceps) سے پکڑ کر نکال لینا چاہیے۔

دانت نکلوانے کی تکلیف سے مریض کو بچانے کے لیے مخدر ادویہ بذریعہ انجکشن دانتوں کی خاص پچکاری (ڈینٹل سرنج) کر مسوڑھوں میں داخل کی جاتی ہیں جن سے بے حسی پیدا ہو جاتی ہے اور مریض سکون کے ساتھ دانت نکلوا لیتا ہے۔ اس قسم کی دوائیں یہ ہیں:- کوکین، نووکین اور اپوتھےسین (Apothesin) وغیرہ۔ معمولی کام میں اینتھائل کلورائیڈ کی ٹھنڈی پھوار سے بھی کام لیا جاتا ہے۔

دانت نکلنے کے بعد جریان خون

دانت نکالنے کے بعد کم و بیش خون جاری ہوا کرتا ہے جو عموماً بغیر کسی دقت کے بند ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ شدت بھی اختیار کر لیتا ہے۔ بالخصوص کم رو اور نزلی مزاجی (ہیموفلیا) کے مریضوں میں خاص طور پر توجہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے لہٰذا اس کا طریقہ یہ ہے کہ سوڑھے کی تجویف سے خون کے ٹکڑے صاف کر کے ایک پاک صاف گاز کا ٹکڑا کسی حابس خون دوا میں تر کر کے بھر دیا جائے اور جبڑا مضبوطی سے بند کر لیا جائے۔ خون کے روکنے کے لیے پٹکری، روغن تارپین، ٹنکچر فیرای پرکلور وغیرہ عموماً مستعمل ہیں یا گاز کو ۱۰ فی صدی کیلشیم کلورائیڈ کے سیال میں تر کر کے رکھنا چاہیے۔ اگر یہ بھی ناکام ثابت ہو تو ایڈرینالین کلورائیڈ سولیوشن (ریلیف) کا استعمال مذکورہ طریقہ پر کریں۔ اگر ان طریقوں سے کامیابی حاصل نہ ہو تو مسوڑھے کے کنارے نووکین سے بے حس کر کے خمیدہ سوئی سے سی دیں۔ خون بند کرنے کا ایک کارگر طریقہ یہ بھی ہے کہ مسوڑھے کے گڑھے کے مطابق ایک کارک کاٹ کر مخروطی شکل میں بنا لیں اور ایک گاز کا ٹکڑا بند ردجن پر آکسائڈ میں تر کر کے گڑھے میں رکھیں اس کے اوپر کارک فٹ کر دیں اور مریض سے کہیں کہ اپنا جبڑا مضبوطی سے دبا لے۔ دباؤ قائم رکھنے کے لیے چارگوشہ پٹی باندھیں۔

(باقی آئندہ)

(بقیہ مضمون صـ۵۱)

کھانے ہمراہ اگر زیادہ پانی پیا جائے تو غذا کے ہضم میں دیر لگتی ہے۔ زیادہ مقدار میں نمک، مسالے چٹنیاں اور اچار استعمال کرنا مضر ہے۔ ان چیزوں کے بجائے اگر پھلوں کا زیادہ استعمال کیا جائے تو وہ پیاس بھی بجھ جاتی ہے جو کھانے کے وقت معلوم ہوتی ہے۔

غذا آہستہ آہستہ چبا کر کھانی چاہیے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ منہ کا لعاب پورے طور پر غذا کے ساتھ مل کر اس میں ضروری کیمیائی تبدیلیاں پیدا کر سکے۔

ایک اور بُری عادت یہ ہے کہ لوگ غلط وقت پر کھانا کھاتے ہیں مثلاً تیز اور سخت ورزش کے فوراً بعد۔ حقیقت یہ ہے کہ جس وقت انسان غصہ یا رنج کی وجہ سے مشتعل ہو یا دوڑ دھوپ اور محنت کے بعد جسم گرم ہو تو سکون پیدا ہونے سے پہلے کچھ نہ کھانا چاہیے۔ بھوک سے زیادہ کھانا بھی بہت بُرا ہے۔ اکثر تو اس کی وجہ سے فوراً ہی پیٹ میں درد ہو جاتا ہے، لیکن اگر فوراً کچھ تکلیف نہ بھی ہو تو یقینی طور پر ہاضمہ میں تو فتور پیدا ہو ہی جاتا ہے۔ (ادارہ)

لنڈن کے اسپتالوں کا فارماکوپیا

شعبۂ اطفال

مُسلسل

ازجناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی، لاہور

(۲۱) سبتھ کاربونیٹ ۲ گرین
ایرومیٹک چاک پاؤڈر
وِڈاد یم ۵ منم
گلیسرین ایسڈ ٹینک ۵ منم
میو سیلیج حسبِ ضرورت
ایکوا ایک ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین بار پلائیں۔ اسہالِ مفرط کے لیے بہت مفید ہے۔

(۲۲) سبتھ کاربونیٹ ۲½ گرین
سوڈا بائیکارب ۲ ″
سپرٹ کلوروفارم ۲ منم
پلوئراگا کنسنہ کمپونڈ ا گرین
ڈل واٹر اڈرام

ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین دفعہ پلائیں۔ اسہال، نفخِ شکم اور قولنج کے لیے مفید ہے۔ پیچش کے لیے بھی نافع دوا ہے۔

(۲۳) ایسڈ نائٹرک ڈائیلیوٹ ۱½ منم
انفیوژن کیلمبا ا ڈرام

ایسی ایک خوراک بعد غذا صبح وشام دیں۔ مشتہی ہے۔

(۲۴) سوڈا بائی کارب ۱½ گرین
سپرٹ امونیا ایرومیٹک ۱½ منم
گلیسرین ۵ ″
ایکوا منتھا پپ ا ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک صبح وشام دیں۔ نفخ اور سوءِ ہضم کے لیے مفید ہے۔

(۲۵) اولیم اینی سائی ½ منم
ٹنکچر کارڈیم کمپونڈ ۵ ″
سپرٹ امونیا ایرومیٹک ½ ا منم
سیرپ ۱۰ ″
ایکوا ا ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک صبح وشام دیں نفخِ شکم اور سوءِ ہضم کے لیے مفید ہے۔

(۲۶) کلورل ہائیڈریٹ ۲½ گرین
پوٹاسیم برومائیڈ ۲½ ″
سیرپ ۷ منم
ایکوا اسنے من ا ڈرام

ایسی ایک خوراک شام کو پلائیں۔ منوم و مسکن دوا ہے۔

(۲۷) کریازوٹ ½۲ منم
سپرٹ وائنی ریکٹی فائیڈ ۲½ ″
ٹنکچر کارڈمیسم کمپونڈ ۵ ″
ایجسٹریکٹ گلیسریزا لکوئڈ ۵ ″
ایکوا اڈرام

ایسی ایک ایک خوراک صبح وشام دیں دِق وسل، دِق بطنی اور پلوریسی کے لیے مفید ہے

(۲۸) ٹنکچر فیرائی پرکلورائیڈ ۵ منم
گلیسرین ۳ ″
ایکوا ا ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک بعد غذا صبح وشام دیں فقرالدم کے لیے مفید ہے۔

(۲۹) فیرائی ایٹ ایمونیا سائٹریٹ ۲ گرین
پوٹاسیم سائٹریٹ ۲ ″
ایکوا منتھا پپ اڈرام

ایسی ایک ایک خوراک بعد غذا صبح وشام دیں۔ مولدِ خون ہے۔ قلتِ خون کے لیے مفید ہے

(۳۰) فیرائی سلفیٹ ½ گرین
مگنیشیا سلفیٹ ۵ ″
ایسڈ سلفیورک ڈائیلیوٹ ا منم
ایکوا منتھا پپ اڈرام

ایسی ایک ایک خوراک صبح وشام دیں لمراضِ محال کے لیے مفید ہے۔

(۳۱) پوٹاسیم آیوڈائیڈ اگرین
فیرائی ایٹ ایمونیا سائٹریٹ ا ″
سیرپ ۱۵ منم
ایکوا ا ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک بعد غذا دیں خنازیر کے لیے مفید ہے۔

(۳۲) پوٹاسیم کلوریٹ ۳ گرین
لائیکوار فیرائی پرکلورائیڈ ۲ منم
ایکوا اڈرام

ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین بار دیں امراضِ حلق، ورمِ لوزتین، خناق کاذب اور سرخ بادہ کے لیے مفید ہے۔

(۳۳) فیرائی ایٹ کونین سائٹریٹ اگرین
سپرٹ کلوروفارم ½ ا منم
سیرپ لیمن ۱۰ ″
ایکوا ا ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک بعد غذا صبح وشام دیں۔ بخاروں کے بعد کی نقاہت کا ازالہ کرتی ہے۔

(باقی آئندہ)

جوابات

(۱۴۸) **غیر ضروری بال**:- (ا) تھوڑے سے بالوں کا دُور کر دینا کون سا ایسا دشوار کام ہے کہ جس کے لیے آپ کو اطبا سے مدد لینے کی ضرورت پڑی۔ لوگ تو اس زمانے میں صبح تڑکے بستر سے اُٹھتے ہی پوری ڈاڑھی اور پوری مونچھیں ذرا سی دیر میں صاف کر کے رکھ دیتے ہیں۔ وہی طریقہ آپ بھی کیوں نہ اختیار کریں۔ اپنے ہاتھ سے اپنی "اصلاح" اگر پسند نہیں ہے تو حجام کے موچنے یا استرے سے مدد لی جا سکتی ہے "بال صفا" صابون اور پاؤڈر بھی ایسی چیزیں ہیں کہ جواب تو شاید چھوٹے چھوٹے قصبوں میں دست یاب ہو جائیں۔ یہ خیال کہ کسی دوا کے استعمال سے آئندہ یہ بال نکلنا بند ہو جائیں گے غالباً صحیح نہیں ہے جس وقت تک جلد کے نیچے بالوں کی گلٹیاں موجود ہیں اس وقت تک بالوں کی پیدائش بند نہیں ہو سکتی۔ (سعید بریلوی)

(ب) ان بالوں کی پیدائش کو روکنا تقریباً ناممکن ہے۔ کوئی تیز دوا لگا کر اپنے چہرے کو زیادہ بدنما نہ بنائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۴۹) **سفید بال**:- (ا) میں نے بہت سوچا لیکن آپ کے بچوں کے تمام بال سفید ہو جانے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ ممکن ہے کہ دروں افراز غددوں کے فعل کی خطا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بچوں کے جسم میں حیاتین "ب۲" کی کمی ہو۔ جدید ترین تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ اس حیاتین کا بالوں کے رنگ سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔ بہتر ہو گا آپ ان بچوں کے "بیاٹن" یا "حیاتین "ب" کے کسی دوسرے مرکب کے انجکشن لگوائیں یقینی تو نہیں ہے لیکن ممکن ہے کہ فائدہ ہو جائے۔ غذا میں بھی انڈے، گاجریں اور دودھ کثرت سے استعمال کرائیے۔ کبھی کبھی خون میں کیلسیم کی مقدار کم ہونے کی وجہ سے بھی جلد اور بالوں میں عجیب عجیب تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں۔ بچوں کو مچھلی کا تیل اور "کولائڈل کیلسیم" کے انجکشن دے کر اس کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ چند منٹ کے لیے روزانہ دھوپ میں صبح کے وقت سر کھول کر بٹھانا بھی مفید ہو سکتا ہے۔

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ایسی کوئی دوا نہیں جس کے اندرونی استعمال سے سفید بال سیاہ ہو جائیں۔ البتہ آپ خضابات سے بالوں کو سیاہ کر سکتے ہیں۔ خضابوں میں سب سے بہتر مہندی اور وسمہ کا خضاب ہے جس سے کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے۔

(حکیم عبدالواحد)

(۱۵۰) **ذیابیطس شکری**:- (ا) غذا میں انتہائی احتیاط کیجیے۔ کوئی ایسی چیز نہ کھائیے جس میں شکر، گڑ یا نشاستہ موجود ہو دوا کے طور پر "انسولین" کے انجکشن لگوائیے۔ اس سے پیشاب میں شکر بالکل مفقود ہو جائے گی۔ ایسا ہو جانے کے بعد پرہیزی غذا کا استعمال شکر کو دوبارہ رونما ہونے سے باز رکھے گا۔ اگر تھوڑی بہت شکر پھر آنے لگے تو "پینکریاٹین" یا "پینکری ایٹین" کے استعمال سے اس پر قابو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جامن کی گٹھلی کا سفوف اور پینکری ایٹین ملا کر استعمال کرنا اکثر بہت مفید ہوتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مغز تخم جامن دو تولے، افیون چار ماشے کو باریک پیس کر پانی میں گوندھیں اور چار چار رتی کی گولیاں بنائیں۔ ایک ایک گولی صبح و شام چھاچھ کے ساتھ کھائیں۔ دوسرے اوقات میں بھی دو چار بار چھاچھ پییں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کشتہ فولاد، کشتہ قشر بیضۂ مرغ، افیون مصفٰی ہر ایک ایک تولہ، طباشیر ۲ تولے، خستہ جامن ۶ تولے۔ پہلے کشتوں، افیون اور طباشیر کو کھرل کر لیں۔ پھر خستہ جامن کو باریک پیس لیں اور اس کو بھی کشتوں وغیرہ کے ساتھ کھرل میں ڈال دیں۔ ڈیڑھ ماشہ یہ سفوف جوشاندہ گڑمار بوٹی ۳ ماشے کے ساتھ پھانک لیں۔ اس کو صبح اور شام دونوں وقت استعمال کر سکتے ہیں۔ (حکیم اکبر حسین)

(۱۵۱) **انجیکشن کی تعلیم پر کتاب**:- (ا) اُردو میں انجکشن کے طریقۂ علاج پر کوئی جامع اور مانع کتاب تو شاید موجود نہیں ہے۔ البتہ لاہور میں حکیم قرشی صاحب نے اس قسم کی بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ انجکشن کے متعلق بھی اُنھوں نے کوئی کتاب شائع کی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اردو زبان میں انجکشنوں کے متعلق ایک کتاب "حل انتقان" دفتر ہمدرد صحت سے طلب فرمائیے۔ قیمت ایک روپیہ ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۲) **ابھارا**:۔ (۱) اپنی اہلیہ کو "ایگزیر پیپسین" کی دو ایک شیشیاں استعمال کرا دیجیے۔ ہر مرتبہ کھانا کھانے کے بعد ایک ماشہ سوڈا بائیکارب ایک خوراک پانی میں گھول کر پلاتے رہیے۔ ممکن ہو تو کمل ہماہیں حل الصباح جہل قدمی کرائیے (سعید بریلوی)

(ب) جب تک تفصیلی حالات معلوم نہ ہوں میرا تشخیص و تجویز مشکل ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۳) **کھجلی اور کالا داغ**:۔ (۱) اگر "نگنولین" دست یاب ہو جائے تو ایک اونس ویسلین میں دس درہم گرین ملگنولین ملا کر مرہم تیار کرائیے اور اس مرہم کی اپنے عزیز مذکور کی گردن پر روزانہ ایک مرتبہ مالش کرا دیا کیجیے۔ جہاں تک میرا خیال ہے آپ کے عزیز کی "پاک دامنی" یا "تر دامنی" کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ یہ مرض ایک حد تک متعدی ضرور ہے۔ (سعید بریلوی)

(ب) یہ مرض متعدی ہے، گندک آملہ سار ایک تولہ، رسکپور دو رتی کو باریک پیس کر گائے کے گھی تین تولے میں ملا کر رکھ لیا جائے اور روزانہ صبح و شام داغ پر لگایا جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) داخلی استعمال کے لیے آپ کے لیے ہمدرد کی "صافی" مفید رہے گی۔ داغ پر یہ دوا لگائیے:۔ سیماب آٹھ ماشے، گندک آملہ سار ایک تولہ، بابچی دو تولے، طباشیر تین ماشے۔ ان سب کو سرمہ کی طرح باریک کر لیں اور خالص کڑوے تیل میں مسلسل ایک دن تک کھرل کر لیں۔ روزانہ دو بار داغ پر لگانا چاہیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۵۴) **ورم فوطہ**:۔ (۱) یہ کچھ ظاہر نہ ہو سکا کہ فوطہ کے ورم کا سبب کیا تھا۔ کچھ چوٹ لگی تھی یا سوزاک ہو گیا تھا یا اس میں پانی بھر گیا ہے۔ اگر صرف پانی بھر گیا ہے تو اس کا بہترین علاج یہی ہے کہ آپ اپریشن کرا لیجیے۔ ہمیشہ کے لیے یہ شکایت دور ہو جائے گی۔ اپریشن میں کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ ڈاکٹر صاحب محض دل لگی کے طور پر وہ عصب قطع نہ کر دیں کہ جس پر قوت مردمی کا انحصار ہے۔ اگر سوزاک ہو چکا ہے تو اپریشن کی ضرورت نہیں۔ "یولیرون" کی گولیاں کھائیے سوزاک کا مادہ جسم سے خارج ہو جائے گا۔ "آرجنٹی گون" کے انجکشن بھی سوزاک کے لیے بہت مفید ہوتے ہیں۔ اگر یہ ورم چوٹ کے نتیجہ سے ہو تو غالباً قائم رہے گا لیکن تکلیف نہ دے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اب آپ اس کا علاج بذریعہ اپریشن کرائیے۔ یوں تو اس حالت میں بھی اکثر آدمیوں کو ضعف باہ کی شکایت ہوتی ہے اور بعض کو اپریشن کے بعد بھی ہو جاتی ہے، لیکن ضروری نہیں ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۵) **نسخۂ سوزاک مجرب**:۔ (۱) سوزاک کے جراثیم کو ہلاک کرنے کے لیے "سلفانل امائڈ" کے مرکبات بہترین ثابت ہوئے ہیں۔ ان مرکبات میں سے "ایم۔ بی ۶۹۳" اور یولیرون مفید ترین چیزیں ہیں۔ انجکشن بھی اس مرض میں بہت مفید ہیں بالخصوص پرانے سوزاک میں۔ "آرجنٹی گون" کے نام سے جو انجکشن ملتے ہیں وہ بہت قوی الاثر ہیں۔

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) یہ نسخہ سوزاک کے لیے بہت مفید ہے:۔ شورہ قلمی ۳ تولے، دانہ الائچی خورد، ست بہروزہ ہر ایک ایک تولہ، کباب چینی، منبلوچن ہر ایک دو تولے، مصری چار تولے۔ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور ۶۔۶ ماشے صبح و شام دودھ کی لسی کے ساتھ پھانکیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۶) **بھدّے خرّاٹے**:۔ (۱) واقعی خرّاٹے بہت ہی تکلیف دہ چیز ہیں۔ زیادہ غصہ اس وجہ سے آتا ہے کہ حضرت سلامت خود تو انتہائی آرام کے ساتھ سو رہے ہیں اور گھر والوں کی نیند حرام کر رکھی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس ناک میں مضبوطی کے ساتھ ڈاٹ لگا دی جائے کہ جس سے یہ سامعہ شگاف آوازیں برآمد ہو رہی ہیں لیکن ان کا دم گھٹ جانے یا دم نکل جانے کا اندیشہ ایسی کارروائی سے باز رکھتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ خرّاٹوں کی آواز اس وقت پیدا ہوتی ہے کہ جب ہوا کی نالی کے راستے میں کوئی رکاوٹ ہو۔ یہ رکاوٹ حلق کے غدودوں کے بڑھ جانے سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ بلغم کے سدِ راہ ہونے سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر گردن سینے کی طرف زیادہ مڑی ہوئی ہو تب بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر صرف گردن کے خم کی وجہ سے یہ حالت پیدا ہوئی ہے تب تو صرف اتنا کافی ہوتا ہے کہ گردن کو پیچھے کی طرف موڑ دیں تاکہ ہوا کی نالی پر کوئی

دباؤ نہ رہے۔ اسی ترکیب سے اس وقت بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے کہ جب حلق میں غدود یا بلغم موجود ہو۔ لیکن اگر بلغم کا منبع سے یا گلے آئے ہوئے ہیں تو اس کا باقاعدہ علاج کرنے سے یہ مصیبت ٹل سکتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) بعض آدمیوں کو سوتے وقت خراٹے کیوں آتے ہیں۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے آلاتِ صوت خصوصاً اوتار الصوت کے افعال سے واقف ہونا ضروری ہے، لیکن اس جگہ تمام باتیں تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کی جا سکتیں۔ مختصر یہ کہ ہر شخص کے حنجرہ میں آواز پیدا کرنے والی ڈوریاں ہوتی ہیں جن لوگوں میں نیند کی حالت میں خراٹے کی آواز پیدا ہوتی ہے ان لوگوں میں یہ ڈوریاں موٹی ہوتی ہیں اور نیند کی حالت میں مسترخی ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ پس جس وقت وہ نیند کی حالت میں سانس لیتے ہیں تو ان ڈوریوں سے سانس کی ہوا دب کر نکلتی ہے اور خراٹے کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ چت نہ سونے دیں کیوں کہ چت سونے کی حالت ہی میں ایسا ہوتا ہے۔

(حکیم عبدالواحد)

(۱۵۷) **رات کو کم نظر آنا**:- (۱) جن ڈاکٹروں نے آپ کو یہ بتایا کہ یہ کیفیت عمر کے ساتھ بڑھتی جائے گی اور بالآخر بینائی بالکل جاتی رہے گی، ان سے آپ نے اس کا علاج بھی کیوں نہ دریافت کیا۔ یہ کیفیت حیاتین کی کمی کی وجہ سے رونما ہوتی ہے۔ اور اگر اپنے عزیز کو آپ ایسی غذائیں دیں کہ جن سے حیاتین کی کمی دور ہو جائے تو بیماری کا ازالہ ممکن ہو۔ آپ اپنے عزیز کو "کاڈ لور آئل" پلائیں۔ دودھ، مکھن اور تازہ پھل خوب افراط سے کھلائیں تو خدا نے چاہا تو کچھ عرصہ کے بعد یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر یہ شکایت پیدائشی ہے تو لاعلاج ہے لیکن اگر کچھ دنوں سے یہ شکایت پیدا ہو گئی ہے تو علاج ممکن ہے۔ مقویات استعمال کرائیں، مثلاً شربت اکسیر خاص ۱ ۱ تولہ بعد غذا دونوں وقت چاٹیں اور نرگسی سرمہ صبح و شام سلائی سے آنکھوں میں لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آپ دن میں دو بار کاغذی لیموں کا رس دو دو قطرے آنکھ میں ڈال لیا کیجیے۔ اگر یہ لیموں نہ مل سکے تو پیاز کا رس کام میں لائیں۔ اس کے علاوہ عرق بادیان ۱۰ تولے کے ساتھ صبح و شام اطریفل چہار مغز کھا لیا کیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۵۸) **دھپڑ**:- (۱) آپ کی تحریر واضح نہیں ہے۔ صحیح طور پر کچھ سمجھ میں نہ آ سکا کہ کیا مرض ہے۔ شک ہوتا ہے کہ شاید داد ہو۔ بہرحال بہتر یہی ہے کہ مقامی طور پر کسی حکیم یا ڈاکٹر کو دکھا کر علاج کرا لیجیے۔ معمولی شکایت ہے بہ آسانی رفع ہو جائے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مصفیٔ خون ادویہ استعمال کریں۔ مثلاً "صافی" ایک تولہ روزانہ صبح کو پانی میں ملا کر پییں اور "ہمدرد مرہم" لگائیں۔ تمام غذائیں بادی اور ترش چیزوں سے پرہیز کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) توتیا چھ ماشے، کاغذی لیموں کا رس ۵ تولے۔ دونوں کو ایک تام چینی کے پیالہ میں ڈال کر ہلکی آنچ پر رکھیں جب رس اڑ جائے تو توتیا کو نکال لیں اور ململ کے کپڑے میں پوٹلی بنا لیں۔ آب دست کے بعد اس پوٹلی کو دھپڑ پر رگڑ دیا ... دو چار بار ایسا کرنے سے شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۵۹) **خنازیر**:- (۱) جس بچے کو خنازیر ہو اس کی صحت کو اچھا کہنا بہت عجیب سی بات ہے۔ خنازیر دراصل غدود یا گلٹیوں کی دق ہوتی ہے۔ دق کے جراثیم اگر پھیپھڑوں کے بجائے گردن کی گلٹیوں میں اپنا مسکن بنا لیں تو اسے خنازیر کہا جاتا ہے۔ آپ بچے کو ایک عرصۂ دراز تک برابر مچھلی کا تیل استعمال کرائیے اور ساتھ ہی ساتھ "سیرپ فیری آیوڈائڈ" ایک ایک ڈرام کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ پانی ملا کر پلاتے رہیے۔ "آیوڈیکس" کی گلٹیوں پر روزمرہ مالش کیا کیجیے۔ غذا میں دودھ، مکھن، انڈے، گوشت اور تازہ پھل خوب دیجیے۔ زیادہ سے زیادہ روشنی اور کھلی ہوا میں رکھیے۔ جتنا وقت گھر سے باہر میدانوں اور باغوں میں گزرے اسی قدر اچھا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) چھپکلی دو عدد کو سرسوں کے تیل آدھ پاؤ میں جلائیں اور خوب اچھی طرح گھوٹ کر رکھیں اور روزانہ گلٹیوں پر لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۶۰) **پیاس زیادہ لگنا:-** (ا) آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ پانی زیادہ پینے کی وجہ سے آپ کو بدہضمی ہو گئی ہو۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ کا معدہ خراب ہو اور آپ سوء ہضم میں مبتلا ہوں اور اس وجہ سے آپ کو پیاس زیادہ لگتی ہو۔ پیاس زیادہ لگنے کا ایک خاص سبب ذیابیطس یعنی پیشاب میں شکر آنے کا مرض بھی ہوتا ہے۔ بہتر ہو کہ اس کے متعلق اطمینان کر لیجیے۔ ہر ایک ڈاکٹر پیشاب کا امتحان کر کے اتنا بتا سکتا ہے کہ اس میں شکر موجود ہے یا نہیں۔ اگر خدانخواستہ شکر آتی ہو تو اس کا باقاعدہ علاج کرائیے۔ اگر نہیں تو پھر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ دھوپ میں چلنے پھرنے سے یوں بھی جسم کو پانی کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ آپ نے یہ نہ لکھا کہ دن بھر میں آپ کتنا پانی پیتے ہیں۔ اگر آٹھ یا دس گلاس تک زائد نہیں پیتے تو یہ مقدار بالکل معمولی ہے اور ایک جوان آدمی کو اتنا پانی ضرور پینا چاہیے۔ آپ چونکہ دھوپ میں کام کرتے ہیں۔ اس لیے آپ کے لیے بارہ چودہ گلاس بھی کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ "شربت روح افزا" یا دہی کی لسی پیا کیجیے۔ ان کے استعمال سے پیاس کی شدت نہیں رہے گی اور ہضم بھی خراب نہیں ہوگا۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) برادۂ صندل سفید جس تازہ ۱۰-۱۰ تولے، گل نیلوفر ۲ تولے، گل گڑھل دو سو عدد۔ تین سیر پانی میں رات کے وقت بھگو دیں۔ صبح کو ہلکی آنچ پر پکائیں حتیٰ کہ تین پاؤ پانی رہ جائے اس کا شربت بنائیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے تو عرق بیدمشک اور کیوڑہ پانچ پانچ تولے ملا دیں۔ شربت تیار ہے۔ دو دو تولے یہ شربت صبح و شام ٹھنڈے پانی میں گھول کر پی لیا کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۱۶۱) **جوڑوں کا درد:-** (ا) آپ نے یہ کچھ نہیں لکھا کہ آپ کے مسوڑھوں سے خون یا پیپ تو کچھ نہیں نکلتا۔ بہر صورت آپ کو گوشت بالکل ترک کر دینا چاہیے۔ تازہ پھل بالخصوص لیموں اور سنگترے آپ کے لیے بہت مفید ہیں۔ دوا کے طور پر آپ "اٹوفین" کی گولیاں استعمال کریں۔ "اٹوفنیل" کے انجکشن بھی بہت مفید ہوں گے۔ یہ دونوں دوائیں آج کل ذرا کمیاب ہو گئی ہیں لیکن آپ تلاش کریں گے تو مل جائیں گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ ہمدرد دواخانہ کی مشہور دوا "اوجاعی" کا ایک ایک قرص صبح و شام پانی کے ساتھ کھائیے۔ اور معجون اوجاع ۶ ماشہ رات کو پانی کے ساتھ استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۶۲) **خرابی خون:-** (ا) آپ نے یہ تو فرمایا ہے کہ "چار برس سے مجرد ہوں" لیکن یہ کچھ تحریر نہ فرمایا کہ اس عالم تجرد میں کوئی مرض تو نہیں خرید لیا ہے۔ علامات جو آپ نے لکھی ہیں بہت کچھ شک پیدا کرنے والی ہیں اگر آپ آتشک سے محفوظ ہیں تو پھر غالباً آپ کے جسم میں کیلسیم کی کمی ہے اور یہ کمی آپ "کولائیڈل کیلسیم" کے انجکشن لگوا کر پوری کر سکتے ہیں۔ پھنسیوں پر لگانے کے لیے زنک اوکسائڈ دو ڈرام ایک اونس ویسلین میں ملا کر مرہم بنوا لیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ "صافی" ایک ایک تولہ صبح و شام پانی میں ملا کر پیجیے اور کم از کم بیس دن تک اس کا استعمال جاری رکھیے۔ گوشت ہر قسم کی ترشی اور گڑ سے پرہیز رکھیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ہمدرد کی "صافی" استعمال کیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۱۶۳) **سرمۂ مفید:-** (ا) مجھے بدقسمتی سے دو ایک ایسے نسخے تو معلوم ہیں جو سو فی صدی فائدہ کریں۔ لیکن نوے فی صدی فائدہ کرنے والا کوئی نسخہ یاد نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) یہ سرمہ اکثر امراض چشم میں مفید ہے خصوصاً ضعف بصارت کے لیے بہت ہی نافع ہے۔ **نسخہ:-** سرمہ اصفہانی دو تولے، جست شگفتہ چار تولے، پھٹکری شگفتہ دو تولے، مرجان سوختہ ایک تولہ، صدف کلاں سوختہ ایک تولہ، معری ایک تولہ، چاندی کے ورق ۶ ماشے۔ سب کو تین روز عرق گلاب میں کھرل کریں۔ یہاں تک کہ دوائیں نہایت باریک ہو کر خشک ہو جائیں۔ اس کے بعد چھان کر رکھیں اور صبح و شام سلائی سے آنکھوں میں لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۶۴) **"سریع الرحم":-** (ا) جو بچی تیرہ سال کی عمر میں ماں بن جانے پر مجبور کی گئی ہو اسے جو مرض بھی نہ ہو جائے وہ کم ہے۔ مناسب یہ ہوگا کہ آپ کسی ہوشیار لیڈی ڈاکٹر کو دکھائیں اور اس کی ہدایات پر عمل کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) یہ شکایت بعض عورتوں کو ضعف رحم کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔ آپ اپنی اہلیہ کو معجون زنجبیل ۹ ماشے صبح کو دودھ کے ساتھ کھلائیے اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے دیجیے۔ تا بعض بادی چیزوں سے پرہیز کرائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) گوگل مصفیٰ، رسوت۔ ان دونوں کو مولی کے رس میں کھرل کر کے چنے برابر گولیاں بنا لیں۔ دو گولیاں صبح اور دو شام کو تازہ پانی کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۶۵) **کمزوری۔ عرق النساء**:۔ (ا) آپ نے یہ تو بتایا کہ آپ بہت کمزور ہو گئے ہیں لیکن یہ نہیں لکھا کہ اس کمزوری کا باعث کیا ہے۔ اندازہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عصبی کمزوری میں مبتلا ہیں۔ بنیادی سبب کی آپ کے جسم میں کمی ہے۔ عصبی کمزوری دور کرنے کے لیے اگر آپ "انکرسے ٹون" کی چند شیشیاں پی ڈالیں تو بہت فائدہ ہوگا۔ حیاتین ب کے انجکشن لگوا کر آپ کمی کو پورا کر سکتے ہیں۔ انڈوں میں اور دودھ میں یہ حیاتین بکثرت ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کا استعمال بھی بہت مفید ہوگا۔ عرق النسا اکثر حیاتین کی کمی کے باعث ہوا کرتا ہے۔ اگر یہی سبب ہے تو اس ترکیب سے یہ دونوں مرض جاتے رہیں گے۔ آپ کی عمر اس عرق بھی ذہن کو منتقل کرتی ہے کہ شاید آپ بھی نوجوانی کا شکار اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو تب بھی "انکرسے ٹون" سے فائدہ ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ "شربت اکسیر خاص" ایک ایک تولہ بعد غذا دونوں وقت چاٹ لیا کیجیے اور روزانہ صبح کو دو چمچی ایک قرص پانی کے ساتھ کھائیے۔ ان کے استعمال سے بدن میں خون کی پیدائش میں ترقی ہوگی اور عرق النسا سے بھی محفوظ رہیں گے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) پہلے عرق النسا کا علاج ضروری ہے۔ صبر زرد، پوست ہلیلہ زرد، سورنجان شیریں۔ ان کا سفوف تیار کر کے عرق مکو کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنا لیں اور رات کو سوتے وقت چھ گولیاں عرق بادیان کے ساتھ کھا لیا کیجیے۔ چند دن میں عرق النسا کی شکایت رفع ہو جائے گی۔ حکیم اکبر حسین الہ آبادی

(۱۶۶) **بال گرنا**:۔ سر میں خارش تو نہیں ہوتی البتہ ہو جایا کرتے ہیں۔ انھی کی وجہ سے بال گر جاتے ہیں۔ اگر آپ عکس ریز شعاعوں سے داد کا علاج کرا لیں تو داد اچھے ہو ہی جائیں گے اور اغلب یہی ہے کہ بال نکل آئیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہمدرد دواخانہ سے "روغن معطر" طلب کر کے استعمال کیجیے۔ بالوں کو اگانے کے لیے نہایت مفید اور بارہا کی مجرب دوا ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) توتیا ۲ ماشے، کتھ سفید، مرچ سیاہ ایک ایک تولہ۔ ان کو سرمہ کی طرح باریک کر کے سوا پاؤ روغن زرد سو بار دھلا ہوا میں ملا دیں۔ اس مرکب کو سر پر لگانے سے خارش رفع ہو جائے گی۔ اور بال بھی نکل آئیں گے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۶۷) **نسخہ برائے مرگی**:۔ (ا) مرگی کو آپ نے ایسا آسان مرض سمجھ لیا ہے کہ اس کے لیے تیر بہدف نسخہ کی درخواست کی ہے۔ مرگی تو ان بیماریوں میں سے جو بہت ہی مشکل سے اچھی ہوتی ہیں۔ آپ مریض کو "ایپی لیپ روڈ" ٹیبلیٹس استعمال کرائیے۔ اگر فائدہ معلوم ہو تو کچھ عرصہ تک اسی کا استعمال جاری رکھیے۔ مرگی کے علاج میں یہ ضروری ہے کہ مریض کی زندگی انتہائی سکون میں بسر ہو۔ غم، غصہ، فکر بالکل اس کے قریب بھی نہ آنے پائے۔ غذا بہت ہی سادہ اور زود ہضم ہو اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ قبض نہ ہو۔ کسی قسم کی محرک دوا یا غذا مریض کو نہ دی جائے۔ شراب، چائے، تمباکو وغیرہ سے بالکل پرہیز رکھا جائے۔ برومائڈس کے ساتھ ساتھ دماغ کو تقویت بخشنے کے لیے "کاڈلور آئل" استعمال کریں تو بہتر ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مرگی کے لیے کوئی تیر بہدف نسخہ نہیں ہے۔ باقاعدہ علاج کرایا جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) بکری کے دل کا خون سائے میں خشک کر کے کھرل کر لیں۔ صبح و شام ایک ایک سلائی آنکھ میں لگائیں۔ چند دن کے استعمال سے مرگی جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۶۸) **تلی بڑھ جانے کا علاج**:۔ بعض بخاروں کا یہ اثر ہوتا ہے کہ تلی میں سوزش برپا ہو کر اس میں ورم آ جاتا ہے۔ ملیریا کے بخار کا خصوصیت کے ساتھ یہ اثر ہوتا ہے اور تقریباً ۵ فی صدی ملیریا کے مریضوں کی تلیاں بڑھی ہوئی ہوتی ہیں چونکہ ملیریا کا بھی ایک

مخصوص موسم ہوتا ہے کہ جب مچھروں کی کثرت ہو۔ اس لیے تلیاں بڑھنے کا بھی وہی موسم ہوا کرتا ہے۔ علاج کے طور پر کونین، فولاد اور سنکھیا ملا کر دیں تو بہت ہی مفید ہے۔ ذیل کا نسخہ اکثر مریضوں کے لیے شفا بخش ثابت ہوگا۔ فیری سلفاس دو گرین، کونین سلفاس دو گرین، ایسڈ سلفیورک ڈل ۱۰ منم، میگنیشیا سلفاس نصف یا ایک ڈرام، لائیکوار آرسینی کیلس دو منم، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے۔ یہ ایک خوراک ہے ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا استعمال کریں۔ پندرہ روز استعمال کرنے کے بعد اس دوا کو آٹھ روز کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ تلی پر لگانے کے لیے "سرخ مرہم" کا استعمال مناسب ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) تلی بڑھ جانے کی شکایت کو دور کرنے کے لیے یہ دوا بنا کر استعمال کیجیے۔ عموماً مفید ثابت ہوتی ہے۔ کاغذی لیموں کا تازہ رس ایک بوتل لے کر اس میں کوڑی زرد ۹ ماشے، سہاگا ۶ ماشے باریک پیس کر ملائیں اور بوتل میں ڈاٹ لگا کر دھوپ میں رکھ چھوڑیں۔ پندرہ دن کے بعد کام میں لائیں۔ ایک ایک تولہ صبح و شام پییں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۶۹) **نفخ وغیرہ**:- (۱) مریض کو دیکھے بغیر کوئی صحیح رائے قائم کرنا دشوار ہے تاہم آپ "ایلگزیر پیپسن" استعمال کر کے دیکھیں، اگر فائدہ محسوس ہو تو استعمال جاری رکھیں۔ اگر آپ کسی ایسے مقام پر ہیں جہاں سیب پیدا ہوتے ہیں تو کچھ سیبوں کا گودا کھلائیے۔ معمولاً جو غذا ئیں مریضہ کو دی جاتی ہیں انھیں بدل کر دیکھیے کہ کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کی معمولی غذاؤں میں کوئی ایسی چیز شامل ہو جو انھیں ہضم نہیں ہوتی۔ بہتر ہو کہ چند روز انھیں صرف دودھ دہی اور پھلوں پر رکھیں۔ اناج اور گوشت وغیرہ بالکل نہ دیں۔ آپ نے بہت ہی مختصر حالات لکھے ہیں۔ اس لیے کچھ اور ہدایات نہیں لکھ سکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ نے اپنی بہن کی عمر نہیں بتائی تاکہ عمر کے مطابق دوا کی مقدار بتائی جاتی۔ اگر وہ بالغ ہیں تو حالتی نسبت ایک قرص معجون سنگ دانہ مرغ ۶ ماشے میں ملا کر صبح کے وقت کھلائیں اور جوارش عود شیریں ۶-۶ ماشے کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت استعمال کرائیں۔ نابالغ ہونے کی صورت میں ان دواؤں کی مقدار خوراک نصف ہونی چاہیے۔ (حکیم عبدالواحد)

گرمی کا موسم مَر اگِر ا رہنے کے لیے نہیں ہے!

ایک قابلِ عمل پروگرام

ہائے گرمی! آسمان سے آگ برس رہی تھی۔ زمین آگ اگل رہی تھی۔ ہوا میں آگ کے شعلے دوڑتے پھر رہے تھے۔ اوپر آگ تھی نیچے آگ تھی، ہر طرف آگ تھی اور اس آگ میں انسان اور حیوان جھلس جھلس کر دم دے رہے تھے۔

غریب مزدور جس کی پیدائش کا مقصد ہی غالباً یہ ہے کہ فاقہ کرے مصیبتیں اٹھائے اور فنا ہو جائے اس جہنمی موسم میں تپتی ہوئی زمین پر چلا جا رہا تھا۔ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جہنم میں ہو۔ یکایک اس کے قدموں کو لغزش ہوئی اور چند منٹ کے بعد وہ بے ہوش تھا۔

غریب دم توڑ رہا تھا اور دولت مند انسان، یعنی ثروت اور دولت سے ہی جہنمی موسم کے شعلوں کا مقابلہ کر رہا تھا لیکن پھر بھی اس دولت مند انسان کو کسی طرح چین نہ ملتا تھا۔ بجلی کے پنکھوں اور خس کی ٹٹیوں نے باہر کی آگ سے تو اسے کسی حد تک محفوظ کر دیا تھا، لیکن جسم کے اندر کی آگ اسے پھونکے ڈالتی تھی ورود یہ محسوس کر رہا تھا جیسے اس کی رگوں میں خون کے بدلے آتش سیال گردش کر رہی ہو۔ اندر کی آگ اسے جھلسے دیتی تھی اور وہ ہر لحظہ نڈھال ہوتا چلا جا رہا تھا۔ غرض ہر طرف ایک قیامت برپا تھی۔ نہ امیر کو چین تھا نہ غریب کو۔ نہ سرمایہ دار کو قرار تھا نہ مزدور کو۔ ہر شخص تڑپ رہا تھا اور بے چین تھا اور یہ محسوس کر رہا تھا جیسے قدرت بنی نوع انسان سے کسی بہت بڑے گناہ کا انتقام لے رہی ہے۔

جسم کا سارا نظام درہم برہم

گرمی کی شدت بلاشبہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے جو انسان کے تمام جسمانی نظام کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کا دماغ جواب دے دیتا ہے، غیر دماغی کام کرنے والوں کے اوسان ٹھکانے نہیں رہتے اور جسمانی محنت کرنے والوں کو تو یہ محسوس ہوتا ہے گویا کسی نے ان کے جسم سے جان نکال لی ہو۔

جسمانی نظام کی اس برہمی کا یہ سبب ہے کہ اس موسم میں ہمیشہ کارکردگی کا اوسط بہت کم ہو جاتا ہے جس سے عوام کی اقتصادی حالت پر بھی بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ اطبا اور ڈاکٹر اس موسم کو انسانی زندگی کے لیے بے حد خطرناک سمجھتے ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ گرمی کی زیادتی کی وجہ سے روح بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے اور جسم کی وہ رطوبت خشک ہونے لگتی ہے جس پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ نیز دماغی کیفیت اعتدال پر نہیں رہتی۔ قلب کی حرکت تیز ہو جاتی ہے، معدہ کمزور اور خراب ہو جاتا ہے، جگر میں حدت بڑھ جاتی ہے اور بے شمار مہلک اور خوفناک بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں۔

جسم کو اس خوفناک موسم سے کیونکر بچایا جائے؟

گرمی کے موسم کے ان خوفناک اثرات کو دیکھتے ہوئے قدرتی طور پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس جہنمی موسم سے جسم کو کیونکر محفوظ رکھا جائے! اس سوال کا بہترین جواب تو سائنس کی جدید ترین دریافت ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ طبِ قدیم اور طبِ جدید دونوں کا لبِ لباب آپ کے سامنے پیش کر دیں تاکہ آپ دونوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

قدیم اطبا نے اس جہنمی موسم سے محفوظ رہنے کے لیے جو ہدایتیں دی ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) دھوپ اور گرمی سے بچو۔ دھوپ اور گرمی کے وقت ہرگز گھر سے باہر نہ نکلو۔

(۹) جھن کبھی نہ رہنے دو۔ جھن [illegible] کے لیے ہی [illegible] استعمال کیا کرو۔ مرغن مسہل ہرگز نہ لو۔
(۱۰) غذا کے ساتھ سرکہ، پیاز، پودینہ اور املی وغیرہ بھی کھایا کرو۔
(۱۱) ٹھنڈا اور میٹھا پانی کافی مقدار میں پیا کرو تاکہ وہ جسم کی گھٹی ہوئی رطوبت کی تلافی کر سکے۔
یہ ہے قدیم اطبا کا وہ طریقہ، جس پر عمل کرنے کے بعد موسم گرما کے خطرات سے بڑی حد تک اپنے آپ [illegible] ۔

جدید سائنس ہم کو کیا سکھاتی ہے

جدید سائنس اور طبِ جدید کو بھی اگرچہ اطبائے قدیم کی ان احتیاطی تدابیر پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن طبِ جدید [illegible] ہے کہ موجودہ زمانہ میں، جب کہ انسان کی مصروفیت حد سے بڑھ چکی ہے، انسان زندگی کی کشاکش میں بُری طرح مبتلا ہے [illegible] یہ ناممکن ہو گیا ہے کہ وہ اس خوفناک موسم سے بچنے کے لیے گھر میں بیٹھا رہے اور ان احتیاطی تدابیر پر عمل کر سکے جو اطبائے قدیم نے [illegible] ہیں۔

اطبائے جدید کا خیال ہے کہ اب زمانہ بالکل بدل چکا ہے۔ انسان کو نہ صرف اپنے گھروں ہی سے نہیں نکلنا [illegible] وطن سے دُور بھی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں، جہاں نہ غذا کی احتیاط ہو سکتی ہے اور نہ جسم کو پناہ دینے کے لیے محفوظ کرنے کا [illegible] انسان کو تن بتقدیر اپنے آپ کو مشکلات کے حوالے کر دینا پڑتا ہے۔

حالات اور زمانہ کی اس تبدیلی کو دیکھتے ہوئے اطبائے جدید کی رائے ہے کہ اس دُشوار اور وقت پسند [illegible] صورت اس کی ہے کہ انسان اپنے جسم کے اندر مقابلہ کی وہ طاقت پیدا کرے جس کی موجودگی میں جسم اس قابل ہو سکے کہ احتیاطی تدابیر کے اختیار نہ کرنے کے باوجود وہ گرمی کی شدت اور موسم کی سختی کو برداشت کر سکے۔

اطبائے جدید کے اس خیال کے مطابق یورپ کے وہ سیاح یا کارکن جو افریقہ اور ہندستان کے جنگلوں میں خاک اُڑاتے پھرتے ہیں، خاص قسم کے مفرحات اور لطیف مکسچر برابر استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ان مفرح اور لطیف مکسچروں کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ان کے استعمال سے زائل شدہ قوت بحال ہو جاتی ہے۔ خشک شدہ رطوبت پھر پیدا ہو جاتی ہے، جسم میں تھکن نہیں ہوتی۔ لو اور جھلس دینے والی ہوائیں اعصاب پر اور دل و دماغ پر کوئی خطرناک اثر نہیں پیدا کرتیں۔

اس خوفناک موسم سے بچنے کے لیے جدید ایجاد

طبِ جدید کے اسی سائنٹفک اصول کے پیشِ نظر ہندستان نے بھی اسی مقصد کے لیے ایک نہایت ہی مفرح اور لطیف ایجاد "شربت رُوح افزا" کے نام سے دُنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ یہ ہر لحاظ سے یورپ کے بہترین سے بہترین مکسچروں سے ممتاز ہے، کیونکہ اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ بے حد مفید ہونے کے ساتھ اس قدر لطیف اور لذیذ ہے کہ انسان کا جی چاہتا ہے کہ اسے بار بار استعمال کیے جائے "شربت رُوح افزا" کو ہندستان کے سب سے بڑے دواسازی کے کارخانے "ہمدرد دواخانہ" میں جدید سائنٹفک اصول کے مطابق، جدید ترین مشینری کے ذریعہ سے تیار کیا جاتا ہے اور اس میں وہ تمام فوائد موجود ہیں جو انسان کو بڑی بے فکری کے ساتھ موسم سے مقابلہ کے قابل بنا دیتے ہیں۔

"شربت رُوح افزا" حلق سے اُترتے ہی ایک منٹ کے اندر بجلی کی سی تیزی سے جسم کی اس اندرونی گرمی کو کم کر دیتا ہے

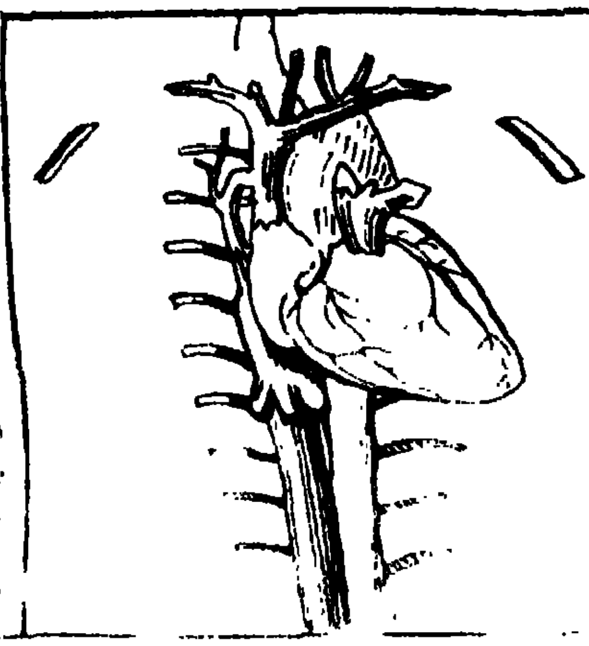
رمی ہو۔ یہ حیرت انگیز طریقہ پر چلتے ہوئے اعصاب میں سکون پیدا کر دیتا ہے۔ دل، دماغ، معدہ، جگر اور گردوں پر اس کا اثر نہایت [illegible] اس کے استعمال کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے جیسے جسم میں نئی طاقت دوڑا دی گئی ہو۔ دماغ یہ محسوس کرتا ہے جیسے اسے کوئی ٹھنڈک [illegible] جگر کی [illegible] خود بخود کم ہونے لگتی ہے اور گردوں کا [illegible] گرمی کی زیادتی سے جو نا بگڑ جاتا ہے اصل حالت پر آجاتا ہے۔

شربت روح افزا" صرف جسم کو سکون اور طاقت ہی [illegible] بلکہ اس کا ایک کام یہ بھی ہے کہ اگر گرمی کی زیادتی کی وجہ سے کوئی فاسد یا زہریلا مادہ جسم میں پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اس زہریلے مادہ کو پیشاب اور پسینہ کے ذریعہ سے خارج کر دیتا ہے۔

"شربت روح افزا" کے ان ہی حیرت انگیز فوائد کا نتیجہ [illegible] ہر سال گرمی کے موسم میں ہندوستان کے لاکھوں آدمیوں [illegible] معمول بنا لیا ہے کہ وہ دن میں کئی کئی بار شربت روح افزا [illegible] کرتے ہیں۔ جو حضرات استطاعت نہیں رکھتے وہ بھی [illegible] ایک بار شربت روح افزا [illegible] کرتے ہیں۔ کیونکہ شربت [illegible] سے بچ جاتے ہیں جو صحت کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔

دل اور دوران خون

شربت روح افزا اکسیر خوراک دوران خون پر اثر کرتی ہے۔ دوران خون شربت روح افزا کے استعمال سے ہمیشہ [illegible]



شربت روح افزا [illegible] دوسرے عام شربت

"شربت روح افزا" کے علاوہ اور بھی بہت سے دوسرے [illegible] ہمدرد دواخانہ [illegible] دوسرے دواخانے بھی کثرت کے ساتھ عام شربت فروخت کر رہے ہیں لیکن [illegible] شربتوں [illegible] شربت روح افزا میں فرق یہ ہے کہ شربت روح افزا" تو خاص طور پر گرمی کے موسم کی تمام تکالیف کو پیش نظر رکھ کر [illegible] اصول کے مطابق تیار کیا گیا ہے اور عام شربت وقتی سکون تو پیدا کر دیتے ہیں لیکن اکثر اوقات وہ بجائے مفید ہونے کے الٹے مضر ثابت ہوتے ہیں [illegible] ان میں ایک سرے سے وہ قیمتی اجزا ہی نہیں ہوتے جو جسم کو طاقت پہنچاتے ہیں اور جسم کو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ جسم گرمی کے خوفناک [illegible] کا مقابلہ کر سکے۔

تجربہ شاہد ہے کہ عام بازاری شربتوں کا اثر یہ [illegible] یاد رکھیے [illegible] معلوم ہونے لگتی ہے جسم [illegible] لگتا ہے، معدہ خراب ہو جاتا ہے، جگر کا فعل بگڑ جاتا ہے، دماغ سکون پانے کے بدلے کھویا کھویا سا رہنے لگتا ہے اور قلب کی کیفیت یہ ہوتی ہے جیسے وہ ڈوب رہا ہو۔ ایک دو نہیں ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ عام بازاری شربتوں کے استعمال سے لوگوں کے گردے بالکل ناکارہ ہو گئے ہیں۔ ان ہی خامیوں اور خرابیوں کو محسوس کرتے ہوئے اطبائے قدیم نے موسم گرما میں عام بازاری شربتوں کے استعمال سے منع کیا ہے۔

عام بازاری شربتوں کی ان ہی تباہ کاریوں کو محسوس کرتے ہوئے "ہمدرد دواخانہ" نے جدید سائنٹفک اصول کے مطابق شربت "روح افزا" کو تیار کیا ہے تاکہ ہمدرد کی اس مفید طبی ایجاد کے بعد ایک طرف عوام کو بازاری شربتوں سے نجات مل جائے دوسری جانب اس شربت کے لاجواب اور قیمتی اجزا اس جھلس دینے والے موسم کے مقابلہ میں سپر کا کام دے سکیں۔

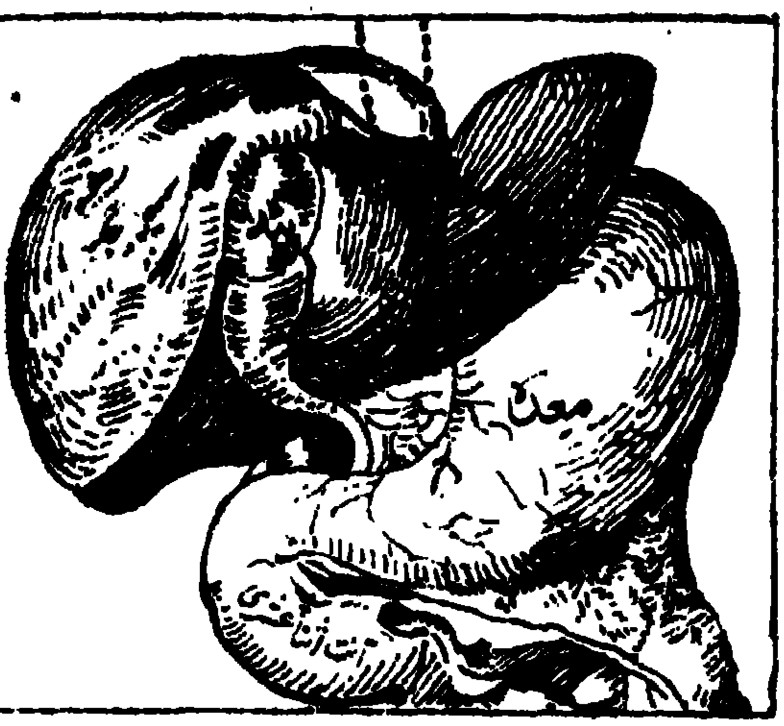
"شربت روح افزا" نظام جسمانی پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے، اس کی مکمل تفصیل بیان کرنا تو اس چھوٹے سے مضمون میں ناممکن ہے اس لیے ہم مختصر طور پر یہ بتائیں گے کہ یہ عجیب و غریب شربت کس طرح مختلف اعضائے جسمانی کو اپنے کیمیائی اثرات سے متاثر کرتا ہے۔

شربت رُوح افزا کی تاثیر

شربت روح افزا کے متعلق ہم یہ بتا چکے ہیں کہ یہ ایسے قیمتی اجزا سے تیار کیا گیا ہے، جو طبیعت یا قوت حیات (وائٹل فورس) کو پیدا کر کے اس کو مدافعت کی قوت بخشتے ہیں اور طبیعت کو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ ناگہانی طور پر اگر کوئی موسمی خطرہ پیش آجائے تو طبیعت اس کا مقابلہ کر سکے۔ اس کے علاوہ اس شربت کے قیمتی اجزا جسم کو حرارت کی زیادتی (ہائی پرتھرمیا) سے محفوظ رکھتے ہیں۔ چنانچہ صبح کو نہار منہ شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لینے سے لو لگنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا۔ نیز دھوپ میں چلنے پھرنے یا روزمرہ کے کاموں میں ورزش کی حد تک

محنت کرنے کے باوجود کبھی تھکن محسوس نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ انتہائی محنت کے باعث قدرتاً عضلات کی حرکت سے جو زیادہ حرارت پیدا ہوتی ہے اسے "شربت رُوح افزا" کے موثر اجزا پسینے کی گلٹیوں پر اثر ڈال کر پسینے کی راہ سے خارج کر کے جسمانی حرارت کا اعتدال بحال کرتے ہیں

جگر اور پتہ



ان دونوں اعضا کے افعال شربت روح افزا کے استعمال سے صحیح رہتے ہیں۔ وہ خلیات جگر (یعنی لیور سیلز) کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑتا ٭

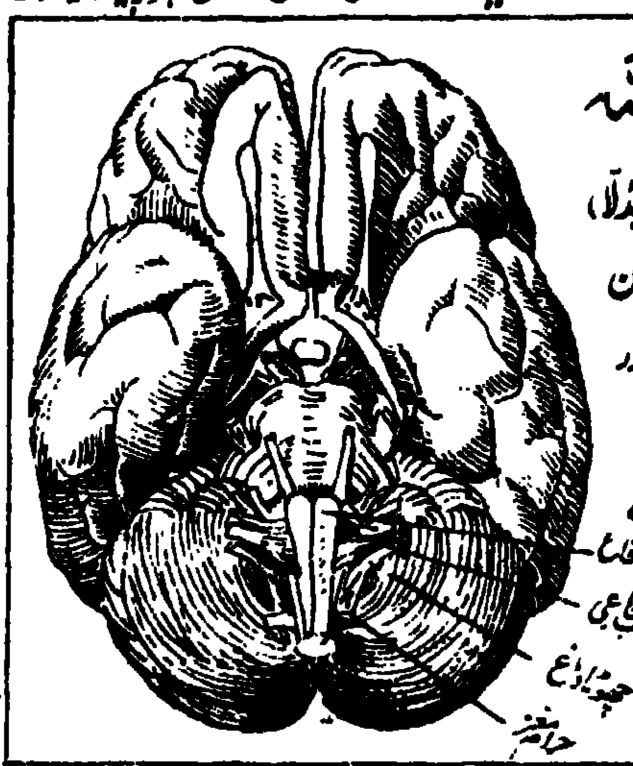
"شربت روح افزا" کا ایک نمایاں فائدہ یہ ہے کہ یہ شربت جگر کے افعال کی نگرانی کر کے جگر کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ نیز آنتوں پر صفرا یعنی پت کی تراوش کو اس درجہ باقاعدہ رکھتا ہے کہ نہ تو صفرا زیادہ مقدار میں آنتوں پر گر کر صفراوی دستوں کا باعث ہو سکتا ہے اور نہ اس کے کم ٹپکنے کی وجہ سے قبض کا اندیشہ رہتا ہے "شربت روح افزا" ہمیشہ جگر کے فعل کو درست رکھتا ہے اور کبھی یہ موقع نہیں دیتا کہ صفرا معمول سے زیادہ جمع ہو کر درد سر، متلی، قے اور دستوں وغیرہ کا باعث بن سکے۔

گردوں کی حفاظت کے لیے بھی "شربت روح افزا" لاجواب چیز ہے۔ یہ گردوں کے مزاج اور ان کے افعال کو گرمی کے اثر سے بچاتا ہے۔ اور اس کی مدد سے گردے خون کے خراب اجزا کو بدستور پیشاب کے راستے سے خارج کرتے رہتے ہیں۔

شربت رُوح افزا کا اعضائے رئیسہ پر اثر

"شربت روح افزا" اعضائے رئیسہ کے اندر نئی زندگی اور نئی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ یہ دل، جگر، معدہ اور گردوں کے کاموں پر پُورا اثر ڈالتا ہے

دماغ کے نیچے کا حصہ



جس کے پچھلے حصہ میں راس النخاع (میڈلا) کے پاس وہ مراکز ہوتے ہیں جو انسان کے جسم میں حرارت پیدا کرتے ہیں اور اس کو اعتدال پر رکھتے ہیں۔ شربت روح افزا معدہ میں داخل ہوتے ہی پٹھوں کے ذریعہ سے ان مراکز پر اثر کرتا ہے اور اس طرح جسم کی حرارت اعتدال پر رہتی ہے۔

دماغ کے تلے میں راس النخاع (میڈلا) کے پاس جو مرکز مولد حرارت (تھرموجے نے ٹک سنٹر) مخرج حرارت (تھرمولائی ٹک سنٹر) اور مرکز معتدل حرارت (تھرمو ٹیک ٹک سنٹر) ہوتے ہیں انھیں شربت روح افزا ہمیشہ معتدل حالت پر رکھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم میں زیادہ حرارت پیدا ہی نہیں ہوتی۔

"شربت روح افزا" چونکہ مرکز حرارت پر پورا پورا قابو رکھتا ہے اور طبیعت میں یکسانیت، ہم آہنگی اور اعتدال قائم رکھتا ہے۔ اس لیے اس کے استعمال کرنے والے گرمی کی تقریباً ان تمام مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں جو عموماً حرارت کے حد اعتدال سے بڑھ جانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ "شربت روح افزا" کا یہ اتنا بڑا کرشمہ اور کمال ہے جس کے مقابلہ میں نہ طب قدیم کی کوئی ایجاد پیش کی جا سکتی ہے اور نہ طب جدید کی۔

شربت روح افزا (رجسٹرڈ) کے قیمتی اجزا

شربت رُوح افزا، جو ہمدرد دواخانہ میں ۲۰ سال سے تیار ہوتا ہے اور آج کل جسے جدید سائنٹی فک اصول پر بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک ایسی لاجواب ایجاد ہے جس نے دنیائے طب میں ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے۔ اس بے نظیر اور لاجواب شربت کو انار، سیب انگور، سنترہ، اناناس، بہی، فالسہ، آلوچہ اور دوسرے بہترین تازہ پھلوں کے رسوں سے کیمیائی طریقوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ پھلوں کے

رسوں کے علاوہ اس میں ان تمام بیش قیمت دواؤں کی رُوح ڈالی جاتی ہے جو حیات انسانی کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ نیز بید مشک، کیوڑہ اور بے شمار نہایت لطیف اور قیمتی پھولوں کا عرق اس شربت میں شامل کیا جاتا ہے اور اس کے بعد زمانہ حاضرہ کی بہترین مشینری کے ذریعہ اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا جاتا ہے۔

شربت رُوح افزا کی تیاری کا اہتمام

شربت رُوح افزا کی تیاری کے لیے کس قدر اہتمام کیا جاتا ہے اس کا اندازہ اس سے فرمالیجیے کہ مختلف موسموں میں پیدا ہونے والے تمام پھلوں، تازہ پھولوں اور تازہ میووں کے عرق ان ہی مخصوص موسموں میں نکال لیے جاتے ہیں جن موسموں میں یہ پھل پھول اور میوے پیدا ہوتے ہیں تاکہ ان کے اثر میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ پھر ان عرقوں کو سائنٹیفک اصول کے مطابق اس وقت تک محفوظ رکھا جاتا ہے جب تک کہ شربت رُوح افزا کی تیاری نہ شروع ہو جائے۔

ذرا غور فرمائیے کہ صرف ان عرقوں کو خاص موسموں میں حاصل کرنا اور پھر ان کو شربت رُوح افزا کی تیاری کے زمانہ تک محفوظ رکھنا اپنی جگہ کس قدر دشوار کام ہے۔ یہ سب کچھ محض اس لیے کیا جاتا ہے کہ تازہ پھلوں، تازہ پھولوں اور تازہ میووں کا سو فی صد اثر اس شربت میں آ جائے۔

یہ حقیقت ہے کہ "شربت رُوح افزا" کی تیاری میں جو جدید سائنٹیفک طریقے اختیار کیے جاتے ہیں وہ ہندستان کی فن دواسازی میں انقلاب کے ہم معنی ہیں۔ ہندستان میں صرف "ہمدرد دواخانہ" کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ دواسازی کے لیے یورپ اور امریکہ کی جدید ترین مشینری سے کام لے رہا ہے۔ ہندستان میں صرف یہی ایک ایسا دواخانہ ہے جہاں ہاتھ لگائے بغیر دوائیں مشینری کے ذریعہ سے تیار ہوتی ہیں اور پیک کی جاتی ہیں چنانچہ شربت رُوح افزا کی تیاری کے لیے سب سے پہلے جدید آلات کے ذریعہ سے پھلوں، پھولوں، میووں اور دواؤں کا جوہر نکالا جاتا ہے۔ اس کے بعد شربت رُوح افزا کی تیاری اس عجیب و غریب دیگ میں شروع ہوتی ہے جس میں حرارت، وزن، مقدار اور شربت کا قوام معلوم کرنے کے لیے آلات لگے ہوتے ہیں۔ یہ دیگ ایک ہی وقت میں ایک ہزار سے زیادہ شربت کی بوتلیں تیار کر دیتی ہے۔ تیاری کے بعد مشین ہی کے ذریعہ شربت صاف کیا جاتا ہے، بوتلوں میں بھرا جاتا ہے اور مشین ہی کے ذریعہ بوتلوں کو اس طرح پیک کیا جاتا ہے کہ یہ شربت جب بھی بوتل سے نکلتا ہے اسی طرح تازہ ہوتا ہے جیسے ابھی دس منٹ پہلے بوتلوں میں بھرا گیا ہو۔ غرض شربت رُوح افزا کی تیاری کے لیے جو غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہے اس کی مثال شاید یورپ اور امریکہ میں تو مل جائے لیکن ہندستان میں ملنی ناممکن ہے۔ اس غیر معمولی اہتمام ہی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ شربت طبی نقطۂ نظر سے کس قدر بلند حیثیت رکھتا ہے۔

موسم گرما کی تمام بیماریوں کا بہترین علاج

شربت رُوح افزا کی لذت اور کیف کو دیکھتے ہوئے کسی کو یہ محسوس بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ مفرح شربت صرف شربت ہی نہیں ہے بلکہ موسم گرما کی تقریباً تمام بیماریوں کے لیے ایک بہترین دوا بھی ہے۔

ایک دو نہیں ہندستان کے لاکھوں آدمیوں کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ "شربت رُوح افزا" کے پینے کے بعد موسم گرما کی ان خطرناک بیماریوں سے تحفظ ہو جاتا ہے جن کی وجہ سے لاکھوں انسان ہر سال ہندستان میں مر جاتے ہیں یا اپنی تندرستی کھو بیٹھتے ہیں۔ ذیل میں ہم مختصر طور پر ان چند شکایتوں اور بیماریوں پر روشنی ڈالیں گے جن کے لیے "شربت روح افزا" اکسیر کا کام دیتا ہے۔

جسم میں آگ کا محسوس ہونا

گرمی کے موسم کے شروع ہوتے ہی ہندستان کے نوے فی صدی باشندے یہ محسوس کرنے لگتے ہیں جیسے جسم کے اندر آگ لگی ہوئی ہو اور حلق خشک ہوا جا رہا ہو جب یہ کیفیت محسوس ہو تو "شربت روح افزا" کا ایک گلاس صبح کو نہار منھ پی لیا جائے۔ اگر برف مل جائے تو اسے بھی شامل کر لیا جائے۔ اس کے بعد نہ تو ضرورت سے زیادہ گرمی محسوس ہوگی اور نہ پیاس ہی بار بار لگے گی اور نہ گرمی کے خراب اثرات جسم پر کوئی ناگوار اثر پیدا کر سکیں گے۔ جو حضرات صبح کو ناشتہ میں دودھ کے عادی ہوں وہ دودھ ہی میں شربت رُوح افزا ڈال لیں۔ شربت روح افزا کو دہی کی لسی میں بھی ملا کر پیا جا سکتا ہے۔ دودھ اور لسی کا ذائقہ شربت رُوح افزا سے بہت ہی خوش گوار ہو جاتا ہے۔

دماغ اور جسم کی تھکن

گرمی کی زیادتی کا عموماً یہ اثر ہوتا ہے کہ جو لوگ دماغی کام کرنے کے عادی ہیں ان کا دماغ ذرا سے کام کے بعد ہی تھکن محسوس کرنے لگتا ہے۔ دماغی تھکن کے علاوہ جسم بھی ٹوٹنے لگتا ہے جب یہ کیفیت محسوس ہو تو فوراً شربت رُوح افزا کا ایک گلاس پی لیا جائے۔ اس کے پیتے ہی اعصاب، دل و دماغ میں ایک نئی قوت اور نئی زندگی محسوس ہونے لگے گی اور طبیعت جو گر رہی تھی فوراً تر و تازہ ہو جائے گی۔

کھیل کود کی تھکن ہاکی، ٹینس، فٹ بال، گولف، بیڈمنٹن اور اسی قسم کے ورزشی کھیلوں کے بعد جب پسینہ کثرت سے بہنے لگے اور دل کی حرکت سست اور کمزور ہو رہی ہو یا تھکن، اضمحلال اور افسردگی محسوس ہو رہی ہو تو "شربت رُوح افزا" کو استعمال کر لیا جائے تو یہ تمام شکایتیں حیرت انگیز طریقہ پر دور ہو جائیں گی۔ شربت رُوح افزا کو صرف شربت ہی کی صورت میں پینا ضروری نہیں ہے۔ جو حضرات سوڈا پینے کے عادی ہیں وہ اسے سوڈا واٹر میں ملا کر پییں تو فائدہ کے علاوہ ایک خاص لذت بھی محسوس ہوگی۔

شربت رُوح افزا کا بدل ماءالصحت (جیبی) اگرچہ "شربت روح افزا" اپنی شان کا بالکل انوکھا شربت ہے اور اس کے فوائد کسی دوسرے شربت یا عرق میں جوں کے توں منتقل نہیں ہو سکے، تاہم ہمدرد دواخانہ نے دور دراز و غیر ممالک میں رہنے والے اُن حضرات کی خاطر جو شربت رُوح افزا حاصل نہیں کر سکتے ایک عجیب و غریب عرق "ماءالصحت" کے نام سے ایجاد کیا ہے جس میں انار، انگور، سنترہ، بہی، انناس، فالسہ وغیرہ کے تازہ رس بھی شامل ہیں۔ نیز مفرح اور مقوی دماغ دوائیں بھی ڈالی گئی ہیں۔ تاکہ دور دراز مقامات پر رہنے والے شربت رُوح افزا کا بہترین بدل حاصل کر سکیں۔

"ماءالصحت" صرف اُن لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو کسی وجہ سے اس شربت کو حاصل نہیں کر سکتے۔ ماءالصحت کو معمولی شکر یا قند کے شربت میں ملا کر پیا جا سکتا ہے بالکل شربت رُوح افزا کا لطف آتا ہے اور شربت رُوح افزا کے زیادہ سے زیادہ فوائد بھی اس میں موجود ہیں۔

دردِ سر کے لیے بے حد مفید گرمی سے زیادہ تر صفراوی یا دموی دردِ سر ہوا کرتا ہے۔ صفراوی دردِ سر میں منھ کا مزہ کڑوا ہوتا ہے، پیاس بہت لگتی ہے، اُبکائیاں آتی ہیں۔ اور دموی دردِ سر میں آنکھوں اور چہرہ کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ سر بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا دردِ سر لُو لگنے سے بھی ہوتا ہے۔ بعض اوقات گرمی میں دماغی کام کرنے کی وجہ سے بھی سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ صفراوی دردِ سر میں شربت رُوح افزا ۴ تولے پانی یا عرق بیدمشک ۱۲ تولے میں ڈال کر پلائیں۔ پیشانی پر "قل زم" کی پھریری لگا دیں یا "ہمدرد مرہم" مل دیں۔ شربت روح افزا پہلی ہی خوراک میں صفرا یا پت کو، جو غیر طبعی طور پر معدہ میں گر کر دردِ سر پیدا کرتا ہے، روک دیتا ہے اور دردِ سر دور ہو جاتا ہے۔ اگر شربت رُوح افزا نہ ہو تو ماءالصحت ۲ تولے معمولی شربت میں ملا کر پلائیں۔ دردِ سر دموی میں شربت رُوح افزا ۴ تولے پانی میں ڈال کر پلائیں۔

دماغی کام کرنے سے اگر دردِ سر ہوا ہو، جو اکثر مصنفین، وکیلوں، ایڈیٹروں، دفتر کے کلرکوں اور محنتی طالب علموں کو ہوا کرتا ہے، تو دردِ سر یا تھکن کا احساس ہوتے ہی شربت رُوح افزا ۵ تولے، برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر نوش کریں۔ اس سے فوراً درد اور تھکن دُور ہو جائے گی اور دماغ تازہ ہو کر کام کی طرف لگ جائے گا۔

لُو لگنا (سن اسٹروک) جب سخت گرمی پڑتی ہے اور سورج کی تیزی بڑھ جاتی ہے تو ہندستان کے گرم شہروں میں مئی، جون اور جولائی میں لُو لگنے کے حادثے ہوا کرتے ہیں۔ جن مقامات پر گرمی ۱۰۸ سے ۱۲۰ فارن ہیٹ تک ہوتی ہے وہاں آدھی رات گزر جانے پر بھی لُو لگ جایا کرتی ہے۔ لُو لگنے پر مریض کے دل پر گرمی کا احساس ہوا کرتا ہے۔ سر چکراتا ہے، قے آتی ہے، آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں، نبض کمزور ہو جاتی ہے۔ سانس تنگ ہو جاتا ہے، پھر بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ لُو کے سخت حملے کی صورت میں دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے اور مریض مر جاتا ہے۔ لُو کا کوئی حادثہ ہونے پر فوراً مریض کو آرام سے لٹا کر سر پر ٹھنڈا پانی ڈالیں اور شربت رُوح افزا ۴ تولے شامل کر کے پلائیں۔ لخلخہ سرد سنگھائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو شربت رُوح افزا عرق بیدمشک میں ملا کر پلائیں۔ شربت رُوح افزا نہ ہو تو ماءالصحت ۲ تولے سے ۵ تولے تک مصری یا قند کے شربت میں ملا کر اور ٹھنڈا کر کے پلائیں۔

نسخہ لخلخۂ سرد:- عطر گُلِ۔ عطر صندل۔ روغن گل ہموزن

اختلاج یا دل کی دھڑکن گرمی کی شدت یا لُو لگنے سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں طبیعت بے چین ہوتی ہے، دل ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جب دل کی حرکت تیز ہو اور طبیعت پر وحشت کے آثار نمایاں ہوں تو فوراً شربت رُوح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ملا کر پلائیں۔ بکری یا گائے کے دودھ میں شربت رُوح افزا ڈال کر پینے سے دل کی دھڑکن دُور ہو جاتی ہے۔ دل مستقل طور پر کمزور ہو تو خمیرہ مروارید ۴ ماشے یا خمیرہ زہر مہرہ ۴ ماشے کھلا کر اوپر سے شربت رُوح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پییں۔

پیاس کی زیادتی - پیاس اُس احساس کا نام ہے جو سرد تر چیز کی طلب کو ظاہر کرتا ہے۔ جب پانی کی مقدار خون میں کم ہو جاتی ہے تو پیاس

معلوم ہوتی ہے گرمی میں پیاس بہت لگتی ہے۔ پیاس کے وقت اگر عمدہ پانی دستیاب نہ ہو تو خراب پانی پینے میں آجاتے ہیں جیسا کہ ریل اور پیدل کے سفر میں ہوا کرتا ہے، تو خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آدمی ہر وقت گھر نہیں رہتا اور جب سفر میں ہوتو جگہ جگہ کا پانی پینا پڑتا ہے جس کے اچھا ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ اس قسم کا پانی انسان کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اس لیے گرمی میں خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ پیاس کم لگے گرمی میں کبھی معدہ جگر اور گردوں کا مزاج گرم ہو جانے کی وجہ سے پیاس بار بار لگتی ہے اور بار بار پینے سے تسکین نہیں ہوتی۔ پانی پیتے سے پیٹ پھول جاتا ہے۔ ذیابیطس کی وجہ سے بھی پیاس بڑھ جاتی ہے۔

علاج: گرمی میں پیاس کی شدت سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ صبح کو دن چڑھے سے پہلے ۴ تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی یا دودھ یا دہی کی لسی میں ڈال کر پی لیں۔ اس سے جگر معدہ اور گردوں پر اچھا اثر پڑتا ہے اور دن بھر پیاس کی شدت نہیں ہوتی۔ اور پسینے کی گلٹیوں (غدود عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈس) کا فعل بھی باقاعدہ رہتا ہے اور پسینہ ضرورت سے زیادہ خارج نہیں ہوتا۔ سخت گرمی کے وقت بھی طبیعت کام کرنے پر حاضر رہتی ہے۔ پیاس کی شدت کے مریضوں کو شربت روح افزا ۵ تولے نہایت ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ پہلے ہی گلاس میں پیاس کو سکون ہو جاتا ہے۔ ضرورت ہو تو ایک گھنٹے بعد دوسرا گلاس پلائیں۔ ذیابیطس کے مریضوں کو پیاس کی زیادتی میں دو دانے ایک ذرا سے کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا ۵ تولے (چھاچھ۔ مٹی) ۱۵ تولے میں ملا کر پلائیں۔ اس سے اصل مرض کا بھی قلع قمع ہو جائے گا اور پیاس بھی دور ہو جائے گی تین یا چار ہفتے مسلسل یہ عمل کریں۔ شربت روح افزا موجود نہ ہونے کی صورت میں مار شحت ۲ تولے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قے اور متلی گرمی میں جگر کے فعل کی خرابی کے باعث صفرا غیر معمولی طور پر معدہ میں گر کر پیاس، قے اور متلی وغیرہ کی شکایتیں پیدا کر دیتا ہے ایسی صورت میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں گھول کر تھوڑا تھوڑا پلائیں یا شربت روح افزا ۳ تولے عرق پودینہ ۵ تولے یا عرق گلاب ۵ تولے میں ڈال کر پییں۔ برف مل جائے تو اس کو برف سے ٹھنڈا کر لیں اور ذرا ذرا سا شربت روح افزا بار بار چاٹتے رہیں۔ جی چاہے تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا شامل کر کے پییں۔ جہاز، ریل اور بیل گاڑی وغیرہ میں بیٹھنے سے جو قے آنے لگتی ہے اس میں بھی شربت روح افزا نہایت مفید ہے۔ ۲ تولے شربت پانی یا سوڈا واٹر میں ڈال کر پلائیں۔ حاملہ عورتوں کی قے میں بھی شربت روح افزا تریاق ثابت ہوا ہے ذرا ذرا سا شربت چٹائیں یا پودینے کے عرق میں ۲ تولہ شربت روح افزا ڈال کر نوش کریں۔ گرمی کے تمام بخاروں میں قے، پیاس، درد سر اور ہذیان کو رفع کرنے کی غرض سے شربت روح افزا اسی طرح استعمال کریں۔

بھوک بند ہو جانا گرمی کی شدت میں اکثر بھوک بند ہو جاتی ہے یا کم لگتی ہے ایسی صورت میں صبح سویرے نہار منہ ۴ تولے شربت روح افزا پانی یا دودھ میں ڈال کر پییں اور دوپہر تک کچھ نہ کھائیں کھانے کے وقت میں بھوک کا احساس ہونے لگے گا اور حسب معمول خوب غذا کھائی جائے گی۔

ناگہانی بے ہوشی بعض اوقات گرمی میں مجمع میں بیٹھنے یا ریل اور سڑک پر چلتے چلتے آدمی بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس قسم کی بے ہوشی میں شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر تھوڑا تھوڑا بے ہوش آدمی کو پلائیں۔ نہ پی سکے تو چمچے سے حلق میں اتاریں۔ اگر مل سکے تو عرق بید مشک ۵ تولے عرق کیوڑہ ۵ تولے بھی شامل کر دیں۔

صفراوی یا پت کے دست گرمی کے موسم اور گرم مقامات پر غذا کی خرابی سے اکثر صفراوی یا پت کے دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بچوں کے اس قسم کے دستوں سے تو ہیضے کا شبہ ہو جاتا ہے۔

دست شروع ہوتے ہی بڑے آدمی کو ۴ تولے شربت روح افزا عرق گلاب ۱۰ تولے یا عرق پودینہ ۱۲ تولے یا صرف پانی میں ڈال کر پلائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا ڈال کر پلائیں۔ بچوں کو شربت روح افزا ایک تولہ یا دو تولے، عرق گلاب ۳ تولے میں ملا کر دیں۔ سبز رنگ کے دست ہوں تو اسی شربت میں ذرا سا نارجیل دریائی اور زہر مہرہ بھی گھس دیں۔

بے خوابی یا نیند نہ آنا گرمی میں جگر کی خرابی، قبض یا بدہضمی کی وجہ سے یہ شکایت ہو جاتی ہے۔ نیند بالکل نہیں آتی یا کم آتی ہے حاملہ عورتوں کو بھی نیند نہ آنے کی تکلیف ہو جاتی ہے ایسی صورت پیش آنے پر شام کا کھانا سونے سے ۳ گھنٹے پہلے کھا لیا کریں اور رات کو سوتے وقت ۴ تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اس سے اکثر پہلے ہی دن گہری اور آرام کی نیند آجاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو ایام حمل میں نیند نہ آئے تو وہ بھی شربت روح افزا اسی ترکیب سے استعمال کر سکتی ہیں۔ سر میں تیل ڈالنے کی عادت ہو تو معمولی بازاری تیلوں کی جگہ "روغن بے نظیر" اچھی طرح سر میں مل لیا کریں۔

طبیعت کا گرا گرا رہنا۔ گرمیوں میں دل کی حرکت کم زور ہو جاتی ہے۔ اس لیے اکثر طبیعت افسردہ اور گری گری رہتی ہے شربت روح افزا

جگر اور دورانِ خون پر نہایت اچھا اثر ڈالتا ہے۔ اس کے استعمال سے طبیعت جلد بشاش اور خوش ہو جاتی ہے۔ جس وقت طبیعت گری گری ہو تو شربت روح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پی لیں۔ صبح و شام عادتاً شربت روح افزا پیتے رہیں تو یہ شکایت پیدا ہی نہ ہوگی۔

چڑچڑاپن:۔ گرمیوں کے دن بہت بڑے ہوتے ہیں۔ موسم کی گرمی کے باعث جسم میں حرارت زیادہ ہو جاتی ہے۔ فضا اور ماحول بھی گرم ہوتا ہے۔ ان وجوہ سے اکثر دماغی کام کرنے والوں کے مزاج میں جن میں ایڈیٹروں سے لے کر دفتروں کے کلرک تک شامل ہیں، چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ آتا ہے اور معمولی معمولی اسباب پر وہ بیوی، بچوں اور ملازموں پر خفگی کا اظہار کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ دل اور اعصاب کی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس دل چسپ مرض میں اجب بیوی اپنے شوہر کا انتظار خوف و ہراس کے ساتھ کیا کرتی ہے اور بچے شفیق باپ کے گھر میں قدم رکھتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں، **شربت روح افزا** نہایت مفید ہوتا ہے۔ ۴ تولے شربت روح افزا برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر آتش مزاج شوہر یا باپ کو پلا دینا چاہیے۔ جلد یہ چڑچڑاپن اور غصے کی عادت دور ہو جائے گی!

نکسیر کا مرض گرمی کے موسم میں گرمی اور خشکی کے باعث نکسیر پھوٹنے لگتی ہے اور سیروں خون ضائع ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو یہ شکایت ہو انہیں روزانہ صبح کو شربت روح افزا ۴ تولے پانی یا عرق شاہترہ میں ڈال کر پی لینا چاہیے۔

صفراوی یا پت کا بخار:۔ یہ شدید قسم کا میریائی بخار ہے محرقہ بھی اسی کی ایک خطرناک قسم ہے۔ جس میں بخار بہت تیز ہوتا ہے۔

علاج:۔ پہلے ہی دن شربت روح افزا ۴ تولے عرق کاسنی یا عرق شاہترہ ۱۰، ۱۰ تولے میں ملا کر پلائیں اور روزانہ تین دن تک صبح و شام پلاتے رہیں اس سے اخراج فضلات کا نظام درست اور باقاعدہ ہو جائے گا اور تیسرے دن بخار اتر جائے گا۔ اگر بخار نہ اترے تو کچھ چار دن یہی شربت روح افزا مذکورہ طریقے پر پلاتے رہیں۔ ساتویں دن شام کو قرص ملین دو عدد کھلائیں۔ صبح کو دو تین اجابتیں آ کر طبیعت درست ہو جائے گی۔ غذا میں خرفہ، پالک، کدو وغیرہ کی ترکاری کھلائیں یا آشِ جو پلائیں۔

شربت روح افزا پارٹیوں میں موسم گرما کی کوئی پارٹی جس میں شربت روح افزا نہ ہو کیف و سرور اور صحت و شادمانی کے لحاظ سے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جن پارٹیوں میں شربت روح افزا سے تیار کیا ہوا سرخ رنگ کا سیال سفید بلوری گلاسوں میں چمک رہا ہو وہ نتیجے کے لحاظ سے قطعاً کامیاب سمجھی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی پارٹی شربت روح افزا سے محروم رہنا نہیں چاہتی۔

شربت روح افزا کا آئس کریم بعض جدت پسند حضرات گائے کے عمدہ دودھ اور بالائی میں شربت روح افزا شامل کر کے آئس کریم بنا کر نوش کرتے ہیں۔ اس طریقے سے تیار کی ہوئی آئس کریم نہایت خوش ذائقہ، خوش رنگ اور مفرح ہوتی ہے۔ صاحبانِ ذوق اسے بے حد پسند کرتے ہیں۔

ہر مذہب و ملت کے لیے بے ضرر:۔ شربت روح افزا بوڑھوں، جوانوں، عورتوں، بچوں، سرمایہ داروں، مزدوروں، ہندوؤں، مسلمانوں، پارسیوں، عیسائیوں، مولویوں، پنڈتوں غرض ہر مذہب کے ہر عمر کے افراد کے لیے گرمی کا بہترین طبی اور سائنٹیفک تحفہ ہے جس کو حاصل کرنے کی کوشش قطعاً دانشمندی اور دور بینی ہے۔ اس میں کوئی ناجائز چیز شامل نہیں ہے۔

شربت روح افزا کی قیمت اور خاص رعایتی اعلان !!!

شربت روح افزا کی قیمت اس کے فائدوں کے لحاظ سے پہلے ہی کم رکھی گئی ہے۔ ایک روپیہ چار آنے فی بوتل ہے۔ اس قسم کی خوبیوں والا شربت کسی طرح بھی مہنگا نہیں ہے۔ پھر بھی زیادہ تعداد میں بوتلیں خریدنے والوں کے لیے خاص رعایت کر دی گئی ہے۔ چنانچہ تین بوتلوں سے پانچ بوتلوں تک خریدنے والوں کے لیے ایک آنہ فی بوتل کی رعایت کی جاتی ہے اور چھ بوتلوں سے گیارہ بوتلوں تک کے خریدار کو ۲ پیسے فی بوتل کی اور ایک درجن یا اس سے زیادہ بوتلوں کے خریدار کو ۲ر فی بوتل کی کمی قیمت میں کر دی جاتی ہے۔ طبیبوں، ویدوں، عطاروں اور ڈاکٹروں کو ۲۰ فی روپیہ کمیشن دیا جاتا ہے۔

دہلی سے باہر کے شائقین کو چاہیے کہ وہ ریلوے کے ذریعہ سے پارسل منگائیں۔ ڈاک سے پارسل منگوانے میں خرچ زیادہ آتا ہے۔ دو دو تین تین خریدار مل کر اگر شربت منگائیں تو ریلوے کے محصول میں بھی کمی ہو جاتی ہے اور اعلان کے مطابق وہ رعایت کے حقدار بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ ریلوے پارسل منگانے والے اصحاب اپنے اسٹیشن کا نام مع لائن صاف صاف لکھیں

دواؤں کی قیمتیں:۔ جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے نیچے لکھی جاتی ہیں:۔

نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت
خمیرہ زہر مہرہ	۱ تولہ	۸ر	روغن بے نظیر	۱ شیشی	۱۲ر	عرق بید مشک	۱ بوتل	۱۴ر	عرق کاسنی	۱ بوتل	۳ر	فسل زم	۱ شیشی	[illegible]
خمیرہ مروارید	۱ تولہ	۴ر	زہر مہرہ معمولی	۱ تولہ	۴ر	عرق پودینہ	۱ ״	۴ر	عرق کیوڑہ	۱ ״	ھر	ماء الحیات	۱ بوتل	۵ر
دولابی (ایک شیشی)	۲۴ ٹکیہ	[illegible]	شربت روح افزا	۱ بوتل	[illegible]	عرق شاہترہ	۱ ״	۴ر	عرق گلاب	۱ ״	۱۲ر	نارجیل دریائی	۱ تولہ	—
									قرص ملین	۱ ڈبہ	۱۰ر	ہمدرد مرہم	۱ ڈبیہ	۸ر

قائم شدہ سنہ ۱۹۰۶ء — **ہمدرد دواخانہ دہلی** — تار کا پتہ "ہمدرد" دہلی



یہ خاتون ایام ماہواری کی خرابی کی وجہ سے
مہینہ میں ایکبار نزع کی تکلیف اٹھاتی تھی!

اس کی ایک سہیلی نے اُسے مشورہ دیا کہ وہ ہمدرد دواخانہ کی تیار کردہ دوا

ماھواری استعمال کرے۔ اس دوا کے استعمال سے اب اُسے کوئی تکلیف نہیں ہے وہ بالکل تندرست ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا کہ ایام کب ہوتے ہیں۔ ماہواری حیض کی خرابیوں کا سائنٹیفک علاج ہے حیض کی بندش کے لیے بے حد مفید ہے۔ اس کے استعمال کے بعد حیض کی تمام تکالیف اور شکایتیں حیرت انگیز طریقہ پر دُور ہو جاتی ہیں اور عورتوں کی صحت دن بدن بہتر ہوتی چلی جاتی ہے ٭



ماھواری

قیمت:۔ فی شیشی ایک رُپیہ آٹھ آنے (عہ؎)



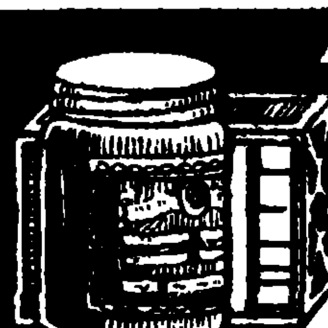
رحم کی شدید تکلیف
کھانا پینا حرام ہو گیا

اس خاتون کے رحم میں شدید تکلیف تھی یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے رحم کا پھوڑا تشخیص کیا تھا۔ یہ اس تکلیف کی وجہ سے نہ سو سکتی تھی نہ کھا سکتی تھی لیکن **مستورین** کے استعمال نے اس کی حالت کو بدل دیا۔ یہ بغیر اپریشن کے اچھی ہو گئی۔ مستورین ایام کی بیقاعدگی یا ان کا درد کے ساتھ آنا، خون کی کمی یا زیادتی، اختناق الرحم (ہسٹیریا)، رطوبت کا غیر معمولی اخراج اور رحم کے شدید سے شدید امراض میں اکسیر ثابت ہو رہی ہے۔

یہ عورتوں کی تکلیف ہی کو دُور نہیں کرتی بلکہ اس کے ساتھ ہی عورتوں کی صحت پر بھی اس دوا کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

اس دوا نے ہزاروں عورتوں کو رحم کے اپریشن سے بچا لیا ہے

قیمت:۔ فی شیشی صرف ایک رُپیہ (عہ؎)



اتری ہوئی صورت اور
عورتوں کے زرد رُخسار

اس چیز کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ سیلان الرحم کے مرض میں مبتلا ہیں۔ مرض معمولی نہیں ہے اس کے نتائج بے حد خطرناک ہیں۔ اس مرض کا بہترین علاج یہ ہے کہ عورتوں کو

ناشف

استعمال کرائی جائے

ناشف نے ہزاروں زرد عورتوں کو سرخ و سفید بنا دیا ہے اور ان عورتوں کو نئی زندگی دے دی ہے جنکو یہ مرض گھن کی طرح اندر ہی اندر کھائے چلا جا رہا تھا۔ سیلان الرحم کے لیے آجتک اس سے زیادہ مؤثر دوا دریافت نہ ہو سکی۔ صرف دو تین خوراکیں سیلان رطوبت کو بند کر دیتی ہیں اور بیس پچیس روز کے استعمال سے مستقل فائدہ ہو جاتا ہے اور جسم میں نئی زندگی، نئی طاقت اور نئی لہر دوڑ جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی (۲۴ خوراکیں) تین رُپے (سے؎)

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی


KULZAM
ہر گھر کی
اہم ترین ضرورت
گھر کا مکمل دواخانہ
ہمدرد دواخانہ نے "قلزم" کے نام سے ایک ایسی دوا ایجاد کی ہے جو ہر
گھر میں ڈاکٹر کا کام دیتی ہے۔ یہ دوا گویا ایک جادو ہے۔ کہ ایک شیشی میں بے شمار
فوائد ہیں۔ ہر قسم کے درد، چوٹ، سوجن، طاعون، ہیضہ اور زہریلے جانوروں
کے کاٹے کے لیے اکسیر ہے۔ پیٹ کی تمام شکایتوں کو یہ دوا دور کرتی ہے گھر
پر اور سفر میں "قلزم" کی ایک شیشی ضرور پاس رکھیے +
قیمت ——— فی شیشی ایک روپیہ (عہ)
دانت کا درد
سر کا درد
گٹھیا
سانپ کا کاٹنا
کان کا درد
جل جانا
ہیضہ
کتے کا کاٹ کھانا
پیٹ کا درد
قلزم
قلزم


ہمدرد مرہم
ہمدرد مرہم، ہمدرد دواخانہ دہلی کا ایک ایسا مشہور مرہم ہے جو برسوں سے استعمال
کیا جا رہا ہے۔ علاج کرنے والے اس کی خوبیوں کی ہمیشہ تعریف کرتے ہیں اور نازک
موقعوں کے لیے ہمیشہ پاس رکھنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اس مرہم کے دو بڑے
خاصے ہیں۔ پہلا خاصہ یہ ہے کہ جس جگہ یہ لگایا جاتا ہے وہاں کی ساخت میں فوراً داخل ہو جاتا ہے۔ دوسرے
مرہموں میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ وہ چربی اور مختلف قسم کے غلیظ تیلوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ہمدرد مرہم
چربی اور غلیظ چیزوں سے پاک ہے اسکے اجزا جلد اثر کرنے والے اور لطیف و پاک ہیں۔ دوسرا خاصہ اس مرہم
کا یہ ہے کہ جسم کے اندر پہنچکر یہ اپنا کام فوراً شروع کر دیتا ہے اس کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ بیمار عضو میں جہاں
تکلیف ہوتی ہے سکون پیدا کر دیتا ہے۔ درد، جلن، اکڑاؤ، کھولن، چبھن وغیرہ تکلیفیں اس سے بہت جلد دور ہو جاتی ہیں
یہ اس مرہم کا وہ فعل ہے جسکو طبی زبان میں تسکین کہتے ہیں۔ اس فعل کے بعد ہمدرد مرہم اصل مرض کو دور کرنیکا
کام شروع کر دیتا ہے اور جہاں جیسا موقع ہوتا ہے ویسا ہی کام یہ مرہم انجام دیتا ہے۔ زخموں کو بھرتا ہے
چوٹ کے نیلے پن کو دور کرتا ہے۔ جلی ہوئی جگہ کو جلد صاف کرتا ہے۔ چاقو وغیرہ کے زخم کو جراثیم سے پاک
رکھتا ہے۔ غرض ہمدرد مرہم کے بے شمار فائدے ہیں۔ آپ کے پاس ہمیشہ ہمدرد مرہم کی ایک ڈبیہ
رہنی چاہیے۔ قیمت :۔ فی ڈبیہ آٹھ آنے (۸)
ملنے کا پتہ :۔ ہمدرد دواخانہ دہلی
چوٹ
آگ اور پانی سے جلنا
چاقو کا زخم
پھوڑے پھنسیاں
گٹھیا



محمد شہاب الدین ناصر عمر ۹ ماہ از عنبر پیٹ (دکن)

بے اولادی کا داغ مٹ گیا

محترمہ اہلیہ صاحبہ احسان .... صاحب عنبر پیٹ (دکن) سے طبیبہ صاحبہ شعبہ زنانہ ہمدرد دواخانہ دہلی کو تحریر فرماتی ہیں :-

" میں نے گزشتہ سال آپ کو اپنا حال لکھا تھا اور آپنے میرے لیے معجون مقوی رحم وغیرہ دوائیں تجویز کی تھیں۔ آپ کو یہ معلوم کر کے یقیناً مسرت ہوگی کہ آپ کی دواؤں نے بہت فائدہ کیا اور خدا کے فضل و کرم سے پوری مدت کے بعد صحیح و سالم بچہ پیدا ہوا جسکی تصویر مرسل ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ۔ ماشاء اللہ بچہ تندرست ہے۔ خداوند کریم آپ کو اور آپ کے دواخانہ کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ آخر میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو میرے بچے کی تصویر ہمدرد صحت میں شائع کر سکتی ہیں۔"

(یہ تصویر اور دکھائی گئی ہے) محترمہ اہلیہ احسان صاحب کا بقیہ رائٹنگ شائع کرنا ہم نے اخلاقی طور پر مناسب نہیں سمجھا۔

ہمدرد دواخانہ دہلی کی **معجون مقوی رحم** اولاد سے محروم عورتوں کے لیے خوش خبری کا پیغام ہے۔ بہت سی خواتین کی خالی گودیں اس دوا کے استعمال سے بھر چکی ہیں۔ سینکڑوں تاریک گھروں میں اس دوا کی بدولت چراغ روشن ہو گئے۔ اس معجون کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ان تمام خرابیوں اور بے قاعدگیوں کو دور کرتی ہے جو حمل ٹھیرنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اس کے بعد رحم اور متعلقات رحم کی ساختوں کو مضبوط کر کے ان میں نطفہ کو قبول کرنے کی استعداد پیدا کر دیتی ہے۔ جن خواتین کے حمل بار بار گر جاتے تھے وہ اس مرض سے چھٹکارا پا کر بامراد ہوئی ہیں قیمت :- فی شیشی دو روپے آٹھ آنے (پرچہ ترکیب دوا کے ساتھ ہی)



معجون مقوی

ZAMAD   SHABAB

زیادہ عمر کی عورتیں بھی جوان معلوم ہونے لگی ہیں!

گری ہوئی چھاتیاں اُبھر جاتی ہیں

جب عورتوں کی چھاتیاں ڈھل جاتی ہیں تو وہ وقت سے پہلے بوڑھی معلوم ہونے لگتی ہیں لیکن ہمدرد دواخانہ کا لاجواب "ضماد شباب" اس شکایت میں لاجواب دوا ثابت ہوئی ہے یہ اس قدر کامیاب ہے کہ یورپ کی قیمتی سے قیمتی دوائیں اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔ اس کے چند روزہ استعمال سے چھاتیوں کا ڈھیلا پن جاتا رہتا ہے۔ اور چھاتیاں سڈول اور سخت ہو جاتی ہیں۔ خواہ چھاتیاں بیماری سے گری ہوں یا بچوں کو دودھ پلانے سے یا عمر کی زیادتی سے سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ بالکل بے ضرر ہے۔ بے حد خوشبودار ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)







ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

مرد کے جسم میں گھن



دیکھنے میں لکڑی کبھی کبھی باہر سے خاصی اچھی ہوتی ہے۔ رنگ روغن کی لیپاپوتی بھی اسے کچھ روکے رکھتی ہے لیکن جہاں اس پر ذرا زور پڑا یا جھٹکا لگا وہ چرچر کرکے زمین پر آ رہتی ہے یہی حال جریان اور احتلام کے مریض کا ہے۔ سو میں ایک مریض بھی ایسا نہیں ملے گا جو جریان اور احتلام جیسے نامراد مرض کے ہوتے ہوئے ظاہرا بھی تندرست ہو۔ زرد اور اترا ہوا چہرہ، پچکے ہوئے گال، بے جان ہاتھ پاؤں، گری گری طبیعت، پریشان خیالی، کام میں دل نہ لگنا، حافظہ کی کمزوری۔ پڑھنے لکھنے سے بیزاری، گھربار سے نفرت، عورت سے وحشت، دل، دماغ اور جگر کا ضعف۔ ہاضمہ کا فتور، بھوک کی بندش، قبض اور آخرکار نامردی اور نامرادی۔ یہ ہیں احتلام اور جریان کے مریض کی مصیبتیں۔

ہزاروں طبیبوں، ویدوں اور ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ ہمدرد کی خاص دوائیں اپنے مرضوں کیلیے واقعی اکسیر اور حکمی اثر رکھتی ہیں۔ ہمدرد کے قرص جریان احتلام اور جریان کے مریضوں کے لیے شفا کا پیغام ہیں اور مایوس مریضوں کے لیے ایک ایسا تحفہ ہیں جسے جادو اثر کہا جا سکتا ہے

میں نے چھ ماہ کے اندر جریان اور احتلام کے متعدد مریضوں کو قرص جریان استعمال کرایا اس نے حیرت انگیز طریقہ پر اپنا اثر دکھلایا ہے۔ میں آپ کی تلاش اور تجربہ کی داد کیا دے سکتا ہوں بلکہ یہ کہہ سکتا ہوں ہمدرد دواخانہ کے نام کی نسبت سے آپ کو خدا وند کریم نے ہمدردی نوع بشر کی صفت خاص سے متصف کر دیا ہے۔

(حکیم) مقبول شاہ ولد... دہلوی

از شاہ آباد

ہمدرد کے قرص جریان کس طرح اپنا عمل کرتے ہیں؟

ہمدرد کے قرص جریان سائنٹی فک اصول پر بڑے تجربات کے بعد تیار کیے گئے ہیں۔ جلق، اغلام اور جماع کی کثرت کی وجہ سے جب اعضا تناسل کی حس اتنی بڑھ جاتی ہے کہ ذرا سی تحریک سے کیسۂ المنی Vesicular Semineles پر اثر پڑتا ہے اور منی خارج ہو جاتی ہے۔ اس وقت قرص جریان کی چند خوراکیں اعضاء تناسل کی بڑھی ہوئی حس کو اعتدال پر لے آتی ہیں منی کا بہنا اور احتلام کی شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔ قرص جریان مثانہ اور غدہ قدامیہ Prostate Gland کی اس سوزش کو دور کرتے ہیں جو جریان اور احتلام کا سبب ہوتی ہے۔ منی کی تھیلیوں، منی کو چھوڑنے والی نالیوں، غدہ قدامیہ اور غدہ ودی Cowper's Gland کو طاقت پہنچا کر قرص جریان مذی اور ودی کے بے قاعدہ نکلنے کو روک دیتے ہیں جریان اور احتلام کی بازاری اور اشتہاری دواؤں کے خلاف قرص جریان معدہ پر اچھا اثر ڈالتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انکے استعمال سے پیٹ میں نہ کوئی بوجھ ہوتا ہے اور نہ ہاضمہ خراب ہوتا ہے۔ بلکہ ان سے بھوک اچھی طرح لگنے لگتی ہے۔

ہمدرد کے قرص جریان جسم میں اپنا کوئی خراب اثر نہیں چھوڑتے بلکہ وہ جریان اور احتلام پر ایسی فتح حاصل کرتے ہیں جس میں آگے یا پیچھے کی کوئی شرط نہیں ہوتی ان کے استعمال سے آپ کی جسمانی مشینری ایسی آسانی سے کام کرنے لگتی ہے جیسے عمدہ گھڑی۔



اِدھر اُدھر کی غیر سائنٹی فک دوائیں استعمال کرکے مرض کو نہ بڑھائیے اور آج ہی جریان اور احتلام کے لیے ہمدرد کے قرص جریان منگائیے

قیمت فی شیشی (جو ایک مریض کے لیے کافی ہے) صرف دو روپے (عہ)

آنتوں کی دِق ہو جاتی ہے

پیچش اور دستوں کی زیادتی سے آنتوں کی دِق ہو جاتی ہے

پیچش اور دستوں کو معمولی مرض نہیں سمجھنا چاہیے۔ ان کی وجہ سے آنتیں خراب ہو جاتی ہیں۔ آنتوں میں زخم پڑ جاتے ہیں اور ذرا سی بے احتیاطی سے آنتوں کی دِق ہو جاتی ہے۔

جب یہ شکایت پیدا ہو تو فوراً

پیچ رجسٹرڈ

استعمال کیجیے۔ ہمدرد دواخانہ کی مشہور دوا ہے۔ اس دوا کی ایک دو خوراکوں ہی سے پیچش کی تمام تکلیفوں سے نجات مل جاتی ہے۔ دستوں کو بغیر کسی نقصان کے روک دیتی ہے خواہ دستوں کا سبب کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ معدہ اور آنتوں کو قوت دیتی ہے اور آنتوں کی تمام ان خرابیوں کو دور کر دیتی ہے جو کسی علاج سے دور نہ ہوتی ہوں

ہر گھر میں ہر وقت موجود رہنی چاہیے +

قیمت فی شیشی (۲۴ خوراکیں) عہ/ ایک روپیہ آٹھ آنے۔

ہمدرد دواخانہ لال کنواں دہلی

شربت رُوح افزا کی تیّاری کے بعض مناظر



مشین سے بوتلوں میں
کاگ لگائے جا رہے ہیں
اور مشین ہی سے کیپسول
لگائے جا رہے ہیں۔



شربت رُوح افزا کے پیکنگ کا ایک

بازاری شربت کی تیاریاں



انی میں گھولا جا رہا ہے



ڈیڑھ تار کا قوام تیار ہے



ادھر ڈبہ کا زہریلا رنگ ڈالا
شربت تیار ہوا۔